

جلد پنجم

افادات

۱۔ قطب العالم مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ

۲۔ شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ

۳۔ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ

ترتیب:

حضرت مولانا محمد عبدالقادر قاسمی رحمۃ اللہ

کتب خانہ مجیدیہ ملتان

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ بَلِّغُوا عَنِّی وَلَوْ آیَةً (الحدیث)

تشریحات بخاری رح (اردو)

جلد پنجم

افادات

قطب العالم مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ

مرتبہ

استاذ العلماء مولانا محمد عبد القادر قاسمی فاضل دیوبند

ناشر

کتب خانہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

فون نمبر 061-4543841

نام کتاب: ....تشریحات بخاری جلد پنجم

افادات: ....قطب العالم الشیخ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

............شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ

ترتیب، ترجمہ، تشریح : ....حضرت مولانا محمد عبدالقادر صاحب قاسمی

ناشر : ....کتب خانہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

کمپوزنگ: ....

تعداد : ....ایک ہزار

صفحات: ۶۲۴

پرنٹر: ....

قیمت مجلد: ....



عرضِ ناشر

بفضلہٖ تعالیٰ تشریحات بخاری کی پانچویں جلد نا مساعد حالات کے باوجود آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

ادارہ مولانا عبدالقادر قاسمی فاضل دیوبند کا مشکور وممنون ہے کہ پیرانہ سالی اور ضعف وبیماری کے باوصف وہ برابر کتابت کی نگرانی اور مسودہ کی تصحیح فرمارہے ہیں، ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ ہم پر قائم ودائم رکھے اور صحت وتوانائی فرمائے تا کہ وہ کتاب کی تکمیل اور طباعت ونشرواشاعت میں ہمارے ساتھ تعاون جاری رکھیں۔ آمین

کتاب میں دوسو صفحات سے زائد کے اضافہ سے معمول سے زائد کتاب ضخیم ہوگئی، ہوشربا گرانی، کاغذ اور سامانِ کتابت کی مہنگائی ان سب اسباب نے قیمت کے اضافہ پر مجبور کردیا، حکومت کا مطالبہ ٹیکس مزید برآں ہے، پھر بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں کتاب جزء پنجم کے پیش کرنے کے قابل بنادیا۔

والحمدللہ علی ذلک

دعا گو

بلال احمد شاہدؒ

محمد خالد

مدیر کتب خانہ مجیدیہ

بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

عرض مؤلف

بحمد اللہ تعالیٰ! تشریحات بخاری کی پانچویں جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے، پہلی چار جلدیں آٹھ آٹھ سو صفحات پر مشتمل تھیں، یہ جلد ۶۲۴ صفحات سے بھی زائد ہوگئی، کیونکہ پندرہ پارہ پر نصف بخاری ختم ہو رہی ہے

''باب المناقب'' کا کچھ حصہ چھوڑنا پڑتا، جو ایک بے جوڑ سا عمل رہتا۔

ان شاء اللہ تعالیٰ چھٹی جلد ''کتاب المغازی'' سے شروع ہوگی، خوشی کی بات یہ ہے کہ ''کتاب المغازی'' اور ''کتاب التفسیر'' میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی مرحوم ومغفور کے افادات کا اضافہ بھی ہوگا، جس سے حضرات قارئین کی دیرینہ خواہش کی تکمیل ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ صحت وتوانائی کے ساتھ نصف آخر بخاری کو مکمل کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے

ایں دعا از من واز جہاں آمین باد

ضعف پیرانہ سالی اور بیماری کی وجہ سے اب میں سفر کے قابل نہیں رہا، جس سے کتاب کی نکاسی میں کمی ہوگئی، قرآنی جواہر پارے اور نسل بڑھاؤ رسالہ کی فروخت بھی رک گئی، اب ملتان شہر کے احباب کے تعاون پر دارومدار رہ گیا ہے۔

ناسپاسی ہوگی، اگر درج ذیل حضرات کا شکریہ ادا نہ کیا جائے، جنہوں نے کتاب فروختگی میں میری حوصلہ افزائی فرمائی، ہر مکتب فکر کے حضرات نے دلچسپی کا اظہار فرمایا، **جزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء**

تقریر ترمذی، تشریحات بخاری جلد اول، جلد دوم، جلد سوم، جلد چہارم، ان پانچ کتابوں کا سیٹ درج ذیل تفصیل سے فروخت ہوا۔

حضرت مولانا عبد البر محمد قاسم صاحب مہتمم مدرسہ قاسم العلوم ملتان،	۴ سیٹ، ۲۰ کتابیں
حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب مہتمم جامعہ خیر المدارس ملتان،	۴ سیٹ، ۱۰ کتابیں
شیخ خضر حیات سابق جج ہائی کورٹ وحال ایڈووکیٹ سپریم کورٹ پاکستان	۲ سیٹ، ۱۰ کتابیں

ایک سیٹ خود رکھا اور ایک سیٹ کی قیمت ادا کر کے جامع العلوم ملتان میں دیا گیا، جب کہ جامع العلوم کے مہتمم جناب مولانا خان محمد صاحب نے ایک سیٹ خود خرید فرمایا　　　ا سیٹ، ۵ کتابیں

حضرت مولانا سید عطاء المحسن شاہ بخاری مہتمم مدرسہ احرار الاسلام ملتان،　　　۲ سیٹ، ۱۰ کتابیں

بریلوی مکتب فکر کے علماء اور مہتممین نے وسعتِ قلبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک ایک سیٹ خرید کیا، ان کے ناظمین نے کمیشن کا مطالبہ کیا، تو ان کو روک کر یہ فرمایا کہ مولانا کا ہمارے پاس تشریف لے آنا کمیشن ہے۔

حضرت مولانا ارشد سعید کاظمی مہتمم انوار العلوم ملتان،　　　ا سیٹ، ۵ کتابیں

حضرت مولانا مفتی ہدایت اللہ پسروری مہتمم ہدایت القرآن ملتان،　　　ا سیٹ، ۵ کتابیں

حضرت مولانا قاری محمد میاں مہتمم مدرسہ خیر المعاد ملتان،　　　ا سیٹ، ۵ کتابیں

حضرت مولانا شمس الحق مہتمم مدرسہ رحمانیہ اہل حدیث ملتان،　　　ا سیٹ، ۵ کتابیں

حضرت مولانا محمد شریف چنگوانی مدیر مرکز ابن القاسم اہل حدیث ملتان،　　　ا سیٹ، ۵ کتابیں

حضرت مولانا محمد قاسم جامعہ موسویہ کمہار منڈی ملتان،　　　ا سیٹ، ۵ کتابیں

اور بھی بہت سے کرم فرما حضرات ہیں، جنہوں نے اپنے تعاون سے میری ہمت افزائی کی، اللہ تعالیٰ ان کو جزاء خیر عطا فرمائے، آمین

اب تشریحات بخاری جلد پنجم حاضر ہے، اس کی اشاعت بھی آپ حضرات کی توجہ کی محتاج ہے،

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ناشر، کمپوزر، مؤلف اور سب معاونین کو اپنی خاص عنایت سے نوازے آمین ثم آمین

فقط

عبد القادر قاسمی غفرلہ

مکان نمبر 269/10 مسلم محلہ ٹبی شیر خان ملتان۔

فہرست عنوانات تشریحات بخاری جلد پنجم

اکیلا شخص بھی حالات معلوم کر سکتا ہے	۱
دو آدمیوں کا سفر کرنا	۱
جہادی گھوڑا کی پیشانی میں خیر و بھلائی ہے	۱
جہاد قیامت تک جاری رہے گا	۲
نیکو کار اور بدکار سب کے ساتھ مل کر جہاد کیا جائے	۲
گھوڑے کو روکنا بھی جہاد کی تیاری میں شامل ہے	۳
گھوڑوں اور گدھوں کے نام	۳
گھوڑے کی نحوست کے بارے میں	۵
گھوڑے کی اقسام	۵
جس نے جہاد میں کسی دوسرے جانور کو مارا	۶
اکھڑ جانور اور نر گھوڑے پر سوار ہونا	۷
مال غنیمت میں سے گھوڑے کے حصوں کے بارے میں	۸
لڑائی میں کسی دوسرے کا گھوڑا کھینچنا	۹
جنگی گھوڑے کے لیے رکابیں اور پائیدان	۱۰
ننگی پیٹھ والے گھوڑے پر سوار ہونا	۱۰
تھکے ہوئے درماندہ گھوڑے پر سوار ہونا	۱۰
گھوڑ دوڑ میں مقابلہ	۱۱
مقابلہ کے لیے گھوڑے کو لاغر کرنا	۱۱
لاغر کیے ہوئے گھوڑوں کی دوڑ	۱۲
رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی	۱۲
نبی اکرم ﷺ کے سفید خچر کے بارے میں	۱۳
عورتوں کا جہاد حج ہے	۱۳
سمندر میں عورت کا جہاد کرنا	۱٤
جہاد میں بعض بیویوں کو لے جائے اور بعض کو نہ لے جائے	۱۵
عورتوں کا جہاد کے لیے نکلنا اور مردوں کے ہمراہ حصہ لینا	۱۵
عورتوں کا جنگ میں لوگوں کے لیے مشکیزے اٹھانا	۱٦
لڑائی میں عورتوں کا زخمیوں کا علاج معالجہ کرنا	۱۷
عورتوں کا زخمیوں اور مقتولین کو اٹھا کر لے جانا	۱۸
بدن سے تیر کھینچ کر نکالنا	۱۸
اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے اندر نگہبانی کرنا	۱۹
جہاد اور لڑائی میں خدمت انجام دینا	۲۰
اس شخص کی فضیلت جو سفر میں اپنے ساتھیوں کا سامان اٹھائے	۲۱
سرحد اسلام کی نگرانی کی رات دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے اور رباط کی تفسیر انتظار صلوٰۃ سے بھی کی گئی ہے	۲۱

عنوان	صفحہ
بچہ کو خدمت کے لیے جہاد میں لے جانا	۲۲
سمندری سفر کی سواری اختیار کرنا	۲۳
کمزور اور نیک لوگوں کی دعائیں لینا	۲۳
یہ نہ کہا جائے کہ فلاں آدمی شہید ہے	۲٤
تیراندازی کی ترغیب دینا	۲٦
چھوٹے نیزے کے ساتھ شغل رکھنا	۲۷
ڈھال کے بارے میں اور جو شخص اپنے ساتھی کو ڈھال بنالے	۲۸
ڈھال کا بیان	۲۹
پرتلے اور تلوار کو گردن میں لٹکانا	۳۰
تلواروں کو خوب صورت بنانا	۳۰
دوران سفر قیلولہ میں اپنی تلوار درخت کے ساتھ لٹکانی	۳۱
خود کا پہننا	۳۲
رئیس کی موت کے وقت ہتھیار توڑنا	۳۲
قیلولہ کے وقت امام اور حاکم کا الگ ہوجانا	۳۳
نیزوں کے بارے میں	۳۳
لڑائی میں حضور ﷺ کی زرہ اور قمیص کے بارے میں	۳٤
سفر اور لڑائی میں جبہ کا استعمال کرنا	۳٦
لڑائی کے اندر ریشم استعمال کرنا	۳۷
چھری کے بارے میں جو ذکر کیا جاتا ہے	۳۷
رومیوں کے ساتھ لڑائی کے بارے میں	۳۸
یہودیوں سے جہاد کرنا	۳۹
ترکوں کے ساتھ جہاد کرنا	۳۹
ان لوگوں کے ساتھ جہاد کرنا جو بالوں والے جوتے پہنتے ہیں	٤۰
شکست کی صورت میں صف بندی کرنا اور اللہ سے مدد مانگنا	٤۱
مشرکین کے لیے شکست اور خوب پریشان ہونے کی دعا	٤۲
کیا مسلمان کسی کتابی کو ہدایت کرسکتا ہے	٤۳
مشرکین کے لیے ہدایت کی دعا کرنا	٤۳
یہود و نصاریٰ کو اسلام کی دعوت دینا	٤۳
نبی اکرم ﷺ کا اسلام اور نبوت کی طرف دعوت دینا	٤۵
ارادہ جہاد کا کرنا اور اشارہ کنایہ دوسرے کا کرنا	۵۲
ظہر کی نماز کے بعد روانہ ہونا	۵۳
مہینہ کے آخر میں سفر اختیار کرنا	۵۳
بارھواں پارہ	۵۵
باب الخروج فى الرمضان يتقى به	۵۵
رمضان شریف میں سفر اختیار کرنا	۵۵

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
سفر کے وقت الوداع کرنا	۵۵	گدھے پر ردیف بیٹھنا	۷۳
لڑائی میں بیعت لینا کہ فرار نہیں ہوں گے	۵٦	گدھے پر ردیف بنانا	۷٤
امام اور حاکم لوگوں پر وہ چیز لازم کرے جو ان کی	۵۹	جس نے رکاب کو پکڑا یا اس طرح سوار ہونے میں مدد دی	۷۵
طاقت میں ہو		قرآن مجید کے نسخوں کو دشمن کے ملک میں لے جانا	۷۵
دن کے اول حصہ میں جنگ نہ کرنا حتی کہ دن ڈھل جائے	٦۱	لڑائی کے وقت اللہ اکبر کا نعرہ لگانا	۷٦
آدمی کا حاکم سے اجازت طلب کرنا	٦۲	نعرہ لگاتے وقت بلند آواز کرنا مکروہ ہے	۷۷
نیا شادی شدہ کا جہاد کے لیے نکلنا	٦۳	نیچے اترتے وقت سبحان اللہ کہنا	۷۸
شب زفاف گذارنے کے بعد جہاد کو ترجیح دینا	٦٤	اوپر چڑھتے وقت اللہ اکبر کہنا	۷۸
گھبراہٹ کے وقت امیر کا لوگوں سے پہل کرنا	٦٤	مسافر کے لیے وہی ثواب ہے جو مقیم کے لیے ہے	۷۹
گھبراہٹ کی حالت میں گھوڑے کو تیز کرنا	٦٤	تنہا سفر کرنا	۷۹
گھبراہٹ کے وقت اکیلے نکلنا	٦۵	چلنے میں جلدی کرنا	۸۰
جہاد فی سبیل اللہ کی اجرت	٦۵	جہاد کے لیے گھوڑا دینا بعد میں اس کا فروخت ہونا	۸۱
کرایہ کے فوجی	٦۷	والدین کی اجازت سے جہاد میں شامل ہونا	۸۲
نبی اکرم ﷺ کے جھنڈے کے بارے میں	٦۷	اونٹوں کی گردن میں گھنٹی باندھنا	۸۲
نبی ﷺ کریم کا فرمانا کہ ایک مہینہ کی مسافت سے میری مدد کی گئی	٦۹	لشکر میں نام لکھنے کے بعد میں ضرورت کے لیے رخصت	۸۳
جہاد میں توشہ کا اٹھانا کہ توشہ بہترین پرہیزگاری ہے	۷۰	جاسوسی کرنا	۸٤
گردنوں پر توشہ کا اٹھانا	۷۲	قیدیوں کو کپڑا پہنانا تاکہ تنگی چھپ جائے	۸۵
عورت کا اپنے بھائی کے پیچھے ردیف بیٹھنا	۷۳	اس شخص کی فضیلت کہ اس کے ہاتھ پر کسی کا مسلمان ہونا	۸۵

عنوان	صفحہ
قیدیوں کا زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہونا	٨٦
ان لوگوں کی فضیلت جو تورات، انجیل پر اسلام قبول کریں	٨٦
دارالحرب پر شب خون مارنا	٨٧
جنگ میں بچوں کا قتل کرنا	٨٨
جنگ میں عورتوں کا قتل کرنا	٨٨
اللہ تعالیٰ کے عذاب جیسا عذاب نہ دیا جائے	٨٨
لڑائی ختم کرنے کے لیے فدیہ یا احسان کرنا	٨٩
کیا مسلمان قیدی کافر کو قتل کرسکتا ہے؟	٨٩
کیا مشرک کو قصاصاً جلایا جاسکتا ہے؟	٩٠
مکانات اور کھجوروں کے درختوں کا جلانا	٩١
سوئے مشرک کو قتل کرنا	٩٢
دشمن سے لڑائی کی آرزو نہ کرو	٩٣
لڑائی ایک چال ہے	٩٤
لڑائی میں جھوٹ بولنا	٩٤
لڑائی والے لوگوں کو اچانک قتل کردینا	٩٧
لڑائی میں جزیہ کرنا	٩٧
جو شخص گھوڑے پر نہ بیٹھ سکے	٩٨
زخم کا علاج چٹائی جلاکر کرنا	٩٨
ان چیزوں کے بارے میں جو جنگ میں مکروہ ہیں	٩٩
جب رات کو لوگ گھبرا اٹھیں	١٠١
دشمن کو دیکھ کر یا صباحاہ کا نعرہ لگانا	١٠٢
چیز کے فروخت وقت یہ کہنا کہ یہ لے لو میں فلاں کا بیٹا ہوں	١٠٣
جب دشمن کسی آدمی کے فیصلہ پر نیچے اتر آئے	١٠٣
قیدی کو باندھ کر قتل کرنا	١٠٤
قتل ہوتے وقت دو رکعت پڑھنا	١٠٤
قیدی کو چھوڑنا	١٠٧
مشرکین کو مال کے بدلے چھوڑنا	١٠٧
حربی کا بغیر امان کے درالاسلام میں داخل ہونا	١٠٨
ذمی لوگوں کی طرف سے نقض عہد کی صورت میں غلبہ کے بعد ان کو غلام نہ بنایا جائے	١٠٨
ذمی لوگوں سے سفارش لینا	١٠٩
وفد کو عطایا دیے جائیں	١٠٩
وفد کی صورت میں بن ٹھن کر رہنا	١١١
بچے پر اسلام کا پیش کرنا	١١١
یہود کو یہ کہنا کہ اسلام لے آؤ بچ جاؤ گے	١١٣
درالحرب میں کچھ لوگوں مسلمان ہوجائیں تو ان متاع	١١٣

عنوان	صفحہ
انہی کا ہوگا	
حاکم کا مجاہدین کے نام لکھنا	١١٥
اللہ تعالیٰ دین کی تائید بدکار سے بھی کرا دیتے ہیں	١١٦
دشمن کے خوف کی صورت میں بغیر امیر بنائے امیر بننا	١١٧
امیر کا کچھ لشکر کے ذریعے مدد کرنا	١١٧
دشمن پر غلبہ حاصل کرنے کے بعد ان کی چوپال پر قیام کرنا	١١٨
جنگ اور سفر میں اپنا مالِ غنیمت تقسیم کر دینا	١١٨
مسلمانوں کا اپنا مال غلبہ کے بعد پانا	١١٩
فارسی یا عجمی، کسی اور زبان میں بات کرنا	١٢٠
غنیمت کے مال میں خیانت کرنا	١٢١
قلیل خیانت کا حکم	١٢١
غنیمت کے مال میں کسی چیز کا ذبح کرنا	١٢٢
فتوحات کی خوشخبری دینا	١٢٣
خوشخبری دینے والے کو کیا دیا جائے	١٢٤
فتح مکہ کے بعد ہجرت فرض نہیں،	١٢٤
آدمی کا مجبور ہونا کہ ذمی لوگوں کے بالوں کو دیکھنا	١٢٤
مجاہدین کا استقبال کرنا	١٢٥
مجاہد جہاد سے واپس آئے تو دعائیہ کلمات کونسے کہے	١٢٦
جب سفر سے واپس تو صلوۃ التحیۃ مسجد میں ادا کرے	١٢٧
سفر سے واپسی پر کھانا کھلانا	١٢٨
پانچواں حصہ مال غنیمت کا فرض ہے	١٢٩
خمس کا ادا کرنا دین میں سے ہے	١٣٦
نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد امہات المؤمنین کا خرچہ	١٣٦
نبی کریم ﷺ ازواج مطہرات کے بارے میں، نبی ﷺ کے گھر میں بلا اجازت داخل ہونا	١٣٧
نبی کریم ﷺ کی زرہ، لاٹھی، پیالہ	١٤٠
خمس نبی کریم ﷺ کی ضروریات پر خرچ ہوتا تھا	١٤١
خمس اللہ اور نبی کریم ﷺ کے لیے ہے	١٤٥
نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ تمہاری غنیمتیں حلال ہوگئیں	١٤٨
غنیمت کا حق اس کا ہے جو میدانِ جنگ میں شامل ہو	١٥٠
غنیمت کے شوق میں جہاد میں حصہ لینا	١٥١
غنیمت میں خیانت کرنا	١٥١
بنو قریظہ، بنو نظیر کے مکانوں کو تقسیم کرنا	١٥٢
نبی کریم ﷺ اور دیگر حکام کے ساتھ جہاد میں شامل ہونے والوں کے مال، زندگی میں برکت	١٥٢
حاکم کا حکم ماننے والے کے لیے غنیمت میں سے حصہ	١٥٦

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
خمس یا غنیمت میں سے نبی کریم ﷺ عطا فرمایا کرتے تھے	۱۵۶	عہد و پیمان کو پورا کرنے کی فضیلت	۱۸۷
بغیر خمس کے نبی کریم ﷺ قیدیوں پر احسان کرتے تھے	۱۶۲	جادو کرنے والے کو معاف کیا جا سکتا ہے	۱۸۸
خمس پر امام کا حق ہے	۱۶۲	بدعہدی کی چیزوں سے بچنا	۱۸۸
سلب شدہ مال میں سے خمس نکالنا	۱۶۳	معاہدین سے اگر معاہدہ ختم کرنا ہو تو کیسے کیا جائے	۱۸۹
نبی کریم ﷺ مؤلفۃ القلوب کو خمس میں سے دیتے تھے	۱۶۶	جس نے معاہدہ کیا اور پھر بدعہدی کی	۱۹۰
کھانے کی چیزیں جو دار الحرب ملیں، ان کا حکم	۱۷۲	مصالحت صرف تین دن کے لیے ہے	۱۹٤
ذمیوں کے لیے جزیہ اور اہل حرب سے مدت معینہ تک جنگ کرنا	۱۷۳	بغیر مدت مقرر کیے مصالحت اور جنگ بندی ہو سکتی ہے	۱۹۵
حاکم کسی علاقہ کا جزیہ چھوڑ دے تو بقیہ حضرات کے لیے حکم	۱۷۷	مشرکین کی لاشوں کو کنویں میں پھینکنا	۱۹۵
ذمیوں کے بارے میں قرآن کریم کا حکم	۱۷۸	نیکوکار اور بدکار سے بدعہدی کرنے والے کا گناہ	۱۹٦
بحرین کی جاگیر کے بارے میں حکم	۱۷۸	تیرھواں پارہ	۱۹۸
کسی معاہد کو بغیر جرم کے قتل کرنا	۱۸۰	کتاب بدأ الخلق	۱۹۸
یہودیوں کا جزیرۂ عرب سے نکالنا	۱۸۱	وھو الذی یبدأ الخلق کے بارے میں جو کچھ آیا ہے	۱۹۸
مشرکین اگر بدعہدی کریں تو ان کو معافی دی جا سکتی ہے	۱۸۳	سات زمینوں کے بارے میں	۲۰۱
جس شخص نے عہد توڑ دیا تو حاکم اور امام کا اس پر بددعا کرنا	۱۸٤	ستاروں کے بارے میں	۲۰٤
عورتوں کا امان دینے سے نقصان ہونا	۱۸٤	سورج اور چاند کے حساب کی صفت	۲۰٤
مسلمانوں کی ذمہ داری اور ان کا پناہ دینا	۱۸۵	وھو الذی ارسل الریاح بشرا بین .... الخ	۲۰۷
مشرکین کا صبانا کہنا اور سلمنا اچھی طرح نہ کہہ سکنا	۱۸۵	فرشتوں کے ذکر کے بارے میں	۲۰۹
مشرکین کے ساتھ جنگ بندی کرنا اور مال پر صلح کرنا	۱۸٦	آمین کہنے کے وقت فرشتوں کا آمین کہنا	۲۱۷

عنوان	صفحہ
جنت کے حالات: کہ وہ پیدا شدہ ہے	٢٢٣
ابلیس اور اس کے لشکر کے بارے میں	٢٣٥
جن کے ثواب اور عقاب کے بارے میں	٢٤٥
زمین میں ہر قسم کے چلنے، پھرنے والے جانور	٢٤٦
مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہیں	٢٤٨
پانچ جانور بدمعاش ہیں ان کو حرم میں قتل کرنا	٢٥١
مکھی اگر پینے کی چیز میں گر جائے تو حکم	٢٥٤
كتاب الانبياء	٢٥٦
آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کی پیدائش	٢٥٦
روحیں جمع شدہ جماعتیں ہیں	٢٦٤
ولقد ارسلنا نوحا الی قومه	٢٦٥
بے شک الیاس علیہ السلام رسولوں میں سے ہیں	٢٦٩
ہم نے ادریس علیہ السلام کو بلند مکان پر اٹھایا	٢٦٩
قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود علیہ السلام کو بھیجا	٢٧٢
یاجوج اور ماجوج کا قصہ	٢٧٤
قال الله تعالیٰ واتخذ الله ابراهیم خلیلا	٢٧٧
چلنے میں جلدی کرنا	٢٨٢
قال الله تعالیٰ ونبئهم عن ضیف ابراهیم	٢٩٢

عنوان	صفحہ
حضرت اسماعیل علیہ السلام کا تذکرہ	٢٩٣
حضرت اسحق بن ابراہیم علیہما السلام کا تذکرہ	٢٩٣
یعقوب علیہ السلام کی وفات کے وقت حاضری	٢٩٣
قال الله تعالی ولوطا اذ قال لقومه اتاتون الفاحشة	٢٩٤
فرشتوں کا آل لوط کے پاس آنا	٢٩٤
ثمود کی طرف حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا	٢٩٥
حضرت یعقوب علیہ السلام کی موت کے وقت حاضری	٢٩٧
یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے قصہ میں نشانیاں	٢٩٨
حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنے پروردگار کو پکارا	٣٠٣
قال الله تعالی واذکر فی الکتاب موسی و هل اتاک حدیث موسی	٣٠٣
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ	٣٠٣
اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کرنا	٣٠٦
حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چالیس راتوں کا وعدہ	٣٠٧
سیلاب کا طوفان	٣٠٨
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حضرت خضر علیہ السلام کی بات چیت	٣٠٩
بتوں کی پوجا کرنا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا گائے کے ذبح کا حکم	٣١٦
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات اور اس کے بعد کا ذکر	٣١٧

عنوان	صفحہ
حضرت مریم علیہا السلام فرمانبرداروں میں سے تھیں	٣١٩
قارون موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے تھا	٣٢٠
حضرت شعیب علیہ السلام کو مدین کی طرف بھیجا	٣٢٠
حضرت یونس علیہ السلام البتہ رسولوں میں سے تھے	٣٢١
سمندر کے کنارے آباد بستی والوں کے متعلق دریافت	٣٢٣
حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور عطا فرمائی	٣٢٣
حضرت داؤد علیہ السلام کی نماز اور روزہ اللہ تعالیٰ کو پسند تھا	٣٢٥
قال اللہ تعالیٰ واذکر عبدنا داؤد ذا الاید	٣٢٦
حضرت داؤد علیہ السلام کو حضرت سلیمان علیہ السلام عطا کرنا	٣٢٧
حضرت لقمان کو حکمت عطا کرنا	٣٣٠
اصحاب القریۃ کی مثال	٣٣١
حضرت زکریا علیہ السلام کا تذکرہ	٣٣١
حضرت مریم علیہا السلام کا تذکرہ	٣٣١
فرشتوں کا حضرت مریم علیہا السلام کو خطاب کرنا	٣٣٣
حضرت مریم علیہا السلام الگ تھلگ ہو گئیں	٣٣٥
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا	٣٤٢
بنی اسرائیل کے حالات	٣٤٣
تین آدمیوں کی کہانی	٣٤٧
اصحاب کہف کا تذکرہ	٣٥١
چودھواں پارہ	٣٥٣
باب حدیث الغار	٣٥٣
غار والی حدیث	٣٥٣
باب المناقب	٣٦٥
فضیلتوں کے بیان میں	٣٦٥
قریش کی فضیلت	٣٧٠
قرآن مجید قریش کی زبان میں نازل ہوا	٣٧٣
حضرت اسماعیل علیہ السلام کی یمن سے نسبت	٣٧٣
قبیلہ اسلم، غفار، مزینہ اور جہینہ کے بارے میں	٣٧٥
قحطان کا بیان	٣٧٧
زمانہ جاہلیت کی پکار سے منع کیا گیا ہے	٣٧٧
خزاعہ کے قصے کا بیان	٣٧٨
حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا بیان	٣٧٩
عرب کی جہالت کا بیان	٣٨٢
زمانہ اسلام اور جاہلیت میں اپنے آباؤ اجداد کی طرف منسوب	٣٨٢
قوم کا بھانجا اور آزاد کردہ غلام اسی قوم سے شمار ہوگا	٣٨٣
حبش کا قصہ	٣٨٤

عنوان	صفحہ
اس شخص کے بارے میں جونسب کوگالی دلانا پسند نہیں کرتا	٣٨٥
رسول اللہ ﷺ کے ناموں کے بارے میں	٣٨٥
آخری نبی ﷺ کے بارے میں	٣٨٦
جناب نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بارے میں	٣٨٧
نبی اکرم ﷺ کی کنیت کے بارے میں	٣٨٧
مہر نبوت کا خاتمہ	٣٨٨
نبی اکرم ﷺ کے حالات کے بارے میں	٣٨٨
نبی اکرم ﷺ کی آنکھیں سوتی تھیں لیکن دل نہیں سوتا تھا	٣٩٦
اسلام میں نبوت کی نشانیاں	٣٩٨
اہل کتاب آپ ﷺ کو اس طرح پہچانتے تھے، جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے تھے	٤٣٢
رسول اللہ ﷺ کا شق قمر کا معجزہ دکھانا	٤٣٣
صحابہ کرام ؓ کے فضائل	٤٣٩
مہاجرین کے فضائل	٤٤٠
سب دروازے بند کردو سوائے حضرت ابوبکر ؓ کے دروازے کے	٤٤٣
حضرت ابوبکر ؓ کی فضیلت	٤٤٣
حضرت عمر ؓ کی فضیلت اور کنیت، خطاب کا ذکر	٤٦٠
حضرت عثمان بن عفان ؓ کی فضیلت	٤٦٩
حضرت عثمان ؓ پر اتفاق اور بیعت	٤٧٤
حضرت علی بن ابی طالب ؓ کی فضیلت	٤٨٢
حضرت جعفر بن ابی طالب ؓ کی فضیلت	٤٨٧
حضرت عباس بن عبد المطلب ؓ کی فضیلت	٤٨٨
نبی کریم ﷺ کی رشتہ داری کے فضائل کے بارے میں	٤٨٨
حضرت زبیر بن عوام ؓ کی فضیلت	٤٩٠
حضرت طلحہ بن عبید اللہ ؓ کی فضیلت	٤٩٢
حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ کی فضیلت	٤٩٣
نبی کریم ﷺ کے داماد حضرت ابو العاص بن الربیع ؓ کی فضیلت	٤٩٥
حضرت زید بن حارثہ ؓ کی فضیلت	٤٩٦
حضرت اسامہ بن زید ؓ کی فضیلت	٤٩٨
حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت	٥٠٠
حضرت عمار ؓ اور حضرت حذیفہ ؓ کی فضیلت	٥٠١
حضرت ابی عبیدہ بن الجراح ؓ کی فضیلت	٥٠٣
حضرت حسن ؓ اور حضرت حسین ؓ کی فضیلت	٥٠٤
حضرت ابوبکر ؓ کے غلام بلال بن ابی رباح کی فضیلت	٥٠٦
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی فضیلت	٥٠٧

عنوان	صفحہ
حضرت خالد بن ولید ؓ کی فضیلت	۵۰۸
حضرت سالم ؓ مولیٰ ابوحذیفہ ؓ کی فضیلت	۵۰۸
حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کی فضیلت	۵۰۹
حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ کی فضیلت	۵۱۰
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مناقب	۵۱۲
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت	۵۱۳
پندرھواں پارہ	۵۱۷
باب مناقب الانصار	۵۱۷
انصار کے فضائل	۵۱۷
نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد کہ میں انصار میں سے ہوتا اگر ہجرت کی فضیلت نہ ہوتی	۵۱۸
نبی اکرم ﷺ کا مہاجرین اور انصار میں بھائی چارہ قائم کرنا	۵۱۹
انصار سے محبت کرنا	۵۲۰
نبی اکرم ﷺ کا ارشاد کہ اے انصار! تمام لوگوں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو	۵۲۱
انصار کے لواحقین یعنی ان کی اولاد وغلام	۵۲۱
انصار کے محلوں اور محلے والوں کی فضیلت	۵۲۲
نبی اکرم ﷺ کا انصار سے فرمانا کہ تم صبر کرو حوض کوثر پر ملو گے	۵۲۳
نبی اکرم ﷺ دعا کرنا کہ اے اللہ! انصار اور مہاجرین کی اصلاح فرما	۵۲٤
دوسروں کو ترجیح دینا خواہ خود ہی بھوکے ہوں	۵۲۵
اچھے لوگوں کے نیک اعمال قبول کرو اور ان کے برے سے درگزر کرو	۵۲٦
حضرت سعد بن معاذ ؓ کی فضیلت	۵۲۷
حضرت ابی بن کعب ؓ کی فضیلت	۵۳۰
حضرت زید بن ثابت ؓ کی فضیلت	۵۳۱
حضرت ابوطلحہ کی ؓ کی فضیلت	۵۳۱
حضرت عبداللہ بن سلام ؓ کی فضیلت	۵۳۲
نبی اکرم ﷺ کا حضرت خدیجہؓ سے شادی کرنا اور ان کی فضیلت	۵۳٤
حضرت جریر بن عبداللہ ؓ کی فضیلت	۵۳٦
حضرت حذیفہ بن یمان ؓ کی فضیلت	۵۳۷
حضرت ہندہ بنت عتبہؓ کا ذکر	۵۳۸
حضرت زید بن عمرو بن نفیل کا قصہ	۵۳۸
کعبہ کی تعمیر	۵٤۱
زمانہ جاہلیت کیسا تھا؟	۵٤۱
جاہلیت میں قسم کے بارے میں	۵٤۷

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
نبی اکرم ﷺ کو مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا	۵۵۲	معراج کا واقعہ	۵۶۹
مکہ مکرمہ میں مشرکین کی طرف سے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب ؓ کو جو تکلیفیں پہنچیں	۵۵۲	نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں مکہ معظمہ کے اندر انصار کے وفدوں کا آنا اور عقبہ کی بیعت کا ذکر	۵۷۳
حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے اسلام کا ذکر	۵۵۵	نبی اکرم ﷺ کا حضرت عائشہؓ سے نکاح اور مدینہ میں آنا	۵۷۵
حضرت سعد ؓ کے اسلام کا ذکر	۵۵۵	نبی اکرم ﷺ اور آپ صحابہ ؓ کا مدینہ کی طرف ہجرت کرنا	۵۷۶
جنات کا ذکر	۵۵۵	نبی اکرم ﷺ اور آپ صحابہ ؓ کا مدینہ کی طرف آنا	۵۹۶
حضرت ابوذر غفاری ؓ کے اسلام کا ذکر	۵۵۶	احکام حج ادا کرنے کے بعد مہاجرین کا مکہ میں قیام کرنا	۶۰۱
حضرت سعید بن زید ؓ کے اسلام کا ذکر	۵۵۸	نبی اکرم ﷺ کا فرمانا اے اللہ! میرے صحابہ ؓ کی ہجرت کو جاری رکھ اور جس شخص کی وفات مکہ میں ہوئی، اس پر افسوس	۶۰۲
حضرت عمر ؓ کے ایمان لانے کا ذکر	۵۵۹		
چاند کا پھٹنا	۵۶۲	مدینہ منورہ پہنچ کر آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام ؓ کے درمیان بھائی چارہ کیسے قائم کیا	۶۰۳
حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا بیان	۵۶۲		
نجاشی کی موت کا بیان	۵۶۵	یہود کا اعتراض کہ قرآن مجید میں ھادوا سے مراد یہود ہیں یا توبہ کرنے والے	۶۰۵
مشرکین مکہ کا حضور ﷺ کے خلاف قسمیں کھا کر معاہدہ کرنا	۵۶۶		
ابو طالب کا قصہ	۵۶۷	حضرت سلمان فارسی ؓ کے اسلام کا بیان	۶۰۶
بیت المقدس تک جانے کا قصہ	۵۶۹	سند دار العلوم دیو بند انڈیا	۶۰۷

بَابُ هَلْ يُبْعَثُ الطَّلِيعَةُ وَحْدَهُ

ترجمہ۔ کیا ایک اکیلے شخص کو بھی حالات معلوم کرنے کے لئے بھیجا جاسکتا ہے۔

حدیث (۲۶۴۳) حَدَّثَنَا صَدَقَةُ الخ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِؓ قَالَ نَدَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ قَالَ صَدَقَةُ اَظُنُّهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَ النَّاسَ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَاِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کام کیلئے لوگوں کو پکارا تو حضرت زبیرؓ نے جواب دیا۔ پھر پکارا تو حضرت زبیرؓ نے جواب دیا۔ پھر پکارا تو حضرت زبیرؓ نے جواب دیا۔ صدقہ راوی فرماتے ہیں میرا گمان ہے کہ یہ غزوۂ خندق کے موقعہ پر تھا۔ بہر حال تینوں مرتبہ حضرت زبیرؓ نے جواب دیا۔ جس پر آپؐ نے فرمایا ہر نبی کا ایک خاص آدمی ہوتا ہے میرا خاص آدمی حضرت زبیر بن العوامؓ ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ صدقہ راوی کا گمان صحیح نہیں ہے۔ خندق کے واقعہ میں آپؐ نے حضرت حذیفہ بن یمانؓ کو روانہ فرمایا اور بنو قریظہ کی خبر لینے کے لئے حضرت زبیر بن العوامؓ تشریف لے گئے۔ ماسبق میں گزر چکا ہے۔

بَابُ سَفَرِ الْاِثْنَيْنِ

ترجمہ۔ دو آدمیوں کا سفر کرنا

حدیث (۲۶۴۴) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ الخ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ انْصَرَفْتُ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَنَا اَنَا وَصَاحِبٌ لِّيْ اَذِّنَا وَاَقِيْمَا وَلْيَؤُمَّكُمَا اَكْبَرُكُمَا.

ترجمہ۔ حضرت مالک بن الحویرثؓ فرماتے ہیں کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے واپس آیا تو آپؐ نے ہمیں ارشاد فرمایا میں اور میرا ایک دوسرا ساتھی تھا۔ کہ دونوں اذان کہہ سکتے ہو۔ تکبیر پڑھ سکتے ہو۔ لیکن امامت وہی کرائے جو تم میں سے بڑا ہو۔

تشریح از قاسمیؒ۔ سفر اثنین کے جواز کو ثابت کرتے ہوئے امام بخاریؒ نے اس حدیث کے ضعف کی طرف اشارہ فرمایا جس میں سفر واحد اور اثنین سے روکا گیا ہے۔ اصحاب سنن نے اس کی تخریج کی ہے کہ الراکب شیطان والراکبان شیطانان والثلاثة رکب۔ اگر چہ یہ حدیث حسن الاسناد ہے لیکن اس میں نہی ادب اور ارشاد کے طور پر ہے۔ سفر اثنین کا حرام نہیں ہے۔ الراکب شیطان کا مطلب ہے کہ الراکب عاص اکیلا سفر کرنے والا نافرمان ہے جس پر شیطان حملہ آور ہوسکتا ہے۔ ورنہ عندالحاجة اکیلا سفر کرنا جائز ہے۔ حضرت زبیرؓ اور حذیفہ بن یمانؓ کے واقعات اس پر شاہد ہیں۔

بَابُ الْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

ترجمہ۔ گھوڑے کی پیشانی کے بالوں میں قیامت کے دن تک خیر اور بھلائی باندھ دی گئی ہے۔

حدیث (۲۶۴۵) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الخ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْخَيْلُ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا گھوڑے کی پیشانی کے بالوں میں قیامت کے دن تک خیر ہی خیر ہے۔

حدیث(۲۶۴۶) حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الخ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْجَعْدِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ سُلَيْمَانُ الخ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ اَبِى الْجَعْدِ تَابَعَهُ مُسَدَّدٌ الخ.

ترجمہ۔ حضرت عروۃ بن الجعدؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا گھوڑے کی پیشانی کے بالوں میں قیامت کے دن تک خیر باندھ دی گئی ہے۔ سلیمان نے اپنی سند سے عروہ بن ابی الجعد سے روایت کیا ہے۔ جس کی متابعت مسدد نے کی ہے۔

حدیث(۲۶۴۷) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبَرَكَةُ فِيْ نَوَاصِي الْخَيْلِ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا کہ گھوڑے کی پیشانی کے بالوں میں برکت ہی برکت ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ الخیل سے وہ گھوڑا مراد ہے جو جہاد کے لئے رکھا گیا ہو۔ تو الخیل میں الف لام عہد خارجی کا ہوگا۔ برکت وخیر سے اجر اور غنیمت مراد ہے۔

بَابُ الْجِهَادُ مَاضٍ مَعَ الْبِرِّ وَالْفَاجِرِ

لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

ترجمہ۔ جہاد نیکوکار اور بدکار کے ہمراہ جاری رہنے والا ہے۔ بوجہ قول جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ گھوڑے کی پیشانی کے بالوں میں قیامت تک خیر باندھی گئی۔

حدیث(۲۶۴۸) حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ الخ حَدَّثَنِي الْعُرْوَةُ الْبَارِقِيُّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الْاَجْرُ وَالْمَغْنَمُ.

ترجمہ۔ حضرت عروۃ بارقیؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گھوڑے کی پیشانی کے بالوں میں خیر باندھی گئی ہے قیامت کے دن تک وہ خیر ثواب اور غنیمت ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ روایت سے ترجمہ کو اس طرح ثابت فرمایا کہ جب جہاد قیامت تک جاری رہے۔ اور یہ معلوم ہے قیامت تک آنے والے سب لوگ نیکوکار نہیں ہوں گے۔ ان میں بدکار بھی ہوں گے۔ تو مضی الجہا د الی یوم القیامۃ کا ہر نیکوکار اور بدکار کے ہمراہ جائز ہونا ثابت ہوا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اماا حمدؒ نے بھی اس حدیث سے اس طرح استدلال کیا ہے کہ جب الجہا د ماض ہے تو اس میں امام عادل کی قید نہیں لگائی گئی۔ بلکہ اشارہ ہے کہ یہ ثواب اور فضیلت امام عادل اور جائر دونوں کے ہمراہ حاصل ہو جائے گی۔ اور حدیث میں اسلام اور مسلمانوں کے قیامت تک باقی رہنے کی بشارت موجود ہے۔ کیونکہ بقاء جہاد کو بقاء مجاہدین لازم ہے۔ اور مجاہدون مسلمان ہیں۔ اور اس حدیث الخیل معقود الخ کو قریبا بیس ۲۰ صحابہ کرامؓ نے بیان فرمایا ہے بلکہ امام احمدؒ نے تو الجہا د مع کل اما م الی یوم القیامۃ نقل کیا ہے۔ اور ابوداؤد کی روایت حضرت ابو ہریرۃؓ سے یوں ہے۔ الجہا د واجب علیکم مع کل امیر براکان اوفاجرا۔ کہ جہاد ہر امیر کے ہمراہ تم پر

واجب ہے۔خواہ وہ نیکوکار ہو یا بدکار ہو۔ والصلوة واجبة علیکم خلف کل مسلم برا کان اوفاجرا وان عمل الکبائر کہ نماز بھی تم پر ہر مسلمان کے پیچھے واجب ہے۔خواہ وہ نیکوکار ہو یا بدکار ہو۔ اگر چہ کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہو۔اور آپ کا ارشاد ہے۔ الجهاد ماض منذ بعثنی الله الی ان یقاتل اخر امتی الدجال لا یبطله جور جائر ولا عدل عادل (الحدیث مشکوة) کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے جہاد جاری ہے۔ یہاں تک کہ میری امت کا آخری آدمی دجال کو قتل کرے گا۔اس جہاد کو نہ تو کسی ظالم کا ظلم باطل کرسکتا ہے اور نہ ہی کسی عادل کا عدل ختم کرسکتا ہے۔اس طرح اور روایات بھی کثیرہ موجود ہیں۔

یکون علیکم امراء تعرفون وتنکرون فمن انکر فقد بریٔ ومن کره فقد سلم (الحدیث) تم پر حکام مقرر ہوں گے۔کچھ باتیں ان کی پہچانو گے اور کچھ تم پر اوپری ہوں گی۔جس نے انکار کیا وہ بری ہو گیا۔جس نے مکروہ سمجھا وہ بھی بچ گیا۔

کیف انتم دائمة من بعدی یستاثرون ترجمہ تمہارا کیا حال ہوگا کہ میرے بعد ایسے حکام دیکھو گے جو اپنے مفاد طلب کریں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ نواصی جمع ناصیہ کی۔گھوڑے کے ان لٹکتے ہوئے بالوں کو کہتے ہیں جو کہ پیشانی پر ہوں۔پھر ناصیہ بول کر جمیع ذات الفرس یعنی گھوڑا بھی مراد لیا جاتا ہے۔

اجر فی الاخرة اور **مغنم فی الدنیا** اس حدیث سے حاصل ہوا کہ نہ تو قیامت تک جہاد منقطع ہوگا اور نہ اس مال سے خیر و برکت ختم ہوگی جو گھوڑے کے ذریعہ حاصل کیا جائے۔

بَابُ مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی وَمِنْ رِّبَاطِ الْخَیْلِ

ترجمہ۔اس شخص کے ثواب اور فضیلت کے بارے میں جس نے اللہ کی راہ میں گھوڑا روک رکھا ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے گھوڑے باندھنے کو بھی تیاری جہاد میں شمار کیا گیا ہے۔

حدیث(۲۶۴۹) حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حَفْصٍ الخ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَاهُرَیْرَةؓ یَقُوْلُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اِیْمَانًا بِاللّٰهِ وَتَصْدِیْقًا بِوَعْدِهٖ فَاِنَّ شِبْعَهٗ وَرِیَّهٗ وَرَوْثَهٗ وَبَوْلَهٗ فِیْ مِیْزَانِهٖ یَوْمَ الْقِیَامَةِ.

ترجمہ۔حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے اللہ کی راہ میں گھوڑا باندھا اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتے ہوئے اور اسکے وعدہ کو سچا سمجھتے ہوئے تو پھر اس کا پیٹ بھر کر کھانا سیر ہو کر پانی پینا لید کرنا اور پیشاب کرنا سب کے سب قیامت کے دن ترازو میں ہوں گے یعنی ان سب چیزوں کا قیامت کے دن ثواب ملے گا۔

ایمان بالله کا مطلب امتثال امر الٰہی **تصدیق بوعده** اس کے ثواب کی تصدیق کی۔احتباس کا مطلب ہے کہ قریب کے کوئی جنگ ہو تو اس پر سواری کر کے جہاد کروں گا اس پر بھی ثواب ملے گا۔

بَابُ اِسْمُ الْفَرَسِ وَالْحِمَارِ

ترجمہ۔گھوڑے اور گدھے کا نام رکھنا کیسا ہے

حدیث (۲۶۵۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ الخ عَنْ اَبِیْ قَتَادَةؓ اَنَّهٗ خَرَجَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

وَسَلَّمَ فَتخَلَّفَ اَبُوْ قَتَادَةَ مَعَ بَعْضِ اَصْحَابِهٖ وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ فَرَاَوْا حِمَارًا وَحْشِيًّا قَبْلَ اَنْ يَّرَاهُ فَلَمَّا رَاَوْهُ تَرَكُوْهُ حَتّٰى رَاٰهُ اَبُوْ قَتَادَةَ فَرَكِبَ فَرَسًا لَهٗ يُقَالُ لَهُ الْجَرَادَةُ فَسَاَلَهُمْ اَنْ يُّنَاوِلُوْهُ سَوْطَهٗ فَاَبَوْا فَتَنَا وَلَهٗ فَحَمَلَ فَعَقَرَهٗ ثُمَّ اَكَلَ فَاَكَلُوْا فَقَدِمُوْا فَلَمَّا اَدْرَكُوْهُ قَالَ مَعَكُمْ شَيْئٌ مِّنْهُ قَالَ مَعَنَا رِجْلُهٗ فَاَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَكَلَهَا.

ترجمہ۔ حضرت ابوقتادہؓ فرماتے ہیں کہ وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے لیکن حضرت ابوقتادہؓ اوران کے کچھ ساتھی پیچھے رہ گئے۔ جنہوں نے احرام باندھ رکھا تھا۔ حضرت ابوقتادہؓ احرام سے نہیں تھے۔ تو ان حضرات نے گورخر کو دیکھا پہلے اس کے کہ حضرت ابوقتادہؓ اسے دیکھتے پس جب انہوں نے اسے دیکھا تو چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ خود ابوقتادہؓ نے اسے دیکھ لیا اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے جسے جرادہ کہا جاتا تھا۔ انہوں نے ساتھیوں سے کہا کہ مجھے میرا چابک اٹھا کر دے دو۔ انہوں نے انکار کردیا۔ انہوں نے خود اتر کر اسے لے لیا۔ حملہ کر کے اسے پچھاڑ دیا۔ جس سے وہ مرگیا۔ ذبح کر کے انہوں نے بھی کھایا اوران کے ساتھیوں نے بھی کھالیا۔ پھر پشیمان ہوئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا نہیں۔ جب آنحضرت کی خدمت میں پہنچے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تمہارے پاس اس حمار وحشی کا کچھ حصہ باقی ہے۔ انہوں نے کہا ہاں اس کی ایک چوڑی موجود ہے۔ تو آپؐ نے اس کو لے کر تناول فرمالیا۔

حديث (۲۶۵۱) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ عَنْ جَدِّهٖ هُوَسَهْلٍ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَائِطِنَا فَرَسٌ يُقَالُ لَهُ اللَّحِيْفُ اَوْ قَالَ بَعْضُهُمُ اللَّخِيْفُ بِالْخَآءِ.

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمارے باغ میں ایک گھوڑا تھا۔ جس کو لحیف یا بعض نے لخیف خاء کے ساتھ کہا جاتا تھا۔

حديث (۲۶۵۲) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الخ عَنْ مُعَاذٍؓ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حِمَارٍ يُّقَالُ لَهٗ عُفَيْرٌ فَقَالَ يَا مُعَاذُ هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ اَنْ يَّعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَّا يُعَذِّبَ مَنْ لَّا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا اُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ قَالَ لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوْا.

ترجمہ۔ حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے گدھے پر سوار تھا جس کا نام عفیر تھا۔ تو آپؐ نے فرمایا اے معاذ! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر کیا ہے۔ اور بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے میں نے کہا اللہ اوراس کا رسول بہتر جاننے والے ہیں آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اوراس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر یہ ہے کہ جو شخص اللہ کے ساتھ کسی شے کو شریک نہ ٹھہرائے تو اسے عذاب نہ دے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں لوگوں کو اس کی بشارت نہ دے دوں۔ آپؐ نے فرمایا ان کو بشارت نہ دو۔ پس وہ بھروسہ کر کے عمل سے بیٹھ جائیں گے۔

حديث (۲۶۵۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ كَانَ فَزَعٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لَّنَا يُقَالُ لَهٗ مَنْدُوْبٌ فَقَالَ مَا رَاَيْنَا مِنْ فَزَعٍ وَاِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں گھبراہٹ پیدا ہوگئی تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارا گھوڑا جس کو مندوب کہا جاتا تھا عاریت پر لیا واپس آکر فرمایا کوئی گھبراہٹ کی بات نہیں ہے۔ اور ہم نے اس کو سمندر کی طرح رواں دواں پایا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ امام بخاریؒ نے اس باب میں چار احادیث ذکر فرمائی ہیں۔ جن میں گھوڑے اور گدھے کے نام بتلا کر اسکے جواز کو ثابت فرمایا ہے۔ ابوقتادہؓ کے گھوڑے کا نام جرادہ تھا۔ اور حضرت سہل بن سعدؓ کی روایت میں آپؐ کے گھوڑے کا نام لحیف یا لخیف بتایا گیا ہے۔ اور حضرت معاذؓ کی روایت میں گدھے کا نام عفیر مٹیالے رنگ والا۔ اور حضرت ابوطلحہؓ کے گھوڑے کا نام مندوب ذکر کیا گیا ہے چاروں احادیث باب سے مطابق ہوگئیں۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ مِنْ شُوْمِ الْفَرَسِ

ترجمہ۔ گھوڑے کی نحوست کے بارے میں جو کچھ ذکر کیا جاتا ہے اس بارے میں یہ باب ہے۔

حدیث (۲۶۵۴) حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ الخ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّمَا الشُّوْمُ فِيْ ثَلٰثَةٍ فِي الْفَرَسِ وَالْمَرْاَةِ وَالدَّارِ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے اگر نحوست ہوسکتی ہے تو وہ گھوڑے میں عورت میں اور مکان میں ہوسکتی ہے۔

حدیث (۲۶۵۵) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الخ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنْ كَانَ الشُّوْمُ فِيْ شَيْءٍ فَفِي الْمَرْاَةِ وَالْفَرَسِ وَالْمَسَاكِنِ.

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر نحوست کسی شے میں ہوسکتی ہے تو عورت میں۔ گھوڑے میں۔ اور جائے رہائش میں ہوسکتی ہے جب ان میں نہیں تو کسی چیز میں نحوست نہیں ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں اگرچہ برکت اور نحوست اللہ کی قضا میں سے ہیں ان کا محل اگر ہوسکتے ہیں تو یہ تین اشیاء ہیں۔ جن کی انسان کو حاجت رہتی ہیں۔ فی ذاتہ ان میں کوئی نحوست نہیں۔ کہتے ہیں کہ عورت کی نحوست یہ ہے کہ وہ بچہ نہ جنے۔ گھوڑے کی نحوست یہ ہے کہ اس پر جہاد نہ کیا جائے۔ اور مسکن کی نحوست یہ ہے کہ ہمسایہ برا ہو۔ اگر سوال ہو کہ پچھلی حدیث میں گذرا ہے الخیل معقود فی نواصیھا الخیر تو پھر شوم تو اس کے خلاف ہوا۔ کہ وہاں جہاد والا گھوڑا مراد ہے۔ جس پر قرینہ اجر اور مغنم ہے۔ دوسرے گھوڑے میں خیر وشر دونوں ہو سکتے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے جب اس شوم والی حدیث کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اہل جاہلیت کے خیالات تھے۔ جن کی تردید میں آپؐ نے فرمایا لاعدوی ولاطیرة اور لاطبرة فی المرأة والدابة والدار۔ کیونکہ قرآن مجید میں ہے مااصاب من مصیبة فی الارض ولافی انفسکم الافی کتاب من قبل ان نبرأھا.

بَابُ الْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ
وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً

ترجمہ۔ گھوڑے تین قسم کے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم نے گھوڑے گدھے اس لئے پیدا کئے تا کہ تم ان پر سوار ہو۔ اور تمہارے لئے زینت کا باعث بنیں۔

حدیث(۲۶۵۶)حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَةَ الخ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَیْلُ لِثَلٰثَةٍ لِرَجُلٍ اَجْرٌ وَّلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَّعَلٰی رَجُلٍ وِزْرٌ فَاَمَّا الَّذِیْ لَہٗ اَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَاَطَالَ فِیْ مَرْجٍ اَوْرَوْضَةٍ فَمَا اَصَابَتْ فِیْ طِیَلِھَا ذٰلِکَ مِنَ الْمَرْجِ اَوِالرَّوْضَةِ کَانَتْ لَہٗ حَسَنَاتٍ وَّلَوْاَنَّھَا قَطَعَتْ طِیَلَھَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا اَوْ شَرَفَیْنِ کَانَتْ اَرْوَاثُھَا وَاٰثَارُھَا حَسَنَاتٍ لَّہٗ وَلَوْ اَنَّھَا مَرَّتْ بِنَھْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْہُ وَلَمْ یُرِدْ اَنْ یَّسْقِیَھَا کَانَ ذٰلِکَ حَسَنَاتٍ لَّہٗ وَرَجُلٌ رَبَطَھَا فَخْرًا وَرِیَآءً وَنِوَآءً لِاَھْلِ الْاِسْلَامِ فَھِیَ وِزْرٌ عَلٰی ذٰلِکَ وَسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ فَقَالَ مَآ اُنْزِلَ عَلَیَّ فِیْھَا اِلَّا ھٰذِہِ الْاٰیَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَہٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَہٗ.

ترجمہ۔حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گھوڑے تین قسم کے ہیں۔ایک آدمی کے ثواب کا باعث ہوگا۔اور ایک آدمی کے لئے پردہ ہوگا۔اور ایک گناہ کا باعث ہوگا۔لیکن وہ آدمی جس کے لئے وہ گھوڑا جو ثواب کا باعث ہوگا جس نے اس کو اللہ کی راہ میں باندھ رکھا ہے۔پس اس کی رسی چراگاہ میں یا باغ میں لمبی کر رکھی ہے پس اپنی اس باگ میں جو کچھ اس کو چراگاہ اور باغ میں سے ملتا ہے وہ اس آدمی کے لئے نیکیوں میں شمار ہوگا اور اگر اس نے اپنی باگ کو توڑ کر ایک باری یا دو باری کو دا۔تو اس کی لید اور اس کے نشان قدم سب اس کیلئے نیکیاں ہوں گی اگر اس کا گذر کسی نہر سے ہوا جس سے اس نے پانی پی لیا۔حالانکہ وہ مالک اس کو پانی پلانے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا یہ سب اس کی نیکیوں میں داخل ہوگا۔اور وہ آدمی جس نے گھوڑے کو دوسروں پر فخر کرنے۔شہرت اور مسلمانوں کی دشمنی کے لئے رکھا ہے۔وہ اس کے لئے گناہ کا باعث ہوگا اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گدھوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا ان کے بارے میں کوئی خاص حکم تو نازل نہیں ہوا۔البتہ یہ ایک آیت جو سب کو جامع ہے اور منفرد ہے۔ترجمہ کہ جو شخص ذرہ برابر نیکی کرے گا اس کو دیکھے گا۔اور جو ذرہ برابر برائی کرے گا اس کو بھی دیکھے گا۔

تشریح از قاسمیؒ۔اگر اشکال ہو کہ حدیث میں تیسری قسم ذکر نہیں ہوا تو کہا جائے گا کہ راوی نے اختصار کر دیا ہے۔وہ یہ ہے کہ جس شخص نے گھوڑا غنی اور سواری سے بچنے کے لئے باندھ رکھا ہے۔پھر اس میں اللہ کا حق نہ تو اس کی گردن میں اور نہ ہی اس کی پیٹھ میں بھولا ہے پس یہ اس کے لئے ستر ہوگا۔

بَابُ مَنْ ضَرَبَ دَآبَّةَ غَیْرِہٖ فِی الْغَزْوِ

ترجمہ۔جس نے جہاد میں کسی دوسرے کے جانور کو مارا

حدیث(۲۶۵۷)حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ الخ قَالَ اَتَیْتُ جَابِرَبْنَ عَبْدِ اللّٰہِ الْاَنْصَارِیَّؓ فَقُلْتُ لَہٗ حَدِّثْنِیْ بِمَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ سَافَرْتُ مَعَہٗ فِیْ بَعْضِ اَسْفَارِہٖ قَالَ اَبُوْعُقَیْلٍ لَآ اَدْرِیْ غَزْوَةً اَوْ عُمْرَةً فَلَمَّا اَنْ اَقْبَلْنَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّتَعَجَّلَ اِلٰی اَھْلِہٖ فَلْیُعَجِّلْ قَالَ جَابِرٌ فَاَقْبَلْنَا وَاَنَا عَلٰی جَمَلٍ لِیْ اَرْمَکَ لَیْسَ فِیْہِ شِیَةٌ وَالنَّاسُ خَلْفِیْ فَبَیْنَا اَنَا کَذٰلِکَ اِذْ قَامَ عَلَیَّ فَقَالَ لِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا جَابِرُ اسْتَمْسِکْ فَضَرَبَہٗ بِسَوْطِہٖ ضَرْبَةً فَوَثَبَ الْبَعِیْرُ مَکَانَہٗ فَقَالَ اَتَبِیْعُ الْجَمَلَ قُلْتُ نَعَمْ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِیْنَةَ وَدَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ فِیْ طَوَائِفِ اَصْحَابِہٖ فَدَخَلْتُ اِلَیْہِ وَعَقَلْتُ الْجَمَلَ فِیْ نَاحِیَةِ الْبَلَاطِ فَقُلْتُ لَہٗ ھٰذَا

جَمَلُکَ فَخَرَجَ فَجَعَلَ یُطِیْفُ بِالْجَمَلِ وَیَقُوْلُ الْجَمَلُ جَمَلُنَا فَبَعَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَاقٍ مِنْ ذَھَبٍ فَقَالَ اَعْطُوْھَا جَابِرًا ثُمَّ قَالَ اِسْتَوْفَیْتَ الثَّمَنَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ الثَّمَنُ وَالْجَمَلُ لَکَ۔

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے ایک شاگرد نے کہا کہ مجھے کوئی ایسی حدیث سناؤ جو آپ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک بار سفر کیا۔ ابوعقیل روای کہتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ جہاد کا سفر تھا یا عمرے کا تھا۔ جب ہم فارغ ہوئے تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جلدی اپنے گھر والوں کے یہاں جانا چاہتا ہو وہ جلدی چلا جائے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنے ایسے اونٹ پر سوار تھا جو کیت تھا۔ یعنی سرخی سیاہی ملی ہوئی تھی جس میں اور کسی رنگ کا دھبہ نہیں تھا لوگ میرے پیچھے تھے پس ایسی حالت میں میں چل رہا تھا کہ اچانک میرا اونٹ کھڑا ہو گیا چلتا نہیں تھا۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا اے جابر! اسے روک لو۔ پس آپؐ نے اسے اپنے چابک سے خوب مارا۔ پس وہ اونٹ اپنی جگہ پر کودنے لگا۔ آپؐ نے پوچھا اے جابر کیا اپنا اونٹ بیچو گے میں نے ہاں میں جواب دیا پس جب ہم لوگ مدینہ میں داخل ہوئے اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کی ٹولیوں میں مسجد کے اندر تشریف لائے تو میں حاضر خدمت ہوا اور اونٹ مسجد کے میدان کے ایک کنارے پر باندھ دیا میں نے کہا حضرت آپ کا اونٹ آیا ہے آپؐ باہر تشریف لائے اونٹ کو گھمانے لگے۔ اور مجھ سے فرمانے لگے اونٹ تو ہمارا ہی اونٹ ہے۔ پھر آپؐ نے چند اوقیہ سونے کے میرے پاس بھیجے اور فرمایا کہ یہ حضرت جابرؓ کو دے دو پھر مجھ سے پوچھا کہ کیا تم نے اس کی قیمت پوری وصول کر لی میں نے ہاں میں جواب دیا۔ آپؐ نے فرمایا یہ قیمت اور اونٹ دونوں تمہارے ہیں۔

بَابُ الرُّکُوْبُ عَلَی الدَّآبَّۃِ الصَّعْبَۃِ وَالْفُحُوْلَۃِ مِنَ الْخَیْلِ

ترجمہ۔ اکھڑ جانور اور نر گھوڑے پر سوار ہونا۔

وَقَالَ رَاشِدُ بْنُ سَعْدٍ کَانَ السَّلَفُ یَسْتَحِبُّوْنَ الْفُحُوْلَۃَ لِاَنَّھَا اَجْرٰی وَاَجْسَرُ۔

ترجمہ۔ راشد بن سعد فرماتے ہیں کہ سلف صالحین نر گھوڑے کو پسند کرتے تھے۔ کیونکہ وہ جلدی دوڑنے والا اور دلیر ہوتا ہے۔

حدیث (۲۶۵۸) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنْ قَتَادَۃَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ قَالَ کَانَ بِالْمَدِیْنَۃِ فَزَعٌ فَاسْتَعَارَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِاَبِیْ طَلْحَۃَ یُقَالُ لَہٗ مَنْدُوْبٌ فَرَکِبَہٗ وَقَالَ مَا رَأَیْنَا مِنْ فَزَعٍ وَاِنْ وَجَدْنَاہُ لَبَحْرًا۔

ترجمہ۔ حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے سنا کہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں کچھ گھبراہٹ کا احساس ہوا۔ تو آپؐ نے حضرت ابوطلحہؓ کا گھوڑا جسے مندوب کہا جاتا تھا عاریت پر مانگا۔ اس پر سوار ہوئے واپس آ کر فرمایا ہم نے تو کوئی گھبراہٹ والی چیز نہیں دیکھی۔ اور فرمایا ہم نے اس کو سمندر پایا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ روایت میں سے ترجمہ کو امام بخاریؒ نے قیاساً ثابت کیا ہے۔ کہ جیسے اکھڑ اور سخت گھوڑا سیر اور قطع مسافت میں خلل انداز ہوتا ہے ایسے تھکا ماندہ بطی السیر بھی خلل انداز ہوتا ہے۔ جب سابق حدیث سے بطی السیر پر سوار ہونے کا جواز ثابت ہو گیا تو سخت گھوڑے پر سوار ہونا جائز ہوا۔ اور اس کا نر ہونا مذکر کی ضمیر سے ثابت کیا۔ یقال اور مندوب اور نر گھوڑا بنسبت مادہ کے جری اور دلیر ہوتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ صعبۃ بمعنی شدیدہ۔ ابن المنیرؒ فرماتے ہیں کہ حدیث سے ترجمہ پر استدلال ضعیف ہے اس لئے کہ

یقال له مندوب میں ضمیر لفظ فرس کی طرف راجع ہے۔ جو مذکر کے لئے ہوتا ہے۔ اگر چہ اس کا اطلاق مؤنث پر بھی ہوتا ہے۔ نیز! تفضیل فحولة پر بھی کوئی لفظ دال نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعریف فرمائی۔ اور مادہ سے خاموش رہے۔ تو اسی سے فضیلت ثابت ہو سکتی ہے۔ اور میرے نزدیک انا وجدنا لبحرا سے استدلال ہے۔

دلالت الروایة شیخ گنگوہیؒ نے حضرت جابر کے بطی السیر گھوڑے کے رکوب سے دابه صعبه پر رکوب کے جواز کو ثابت فرمایا۔ میرے نزدیک امام بخاریؒ کی غرض اس باب سے دابه صعبه اور فحوله پر سوار ہونے کی رغبت دلانا ہے۔ جس پر راشد بن سعدؒ کا اثر دلالت کرتا ہے۔

کان السلف یستحبون الفحوله اور حضرت ابوطلحہؓ کے گھوڑے سے جس کے متعلق آپؐ نے فرمایا انا وجدنا لبحرا سے استدلال فرمایا ہے اور رکوب علی الدابة الصعبه کی فضیلت یوں سمجھ میں آتی ہے کہ ایسا شخص گھوڑے پر سوار ہونے کی مہارت رکھتا ہے۔ اور کمال شہسواری کا اسے تجربہ ہے۔ بنابریں حضرت عمرؓ کابیں کاٹ دینے کا حکم دیتے تھے۔ جیسا کہ عنقریب باب رکوب الفرس العری آرہا ہے۔

بَابُ سِهَامِ الْفَرَسِ

ترجمہ۔ مال غنیمت میں سے گھوڑے کے حصوں کے بارے میں

وَقَالَ مَالِکٌ یُسْهَمُ لِلْخَیْلِ وَالْبَرَاذِیْنَ مِنْهَا لِقَوْلِهٖ وَالْخَیْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِیْرَ لِتَرْکَبُوْهَا وَلَا یُسْهَمُ لِاَکْثَرَ مِنْ فَرَسٍ.

ترجمہ۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ عربی گھوڑے اور ترکی گھوڑے کے لئے حصہ نکالا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے گھوڑے خچر اور گدھوں کو ہم نے اس لئے پیدا کیا تاکہ تم ان پر سوار ہو۔ اور ایک گھوڑے سے زیادہ کا حصہ نہیں نکالا جائے گا۔

حدیث (۲۶۵۹) **حَدَّثَنَا عُبَیْدُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ لِلْفَرَسِ سَهْمَیْنِ وَلِصَاحِبِهٖ سَهْمًا.**

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ بے شک جناب رسول اللہ نے گھوڑے کے لئے دو حصے اور اس کے مالک کے لئے ایک حصہ مقرر فرمایا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ یہ مسئلہ اختلافی مشہور ہے۔ کہ حضرت امام اعظمؒ کے نزدیک گھوڑے کا ایک حصہ۔ باقی ائمہ ثلاثہ کے نزدیک دو حصے ہیں۔ پھر امام بخاریؒ نے ایک اور اختلاف کی طرف قال مالکؒ سے اشارہ فرمایا ہے۔ کہ آیا عربی اور ترکی گھوڑے میں کچھ فرق ہے۔ تو یہ مسئلہ بھی اختلافی ہے۔ کہ امام شافعیؒ اور امام اعظمؒ فرماتے ہیں کہ عربی اور ترکی گھوڑے کا حصہ برابر ہے۔ امام احمدؒ سے تین روایات ہیں۔ ایک تو جمہور کے موافق ہے۔ دوسری روایت یہ ہے کہ برذون کے لئے الگ ایک حصہ ہے۔ اور تیسری روایت یہ ہے کہ اگر اس میں عربی گھوڑے کی صلاحیت ہے تو حصہ دیا جائے گا ورنہ نہیں۔ تیسرا اختلاف یہ ہے کہ اگر جنگ میں کسی کے پاس ایک سے زائد گھوڑے ہوں۔ تو امام مالکؒ اور جمہور ائمہ فرماتے ہیں کہ ایک گھوڑے سے زائد کا حصہ نہیں دیا جائے گا۔ اور لیثؒ۔ ابو یوسفؒ۔ احمدؒ۔ اور اسحٰقؒ فرماتے ہیں دو گھوڑوں کا حصہ تو دیا جائے گا اس سے اکثر کا نہیں۔ اور سلیمان بن موسیٰ سے مروی ہے ہر گھوڑے کے دو حصے ہوں گے بالغا مابلغت جہاں تک پہنچے۔ جمہور فرماتے ہیں جس گھوڑے پر شہسوار سوار ہے اس کے لئے حصہ تو اس لئے نکالا جاتا ہے کہ اس میں منفعت ہے۔ جس پر سواری نہیں ہوئی۔ نہ اس سے منفعت حاصل ہوئی اور نہ اس کا حصہ مقرر ہوا۔ کیونکہ دو گھوڑوں پر توفی وقت واحد سوار ہو کر قتال نہیں کر سکتا۔

بَابُ مَنْ قَادَ دَابَةَ غَيْرِهِ فِي الْحَرْبِ

ترجمہ۔ لڑائی میں کسی دوسرے کا گھوڑا کھینچنا اس کا کیا حکم ہے۔

حديث (۲۶۶۰) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ الخ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ اَفَرَرْتُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ لٰكِنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَفِرَّ اِنَّ هَوَازِنَ كَانُوْا قَوْمًا رُمَاةً وَاِنَّا لَمَّا لَقِيْنَاهُمْ حَمَلْنَا عَلَيْهِمْ فَانْهَزَمُوْا فَاَقْبَلَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَى الْغَنَائِمِ وَاسْتَقْبَلُوْنَا بِالسِّهَامِ فَاَمَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَفِرَّ فَلَقَدْ رَاَيْتُهُ وَاِنَّهُ لَعَلٰى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَآءِ وَاِنَّ اَبَا سُفْيٰنَ اٰخِذٌ بِلِجَامِهَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ.

اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ ــ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

ترجمہ۔ حضرت براء بن عازبؓ سے کسی شخص نے پوچھا کیا تم لوگ حنین کی لڑائی میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ انہوں نے کہا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو ہمارے سالار تھے وہ نہیں بھاگے۔ تو لشکریوں کا بھاگنا نہ ہوا وجہ یہ ہوئی کہ قبیلہ ہوازن کے لوگ بڑے تیرانداز تھے۔ جب پہلے پہل ہماری ان سے مڈبھیڑ ہوئی تو ہم نے ان پر اس شدت سے حملہ کیا کہ وہ لوگ شکست کھا کر بھاگے مسلمان غنیمتوں کا مال جمع کرنے میں لگ گئے ان کو موقعہ مل گیا۔ انہوں نے ہم پر تیروں کی بارش کردی۔ جس سے ہم سنبھل نہ سکے۔ لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بھاگے وہ میدان میں جمے رہے۔ میں نے آپؐ کو دیکھا آپؐ اپنے سفید خچر پر سوار تھے۔ اور ابوسفیان اس کی لگام کو پکڑے ہوئے تھے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے میں نبی ہی ہوں جس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ میں وہی عبدالمطلب کا بیٹا ہوں جس کی عرب میں شہرت تھی۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ والخیل. والبغال الخ سے استدلال امام بخاریؒ کا اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے رکوب خیل کا انعام ذکر فرمایا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے حصہ مقرر فرمایا۔ خیل کا اطلاق برذون اور ھجین دونوں پر ہوتا ہے۔ بغال اور حمیر الگ جنس ہیں۔ تو آیت کا حکم اس جنس خیل کو شامل ہوگا جب برذون اور ھجین کی کوئی قید نہیں۔ تو یہ سب خیل مین داخل ہوں گے۔ ھجین اس گھوڑے کو کہتے ہیں جس کا حد الابوین ماں باپ میں سے ایک عربی ہو۔ اور دوسرا غیر عربی ہو۔

جعل لایسھم لاکثر من فرس امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں کبھی میدان جہاد میں گھوڑے سوار کو عندالفجر دوسرے گھوڑے کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ اس لئے اس کا حصہ بھی نکالنا چاہیئے۔ لیکن امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔ حضرت براء بن ارسؓ دو گھوڑے جنگ میں کھینچ لائے تھے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک گھوڑے کا حصہ نکالا تھا۔ عقلی دلیل وہی ہے کہ ایک وقت میں دو گھوڑوں پر جہاد نہیں ہوسکتا۔ اور جو روایت امام ابویوسفؒ نے نقل فرمائی ہے کہ اسھم للفرسین کہ دو گھوڑوں کیلئے حصہ نکالا۔ وہ غنیمت کے طور پر نہیں۔ بلکہ نفل اور انعام کے طور پر تھا۔ جیسے کہ آپؐ نے حضرت سلمہ بن اکوعؓ کو دو حصے دے دیئے۔ حالانکہ وہ پیدل تھے۔

جعل للفرس سھمین ولصاحبه سھما یہی قول ائمہ ثلاثہ کا ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ للفارس سھمان فقط سھم له وسھم للفرس. ان کا استدلال حضرت علیؓ اور ابوموسیٰؓ کی روایت سے ہے۔ جمہور کی حجت حدیث الباب ہے جو صریح ہے۔ اور ابن عمرؓ کی روایت میں ہے للفارس سھمان وللراجل سھم حضرت امام صاحبؒ کے عمل پر جو اشکالات ہیں انکا جواب ابن الھمام نے دیا

ہے۔اوراس کی تفصیل فتح القدیر میں ہے۔

انا ابن عبدالمطلب اگر اشکال ہو کہ افتخار بالآباء یعنی باپ دادے پر فخر کرنے سے تو منع کیا گیا ہے۔ پدرم سلطان بود۔ یہاں پر پہلا جواب تو یہ ہے کہ اس سے اس خواب کی طرف اشارہ ہے جو حضرت عبدالمطلب نے دیکھا تھا۔ جس کی خبر قریش کو دی تھی۔ کہ ان کی اولاد میں ایک بچہ پیدا ہوگا جو قوم کی سیادت کرے گا۔ اور اس کے دشمن ہلاک ہوں گے تو یہاں بھی بھاگنے والوں کو آپ فرما رہے ہیں کہ یہ شکست عارضی ہے۔ انشاء اللہ انجام کار فتح ہماری ہوگی۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ جنگ میں خیلاء اور بڑائی ظاہر کرنے کی اجازت ہے۔

بَابُ الرِّكَابِ وَالْغَرْزِ لِلدَّآبَّةِ

ترجمہ۔ جنگی گھوڑے کے لئے رکابیں اور پائیدان رکاب لوہے اور لکڑی کے ہوتے ہیں اور پائیدان چمڑے کا ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ رکاب گھوڑے کیلئے اور غرز اونٹ کے لئے ہوتا ہے۔

حدیث (۲۶۶۱) **حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ اِذَآ اَدْخَلَ رِجْلَهٗ فِي الْغَرْزِ وَاسْتَوَتْ بِهٖ نَاقَتُهٗ قَآئِمَةً اَهَلَّ مِنْ عِنْدِ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ.**

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپؐ اپنا پاؤں مبارک اپنے اونٹ کی رکابوں میں داخل کرتے تھے۔ اور اونٹنی آپ کو لے کر سیدھی کھڑی ہو جاتی تھی۔ تو آپ مسجد ذی الحلیفہ کے پاس سے تلبیہ کہہ کر احرام باندھتے تھے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ ابن عمرؓ کی اس روایت سے ثابت ہوا کہ ترجمہ میں غرز اور رکاب کا جو ذکر کیا تھا وہ دونوں ہم معنی ہیں۔

بَابُ رُكُوْبِ الْفَرَسِ الْعُرِيِ

ترجمہ۔ ننگی پیٹھ والے گھوڑے پر سوار ہونا جس پر زین کسی ہوئی نہ ہو۔

حدیث (۲۶۶۲) **حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ الخ عَنْ اَنَسٍؓ اِسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى فَرَسٍ عُرْيٍ مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ فِيْ عُنُقِهٖ سَيْفٌ.**

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے تشریف لائے جو ایک ایسے گھوڑے پر سوار تھے جو ننگی پیٹھ والا تھا کہ اس پر زین نہیں تھی۔ اور آپ کی گردن میں تلوار لٹک رہی تھی۔

بَابُ الْفَرَسِ الْقَطُوْفِ

ترجمہ۔ تھکے ہوئے درماندہ گھوڑے پر سوار ہونا

حدیث (۲۶۶۳) **حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ اَنَّ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَزِعُوْا مَرَّةً فَرَكِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِاَبِيْ طَلْحَةَ كَانَ يَقْطِفُ اَوْ كَانَ فِيْهِ قِطَافٌ فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ وَجَدْنَا فَرَسَكُمْ هٰذَا بَحْرًا فَكَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ لَا يُجَارٰى.**

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ مدینہ والوں کو گھبراہٹ لاحق ہوئی۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت

ابوطلحہؓ کے ایک ایسے گھوڑے پر سوار ہوئے جو آہستہ چلتا تھا۔اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا تھا۔پس جب واپس تشریف لائے تو فرمایا کہ ہم نے تمہارے اس گھوڑے کو سمندر کی طرح پایا۔پھر اس کے بعد اس سے کوئی گھوڑا دوڑ میں آگے نہیں بڑھ سکتا تھا۔

بَابُ السَّبْقِ بَيْنَ الْخَيْلِ

ترجمہ۔گھوڑ دوڑ میں مقابلہ کرانا

حدیث(۲۶۶۴)حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ اَجْرَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا ضُمِّرَ مِنَ الْخَيْلِ مِنَ الْحَفْيَاءِ اِلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ وَاَجْرٰى مَالَمْ يُضَمَّرْ مِنَ الثَّنِيَّةِ اِلٰى مَسْجِدِ بَنِيْ زُرَيْقٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَكُنْتُ فِيْمَنْ اَجْرٰى قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ بَيْنَ الْحَفْيَاءِ اِلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ خَمْسَةُ اَمْيَالٍ اَوْسِتَّةٌ وَبَيْنَ ثَنِيَّةَ اِلٰى مَسْجِدِ بَنِيْ زُرَيْقٍ مِيْلٌ.

ترجمہ۔حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کو دبلا کیا جاتا تھا ان کی دوڑ حفیاء سے لے کر ثنیۃ الوداع تک ہوتی تھی۔ اور جو دبلے کئے ہوئے نہیں ہوتے تھے ان کی دوڑ ثنیۃ سے لیکر مسجد بنو زریق تک ہوتی تھی۔ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں تھا جنہوں نے گھوڑ دوڑ میں حصہ لیا اور سندہ سفیانؒ فرماتے ہیں کہ حفیاء اور ثنیۃ کے درمیان پانچ یا چھ میل کا فاصلہ تھا۔اور ثنیۃ سے مسجد بنو زریق تک صرف ایک میل کا فاصلہ تھا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ تضمیر اور اضمار یہ ہے کہ گھوڑے کو تھوڑا گھاس کھلا کر جل ڈال دیا جائے۔یہاں تک کہ اسے پسینہ آجائے پسینہ خشک ہونے پر اس کا گوشت ہلکا ہو جاتا تھا۔جس کی وجہ سے یہ دوڑ میں قوی ہو جاتے تھے۔

بَابُ اِضْمَارِ الْخَيْلِ لِلسَّبْقِ

ترجمہ۔مقابلہ کی دوڑ کے لئے گھوڑے کو لاغر کرنا

حدیث (۲۶۶۵) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِيْ لَمْ تُضَمَّرْ وَكَانَ اَمَدُهَا مِنَ الثَّنِيَّةِ اِلٰى مَسْجِدِ بَنِيْ زُرَيْقٍ وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَؓ كَانَ سَابَقَ بِهَا قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ اَمَدًا غَايَةً فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ.

ترجمہ۔حضرت عبداللہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان گھوڑوں کے درمیان گھوڑ دوڑ کرائی جو لاغر نہیں کئے گئے تھے ان کا آخر نشان ثنیہ سے مسجد بنی زریق تھا۔اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ انہیں لوگوں میں سے تھے جنہوں نے ایسے گھوڑوں کے ساتھ گھوڑ دوڑ کا مقابلہ جیتا۔امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ امد کا معنی غایت ہے۔قرآن مجید میں ہے کہ طال علیهم الامد ان کا نشانہ ان پر لمبا ہو گیا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ امام بخاریؒ نے صرف مسابقت کا ذکر کیا ہے۔جو بغیر عوض کے ہو۔اس کے جواز پر سب کا اتفاق ہے۔البتہ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ نے اسے اونٹوں اور گھوڑوں کے درمیان منحصر رکھا ہے۔بعض علماء صرف گھوڑ دوڑ کو جائز قرار دیتے ہیں اور حضرت عطاء نے ہر چیز میں مقابلہ کی دوڑ کی اجازت دی ہے اگر یہ دوڑ بالعوض ہو۔وہ ایک جانب سے ہو یا کسی ثالث کی طرف سے ہو اس کے جواز میں کوئی کلام نہیں۔البتہ جانبین سے ہو تو پھر قمار میں داخل ہو کر ناجائز ہو جائے گا۔

بَابُ غَايَةِ السَّبْقِ لِلْخَيْلِ الْمُضَمَّرَةِ

ترجمہ۔لاغر کئے ہوئے گھوڑوں کی دوڑ کی آخری حد کے بارے میں

حدیث (۲۶۶۶) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ سَابَقَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِيْ قَدْ اُضْمِرَتْ فَاَرْسَلَهَا مِنَ الْحَفْيَآءِ وَكَانَ اَمَدُهَا ثَنِيَّةُ الْوَدَاعِ فَقُلْتُ لِمُوْسٰى كَمْ كَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَالَ سِتَّةُ اَمْيَالٍ اَوْ سَبْعَةٌ وَسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِيْ لَمْ تُضْمَرْ فَاَرْسَلَهَا مِنْ ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ وَكَانَ اَمَدُهَا مَسْجِدُ بَنِيْ زُرَيْقٍ فَقُلْتُ فَكَمْ بَيْنَ ذٰلِكَ قَالَ مِيْلٌ اَوْنَحْوُهُ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَؓ مِمَّنْ سَابَقَ فِيْهَا.

ترجمہ۔حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان گھوڑوں کے درمیان جو دبلے کئے گئے تھے دوڑ میں مقابلہ کرایا تو ان کو حفیاء سے چھوڑا اور انکی آخری حد ثنیۃ الوداع تھی۔میں نے موسیٰ راوی سے پوچھا کہ ان میں کتنا فاصلہ تھا اس نے کہا چھ میل یا سات میل۔اور جو گھوڑے دبلے نہیں کئے گئے تھے ان کا بھی دوڑ میں مقابلہ کرایا ان کو ثنیۃ الوداع سے چھوڑا ان کی آخری حد مسجد بنو زریق تھی میں نے پوچھا ان کے درمیان کتنا فاصلہ تھا فرمایا ایک میل اور اس کے مثل تھا۔اور ابن عمرؓ ان لوگوں میں تھے جنھوں نے اس آخری گھوڑ دوڑ میں مقابلہ کیا تھا۔

نَاقَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کے بارے میں

قَالَ ابْنُ عُمَرَؓ اَرْدَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُسَامَةَ عَلَى الْقَصْوَآءِ وَقَالَ الْمِسْوَرُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا خَلَاتِ الْقُصْوَآءُ.

ترجمہ۔اور ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہؓ کو اپنی اونٹنی قصواء پر اپنے پیچھے بٹھایا اور حضرت مسور کا کہنا ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قصوا کی بیٹھنے کی عادت نہیں ہے۔قصواء کان کٹی اونٹنی اور عضباء بھی آپ کی اونٹنی تھی۔

حدیث (۲۶۶۷) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًاؓ يَقُوْلُ كَانَتْ نَاقَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهَا عَضْبَآءُ مِنْ هٰهُنَا طَوَّلَهُ مُوْسٰى الخ.

ترجمہ۔حضرت انسؓ سے سنا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی تھی جسے عضباء کہا جاتا تھا۔

حدیث (۲۶۶۸) حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الخ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاقَةٌ تُسَمَّى الْعَضْبَآءَ لَا تُسْبَقُ قَالَ حُمَيْدٌ اَوْلَا تَكَادُ تُسْبَقُ فَجَآءَ اَعْرَابِيٌّ عَلٰى قَعُوْدٍ فَسَبَقَهَا فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰى عَرَفَهُ فَقَالَ حَقٌّ عَلَى اللهِ اَنْ لَّا يَرْتَفِعَ شَيْءٌ مِّنَ الدُّنْيَا اِلَّا وَضَعَهُ طَوَّلَهُ مُوْسٰى عَنْ حَمَّادٍ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی تھی جس کو عضباء کے نام سے پکارا جاتا تھا اس سے آگے دوڑ میں کوئی جانور نہیں بڑھ سکتا تھا حمید کہتے ہیں کہ اس سے آگے بڑھا ہی نہیں جا سکتا تھا۔ایک دیہاتی نو آموز اونٹنی پر آیا جو عضباء سے

آ گے نکل گئی پس یہ بات مسلمان صحابہ کرامؓ پر گراں گذری اس گرانی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی محسوس کرلیا جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ حق پہنچتا ہے کہ جس چیز کو وہ دنیا میں اونچا کریں اسے نیچا بھی دکھا سکتے ہیں۔ ہر کمالے را زوال

بَابُ بَغْلَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ اَنَسٌ وَقَالَ اَبُوْ حُمَيْدٍ اَهْدَى مَلِكُ اَيْلَةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْلَةً بَيْضَآءَ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید خچر کے بارے میں حضرت انسؓ نے بیان کیا حمیدی فرماتے ہیں کہ ایلہ کے بادشاہ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک سفید خچر ہدیہ کے طور پر دیا تھا۔

حدیث(۲۶۶۹)حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ الخ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرُوبْنَ الْحَارِثِ قَالَ مَا تَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّابَغْلَتَهُ الْبَيْضَآءَ وَسَلَاحَهُ وَاَرْضًا تَرَكَهَا صَدَقَةً.

ترجمہ۔ حضرت عمرو بن الحارثؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکہ میں صرف ایک سفید خچر۔ اپنے ہتھیار اور کچھ زمین چھوڑی۔ اور ان سب کو صدقہ کردیا۔

حدیث(۲۶۷۰)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى الخ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ قَالَ لَهٗ رَجُلٌ يَا اَبَا عُمَارَةَ وَلَّيْتُمْ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ لاَ وَاللّٰهِ مَا وَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ وَلّٰى سَرْعَانُ النَّاسِ فَلَقِيَهُمْ هَوَازِنُ بِالنَّبْلِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَآءِ وَاَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ اٰخِذٌ بِلَجَامِهَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ. اَنَا النَّبِيُّ لَاكَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدُ الْمُطَّلِبْ

ترجمہ۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ ان سے ایک شخص نے پوچھا۔ اے ابو عمارہ! کیا تم لوگ حنین کی لڑائی میں پیٹھ دے کر بھاگ گئے تھے انہوں نے کہا نہیں اللہ کی قسم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹھ نہیں پھیری لیکن جلد باز لوگوں نے پیٹھ پھیری تو ہوازن کے لوگوں نے انہیں تیروں پر دھرلیا۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفید خچر پر سوار تھے۔ ابوسفیان بن الحارث اس کی باگ پکڑے ہوئے تھے۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے میں ہی نبی ہوں۔ جس میں جھوٹ نہیں ہے۔ اور میں ہی وہی عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

بَابُ جِهَادُ النِّسَآءِ

ترجمہ۔ عورتوں کا جہاد کرنا

حدیث(۲۶۷۱)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ الخ عَنْ عَآئِشَةَؓ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ اِسْتَأْذَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ جِهَادُ كُنَّ الْحَجُّ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْوَلِيْدِ اَلخ.

ترجمہ۔ حضرت ام المومنین عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد کے بارے میں اجازت مانگی تو آپؐ نے فرمایا تمہارا عورتوں کا جہاد حج کرنا ہے۔

حدیث(۲۶۷۲)حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ الخ عَنْ عَآئِشَةَؓ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَهٗ

نِسَآءُ عَنِ الْجِهَادِ فَقَالَ نِعْمَ الْجِهَادُ الْحَجُّ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ ام المومنین جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی بیبیوں نے جہاد کے متعلق پوچھا تو آپؐ نے فرمایا بہترین جہاد حج ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ جهاد النساء یا تو معنی یہ ہے کہ عورتوں کا جہاد کیا ہے۔ یا اس سے جواز جہاد کو بیان کرنا ہے اور باب کی دو روایتین اس پر دلالت کر رہی ہیں۔ کیونکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سائلہ کے سوال پر نکیر نہیں کیا تو عورتوں کے لئے جہاد کے جواز کی تقریر ثابت ہوئی۔ لیکن اس جواز کو عدم فتنہ سے مشروط کیا جائے گا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ چنانچہ ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کی روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں پر جہاد واجب نہیں ہے اور جهادکن الحج کہ تمہارا جہاد حج ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جہاد نفل بھی ان کیلئے نہیں۔ البتہ واجب نہیں کیونکہ ایک تو اس میں ستر و حجاب نہیں رہے گا۔ دوسرے مردوں سے اختلاط ہوگا دوری نہیں ہوگی یہی وجہ ہے کہ حج ان کیلئے جہاد سے افضل ہے امام بخاریؒ نے ترجمہ کو مجمل رکھ کر اسی کی طرف اشارہ کیا ہے اور بعد کے تراجم سے صراحۃً عورتوں کے جہاد میں نکلنے کو بیان کیا ہے۔ علامہ عینیؒ بھی یہی فرماتے ہیں کہ عورتوں کے لئے پردہ پوشی اور مردوں سے الگ تھلگ رہنا بغیر جنگ کے بھی افضل ہے تو جنگ کی صورت میں جو سخت مواقع میں سے ہے ستر اور مجا نبة الرجال کیسے ہوسکتی ہے۔ اور حج میں یہ دونوں امور ممکن ہیں اس لئے وہ جہاد سے افضل ہوگا۔

بَابُ غَزْوِ الْمَرْأَةِ فِي الْبَحْرِ

ترجمہ۔ سمندر میں عورت کا جہاد کرنا

حدیث (۲۶۷۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ابْنَةِ مَلْحَانَ فَاتَّكَأَ عِنْدَهَا ثُمَّ ضَحِكَ فَقَالَتْ لِمَ تَضْحَكُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ نَاسٌ مِنْ اُمَّتِي يَرْكَبُوْنَ الْبَحْرَ الْاَخْضَرَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ مَثَلُهُمْ مَثَلُ الْمُلُوْكِ عَلَى الْاَسِرَّةِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا مِنْهُمْ ثُمَّ عَادَ فَضَحِكَ فَقَالَتْ لَهُ مِثْلَ اَوْمِمَّ ذٰلِكَ فَقَالَ لَهَا مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَتْ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَلَسْتِ مِنَ الْاٰخِرِيْنَ قَالَ قَالَ اَنَسٌ فَتَزَوَّجَتْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ مَعَ بِنْتِ قَرَظَةَ فَلَمَّا قَفَلَتْ رَكِبَتْ دَابَّتَهَا فَوَقَصَتْ بِهَا فَسَقَطَتْ عَنْهَا فَمَاتَتْ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام حرام بنت ملحانؓ کے پاس تشریف لائے تو ان کے پاس سہارا لے کر سو گئے۔ پھر ہنستے ہوئے اٹھے تو یہ کہنے لگیں یارسول اللہ! آپ کس وجہ سے ہنسے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا میری امت کے کچھ لوگ اس سبز سمند رپر جہاد فی سبیل اللہ کے لئے سوار ہوں گے ان کا حال ٹھاٹ باٹھ بلندی اور فراخی میں بادشاہوں کی طرح ہوگا۔ جو اپنے تخت پر بیٹھے ہوتے ہیں۔ تو حضرت ام حرامؓ کہنے لگیں یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے ان مجاہدین میں سے بنالے۔ آپؐ نے دعا مانگی کہ اے اللہ! اس کو ان میں داخل فرمالے۔ پھر دوسری مرتبہ نیند میں لوٹے اور اسی طرح ہنستے ہوئے اٹھے۔ انہوں نے بھی پہلے کی طرح کہا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے

کی طرح فرمایا انہوں نے کہا میرے لئے دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان مجاہدین میں داخل فرمائے۔آپؐ نے فرمایا تو تو پہلوں میں شامل ہوگئی۔تو دوسروں میں سے نہیں ہوگی۔حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ام حرامؓ نے حضرت عبادہ بن الصامتؓ کے ساتھ نکاح کیا۔تو فاختہ بنت قرظہؓ جو حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیانؓ کی بیوی تھی اور وہ پہلے امیر البحر تھے۔حضرت ام حرامؓ بھی ان کے ساتھ سمندری سفر پر روانہ ہوئیں۔جب واپسی کا ارادہ کیا تو اپنی سواری پر سوار ہوئیں جس نے ان کی گردن کو توڑ دیا۔پس وہ اس سواری سے نیچے گر گئیں۔جس سے ان کی وفات ہوگئی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ تزوجت عبادة الخ یا تو دونوں روایتوں کو ایک دوسرے پر محمول کیا جائے۔یا یوں کہا جائے تزوجت یعنی اس سے پہلے نکاح کر چکی تھی۔بعد میں انہوں نے طلاق دے دی پھر انہوں نے اس سے رجوع کر لیا۔یا یہ ہے کہ کانت تحت عبادة جملہ معترضہ ہے جو کسی حال کے ساتھ مقید نہیں ہے۔ظاہر یہی ہے کہ اس مقالہ کے بعد انہوں نے نکاح کیا۔

بَابُ حَمْلِ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ فِي الْغَزْوِ دُوْنَ بَعْضِ نِسَآئِهِ

ترجمہ۔ جہاد میں آدمی اپنی بعض بیویوں کو سوار کر کے لے جائے بعض کو نہ لے جائے

حدیث(۲۶۷۴)حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ الخ عَنْ عَآئِشَةَؓ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَآ أَرَادَ أَنْ يَّخْرُجَ أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَآئِهِ فَأَيَّتُهُنَّ يَخْرُجُ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا فَخَرَجَ فِيْهَا سَهْمِيْ فَخَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَآ أُنْزِلَ الْحِجَابُ.

ترجمہ۔حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ جب کہیں سفر کیلئے روانہ ہوتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی کرتے جس بی بی کا قرعہ نکل آتا اس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہمراہ لے جاتے تھے۔پس اس دستور کے مطابق ایک غزوہ میں جس میں آپؐ روانہ ہوئے تو ہمارے درمیان آپؐ نے قرعہ اندازی فرمائی تو اتفاق سے اس غزوہ بنی المصطلق میں میرا قرعہ نکل آیا تو پردہ کا حکم اتر جانے کے بعد میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئی۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ اس حدیث سے امام بخاریؒ نے صراحۃً جهاد النساء کو ثابت فرمایا۔

بَابُ غَزْوِ النِّسَآءِ وَقِتَالِهِنَّ مَعَ الرِّجَالِ

ترجمہ۔ عورتوں کا جہاد کے لئے نکلنا اور ان کا مردوں کے ہمراہ نکل کر جنگ میں حصہ لینا

حدیث (۲۶۷۵) حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ الخ عَنْ أَنَسٍؓ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ انْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَلَقَدْ رَأَيْتُ عَآئِشَةَ بِنْتَ أَبِيْ بَكْرٍ وَأُمَّ سُلَيْمٍ وَإِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ أَرٰى خَدَمَ سُوْقِهِمَا تَنْقُزَانِ الْقِرَبَ وَقَالَ غَيْرُهُ تَنْقُلَانِ الْقِرَبَ عَلٰى مُتُوْنِهِمَا ثُمَّ تُفْرِغَانِهِ فِيْ أَفْوَاهِ الْقَوْمِ ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلَآنِهَا ثُمَّ تَجِيْئَانِ فَتُفْرِغَانِهَا فِيْ أَفْوَاهِ الْقَوْمِ.

ترجمہ۔حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب احد کی لڑائی واقع ہوئی تو کچھ لوگ شکست کھا کر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھاگ گئے۔میں نے حضرت عائشہؓ بنت ابی بکرؓ اور حضرت ام سلیمؓ کو دیکھا کہ دونوں اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھائے تھیں۔میں ان کی پنڈلیوں کے پازیبوں کو دیکھ رہا تھا۔(بلا

قصد نظر پڑی) وہ دونوں پانی کے مشکیزے اٹھا رہی تھیں۔ اور حضرت انسؓ کے علاوہ دوسرے حضرات نے فرمایا کہ وہ اپنی پیٹھوں پر مشکیزے اٹھا رہی تھیں پھر ان کو مجاہدین کے مونہوں میں انڈیلتی تھیں پھر واپس لوٹ کر ان کو بھر لاتی تھیں۔ پھر آ کر قوم کے مجاہدین کے مونہوں میں انڈیلتی تھیں۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ تشمیر کا معنی چادر کا پنڈلی سے اٹھانا۔ اس لئے اس کے معنی تیاری کرنے کے بھی لئے جاتے ہیں۔

خدم بعض نے کہا پازیب کی جگہ اور بعض نے کہا خدم خدمہ کی جمع ہے۔ خلخال یعنی پازیب کو کہتے ہیں۔ سوق جمع ساق کی بمعنی پنڈلی۔ یہ واقعہ یا تو نزول حجاب سے قبل کا ہے۔ یا اچانک ان کی نظر پنڈلیوں پر گئی۔ دیکھنے کا قصد نہیں تھا۔ عورتوں کے اس پانی پلانے کو غزوہ سے تعبیر کیا۔ کیونکہ یہ بھی مجاہدین اسلام کی امداد تھی۔ باقی قتال کا ذکر روایت میں نہیں تو حدیث باب کے مطابق نہ ہوئی تو کہا جائیگا چونکہ وہ عورتیں حتی الامکان اپنے سے مدافعت کر رہی تھیں۔ لہذا یہ حکم میں قتال کے ہوگا۔ یا غزوہ پر اس کو قیاس کیا کہ جب جہاد کے لئے نکلنا جائز ہے تو قتال بھی جائز ہوگا۔

بَابُ حَمْلِ النِّسَآءِ الْقِرَبَ اِلَى النَّاسِ فِي الْغَزْوِ

ترجمہ۔ عورتوں کا جنگ میں لوگوں کے لئے مشکیزے اٹھانا

حدیث(۲۶۷۶)حَدَّثَنَا عَبْدَانُ الخ قَالَ ثَعْلَبَةُ بْنُ اَبِى مَالِكٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِؓ قَسَمَ مُرُوْطًا بَيْنَ نِسَآءٍ مِّنْ نِّسَآءِ الْمَدِيْنَةِ فَبَقِىَ مِرْطٌ جَيِّدٌ فَقَالَ لَهٗ بَعْضُ مَنْ عِنْدَهٗ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اعْطِ هٰذَا ابْنَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِىْ عِنْدَكَ يُرِيْدُوْنَ اُمَّ كَلْثُوْمٍ بِنْتَ عَلِيٍّ فَقَالَ عُمَرُ اُمُّ سُلَيْطٍ اَحَقُّ وَاُمُّ سُلَيْطٍ مِنْ نِّسَآءِ الْاَنْصَارِ مِمَّنْ بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ فَاِنَّهَا كَانَتْ تَزْفِرُ لَنَا الْقِرَبَ يَوْمَ اُحُدٍ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ تَزْفِرُ تَخِيْطُ.

ترجمہ۔ حضرت ثعلبہ ابن ابی مالکؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے مدینہ کی عورتوں میں کچھ گرم چادریں تقسیم فرمائیں ان میں سے ایک عمدہ گرم چادر بچ رہی تو جو لوگ آپ کے پاس تھے ان میں سے بعض نے کہا کہ اے امیر المومنین یہ چادر آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بیٹی کو دے دیں جو آپ کے پاس ہے۔ انکا مقصد (ارادہ) حضرت ام کلثومؓ بنت علیؓ سے تھا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ام سلیطؓ اس کی زیادہ حقدار ہے اور ام سلیطؓ انصار کی ان عورتوں میں سے تھیں جنہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی۔ اور حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ یہ ام سلیطؓ احد کی لڑائی میں ہمارے لئے مشکیزوں کو اٹھا اٹھا کر لاتی تھیں۔ لیکن امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ تزفر کے معنی تخیط ہیں۔ کہ پھٹی پرانی مشکیزوں کو سی کر لاتی تھیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ قوم شراح نے امام بخاریؒ کی اس تفسیر تزفر بمعنی تخیط کو غلطی پر محمول کیا ہے۔ کیونکہ لغت میں زفر کے یہ معنی نہیں ہیں۔ حمل کے معنی ہیں۔ شاید امام بخاریؒ نے اس حمل کو حمل للسقی یعنی پانی پلانے کے لئے اٹھانے پر محمول نہیں کیا۔ جب کہ وہ پانی سے بھری ہوئی ہو۔ بلکہ اس کو سینے کے معنی میں لیا ہے۔ جب کہ وہ پانی سے فارغ ہو اور پھٹی ہوئی ہو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حافظ ابن حجرؒ بھی یہی فرماتے ہیں کہ لغت میں زفر کے معنی خیاطت کے نہیں بلکہ حمل کے آتے ہیں۔ نیز باب غزوۃ المراۃ فی البحر سے امام بخاریؒ کی کیا غرض ہے۔ شراحؒ نے اس کی غرض کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔ میرے نزدیک امام بخاریؒ ایک اختلاف کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ عورت کے لئے جہاد میں نکلنا مطلقا ناجائز ہے چنانچہ ابن

عبدالبر فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ کے نزدیک عورت کا حج کیلئے نکلنا ہے اور جہاد کے لئے نکلنا تو اکرہ ہے۔ اہل بصرہ نے اس کی توجیہ یہ کی ہے کہ چونکہ حجاز کی کشتیاں چھوٹی ہوتی ہیں جن میں مردوں سے پردہ نہیں ہوسکتا۔ اس لئے مکروہ فرماتے تھے۔ اور جہاں بڑے بڑے جہاز اور کشتیاں ہوں جن میں الگ الگ منازل بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ تو ان میں کوئی حرج نہیں۔ جیسے اہل بصرہ کی بڑی بڑی کشتیاں ہیں۔

علی الخطاء تزفر کی تفسیر تخیط کو ہمارے شیخ نے اور امام بخاریؒ میں شمار کیا ہے۔ قاضی عیاضؒ بھی فرماتے ہیں ھذاغیر معروف فی اللغة۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ ام کلثوم بنت علی بنت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زید بن عمرؓ صاحبزادہ پیدا ہوا۔ اور ماں بیٹا دونوں نے ایک ہی دن وفات پائی یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں پیدا ہوئی تھیں حضرت عمرؓ نے خاندان نبوت سے تعلق قائم کرنے کے لئے حضرت علیؓ سے رشتہ مانگا جو انہوں نے خوشی سے قبول کرلیا۔ لیکن روافض بے حیائی کی وجہ سے کہتے ہیں اول فرج غضب عنا فرج ام کلثوم (فروع کافی) کہ پہلی شرم گاہ جو ہم سے چھین لی گئی ہے وہ حضرت ام کلثوم کی شرمگاہ ہے۔ اور حملہ حیدری والا لکھتا ہے کہ حضرت عباسؓ اور خالد بن ولیدؓ نے حضرت علیؓ کے گلے میں رسی ڈال کر حضرت عمرؓ کے پاس ام کلثومؓ کا زبردستی نکاح کرایا العیاذباللہ من ھذہ الھفوت۔

بَابُ مُدَاوَةِ النِّسَآءِ الْجَرْحٰی فِی الْغَزْوِ

ترجمہ۔ لڑائی میں عورتوں کا زخمیوں کا علاج معالجہ کرنا۔

حدیث (۲۶۷۷) حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدُ اللّٰهِ الخ عَنِ الرُّبَیِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَسْقِیْ وَنُدَاوِیْ الْجَرْحٰی وَنَرُدُّ الْقَتْلٰی اِلَی الْمَدِیْنَةِ.

ترجمہ۔ حضرت ربیع بنت معوذؓ فرماتی ہیں کہ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہوتی تھیں۔ پیاسوں کو پانی پلاتی تھیں زخمیوں کا علاج کرتی تھیں۔ اور مقتولین کی لاشیں اٹھا کر دفن کرتی تھیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ نرد القتلی اگر اسکو حقیقت پر محمول کیا جائے تو پھر اسکی وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرام کا مقتولین کو دفن کرنے میں مشغول ہوجانا جہاد وقتال میں خلل انداز ہوتا اس لئے یہ عورتیں لاشوں کو اٹھا اٹھا کر دور رکھ دیتیں۔ فراغت پر ان کو دفن کردیا جاتا۔ یا جریح سے مراد قریب المرگ ہے۔ جس کے زخم سے اندازہ ہوتا تھا کہ بہت جلد مندمل ہوجائے گا۔ وہاں قریب اس کو اس لئے رکھا جاتا تاکہ صحت مند ہونے کے بعد پھر جہاد میں شامل ہوجائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ بظاہر یہ حدیث مشکوۃ کی روایت سے متعارض معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ ترمذی کی روایت میں ہے رد والقتلی الی مضاجعھم کہ مقتولین کو ان کی اپنی اپنی قتل کی جگہوں کو واپس لوٹاؤ۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ والد جابرؓ کو احد میں واپس کیا گیا۔ بنابریں میرے نزدیک بہترین توجیہ یہ ہے کہ رد قتلی سے مراد معرکہ سے قبور تک لوٹانا مراد ہے۔ جس کی تائید قسطلانی کے قول سے ہوتی ہے۔ تردھم النساء الی موضع قبورھم کہ عورتیں ان مقتولین کو اپنی قبروں کی جگہ واپس کرتی تھیں۔ لیکن ایک روایت میں نرد القتلی الی المدینة کے الفاظ وارد ہیں۔ تو پھر اشکال پکا ہوگیا۔ میرے نزدیک اسی اشکال سے گلوخلاصی کی یہی صورت ہے کہ المدینة کا تعلق جرحي سے ہو۔ قتلی سے نہ ہو۔ یعنی زخمیوں کو مدینہ پہنچاتی تھیں۔ جیسا کہ باب القضاء واللعان بین الرجال والنساء فی المسجد میں میں نے عرض کیا تھا کہ فی المسجد کا تعلق قضاء سے ہے۔ لعان سے نہیں ہے۔ تاکہ سرے سے اعتراض ہی وارد نہ ہو۔ یا حدیث ربیع بنت معوذ کو اوّل

امر محمول کیا جائے۔ جب کہ آپ کی طرف ممانعت نہیں ہوئی تھی۔

المراد بالقتلی الجریح قریب بالموت لیکن پھر بھی اس پر اشکال ہوگا کہ بعض روایات میں قتلی اور جرحی دونوں کا ذکر ہے۔ تو کہا جائے گا کہ جرحی سے مراد غیر قریب بالموت ہے۔ اور ردھم سے مراد ردھم الی خیامھم ہے۔ کہ ان کو ان کے خیموں تک پہنچاتی تھیں۔

بَابُ رَدِّ النِّسَآءِ الْجَرْحٰى وَالْقَتْلٰى

ترجمہ۔ عورتوں کا زخمیوں اور مقتولین کو اٹھا کر پہنچانا

حدیث (۲۶۷۸) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ كُنَّا نَغْزُوْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَسْقِي الْقَوْمَ وَنَخْدُمُهُمْ وَنَرُدُّ الْجَرْحٰى وَالْقَتْلٰى اِلَى الْمَدِيْنَةِ.

ترجمہ۔ حضرت ربیع بنت معوذؓ فرماتی ہیں کہ ہم عورتیں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد میں جاتی تھیں۔ پس ہم مجاہدین کو پانی پلاتیں۔ ان کی خدمت کرتیں اور زخمیوں اور مقتولین کو مدینہ پہنچاتی تھیں۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ پہلی روایت مختصر تھی دوسری اتم ہے البتہ اس میں یہ الفاظ زائد ہیں۔ لا نقاتل ہم لڑتی نہیں تھیں توجیہات بیان ہو چکیں۔ البتہ اس آخری حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ اجنبی عورت اجنبی مرد کا علاج معالجہ اور خدمت کر سکتی ہے ضرورت کیلئے یہ جائز ہے۔

بَابُ نَزْعِ السَّهْمِ مِنَ الْبَدَنِ

ترجمہ۔ بدن سے تیر کا کھینچ کر نکالنا

حدیث(۲۶۷۹)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الخ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰىؓ قَالَ رُمِيَ اَبُوْ عَامِرٍ فِيْ رُكْبَتِهٖ فَانْتَهَيْتُ اِلَيْهِ قَالَ انْزِعْ هٰذَا السَّهْمَ فَنَزَعْتُهٗ فَنَزَلَ مِنْهُ الْمَآءُ فَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ اَبِيْ عَامِرٍ.

ترجمہ۔ حضرت ابوموسیٰؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوعامرؓ کے گھٹنے میں تیر لگا۔ میں ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے فرمایا کہ اس تیر کو کھینچ کر نکال لو پس میں نے اس کو نکالا تو انکے بدن سے پانی نکلا (خون نہ نکلا) میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کو اس واقعہ کی خبر دی۔ تو آپؐ نے فرمایا اے اللہ! عبید ابی عامر کی بخشش فرما۔ یہ وہ کلمہ ہے جو آپ شہداء کے لئے استعمال فرمایا کرتے تھے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ امام بخاریؒ کی غرض اس ترجمہ سے ایک وہم کا دفعیہ ہے کہ جیسے شہید سے خون نہیں دھویا جاتا ایسے تیر وغیرہ بھی نہ نکالا جائے۔ تو ترجمہ باندھ کر فرمایا کہ نہیں اس تیر کے نکالنے سے شہادت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اور نہ ہی یہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے۔ اور نہ ہی یہ انتفاع میں داخل ہے۔ مہلب فرماتے ہیں کہ حدیث باب کا مفہوم یہ ہے کہ جو چیز زندگی سے متعلق ہو وہ تو واقعی نہ نکالی جائے اور جو بعد الممات ہو وہ مخل نہیں ہے۔

فنزل منہ الماء نزل بمعنی جری پانی کا جاری ہونا موت کی علامت ہے کہ خون نہیں رہا۔ حضرت ابوعامرؓ جن کا نام عبید بن وھب تھا وہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے چچا تھے کبار صحابہ میں سے تھے یوم اوطاس میں شہید ہوئے۔ آپؐ نے ان کے حق میں دعا فرمائی اللھم اجعلہ یوم القیامۃ فوق کثیر من خلقک من الناس ترجمہ یعنی اے اللہ اس کو قیامت کے دن اپنی بہت سی مخلوقات پر بلند مرتبہ عطا فرمانا۔

بَابُ الْحِرَاسَةِ فِي الْغَزْوِ فِي سَبِيْلِ اللّٰہ

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے اندر نگہبانی اور چوکیدارہ کرنا۔

حدیث (۲۶۸۰) حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ خَلِيْلٍ الخ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَهِرَ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ قَالَ لَيْتَ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِيْ صَالِحًا يَحْرُسُنِيْ اللَّيْلَةَ اِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ سِلَاحٍ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقَالَ اَنَا سَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ جِئْتُ لِاَحْرُسَكَ وَنَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ رات کو بیدار رہتے تھے۔ سویا نہیں کرتے تھے۔ پس جب مدینہ تشریف لائے تو فرمایا کاش کہ میرے صحابہ میں سے کوئی نیک آدمی ہوتا۔ جو آج رات پہرہ دیتا۔ اچانک ہم نے ہتھیاروں کی آواز سنی۔ پس آپؐ نے پوچھا یہ کون ہے۔ فرمایا کہ میں سعد بن ابی وقاص ہوں۔ میں اس لئے حاضر ہوا ہوں تاکہ میں آپ کی نگرانی کروں۔ اور آپؐ پر پہرہ دوں۔ تب آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نیند فرمائی۔

حدیث (۲۶۸۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يُوْسُفَ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ وَالْقَطِيْفَةِ وَالْخَمِيْصَةِ اِنْ اُعْطِيَ رَضِيَ وَاِنْ لَّمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ لَمْ يَرْفَعْهُ اِسْرَآئِيْلُ الخ وَزَادَنَا عَمْرٌوؓ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَعَبْدُ الدِّرْهَمِ وَعَبْدُ الْخَمِيْصَةِ اِنْ اُعْطِيَ رَضِيَ وَاِنْ لَّمْ يُعْطَ سَخِطَ تَعِسَ وَانْتَكَسَ وَاِذَا شِيْكَ فَلَا انْتَقَشَ طُوْبٰى لِعَبْدٍ اٰخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَشْعَثَ رَاْسُهٗ مُغْبَرَّةٍ قَدَمَاهُ اِنْ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ وَاِنْ كَانَ فِي السَّاقَةِ كَانَ فِي السَّاقَةِ اِنِ اسْتَاْذَنَ لَمْ يُؤْذَنْ لَهٗ وَاِنْ شَفَعَ لَمْ يُشَفَّعْ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ لَمْ يَرْفَعْهُ اِسْرَآئِيْلُ الخ عَنْ اَبِيْ حُصَيْنٍ وَقَالَ تَعْسًا كَاَنَّهٗ يَقُوْلُ فَاَتْعَسَهُمُ اللّٰهُ طُوْبٰى فُعْلٰى مِنْ كُلِّ شَيْءٍ طَيِّبٍ وَهِيَ يَآءٌ حُوِّلَتْ اِلَى الْوَاوِ وَهِيَ مِنْ يُطِيْبُ.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا ہلاک ہو دینار و درہم کا بندہ یعنی حریص اس طرح گدیلے اور منقش چادر کا حریص اگر اسے کچھ ملے تو راضی ہو نہ ملے ناراض ہو اسرائیل نے اس حدیث کا رفع نہیں کیا۔ اور عمرو نے اپنی سند کے ساتھ یہ الفاظ زائد نقل کئے ہیں۔ کہ ہلاک ہو دینار درہم اور منقش چادر کا حریص۔ اگر اس کو مل جائے تو راضی ہو نہ ملے تو ناراض ہو تعس۔ انتکس سر کے بل گرے اور جب کانٹا چبھے تو نہ نکالا جائے۔ خوشی ہے اس بندے کے لئے جو اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی باگ پکڑنے والا ہو اس کے سر کے بال پراگندہ بکھرے ہوئے ہوں اس کے قدم غبار آلود ہوں۔ اگر اس کو آگے چوکیداری میں رکھا جائے تو وہ چوکیداری اور نگرانی میں رہے۔ اگر اسے لشکر کے آخر میں رکھا جائے تو لشکر کے آخر میں رہے۔ تاکہ گری پڑی چیز اٹھالائے۔ اگر اجازت مانگے تو اسے اجازت نہ ملے۔ اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہ کی جائے۔ فتعسی لھم گویا کہ اللہ تعالیٰ نے اتسعهم الله فرمایا جس کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو محروم فرمایا۔ طوبی فعلی کے وزن پر ہر اچھی چیز کو کہتے ہیں۔ دراصل طوبی میں یاء تھی۔ جس کو واؤ سے بدلا گیا۔ اور یطیب اچھے ہونے کے معنی میں ہے طاب یطیب سے ماخوذ ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ سھر بیدار رہنا۔ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ قدوم مدینہ سے پہلے کا واقعہ ہے۔حالانکہ اس وقت نہ حضرت عائشہ ؓ آپؐ کے پاس تھیں۔اور نہ ہی حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سابقین اولین میں سے ہیں۔بلکہ یہ بیداری مدینہ منورہ میں آنے کے بعد ایک رات پیش آئی۔جس پر اللیلۃ کا لفظ دلالت کرتا ہے۔چنانچہ نسائی میں ہے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول ماقدم المدینۃ یسھر من اللیل یعنی آپؐ جب اوّل اوّل مدینہ منورہ میں تشریف لائے توراتوں کو بیدار رہتے تھے۔اور ابھی تک واللہ یعصمك من الناس والی آیت نہیں اتری تھی۔اس کے نزول کے بعد آپؐ نے فرمادیا انصرفوا تم لوگ چلے جاؤ اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت کا ذمہ لے لیا ہے۔

عبد الدینار والدرھم یہ حریص ہونے سے کنایہ ہے۔حراسۃ سے مقدمۃ الجیش اور ساقہ سے مؤخر الجیش مراد ہے۔ مقصد یہ ہے جہاں اس کی ڈیوٹی لگائی جائے وہ اسے پورطرح انجام دیتا ہے۔اگرچہ خلاف طبع امور کیوں نہ پیش آئیں۔خدمت میں فرق نہیں لاتا۔

بَابُ فَضْلِ الْخِدْمَةِ فِی الْغَزْوِ

ترجمہ۔ جہاد اور لڑائی میں خدمت انجام دینا

حدیث (۲۶۸۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ صَحِبْتُ جَرِيْرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَكَانَ يَخْدُمُنِیْ وَهُوَ اَكْبَرُ مِنْ اَنَسٍؓ قَالَ جَرِيْرٌ اِنِّیْ رَأَيْتُ الْاَنْصَارَ يَصْنَعُوْنَ شَيْئًا لَا اَجِدُ اَحَدًا مِنْهُمْ اِلَّا اَكْرَمْتُهٗ.

ترجمہ۔حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت جریر بن عبداللہؓ کے ہمراہ رہا وہ میری خدمت کرتے تھے حالانکہ عمر میں وہ مجھ سے بڑے تھے اور حضرت جریرؓ فرماتے تھے کہ میں نے انصار کو کچھ خدمت رسول اللہ کے کام کرتے دیکھا ہے۔اس لئے جب بھی میں ان میں سے کسی کو ملتا ہوں تو میں ان کی ضرور خدمت کرتا ہوں خواہ جہاد میں ہو یا غیر جہاد میں۔

حدیث(۲۶۸۳)حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍؓ يَقُوْلُ خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی خَيْبَرَ اَخْدُمُهٗ فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاجِعًا وَبَدَا لَهٗ اُحُدٌ قَالَ هٰذَا اجَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ ثُمَّ اَشَارَ بِيَدِهٖ اِلَی الْمَدِيْنَةِ قَالَ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَا بَيْتَهَا كَتَحْرِيْمِ اِبْرَاهِيْمَ مَكَّةَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا وَمُدِّنَا.

ترجمہ۔حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ خیبر کی طرف روانہ ہوا تو راستہ میں آپ کی خدمت کرتا تھا۔جب آپؐ واپس تشریف لائے اور احد پہاڑ آپؐ کے سامنے ظاہر ہوا تو آپؐ نے فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔پھر آپؐ نے اپنے ہاتھ سے مدینہ کی طرف اشارہ فرمایا اور فرمایا اے اللہ جو کچھ ان دو سرخ پتھریلی زمینوں کے درمیان ہے یعنی مدینہ میں اس کو اس طرح حرام کرتا ہوں جس طرح ابراہیمؑ نے مکہ کو حرام قرار دیا اے اللہ ہمارے لئے ہمارے صاع اور ہمارے مد میں برکت عطا فرما۔

حدیث (۲۶۸۴) حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ دَاوٗدَ الخ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْثَرُنَا ظِلًّا الَّذِیْ يَسْتَظِلُّ بِكِسَآئِهٖ وَاَمَّا الَّذِيْنَ صَامُوْا فَلَمْ يَعْمَلُوْا شَيْئًا وَاَمَّا الَّذِيْنَ اَفْطَرُوْا فَبَعَثُوا الرِّكَابَ وَامْتَهَنُوْا وَعَالَجُوْا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ الْمُفْطِرُوْنَ الْيَوْمَ بِالْاَجْرِ.

ترجمہ۔حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر میں تھے ہم میں سے اکثر سایہ دار جس سے آپؐ سایہ

حاصل کرتے تھے وہ آپ کی کملی تھی اور جن لوگوں نے ہم میں سے روزہ رکھا انہوں نے تو کوئی کام نہ کیا لیکن جن لوگوں نے روزہ نہیں رکھا تھا انہوں نے اپنی سواریوں کو اٹھایا انکی خدمت گھاس پانی سے کی اور خوب ان کی مالش کی یا پلانے اور کھلانے میں انہوں نے خوب کام کیا جس پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ نہ رکھنے والے آج سارا ثواب لے گئے (کیونکہ انہوں نے دوسروں کو نفع پہنچایا اگر چہ اپنے عمل صوم میں قاصر رہے)۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ حَمَلَ مَتَاعَ صَاحِبِهٖ فِي السَّفَرِ

ترجمہ۔ اس شخص کی فضیلت جو سفر میں اپنے ساتھیوں کا سامان اٹھائے۔

حدیث (۲۶۸۵) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ سَلَامٰى عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ يُعِيْنُ الرَّجُلَ فِیْ دَآبَّتِهٖ يُحَامِلُهٗ عَلَيْهَا اَوْيَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهٗ صَدَقَةٌ وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ وَكُلُّ خُطْوَةٍ يَمْشِيْهَا اِلَى الصَّلٰوةِ صَدَقَةٌ وَدَلُّ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ بدن کی ہر ہڈی پر ہر دن صدقہ ہے۔ آدمی کا دوسرے آدمی کی اپنی سواری کے ذریعہ مدد کرنا کہ اسے جانور پر سوار کرے یا اس جانور پر اسکا سامان اٹھائے یہ بھی صدقہ ہے اچھا کلمہ اور ہر وہ قدم جو نماز کی طرف چلتا ہے یہ صدقہ ہے۔ اور راستہ بتلانا بھی صدقہ ہے۔

بَابُ فَضْلِ رِبَاطِ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دن کی سرحد کی نگرانی کی فضیلت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اے ایمان والو! صبر کرو اطاعت الٰہی میں اور کفار کے سامنے صبر سے مقابلہ کرو۔ اور اللہ کی راہ میں سرحد اسلام کی نگرانی کرو۔ اس سے امام بخاریؒ نے آیت کی مشہور تفسیر کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

حدیث (۲۶۸۶) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ الخ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رِبَاطُ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَمَوْضِعُ سَوْطِ اَحَدِكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَالرَّوْحَةُ يَرُوْحُهَا الْعَبْدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ الْغَدْوَةُ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا.

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دن اللہ کی راہ میں سرحد کی نگرانی کرنا دنیا اور جو کچھ اس پر ہے ان سب سے بہتر ہے اور جنت میں سے تمہارے ایک کے چابک کی جگہ دنیا اور ما علیہا سے بہتر ہے۔ اور اللہ کی راہ میں شام کو بندے کا چلنا یا صبح کو چلنا یہ دنیا اور ما علیہا سے بہتر ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ رباط کے معنی یہ ہیں کہ جو سرحد مسلمانوں اور کافروں کے درمیان ہے اس کی حفاظت کرنا۔ یہ اشهر التفاسیر ہے۔ اور رابطوا کے معنی گھوڑے باندھنا جہاد کی تیاری کے لئے۔ من رباط الخیل اسی سے ہے۔ اور رباط کی تفسیر حدیث میں انتظار صلوۃ سے بھی کی گئی ہے۔ بہتر ہے کہ عام معنی مراد لئے جائیں۔ جو ہر ایک معنی کو شامل ہوں۔

موضع سوط احدکم سوط کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ اہل عرب کا سوار جب کہیں پڑاؤ کرتا تھا تو اترنے سے پہلے اس جگہ پر چابک پھینک دیتا تھا تاکہ جگہ متعین ہو جائے۔ اور کوئی اس جگہ نہ بیٹھے۔

بَابُ مَنْ غَزَا بِصَبِيٍّ لِلْخِدْمَةِ

ترجمہ۔ جو شخص کسی بچے کو خدمت کے لئے جہاد میں لے جائے۔ تو اس کا کیا حکم ہے۔

حدیث(۲۶۸۷)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَبِيْ طَلْحَةَ الْتَمِسْ غُلَامًا مِنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِيْ حَتّٰى اَخْرُجَ اِلٰى خَيْبَرَ فَخَرَجَ بِيْ اَبُوْطَلْحَةَ مُرْدِفِيْ وَاَنَا غُلَامٌ رَاهَقْتُ الْحُلُمَ فَكُنْتُ اَخْدُمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نَزَلَ فَكُنْتُ اَسْمَعُهٗ كَثِيْرًا يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ ثُمَّ قَدِمْنَا خَيْبَرَ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْحِصْنَ ذُكِرَ لَهٗ جَمَالُ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيِّ ابْنِ اَخْطَبَ وَقَدْ قُتِلَ زَوْجُهَا وَكَانَتْ عَرُوْسًا فَاصْطَفَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ فَخَرَجَ بِهَا حَتّٰى بَلَغْنَا سَدَّ الصَّهْبَاءِ حَلَّتْ فَبَنٰى بِهَا ثُمَّ صَنَعَ حَيْسًا فِيْ نِطْعٍ صَغِيْرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰذِنْ مَنْ حَوْلَكَ فَكَانَتْ تِلْكَ وَلِيْمَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى صَفِيَّةَ ثُمَّ خَرَجْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَوِّيْ لَهَا وَرَآءَهٗ بِعَبَاءَةٍ ثُمَّ يَجْلِسُ عِنْدَ بَعِيْرِهٖ فَيَضَعُ رُكْبَتَهٗ فَتَضَعُ صَفِيَّةُ رِجْلَهَا عَلٰى رُكْبَتِهٖ حَتّٰى تَرْكَبَ فَسِرْنَا حَتّٰى اِذَآ اَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ نَظَرَ اِلٰى اُحُدٍ فَقَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ ثُمَّ نَظَرَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا بِمِثْلِ مَا حَرَّمَ اِبْرَاهِيْمُ مَكَّةَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ بے شک جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوطلحہؓ سے فرمایا کہ مجھے تمہارے لڑکوں میں سے ایک لڑکے کی تلاش ہے جو میری خدمت کرتا رہے۔ یہاں تک کہ مجھے خیبر لے جایا گیا۔ پس حضرت ابوطلحہؓ مجھے اپنے پیچھے سوار کر کے لے گئے جب کہ میں ایک لڑکا تھا۔ جو بلوغ کے قریب پہنچ گیا۔ پس جب بھی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پڑاؤ کرتے تھے تو آپ کی خدمت کرتا تھا میں آپؐ سے اکثر یہ دعا سنتا تھا فرماتے تھے اے اللہ میں تیرے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں۔ پریشانی سے۔ غم سے۔ بے ہمتی سے۔ سستی سے بخیلی اور بزدلی سے اور قرضے کے بوجھ سے اور مردوں کے دباؤ سے پھر ہم خیبر میں پہنچے جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو خیبر کے قلعے فتح کر دیئے تو آپؐ کے سامنے بی بی صفیہ بنت حیی بن اخطب یعنی یہودی سردار کی بیٹی کا حسن و جمال بیان کیا گیا جس کا خاوند لڑائی میں قتل ہو چکا تھا اور وہ دلہن تھی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنی ذات کے لئے منتخب فرمالیا۔ پس حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اسکو لے کر چلے جب سد الصهباء مقام تک پہنچے تو حضرت صفیہ حیض سے ہو گئیں۔ تو آپؐ اس سے ہمبستر ہوئے۔ پھر آپؐ نے ایک چھوٹے سے چمڑے کے دستر خوان پر کھجور اور پنیر کا حلوہ ترتیب دیا پھر آپؐ نے حکم دیا جو لوگ تیرے آس پاس ہیں ان کو اطلاع کرو۔ پس یہی بی بی صفیہؓ پر آپ کا ولیمہ تھا۔ پھر ہم مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا آپؐ اپنی کملی کے ساتھ ان کو اپنے پیچھے جمع کرنے اور سمیٹنے کے لئے اونٹ کی کوہان کے پاس گرم چادر لپیٹ رہے ہیں۔ پھر اپنے اونٹ کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ اور گھٹنا ٹیک دیا پس حضرت صفیہؓ اپنا پاؤں آپؐ کے گھٹنا پر رکھ کر سوار ہو گئیں۔ پس ہم لوگ چلتے چلتے جب مدینہ کے قریب سے جھانکنے لگے تو آپ کی نظر احد پہاڑ پر پڑی۔ فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ (یا تو حقیقی

معنی مراد ہیں یا احد کے باشندے مراد ہیں) پھر آپ کی نظر مدینہ پر پڑی تو آپ نے فرمایا اے اللہ میں نے دو سرخ پتھروں والی زمین مدینہ کو اس طرح حرام قرار دیا جس طرح ابراہیمؑ نے مکہ کو حرام قرار دیا تھا۔ اے اللہ! ان کے مد میں اور ان کے صاع میں برکت پیدا فرما۔ (آمین)

تشریح از قاسمیؒ۔ بچہ اگرچہ جہاد کا مکلف نہیں ہے لیکن وہ دوسروں کے تابع ہو کر جا سکتا ہے یہ حدیث الباب کی غرض ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں دس سال تک آپ کی خدمت کرتا رہا ہوں اور پہلا پہلا سفر غزوۂ خیبر کا تھا جو ۷ھ میں پیش آیا اس طرح چار سال کی خدمت سفر کی ہوگی۔ باقی چھ سال حضر کی خدمت ہوگی اکثر لوگ ہم اور حزن میں فرق نہیں کرتے ہیں حالانکہ ان میں فرق ہے۔ ہم تو وہ غم ہے جو کسی متوقع چیز پر ہو اور حزن اس بات پر جو واقع ہو چکی ہو۔

بَابُ رُكُوبِ الْبَحْرِ

ترجمہ۔ سمندری سفر کی سواری اختیار کرنا

حدیث (۲۶۸۸) حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَتْنِىْ اُمُّ حَرَامٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمًا فِىْ بَيْتِهَا فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا يُضْحِكُكَ قَالَ عَجِبْتُ مِنْ قَوْمٍ مِنْ اُمَّتِىْ يَرْكَبُوْنَ الْبَحْرَ كَالْمُلُوْكِ عَلَى الْاَسِرَّةِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَجْعَلَنِىْ مِنْهُمْ فَقَالَ اَنْتِ مَعَهُمْ ثُمَّ نَامَ فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَجْعَلَنِىْ مِنْهُمْ فَيَقُوْلُ اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ فَتَزَوَّجَ بِهَا عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ فَخَرَجَ بِهَا اِلَى الْغَزْوِ فَلَمَّا رَجَعَتْ قُرِّبَتْ دَابَّةٌ لِتَرْكَبَهَا فَوَقَعَتْ فَانْدَقَّتْ عُنُقُهَا.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ام حرامؓ نے حدیث بیان فرمائی کہ ایک دن ان کے گھر میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیلولہ فرمایا۔ پس جب بیدار ہوئے تو ہنس رہے تھے۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ کو کس بات سے ہنسی آئی۔ آپ نے فرمایا مجھے اپنی امت کے کچھ لوگوں پر تعجب ہوا جو سمندر پر ایسے سوار ہیں۔ جیسے بادشاہ اپنے تختوں پر ٹھاٹھ باٹھ سے ہوتے ہیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! میرے لئے دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں سے بنا دے فرمایا جا تو ان میں سے ہے۔ پھر سو گئے اور ہنستے ہوئے بیدار ہوئے اور پہلے کی طرح دو مرتبہ یا تین مرتبہ فرمایا میں نے عرض کی یا رسول اللہ! دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس جماعت میں داخل کرے۔ آپ نے فرمایا تو تو پہلے لوگوں کی جماعت میں داخل ہو چکی ہے۔ پس ان سے حضرت عبادہ بن الصامتؓ سے نکاح کیا پس انہیں جہاد میں لے کر روانہ ہوئے پس جب واپس لوٹنے کا ارادہ کیا تو ایک سواری ان کے قریب کی گئی تا کہ اس پر سوار ہوں مگر اس سے گر پڑیں جس سے ان کی گردن ٹوٹ گئی۔

بَابُ مَنِ اسْتَعَانَ بِالضُّعَفَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ فِى الْحَرْبِ

ترجمہ۔ اس شخص کے بارے میں جو لڑائی میں کمزوروں اور نیک لوگوں میں سے دعا کی مدد چاہتا ہے

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ اَخْبَرَنِىْ اَبُوْسُفْيَانَ قَالَ لِىْ قَيْصَرُ سَاَلْتُكَ اَشْرَافُ النَّاسِ اتَّبَعُوْهُ اَمْ ضُعَفَآئُهُمْ فَزَعَمْتَ ضُعَفَآئَهُمْ وَهُمْ اَتْبَاعُ الرُّسُلِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابوسفیانؓ نے بتلایا کہ قیصر روم نے مجھے کہا کہ میں نے تجھ سے پوچھا تھا کہ اس کی پیروی بڑے بڑے لوگ کرتے ہیں یا کمزور لوگ کرتے ہیں۔ تو نے کہا کہ کمزور لوگ کرتے ہیں اور یہی لوگ رسولوں کے پیروکار ہوتے ہیں۔

حدیث(۲۶۸۹)حَدَّثَنَا سُلَیْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ الخ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ رَاٰی سَعْدٌ اِنَّ لَهٗ فَضْلًا عَلٰی مَنْ دُوْنَهٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَائِکُمْ.

ترجمہ۔حضرت مصعب بن سعد فرماتے ہیں کہ حضرت سعدؓ سمجھنے لگے کہ انہیں اپنے سے کم درجہ کے لوگوں پرفضیلت ہےتو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں تو تمہارے کمزور لوگوں کی بدولت مدد ملتی ہے۔ بلکہ روزی بھی ملتی ہے۔

حدیث(۲۶۹۰)حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَاْتِیْ زَمَانٌ یَغْزُوْ فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَیُقَالُ فِیْکُمْ مَنْ صَحِبَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیُقَالُ نَعَمْ فَیُفْتَحُ عَلَیْهِ ثُمَّ یَاْتِیْ زَمَانٌ فَیُقَالُ فِیْکُمْ مَنْ صَحِبَ اَصْحٰبَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیُقَالُ نَعَمْ فَیُفْتَحُ ثُمَّ یَاْتِیْ زَمَانٌ فَیُقَالُ فِیْکُمْ مَنْ صَحِبَ صَاحِبَ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیُقَالُ نَعَمْ فَیُفْتَحُ.

ترجمہ۔حضرت ابوسعید الخدریؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ اس میں لوگوں کی ایک جماعت جہاد کے لئے جائے گی۔تو پوچھا جائے گا کہ تم میں کوئی شخص ہے جس نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی ہو۔تو بتلایا جائے گا کہ ہاں! تو اس کی دعا کی برکت سے فتح نصیب ہوگی۔ پھر ایک زمانہ آئے گا کہ کہا جائیگا کیا تم میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جس نے نبیؐ کے صحابہؓ کی صحبت اختیار کی ہو یعنی تابعی ہو تو بتلایا جائے گا کہ ہاں موجود ہے تو اس کی دعا کی برکت سے فتح حاصل ہوگی۔ پھر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ پوچھا جائے گا۔تمارے اندر کوئی ایسا آدمی موجود ہے جس نے اصحاب نبیؐ کے ساتھیوں کی صحبت اختیار کی ہو۔یعنی تبع تابعین میں سے ہو۔بتلایا جائے گا کہ ہاں موجود ہے۔تو اس کی دعا کی برکت سے فتح ہوگی۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ فضلاعلی من دونه غنا اور دولت مندی۔شجاعت اور تیراندازی میں مہارت کی وجہ سے۔ تنصرون ترزقون ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ چونکہ کمزور لوگوں کی دعا میں سخت اخلاص ہوتا ہے اوران کی عبادت میں خشوع بھی زیادہ ہوتا ہے کیونکہ ان کے قلوب علائق دنیا سے خالی ہوتے ہیں اسلئے ان کی دعا کی بدولت مدداوررزق ملتا ہے۔مسند عبدالرزاق میں ان کا واقعہ درج ہے کہ یارسول اللہ! کہ بہادر اور ضعیف دونوں کو غنیمت میں سے کیسے برابر حصہ دیا جاتا ہے۔تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجاہدین مقاتلین کا غنیمت میں حصہ برابر ہوگا اسلئے کہ اگر مقاتل شجاع اپنی شجاعت کی وجہ سے راجح ہے تو کمزور اپنی دعا کی وجہ سے فضیلت رکھتا ہے۔

امام بخاریؒ نے حضرت ابوسعیدؓ کی روایت کو اس باب کے آخر میں ذکر کیا ہے۔اور علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ من صحب النبی تین قسم کے لوگ ہیں۔ صحابہ کرامؓ۔تابعین وتبع تابعین جو خیرالقرون ہیں ان کی وجہ سے نصرت اور رزق حاصل ہوگا۔کیونکہ یہ لوگ امور دنیا میں کمزور اور امور آخرت میں قوی ہیں۔

بَابُ لَا یُقَالُ فُلَانٌ شَهِیْدٌ

ترجمہ۔یہ نہ کہا جائے کہ فلاں آدمی شہید ہے

قَالَ اَبُوْهُرَیْرَةَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَنْ یُّجَاهِدُ فِیْ سَبِیْلِهٖ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَنْ یُّکْلَمُ فِیْ سَبِیْلِهٖ.

ترجمہ۔حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کون اس کی راہ میں زخمی ہوتا ہے۔

حدیث(۲۶۹۱) حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ الخ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

اَلتَقَیْ هُوَ وَالْمُشْرِکُوْنَ فَاقْتَتَلُوْا فَلَمَّا مَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی عَسْکَرِہٖ وَمَالَ الْاٰخَرُوْنَ اِلٰی عَسْکَرِهِمْ وَفِیْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ لَایَدَعُ لَهُمْ شَاذَّةً وَلَا فَاذَّةً اِلَّا اتَّبَعَهَا بِضَرْبِهَا بِسَیْفِهٖ فَقَالَ مَآ اَجْزَ اَمِنَّا الْیَوْمَ اَحَدٌ کَمَا اَجْزَا فُلَانٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَا اِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ اَنَا صَاحِبُهٗ قَالَ فَخَرَجَ مَعَهٗ کُلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهٗ وَاِذَا اَسْرَعَ اَسْرَعَ مَعَهٗ فَقَالَ فَجُرِحَ الرَّجُلُ جُرْحًا شَدِیْدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَیْفِهٖ بِالْاَرْضِ وَذُبَابَهٗ بَیْنَ ثَدْیَیْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلٰی سَیْفِهٖ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَخَرَجَ الرَّجُلُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ وَمَا ذَاکَ قَالَ الرَّجُلُ الَّذِیْ ذَکَرْتَ اٰنِفًا اِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَاَعْظَمَ النَّاسُ ذٰلِکَ فَقُلْتُ اَنَا لَکُمْ بِهٖ فَخَرَجْتُ فِیْ طَلَبِهٖ ثُمَّ جُرِحَ جُرْحًا شَدِیْدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَیْفِهٖ فِی الْاَرْضِ وَذُبَابَهٗ بَیْنَ ثَدْیَیْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَیْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِکَ اِنَّ الرَّجُلَ لَیَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فِیْمَا یَبْدُوْا لِلنَّاسِ وَهُوَ فِیْ اَهْلِ النَّارِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ النَّارِ فِیْمَا یَبْدُوْا لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ.

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین کی مڈبھیڑ ہوئی پس خوب لڑائی ہوئی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے لشکر کی طرف میلان ہوا اور دوسروں کا اپنے لشکر کی طرف ہوا اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک ایسا آدمی تھا جو کسی الگ ہونے والے یا اکیلے کو نہیں چھوڑتا تھا۔ ان کے پیچھے ہو لیتا اور اپنی تلوار سے ان پر وار کرتا تھا۔ تو کہنے والے نے کہا کہ جس قدر یہ شخص ہمارے کام آیا اس قدر اور کوئی نہیں آیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن وہ جہنمیوں سے ہے۔ تو قوم میں سے ایک آدمی نے کہا کہ میں اس کے ساتھ ہوں۔ پس یہ بھی اس کے ساتھ نکلا جہاں وہ رک جاتا تھا یہ بھی اس کے ہمراہ ٹھہر جاتا۔ اور جب وہ جلدی چلتا تو یہ بھی اس کے ہمراہ جلدی چلتا۔ راوی کہتا ہے پس وہ آدمی سخت زخمی ہو گیا۔ زخموں سے تنگ آ کر اس نے جلد ہی موت کو دعوت دی۔ کہ تلوار کا بٹ تو اس نے زمین پر رکھ دیا۔ اور اس کی دھار کو اپنے دونوں پستانوں کے درمیان رکھا پھر اپنی تلوار پر جھک گیا۔ یہاں تک کہ اپنے آپ کو قتل کر دیا۔ تو وہ آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ بے شک اللہ کے رسول ہیں آپؐ نے پوچھا کیا ہوا تو اسنے کہا کہ وہ آدمی جس کا آپؐ نے ابھی ذکر فرمایا تھا کہ وہ اہل نار میں سے ہے تو لوگوں نے اسے عظیم جانا۔ میں نے کہا میں تمہارے لئے اس کا ذمہ لیتا ہوں چنانچہ میں اس کی تلاش میں نکلا۔ پھر وہ سخت زخمی ہو گیا اور جلدی موت کو دعوت دی کہ اپنی تلوار کے بٹ کو تو زمین پر رکھ دیا۔ اور دھار والا حصہ اپنے دونوں پستانوں کے درمیان رکھ دیا۔ پھر اس تلوار پر جھک گیا یہاں تک کہ اپنے آپ کو قتل کر دیا جس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی لوگوں کے سامنے بظاہر جنتی لوگوں کے کام کرتا ہے لیکن ہوتا وہ اہل نار میں سے ہے اور ایک آدمی بظاہر لوگوں کے سامنے اہل نار کے کام کرتا ہے لیکن ہوتا وہ اہل جنت میں سے ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ نصل کے معنی اس جگہ مقبض پکڑنے کی جگہ کے ہیں۔ یا مجازاً تمام تلوار مراد ہے۔ ورنہ دراصل نصل تو تلوار کی دھار کو کہتے ہیں جب کہ اس کا مقبض نہ ہو۔

تشریح از شیخ زکریا۔ قطب گنگوہی کو توجیہ کی ضرورت اس لئے لاحق ہوئی کہ نہایہ میں ہے کہ نصل حدیدة السیف یعنی تلوار کی دھار کو کہتے ہیں اور اس میں یہ بھی ہے وضع نصال سفیه ای مقبضه بالارض اور باء ظرفیہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مقبض کو زمین کے ساتھ چمٹا دیا اور دوسری توجیہ یہ فرمائی کہ اگر نصل سے تمام سیف مراد ہے تو بھی اس کی تائید کتاب المغازی غزوۂ خیبر کی اس روایت سے ہوتی ہے جس میں ہے کہ فوضع سیفه بالارض وذبابه بین ثدییه اور ایک روایت میں ہے وضع نصاب سیفه بالارض تو قسطلانی نے حاشیہ میں لکھا ہے کہ نصاب سے مقبض مراد ہے۔ جس پر شیخ الاسلام نے اپنی شرح بخاری میں لکھا ہے "پس نہاد قبضہ شمشیر خود را برزمین یعنی از طرف قبضہ نصل شمشیر کہ آنرا قبضہ نباشد" تو معلوم ہوا کہ اس تلوار کا قبضہ نہیں تھا۔ تو نصل سے دھار مراد ہوگی۔ اور روایت کو ترجمۃ الباب سے مطابقت بقول حافظ اس طرح ہوئی کہ لوگوں نے جہاد کے معاملہ میں اس قدر رجحان دیکھا اگر وہ اس حالت میں قتل ہو جاتا تو لوگ اس کی شہادت کی گواہی دیتے۔ حالانکہ وہ تو قتال فی سبیل اللہ نہیں کر رہا تھا۔ بلکہ غضبا لقومہ قتال کر رہا تھا۔ اس لئے ہر مقتول فی الجہاد پر شہید کا اطلاق نہیں کیا جائے گا۔ ممکن ہے وہ منافق ہو یا ریا کار ہو۔ البتہ ظاہری احکام شرع کے مطابق اس کو شہداء کا حکم دیا جائے گا۔

تشریح از قاسمی۔ اس شخص کا نام قزمان تھا جو منافقین کی فہرست میں شامل تھا احد کی لڑائی میں یہ غائب ہو گیا تھا عورتوں نے اسے عار دلایا تو غزوۂ خیبر کی لڑائی میں شامل ہوا اور خوب قتال کیا۔ آخر خودکشی کر کے مرا۔ کرمانی نے اشکال پیش کیا ہے کہ خودکشی معصیت ہے اور معصیت سے آدمی کافر نہیں ہوتا گناہ کی سزا بھگت کر آخر جنت میں داخلہ ملتا ہے۔ تو کہا جائے گا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی علم ہو گیا کہ وہ مومن نہیں ہے یا مراد یہ ہے کہ معصیت کی وجہ سے اہل نار ہوا پھر خارج ہوگا انما الاعمال بالخواتیم وبالنیات یا منافق ہونے کی وجہ سے اہل النار ہوا۔

بَابُ التَّحْرِيضِ عَلَى الرَّمْيِ

ترجمہ۔ تیراندازی کی ترغیب دینا

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ دشمنوں کے لئے جو کچھ تم کر سکتے ہو تیار رکھو خواہ تیراندازی ہو یا گھوڑے باندھنا ہوں تاکہ اس قوت کے ذریعہ تم اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو ڈراؤ۔

حدیث (۲۶۹۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الخ قَالَ سَمِعْتُ سَلَمَةَ بْنَ الْاَكْوَعِ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى نَفَرٍ مِّنْ اَسْلَمَ يَنْتَضِلُوْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِرْمُوْا بَنِيْ اِسْمٰعِيْلَ فَاِنَّ اَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا اِرْمُوْا وَاَنَا مَعَ بَنِيْ فُلَانٍ قَالَ فَاَمْسَكَ اَحَدُ الْفَرِيْقَيْنِ بِاَيْدِيْهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالَكُمْ لَا تَرْمُوْنَ قَالُوْا كَيْفَ نَرْمِيْ وَاَنْتَ مَعَهُمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِرْمُوْا فَاَنَا مَعَكُمْ كُلِّكُمْ.

ترجمہ۔ حضرت سلمہ بن الاکوع فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر قبیلہ بنو اسلم کے کچھ لوگوں کے پاس سے ہوا جو تیر اندازی کر رہے تھے تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنو اسمٰعیل تیر پھینکو تمہارا باپ بھی تیرانداز تھا اور میں تو بنو فلاں کیساتھ ہو کر تیر اندازی میں حصہ لیتا ہوں تو ان دونوں فریقوں میں سے ایک نے اپنے ہاتھ روک لئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تمہیں کیا ہو گیا

ہے کہ تیر اندازی نہیں کررہے انہوں نے جواب دیا کہ ہم کیسے تیر اندازی کریں آپ تو فلاں کے ہمراہ ہیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیر اندازی کرو میں تم سب کے ہمراہ ہوں۔

حدیث (۲۶۹۳) حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ الخ عَنْ اَبِيْ اُسَيْدٍؓ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ صَفَفْنَا لِقُرَيْشٍ وَصَفُّوْا لَنَا اِذَا اَكْثَبُوْكُمْ فَعَلَيْكُمْ بِالنَّبْلِ قَالَ اَبُوْ عَبْدُ اللّٰهِ اَكْثَبُوْكُمْ يَعْنِيْ اَكْثَرُوْكُمْ.

ترجمہ۔ حضرت ابو اسیدؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کی لڑائی کے موقعہ پر فرمایا جب کہ ہم نے قریش کے مقابلہ کیلئے قطار بنائی اور انہوں نے ہمارے لئے صف بندی کی تو آپؐ نے فرمایا جب وہ لوگ تمہارے قریب ہو جائیں تو تم ان پر تیروں کی بارش کردو۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ اکثبوکم کا معنی ہے جب تم پر اکثریت سے حملہ آور ہوں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ یعنی اکثو وکم مقصد یہ ہے کہ جب تم پر بھیڑ بھڑ کا کردیں۔ کیونکہ دور والا آدمی خواہ وہ کثیر کیوں نہ ہوں بھیڑ اور اژدھام نہیں کرسکتے۔ تو مطلب ہوا کہ جب وہ تمہارے قریب آجائیں تو تم تیروں سے حملہ آور ہو جاؤ۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ یہ روایت منتقدات شیخنا میں سے ہے۔ شیخ گنگوہیؒ نے اکثبوکم کی تفسیر اژدھام سے کی ہے جس کی تائید ابوداؤد کی روایت سے ہوتی ہے۔ اور حافظؒ نے بھی کثب کے معنی قرب کے کئے ہیں۔ لیکن اشکال یہ ہے کہ نیزہ زنی او تلوار زنی تو قریب سے ہوتی ہے لیکن تیر اندازی بعید کے لئے ہوتی ہے۔ البتہ مجمع میں اگر تیر اندازی کی جائے تو خوف وہراس ضرور پیدا ہوتا ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ کثب کی تفسیر کثرت سے کرنا غلط ہے۔ قرب کے معنی صحیح ہیں۔ کیونکہ ابوداؤد کی روایت کے آخر میں ہے۔ واستبقوا نبلکم اور لاتسلوا السیوف بھی آیا ہے۔ یعنی تیروں کو باقی رکھو۔ اور تلواریں نیام سے نہ نکالو۔ یہاں تک کہ وہ قریب نہ ہو جائیں۔ کیونکہ بعد کی وجہ سے کبھی تیر نہیں پہنچ سکتا۔ تو قرب نسبی ہوا۔ بالکل قرب بھی نہ ہو اور بالکل بعد بھی نہ ہو بس ان تک تمہارے تیر پہنچ سکیں۔ اور قسطلانیؒ نے ماکتبوا کم بالتاء نقل کیا ہے۔ کتبة کے معنی قطعہ عظیمہ کے ہیں کہ جب تک بڑا لشکر حملہ نہ کرے تیر اندازی اور قتال مت کرو۔ واللہ اعلم۔

بَابُ اللَّهْوِ بِالْحِرَابِ وَنَحْوِهَا۔

ترجمہ۔ چھوٹے نیزے کے ساتھ شغل رکھنا یا اس قسم کے دوسرے ہتھیاروں سے شغل رکھنا۔

حدیث (۲۶۹۴) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ بَيْنَا الْحَبَشَةُ يَلْعَبُوْنَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِرَابِهِمْ دَخَلَ عُمَرُ فَاَهْوٰى اِلَى الْحَصٰى فَحَصَبَهُمْ بِهَا فَقَالَ دَعْهُمْ يَا عُمَرُ وَزَادَ عَلِيٌّ بِسَنَدٍ وَفِي الْمَسْجِدِ.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اس اثنا میں کہ حبشی لوگ اپنے اپنے چھوٹے نیزوں سے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھیل رہے تھے کہ حضرت عمرؓ تشریف لے آئے اور کنکریوں کی طرف جھکے اور انہیں کنکریاں ماریں۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمرؓ! ان کو چھوڑ دو۔ اور ایک حدیث میں ہے یہ مسجد میں کھیل رہے تھے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ بحرابھم یہ محل ترجمہ ہے۔ اھوی بمعنی قصد۔ حصبھم ای رماھم بالحصباء۔

بَابُ الْمِجَنِّ وَمَنْ يَّتَتَرَّسُ بِتُرْسِ صَاحِبِهٖ

ترجمہ۔ ڈھال کے بارے میں اور جو شخص اپنے ساتھی کی ڈھال کو ڈھال بنالے۔

حدیث (۲۶۹۵) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ كَانَ اَبُوْطَلْحَةَ يَتَتَرَّسُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتُرْسٍ وَّاحِدٍ وَّكَانَ اَبُوْطَلْحَةَ حَسَنَ الرَّمْيِ فَكَانَ اِذَا رَمٰى تَشَرَّفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْظُرُ اِلٰى مَوْضِعِ نَبْلِهٖ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک ہی ڈھال سے چھپتے تھے۔ اور حضرت ابوطلحہؓ سب سے زیادہ اچھے تیرانداز تھے۔ جب وہ تیر پھینکتے تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تاڑ رکھتے تھے۔ اوران کے تیر گرنے کی جگہ کو دیکھتے تھے۔

حدیث (۲۶۹۶) حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ الخ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍؓ قَالَ لَمَّا كُسِرَتْ بَيْضَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَاْسِهٖ وَاُدْمِيَ وَجْهُهٗ وَكُسِرَتْ رُبَاعِيَتُهٗ وَكَانَ عَلِيٌّ يَّخْتَلِفُ بِالْمَآءِ فِي الْمِجَنِّ وَكَانَتْ فَاطِمَةُ تَغْسِلُهٗ فَلَمَّا رَاَتِ الدَّمَ يَزِيْدُ عَلَى الْمَآءِ كَثْرَةً فَعَمِدَتْ اِلٰى حَصِيْرٍ فَاَحْرَقَتْهَا وَاَلْصَقَتْهَا عَلٰى جُرْحِهٖ فَرَقَا الدَّمُ.

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خود یعنی لوہے کی ٹوپی آپؐ کے سر مبارک پر ٹوٹ گئی اور آپ کا چہرہ انور لہولہان ہو گیا۔ اور آپؐ کے اگلے چار دانت ٹوٹ گئے تو حضرت علیؓ ڈھال کے اندر پانی لاتے رہتے تھے اور حضرت فاطمہؓ اس زخم کو دھوتی تھیں۔ پس جب اس نے دیکھا کہ خون نے پانی پر اپنی کثرت کو بڑھا دیا ہے تو انہوں نے ایک چٹائی لے کر اسے جلایا اور اس کی راکھ کو زخم پر چمٹا دیا تب جا کر خون رکا۔

حدیث (۲۶۹۷) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ عَنْ عُمَرَؓ قَالَ كَانَتْ اَمْوَالُ بَنِي النَّضِيْرِ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا لَمْ يُوْجِفِ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ فَكَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً وَّكَانَ يُنْفِقُ عَلٰى اَهْلِهٖ نَفَقَةَ سَنَةٍ ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ فِي السِّلَاحِ وَالْكُرَاعِ عُدَّةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ قبیلہ بنو نضیر کا مال اس مال میں سے تھا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر بغیر کسی لڑائی کے بطور مال فئی کے عطا فرمایا جس پر مسلمانوں نے نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ ہی اونٹ دوڑائے۔ تو یہ مال خالص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھا جس کو آپؐ اپنے اہل وعیال کے سال بھر کے خرچہ کے طور پر خرچ کرتے پھر جو کچھ بچ رہتا آپؐ اس کو ہتھیاروں اور گھوڑوں کی خرید میں خرچ کرتے جو جہاد فی سبیل اللہ کی تیاری کے لئے استعمال ہوتے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ ترجمہ کی غرض یجعل مابقی فی السلاح والکراع سے حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ ڈھال وغیرہ بھی آلات حرب میں سے ہے۔ نیز! حضرت ابن عمرؓ کی روایت میں ہے کہ ان کے پاس ایک ڈھال تھی۔ اگر حضرت عمرؓ نے یہ نہ فرمایا ہوتا کہ اپنے ہتھیار روک رکھو تو یہ ڈھال میں اپنی کسی اولاد کو دے دیتا۔ تو اب مناسبت اور زیادہ واضح ہو گئی۔ نیز! ان ابواب کے انعقاد سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ بھی ہے کہ جنگی ہتھیار استعمال کرنا توکل کے خلاف نہیں ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ احتیاط تقدیر کو رد نہیں کر سکتی۔ لیکن انسانی وساوس کا راستہ تنگ ہو جاتا ہے۔ مبر توکل زانوئے اشتر بیند. توکل کرتے ہوئے اونٹ کے گھٹنے باندھ دو۔ یہ بھی توکل میں داخل ہے تو امام بخاریؒ نے ثابت کر دیا کہ ہتھیار لگانا توکل کے منافی نہیں ہے۔ ورنہ آپ ہتھیار استعمال نہ کرتے۔

باب: حدیث(۲۶۹۸)حَدَّثَنَا قَبِیْصَةُ الخ قَالَ سَمِعْتُ عَلِیًّا یَقُوْلُ مَا رَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُفَدِّیْ رَجُلًا بَعْدَ سَعْدٍ سَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ اِرْمِ فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ.

ترجمہ۔ حضرت علیؓ فرماتے تھے کہ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے بعد کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جس پر آپؐ نے فداک ابی وامی کہا ہو حضرت سعدؓ کو آپ فرمارہے تھے تیر پھینکو میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ باب بلاترجمہ کو باب سابق سے بقول حافظؒ یہ مناسبت ہے کہ تیرانداز کسی چیز سے لاپرواہ نہیں ہوسکتا جس سے وہ جنگ میں اپنے آپ کی حفاظت کر سکے۔ خواہ وہ تیر ہوں یا کوئی اور چیز ہو۔ لیکن علامہ عینیؒ مناسبت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ چونکہ اس باب میں رمی کا ذکر ہے۔ اس قدر مناسبت کے لئے کافی ہے۔

فداک ابی وامی علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد رضا اور دعا ہے۔ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں چونکہ آپؐ کے والدین کفر کی حالت میں وفات پاگئے۔ اگر وہ حضرت سعدؓ مسلمان جو دین کی نصرت کر رہا تھا اور کفار سے لڑ رہا تھا اس پر ان کو قربان کر دیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ کلمہ تقدیر وضعی معنی سے عرف میں نقل کیا گیا ہے تو یہ رضا کی علامت ہوگا۔ گویا کہ آپؐ نے فرمایا ارم مرضیا عنک یعنی تیر پھینکو میں تم سے راضی ہوں۔

بَابُ الدَّرَقِ

ترجمہ۔ ڈھال کا بیان

حدیث (۲۶۹۹) حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ الخ عَنْ عَآئِشَةَ دَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِیْ جَارِیَتَانِ تُغَنِّیَانِ بِغِنَآءِ بُعَاثَ فَاضْطَجَعَ عَلَی الْفِرَاشِ وَحَوَّلَ وَجْھَہٗ فَدَخَلَ اَبُوْ بَکْرٍ فَانْتَھَرَنِیْ وَقَالَ مِزْمَارَةُ الشَّیْطَانِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ عَلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعْھُمَافَلَمَّاعَمِلَ غَمَزْتُھُمَا فَخَرَجَتَا فَقَالَتْ وَکَانَ یَوْمُ عِیْدٍ یَلْعَبُ السُّوْدَانُ بِالدَّرَقِ وَالْحِرَابِ فَاَمَّا سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِمَّا قَالَ تَشْتَھِیْنَ اَنْ تَنْظُرِیْ فَقُلْتُ نَعَمْ فَاَقَامَنِیْ وَرَآءَہٗ خَدِّیْ عَلٰی خَدِّہٖ وَیَقُوْلُ دُوْنَکُمْ بَنِیْ اَرْفِدَةَ حَتّٰی اِذَا مَلِلْتُ قَالَ حَسْبُکِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاذْھَبِیْ قَالَ اَحْمَدُ عَنِ ابْنِ وَھْبٍ فَلَمَّا غَفَلَ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میرے پاس دو لڑکیاں جنگ بعاث کا گانا گا رہی تھیں۔ حضرت چہرہ انور پھیر کر بستر پر لیٹ گئے حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے تو مجھے ڈانٹ ڈپٹ کرنے لگے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شیطان کے باجے بجائے جا رہے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہوئے فرمایا کہ ان کو چھوڑ دو پس جب وہ کسی اور کام میں مشغول ہوگئے تو میں نے ان دونوں لڑکیوں کی چٹکی کاٹی کہ نکل جاؤ۔ تو وہ نکل گئیں نیز! حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ عید کا دن تھا سوڈانی حبشی لوگ ڈھال اور چھوٹے نیزے سے کھیل رہے تھے پس یا تو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی۔ یا آپؐ نے خود فرمایا کہ کیا تم اس کھیل کو دیکھنا چاہتی ہو۔ میں نے ہاں میں جواب دیا تو آپؐ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر دیا کہ میرا رخسارہ آپؐ کے رخسارہ انور کے اوپر تھا۔ آپؐ نے فرمایا شاباش اے بنی ارفدہ جو کچھ کر رہے تھے کرو۔ آپؐ کھڑے رہے یہاں تک کہ میں اکتا گئی تو آپؐ نے فرمایا بس

کافی ہے۔ میں نے ہاں میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا اب چلی جاؤ۔ اور احمد بن وھب سے روایت کرتے ہیں کہ اس روایت میں عمل کی بجائے لما غفل ہے کہ جب وہ کسی کام میں مشغول ہو کر ادھر سے غافل ہو گئے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ بعاث ایک لڑائی تھی جو مدینہ منورہ میں اوس اور خزرج کے درمیان لڑی گئی تو ان میں سے ہر ایک اپنی بہادری کے جوہر یاد کرتا اور دوسرے پر فخر کرتا تھا۔

دونکم اسم فعل ہے۔ بمعنی الزموا ما انتم فیه۔ یعنی جو کام تم کر رہے ہو کئے رکھو۔

بنو ارفدہ بعض کہتے ہیں کہ حبشیوں کا لقب ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ان کے کسی جد اکبر کا نام ہے۔

بَابُ الْحَمَآئِلِ وَتَعْلِيقِ السَّيْفِ بِالْعُنُقِ

ترجمہ۔ پرتلے اور تلوار کو گردن میں لٹکانا

حدیث(۲۷۰۰)حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ الخ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ لَيْلَةً فَخَرَجُوْا نَحْوَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدِ اسْتَبْرَأَ الْخَبَرَ وَهُوَ عَلٰى فَرَسٍ لِّاَبِيْ طَلْحَةَ عُرْيٍ وَفِيْ عُنُقِهِ السَّيْفُ وَهُوَ يَقُوْلُ لَمْ تُرَاعُوْا لَمْ تُرَاعُوْ ثُمَّ قَالَ وَجَدْنَا بَحْرًا اَوْقَالَ اِنَّهٗ لَبَحْرٌ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں سے سب سے زیادہ خوب صورت تھے۔ اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔ ایک رات مدینہ والوں کو کوئی گھبراہٹ لاحق ہوئی تو وہ لوگ آواز کی طرف روانہ ہوئے تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں آگے ملے جو خبر کی تحقیق کر کے آئے تھے کہ کچھ نہیں ہے آپ حضرت ابوطلحہؓ کے ننگی پیٹھ والے گھوڑے پر سوار تھے اور آپ کی گردن میں تلوار لٹک رہی تھی اور آپ فرماتے تھے کہ مت گھبراؤ پھر فرمایا کہ ہم نے اس گھوڑے کو سمندر کی طرح رواں دواں پایا۔ یا فرمایا کہ وہ سمندر ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ لم تراعوا میں سرے سے خوف اور ڈر کی نفی ہے۔ اور اس میں وہ مبالغہ ہے جو لاتراعوا میں نہیں ہے اس لئے کہ نہی تو خوف کے سبب کے وجود کو تقاضا کرتی ہے۔ لیکن نفی میں ایسا نہیں ہوتا۔ بلکہ اس میں تو اصل روع کی نفی ہوتی ہے کہ بالکل خوف ہے ہی نہیں۔ بنابریں بعض لوگوں نے جو یہ کہا ہے کہ یہ عرب کے یہاں لم کلمہ لا کی جگہ استعمال ہوتا ہے تو یہ ان مواقع میں سے نہیں ہے کیونکہ اس جگہ سرے سے خوف کی نفی کرنا مقصود ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ ماقیل کا قائل علامہ کرمانیؒ ہے اور علامہ عینیؒ نے بھی ان کی متابعت کی ہے۔ کیونکہ وہ فرماتے ہیں لاتراعوا معنی میں لاتخافوا کے ہے اور اہل عرب کلمہ لم کو لا کی جگہ استعمال کیا کرتے ہیں۔ لیکن شیخ فرماتے ہیں کہ یہ اس کا موقع نہیں یہاں پر کلمہ لم اپنی جگہ پر ہے۔ کہ زمانہ ماضی میں روع اور خوف کی نفی کر دی گئی ہے۔ جس کا کوئی سبب بھی نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ حِلْيَةِ السُّيُوْفِ

ترجمہ۔ تلواروں کو خوب صورت بنانے کے بارے میں جو کچھ وارد ہوا ہے۔

حدیث(۲۷۰۱)حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ سَمِعْتُ اَبَا اُمَامَةَ يَقُوْلُ لَقَدْ فَتَحَ الْفُتُوْحَ قَوْمٌ مَا

كَانَتْ حُلِيَّةُ سُيُوْفِهِمُ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ اِنَّمَا كَانَتْ حُلِيَّتُهُمُ الْعَلَابِيَّ وَالْاُنُکَ وَالْحَدِيْدَ.

ترجمہ۔ حضرت ابوامامۃ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کی جماعت نے بہت سی فتوحات کیں۔لیکن ان کی تلواروں کی زینت سونا اور چاندی نہیں ہوتے تھے۔بلکہ ان کی زیبائش اونٹ کی گردن کے پٹھے ۔تانبا اور لوہا ہوتا تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ حلیۃ السیوف کے جواز کو روایت سے ثابت کیا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ حضرت ابوامامۃ ہمارے پاس تشریف لائے۔دیکھا کہ ہماری تلواروں میں کچھ چاندی کی زیب وزینت ہے۔تو غضب ناک ہو کر یہ فرمایا۔ فتح الفتوح بہر حال اس روایت سے معلوم ہوا کہ تلوار کو سونے چاندی سے تو مزین نہ کیا جائے۔البتہ زرہ وغیرہ پر چاندی چڑھائی جاسکتی ہے۔تا کہ کفار کو اس سے غصہ دلایا جائے۔صحابہ کرامؓ اپنی قوت ایمانی کی وجہ سے اس ظاہری ٹیپ ٹاپ سے مستغنی تھے۔

عورتوں کے لئے تو آلات حرب کو مزین کرنا کسی صورت میں جائز نہیں ہے۔کیونکہ اس سے تشبہ بالرجال ہوگا۔مردوں سے مشابہت ہوگی جمہور علماء کا یہی مسلک ہے۔بہر موع نہ ہونا چاہئیے۔باقی مردوں کے لئے سونا استعمال کرنا عندالضرورت جائز ہے۔جیسے ناک یا دانت پر سونے کا استعمال کیا جائے تا کہ عفونت پیدا نہ ہو۔ابن المنیرؒ فرماتے ہیں کہ مصنف کا مقصد ان تراجم سے یہ ثابت کرنا ہے۔کہ آلات حرب کے بارے میں سلف کا رویہ کیا تھا۔اور جناب نبی ارکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں کیا کیا استعمال ہوتا تھا۔تا کہ نفس مطمئن ہو اور بدعت کی نفی ہو جائے۔اور یہ کہ آلات حرب کا استعمال توکل کے منافی نہیں ہے۔

بَابُ مَنْ عَلَّقَ سَيْفَهُ بِالشَّجَرِ فِي السَّفَرِ عِنْدَ الْقَآئِلَةِ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جس نے قیلولہ کے وقت سفر میں اپنی تلوار کو کسی درخت کے ساتھ لٹکا دیا۔

حدیث (۲۷۰۲) حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ الخ اَنَّ جَابِرَبْنَ عَبْدِاللّٰهِؓ اَخْبَرَ اَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ فَلَمَّا قَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَفَلَ مَعَهُ فَاَدْرَكَتْهُمُ الْقَآئِلَةُ فِيْ وَادٍ كَثِيْرِ الْعِضَاهِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ يَسْتَظِلُّوْنَ بِالشَّجَرِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ سَمُرَةٍ وَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ وَنِمْنَا نَوْمَةً فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْنَا وَاِذَا عِنْدَهُ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ اِنَّ هٰذَا اِخْتَرَطَ عَلَيَّ سَيْفِيْ وَاَنَا نَائِمٌ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِيْ يَدِهٖ صَلْتًا فَقَالَ مَنْ يَّمْنَعُکَ مِنِّيْ فَقُلْتُ اللّٰهُ ثَلٰثًا وَّلَمْ يُعَاقِبْهُ وَجَلَسَ وَرَوٰى مُوْسٰى بِسَنَدٍ قَالَ فَشَامَ السيف فها هو ذا جالس ثُمَّ لَمْ يُعَاقِبْهُ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ خبر دیتے ہیں کہ یہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نجد کی طرف جہاد کے لئے نکلے جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس لوٹے تو یہ بھی ان کے ہمراہ واپس لوٹے۔قیلولہ نے ان کو ایسی وادی میں آ گھیرا جس میں کانٹے دار درخت بہت سے تھے۔ پس آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ پڑاؤ کیا۔لوگ تو سایہ حاصل کرنے کے لئے درختوں کے نیچے پھیل گئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کیکر کے درخت کے نیچے پڑاؤ کیا۔پس اپنی تلوار کو اس کیساتھ لٹکا دیا۔اور ہم لوگ گہری نیند سو گئے۔پس اچانک جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں پکار رہے تھے۔ اور آپ کے پاس ایک دیہاتی بدو تھا۔ آپ نے فرمایا اس شخص نے مجھ پر تلوار سونت لی جب کہ میں سویا ہوا تھا بیدار ہوا تو تلوار اس کے ہاتھ میں سونتی ہوئی تھی کہنے لگا میرے ہاتھ سے اب تمہیں کون بچا سکتا ہے۔ میں نے کہا اللہ تین مرتبہ کہا آپ نے اس کو کوئی سزا نہ دی اور موسی بن اسمٰعیل کی سند میں ہے کہ پس تلوار کو اس نے نیام میں کر لیا پس یہ وہ بیٹھا ہوا ہے۔ پھر آپ نے اس کو کوئی سزا نہ دی۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ اعرابی کا نام غوث بن الحارث تھا۔ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام نے اس کے سینہ میں دھکا دیا تو تلوار اس کے سامنے گر پڑی۔ آپ نے اسے اٹھا کر فرمایا اب بتاؤ تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچائے گا اس نے کہا کوئی نہیں آپ نے فرمایا اٹھو اور چلے جاؤ۔ جب وہ پیٹھ پھیر کر جا رہا تھا تو کہتا تھا کہ آپ میرے سے بہتر رہے۔ جس پر آپ نے فرمایا میرا حق یہی تھا پھر وہ کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور اپنی قوم کو بھی اسلام کی دعوت دی۔

بَابُ لُبْسِ الْبَيْضَةِ

ترجمہ۔ خود کا پہننا

حدیث(۲۷۰۳)حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الخ عَنْ سَهْلٍؓ اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ جُرْحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ فَقَالَ جُرِحَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُسِرَتْ رُبَاعِيَتُهُ وَهُشِمَتِ الْبَيْضَةُ عَلٰى رَأْسِهٖ فَكَانَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا السَّلَامُ تَغْسِلُ الدَّمَ وَعَلِيٌّؓ يُمْسِكُ فَلَمَّا رَأَتْ اَنَّ الدَّمَ لَا يَزِيْدُ اِلَّا كَثْرَةً اَخَذَتْ حَصِيْرًا فَاَحْرَقَتْهُ حَتّٰى صَارَ رَمَادًا ثُمَّ اَلْزَقَتْهُ فَاسْتَمْسَكَ الدَّمُ.

ترجمہ۔ حضرت سہلؓ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کے متعلق پوچھا گیا جو احد کی لڑائی میں آیا تھا تو انہوں نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور زخمی ہوا۔ آپ کے اگلے چار دانت ٹوٹ گئے اور خود کی کڑیاں آپ کے سر پر ٹوٹ کر گر گئیں۔ تو حضرت فاطمۃ الزہراءؓ خون کو دھوتی تھیں۔ اور علیؓ اسے روک رہے تھے۔ جب بی بی نے دیکھا کہ خون تو بڑھتا جا رہا ہے رکنے کا نام نہیں لیتا تو انہوں نے ایک چٹائی لے کر جلائی جب وہ راکھ ہو گئی تو اسے چمٹا دیا پس اس سے خون رک گیا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ زرکشی فرماتے ہیں کہ یہ زخمی کرنے والا عتبہ ابن ابی وقاص تھا جو حضرت سعدؓ کا بھائی تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ لبس البیضۃ الخ امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ آلات حرب کا استعمال جائز ہے اور یہ توکل کے منافی نہیں ہے۔

بَابُ مَنْ لَّمْ يَرَ كَسْرَ السِّلَاحِ عِنْدَ الْمَوْتِ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو رئیس کی موت کے وقت اسکے ہتھیار توڑنے کو جائز نہیں سمجھتا۔

حدیث(۲۷۰۴)حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِؓ الخ قَالَ مَا تَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا سِلَاحَهٗ وَبَغْلَةً وَاَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً.

ترجمہ۔ حضرت عمرو بن الحارثؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکہ میں سے سوائے اپنے ہتھیار کے اور سفید خچر کے اور اس زمین کے جس کو آپ نے صدقہ کر دیا تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ اگران ہتھیاروں کا توڑنا کسی فائدہ کی بنا پر ہو تو پھر جائز ہے۔ ورنہ اسراف ہے جو منھی عنہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہتھیار نہیں توڑے گئے اس لئے کہ وہ کسی فائدہ کو متضمن نہیں تھے۔ اگر اس کے توڑنے میں کوئی معتدبہ فائدہ ہو مثلاً کہیں دشمن کے ہاتھ نہ لگ جائیں۔ یا اپنے آپ کو یا کسی غیر کو خطرہ ہو جیسے بچہ۔ مجنون۔ یا اس میں کوئی تہمت اور لوٹ کا خطرہ ہو جیسے فتنہ ہند کے وقت پیش آیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ اہل جاہلیت کا رئیس جب مرجاتا تو اس کے ہتھیار توڑ دیتے اور جانور ذبح کر دیتے۔ اور کبھی ان کی پوجا پاٹ کرتے تھے۔ اور ابن المنیرؒ فرماتے ہیں کہ اس ترجمہ سے اشارہ ہے کہ جاہلیت کے اعمال اور آثار بالکل مٹا دیئے جائیں۔ البتہ مسلمانوں کے تبرکات سے ایسا سلوک نہ کرنا چاہیے۔

بَابُ تَفَرُّقُ النَّاسِ عَنِ الْإِمَامِ عِنْدَ الْقَائِلَةِ وَالْإِسْتِظْلَالِ بِالشَّجَرِ

ترجمہ۔ لوگوں کا قیلولہ کے وقت امام اور حاکم سے الگ ہو جانا اور درخت کے نیچے سایہ حاصل کرنا

حدیث (۲۷۰۵) حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ الخ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِي وَادٍ كَثِيْرِ الْعِضَاهِ فَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الْعِضَاهِ يَسْتَظِلُّوْنَ فِي الشَّجَرِ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ ثُمَّ نَامَ فَاسْتَيْقَظَ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ وَهُوَ لَا يَشْعُرُ بِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذَا اِخْتَرَطَ سَيْفِيْ فَقَالَ مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ قُلْتُ اللّٰهُ فَشَامَ السَّيْفَ فَهَا هُوَ ذَا جَالِسٌ ثُمَّ لَمْ يُعَاقِبْهُ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ خبر دیتے ہیں کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک جہاد میں تھے کہ ان لوگوں کو ایسی وادی میں قیلولہ کے وقت نے آلیا جو کانٹے دار درخت بہت تھے۔ لوگ ان درختوں میں پھیل گئے جو درختوں سے سایہ ڈھونڈ رہے تھے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک درخت کے نیچے اترے اور اس پر اپنی تلوار لٹکا دی پھر سو گئے بیدار ہوئے تو ایک آدمی آپؐ کے پاس تھا جس کا آپ کو علم نہ ہوسکا تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اس شخص نے میری تلوار نیام سے نکالی اور کہنے لگا تجھے میری گرفت سے کون بچائے گا۔ میں نے کہا اللہ! تو اس نے تلوار کو نیام میں کرلیا۔ اب وہ یہ بیٹھا ہے پھر آپؐ نے اسے کوئی سزا نہ دی۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ حدیث جابرؓ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک آپ کی حفاظت کا کوئی بندوبست نہیں تھا اس واقعہ کے بعد آپؐ نے حفاظت کا انتظام فرمایا جس پر آیت ولا یعصمک من الناس نازل ہوئی تو آپؐ نے حفاظت کا انتظام بھی اٹھا دیا حفاظت الٰہی پر بھروسہ رہا۔

بَابُ مَا قِيْلَ فِي الرِّمَاحِ

ترجمہ۔ نیزوں کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُعِلَ رِزْقِيْ تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِيْ وَجُعِلَ الذِّلَّةُ وَالصَّغَارُ عَلٰى مَنْ خَالَفَ اَمْرِيْ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ میری روزی میرے نیزے کے سائے میں بنائی گئی ہے اور ذلت اور خواری ان لوگوں کی قسمت میں ہے جنہوں نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی۔

حدیث(۲۷۰۶)حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ الخ عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ اَنَّہٗ کَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اِذَا کَانَ بِبَعْضِ طَرِیْقِ مَکَّۃَ تَخَلَّفَ مَعَ اَصْحَابٍ لَہٗ مُحْرِمِیْنَ وَھُوَ غَیْرُ مُحْرِمٍ فَرَاٰی حِمَارًا وَحْشِیًّا فَاسْتَوٰی عَلٰی فَرَسِہٖ فَسَاَلَ اَصْحَابَہٗ اَنْ یُّنَاوِلُوْہُ سَوْطَہٗ فَاَبَوْا فَسَاَلَھُمْ رُمْحَہٗ فَاَبَوْا فَاَخَذَہٗ ثُمَّ شَدَّ عَلَی الْحِمَارِ فَقَتَلَہٗ فَاَکَلَ مِنْہُ بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبٰی بَعْضٌ فَلَمَّا اَدْرَکُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَاَلُوْہُ عَنْ ذٰلِکَ قَالَ اِنَّمَا ھِیَ طُعْمَۃٌ اَطْعَمَکُمُوْھَا وَعَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ فِی الْحِمَارِ الْوَحْشِیِّ مِثْلَ حَدِیْثِ اَبِی النَّضْرِ قَالَ ھَلْ مَعَکُمْ مِنْ لَحْمِہٖ شَیْءٌ.

ترجمہ۔حضرت ابوقتادہؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔یہاں تک کہ مکہ کے بعض راستوں میں یہ اپنے کچھ ساتھیوں محرمین کے ہمراہ پیچھے رہ گئے۔حضرت ابوقتادہؓ محرم نہیں تھے۔تو انہوں نے ایک گورخر کو دیکھا تو اپنے گھوڑے پر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اپنے ساتھیوں سے سوال کیا کہ اسے اس کا چابک دے دیں۔انہوں نے چابک اٹھا کر دینے سے انکار کر دیا پھر نیزہ مانگا تو انہوں نے اس سے انکار کر دیا۔پس انہوں نے خود اتر کر نیزہ پکڑا اور گورخر پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔آپؐ کے بعض ساتھیوں نے تو اس کا گوشت کھایا لیکن بعض نے انکار کر دیا جب یہ سب لوگ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر ملے تو اس بارے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔تو آپؐ نے فرمایا یہ تو لقمہ تھا جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں کھلایا۔اور زید بن اسلم کی روایت میں ابوالنضر کی حدیث کی طرح ہے البتہ اس میں یہ زائد ہے کہ کیا تمہارے پاس اس کے گوشت کا کچھ حصہ موجود ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اگر اس حدیث سے مقصد صرف نیزے کے استعمال کے جواز کو ثابت کرنا ہے تو وہ اس حدیث ابوقتادہؓ سے ظاہر ہے لیکن اگر مقصد فضیلت اور کچھ ثابت کرنا ہے تو وہ اس روایت سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ ابن عمرؓ کی روایت اس پر دال ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ اور علامہ عینیؒ دونوں فرماتے ہیں کہ اس باب سے استعمال رمح کی فضیلت ثابت کرنا مقصود ہے لیکن وہ حدیث ابن عمرؓ سے ثابت ہے نہ کہ حدیث ابوقتادہ سے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ابن عمرؓ کی روایت مسند احمد میں ہے بعثت بین یدی الساعة مع السیف وجعل رزقی تحت ظل رمحی وجعلت الذلة والصغار علی من خالف امری ومن تشبه بقوم فهو منهم. ترجمہ حدیث ابن عمرؓ۔جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں قیامت سے پہلے تلوار کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔میری روزی نیزے کے سائے کے نیچے رکھی گئی ہے۔ذلت اور خواری اس شخص کے لئے ہے جس نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی۔اور جس شخص نے کسی قوم کی مشابہت کی وہ شخص انہیں میں سے ہوگا تو اس حدیث سے ایک تو نیزے کی فضیلت ثابت ہوئی۔دوسرے اس امت کے لئے غنائم کی حلت کا ثبوت ہوا۔تیسرے یہ کہ آپؐ کی روزی نیزے میں رکھی گئی ہے جو بہترین مکاسب میں سے ہے۔ اس لئے بعض علماء نے اسے افضل المکاسب کہا ہے۔اور صغار سے مراد جزیہ ادا کرنا ہے۔تحت ظل رمحی سے اشارہ ہے کہ اس کا سایہ لمبا اور دراز ہے۔جو ابد الآباد تک رہے گا۔

بَابُ مَاقِیْلَ فِیْ دِرْعِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْقَمِیْصِ فِی الْحَرْبِ

ترجمہ۔جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ کے بارے میں اور لڑائی کے اندر قمیص کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے۔

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَّا خَالِدٌ فَقَدِ احْتَبَسَ اَدْرَاعَہٗ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ

ترجمہ۔اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔لیکن حضرت خالد بن ولیدؓ نے تو اپنی زرہیں اللہ کی راہ میں روک رکھی ہیں۔

حدیث(۲۷۰۷)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ قُبَّةٍ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَنْشُدُکَ عَهْدَکَ وَوَعْدَکَ اَللّٰهُمَّ اِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ فَاَخَذَ اَبُوْ بَكْرٍ بِيَدِهٖ فَقَالَ حَسْبُکَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَدْ اَلْحَحْتَ عَلٰى رَبِّکَ وَهُوَفِي الدِّرْعِ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُوْلُ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ وَقَالَ وَهَيْبٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَوْمَ بَدْرٍ.

ترجمہ۔حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کہ آپؐ بدر کی لڑائی میں ایک خیمہ کے اندر تھے۔کہ اے اللہ! میں تجھے تیرے معاہدہ اور وعدے کی قسم دیتا ہوں۔اے اللہ اگر تو چاہتا ہے کہ آج کے دن کے بعد تیری عبادت نہ کی جائے۔تو حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا اے اللہ کے رسول! اب آپ کو اتنی دعا کافی ہے۔آپؐ نے اپنے رب سے دعا میں کافی مبالغہ کرلیا ہے۔حال یہ کہ آپؐ زرہ پوش تھے آپؐ خیمہ سے باہر تشریف لائے۔تو فرمارہے تھے ترجمہ آیت یہ ہے کہ عنقریب یہ جماعت شکست کھاجائے گی اور پیٹھ پھیر جائے گی بلکہ قیامت کی گھڑی ان کے وعدے کا وقت ہے۔اور قیامت بڑی مصیبت والی اور کڑوی ہے۔

حدیث (۲۷۰۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ الخ عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِرْعُهٗ مَرْهُوْنَةٌ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ بِثَلٰثِيْنَ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ وَقَالَ يَعْلٰى وَبِسَنَدٍ آخِرٍ قَالَ الْاَعْمَشُ وَقَالَ رَهَنَهٗ دِرْعًا مِّنْ حَدِيْدٍ.

ترجمہ۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حال میں وفات ہوئی جب کہ آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس جو کے تیس صاع کے بدلہ گروی رکھی ہوئی تھی اور دوسری سند سے اعمش فرماتے ہیں کہ آپؐ نے لوہے کی زرہ کو اس کے پاس گروی رکھا تھا۔

حدیث (۲۷۰۹) حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْبَخِيْلِ وَالْمُتَصَدِّقِ مَثَلُ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيْدٍ قَدِ اضْطُرَّتْ اَيْدِيْهِمَا اِلٰى تَرَاقِيْهِمَا فَكُلَّمَا هَمَّ الْمُتَصَدِّقُ بِصَدَقَتِهٖ اتَّسَعَتْ عَلَيْهِ حَتّٰى تُعَفِّيَ اَثَرَهٗ وَكُلَّمَا هَمَّ الْبَخِيْلُ بِالصَّدَقَةِ انْقَبَضَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ اِلٰى صَاحِبَتِهَا وَتَقَلَّصَتْ عَلَيْهِ وَانْضَمَّتْ يَدَاهُ اِلٰى تَرَاقِيْهِ فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فَيَجْهَدُ اَنْ يُّوَسِّعَهَا فَلَا تَتَّسِعُ.

ترجمہ۔حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا بخیل اور صدقہ کرنے والے کا حال ان دو آدمیوں کی طرح ہے جن پر لوہے کے دو جبے ہوں اس حال میں کہ ان کے دونوں ہاتھ ان دونوں کی ہنسلیوں تک باندھ دیئے گئے ہوں۔جب سخی آدمی صدقہ کرنے کا عزم کرتا ہے تو وہ جبہ اس پر فراخ ہوجاتا ہے یہاں تک کہ اس کے نشان کو بھی مٹادیتا ہے۔اور جب کنجوس آدمی صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس جبہ کی ہر کڑی اپنے مالک پر بند ہوجاتی ہے۔اور اس پر سمٹ جاتی ہے اور اس کے دونوں ہاتھ اس کی ہنسلیوں تک مل جاتے ہیں انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ وہ اس کو فراخ کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن وہ قمیص فراخ نہیں ہوتی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ ظاہر یہ ہے کہ اس باب کے انعقاد کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ تھی اس

سے روایات متفق ہوجاتی ہیں۔ اور محشیؒ نے جو کہا ہے کہ اس کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ زرہ کس چیز سے بنی ہوئی تھی تو وہ صرف ایک روایت سے ثابت ہوتا ہے۔ پہلی روایت تو بالکل اس کے مناسب نہیں ہے۔ تو اس کی یہ توجیہ ہوسکتی ہے کہ جب ایک روایت سے ثابت ہوگیا کہ آپ کی زرہ لو ہے کی تھی اگرچہ ایک روایت سے ثابت ہے تو باقی روایات کو بھی اس پر محمول کیا جائے گا۔ مگر ان میں اس کا ذکر ہی نہیں کہ وہ زرہ کس سے بنی تھی۔

تشریح از شیخ زکریا۔ ترجمۃ الباب کی غرض میں شراح کرام کا اختلاف ہے حافظین یعنی ابن حجرؒ اور علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ لباس درع جائز ہے توکل کے خلاف نہیں ہے۔ اور قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ غرض وھوفی الدرع کہ آپ زرہ میں ملبوس تھے یہ نہیں بلکہ غرض الدرع من حدید ہے جو حدیث العائشہؓ میں ہے۔ اور حدیث ابوہریرہؓ میں اگر جبتان بالباء ہے تو قمیص کے مناسب ہے۔ اگر جنتان بالنون ہے تو درع کے مناسب ہے۔ میرے نزدیک یہ توجیہ بھی اصل رابع عشر میں سے ہے کہ ان کے آلات حرب کا استعمال جائز ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ان شئت ان تعبد یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے۔ جس میں ہے کہ آپؐ نے جب مشرکوں کو دیکھا کہ وہ ایک ہزار ہیں اور مسلمان تین سو تیرہ ہیں تو آپؐ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ فرمایا اللھم انجز لی ماوعدتنی اللھم ان تھلك ھذہ العصابۃ لاتعبد فی الارض یعنی اے اللہ! جو آپ نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا اس کو پورا فرمایئے۔ اگر یہ مختصر جماعت ہلاک ہوگئی تو پھر زمین میں تیری عبادت نہ کی جائے گی۔ آپؐ برابر یہ دعا کرتے رہے حتی کہ آپ کی چادر کندھے سے گرگئی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے چادر کندھے پر ڈالتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپؐ سے کئے گئے وعدے ضرور پورے فرمائیں گے۔ اگر سوال ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابوبکرؓ زیادہ مطمئن اور اللہ تعالیٰ پر زیادہ بھروسہ کرنے والے ہوئے۔ تو جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عاجزانہ دعا امت پر شفقت کے لئے تھی۔ تاکہ صحابہ کرامؓ کے قلوب کو تقویت پہنچے۔ اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر اطمینان ہوجائے۔ جس پر حضرت ابوبکرؓ کا تسلی دینا دلالت کرتا ہے۔ بنابریں آپؐ نے آیت کریمہ سیھزم الجمع تلاوت فرمائی اور ایک احتمال یہ بھی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قدر پریشانی کو دیکھا تو حضرت ابوبکرؓ کو خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں ظالمین اور غیر ظالمین پر عذاب الٰہی نازل نہ ہوجائے۔ بموجب آیت اتقوافتنۃ لاتصیبن الذین ظلموا منکم خاصہ یعنی اس عذاب سے بچو جو صرف ظالموں کو خاص کر نہیں پہنچے گا بلکہ سب کو احاطہ کرلے گا۔ اس بنا پر یہ الفاظ حضرت ابوبکرؓ نے استعمال کئے۔

بَابُ الْجُبَّةِ فِي السَّفَرِ وَالْحَرْبِ

ترجمہ۔ سفر اور لڑائی میں جبّہ کا استعمال کرنا

حدیث (۲۷۱۰) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمٰعِيلَ الخ حَدَّثَنِي الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَالَ انْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهِ ثُمَّ اَقْبَلَ فَلَقِيتُهُ بِمَآءٍ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ فَذَهَبَ يُخْرِجُ يَدَيْهِ مِنْ كُمَّيْهِ فَكَانَا ضَيِّقَيْنِ فَاَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتُ فَغَسَلَهُمَا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَخُفَّيْهِ.

ترجمہ۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ پھر واپس آئے تو میں آپؐ کے سامنے پانی لے گیا۔ آپ نے وضو کرنا شروع کیا تو آپ کے پاس ایک شامی جبّہ تھا۔ بہرحال آپؐ نے کلی فرمائی۔ ناک میں پانی دیا۔ چہرہ انور کو دھویا پھر اس جبّے کی آستینوں میں سے اپنے ہاتھ نکالنے لگے تو وہ دونوں آستینیں تنگ تھیں۔ پھر آپؐ نے ان دونوں ہاتھوں کو نیچے سے نکال کر دھویا اپنے سر کا مسح کیا اور موزوں کا بھی مسح فرمایا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ علیہ جبۃ شامیۃ یہ محل ترجمہ ہے جس سے حدیث ترجمہ کے مطابق ہوگئی چونکہ یہ ایک غزوہ کا واقعہ ہے تو جبے کا سفر کے اندر ہونا ثابت ہوگیا۔

بَابُ الْحَرِيْرِ فِي الْحَرْبِ

ترجمہ۔لڑائی کے اندرریشم استعمال کرنا

حدیث(۲۷۱۱)حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ اِنَّ اَنَسًا حَدَّثَهُمْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ فِيْ قَمِيْصٍ مِّنْ حَرِيْرٍ مِنْ حِكَّةٍ كَانَتْ بِهِمَا.

ترجمہ۔حضرت انسؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت الزبیرؓ کو ریشم کی قمیص پہننے کی رخصت عطافرمائی بوجہ اس خارش کے جو ان دونوں کو لاحق تھی۔

حدیث(۲۷۱۲) حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ الخ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرَ شَكَوْا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي الْقَمْلَ فَاَرْخَصَ لَهُمَا فِي الْحَرِيْرِ فَرَأَيْتُهُ عَلَيْهِمَا فِيْ غَزْوَةٍ.

ترجمہ۔حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن اور حضرت زبیرؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جوؤں کی شکایت کی تو آپؑ نے ان کو ریشم کے استعمال کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک غزوہ میں میں نے ان دونوں پر ریشمی قمیص دیکھی۔

حدیث(۲۷۱۳)حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهُمْ قَالَ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَّالزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فِيْ حَرِيْرٍ.

ترجمہ۔حضرت انسؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت زبیر بن العوام کو ریشم پہننے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

حدیث(۲۷۱۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ عَنْ اَنَسٍ رَخَّصَ اَوْرُخِّصَ لِحِكَّةٍ بِهِمَا

ترجمہ۔حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رخصت دی یا ان دونوں حضرات کو اس خارش کی وجہ سے رخصت دی گئی جو ان کو لاحق تھی۔

تشریح از قاسمیؒ۔امام بخاریؒ نے حضرت انسؓ کی روایت کو پانچ طرق سے روایت کیا ہے۔کسی میں قمل کا ذکر ہے اور اکثر میں خارش کا بیان ہے۔تو جمع کی یہ صورت ہے کہ ممکن ہے وہ خارش جوئیں پڑجانے کی وجہ سے ہو۔تو کبھی سبب کی طرف اور کبھی سبب السبب کی طرف نسبت کردی گئی۔ اور ترجمہ میں حرب کی قید غزاۃ کی وجہ سے ہے۔قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث ان لوگوں پر حجت ہے جو اجازت کو ان حضرات کے ساتھ مخصوص کرتے ہیں اور کسی مرد کو ریشم پہننے کی اجازت نہیں دیتے۔چنانچہ امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ مطلق ریشم کے استعمال کی ممانعت فرماتے ہیں۔امام شافعیؒ اور امام ابو یوسفؒ ضرورت کے وقت جواز کا قول کرتے ہیں۔مانعین کی حجت حضرت عمرؓ کا وہ واقعہ ہے جس کو ابن عساکر نے نقل کیا ہے۔کہ انہوں نے حضرت خالد بن ولیدؓ کی ریشمی قمیص دیکھی اعتراض کیا۔جواب ملا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت زبیرؓ کو رخصت ملی تھی۔تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ کیا تو عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی طرح ہے۔یا تجھے وہ بیماری ہے جو ان کو تھی۔چنانچہ حاضرین کو حکم دیا کہ قمیص اتار کر پھاڑ دو۔چنانچہ وہ ٹکڑے ٹکڑے کردی گئی۔

بَابُ مَايُذْكَرُ فِي السِّكِّيْنِ

ترجمہ۔چھری کے بارے میں جو کچھ ذکر کیا جاتا ہے

حدیث(۲۷۱۵)حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ عَنْ عَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ الضَّمْرِى قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ مِنْ كَتِفٍ يَحْتَزُّ مِنْهَا ثُمَّ دُعِيَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

ترجمہ۔ حضرت عمرو بن امیہ الضمری ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کندھے کا گوشت کاٹ کاٹ کے کھاتے دیکھا۔ پھر آپ کو نماز کی طرف بلایا گیا تو آپ ؐ نے نماز پڑھی اور وضو نہ فرمایا۔

حدیث (۲۷۱۶) حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ الخ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَزَادَ فَاَلْقَى السِّكِّيْنَ

ترجمہ۔ زہری سے مروی ہے کہ اس میں یہ الفاظ زائد تھے۔ پس آپ ؐ نے چھری کو پھینک دیا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اس حدیث کو اس باب میں اس لئے لائے ہیں کہ سکین بھی آلات حرب میں سے ہے۔ تو اس زیادتی سے ترجمۃ الباب سے مناسبت ثابت ہوگئی۔

بَابُ مَا قِيْلَ فِيْ قِتَالِ الرُّوْمِ

ترجمہ۔ رومیوں کے ساتھ لڑائی کے بارے میں جو کچھ فرمایا گیا ہے۔

حدیث(۲۷۱۷) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ يَزِيْدُ الخ اَنَّ عُمَيْرَ بْنَ الْاَسْوَدِ الْعَنْسِيَّ حَدَّثَهُ اَنَّهُ اَتٰى عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ وَهُوَ نَازِلٌ فِيْ سَاحِلِ حِمْصَ وَهُوَ فِيْ بِنَاءٍ لَهُ وَمَعَهُ اُمُّ حَرَامٍ قَالَ عُمَيْرٌ فَحَدَّثَتْنَا اُمُّ حَرَامٍ اَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ اُمَّتِيْ يَغْزُوْنَ الْبَحْرَ قَدْ اَوْجَبُوْا قَالَتْ اُمُّ حَرَامٍ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا فِيْهِمْ قَالَ اَنْتِ فِيْهِمْ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ اُمَّتِيْ يَغْزُوْنَ مَدِيْنَةَ قَيْصَرَ مَغْفُوْرٌ لَهُمْ فَقُلْتُ اَنَا فِيْهِمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا.

ترجمہ۔ عمیر بن اسود عنسیؒ حدیث بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت عبادہ بن الصامت صحابی رسول ؐ کے پاس آئے جب کہ وہ حمص کے ساحل پر فروکش تھے۔ اس عمارت میں جو ان کی اپنی تھی اور ان کے ساتھ حضرت ام حرام بھی تھیں تو عمیر کہتے ہیں کہ ہمیں حضرت ام حرام ؓ نے حدیث سنائی کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے سنا کہ میری امت کا پہلا پہلا لشکر جو سمندری جہاد کرے گا انہوں نے جنت کو اپنے اوپر واجب کرلیا۔ ام حرام فرماتی ہیں کہ میں نے کہا یارسول اللہ! کیا میں بھی ان میں ہوں گی آپ ؐ نے فرمایا ہاں تو بھی ان میں داخل ہوگی پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پہلا لشکر جو میری امت میں قیصر روم کے شہر پر جہاد کرے گا وہ سب بخشے جائیں گے۔ میں نے عرض کیا کیا میں بھی ان میں داخل ہوں گی آپ ؐ نے فرمایا نہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ مغفور لھم از شیخ زکریاؒ۔ حضرت گنگوہیؒ نے شرح بخاری میں تو اس پر بحث نہیں کی۔ البتہ کوکب دری میں سیر حاصل تبصرہ کیا ہے کہ یہ دوسرا غزوہ جس کی سالاری یزید بن معاویہ ؓ کے ہاتھ میں تھی اور اس میں کبار صحابہ ؓ شامل تھے۔ مثلاً ابن عباس ؓ۔ ابن عمر ؓ۔ سیدنا حسین ؓ۔ ابوایوب انصاری ؓ وغیرہ ان سب کا رئیس یزید بن معاویہ تھا۔ یہ مسئلہ اگرچہ اہم ہے اور علماء نے اس پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ لیکن قطب گنگوہیؒ کا مسلک اس میں توقف کا ہے۔ اس لئے فتاویٰ رشیدیہ میں علماء کا اختلاف ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بعض کے نزدیک اس پر لعن کرنا جائز ہے۔ بعض کے نزدیک ناجائز ہے۔ شیخ ؒ آخر میں فرماتے ہیں کہ سکوت میں احتیاط ہے۔ مولانا عبدالحئیؒ نے اپنے فتاویٰ میں بھی یہی لکھا ہے کہ توقف بہتر ہے۔

مغفور لھم سے اگرچہ یزید کی منقبت ثابت ہوتی ہے لیکن ابن منیرؒ اور ابن التینؒ کہتے ہیں کہ عموم مغفرت میں داخل ہونے سے یہ لازم نہیں آجاتا کہ کسی اور خاص دلیل سے وہ خارج نہ ہوسکے کیونکہ اگر کوئی مرتد ہوجائے تو اس کے غیر مغفور ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ ہما

رے شیخ المشائخ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے تراجم علی البخاری میں مغفور لھم کے تحت لکھتے ہیں کہ بعض لوگوں نے یزید کی نجات پر اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ اس حدیث سے اس کے ان گناہوں کی مغفرت معلوم ہوتی ہے جو اس غزوہ سے قبل صادر ہوئے ہیں۔ کیونکہ جہاد کفارات میں سے ہے۔ اور کفارات پچھلے گناہوں کے ازالہ کا باعث بنتے ہیں۔ بعد میں وقوع پذیر ہونے والے ذنوب کا کفارہ نہیں بن سکتے۔ اس لئے اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا جائے۔ کہ اس غزوہ کے بعد اس نے جن قبائح کا ارتکاب کیا ہے ان میں قتل حسینؓ۔ تخریب مدینہ۔ شرب خمر۔ یعنی شراب پینے پر اصرار کرنا۔ یہ ایسے جرائم ہیں اللہ تعالیٰ چاہے تو معاف کردے چاہے عذاب دے۔ امام غزالیؒ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ اگر پوچھا جائے کہ یزید پر لعن کرنا جائز ہے لانہ قاتل الحسین او امر بہ تو ہم کہیں گے کہ یہ بالکل ثابت نہیں ہے۔ لہذا بغیر تحقیق کے کسی کبیرہ گناہ کی نسبت کسی مسلمان کی طرف نہ کرنی چاہیئے۔ چہ جائیکہ اس پر لعنت کی جائے۔

لم شئت کا مطلب یہ ہے کہ طریق صحیح سے ثابت نہیں ہے چنانچہ ابن عبدالبر تمہید میں نقل کرتے ہیں کہ یزید نے قتل کرنیکا حکم نہیں دیا۔ بلکہ ان کو پکڑنے کا۔ طلب کرنے کا۔ اٹھا کر لے آنے کا حکم دیا۔ تو وہ عبیداللہ بن زیاد کی زیادتی ہے کہ اس نے قتل تک نوبت پہنچادی۔ بلکہ ان قبائح کی وجہ سے امام احمد بن حنبلؒ نے کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ تفسیر مظہری میں کفر کا فتویٰ نقل کیا گیا ہے۔ اور عمر بن عبدالعزیزؒ کی مجلس میں جب یزید کو امیر المؤمنین کہا گیا تو اس نے کہنے والے کے بیس کوڑے لگوائے۔ لیکن احتیاط یہ ہے کہ سکوت اختیار کیا جائے کیونکہ لعنت کرنا نہ واجب ہے نہ مستحب ہے اگر لعنت کرنا مباح نہ ہوا تو اس کے عود کرنے کا خطرہ ہے شیخ گنگوہیؒ کا یہی مسلک ہے۔

بَابُ قِتَالِ الْيَهُوْدِ

ترجمہ۔ یہودیوں سے جہاد کرنا

حدیث (۲۷۱۸) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُقَاتِلُوْنَ الْيَهُوْدَ حَتّٰى يَخْتَبِئَ اَحَدُهُمْ وَرَآءَ الْحَجَرِ فَيَقُوْلُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا يَهُوْدِيٌّ وَرَائِيْ فَاقْتُلْهُ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ یہودیوں سے جہاد کرو گے یہاں تک کہ ایک یہودی کسی پتھر کے پیچھے چھپ جائے گا تو وہ پتھر پکارے گا اے اللہ کے بندے یہ یہودی میرے پیچھے ہے پس اس کو قتل کرو۔

حدیث (۲۷۱۹) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوا الْيَهُوْدَ حَتّٰى يَقُوْلَ الْحَجَرُ وَرَآءَهُ الْيَهُوْدِيُّ يَا مُسْلِمُ هٰذَا يَهُوْدِيٌّ وَرَائِيْ فَاقْتُلْهُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم یہودیوں سے جہاد کرو گے یہاں تک کہ وہ پتھر جس کے پیچھے یہودی ہوگا۔ کہے گا اے مسلمان! یہ یہودی میرے پیچھے ہے۔ پس اس کو قتل کرو۔

تشریح از قاسمیؒ۔ یہ قتال یہود کا وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد ہوگا۔ جب کہ یہودی دجال کے ساتھ ہوں گے۔ معلوم ہوا کہ ابھی قتال یہود کا وقت نہیں آیا۔

بَابُ قِتَالِ التُّرْكِ

ترجمہ۔ ترکوں کے ساتھ جہاد کرنا

حدیث (۲۷۲۰) حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ الخ حَدَّثَنَا عَمْرُوبْنُ تَغْلِبَؓ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ تُقَاتِلُوْا قَوْمًا يَّنْتَعِلُوْنَ نِعَالَ الشَّعْرِ وَاِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ تُقَاتِلُوْا قَوْمًا عِرَاضَ الْوُجُوْهِ كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ.

ترجمہ۔ حضرت عمرو بن تغلبؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے۔ کہ تم لوگ ایسی قوم سے جہاد کرو گے جو بالوں والے جوتے استعمال کرتے ہوں گے۔ اور قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تم ایسی قوم سے جہاد کرو گے جن کے گول چہرے ہوں گے۔ گویا کہ ان کے چہرے ایسی ڈھالیں ہیں جن کی تہیں ایک دوسرے کے اوپر چڑھی ہوئی ہیں۔

حدیث (۲۷۲۱) حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَؓ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوا التُّرْکَ صِغَارَ الْاَعْيُنِ حُمْرَ الْوُجُوْهِ ذُلْفَ الْاُنُوْفِ كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم لوگ ترکوں سے جہاد کرو گے جن کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں ہوں گی۔ سرخ چہرے ہوں گے۔ چپٹی ناک ہوگی۔ گویا کہ ان کے چہرے ایسی ڈھالیں ہیں جن کی تہیں چڑھی ہوئی ہیں۔ اور قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی کہ تم ایسی قوم سے جہاد کرو گے جن کے جوتے بالوں والے ہوں گے کہ ان کے چڑے رنگے ہوئے نہیں ہوں گے۔ یا بالوں کی مینڈھیاں بنا کر جوتے تیار کئے گئے ہوں گے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ طیبیؒ فرماتے ہیں کہ ڈھال سے تشبیہ گولائی میں ہے۔ اور مطرقہ سے تشبیہ غلظت اور گوشت کی کثرت میں ہے۔ اور حدیث کی ترجمہ سے مطابقت معنی حدیث سے ہے۔ کیونکہ یہ اوصاف ترک قوم کے ہیں۔ جن سے آخر زمانہ میں لڑائی ہوگی۔ ذلف جمع اذلف کی چپٹی ناک یعنی چھوٹی ناک ہوگی۔ اور اس کا بانسہ بالکل ہموار ہوگا۔

بَابُ قِتَالِ الَّذِيْنَ يَنْتَعِلُوْنَ الشَّعْرَ

ترجمہ۔ ان لوگوں سے جہاد کرنا جو بالوں والے جوتے پہنتے ہوں گے۔ یعنی ترک۔

حدیث (۲۷۲۲) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا قَوْمًا كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ قَالَ سُفْيَانُ وَزَادَ فِيْهِ اَبُو الزِّنَادِ الخ صِغَارَ الْاَعْيُنِ ذُلْفَ الْاُنُوْفِ كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تم لوگ ایسی قوم سے جہاد کرو گے جن کے چہرے موٹی موٹی ڈھالوں کی طرح ہوں گے۔ اور سفیان نے یہ الفاظ زائد نقل کئے ہیں کہ وہ چھوٹی آنکھوں والے چپٹی ناکوں والے گویا کہ ان کے چہرے موٹی موٹی ڈھالوں کی طرح ہیں۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ ان روایات سے معلوم ہوا کہ خطاب کسی شخص کو اور مراد غیر ہو۔ ایسا کرنا جائز ہے۔ کیونکہ آخر زمانہ میں مسلمان ترکوں سے جہاد کریں گے۔

بَابُ مَنْ صَفَّ اَصْحَابَهُ عِنْدَ الْهَزِيْمَةِ وَنَزَلَ عَنْ دَآبَّتِهٖ وَاسْتَنْصَرَ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو شکست کی صورت میں اپنے ساتھیوں کی صف بندی کرے اپنی سواری سے اتر جائے اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرے کہ کفار پر فتح نصیب ہو۔

حدیث(۲۷۲۳)حَدَّثَنَا عَمْرُوبْنُ خَالِدٍ الخ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ وَسَاَلَهٗ رَجُلٌ اَكُنْتُمْ فَرَرْتُمْ يَا اَبَا عُمَارَةَ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا وَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنَّهٗ خَرَجَ شُبَّانُ اَصْحَابِهٖ وَاَخِفَّآءُ هُمْ حُسَّرًا لَيْسَ بِسَلَاحٍ فَاَتَوْا قَوْمًا رُمَاةً جَمْعَ هَوَازِنَ وَبَنِيْ نَصْرٍ مَايَكَادُ يَسْقُطُ لَهُمْ سَهْمٌ فَرَشَقُوْهُمْ رَشْقًا مَّا يَكَادُوْنَ يُخْطِئُوْنَ فَاَقْبَلُوْا هُنَالِكَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَعَلٰى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَآءَ وَابْنُ عَمِّهٖ اَبُوْسُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ ابْنِ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ يَقُوْدُ بِهٖ فَنَزَلَ وَاسْتَنْصَرَ ثُمَّ قَالَ اَنَا النَّبِيُّ لَاكَذِبْ. اَنَا ابْنُ عَبْدُ الْمُطَّلِبْ ثُمَّ صَفَّ اَصْحَابَهٗ.

ترجمہ۔ ابواسحاق ؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت براء بن عازبؓ سے سنا جبکہ ان میں سے ایک آدمی نے پوچھا تھا کہ کیا تم لوگ حنین کی لڑائی میں اے ابوعمارؓ بھاگ گئے تھے۔ انہوں نے فرمایا نہیں۔ اللہ کی قسم! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹھ نہیں پھیری لیکن آپؐ کے اصحاب میں سے نوجوان ہلکے پھلکے بے ہتھیار جن کے سر پر خود بھی نہیں تھے اور نہ کوئی دوسرا ہتھیار تھا۔ ان کا پالا ایسی قوم سے پڑ گیا جو تیرانداز تھے وہ ھوازن اور بنو نصر قبائل کی جماعتیں تھیں جن کا کوئی تیر بھی مشکل سے نیچے گرتا تھا یعنی خوب نشانہ باز تھے۔ پس انہوں نے خوب تیر برسا کر انکو دھرلیا وہ نشانہ سے خطا نہیں کرتے تھے پس یہ لوگ دوڑ کر واپس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جو اپنے سفید خچر پر سوار تھے جس کو آپؐ کا چچازاد بھائی ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب کھینچ رہا تھا۔ آپؐ فرمارہے تھے میں نبی ہی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں اور میں ہی عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ پھر آپؐ نے اپنے ساتھیوں کی صف بندی کی جس سے شکست فتح سے بدل گئی۔

تشریح از شیخ گنگوہی ؒ ۔ **فاقبلوا هنالک الخ** ظاہر یہی ہے کہ یہ آپؐ کے پاس آنے والے مسلمان تھے جب کہ انہوں نے کفار سے پیٹھ پھیر لی تھی۔ تو جب یہ لوگ آپؐ کے پاس پہنچے تو بعض حضرات تو اپنے اپنے راستہ پر چلے گئے۔ اور بعض وہیں آپؐ کے پاس رہ گئے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ مسلمانوں کے شکست کھانے کے بعد کفار کے آپؐ کے پاس آنے اور آپؐ پر حملہ کرنے کا بیان ہو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ علامہ قسطلانی ؒ نے بھی اسی معنی پر حمل کیا ہے۔ جب کہ حضرت عباسؓ نے ان کو پکارا جن کی آواز آٹھ میل تک جا تی تھی۔ تو مسلمان ان کی پکار سن کر اس طرح واپس آئے جیسے اونٹنی بچھڑی ہوئی اولاد کی طرف واپس آتی ہے۔ اور قطب گنگوہی ؒ نے جو دوسرا احتمال ذکر کیا اس کی تائید بھی بخاری ؒ کی روایت سے ہوتی ہے کہ شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ کہتے ہیں کہ ان کا باپ احد میں مارا گیا تھا۔ اس نے دل میں کہا کہ آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر کے اپنے باپ ہی نہیں سب قریش کا بدلہ لوں گا۔ میں آپؐ کی دائیں طرف آیا تو حضرت عباسؓ کھڑے تھے۔ میں نے کہا کہ چچا اپنے بھتیجے کی مدد نہیں چھوڑے گا۔ بائیں طرف ابوسفیان کھڑے تھے۔ میں نے کہا کہ چچازاد بھائی کہاں ان کی مدد چھوڑ سکتا ہے۔ میں آپؐ کے پیچھے سے آیا یہاں تک کہ میں آپؐ کے بالکل قریب ہو گیا کہ تلوار کے ایک وار سے آپؐ کا کام تمام کر سکتا تھا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ آگ کا ایک شعلہ بجلی کی طرح میری طرف لپکا۔ تو میں الٹے پاؤں پیچھے ہٹ گیا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ شبان جمع شاب کی بمعنی نوجوان۔ اخفاف جمع خفیف کی جن کے پاس ہتھیار نہ ہوں۔ حسر اجمع حاسر کی۔ جس کے معنی ہیں کہ وہ شخص جس کے پاس نہ تو زرہ ہو اور نہ ہی خودلو ہے کی ٹوپی۔لیس بسلاح. رماۃ. جمع رام کی تیرانداز رشقوا رشقا یعنی یکبارگی تیر چلانے شروع کر دیئے۔ مایکاد یسقط سھم یعنی یہ لوگ تیراندازی میں ماہر تھے ان کا نشانہ خطا نہیں ہوتا تھا استنصر ای طلب النصر علی الکفار۔

بَابُ الدُّعَآءِ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ بِالْهَزِيْمَةِ وَالزَّلْزَلَةِ

ترجمہ۔ مشرکین کے لئے شکست اور خوب پریشان ہونے کی دعا کرنا۔

حدیث (۲۷۲۴) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى الخ عَنْ عَلِيٍّؓ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْاَحْزَابِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَلَأَ اللّٰهُ بُيُوْتَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى حِيْنَ غَابَتِ الشَّمْسُ.

ترجمہ۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جب احزاب کی لڑائی شروع ہوئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کرتے ہوئے فرمایا۔اللہ تعالیٰ ان کے گھروں کو اور ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے جنھوں نے ہمیں درمیانی نماز عصر سے روک دیا یہاں تک کہ سورج غائب ہو گیا۔

حدیث (۲۷۲۵) حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْا فِي الْقُنُوْتِ اَللّٰهُمَّ اَنْجِ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اَللّٰهُمَّ اَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ اَبِيْ رَبِيْعَةَ اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ اَللّٰهُمَّ سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قنوت نازلہ میں یہ دعا کرتے تھے۔اے اللہ! سلمہ بن ہشام کو نجات دے ولید بن ولید کو نجات دے عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے۔اے اللہ! کمزور سمجھے جانے والے مؤمنوں کو نجات عطا فرما اور قبیلہ مضر پر اپنی پکڑ سخت کر دے یعنی انہیں ہلاک کر دے اے اللہ! ان پر قحط سالی ایسی نازل فرما جیسی یوسفؑ کے زمانہ میں قحط سالی تھی۔

حدیث (۲۷۲۶) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِيْ اَوْفٰىؓ يَقُوْلُ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْاَحْزَابِ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ قَالَ اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتٰبِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اَللّٰهُمَّ اهْزِمِ الْاَحْزَابَ اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن اوفیؓ فرماتے ہیں کہ احزاب کی لڑائی میں آپؐ نے مشرکوں کے بارے میں یہ بددعا کی اے اللہ! کتاب کے اتارنے والے جلدی حساب لینے والے۔اے اللہ! ان لشکروں کو شکست دیدے۔اے اللہ! ان کو شکست دے۔اور ان کو پریشان کر کے کپکپا دے۔

حدیث (۲۷۲۷) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ الخ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَقَالَ اَبُوْجَهْلٍ وَنَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ وَنُحِرَتْ جَزُوْرٌ بِنَاحِيَةِ مَكَّةَ فَاَرْسَلُوْا فَجَآءُ وْا مِنْ سَلَاهَا وَطَرَحُوْهُ عَلَيْهِ فَجَآءَ تْ فَاطِمَةُ فَاَلْقَتْهُ عَنْهُ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ لِاَبِيْ جَهْلِ ابْنِ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَاُبَيِّ ابْنِ خَلَفٍ وَعُقْبَةَ بْنِ اَبِيْ مُعَيْطٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَلَقَدْ رَاَيْتُهُمْ فِيْ قَلِيْبِ بَدْرٍ

قَتْلٰی قَالَ اَبُو اِسْحٰقَ وَنَسِیْتُ السَّابِعَ وَقَالَ یُوْسُفُ بْنُ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ اُمَیَّةُ بْنُ خَلَفٍ وَقَالَ شُعْبَةُ اُمَیَّةُ اَوْ اُبَیٌّ وَالصَّحِیْحُ اُمَیَّةُ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے سائے میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ابوجہل اور قریش کے کچھ لوگوں نے کہا جب کہ مکہ کے ایک گوشہ میں اونٹ ذبح ہو چکا تھا پس کئی آدمیوں کو انہوں نے بھیجا جو اس اونٹ کی اوجھری گندگی سمیت لے آئے جس کو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پھینک دیا۔ جس کو حضرت فاطمہؓ نے آپؐ سے آکر گرادیا اور فرمایا اے اللہ! قریش کو پکڑ لے۔ اے اللہ! قریش کو پکڑ لے اے اللہ قریش کو پکڑ لے۔ ابوجہل بن ہشام کیلئے عتبہ بن ربیعہ شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عقبہ اور ابی بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط کے لئے آپؐ نے فرمایا۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سب کو بدر کے اندھے کوئیں میں مقتول پڑا ہوا دیکھا ابو اسحاق فرماتے ہیں کہ میں ساتویں کا نام بھول گیا۔ امام بخاریؒ دوسری سند سے فرماتے ہیں کہ ابو اسحاق نے امیہ بن خلف کہا شعبہ نے شک کے ساتھ امیہ یا ابی بن خلف کہا صحیح امیہ بن خلف ہے اور ساتواں آدمی عمارہ بن الولید ہے۔

حدیث(۲۷۲۸)حَدَّثَنَا سُلَیْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ الخ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّ الْیَهُوْدَ دَخَلُوْا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَیْکَ فَلَعَنْتُهُمْ فَقَالَ مَالَکِ قُلْتُ اَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا قَالَ فَلَمْ تَسْمَعِیْ مَا قُلْتُ وَعَلَیْکُمْ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ یہود کی ایک جماعت جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ تجھ پر موت ہو تو۔ حضرت عائشہؓ نے ان پر لعنت کی آپؐ نے پوچھا یہ تمہیں کیا ہو گیا کہنے لگیں کیا آپؐ نے سنا نہیں جو کچھ انہوں نے کہا آپؐ نے فرمایا کیا تم نے وہ نہیں سنا جو میں نے کہا کہ تم پر ہو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ لابی جهل بن هشام اس کا تعلق کلام محذوف سے ہے۔ یا معنی یہ ہیں کہ یہ بددعا ابی جہل وغیرہ کے لئے تھی۔ یا کچھ استاد نے فرمایا۔ روای اسے بھول گیا۔ جو حاصل معنی تھا اسے ذکر کر دیا۔ تو اب معنی ہوں گے کہ قریش پر بالعموم دعا کرنے کے بعد بالخصوص ان سات آدمیوں کے بارے میں بددعا فرمائی تو الفاظ یاد نہ ہوئے۔ حاصل معنی ذکر کر دیا۔ والله اعلم۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ قسطلانیؒ اور عینیؒ دونوں فرماتے ہیں کہ لابی جهل میں لام بیان کے لئے ہے۔ لیکن میرے نزدیک قطب گنگوہیؒ نے جو تیسرا قول بیان فرمایا ہے وہ بہتر ہے۔ جس کی تائید کتاب الطهارت کی اسی روایت سے ہوتی ہے جس میں بالعموم دعا کے بعد خصوصی بددعا ان لوگوں کے بارے میں فرمائی اور عنقریب باب الجزیه میں آرہا ہے کہ اللهم علیك الملاء من قریش اللهم علیك اباجهل۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ هزیمت کا لفظ تو روایت میں ہے لیکن زلزله کو ملاء بیوتهم نارا سے ثابت کیا۔ کہ جب آگ لگ جاتی ہے تو انسان بہت مضطرب اور پریشان ہوتا ہے۔ اور وطاة کا لفظ هزیمت اور زلزلة سے بھی زیادہ سخت ہے۔ کیونکہ اس سے مراد اخذ شدید ہے۔ سنین کسنی یوسف ای اجعل سنین کسنی یوسف۔ اور آخری حدیث میں علامہ عینیؒ لفظ علیکم کو لے کر فرماتے ہیں کہ اس سے حدیث ترجمۃ الباب کے مطابق ہو جائے گی۔ ای علیکم السام اور آپؐ نے فرمایا ہماری دعا ان کے بارے میں قبول ہوگی۔ ان کی دعا ہمارے بارے میں غیر مقبول ہے۔

بَابُ هَلْ يُرْشِدُ الْمُسْلِمُ اَهْلَ الْكِتٰبِ اَوْيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ

ترجمہ۔ کیا کوئی مسلمان کسی کتابی کو ہدایت کرسکتا ہے یا اسے کتاب اللہ کی تعلیم دے سکتا ہے

حدیث (۲۷۲۸) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ الخ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ اِلٰى قَيْصَرَ وَقَالَ فَاِنْ تَوَلَّيْتَ فَاِنَّ عَلَيْكَ اِثْمَ الْاَرِيْسِيِّيْنَ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ خبر دیتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر روم کو لکھا کہ اگر تو پھر گیا تو پھر ان سب کاشتکاروں کا گناہ تجھ پر ہوگا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ کتاب اوّل سے مراد توراۃ وانجیل ہے۔ اور کتاب ثانی سے مراد عام ہے۔ جو تورات۔ انجیل اور قرآن کو شامل ہو۔ آپؐ نے اپنے خط میں شاہ ہرقل کو اسلام کی دعوت دی۔ اور انجام بد سے ڈرایا۔ یہ ارشاد ہے اور تعلیم الکتاب کو کتب الیہ سے ثابت کیا ہے۔ اب یہ مسئلہ سلف میں مختلف فیہا رہا۔ امام مالکؒ تو کافر کو قرآن کی تعلیم سے منع کرتے ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ اجازت دیتے ہیں۔ امام شافعیؒ کے اقوال مختلف ہیں۔ راجح یہی ہے کہ انکے نزدیک تفصیل ہے۔ اگر طعن فی الدین مقصود نہ ہو اور اس سے رغبت فی الدین معلوم ہوتی ہو تو تعلیم جائز ہے۔ ورنہ نہیں۔ بعض نے قلیل اور کثیر کا فرق کیا ہے۔

بَابُ الدُّعَآءِ لِلْمُشْرِكِيْنَ بِالْهُدٰى لِيَتَاَلَّفَهُمْ

ترجمہ۔ مشرکین کے لئے ہدایت کی دعا کرنا تاکہ ان میں الفت پیدا ہو

حدیث (۲۷۲۹) حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ الخ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَؓ قَدِمَ طُفَيْلُ بْنُ عَمْرٍوالدَّوْسِيُّ وَاَصْحَابُهٗ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ دَوْسًا عَصَتْ وَاَبَتْ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهَا فَقِيْلَ هَلَكَتْ دَوْسٌ قَالَ اللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَاْتِ بِهِمْ.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ طفیل بن عمرو دوسی اور اس کے کچھ ساتھی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپؐ سے آکر کہنے لگے کہ قبیلہ دوسی تو نافرمان ہوگیا۔ اور انہوں نے قبول اسلام سے انکار کردیا۔ پس آپؐ نے ارشاد فرمایا اے اللہ! دوسی قبیلہ کو ہدایت نصیب فرما اور انہیں اسلام میں لے آ۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ لیت تفهم اس سے بخاریؒ کا تفقہ ٹپکتا ہے کہ ابواب سابقہ میں مشرکین اور اہل کتاب کے لئے بددعا تھی کہ ان کی شوکت ٹوٹے اور مسلمان ان کی ایذارسانی سے محفوظ رہیں۔ اور اس باب سے بتارہے ہیں کہ جب ان کے مہلکات سے امن ہو اور انکی الفت کی امید ہو تو ہدایت کی دعا کردینی چاہیئے۔ جیسے قبیلہ دوس کے بارے میں آپؐ نے دعا فرمائی جو قبول ہوئی۔

بَابُ دَعْوَةِ الْيَهُوْدِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ وَعَلٰى مَا يُقَاتَلُوْنَ عَلَيْهِ

وَمَا كَتَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى كِسْرٰى وَقَيْصَرَ وَالدَّعْوَةُ قَبْلَ الْقِتَالِ

ترجمہ۔ یہود اور نصاریٰ کو اسلام کی دعوت دینا۔ اور کس بات پر ان سے لڑائی کی جائے۔ اور جو کچھ آپؐ نے کسریٰ و قیصر کو لکھا اور لڑائی سے پہلے اسلام کی دعوت دینا چاہیئے۔

حدیث(۲۷۳۱)حدثنا علی بن الجعد الخ قال سمعت انس بن مالکؓ یقول لما اراد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یکتب الی الروم قیل له انهم لایقرؤن کتابا الاان یکون مختوما فاتخذ خاتما من فضة فکانی انظرالی بیاضه فی یده نقش فیه محمدرسول الله

ترجمہ۔حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر روم کو خط لکھنے کا ارادہ ظاہر فرمایا تو آپؐ سے کہا گیا کہ وہ لوگ تو اس وقت تک کسی خط کو پڑھتے نہیں جب تک اس پر مہر لگی ہوئی نہ ہو تو آپؐ نے ایک چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور میں آج بھی آپؐ کے ہاتھ میں اس کی سفیدی کو دیکھ رہا ہوں اور اس کا نقش محمد رسول اللہ تھا۔

حدیث(۲۷۳۲)حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ الخ اَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِكِتَابِهٖ اِلٰى كِسْرٰى فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّدْفَعَهٗ اِلٰى عَظِيْمِ الْبَحْرَيْنِ يَدْفَعُهٗ عَظِيْمُ الْبَحْرَيْنِ اِلٰى كِسْرٰى فَلَمَّا قَرَاَهٗ كِسْرٰى خَرَقَهٗ فَحَسِبْتُ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ فَدَعَا عَلَيْهِمُ النَّبِىُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّمَزَّقُوْا كُلَّ مُمَزَّقٍ.

ترجمہ۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ خبر دیتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا والا نامہ کسریٰ فارس کو بھیجا قاصد کو حکم دیا کہ پہلے یہ خط بحرین کے حاکم کو پہنچاؤ۔وہ بحرین کا حاکم کسریٰ بادشاہ فارس تک پہنچائے گا۔پس جب کسریٰ نے اس والا نامہ کو پڑھا تو اسے چیر ڈالا۔میرا گمان یہ ہے کہ حضرت سعید بن المسیبؒ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بددعا دی کہ پورے کے پورے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ امام بخاریؒ نے باب کی دونوں حدیثوں سے ثابت کیا ہے کہ اہل روم کو آپؐ نے پہلے خط لکھا اس طرح اہل فارس کو بھی پہلے خط لکھا۔پھر ان کے ساتھ جہاد کیا۔یہ مسئلہ اختلافی ہے۔

عمر بن عبدالعزیزؒ اور ان کے ہم خیال یہی فرماتے ہیں کہ پہلے دعوت الی الاسلام دی جائے۔پھر قتال کیا جائے۔لیکن اکثر علماء کرام یہ فرماتے ہیں کہ ابتداء اسلام میں ایسا تھا اب دعوت اسلام پھیل چکی ہے اب قتال ہی ہوگا۔امام مالکؒ فرماتے ہیں جس کا وطن دار اسلام سے دور ہے اس کو تو دعوت دی جائے۔قریب والے کو دعوت دینے کی ضرورت نہیں ہے۔اور امام شافعیؒ نے تو تصریح کی ہے کہ جن لوگوں کو دعوت اسلام نہیں پہنچی دعوت سے پہلے ان کے ساتھ قتال جائز نہیں ہے۔

بَابُ دُعَآءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام اور نبوت کی طرف دعوت دینا

اِلَى الْاِسْلَامِ وَالنُّبُوَّةِ وَاَنْ لَّا يَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللهِ وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللهِ(الایة).

ترجمہ۔اور یہ کہ اللہ کو چھوڑ کر کوئی کسی کو رب نہ بنائے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ کسی انسان کیلئے لائق نہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے کتاب احکام اور نبوت عطا فرمائے پھر وہ لوگوں سے کہے کہ تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ۔

حدیث (۲۷۳۳) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ الخ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ اِلٰى قَيْصَرَ يَدْعُوْهُ اِلَى الْاِسْلَامِ وَبَعَثَ بِكِتَابِهٖ اِلَيْهِ مَعَ دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ
وَاَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّدْفَعَهٗ اِلٰى عَظِيْمِ بُصْرٰى لِيَدْفَعَهٗ اِلٰى قَيْصَرَ وَكَانَ قَيْصَرُ
لَمَّا كَشَفَ اللّٰهُ عَنْهُ جُنُوْدَ فَارِسَ مَشٰى مِنْ حِمْصَ اِلٰى اِيْلِيَآءَ شُكْرًا لِمَا اَبْلَاهُ اللّٰهُ فَلَمَّا جَآءَ قَيْصَرَ
كِتَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حِيْنَ قَرَاَهٗ اِلْتَمِسُوْا لِيْ هٰهُنَا اَحَدًا مِّنْ قَوْمِهٖ لِاَسْاَلَهُمْ
عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاَخْبَرَنِيْ اَبُوْسُفْيَانَ اَنَّهٗ كَانَ بِالشَّامِ فِيْ رِجَالٍ
مِنْ قُرَيْشٍ قَدِمُوْا تِجَارًا فِي الْمُدَّةِ الَّتِيْ كَانَتْ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ كُفَّارِ
قُرَيْشٍ قَالَ اَبُوْسُفْيَانَ فَوَجَدَنَا رَسُوْلُ قَيْصَرَ لِبَعْضِ الشَّامِ فَانْطَلَقَ بِيْ وَبِاَصْحَابِيْ حَتّٰى قَدِمْنَا اِيْلِيَآءَ
فَاُدْخِلْنَا اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَ جَالِسٌ فِيْ مَجْلِسِ مُلْكِهٖ وَعَلَيْهِ التَّاجُ وَاِذَا حَوْلَهٗ عُظَمَآءُ الرُّوْمِ فَقَالَ
لِتَرْجُمَانِهٖ سَلْهُمْ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ نَسَبًا اِلٰى هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِيٌّ قَالَ اَبُوْسُفْيَانُ فَقُلْتُ اَنَا
اَقْرَبُهُمْ اِلَيْهِ نَسَبًا قَالَ مَا قَرَابَةُ مَابَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ فَقُلْتُ هُوَابْنُ عَمِّيْ وَلَيْسَ فِي الرَّكْبِ يَوْمَئِذٍ اَحَدٌ
مِنْ بَنِيْ عَبْدِ مُنَافٍ غَيْرِيْ قَالَ قَيْصَرُ اَدْنُوْهُ وَاَمَرَ بِاَصْحَابِيْ فَجُعِلُوْا خَلْفَ ظَهْرِيْ عِنْدَ كَتِفِيْ ثُمَّ
قَالَ لِتَرْجُمَانِهٖ قُلْ لِاَصْحَابِهٖ اِنِّيْ سَآئِلٌ هٰذَا الرَّجُلَ عَنِ الَّذِيْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِيٌّ فَاِنْ كَذَبَ فَكَذِّبُوْهُ قَالَ
اَبُوْسُفْيَانَ وَاللّٰهِ لَوْلَا الْحَيَآءُ يَوْمَئِذٍ مِنْ اَنْ يَّاْثِرَ اَصْحَابِيْ عَنِّي الْكَذِبَ لَكَذَبْتُهٗ حِيْنَ سَاَلَنِيْ عَنْهُ
وَلٰكِنِّيْ اسْتَحْيَيْتُ اَنْ يَّاْثِرُوا الْكَذِبَ عَنِّيْ فَصَدَقْتُهٗ ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهٖ قُلْ لَّهٗ كَيْفَ نَسَبُ هٰذَا
الرَّجُلِ فِيْكُمْ قُلْتُ هُوَفِيْنَا ذُوْنَسَبٍ قَالَ فَهَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ قَبْلَهٗ قُلْتُ لَا فَقَالَ كُنْتُمْ
تَتَّهِمُوْنَهٗ بِالْكَذِبِ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْلَ مَا قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ كَانَ مِنْ اٰبَآئِهٖ مِنْ مَّلِكٍ قُلْتُ لَا قَالَ
فَاَشْرَافُ النَّاسِ يَتَّبِعُوْنَهٗ اَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ قُلْتُ بَلْ ضُعَفَآؤُهُمْ قَالَ فَيَزِيْدُوْنَ اَوْ يَنْقُصُوْنَ قُلْتُ بَلْ
يَزِيْدُوْنَ قَالَ فَهَلْ يَرْتَدُّ اَحَدٌ سُخْطَةً لِدِيْنِهٖ بَعْدَ اَنْ يَّدْخُلَ فِيْهِ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ يَغْدِرُ قُلْتُ لَا
وَنَحْنُ الْاٰنَ مِنْهُ فِيْ مُدَّةٍ فَنَحْنُ نَخَافُ اَنْ يَّغْدِرَ قَالَ اَبُوْسُفْيَانَ وَلَمْ يُمْكِنِّيْ كَلِمَةٌ اُدْخِلُ فِيْهَا شَيْئًا
اَنْتَقِصُهٗ بِهٖ لَآ اَخَافُ اَنْ تُؤْثَرَ عَنِّيْ غَيْرَهَا قَالَ فَهَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ اَوْقَاتَلَكُمْ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَكَيْفَ كَانَتْ
حَرْبُهٗ وَحَرْبُكُمْ قُلْتُ كَانَتْ دُوَلًا وَّسِجَالًا يُدَالُ عَلَيْنَا الْمَرَّةَ وَنُدَالُ عَلَيْهِ الْاُخْرٰى قَالَ فَمَاذَا
يَاْمُرُكُمْ قَالَ يَاْمُرُنَا اَنْ نَّعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ لَانُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَيَنْهَانَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاءُ نَا وَيَاْمُرُنَا
بِالصَّلٰوةِ وَالصَّدَقَةِ وَالْعَفَافِ وَالْوَفَا بِالْعَهْدِ وَاَدَاءِ الْاَمَانَةِ فَقَالَ لِتَرْجُمَانِهٖ حِيْنَ قُلْتُ ذٰلِكَ لَهٗ قُلْ
لَهٗ اِنِّيْ سَاَلْتُكَ عَنْ نَسَبِهٖ فِيْكُمْ فَزَعَمْتَ اَنَّهٗ ذُوْنَسَبٍ وَّكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِيْ نَسَبِ قَوْمِهَا
وَسَاَلْتُكَ هَلْ قَالَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ هٰذَا الْقَوْلَ قَبْلَهٗ فَزَعَمْتَ اَنْ لَّا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ قَالَ هٰذَا

الْقَوْلَ قَبْلَهُ قُلْتُ رَجُلٌ يَاْتَمُّ بِقَوْلٍ قَدْ قِيْلَ قَبْلَهُ وَسَاَلْتُکَ هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْلَ مَا قَالَ فَزَعَمْتَ اَنْ لَّا فَعَرَفْتُ اَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيَدَعَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ وَيَكْذِبَ عَلَى اللّٰهِ وَسَاَلْتُکَ هَلْ كَانَ مِنْ اٰبَآئِهٖ مِنْ مَّلِكٍ فَزَعَمْتَ اَنْ لَّا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ مِنْ اٰبَآئِهٖ مَلِکٌ قُلْتُ يَطْلُبُ مُلْکَ اٰبَآئِهٖ وَسَاَلْتُکَ اَشْرَافُ النَّاسِ يَتَّبِعُوْنَهُ اَمْ ضُعَفَآءُ هُمْ فَزَعَمْتَ ضُعَفَآؤُهُمْ اتَّبَعُوْهُ وَهُمْ اَتْبَاعُ الرُّسُلِ وَسَاَلْتُکَ هَلْ يَزِيْدُوْنَ اَوْ يَنْقُصُوْنَ قُلْتُ بَلْ يَزِيْدُوْنَ وَكَذٰلِکَ الْاِيْمَانُ حَتّٰى يَتِمَّ وَسَاَلْتُکَ هَلْ يَرْتَدُّ اَحَدٌ سَخْطَةً لِدِيْنِهٖ بَعْدَ اَنْ يَّدْخُلَ فِيْهِ فَزَعَمْتَ اَنْ لَّا فَكَذٰلِکَ الْاِيْمَانُ حِيْنَ تَخْلُطُ بَشَاشَتُهُ الْقُلُوْبَ لَا يَسْخَطُهُ اَحَدٌ وَسَاَلْتُکَ هَلْ يَغْدِرُ فَزَعَمْتَ اَنْ لَّا وَكَذٰلِکَ الرُّسُلُ لَا يَغْدِرُوْنَ وَسَاَلْتُکَ هَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ وَقَاتَلَكُمْ فَزَعَمْتَ اَنْ قَدْ فَعَلَ وَاَنَّ حَرْبَكُمْ وَحَرْبَهُ تَكُوْنُ دُوَلًا يُدَالُ عَلَيْكُمُ الْمَرَّةَ وَتُدَالُوْنَ عَلَيْهِ الْاُخْرٰى وَكَذٰلِکَ الرُّسُلُ تُبْتَلٰى وَتَكُوْنُ لَهَا الْعَاقِبَةُ وَسَاَلْتُکَ بِمَا ذَا يَاْمُرُكُمْ فَزَعَمْتَ اَنَّهُ يَاْمُرُ اَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَيَنْهَاكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ وَيَاْمُرُكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَالصَّدَقَةِ وَالْعَفَافِ وَالْوَفَآءِ بِالْعَهْدِ وَاَدَآءِ الْاَمَانَةِ قَالَ وَهٰذِهٖ صِفَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كُنْتُ اَعْلَمُ اَنَّهُ خَارِجٌ وَّلٰكِنْ لَّمْ اَظُنَّ اَنَّهُ مِنْكُمْ وَاِنْ يَّكُ مَاقُلْتَ حَقًّا فَيُوْشِکُ اَنْ يَّمْلِکَ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ وَلَوْ اَرْجُوْا اَنْ اَخْلُصَ اِلَيْهِ لَتَجَشَّمْتُ لُقِيَّهُ وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ لَغَسَلْتُ قَدَمَيْهِ قَالَ اَبُوْسُفْيَانُ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُرِئَ فَاِذَا فِيْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُّحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اِلٰى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ اَدْعُوْکَ بِدَاعِيَةِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمْ تَسْلَمْ وَاَسْلِمْ يُؤْتِکَ اللّٰهُ اَجْرَکَ مَرَّتَيْنِ فَاِنْ تَوَلَّيْتَ فَعَلَيْکَ اِثْمُ الْاَرِيْسِيِّيْنَ يٰاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَنْ لَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَانُشْرِکَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ قَالَ اَبُوْسُفْيٰنَ فَلَمَّا اَنْ قَضٰى مَقَالَتَهُ عَلَتْ اَصْوَاتُ الَّذِيْنَ حَوْلَهُ مِنْ عُظَمَآءِ الرُّوْمِ وَكَثُرَ لَغَطُهُمْ فَلَآ اَدْرِيْ مَاذَا قَالُوْا وَاُمِرَ بِنَا فَاُخْرِجْنَا فَاُخْرِجْنَا فَلَمَّا اَنْ خَرَجْتُ مَعَ اَصْحَابِيْ وَخَلَوْتُ بِهِمْ قُلْتُ لَهُمْ اَمِرَ اَمْرُ ابْنِ اَبِيْ كَبْشَةَ هٰذَا مَلِکُ بَنِي الْاَصْفَرِ يَخَافُهُ قَالَ اَبُوْسُفْيَانَ وَاللّٰهِ مَا زِلْتُ ذَلِيْلًا مُسْتَيْقِنًا بِاَنَّ اَمْرَهُ سَيَظْهَرُ حَتّٰى اَدْخَلَ اللّٰهُ قَلْبِي الْاِسْلَامَ وَاَنَا كَارِهٌ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ خبر دیتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر روم کو خط لکھا جس میں اسے اسلام کی دعوت دیتے تھے اور یہ خط حضرت دحیہ کلبیؓ کے ذریعہ بھیجا جنہیں حکم دیا تھا کہ پہلے یہ خط بصریٰ کے حاکم کو پہنچائیں وہ خود قیصر روم تک پہنچائیگا اور قیصر روم کو جب سے اللہ تعالیٰ نے فارس کے لشکر کو شکست دے کر ان سے جدا کیا تھا تو وہ حمص سے بیت المقدس تک پیدل چل کر آیا تھا تا کہ اللہ تعالیٰ کے اس انعام

کا شکریہ ادا کرے جو اس نے فتح کی صورت میں اسے دیا تھا جب قیصر کے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ پہنچا تو جب اسے پڑھنا چاہا تو کہنے لگا کہ پہلے آپ کی قوم کا کوئی آدمی یہاں پر تلاش کرو تا کہ میں اس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کچھ دریافت کروں ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مجھے ابوسفیان نے خبر دی کہ قریش کے کچھ آدمیوں کے ہمراہ یہ شام میں تھے۔ جو تجارت کی غرض سے آئے تھے اس مدت میں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کفار قریش کے درمیان تھی یعنی صلح حدیبیہ کے ایام میں تو ابوسفیان کہتے ہیں کہ قیصر کے قاصد نے ہمیں شام کے کسی مقام میں تلاش کر لیا۔ پس وہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو لیکر چلا یہانتک کہ ہم لوگ جب بیت المقدس میں پہنچے تو ہمیں قیصر روم تک پہنچا دیا گیا وہ اپنے شاہی دربار میں بیٹھا ہوا تھا جس کے سر پر تاج تھا۔ اور روم کے وزراء اور رؤسا اس کے گرد جمع تھے۔ تو اس نے اپنے ترجمان سے کہا کہ ان لوگوں سے دریافت کرو کہ وہ آدمی جو اپنے آپ کو نبی کہتا ہے تم میں سے نسب کے اعتبار سے کون اس کے زیادہ قریب ہے۔ ابوسفیانؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ میں نسب میں ان کے زیادہ قریب ہوں۔ تو اس نے پوچھا تمہاری اور آپ کی کیا رشتہ داری ہے۔ میں نے کہا کہ وہ میرے چچا کا بیٹا ہے اور واقعی ان دنوں اس قافلہ میں میرے سوا کوئی شخص بھی بنو عبد مناف میں سے قریبی نہیں تھا تو قیصر نے کہا کہ اس کو میرے قریب بٹھاؤ اور میرے ساتھیوں کے متعلق حکم دیا کہ انکو میری پیٹھ کے پیچھے بٹھاؤ۔ یعنی میرے کندھوں کے پاس بٹھاؤ پھر ترجمان سے کہا کہ ان کے ساتھیوں کو بتلا دو کہ میں اس آدمی سے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سوال کروں گا اگر یہ کوئی جھوٹی بات آپ کی طرف منسوب کرے تو تم اسے جھٹلا دینا۔ ابوسفیانؓ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر مجھے اس دن یہ شرم محسوس نہ ہوتی کہ یہ لوگ میری طرف سے جھوٹ کو نقل کرتے پھرتے رہیں گے تو میں اس کے سوالات کے وقت اپنی طرف سے کوئی نہ کوئی بات بیان کرتا۔ لیکن مجھے شرم آ گئی کہ کہیں مجھے جھوٹا نہ کہتے پھریں۔ اس لئے میں نے سچ سچ کہا۔ پھر اس نے اپنے ترجمان سے کہا کہ ان سے پوچھو اس شخص کا تمہارے اندر نسب کیسا ہے۔ تو میں نے کہا کہ وہ ہمارے میں اعلیٰ نسب کے مالک ہیں پھر کہا کہ کیا ان سے پہلے بھی تم میں سے کسی آدمی نے ایسا دعویٰ کیا ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ پھر اس نے پوچھا کیا تم لوگوں نے اس دعویٰ سے پہلے کبھی جھوٹ میں متہم کیا ہے میں نے کہا نہیں۔ پھر اس نے پوچھا کہ ان کے آباء اجداد میں کوئی بادشاہ گذرا ہے۔ میں نے جواب دیا نہیں۔ اس نے پوچھا کیا بڑے بڑے لوگ اس کی پیروی کرتے ہیں یا کمزور کرتے ہیں۔ میں نے کہا بلکہ کمزور لوگ پیروی کرتے ہیں۔ پھر پوچھا کہ وہ پیروکار بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں۔ میں نے کہا بلکہ بڑھ رہے ہیں پھر پوچھا کہ کیا اس کے دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی اس کے دین سے ناراض ہو کر دین سے پھر جاتا ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ پھر پوچھا کیا وہ بدعہدی کرتا ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ حالانکہ ہم ان دنوں اس صلح کی مدت میں تھے خطرہ تھا کہ کہیں ہم سے بدعہدی نہ کریں۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ مجھے اور تو کسی مقام پر کسی کلمہ کو داخل کرنے کی گنجائش نہ ملی کہ اس کے کلمہ سے میں آپ کی شان میں کمی کرتا۔ سوائے اس کلمہ کے اور کسی کلمہ سے پروپیگنڈا کرنے کا خطرہ نہیں تھا۔ پھر اس نے پوچھا کہ کیا تمہاری اور آپ کی کبھی لڑائی بھی ہوئی ہے۔ میں نے کہا ہاں ہوئی ہے۔ تو پوچھا پھر تمہاری اور ان کی لڑائی کیسی رہی کہ وہ گھومتی پھرتی رہی بڑے ڈول کی طرح کہ کبھی وہ ہم پر غالب آ جاتا اور کبھی ہم غالب آ جاتے۔ کہا کہ کون کون سی باتوں کا تمہیں حکم دیتا ہے۔ میں نے کہا کہ ہمیں حکم دیتا ہے کہ ہم اکیلے اللہ کی عبادت کریں۔ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں اور جن جن چیزوں کی ہمارے آباء اور اجداد عبادت کرتے ہیں اس سے روکتے ہیں اور ہمیں نماز۔ خیرات۔ پاکدامنی اور عہد کو نبھانے اور امانت کو ادا کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ جب یہ باتیں میں اسے بتا چکا تو اس نے ترجمان سے کہا کہ ان سے کہو کہ میں نے تم سے ان کے نسب کے بارے میں دریافت کیا تو تو نے کہا کہ وہ ہم میں عالی نسب والے ہیں۔ اسی طرح انبیاء اور رسل کو اپنی قوم کے نسب میں بھیجا جاتا ہے۔ پھر میں نے تم سے پوچھا کہ ان سے پہلے بھی کسی نے ایسا دعویٰ کیا۔ تم نے کہا نہیں۔ اگر آپؐ سے پہلے

کسی نے ایسا دعویٰ کیا ہوتا تو میں کہتا کہ یہ ایک ایسا آدمی ہے جو ایک ایسی بات کی اقتداء کر رہا ہے جو اس سے پہلے کہی جا چکی ہے۔ پھر میں نے تم سے پوچھا کہ اس دعویٰ سے پہلے کبھی تم نے ان کو جھوٹی بات میں متہم کیا ہے۔ تم نے کہا نہیں۔ تو معلوم ہوا جو شخص لوگوں پر جھوٹ بولنا گوارا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ پر کیسے جھوٹ بول سکتا ہے۔ پھر میں نے تم سے پوچھا کہ کیا ان کے آباء اجداد میں کوئی بادشاہ گذرا ہے تم نے کہا نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر ان کے آباء میں کوئی بادشاہ گذرا ہوتا تو میں سمجھتا کہ یہ اپنے آباء کی حکومت طلب کرتا ہے۔ پھر پوچھا کہ کیا بڑے بڑے لوگ اس کے پیروکار ہیں یا کمزور لوگ۔ تو تم نے بتلایا کہ کمزور لوگ ہی اس کی پیروی کرتے ہیں۔ پھر میں نے پوچھا کہ کیا وہ لوگ بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں۔ تو نے بتلایا کہ وہ بڑھ رہے ہیں۔ اسی طرح ایمان مکمل ہوتا ہے۔ پھر میں نے پوچھا کہ کیا ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد ناراض ہو کر کوئی دین سے پھرتا ہے۔ تو نے بتلایا کہ نہیں اس طرح ایمان کی وضاحت جب دلوں میں رل مل جاتی ہے تو کوئی اس سے ناراض نہیں ہوتا۔ پھر میں نے تیرے سے پوچھا کہ کیا وہ بدعہدی کرتا ہے تم نے بتلایا نہیں۔ اسی طرح انبیاء کسی سے بدعہدی نہیں کرتے پھر میں نے تیرے سے سوال کیا کہ تمہاری اور ان کی لڑائی بھی ہوئی ہے۔ تم نے کہا ایسا ہو چکا ہے۔ اور تمہاری اور ان کی لڑائی گھومتی پھرتی رہی ہے کبھی وہ تم پر غالب آ گئے۔ کبھی تم غالب آ گئے۔ رسولوں کا بھی یہی حال ہوتا ہے کہ ان کی آزمائش کی جاتی ہے۔ لیکن انجام کار انہیں کے حق میں ہوتا ہے۔ پھر میں نے پوچھا کہ وہ کن کن امور کا حکم دیتے ہیں۔ تو تم نے بتلایا کہ وہ فرماتے ہیں اکیلے اللہ کی عبادت کرو۔ اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو۔ اور تمہیں ان مورتیوں کی عبادت سے روکتا ہے جن کی تمہارے آباؤ اجداد عبادت کرتے تھے۔ اور وہ تمہیں نماز پڑھنے خیرات کرنے پاکدامن رہنے اوعہد و پیمان کو نبھانے اور امانت ادا کرنے کا حکم دیتا ہے ایسے اوصاف نبی کے ہوتے ہیں میں بھی جانتا تھا کہ ان کا ظہور ہونے الا ہے۔ لیکن مجھے یہ گمان نہیں تھا کہ وہ تم میں سے ہوگا۔ اور جو کچھ تم نے کہا ہے۔ اگر وہ سچ ہے تو وہ عنقریب میرے ان دو قدموں کی جگہ کا مالک بنے گا۔ اگر مجھے یہ امید ہوتی کہ میں ان تک پہنچ سکتا ہوں تو میں ان کی ملاقات کیلئے تکلیفیں برداشت کرتا اور اگر میں ان کے پاس ہوتا تو ان کے پاؤں دھوتا۔ ابوسفیان فرماتے ہیں کہ پھر اس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ منگوایا جو اس پر پڑھا گیا تو اس میں یہ مضمون تھا شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول کی طرف سے ہرقل بادشاہ روم کی طرف اس شخص پر سلامتی ہو جو ہدایت کی پیروی کرے اما بعد۔ میں تجھے اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اسلام لے آ و بچ جاؤ گے اسلام لے آ ؤ گے تو اللہ تعالیٰ تجھے دوہرا ثواب دے گا اگر پھر گئے تو تمہاری رعایا کاشتکاروں کا گناہ بھی تم پر ہوگا۔ آیت قرآنی کا ترجمہ یہ ہے اے کتاب والو! اس کلمہ دین کی طرف آ ؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ ہی اس کی عبادت میں کسی چیز کو شریک کریں اور نہ ہی ہم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایک دوسرے کو رب بنائیں۔ اگر تم پھر جاؤ تو کہہ دو کہ تم گواہ رہو کہ بے شک ہم تو مسلمان ہی ہیں۔ ابوسفیان فرماتے ہیں کہ جب بادشاہ روم نے اپنی گفتگو ختم کر دی تو روم کے بڑے بڑے لوگ جو اس کے ارد گرد تھے ان کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ شور و شغب بہت ہوا مجھے معلوم نہیں ہو سکا کہ ان لوگوں نے کیا کہا۔ ہمارے متعلق حکم ہوا کہ ہمیں باہر نکال دیا جائے پس جب میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ باہر نکلا تو تنہائی میں میں نے ان سے کہا کہ ابو کبشہ کے بیٹے کا معاملہ تو بڑھ گیا یہ بنو الاصفر کا بادشاہ اس سے ڈر رہا ہے۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ میں برابر کفر کی وجہ سے ذلیل رہا اور یہ یقین کرنے والا تھا کہ آپ کا معاملہ غالب آ کر رہے گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کو داخل کر لیا جب کہ میں اس سے قبل کراہت کرنے والا تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فتح مکہ کے موقعہ پر جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو اپنی جانوں کے خوف سے ان لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ پھر اکراہ زائل ہو گیا۔ زبردستی نہ رہی اور ان کا اسلام اچھا ہو گیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ ابوسفیان فتح مکہ کے موقعہ پر مسلمان ہوئے اور مؤلفة القلوب میں سے تھے۔اس سے قبل وہ مشرکین کے سردار تھے احد میں اور احزاب کی لڑائیوں میں وزیر جنگ کی حیثیت سے کام کیا۔اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اسلام ان کے دل میں داخل کیا اور ان کی کراہت اسلام زائل ہوگئی۔قد حسن اسلامه اطاب قلبه به۔

حدیث (۲۷۳۴) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الخ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍؓ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَوْمَ خَيْبَرَ لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يَفْتَحُ اللهُ عَلٰى يَدَيْهِ فَقَامُوْا يَرْجُوْنَ لِذٰلِكَ اَيُّهُمْ يُعْطٰى فَغَدَوْا كُلُّهُمْ يَرْجُوْا اَنْ يُّعْطٰى فَقَالَ اَيْنَ عَلِيٌّ فَقِيْلَ يَشْتَكِيْ عَيْنَيْهِ فَاَمَرَ فَدُعِيَ لَهٗ فَبَصَقَ فِيْ عَيْنَيْهِ فَبَرَأَ مَكَانَهٗ حَتّٰى كَاَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ بِهٖ شَيْءٌ فَقَالَ نُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا فَقَالَ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ وَاَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ فَوَاللهِ لَاَنْ يُّهْدٰى بِكَ رَجُلٌ وَّاحِدٌ خَيْرٌ لَّكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ۔

ترجمہ۔حضرت سہل بن سعدؓ سے مروی ہے انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ وہ خیبر کی لڑائی کے موقعہ پر فرما رہے تھے کہ میں جھنڈا ایسے آدمی کو دوں گا جس کے ہاتھوں پر فتح نصیب ہوگی۔پس صحابہ کرامؓ کھڑے ہوگئے اسکی امید کرنے لگے کہ دیکھیں جھنڈا کس کو ملتا ہے۔ پس جب دوسرے دن صبح ہوئی اور یہ سب امید کر رہے تھے کہ جھنڈا اسے ملے گا کہ آپؐ نے پوچھا حضرت علیؓ کہاں ہیں کہا گیا کہ ان کی تو دونوں آنکھیں دکھتی ہیں۔بہر حال آپؐ نے حکم دیا ان کو بلایا گیا آپؐ نے ان کی آنکھوں میں لب مبارک لگائی تو وہ جگہ ٹھیک ہوگئی جہاں شکایت تھی یہاں تک کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آنکھوں میں کوئی تکلیف ہی نہیں تھی حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ہم لوگ اسوقت تک لڑتے رہیں گے جب تک کہ ہماری طرح مسلمان ہو جائیں آپؐ نے فرمایا ٹھہرو۔یہاں تک کہ جب آپ ان کے میدان میں اتریں تو ان کو اسلام کی دعوت دیں اور جو ان پر امور واجب ہیں ان کی ان کو خبر دیں۔پس اللہ کی قسم! اگر ایک آدمی بھی تمہاری وجہ سے ہدایت پا جائے تو یہ سرخ جانوروں سے تمہارے لئے بہتر ہوگا۔

حدیث (۲۷۳۵) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ سَمِعْتُ اَنَسًاؓ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا غَزَا قَوْمًا لَمْ يَغْزُ حَتّٰى يُصْبِحَ فَاِنْ سَمِعَ اِذَانًا اَمْسَكَ وَاِنْ لَّمْ يَسْمَعْ اِذَانًا اَغَارَ بَعْدَ مَا يُصْبِحُ فَنَزَلْنَا خَيْبَرَ لَيْلًا۔

ترجمہ۔حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم پر جہاد کرتے تھے تو اس وقت تک لوٹ مار نہ کرتے جب تک صبح نہ ہو جاتی۔پس اگر اذان کی آواز سنتے تو رک جاتے اور اگر اذان نہ سنتے تو صبح کرنے کے بعد لوٹ مار شروع کر دیتے پس ہم خیبر میں رات کے وقت پہنچے۔

حدیث (۲۷۳۶) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ الخ عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ اِلٰى خَيْبَرَ فَجَآءَهَا لَيْلًا وَّكَانَ اِذَا جَآءَ قَوْمًا بِلَيْلٍ لَا يُغِيْرُ عَلَيْهِمْ حَتّٰى يُصْبِحَ فَلَمَّا اَصْبَحَ خَرَجَتْ يَهُوْدُ بِمَسَاحِيْهِمْ وَمَكَاتِلِهِمْ فَلَمَّا رَاَوْهُ قَالُوْا مُحَمَّدٌ وَاللهِ مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيْسُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللهُ اَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ۔

ترجمہ۔حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی طرف تشریف لے گئے تو وہاں رات کے وقت پہنچے اور آپ کی

عادت تھی جب رات کے وقت کسی قوم کے پاس آتے تو اس وقت لوٹ مار نہیں کرتے تھے۔ یہاں تک کہ صبح کر لیتے۔ جب صبح ہوئی تو خیبر کے یہو دی اپنے پھاوڑے اور اپنی زنبیل لے کر نکلے۔ پس جب انہوں نے آپ کو دیکھا تو کہنے لگے محمدؐ ہے۔ اللہ کی قسم محمدؐ ہے۔ اور ان کا لشکر ہے تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ اور فرمایا کہ خیبر ویران ہو گیا۔ آیت کا ترجمہ بیشک جب ہم کسی قوم کے میدان میں پہنچتے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہوتی ہے۔

حدیث(۲۷۳۷) حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَان الخ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّىْ نَفْسَهٗ وَمَا لَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَى اللهِ رَوَاهُ عُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس وقت تک لوگوں سے جہاد کروں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں پس جب کسی نے لا الہ الا اللہ کہا تو اس نے میری طرف سے جان اور مال کو محفوظ کر لیا۔ مگر حق اسلام کی وجہ سے اور اس کے حساب کا اللہ تعالیٰ ذمہ دار ہے۔ اس روایت کو حضرت عمر ابن عمرؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ فان سمع اذاامسک ظاہر ہے کہ یہ قتال سے پہلے اسلام کی طرف دعوت دینا ہے۔ فرق صرف اتنا ہوگا کہ اب داعی انہیں میں سے ایک آدمی ہوا۔ تو اب روایت کا باب میں لانا صحیح ہو گیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ چنانچہ علامہ عینیؒ بھی یہی فرما رہے ہیں کہ ترجمہ کی مطابقت اذاسمع اذانا سے لی جائے گی۔ کیونکہ ترجمہ ہے دعاء الاسلام قبل القتال۔ اور اذان لوگوں کے حال کو بیان کرنے والی ہے۔ لیکن حافظؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بغیر دعوت اسلام کے قتال جائز ہے۔ تو پھر دونوں روایتوں میں جمع کی یہ صورت ہوگی کہ دعوت مستحب ہے۔ شرط نہیں ہے۔ اور اس روایت میں حکم اسلام بالدلیل ہے۔ اور کیونکہ محض اذان سننے سے جہاد سے ہاتھ روک لیا۔ اور قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ جب کسی قوم کا حال معلوم نہ ہو سکے کہ آیا ان کو دعوت اسلام پہنچی ہے یا نہیں تو صبح تک انتظار کرے۔ اگر اذان سنائی دے تو رک جائے ورنہ حملہ کر دے۔ لیکن ان سب توجیہات سے بلا تکلف روایت کا اس باب میں لانا واضح نہیں ہوتا۔ قطب گنگوہیؒ کی توجیہ سب سے فائق ہے۔ کیونکہ بلا تکلف حدیث ترجمہ کے مطابق ہو جاتی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ فنزلنا خیبر لیلا اس روایت کے باب میں لانے سے اشارہ ہو گیا کہ جب ایک مرتبہ کسی قوم کو دعوت اسلام پہنچ جائے تو اس کا اعادہ ضروری نہیں ہے۔ البتہ تجدید دعوت مستحسن ہے لیکن وہ بھی اس شخص کے لئے جو کسی قوم پر لوٹ مار کرنا چاہتا ہو۔ ضروری نہیں ہے کیونکہ اگر دعوت کو مقدم کرے گا تو مقصد فوت ہو جائے گا بنا بریں دعوت ضروری نہ ہوئی تو اب ترجمہ میں جو دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی القتال ہے اس کا معنی یہ ہوگا کہ اس میں بیان ہوا کہ دعوت کا حکم کیسے ہے۔ آیا واجب ہے یا مستحب ہے تو ان مختلف روایات کو باب میں لا کر بتلا دیا۔ کہ جب دعوت بالکل نہ پہنچی ہو تو قتال سے قبل دعوت واجب ہے۔ اور جب ایک مرتبہ دعوت پہنچ چکی ہو لیکن مسلمانوں کے آنے کی خبر نہ پہنچی ہو تو اس صورت میں دعوت سے قبل قتال میں کوئی حرج نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ اس مسئلہ میں تین مذاہب ہیں۔ امام مالکؒ تو فرماتے ہیں کہ انذار یعنی دعوت اسلام قبل قتال واجب ہے مطلقا خواہ قبل ازیں دعوت پہنچی ہو یا نہ پہنچی ہو۔ دوسرا مسلک یہ ہے کہ سرے سے واجب نہیں ہے یہ تو باطل ہے۔ اور تیسرا مسلک جمہور کا ہے کہ اگر دعوت

نہیں پہنچی تو واجب ہے اگر پہنچ چکی ہے تو دوبارہ دعوت دینا مستحب ہے۔ صحیح مسلک یہی ہے۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ ٹھیک ہے دعوت اسلام عام ہو چکی ہے لیکن جائز ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہوں جن تک تا حال دعوت نہیں پہنچ سکی۔ خلف الروم وخلف الترک ایسے لوگ ہیں جو اس دعوت سے محروم ہیں تو ان سے قبل الدعوت قتال جائز نہیں ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ و شیخ زکریاؒ ۔ امرت ان اقاتل الناس الخ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں یہ حکم ان بت پرستوں کے لئے ہے جو توحید کے قائل نہیں۔ اذاقیل لهم لااله الا الله یستکبرون کہ جب ان سے لا الہ الا اللہ کہا جاتا ہے تو اکڑتے ہیں۔ ان کو توحید کی دعوت دی جائے اور دوسرے اہل کفر جو توحید کے تو قائل ہیں لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے قائل نہیں ہیں ان کے بارے میں آپ کا ارشاد ہے امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوالا اله الا الله ویشهد ون ان محمد ارسول الله تو جس چیز کے یہ لوگ منکر ان سے ان کا اقرار کرانے پر قتال جاری رہے گا تو احادیث کو ان معانی پر محمول کیا جائے گا۔ کرمانیؒ اور قسطلانیؒ مناسبت بیان کرنے سے خاموش رہے ہیں۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ حمر النعم سے مراد سرخ اونٹ ہیں جو اہل عرب کے نزدیک عمدہ مال شمار ہوتا تھا۔ انانزلنابساحة قوم یہ آیت کریمہ آپؐ نے بطور نیک فالی کے تلاوت فرمائی اور اہل خیبر کا آلات زرع لے کر نکلنا ان کی ذلت کی دلیل تھی۔

بَابُ مَنْ اَرَادَ غَزْوَةً فَوَرّٰی بِغَيْرِهَا وَمَنْ اَحَبَّ الْخُرُوْجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو ارادہ تو کسی جہاد و قتال کا کرے اور اشارہ کنایہ کسی دوسرے کا کرے اور جو شخص خمیس کے دن جہاد میں نکلنا پسند کرتا ہے۔

حدیث (۲۷۳۸) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ الخ اَنَّ عَبْدَاللهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍؓ وَّكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ تَخَلَّفَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ غَزْوَةً اِلَّا وَرّٰی بِغَيْرِهَا حَتّٰى كَانَتْ غَزْوَةُ تَبُوْكَ فَغَزَاهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَرٍّ شَدِيْدٍ وَاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيْدًا وَمَفَازًا وَّاسْتَقْبَلَ غَزْوَ عَدُوٍّ فَجَلّٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ اَمْرَهُمْ لِيَتَاَهَّبُوْا اُهْبَةَ عَدُوِّهِمْ فَاَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِ الَّذِيْ يُرِيْدُ وَعَنْ يُوْنُسَ بِسَنَدٍ اٰخَرَ اَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍؓ كَانَ يَقُوْلُ لَقَلَّمَا كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ اِذَا خَرَجَ فِيْ سَفَرٍ اِلَّا يَوْمَ الْخَمِيْسِ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن کعب بن مالکؓ جو حضرت کعب کے بیٹوں سے یہی ان کو کھینچ کر لے جانے والے تھے وہ فرماتے ہیں کہ جب میرے باپ غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تو میں نے ان سے سنا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی جب بھی کسی جہاد کا ارادہ فرماتے تھے۔ تو اس مقام کے علاوہ کسی اور مقام کے جہاد کا اشارہ اور کنایہ یعنی توریہ کرتے تھے یہاں تک کہ غزوہ تبوک کا وقت آ گیا۔ تو آپؐ نے یہ جہاد سخت گرمی میں کیا اور سفر دور کا سامنا تھا اور جنگلات بھی آگے تھے اور بہت بھاری تعداد باقاعدہ مسلح فوج کا سامنا تھا۔ اس لئے آپؐ نے مسلمانوں کے لئے ان کا معاملہ بالکل واضح کر دیا۔ تاکہ وہ بھی اپنے دشمن کی طرح خوب تیاری کر لیں۔ اور اس طرف کی بھی ان کو خبر دی جہاں کا ارادہ فرما رہے تھے۔ نیز! یونس والی سند سے بیان کیا کہ کعب بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ اکثر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں روانہ ہوتے تو خمیس کے دن ہی روانہ ہوتے۔

حدیث (۲۷۳۹) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَكَانَ يُحِبُّ اَنْ يَّخْرُجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ.

ترجمہ۔ حضرت کعب بن مالکؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں خمیس کے دن روانہ ہوئے اور آپ خمیس کے دن ہی سفر پر روانہ ہونا پسند کرتے تھے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ یوم الخمیس سے لازم نہیں آتا کہ آپؐ نے اس پر مواظبت فرمائی بلکہ یوم السبت یعنی ہفتہ کے دن بھی آپ کی روانگی ثابت ہے۔ اور ممکن ہے کوئی مانع پیش آ جائے۔ تو یقیناً یوم الخمیس کو چھوڑنا پڑے گا۔

بَابُ الْخُرُوْجِ بَعْدَ الظُّهْرِ

ترجمہ۔ ظہر کی نماز کے بعد روانہ ہونا

حديث (۲۷۴۰) حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ الخ عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِالْمَدِيْنَةِ الظُّهْرَ اَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ وَسَمِعْتُهُمْ يَصْرِخُوْنَ بِهِمَا جَمِيْعًا.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں ظہر کی چار رکعت نماز پڑھی۔ اور ذی الحلیفہ میں عصر کی دو رکعت پڑھی۔ اور میں نے ان لوگوں کو سنا کہ حج اور عمرہ دونوں کا اونچی آواز سے تلبیہ پڑھتے تھے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ خروج بعد الظهر سے بتلاتا ہے کہ حدیث میں جو وارد ہے کہ بورك لامتى في بكورها کہ میری امت میں سویرے سویرے کام کرنے میں برکت ہے۔ تو یہ غیر وقت میں تصرفات کرنے سے مانع نہیں ہے۔ باقی بکور کی تخصیص اسلئے کہ وہ نشاط اور خوشی کا وقت ہوتا ہے۔ اس لئے اس وقت کام کرنے میں برکت نازل ہوتی ہے۔

بَابُ الْخُرُوْجِ اٰخِرَ الشَّهْرِ

ترجمہ۔ مہینہ کے آخر میں سفر اختیار کرنا

وَقَالَ كُرَيْبٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اِنْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ لِخَمْسٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَقَدِمَ مَكَّةَ لِاَرْبَعِ لَيَالٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے اس وقت روانہ ہوئے جب ذی قعدہ سے پانچ دن باقی رہتے تھے اور مکہ میں اس وقت پہنچے جب کہ ذی الحجہ کی چار راتیں گذر چکی تھیں۔

حديث (۲۷۴۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ الخ اَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَؓ تَقُوْلُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَمْسِ لَيَالٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَلَا نُرٰى اِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ اِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ اَنْ يَّحِلَّ قَالَتْ عَائِشَةُؓ فَدَخَلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَاهٰذَا فَقَالَ نَحَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَزْوَاجِهٖ قَالَ يَحْيٰى فَذَكَرْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ لِلْقَاسِمِ بْنِ

مُحَمَّدٍ فَقَالَ اَتَتْکَ وَاللّٰهِ بِالْحَدِیْثِ عَلٰی وَجْهِهٖ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اس وقت روانہ ہوئے جب کہ ذی قعدہ سے صرف پانچ راتیں باقی تھیں۔اور ہمارا گمان حج کے سوا اور کسی عبادت کا نہیں تھا۔پس جب ہم لوگ مکہ کے قریب پہنچے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو حکم دیا جن کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں تھا کہ جب وہ بیت اللہ کے طواف اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑ لگانے سے فارغ ہو جائیں تو وہ احرام کھول دیں۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہمارے پاس سے گائے کا گوشت لیکر کوئی شخص گذرا تو میں نے پوچھا یہ کیا ہے اس نے جواب دیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیگمات مطہرہ کی طرف سے قربانی کی ہے۔یحییٰ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث قاسم بن محمد کے سامنے ذکر کی تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ نے خدا کی قسم! یہ حدیث تمہیں پوری طور پر بیان کی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ لانری الاالحج اس کی تین توجیہات ہیں۔یہ ان کا اپنا گمان تھا۔دوسری کو بھی اپنے اوپر قیاس کیا۔یا حج کے لغوی معنی مراد ہیں۔ بیت اللہ کا قصد کرنا یا اکثریت کے حال کو بیان کرنا مقصود ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حج کے لغوی معنی جب قصد بیت اللہ کے ہوئے تو جو عمرہ کی نیت سے جائے وہ بھی حاج ہے۔کیونکہ اس حج کے معنی قصد کرنے کے ہیں تو اب معنی ہوں گے کہ لانری سفرنا الاالحج البیت کہ ہمارے سفر کا مقصد حج بیت اللہ تھا اس کی دلیل حضرت عائشہؓ کا قول ہے کہ منا من اهل بالحج ومنا من اهل بالعمرة کہ ہم میں سے بعض نے حج کا احرام باندھا تھا۔اور بعض نے عمرہ کا۔اور علامہ سندھیؒ نے لانری الاالحج کے متعلق شرح بخاری میں لکھا ہے کہ خروج سے ہمارا مقصود اصلی حج ہی تھا جس نے عمرہ کیا وہ اس کے تابع تھا۔خلاصہ یہ کہ اول الامر میں تو یہ لوگ حج کا احرام باندھنے والے تھے۔لیکن آخر عمرہ کے افعال ادا کر کے حلال ہو گئے۔پھر ایام حج میں حج کا احرام باندھا۔ابن قیم فرماتے ہیں کہ تعجب ہے کہ متمتع کا خروج غیر الحج کے لئے کیسے ہو گیا۔بلکہ وہ بھی حج کے لئے نکلا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ اہل جاہلیت کوشش کرتے تھے کہ ان کے اعمال اوائل ماہ میں سرانجام پائیں اور جب چاند نی راتیں نہ ہوں تو تصرفات کو مکروہ سمجھتے تھے۔تو ان پر رد کرنے کے لئے یہ باب باندھا ہے۔

گیارہواں پارہ تمام ہوا۔اب بارہواں پارہ شروع ہوتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بارھواں پارہ

بَابُ الْخُرُوْجِ فِیْ رَمَضَانَ

ترجمہ۔ رمضان شریف میں سفر اختیار کرنا

حدیث (۲۷۴۲) حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰی بَلَغَ الْكَدِيْدَ اَفْطَرَ قَالَ سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِیُّ اَخْبَرَنِیْ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا قَوْلُ الزُّهْرِیِّ وَاِنَّمَا يُؤْخَذُ بِالْاٰخِرِ مِنْ فِعْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک میں سفر اختیا. فرمایا تو روزہ رکھا۔ یہاں تک کہ جب کدید تک پہنچے تو روزہ توڑ دیا۔ سفیانؒ فرماتے ہیں امام زہریؒ نے فرمایا کہ مجھے عبید اللہ نے حضرت ابن عباسؓ سے خبر سنائی اور حدیث کو چلا یا۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ یہ امام زہریؒ کا مسلک ہے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال میں سے آخری فعل کو لیا جاتا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ ھذاقول الزھری سے آنیوالے قول انما یوخذ کی طرف اشارہ ہے۔ مقصد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری فعل افطار تھا۔ تو یہ سفر میں جواز صوم کے لئے ناسخ ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ قطب گنگوہیؒ نے جو فائدہ بیان فرمایا ہے وہی ٹھیک اور متعین ہے۔ کرمانیؒ ۔ عینیؒ اور قسطلانیؒ اس کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ امام زہریؒ کے نزدیک رمضان شریف میں سفر کو شروع کرنا افطار کو مباح نہیں کرتا۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل کو لیا جائے گا۔ یعنی افطار آخری فعل کو لیا جائیگا۔ یعنی افطار آخری فعل جو از صوم فی السفر کے لئے ناسخ ہوگا۔ لیکن یہ صحیح نہیں۔ اس لئے کہ امام زہریؒ کا مسلک صحیح یہ ہے کہ صوم فی السفر منسوخ ہے۔

بَابُ التَّوْدِيْعِ عِنْدَ السَّفَرِ

ترجمہ۔ سفر کے وقت الوداع کرنا

حدیث (۲۷۴۳) وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ اَنَّهٗ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْثٍ وَقَالَ لَنَا اِنْ لَقِيْتُمْ فُلَانًا وَّفُلَانًا لِرَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ سَمَّاهُمَا فَحَرِّقُوْهُمَا بِالنَّارِ قَالَ ثُمَّ اَتَيْنَا نُوَدِّعُهٗ حِيْنَ اَرَدْنَا الْخُرُوْجَ فَقَالَ اِنِّیْ كُنْتُ اَمَرْتُكُمْ اَنْ تُحَرِّقُوْا فُلَانًا وَّفُلَانًا بِالنَّارِ وَاِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَا اِلَّا اللّٰهُ فَاِنْ اَخَذْتُمُوْهُمَا فَاقْتُلُوْهُمَا۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہم پر ہمیں ایک فوجی دستہ کے ساتھ بھیجا اور ہمیں فرمایا کہ تمہارا مقابلہ قریش کے فلاں فلاں دو آدمیوں سے ہو جائے۔ جن دونوں کا آپؐ نے نام لیا تو ان کو آگ کے ساتھ جلا دینا تو ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم جب الوداع کہنے کے لئے آپ کی خدمت حاضر ہوئے۔ جب کہ ہم نے سفر شروع کرنے کا ارادہ کیا تو آپؐ نے فرمایا میں نے تم کو حکم دیا تھا کہ فلاں فلاں آدمی کو آگ سے جلا دینا لیکن آگ کا عذاب صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ پس اگر تم ان دونوں کو گرفتار کر لو تو ان کو قتل کر دینا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ انی کنت امرتکم الخ اس سے قبل از عمل نسخ کا ہونا معلوم ہوا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ یہ مسئلہ مشہور اختلافی ہے۔ ہمارے جمہور علماء کے نزدیک نسخ کی شرط یہ ہے۔ عقد قلب (اعتقاد) کی قدرت ہو۔ فعل کی قدرت ضروری نہیں۔ معتزلہ کے نزدیک نسخ کے لئے ضروری ہے کام کرنے کی قدرت کا زمانہ مل جائے یہاں تک کہ وہ نسخ کو قبول کرے۔ ہمارا مستدل وہ حدیث معراج ہے کہ اس میں پچاس نمازوں کا حکم ہوا۔ عمل کی نوبت آنے سے پہلے پانچ تک باقی رہ گئیں۔ دیکھئے عمل سے پہلے نسخ واقع ہو گیا۔ فعل کی نہ آپ کو اور نہ ہی امت کو نوبت آئی۔ البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے محض اعتقاد کی قدرت حاصل ہوئی۔ چونکہ آپ امام امت ہیں۔ اس لئے آپ کا اعتقاد امت کے اعتقاد سے کفایت کر گیا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ تودیع مسافر اور مقیم دونوں کے لئے عام ہے۔ کہ مسافر مقیم کو یا مقیم مسافر کو الوداع کرے حدیث باب سے پہلا حکم ثابت ہوتا ہے کہ مسافر نے مقیم کو الوداع کہا اور اسی سے دوسرا حکم بھی لیا جائے گا کہ مقیم مسافر کو الوداع کہے۔

بَابُ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِلْاِمَامِ مَالَمْ يَأْمُرْ بِمَعْصِيَتِهٖ

ترجمہ۔ مسلمان حاکم وقت کی بات سنی جائے اور اس کا کہنا مانا جائے جب تک کہ وہ کسی گناہ کا حکم نہ دے۔

حدیث (۲۷۴۳) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ حَقٌّ مَالَمْ يُؤْمَرْ بِالْمَعْصِيَةِ فَاِذَآ اُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَاسَمْعَ وَلَاطَاعَةَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ امام کی بات سننا اور اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ جب تک کہ کسی گناہ کا حکم نہ دیا جائے۔ پس جب کسی گناہ کا حکم دیا جائے تو پھر نہ بات سننی ہے۔ اور نہ ہی اس پر عمل کرنا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ لاسمع ولاطاعة میں حقیقت شرعیہ کی نفی ہے۔ وجودیہ کی نہیں ہے۔

بَابُ يُقَاتَلُ مِنْ وَّرَآءِ الْاِمَامِ وَيُتَّقٰى بِهٖ

ترجمہ۔ امام اور حاکم کے بل بوتے پر جنگ لڑی جاتی ہے اور اسکے ساتھ پناہ پکڑ کر بچاؤ کیا جاتا ہے

حدیث (۲۷۴۵) حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ الخ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَؓ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ وَبِهٰذَا الْاِسْنَادِ مَنْ اَطَاعَنِيْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمَنْ يُّطِعِ الْاَمِيْرَ فَقَدْ اَطَاعَنِيْ وَمَنْ يَّعْصِ الْاَمِيْرَ فَقَدْ عَصَانِيْ وَاِنَّمَا الْاِمَامُ جُنَّةٌ يُّقَاتَلُ مِنْ وَّرَآئِهٖ وَيُتَّقٰى بِهٖ فَاِنْ اَمَرَ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَعَدَلَ فَاِنَّ لَهٗ بِذَالِكَ اَجْرًا وَاِنْ قَالَ بِغَيْرِهٖ فَاِنَّ عَلَيْهِ وِزْرًا.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ ہم لوگ وجود کے اعتبار سے آخری ہیں۔ لیکن انعامات حاصل کرنے میں سب سے آگے بڑھنے والے ہیں۔ اسی سند کے ساتھ فرمایا کہ جس نے میرا کہنا مانا اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ اور جس نے میری نافرمانی کی تو بے شک اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ اور جس نے امیر کی اطاعت کی تو بے شک اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی تو تحقیق اس نے میری نافرمانی کی۔ اور بے شک امام اور حاکم تو ایک ڈھال ہے جس کی اوٹ میں لڑائی لڑی جاتی ہے اور اس سے بچاؤ حاصل کیا جاتا ہے۔ پس اگر وہ اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کا حکم دیتا ہے اور عدل وانصاف کرتا ہے تو یقیناً اس کی وجہ سے اس کو بڑا ثواب حاصل ہوگا۔ اگر اس نے تقویٰ کے علاوہ کسی اور چیز کا حکم دیا تو بے شک اس پر اس کی وجہ سے وبال ہوگا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ الامام جنة تشبیہ کا مقصد یہ ہے کہ امام اور حاکم کے ساتھ مل کر جہاد کیا جائے یہ نہیں کہ اس کے بغیر قتال ہو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ شیخ گنگوہیؒ کی غرض واضح ہے کہ تشبیہ سے یہ مقصود نہیں کہ امام آگے ہو اور قوم پیچھے ہو۔ قسطلانیؒ فرماتے ہیں جنة سے مراد سترہ اور بچاؤ ہے۔ کہ وہ دشمن کو مسلمانوں کی ایذا رسانی سے بچائے۔ وراء بمعنی امام کے ہے کہ مقاتلہ امام سے مدافعہ کے لئے ہو۔ خواہ امام پیچھے کیوں نہ ہو۔ یتقی به کا مطلب یہ ہے کہ ہر سپاہی یہ اعتقاد رکھے کہ وہ امام کو نہیں بچاتا رہا۔ بلکہ خود اس کی بدولت بچ رہا ہے۔ تو اس سے اشارہ ہوا کہ کوئی جہت متعین نہیں ہے۔ جس طرف بھی ہو اسی جذبہ کا اظہار کرے۔ امام اس کا ملجا اور ماویٰ ہے اور امام سے مراد ہر وہ شخص ہے جو لوگوں کے معاملات کا منتظم ہو۔ جس کے امر ونہی اور تدبیر فی القتال کا اتباع کیا جائے۔ اور امام اس کے آگے جہاں بھی ہو۔

بَابُ الْبَيْعَةِ فِي الْحَرْبِ اَنْ لَّا يَفِرُّوْا

ترجمہ۔ لڑائی میں اس بات پر بیعت لی جائے کہ وہ لوگ فرار نہیں کریں گے۔

وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَلَى الْمَوْتِ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

ترجمہ۔ اور بعض نے کہا کہ موت پر بیعت لی جائے بوجہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے۔ ترجمہ کہ تحقیق اللہ تعالیٰ ان مؤمنین سے راضی ہوگیا جنہوں نے آپؐ کے ہاتھ پر درخت کے نیچے بیعت کی۔

حدیث(۲۷۴۶)حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الخ قَالَ ابْنُ عُمَرؓ رَجَعْنَا مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَلَمَّا اجْتَمَعَ مِنَّا اِثْنَانِ عَلَى الشَّجَرَةِ الَّتِيْ بَايَعْنَا تَحْتَهَا كَانَتْ رَحْمَةً مِّنَ اللّٰهِ فَسَاَلْتُ نَافِعًا عَلٰى اَيِّ شَيْءٍ بَايَعَهُمْ عَلَى الْمَوْتِ فَقَالَ لَا بَايَعَهُمْ عَلَى الصَّبْرِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آئندہ سال جب ہم واپس آئے تو ہم میں سے کوئی دو آدمی اس درخت کے نیچے جمع نہ ہو سکے۔ جس کے نیچے ہم نے بیعت کی تھی۔ (یعنی اس درخت کا مکان چھپا دیا گیا) حقیقت یہ ہے کہ اس درخت کا چھپ جانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت تھا۔ تاکہ لوگ اس کی تعظیم کرتے کرتے عبادت نہ شروع کردیں۔ میں نے حضرت نافع سے پوچھا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کس چیز پر بیعت لی تھی۔ آیا موت پر تو انہوں نے فرمایا نہیں بلکہ صبر پر بیعت یعنی ثابت قدم رہنے پر بیعت کی تھی۔

حدیث(۲۷۴۷)حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ لَمَّا كَانَ زَمَنُ الْحَرَّةِ اَتَاهُ اٰتٍ فَقَالَ لَهٗ اِنَّ ابْنَ حَنْظَلَةَ يُبَايِعُ النَّاسَ عَلَى الْمَوْتِ فَقَالَ لَا اُبَايِعُ عَلٰى هٰذَا اَحَدًا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ جب حرہ کی لڑائی کا زمانہ آیا تو ان کے پاس ایک آنے والے نے آ کر کہا کہ شان یہ ہے کہ ابن حنظلہؓ لوگوں سے موت پر بیعت لے رہے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ میں تو کسی کے ہاتھ پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد موت پر بیعت نہیں کروں گا۔

حدیث (۲۷۴۸) حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الخ عَنْ سَلَمَةَؓ قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عَدَلْتُ اِلٰى ظِلِّ الشَّجَرَةِ فَلَمَّا خَفَّ النَّاسُ قَالَ يَا ابْنَ الْاَكْوَعِ اَلَاتُبَايِعُ قَالَ قُلْتُ قَدْ بَايَعْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاَيْضًا فَبَايَعْتُهُ الثَّانِيَةَ فَقُلْتُ يَا اَبَا مُسْلِمٍ عَلٰى اَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تُبَايِعُوْنَ يَوْمَئِذٍ قَالَ عَلَى الْمَوْتِ.

ترجمہ۔ حضرت سلمہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی پھر میں درخت کے سائے کی طرف ہٹ کر بیٹھ گیا۔ جب لوگوں کی چھانٹی ہوگئی تو آپؐ نے فرمایا اے ابن الاکوعؓ تم بیعت نہیں کرتے۔ میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول! میں تو بیعت کر چکا۔ آپؐ نے فرمایا پھر بھی! تو میں نے دوسری مرتبہ بیعت کی میں نے ان سے کہا اے ابومسلم اس دن تم کس چیز پر بیعت کرتے تھے۔ فرمایا موت پر۔

حدیث (۲۷۴۹) حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الخ سَمِعْتُ اَنَسًاؓ يَقُوْلُ كَانَتِ الْاَنْصَارُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ تَقُوْلُ

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا اَبَدًا

فَاَجَابَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ

لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةَ فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةِ

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ خندق کی لڑائی میں انصار حضرات کہتے تھے ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے جہاد پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ جب تک ہم زندہ رہیں گے ہمیشہ کے لئے۔

حدیث (۲۷۵۰) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الخ عَنْ مُجَاشِعٍؓ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَاَخِيْ فَقُلْتُ بَايِعْنَا عَلَى الْهِجْرَةِ فَقَالَ مَضَتِ الْهِجْرَةُ لِاَهْلِهَا فَقُلْتُ عَلٰى مَاتُبَايِعُنَا قَالَ عَلَى الْاِسْلَامِ وَالْجِهَادِ.

ترجمہ۔ حضرت مجاشعؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بھتیجے کو لے کر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے کہا کہ ہم ہجرت پر بیعت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ ہجرت تو ہجرت کرنے والوں کے ساتھ گذر گئی۔ تو میں نے عرض کی پھر آپؐ ہم سے کس چیز پر بیعت لیں گے آپؐ نے فرمایا اسلام اور جہاد پر۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لاابایع علی هذا کیونکہ نبی میں تو غلطی کا احتمال نہیں ہوتا غیر نبی معصوم نہیں ہے جب امیر کی غلطی مجھ پر واضح ہو جائے تو یا تو اس کو میں چھوڑ دوں گا۔ اب خلاف حق پر موت لازم آئے گی یا ترک بیعت پر۔ اس لئے بیعت کا چھوڑ دینا آسان ہے۔ خلاف حق پر رہنے سے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ لاابایع علی هذا چونکہ اس حدیث میں صراحت نہیں ہے کہ کس چیز پر بیعت کی اس لئے مصنفؒ حضرت سلمہ بن الاکوعؓ کی دوسری حدیث لائے جس میں تصریح ہے کہ یہ بیعت علی الموت تھی۔ علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں نبی اور غیر نبی میں فرق یہ ہے۔ کہ نبی پر جان قربان کرنا تو ہر مسلمان پر فرض ہے۔ لیکن غیر نبی کی حفاظت کے لئے جان دینا فرض نہیں ہے۔ بلکہ ایسا کرنے میں اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ بنا بریں ابن منیرؒ فرماتے ہیں کہ اگر دو آدمی بھوکے ہوں ایک کے پاس ایک آدمی کی غذا موجود ہو تو وہ دوسرے کو اپنے نفس پر

ترجیح نہ دے اس میں علماء کا اختلاف نہیں ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فبايعت الثانية دوبارہ بیعت اسلئے لی گئی تا کہ بہادر لوگوں میں بیعت کی شدت دشمن کے لئے ہیبت ناک ثابت ہو کیونکہ بہادر آدمی ہمیشہ لڑائیوں میں آگے آگے رہنے والا جب مرتے دم تک نہ بھاگنے پر بیعت کرے گا تو مصیبت کے وقت اس کا ثابت قدم رہنا زیادہ ظاہر ہوگا۔ اور اس کے ثابت قدم رہنے اور اپنے آپ کو ہلاکت کے لئے پیش کرنے میں دشمنوں کی ہلاکت واضح ہے۔ لہذا تکرار بیعت مفید ثابت ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ابن المنیرؒ تو فرماتے ہیں کہ تکرار بیعت کی حکمت یہ تھی۔ کہ سلمہ بن الاکوعؓ مقدام فی الحروب تھے۔ یعنی لڑائیوں میں آگے آگے رہنے والے۔ تو احتیاطاً عقد بیعت کی تاکید کی گئی لیکن حافظؒ نے یہ توجیہ بیان کی ہے کہ حضرت سلمہ بن الاکوعؓ شہسوار اور پیادہ دونوں طرح کی لڑائی میں ماہر تھے۔ تو دونوں صفتوں کے اعتبار سے ان سے بیعت لی گئی۔ تو تعدد صفت تعدد بیعت کا باعث بنی۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ تاکید بیعت ان کی شجاعت اور ثابت قدمی میں مشہور ہونے کی وجہ سے کی گئی۔ لیکن قطب گنگوہیؒ نے جو توجیہ بیان فرمائی ہے وہ بہت بہتر ہے۔ آخر میں جاننا چاہیئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی طرح کی بیعت ثابت ہے۔ بیعت الاسلام بیعت الجهاد۔ بیعت الثبات یہ سب احادیث باب سے واضح ہیں لیکن بیعت سلوک والثبات علی الدین یہ بیعت بھی فتح مکہ کے بعد مدینہ منورہ میں واقع ہوئی جب کہ مؤمنات مہاجرات سے بیعت لی گئی جس کا ذکر سورۂ ممتحنہ میں ہے جس کو آپؐ نے بیعت کے بعد تلاوت فرمایا تو یہ بیعت النساء مشائخ کا ماخذ بیعت السلوك ہے۔ امام بخاریؒ نے کتاب الحدود میں حضرت عبادہؓ کی حدیث میں بیعت النساء کو جو زجر عن الفواحش پر مشتمل ہے بیان فرمایا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ امام بخاریؒ نے لقد رضی اللہ الخ آیت قرآنی سے استدلال کیا ہے کہ ان لوگوں نے بیعت علی الصبر کی تھی فانزل الله عليهم السكينة بھی اس پر دال ہے۔

كانت رحمة من الله حافظؒ فرماتے ہیں کہ ایک احتمال یہ بھی ہے کہ وہ درخت خود اللہ کی طرف سے ایک رحمت تھا مگر فتنہ کے خوف سے اسے مخفی کر دیا گیا۔

زمن الحرة یہ ایک لڑائی ہے جو یزید بن معاویہؓ کی طرف سے ۶۳ھ میں مدینہ والوں سے لڑی گئی۔ ابن حنظله سے مراد حضرت عبداللہ بن حنظله غسیل ملائکه ہیں جنہوں نے یزید بن معاویہؓ کی بیعت ترک کر کے عبداللہ بن الزبیرؓ کی بیعت کر لی تھی جس پر مسلم بن عتبہ کی قیادت میں اہل مدینہ سے جنگ ہوئی جس میں ہزار ہا مرد عورتیں اور بچے مارے گئے۔

بَابُ عَزْمِ الْإِمَامِ عَلَى النَّاسِ فِيمَا يُطِيقُونَ

ترجمہ۔ امام اور حاکم لوگوں پر وہ چیز لازم کرے جو ان کی طاقت میں ہو

حدیث (۲۷۵۱) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ الخ عَنْ اَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ لَقَدْ اَتَانِي الْيَوْمَ رَجُلٌ فَسَأَلَنِي عَنْ اَمْرٍ مَا دَرِيْتُ مَا اَرُدُّ عَلَيْهِ فَقَالَ اَرَيْتَ رَجُلًا مُؤْدِيًا نَشِيطًا يَخْرُجُ مَعَ اُمَرَائِنَا فِي الْمَغَازِيْ فَيَعْزِمُ عَلَيْنَا فِي اَشْيَاءٍ لَا نُحْصِيهَا فَقُلْتُ لَهُ وَاللّٰهُ مَآ اَدْرِيْ مَآ اَقُوْلُ لَكَ اِلَّا اَنَّا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَسٰى اَنْ لَا يَعْزِمَ عَلَيْنَا فِيْ اَمْرٍ اِلَّا مَرَّةً حَتّٰى نَفْعَلَهٗ وَاَنَّ اَحَدَكُمْ لَنْ

يَزَالَ بِخَيْرٍ مَا اتَّقَى اللهَ وَإِذَا شَكَّ فِي نَفْسِهِ شَيْءٌ سَأَلَ رَجُلًا فَشَفَاهُ مِنْهُ وَأَوْشَكَ أَنْ لَا تَجِدُوْهُ وَالَّذِي لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ مَآ أَذْكُرُ مَا غَبَرَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا كَالثَّغَبِ شُرِبَ صَفْوُهُ وَبَقِيَ كَدَرُهُ.

ترجمہ۔ حضرت ابووائل فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ تحقیق آج میرے پاس ایک ایسا آدمی آیا جس نے مجھ سے ایک معاملہ کے متعلق پوچھا جس کو میں نہیں جانتا کہ میں اس کو کیا جواب دوں پس اس نے کہا کہ ایسے آدمی کے متعلق خبر دیں جو طاقت ور مسلح ہو۔ خوشباش ہو۔ جو لڑائیوں اور ہمارے حاکموں کے ہمراہ روانہ ہوتا ہے پس ہم پر ان چیزوں کو لازم کرتا ہے جن کی ہم لوگ طاقت نہیں رکھتے۔ تو میں نے ان سے کہا کہ اللہ کی قسم ! میں نہیں جانتا کہ میں اس بارے میں تم سے کیا کہوں۔ البتہ یہ بات ہے کہ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہوتے تھے۔ پس قریب ہے کہ آپ ہم پر کوئی ایسا ریاستی حکم لازم نہیں کرتے تھے جس کو ہم کبھی نہ کر سکتے ہوں۔ اور بے شک ایک تمہارا اس وقت تک بھلائی سے رہے گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے گا اور جب کوئی چیز اس کے دل میں تردد پیدا کرے تو وہ کسی ایسے آدمی سے سوال کرے جو اسے اس شک سے شفا دے دے۔ یعنی شک دور کر دے۔ اور قریب ہے کہ ایسا آدمی تمہیں نہیں ملے گا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے دنیا میں سے جو کچھ باقی رہا ہے اس کی مثال میں اس تالاب کی طرح بیان کرتا ہوں جس کا صاف حصہ تو پی لیا گیا ہو اور اس کا گدلا حصہ باقی رہ گیا ہو۔

تشریح از شیخ گنگوہی" ۔ مارد علیہ کیونکہ اگر امیر کی نافرمانی کے جواز اور حکم نہ ماننے کا فتویٰ دیا جائے تو ہر شخص امیر کے حکم کی مخالفت پر جری ہو جائے گا۔ اور دلیل یہ بیان کرے گا کہ میں تو اس مامور کی طاقت نہیں رکھتا اگر اس کے علاوہ کوئی اور جواب دیا جائے تو خلاف حق فتویٰ ہوگا کیونکہ جس امر کی طاقت نہ ہو اس کی تعمیل کرنا لازم نہیں آتا۔ اس مقصد کو عنوان بدل کر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے جواب دیا جو ان حضرات کا رویہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ بایں صورت کہ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کرنے سے پہلے ہی آپؐ کے اوامر کی تعمیل کرتے تھے۔ یعنی آپؐ کو حکم دینے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی تھی۔ بلکہ آپؐ کے منشاء کے مطابق کام کرتے تھے تو اس سے اشارہ ہوا کہ یہ حضرات غایت درجہ کی تعمیل امر کیا کرتے تھے تو تم لوگوں کو بھی اسی طرح اپنے امیر کے سامنے ہونا چاہیئے قبل از حکم ان کے منشاء کی تعمیل کی جائے اور ان سے پوچھ گچھ ترک کر دی جائے لیکن یہ حکم اس وقت ہے جب تک کہ مامور بہ ایسا حکم ہو جس کی طاقت نہیں۔ تا کہ لوگ فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ ابن مسعودؓ کے توقف کا سبب یہ تھا کہ اگر ایک امام نے ایک لشکر کو جہاد یا کسی اہم کام کیلئے متعین کر دیا ہے تو اس کی تعمیل ان پر فرض عین ہوگی۔ پس اگر کوئی اس پر فتویٰ طلب کرے اور دعویٰ کرے کہ اس امر کی اسے طاقت نہیں ہے تو اس وقت فتویٰ دینا مشکل ہو جائے گا۔ کیونکہ اگر ہم کہیں کہ امیر کی اطاعت واجب ہے تو کہیں گے کہ زمانہ فاسد ہے اگر نافرمانی کے جواز کا فتویٰ دیا جائے تو فتنہ میں پڑنے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے توقف ہی بہتر ہے۔ لیکن ظاہر یہ ہے کہ ابن مسعودؓ نے توقف کے بعد اطاعت امیر کے وجوب کا فتویٰ دے دیا۔ بشرطیکہ مامور بہ تقویٰ کے موافق ہو۔

لا نحصیھا کے بارے میں حافظ فرماتے ہیں اس کا معنی ہے کہ ہم ان امور کی طاقت نہیں رکھتے۔ یا یہ معنی ہیں کہ ہمیں معلوم نہیں کہ یہ طاعت ہے یا معصیت ہے۔ تو لا نحصیھا لا ندری کے معنی میں ہوگا۔ پہلا مطلب امام بخاریؒ کے ترجمہ کے مطابق ہے۔ اور دوسرا مطلب ابن مسعودؓ کے اس قول کے مطابق ہے۔

اذا شک فی نفسہ شیء خلاصہ یہ ہے کہ طاعت امیر کے بارے میں ایک آدمی نے حضرت ابن مسعودؓ سے سوال کیا تو ابن مسعودؓ نے وجوب طاعت کا حکم دیا۔ بشرطیکہ مامور بہ تقویٰ اللہ کے موافق ہو۔

ترک المسئول عنه حافظ فرماتے ہیں کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ کا اعتقاد یہ تھا کہ امیر کی اطاعت واجب ہے۔ لیکن ابن مسعودؓ نے خصوصی جواب سے توقف کر کے ایک عام جواب کی طرف عدول فرمایا۔ تو اب کوئی اشکال نہ رہا۔ اور حدیث سے یہ بھی مستفاد ہوا کہ جب کوئی مشکل امر پیش آ جائے تو توقف کرنا چاہئے تاکہ فساد برپا نہ ہو۔

فی امر الامرة کی اضافت الامرة کی طرف ہے۔ مراد وہ امور ہیں جو ریاست اور حکومت سے متعلق ہیں۔ لیکن امور شرعیہ جن کا تعلق عبادات اور طاعات سے ہو ان کی تعمیل تو ضروری ہے اس میں کوئی احتمال ہی نہیں۔

الامر ہ تمام شراح نے لفظ الا کو حرف استثناء قرار دیا ہے اور مرة کو منصوب پڑھا ہے۔ اور حتی نفعله کو لا یعزم کی غایت قرار دیا ہے یا مرة کی غایت کہا ہے۔ صاحب الفیض فرماتے ہیں کہ اس عبادت کا مطلب یہ ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی ہمیں کسی چیز کا ایک مرتبہ حکم دیتے تھے تو ہم فوراً اس کی تعمیل کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کو دوسری مرتبہ حکم دینے کی ضرورت پیش نہیں آتی تھی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ الا ما غبر اگر اس سے مراد ماضی ہے تو تشبیہ بہ صاف پانی ہے۔ اگر غبر کے معنی بقی کے ہیں تو پھر تشبیہ بہ کدرۃ ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ غبر اضداد میں سے ہے بقی کے معنی بھی ہیں اور مضی کے معنی کے لئے بھی آتا ہے اس لئے اس جگہ دونوں معنی کا احتمال ہے ابن جوزی فرماتے ہیں کہ ماضی کے معنی مراد لینا قول اذ کر کے زیادہ مناسب ہیں۔

بَابُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اِذَا لَمْ يُقَاتِلْ اَوَّلَ النَّهَارِ اَخَّرَ الْقِتَالَ حَتّٰى تَزُوْلَ الشَّمْسُ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ جب دن کے اول حصہ میں جنگ شروع نہ فرماتے تو جہاد کو مؤخر کر دیتے یہاں تک کہ سورج ڈھل جاتا۔

حدیث (۲۷۵۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ قَالَ كَتَبَ اِلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ اَوْفٰی فَقَرَاْتُهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ اَيَّامِهِ الَّتِیْ لَقِیَ فِيْهَا انْتَظَرَ حَتّٰى مَالَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَامَ فِی النَّاسِ قَالَ اَيُّهَا النَّاسُ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَسَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ فَاِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَمُجْرِیَ السَّحَابِ وَهَازِمَ الْاَحْزَابِ اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن اوفیؓ نے عمر بن عبداللہ کی طرف لکھا اور ان کے کاتب سالم فرماتے ہیں کہ میں نے اس خط کو پڑھا۔ جس کا مضمون یہ تھا کہ بے شک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعض ان لڑائیوں میں جن میں دشمن سے ان کا محاربہ ہوا سورج ڈھلنے تک انتظار فرمایا۔ پھر لوگوں میں خطبہ دینے کیلئے کھڑے ہو گئے فرمایا اے لوگو! دشمن سے مقابلہ اور محاربہ کی تمنا نہ کرو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ سے سلامتی اور عافیت طلب کرتے رہو پس جب دشمن سے مقابلہ شروع ہو جائے تو صبر کرو۔ اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے کے نیچے ہے۔ (یعنی جنت مجاہد کے لئے ہے) پھر یہ دعا مانگی اے اللہ! کتاب کے اتارنے والے بادلوں کو چلانے والے اور دشمنوں کے لشکروں کو شکست دینے والے انہیں شکست سے دوچار کر دے۔ اور ہماری ان کی خلاف مدد فرما۔

تشریح از قاسمی ۔ لقاء کا لفظ ملاقات اور محاربہ کے معنی میں مشترک ہے۔ الجنة تحت ظلال السیوف کا مطلب یہ ہے کہ جنت مجاہد کے لئے ہے۔ کیونکہ وہ تلواروں کے سائے کے نیچے ہے۔ اور جہاد جنت میں داخلہ کا سبب ہے۔

بَابُ اسْتِئْذَانِ الرَّجُلِ الْإِمَامَ

ترجمہ۔ آدمی کا حاکم سے اجازت طلب کرنا

وَقَوْلُهُ عَزَّوَجَلَّ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ.

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے بے شک مؤمن تو وہی لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں۔ اور وہ لوگ جب آپ کے ہمراہ کسی اجتماعی معاملہ میں ہوتے ہیں تو وہ اس وقت تک چلے نہیں جاتے جب تک آپ سے اجازت طلب نہ کریں۔

حدیث (۲۶۵۳) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الخ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِؓ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَتَلَاحَقَ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا عَلٰى نَاضِحٍ لَّنَا قَدْ اَعْيٰى فَلَا يَكَادُ يَسِيْرُ فَقَالَ لِيْ مَا لِبَعِيْرِكَ قَالَ قُلْتُ عَيِيَ قَالَ فَتَخَلَّفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَجَرَهٗ وَدَعَالَهٗ فَمَازَالَ بَيْنَ يَدَيِ الْاِبِلِ قُدَّامَهَا يَسِيْرُ فَقَالَ لِيْ كَيْفَ تَرٰى بَعِيْرَكَ قَالَ قُلْتُ بِخَيْرٍ قَدْ اَصَابَتْهُ بَرَكَتُكَ قَالَ اَفَتَبِيْعُنِيْهِ قَالَ فَاسْتَحْيَيْتُ وَلَمْ يَكُنْ لَّنَا نَاضِحٌ غَيْرُهٗ قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَبِعْنِيْهِ فَبِعْتُهٗ اِيَّاهُ عَلٰى اَنَّ لِيْ فِقَارَ ظَهْرِهٖ حَتّٰى اَبْلُغَ الْمَدِيْنَةَ قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ عَرُوْسٌ فَاسْتَاْذَنْتُهٗ فَاَذِنَ لِيْ فَتَقَدَّمْتُ النَّاسَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى اَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَلَقِيَنِيْ خَالِيْ فَسَاَلَنِيْ عَنِ الْبَعِيْرِ فَاَخْبَرْتُهٗ بِمَا صَنَعْتُ فِيْهِ فَلَامَنِيْ قَالَ وَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِيْ حِيْنَ اسْتَاْذَنْتُهٗ هَلْ تَزَوَّجْتَ بِكْرًا اَمْ ثَيِّبًا فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا فَقَالَ هَلَّا تَزَوَّجْتَ بِكْرًا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُوُفِّيَ وَالِدِيْ اَوِ اسْتُشْهِدَ وَلِيْ اَخَوَاتٌ صِغَارٌ فَكَرِهْتُ اَنْ اَتَزَوَّجَ مِثْلَهُنَّ فَلَا تُؤَدِّبُهُنَّ وَلَا تَقُوْمُ عَلَيْهِنَّ فَتَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا لِتَقُوْمَ عَلَيْهِنَّ وَتُؤَدِّبَهُنَّ قَالَ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ غَدَوْتُ عَلَيْهِ بِالْبَعِيْرِ فَاَعْطَانِيْ ثَمَنَهٗ وَرَدَّهٗ عَلَيَّ قَالَ الْمُغِيْرَةُ هٰذَا فِيْ قَضَائِنَا حَسَنٌ لَّا نَرٰى بِهٖ بَاْسًا.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک جہاد میں تھا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پیچھے سے آ کر ملے۔ میں اپنے ایک ایسے اونٹ پر سوار تھا جو تھک چکا تھا۔ بس وہ بالکل چلنے کے قابل نہیں رہا تھا تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کہ تیرے اونٹ کو کیا ہو گیا میں نے عرض کی کہ تھک گیا ہے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پیچھے آئے اسے ڈانٹا اور دعا فرمائی پھر تو وہ سب اونٹوں کے آگے آگے چل رہا تھا۔ آپؐ نے مجھ سے فرمایا کہ اب اپنے اونٹ کو کیسے دیکھ رہے ہو۔ میں نے کہا کہ یہ بھلائی اور اچھائی اس کو آپ کی برکت کی وجہ سے پہنچی ہے۔ آپؐ نے پوچھا کہ کیا تم اسے میرے پاس بیچتے ہو۔ مجھے شرم آ گئی کیونکہ ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی دوسرا اونٹ پانی کھینچنے والا نہیں تھا۔ پھر بھی میں نے کہہ دیا کہ ہاں بیچتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اچھا اسے میرے پاس بیچ دو

میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میں شادی شدہ ہوں۔ مجھے پہلے جانے کی اجازت مرحمت فرمائیے۔ آپؐ نے مجھے اجازت دے دی۔ تو میں لوگوں سے پہلے مدینہ میں پہنچ گیا جب میں مدینہ میں آیا تو میرے ماموں نے میرے اونٹ کے متعلق دریافت کیا تو اس کے بارے میں جو کارروائی میں کر چکا تھا اس کی میں نے ان کو اطلاع دی۔ جس پر انہوں نے مجھے ملامت کی (کہ اب کیا کرو گے) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جب میں آپؐ سے اجازت طلب کر رہا تھا۔ تو آپؐ نے پوچھا کہ کنواری عورت سے شادی کی ہے یا بیوہ سے میں نے کہا کہ بیوہ سے شادی کی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ کنواری عورت سے شادی کیوں نہ کی تا کہ تم اس سے کھیلتے اور وہ تم سے کھیل مذاق کرتی میں نے جواباً کہا یا رسول اللہ! میرے والد کی وفات ہوئی یا شہید ہو گئے اور میری چھوٹی چھوٹی بہنیں ہیں۔ میں نے پسند نہ کیا کہ ان جیسی عورت سے شادی کروں جو نہ تو ان کو ڈانٹ ڈپٹ کر سکے اور نہ ہی انکا انتظام کر سکے بنا بریں میں نے ایک بیوہ عورت تجربہ کار سے شادی کی ہے۔ جو ان کا انتظام بھی کرے اور ان کو ادب بھی سکھلائے۔ جابرؓ فرماتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لا چکے تو میں صبح سویرے کو آپ کی خدمت میں اونٹ لے کر حاضر ہوا۔ آپؐ نے مجھے اس کی قیمت بھی ادا فرما دی اور اونٹ بھی مجھے واپس کر دیا۔ مغیرہ فرماتے ہیں کہ یہ ادائیگی کی بہتر صورت ہے جس میں ہم کوئی حرج نہیں سمجھتے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ فقدمت الناس یعنی بعض لوگوں سے میں پہلے مدینہ پہنچا۔ غدوت کے لفظ سے ایہام ہوتا ہے کہ حضرت جابرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مدینہ پہنچے۔ حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ جیسا کہ بہت سی روایات سے واضح ہوتا ہے۔ تو یہاں پر تاویل ضروری ہوگی۔ ای قدم وقدمت بعده فغدوت یعنی آپؐ مدینہ پہنچے۔ میں آپؐ کے بعد پہنچا پھر صبح کو اونٹ لے کر آیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حافظؒ نے بھی ان احادیث کو جمع کرنے کی کئی وجوہ بیان کی ہیں۔ لیکن میرے نزدیک بہتر توجیہ یہ ہے کہ حضرت جابرؓ پہلے اپنے اہل وعیال میں جو بنو سلمہ میں تھے عوالی مدینہ میں پہنچے۔ ازاں بعد وہ دوسری صبح مسجد نبویؐ میں آپؐ کے پاس پہنچے کوکب دری میں قطب گنگوہیؒ نے بھی یہ توجیہ بیان فرمائی ہے۔ اور بتلایا ہے کہ حضرت جابرؓ کا گھر مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر تھا۔ جب کہ مناقب جابرؓ میں ہے کہ آپؐ وہاں ان کی عیادت کرنے تشریف لے گئے تھے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ حضرت حسن بصریؒ نے اس آیت کریمہ سے استدلال کیا ہے کہ کسی کو لشکر سے جانے کی اجازت نہیں ہے۔ جب تک امیر سے اجازت طلب نہ کرے۔ لیکن سب فقہاء کے نزدیک یہ صرف جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی۔ لیکن اگر کسی امیر نے کسی کی کوئی ڈیوٹی لگائی ہو۔ پھر اسے کوئی ضرورت لاحق ہو تو اجازت طلب کرنا ضروری ہے۔ رده ای الجمل تو ثمن اور مثمن دونوں ان کو مل گئے۔

بَابُ مَنْ غَزَا وَهُوَ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِعُرْسِهٖ

فِيْهِ جَابِرٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ جو شخص جہاد کیلئے نکلے جب کہ وہ نیا شادی شدہ ہو۔ اس بارے میں حضرت جابرؓ کی حدیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ مطلب یہ ہے کہ جب دلہن میں دل لگا ہوا نہ ہو تو جہاد میں جانے کی اجازت ہے۔ ورنہ جہاد کے معاملہ میں جدوجہد میں خلل پڑے گا۔ جیسا کہ حدیث جابرؓ دال ہے۔ کیونکہ اوائل النکاح میں یہ روایت آ رہی ہے۔ کہ آپؐ نے پوچھا مایعجلك قلت كنت حديث عهد بعرس یعنی آپؐ نے پوچھا اتنی جلدی کیا پڑی ہے۔ میں نے کہا کہ میں نے نئی نئی شادی کی ہے۔ اور فیہ جابر سے پچھلے باب کی حدیث کی طرف اشارہ ہے۔

بَابُ مَنِ اخْتَارَ الْغَزْوَ بَعْدَ الْبِنَاءِ

فِيهِ اَبُوْهُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ اس شخص کے بارے میں جس نے شب زفاف گذارنے کے بعد جہاد کو ترجیح دی اس بارے میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ یہ حدیث آگے آرہی ہے جس میں ہے کہ غزانبی من الانبیاء فقال لایتبعنی رجل ملك بضع امراۃ ولمایبیتنی یعنی ایک نبی نے جہاد پر جاتے ہوئے اعلان کیا کہ وہ شخص میرے ساتھ نہ جائے جو عورت کی شرم گاہ کا مالک ہوا لیکن ابھی اس نے اس سے ہمبستری نہیں کی۔ مقصد یہ ہے کہ جہاد میں فارغ البال ہو کر شامل ہو۔ اور خوشی خوشی اس کی طرف متوجہ ہو جیسے نماز سے پہلے کھانا کھا لینے کا حکم ہے۔ تاکہ نماز کو کھانا نہ بنائے۔ بلکہ کھانے کو نماز بنائے۔ امام بخاریؒ نے صرف حدیث کی طرف اشارہ کرنے پر اکتفا کیا۔ صحیح بات یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے اپنی عادت کے مطابق ایک حدیث کو دوبارہ ذکر نہیں کرتے۔ جب کہ ان کا مخرج ایک ہو بلکہ اختصار کر کے اشارہ فرما دیتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ وہ حدیث ان کی شرط کے مطابق نہیں تھی۔ لیکن یہ جواب اس لئے صحیح نہیں کہ دوسری جگہ عنقریب امام بخاریؒ اسے ذکر فرمائیں گے۔

بَابُ مُبَادَرَةِ الْإِمَامِ عِنْدَ الْفَزَعِ

ترجمہ۔ گھبراہٹ کے وقت خود امیر وقت کا لوگوں سے پہلے پہل جانا۔

حدیث (۲۷۵۴) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ فَزَعٌ فَرَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِاَبِيْ طَلْحَةَؓ فَقَالَ مَا رَاَيْنَا مِنْ شَيْءٍ وَاِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ مدینہ میں گھبراہٹ پیدا ہوئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوطلحہؓ کے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ واپس آ کر فرمایا کہ ہم نے کوئی چیز نہیں دیکھی اور بے شک ہم نے اس گھوڑے کو سمندر پایا۔

بَابُ السُّرْعَةِ وَالرَّكْضِ فِي الْفَزَعِ

ترجمہ۔ گھبراہٹ کی حالت میں جلدی کرنا اور گھوڑے کو تیز رفتاری کے لئے ایڑ لگانا۔

حدیث (۲۷۵۵) حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ فَزِعَ النَّاسُ فَرَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِاَبِيْ طَلْحَةَؓ بَطِيْئًا ثُمَّ خَرَجَ يَرْكُضُ وَحْدَهٗ فَرَكِبَ النَّاسُ يَرْكُضُوْنَ خَلْفَهٗ فَقَالَ لَمْ تُرَاعُوْا اِنَّهٗ لَبَحْرٌ فَمَا سُبِقَ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ مدینہ کے لوگوں میں دشمن کے آنے کی خبر پر خوف و ہراس پیدا ہوا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوطلحہؓ کے سست رفتار گھوڑے پر سوار ہوئے پھر اکیلے ہی ایڑ لگاتے ہوئے باہر نکل گئے۔ آپؐ کے پیچھے دوسرے لوگ بھی ایڑ لگاتے ہوئے گھوڑوں پر سوار ہوئے آپؐ نے واپسی پر فرمایا مت گھبراؤ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ بے شک ہم نے اس گھوڑے کو سمندر کی طرح رواں دواں پایا حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ پھر اس دن کے بعد اس گھوڑے سے آگے کوئی نہیں بڑھ سکا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ روع کے معنی موت کے ہیں۔اور لم تراعوا میں لم بمعنی لا کے ہے۔ ماسبق برکۃ رکوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوار ہونے کی برکت کی بدولت اس کے بعد اس سے آگے کوئی نہیں بڑھ سکا۔

بَابُ الْخُرُوْجِ فِی الْفَزَعِ وَحْدَهٗ

ترجمہ۔ گھبراہٹ کے وقت اکیلے نکل کھڑے ہونا

تشریح از قاسمیؒ ۔ اس ترجمہ کے لئے کوئی حدیث ذکر نہیں فرمائی۔ یا تو اس وجہ سے کہ ان کی شرط کے مطابق نہیں ملی یا سابق حدیث پر اکتفا فرمایا مقصود باب یہ ہے کہ امام خوف وہراس کے وقت تنہا بغیر کسی رفیق کو ساتھ لئے نکل سکتا ہے۔ لا بأس به.

بَابُ الْجَعَائِلِ وَالْحُمْلَانِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ

ترجمہ۔ جہاد فی سبیل اللہ کی اجرت دینا یا سواری مہیا کرنا۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَؓ الْغَزْوُ قَالَ اِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اُعِیْنَکَ بِطَائِفَةٍ مِّنْ مَّالِیْ قُلْتُ اَوْسَعَ اللّٰهُ عَلَیَّ قَالَ اِنَّ غِنَاکَ لَکَ وَاِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ یَّکُوْنَ مِنْ مَّالِیْ فِیْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَالَ عُمَرُؓ اِنَّ نَاسًا یَّاْخُذُوْنَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ لِیُجَاهِدُوْا ثُمَّ لَا یُجَاهِدُوْنَ فَمَنْ فَعَلَهٗ فَنَحْنُ اَحَقُّ بِمَالِهٖ حَتّٰی نَاْخُذَ مِنْهُ مَا اَخَذَ وَقَالَ طَاؤُسٌ وَّمُجَاهِدٌ اِذَا دُفِعَ اِلَیْکَ شَیْءٌ تَخْرُجُ بِهٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَاصْنَعْ بِهٖ مَا شِئْتَ وَضَعْهُ عِنْدَ اَهْلِکَ.

ترجمہ۔ مجاہد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ سے کہا کہ میرا ارادہ جہاد کرنے کا ہے۔ یا یہ کہ آپ بھی جہاد کیلئے چلیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنے مال کے کچھ حصہ سے اس بارے میں تمہاری امداد کروں میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر مال کی وسعت کی ہے۔ مجھے مال کی ضرورت نہیں تو ابن عمرؓ نے فرمایا کہ تمہاری دولت مندی تمہیں مبارک ہو میرا منشا تو یہ ہے کہ میں اس جہاد کے راستہ میں اپنا کچھ مال خرچ کروں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کچھ لوگ جہاد کرنے کی غرض سے اس مال میں سے لیتے ہیں۔ لیکن پھر جہاد میں نہیں نکلتے۔ پس جس نے ایسا کیا ہم اس کے مال کے زیادہ حقدار ہیں کہ ہم اس سے اتنا مال لیں گے جس قدر اس نے بیت المال سے لیا ہے۔ طاؤسؒ اور مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ جب تجھے مال اس نیت سے دیا جائے تو جہاد فی سبیل اللہ میں نکلو۔ پھر اب تمہاری مرضی تم اس کو جس طرح خرچ کرو اور اپنے گھر والوں کے پاس رکھ سکتے ہو۔

حدیث (۲۷۵۶) حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ الخ قَالَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِؓ حَمَلْتُ عَلٰی فَرَسٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَرَاَیْتُهٗ یُبَاعُ فَسَاَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَشْتَرِیْهِ فَقَالَ لَا تَشْتَرِهٖ وَلَا تَعُدْ فِیْ صَدَقَتِکَ.

ترجمہ۔ حضرت عمر بن الخطابؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو جہاد فی سبیل اللہ کیلئے ایک گھوڑا سواری کیلئے دیا۔ پھر میں نے اسکو دیکھا کہ وہ بک رہا ہے تو میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا میں اس کو خرید سکتا ہوں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا اسکو مت خریدو اور اپنے صدقہ اور خیرات میں رجوع نہ کرو۔

حدیث (۲۷۵۷) حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِؓ حَمَلَ عَلٰی فَرَسٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَوَجَدَهٗ یُبَاعُ فَاَرَادَ اَنْ یَّبْتَاعَهٗ فَسَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَبْتَعْهُ وَلَا تَعُدْ فِیْ صَدَقَتِکَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے ایک شخص کو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے ایک گھوڑا سواری کے لئے دیا۔ پھر

دیکھا کہ وہ تو بیچا جا رہا ہے تو اس کے خرید کرنے کا ارادہ فرمایا۔ جس کے بارے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا جس پر آپ نے فرمایا کہ اسے مت خرید کرو۔ اور اپنے صدقہ میں رجوع نہ کرو۔

حدیث (٢٧٥٨) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِيَّةٍ وَلٰكِنْ لَا اَجِدُ حَمُوْلَةً وَّلَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ وَيَشُقُّ عَلَيَّ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنِّيْ وَلَوَدِدْتُ اَنِّيْ قَاتَلْتُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقُتِلْتُ ثُمَّ اُحْيِيْتُ ثُمَّ قُتِلْتُ ثُمَّ اُحْيِيْتُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مجھے اپنی امت پر گراں گذرنے کا خوف نہ ہوتا تو میں کسی لشکر سے پیچھے نہ رہتا لیکن کبھی مجھے خود سواری نہیں ملتی اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مجھے سواریاں نہیں ملتیں جن پر میں لوگوں کو سوار کروں۔ اور یہ بھی مجھ پر گراں گذرتا ہے کہ یہ لوگ میرے سے پیچھے رہ جائیں۔ اور جہاد میں حصہ نہ لیں۔ کیونکہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرتے ہوئے قتل ہو جاؤں۔ پھر مجھے زندہ کر دیا جائے پھر قتل کر دیا جاؤں۔ اور پھر زندہ کر دیا جاؤں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ حمولة اور مااحملهم عليه دونوں جملوں کے درمیان فرق کرنا ضروری ہے۔ تاکہ تکرار لازم نہ آئے اس لئے کہ تاکید سے تاسیس بہتر ہے۔ تو اس کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ ہے کہ حمولة کو ملك پر محمول کیا جائے۔ اور دوسری سواری سے مراد عاریت وغیرہ ہو۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ حمولة سے مراد خود سواری کرنا اور مااحملهم عليه سے مراد سونا چاندی وغیرہ مراد ہے جس سے سواری خرید کی جا سکے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ دفع تکرار کی جو دو صورتیں شیخ گنگوہیؒ نے بیان فرمائی ہیں شراح میں سے کسی نے بھی اس کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔ اور یہ روایت کتاب بخاری میں کئی جگہ لائی گئی ہے۔ لیکن ان میں حمولة کا ذکر نہیں ہے صرف مااحملهم عليه کا ذکر ہے اور وہ سب روایات قرآنی آیت کے مطابق ہیں۔ قلت لااجد مااحملكم عليه (الآية) صرف اس مقام پر امام بخاریؒ نے لا اجمع حمولة کی روایت کو ذکر کیا ہے۔ البتہ نسائی اور مؤطا امام مالکؒ میں لا يجدون حمولة کے الفاظ ہیں۔ اور بعض میں ہے لااجد سعة فاحملهم ولايجدون سعة فيتبعوني یعنی نہ مجھے اتنی وسعت حاصل ہے کہ ان کو سواری مہیا کر سکوں اور نہ وہ لوگ خود اتنی طاقت رکھتے ہیں کہ سوار ہو کر میری پیروی کریں۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ جعائل جمع جعله کی وہ اجرت جو قائد مجاہد کو مہیا کرے۔ حملان حمل کی طرح مصدر ہے۔ ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے اپنے مال سے غازی اسلام کی اعانت کی نفلی طور پر یا کسی کو سواری مہیا کر دی تو اس کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص جہاد فی سبیل اللہ کے لئے خود اجرت لے یا اپنے گھوڑے کے لئے اجرت حاصل کرے تو اسے امام مالکؒ مکروہ کہتے ہیں اسی طرح کسی قلعہ پر حملہ کرنے کے لئے اجرت لینا بھی مکروہ ہے۔ احنافؒ کے نزدیک بھی اجرت لینا مکروہ ہے۔ البتہ اگر مسلمانوں میں کمزوری آجائے اور بیت المال میں بھی کچھ نہ ہو تو پھر اجرت لی جا سکتی ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اجرت پر جہاد کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ بادشاہ اجرت دے سکتا ہے اور کسی کو حق نہیں پہنچتا۔ کیونکہ جہاد فرض کفایہ ہے جو کچھ کرتا ہے وہ ادائیگی فرض ہے جس پر اجرت لینا ناجائز ہے۔ امام بخاریؒ کی طرز سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس اختلاف کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ غازی اجرت لے سکتا ہے پھر آیا وہ اس کا مالک بن جائے گا یا نہیں۔ ملک کی صورت میں ہر قسم کے تصرف کا مستحق ہے۔ ابن عمرؓ کے اثر سے واضح ہوتا ہے کہ غازی کی اعانت مکروہ نہیں ہے اور حضرت عمرؓ کے گھوڑے کا واقعہ بھی دلیل ہے کہ محمول علیہ میں محمول کو ہر قسم کے تصرف کا حق ہے حتیٰ کہ وہ بیع وشراء بھی کر سکتا ہے۔

لا اجد حمولة یہ حدیث ترجمہ کے رکن ثانی یعنی حملان فی سبیل اللہ پر دال ہے۔ قتلت واحییت دونوں مجہول کے صیغے ہیں۔

بَابُ الْاَجِیْرِ

ترجمہ۔ کرایہ کے فوجی کے بارے میں

وَقَالَ الْحَسَنُ وَابْنُ سِیْرِیْنَ یُقْسَمُ لِلْاَجِیْرِ مِنَ الْمَغْنَمِ وَاَخَذَ عَطِیَّةُ بْنُ قَیْسٍ فَرَسًا عَلَی النِّصْفِ فَبَلَغَ سَھْمُ الْفَرَسِ اَرْبَعَ مِائَةِ دِیْنَارٍ فَاَخَذَ مِائَتَیْنِ وَاَعْطٰی صَاحِبَهٗ مِائَتَیْنِ.

ترجمہ۔ حضرت حسن بصریؒ اور ابن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ کرایہ کے فوجی کو غنیمت کے مال میں سے حصہ دیا جائے گا۔ چنانچہ عطیہ بن قیس نے کسی سے گھوڑا نصف حصہ پر لیا پس غنیمت میں سے گھوڑے کا حصہ چار سو دینار کو پہنچا تو دو سو دینار انہوں نے خود رکھ لئے اور دو سو دینار اپنے ساتھی کو دیئے۔

حدیث(۲۷۵۹) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنْ یَعْلٰیؓ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ تَبُوْکَ فَحَمَلْتُ عَلٰی بَکْرٍ فَهُوَ اَوْثَقُ اَعْمَالِیْ فِیْ نَفْسِیْ فَاسْتَاْجَرْتُ اَجِیْرًا فَقَاتَلَ رَجُلًا فَعَضَّ اَحَدُهُمَا الْاٰخَرَ فَانْتَزَعَ یَدَهٗ مِنْ فِیْهِ وَنَزَعَ ثَنِیَّتَهٗ فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَهْدَرَهَا فَقَالَ اَیَدْفَعُ یَدَهٗ اِلَیْکَ فَتَقْضِمُهَا کَمَا یَقْضِمُ الْفَحْلُ.

ترجمہ۔ حضرت یعلیؓ فرماتے ہیں کہ میں غزوۂ تبوک میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد میں نکلا اور ایک نوجوان اونٹ سواری کے لئے تیار کیا یہ میرے اعمال میں سے میرے دل میں سب سے زیادہ قابل اعتماد عمل تھا۔ پس میں نے ایک آدمی کو کرایہ پر لیا جو دوسرے آدمی سے لڑ پڑا ان میں سے ایک نے دوسرے کو دانتوں سے کاٹا تو اس نے اپنا ہاتھ اس کے منہ سے کھینچ لیا جس سے اس کے دونوں اگلے دانت اکھڑ گئے وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ نے اس کو باطل قرار دیا یعنی نہ قصاص لیا اور نہ ہی کوئی جرمانہ رکھا بلکہ ارشاد فرمایا کہ کیا وہ اپنا ہاتھ تمہاری طرف دفعہ کئے رکھتا تا کہ تم اسے اس طرح چباتے جس طرح نر اونٹ چباتا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اجیر فی الجهاد کی دو حالتیں ہیں یا تو اسے خدمت کے لئے رکھا ہے یا لڑائی کے لئے۔ جو خدمت کے لئے رکھا گیا ہے۔ امام اوزاعیؒ۔ امام احمدؒ اور اسحاقؒ کے نزدیک غنیمت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ اکثر حضرات اس کو حصہ دینے کے حق میں ہیں۔ ان کا استدلال حضرت سلمہؓ کی روایت سے ہے۔ جو مسلم میں ہے کہ میں حضرت طلحہؓ کا اجیر تھا۔ ان کے گھوڑے کی سائیسی کرتا تھا بایں ہمہ آپؐ نے غنیمت میں سے حصہ مرحمت فرمایا۔ حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ اجیر کا کوئی حصہ نہیں۔ البتہ وہ جنگ میں حصہ لے تو پھر حقدار ہوگا۔ اجیر للقتال کے بارے میں مالکیہؒ اور حنفیہؒ فرماتے ہیں کہ اس کا کوئی حصہ نہیں۔ لیکن اکثر حضرات اس کو حصہ دینے کے حق میں ہیں۔

فرسا علی النصف امام اوزاعیؒ اور امام احمدؒ اس طرح معاملہ کرنے کو جائز فرماتے ہیں۔ وہ مخابرہ پر قیاس کرتے ہیں لیکن ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ایسا معاملہ جائز نہیں ہے۔

فاستاجرت اجیرا اس حدیث سے امام بخاریؒ نے استنباط کیا ہے کہ جہاد میں کسی اجیر کو اجرت پر لینا جائز ہے۔

بَابُ مَا قِیْلَ فِیْ لِوَآءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے۔

حدیث (۲۷۶۰) حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ الخ اَنَّ قَیْسَ بْنَ سَعْدِ الْاَنْصَارِیَّؓ وَکَانَ صَاحِبَ

لِوَآءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَادَ الْحَجَّ فَرَجَّلَ.

ترجمہ۔ حضرت قیس بن انصاریؓ جن کے ہاتھ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا رہتا تھا انہوں نے حج کا ارادہ تو احرام سے پہلے بالوں کو کنگھا کیا۔

حدیث (۲۷۶۱) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ الخ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ خَيْبَرَ وَكَانَ بِهٖ رَمَدٌ فَقَالَ اَنَا تَخَلَّفُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ عَلِيٌّ فَلَحِقَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ اللَّيْلَةِ الَّتِيْ فَتَحَهَا فِيْ صَبَاحِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ اَوْقَالَ لَيَاْخُذَنَّ هٰذَا رَجُلٌ يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَوْقَالَ يُحِبُّ اللّٰهُ وَرَسُوْلَهٗ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَاِذَا نَحْنُ بِعَلِيٍّ وَمَا نَرْجُوْهُ فَقَالُوْا هٰذَا عَلِيٌّ فَاَعْطَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ.

ترجمہ۔ حضرت سلمہ بن الاکوعؓ فرماتے ہیں کہ خیبر کی لڑائی میں حضرت علیؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے کیونکہ آپ کی آنکھیں دکھتی تھیں۔ تو حضرت علیؓ فرمانے لگے میں کیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ سکتا ہوں۔ چنانچہ وہ نکل پڑے اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر مل گئے۔ پس جب اس رات کی شام ہوئی جس کی صبح کو اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح نصیب کرنی تھی۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ضرور میں جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا یا کل کو جھنڈا ایسا شخص پکڑے گا جس سے اللہ اور اس کا رسول محبت کرتا ہے۔ یا وہ شخص اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ فتح نصیب فرمائیں گے پس ہم کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ آ گئے۔ جن کی ہم امید نہیں رکھتے تھے تو لوگوں نے کہا یہ حضرت علیؓ ہیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا ان کو دے دیا۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے فتح نصیب فرمائی۔

حدیث (۲۷۶۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ الْعَبَّاسَ يَقُوْلُ لِلزُّبَيْرِ هٰهُنَا اَمَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَرْكُزَا الرَّايَةَ.

ترجمہ۔ حضرت نافع بن جبیرؒ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عباسؓ کو سنا کہ زبیرؓ سے فرما رہے تھے کہ کیا جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں اسی جگہ جھنڈا گاڑنے کا حکم دیا تھا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ لواء رایہ اور علم تینوں جھنڈے کے نام ہیں۔ دراصل رئیس لشکر جھنڈے کو تھامتا تھا۔ پھر اس کے سر پر لہرایا جاتا تھا۔ یہ حدیث اگرچہ موقوف ہے۔ لیکن امام بخاریؒ کی غرض اس حدیث سے یہ ثابت کرنا ہے کہ حضرت قیس بن سعد انصاریؓ جو صاحب لواء تھے ان کا یہ جھنڈا جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ لہذا اس قدر حدیث مرفوع ہوئی۔ جس کی اس جگہ ضرورت تھی۔

انا اتخلف یہاں استفہام انکاری ہے۔ ماسترجوہ آنکھ دکھنے کی وجہ سے ہمیں ان کے آنے کی امید نہیں تھی بہر حال وہ آ گئے۔ اس حدیث سے حضرت علیؓ کی فضیلت عظیمہ ثابت ہوئی اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ بھی ثابت ہوا کہ آپؐ نے جس طرح خبر دی تھی واقعہ بھی اسی طرح ہوا۔ حضرت عباسؓ والی روایت ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے۔ جس کو غزوہ فتح میں مفصل ذکر کیا ہے۔

ههنا کا اشارہ حجون کے مکان کی طرف ہے ان سب احادیث سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ لڑائیوں میں جھنڈے رکھنا جائز ہے۔ اور جھنڈا کبھی امیر کے ہاتھ میں ہوگا اور کبھی اس کے قائم مقام کے ہاتھ میں۔

تشریح از شیخ گنگوہی ؒ۔ ھھنا امرک یہاں استفہام ہے۔
تشریح از شیخ زکریا ؒ۔ حضرت ابن عباسؓ کی روایت کتاب المغازی غزوہ فتح مکہ میں مفصل آئے گی۔ حافظ فرماتے ہیں کہ سیاق حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نافع بن جبیرؒ اس مقالہ کے وقت فتح مکہ کے موقع پر موجود تھے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ نافع بن جبیر صحابی نہیں ہیں۔ لیکن میرے نزدیک یہ مقالہ نافع بن جبیرؒ نے حضرت عباسؓ سے فتح مکہ کے بعد کسی حج کے موقعہ پر سنا جب کہ وہ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں یا حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں جمع ہوئے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ ایک مہینہ کی مسافت کے اندر اندر میری رعب سے مدد کی گئی ہے

نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ وَقَوْلُهُ عَزَّوَجَلَّ سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ. قَالَ جَابِرٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم عنقریب کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دیں گے بوجہ اس کے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا۔

حدیث (۲۷۶۳) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ فَبَيْنَا اَنَا نَائِمٌ ثُمَّ اُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَآئِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِيْ يَدِيْ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَؓ وَقَدْ ذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتُمْ تَنْتَثِلُوْنَهَا.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جامع کلمات دے کر بھیجا گیا ہے اور رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی ہے۔ دریں اثنا کہ میں سویا ہوا تھا کہ مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں۔ جن کو میرے دونوں ہاتھوں میں رکھ دیا گیا۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو چل بسے البتہ تم لوگ ان خزانوں کو نکالو گے۔

حدیث (۲۷۶۴) حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ الخ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍؓ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَا سُفْيَانَ اَخْبَرَهُ اَنَّ هِرَقْلَ اَرْسَلَ وَهُمْ بِاِيْلِيَاءَ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قِرَآءَةِ الْكِتَابِ كَثُرَ عِنْدَهُ الصَّخَبُ فَارْتَفَعَتِ الْاَصْوَاتُ وَاُخْرِجْنَا فَقُلْتُ لِاَصْحَابِيْ حِيْنَ اُخْرِجْنَا لَقَدْ اَمِرَ اَمْرُ ابْنِ اَبِيْ كَبْشَةَ اِنَّهُ يَخَافُهُ مَلِكُ بَنِي الْاَصْفَرِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ خبر دیتے ہیں کہ ان کو ابو سفیانؓ نے بتلایا کہ ہرقل بادشاہ روم جب بیت المقدس میں تھا تو اس نے ان کے پاس قاصد بھیجا۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ منگوایا جب اس کی قراءت سے فارغ ہوا تو اس کے پاس شور و شغب بہت ہوا آوازیں بلند ہونے لگیں اور ہمیں وہاں سے نکال دیا گیا۔ باہر نکل کر میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ابن ابی کبشہ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ تو عظیم ہو گیا کہ اس سے بنی الاصفر کا بادشاہ یعنی رومیوں کا بادشاہ ان سے ڈر رہا ہے۔

تشریح از قاسمی ؒ۔ قالہ جابر سے اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جس کی ابتداء یوں ہے کہ اعطیت خمسالم یعطھن احد من

الانبیاء الخ جس میں یہ بھی ہے نصرت بالرعب مدة شھر جس کی شرح کتاب التیمم میں گذر چکی ہے خصوصیت سے مراد محض حصول رعب نہیں بلکہ جو چیز اس سے پیدا ہوتی ہے یعنی دشمن پر کامیابی وہ مراد ہے۔

جوامع الکلم میں اضافت صفت الی الموصوف ہے کہ کلمہ مختصر ہو اور معنی اس کے وسیع ہوں۔ اور یہ قرآن وحدیث دونوں کو شامل ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معانی کثیرہ کو کلمات قلیلہ سے ادا فرماتے تھے۔

مفاتیح خزائن الارض سے ان ممالک کی طرف اشارہ ہے جو امت کے ہاتھوں فتح ہوئے جن سے اکاسرا اور قیاصرہ کے خزانے مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ اور یہ احتمال بھی ہے کہ اس سے سونے اور چاندی کی کانیں مراد ہوں۔ تو وضعت فی یدی کا مطلب یہ ہوگا کہ عنقریب وہ شہر فتح ہوں گے جس میں سونے چاندی کی کانیں ہوں گی۔ اور حافظ فرماتے ہیں کہ محل ترجمہ انه یخافه ملک بنی الاصفر ہے اور مدینہ منورہ اور جہاں قیصر بادشاہ روم رہتا تھا ان کے درمیان ایک ماہ کی مسافت تھی۔

بَابُ حَمْلِ الزَّادِ فِی الْغَزْوِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی

ترجمہ۔ جہاد میں توشہ کا اٹھانا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے توشہ لے کر چلو بہترین توشہ پرہیزگاری ہے۔

حدیث (۲۷۶۵) حَدَّثَنَا عُبَیْدُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ الخ عَنْ اَسْمَآءَ قَالَتْ صَنَعْتُ سُفْرَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ بَیْتِ اَبِیْ بَکْرٍؓ حِیْنَ اَرَادَ اَنْ یُّهَاجِرَ اِلَی الْمَدِیْنَةِ قَالَتْ فَلَمْ تَجِدْ لِسُفْرَتِهٖ وَلَا لِسِقَآئِهٖ مَا نَرْبِطُهُمَا بِهٖ فَقُلْتُ لِاَبِیْ بَکْرٍ وَاللّٰهِ مَآ اَجِدُ شَیْئًا اَرْبِطُ بِهٖٓ اِلَّا نِطَاقِیْ قَالَ فَشُقِّیْهِ بِاثْنَیْنِ فَارْبِطِیْهِ بِوَاحِدٍ السِّقَآءَ وَبِالْاٰخَرِ السُّفْرَةَ فَفَعَلْتُ فَلِذٰلِکَ سُمِّیَتْ ذَاتَ النِّطَاقَیْنِ.

ترجمہ۔ حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا ارادہ ظاہر فرمایا تو میں نے حضرت ابوبکرؓ کے گھر میں سفری کھانا تیار کیا۔ فرماتی ہیں کہ ہمیں سفری کھانے اور پانی کے مشکیزے کے لئے کوئی ایسی چیز نہ ملی جس سے ہم تھیلے اور مشکیزے کو باندھتے۔ تو میں نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ اللہ کی قسم مجھے تو کوئی ایسی چیز نہیں ملی جس سے میں اس کو باندھتی سوائے میرے کمربند کے۔ تو آپ نے فرمایا اسے دو ٹکڑوں میں یا ٹکڑے کر کے چیر دو پھر ایک ٹکڑے سے مشکیزے کا منہ باندھ دو اور دوسرے سے کھانے کے تھیلے کو باندھ دو۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا پس اس وجہ سے میرا نام ذو النطاقین رکھا گیا۔

حدیث (۲۷۶۶) حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِؓ قَالَ کُنَّا نَتَزَوَّدُ لُحُوْمَ الْاَضَاحِیِّ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَی الْمَدِیْنَةِ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مدینہ کی طرف قربانی کے گوشت کا توشہ لے کر جاتے تھے۔

حدیث (۲۷۶۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی الخ اَنَّ سُوَیْدَ بْنَ النُّعْمَانِؓ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ خَرَجَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَیْبَرَ حَتّٰی اِذَا کَانُوْا بِالصَّهْبَآءِ وَهِیَ مِنْ خَیْبَرَ وَهِیَ اَدْنٰی خَیْبَرَ فَصَلَّوا الْعَصْرَ فَدَعَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا بِالْاَطْعِمَةِ فَلَمْ یُؤْتَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا

بِالسَّوِيْقِ فَلُكْنَا فَاكَلْنَا وَشَرِبْنَا ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا وَصَلَّيْنَا.

ترجمہ۔حضرت سوید بن نعمان خبر دیتے ہیں کہ وہ خیبر کی لڑائی والے سال جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے جب صہباء کے مقام تک پہنچے جو خیبر کا حصہ اور خیبر کے قریب ہے تو سب نے عصر کی نماز ادا کی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا طلب فرمایا تو سوائے ستو کے آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ نہ لایا گیا پس ہم نے ان کو پانی میں ملا کر منہ میں ڈالا پس گاڑھے کو ہم نے کھایا اور پتلے کو پیا پھر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے آپؐ نے کلی فرمائی اور ہم نے بھی کلی کی اور نماز ادا کی۔

حدیث(۲۷۰۸)حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مَرْحُوْمٍ الخ عَنْ سَلَمَةَؓ قَالَ خَفَّتْ اَزْوَادُ النَّاسِ وَاَمْلَقُوْا فَاَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَحْرِ اِبِلِهِمْ فَاَذِنَ لَهُمْ فَلَقِيَهُمْ عُمَرُ فَاَخْبَرُوْهُ فَقَالَ مَا بَقَاؤُكُمْ بَعْدَ اِبِلِكُمْ فَدَخَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَابَقَاؤُهُمْ بَعْدَ اِبِلِهِمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَادِ فِي النَّاسِ يَاْتُوْنَ بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ فَدَعَا وَبَرَّكَ عَلَيْهِ ثُمَّ دَعَاهُمْ بِاَوْعِيَتِهِمْ فَاحْتَثَى النَّاسُ حَتّٰى فَرَغُوْا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ.

ترجمہ۔حضرت سلمہؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کا سفری کھانا کم ہو گیا۔اور وہ بالکل محتاج۔مفلس وقلاش ہو گئے۔تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے اونٹ ذبح کرنے کی اجازت مانگنے کے لئے حاضر ہوئے۔آپؐ نے ان کو اجازت دے دی راستہ میں حضرت عمرؓ سے ملاقات ہو گئی تو انہوں نے انہیں حال سے خبردار کیا۔حضرت عمرؓ نے فرمایا اونٹوں کو ذبح کرنے کے بعد تمہاری زندگی اور بقاء کیسے ہو گی۔چنانچہ حضرت عمرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر فرمانے لگے کہ یارسول اللہ اونٹوں کے بعد ان کی زندگی کیا ہو گی۔تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں اعلان کر دو کہ لوگ اپنے بچے کھچے توشے لے آئیں۔آپؐ نے اس پر برکت کی دعا کی۔پھر سب کے برتن منگوائے۔تو لوگوں نے چلو بھر بھر کر پانی پیا حتیٰ کہ سب سیر ہو کر فارغ ہو گئے۔پھر آپؐ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ فشققیه باثنین اس میں یہ تصریح نہیں کہ انہوں نے کمربند سارے کا سارا ختم کر دیا بلکہ اس نے دونوں امور کو جمع کر دیا۔چنانچہ حدیث میں ہے کہ اس نے کمربند کے دو حصے کئے۔ایک حصہ تو اپنے لئے رکھا اور دوسرے حصہ سے زاد اور ستاء کے بندھن ٹھیک کئے۔تو اس جگہ جو روایت ہے وہ مختصر ہے۔جس میں اس کے دو حصہ کر کے ایک سے زاد کو اور دوسرے سے مشکیزے کو باندھا گیا۔اور ان کا نام ذات النطاقین اگرچہ اسی وجہ سے رکھا گیا مگر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد اس تسمیہ سے عصمت اور عفت و پاکدامنی تھی۔کیونکہ نطاقین کا کھولنا ایک نطاق کے کھولنے کی بہ نسبت زیادہ مشکل ہوتا ہے اور حجاج نے اس نام کے ساتھ ان کو عار دلائی تھی کہ یہ تو خدمت کے لئے ہر وقت کمر بستہ ہے۔خادموں کا یہی کام ہوتا ہے۔کہ وہ اپنے وسط کمر میں پٹہ باندھتے ہیں کہ خدمت کرتے وقت ان کے کپڑے کھل نہ جائیں۔تو پھر باندی سے کنایہ ہو گا جو خدمت اور مشقت میں مشغول ہونے کی وجہ سے درمیان کمر پٹہ باندھنے کی محتاج ہوتی ہے۔حرہ عورت اس طرح نہیں ہے۔وہ تو خدمت سے مستغنی ہوتی ہے۔ننھیال و دھیال کی۔اس لئے اس کو کسی طرح کی تیاری کی ضرورت نہیں ہوتی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ قطب گنگوہیؒ کی تائید حافظؒ بھی کرتے ہیں۔چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اپنے نطاق کے دو ٹکڑے کئے۔ایک سے تو زاد کو باندھا۔اور دوسرے پر خود اکتفا کیا۔اسی وجہ سے ان کو ذات النطاق یا ذات النطاقین کہتے ہیں۔تو تثنیہ اور افراد انہیں دو حیثیتوں سے ہے۔غرضیکہ حضرت اسماءؓ کے ذات النطاق یا ذات النطاقین کے بارے میں مختلف اقوال اور مختلف روایات ہیں۔اور

خود بخاری شریف کتاب الاطعمہ میں آ رہا ہے کہ اہل شام ابن الزبیر کو عار دلایا کرتے تھے۔ اور کہتے تھے یا ابن ذات النطاقین تو اس کے جواب میں وہ فرماتے تھے الیھا والالٰہ تلك شكاة ظاهر عنك عارها۔ حافظ فرماتے ہیں کہ اہل شام سے مراد لشکر حجاج ہے جو عبدالملک بن مروان کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا۔ الیاً کے معنی اعتراف کے ہیں۔ شکاۃ کے معنی شکایت کے ہیں۔ اور ظاہر کے معنی زائل کے ہیں۔ یعنی اللہ کی قسم! اس کا مجھے اعتراف ہے۔ لیکن اس کی عار زائل ہے۔ کیونکہ میری والدہ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت انجام دیتی تھی۔ حجاج اس سے ان کی مذمت کرنا چاہتا تھا کہ وہ ایک ایسی باندی کا بیٹا ہے جو خدمت گذار داخل و خارج ہونے والی تھی۔ انہوں نے ذات النطاقین ہونا تو تسلیم کر لیا لیکن خدمت عامہ کے لئے نہیں۔ خدمت نبوی کے لئے کربستہ رہتی تھی۔ بنابریں مولانا محمد حسن مکی کی تقریر میں ہے ذات النطاقین یہ لفظ مشترک ہے۔ درمیان معصومہ یعنی پاکدامن کے اور درمیان مزدور کے۔ اس لئے کہ مزدور دو کمر بند باندھتے ہیں۔ تاکہ کھل نہ جائے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ كنلنة تزود لحوم الاضحى امام بخاریؒ قیاس کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب سفر مدینہ میں توشہ لے جانا جائز ہے جو مبارک شہر اور وطن مألوف ہے۔ تو سفر جہاد میں زاد کا اٹھا لے جانا بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔ کیونکہ اس میں تو دشمن کی سرزمین میں سفر کرنا ہوتا ہے۔ ضیافۃ کا پتہ نہیں۔ تو مسافر جہاد کو مزید قوت حاصل کرنے کے لئے زاد کی ضرورت ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ قسطلانیؒ اور علامہ عینیؒ بھی یہی فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے جواز حمل الزاد للسفر معلوم ہوتا ہے لیکن اشکال یہ ہے کہ یہ سفر جہاد کا تو نہیں تھا۔ تو جواب یہ ہے قیاساً سفر غزو جہاد کے لئے حمل زاد کا جواز ثابت ہوا۔ حافظؒ اور کرمانیؒ مطابقت کرنے سے ساکت رہے ہیں۔ البتہ حافظؒ نے اتنا کہا ہے کہ حمل زاد توکل کے خلاف نہیں ہے۔ حدیث سے حمل زاد کا ندب اور جواز ثابت کرنا بہت بعید ہے اس لئے کہ ایک تو آیت کریمہ میں تزودوا کا امر موجود ہے۔ دوسرے حضرت اسماءؓ کی حدیث فعل نبویؐ پر دلالت کرتی ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ املقوای فنی زادهم املق کے معنی افتقر کے ہیں اور کبھی متعدی بھی استعمال ہوتا ہے۔ جس کے معنی افنی کے آتے ہیں۔

مابقاء كم بعد ابلكم یعنی مسلسل چلتے رہنا تو ہلاکت تک پہنچا دے گا اور حضرت عمرؓ نے خیبر کی لڑائی میں حمر اہلیہ کے ذبح کرنے کی نہی سے سمجھ لیا کہ اب اونٹوں کی بجائے ان پر سواری کر کے منزل تک پہنچا جا سکتا ہے۔

اشهد ان لا اله الخ معجزہ جو تائید رسالت ہوتا ہے اس کے ظاہر ہونے پر آپ نے کلمہ شہادت پڑھا ہے۔

بَابُ حَمْلِ الزَّادِ عَلَى الرِّقَابِ

ترجمہ۔ گردنوں پر توشہ کا اٹھانا

حدیث (۲۷۶۹) حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ الخ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِؓ قَالَ خَرَجْنَا وَنَحْنُ ثَلٰثُ مِائَةٍ نَحْمِلُ زَادَنَا عَلٰى رِقَابِنَا فَفَنِيَ زَادُنَا حَتّٰى كَانَ الرَّجُلُ مِنَّا يَاكُلُ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ تَمْرَةً قَالَ رَجُلٌ يَا اَبَا عَبْدِ اللهِ وَاَيْنَ كَانَتِ التَّمْرَةُ تَقَعُ مِنَ الرَّجُلِ قَالَ لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حِيْنَ فَقَدْنَاهَا حَتّٰى اَتَيْنَا الْبَحْرَ فَاِذَا حُوْتٌ قَدْ قَذَفَهُ الْبَحْرُ فَاَكَلْنَا مِنْهَا ثَمَانِيَةَ عَشَرَ يَوْمًا مَا اَحْبَبْنَا.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ تین سو ۳۰۰ کے لگ بھگ جہاد کے لئے نکلے۔ کہ اپنے توشے اپنی گردنوں پر اٹھاتے تھے ہمارا یہ زاد ختم ہو گیا یہاں تک کہ ہم میں سے ایک آدمی ہر روز ایک کھجور کا دانہ کھاتا تھا تو ایک آدمی نے کہا اے ابو عبداللہ! یہ ایک کھجور آدمی کے کیا کام

آتی ہوگی یا کہاں پڑتی ہوگی۔ حضرت جابرؓ نے فرمایا ہمیں تو ان کھجوروں کے کم ہو جانے کا بھی غم ہوا جب کہ وہ ختم ہو گئیں یہاں تک کہ ہم سمندر کے کنارے پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ سمندر نے ایک بڑی مچھلی کنارے پر پھینک دی ہے جس کو ہم اپنے مرضی کے مطابق اٹھارہ دن تک کھاتے رہے۔

تشریح از قاسمیؒ: تقع من الرجل ای من جهة الغذاء والتوت یعنی ایک کھجور غذا سے کیا کفایت کرتی ہوگی۔
وجدنا فقدها یعنی ہم تو ان کے کم ہونے پر غمزدہ ہو گئے۔ جب وہ سب کھجور کے دانے ختم ہو گئے۔

بَابُ اِرْدَافِ الْمَرْأَةِ خَلْفَ اَخِيهَا

ترجمہ۔ عورت کا اپنے بھائی کے پیچھے ردیف بیٹھنا

حدیث (۲۷۷۰) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيّ الخ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَرْجِعُ اَصْحَابُكَ بِاَجْرِ حَجٍّ وَعُمْرَةٍ وَلَمْ اَزِدْ عَلَى الْحَجِّ فَقَالَ لَهَا اذْهَبِيْ وَلْيُرْدِفْكِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَاَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ اَنْ يُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيْمِ فَانْتَظَرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَعْلٰى مَكَّةَ حَتّٰى جَاءَتْ

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا اے اللہ کے رسول! تیرے صحابہ تو حج اور عمرہ دونوں کا ثواب لے کر واپس لوٹے اور میں حج پر کوئی چیز زائد نہ کر سکی۔ تو آپؐ نے ان سے فرمایا جاؤ۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ تمہیں اپنے پیچھے ردیف بنائے گا اور حضرت عبدالرحمٰنؓ کو حکم دیا کہ تنعیم کے مقام سے ان کو عمرہ کراؤ۔ پس آپ مکہ معظمہ میں انتظار کرتے رہے۔ حتی کہ حضرت عائشہ عمرہ کر کے آ گئیں۔

حدیث (۲۷۷۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ الخ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ قَالَ اَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اُرْدِفَ عَائِشَةَ وَاَنْ اُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيْمِ.

ترجمہ۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیقؓ فرماتے ہیں کہ مجھے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اپنی بہن عائشہ کو ردیف بناؤ۔ پس میں نے ان کو میقات تنعیم سے احرام بندھوا کے عمرہ کرایا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ: اس باب کی احادیث کو مصنفؒ اس لئے لائے ہیں تا کہ اس قسم کے واقعات سفر میں بیشتر پیش آتے رہتے ہیں۔ خصوصاً جہاد کے سفر میں لہذا بیان کر دیا کہ یہ امور جائز ہیں۔ اس طرح دیگر ابواب بھی اسی ضمن میں آ رہے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ: حافظؒ نے حدیث عائشہؓ کو اس جگہ لانے کی وجہ یہ بیان کی ہے اگر چہ اس ارداف کا جواز حج کے لئے ثابت ہوتا ہے مگر چونکہ آپ کا ارشاد ہے جهاد ركن الحج کہ تمہارا جہاد حج ہے۔ اس طرح حدیث باب سے مطابقت ہو جائے گی۔ دیگر بہت سے ابواب اسی قبیل سے آ رہے ہیں۔

بَابُ الْاِرْتِدَافِ فِي الْغَزْوِ وَالْحَجِّ

ترجمہ۔ جہاد اور حج میں ردیف بنانا

حدیث (۲۷۷۲) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ الخ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كُنْتُ رَدِيْفَ اَبِيْ طَلْحَةَ وَاِنَّهُمْ لَيَصْرُخُوْنَ بِهِمَا جَمِيْعًا الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ میں حضرت ابوطلحہؓ کا ردیف تھا بے شک وہ لوگ حج اور عمرہ دونوں کے تلبیہ کی آواز بلند کرتے تھے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ مطابقت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے کہ جہاد کو بھی حج پر قیاس کیا جو عورتوں کیلئے جہاد کا حکم رکھتا ہے۔

بَابُ الرِّدْفِ عَلَى الْحِمَارِ

ترجمہ۔ گدھے پر ردیف بنانا

حدیث (۲۷۷۳) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ الخ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلٰى حِمَارٍ عَلٰى اِكَافٍ عَلَيْهِ قَطِيْفَةٌ وَّاَرْدَفَ اُسَامَةَ وَرَآءَهٗ.

ترجمہ۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ سے مروی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے کے پالان پر سوار ہوئے۔ جس پر دھاری دار گدا پڑا ہوا تھا۔ اور اپنے پیچھے حضرت اسامہ کو ردیف بنایا۔ یہ واقعہ فتح مکہ کا ہے۔

حدیث (۲۷۷۴) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْبَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ مِنْ اَعْلٰى مَكَّةَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ مُرْدِفًا اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍؓ وَمَعَهٗ بِلَالٌ وَمَعَهٗ عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ طَلْحَةَؓ مِنَ الْحَجَبَةِ حَتّٰى اَنَاخَ فِي الْمَسْجِدِ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّاْتِيَ بِمِفْتَاحِ الْبَيْتِ فَفَتَحَ وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهٗ اُسَامَةُ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ فَمَكَثَ فِيْهَا نَهَارًا طَوِيْلًا ثُمَّ خَرَجَ فَاسْتَبَقَ النَّاسُ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَؓ اَوَّلَ مَنْ دَخَلَ فَوَجَدَ بِلَالًا وَّرَآءَ الْبَابِ قَائِمًا فَسَاَلَهٗ اَيْنَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَشَارَ لَهٗ اِلَى الْمَكَانِ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَنَسِيْتُ اَنْ اَسْاَلَهٗ كَمْ صَلّٰى مِنْ سَجْدَةٍ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے موقعہ پر مکہ کے بالائی حصہ سے اپنے اونٹ پر سوار حضرت اسامہ بن زیدؓ کو ردیف بنائے ہوئے داخل ہوئے آپؐ کے ہمراہ حضرت بلالؓ اور عثمان بن طلحہؓ جو دربانوں میں سے تھے۔ آپؐ کے ہمراہ تھے یہاں تک کہ آپؐ نے مسجد آ کر اونٹنی کو بٹھا دیا حضرت عثمان حجبیؓ کو حکم دیا کہ وہ بیت اللہ کی چابیاں لے آئے۔ چنانچہ اس نے دروازہ کھولا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے اندر داخل ہو گئے آپؐ کے ہمراہ حضرت اسامہؓ۔ حضرت بلالؓ اور حضرت عثمان حجبیؓ داخل ہوئے۔ آپؐ بیت اللہ کے اندرون کا ایک طویل عرصہ رہے پھر باہر تشریف لائے تو لوگ لپکے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سب سے پہلے آدمی تھے جو اندر داخل ہوئے جنہوں نے حضرت بلالؓ کو دروازے کے پیچھے کھڑے ہوئے دیکھا ان سے دریافت کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کس جگہ ادا فرمائی۔ تو انہوں نے اس مقام کی طرف اشارہ کر دیا جہاں پر آپؐ نے نماز پڑھی تھی حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں یہ پوچھنا بھول گیا کہ آپؐ نے کتنی رکعات اس جگہ ادا فرمائی تھیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ ردف علی الحمار باب کی پہلی حدیث کا جواز ثابت ہوا۔ اور امام بخاریؒ کا اس باب سے مقصد یہ ہے کہ گدھے پر ردیف بٹھانا تب جائز ہے جب گدھے پر دوسرا سوار گراں نہ ہو۔ اور اس کی طاقت کے مطابق اس پر بوجھ لادا جائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ یہ حدیث کتاب الحج میں گذر چکی ہے۔ لیکن ابن عمرؓ کی روایت کو اس باب میں لانے کی کیا وجہ ہے جبکہ اس میں حمار کا نہیں بلکہ راحلہ کا ذکر ہے۔ تو حافظ فرماتے ہیں کہ اس کی غرض قوله اقبل يوم الفتح ہے جس سے ارداف اسامہ کو ثابت کرنا ہے علامہ

عینیؒ فرماتے ہیں کہ مطلق ارتداف کو ثابت کرنا ہے۔ فرق اس قدر ہوگا کہ رکوب علی الحمار کی صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع واضح ہوتی ہے کہ گدھے پر سوار ہو کر بھی ردیف کو پیچھے بٹھایا جو اقوی اعظم ہے۔ اونٹنی پر ردیف بٹھانے سے کہ آپؐ نے کسی سواری پر ردیف بٹھانے کو عار نہیں سمجھا یہ آپ کی تواضع تھی۔

بَابُ مَنْ اَخَذَ بِالرِّكَابِ وَنَحْوِهٖ

ترجمہ۔ اس شخص کے بارے میں جس نے رکاب کو پکڑا یا اس طرح سوار ہونے میں مدد دی

حدیث (۲۷۷۵) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ سُلَامٰى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيْهِ الشَّمْسُ يَعْدِلُ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ صَدَقَةٌ وَيُعِيْنُ الرَّجُلَ عَلٰى دَآبَّتِهٖ فَيَحْمِلُ عَلَيْهَا اَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهٗ صَدَقَةٌ وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ وَكُلُّ خُطْوَةٍ يَخْطُوْهَا اِلَى الصَّلٰوةِ صَدَقَةٌ وَيُمِيْطُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آدمی کے ہر جوڑ پر یا ہڈی پر صدقہ واجب ہے ہر اس دن میں جس میں سورج طلوع کرتا ہے۔ دو آدمیوں کے درمیان عدل وانصاف کردے یہ صدقہ ہے۔ اپنی سواری پر کسی آدمی کی مدد کردے کہ اسے سوار کردے یا اس کا سامان سواری پر اٹھا لے یہ بھی صدقہ ہے۔ اچھی بات بھی صدقہ ہے اور ہر وہ قدم جو انسان نماز کی طرف اٹھاتا ہے یہ بھی صدقہ ہے اسی طرح راستہ سے ایذا رساں چیز کو ہٹادے یہ بھی صدقہ ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ یعین الرجل علی دابۃ یہ جملہ محل ترجمہ ہے اور حمل الراکب عام ہے کہ خواہ اسے سوار کرے یا اس کے اسباب کو اٹھا کر چلے تو او تنویع کے لئے ہوگا۔ حمل الراکب کے یہ معنی بھی ہیں کہ اس کے سوار ہونے میں مدد دے۔ اور غزوہ حنین میں حضرت عباسؓ نے سواری کی رکاب پکڑ رکھی تھی اور ابو سفیانؓ نے لگام کو تھام رکھا تھا تو ترجمہ سے اس حدیث کی طرف اشارہ کردیا۔

بَابُ كِرَاهِيَةِ السَّفَرِ بِالْمَصَاحِفِ اِلَى الْاَرْضِ الْعَدُوِّ

ترجمہ۔ قرآن مجید کے نسخوں کو دشمن کے ملک میں سفر جہاد میں لے کر جانا مکروہ ہے

وَكَذٰلِكَ يُرْوٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بِشْرٍ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَابَعَهُ ابْنُ اِسْحٰقَ الخ وَقَدْ سَافَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ فِيْ اَرْضِ الْعَدُوِّ وَهُمْ يُعَلِّمُوْنَ الْقُرْاٰنَ.

ترجمہ۔ اور اس طرح محمد بن بشر کی سند سے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ ابن اسحاق نے بھی ان کی متابعت کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب دشمن کے ملک میں سفر کرتے تھے اور وہ قرآن مجید کی تعلیم دیتے تھے۔

حدیث (۲۷۷۶) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يُّسَافَرَ بِالْقُرْاٰنِ اِلَى الْاَرْضِ الْعَدُوِّ.

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کے ملک کی طرف قرآن مجید لے کر سفر کرنے کو منع فرمایا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ امام بخاریؒ نے مختلف روایات لاکر ثابت کیا ہے کہ جواز بالامن ہے۔یعنی امن کی صورت میں قرآن مجید لے جاسکتا ہے۔اور نہی کو غیر امن سے مقید کیا ہے۔اور وهم يعلمون القران کا جملہ ان کے مدعی پر واضح دلالت کررہا ہے کیونکہ علم قرآن ہے تو تعلیم قرآن ضروری ہوگی۔تعلیم عام ہے خواہ حفظا ہو یا کتابۃً ہو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ مصحف لے کر دشمن کے ملک میں نہ جانا چاہیے۔ممکن ہے دشمن ان کی بے ادبی کرے۔ویسے قرآن مجید پڑھنے کی ممانعت نہیں ہے۔خواہ وہ حفظ سے ہو یا مصحف سے دیکھ کر پڑھے۔تو جواز ثابت ہوا۔بعض حضرات لشکر کثیر اور قلیل کا فرق کرتے ہیں۔اور بعض طمانیت کو شرط گردانتے ہیں۔اس لئے علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ کی مراد یہ ہے کہ سفر بالقرآن سے سفر بالمصحف مراد ہے۔اور بعض نے کہا ہے کہ امام بخاریؒ کا استدلال اس طرح ہے کہ جب تعلم القرآن جائز ہے تو تعلم بالکتاب ہوگا۔تو جب علم القران فی الارض العدو بکتاب وبغیر کتاب جائز ہوا تو حمل القرآن الی ارض العدو کا جواز ثابت ہوگیا۔جب کہ لشکر دشمن کی دست برد سے محفوظ ہو۔یہ امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔امام مالکؒ لشکر کبیر اور صغیر کا کوئی فرق نہیں کرتے اور مطلق ممانعت کے قائل ہیں۔ بہر حال جواز والے یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ ممکن ہے اعداء اسلام کو رغبت فی الاسلام پیدا ہوا۔مانعین کی دلیل یہ ہے کہ کافر فی الحال نجس ہے۔اور اللہ کا دشمن ہے۔کیا عجب ہے کہ توہین کا مرتکب ہو جائے۔

بَابُ التَّكْبِيْرِ عِنْدَ الْحَرْبِ

ترجمہ۔ لڑائی کے وقت اللہ اکبر کا نعرہ لگانا

حدیث(۲۷۷۲) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ صَبَّحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ وَقَدْ خَرَجُوْا بِالْمَسَاحِيْ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ فَلَمَّا رَاَوْهُ قَالُوْا هٰذَا مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيْسُ مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيْسُ فَلَجَاُوْا اِلَى الْحِصْنِ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ وَقَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ وَاَصَبْنَا حُمُرًا فَطَبَخْنَاهَا فَنَادٰى مُنَادِي النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ فَاُكْفِئَتِ الْقُدُوْرُ بِمَا فِيْهَا تَابَعَهٗ عَلِيٌّ عَنْ سُفْيَانَ رَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ صبح کے وقت آپؐ نے خیبر پر چڑھائی کی جب کہ وہ لوگ اپنے کدال اور کسی گردنوں پر اٹھا کر باہر نکل رہے تھے پس جب انہوں نے آپؐ کو دیکھا تو کہنے لگے یہ محمدؐ ہیں اور ان کا لشکر ہے۔تو قلعہ میں پناہ گزیں ہوگئے پس جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے۔تو فرمایا اللہ اکبر خیبر برباد ہوگیا۔ترجمہ آیت کیونکہ جب ہم لوگ کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہوجاتی ہے اس لڑائی میں ہمیں بہت سے گدھے دستیاب ہوئے جن کے گوشت کو ہم نے پکانا شروع کردیا۔تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی حضرت ابوطلحہؓ نے اعلان کیا کہ بے شک اللہ اور اس کا رسول دونوں تمہیں گدھوں کے گوشت کھانے سے منع کرتے ہیں۔پس ان کی ہنڈیا کے اندر جو کچھ تھا سب انڈیل دیا گیا۔روای علی نے سفیان سے اس کی متابعت کی ہے رفع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدیہ۔

تشریح از قاسمیؒ۔ قال الله اکبر محل ترجمہ ہے گدھوں کی حرمت کے سبب میں اختلاف ہے بعض تو کہتے ہیں کہ چونکہ ان کا خمس نہیں نکالا جاتا۔ بعض نے کہا کہ یہ گندگی کھاتے ہیں۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ شاید نبی اس وجہ سے ہو کہ سواری کا جانور ہے کہیں ختم نہ ہو جائے اکثر امت کا یہ قول ہے کہ حرمت مطلقا ان کی ذات میں ہے وجہ جو بھی ہو۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ فِيْ رَفْعِ الصَّوْتِ فِي التَّكْبِيْرِ

ترجمہ۔ اللہ اکبر کہتے وقت آواز کو بلند کرنا یعنی نعرہ لگانا مکروہ ہے۔

حدیث (۲۷۷۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ الخ عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنَّا اِذَآ اَشْرَفْنَا عَلٰى وَادٍ هَلَّلْنَا وَكَبَّرْنَا اِرْتَفَعَتْ اَصْوَاتُنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِرْبَعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ فَاِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا اِنَّهٗ مَعَكُمْ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ تَبَارَكَ اِسْمُهٗ وَتَعَالٰى جَدُّهٗ.

ترجمہ۔ ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہوتے تھے پس جب ہم کسی وادی سے اوپر جھانکتے تھے تو لا اله الا الله اور الله اکبر کے نعرے لگاتے تھے کہ ہماری آوازیں بلند ہو جاتی تھیں تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنی جانوں پر نرمی کرو کیونکہ تم کسی بہرے اور غیر حاضر کو نہیں پکارتے۔ بے شک وہ تو ہر جگہ تمہارے ساتھ ہے۔ بے شک وہ سننے والا نزدیک ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ امام بخاریؒ کی غرض ترجمة الباب سے یہ ہے کہ الله اکبر کہتے وقت آواز اتنی بلند نہ ہو جائے جو حد تو سط اور جواز سے تجاوز کر جائے اور حد کراہت تک پہنچ جائے۔ جیسا کہ اربعوا علی انفسکم کے الفاظ اس پر دلالت کرتے ہیں کہ مطلق ممانعت نہیں حد اعتدال سے تجاوز ممنوع ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حدیث شریف میں ہے کہ آپؐ نے جهر بالذكر سے منع فرمایا جس سے بعض ائمہ ومشائخ بھی ذکر جہری کی ممانعت کے قائل ہیں لیکن حضرت شیخ گنگوہیؒ نے جو جواب دیا ہے کہ اربعوا علی انفسکم یہ جواز پر نص ہے مبالغہ کی ممانعت ہے اور کوکب دری میں شیخ گنگوہیؒ نے ایک اور جواب دیا ہے کہ وہاں دشمن موجود تھا تو آپؐ نے منع فرمایا تا کہ دشمن کو علم نہ ہو جائے تو ممانعت امر خارج کی وجہ سے ہوئی نفس ذکر سے ممانعت نہ ہوئی۔ البتہ کسی کو ذکر جہری سے ایذا کا خطرہ ہو تو پھر کراہت میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اور روح البیان کے حاشیہ میں ہے کہ یہ اختلاف مشارب اور مقامات کی وجہ سے ہے اهل غفلات کے لئے جهر مناسب ہے۔ احوال اہل ظہور کے لئے خفله مناسب ہے بنا بریں میں کہتا ہوں کہ صوفیاء کرام نے ان لوگوں کو ذکر جہری سے روک دیا جو درجہ مشاہدہ تک ترقی کر گئے اور جو درجہ مراقبہ میں ہیں ان کو ذکر جہری کا حکم دیا جاتا ہے۔ اور تمہیں معلوم ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے درجہ انتہا کو پہنچے ہوئے تھے انہیں ریاضات اور چلہ کشی کی ضرورت نہیں تھی۔ بہر حال کوکب کے اندر اور روایات بھی ذکر کی گئی ہیں۔ اور مولانا عبدالحیٔ لکھنویؒ نے اس پر ایک مستقل رسالہ تحریر فرمایا۔ کہ جس میں پچاس روایات سے ذکر جہری کو ثابت فرمایا ہے رسالہ کا نام سباحة الفكر ہے اور بذل المجهود میں شیخ خلیل احمدؒ نے حدیث باب کا جواب دیا ہے کہ مبالغه في الجهر سے ممانعت ہے اسلئے مطلقاً جہر کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ نہی آسانی اور نرمی کرنے کے لئے ہے اس کیلئے نہیں کہ جهر غیر مشروع ہے اور حافظؒ نے طبری کا قول نقل کرتے ہوئے لکھا ہے

کہ حدیث سے کراہت رفع الصوت بالدعاء والذکر معلوم ہوئی اور عام سلف صالحین اسی کے قائل ہیں۔لیکن امام بخاریؒ کا تصرف تقاضا کرتا ہے کہ قتال کے وقت رفع صوت مکروہ ہے ورنہ دیگر مقامات پر ثابت ہے جیسے کتاب الصلوۃ میں گذرا کہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں صلوۃ مکتوبہ کے بعد عہد نبویؐ میں رفع الصوت بالذکر ہوتا تھا۔

بَابُ التَّسْبِيحِ إِذَا هَبَطَ وَادِيًا

ترجمہ۔جب کسی وادی میں اترے تو سبحان اللہ کہے

حدیث(۲۷۷۹)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الخ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِؓ قَالَ كُنَّا إِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا وَإِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا.

ترجمہ۔حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جب اوپر کو چڑھتے تھے تو اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے اور جب کسی وادی میں نیچے اترتے تو سبحان اللہ کہتے تھے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حدیث باب سے تکبیر اور تسبیح کی تقسیم معلوم ہوتی ہے جس کا راز یہ بتلایا گیا ہے کہ کسی مکان پر چڑھنا اللہ تعالیٰ کی بلندی اور کبریائی کا متقاضی ہے اور نیچے اترنا اللہ تعالیٰ کی تفسل یعنی پستی سے پاکی کو تقاضا کرتی ہے۔

بَابُ التَّكْبِيرِ إِذَا عَلَا شَرَفًا

ترجمہ۔جب کسی اونچے مکان پر چڑھے تو اللہ اکبر کہنا ہے

حدیث (۲۷۸۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِؓ قَالَ كُنَّا إِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا وَإِذَا تَصَوَّبْنَا سَبَّحْنَا.

ترجمہ۔حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ہم جب بھی اوپر کو چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے تھے اور جب نیچے اترتے تو سبحان اللہ کہتے تھے۔

حدیث(۲۷۸۱)حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ الخ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَؓ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَفَلَ مِنَ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ الْغَزْوِ يَقُولُ كُلَّمَا أَوْفَى عَلَى ثَنِيَّةٍ أَوْ فَدْفَدٍ كَبَّرَ ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ صَدَقَ اللهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ قَالَ صَالِحٌ فَقُلْتُ لَهُ أَلَمْ يَقُلْ عَبْدُ اللهِ إِنْ شَاءَ اللهُ قَالَ لَا.

ترجمہ۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی حج یا عمرہ اور میں خوب جانتا ہوں کہ آپؐ نے جہاد کا ذکر بھی فرمایا کہ جب واپس ہوتے تھے تو جب کسی گھاٹی پر چڑھتے یا کسی کھلے میدان کنکریوں والے میں پہنچے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے پھر یہ کلمات پڑھتے جنکا ترجمہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اسکا کوئی ساتھی نہیں اسی کے لئے بادشاہی ہے۔اسی کے لئے حمد وثنا ہے۔وہی ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے ہم واپس لوٹنے والے ہیں اور اپنے رب کی طرف توبہ کرنے والے ہیں اس کی عبادت کرنے والے۔اسی

کو سجدہ کرنے والے۔ اور ہم اپنے رب کی حمد بیان کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا۔ اپنے بندے کی مدد فرمائی۔ اور اکیلے نے لشکروں کو شکست دی۔ صالح فرماتے ہیں میں نے سالم سے پوچھا کہ کیا حضرت عبداللہؓ نے انشاء اللہ نہیں کہا تھا۔ سالم نے کہا نہیں فرمایا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ لا اعلمه یہ جملہ اضراب عن الحج والعمرة کیلئے ہے مقصد یہ ہے کہ اذا قفل من الغزو اوفی بمعنی اشرف۔ ثنیۃ گھاٹی۔ فدفد چٹیل میدان۔ احزاب سے مراد وہ قبائل ہیں جو محاربة النبی صلی الله علیه وسلم کے لئے جمع ہو گئے تھے۔

بَابُ يُكْتَبُ لِلْمُسَافِرِ مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ فِي الْإِقَامَةِ

ترجمہ۔ مسافر کے لئے اسی طرح ثواب لکھا جاتا ہے جس طرح وہ اقامت کی حالت میں عمل کرتا تھا

حدیث(۲۷۸۲) حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ الخ سَمِعْتُ اَبَا بُرْدَةَ وَاصْطَحَبَ هُوَ وَيَزِيْدُ بْنُ اَبِيْ كَبْشَةَ فِيْ سَفَرٍ فَكَانَ يَزِيْدُ يَصُوْمُ فِي السَّفَرِ فَقَالَ لَهُ اَبُوْبُرْدَةَ سَمِعْتُ اَبَا مُوْسٰى مِرَارًا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ اَوْ سَافَرَ يُكْتَبُ لَهُ مِثْلَ مَا كَانَ يَعْمَلُ مُقِيْمًا صَحِيْحًا.

ترجمہ۔ حضرت ابراہیم سکسکی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبردہؓ سے سنا وہ اور یزید بن ابی کبشہ ایک سفر میں ساتھ تھے یزید سفر میں روزہ رکھتے تھے تو حضرت ابوبردہؓ نے ان سے فرمایا کہ میں نے کئی مرتبہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی بندہ بیمار ہوتا ہے یا سفر اختیار کرتا ہے تو اس کے لئے اسی کے برابر ثواب لکھا جاتا ہے۔ جو وہ اقامت اور تندرستی کی حالت میں عمل کرتا تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ یکتب للمسافر یہ ثواب اس وقت لکھا جائے گا جب کہ وہ مسافر اپنے سفر میں گناہ گار نہ ہو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ یعنی جب اس کا سفر کسی گناہ کیلئے نہ ہو۔ علامہ عینیؒ اور قسطلانیؒ بھی یہی فرماتے ہیں ای فی سفر طاعة حافظؒ نے بہت سی روایات اس معنی میں نقل کر کے لکھا ہے کہ ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ یہ حکم نوافل کے بارے میں ہے۔ صلوۃ فرض ساقط نہیں ہوگی۔ نہ سفر کی وجہ سے اور نہ ہی مرض کی وجہ سے بلکہ ادا کرے یا قضا کرے۔ ابن منیرؒ نے اعتراض کیا کہ یہ وسعت میں تنگی کرتا ہے لیکن حافظؒ اس پر فرماتے ہیں کہ مسافر اور مریض جب عمل میں ہیں تو اس مسافر اور مریض کو مقیم اور صحیح سے زیادہ ثواب ملے گا۔

بَابُ السَّيْرِ وَحْدَهُ

ترجمہ۔ تنہا سفر کرنا

حدیث (۲۷۸۳) حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ الخ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ نَدَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَحَوَارِيُّ الزُّبَيْرُ قَالَ سُفْيَانُ الْحَوَارِيُّ النَّاصِرُ.

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اہم کام کیلئے خندق کی لڑائی کے موقعہ پر لوگوں کو پکارا کہ اس مہم پر کون جائیگا تو حضرت زبیرؓ تعمیل ارشاد کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر آپؐ نے پکارا تو پھر بھی حضرت زبیرؓ کھڑے ہوئے۔ تیسری مرتبہ پکارا تو بھی حضرت زبیرؓ کھڑے ہوئے۔ جس پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک ہر نبی کا ایک خاص مددگار ہوتا ہے۔ میرا خاص مددگار حضرت

زبیرؓ ہے۔ سفیان فرماتے ہیں حواری کا معنی مددگار ہے۔

حدیث (۲۷۸۴) حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْيَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي الْوَاحِدَةِ مَآ اَعْلَمُ مَا سَارَ رَاكِبٌ بِلَيْلٍ وَّحْدَهٗ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جو کچھ نقصانات سفر کرنے میں ہیں اگر لوگوں کو علم ہو جاتا جس قدر کہ میں جانتا ہوں کوئی سوار رات کے وقت تنہا سفر نہ کرتا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ سیر وحدہ کے بارے میں امام بخاریؒ دو حدیثیں لائے ہیں ایک تو حضرت زبیرؓ کا واقعہ کہ وہ تن تنہا مہم پر گئے جس کی تشریح گذر چکی ہے دوسری حدیث سے ممانعت معلوم ہوتی ہے۔ تو جمع کی صورت یہ ہے کہ اگر رات کے وقت جانے کی ضرورت ہو اور غلبہ سلامتی کا ہو تو سیر وحدہ جائز ہے جیسے حضرت زبیرؓ کی حدیث دلالت کرتی ہے۔ اگر خوف وخطرہ لاحق ہو تو حذر کرنا چاہئے۔ ابن المنیرؒ فرماتے ہیں کہ لڑائی کی مصلحت کیلئے سفر کرنا جائز ہے۔ جیسے جاسوسی حالات معلوم کرنا۔ انتظامات کیلئے جانا۔ ان سب کیلئے جواز ہے۔ ان کے ماسوا کے لئے کراہت ہے۔

بَابُ السُّرْعَةِ فِي السَّيْرِ

ترجمہ۔ چلنے میں جلدی کرنا

قَالَ اَبُوْحُمَيْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ مُتَعَجِّلٌ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّتَعَجَّلَ مَعِيَ فَلْيُعَجِّلْ فَلَمَّا اَشْرَفَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ.

ترجمہ۔ ابو حمید فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تو مدینہ کی طرف جلدی جا رہا ہوں جو شخص میرے ساتھ جلدی جانا چاہتا ہو تو وہ جلدی کرے۔ پس جب آپؐ نے مدینہ کو جھانکا الخ۔

حدیث (۲۷۸۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى الخ قَالَ سُئِلَ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍؓ كَانَ يَحْيٰى يَقُوْلُ وَاَنَا اَسْمَعُ فَسَقَطَ عَنِّيْ عَنْ مَسِيْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوِدَاعِ قَالَ فَكَانَ يَسِيْرُ الْعَنَقَ فَاِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ وَالنَّصُّ فَوْقَ الْعَنَقِ.

ترجمہ۔ حضرت اسامۃ بن زیدؓ سے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حجۃ الوداع میں چال کے متعلق پوچھا گیا۔ یحییٰ راوی کہتے ہیں کہ وہ کہہ رہے تھے اور میں سن رہا تھا لیکن یہ الفاظ پہلے میرے ذکر سے ساقط ہو گئے تھے اور دوسری دفعہ بیان کیا بہر حال حضرت اسامہؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم درمیانی چال چلتے تھے۔ جب بھیڑ میں سے آپؐ کو فراخی مل جاتی تو پھر تیز رفتاری سے چلتے تھے نص عنق سے اوپر والی چال کا نام ہے۔

حدیث (۲۷۸۶) حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ الخ عَنْ اَسْلَمَ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ بِطَرِيْقِ مَكَّةَ فَبَلَغَهٗ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ اَبِيْ عُبَيْدٍ شِدَّةُ وَجْعٍ فَاَسْرَعَ السَّيْرَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بَعْدَ غُرُوْبِ الشَّفَقِ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعَتَمَةَ يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا وَقَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ اَخَّرَ الْمَغْرِبَ وَجَمَعَ بَيْنَهُمَا.

ترجمہ۔ حضرت اسلمؓ فرماتے ہیں کہ مکہ کے راستہ میں میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ہمراہ تھا انہیں ان کی بیوی حضرت صفیہ بنت ابی عبیدؓ کی

سخت بیماری کی خبر پہنچی تو انہوں نے جلدی چلنا شروع کر دیا یہاں تک کہ جب شفق کے غروب کا وقت ہوا تو سواری سے اترے مغرب کی نماز ادا کی اور عشاء کی نماز کو بھی پڑھا اور ان دونوں کو جمع کر دیا اور فرمایا کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب انہیں جلدی جانا ہوتا تھا تو مغرب کی نماز کو مؤخر کرتے اور ان دونوں مغرب اور عشاء کو جمع کرتے تھے۔

حدیث (۲۷۸۷) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ الخ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّفَرُ قِطْعَۃٌ مِّنَ الْعَذَابِ یَمْنَعُ اَحَدَکُمْ نَوْمَہٗ وَطَعَامَہٗ فَاِذَا قَضٰی اَحَدُکُمْ نَھْمَتَہٗ فَلْیُعَجِّلْ اِلٰی اَھْلِہٖ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے۔ جو تمہاری نیند کھانا اور پینا روک دیتا ہے۔ پس جب بھی تم میں سے کوئی اپنی ضرورت پورے کر لے تو جلدی اپنے گھر والوں کے پاس واپس آ جائے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ فسقط عنی الخ لفظ انا اسمع عروۃ کا مقولہ ہے۔ لیکن ھشام کو قصہ سنایا تو اسے ذکر کر دیا ھشام نے جب کسی کو سنایا تو بھی اس زیادتی کو ذکر کیا۔ لیکن یحییٰ نے جب ابن المثنیٰ سے اس کا ذکر کیا تو وہ جملہ معترضہ بھول گیا۔ لیکن جلدی یاد آ گیا۔ جس کا انہوں نے تدارک کر دیا۔ اور اخیر میں اس کا ذکر کر دیا۔ اگرچہ اپنی جگہ پر اسے ذکر نہ کیا۔ اور کان یحییٰ یقول یہ محمد بن المثنی کا مقولہ ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ کان یحیی یقول. قال بخاری اور قال المثنی کے درمیان یہ جملہ معترضہ ہے۔ یحییٰ فرماتے ہیں کہ یقول وانا اسمع کے الفاظ اولاً ذکر نہیں کئے تھے۔ بعد ازاں آخر میں ذکر کر دیئے بلکہ اپنے اصل میں بھی اسے لکھ دیا۔

بَابُ اِذَا حَمَلَ عَلٰی فَرَسٍ فَرَاٰھَا تُبَاعُ

ترجمہ۔ جب کسی کو جہاد کے لئے گھوڑا سواری کے لئے دیا پھر دیکھا کہ وہ بک رہا ہے۔

حدیث (۲۷۸۸) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَؓ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِؓ حَمَلَ عَلٰی فَرَسٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَوَجَدَہٗ یُبَاعُ فَاَرَادَ اَنْ یَّبْتَاعَہٗ فَسَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَبْتَعْہُ وَلَا تَعُدْ فِیْ صَدَقَتِکَ.

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے جہاد فی سبیل اللہ کے لئے کسی کو گھوڑا ہبہ کر دیا۔ پھر اس کو پایا کہ وہ بک رہا ہے۔ ان کا ارادہ ہوا کہ اسے خرید کر لیا جائے۔ بنا بریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت فرمایا آپ کا ارشاد تھا کہ اسے مت خریدو۔ اور اپنے صدقہ میں رجوع نہ کرو۔

حدیث (۲۷۸۹) حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِؓ یَقُوْلُ حَمَلْتُ عَلٰی فَرَسٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَابْتَاعَہٗ اَوْ فَاَضَاعَہُ الَّذِیْ کَانَ عِنْدَہٗ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَشْتَرِیَہٗ وَظَنَنْتُ اَنَّہٗ بَائِعُہٗ بِرُخْصٍ فَسَاَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَشْتَرِہٖ وَاِنْ بِدِرْھَمٍ فَاِنَّ الْعَائِدَ فِیْ ھِبَتِہٖ کَالْکَلْبِ یَعُوْدُ فِیْ قَیْئِہٖ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن الخطابؓ سے سنا فرماتے تھے میں نے کسی شخص کو جہاد فی سبیل اللہ [illegible] گھوڑا سواری کے لئے ہبہ کیا۔ پس اس شخص نے اس کو بیچنے کے لئے پیش کیا۔ اسے [illegible] نے اس کے خرید کر لینے کا ارادہ

کیا۔ مجھے گمان تھا کہ وہ سستے نرخ پر بیچ دے گا اس بارے میں میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ آپؐ نے فرمایا اس کو مت خریدو اگر چہ ایک درہم کے بدلہ میں کیوں نہ ہو۔ کیونکہ اپنے ہبہ میں رجوع کرنے والا اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے میں رجوع کرنے والا ہو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ فابتاعہ اگر متکلم کا صیغہ ہے پھر تو ظاہر ہے کہ اس کے معنی ہیں میں نے خریدنے کا ارادہ کیا تو حال ماضیہ کی حکایت استقبال کے لفظ سے کردی اس صورت میں فاردت ان اشتریہ معطوف ہوگا۔ حاصل یہ ہے کہ راوی کو شک ہے کہ حضرت عمرؓ نے صرف ابتاعہ کے لفظ پر اکتفا کیا یا اس کی جگہ فاضاعہ الذی کان عندہ فاردت ان اشتریہ فرمایا اور اگر ابتاعہ غائب کا صیغہ ہے تو پھر علی طریق الالتفات ہے خرید کرنے کے ارادہ کو ابتاع سے تعبیر کیا۔ اس وقت بھی معطوف وہی ہوگا جو پہلی توجیہ میں تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ شیخ گنگوہیؒ نے تو ابتاعہ کی عجیب توجیہ فرمائی ہے لیکن حافظؒ فرماتے ہیں کہ ابتاعہ اصل میں باعہ تھا جو عرض للبیع کے معنی میں ہے۔ کرمانیؒ فرماتے ہیں ابتاع معنی میں باع کے ہے کیونکہ بیع و شراء ایک دوسرے کے معنی میں استعمال ہوتے رہتے ہیں۔ جیسے بئسما اشتروا بہ انفسہم معنی میں باعوا کے ہے۔ اتخذ البیع لنفسہ کے معنی ہیں۔

بَابُ الْجِهَادِ بِإِذْنِ الْاَبَوَيْنِ

ترجمہ۔ ماں باپ کی اجازت سے جہاد ہونا چاہئے

حدیث(۲۷۹۰) حَدَّثَنَا آدَمُ الخ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرؓ يَقُوْلُ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَاْذَنَهٗ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ اَحَيٌّ وَالِدَاکَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفِيْهِمَا فَجَاهِدْهُمَا.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر جہاد فی سبیل اللہ کے لئے اجازت طلب کرنے لگا۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کیا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ ہاں زندہ ہیں آپؐ نے فرمایا ان میں ہی جہاد کرو۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ ففیہما فجاھد جار مجرور مقدم امر جاہد کے متعلق ہیں جو اختصاص کے فائدہ کے لئے ہے تو اس سے مجاہد فی خدمت الوالدین ثابت ہوا جمہور علماء فرماتے ہیں اگر مسلمان والدین جہاد سے روک دیں تو جہاد حرام ہے کیونکہ ماں باپ کی خدمت فرض عین ہے اور جہاد فرض کفایہ ہے۔ البتہ نفیر عام کی صورت میں جب جہاد فرض عین ہو جائے تو پھر اذان کی حاجت نہیں ہے۔

بَابُ مَا قِيْلَ فِي الْجَرَسِ وَنَحْوِهٖ فِيْ اَعْنَاقِ الْاِبِلِ

ترجمہ۔ اونٹوں کی گردنوں میں گھنٹی وغیرہ کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے اس کا بیان ہے۔

حدیث(۲۷۹۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ الخ اَنَّ اَبَا بَشِيْرٍ الْاَنْصَارِيَّؓ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ حَسِبْتُ اَنَّهٗ قَالَ وَالنَّاسُ فِيْ مَبِيْتِهِمْ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُوْلًا اَنْ لَّا تَبْقَيَنَّ فِيْ رَقَبَةِ بَعِيْرٍ قِلَادَةٌ اِلَّا قُطِعَتْ.

ترجمہ۔ حضرت ابو بشیر انصاریؓ خبر دیتے ہیں کہ وہ بعض اسفار میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ عبداللہ راوی فرماتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ لوگ اپنے اپنے رات کے بسیرہ میں تھے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قاصد بھیج کر اعلان

کرایا۔ کہ کسی اونٹ کی گردن میں زہ کا ہار یا مطلقا ہار نہ رہنے دیا جائے۔ بلکہ اسے کاٹ دیا جائے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ قلادة من وترا وقلادة اگر او کو شک راوی پر محمول کیا جائے تو توجیہ کی تکلیف کرنے کی بنسبت معاملہ آسان ہے۔ اگر اصل متن میں ہے تو پھر تعمیم بعد تخصیص ہے تو پھر اس سے مراد یہ ہے کہ ایسے ہار قطع کردیئے جائیں جو زینت یا کسی شرعی ضرورت کیلئے نہ ہوں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں کہ او تار کے بارے میں تین قول ہیں اہل عرب نظر بد سے بچنے کے لئے کمانوں کی زہ یعنی تار جانوروں کی گردن میں ڈالتے تھے ان کے کاٹنے کا حکم دیا گیا کہ تقدیر الٰہی کو کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ امام مالکؒ کا یہی قول ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ نہی اس وجہ سے ہے کہ سخت دوڑ کے وقت کہیں جانور کا گلا نہ دب جائے۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں اس سے جانوروں کو تکلیف ہوتی ہے۔ دل تنگ ہوتا ہے۔ اور چرنے میں بھی دشواری ہوتی ہے۔ اور تیسرا قول یہ ہے کہ ان ہاروں کے اندر گھنٹیاں باندھتے ہیں۔ امام بخاریؒ کا ترجمہ بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔ امام بخاریؒ نے روایت کے اس طریق کی طرف اشارہ فرمایا جس میں ہے لا یبقین قلادة من وتر ولا جرس فی عنق بعیر الا قطع یعنی اونٹ کی گردن میں نہ تو کوئی ہار باقی رکھا جائے اور نہ ہی کوئی گھنٹی چھوڑی جائے بلکہ انہیں کاٹ دیا جائے۔ اس قول پر ابل وغیرہ میں کوئی فرق نہیں ہوگا۔ ابل کی تخصیص کی وجہ یہ بھی ہے کہ عموماً گھنٹیاں وغیرہ گھوڑوں کی گردن میں نہیں باندھی جاتیں۔ تو ترجمہ میں ابل کی قید عمومی حالت کے مطابق ہوئی۔ تو جمہور کے نزدیک یہ نہی کراہت تنزیہہ کے لئے ہوگی۔ عند الحاجت جائز ہے۔ لیکن یہی حکم تعویذات کا ہے جب کہ ان میں قرآن مجید لکھا ہوا نہ ہو۔ اگر قرآن مجید لکھا ہوا ہے تو اس میں کوئی ممانعت نہیں۔ بلکہ ذکر اللہ کی برکت سے شفا نصیب ہوگی۔ اعمال قرآنی مؤلفہ مولانا تھانویؒ اسی پر مبنی ہے۔

بَابُ مَنْ اُكْتُتِبَ فِیْ جَیْشٍ فَخَرَجَتْ اِمْرَاَتُهٗ حَاجَّةً

وَّكَانَ لَهٗ عُذْرٌ هَلْ يُؤْذَنُ لَهٗ

ترجمہ۔ جس شخص کا نام کسی لشکر میں لکھا گیا پھر اس کی بیوی حج پر جانے لگی یا کوئی اور ضرورت اور عذر پیش آ گیا تو اس کو اجازت دی جاسکتی ہے۔

حدیث (۲۷۹۲) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ وَّلَا تُسَافِرَنَّ امْرَاَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُكْتُتِبْتُ فِیْ غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا وَخَرَجَتْ امْرَاَتِیْ حَاجَّةً فَقَالَ اذْهَبْ فَحُجَّ مَعَ امْرَاَتِكَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کوئی مرد کسی اجنبی عورت کے ساتھ خلوت میں نہ رہے۔ اور نہ ہی کوئی عورت اکیلے سفر کرے بلکہ اس کے ساتھ اس کا محرم ضرور ہو۔ ایک آدمی اٹھ کھڑا ہوا کہنے لگا یا رسول اللہ میرا نام فلاں فلاں لڑائی میں لکھا جا چکا ہے۔ اور میری بیوی حج کے لئے جارہی ہے۔ آپؐ نے فرمایا جاؤ اپنی بیوی کے ہمراہ حج کرو۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حدیث سے ثابت ہوا کہ اہم امور کو عارضی امور پر مقدم کیا جائے۔ جیسے سفر حج اور جہاد میں تعارض ہو گیا تو سفر حج کو ترجیح دی جائے گی کیونکہ جہاد میں تو اسکا قائم مقام اور ہو سکتا ہے حج میں جو اپنی بیوی کے ساتھ ہو قائم مقامی نہیں ہو سکتی۔

بَابُ الْجَاسُوْسِ وَالتَّجَسُّسُ التَّبَحُّثُ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّىْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ

ترجمہ۔ جاسوسی کرنا۔ تجسس حالات کی چھان بین کرنے کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اے مسلمانو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔

حدیث(۲۷۹۳) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ سَمِعْتُ عَلِيًّاؓ يَقُوْلُ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ بْنَ الْاَسْوَدِ قَالَ انْطَلِقُوْا حَتّٰى تَاْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ فَاِنَّ بِهَا ظَعِيْنَةً وَّمَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوْهُ مِنْهَا فَانْطَلَقْنَا تَعَادٰى بِنَا خَيْلُنَا حَتّٰى انْتَهَيْنَا اِلَى الرَّوْضَةِ فَاِذَا نَحْنُ بِالظَّعِيْنَةِ فَقُلْنَا اَخْرِجِى الْكِتٰبَ فَقَالَتْ مَا مَعِيَ مِنْ كِتٰبٍ فَقُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ الْكِتٰبَ اَوْلَنُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ فَاَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَاَتَيْنَا بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا فِيْهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ اَبِىْ بَلْتَعَةَ اِلٰى اُنَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا حَاطِبُ مَا هٰذَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ اِنِّىْ كُنْتُ امْرَاً مُلْصَقًا فِىْ قُرَيْشٍ وَلَمْ اَكُنْ مِّنْ اَنْفُسِهَا وَكَانَ مَنْ مَّعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ بِمَكَّةَ يَحْمُوْنَ بِهَآ اَهْلِيْهِمْ وَاَمْوَالَهُمْ فَاَحْبَبْتُ اِذْ فَاتَنِىْ ذٰلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيْهِمْ اَنْ اَتَّخِذَ عِنْدَهُمْ يَدًا يَحْمُوْنَ بِهَا قَرَابَتِىْ وَمَا فَعَلْتُ كُفْرًا وَّلَآ اِرْتِدَادًا وَّلَا رِضًى بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ صَدَقَكُمْ قَالَ عُمَرُؓ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ دَعْنِىْ اَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا قَالَ اِنَّهٗ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَّمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهُ اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اطَّلَعَ عَلٰى اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ قَالَ سُفْيَانُ وَاَىُّ اَسْنَادٍ هٰذَا۔

ترجمہ۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت زبیرؓ اور حضرت مقداد بن الاسودؓ کو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہم پر بھیجا فرمایا تم چلتے رہو۔ جب خاخ کے باغ کے پاس پہنچو تو وہاں تمہیں ایک اونٹ سوار عورت ملے گی جس کے پاس ایک خط ہے وہ اس سے لے آؤ۔ پس ہم چل پڑے کہ ہمیں ہمارے گھوڑے دوڑاتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم اس باغ تک پہنچ گئے۔ واقعی وہاں ایک اونٹ سوار عورت تھی۔ جس سے ہم نے کہا کہ خط نکالو اس نے کہا میرے پاس تو کوئی خط نہیں ہے ہم نے کہا خط نکالو یا کپڑے اتارو۔ تو اس نے اپنے سر کے بالوں کے جوڑے سے خط نکال دیا۔ جس کو لیکر ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے۔ خط کھول کر پڑھا تو اس کا مضمون یہ تھا۔ حاطب ابن ابی بلتعہ کی طرف سے مکہ والے مشرکوں کی طرف جس کے ذریعہ اس نے جناب رسول اللہ کے ایک راز کے متعلق خبر دی تھی آپ مکہ پر چڑھائی کرنے والے ہیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ اے حاطب یہ کیا خط ہے اس نے کہا یا رسول اللہ مجھے سزا دینے میں جلدی نہ کیجئے میرا عذر سن لیجئے کہ میں قریش کا حلیف ہوں۔ میرا کوئی ان سے نسبی رشتہ نہیں ہے۔ اور آپ کے ہمراہ جس قدر مہاجرین ہیں مکہ میں ان کی رشتہ داریاں ہیں جن کی وجہ سے قریش ان کے اہل وعیال اور اموال کی حفاظت کریں گے میری خواہش ہوئی کہ جب یہ نسبی قرابت نہیں ہے تو میں ان پر

ایک ایسا احسان کروں جس کی وجہ سے وہ لوگ میری قرابت کا لحاظ کریں۔ میں نے یہ کام نہ تو کفر کی بنا پر کیا ہے۔ اور نہ ہی دین اسلام سے پھرنے کی وجہ سے کیا ہے اور نہ ہی اسلام کے بعد کفر پر راضی ہونے کی وجہ سے کیا ہے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے تمہیں سچ سچ بتا دیا ہے لہذا اسے کچھ نہ کہو حضرت عمرؓ نے فرمایا یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ آپ نے فرمایا چونکہ یہ حاطب بدر کی لڑائی میں حاضر ہو چکا ہے اور تمہیں کیا پتہ کہ شاید اللہ تعالیٰ نے بدری صحابہ کرامؓ سے راضی ہو کر فرما دیا ہو کہ تم جو کچھ چاہو عمل کرو میں تمہیں بخش چکا ہوں۔ سفیان فرماتے ہیں کہ یہ کیسی عجیب سند ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ جاسوسی کا حکم یہ ہے کہ جب وہ کفار کی طرف سے ہو تو شر ہے مسلمانوں کی طرف سے ہو تو خیر ہے۔ آیت کریمہ کی ترجمہ سے مناسبت یہ ہے کہ حدیث باب میں جو قصہ مذکورہ ہے وہ اس آیت کا شان نزول ہے۔ یا اس وجہ سے کہ اس سے کفار کے جاسوس کا حکم نکالا گیا کہ جب کسی مسلمان کو اس کی جاسوسی کا علم ہو جائے تو اس کا معاملہ حاکم اور امام تک پہنچائے جس پر وہ اپنی مناسب رائے قائم کرے گا۔ اب علماء میں اختلاف ہے کہ کفار کے جاسوس کا قتل کرنا جائز ہے یا نہیں۔

خاخ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے۔ ظعینہ اس عورت کو کہتے ہیں جو ہودج میں سوار ہو۔ اس عورت کا نام سارہ تھا جو عمران بن صفی کی باندی تھی۔ ملصق کے معنی حلیف کے ہیں۔ عقاص بٹے ہوئے بالوں کا جوڑا۔ ابو بلتعہ کا نام عامر تھا۔ حاطب کی وفات ۳۰ھ میں ہوئی۔ اس حدیث سے ایک تو آپ کا معجزہ ثابت ہوا دوسرے اہل بدر کی فضیلت معلوم ہوئی۔

بَابُ الْكِسْوَةُ لِلْاُسَارٰی

ترجمہ۔ قیدیوں کو کپڑے پہنانا تا کہ ان کا ننگ چھپ جائے

حدیث (۲۷۹۴) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ اُتِیَ بِاُسَارٰی وَاُتِیَ بِالْعَبَّاسِ وَلَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ ثَوْبٌ فَنَظَرَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهٗ قَمِيْصًا فَوَجَدُوْا قَمِيْصَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُبَیٍّ يَقْدِرُ عَلَيْهِ فَكَسَاهُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاهُ فَلِذٰلِكَ نَزَعَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَمِيْصَهُ الَّذِیْ اَلْبَسَهٗ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ كَانَتْ لَهٗ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدٌ فَاَحَبَّ اَنْ يُّكَافِئَهٗ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں جب بدر کی لڑائی ختم ہو گئی تو قیدیوں کو لایا گیا۔ جن میں حضرت عباسؓ کو بھی لایا گیا جن پر کوئی کپڑا نہیں تھا۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے قمیص تلاش کی تو عبداللہ بن ابی کی قمیص ان کے فٹ آئی یعنی ان کے مناسب تھی (کیونکہ یہ بھی حضرت عباسؓ کی طرح لمبے قد کے آدمی تھے) پھر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بدلے اسکے مرنے کے بعد اسے اپنی قمیص پہنائی لیکن بعد ازاں اس پہنائی ہوئی قمیص کو اس کے بدن سے کھینچ لیا کیونکہ وہ اس کا اہل ثابت نہ ہوا۔ ابن عیینہ فرماتے ہیں کہ چونکہ اس عبداللہ بن ابی کا آپؐ پر احسان تھا جس کا بدلہ آپؐ چکانا چاہتے تھے۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ اَسْلَمَ عَلٰی يَدَيْهِ رَجُلٌ

ترجمہ۔ اس شخص کی فضیلت کے بارے میں جس کے ہاتھ پر کوئی مسلمان ہو جائے۔

حدیث (۲۷۹۵) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ الخ اَخْبَرَنِیْ سَهْلٌ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَوْمَ خَيْبَرَ لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ عَلٰى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ فَبَاتَ النَّاسُ لَيْلَتَهُمْ اَيُّهُمْ يُعْطٰى غَدًا فَغَدَوْا كُلُّهُمْ يَرْجُوْهُ فَقَالَ اَيْنَ عَلِيٌّ فَقِيْلَ يَشْتَكِيْ عَيْنَيْهِ فَبَصَقَ فِيْ عَيْنَيْهِ وَدَعَالَهٗ فَبَرَأَ كَاَنْ لَّمْ يَكُنْ بِهٖ وَجَعٌ فَاَعْطَاهُ الرَّايَةَ فَقَالَ اُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا فَقَالَ انْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ وَاَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ فَوَاللّٰهِ لَاَنْ يَّهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ.

ترجمہ۔ حضرت سہلؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی لڑائی کے موقعہ پر اعلان فرمایا کہ کل آئندہ میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں پر فتح نصیب ہوگی وہ ایسا آدمی ہوگا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہوں گے۔ پس لوگوں نے وہ رات انتظار میں گذاری کہ دیکھیں آپ جھنڈا کس کو عطا فرماتے ہیں تو جب صبح ہوئی تو سب کے سب اس کی امید رکھتے تھے۔ تو آپؐ نے پوچھا حضرت علیؓ کہاں ہیں بتلایا گیا کہ ان کی آنکھوں میں شکایت ہے آپؐ نے ان کی آنکھوں پر لب مبارک لگائی اور دعا فرمائی جس سے وہ تندرست ہوگئے گویا کہ ان کو کوئی درد ہی نہیں تھا پس آپؐ نے جھنڈا ان کو دے دیا جس پر حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں اس وقت تک ان مشرکین سے لڑتا رہوں گا یہاں تک کہ ہم جیسے مسلمان ہو جائیں جس پر آپؐ نے فرمایا کہ اپنے قدم پر ٹکے رہو یعنی اپنے حال پر رہو یہاں تک کہ تم ان کے گھر کے آنگن میں داخل ہو جاؤ پھر ان کو اسلام کی دعوت دو۔ اور اسلام کے جو جو احکام ان پر واجب ہیں وہ ان کو بتلاؤ۔ پس اللہ کی قسم البتہ تمہاری وجہ سے اللہ تعالیٰ کسی ایک آدمی کو ہدایت دے دے یہ تمہارے لئے اس سے بہتر ہے کہ تمہارے پاس سرخ سرخ اونٹ ہوں جو عرب کے نزدیک محبوب مال شمار ہوتا ہے۔

بَابُ الْاُسَارٰى فِي السَّلَاسِلِ

ترجمہ۔ قیدی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہوں

حدیث (۲۷۹۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَجِبَ اللّٰهُ مِنْ قَوْمٍ يَّدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ فِي السَّلَاسِلِ.

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے راضی ہوتے ہیں جو جنت میں زنجیروں کے ساتھ داخل ہوں گے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ یعنی جنگ میں وہ قیدی ہو کر زنجیروں میں جکڑے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اسلام کی توفیق دے گا کہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے یا وہ مسلمان مراد ہیں جو کفار کے ہاتھوں قیدی بنیں کہ ان کے زنجیریں لگی ہوں۔ اسی حالت میں ان پر موت آجائے تو وہ اسی حالت میں جنت میں داخل ہوں گے۔ تو یہ قید جنت میں داخلہ کا موجب بنی۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ اَسْلَمَ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابَيْنِ

ترجمہ۔ ان لوگوں کی فضیلت کے بارے میں جو تورات اور انجیل پر ایمان والوں میں سے اسلام قبول کریں

حدیث (۲۷۹۷) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ بُرْدَةَ سَمِعَ اَبَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثَةٌ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ الرَّجُلُ تَكُوْنُ لَهُ الْاَمَةُ فَيُعَلِّمُهَا فَيُحْسِنُ تَعْلِيْمَهَا وَيُؤَدِّبُهَا

فَیُحْسِنُ اَدَبَهَا ثُمَّ یُعْتِقُهَا فَیَتَزَوَّجُهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ وَمُؤْمِنُ اَهْلِ الْکِتٰبِ الَّذِیْ کَانَ مُؤْمِنًا ثُمَّ اٰمَنَ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَهٗ اَجْرَانِ وَالْعَبْدُ الَّذِیْ یُؤَدِّیْ حَقَّ اللّٰهِ وَیَنْصَحُ لِسَیِّدِهٖ ثُمَّ قَالَ الشَّعْبِیُّ اَعْطَیْتُکُمَا بِغَیْرِ شَیْءٍ وَقَدْ کَانَ الرَّجُلُ یَرْحَلُ فِیْ اَهْوَنَ مِنْهَآ اِلَی الْمَدِیْنَةِ.

ترجمہ۔ حضرت بردہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ تین آدمی ہیں جن کو دوہرا ثواب حاصل ہوگا ایک تو وہ شخص جس کی باندی ہو جو اس کو تعلیم دے اور اچھی خوب تعلیم دے ادب سکھائے اور خوب ادب سکھلائے پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کرلے تو اس کو دوہرا ثواب ہوگا۔ دوسرا اہل کتاب میں سے وہ مؤمن شخص ہے جو اپنے نبی پر بھی ایمان لایا تھا اب نبی آخر الزمان پر بھی ایمان لے آیا اس کو بھی دوہرا ثواب ہوگا۔ تیسرا وہ غلام ہے جو اللہ تعالیٰ کا حق بھی ادا کرتا ہے یعنی عبادت کرتا ہے اور اپنے سردار کی بھی خیر خواہی کرتا ہے۔ حضرت شعبیؒ نے فرمایا جاؤ یہ حدیث میں نے تجھے بغیر کسی مال کے دے دی۔ آدمی تو اس سے بھی آسان مسئلہ کیلئے مدینہ کی طرف کوچ کرتے تھے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حدیث مع شرح کے گذر چکی۔

بَابُ اَهْلِ الدَّارِ یُبَیَّتُوْنَ فَیُصَابُ الْوِلْدَانُ وَالذَّرَارِیُّ

بَیَاتًا لَیْلًا لَنُبَیِّتَنَّهٗ لَیْلًا یُبَیِّتُ لَیْلًا

ترجمہ۔ دار الحرب والوں پر شب خون مارا جائے جس میں بچے غلام اور اہل وعیال ہاتھ لگیں

بیاتا ترجمہ سے خارج ہے امام بخاریؒ اسی عادت کے مطابق ان الفاظ کی تفسیر بیان کریں گے جو قرآن مجید میں واقع ہوئے ہیں بیاتا لبیاتا للنبیته اور بیت یہ الفاظ قرآن مجید میں وارد ہیں بیت آخری جملہ بیت طائفة منهم میں ہے۔ بہر حال بیات بیت وغیرہ میں رات کے معنی ملحوظ ہیں۔

حدیث (۲۷۹۸) حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَؓ قَالَ مَرَّبِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْاَبْوَآءِ اَوْ بِوَدَّانَ وَسُئِلَ عَنْ اَهْلِ الدَّارِ یُبَیَّتُوْنَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ فَیُصَابُ مِنْ نِّسَآءِهِمْ وَذَرَارِیْهِمْ قَالَ هُمْ مِنْهُمْ وَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ لَاحِمٰی اِلَّا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَنِ الزُّهْرِیِّ اَنَّهٗ سَمِعَ عُبَیْدَ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ حَدَّثَنَا الصَّعْبُ فِی الذَّرَارِیِّ کَانَ عَمْرٌو یُحَدِّثُنَا عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ عَنِ الصَّعْبِؓ قَالَ هُمْ مِنْهُمْ وَلَمْ یَقُلْ کَمَا قَالَ عَمْرٌوؓ وَهُمْ مِنْ اٰبَآئِهِمْ.

ترجمہ۔ حضرت صعب بن جثامہؓ فرماتے ہیں کہ جب میں ابواء یا ودان میں تھا تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر میرے پاس سے ہوا۔ آپؐ سے دار الحرب میں دار الحرب والے لوگوں کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ جن مشرکوں پر شب خون مارا جائے تو ان کی عورتیں اور بچے قتل ہو جائیں تو آپؐ نے فرمایا وہ بھی انہیں میں سے ہیں۔ اور میں نے یہ بھی ان سے سنا کہ چراگاہ تو صرف اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔ اور دوسری سند میں ہے هم منهم جیسے عمرو نے کہا ایسے نہیں کہ هم من اباءهم۔

تشریح از قاسمیؒ۔ مقصد حدیث کا یہ ہے کہ نساء اور صبیان کا قتل بطریق بالقصد تو مباح نہیں ہے۔ لیکن اگر ان کے آباء تک بغیر ان کے روندے نہیں پہنچا جاسکتا۔ کیونکہ وہ مردوں کے ساتھ خلط ملط ہیں تو پھر ان کا قتل کرنا جائز ہے۔

بَابُ قَتْلِ الصِّبْيَانِ فِي الْحَرْبِ

ترجمہ۔ جنگ میں بچوں کا قتل کرنا کیسا ہے

حدیث (۲۷۹۹) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ الخ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ اَخْبَرَهُ اَنَّ اِمْرَاَةً وُجِدَتْ فِي بَعْضِ مَغَازِي النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْتُوْلَةً فَاَنْكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتْلَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ خبر دیتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض لڑائیوں میں ایک عورت قتل شدہ پائی گئی تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں اور عورتوں کے قتل پر نکیر فرمائی۔

بَابُ قَتْلِ النِّسَاءِ فِي الْحَرْبِ

ترجمہ۔ لڑائی میں عورتوں کا قتل کرنا

حدیث (۲۸۰۰) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ وُجِدَتْ اِمْرَاَةٌ مَقْتُوْلَةٌ فِي بَعْضِ مَغَازِي رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض لڑائیوں میں ایک عورت قتل شدہ پائی گئی۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کے قتل کرنے سے منع فرما دیا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ دونوں قسم کی روایات کو جمع کرنے کی صورت یہ ہوگی کہ عورتوں اور بچوں کا قتل قصداً تو منع ہے۔ عورتیں اس لئے کہ وہ کمزور ہیں جنگ نہیں لڑ سکتیں۔ اور بچے اس لئے کہ نفس کفر سے وہ لوگ قاصر ہیں۔ حازمی نے تو حضرت صعبؓ کی روایت کو ناسخ قرار دیتے ہوئے قتل النساء والصبیان کو جائز کہا ہے۔ لیکن یہ جمہور امت کے خلاف ہے۔

بَابُ لَا يُعَذَّبُ بِعَذَابِ اللّٰهِ

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب جیسا عذاب نہ دیا جائے

حدیث (۲۸۰۱) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ الخ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَؓ اَنَّهُ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْثٍ فَقَالَ اِنْ وَجَدْتُّمْ فُلَانًا وَّفُلَانًا فَاَحْرِقُوْهُمَا بِالنَّارِ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اَرَدْنَا الْخُرُوْجَ اِنِّيْ اَمَرْتُكُمْ اَنْ تُحَرِّقُوْا فُلَانًا وَّفُلَانًا وَاِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَآ اِلَّا اللّٰهُ فَاِنْ وَجَدْتُّمُوْهُمَا فَاقْتُلُوْهُمَا.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فوجی دستہ میں بھیجا۔ پس ارشاد فرمایا کہ اگر فلاں فلاں آدمی کو پالو تو ان دونوں کو آگ سے جلا دو۔ جب ہم نے روانگی کا ارادہ کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ فلاں فلاں کو جلا دو۔ بے شک آگ کا عذاب اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں دے سکتا۔ لہذا اگر ان کو پالو تو قتل کر دو۔

حدیث (۲۸۰۲) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ عَنْ عِكْرِمَةَ اَنَّ عَلِيًّاؓ حَرَّقَ قَوْمًا فَبَلَغَ ابْنَ عَبَّاسٍؓ

فَقَالَ لَوْ كُنْتُ اَنَا لَمْ اُحَرِّقْهُمْ لِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُعَذِّبُوْا بِعَذَابِ اللّٰهِ وَلَقَتَلْتُهُمْ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ.

ترجمہ۔ حضرت عکرمہؒ سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ نے کچھ لوگوں کو جلا دیا یہ خبر حضرت ابن عباسؓ کو پہنچی تو انہوں نے فرمایا کہ اگر میں ہوتا تو میں ان کو نہ جلاتا۔ کیونکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے عذاب جیسا عذاب کسی کو نہ دو۔ اور میں ان کو قتل کرتا جیسا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنا دین بدل لیا اس کو قتل کردو۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ قطعی حکم تو یہی ہے کہ آگ سے کسی کو عذاب نہ دیا جائے لیکن اگر لڑائی میں کفار پر غلبہ حاصل کرنے کا صرف یہی طریقہ باقی رہ جائے تو پھر آگ لگائی جاسکتی ہے۔ اس مسئلہ میں سلف کا اختلاف رہا ہے۔

ان وجدتم فلانا وفلانا ایک تو ہبار ابن الاسود تھا جس نے حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ کو چوک ماری جب کہ وہ ہجرت کررہی تھیں۔ جس کی وجہ سے وہ گر گئیں اور بیمار ہوگئیں۔ لشکر تلاش کے باوجود اس کو نہ پاسکا۔ بعد ازاں مسلمان ہوا۔ اور خلافت معاویہؓ تک زندہ رہا۔ دوسرا نافع بن قیس تھا۔

بَابُ قَوْلِهٖ فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ

اَوْزَارَهَا فِيْهِ حَدِيْثُ ثُمَامَةَ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ يَعْنِىْ يَغْلِبَ فِى الْاَرْضِ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا.

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اس کے بعد احسان کرکے چھوڑ دو۔ یا فدیہ لے لو یہاں تک کہ لڑائی ختم ہو جائے۔ کہ اس کے ہتھیار رکھ دیئے جائیں۔ اس میں حضرت ثمامہ بن اثالؓ کی روایت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ نبی کی شان کے لائق نہیں ہے کہ ان کے پاس قیدی ہوں یہاں تک کہ ملک میں غلبہ حاصل کریں۔ یثخن بمعنی یغلب کے ہے کیا تم دنیا کے مال واسباب چاہتے ہو۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ حدیث ثمامہؓ سے مقصود یہ جملہ ہے ان تقتل تقتل ذادم وان تنعم تنعم علی شاکر یعنی اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو ایک خون والے کو قتل کریں گے جس کا بدلہ لیا جائے گا۔ اگر آپ انعام کرکے چھوڑ دیں گے تو ایک قدر داں پر احسان کریں گے۔ وان کنت ترید المال فسئل منه ماشئت کہ اگر آپ مال چاہتے ہیں جو آپ چاہیں مانگ سکتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ آنجناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تقسیم پر نکیر نہیں فرمایا بعد میں اس پر منت لگا کر چھوڑ دیا۔ اس سے جمہور کے مسلک کو تقویت حاصل ہوئی۔ کہ کافر مردوں کا معاملہ امام کے سپرد ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کے لئے جو مفید ہو وہی امام کرسکتا ہے۔ مجاہد وغیرہ حضرات فرماتے ہیں کافر قیدیوں سے کوئی فدیہ نہ لیا جائے۔ حضرت حسن بصریؒ اور عطاءؒ فرماتے ہیں کہ کفار قیدیوں کو قتل نہ کیا جائے۔ البتہ امام کو من اور فدیہ میں اختیار ہے۔ یا مانعین کا استدلال فاقتلوا المشرکین سے ہے۔ اسلئے جس سے جزیہ لیا جائے وہ تو مستثنیٰ ہے۔ باقی نہیں۔

بَابُ هَلْ لِلْاَسِيْرِ اَنْ يَّقْتُلَ وَيَخْدَعَ

اَلَّذِيْنَ اَسَرُوْهُ حَتّٰى يَنْجُوَ مِنَ الْكَفَرَةِ فِيْهِ الْمِسْوَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ کیا مسلمان قیدی کسی کافر کو قتل کرسکتا ہے یا ان لوگوں سے دھوکہ کرسکتا ہے جنہوں نے اسے قید کیا ہے تاکہ ان کافروں

کی دست برد سے بچ نکلے۔ اس بارے میں حضرت مسورؓ کی روایت جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔
اس سے حضرت ابوبصیرؓ کے قصہ کی طرف اشارہ ہے۔ جنہوں نے ابوجندل وغیرہ حضرات کے ساتھ مل کر پہلے تو ان کی قید سے رہائی پائی بعد ازاں انہیں قتل و غارت کیا۔ یہ اختلافی مسئلہ ہے۔ جمہور کا قول یہ ہے کہ اگر کوئی کفار سے عہد و معاہدہ ہے تو اسے پورا کیا جائے۔ یہ امام مالکؒ کا مسلک ہے۔ حتی کہ وہ فرماتے ہیں بھاگنا بھی جائز نہیں ہے۔ لیکن حضرت امام ابوحنیفہؒ اور عطاءؒ فرماتے ہیں کہ اسارت پر عہد باطل ہے۔ جس کو پورا کرنا جائز نہیں۔ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ بھاگنے کی تو اجازت ہے لیکن مال لینا اور قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر عہد نہیں ہے تو پھر ہر طور سے گلوخلاصی کی اجازت ہے۔ خواہ قتل کرنا پڑے یا مال لینا پڑے اور آگ لگانی پڑے۔ چنانچہ حضرت ابوبصیرؓ کے قصہ میں کوئی تصریح نہیں ہے کہ ان کا عہد تھا یا نہیں تھا۔

بَابُ اِذَا حَرَّقَ الْمُشْرِکُ الْمُسْلِمَ هَلْ يُحَرَّقُ

ترجمہ۔ جب کوئی مشرک کسی مسلمان کو جلادے تو کیا قصاصاً اسے جلایا جائے گا۔

حدیث (۲۸۰۳) حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَهْطًا مِنْ عُكْلٍ ثَمَانِيَةً قَدِمُوْا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَبْغِنَا رِسْلًا قَالَ مَا اَجِدُ لَكُمْ اِلَّا اَنْ تَلْحَقُوْا بِالذَّوْدِ فَانْطَلَقُوْا فَشَرِبُوْا مِنْ اَبْوَالِهَا وَاَلْبَانِهَا حَتّٰى صَحُّوْا وَسَمِنُوْا وَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَاسْتَاقُوا الْاِبِلَ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ فَاَتَى الصَّرِيْخُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ الطَّلَبَ فَمَا تَرَجَّلَ النَّهَارُ حَتّٰى اُتِيَ بِهِمْ فَقَطَّعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ ثُمَّ اَمَرَ بِمَسَامِيْرَ فَاُحْمِيَتْ فَكَحَلَهُمْ بِهَا وَطَرَحَهُمْ بِالْحَرَّةِ يَسْتَسْقُوْنَ فَمَا يُسْقَوْنَ حَتّٰى مَاتُوْا قَالَ اَبُوْ قِلَابَةَ قَتَلُوْا وَسَرَقُوْا وَحَارَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَعَوْا فِي الْاَرْضِ فَسَادًا.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ قبیلہ عکل کے آٹھ آدمیوں کی ایک جماعت جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائی۔ اور وہیں ٹھہر گئی لیکن مدینہ منورہ کی آب و ہوا کو ناموافق پایا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے اے اللہ کے رسول! ہمارے لئے کوئی اونٹنی کا دودھ تلاش کرو۔ آپ نے ارشاد فرمایا میرے پاس اور تو کوئی صورت نہیں سوائے اس کے کہ تم لوگ صدقہ کے کچھ اونٹ ہیں وہاں جا کر رہو۔ چنانچہ وہ گئے ان کا پیشاب اور دودھ پیا۔ تندرست ہو گئے۔ بلکہ پہلے سے موٹے ہو گئے۔ اونٹوں کے نگران کو قتل کیا اور اونٹ ہانک کر لے گئے۔ اور مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو گئے۔ پس ایک فریاد کرنے والے کی آواز جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی آپؐ نے تلاش کنندہ ان کے پیچھے بھیجے پس ابھی دن نہیں چڑھا تھا کہ وہ پکڑ کر لائے گئے آپؐ نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹنے کا حکم دیا جو ڈاکو کی سزا ہے جس نے مال لیا ہو۔ پھر لوہے کی سلائیاں گرم کرنے کا حکم دیا۔ جو سرے کی سلائی کی طرح ان کی آنکھوں میں پھیری گئیں۔ اور ان کو سرخ پتھروں والی حرہ زمین میں پھینک دیا گیا۔ وہ پانی مانگتے تھے تو ان کو پانی بھی نہیں پلایا گیا۔ یہاں تک کہ وہ مر گئے۔ ابوقلابہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے قتل بھی کیا تھا اور مال بھی چرایا تھا اور سرقہ بالجبر کر کے اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی مول لی تھی۔ اور اللہ کی زمین میں ڈاکہ زنی سے فساد برپا کیا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ اگر اشکال ہو کہ ان کو آگ سے عذاب کیوں دیا گیا حالانکہ اس کی ممانعت ہے۔ جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ نزول الحدود اور آیۃ محاربہ اور نہی عن المثلہ سے پہلے کا ہے۔ لہٰذا یہ حکم منسوخ ہوگا۔ بعض اسے منسوخ نہیں مانتے۔ آپؐ نے یہ سب کام

قصاصا کیا تھا کیونکہ گھرانوں کے ساتھ انہوں نے بھی سلوک کیا تھا۔ تو جواز قصاصا اور نہی بغیر قصاص کے ہے۔ بحث گذر چکی ہے۔

باب: حدیث(۲۸۰۴) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ الخ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَرَصَتْ نَمْلَةٌ نَبِيًّا مِنَ الْاَنْبِيَاءِ فَاَمَرَ بِقَرْيَةِ النَّمْلِ فَاُحْرِقَتْ فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ اَنْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ اَحْرَقْتَ اُمَّةً مِنَ الْاُمَمِ تُسَبِّحُ اللّٰهَ.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے ہیں کہ ایک چیونٹی نے نبیوں میں سے کسی نبی کو کاٹ لیا۔ تو انہوں نے چیونٹیوں کی بستی کو جلوادیا اللہ تعالی نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ چیونٹی ایک نے آپ کو کاٹا تھا آپ نے ایک پوری جماعت کو جلادیا جو اللہ تعالی کی تسبیح پڑھتی تھیں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ یہ باب سابق باب سے فصل کے طور پر ہے۔ مناسبت واضح ہے کہ جلانے میں حد سے تجاوز نہ کرنا چاہیے مستحق کو سزا ملے تو چیونٹی والی حدیث سے اشارہ ہوا کہ اگر ایک چیونٹی کو جلاتے تو عتاب نہ ہوتا لیکن یہ استدلال اس پر موقوف ہے کہ شرائع من قبلنا ہمارے لئے حجت ہوں۔

بَابُ حَرْقِ الدُّوْرِ وَالنَّخِيْلِ

ترجمہ۔ مکانات اور کھجوروں کے درختوں کا جلانا

حدیث(۲۸۰۵) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ قَالَ جَرِيْرٌؓ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تُرِيْحُنِيْ مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ وَكَانَ بَيْتًا فِيْ خَثْعَمَ يُسَمَّى كَعْبَةَ الْيَمَانِيَةِ قَالَ فَانْطَلَقْتُ فِيْ خَمْسِيْنَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِنْ اَحْمَسَ وَكَانُوْا اَصْحَابَ خَيْلٍ قَالَ وَكُنْتُ لَا اَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ فِيْ صَدْرِيْ حَتّٰى رَاَيْتُ اَثَرَ اَصَابِعِهِ فِيْ صَدْرِيْ وَقَالَ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا فَانْطَلَقَ اِلَيْهَا فَكَسَرَهَا وَحَرَّقَهَا ثُمَّ بَعَثَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْبِرُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ جَرِيْرٍ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا جِئْتُكَ حَتّٰى تَرَكْتُهَا كَاَنَّهَا جَمَلٌ اَجْوَفُ اَوْ اَجْرَبُ قَالَ فَبَارَكَ فِيْ خَيْلِ اَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ.

ترجمہ۔ حضرت جریرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم مجھے ذی الخلیصہ کے بیت سے راحت نہیں پہنچاتے۔ ذی الخلیصہ قبیلہ بنو خثعم کے اندر ایک گھر تھا جسے یمنی کعبہ کہتے تھے۔ حضرت جریرؓ فرماتے ہیں کہ میں قبیلہ احمس کے ڈیڑھ سو سواروں کو لے کر گیا وہ شہسوار تھے۔ اور میں گھوڑے پر ٹک کر نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ تو آپؐ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا جس سے آپ کی انگلیوں کے نشان میں نے اپنے سینے پر دیکھے اور دعا فرمائی۔ اے اللہ اس کو جمادے۔ اور اس کو کامل مکمل کردے۔ چنانچہ وہاں یہ حضرات پہنچے اس کعبہ کو توڑا اور اسے جلا دیا۔ تو حضرت جریرؓ نے اس کی اطلاع جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجی۔ تو حضرت جریرؓ کے قاصد نے آپؐ سے آکر کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے میں آپؐ کے پاس اس وقت پہنچا ہوں جب کہ میں اس مصنوعی کعبہ کو اس حال میں چھوڑ آیا ہوں گویا کہ وہ خالی پیٹ یا خارشی اونٹ ہے۔ یعنی وہ جل کر سیاہ راکھ ہوگیا ہے۔ پس آپؐ نے قبیلہ احمس کے گھوڑوں اور ان کے سواروں کے لئے پانچ مرتبہ برکت کی دعا فرمائی۔

تشریح از قاسمیؒ۔ احمس حضرت جریرؓ کے قبیلہ کا نام ہے۔ ویسے اس کے معنی شجاع اور دین میں سخت اور مضبوط کے بھی آتے ہیں۔

حدیث(۲۸۰۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ حَرَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کے یہودیوں کے کھجوروں کے باغ جلوا دیئے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ جمہور تو فرماتے ہیں کہ دشمن کے شہروں میں آگ لگانا اور تخریب کاری کرنا جائز ہے۔ امام اوزاعی ابو اللیث اور ابو ثور اسے مکروہ سمجھتے ہیں۔ ان کا استدلال حضرت ابو بکرؓ کی اس وصیت سے ہے جو انہوں نے لشکر کو روانگی کے وقت فرمائی تھی کہ ایسے کام نہ کرنا طبری نے جواب دیا کہ نہی قصد پر محمول ہے۔ لیکن اگر قتال کے وقت امام اس کی طرف مجبور ہو جائے تو پھر جائز ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کا منشاء یہ تھا کہ عنقریب یہ شہر فتح ہو جائیں گے تو ان کی جائیدادوں کو نقصان نہ پہنچایا جائے تا کہ ہمارے استعمال کے لئے باقی رہیں۔

بَابُ قَتْلِ الْمُشْرِكِ النَّائِمِ

ترجمہ۔ سوئے ہوئے مشرک کو قتل کرنا

حدیث (۲۸۰۷) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ الخ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا مِنَ الْاَنْصَارِ إِلَى اَبِي رَافِعٍ لِيَقْتُلُوْهُ فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَدَخَلَ حِصْنَهُمْ قَالَ فَدَخَلْتُ فِي مَرْبَطِ دَوَابٍّ لَهُمْ قَالَ وَاَغْلَقُوْا بَابَ الْحِصْنِ ثُمَّ اِنَّهُمْ فَقَدُوْا حِمَارًا لَهُمْ فَخَرَجُوْا يَطْلُبُوْنَهُ فَخَرَجْتُ فِيْ مَنْ خَرَجَ اُرِيْهِمْ اَنَّنِيْ اَطْلُبُهُ مَعَهُمْ فَوَجَدُوْا الْحِمَارَ فَدَخَلُوْا وَدَخَلْتُ وَاَغْلَقُوْا بَابَ الْحِصْنِ لَيْلًا فَوَضَعُوْا الْمَفَاتِيْحَ فِيْ كُوَّةٍ حَيْثُ اَرَاهَا فَلَمَّا نَامُوْا اَخَذْتُ الْمَفَاتِيْحَ فَفَتَحْتُ بَابَ الْحِصْنِ لَيْلًا ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ يَا اَبَا رَافِعٍ فَاَجَابَنِيْ فَتَعَمَّدْتُ الصَّوْتَ فَضَرَبْتُهُ فَصَاحَ فَخَرَجْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ كَاَنِّيْ مُغِيْثٌ فَقُلْتُ يَا اَبَا رَافِعٍ وَغَيَّرْتُ صَوْتِيْ قَالَ مَالَكَ لِاُمِّكَ الْوَيْلُ قُلْتُ مَا شَانُكَ قَالَ لَا اَدْرِيْ مَنْ دَخَلَ عَلَيَّ فَضَرَبَنِيْ قَالَ وَضَعْتُ سَيْفِيْ فِيْ بَطْنِهٖ ثُمَّ تَحَامَلْتُ عَلَيْهِ حَتّٰى قَرَعَ الْعَظْمَ ثُمَّ خَرَجْتُ وَاَنَا دَهِشٌ فَاَتَيْتُ سُلَّمًا لَهُمْ لِاَنْزِلَ مِنْهُ فَوَقَعْتُ فَوُثِئَتْ رِجْلِيْ فَخَرَجْتُ اِلٰى اَصْحَابِيْ فَقُلْتُ مَا اَنَا بِبَارِحٍ حَتّٰى اَسْمَعَ النَّاعِيَةَ فَمَا بَرِحْتُ حَتّٰى سَمِعْتُ نَعَايَا اَبِيْ رَافِعٍ تَاجِرِ اَهْلِ الْحِجَازِ قَالَ فَقُمْتُ وَمَا بِيْ قَلَبَةٌ حَتّٰى اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهُ.

ترجمہ۔ حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی ایک جماعت کو ابو رافع کے قتل کے لئے بھیجا۔ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی رکھتا تھا۔ اور لوگوں کو اس پر ابھارتا تھا تو ان میں سے ایک آدمی عبداللہ بن عتیک چل کر ان کے قلعہ میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا وہ فرماتے ہیں کہ میں ان کے جانوروں کے اصطبل میں گھس گیا اور انہوں نے قلعہ کا دروازہ بند کر دیا معلوم ہوا کہ ان کا ایک گدھا گم ہو گیا ہے اس کی تلاش کے لئے نکلے تو میں بھی ان کے ساتھ ہولیا۔ دکھانا یہ چاہتا تھا کہ میں بھی ان کے ہمراہ گدھے کو تلاش کر رہا ہوں تا گدھا ان کو مل گیا وہ واپس قلعہ میں داخل ہوئے تو میں بھی گھس گیا۔ اور رات کو انہوں نے قلعہ کا دروازہ بند کر دیا۔ اور چابیاں ایک طاق میں رکھ

دیں جس کو میں دیکھ رہا تھا۔ جب سب سو گئے تو میں نے چابیاں لیں اور قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ پھر میں ابورافع کے پاس آ کر بولا اے ابورافع اس نے مجھے جواب دیا میں نے اس کی آواز کا قصد کر کے اس کے تلوار ماری۔ تو وہ چیخا میں نکل جانے کے بعد پھر داخل ہوا۔ گویا کہ میں فریادرس ہوں تو میں بولا اے ابورافع اس وقت میں نے اپنی آواز بدل لی تھی۔ تو اس نے کہا کیا ہے تیری ماں کے لئے ہلاکت ہو تو میں نے پوچھا تمہارا کیا حال ہے۔ کہنے لگا مجھے معلوم نہیں کہ کون میرے پاس آیا اور اس نے مجھے تلوار ماری تو صحابی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی تلوار اس کے پیٹ پر رکھی اس پر اس قدر زور دیا کہ اس کی ہڈی کھٹکھٹائی یعنی کڑک گئی میں حیرانی کے عالم میں نکلا ان کی سیڑھی سے اترنے لگا تو گر پڑا تو میرے پاؤں کو چوٹ لگ گئی۔ بہرحال میں اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا تو میں نے ان سے کہا کہ میں تو اس وقت تک یہاں رہوں گا جب تک موت کی خبر دینے والی کی آواز نہ سنوں۔ چنانچہ میں وہاں رہا یہاں تک کہ ابورافع تاجر اہل حجاز کی موت کی خبر دینے والی عورتوں کی آواز سنی۔ پس میں کھڑا ہوا تو مجھے کوئی بیماری نہیں تھی یہاں تک کہ ہم لوگ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں واقعہ کی اطلاع دی۔

حدیث(۲۸۰۸) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍؓ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا مِّنَ الْاَنْصَارِ اِلٰى اَبِیْ رَافِعٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَتِيْكٍ بَيْتَهٗ لَيْلًا فَقَتَلَهٗ وَهُوَ نَائِمٌ.

ترجمہ۔ حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصار کی جماعت ابورافع کی طرف بھیجی تو حضرت عبداللہ بن عتیک اس کے ہاں گھس گئے رات کو حملہ کر کے سوتے ہوئے میں اسے قتل کر دیا۔

بَابُ لَا تَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ

ترجمہ۔ دشمن سے لڑائی کی آرزو تمنا نہ کرو

حدیث(۲۸۰۹) حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى الخ قَالَ كَتَبَ اِلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ اَوْفٰى حِيْنَ خَرَجَ اِلَى الْحَرُوْرِيَّةِ فَقَرَأْتُهٗ فَاِذَا فِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ اَيَّامِهِ الَّتِیْ لَقِیَ فِيْهَا الْعَدُوَّ انْتَظَرَ حَتّٰى مَالَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَامَ فِی النَّاسِ فَقَالَ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ لَا تَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَسَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ فَاِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتٰبِ وَمُجْرِیَ السَّحَابِ وَهَازِمَ الْاَحْزَابِ اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ وَقَالَ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنِیْ سَالِمٌ اَبُو النَّضْرِ كُنْتُ كَاتِبًا لِعُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ فَاَتَاهُ كِتَابُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰىؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَقَالَ اَبُوْعَامِرٍ بِسَنَدٍ آخَرَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ فَاِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا.

ترجمہ۔ حضرت عمر بن عبید کی طرف عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ نے خط لکھا جب کہ وہ حروریہ خوارج کی طرف کوچ کا ارادہ کر رہے تھے۔ پس میں نے اس خط کو پڑھا جس کا مضمون یہ تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعض ان لڑائیوں میں جن میں ان کی دشمنوں سے مڈبھیڑ ہوئی آپؐ نے سورج ڈھلنے تک انتظار کیا۔ پھر لوگوں میں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ فرمایا اے لوگو دشمن سے لڑائی کی آرزو مت کرو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ سے سلامتی کا سوال کرتے رہو۔ اور جب دشمن سے لڑائی شروع ہو جائے تو صبر کرو اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے کے نیچے ہے۔ پھر

دعا مانگی اے اللہ! کتاب کے نازل کرنے والے اور بادلوں کو چلانے والے اور لشکروں کو شکست دینے والے ان کو شکست دے دے اور ہمیں ان پر کامیابی عطا فرما۔ سالم ابوالنضر کہتے ہیں کہ میں عمر بن عبیداللہ کا منشی تھا جن کے پاس حضرت عبداللہ بن اوفیؓ کا خط آیا جس میں لکھا تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دشمن سے لڑائی کی آرزو نہ کرو۔ اور دوسری سند میں ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے ارشاد فرمایا دشمن سے لڑائی کی تمنا مت کرو اور جب ان سے لڑائی شروع ہو جائے تو پھر ثابت قدم رہو۔

بَابُ الْحَرْبُ خَدْعَةٌ

ترجمہ۔ لڑائی ایک چال ہے

حدیث(۲۸۱۰) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلَکَ کِسْرٰی ثُمَّ لَا یَکُوْنُ کِسْرٰی بَعْدَهٗ وَقَیْصَرُ لَیَهْلِکَنَّ ثُمَّ لَا یَکُوْنُ قَیْصَرُ بَعْدَهٗ وَلَتُقْسَمَنَّ کُنُوْزُهُمَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَسَمَّی الْحَرْبَ خَدْعَةً.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کسریٰ بادشاہ فارس ہلاک ہوگا۔ پھر اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا۔ اور قیصر بادشاہ روم البتہ ضرور بالضرور ہلاک ہوگا اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا۔ اور تم لوگ ان کے خزانے اللہ کی راہ میں ضرور تقسیم کرو گے اور آپؐ نے جنگ کو چال قرار دیا۔

حدیث(۲۸۱۱) حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَصْرَمَ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ سَمَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْحَرْبُ خُدْعَةً.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی کو ایک چال کا نام دیا۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں ابوبکر کا نام بور بن اصرم تھا۔

حدیث(۲۸۱۲) حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ الخ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْحَرْبُ خُدْعَةٌ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لڑائی ایک چال ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ خدعہ اور چال لڑائی میں جائز ہے۔ لیکن چالبازی دوسرے امور میں جائز نہیں ہے۔

بَابُ الْکِذْبِ فِی الْحَرْبِ

ترجمہ۔ لڑائی میں جھوٹ بولنا

حدیث (۲۸۱۳) حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ الخ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لِکَعْبِ بْنِ الْاَشْرَفِ فَاِنَّهٗ قَدْ اٰذَی اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ اَتُحِبُّ اَنْ اَقْتُلَهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَتَاهُ فَقَالَ اِنَّ هٰذَا یَعْنِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ عَنَّانَا وَسَاَلَنَا الصَّدَقَةَ قَالَ وَاَیْضًا وَاللّٰهِ قَالَ فَاِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاهُ فَنَکْرَهُ اَنْ نَدَعَهٗ حَتّٰی نَنْظُرَ اِلٰی مَا یَصِیْرُ اَمْرُهٗ قَالَ فَلَمْ

يَزَلْ يُكَلِّمُهُ حَتَّى اسْتَمْكَنَ مِنْهُ فَقَتَلَهُ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کعب بن اشرف یہودی سردار کے قتل کا کون ذمہ لیتا ہے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو بہت تکلیف دے چکا ہے۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ نے فرمایا یا رسول اللہ کیا آپ کو پسند ہے کہ میں اسے قتل کر دوں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں! تو وہ کعب بن اشرف کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اس نے یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہمیں تھکا دیا ہے کہ ہم سے چندے مانگتا ہے تو کعب نے جواب دیا۔ کہ خدا کی قسم! ابھی تو تم اور اس سے اکتا جاؤ گے۔ تو انہوں نے فرمایا ہم نے ان کی پیروی کر لی ہے۔ اب ہم لوگ اس وقت تک انہیں چھوڑنا نہیں چاہتے۔ یہاں تک کہ ہم دیکھ لیں کہ ان کا معاملہ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ پس برابر وہ اس سے گفتگو کرتے رہے یہاں تک کہ اس پر قابو پا کر اسے قتل کر دیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ سمعته مرتین یہ عمرو بن دینار کا مقولہ ہے کہ میں نے حضرت حسنؓ سے اس روایت کو دو مرتبہ سنا ہے۔ آگے شیخ نے یہ بیاض چھوڑ دیا ہے جس میں تنبیہ فرمائی ہے کہ سفیان سے کہا گیا کہ یہ آیت لا تتخذوا عدوی الخ اسی بارے میں نازل ہوئی۔ سفیان نے کہا لوگوں کی روایات میں تو یہی ہے لیکن جو کچھ مجھے عمرو بن دینار سے یاد پڑتا ہے وہ یہ ہے کہ اس میں نزول آیت کا ذکر نہیں ہے میں نے ان کی روایت کا کوئی حرف نہیں چھوڑا اور میرا گمان یہ ہے کہ میرے علاوہ کسی نے بھی عمرو بن دینار سے اسکو یاد نہیں رکھا

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام بخاریؒ نے ترجمۃ باب الجاسوس کا باندھا۔ حدیث حاطب بن ابی بلتعہ کی لائے جس کی غرض یہ ہے کہ کفار کی طرف سے جاسوسی کرنا جائز نہیں ہے۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کا قصہ اس پر دال ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ جاسوسی مسلمانوں کی طرف ہو جو کہ جائز ہے۔ کیونکہ آپؐ نے حضرت علیؓ وغیرہ حضرات کو اس کے لئے بھیجا تھا تا کہ جاسوسہ عورت کو پکڑ کر اس سے خط لے آئیں۔

واخبرهم بما يجب عليهم اس جملہ سے غرض یہ ہے کہ پہلے پہل مشرکین کو اسلام کی دعوت دینا ہے اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو قتل سے رک جانا واجب ہے۔ اگر وہ جزیہ ادا کرنے پر راضی ہو جائیں تب بھی ان کے قتل سے رکنا واجب ہے۔

لان يهدى الله بك یہ حضرت علیؓ کے مقولہ کا بیان ہے جو انہوں نے فرمایا تھا کہ اسلام لانے تک میں انکے ساتھ لڑتا رہوں گا تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ تم نے کہا ہے وہ فی نفسه صحیح ہے کیونکہ اسلام لانے سے اسلام لانے کے فاعل اور سبب بننے والے کو ثواب ملے گا لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ اسلام نہ لائیں اپنے کفر پر رہ کر جزیہ ادا کرتے رہیں تب بھی ان کے قتل سے رکنا واجب ہے

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ یہ جو کچھ قطب گنگوہیؒ نے فائدہ بیان کیا ہے وہ مسلم کی روایت کے مطابق ہے۔ فادعهم الى ثلاث خصال فان هم ابوا اى عن الاسلام فسلهم الجزية فان هم اجابوك فاقبل منهم فكف عنهم کہ تین چیزوں کی طرف مشرکین کو دعوت دو۔ پہلے تو اسلام اگر وہ اسلام سے انکار کریں تو ان سے جزیہ طلب کرو۔ اگر وہ جزیہ دینا قبول کر لیں تو تم اسے لے لو اور ان کے قتل سے رک جاؤ۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ بياتا ليلا امام بخاریؒ کا مقصد اس سے یہ ہے کہ تبييت کے مفہوم میں اور جو کچھ صیغے اس سے مشتق ہوں ان میں لیل کا مفہوم معتبر ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام بخاریؒ اپنی عادت کے مطابق حدیث میں جو لفظ وارد ہو وہ قرآن مجید میں جہاں جہاں واقع ہوا ہے اس کی تفسیر فرماتے ہیں کہ ایک تو توافق ہو جائے دوسرے دونوں سے برکت حاصل ہو۔ اب بياتا ليلا یہ سورۂ اعراف میں آیا ہے۔ فجاء ها

بأسنا بیاتا او ھم قائلون اور دوسرا سورۂ نمل میں ہے۔ تقاسموا باللہ لنبیتنہ واھلہ اور آخری بیت سے مراد قولہ تعالی بیت طائفة منھم غیر الذی تقول ہے۔

امام اوزاعیؒ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ تو فرماتے ہیں کہ نساء اور ولدان کو کسی حال میں قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ لیکن امام ابوحنیفہؒ۔ امام ثوریؒ اور صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ اگر مشرکین کا قتل صبیان اور نساء کو تلف کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ ان حضرات کا استدلال ھم من اباءھم سے ہے۔ میرے نزدیک امام بخاریؒ کی تبویب اس پر دال ہے کہ وہ اس حدیث کو بیات یعنی شب خون پر محمول کرتے ہیں یہی جمہور کا قول ہے۔ اور ہدایہ میں ہے لا بأس برمیھم وان کان فیھم مسلم او تاجر الخ حتی رأیت اثراصابعه الخ اس سے مراد آپ کی انگلیوں کی ٹھنڈک اور سکون ہے۔ مارنے کا اثر نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اسکی تائید مسند احمد کی روایت سے ہوتی ہے۔ جس میں ہے حتی وجدت بردھا کہ میں نے انگلیوں کی ٹھنڈک محسوس کی۔

کانه جمل اجوف الخ یہاں تشبیہ جمل اجوف سے خالی ہونے میں ہے کہ لکڑیاں جل جل کر اندر سے کھوکھلی ہو گئیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ کتاب المغازی میں ہے کانھا جمل اجرب کہ وہ ایسا سیاہ ہو گیا کہ اب اس کی رونق اور زینت جاتی رہی اور جس روایت میں اجوف ہے اس کے معنی خالی کے ہیں۔ ظاہر ابدا معلوم ہو اور پیٹ اس کا خالی ہو۔ امام بخاریؒ نے باب میں حرق الدور والنخیل التی للمشرکین ذکر کیا ہے۔ جمہور تو تحریق اور تخریب فی بلاد العدو کو جائز فرماتے ہیں لیکن امام اوزاعیؒ اور ابوثورؒ وغیرہ مکروہ جانتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ درخت اور کھیتی تین قسم ہے ایک تو وہ جو مشرکین کے قلعوں کے قریب ہوں یا راستہ بنانے کے لئے ان کے تلف کرنے کی ضرورت ہو تو بغیر کسی خلاف کے جائز ہے۔ دوسرے وہ جن کے قطع کرنے سے مسلمانوں کو نقصان ہوتا ہو۔ کیونکہ مسلمانوں نے اس سے فائدہ حاصل کرنا ہے۔ گھاس چارے کے لئے تو ایسے درختوں وغیرہ کا کاٹنا حرام ہے۔ تیسری قسم یہ ہے کہ جس میں مسلمانوں کا کوئی نقصان نہیں۔ اور کفار کو غیض وغضب میں مبتلا کرنے کے علاوہ کوئی فائدہ نہیں تو اس میں دو روایتیں ہیں۔ ایک تو وصیت ابوبکرؓ کے مطابق ان کا کاٹنا جائز نہیں۔ اور دوسری روایت جواز کی ہے۔ جیسے کہ بنو نضیر کے باغات جلائے گئے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ فخرجت فیمن خرج اگر یہاں کے ساتھ نہ نکلتے بلکہ اصطبل میں کہیں چھپ جاتے تو واپسی پر وہ انہیں دیکھ لیتے اور یہ پکڑے جاتے۔ یہ صحابی کی فہم وفراست تھی کہ وہ اس ترکیب سے محفوظ رہ گئے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ حتی اسمع الواعیة واعیہ نوحہ کرنے والی کو کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ مردوں کو محفوظ رکھتی ہیں اور ان کا شمار کرتی ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ بعض نسخوں میں ناعیه ہے۔ ناعیہ موت کی خبر دینے والی۔ اور واعیہ وعی سے ہے۔ جس کے معنی آواز کے ہیں۔ تو جو مقتول کے اوصاف ذکر کر کے بین کرے۔

قتل النائم المشرک علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث اور ترجمہ میں مطابقت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ تو قتل نیند سے بیدار ہونے والے کا ہے۔ بعض نے کہا کہ اس کا حکم بھی نائم جیسا ہے۔ لیکن صحیح جواب یہ ہے کہ یہ آدمی نیند کے خیال میں ہے۔ اس لئے اس نے نہ اپنی جگہ سے حرکت کی اور نہ بستر سے اٹھا تو اس کا حکم نائم جیسا ہے۔ اس روایت سے مشرک کے قتل کا جواز بغیر دعوت کے ثابت ہوا لیکن بات یہ ہے کہ ان کو قبل ازیں دعوت پہنچ چکی تھی۔ اور نیند کی حالت میں قتل اس لئے جائز ہوا کہ اس کے اسلام لانے سے مایوسی ہو چکی تھی جو دیگر قرائن سے معلوم ہوا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ الکذب فی الحرب کہ کذب تعریض واشارہ کنایہ کی صورت میں تو جائز ہے جیسے حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

ایسے جائز نہیں۔ ان الکذب یھلک حدیث میں جو عنا نا ہے اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ ہمیں آداب شریعت ایسے بتائے جن میں تعب ومشقت ہے۔ جو اللہ کی راہ میں محبوب ہے۔ متکلم کا مقصد یہ تھا مخاطب نے سمجھا کہ چندہ مانگ مانگ کر ہمیں مشکل میں ڈال دیا جو غیر محبوب ہے۔ چونکہ کعب بن اشرف نے نقض عہد کیا تھا اور مشرکین مکہ کو محاربۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ابھارا تھا اسلئے اس کا قتل ضروری ہو گیا تھا۔ اور حضرت محمد بن مسلمہؓ نے اس کو کوئی امان نہیں دی تھی۔ بلکہ بیع وشراء اور شکایت میں وقت گزارا۔ موقعہ پاکر قتل کر دیا۔

بَابُ الْفَتْکِ بِاَھْلِ الْحَرْبِ

ترجمہ۔ لڑائی والے لوگوں کو اچانک قتل کر دینا

حدیث (۲۸۱۴) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنْ جَابِرٍؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لِکَعْبِ ابْنِ اَشْرَفَ فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَۃَ اَتُحِبُّ اَنْ اَقْتُلَہٗ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاْذَنْ لِیْ فَاَقُوْلَ قَالَ قَدْ فَعَلْتُ.

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کعب بن اشرف یہودی کا قتل کرنے کا ذمہ کون لیتا ہے۔ حضرت ابن مسلمہؓ نے فرمایا اگر آپؐ پسند فرمائیں۔ تو میں اسے قتل کر دوں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں تو انہوں نے فرمایا کہ آپؐ ان باتوں کی مجھے اجازت دیں جو میں آپؐ کے بارے میں اس سے کہوں آپؐ نے فرمایا میں نے کر لیا تمہیں اجازت ہے۔

بَابُ مَا یَجُوْزُ مِنَ الْاِحْتِیَالِ وَالْحَذَرِ مَعَ مَنْ یَّخْشٰی مَعَرَّتَہٗ وَقَالَ اللَّیْثُ

حدیث (۲۸۱۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَؓ قَالَ انْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَمَعَہٗ اُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ قِبَلَ ابْنِ صَیَّادٍ فَحُدِّثَ بِہٖ فِیْ نَخْلٍ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ النَّخْلَ طَفِقَ یَتَّقِیْ بِجُذُوْعِ النَّخْلِ وَابْنُ صَیَّادٍ فِیْ قَطِیْفَۃٍ لَہٗ فِیْھَا رَمْرَمَۃٌ فَرَاَتْ اُمُّ ابْنِ صَیَّادٍ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا صَافِ ھٰذَا مُحَمَّدٌ فَوَثَبَ ابْنُ صَیَّادٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَکَتْہُ بَیَّنَ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابی بن کعبؓ ابن صیاد کے حالات معلوم کرنے کے لئے چلے۔ آپ کو بتلایا گیا کہ وہ کھجور کے باغ میں ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اس باغ میں داخل ہوئے تو کھجور کے تنوں سے بچ بچاؤ کرنے لگے جب کہ ابن صیاد ایک گرم پھندنے والی چادر میں باغ کے اندر تھا۔ جو اس چادر کے اندر ہی آواز کر رہا تھا۔ ابن صیاد کی والدہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا۔ اور کہنے لگی اوصاف! یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تو ابن صیاد کود کر اٹھا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس کی والدہ اس کے حال پر اس کو چھوڑ دیتی تو وہ کئی باتیں واضح کر دیتا۔

بَابُ الرَّجْزِ فِی الْحَرْبِ

ترجمہ۔ لڑائی کے اندر رجزیہ کلام کرنا

وَرَفْعِ الصَّوْتِ فِیْ حَفْرِ الْخَنْدَقِ فِیْہِ سَھْلٌ وَاَنَسٌ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَفِیْہِ یَزِیْدُ عَنْ سَلَمَۃَ

ترجمہ۔ اور سرنگ کھودتے وقت آواز کو بلند کرنا اس میں حضرت سہلؓ اور حضرت انسؓ کی روایتیں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں۔ اور اس میں یزید عن سلمۃ کی روایت بھی ہے۔

حدیث(۲۸۱۶) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍؓ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَهُوَ يَنْقُلُ التُّرَابَ وَارَى التُّرَابُ شَعْرَ صَدْرِهٖ وَكَانَ رَجُلًا كَثِيْرَا الشَّعْرِ وَهُوَ يَرْتَجِزُ بِرَجَزِ عَبْدِ اللّٰهِ

اَللّٰهُمَّ لَوْلَآ اَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

فَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَّا قَيْنَا

اِنَّ الْعِدَآءَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَيْنَا

يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهٗ.

ترجمہ۔ حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ خندق کی لڑائی میں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب کہ آپ مٹی اٹھا رہے تھے۔ یہاں تک کہ مٹی نے آپؐ کے سینے کے بالوں کو چھپا لیا تھا اور آپؐ بہت بالوں والے آدمی تھے اس حالت میں آپ رجزیہ اشعار پڑھ رہے تھے۔ جو حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ نے رجز کے لئے ترتیب دیئے تھے۔ فرماتے تھے اے اللہ اگر آپؐ نہ ہوتے تو ہم ہدایت حاصل نہ کر سکتے۔ نہ صدقہ وخیرات کرتے اور نہ ہی نماز ادا کرتے۔ ہمارے اوپر سکون واطمینان ضرور نازل فرما اور جب ہماری دشمنوں سے مٹھ بھیڑ ہو تو ہمارے قدموں کو جمائے رکھ۔ بے شک ہمارے دشمنوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے۔ جب وہ کسی فتنہ فساد کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم انکار کرتے ہیں۔ اس وقت آپ آواز کو بلند کر دیتے تھے۔

بَابُ مَنْ لَّا يَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ

ترجمہ۔ جو شخص گھوڑے پر ٹک کر نہ بیٹھ سکے اس کے بارے میں

حدیث(۲۸۱۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ عَنْ جَرِيْرٍؓ قَالَ مَا حَجَبَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ اَسْلَمْتُ وَلَا رَاٰنِيْ اِلَّا تَبَسَّمَ فِيْ وَجْهِيْ وَلَقَدْ شَكَوْتُ اِلَيْهِ اَنِّيْ لَا اَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ بِيَدِهٖ فِيْ صَدْرِيْ وَقَالَ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا.

ترجمہ۔ حضرت جریرؓ فرماتے ہیں کہ جب سے میں مسلمان ہوا ہوں آپؐ نے مجھ سے کبھی پردہ نہیں فرمایا اور جب بھی آپؐ نے میرے چہرے کو دیکھا تو مسکرا دیئے۔ میں نے آپ کی خدمت میں یہ شکایت کی کہ میں اپنے گھوڑے پر ٹک کر نہیں بیٹھ سکتا۔ تو آپؐ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سینے میں مارا۔ اور فرمایا اے اللہ! اسے ٹکا دے۔ اور اس کو کامل اور مکمل بنا دے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ قتال کی حالت میں رفع صوت ناجائز ہے۔ البتہ رجزیہ اشعار پڑھتے وقت جائز ہے۔ اس روایت سے ثابت ہوا کہ رکوب خیل افضل اور اس میں ٹک کے بیٹھنے کی دعا بھی کی گئی ہے۔

بَابُ دَوَآءِ الْجُرْحِ بِاِحْرَاقِ الْحَصِيْرِ

وَغَسْلِ الْمَرْاَةِ عَنْ اَبِيْهَا الدَّمَ عَنْ وَّجْهِهٖ وَحَمْلَ الْمَآءِ فِي التُّرْسِ

ترجمہ۔ زخم کا علاج چٹائی جلا کر کرنا اور عورت کا اپنے باپ کے چہرہ سے خون کو دھونا اور پانی کو ڈھال میں اٹھا کر لانا۔

حدیث(۲۸۱۸)حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ الخ قَالَ سَأَلُوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ بِأَيِّ شَيْءٍ دُوْوِيَ جُرْحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَقِيَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ كَانَ عَلِيٌّ يَجِيْءُ بِالْمَآءِ فِيْ تُرْسِهِ وَكَانَتْ يَعْنِيْ فَاطِمَةَ تَغْسِلُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَأُخِذَ حَصِيْرٌ فَأُحْرِقَ ثُمَّ حُشِيَ بِهِ جُرْحُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ سے لوگوں نے پوچھا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کا علاج کس چیز سے کیا گیا انہوں نے فرمایا آج لوگوں میں سے کوئی شخص ایسا نہیں رہا جو میرے سے زیادہ اس واقعہ کو جاننے والا ہو۔حضرت علیؓ اپنی ڈھال میں پانی لاتے تھے اور حضرت فاطمہؓ آپؐ کے چہرہ انور سے خون دھوتی تھیں چٹائی لے کر اسے جلایا گیا پھر اس کی راکھ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کو بھر دیا گیا۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّنَازُعِ وَالْاِخْتِلَافِ

ترجمہ۔باب ان چیزوں کے بارے میں جو جنگ کے اندر مکروہ ہیں

فِي الْحَرْبِ وَعُقُوْبَةِ مَنْ عَصٰى إِمَامَهُ وَقَالَ اللهُ تَعَالٰى وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ قَالَ قَتَادَةُ الرِّيْحُ الْحَرْبُ.

ترجمہ۔جھگڑا کرنا۔اختلاف کرنا اور جو شخص امیر وامام کی نافرمانی کرے اس کی سزا کا بیان ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں جھگڑا نہ کرو پس بزدل ہو جاؤ گے۔اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔قتادہ فرماتے ہیں کہ ریح سے مراد لڑائی ہے۔

حدیث(۲۸۱۹)حَدَّثَنَا يَحْيٰى الخ عَنْ بُرْدَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا وَأَبَا مُوْسٰى إِلَى الْيَمَنِ قَالَ يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا.

ترجمہ۔حضرت بردہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کو یمن کے مختلف علاقوں کا حاکم بنا کر بھیجا اور ان سے فرمایا لوگوں پر آسانی کرنا سختی نہ کرنا۔خوشخبری دینا نفرت نہ دلانا۔ایک دوسرے کا کہنا ماننا اختلاف نہ کرنا۔

حدیث(۲۸۲۰)حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ الخ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍ يُحَدِّثُ قَالَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الرَّجَّالَةِ يَوْمَ أُحُدٍ وَكَانُوْا خَمْسِيْنَ رَجُلًا عَبْدَ اللهِ بْنَ جُبَيْرٍ فَقَالَ إِنْ رَأَيْتُمُوْنَا تَخْطَفُنَا الطَّيْرُ فَلَا تَبْرَحُوْا مَكَانَكُمْ هٰذَا حَتّٰى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ وَإِنْ رَأَيْتُمُوْنَا هَزَمْنَا الْقَوْمَ وَأَوْطَأْنَاهُمْ فَلَا تَبْرَحُوْا حَتّٰى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ فَهَزَمُوْهُمْ قَالَ فَأَنَا وَاللهِ رَأَيْتُ النِّسَآءَ يَشْتَدِدْنَ قَدْ بَدَتْ خَلَاخِلُهُنَّ وَأَسْوُقُهُنَّ رَافِعَاتٍ ثِيَابَهُنَّ فَقَالَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللهِ بْنِ جُبَيْرٍ الْغَنِيْمَةَ أَيْ قَوْمُ الْغَنِيْمَةَ ظَهَرَ أَصْحَابُكُمْ فَمَا تَنْتَظِرُوْنَ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ جُبَيْرٍ أَنَسِيْتُمْ مَا قَالَ لَكُمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا وَاللهِ لَنَأْتِيَنَّ النَّاسَ فَلَنُصِيْبَنَّ مِنَ الْغَنِيْمَةِ فَلَمَّا أَتَوْهُمْ صُرِفَتْ وُجُوْهُهُمْ فَأَقْبَلُوْا مُنْهَزِمِيْنَ فَذَاكَ إِذْ يَدْعُوْهُمُ الرَّسُوْلُ فِيْ أُخْرَاهُمْ فَلَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ اثْنَيْ

عَشَرَ رَجُلًا فَاَصَابُوْا مِنَّا سَبْعِيْنَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهُ اَصَابَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ يَوْمَ بَدْرٍ اَرْبَعِيْنَ وَمِائَةً سَبْعِيْنَ اَسِيْرًا وَّسَبْعِيْنَ قَتِيْلًا فَقَالَ اَفِي الْقَوْمِ مُحَمَّدٌ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّجِيْبُوْهُ ثُمَّ قَالَ اَفِي الْقَوْمِ ابْنُ اَبِيْ قُحَافَةَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ اَفِي الْقَوْمِ ابْنُ الْخَطَّابِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ فَقَالَ اَمَّا هٰؤُلَآءِ فَقَدْ قُتِلُوْا فَمَا مَلَكَ عُمَرُ نَفْسَهٗ فَقَالَ كَذَبْتَ وَاللّٰهِ يَا عَدُوَّ اللّٰهِ اِنَّ الَّذِيْنَ عَدَدْتَّ لَاَحْيَآءٌ كُلُّهُمْ وَقَدْ بَقِيَ لَكَ مَا يَسُوْءُكَ قَالَ يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ وَالْحَرْبُ سِجَالٌ اِنَّكُمْ سَتَجِدُوْنَ فِي الْقَوْمِ مُثْلَةً لَمْ اٰمُرْ بِهَا وَلَمْ تَسُؤْنِيْ ثُمَّ اَخَذَ يَرْتَجِزُ اُعْلُ هُبَلُ اُعْلُ هُبَلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تُجِيْبُوْا لَهٗ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا نَقُوْلُ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلُّ قَالَ اِنَّ لَنَا الْعُزّٰى وَلَا عُزّٰى لَكُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تُجِيْبُوْا لَهٗ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا نَقُوْلُ لَهٗ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلَالَكُمْ.

ترجمہ۔ حضرت براء بن عازبؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کی لڑائی میں حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کو پیدل تیراندازوں پر امیر مقرر فرمایا جو پچاس آدمی تھے۔ ان سے فرمایا کہ اگر تم لوگ ہمیں دیکھو کہ پرندے ہمارا گوشت نوچ رہے ہیں تب بھی تم اپنی اس جگہ سے نہیں ہلنا جب تک کہ تمہارے پاس پیغام نہ بھیجا جائے اور اگر تم دیکھو کہ ہم نے مشرک لوگوں کو شکست دے دی ہے۔ اور ہم انہیں روندرہے ہیں تب بھی اس مقام سے نہیں ہلنا جب تک کہ ہمارا قاصد نہ پہنچے پس مسلمانوں نے مشرکوں کو شکست دے دی۔ روای فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! میں نے مشرکوں کی عورتوں کو دوڑتے دیکھا۔ جن کی پنڈلیاں اور پازیب کھل گئے تھے۔ جو اپنے کپڑے اٹھائے ہوئے بھاگ رہی تھیں حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کے ساتھیوں نے کہا غنیمت جمع کرو۔ اے میری قوم غنیمت اکٹھی کرو۔ تمہارے ساتھی غالب آچکے ہیں۔ اب کس کا انتظار کرتے ہو۔ حضرت عبداللہ بن جبیرؓ نے ان سے کہا بھی کہ کیا تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو بھول گئے ہو۔ جو انہوں نے تمہیں ارشاد فرمائی تھی۔ تو وہ لوگ کہنے لگے کہ اللہ کی قسم! ہم تو لوگوں کے پاس ضرور آئیں گے تاکہ ہم لوگ مال غنیمت حاصل کرسکیں۔ پس جب ان کے پاس آئے تو ان کے چہرے پھیر دیئے گئے۔ تو شکست خوردہ واپس ہوئے۔ پس یہ واقعہ اس وقت ہوا جب کہ اللہ کا رسول انہیں ان کے پیچھے سے بلا رہا تھا اذتصعدون ولاتلوون الآیۃ پس جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سوائے بارہ آدمیوں کے اور کوئی باقی نہ رہا۔ پس مشرکوں نے ان کے ستر آدمیوں کو قتل کردیا۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ نے بدر کی لڑائی میں مشرکین کے ایک سو چالیس آدمیوں کو پکڑا تھا۔ ستر تو قیدی تھے اور ستر مقتول تھے اس پر ابوسفیان نے تین مرتبہ اعلان کیا کہ کیا قوم میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو جواب دینے سے منع فرمادیا۔ پس اس نے پوچھا کیا قوم میں ابن ابی قحافہ ابوبکر صدیقؓ موجود ہیں۔ یہ بھی تین مرتبہ کہا۔ پھر کہا کہ کیا قوم میں ابن الخطابؓ موجود ہیں۔ یہ بھی تین مرتبہ کہا۔ پھر اپنے ساتھیوں کے پاس واپس جاکر کہنے لگا کہ پس یہ تینوں حضرات تو قتل ہو چکے ہیں۔ جس پر حضرت عمرؓ اپنے نفس پر قابو نہ رکھ سکے بول پڑے۔ اے اللہ کے دشمن! اللہ کی قسم تو نے جھوٹ کہا بیشک جن جن لوگوں کو تم نے گنا ہے بحمد اللہ وہ سب کے سب زندہ ہیں۔ اور تیرے لئے وہ حالت رہ گئی ہے جو تجھے بری لگے گی۔ کہنے لگا آج احد کی لڑائی بدر کی لڑائی کے بدلہ میں ہے۔ اور لڑائی تو ایک ڈول ہے۔ جو کبھی کسی طرف جاتا ہے بے شک اپنے کچھ مقتولین میں تم مثلہ پاؤ گے۔ کہ ان کے ناک و کان۔ اعضاء کاٹے

گئے ہیں۔ میں نے اس کا انہیں حکم نہیں دیا تھا اور اب یہ مجھے کوئی برا بھی نہیں لگ رہا۔ پھر رجزیہ اشعار پڑھنے لگا۔ اے ھبل! تو اونچا ہوا کہ اونچے پہاڑ کی مانند ہو گیا۔ اے ھبل تو بلند و برتر ہو گیا۔ (یہ ایک بت کا نام تھا) حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس کا جواب نہیں دیتے۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا یا رسول اللہ! ہم کیا جواب دیں آپؐ نے فرمایا تم کہو اللہ تعالیٰ بلند و برتر ہے۔ وہ کہنے لگا کہ ہمارا عزیٰ بت ہے۔ جو عزت دینے والا ہے تمہارے لئے کوئی عزیٰ نہیں ہے۔ جس سے تمہیں عزت ملے۔ جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس کا جواب نہیں دیتے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم کیا جواب دیں۔ آپؐ نے فرمایا تم جواب دو کہ اللہ ہمارا مدد کرنے والا ہے۔ تمہارا تو کوئی مددگار ہی نہیں ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لناتین الناس الخ ان حضرات نے آپؐ کے حکم کو فتح سے قبل پر اور مدد خداوندی کے تحقق پر محمول فرمایا۔ ورنہ صریح مخالفت کیسے کر سکتے تھے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت گنگوہیؒ کی اس توجیہ پر حدیث کے یہ الفاظ دلالت کرتے ہیں۔ ظهر اصحابكم ماتنتظرون کہ تمہارے ساتھی غالب آ گئے اب کس کا انتظار کر رہے ہو۔ یہ ان کی اجتہادی غلطی تھی۔ جس کو قرآن مجید میں بتلایا گیا ہے۔ انما استزلهم الشيطن ببعض ما كسبوا کہ شیطان نے ان کی بعض کوتاہیوں کی وجہ سے ان کو پھسلا دیا تھا۔ اور منكم من يريد الدنيا و منكم من يريد الاخرة بعض تم میں سے دنیا چاہتے تھے اور بعض کا مقصد محض آخرت تھا۔ اور بہت سی روایات میں وارد ہوا ہے کہ یہ آیت کریمہ غنیمت تلاش کرنے والوں کے بارے میں اتری۔ بنا بریں بعض روایات میں اس کو عصیان رسول سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جس کی سزا اسی معرکہ کارزار میں مل گئی اور ان کی فتح شکست سے بدل گئی۔ اور اس کی نوبت اختلاف پڑ جانے کی وجہ سے آئی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ قوله اثناعشر رجلا یعنی اس حلقہ میں صرف بارہ آدمی رہ گئے اگرچہ دوسرے مقام پر منتشر صحابہ کرامؓ اس سے زیادہ تھے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ بعض روایات سے ان بارہ کے علاوہ حضرت طلحہؓ اور حضرت سعدؓ کا نام بھی ملتا ہے۔ اور مسلم کی روایت میں ہے کہ سات انصار اور یہ دو قریش کے آدمی حضرت طلحہؓ اور سعدؓ تھے۔ تو یہاں پر بارہ آدمی کا حصر مہاجرین کے اعتبار سے ہوگا۔ یا یہ تعیین بعض احوال کے اعتبار سے ہے۔ کیونکہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی خبر مشہور ہوئی تو صحابہ کرامؓ میں افراتفری پھیل گئی جب قریب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بقاء کا علم ہو گیا تو سب منتشر حضرات آپؐ کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ اور اثنا عشر میں کتاب المغازی کے مطابق ان میں حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، علیؓ، طلحہؓ کا ملی ذکر ہیں۔ اور انصار میں سے سات آدمیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

بَابُ اِذَا فَزِعُوْا بِاللَّيْلِ

ترجمہ۔ جب رات کو لوگ گھبرا اٹھیں

حدیث (۲۸۲۱) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ الخ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ اَشْجَعَ النَّاسِ قَالَ وَقَدْ فَزِعَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ لَيْلَةً سَمِعُوْا صَوْتًا فَتَلَقَّاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى فَرَسٍ لِاَبِيْ طَلْحَةَ عُرْيٍ وَهُوَ مُتَقَلِّدٌ سَيْفَهُ فَقَالَ لَمْ تُرَاعُوْا لَمْ تُرَاعُوْا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدْتُهُ بَحْرًا يَعْنِي الْفَرَسَ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے سب سے زیادہ خوب صورت تھے۔ زیادہ سخی تھے اور

سب سے زیادہ بہادر تھے۔ایک رات میں مدینہ والوں نے ایک آواز سنی جس سے وہ گھبرا گئے۔وہ ابھی جا ہی رہے تھے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپس راستے میں ان کو ملے جو حضرت ابوطلحہؓ کے ننگی پیٹھ والے گھوڑے پر سوار تلوار لٹکائے ہوئے تھے فرمایا کہ مت گھبراؤ۔مت گھبراؤ۔کوئی چیز نہیں پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اس گھوڑے کو سمندر پایا۔

بَابُ مَنْ رَاَی الْعَدُوَّ فَنَادٰی بِاَعْلٰی صَوْتِہٖ یَاصَبَاحَاہُ حَتّٰی یَسْمَعَ النَّاسَ

ترجمہ۔جو شخص دشمن کو دیکھ کر اونچی آواز سے پکارے کہ یاصباحاہ کہ صبح کی لوٹ کو پہنچو یہاں تک کہ لوگوں کو سنادے۔

حدیث (۲۸۲۲) حَدَّثَنَا الْمَکِّیُّ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ الخ عَنْ سَلَمَةَ اَنَّهٗ اَخْبَرَہٗ قَالَ خَرَجْتُ مِنَ الْمَدِیْنَةِ ذَاھِبًا نَحْوَ الْغَابَةِ حَتّٰی اِذَا کُنْتُ بِثَنِیَّةِ الْغَابَةِ لَقِیَنِیْ غُلَامٌ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ قُلْتُ وَیْحَکَ مَا بِکَ قَالَ اُخِذَتْ لِقَاحُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ مَنْ اَخَذَھَا قَالَ غَطَفَانُ وَفَزَارَةُ فَصَرَخْتُ ثَلٰثَ صَرَخَاتٍ اَسْمَعْتُ مَا بَیْنَ لَابَتَیْهَا یَاصَبَاحَاہُ یَا صَبَاحَاہُ ثُمَّ انْدَفَعْتُ حَتّٰی اَلْقَاھُمْ وَقَدْ اَخَذُوْھَا فَجَعَلْتُ اَرْمِیْهِمْ وَاَقُوْلُ اَنَا ابْنُ الْاَکْوَعِ وَالْیَوْمُ یَوْمُ الرُّضَّعِ فَاسْتَنْقَذْتُهَا مِنْهُمْ قَبْلَ اَنْ یَّشْرَبُوْا فَاَقْبَلْتُ بِهَا اَسُوْقُهَا فَلَقِیَنِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْقَوْمَ عِطَاشٌ وَاِنِّیْ اَعْجَلْتُهُمْ اَنْ یَّشْرَبُوْا سِقْیَهُمْ فَابْعَثْ فِیْ اِثْرِھِمْ فَقَالَ یَا ابْنَ الْاَکْوَعِ مَلَکْتَ فَاَسْجِحْ اِنَّ الْقَوْمَ یُقْرَوْنَ فِیْ قَوْمِهِمْ۔

ترجمہ۔حضرت سلمہؓ خبر دیتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ سے روانہ ہوا۔غابہ کی طرف جارہا تھا یہاں تک کہ جب غابہ کی گھاٹی کے پاس پہنچا تو مجھے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا غلام ملا تو میں نے اس سے پوچھا تیرے لئے افسوس ہو تجھے کیا ہو گیا اس نے بتلایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ دینے والی اونٹنیاں پکڑی گئی ہیں۔میں نے پوچھا کس نے پکڑی ہیں اس نے کہا غطفان اور فزارہ کے لوگوں نے۔تو حضرت سلمہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے تین مرتبہ چیخ کر آواز دی کہ مدینہ کی دونوں پہاڑیوں کے درمیان والی ساری آبادی کو سنادیا۔یاصباہ یاصباہ پھر میں جلدی چلا یہاں تک کہ میں ان سے مل گیا جب کہ وہ ان اونٹنیوں کو پکڑے ہوئے تھے۔میں نے ان پر تیر برسانے شروع کر دیئے۔اور میں رجزیہ اشعار پڑھتا تھا۔میں اکوع کا بیٹا ہوں آج کمینوں کی ہلاکت کا دن ہے۔بہر حال ان کے پانی پینے سے پہلے پہلے میں نے ان سب اونٹنیوں کو ان سے چھڑوالیا۔میں ان کو ہانکتے ہوئے لا رہا تھا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے سے ملاقی ہوئے۔میں نے بتلایا یارسول اللہ! یہ لوگ پیاسے تھے میں ان کے حصہ کا پانی پینے سے پہلے جلدی ان تک پہنچنا چاہتا ہوں۔پس مجھے ان کے پیچھے بھیج دیجئے۔پس آپؐ نے فرمایا ابن الاکوع تو نے تو بادشاہوں والا کام کیا ہے کمان پر غالب آکر غلام بنالیا پس ان پر نرمی کرو سختی نہ کرو۔یہ لوگ اپنے لوگوں میں جاکر مہمانی کھا رہے ہوں گے جن سے ان کو قوت حاصل ہوگی۔یہ آپ کا معجزہ تھا کہ جیسے آپؐ نے خبر دی ایسا ہی ہوا۔اگر یقرون ہو تو قرار پکڑ چکے ہوں گے۔اب ان کے لئے تکلیف اٹھانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ الیوم یوم الرضع اس جملہ کا معنی یہ ہے کہ آج کا دن شریف لوگوں کے لئے کمینوں سے ممتاز ہونے کا دن ہے۔رضع سے لئام کمینے لوگ مراد ہیں کیونکہ دودھ دوہے بغیر منہ سے دودھ پی لیتے ہیں تاکہ کسی مسکین اور مہمان کو دودھ دوہنے کی آواز نہ آئے کہیں سوال نہ کردے۔یا مہمان سامنے نہ پہنچ جائے جب تھن سے چوس لے گا تو اب وہ محفوظ ہو گیا۔یہ معنی اس وقت ہیں جب لبن

ناقہ یعنی اونٹنی کا دودھ مراد ہو۔ اگر لبن المرا ۃ یعنی عورت کا دودھ مراد لیا جائے تو پھر اس سے اناڑی آدمی مراد ہوگا جس کو تجربہ ہوا ور نہ ہی اس نے کبھی ایسے کام کئے ہوں۔ گویا کہ وہ گھر سے باہر نکلا ہی نہیں بس مدت العمر ماں کا دودھ ہی پیتا رہا۔

تشریح از شیخ زکریا ۔ یوم الرضع کے معنی میں کئی اقوال ہیں۔ کرمانی فرماتے ہیں رضع راضع کی جمع ہے۔ جس نے ماں کے پستان سے ہی خساست پی لیا ہو۔ تو اضیع خسیس اور کمینہ مراد ہو۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ اس قدر کمینے لوگ ہیں کہ بغیر دوہنے کے خود تھن سے دودھ پی لیتے ہیں تا کہ کوئی مہمان آواز نہ سن لے۔ تیسرا معنی یہ ہے کہ کس نے شریف عورت کا دودھ پیا ہے اور کس نے کمینی اور خسیس عورت کا دودھ پیا ہے۔ تو کریم اور لئیم کا پتہ چل جائے گا۔ اور چوتھے معنی یہ ہیں کہ لڑائی کا کون تجربہ رکھتا ہے اور کون نہیں رکھتا جو تجربہ کار ہے تو اسے لڑائی نے بچپن سے دودھ پلایا ہے اور نا تجربہ کار محروم رہا ہے۔ اور بھی کئی معانی بیان کئے جاتے ہیں۔ قطب گنگوہیؒ نے دو معنی کو اختیار فرمایا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ اس ترجمہ کا مقصد یہ ہے کہ یا صباحاہ یا صباحاہ دعوت جاہلیت نہیں ہے۔ بلکہ کفار کے خلاف مدد طلب کرنا ہے جس کی اجازت ہے۔

باب من قال خذها وانا ابن فلان

وقال سلمةؓ خذها وانا ابن الاكوع

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو کہتا ہے یہ لو میں فلاں کا بیٹا ہوں جیسے حضرت سلمہؓ نے فرمایا یہ لو میں اکوع کا بیٹا ہوں۔

حدیث (۲۸۲۳) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ الخ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ الْبَرَاءَؓ فَقَالَ يَا اَبَا عُمَارَةَ اَوَلَّيْتُمْ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ الْبَرَاءُ وَاَنَا اَسْمَعُ اَمَّا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُوَلِّ يَوْمَئِذٍ كَانَ اَبُوْسُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ اٰخِذًا بِعِنَانِ بَغْلَتِهِ فَلَمَّا غَشِيَهُ الْمُشْرِكُوْنَ نَزَلَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ قَالَ فَمَا رُؤِيَ مِنَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ اَشَدُّ مِنْهُمْ۔

ترجمہ۔ حضرت براءؓ سے کسی آدمی نے پوچھا کیا تم لوگ حنین کی لڑائی میں پیٹھ دے کر بھاگ گئے تھے۔ تو حضرت براءؓ نے فرمایا جب کہ میں سن رہا تھا لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن پیٹھ نہیں پھیری۔ ابو سفیان بن الحارثؓ آپؐ کے خچر کی باگ پکڑے ہوئے تھے جب مشرکین نے آپ کو گھیر لیا تو آپ خچر سے اتر پڑے اور کہنا شروع کیا میں واقعی نبی ہوں جس میں کوئی جھوٹ نہیں ہے۔ اور میں ہی عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ اور اس دن آپؐ سے زیادہ بہادر کسی کو نہیں دیکھا گیا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ ترجمہ کی غرض یہ ہے کہ انا ابن فلان اهل عرب فخر اور مدح کے وقت بولا کرتے تھے تو لڑائی میں ایسے افتخار کی اجازت ہے اور یہ افتخار منهى عنها سے نہیں ہے۔ باقی خذها یعنی یہ تیر اندازی میرے سے لو۔ واقعہ مسلم کے اندر ہے کہ حضرت سلمہؓ نے ایک آدمی کے تیر مارا جو اس کے پاؤں میں لگا۔ حتی کہ اس کا بھالا اس کے کندھے میں گھس گیا تو حضرت سلمہؓ نے فرمایا۔ خذها وانا ابن الاكوع۔

فلم یول الخ یعنی امیر لشکر نے پیٹھ نہیں پھیری۔ قوم کے بعض جلد باز بھاگ گئے۔ تو اس کو شکست شمار نہیں کیا جاتا جب کہ لڑائی کا اختتام فتح پر ہو۔

بَابُ اِذَا نَزَلَ الْعَدُوُّ عَلٰى حُكْمِ رَجُلٍ

ترجمہ۔ جب دشمن کسی آدمی کے فیصلہ پر نیچے اتر آئے

حدیث (۲۸۲۴) حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ الخ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّؓ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ بَنُوْ قُرَيْظَةَ

عَلٰی حُکْمِ سَعْدِ ابْنِ مَعَاذٍ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَ قَرِیْبًا مِنْہُ فَجَآءَ عَلٰی حِمَارٍ فَلَمَّا دَنَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ فَجَآءَ فَجَلَسَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَہٗ اِنَّ ھٰؤُلَآءِ نَزَلُوْا عَلٰی حُکْمِکَ قَالَ فَاِنِّیْ اَحْکُمُ اَنْ تُقْتَلَ الْمُقَاتِلَۃُ وَاَنْ تُسْبَی الذُّرِّیَّۃُ قَالَ لَقَدْ حَکَمْتَ فِیْھِمْ بِحُکْمِ الْمَلِکِ.

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید الخدریؓ فرماتے ہیں جب بنو قریظہ حضرت سعد بن معاذؓ کے فیصلہ پر قلعہ سے نیچے اتر آئے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ کو بلوا بھیجا جو آپؐ کے قریب تھے تو وہ گدھے پر سوار آپؐ کے پاس آئے جب قریب ہوئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے سردار کی طرف اٹھو اور انہیں گدھے سے اتار لو۔ چنانچہ وہ اتر کر آئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر بیٹھ گئے۔ تو آپؐ نے ان سے فرمایا کہ یہود بنو قریظہ آپ کے فیصلے پر اتر آئے ہیں تو انہوں نے فیصلہ سنایا کہ ان کے بالغ لوگ جو لڑائی کرنے کے قابل ہیں انہیں قتل کر دیا جائے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنایا جائے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اے سعدؓ آپ نے ان میں بادشاہوں والا فیصلہ سنایا ہے یا ملک سے مراد اللہ تعالیٰ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ سنایا ہے اور ایک روایت میں ملك بفتح اللام ہے تو اس سے جبرائیل فرشتہ مراد ہوگا۔

بَابُ قَتْلِ الْاَسِیْرِ وَقَتْلِ الصَّبْرِ

ترجمہ۔ قیدی کو قتل کرنا اور باندھ کر قتل کرنا

حدیث (۲۸۲۵) حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلٰی رَاْسِہِ الْمِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَہٗ جَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ اِنَّ ابْنَ خَطَلٍ مُّعَلَّقٌ بِاَسْتَارِ الْکَعْبَۃِ فَقَالَ اقْتُلُوْہُ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ بے شک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فتح والے سال مکہ میں داخل ہوئے جب کہ آپؐ کے سر پر لوہے کی ٹوپی تھی جب آپؐ نے اس کو اتارا تو ایک آدمی نے آکر کہا کہ ابن خطل خانہ کعبہ کے پردوں سے چمٹا ہوا ہے آپؐ نے فرمایا اس کو قتل کر دو۔

تشریح از قاسمیؒ۔ عبداللہ بن خطل نے اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی مول لی اسلام سے پھر گیا دو باندیاں مسلمانوں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کے لئے مقرر کی تھیں اور مسلمانوں کو قتل بھی کر دیا تھا بنا بریں اسے معافی نہ ملی اور قتل کر دیا گیا ھکذا قالہ العینی۔

باب ھل یستاسر الرجل ومن لم یستاسر ومن رکع رکعتین عندالقتل

ترجمہ۔ کیا آدمی قید ہو جائے اور جو قید نہ ہو اور جو قتل ہوتے وقت دو رکعت نماز ادا کرے

حدیث (۲۸۲۶) حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ الخ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَشْرَۃَ رَھْطٍ سَرِیَّۃً عَیْنًا وَاَمَّرَ عَلَیْھِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِیَّ جَدَّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ فَانْطَلَقُوْا حَتّٰی اِذَا کَانُوْا بِالْھَدَاۃِ وَھُوَ بَیْنَ عُسْفَانَ وَمَکَّۃَ ذُکِرُوْا لِحَیٍّ مِّنْ ھُذَیْلٍ یُّقَالُ لَھُمْ بَنُوْ لَحْیَانَ فَنَفَرُوْا لَھُمْ قَرِیْبًا مِّنْ مِّائَتَیْ رَجُلٍ کُلُّھُمْ رَامٍ فَاقْتَصُّوْا اٰثَارَھُمْ حَتّٰی وَجَدُوْا مَا کَلَھُمْ تَمْرًا تَزَوَّدُوْہُ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ فَقَالُوْا ھٰذَا تَمْرُ یَثْرِبَ فَاقْتَصُّوْا اٰثَارَھُمْ فَلَمَّا رَاٰھُمْ عَاصِمٌ وَّاَصْحَابُہٗ لَجَئُوْا اِلٰی فَدْفَدٍ اَحَاطَ بِھِمْ

الْقَوْمُ فَقَالُوْا لَهُمْ انْزِلُوْا وَاَعْطُوْنَا بِاَيْدِيْكُمْ وَلَكُمُ الْعَهْدُ وَالْمِيْثَاقُ وَلَا نَقْتُلُ مِنْكُمْ اَحَدًا قَالَ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ اَمِيْرُ السَّرِيَّةِ اَمَّا اَنَا فَوَاللّٰهِ لَآ اَنْزِلُ الْيَوْمَ فِيْ ذِمَّةِ كَافِرٍ اَللّٰهُمَّ اَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ فَرَمَوْهُمْ بِالنَّبْلِ فَقَتَلُوْا عَاصِمًا فِيْ سَبْعَةٍ فَنَزَلَ اِلَيْهِمْ ثَلٰثَةُ رَهْطٍ بِالْعَهْدِ وَالْمِيْثَاقِ مِنْهُمْ خُبَيْبُ الْاَنْصَارِيُّ وَابْنُ دِثْنَةَ وَرَجُلٌ اٰخَرُ فَلَمَّا اسْتَمْكَنُوْا مِنْهُمْ اَطْلَقُوْا اَوْتَارَ قِسِيِّهِمْ فَاَوْثَقُوْهُمْ فَقَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ هٰذَا اَوَّلُ الْغَدْرِ وَاللّٰهِ لَا اَصْحَبُكُمْ اِنَّ فِيْ هٰؤُلَآءِ لَاُسْوَةً يُرِيْدُ الْقَتْلٰى فَجَرَّرُوْهُ وَعَالَجُوْهُ عَلٰى اَنْ يَّصْحَبَهُمْ فَاَبٰى فَقَتَلُوْهُ فَانْطَلَقُوْا بِخُبَيْبٍ وَّابْنِ دِثْنَةَ حَتّٰى بَاعُوْهُمَا بِمَكَّةَ بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ فَابْتَاعَ خُبَيْبًا بَنُو الْحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلِ ابْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ بْنَ عَامِرٍ يَوْمَ بَدْرٍ فَلَبِثَ خُبَيْبٌ عِنْدَهُمْ اَسِيْرًا فَاَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنُ عِيَاضٍ اَنَّ بِنْتَ الْحَارِثِ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهُمْ حِيْنَ اجْتَمَعُوْا اسْتَعَارَ مِنْهَا مُوْسٰى يَسْتَحِدُّ بِهَا فَاَعَارَتْهُ فَاَخَذَ ابْنًا لِّيْ وَاَنَا غَافِلَةٌ حِيْنَ اَتَاهُ قَالَتْ فَوَجَدْتُّهُ مُجْلِسَهٗ عَلٰى فَخِذِهٖ وَالْمُوْسٰى بِيَدِهٖ فَفَزِعْتُ فَزْعَةً عَرَفَهَا خُبَيْبٌ فِيْ وَجْهِيْ فَقَالَ تَخْشَيْنَ اَنْ اَقْتُلَهٗ مَا كُنْتُ لِاَفْعَلَ ذٰلِكَ وَاللّٰهِ مَا رَاَيْتُ اَسِيْرًا قَطُّ خَيْرًا مِّنْ خُبَيْبٍ وَاللّٰهِ لَقَدْ وَجَدْتُّهٗ يَوْمًا يَّاْكُلُ مِنْ قِطْفِ عِنَبٍ فِيْ يَدِهٖ وَاِنَّهٗ لَمُوْثَقٌ فِي الْحَدِيْدِ وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ ثَمَرٍ وَكَانَتْ تَقُوْلُ اِنَّهٗ رِزْقٌ مِّنَ اللّٰهِ رَزَقَهٗ خُبَيْبًا فَلَمَّا خَرَجُوْا مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوْهُ فِي الْحِلِّ قَالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ ذَرُوْنِيْ اَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ فَتَرَكُوْهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ لَوْلَآ اَنْ تَظُنُّوْا اَنَّ مَابِيْ جَزَعٌ لَطَوَّلْتُهُمَا اَللّٰهُمَّ اَحْصِهِمْ عَدَدًا

مَا اُبَالِيْ حِيْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا ۔۔۔ عَلٰى اَيِّ شِقٍّ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِيْ
وَذٰلِكَ فِيْ ذَاتِ الْاِلٰهِ وَاِنْ يَّشَاْ ۔۔۔ يُبَارِكْ عَلٰى اَوْصَالِ شِلْوٍ مُّمَزَّعِ

فَقَتَلَهُ ابْنُ الْحَارِثِ فَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ سَنَّ الرَّكْعَتَيْنِ لِكُلِّ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ قُتِلَ صَبْرًا فَاسْتَجَابَ اللّٰهُ لِعَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ يَّوْمَ اُصِيْبَ فَاَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْحَابَهٗ خَبَرَهُمْ وَمَآ اُصِيْبُوْا وَبَعَثَ نَاسٌ مِّنْ كُفَّارِ قُرَيْشٍ اِلٰى عَاصِمٍ حِيْنَ حُدِّثُوْا اَنَّهٗ قُتِلَ لِيُؤْتَوْا بِشَيْءٍ مِّنْهُ يُعْرَفُ وَكَانَ قَدْ قَتَلَ رَجُلًا مِّنْ عُظَمَآءِهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ فَبُعِثَ عَلٰى عَاصِمٍ مِّثْلُ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ فَحَمَتْهُ مِنْ رُّسُلِهِمْ فَلَمْ يَقْدِرُوْا عَلٰى اَنْ يَّقْطَعُوْا مِنْ لَّحْمِهٖ شَيْئًا.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ واقعہ بدر کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فوجی دستہ کے دس آدمیوں کو جاسوسی کیلئے بھیجا۔ جن پر امیر حضرت عاصم بن ثابتؓ انصاری کو مقرر فرمایا۔ جو حضرت عاصم بن عمر بن الخطابؓ کے دادا تھے۔ یہ حضرات چلتے رہے یہاں تک کہ جب ھداۃ کے مقام تک پہنچے جو عسفان اور مکہ کے درمیان واقع ہے۔ تو ھذیل کے ایک قبیلہ جسے بنولحیان کہا جاتا تھا ان کے سامنے ان حضرات کا ذکر ہوا تو قریب دوسو ۲۰۰ آدمی نکل کھڑے ہوئے ان میں سے ہر ایک تیر انداز تھا تو وہ لوگ ان حضرات کے نشان قدم کے پیچھے پیچھے چل پڑے۔ یہاں تک کہ انہوں نے ان حضرات کی کھجوریں کھانے کی جگہ کو پالیا جو یہ حضرات توشہ بنا کر مدینہ سے لائے تھے تو یہ آپس میں کہنے لگے کہ یہ کھجور تو

یثرب (مدینہ) کے ہیں پھر وہ ان کے نشان قدم کے پیچھے چلے۔ جب ان کو حضرت عاصمؓ اور ان کے ساتھیوں نے دیکھ لیا تو یہ حضرات ایک اونچے ٹیلے کی طرف پناہ گزیں ہوئے۔ قوم کفار نے ان کو گھیرے میں لے لیا جنہوں نے ان حضرات سے کہا کہ تم نیچے اتر آؤ۔ اور اپنے ہاتھ ہمارے حوالے کر دو تمہارے لئے ہماری طرف سے عہد و پیمان ہے کہ ہم تم میں سے کسی کو قتل نہیں کریں گے۔ حضرت عاصم بن ثابتؓ جو امیر لشکر تھے انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم! میں تو کسی کافر کی ذمہ داری میں آج نہیں اتروں گا۔ اے اللہ! ہماری طرف سے اپنے نبی کو خبر کر دے بہر حال بنو لحیان کے آدمیوں نے ان پر تیروں کی بارش کر دی جس سے حضرت عاصمؓ کو سات ہمراہیوں کے ساتھ قتل کر دیا ان کی طرف تین حضرات اتر کر آئے جنہوں نے ان کے عہد و پیمان کا لحاظ رکھا ان میں سے ایک حضرت خبیب انصاری تھے۔ دوسرے ابن الدعنہ اور تیسرے اور آدمی تھے جب ان کفار نے ان حضرات پر پوری طرح قابو پالیا تو اپنی کمانوں کی زر ہیں اتار کر ان کو باندھ دیا تو تیسرے آدمی نے کہا کہ یہ پہلی بدعہدی ہے۔ میں تو ہرگز تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا میرے لئے تو ان حضرات مقتولین کی پیروی کرنا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اسے گھسیٹا اور اسے ساتھ چلنے پر تکلیفیں دیں لیکن انہوں نے انکار کر دیا جس پر انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ حضرت خبیبؓ اور ابن الدعنہ کو لے کر وہ چلے یہاں تک کہ مکہ میں آ کر انہیں بیچ دیا۔ یہ بدر کے واقعہ کے بعد کا واقعہ ہے۔ حضرت خبیبؓ کو حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف کے بیٹوں نے خرید کر لیا کیونکہ حضرت خبیبؓ نے بدر کی لڑائی میں حارث بن عامر کو قتل کر دیا تھا۔ تو حضرت خبیبؓ ان کے یہاں قیدی بن کر رہے۔ راوی کہتا ہے کہ مجھے عبید اللہ بن عیاض نے بتلایا کہ حارث کی بیٹی نے اسے بتلایا کہ جب ان لوگوں نے حضرت خبیبؓ کو قتل کرنے پر اتفاق کر لیا تو حضرت خبیبؓ نے اس سے شرمگاہ کی صفائی کے لئے استرا مانگا۔ میں نے عاریت پر انہیں استرا دے دیا۔ میں بے پرواہ تھی کہ میرا ایک بیٹا جب ان کے پاس آیا تو حضرت خبیبؓ نے اسے پکڑ لیا اور اسے اپنی ران پر بٹھا لیا اور استرا ان کے ہاتھ میں تھا۔ میں اس قدر گھبرائی کہ میری گھبراہٹ کو حضرت خبیبؓ نے میرے چہرے میں پہچان لیا فرمانے لگے کیا تو گمان کرتی ہے کہ میں اسے قتل کر دوں گا نہیں اللہ کی قسم! میں ایسا نہیں کروں گا۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت خبیبؓ سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا اور اللہ کی قسم! میں نے ایک دن اسے انگوروں کا خوشہ اپنے ہاتھ میں لئے انگور کھاتے دیکھا حالانکہ وہ لوہے کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ اور ان دنوں مکہ میں کوئی پھل نہیں تھا۔ اور وہ کہتی تھی کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے روزی تھی جو اللہ تعالیٰ نے حضرت خبیبؓ کو عطا فرمائی تھی۔ جب وہ لوگ ان کو حرم سے نکال کرلے گئے تا کہ حل یعنی حرم سے باہر اسے قتل کریں تو حضرت خبیب نے ان سے فرمایا کہ مجھے دو رکعت نماز ادا کرنے کی اجازت دو۔ تو انہوں نے ان کو چھوڑ دیا۔ جنہوں نے دو رکعت نماز ادا کر لی۔ پھر فرمایا اگر یہ لوگ میرے متعلق یہ گمان نہ کرتے کہ مجھے کسی قسم کی گھبراہٹ لاحق ہے تو میں اپنی نماز کو لمبا کرتا۔ اے اللہ! ان کو گن گن کر ان کی بیخ کنی فرما۔ یعنی ان میں سے کوئی زندہ باقی نہ رہے۔ اور پھر یہ اشعار پڑھے۔ جب میں مسلمان ہو کر قتل کیا جا رہا ہوں تو مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے کہ اللہ کی راہ میں کس پہلو پر مجھے گر کر مرنا ہے۔ اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہیں تو میرے ٹکڑے شدہ ہر ہر عضو کے جوڑ میں برکت پیدا فرما دیں۔ پس حارث کے بیٹے نے ان کو قتل کر دیا۔ حضرت خبیبؓ نے ہر اس مسلمان کے لئے جس کو جکڑ باندھ کر قتل کیا جائے دو رکعت نماز پڑھنے کا طریقہ جاری فرما دیا۔ جب حضرت عاصم بن ثابتؓ قتل کر دیئے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو ان حضرات کی خبر سنائی۔ اور جو مصیبتیں ان پر آئیں وہ بھی سب بتلا دیں۔ نیز! کفار قریش کو حضرت عاصمؓ کے شہید ہونے کی خبر ملی تو انہوں نے کچھ آدمی بھیجے کہ حضرت عاصمؓ کے بدن کی کوئی چیز لے آؤ جس سے وہ پہچانا جائے۔ کیونکہ انہوں نے بدر کی لڑائی میں ان کے عظیم سردار کو قتل کیا تھا۔ تو حضرت عاصمؓ کے لئے شہد کی نر مکھیوں کا بادل بھیجا گیا۔ جنہوں نے کفار کے قاصدوں سے ان کو محفوظ رکھا۔ تا کہ وہ ان کے بدن کے گوشت سے کوئی چیز کاٹ کر نہ لے جاسکیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ معاملاً منزل ترجمہ کے تین اجزاء تھے اس جملہ سے جزء ثانی کو ثابت کیا۔ تنزل الیھم ثلاثۃ سے پہلے جزء کو ثابت فرمایا۔

ھذا اول الغدر الخ ان کی کارگذاری سے انہوں نے سمجھ لیا کہ یہ سب کے قتل پر متفق ہو چکے ہیں۔ ببارک علی او صال برکت کے معنی ارادہ خیر کے ہیں۔ کہ ان کو دشمنوں سے بچایا جائے اور اہانت سے محفوظ رکھا جائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں حضرت خبیبؓ اور ان کے دو ساتھیوں کے اتر آنے سے معلوم ہوا کہ دشمن کی قید میں چلا جانا جائز ہے۔ حضرت ثوریؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک مسلمان قیدی کا اپنے اوپر کسی کافر کو قابو دینا مکروہ ہے۔ البتہ مجبوری کی اور بات ہے۔ حافظؒ نے بھی حدیث سے اسی کو اخذ کیا ہے کہ مسلمان کافر کی امان قبول کرنے سے رک جائے۔ اور اپنے اوپر کسی کو قابو نہ پانے دے۔ لا یقطعوا من لحمه شیئا کیونکہ انہوں نے قسم کھائی تھی لا یمس مشرکا و لا یمسه مشرک کہ نہ تو وہ کسی مشرک کو ہاتھ لگائیگے اور نہ ہی کوئی مشرک انہیں ہاتھ لگائے۔ اگر سوال ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اہانت سے تو بچا لیا قتل سے کیوں نہیں بچایا۔ تو کہا جائےگا کہ قتل تو شہادت جو مقصود و مطلوب مؤمن ہے۔ مروی ہے کہ حضرت خبیبؓ کو جب اتارا گیا تو وہ چالیس دن تک تر و تازہ رہے۔ جسم میں کوئی تغیر نہیں آیا۔ اور ان کے زخم پر خون اسی طرح جاری رہا۔

بَابُ فِكَاكِ الْاَسِيْرِ

ترجمہ۔ قیدی کو چھوڑنا

حدیث(۲۸۲۷)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ الخ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰىؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُكُّوا الْعَانِيَ يَعْنِي الْاَسِيْرَ وَاَطْعِمُوْا الْجَائِعَ وَعُوْدُوْا الْمَرِيْضَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیدی کو چھڑاؤ۔ بھوکے کو کھانا کھلاؤ۔ اور بیمار کی بیمار پرسی کرو۔

حدیث (۲۸۲۸) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ الخ عَنْ اَبِىْ جُحَيْفَةَؓ قَالَ قُلْتُ لِعَلِيٍّؓ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ مِّنَ الْوَحْيِ اِلَّا مَا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ قَالَ وَالَّذِيْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ مَا اَعْلَمُهٗ اِلَّا فَهْمًا يُّؤْتِيْهِ اللّٰهُ رَجُلًا فِي الْقُرْاٰنِ وَمَا فِيْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ قَالَ الْعَقْلُ وَفِكَاكُ الْاَسِيْرِ وَاَنْ لَّا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ.

ترجمہ۔ حضرت ابو جحیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ سے پوچھا کیا قرآن مجید کتاب اللہ کے علاوہ بھی وحی کا کچھ حصہ تمہارے پاس ہے۔ انہوں نے فرمایا نہیں۔ قسم ہے اللہ ذات کی جس نے دانے کو چیرا اور جی کو پیدا کیا۔ میں تو نہیں جانتا سوائے اس سمجھ کے جو اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی کو قرآن مجید کے اندر عطا فرمائے۔ اور وہ جو اس دستاویز میں ہے۔ میں نے پوچھا اس دستاویز میں کیا ہے۔ فرمایا دیت کے احکام۔ قیدی کا چھڑانا۔ اور یہ کہ کسی مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ جمہور علماء کا یہی مسلک ہے۔ کہ مسلمان قیدی کو کفار کی قید سے چھڑانا فرض کفایہ ہے۔ امام مالکؒ اور اسحٰق بن راہویہؒ فرماتے ہیں بیت المال سے اس کی رقم ادا کی جائے۔ اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک قیدیوں کا تبادلہ کیا جائے البتہ عورتوں کے بدلہ فدیہ دیا جائے۔ جمہور یہی فرماتے ہیں۔

بَابُ فِدَآءِ الْمُشْرِكِيْنَ

ترجمہ۔ مشرکین کو مال کے بدلے چھوڑنا

حدیث(۲۸۲۹)حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِيْ اُوَيْسٍ الخ حَدَّثَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍؓ اَنَّ رِجَالًا مِّنَ الْاَنْصَارِ

اِسْتَأْذَنُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ائْذَنْ فَلْنَتْرُکْ لِابْنِ اُخْتِنَا عَبَّاسٍ فِدَآءَ هٗ فَقَالَ لَا تَدَعُوْنَ مِنْهَا دِرْهَمًا وَقَالَ اِبْرَاهِیْمُ بِسَنَدٍ آخَرَ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ مِّنَ الْبَحْرَیْنِ فَجَآءَ هُ الْعَبَّاسُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْطِنِیْ فَاِنِّیْ فَادَیْتُ نَفْسِیْ وَفَادَیْتُ عَقِیْلًا فَقَالَ خُذْهَا فَاَعْطَاهُ فِیْ ثَوْبِهٖ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ انصار کے کچھ حضرات نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کرتے ہوئے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کہ ہمارے بھانجے عباسؓ کے فدیہ کو ہم چھوڑ دینا چاہتے ہیں آپؐ نے فرمایا اس کے فدیہ سے ایک درہم بھی نہ چھوڑو۔ اور ابراہیم نے دوسری سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ بحرین کا مال جب حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا تو آپؐ کے چچا عباس آپؐ کے پاس تشریف لائے کہنے لگے یا رسول اللہ! مجھے مال عنایت فرمایئے۔ کیونکہ میں نے اپنا فدیہ بھی ادا کیا تھا اور اپنے بھائی عقیل کا فدیہ بھی دیا تھا۔ تو آپؐ نے فرمایا لے لو تو اس کے کپڑے میں بھر کر آپؐ نے مال ان کو عطا فرمایا۔

حدیث (۲۸۳۰) حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ الخ عَنْ جُبَیْرٍؓ وَکَانَ جَآءَ فِیْ اُسَارٰی بَدْرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ فِی الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ.

ترجمہ۔ حضرت جبیرؓ جو بدر کے قیدیوں میں آئے تھے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ مغرب کی نماز میں سورہ طور پڑھ رہے تھے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ جب مسلمانوں کو مال کی ضرورت ہو تو مشرکین قیدیوں سے فدیہ لے کر ان کو چھوڑا جا سکتا ہے۔ اور مانعین فرماتے ہیں کہ اساریٰ بدر سے فدیہ لینے والوں پر عتاب نازل ہوا۔ اس لئے فدیہ لینا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ ابن ہمامؒ فرماتے ہیں کہ ہمارا مشہور مذہب یہی ہے کہ مفاداۃ بالمال جائز نہیں ہے۔

بَابُ الْحَرْبِیُّ اِذَا دَخَلَ دَارَالسَّلَامِ بِغَیْرِ اَمَانٍ

ترجمہ۔ جب کوئی حربی دارالاسلام میں بغیر امان کے داخل ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے۔

حدیث (۲۸۳۱) حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ الخ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَکْوَعِؓ قَالَ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَیْنٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَهُوَ فِیْ سَفَرٍ فَجَلَسَ عِنْدَ اَصْحَابِهٖ یَتَحَدَّثُ ثُمَّ انْفَتَلَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُطْلُبُوْهُ وَاقْتُلُوْهُ فَقَتَلَهٗ فَنَفَّلَهٗ سَلَبَهٗ.

ترجمہ۔ حضرت ابن اکوعؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مشرکوں کا ایک جاسوس آیا۔ جب کہ آپؐ سفر میں تھے تو وہ آ کر آپؐ کے اصحابؓ کے پاس بیٹھا باتیں کرنے لگا۔ پھر واپس چل دیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے تلاش کرو اور قتل کر دو چنانچہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقتول کا چھوڑا ہوا مال حضرت سلمہؓ قاتل کو دے دیا۔ کیونکہ مقتول حربی تھا۔ امان لیکر نہیں آیا تھا۔

بَابُ یُقَاتَلُ عَنْ اَهْلِ الذِّمَّةِ وَلَا یُسْتَرَقُّوْنَ

ترجمہ۔ ذمی لوگوں کی طرف سے حفاظت کیلئے لڑائی کی جائے اور نقض عہد کی صورت میں غلبہ کے بعد ان کو غلام نہ بنایا جائے

حدیث (۲۸۳۲) حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ الخ عَنْ عُمَرَؓ قَالَ وَاُوْصِیْهِ بِذِمَّةِ اللّٰهِ وَذِمَّةِ رَسُوْلِهٖ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُوَفَّى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَاَنْ يُقَاتَلَ مِنْ وَرَآئِهِمْ وَلَا يُكَلَّفُوْا اِلَّا طَاقَتَهُمْ.

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں اس کو وصیت کرتا ہوں اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری کی بدولت ذمیوں سے ان کے عہد کو پورا کیا جائے۔ اور یہ کہ ان کی طرف سے لڑائی کی جائے اور ان کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دی جائے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ مقصد یہ ہے کہ مسلمان ان کو غلام نہ بنائیں۔ اور نہ ہی بغیر حفاظت کے ان کو چھوڑا جائے کہ دوسرے انہیں غلام بنالیں۔ اس معنی پر اوصیة بذمة الله الخ اور لایکلفون الخ دلالت کرتے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اگر اشکال ہو کہ حدیث سے عدم استرقاق ثابت ہوتا ہے کہ اوصیہ سے ان پر شفقت کرنے کی وصیت ہے جو متقاضی ہے کہ انہیں غلام نہ بنایا جائے۔ ابن القاسم فرماتے ہیں کہ نقض عہد کی صورت میں انہیں غلام بنایا جاسکتا ہے۔ امام بخاریؒ اس اختلاف سے مطلع ہو کر اس باب کے انعقاد سے اس کا رد فرماتے ہیں۔ اگرچہ ابن قدامہ نے اس عدم استرقاق پر اجماع نقل کیا ہے مگر ممکن ہے انہیں اس اختلاف کی اطلاع نہ ہوسکی ہو یا اجماع ائمہ اربعہ مراد ہو۔

تشریح از قاسمیؒ۔ یقاتل من ورائهم کا مطلب یہ ہے کہ کافر حربی کے حملہ سے ان کا بچاؤ کیا جائے۔ لا یکلفوا اللہ کا مطلب یہ ہے کہ مقدار جزیہ بڑھا کر انہیں تکلیف نہ دی جائے۔

بَابُ هَلْ يُسْتَشْفَعُ اِلَى اَهْلِ الذِّمَّةِ وَمُعَامَلَتِهِمْ

ترجمہ۔ کیا ذمی لوگوں کی طرف سے سفارش لی جاسکتی ہے اور ان سے معاملات کیسے ہوں۔

بَابُ جَوَائِزِ الْوَفْدِ

ترجمہ۔ وفد کو عطایا دیئے جائیں

حدیث (۲۸۳۳) حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّهُ قَالَ يَوْمُ الْخَمِيْسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيْسِ ثُمَّ بَكٰى حَتّٰى خَضَبَ دَمْعُهُ الْحَصْبَاءَ فَقَالَ اشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجْعُهُ الْخَمِيْسَ فَقَالَ ائْتُوْنِيْ بِكِتَابٍ اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ اَبَدًا فَتَنَازَعُوْا وَلَا يَنْبَغِيْ عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ فَقَالُوْا اَهْجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعُوْنِيْ فَالَّذِيْ اَنَا فِيْهِ خَيْرٌ مِّمَّا تَدْعُوْنِيْ اِلَيْهِ وَاَوْصٰى عِنْدَ مَوْتِهٖ بِثَلٰثٍ اَخْرِجُوا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَاَجِيْزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ اُجِيْزُهُمْ وَنَسِيْتُ الثَّالِثَةَ وَقَالَ يَعْقُوْبُ بْنُ مُحَمَّدٍ سَاَلْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ فَقَالَ مَكَّةُ وَالْمَدِيْنَةُ وَالْيَمَامَةُ وَالْيَمَنُ وَقَالَ يَعْقُوْبُ وَالْعَرْجُ اَوَّلُ تِهَامَةَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ خمیس کا دن اور خمیس کا دن کیا ہے۔ پھر رو پڑے۔ یہاں تک کہ ان کے آنسوؤں نے کنکریوں کو تر کر دیا۔ پھر فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری خمیس کے دن سخت ہوئی تو فرمایا کتاب کاغذ لے آؤ تاکہ میں تمہیں ایسا خط لکھ دوں جس کے بعد تم ہرگز گمراہ نہیں ہوگے۔ پس یہ لوگ جھگڑ پڑے۔ کوئی کہتا تھا کاغذ دوات دینا چاہیے۔ کوئی کہتا تھا نہیں دینا چاہیے۔ اور نبیؐ کے پاس جھگڑا نہیں کرنا

چاہیے۔ کہنے لگے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی چھوڑ رہے ہیں بعد میں پوچھ لیں گے۔ یا اللہ کے رسول نے کوئی فضول کلام نہیں فرمایا۔ بہرحال آپؐ نے فرمایا مجھے میرے حال پر چھوڑ دو جس حالت مراقبہ میں میں ہوں وہ اس حالت سے بہتر ہے جس کی طرف تم بلاتے ہو۔ یعنی کتابت کی طرف۔ اور موت کے وقت آپؐ نے تین چیزوں کی وصیت فرمائی۔ ایک تو یہ کہ مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکال دو۔ دوسرے یہ کہ آنے والے وفود کو ایسے ہی عطایا دو جیسے میں ان کو دیا کرتا تھا۔ اور تیسری بات میں بھول گیا۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ابو یعقوب بن محمد نے مغیرہ بن عبدالرحمٰن سے پوچھا کہ جزیرۃ العرب کیا ہے انھوں نے فرمایا مکہ۔ مدینہ۔ یمامہ۔ یمن اور یعقوب نے فرمایا عرج کے مقام سے تہامہ کی حدود شروع ہوتی ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ذمی سے سفارش کی جاسکتی ہے۔ جیسے کہ حضرت جابرؓ کے لئے آپؐ نے یہودی سے سفارش فرمائی تاکہ اس کے قرضہ میں تخفیف کردے۔

اهجر رسول الله ہمزہ استفہام انکاری کیلئے ہے۔ مقصد یہ ہے کہ جب قلم دوات اور کاغذ کے طلب کرنے پر لوگوں میں اختلاف پیدا ہوگیا۔ بعض کہتے تھے کہ آپؐ نے کوئی فضول کلام نہیں کیا کہ اس میں اختلاف کیا جائے۔ پس حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیوں نہیں پوچھ لیتے۔ تاکہ آپ تمہارے درمیان فیصلہ فرمادیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قطب گنگوہیؒ نے ترجمہ کو ثابت کرنے کے لئے جو حدیث جابرؓ بیان فرمائی ہے وہ واضح ہے۔ لیکن اشکال یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے حدیث جابرؓ کو اس باب میں ذکر نہیں فرمایا۔ دیگر شراح حضرات کے جواب مشہور و معروف ہیں کہ ناسخین سے سہو ہوگیا۔ مصنفؒ سے سہو ہوگیا۔ لکھنے کا ارادہ تھا فرصت نہ ملی۔ یا یاد نہ رہا۔ البتہ دوسرے ترجمہ کے لئے جو حدیث ابن عباسؓ بیان فرمائی ہے۔ وہ ترجمۃ الباب کے بالکل مطابق ہے۔ جس پر کوئی اشکال نہیں۔ فتح اور کرمانی کے نسخہ میں پہلے باب جوائز الوفد ہے۔ بعد ازاں باب هل يستشفع الخ ہے۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ فربری کے جمع نسخوں میں باب جوائز الوفد باب هل يستشفع سے مؤخر ہے تو اب اجيزاء الوفد تو دوسرے ترجمہ کے مناسب ہے۔ لیکن پہلے ترجمہ کا بیاض چھوڑ دیا۔ جس کے لئے کوئی حدیث مناسب نہیں ملی اور نسفی کے نسخہ میں باب جوائز الوفد بالکل حذف ہے۔ اس میں صرف باب هل يستشفع وارد ہے۔ پھر اس کی مناسبت میں کئی رموز بتلائے گئے۔ کہ اخراج کا تقاضا ہے ان کے پاس سفارش نہ کی جائے۔ اور وفد کے اکرام سے ان کے ساتھ حسن سلوک کا حکم معلوم ہوا۔ یا الی اهل الذمه میں ای بمعنی لام کے ہے کہ کیا ان کے بارے میں امام سے سفارش کی جاسکتی ہے۔ اور ان سے حسن سلوک کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔ تو اخرجوا من جزيرة العرب عدم استشفاع کو اور اجيزوا الوفد سے حسن سلوک کو ثابت کیا۔ کیونکہ وفد میں کافر حربی ذمی وغیرہ سب داخل ہیں۔ اهجر رسول الله میں راجح یہ ہے کہ ہمزہ استفہام کا موجود ہے۔ اور اس سے مراد اس جگہ مریض کا وہ کلام ہے جو غیر منتظم اور غیر معتد بہ ہوتا ہے۔ اور اس کا وقوع صحت اور مرض میں نبی سے محال ہے۔ کیونکہ وہ دونوں حالتوں میں معصوم ہوتے ہیں۔ ماينطق عن الهوىٰ اور آپ کا ارشاد ہے انى لااقول فى الغضب والرضا الاحقا کہ میں غصہ اور رضا کی صورت میں حق بات ہی کہتا ہوں۔ تو کہنے والے کا مقصد یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شدت مرض میں کوئی فضول کلام تو نہیں کر رہے۔ دوات قلم اور کاغذ کیوں نہیں پیش کرتے۔ تاکہ آپؐ کے ارشاد کی تعمیل کی جائے۔ یہ جواب بالکل ٹھیک ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ شک کی بنا پر کہا گیا ہے۔ لیکن کبار صحابہ کرامؓ سے انکار نہ کرنا ممکن نہیں ہے۔ اگر انکار کرتے تو ضرور نقل ہوتا۔ مازریؒ فرماتے ہیں کہ صریح امر کے باوجود صحابہ کرامؓ کا اختلاف کرنا اس پر دال ہے کہ یہ امر حتمی نہیں تھا بلکہ اختیاری تھا۔ اس لئے اختلاف ہوا اور حضرت عمرؓ کی رکاوٹ نے اس کو مزید سہارا دیا۔ چنانچہ علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کا حسبنا كتاب الله فرمانا ان کے قوی علم پر دال ہے۔ کہ اگر آپؐ نے

گئی ایسے امور لکھ دیئے کہ شاید ان کی تعمیل سے عاجز آ جائیں۔ کہیں عذاب کے مستحق نہ ہو جائیں۔ نیز! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ پر کوئی نکیر نہیں فرمائی۔ بلکہ سکوت اختیار فرمایا۔ یہ بھی دلیل ہے کہ امر اختیاری تھا۔ اور حضرت عمرؓ کی رائے صواب تھی۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ شدت کرب کی وجہ سے وہ تخفیف کے درپے ہوں۔ کہ شدت درد میں آپ کی تکلیف میں اضافہ نہ کیا جائے۔ نیز! شیخ گنگوہیؒ کے افادہ کے مطابق حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت لکھنا چاہتے تھے۔ اگر لکھی جاتی تو نص کے مقابلہ میں اختلاف کرنے والے مستحق عتاب ہوتے۔ اسلئے تحریر نہ لکھی گئی۔ چنانچہ مسلم کی روایت میں ہے کہ آپؐ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا ادعی لی اباك الخ۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اجازہ جوائز وفد کا مطلب یہ ہے کہ ان کی مہمان نوازی کی جائے۔ اور حتی الامکان ان کی اعانت کی جائے خواہ وفد میں آنے والے لوگ کافر ہوں یا مسلمان ہوں بہر حال ان کی تعظیم اور اکرام ضروری ہے۔

بَابُ التَّجَمُّلِ لِلْوُفُوْدِ

ترجمہ۔ وفد کے آنے کی صورت میں بن ٹھن کر رہنا

حدیث (۲۸۳۴) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ الخ اَنَّ ابْنَ عُمَرَؓ قَالَ وَجَدَ عُمَرُؓ حُلَّةَ اِسْتَبْرَقٍ تُبَاعُ فِي السُّوْقِ فَاَتٰى بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِبْتَعْ هٰذِهِ الْحُلَّةَ فَتَجَمَّلْ بِهَا لِلْعِيْدِ وَلِلْوُفُوْدِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا هٰذِهٖ لِبَاسُ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهٗ فَلَبِثَ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَرْسَلَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحُلَّةِ دِيْبَاجٍ فَاَقْبَلَ بِهَا عُمَرُؓ حَتّٰى اَتٰى بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قُلْتَ اِنَّمَا هٰذِهٖ لِبَاسُ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهٗ اَوْاِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهٖ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهٗ ثُمَّ اَرْسَلْتَ اِلَيَّ بِهٰذِهٖ فَقَالَ تَبِيْعُهَا اَوْتُصِيْبُ بِهَا بَعْضَ حَاجَتِكَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں حضرت عمرؓ نے ایک گاڑھے ریشم کا خوب صورت جوڑا بازار میں بکتے ہوئے پایا جس کو لے کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کہنے لگے یارسول اللہ! آپؐ اس جوڑے کو خرید لیں تا کہ عید کے موقعہ پر اور وفود کی آمد پر آپؐ اس سے زینت حاصل کریں۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ تو ان لوگوں کا لباس ہے جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں یا اس کو وہی پہنے گا جس کا آخرت میں حصہ نہ ہوگا۔ بہر حال۔ کچھ مدت ٹھہرے رہے جس قدر اللہ تعالیٰ کو منظور تھا پھر آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف ایک دیبز ریشمی جبہ بھیج دیا۔ جس کو لے کر حضرت عمرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہنے لگے یارسول اللہ! آپؐ نے تو فرمایا تھا کہ یہ ان لوگوں کا لباس ہے جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں یا اسے وہ پہنے گا جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا۔ پھر آپؐ نے اسے میرے پاس بھیج دیا۔ جس پر آپؐ نے فرمایا اس کو بیچ دو یا اس سے اپنی کوئی ضرورت پوری کر لو چنانچہ انہوں نے اسے اپنے مشرک بھائی کے پاس مکہ میں بھیج دیا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ آپؐ نے اس قسم کے لباس سے تجمل کو منع فرمایا۔ فی نفسہ تجمل کا جواز ثابت ہوا۔ ورنہ آپؐ اس سے بھی منع فرما دیتے۔

بَابٌ كَيْفَ يُعْرَضُ الْاِسْلَامُ عَلَى الصَّبِيِّ

ترجمہ۔ بچے پر اسلام کیسے پیش کیا جائے

حدیث (۲۸۳۵) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عُمَرَؓ انْطَلَقَ فِيْ رَهْطٍ مِّنْ

اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ حَتّٰى وَجَدُوْهُ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ عِنْدَ أُطُمِ بَنِي مُغَالَةَ وَقَدْ قَارَبَ يَوْمَئِذٍ ابْنُ صَيَّادٍ يَحْتَلِمُ فَلَمْ يَشْعُرْ بِشَيْءٍ حَتّٰى ضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهُ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ الْأُمِّيِّيْنَ فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا ذَا تَرٰى قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ يَأْتِيْنِيْ صَادِقٌ وَكَاذِبٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لُبِسَ عَلَيْكَ الْأَمْرُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيْئًا قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ هُوَ الدُّخُّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ قَالَ عُمَرُؓ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِيْ فِيْهِ أَضْرِبْ عُنُقَهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ يَكُنْ هُوَ فَلَنْ تُسَلَّطَ عَلَيْهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْهُ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِيْ قَتْلِهِ قَالَ ابْنُ عُمَرَؓ انْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يَأْتِيَانِ النَّخْلَ الَّذِيْ فِيْهِ ابْنُ صَيَّادٍ حَتّٰى إِذَا دَخَلَ النَّخْلَ طَفِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَّقِيْ بِجُذُوْعِ النَّخْلِ وَهُوَ يَخْتِلُ أَنْ يَسْمَعَ مِنِ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ وَابْنُ صَيَّادٍ مُضْطَجِعٌ عَلٰى فِرَاشِهِ فِيْ قَطِيْفَةٍ لَهُ فِيْهَا رَمْزَةٌ فَرَأَتْ أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَّقِيْ بِجُذُوْعِ النَّخْلِ فَقَالَتْ لِابْنِ صَيَّادٍ أَيْ صَافِ وَهُوَ اسْمُهُ فَثَارَ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ وَقَالَ سَالِمٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَؓ ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنِّيْ أُنْذِرُكُمُوْهُ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا أَنْذَرَ قَوْمَهُ لَقَدْ أَنْذَرَهُ نُوْحٌ قَوْمَهُ وَلٰكِنْ سَأَقُوْلُ لَكُمْ فِيْهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ تَعْلَمُوْنَ أَنَّهُ أَعْوَرُ وَأَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے۔ وہ خبر دیتے ہیں کہ حضرت عمرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کے ہمراہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ابن صیاد کی طرف چلے یہاں تک کہ بنو مغالہ کے اونچے ٹیلے کے پاس بچوں کے ہمراہ اسے کھیلتے ہوئے پایا۔ اور وہ ان دنوں بلوغ کے قریب پہنچ چکا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا اس کو علم نہ ہو سکا۔ یہاں تک کہ آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پیٹھ پر اپنا ہاتھ مارا پھر آپؐ نے فرمایا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو ابن صیاد نے آپ کو خوب غور سے دیکھا۔ کہنے لگا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ان پڑھ لوگوں کے رسول ہیں۔ اس نے الٹا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا آپؐ میرے رسول اللہ ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تو اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا ہوں جس پر آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا تجھے کیا دکھائی دیتا ہے۔ ابن صیاد نے کہا کہ میرے پاس سچا اور جھوٹا دونوں آتے ہیں۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معاملہ اس پر رل مل گیا ہے۔ کوئی واضح بات اس کے پاس نہیں ہے۔ آنحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آزمائش کے لئے فرمایا کہ میں نے تیرے لئے کوئی چیز دل میں چھپالی ہے۔ بتاؤ کیا ہے کہنے لگا دُخ ہے۔ حالانکہ دخان دھواں تھا۔ آپؐ نے فرمایا دور ہو اپنے مرتبہ سے آگے نہ بڑھ تو حضرت عمرؓ نے

عرض کی یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر واقعی یہ وہی دجال ہے تو تو اس پر کبھی غالب نہیں آسکتا۔ اگر یہ وہ نہیں ہے تو اس کے قتل کرنے میں تمہارا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابی بن کعبؓ دونوں اس کھجور کے باغ کی طرف گئے جہاں ابن صیاد رہتا تھا۔ جب آپؐ اس باغ میں داخل ہوئے تو آپؐ نے کھجور کے تنوں کے ساتھ چھپنا شروع کر دیا۔ تاکہ کسی حیلہ سے ابن صیاد کی کوئی بات سن لیں۔ اس کے دیکھنے سے پہلے۔ اور ابن صیاد اپنے بستر پر لیٹا ہوا تھا ایک ایسے گدیلے نما چادر پر کہ اس کے اندر سے ہلکی ہلکی آواز آرہی تھی ابن صیاد کی ماں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا۔ کہ آپ کھجور کے تنوں سے بچ بچاؤ کر کے بات سننا چاہتے ہیں۔ تو اس نے ابن صیاد سے کہہ دیا کہ اے صاف یہ اس کا نام تھا جس پر ابن صیاد جلدی اٹھ کھڑا ہوا۔ پس جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اس کو اپنے حال پر چھوڑ دیتی تو وہ کچھ واضح بیان کرتا۔ حضرت سالم فرماتے ہیں کہ ان کے باپ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ بعد ازاں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ جن جن ستائیشوں کے مستحق ہیں اس کے ساتھ آپ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر دجال کا تذکرہ فرمایا ارشاد فرمایا کہ بے شک میں تم کو اس سے ڈراتا ہوں۔ اور کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی قوم کو اس سے نہ ڈرایا ہو تحقیق نوح علیہ السلام بھی اپنی قوم کو اس سے ڈرا چکے ہیں۔ لیکن میں اس کے بارے میں ایک ایسی بات بتلاؤں گا جو آج تک کسی نبی نے نہیں کہی۔ جانتے ہو کہ وہ دجال کانا ہوگا۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ اعور نہیں ہیں۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ ابن صیاد کے اس قصہ سے امام بخاریؒ یہ ثابت فرما رہے ہیں کہ ابن صیاد قریب البلوغ تھا یعنی ابھی بچہ تھا کہ آپؐ نے اتشهد انی رسول الله سے اس پر اسلام پیش کیا۔ اگر وہ مان لیتا تو اس کا اسلام صحیح تھا۔ ورنہ اسلام پیش کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ آپؐ نے ابن صیاد سے امتحان کے لئے سوالات اس لئے دریافت کئے تاکہ صحابہ کرام شہاتیوں پر اس کا باطل پر ہونا واضح ہو جائے۔ چنانچہ اس نے خود اقرار کیا کہ اس کے پاس سچا جھوٹا شیطان آتا ہے۔ اگر حق پرست ہوتا تو صرف صادق فرشتہ ہی اس کے پاس آتا۔ یہ دوسرا قصہ پہلی سند کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

قال سالم قال ابن عمرؓ یہ تیسرا قصہ ہے جو پہلی سند کے ساتھ موصول ہے۔ ابن صیاد کے بارے میں بہت اختلاف واقع ہوا ہے کہ آیا یہ وہی دجال ہے یا کوئی اور ہے۔ اگر اشکال ہو کہ دلائل عقلیہ ناطق ہیں کہ وہ خدا نہیں ہے۔ تو کہا جائے گا کہ حس اور عقل دونوں کو جمع کر کے ظاہر کیا گیا کہ عوام پر جہالت کس قدر غالب ہے کہ ایسے شخص کے تابع ہو گئے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لِلْيَهُوْدِ اَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا قَالَهُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہود سے یہ کہنا کہ اسلام لے آؤ بچ جاؤ گے مقبری نے اسے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے

بَابُ اِذَآ اَسْلَمَ قَوْمٌ فِيْ دَارِ الْحَرْبِ

وَلَهُمْ مَالٌ وَّاَرَضُوْنَ فَهِيَ لَهُمْ

ترجمہ۔ جب کچھ لوگ دار الحرب میں مسلمان ہو جائیں اور ان کا مال اور زمین بھی ہو تو وہ انہیں کا ملک ہوگا

حدیث (۲۸۳۶) حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ الخ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا فِيْ حَجَّتِهٖ قَالَ وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيْلٌ مَنْزِلًا ثُمَّ قَالَ نَحْنُ نَازِلُوْنَ غَدًا بِخَيْفِ بَنِيْ كِنَانَةَ الْمُحَصَّبِ

حَيْثُ قَاسَمَتْ قُرَيْشٌ عَلَى الْكُفْرِ وَذٰلِكَ اَنَّ بَنِيْ كِنَانَةَ حَالَفَتْ قُرَيْشًا عَلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ اَنْ لَّا يُبَايِعُوْهُمْ وَلَا يُؤْوُوْهُمْ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَالْخَيْفُ الْوَادِيْ.

ترجمہ۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یارسول اللہ! اپنے حج کے موقعہ پر آپ کہاں قیام فرمائیں گے آپؐ نے فرمایا کہ کیا عقیل نے ہمارے لئے کوئی مکان چھوڑا ہے۔ پھر فرمایا کہ کل ہم لوگ بنو کنانہ کی وادی میں پڑاؤ کریں گے جس کو وادی محصب کہا جاتا ہے جہاں پر قریش نے کفر پر رہنے کی قسمیں اٹھائی تھیں۔ اور یہ یوں ہوا کہ بنو کنانہ نے بنو ہاشم کے خلاف قریش سے قسمیں اٹھوائی تھیں کہ وہ نہ تو بنو ہاشم سے خرید وفروخت کریں گے اور نہ ہی وہ ان کو ٹھکانہ دیں گے امام زہریؒ فرماتے ہیں خیف کے معنی وادی کے ہیں۔

حدیث (۲۸۳۷) حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِؓ اِسْتَعْمَلَ مَوْلًى لَهٗ يُدْعٰى هُنَيًّا عَلَى الْحِمٰى فَقَالَ يَا هُنَيُّ اضْمُمْ جَنَاحَكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ مُسْتَجَابَةٌ وَاَدْخِلْ رَبَّ الصُّرَيْمَةِ وَرَبَّ الْغُنَيْمَةِ وَاِيَّايَ وَنَعَمَ ابْنِ عَوْفٍ وَنَعَمَ ابْنِ عَفَّانَ فَاِنَّهُمَا اِنْ تَهْلِكْ مَا شِيَتُهُمَا يَرْجِعَانِ اِلٰى نَخْلٍ وَزَرْعٍ وَاِنَّ رَبَّ الصُّرَيْمَةِ وَرَبَّ الْغُنَيْمَةِ اِنْ تَهْلِكْ مَا شِيَتُهُمَا يَاْتِنِيْ بِبَنِيْهِ فَيَقُوْلُ يَآ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَفَتَارِكُهُمْ اَنَا لَا اَبَا لَكَ فَالْمَآءُ وَالْكَلَاءُ اَيْسَرُ عَلَيَّ مِنَ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَايْمُ اللّٰهِ اِنَّهُمْ لَيَرَوْنَ اَنِّيْ قَدْ ظَلَمْتُهُمْ اِنَّهَا لَبِلَادُهُمْ قَاتَلُوْا عَلَيْهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَاَسْلَمُوْا عَلَيْهَا فِي الْاِسْلَامِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْلَا الْمَالُ الَّذِيْ اَحْمِلُ عَلَيْهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا حَمَيْتُ عَلَيْهِمْ مِنْ بِلَادِهِمْ شِبْرًا.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے اپنے ایک غلام کو جسے ہنی کہہ کر پکارا جاتا تھا اسے سرکاری چراگاہ میں حاکم مقرر کیا اور اس سے فرمایا اے ہنی مسلمانوں پر اپنے بازو ملا لینا یعنی ان سے شفقت اور مہربانی سے پیش آنا اور مظلوم کی بددعا سے بچنا کیونکہ مظلوم کی بددعا مقبول ومنظور ہوتی ہے اس چراگاہ میں تھوڑے اونٹوں والے اور تھوڑی بکریوں والوں کو داخل ہونے دینا لیکن ابن عوف اور ابن عفان کے مویشیوں سے بچتے رہنا کیونکہ ان اغنیاء کے مویشی اگر ہلاک ہو گئے بھوک کی وجہ سے وہ تو اپنے کھیتوں اور کھجور کے باغوں کی طرف واپس جا کر گذارہ کر لیں گے۔ لیکن اگر تھوڑے اونٹوں والے اور تھوڑی بکریوں والے کے مویشی بھوک کی وجہ سے مر گئے تو وہ اپنے گھر یا اولاد سمیت میرے پاس آ کر کہیں گے اے امیر المؤمنین ہماری فریاد سنو! تو دیکھو میں ان کو اس حال میں چھوڑنے والا نہیں ضرور مجھے اس کا انتظام کرنا ہو گا تو چراگاہ کا پانی اور اس کی گھاس یہ میرے لئے سونے اور چاندی خرچ کرنے سے آسان ہے۔ اور اللہ کی قسم یہ لوگ گمان کریں گے کہ میں نے چراگاہ بنا کر ان پر ظلم کیا ہے۔ کیونکہ یہ شہر ان کے تھے جن کے لئے جاہلیت میں بھی انہوں نے لڑائی لڑی۔ اور انہیں شہروں پر وہ اسلام کے اندر داخل ہوئے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر میرے پاس نہ ہوتا یہ مال گھوڑوں کا جن پر جہاد فی سبیل اللہ کے لئے مجاہدین کو سوار کرتا ہوں جن کی تعداد چالیس ہزار تھی۔ تو میں ان کے شہروں میں بالشت بھر زمین کو بھی چراگاہ نہ بناتا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ اس باب کے انعقاد سے امام بخاریؒ کی غرض حنفیہ پر رد کرنا ہے۔ جو فرماتے ہیں کہ حربی دارالحرب میں مسلمان ہو کر وہیں مقیم رہے۔ حتی کہ مسلمان اس شہر پر غلبہ حاصل کر لیں تو وہ اپنے جمیع مال کا حقدار ہے۔ مگر اس کی زمین اور مکانات مسلمانوں کے لئے فیئ بن جائیں گے۔ امام ابو یوسفؒ کی مخالفت کرتے ہوئے جمہور کی موافقت کرتے ہیں۔ حدیث باب بھی جمہور کی تائید کر رہی ہے۔ کہ جب کوئی حربی

مسلمان ہوجائے تو وہ اپنے مال اور اراضی کا مالک رہے گا۔ امام بخاریؒ نے جب حضرت عقیل کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضرت جعفرؓ اور علیؓ تو ابو طالب کی جائیداد کے وارث مسلمان ہونے کی وجہ سے نہ بن سکے عقیل اور طالب کافر تھے باپ کی وفات کے بعد وہی وارث ہوئے۔ عقیل بعد میں مسلمان ہوگیا۔ تو حضرت عقیلؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور بنو عبد المطلب کے سب مکانات بیچ دیئے۔ اور یہی سلوک دیگر مسلمانوں کے مکانات اور اراضی کے ساتھ ہوا۔ تو جب قبل از اسلام حضرت عقیل کے تصرف نے جائز قرار دیا تو بعد از اسلام تو بطریق اولی اس کا حقدار ہے۔ تو اس سے ترجمہ اور حدیث میں مطابقت واضح ہوگئی۔

حمی اس چراگاہ کو کہتے ہیں جو امام صدقہ کے جانوروں کیلئے مختص کردے۔ حضرت عمرؓ نے عبدالرحمن ابن عوفؓ اور عثمان ابن عفانؓ کثیر المال صحابہ کو چراگاہ میں جانور چرانے سے اس لئے روکا کہ وہ غنی لوگ ہیں سونا چاندی خرچ کر کے مال مویشی کے لئے پانی اور چارہ کا انتظام کریں گے۔ تھوڑے مال مویشی والوں کیلئے مشکل ہوگی۔ ویسے ان کو بھی ممانعت نہیں ہے۔ لیکن ان کی ذمہ داری حکومت پر ہے۔

ببیعتہ تو بیت بمعنی گھر کے ہے۔ ببنیہ تو اولاد کے معنی میں ہے۔ بہرحال معنی واحد ہے کہ وہ مع بال بچوں کے میرے پاس آجائیں گے۔ یاامیر المؤمنین انافقیری میں محتاج ہوں یا امیرا المؤمنین انااحق میں حقدار ہوں افتارکھم ان میں ہمزہ انکار کیلئے نہیں کہ میں ان کو محتاج نہیں چھوڑ سکتا۔ ضرور بیت المال سے سونا چاندی خرچ کر کے گھاس چارہ اور پانی کا انتظام کرنا پڑے گا۔

الھم یسرون الخ یعنی میں سمجھتا ہوں کہ یہ بلاد جو اراضی اور مکانات پر مشتمل ہیں زمانہ جاہلیت اور اسلام دونوں میں ان کے ملک ہیں۔ میں نے بنجر زمین کو چراگاہ میں بدل دیا تو مسلمانوں کی مصلحت کے لئے کیا ہے۔ صدقہ اور جہاد کے گھوڑوں کے لئے دخل اندازی کی ہے۔ تو اس روایت کو ترجمہ سے مطابقت اس طرح ہوئی قاتلوا علیھا فی الجاھلیة اسلموا علیھا فی الاسلام کہ جاہلیت اور اسلام دونوں زمانوں میں یہ ان کی ملکیت ہیں۔ ان کے ملک سے نکلے نہیں۔ احناف کا استدلال قرآن مجید کی آیت للفقراء الذین اخرجوا من دیا رھم سے ہے۔ کہ مکانوں سے نکالنے کے بعد ان کو فقراء کہا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ مکانات ان کی ملکیت سے نکل چکے ہیں۔

بَابُ كِتَابَةِ الْإِمَامِ النَّاسَ

ترجمہ۔ حاکم کا مجاہدین کے نام لکھنا

حدیث (۲۸۳۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الخ عَنْ حُذَيْفَةَؓ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُكْتُبُوْا لِيْ مَنْ تَلَفَّظَ بِالْإِسْلَامِ مِنَ النَّاسِ فَكَتَبْنَا لَهُ أَلْفًا وَخَمْسَ مِائَةِ رَجُلٍ فَقُلْنَا نَخَافُ وَنَحْنُ أَلْفٌ وَخَمْسَ مِائَةٍ فَلَقَدْ رَأَيْتُنَا ابْتُلِيْنَا حَتَّى إِنَّ الرَّجُلَ لَيُصَلِّيْ وَحْدَهُ وَهُوَ خَائِفٌ.

ترجمہ۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے لئے ان لوگوں کے نام لکھ کر لاؤ جو اسلام کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ پس ہم آپؐ کے لئے پندرہ سو آدمیوں کے نام لکھ کر لے گئے۔ جس پر ہم نے کہا کہ کیا آج پندرہ سو ہو کر ہم کسی سے ڈر سکتے ہیں یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ ہمارا امتحان لیا گیا یہاں تک آج اکیلا آدمی ڈرتے ہوئے نماز پڑھتا ہے۔

حدیث (۲۸۳۹) حَدَّثَنَا عَبْدَانُ الخ عَنِ الْأَعْمَشِ فَوَجَدْنَاهُمْ خَمْسَ مِائَةٍ قَالَ أَبُوْ مُعَاوِيَةَ مَا بَيْنَ سِتِّ مِائَةٍ إِلَى سَبْعِ مِائَةٍ.

ترجمہ۔ اعمشؒ سے مروی ہے کہ ہم نے ان کو پانچ سو پایا اور ابو معاویہ فرماتے ہیں کہ چھ سو اور سات سو کے درمیان۔

حدیث (۲۸۴۰) حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ کُتِبْتُ فِیْ غَزْوَۃِ کَذَا وَکَذَا وَامْرَأَتِیْ حَاجَّۃٌ قَالَ ارْجِعْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِکَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ میرا نام فلاں فلاں جنگ اسلام کے لئے لکھا گیا ہے۔ حالانکہ میری بیوی حج پر جانے والی ہے آپ نے فرمایا واپس جاؤ اور اپنی بیوی کے ہمراہ حج کرو

تشریح از قاسمیؒ۔ یعنی سفیان کی روایت جو اعمش سے ہے اس میں خمسمائۃ کے ساتھ الف کی زیادتی ہے۔ لیکن ابوحمزہ کی روایت جو اعمش سے ہے اس میں یہ زیادتی نہیں۔ بلکہ صرف خمسمائۃ کے الفاظ ہیں۔ اور ابومعاویہ کی روایت میں مابین ستمائۃ الی سبعمائۃ کے الفاظ ہیں۔ تو ان میں جمع بین الروایات کی صحیح صورت یہ ہے کہ یہ کتابت مختلف اوقات کی ہے یا چھ سو سے سات سو تک خاص کر مدینہ میں تھے۔ اور پندرہ سو اردگرد کے مسلمان تھے۔

فقلنا نخاف الخ میں ہمزہ استفہام انکاری کا محذوف ہے۔ ابتلینا سے اشارہ اواخر خلافت عثمانؓ کی طرف ہے کہ امراء کوفہ مثلاً ولید بن عقبہ جیسے لوگ نمازوں میں تاخیر کرتے تھے۔ صحابہ کرام خفیہ وقت پر نماز الگ ادا کر کے فتنہ کے خوف سے ان کے ہمراہ دوبارہ بھی پڑھ لیتے تھے۔

بَابُ اِنَّ اللّٰہَ یُؤَیِّدُ الدِّیْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کبھی بدکار آدمی سے بھی دین کی تائید کرا دیتا ہے۔

حدیث (۲۸۴۱) حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ الخ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ شَھِدْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ مِّمَّنْ یَّدَّعِی الْاِسْلَامَ ھٰذَا مِنْ اَھْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ قِتَالًا شَدِیْدًا فَاَصَابَتْہُ جِرَاحَۃٌ فَقِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ الَّذِیْ قُلْتَ اِنَّہٗ مِنْ اَھْلِ النَّارِ فَاِنَّہٗ قَدْ قَاتَلَ الْیَوْمَ قِتَالًا شَدِیْدًا وَقَدْ مَاتَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی النَّارِ قَالَ فَکَادَ بَعْضُ النَّاسِ اَنْ یَّرْتَابَ فَبَیْنَمَاھُمْ عَلٰی ذٰلِکَ اِذْ قِیْلَ اِنَّہٗ لَمْ یَمُتْ وَلٰکِنْ بِہٖ جِرَاحًا شَدِیْدًا فَلَمَّا کَانَ مِنَ اللَّیْلِ لَمْ یَصْبِرْ عَلَی الْجِرَاحِ فَقَتَلَ نَفْسَہٗ فَاُخْبِرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِذٰلِکَ فَقَالَ اللّٰہُ اَکْبَرُ اَشْھَدُ اَنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ ثُمَّ اَمَرَ بِلَالًا فَنَادٰی بِالنَّاسِ اَنَّہٗ لَایَدْخُلُ الْجَنَّۃَ اِلَّا نَفْسٌ مُّسْلِمَۃٌ وَاَنَّ اللّٰہَ لَیُؤَیِّدُ ھٰذَا الدِّیْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد میں حاضر تھے کہ آپ نے ایک ایسے آدمی کے متعلق جو اسلام کا دعویٰ کرتا تھا فرمایا کہ یہ جہنمی ہے جب لڑائی شروع ہوئی تو اس آدمی نے اتنی سخت لڑائی لڑی کہ اسے گہرے زخم آ گئے پس کہا گیا یارسول اللہ وہ آدمی جس کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ وہ جہنمی ہے اس نے تو آج اتنی سخت لڑائی لڑی ہے اور وہ مر بھی چکا ہے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جہنمی ہے راوی فرماتے ہیں قریب تھا کہ بعض لوگ شک میں پڑ جاتے۔ پس وہ لوگ اسی حال پر تھے کہ کہا گیا کہ وہ ابھی تک نہیں مرا لیکن اسے زخم سخت پہنچے ہیں پس جب رات ہوئی تو وہ زخموں پر صبر نہ کر سکا اور خودکشی کر لی۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی گئی تو آپ نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ پھر حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کر دے کہ جنت میں مسلمان جی کے سوا اور کوئی داخل نہیں ہوگا اور بے شک اللہ تعالیٰ فاسق و فاجر آدمی کے ذریعہ اپنے دین کی تائید فرما دیتا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اگر اشکال ہو کہ آپ کا ارشاد لا نستعین بمشرک تو فاسق و فاجر سے تائید کیسے ہوئی۔ جواب یہ ہے کہ یہ اس وقت کے ساتھ خاص تھا۔ یا فاجر سے مراد غیر مشرک ہے۔ پہلا جواب صحیح ہے کیونکہ غزوہ حنین میں صفوان بن امیہ حاضر تھا حالانکہ وہ مشرک تھا۔

بَابُ مَنْ تَأَمَّرَ فِي الْحَرْبِ مِنْ غَيْرِ إِمْرَةٍ إِذَا خَافَ الْعَدُوَّ

ترجمہ۔ جب دشمن کا خوف ہو تو لڑائی میں بغیر امیر بنائے کوئی امیر بن جائے۔

حدیث (۲۸۴۲) حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الخ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَهَا جَعْفَرٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَؓ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَهَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ غَيْرِ إِمْرَةٍ فَفُتِحَ عَلَيْهِ مَا يَسُرُّنِي أَوْقَالَ مَا يَسُرُّهُمْ أَنَّهُمْ عِنْدَنَا وَقَالَ إِنَّ عَيْنَيْهِ لَتَذْرِفَانِ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ جھنڈا حضرت زیدؓ نے پکڑا پس وہ شہید ہو گئے پھر اس کو حضرت جعفرؓ نے پکڑا وہ بھی شہید ہو گئے۔ پھر اس کو حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے پکڑا تو وہ بھی شہید ہو گئے پھر حضرت خالد بن ولیدؓ نے بغیر امیر بنائے جھنڈے کو پکڑا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح نصیب فرمائی اور مجھے خوشی نہیں تھی یا ان کو پسند نہیں تھا کہ وہ شہداء ہمارے پاس ہوتے۔ راوی فرماتے ہیں کہ ان کی دونوں آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ یہ غزوہ موتہ کا واقعہ ہے جو جمادی الاولیٰ ۸ھ میں واقع ہوا۔ اور حضرت خالد بن ولیدؓ کے بارے میں آپؐ نے فرمایا اخذ الراية سيف من سيوف الله ففتح الله علی يديه۔ یعنی جھنڈے کو اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار یا جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی۔

بَابُ الْعَوْنِ بِالْمَدَدِ

ترجمہ۔ امیر کا کچھ لشکر کے ذریعہ مدد کرنا

حدیث (۲۸۴۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ عَنْ أَنَسٍؓ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاهُ رِعْلٌ وَذَكْوَانُ وَعُصَيَّةُ وَبَنُو لِحْيَانَ فَزَعَمُوا أَنَّهُمْ قَدْ أَسْلَمُوا وَاسْتَمَدُّوهُ عَلَى قَوْمِهِمْ فَأَمَدَّهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعِينَ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ أَنَسٌؓ كُنَّا نُسَمِّيهِمُ الْقُرَّاءَ يَحْطِبُونَ بِالنَّهَارِ وَيُصَلُّونَ بِاللَّيْلِ فَانْطَلَقُوا بِهِمْ وَقَتَلُوهُمْ فَقَنَتَ شَهْرًا يَدْعُو عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَبَنِي لِحْيَانَ وَقَالَ قَتَادَةُ وَحَدَّثَنَا أَنَسٌؓ أَنَّهُمْ قَرَءُوا بِهِمْ قُرْآنًا أَلَا بَلِّغُوا قَوْمَنَا بِأَنَّا قَدْ لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا ثُمَّ رُفِعَ بَعْدَ ذٰلِكَ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ بے شک جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قبیلہ رعل. ذکوان. عصیہ اور بنو لحیان کے لوگ آپؐ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ وہ مسلمان ہو چکے ہیں۔ اور اپنی قوم کے خلاف آپؐ سے انہوں نے مدد طلب کی تو آپؐ نے ان کی امداد کے لئے ستر انصار روانہ فرمائے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہم انہیں قراء کے نام سے پکارتے تھے جو دن کو لکڑیاں جمع کرتے تھے اور رات کو نوافل پڑھتے تھے چنانچہ وہ لوگ ان کو لے کر چلے یہاں تک کہ جب وہ بئر معونہ تک پہنچے تو ان سے بدعہدی کی۔ اور ان قراء حضرات کو قتل کر دیا۔

پس آپؐ نے ایک ماہ تک دعاء قنوت پڑھی رعل ذکوان اور بنو لحیان پر بددعا کرتے رہے۔ اور قتادہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت انسؓ ہمیں حدیث بیان کرتے ہیں کہ وہ لوگ ان کے بارے میں قرآن کی یہ آیت پڑھتے رہے۔ الا بلغوا عنا الخ۔ ہماری طرف سے ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچادو کہ تحقیق ہم لوگ اپنے رب سے مل چکے ہیں وہ ہم سے راضی ہوگیا اور ہم کو اس نے راضی کردیا۔ بعد ازاں یہ آیت اٹھالی گئی یعنی منسوخ ہوگئی۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ماھسر نی الخ یعنی وہ حال جس کے اندر اب وہ ہیں وہ اس حال سے افضل ہے جو ان کا حال ہمارے پاس رہ کر ہوتا۔ بنو لحیان اصحاب بئر معونہ میں سے نہیں ہیں۔ بلکہ اصحاب رجیع میں سے ہیں۔ جن کے سردار حضرت عاصم بن ثابتؓ تھے عامر بن طفیل نے بد عہدی کرتے ہوئے بنو سلیم کے قبائل کو اصحاب بئر معونہ پر جمع کیا تھا۔ جنہوں نے ان حضرات کو قتل کردیا۔

بَابُ مَنْ غَلَبَ الْعَدُوَّ فَاَقَامَ عَلٰی عَرْصَتِهِمْ ثَلٰثًا

ترجمہ۔ دشمن پر غلبہ حاصل کرنے کے بعد ان کی چوپال پر تین دن تک قیام کرنا۔

حدیث (۲۸۴۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحِیْمِ الخ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ ذَكَرَ لَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍؓ عَنْ اَبِیْ طَلْحَةَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا ظَهَرَ عَلٰی قَوْمٍ اَقَامَ بِالْعَرْصَةِ ثَلٰثَ تَابَعَهٗ مُعَاذٌ وَعَبْدُالْاَعْلٰی.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ حضرت ابو طلحہؓ سے روایت کرتے ہیں جو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی قوم پر غالب آجاتے تھے تو ستانے کیلئے تین راتوں تک ان کے میدان میں قیام پذیر رہتے تھے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔لیکن یہ اس صورت میں ہے جب کہ دشمن سے بالکل کوئی خطرہ نہ ہو ابن جوزیؒ فرماتے ہیں کہ غلبہ کے بعد اس لئے بھی ٹھہرنا چاہیے تاکہ غلبہ کے آثار معلوم ہو جائیں۔ دوسرے احکام کا نفاذ ہو سکے۔ اور لوگوں کی مخلیں کم ہو جائیں۔ معاذ اور عبدالاعلیٰ نے اسی کی متابعت کی ہے۔

بَابُ مَنْ قَسَمَ الْغَنِیْمَةَ فِیْ غَزْوِهٖ وَسَفَرِهٖ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو اپنی جنگ اور سفر کے اندر ہی مال غنیمت تقسیم کردیتا ہے۔

وَقَالَ رَافِعٌ كُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِذِی الْحُلَیْفَةِ فَاَصَبْنَا غَنَمًا وَّاِبِلًا فَعَدَلَ عَشَرَةً مِّنَ الْغَنَمِ بِبَعِیْرٍ.

ترجمہ۔ حضرت رافعؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ذی الحلیفہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے جہاں پر ہمیں بہت سی بکریاں اور اونٹ غنیمت کے طور پر ملے۔ پس آپؐ نے دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر قرار دیا۔

حدیث (۲۸۴۵) حَدَّثَنَا هُدْبَةُ ابْنُ خَالِدٍ الخ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسًاؓ اَخْبَرَهٗ قَالَ اِعْتَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجِعِرَّانَةِ حَیْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَیْنٍ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ خبر دیتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جعرانہ سے عمرہ کا احرام باندھا۔ جہاں پر آپؐ نے حنین کی غنیمتوں کو تقسیم فرمایا تھا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اس باب کے انعقاد سے امام بخاریؒ کی غرض احناف پر رد کرنا ہے جو فرماتے ہیں کہ دارالحرب میں مال غنیمت کو تقسیم نہ کیا جائے۔ جن کی دلیل یہ ہے کہ ملک غلبہ سے حاصل ہوگا۔ اور مکمل غلبہ تبھی حاصل ہوگا جب دارالاسلام میں مال پہنچ جائے۔ جمہور علماء فرماتے ہیں کہ تقسیم حاکم کی رائے کے سپرد ہے۔ اور تمام غلبہ مسلمانوں کے مال کو محفوظ کرلینے سے حاصل ہو جاتا ہے۔

احناف فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دارالحرب میں خرید وفروخت سے منع فرمایا ہے اور تقسیم کرنا معنی بیع ہے۔ لہذا ممنوع ہو گی۔ اور آپ نے دارالاسلام کے سوا اور کسی جگہ غنیمت کو تقسیم نہیں فرمایا اور غنائم حنین کی تقسیم اس لئے ہوئی کہ مکہ فتح ہو چکا تھا کہ حنین سمیت سب علاقہ دارالاسلام کی حدود میں داخل ہو گیا تھا اور اس میں اسلامی احکام کا اجراء ہو چکا تھا۔ کہ آپ نے جعرانہ سے احرام باندھا۔

بَابُ إِذَا غَنِمَ الْمُشْرِكُونَ مَالَ الْمُسْلِمِ ثُمَّ وَجَدَهُ الْمُسْلِمُ

ترجمہ۔ جب مشرک کسی مسلمان کے مال پر غلبہ حاصل کرلیں پھر مسلمان ان پر غالب آجائیں اور وہ مسلمان بقیہ اپنے مال کو پالے تو اس کا کیا حکم ہے۔

قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ ذَهَبَ فَرَسٌ لَهُ فَأَخَذَهُ الْعَدُوُّ فَظَهَرَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ فَرُدَّ عَلَيْهِ فِي زَمَنِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَقَ عَبْدٌ لَهُ فَلَحِقَ بِالرُّومِ فَظَهَرَ عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُونَ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ ابن نمیر ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا گھوڑا چھوٹ کر چلا گیا جس کو دشمنوں نے پکڑ لیا مسلمان بعد ازاں ان پر غالب آگئے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں وہ گھوڑا ان کو واپس مل گیا۔ اور ان کا ایک غلام بھاگ گیا۔ جو روم جا پہنچا۔ مسلمان اس پر غالب آئے تو حضرت خالد بن ولیدؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد وہ غلام انہیں واپس کر دیا

حدیث (۲۸۴۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بشار الخ حَدَّثَنِي نَافِعٌ أَنَّ عَبْدًا لِابْنِ عُمَرَؓ أَبَقَ فَلَحِقَ بِالرُّومِ فَظَهَرَ عَلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَرَدَّهُ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ وَإِنَّ فَرَسًا لِابْنِ عُمَرَؓ عَارَ فَلَحِقَ بِالرُّومِ فَظَهَرَ عَلَيْهِ فَرَدُّوهُ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عَارَ اشْتُقَّ مِنَ الْعَيْرِ وَهُوَ حِمَارُ الْوَحْشِ أَيْ هَرَبَ.

ترجمہ۔ حضرت نافع فرماتے ہیں کہ ابن عمرؓ کا غلام بھاگا جو روم جا پہنچا۔ جس پر مسلمانوں کو غلبہ ہوا تو حضرت خالد بن ولیدؓ سالار لشکر نے وہ غلام انہیں واپس کر دیا۔ اس طرح ابن عمرؓ کا گھوڑا بھاگ کر روم پہنچ گیا۔ جب روم پر مسلمانوں کا غلبہ ہو گیا تو وہ گھوڑا حضرت عبداللہ کو واپس کر دیا گیا امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ عار کالفظ عیر سے مشتق ہے۔ جس کے معنی گورخر کے ہیں اس جگہ عار بمعنی هرب کے ہے کہ بھاگ گیا۔

حدیث (۲۸۴۷) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ أَنَّهُ كَانَ عَلَى فَرَسٍ يَوْمَ لَقِيَ الْمُسْلِمُونَ وَأَمِيرُ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَئِذٍ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ بَعَثَهُ أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذَهُ الْعَدُوُّ فَلَمَّا هُزِمَ الْعَدُوُّ رَدَّ خَالِدٌ فَرَسَهُ.

ترجمہ۔ جب مسلمانوں کی مشرکین سے لڑائی شروع ہوئی تو حضرت ابن عمرؓ ایک گھوڑے پر سوار تھے۔ اور ان دنوں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرف سے حضرت خالد بن ولیدؓ امیر لشکر مسلمین تھے۔ جن کو حضرت ابوبکرؓ نے بھیجا تھا بہر حال ان کے گھوڑے کو دشمن نے پکڑ لیا۔ جب دشمن شکست کھا گیا تو حضرت خالد بن ولیدؓ نے ان کا گھوڑا واپس کر دیا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ مسئلہ مختلف فیہا ہے۔ حضرت امام شافعیؒ تو فرماتے ہیں کہ اہل حرب غلبہ سے مسلمانوں کے کسی مال کے مالک نہیں بن جاتے۔ قبل از تقسیم غنائم و بعد ہا جب بھی کسی کو کسی کا مال مل جائے تو وہ اس کا زیادہ مستحق ہے۔ امام زہریؒ اور حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ وہ مال بالکل واپس نہیں کیا جائے گا بلکہ سب اہل غنائم اس کے حصہ دار ہیں بعد از قسمت قیمت سے لے سکتا ہے۔ بلا قیمت نہیں امام ابوحنیفہؒ کا بھی یہی مسلک نقل

کیا جاتا ہے اور سفیان ثوریؒ اور ایک روایت امام سے یہ ہے کہ مطلقاً یعنی قبل از قسمت وبعد ہا صاحب مال وہی حقدار ہے۔

بَابُ مَنْ تَكَلَّمَ بِالْفَارِسِيَّةِ وَالرَّطَانَةِ

ترجمہ۔ اس شخص کے بارے میں جو فارسی بولتا ہے یا کوئی اور عجمی زبان میں بات کرتا ہے۔

وَقَوْلِهِ تَعَالَى وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ وَقَالَ وَمَآ أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے تمہاری زبانوں اور رنگوں کے مختلف ہونے میں اللہ کی قدرت کا دخل ہے۔ اور دوسری آیت کہ ہم نے کوئی رسول آج تک نہیں بھیجا مگر اس کی قوم کی زبان میں۔

حدیث (۲۸۴۸) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ الخ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَبَحْنَا بُهَيْمَةً لَنَا وَطَحَنْتُ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ فَتَعَالَ أَنْتَ وَنَفَرٌ فَصَاحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا أَهْلَ الْخَنْدَقِ أَنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ سُوْرًا فَحَيَّ هَلَابِكُمْ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ! ہم نے ایک چھوٹا سا بزغالہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جو بھی پیس لئے ہیں۔ پس آپ اور کچھ تھوڑے سے اور آدمی آجائیں۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمادیا اے خندق والو! حضرت جابرؓ نے تمہارے لئے کھانا تیار کیا ہے۔ تم سب کو بلاتے ہیں۔ سورا فارسی زبان میں طعام کو کہتے ہیں۔

حدیث (۲۸۴۹) حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى الخ عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَتْ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَبِيْ وَعَلَيَّ قَمِيْصٌ أَصْفَرُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَنَهْ سَنَهْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَهِيَ بِالْحَبَشِيَّةِ حَسَنَةٌ قَالَتْ فَذَهَبْتُ أَلْعَبُ بِخَاتِمِ النُّبُوَّةِ فَزَبَرَنِيْ أَبِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهَا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْلِيْ وَأَخْلِقِيْ ثُمَّ أَبْلِيْ وَأَخْلِقِيْ ثُمَّ أَبْلِيْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَبَقِيَتْ حَتّٰى ذَكَرَتْ.

ترجمہ۔ حضرت ام خالد بنت خالد بن سعید فرماتی ہیں کہ میں اپنے باپ کے ہمراہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور میرے بدن پر زرد رنگ کی قمیص تھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنہ سنہ عبداللہ راوی فرماتے ہیں کہ یہ لفظ حبشی زبان میں اچھا ہے اچھا ہے کے معنی میں آتا ہے وہ فرماتی ہیں میں بچی تھی جناب کی مہر نبوت سے کھیلنا شروع کر دیا۔ میرے باپ نے مجھے ڈانٹا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچی ہے جانے دو پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا اس کو بوسیدہ کرو پرانا کرو۔ بوسیدہ کرو پرانا کرو عبداللہ فرماتے ہیں کہ جب تک ام خالد زندہ رہیں اسے یاد کرتی رہیں اور مجہول کی صورت میں معنی ہوں گے جب تک زندہ رہیں لوگوں میں ان کا چرچا رہا۔ اور ذکرت کی ضمیر قمیص کی طرف بھی راجع ہوسکتی ہے صیغہ معروف کا ہوگا کہ جب تک زندہ رہیں اس قمیص کو یاد کرتی رہیں۔ یا اس کا تذکرہ ہوتا رہا۔ اور ایک روایت میں وکنت ہے کہ وہ قمیص بوسیدہ ہو کر سیاہ ہوگئی۔

حدیث (۲۸۵۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخَذَ تَمْرَةً مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِيْ فِيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْفَارِسِيَّةِ كَخْ كَخْ أَمَا تَعْرِفُ أَنَّا لَا

تَاكُلُ الصَّدَقَةَ سنه الحَسَنَةَ بِالْحَبْشِيَّةِ قَالَ اَبُوْ عَبْدُ اللهِ لَمْ تَعِشْ اِمْرَاَةٌ مِثْلَ مَا عَاشَتْ اُمُّ خَالِدٍ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضرت حسن بن علیؓ نے صدقہ کی کھجور میں ایک کھجور کا دانہ اٹھا کر اپنے منہ میں ڈال دیا جس پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کخ کخ فرما کر روک دیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہم اہل بیت صدقہ نہیں کھایا کرتے حضرت عکرمہ فرماتے ہیں سنہ حبشی زبان میں خوبصورت کے معنی میں آتا ہے اور امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ کسی عورت نے ایسی زندگی نہیں گزاری جیسی حضرت ام خالدؓ نے گزاری۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اگر سوال ہو کہ ان احادیث کو کتاب الجہاد سے کیا مناسبت ہے تو جواب یہ ہے کہ پہلی روایت کی مناسبت تو ظاہر ہے کہ وہ واقعہ غزوہ خندق کا ہے اور باقی احادیث اس کی متابعت میں لائی گئی ہیں۔

بَابُ الْغُلُوْلِ وَقَوْلِ اللهِ تَعَالٰى وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

ترجمہ۔ غنیمت کے مال میں خیانت کرنا۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جو شخص بھی غنیمت کے مال میں خیانت کرے گا وہ اس مال کو قیامت کے دن لائے گا۔

حدیث (۲۸۵۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَامَ فِيْنَا النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْغُلُوْلَ فَعَظَّمَهٗ وَعَظَّمَ اَمْرَهٗ قَالَ لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ شَاةٌ لَهَا ثُغَاءٌ عَلٰى رَقَبَتِهٖ فَرَسٌ لَهٗ حَمْحَمَةٌ يَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَغِثْنِیْ فَاَقُوْلُ لَآ اَمْلِکُ لَکَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُکَ وَعَلٰى رَقَبَتِهٖ صَامِتٌ فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَغِثْنِیْ فَاَقُوْلُ لَآ اَمْلِکُ لَکَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُکَ وَعَلٰى رَقَبَتِهٖ رِقَاعٌ تَخْفِقُ فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَغِثْنِیْ فَاَقُوْلُ لَآ اَمْلِکُ لَکَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُکَ وَقَالَ اَيُّوْبُ عَنْ اَبِیْ حَيَّانَ فَرَسٌ لَهٗ حَمْحَمَةٌ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان خطبہ دینے کیلئے کھڑے ہوئے آپؐ نے خیانت کا ذکر فرمایا۔ غلول اور اس کی شان کو بڑا عظیم جرم قرار دیا اور فرمایا کہ قیامت میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر بکری سوار ہو جس کی مے مے کی آواز ہو۔ اس کی گردن پر گھوڑا سوار ہو جس کی ہنہنانے کی آواز ہو مجھے پکار کر کہے یا رسول اللہ میری مدد کو پہنچو میں کہوں گا کہ میں تو کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ سفارش کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے میں تو تمہیں اللہ کے احکام پہنچا چکا۔ اور اس کی گردن پر اونٹ سوار ہوگا۔ جس کی بلبلانے کی آواز ہوگی۔ کہے گا یا رسول اللہ میرے مدد کو پہنچو میں کہوں گا کہ میں تو کچھ اختیار نہیں رکھتا میں تجھے احکام پہنچا چکا کسی کی گردن پر بے آواز سونا چاندی مسلط ہوگا۔ کہے گا یا رسول اللہ میری مدد کو پہنچو میں کہوں گا کہ میں اختیار نہیں رکھتا۔ میں تمہیں احکام پہنچا چکا۔ اور کسی کی گردن پر چیتھڑے کپڑے کے ہل رہے ہوں گے۔ کہے گا یا رسول اللہ میری فریاد رسی کرو۔ میں کہوں گا کہ میں تو کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ میں تو احکام پہنچا چکا۔ ابو ایوب ابو حیان سے فر س له حمحمه نقل کیا ہے۔

بَابُ الْقَلِيْلِ مِنَ الْغُلُوْلِ

ترجمہ۔ تھوڑی سی خیانت کا کیا حکم ہے

وَلَمْ يَذْكُرْ عَبْدُ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ حَرَّقَ مَتَاعَهٗ وَهٰذَا اَصَحُّ

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسے ذکر نہیں کیا۔ مگر صحیح یہی ہے کہ حدیث میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا اس کا مال واسباب جلادیا۔

حدیث(۲۸۵۲) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَقَالَ كَانَ عَلٰى ثِقْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهٗ كِرْكِرَةُ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ فِي النَّارِ فَذَهَبُوْا يَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ فَوَجَدُوْا عَبَاءَةً قَدْ غَلَّهَا قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ سَلَامٍ كَرْكَرَةُ يَعْنِيْ بِفَتْحِ الْكَافِ وَهُوَ مَضْبُوْطٌ كَذَا.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مال واسباب کی حفاظت کے لئے ایک آدمی تھا جس کو کرکرہ کہا جاتا تھا۔ پس وہ مرگیا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ وہ جہنم میں ہے۔ لوگ اس کو دیکھنے کے لئے گئے۔ تو ایک کملی یا جبہ اس نے خیانت کرلیا تھا امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ابن سلام نے کرکرہ ضبط کیا ہے۔ یعنی کاف کے زبر کے ساتھ اور اسی طرح مضبوط ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ ذَبْحِ الْاِبِلِ وَالْغَنَمِ فِي الْمَغَانِمِ

ترجمہ۔ غنیمت کے مال میں سے اونٹ اور بکریوں میں سے کسی کا ذبح کرنا مکروہ ہے۔

حدیث(۲۸۵۳) حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الخ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَاَصَابَ النَّاسَ جُوْعٌ وَّاَصَبْنَا اِبِلًا وَّغَنَمًا وَّكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اُخْرَيَاتِ النَّاسِ فَعَجِلُوْا فَنَصَبُوا الْقُدُوْرَ فَاَمَرَ بِالْقُدُوْرِ فَاُكْفِئَتْ ثُمَّ قَسَمَ فَعَدَلَ عَشَرَةً مِنَ الْغَنَمِ بِبَعِيْرٍ فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيْرٌ وَفِي الْقَوْمِ خَيْلٌ يَسِيْرٌ فَطَلَبُوْهُ فَاَعْيَاهُمْ فَاَهْوٰى اِلَيْهِ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللّٰهُ فَقَالَ هٰذِهِ الْبَهَائِمُ لَهَا اَوَابِدُ كَاَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَانَدَّ عَلَيْكُمْ فَاصْنَعُوْا بِهٖ هٰكَذَا فَقَالَ جَدِّيْ اِنَّا نَرْجُوْا اَوْ نَخَافُ اَنْ نَلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا وَلَيْسَ مَعَنَا مُدًى اَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ فَقَالَ مَا اَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَكُلْ لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَاُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ اَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَالظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ.

ترجمہ۔ حضرت رافع بن خدیجؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ذی الحلیفہ میں آنحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ لوگوں کو بھوک نے ستایا ہمیں کچھ اونٹ اور بکریاں مال غنیمت میں دستیاب ہوئیں۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے سب سے آخری حصہ میں تھے۔ پس جلدی میں لوگوں نے ہانڈیاں چڑھادیں۔ آپؐ نے خبر ہونے پر ہانڈیوں کو الٹ دینے کا حکم دیا کیونکہ وہ بغیر اجازت کے ذبح کیے گئے تھے پھر آپؐ نے مال غنیمت کو تقسیم فرمایا دس ۱۰ بکریاں ایک اونٹ کے برابر قرار دیں ان میں سے ایک اونٹ بھاگ گیا قوم میں گھوڑوں کی کمی تھی بے چاروں نے اونٹ کو قابو کرنے کی بہت کوشش کی لیکن اس نے ان کو تھکا کر عاجز کردیا۔ تو ایک آدمی نے اس کے تیر کس کے مارا۔ جس سے اللہ تعالیٰ نے اسے روک دیا جس پر آپؐ نے فرمایا چوپاؤں میں سے بھی وحشی جانوروں کی طرح غیر مانوس جانور ہوتے ہیں۔ پس جو ان میں سے تم سے بھاگ جائے تو اسکے ساتھ ایسا سلوک کرو حضرت عبادہ یہ فرماتے ہیں کہ میرے دادا رافع نے فرمایا کہ ہمیں خطرہ لاحق ہوا کہ کل ہماری دشمن سے لڑائی چھڑ گئی اور ہمارے پاس چھری نہ ہو تو کیا ہم سرکنڈے سے ذبح کرسکتے ہیں آپؐ نے فرمایا جو کہ دار چیز خون بہاوے اور اس پر اللہ تعالیٰ کا نام پڑھا جائے تو اس کو کھاسکتے ہو لیکن

دانت اور ناخن سے ذبح نہیں کرتا۔ اس بارے میں عنقریب تمہیں حدیث بیان کروں گا سنا ہے دانت تو ہڈی ہے۔ اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ مایکرہ یہ کراہت اس صورت میں ہے جب کہ تقسیم غنائم سے پہلے ان کو ذبح کیا جائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ علماء کرام نے فرمایا ہے کہ دارالحرب میں مسلمانوں کے لئے قبل از تقسیم مال غنیمت کھانے کی اجازت ہے۔ خواہ وہ کھانے پینے کی چیزیں ہوں یا پھل ہوں۔ اسی طرح حیوانات کا ذبح کرنا اور ان کا کھانا بھی جائز ہے۔ البتہ امام شافعیؒ ضرورت اور حاجت کی قید لگا تے ہیں۔ اب امام بخاریؒ کی حدیث باب سے اشکال پیدا ہوا جس کی توجیہ میں اختلاف ہے امام بخاریؒ کا میلان مطلق کراہت کی طرف ہے۔ خواہ قبل از تقسیم ہو یا بعد از تقسیم۔ اجازت کے بغیر استعمال ناجائز ہے۔ قطب گنگوہیؒ نے بھی اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ شراحؒ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ قصہ دارالاسلام کا ہے۔ دارالحرب کا نہیں۔ یا طعام میں قلت تھی یا ذبح زیادتی کی بنا پر تھا۔ چنانچہ حافظؒ فرماتے ہیں کہ محل ترجمہ امرہ باکفاء القدور ہے۔ اور کراہت ذبح بغیر اذن کی وجہ سے ہے۔ یا اونڈیلنے کو عقوبت مالی پر حمل کیا جائے کہ صرف شوربا انڈیل دیا گیا۔ گوشت کو تلف نہیں کیا۔ بلکہ اسے مغانم میں واپس کر دیا۔

بَابُ الْبِشَارَةِ فِي الْفُتُوْحِ

ترجمہ۔ فتوحات کی خوشخبری دینا

حدیث (۲۸۵۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى الخ قَالَ لِيْ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تُرِيْحُنِيْ مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ وَكَانَ بَيْتًا فِيْهِ خَثْعَمُ يُسَمّٰى كَعْبَةَ الْيَمَانِيَةِ فَانْطَلَقْتُ فِيْ خَمْسِيْنَ وَمِائَةٍ مِنْ اَحْمَسَ وَكَانُوْا اَصْحٰبَ خَيْلٍ فَاَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّيْ لَا اَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ فِيْ صَدْرِيْ حَتّٰى رَاَيْتُ اَثَرَ اَصَابِعِهٖ فِيْ صَدْرِيْ فَقَالَ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا فَانْطَلَقَ اِلَيْهَا فَكَسَرَهَا وَحَرَّقَهَا فَاَرْسَلَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَشِّرُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ جَرِيْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا جِئْتُكَ حَتّٰى تَرَكْتُهَا كَاَنَّهَا جَمَلٌ اَجْرَبُ فَبَارَكَ عَلٰى خَيْلِ اَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ قَالَ مُسَدَّدٌ فِيْ خَثْعَمَ.

ترجمہ۔ حضرت جریر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ مجھے ذی الحلیفہ سے آرام پہنچاؤ وہ قبیلہ خثعم میں ایک گھر تھا جسے کعبہ یمانیہ کے نام سے پکارتے تھے تو وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک سو پچاس قبیلہ احمس کے آدمیوں کو لے کر چلا جو سب کے سب شاہسوار تھے میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا۔ تو آپؐ نے میرے سینے میں ہاتھ مارا۔ جس کی انگلیوں کے نشان مجھے اپنے سینہ میں نظر آئے۔ آپؐ نے دعا فرمائی اے اللہ! اسے جمادے اور اسے کامل و مکمل بنادے چنانچہ وہ تشریف لے گئے کعبہ یمانی کو توڑا اور اسے جلا دیا جس پر انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت دینے کیلئے ایک آدمی بھیجا تو حضرت جریرؓ کے قاصد نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے حق دے کر آپ کو بھیجا ہے میں اس وقت آپؐ کے پاس آیا ہوں جب کہ میں نے اس کو خارشی اونٹ کی طرح کالا سیاہ بنا دیا۔ آپؐ نے احمس کے گھوڑوں اور ان کے شہسواروں کے لئے پانچ مرتبہ برکت کی دعا فرمائی۔ مسدد فرماتے ہیں بیت فی خثعم کے الفاظ صحیح ہیں۔

بَابُ مَا يُعْطِيَ لِلْبَشِيْرِ

وَاَعْطٰى كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ ثَوْبَيْنِ حِيْنَ بُشِّرَ بِالتَّوْبَةِ

ترجمہ۔ خوشخبری دینے والے کو کیا دیا جائے۔ حضرت کعب بن مالکؓ کو جب توبہ کی قبولیت کی خوشخبری سنائی گئی تو انہوں نے اپنے دو کپڑے اتار کر دے دیئے۔

بَابُ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ

ترجمہ۔ فتح مکہ کے بعد کوئی ہجرت فرض نہیں ہے

حدیث (۲۸۵۵) حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ اَبِيْ اِيَاسٍ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ لَا هِجْرَةَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ وَاِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقعہ پر ارشاد فرمایا اب فتح مکہ کے بعد مکہ سے مدینہ ہجرت کرنا فرض نہیں رہا۔ اب تو جہاد اور اس کی خالص نیت رہ گئی اور جب تمہیں جہاد کیلئے بلایا جائے تو نکل کھڑے ہو۔

تشریح از قاسمیؒ۔ جو شخص دار الحرب سے ہجرت کرنے پر قادر ہے اس پر ہجرت واجب ہے تا کہ ہر قسم کے خطرات سے محفوظ ہو جائے۔ اگر عاجز ہے تو ان کفار میں اقامت جائز ہے۔ اگر تکلیفیں اٹھا کر نکل جائے تو ثواب کا مستحق ہوگا۔

حدیث (۲۷۵۶) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى الخ عَنْ مُجَاشِعِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ جَآءَ مُجَاشِعٌ بِاَخِيْهِ مُجَالِدِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هٰذَا مُجَالِدٌ يُبَايِعُكَ عَلَى الْهِجْرَةِ فَقَالَ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ فَتْحِ مَكَّةَ وَلٰكِنْ اُبَايِعُهٗ عَلَى الْاِسْلَامِ.

ترجمہ۔ حضرت مجاشعؓ اپنے بھائی مجالد بن مسعودؓ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے۔ فرمانے لگے یہ مجالد ہے جو ہجرت پر آپؐ سے بیعت کرنا چاہتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت فرض نہیں رہی۔ لیکن اسلام پر میں اس کو بیعت کر لیتا ہوں۔

حدیث (۲۸۵۷) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ سَمِعْتُ عَطَاءً يَقُوْلُ ذَهَبْتُ مَعَ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ اِلٰى عَائِشَةَؓ وَهِيَ مُجَاوِرَةٌ بِثَبِيْرٍ فَقَالَتْ لَنَا انْقَطَعَتِ الْهِجْرَةُ مُنْذُ فَتَحَ اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ.

ترجمہ۔ حضرت عطاء تابعی فرماتے ہیں کہ میں عبید بن عمیر کے ہمراہ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ وہ جبل ثبیر مزدلفہ میں قیام پذیر تھیں۔ انہوں نے ہم سے فرمایا کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مکہ کو فتح کر دیا تو اس وقت سے مکہ سے ہجرت کی فرضیت ختم ہو گئی ہے۔

بَابُ اِذَا اضْطَرَّ الرَّجُلُ اِلَى النَّظَرِ فِيْ شُعُوْرِ اَهْلِ الذِّمَّةِ وَالْمُؤْمِنَاتِ اِذَا عَصَيْنَ اللّٰهَ وَتَجْرِيْدِهِنَّ

ترجمہ۔ جب آدمی مجبور ہو جائے کہ ذمی لوگوں کے بالوں کو دیکھے یا مؤمن عورتوں کو دیکھے جب کہ وہ اللہ تعالیٰ کی

نافرمانی کریں اور ان کو ننگا کرنے پر مجبور ہو جائے۔

حدیث(۲۸۵۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الخ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَكَانَ عُثْمَانِیًّا فَقَالَ لِابْنِ عَطِیَّةَ وَكَانَ عَلَوِیًّا اِنِّیْ لَاَعْلَمُ مَا الَّذِیْ جَرَّاَ صَاحِبَكَ عَلَى الدِّمَاءِ سَمِعْتُهُ یَقُوْلُ بَعَثَنِی النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالزُّبَیْرَ فَقَالَ ائْتُوْا رَوْضَةَ كَذَا وَتَجِدُوْنَ بِهَا اِمْرَاَةً اَعْطَاهَا حَاطِبٌ كِتَابًا فَاَتَیْنَا الرَّوْضَةَ فَقُلْنَا الْكِتَابَ قَالَتْ لَمْ یُعْطِنِیْ فَقُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ اَوْ لَاُجَرِّدَنَّكِ فَاَخْرَجَتْ مِنْ حُجْزَتِهَا فَاَرْسَلَ اِلٰى حَاطِبٍ فَقَالَ لَا تَعْجَلْ وَاللّٰهِ مَا كَفَرْتُ وَلَا ازْدَدْتُ لِلْاِسْلَامِ اِلَّا حُبًّا وَلَمْ یَكُنْ اَحَدٌ مِنْ اَصْحَابِكَ اِلَّا وَلَهٗ بِمَكَّةَ مَنْ یَدْفَعُ اللّٰهُ بِهٖ عَنْ اَهْلِهٖ وَمَا لِهٖ وَلَمْ یَكُنْ لِیْ اَحَدٌ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اَتَّخِذَ عِنْدَهُمْ یَدًا فَصَدَّقَهُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ دَعْنِیْ اَضْرِبْ عُنُقَهٗ فَاِنَّهٗ قَدْ نَافَقَ فَقَالَ مَا یُدْرِیْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اَطْلَعَ عَلٰى اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَهٰذَا الَّذِیْ جَرَّاَهٗ۔

ترجمہ۔ ابو عبدالرحمٰن عثمانی نے ابن عطیہ علوی سے کہا میں خوب جانتا ہوں کس چیز نے تیرے صاحب حضرت علیؓ کو خون بہانے کی جرأت دی میں نے ان سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ مجھے اور حضرت زبیر کو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہم پر روانہ فرمایا۔ ارشاد ہوا کہ فلاں فلاں کے باغ کے پاس جاؤ۔ وہاں تمہیں ایک عورت ملے گی جس کو حضرت حاطبؓ نے خط دیا ہے وہ لے آؤ۔ یہ حضرات اس باغ کے پاس پہنچے تو فرماتے ہیں کہ ہم نے اس عورت سے کہا خط نکالو۔ اس نے کہا مجھے تو اس نے کچھ نہیں دیا۔ تو ہم نے کہا یا تو وہ خط نکالو ورنہ میں تجھے ننگا کر دونگا تو اس نے اپنے سر کے جوڑے سے یا کمر بند باندھنے کی جگہ سے نکال کر دیا۔ جس پر آپؐ نے حاطبؓ کے پاس آدمی بھیجا تو انہوں نے آ کر فرمایا کہ آپؐ جلدی نہ کریں۔ اللہ کی قسم میں کافر نہیں ہوا۔ بلکہ اسلام سے تو میری محبت اور بڑھ گئی ہے۔ البتہ بات یہ ہے کہ آپؐ کے دیگر صحابہ کرامؓ میں سے ہر ایک کا مکہ معظمہ میں کوئی نہ کوئی آدمی ایسا ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اس کے مال اور اہل عیال کی حفاظت فرمائے گا۔ لیکن میرا ایسا کوئی آدمی نہیں ہے تو مجھے یہ بات پسند آئی کہ میں مکہ والوں پر احسان کر دوں تاکہ وہ اہل وعیال اور مال کی حفاظت کریں۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سچا قرار دیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے اجازت دیجئے کہ میں اسکی گردن اڑا دوں۔ کیونکہ اس نے نفاق سے کام لیا ہے۔ جس پر آپؐ نے فرمایا تمہیں کیا علم ہے شاید اللہ تعالیٰ نے بدر والوں پر جھانک کر فرمادیا ہو کہ جو مرضی آئے عمل کرو میں تمہیں بخش چکا ہوں۔ پس یہ چیز ہے جس نے ان کو جرأت دلائی ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حدیث باب کو ترجمہ سے مناسبت اس طرح ہوگی کہ بعض روایات میں حجز تہا کی بجائے عقاصہا سے ہے۔ جسے جوڑا کہتے ہیں۔ عورت کے بال دیکھنا تو اس سے ثابت ہوا۔

لاجردنک سے ننگا کرنا ثابت ہوا۔ عورت چونکہ امان لے کر آئی تھی اس لئے اہل ذمہ میں داخل ہوگئی۔ کیونکہ اہل ذمہ بھی معاہد ہوتے ہیں یا حجزہ سے مراد عقدہ ہے۔ بالوں کا جوڑا۔

بَابُ اسْتِقْبَالِ الْغُزَاةِ

ترجمہ۔ مجاہدین کا استقبال کرنا

حدیث(۲۸۵۹) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِی الْاَسْوَدِ الخ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْكَةَ قَالَ ابْنُ الزُّبَیْرِ لِابْنِ جَعْفَرٍؓ

اَتَذْكُرُ اِذْ تَلَقَّيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَاَنْتَ وَابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ نَعَمْ فَحَمَلَنَا وَتَرَكَكَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن الزبیرؓ نے ابن جعفرؓ سے فرمایا کہ کیا تمھیں یاد ہے جب ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا میں تم اور ابن عباسؓ تھے۔ فرمایاہاں اخوب یاد ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تو سوار کرلیا اور ابن زبیرؓ تجھے چھوڑ دیا۔

حدیث (۲۸۶۰) حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الخ قَالَ السَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ ذَهَبْنَا نَتَلَقّٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ الصِّبْيَانِ اِلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ.

ترجمہ۔ حضرت سائب بن یزیدؓ فرماتے ہیں کہ ہم بچوں کے ہمراہ ثنیۃ الوداع تک آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کرنے کیلئے گئے تھے۔ تو مجاہدین کا استقبال دونوں حدیثوں سے ثابت ہوا۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا رَجَعَ مِنَ الْغَزْوِ

ترجمہ۔ جب مجاہد جہاد سے واپس آئے تو کون سے دعائیہ کلمات کہے۔

حدیث (۲۸۶۱) حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَفَلَ كَبَّرَ ثَلٰثًا قَالَ اٰئِبُوْنَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ حَامِدُوْنَ لِرَبِّنَا سَاجِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ سے واپس ہوتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرتے۔ پھر فرماتے انشاء اللہ ہم واپس لوٹنے والے ہیں۔ اللہ کی طرف رجوع کرنے والے۔ اس کی عبادت کرنے والے۔ اسکی حمد وثنا بیان کرنے والے اور اپنے رب کو سجدہ کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچا کردیا اپنے بندے کی مدد فرمادی اور اس نے اکیلے لشکروں کو شکست دے دی۔

حدیث (۲۸۶۲) حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْفَلَهٗ مِنْ عُسْفَانَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ وَقَدْ اَرْدَفَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ فَعَثَرَتْ نَاقَتُهٗ فَصُرِعَا جَمِيْعًا فَاقْتَحَمَ اَبُوْطَلْحَةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ قَالَ عَلَيْكَ الْمَرْاَةَ فَقَلَبَ ثَوْبًا عَلٰى وَجْهِهٖ وَاَتَاهَا فَاَلْقَاهَا عَلَيْهَا وَاَصْلَحَ لَهُمَا مَرْكَبَهُمَا فَرَكِبَا وَاكْتَنَفْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ فَلَمْ يَزَلْ يَقُوْلُ ذٰلِكَ حَتّٰى دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جب عسفان سے آپ کی واپسی ہوئی تو ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی پر بی بی صفیہ بنت حیؓ کو ردیف بنایا ہوا تھا۔ تو آپ کی اونٹنی پھسل پڑی جس کے نتیجہ میں دونوں کے دونوں اکٹھے زمین پر گر پڑے۔ تو حضرت ابوطلحہؓ جلدی گھس گئے۔ اور کہنے لگے یا رسول اللہ مجھے اللہ تعالیٰ آپؐ پر قربان کرے آپ کا کیا حال ہے۔ آپؐ نے فرمایا پہلے عورت کی خبر لو۔ تو حضرت ابوطلحہؓ نے کپڑا اپنے منہ پر لپیٹ لیا۔ بی بی کے پاس آ کر اس کپڑے کو ان پر ڈال دیا۔ دونوں کی سواری کو ٹھیک ٹھاک کردیا۔ دونوں حضرات سوار ہوئے تو ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جلو میں لے لیا۔ پس جب مدینہ پر ہماری نظر پڑی تو آپؐ

نے فرمایا آئبون تائبون عابدون لربنا حامدون یہ کلمات دعائیہ برابر پڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ مدینہ میں داخل ہو گئے۔

حدیث (۲۸۶۳) حَدَّثَنَا عَلِيٌّ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ اَقْبَلَ هُوَ وَاَبُوْطَلْحَةَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفِيَّةُ مُرْدِفُهَا عَلٰى رَاحِلَتِهٖ فَلَمَّا كَانُوْا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ عَثَرَتِ النَّاقَةُ فَصُرِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمَرْاَةُ وَاِنَّ اَبَا طَلْحَةَ قَالَ اَحْسِبُ قَالَ اِقْتَحَمَ عَنْ بَعِيْرِهٖ فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ هَلْ اَصَابَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا وَلٰكِنْ عَلَيْكَ بِالْمَرْاَةِ فَاَلْقٰى اَبُوْطَلْحَةَ ثَوْبَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ فَقَصَدَ قَصْدَهَا فَاَلْقٰى ثَوْبَهٗ عَلَيْهَا فَقَامَتِ الْمَرْاَةُ فَشَدَّ لَهُمَا عَلٰى رَاحِلَتِهِمَا فَرَكِبَا فَسَارُوْا حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِظَهْرِ الْمَدِيْنَةِ اَوْقَالَ اَشْرَفُوْا عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ فَلَمْ يَزَلْ يَقُوْلُهَا حَتّٰى دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ وہ اور حضرت ابوطلحہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ واپس آئے۔ اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بی بی صفیہ تھیں۔ جن کو آپ نے اپنی اونٹنی پر ردیف بٹھلایا تھا۔ جب آپ راستہ میں تھے تو اونٹنی کا پاؤں پھسلا جس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی بی بی صفیہؓ دونوں گر پڑے۔ حضرت ابوطلحہ میرا گمان ہے کہ انہوں نے فرمایا اپنے اونٹ سے جلدی سے اترے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے فرمانے لگے اے اللہ کے نبی اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے۔ کیا آپ کو کوئی تکلیف تو نہیں پہنچی آپ نے فرمایا نہیں لیکن تم بی بی صفیہؓ کی خبر لو تو حضرت ابوطلحہؓ نے اپنا کپڑا اپنے چہرہ پر ڈالا اور ان کا قصد کیا۔ اور آتے ہی وہ کپڑا ان پر ڈال دیا۔ تو وہ عورت اٹھ کھڑی ہوئی۔ حضرت ابوطلحہؓ نے ان کا پالان پھر ان کی اونٹنی پر باندھ دیا۔ پس دونوں حضرات سوار ہوئے چلتے چلتے جب مدینہ کے قریب پہنچے یا فرمایا کہ مدینہ منورہ پر نظر پڑی تو آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات دعائیہ پڑھنے شروع کئے۔ آئبون تائبون عابدون لربنا حامدون پس آپ برابر یہ دعا پڑھتے رہے یہاں تک کہ مدینہ میں داخل ہو گئے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ قلب ثوبا علی وجهه تاکہ بی بی صفیہ کو نہ دیکھ سکیں۔ اس لئے منہ لپیٹ لیا جب ان کے پاس پہنچے تو وہی کپڑا ان پر ڈال دیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ قسطلانیؒ نے بھی یہی کہا ہے کہ اپنا منہ اسلئے لپیٹ لیا کہ بی بی صفیہؓ پر نظر نہ پڑے۔ پھر ان کے اوپر وہ چادر ڈال دی تا کہ لوگوں کی آنکھوں سے انہیں چھپا دیں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ من عسفان اس سے تنبیہ فرمادی کہ غزوہ خیبر سے واپسی نہیں تھی بلکہ غزوہ عسفان سے تھی جو ۶ھ میں بلکہ غزوہ خیبر کے بعد واقع ہوا ہے۔ جس میں بنو لحیان سے لڑائی ہوئی۔ اکتفنا ای احطنا گھیرا ڈال لیا۔

بَابُ الصَّلٰوةِ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ

ترجمہ۔ جب سفر سے واپس آئے تو صلوٰۃ تحیۃ المسجد ادا کرے

حدیث (۲۸۶۴) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الخ سَمِعْتُ جَابِرَبْنِ عَبْدِ اللّٰهِؓ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ قَالَ لِيْ اُدْخُلِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ جب ہم مدینہ میں پہنچے تو آپؐ نے فرمایا مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت نماز تحیہ ادا کرو۔

حدیث (۲۸۶۵) حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ الخ عَنْ کَعْبٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ ضُحًی دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ قَبْلَ اَنْ یَّجْلِسَ.

ترجمہ۔ حضرت کعبؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر سے اشراق کے وقت تشریف لاتے تو مسجد میں داخل ہوتے اور بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز تحیہ ادا کرتے۔

بَابُ الطَّعَامِ عِنْدَ الْقُدُوْمِ

وَکَانَ ابْنُ عُمَرَؓ یُفْطِرُ لِمَنْ یَّغْشَاہُ

ترجمہ۔ سفر سے واپسی پر کھانا کھلانا۔ اور ابن عمرؓ جو شخص آپ کے پاس آجاتا اس کا روزہ افطار کراتے تھے

حدیث (۲۸۶۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ الخ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِیْنَۃَ نَحَرَ جَزُوْرًا اَوْ بَقَرَۃً زَادَ مُعَاذٌ عَنْ شُعْبَۃَ عَنْ مُحَارِبٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ اشْتَرٰی مِنِّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعِیْرًا بِوُقِیَّتَیْنِ وَدِرْھَمٍ اَوْدِرْھَمَیْنِ فَلَمَّا قَدِمَ صِرَارًا اَمَرَ بِبَقَرَۃٍ فَذُبِحَتْ فَاَکَلُوْا مِنْھَا فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِیْنَۃَ اَمَرَنِیْ اَنْ اٰتِیَ الْمَسْجِدَ فَاُصَلِّیَ رَکْعَتَیْنِ وَوَزَنَ لِیْ ثَمَنَ الْبَعِیْرِ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی مدینہ تشریف لاتے تو اونٹ یا گائے ذبح کرتے۔ معاذ راوی نے اپنی پسند سے یہ زیادہ نقل کیا ہے۔ کہ جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ایک اونٹ دو اوقیہ ایک درہم یا دو درہم پر خرید کیا۔ جب صرار کے مقام تک پہنچے تو آپؐ کے حکم سے گائے ذبح کی گئی۔ سب نے مل کر اس کا گوشت کھایا پس جب آپؐ مدینہ پہنچے تو مجھے حکم دیا کہ مسجد میں جا کر دو رکعت نماز تحیہ ادا کروں اور مجھے اونٹ کی قیمت بھی وزن کر کے دے دی۔

حدیث (۲۸۶۷) حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ الخ عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَدِمْتُ مِنْ سَفَرٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلِّ رَکْعَتَیْنِ صِرَارٌ مَوْضِعٌ نَاحِیَۃً بِالْمَدِیْنَۃِ.

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں جب سفر سے واپس آیا تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو رکعت نماز تحیہ ادا کرو۔ صرار مدینہ کے اطراف میں ایک مقام کا نام ہے۔ جو مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ فَرْضِ الْخُمُسِ

ترجمہ۔ پانچواں حصہ مال غنیمت کا فرض ہونا

حدیث(۲۸۶۸)حَدَّثَنَا عَبْدَانُ الخ اَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَلِيًّا قَالَ كَانَتْ لِيْ شَارِفٌ مِنْ نَصِيْبِيْ مِنَ الْمَغْنَمِ يَوْمَ بَدْرٍ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطَانِيْ شَارِفًا مِّنَ الْخُمُسِ فَلَمَّا اَرَدْتُّ اَنْ اَبْتَنِيَ بِفَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعَدْتُّ رَجُلًا صَوَّاغًا مِنْ بَنِيْ قَيْنُقَاعَ اَنْ يَّرْتَحِلَ مَعِيَ فَنَاْتِيَ بِاِذْخِرٍ اَرَدْتُّ اَنْ اَبِيْعَهُ الصَّوَّاغِيْنَ وَاَسْتَعِيْنَ بِهٖ فِيْ وَلِيْمَةِ عُرْسِيْ فَبَيْنَا اَنَا اَجْمَعُ لِشَارِفَيَّ مَتَاعًا مِنَ الْاَقْتَابِ وَالْغَرَائِرِ وَالْحِبَالِ وَشَارِفَايَ مُنَاخَتَانِ اِلٰى جَنْبِ حُجْرَةِ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ رَجَعْتُ حِيْنَ جَمَعْتُ مَا جَمَعْتُ فَاِذَا شَارِفَايَ قَدِ اجْتُبَّتْ اَسْنِمَتُهُمَا وَبُقِرَتْ خَوَاصِرُهُمَا وَاُخِذَ مِنْ اَكْبَادِهِمَا فَلَمْ اَمْلِكْ عَيْنَيَّ حِيْنَ رَاَيْتُ ذٰلِكَ الْمَنْظَرَ مِنْهُمَا فَقُلْتُ مَنْ فَعَلَ هٰذَا فَقَالُوْا فَعَلَ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ وَهُوَ فِيْ هٰذَا الْبَيْتِ فِيْ شَرْبٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى اَدْخُلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهٗ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ مَالِكٌ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا رَاَيْتُ كَالْيَوْمِ قَطُّ عَدَا حَمْزَةُ عَلٰى نَاقَتَيَّ فَجَبَّ اَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا وَهَا هُوَ ذَا فِيْ بَيْتٍ مَّعَهٗ شَرْبٌ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرِدَائِهٖ فَارْتَدٰى ثُمَّ انْطَلَقَ يَمْشِيْ وَاتَّبَعْتُهٗ اَنَا وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ حَتّٰى جَاءَ الْبَيْتَ الَّذِيْ فِيْهِ حَمْزَةُ فَاسْتَاْذَنَ فَاَذِنُوْا لَهُمْ فَاِذَا هُمْ شَرْبٌ فَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُوْمُ حَمْزَةَ فِيْمَا فَعَلَ فَاِذَا حَمْزَةُ قَدْ ثَمِلَ مُحْمَرَّةً عَيْنَاهُ فَنَظَرَ حَمْزَةُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ اِلٰى رُكْبَتِهٖ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ اِلٰى سُرَّتِهٖ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ اِلٰى وَجْهِهٖ ثُمَّ قَالَ حَمْزَةُ هَلْ اَنْتُمْ اِلَّا عَبِيْدٌ لِاَبِيْ فَعَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَدْ ثَمِلَ فَنَكَصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عَقِبَيْهِ الْقَهْقَرٰى وَخَرَجْنَا مَعَهٗ.

ترجمہ۔ حضرت حسن بن علیؓ خبر دیتے ہیں کہ جناب علی المرتضیؓ نے فرمایا کہ بدر کی لڑائی میں سے میرے حصہ کی ایک اونٹنی تھی۔اور ایک اونٹنی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خمس میں سے عطا فرمائی تھی پس جب میں نے بی بی فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سر میل کرنے کا ارادہ کیا تو بنو قینقاع کے ایک سنارسے میں نے وعدہ کرلیا وہ میرے ساتھ چلے گا اور ہم کترن بوٹی لائیں گے جنہیں میں سناروں کے پاس بیچ کر اس سے اپنی شادی کے ولیمہ میں مدد لوں گا۔پس دریں اثنا کہ میں اپنی اونٹنیوں کا سامان بھی پالان تو برے اور رسیاں جمع کر رہا تھا۔اور میری اونٹنیاں انصار کے ایک آدمی کے حجرہ کے پہلو میں بیٹھی تھیں جب میں جمع کرنے والا مال جمع کرکے واپس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میری دونوں

اونٹنیوں کی کوہانیں کاٹ دی گئیں ہیں ان کی کمریں چیر دی گئیں ہیں اور ان کے جگر نکال لئے گئے ہیں جب میں نے یہ منظر دیکھا تو اپنی دونوں آنکھوں پر قابو نہ رکھ سکا پس میں نے پوچھا کہ یہ کس نے کیا لوگوں نے بتلایا کہ حمزہ بن عبدالمطلبؓ نے کیا ہے۔ اور وہ اس سامنے والے گھر میں موجود ہے۔ جس میں انصار کے شرابیوں کا ایک مجمع بھی ہے پس میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپؐ کے پاس حضرت زید بن حارثہؓ موجود تھے میرے چہرے پر جو آثار نمودار تھے انکو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاڑ لیا۔ فرمانے لگے تجھے کیا ہو گیا میں نے کہا یا رسول اللہ آج کے دن جیسا منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ میری اونٹنیوں پر حضرت حمزہؓ نے زیادتی اور ظلم کیا ہے ان کی کوہانیں کاٹ لی ہیں ان کی کوکھیں چیر ڈالی ہیں اور وہ شرابیوں کے ایک گروہ کے ہمراہ اس گھر میں موجود ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر منگا کر اوڑھ لی پھر پیدل چل پڑے میں اور حضرت زید بن حارثہؓ بھی آپؐ کے ساتھ چل پڑے جب اس گھر میں پہنچے جس میں حضرت حمزہؓ تھے تو آپ نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ ان حضرات نے ان سب کو آنے کی اجازت دے دی دیکھتے کیا ہیں کہ سب شرابی جمع ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہؓ کی کارروائی پر ان کو ملامت کرنے لگے تو وہ نشے میں دھت تھے ان کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں تو حضرت حمزہؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غور سے دیکھا۔ پھر نظر اوپر کو چڑھائی تو آپؐ کے گھٹنوں کو بغور دیکھا۔ پھر نظر اور اوپر چڑھائی تو آپ کی ناف کی طرف دیکھا پھر اور نظر اوپر چڑھائی تو آپؐ کے چہرہ کی طرف دیکھا۔ پھر حضرت حمزہ نے فرمایا تم تو میرے باپ کے غلام ہو آپؐ نے سمجھ لیا کہ وہ نشہ میں دھت ہے تو آپ اپنی ایڑیوں الٹے پاؤں لوٹے پس ہم بھی آپؐ کے ہمراہ باہر نکل آئے۔

حَدَّثَنَا(۲۸۶۹)حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ اَخْبَرَنِىْ عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِؓ اَنَّ عَائِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ فَاطِمَةَؓ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلَتْ اَبَا بَكْرِ الصِّدِّيْقَؓ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّقْسِمَ لَهَا مِيْرَاثَهَا مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهَا اَبُوْبَكْرٍؓ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ فَغَضِبَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَجَرَتْ اَبَا بَكْرٍؓ فَلَمْ تَزَلْ مُهَاجِرَتَهُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ وَعَاشَتْ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ اَشْهُرٍ قَالَتْ وَكَانَتْ فَاطِمَةُ تَسْاَلُ اَبَا بَكْرٍؓ نَصِيْبَهَا مِمَّا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَيْبَرَ وَفَدَكٍ وَصَدَقَتِهِ بِالْمَدِيْنَةِ فَاَبٰى اَبُوْ بَكْرٍؓ عَلَيْهَا ذٰلِكَ وَقَالَ لَسْتُ تَارِكًا شَيْئًا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْمَلُ بِهِ اِلَّا عَمِلْتُ بِهِ فَاِنِّىْ اَخْشٰى اِنْ تَرَكْتُ شَيْئًا مِّنْ اَمْرِهِ اَنْ اَزِيْغَ فَاَمَّا صَدَقَتُهُ بِالْمَدِيْنَةِ فَدَفَعَهَا عُمَرُؓ اِلٰى عَلِيٍّؓ وَعَبَّاسٍؓ وَاَمَّا خَيْبَرُ وَفَدَكُ فَاَمْسَكَهَا عُمَرُؓ وَقَالَ هُمَا صَدَقَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتَا لِحُقُوْقِهِ الَّتِىْ تَعْرُوْهُ وَنَوَائِبِهِ وَاَمْرُهُمَا اِلٰى مَنْ وَّلِيَ الْاَمْرَ قَالَ فَهُمَا عَلٰى ذٰلِكَ اِلَى الْيَوْمِ.

ترجمہ۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ خبر دیتی ہیں کہ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ سے سوال کیا کہ وہ ان کی وہ وراثت تقسیم کر دیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ گئے ہیں اس مال میں سے جو اللہ تعالیٰ نے بغیر لڑائی کے آپ کو عطا فرمائی یعنی فئی کا مال۔ پس حضرت ابوبکر صدیقؓ نے انہیں جواب دیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کا ارشاد ہے کہ ہم انبیاء علیہم السلام کی وراثت نہیں چلتی۔ جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ سب مسلمانوں کیلئے صدقہ ہے۔ جس پر حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غضب ناک ہوگئیں پس حضرت ابوبکر صدیقؓ سے سلام وکلام چھوڑ دیا اور یہ مہاجرت ان کی وفات تک جاری رہی۔ اور وہ فاطمۃ الزہراءؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چھ ماہ تک زندہ رہیں اور وہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے جس مال متروکہ کا مطالبہ کیا تھا وہ مال ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر۔ فدک۔ اور مدینہ میں صدقات کا مال چھوڑ گئے تھے جن کے دینے سے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے انکار کردیا تھا اور فرمایا تھا کہ میں وہ کوئی چیز نہیں چھوڑنے والا جس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمل کرتے تھے بلکہ میں تو اسی پر عمل پیرا ہونگا کیونکہ مجھے خطرہ ہے کہ میں نے اگر آپؐ کے معمولات میں سے کسی چیز کو چھوڑ دیا تو بھٹک جاؤں گا۔ البتہ مدینہ کے صدقہ کے املاک تو حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کو مزارعت پر دیئے تھے۔ خیبر اور فدک کے املاک حضرت عمرؓ نے روک رکھے تھے کسی کو نہیں دیئے تھے۔ فرمایا یہ دونوں املاک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ ہیں۔ ان حقوق کیلئے جو آپ کو پیش آتے تھے۔ دیگر مصائب کے لئے اور ان کا معاملہ اس خلیفہ اور حاکم کے سپرد تھا جو امور ولایت کا حاکم مقرر ہو۔ چنانچہ وہ آج تک اسی حالت پر ہیں۔ امام بخاریؒ تعرو کی لفظی تحقیق فرماتے ہیں۔ کہ خواہ یہ باب افتعال میں سے ہو یا مجرد میں۔ اس کے معنی پیش آنے کے ہیں چنانچہ یعروہ و اعتراہ کے معنی پیش آنے کے ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ فغضبت فاطمة الخ یہ راوی کا اپنا گمان ہے کہ ان کے عدم تکلم سے انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ وہ ناراض ہو گئیں۔ حالانکہ درحقیقت وہ اس بات پر پشیمان تھیں کہ انہوں نے مطالبہ کرنے میں جلد بازی سے کیوں کام لیا تو عدم تکلم ندامت کی وجہ سے تھا یا آئندہ اس بارے میں کلام نہ کرنے کا عہد کر لیا۔ تیسری توجیہ یہ ہے کہ اپنے اوپر غضب ناک ہوئیں کہ ایک دنیاوی مطالبہ کے لئے خلیفۃ المسلمین کے پاس کیوں گئیں کیونکہ وہ ابوبکر صدیقؓ تو خلیفہ راشد تھے کسی پر ظلم کرنے والے نہیں تھے اگر ان کا حق بنتا تو وہ خود ادا کرتے۔ اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ پر غضب ناک ہوئیں اور ان سے بالکل سلام کلام ترک کر دیا تو یہ جرم خود ان پر عائد ہوتا ہے نہ کہ صدیق اکبرؓ پر کیونکہ حضرت ابوبکرؓ تو ان کے باپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر عمل کر رہے تھے اور انہوں نے دنیا کی خاطر ان سے سلام وکلام ترک کر دیا اور مسلمان کو بغیر شرعی وجہ کے تین دن سے زیادہ سلام وکلام نہ کرنا وعید جہنم کا مستحق بناتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ بعض حضرات نے حضرت فاطمہؓ کے عدم کلام کو مسئلہ میراث کے بارے میں کہا ہے لیکن روایت اس کی تائید نہیں کرتی البتہ امام شعبیؒ نے نقل کیا ہے ان ابا بکر عاد فاطمة کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت فاطمہؓ کو واپس بلا کر ان کو راضی کر لیا اور حدیث کے لانورث کے بارے میں ان کا اعتقاد خصوصیت کا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عموم پر محمول کیا۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ کا ہجران عن لقائہ تھا۔ اور ہجران محرم یہ ہے کہ ملاقات کے وقت سلام وکلام نہ ہو۔ جب بعد ازاں وہ اپنی مرض کی وجہ سے ملتی نہیں ہوئیں تو ہجران محرم کا تحقق کیسے ہوگا۔ اور حافظؒ کے کلام کے آخر میں یہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔ بی بی میں نے گھر بار اہل وعیال کنبہ قبیلہ محض اللہ کی رضا اس کے حبیب کی رضا اور تم اہل بیت کی رضا کے لئے چھوڑا ہے۔ میں نے میراث نبوی کو اپنے لئے تھوڑا رکھا ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ مصارف میں خرچ کروں گا۔ کہتے ہیں کہ اس کلام سننے کے بعد وہ راضی ہوگئیں کیونکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے لئے لانورث والی حدیث پر عمل کرنا واجب تھا۔ اگر وہ اس پر عمل نہ کرتے تو عاصی ہوتے۔ اب ناراضگی حضرت فاطمہؓ کی اسلئے ہو سکتی ہے کہ چلو اس وجہ سے نہ سہی مگر کسی اور طریق سے ان کو کچھ دے دیتے یہ محروم نہ کرتے لیکن اقتداء نبویؐ میں وہ ایسا نہ کرسکے۔ دوسرے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا زہد۔ عبادت۔ فقراء اور مساکین پر شفقت مشہور تھی۔ وہ اس طرح کا مال لینے پر کیسے آمادہ ہوسکتی تھی۔ البتہ اگر شرعاً حق بنتا تو مطالبہ کیا تھا لے لیتیں۔ چنانچہ قطب

گنگوہیؒ کوکب دری میں اس مسئلہ میں بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ نے لا نورث کو منقولات پر محمول کیا۔ اور حضرت ابوبکرؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ نے اسے عموم پر حمل کیا۔ تو اس بناء پر حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کی ناراضگی جب مال کی وجہ سے نہ ہوئی بلکہ ایک امر شرعی کی وجہ سے ہوئی۔ تو اب بخاری کی روایت کے مطابق نہ تو کسی توجیہ کی ضرورت ہے اور نہ ہی ان کے ترک کلام مع ابی بکر پر اعتراض کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ ایک امر شرعی کی وجہ سے حضرت کعبؓ اور ان کے ساتھیوں سے آپؐ نے اور مسلمانوں نے پچاس دن تک بائیکاٹ جاری رکھا۔ توبہ قبول ہوئی تب سلام وکلام کا سلسلہ جاری ہوا۔ مزید بحث اوجز میں دیکھی جاسکتی ہے۔

حدیث (۲۸۷۰) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَرْوِيُّ الخ حَتّٰى اَدْخُلَ عَلٰى مَالِكِ بْنِ اَوْسٍؓ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ فَقَالَ مَالِكٌ بَيْنَا اَنَا جَالِسٌ فِيْ اَهْلِيْ حِيْنَ مَتَعَ النَّهَارُ إِذَا رَسُوْلُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَأْتِيْنِيْ فَقَالَ اَجِبْ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهٗ حَتّٰى اَدْخُلَ عَلٰى عُمَرَؓ فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلٰى رِمَالِ سَرِيْرٍ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ فِرَاشٌ مُتَّكِئٌ عَلٰى وِسَادَةٍ مِّنْ اَدَمٍ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسْتُ فَقَالَ يَا مَالِ إِنَّهٗ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ قَوْمِكَ اَهْلُ اَبْيَاتٍ وَقَدْ اَمَرْتُ فِيْهِمْ بِرَضْخٍ فَاقْبِضْهُ فَاقْسِمْهُ بَيْنَهُمْ فَقُلْتُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَوْ اَمَرْتَ بِهٖ غَيْرِيْ قَالَ اقْبِضْهُ اَيُّهَا الْمَرْءُ فَبَيْنَا اَنَا جَالِسٌ عِنْدَهٗ اَتَاهُ حَاجِبُهٗ يَرْفَا فَقَالَ هَلْ لَكَ فِيْ عُثْمَانَؓ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍؓ وَالزُّبَيْرِؓ وَسَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍؓ يَسْتَأْذِنُوْنَ قَالَ نَعَمْ فَاَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوْا فَسَلَّمُوْا وَجَلَسُوْا ثُمَّ جَلَسَ يَرْفَا يَسِيْرًا ثُمَّ قَالَ هَلْ لَكَ فِيْ عَلِيٍّؓ وَعَبَّاسٍؓ قَالَ نَعَمْ فَاَذِنَ لَهُمَا فَدَخَلَا فَسَلَّمَا فَجَلَسَا فَقَالَ عَبَّاسٌؓ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْضِ بَيْنِيْ وَبَيْنَ هٰذَا وَهُمَا يَخْتَصِمَانِ فِيْمَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَّالِ بَنِي النَّضِيْرِ فَقَالَ الرَّهْطُ عُثْمَانُ وَاَصْحَابُهٗ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْضِ بَيْنَهُمَا وَاَرِحْ اَحَدَهُمَا مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ عُمَرُؓ تَيْدَكُمْ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِيْ بِإِذْنِهٖ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ يُرِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهٗ قَالَ الرَّهْطُ قَدْ قَالَ ذٰلِكَ فَاَقْبَلَ عُمَرُؓ عَلٰى عَلِيٍّؓ وَعَبَّاسٍؓ فَقَالَ اَنْشُدُكُمَا اللّٰهَ اَتَعْلَمَانِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ ذٰلِكَ قَالَا قَدْ قَالَ ذٰلِكَ قَالَ عُمَرُؓ فَإِنِّيْ اُحَدِّثُكُمْ عَنْ هٰذَا الْاَمْرِ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ خَصَّ رَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْفَيْءِ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهٖ اَحَدًا غَيْرَهٗ ثُمَّ قَرَاَ وَمَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ إِلٰى قَوْلِهٖ قَدِيْرٌ فَكَانَتْ هٰذِهٖ خَالِصَةً لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ مَا احْتَازَهَا دُوْنَكُمْ وَلَا اسْتَأْثَرَبِهَا عَلَيْكُمْ قَدْ اَعْطَاكُمُوْهُ وَبَثَّهَا فِيْكُمْ حَتّٰى بَقِيَ مِنْهَا هٰذَا الْمَالُ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلٰى اَهْلِهٖ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِنْ هٰذَا الْمَالِ ثُمَّ يَاْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهٗ مَجْعَلَ مَالِ اللّٰهِ فَعَمِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ حَيَاتَهٗ اَنْشُدُكُمْ

بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ ذٰلِکَ قَالُوْا نَعَمْ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّؓ وَعَبَّاسٍؓ اَنْشُدُکُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ ذٰلِکَ قَالَ
عُمَرُؓ ثُمَّ تَوَفَّی اللّٰهُ نَبِيَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍؓ اَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَبَضَهَا اَبُوْبَکْرٍ فَعَمِلَ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهٗ فِيْهَا لَصَادِقٌ
بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ تَوَفَّی اللّٰهُ اَبَا بَکْرٍؓ فَکُنْتُ اَنَا وَلِيَّ اَبِيْ بَکْرٍؓ فَقَبَضْتُهَا سَنَتَيْنِ مِنْ اِمَارَتِيْ
اَعْمَلُ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا عَمِلَ فِيْهَا اَبُوْبَکْرٍؓ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنِّيْ فِيْهَا
لَصَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ جِئْتُمَانِيْ تُکَلِّمَانِيْ وَکَلِمَتُکُمَا وَاحِدَةٌ وَاَمْرُکُمَا وَاحِدٌ جِئْتَنِيْ يَا
عَبَّاسُ تَسْاَلُنِيْ نَصِيْبَکَ مِنِ ابْنِ اَخِيْکَ وَجَآءَنِيْ هٰذَا يُرِيْدُ عَلِيًّا يُرِيْدُ نَصِيْبَ امْرَاَتِهٖ مِنْ اَبِيْهَا
فَقُلْتُ لَکُمَا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَکْنَا صَدَقَةٌ فَلَمَّا بَدَالِيْ اَنْ
اَدْفَعَهٗ اِلَيْکُمَا قُلْتُ اِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهَا اِلَيْکُمَا عَلٰی اَنَّ عَلَيْکُمَا عَهْدَ اللّٰهِ وَمِيْثَاقَهٗ لَتَعْمَلَانِ فِيْهَا بِمَا
عَمِلَ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَا عَمِلَ فِيْهَا اَبُوْبَکْرٍؓ وَبِمَا عَمِلْتُ فِيْهَا مُنْذُ وَلِيْتُهَا
فَقُلْتُمَا ادْفَعْهَا اِلَيْنَا فَبِذٰلِکَ دَفَعْتُهَا اِلَيْکُمَا فَاَنْشُدُکُمْ بِاللّٰهِ هَلْ دَفَعْتُهَا اِلَيْهِمَا بِذٰلِکَ قَالَ الرَّهْطُ
نَعَمْ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلٰی عَلِيٍّؓ وَعَبَّاسٍؓ فَقَالَ اَنْشُدُکُمَا بِاللّٰهِ هَلْ دَفَعْتُهَا اِلَيْکُمَا بِذٰلِکَ قَالَا نَعَمْ قَالَ
فَتَلْتَمِسَانِ مِنِّيْ قَضَآءً غَيْرَ ذٰلِکَ فَوَ اللّٰهِ الَّذِيْ بِاِذْنِهٖ تَقُوْمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ لَا اَقْضِيْ فِيْهَا قَضَآءً
غَيْرَ ذٰلِکَ فَاِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَادْفَعَاهَا اِلَيَّ فَاِنِّيْ اَکْفِيْکُمَاهَا.

ترجمہ۔ حضرت مالک بن اوسؓ فرماتے ہیں کہ دریں اثنا کہ سورج چڑھ آیا تھا میں اپنے اہل وعیال میں بیٹھا تھا کہ اچانک حضرت عمر بن الخطابؓ کا قاصد میرے پاس آ کر کہنے لگا کہ امیر المومنین تمہیں بلا رہے ہیں جلدی پہنچو۔ تو میں اس کے ساتھ چل پڑا۔ یہاں تک کہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ جب کہ وہ چارپائی کے بان پر بیٹھے ہوئے تھے۔ چارپائی اور آپ کے درمیان کوئی گدیلا نہیں تھا۔ بس وہ چمڑے کے تکیہ کا سہارا لئے بیٹھے تھے۔ میں سلام علیکم کہہ کر بیٹھ گیا۔ انہوں نے فرمایا اے مالک تیری قوم کے کچھ لوگ ہمارے پاس آئے تھے کچھ مانگتے تھے۔ میں نے کچھ تھوڑا سا مال ان میں تقسیم کرنے کا حکم دیا ہے۔ آپ اس پر قبضہ کر کے ان میں تقسیم کر دیں۔ میں نے عرض کی اے امیر المومنین! آپ میرے علاوہ کسی اور کو اس کا حکم دیتے تو بہتر تھا آپ نے فرمایا اٹھو اے آدمی اسے قبضہ میں لے لو اسی حالت میں میں ان کے پاس بیٹھا تھا کہ ان کا دربان یرفاء آ کر کہنے لگا کہ حضرت عثمانؓ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ آپ کے پاس آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا انہیں اجازت ہے۔ وہ حضرات داخل ہوئے۔ سلام کیا پھر بیٹھ گئے۔ یرفاء بھی تھوڑی سی دیر بیٹھ گیا پھر آ کر کہنے لگا کہ حضرت علیؓ اور عباسؓ آنے کی اجازت طلب کرتے ہیں فرمایا ہاں! ان کو اجازت ہے پس وہ بھی داخل ہوئے سلام کیا اور بیٹھ گئے پس حضرت عباسؓ نے فرمایا اے امیر المومنین میرے اور ان یعنی حضرت علیؓ کے درمیان فیصلہ فرما دیجئے۔ اور یہ دونوں حضرات بنو النضیر کے اس مال کے بارے میں جھگڑتے ہوئے آئے تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر فیئ یعنی عطیہ کیا تھا اس پر حضرت عثمانؓ اور ان کے ساتھیوں کی جماعت نے بھی عرض کی کہ اے امیر المومنین آپ ان دونوں کے درمیان فیصلہ کر کے ایک کو دوسرے سے آرام پہنچائیں کھینچا تانی بہت ہو چکی ہے۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا اللہ

تعالیٰ تم پر شفقت اور مہربانی فرمائے میں تمہیں اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم اور رکے ہوئے ہیں کیا تم جانتے ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم انبیاء کسی کیلئے وراثت نہیں چھوڑتے۔ جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ لوگوں میں صدقہ ہے۔ اس سے خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مراد تھی۔ ساری جماعت نے کہا واقعی آپؐ نے ایسا ہی فرمایا۔ پھر حضرت عمرؓ۔ حضرت علیؓ اور عباسؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا تھا انہوں نے فرمایا بے شک آپؐ نے یہی ارشاد فرمایا تھا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اس معاملہ کے بارے میں میں تمہیں۔ ریث بیان کروں گا۔ وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس فیئ کے مال میں اپنے رسول کو خاص کیا ہے۔ کہ اس میں آپؐ کے سوا کسی کو کچھ نہیں دیا۔ پھر آیت فیئ تلاوت فرمائی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے اپنے رسول پر علیہ فرمایا تم لوگوں نے نہ اس پر گھوڑے دوڑائے اور نہ ہی اونٹ۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو جس شخص پر چاہے قبضہ دے دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر خوب قدرت رکھنے والے ہیں۔ تو یہ فیئ کا مال خالص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ تھا بایں ہمہ اللہ کی قسم! آپؐ نے اس کو تم سے روک کر اپنے لئے جمع نہیں کر لیا کہ اپنے آپ کو تم پر ترجیح دی ہو۔ بلکہ آپؐ نے وہ فیئ کا مال بھی تمہیں دے دیا اور تمہیں کے اندر اسے پھیلا دیا حتیٰ کہ اس میں سے یہ مال باقی بچ گیا۔ تو آپؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ تھا کہ وہ اس سے اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتے تھے کہ اس مال سے سال بھر کا خرچہ انہیں دیتے تھے۔ پھر جو کچھ بچ رہتا وہ اس کو اسی میں خرچ کرتے جہاں اللہ کا مال خرچ کیا جاتا ہے۔ آنجناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی بھر اس پر عمل کیا۔ میں تمہیں سے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو یہ صحیح ہے سب نے کہا ہاں صحیح ہے۔ پھر آپ نے خصوصیت سے حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھا کہ کیا تم بھی اسے صحیح جانتے ہو۔ انہوں نے بھی کہا ہاں! پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دے دی۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین ہوں۔ تو اس جاگیر بنو نضیر پر حضرت ابوبکرؓ نے قبضہ کر لیا۔ اور اس میں سے اسی طرح خرچ کرتے رہے جیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرچ کرتے تھے اور اللہ جانتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اس معاملہ میں سچے نیکوکار ہدایت یافتہ اور حق کی پیروی کرنے والے تھے پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اللہ تعالیٰ نے وفات دے دی تو میں حضرت ابوبکرؓ کا جانشین ہوا۔ میں نے اپنی خلافت کے دو سال تک اس جاگیر پر قبضہ رکھا اور اس میں ایسے ہی خرچہ کرتا رہا جیسے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کرتے تھے اور اللہ جانتا ہے کہ اس میں میں نے صداقت کا دامن نہیں چھوڑا۔ نیکوکار۔ ہدایت یافتہ اور حق کا پیروکار رہا۔ پھر تم دونوں حضرات میرے پاس آئے اور اس بارے میں گفتگو کرنے لگے مطالبہ تمہارا ایک تھا۔ معاملہ بھی ایک تھا۔ اے عباسؓ تم اس لئے آئے کہ اپنے بھتیجے کا حصہ مانگتے تھے میں نے تم دونوں سے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ انبیاء وراثت نہیں چھوڑتے جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔ پھر تم نے مطالبہ کیا کہ تولیت کے طور پر دے دو۔ کچھ عرصہ سوچ بچار کے بعد مجھے بھی مناسب معلوم ہوا کہ تمہیں دے دوں پس میں تم سے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم کو اسی شرط پر میں نے قبضہ دیا تھا۔ ساری جماعت نے کہا ہاں آپ نے صحیح فرمایا۔ پھر حضرت علیؓ اور عباسؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ میں تم سے اللہ کی قسم لے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اسی شرط تولیت پر تم کو اس پر قبضہ دیا تھا تو ان دونوں نے بھی کہا کہ ہاں آپ نے اسی شرط پر دیا۔ جس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ کیا آپ لوگ اب مجھ سے اس کے علاوہ کوئی اور فیصلہ کرانا چاہتے ہیں۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس کے حکم سے آسمان و زمین قائم ہیں میں اس کے سوا اس جاگیر میں اور کوئی فیصلہ نہیں کروں گا اگر تم لوگ تولیت سے تنگ آ گئے ہو تو پھر اس کا قبضہ مجھے واپس کر دو۔ میں اس کا خود ہی تمہاری بجائے کفیل اور ضامن ہوں گا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ خمس کی فرضیت واعلموا انما غنمتم سے ثابت ہے۔ پانچواں حصہ غنیمت کا اللہ کے رسول کے لئے ہے۔ اب آپ کے بعد اس کا مصرف کیا ہے۔ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ مصالح المسلمین میں صرف ہو۔ اور بقیہ چار اخماس غانمین میں تقسیم ہوں۔ جیسا کہ آیت میں ذکر ہے۔ پھر اس خمس کو بھی اس طرح رد کر کے تقسیم کیا جائے۔ احناف کا ایک قول بھی ہے۔ اگرچہ دوسرا قول یہ ہے کہ چار اخماس تو تقسیم ہوں اور خمس بیت المال میں جمع ہو۔ شارف سن رسیدہ اونٹنی کو کہتے ہیں۔ آپ نے خمس میں سے ان کو اونٹنی دی۔ یعنی حضرت علیؓ کو تو معلوم ہوا کہ خمس ابتدا میں فرض ہو چکا تھا۔ حالانکہ اہل سیر کا اتفاق ہے کہ ابھی تک فرض نہیں ہوا تھا۔ ثمل بمعنی سکر نشے میں دھت تھے۔ یہ واقعہ تحریم خمر سے پہلے کا ہے۔ آپؐ نے حضرت حمزہ سے مواخذہ اس لئے نہ کیا کہ وہ کیا جانے نشہ کی حالت میں کیا کچھ کر گذریں۔ عبید اس لئے کہا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ حضرت عبدالمطلب ان سب کے دادا تھے۔

فدفعها عمرؓ الی علیؓ وعباسؓ اس کے متولی کے طور پر اس میں تصرف کریں۔ اور اپنے حق کے مطابق اس میں سے اپنے اوپر بھی خرچ کریں۔ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ جب حضرت علیؓ خلیفہ مقرر ہوئے تو انہوں نے بھی اس میں کوئی تبدیلی نہ کی۔ پھر حضرت حسنؓ بعد ازاں علی بن حسینؓ کے قبضہ میں رہا۔ اس میں سے کوئی بھی اس کا مالک نہیں بنا۔

وامرهما الی من ولی ولی الامر اگر اشکال ہو کہ حدیث فاطمہؓ میں خمس کا ذکر تو نہیں ہے پھر یہ حدیث ترجمۃ الباب سے کیسے مطابق ہوگی۔ تو جواب یہ ہے کہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ نے خیبر کا حصہ بھی مانگا۔ تو خیبر کا کچھ حصہ صلحاً فتح ہوا اور کچھ حصہ عنوۃً یعنی بزور فتح ہوا۔ اور بخاری شریف میں کتاب المغازی میں آرہا ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے مابقی من خمس خیبر کے متعلق سوال کیا تھا تو امام بخاریؒ نے اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور اسی وجہ سے اگلی حدیث بھی ترجمۃ الباب سے مطابق ہو جائے گی۔

رمال کھجور کے پتوں سے بنا ہوا بان جو چارپائیوں میں استعمال ہوتا ہے۔

قد خص رسوله صلی الله علیه وسلم خمس اور فیئ کے بارے میں امام مالکؒ کا مسلک یہ ہے کہ دونوں بیت المال میں جمع کئے جائیں۔ پھر حاکم اپنے اجتہاد سے اقارب النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں خرچ کرے۔ لیکن جمہور فرماتے ہیں کہ خمس اور فیئ میں فرق ہے۔ خمس کو تو آیات قرآنی کے مطابق مصارف میں خرچ کیا جائے۔ جن کا ذکر سورۂ انفال کے اندر ہے۔ البتہ مال فیئ کو امام اپنے اجتہاد سے مصالح مسلمین میں خرچ کر سکتا ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ فیئ کے بھی پانچ حصے کئے جائیں۔ چار اخماس تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مصالح مسلمین میں خرچ فرمائیں اور خمس الخمس محض آپؐ اور آپؐ کے اقارب کے لئے ہوگا۔

احتاز بمعنی جمع فلما بدالی الخ اگر سوال ہو کہ حضرت علیؓ اور عباسؓ نے دوسری دفع کیوں مطالبہ کیا۔ جب کہ لا نورث سے ان کو جواب مل چکا تھا۔ تو جواب یہ ہے کہ پہلی مرتبہ ان کا مطالبہ علی وجه التملیك تھا کہ ہمیں مالکانہ قبضہ دیا جائے۔ دوسری دفعہ ان کا مطالبہ تو لیت کے طور پر تھا کہ ہم متولی بن کر تصرف کریں گے۔ حضرت عمرؓ نے ان کا مطالبہ مان لیا۔ اور انہیں دے دیا لیکن حضرت عباسؓ منتظم اور مدبر آدمی تھے۔ آمدنی کو سلیقہ سے خرچ کرتے تھے۔ حضرت علیؓ شاہ خرچ تھے۔ بے فکر ہو کر خرچ کرتے تھے جس سے شرکت پر جھگڑا پیدا ہوا۔ تو تولیت اور شرکت میں تقسیم کا مطالبہ کیا۔ اگر ایسا کر دیا جاتا تو پھر وہی مالکانہ تقسیم ہو جاتی۔ کہ حضرت عباسؓ نے بھتیجے کی آدھی جائیداد لے لی اور حضرت علیؓ داماد نبی نے اپنی بیوی کا نصف ترکہ وصول کر لیا۔ بنا بریں حضرت عمرؓ دوسری دفعہ بھی تقسیم پر راضی نہ ہوئے۔ مل کر کام کرتے ہو فبہا ورنہ قبضہ واپس کرو۔

بَابُ اَدَآءِ الْخُمُسِ مِنَ الدِّیْنِ

ترجمہ۔ خمس کا ادا کرنا دین میں سے ہے

حدیث (۲۸۷۱) حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ الخ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍؓ یَقُوْلُ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَیْسِ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا ھٰذَا الْحَیُّ مِنْ رَّبِیْعَۃَ بَیْنَنَا وَبَیْنَکَ کُفَّارُ مُضَرَ فَلَسْنَا نَصِلُ اِلَیْکَ اِلَّا فِی الشَّھْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِاَمْرٍ نَاْخُذُ بِہٖ وَنَدْعُوْا اِلَیْہِ مَنْ وَّرَآءَ نَا قَالَ اٰمُرُکُمْ بِاَرْبَعٍ وَاَنْھَاکُمْ عَنْ اَرْبَعٍ اَلْاِیْمَانُ بِاللّٰہِ شَھَادَۃُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَعَقَدَ بِیَدِہٖ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَصِیَامِ رَمَضَانَ وَاَنْ تُؤَدُّوْا لِلّٰہِ خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَاَنْھَاکُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالنَّقِیْرِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ عبدالقیس قبیلہ کا وفد آ کر کہنے لگا یا رسول اللہ! بے شک ہمارا یہ قبیلہ ربیعہ ہمارے اور آپؐ کے درمیان مضر کے کفار حائل ہیں۔ ہم آپ تک سوائے اشہر حرام کے حاضر نہیں ہو سکتے۔ ہمیں کوئی ایسا شرعی حکم بتلایئے جس پر ہم بھی عمل کریں۔ اور اپنے پیچھے رہنے والوں کو بھی اس کی دعوت دیں۔ آپؐ نے فرمایا میں تمہیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں۔ اور چار سے روکتا ہوں۔ ایمان باللہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دی جائے۔ آپؐ نے اپنے ہاتھ سے ایک گرہ لگائی۔ اور نماز قائم رکھنا۔ مال کی زکوٰۃ ادا کرنا۔ اور رمضان کے روزے رکھنا۔ اور یہ کہ جو تم غنیمت کا مال حاصل کرو اس میں سے خمس ادا کرو اور تمہیں ان برتنوں کے استعمال سے روکتا ہوں۔ دباء. نقیر. حنتم. اور مزفت یہ مرتبان ہیں جن میں شراب بنائی جاتی ہے۔

بَابُ نَفَقَۃِ نِسَآءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْدَ وَفَاتِہٖ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی بیبیوں کا خرچہ کہاں سے ادا ہوتا رہا۔

حدیث (۲۸۷۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ الخ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَقْتَسِمُ وَرَثَتِیْ دِیْنَارًا مَا تَرَکْتُ بَعْدَ نَفَقَۃِ نِسَائِیْ وَمُؤْنَۃِ عَامِلِیْ فَھُوَ صَدَقَۃٌ.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے ورثاء سونے کے دینار کو تقسیم نہ کریں۔ میرے ترکہ میں سے میری بیویوں کے خرچ اور میرے حکام کی تنخواہوں کے بعد جو کچھ بچے وہ سب صدقہ ہے۔

حدیث (۲۸۷۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ الخ عَنْ عَائِشَۃَؓ قَالَتْ تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَا فِیْ بَیْتِیْ مِنْ شَیْءٍ یَّاْکُلُہٗ ذُوْ کَبِدٍ اِلَّا شَطْرُ شَعِیْرٍ فِیْ رَفٍّ لِّیْ فَاَکَلْتُ مِنْہُ حَتّٰی طَالَ عَلَیَّ فَکِلْتُہٗ فَفَنِیَ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔ حال یہ تھا کہ میرے گھر میں اتنی چیز بھی موجود نہیں تھی جس کو کوئی جگر والا حیوان کھالیتا۔ البتہ ایک وسق یا کچھ جو میری لکڑی کے طاقچہ میں تھے جن کو میں کھاتی رہی یہاں تک کہ کافی عرصہ اسی پر گذر گیا۔ بس میں نے ان کی بھرتی کرلی تو وہ بھی ختم ہوگئے۔

حدیث (۲۸۷۴) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الْحَارِثِؓ قَالَ مَا تَرَکَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا سِلَاحَهُ وَبَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ وَأَرْضًا تَرَكَهَا صَدَقَةً.

ترجمہ۔ حضرت عمرو بن الحارث فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے اپنے ہتھیار اور سفید خچر کے کچھ بھی نہ چھوڑا اور کچھ زمین چھوڑی تھی یہ سب صدقہ ہیں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ مؤنۃ عامل سے کیا مراد ہے۔ علامہ کرمانی تو اس سے خلیفہ حاکم مراد لیتے ہیں۔ اور بعض حضرات نے کھجور کے باغوں پر جو نگران مقرر تھے ان کی اجرت مراد لی ہے۔ اور بعض نے اس سے آپ کی قبر کھودنے والا مراد لیا ہے۔ لیکن پہلے معنی راجح ہیں۔ جو حضرت عمرؓ کی حدیث کے مطابق ہیں۔ شطر کے معنی نصف اور بعض نے وسق مراد لیا ہے۔ رف بتشدید الفاکری کا طاقچہ حضرت عائشہؓ کی روایت کو ترجمہ میں اس لئے داخل کیا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپؐ کے گھر سے انہوں نے جو گزارا کیا معلوم ہوا ان کا خرچہ آپؐ کے ذمہ تھا۔

فکلته ففنی اگر اشکال ہو آپ کا ارشاد ہے کہ بیع شراء میں کیل کرنا باعث برکت ہے۔ یہاں سلب برکت کا سبب بن گیا تو منافات اس طرح رفع ہوگی کہ بیع وشراء میں کیل کرنا باعث برکت ہے۔ لیکن خرچ کرنے میں توکل کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اعتماد اٹھ جانے کے مترادف ہے۔ ارضا ترکھا وہ بنو نضیر اور خیبر کی زمین مراد ہے جن کے حاصل میں سے نفقہ نساء ادا کرنے کے بعد مصالح المسلمین میں خرچ کیا جاتا تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي بُيُوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا نُسِبَ مِنَ الْبُيُوتِ إِلَيْهِنَّ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ.

ترجمہ۔ باب جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے گھروں کے بارے میں جو کچھ وارد ہوا ہے۔ اور یہ کہ گھروں کی نسبت ان کی طرف کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے آپ گھروں میں ٹھہری رہیں۔ اور نبی کے گھروں میں بغیر اجازت داخل نہ ہو۔

حدیث (۲۸۷۵) حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسٰى الخ أَنَّ عَائِشَةَؓ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِي فَأَذِنَّ لَهُ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت بیمار ہوئے تو آپؐ نے اپنی ازواج مطہرات سے اجازت طلب کی کہ وہ میرے گھر میں بیماری کے دن گزاریں گے۔ تو سب نے آپ کو اجازت دے دی۔

حدیث (۲۸۷۶) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ الخ قَالَتْ عَائِشَةُؓ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي وَفِي نَوْبَتِي وَبَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي وَجَمَعَ اللّٰهُ بَيْنَ رِيْقِي وَرِيْقِهِ قَالَتْ دَخَلَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بِسِوَاكٍ فَضَعُفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ فَأَخَذْتُهُ فَمَضَغْتُهُ ثُمَّ سَنَنْتُهُ بِهِ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات میرے گھر میں ہوئی اور میری باری میں ہوئی اور اس حال میں ہوئی کہ آپ کا سر مبارک میری جھولی اور میرے سینے کے درمیان تھا۔ اور بعض نے سحر سے گردن کا حصہ مراد لیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے میری اور آپؐ کی تھوک مبارک کو جمع فرما دیا۔ اس طرح کہ حضرت عبدالرحمٰن مسواک لے کر حاضر ہوئے۔ آپؐ اس کے استعمال سے کمزور تھے۔ میں نے اس کو

لے کر چبایا پھر آپ کو مسواک کرائی۔

حدیث(۲۸۷۷)حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ الخ إِنَّ صَفِيَّةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا جَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزُورُهُ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ فَقَامَ مَعَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا بَلَغَ قَرِيبًا مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ عِنْدَ بَابِ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهِمَا رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَسَلَّمَا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَفَذَا فَقَالَ لَهُمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رِسْلِكُمَا قَالَا سُبْحَانَ اللَّهِ يَا رَسُولَ اللهِ وَكَبُرَ عَلَيْهِمَا ذَلِكَ فَقَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْإِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَيْئًا.

ترجمہ۔ حضرت صفیہؓ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم خبر دیتی ہیں کہ جب جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کے آخری عشرہ میں مسجد نبوی میں اعتکاف میں تھے تو وہ ان سے ملنے آئیں پھر واپس گھر جانے کیلئے کھڑی ہوئیں تو ان کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کھڑے ہو گئے۔ یہاں تک کہ مسجد کے اس دروازے کے قریب پہنچ گئے جو بی بی ام سلمہؓ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے نزدیک ہے۔ تو ان دونوں کے پاس انصار کے دو آدمی گزرے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کہہ کر آگے بڑھ گئے پھر آنجناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا ذرا ٹھہر کر چلو جان لو کہ یہ میری بیوی صفیہ تھیں انہوں نے کہا سبحان اللہ یا رسول اللہ ہم آپ پر ایسا گمان کر سکتے ہیں اور یہ بات انکیں بڑی گراں گزری جس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان انسان کی اس جگہ تک پہنچتا ہے جہاں تک خون پہنچتا ہے مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں تمہارے دلوں میں بدگمانی نہ ڈال دے۔

حدیث(۲۸۷۸)حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الخ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ ارْتَقَيْتُ فَوْقَ بَيْتِ حَفْصَةَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِي حَاجَتَهُ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں بی بی حفصہؓ کے گھر کی چھت پر چڑھا تو میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قبلہ کی طرف پیٹھ کئے ہوئے اور شام کی طرف منہ کئے ہوئے قضاء حاجت کرتے دیکھا۔

حدیث(۲۸۷۹)حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الخ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ لَمْ تَخْرُجْ مِنْ حُجْرَتِهَا.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ایسے وقت ادا فرماتے تھے جب کہ ابھی دھوپ ان کے حجرہ سے نہیں نکلی ہوتی تھی۔

حدیث (۲۸۸۰) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الخ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيبًا فَأَشَارَ نَحْوَ مَسْكَنِ عَائِشَةَ فَقَالَ هُنَا الْفِتْنَةُ ثَلَاثًا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کیلئے کھڑے ہوئے تو حضرت عائشہؓ کی رہائش گاہ کی

طرف اشارہ کرتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا کہ اس طرف سے فتنہ نمودار ہوگا جہاں سے سورج کا کنارہ نکل رہا ہے۔

حدیث (۲۸۸۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ الخ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهَا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَاَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ اِنْسَانٍ يَسْتَأْذِنُ فِيْ بَيْتِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فِيْ بَيْتِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرَاهُ فُلَانًا لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ الرَّضَاعَةُ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم خبر دیتی ہیں کہ ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تھے کہ انہوں نے ایک انسان کی آواز سنی جو حضرت حفصہؓ کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت مانگ رہا تھا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ یہ شخص تو آپ کے گھر میں آنے کی اجازت مانگ رہا ہے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سمجھتا ہوں کہ فلاں ہوگا جو حضرت حفصہؓ کا رضاعی چچا لگتا ہے۔ اور رضاعت بھی وہی رشتے حرام کر دیتی ہے جو ولادت سے حرام ہوتے ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ امام بخاری کی غرض اس باب سے یہ ہے کہ قرآنی آیات اور احادیث باب سے معلوم ہوتا ہے کہ بیوت النبی کی نسبت واضافت آپ کی طرف بھی ہے اور ازواج مطہرات کی طرف بھی ہے۔ لہذا ازواج مطہرات کی طرف اضافت تو تملیک کی وجہ سے ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات سے قبل ان بیبیوں کو ان مکانات کا مالک بنادیا تھا۔ لہذا ما ترکنا فھو صدقة سے اعتراض نہیں ہوگا کہ یہ حجرات تو ملک نبوی میں سے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ان بیوت کی نسبت ادنی ملابسہ اور ادنی تعلق کی وجہ سے ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ اس ترجمہ سے یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ ازواج مطہرات کی طرف بیوت کی نسبت تو دوام استحقاق کو ثابت کرتی ہیں۔ کہ جب تک وہ ازواج زندہ ہیں وہ رہائش پذیر رہیں گی۔ کیونکہ نفقہ اور سکنی ازواج مطہرات کا خصائص نبوی میں سے ہے۔ تاکہ یہ بیبیاں آپ کے حق میں بیٹھی رہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مالک نہیں بنایا تھا۔ ورنہ ان کی وفات کے بعد ان کے ورثاء ان مکانات کے وارث ہوتے۔ حالانکہ ان کو گرا کر مسجد نبوی میں شامل کر لیا گیا۔ تاکہ عامة المسلمین کو فائدہ پہنچے جیسا کہ ان کے نفقات کے ساتھ ہوا میری اپنی تحقیق یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے ترجمہ میں دو آیات ذکر فرمائی ہیں ان میں سے ایک کے اندر تو بیوت کی اضافت ازواج مطہرات کی طرف ہے اور دوسری میں خود جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف۔ تو اس سے امام بخاریؒ نے ایک اختلاف کی طرف اشارہ فرمایا۔ اور ماتسب الیھن سے اشارہ ہے کہ ترجیح اسی قول کو ہے جو حضرات فرماتے ہیں کہ آپ نے ازواج مطہرات کو مالک بنادیا تھا۔ قطب گنگوہیؒ نے بھی اپنی تقریر کی بنیاد اسی پر رکھی ہے۔ دراصل مسئلہ اختلافی مشہور ہے۔

صاحب جمل لاتدخلوا بیوت النبی الاان یؤذن لکم یعنی نبی کے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہو جبتک کہ آپ تمہیں داخلہ کی اجازت نہ دے دیں۔ تو اس میں دلیل ہے کہ بیت خاوند کا ہوتا ہے تبھی تو اسے اجازت دینے کا اختیار ہے۔ اگر اشکال ہو کہ مایتلی فی بیوتکن میں ازواج کی طرف اضافت ہے۔ تو کہا جائے گا کہ اضافت الی النبی تو ملک کی وجہ سے ہے۔ اور اضافت الی الازواج اضافت الی محل ہے در حقیقت بیوت النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں علماء کا اختلاف ہے۔ ایک گروہ تو ازواج مطہرات کا ملک قرار دیتا ہے کیونکہ یہ بیبیاں اپنی موت تک بعد وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقیم رہیں۔ کیونکہ یہ مکانات آپ نے اپنی زندگی میں ان کو ہبہ کر دیئے تھے۔ دوسرا طائفہ یہ کہتا ہے کہ ہبہ نہیں بلکہ آپ نے رہائش کیلئے ان کو مکانات دیئے تھے کہ مرتے دم تک وہ ان مکانات میں رہائش پذیر

رہیں صحیح یہی ہے۔ ابن عبدالبر ابن العربی وغیرہم حضرات نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ جیسے ان کے نفقات مستثنیٰ تھے۔ ایسے سکنی بھی مستثنیٰ رہا۔ ما ترکت بعد نفقة نسائی و مؤنة عاملی فهو صدقة اور اہل علم کی اس پر دلیل ہے کہ وہ تاحیات سکونت پذیر رہیں۔ ان کی وفات کے بعد ان کے ورثاء مالک نہیں بنے بلکہ مسجد نبویؐ میں اضافہ کر دیا گیا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔مسکن عائشةؓ الخ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں اس حدیث سے ترجمہ کے ساتھ مطابقت ہوگی کہ حضرت عائشہؓ گھر ان کا مسکن تھا ملک نہیں تھا۔

هنا الفتنة ای جانب الشرق جو لوگ حضرت عائشہؓ کے گھر کو فتنہ کی جگہ کہتے ہیں وہ نحو کے لفظ سے غافل ہو گئے کیونکہ حضرت عائشہؓ کا گھر تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مشہد بنا۔ کیا اسے فتنہ کی جگہ قرار دو کے شرم چاہیے۔

قرن الشیطن سے مراد اُس۔ جماعت اور امت کے آتے ہیں۔

بَابُ مَا ذُكِرَ مِنْ دِرْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَعَصَاهُ وَسَيْفِهٖ وَقَدَحِهٖ وَخَاتِمِهٖ وَمَا اسْتَعْمَلَ الْخُلَفَاءُ بَعْدَهٗ مِنْ ذٰلِكَ وَمِمَّا لَمْ يُذْكَرْ قِسْمَتُهٗ وَمِنْ شَعْرِهٖ وَنَعْلِهٖ وَاٰنِيَتِهٖ مِمَّا يَتَبَرَّكُ اَصْحَابُهٗ وَغَيْرُهُمْ بَعْدَ وَفَاتِهٖ.

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ۔ آپ کی لاٹھی آپ کی تلوار آپ کا پیالہ۔ اور انگوٹھی کے بارے میں جو ذکر کیا جاتا ہے۔ اس طرح جو چیزیں خلفاء کرام نے ان میں سے آپؐ کے بعد استعمال کیں جن کی تقسیم کا ذکر نہیں ملتا۔ اور آپؐ کے بال جوتا اور آپؐ کے برتن جن میں صحابہ کرامؓ اور دیگر حضرات آپ کی وفات کے بعد ان میں شریک پائے گئے۔

حدیث (۲۸۸۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ الخ عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ اَبَا بَكْرٍؓ لَمَّا اسْتُخْلِفَ بَعَثَهٗ اِلَى الْبَحْرَيْنِ فَكَتَبَ لَهٗ هٰذَا الْكِتٰبَ وَخَتَمَهٗ وَكَانَ نَقْشُ الْخَاتِمِ ثَلٰثَةَ اَسْطُرٍ مُحَمَّدٌ سَطْرٌ وَرَسُوْلُ سَطْرٌ وَاللّٰهُ سَطْرٌ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ جب خلیفہ بنائے گئے تو انہوں نے مجھے بحرین کا حاکم بنا کر بھیجا۔ اور یہ خط لکھ دیا جس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر سے مہر لگائی۔ مہر کے نقش میں تین سطریں تھیں محمد ایک سطر میں رسول دوسری سطر میں۔ اور اللہ کا لفظ تیسری سطر میں تھا۔

حدیث (۲۸۸۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ طَهْمَانَ قَالَ اَخْرَجَ اِلَيْنَا اَنَسٌؓ نَعْلَيْنِ جَرْدَاوَيْنِ لَهُمَا قِبَالَانِ فَحَدَّثَنِيْ ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ بَعْدُ عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّهُمَا نَعْلَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت عیسیٰ بن طہمان فرماتے ہیں کہ حضرت انسؓ نے ہمارے دکھانے کے لئے دو ایسے جوتے ظاہر کئے جو بالوں سے خالی تھے۔ اور ان کے اگلے دو تسمے تھے بعد از اں ثابت بنانی نے حضرت انسؓ سے بیان کیا کہ وہ دونوں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے تھے۔

حدیث (۲۸۸۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَؓ قَالَ اَخْرَجَتْ اِلَيْنَا عَائِشَةُؓ كِسَاءً مُلَبَّدًا وَقَالَتْ فِيْ هٰذَا نُزِعَ رُوْحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَادَ سُلَيْمَانُ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ قَالَ اَخْرَجَتْ اِلَيْنَا عَائِشَةُ اِزَارًا غَلِيْظًا مِمَّا يُصْنَعُ بِالْيَمَنِ وَكِسَاءً مِنْ هٰذِهِ الَّتِيْ تَدْعُوْنَهَا الْمُلَبَّدَةَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو بردہؓ فرماتے ہیں کہ ہمارے دکھانے کیلئے حضرت عائشہؓ نے ایک گاڑھی کملی نکالی۔ فرمایا کہ اسی میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض ہوئی۔ اور سلیمان نے ابو بردہ سے یہ زائد الفاظ نقل کئے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے ایک گاڑھی چادر نکالی جو یمن کی مصنوعات سے تھی اور ایک کملی بھی جس کو تم لوگ ملبدہ گاڑھی کہتے ہو۔

حدیث (۲۸۸۵) حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ اَبِیْ حَمْزَۃَ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍؓ اَنَّ قَدَحَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْکَسَرَ فَاتَّخَذَ مَکَانَ الشَّعْبِ سِلْسِلَۃً مِنْ فِضَّۃٍ قَالَ عَاصِمٌ رَأَیْتُ الْقَدَحَ وَشَرِبْتُ فِیْہِ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ ٹوٹ گیا تو اس کی شکستہ جگہ ایک چاندی کی زنجیر بنا دی گئی۔ عاصم فرماتے ہیں کہ میں نے اس پیالہ کو دیکھا اور اس سے پانی بھی پیا۔

حدیث (۲۸۸۶) حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرْمِیُّ الخ اِنَّ عَلِیَّ بْنَ حُسَیْنٍ حَدَّثَہٗ اَنَّھُمْ حِیْنَ قَدِمُوا الْمَدِیْنَۃَ مِنْ عِنْدِ یَزِیْدَ بْنِ مُعٰوِیَۃَ مَقْتَلَ حُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ لَقِیَہُ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَۃَ فَقَالَ لَہٗ ھَلْ لَّکَ اِلَیَّ مِنْ حَاجَۃٍ تَاْمُرُنِیْ بِھَا فَقُلْتُ لَا فَقَالَ لَہٗ ھَلْ اَنْتَ مُعْطِیَّ سَیْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یَّغْلِبَکَ الْقَوْمُ عَلَیْہِ وَاَیْمُ اللّٰہِ لَئِنْ اَعْطَیْتَنِیْہِ لَا یُخْلَصُ اِلَیْہِ اَبَدًا حَتّٰی تَبْلُغَ نَفْسِیْ اَنَّ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ خَطَبَ ابْنَۃَ اَبِیْ جَھْلٍ عَلٰی فَاطِمَۃَ فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ النَّاسَ فِیْ ذٰلِکَ عَلٰی مِنْبَرِہٖ ھٰذَا وَاَنَا یَوْمَئِذٍ مُحْتَلِمٌ فَقَالَ اِنَّ فَاطِمَۃَ مِنِّیْ وَاَنَا اَتَخَوَّفُ اَنْ تُفْتَنَ فِیْ دِیْنِھَا ثُمَّ ذَکَرَ صِھْرًا لَّہٗ مِنْ بَنِیْ عَبْدِ شَمْسٍ فَاَثْنٰی عَلَیْہِ فِیْ مُصَاھَرَتِہٖ اِیَّاہُ قَالَ حَدَّثَنِیْ فَصَدَقَنِیْ وَوَعَدَنِیْ فَوَفٰی لِیْ وَاِنِّیْ لَسْتُ اُحَرِّمُ حَلَالًا وَّلَا اُحِلُّ حَرَامًا وَّلٰکِنْ وَّاللّٰہِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللّٰہِ اَبَدًا.

ترجمہ۔ حضرت علی بن الحسین زین العابدینؒ نے حدیث بیان کی کہ جب وہ یزید بن معاویہؓ کے پاس سے مدینہ آئے جب کہ سیدنا حسین بن علیؓ قتل ہو چکے تھے تو حضرت مسور بن مخرمہ انہیں ملے۔ کہنے لگے کہ تمہیں میرے ساتھ کوئی ضرورت ہو تو آپ مجھے اس کا حکم دیں۔ میں نے ان سے کہا مجھے کوئی ضرورت نہیں۔ تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ کیا آپ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار دے سکتے ہیں۔ کیونکہ مجھے خطرہ ہے کہ کہیں قوم اس کی وجہ سے تجھ پر غلبہ نہ پا جائے۔ اور اللہ کی قسم! اگر تو نے وہ مجھے عطا فرمادی تو پھر اس تک کوئی کبھی نہیں پہنچ سکتا۔ یہاں تک کہ میری جان تک نکل جائے۔ اور سنو! حضرت علی بن ابی طالبؓ نے حضرت فاطمۃ الزہراؓ پر سوکن لانے کے لئے جویریہ بنت ابی جہل یا جمیلہ کو منگنی کا پیغام بھیجا تو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا وہ اسی منبر پر اس بارے میں لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے اور میں ان دنوں بالغ ہو رہا تھا۔ تو آپؐ نے فرمایا فاطمہ میرا جگر کا ٹکڑا ہے۔ مجھے خطرہ ہے کہ کہیں اس کے دین میں آزمائش نہ شروع ہو جائے۔ پھر آپؐ نے اپنے داماد ابو العاص بن بنی عبد شمس کا ذکر فرمایا اس نے جو دامادی کا حق ادا کیا آپؐ نے اس کی تعریف بیان فرمائی فرمایا کہ جو کچھ اس نے میرے سے بات کی اس کو سچا کر دکھایا۔ جو میرے سے وعدہ کیا اس کو پورا کر دیا۔ میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار نہیں دیتا۔ لیکن اللہ کی قسم! رسول اللہ کی بیٹی اور دشمن خدا کی بیٹی کبھی جمع نہیں ہو سکتیں۔

حدیث (۲۸۸۷) حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ الخ عَنِ ابْنِ الْحَنَفِیَّۃِ قَالَ لَوْ کَانَ عَلِیٌّ ذَاکِرًا عُثْمَانَؓ ذَکَرَہٗ یَوْمَ جَاءَہٗ

نَاسٌ فَشَكَوْا سُعَاةَ عُثْمَانَ فَقَالَ لِيْ عَلِيٌّ اذْهَبْ إِلٰى عُثْمَانَ فَأَخْبِرْهُ أَنَّهَا صَدَقَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمُرْ سُعَاتَکَ يَعْمَلُوْنَ بِهَا فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَقَالَ اَغْنِهَا عَنَّا فَأَتَيْتُ بِهَا عَلِيًّا فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ضَعْهَا حَيْثُ اَخَذْتَهَا قَالَ الْحُمَيْدِيُّ الخ عَنِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ اَرْسَلَنِيْ اَبِيْ خُذْ هٰذَا الْكِتَابَ فَاذْهَبْ بِهٖ إِلٰى عُثْمَانَ فَإِنَّ فِيْهِ اَمْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّدَقَةِ.

ترجمہ۔ حضرت محمد بن حنفیہ فرماتے ہیں کہ اگر حضرت علیؓ حضرت عثمان کو برائی سے یاد کرنے والے ہیں تو انہوں نے بھی انہیں اس دن برائی سے یاد کیا جس دن لوگ ان کے پاس آ کر حضرت عثمانؓ کے مصلین کی شکایت لے کر آئے تھے تو حضرت علیؓ نے مجھے حکم دیا کہ تم حضرت عثمانؓ کے پاس جاؤ اور انہیں خبر دو کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ کی دستاویز تو یہ ہے۔ اپنے مصلین کو حکم دو کہ وہ اس کے مطابق عمل کریں میں اس کو لے کر ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے فرمایا کہ اس صحیفہ کو ہم سے پیچھے کرو ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے پاس اور صحیفہ موجود ہے۔ تو میں اس کو لے کر واپس حضرت علیؓ کے پاس پہنچا اور ان کو واقعہ کی اطلاع دی۔ تو حضرت علیؓ نے فرمایا اس کو اسی جگہ رکھو جہاں سے اسے اٹھایا تھا۔ حمیدی اپنی سند سے فرماتے ہیں کہ محمد بن الحنفیہؒ نے یہ کہا کہ مجھے میرے باپ نے بھیجا فرمایا یہ دستاویزات لے کر حضرت عثمانؓ کے پاس جاؤ کیونکہ اس میں صدقات کے بارے میں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام ہیں وہ درج ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کے وقت جو ترکہ چھوڑا اس میں سب مسلمان شریک ہیں۔ کیونکہ وہ صدقہ ہے۔ لیکن وہ مال جس کا آپؐ نے قبل از موت کسی کو مالک بنا دیا یا سب کا اشتراک تو ثابت ہے لیکن تولیت کا قبضہ کسی صحابی کا ہے۔ تو وہی اس کا متولی اور محافظ ہوگا۔ اور کسی کو اس میں تصرف اور تملک کا حق نہیں ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ اس ترجمہ کی غرض یہ ثابت کرنا ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس ترکہ کا نہ تو کسی کو مالک بنایا اور نہ ہی کسی کے پاس اسے بیچا محض تبرک کے لئے کسی کے پاس چھوڑ دیا۔ تو وہی شخص اس کا متولی اور محافظ ہوگا۔ اگر یہ میراث ہوتی تو اسے بیچا جاتا یا تقسیم کیا جاتا۔ اس لئے اس کے بعد امام بخاریؒ نے فرمایا مما لم تذکر قسمته ومما تبرک اصحابه یعنی وہ چیزیں نہ تو ان کی تقسیم کا ذکر ہوا ہے اور وہ چیزیں صحابہ کرامؓ نے بطور تبرک اپنے پاس رکھ لیں۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ ترجمہ ۱۹ اجزاء پر مشتمل ہے۔ اور باب میں چھ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔ پہلی میں آپ کی انگوٹھی کا ذکر ہے۔ دوسری میں نعلین مبارک کا۔ تیسری میں گاڑھی چادر کا۔ چوتھی میں پیالہ کا۔ پانچویں میں تلوار کا اور چھٹی میں اس صحیفہ کا ذکر ہے جس میں صدقات کا بیان تھا۔ درع۔ عصا۔ شعر اور برتنوں کا ذکر نہیں ہوا۔ پھر ان روایات کو علامہ عینیؒ نے ذکر کیا ہے۔ جن میں ان اشیاء کا بیان موجود ہے جن کو امام بخاریؒ مختلف ابواب میں ذکر کر چکے ہیں یا ذکر کریں گے ۔ ان ابابکر ختم الکتاب بخاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے استعمال الخلفاء کو ثابت کیا۔ کیونکہ کتاب اللباس میں آ رہا ہے کہ یہ انگوٹھی حضرت ابوبکرؓ کے بعد حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں رہی۔ پھر حضرت عثمانؓ کے ہاتھ میں۔ آخر میں حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے بئر اریس کے اندر گر گئی۔ بسیار کوشش کے باوجود نہ مل سکی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ اغنها عنا الخ اس کو موخر کرو۔ ہم تو پہلے ہی اس پر عمل کر رہے ہیں۔ کسی اور پر عمل نہیں کر رہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ میرے نزدیک بہتر توجیہ یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کے پاس وہ صحیفہ صدیق اکبرؓ کا تھا جس پر وہ عمل کرتے تھے۔ جس کا ذکر موطا امام مالکؒ کے اندر موجود ہے۔ اور کتاب مسالک شرح موطا امام مالکؒ میں ابن العربی نے تصریح کی ہے کہ ماشیہ کے بارے میں تین

دستاویزات تھیں۔ کتاب ابی بکر. کتاب عمرو بن حزم. اور کتاب عمر بن الخطاب. جس پر حضرت عمرؓ اپنے دور خلافت میں عمل کرتے رہے۔ تو حضرت عثمانؓ کا عمل کتاب الشیخین پر ہوا۔ جس کو وہ ترجیح دیتے تھے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ تفتن فی دینھا کہ سوکن کی طرف سے جو ان کو کلفت ہوگی وہ ان کے دین کو بگاڑ دے گی۔ اور اس پر صبر نہ کر سکیں گی۔ مسور بن مخرمہ کے قصہ کو اس سے یہ مناسبت ہے کہ جیسے سوکن سے حضرت فاطمہؓ کو کدورت حاصل ہوگی ایسے تیرے اقرباء کے غلبہ سے تجھے کدورت ہوگی۔ مجھے دے دو میں اس تلوار کی خوب حفاظت کروں گا۔

بَابُ الدَّلِيْلُ عَلٰى اَنَّ الْخُمُسَ لِنَوَآئِبِ

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمَسَاكِيْنِ وَاِيْثَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْلَ الصُّفَّةِ، وَالْاَرَامِلِ حِيْنَ سَاَلَتْهُ فَاطِمَةُ وَشَكَتْ اِلَيْهِ الطَّحْنَ وَالرَّحٰى اَنْ يُّخْدِمَهَا مِنَ السَّبْيِ فَوَكَّلَهَا اِلَى اللّٰهِ.

ترجمہ اس بات کی دلیل کے بارے میں کہ خمس جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ضروریات پر خرچ ہوتا تھا۔ اور مساکین اس کا مصرف تھے اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفہ کے طالب علموں اور بیوگان پر خرچ کرنے کو ترجیح دی۔ جب کہ آپ کی بیٹی فاطمۃ الزہراءؓ نے آپ کو آٹا پیسنے اور چکی چلانے کی شکایت کی کہ انہیں قیدی عورتوں میں سے ایک خادمہ دی جائے تو آپ نے ان کو اللہ پر بھروسہ کرنے کا حکم دیا اور خادمہ نہ دی۔

حدیث(۲۸۸۸) حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ الخ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ اَنَّ فَاطِمَةَ اِشْتَكَتْ مَا تَلْقٰى مِنَ الرَّحٰى مِمَّا تَطْحَنُ فَبَلَغَهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِسَبْيٍ فَاَتَتْهُ تَسْاَلُهُ خَادِمًا فَلَمْ تُوَافِقْهُ فَذَكَرَتْ لِعَائِشَةَ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ عَائِشَةُ لَهُ فَاَتَانَا وَقَدْ دَخَلْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْنَا لِنَقُوْمَ فَقَالَ عَلٰى مَكَانِكُمَا حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلٰى صَدْرِيْ فَقَالَ اَلَا اَدُلُّكُمَا عَلٰى خَيْرٍ مِمَّا سَاَلْتُمَاهُ اِذَا اَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا فَكَبِّرَا اللّٰهَ اَرْبَعًا وَّثَلٰثِيْنَ وَاحْمِدَا ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَسَبِّحَا ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ فَاِنَّ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِمَّا سَاَلْتُمَاهُ.

ترجمہ۔ حضرت علیؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کو آٹا پیسنے کی وجہ سے جو تکلیف پہنچتی تھی اس کی انہوں نے شکایت کی۔ پس انہیں یہ خبر بھی پہنچی کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قیدی عورتیں آئی ہوئی ہیں۔ پس وہ آپ کے پاس خادمہ مانگنے کے لئے حاضر ہوئیں۔ آپ سے ملاقات کا اتفاق نہ ہو سکا۔ تو اس کا تذکرہ حضرت عائشہؓ سے کیا۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے اس واقعہ کا آپ سے ذکر کیا۔ پس آپ ہمارے پاس اس وقت تشریف لے آئے جب ہم لوگ اپنے اپنے بستروں میں داخل ہو چکے تھے ہم اٹھنے لگے تو آپ نے ارشاد فرمایا اپنی اپنی جگہ پر لیٹے رہو۔ پس آپ بھی میرے بستر میں داخل ہو گئے یہاں تک کہ میں نے اپنے سینے میں آپ کے قدموں کی ٹھنڈک محسوس کی۔ بہرحال آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں اس چیز سے بہتر بات نہ بتاؤں جس کا تم نے سوال کیا ہے۔ جب بستر میں جانے لگو تو چونتیس ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر تینتیس ۳۳ مرتبہ الحمدللہ اور تینتیس ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ پڑھو یہ تسبیح فاطمی تمہاری طلب کردہ چیز سے بہتر ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ روایت سے ترجمۃ الباب پر اس حیثیت سے دلالت کی کہ حضرت فاطمہؓ نے اس ضرورت کے متعلق آپ سے سوال کیا۔ معلوم ہوا کہ خمس آپ کی ضروریات کے لئے تھا۔ حضرت فاطمہؓ کی ضرورت جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت تھی۔

جس پر آپؐ نے مساکین بیوگان کو ترجیح دی۔

فوجدت برد قدمیه الخ یہ ٹھنڈک حسی نہیں تھی بلکہ اس سے سکون اور اطمینان مراد ہے۔ جب کہ الامر فوق الادب تھا۔ تو حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ دونوں اپنے بستر سے نہیں اٹھے۔ بلکہ آپؐ ان دونوں کے درمیان بستر میں جا کر بیٹھ گئے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ هذا باب فی بیان الدلیل علی ان الخمس لنوائب رسول الله صلی الله علیه وسلم قوله وایثاره معنی میں لاجل ایثاره کے ہے۔ اور حین سالته کا ظرف ہے۔ علامہ سندھیؒ فرماتے ہیں ظاہر یہ ہے الدلیل مبتداء ہے۔ اور اس کی خبر قوله حین سالته فانه حین ذلک مااعطاها بل وکلها الی الله یعنی جب انہوں نے سوال کیا تو آپؐ نے کیا جواب دیا۔ تو جواب یہ ہوا کہ اس وقت آپؐ نے ان کو کچھ نہ دیا بلکہ اللہ کے سپرد کیا کہ اس پر بھروسہ کریں تو یہ دلیل ہے اس بات کی کہ خمس آپ کا حق تھا۔ جس طرح آپؐ چاہتے اس میں تصرف کرتے تھے۔ اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ خمس کو تمام مصارف میں خرچ کرتے تھے۔ بلکہ بعض مصارف میں استعمال کرتے تھے۔ صاحب فیض فرماتے ہیں کہ جاننا چاہیئے کہ چار اخماس تو غانمین کے لئے ہیں۔ اس پر سب کا اتفاق ہے۔ باقی رہا خمس اللہ تعالیٰ نے اس کے مستحقین چھ بیان فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر تو تبرک کے لئے ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ آپ کی وفات کے ساتھ ساقط ہو گیا۔ رہ گئے آپؐ کے قرابت دار وہ اگر فقیر ہیں تو ان کو فقر کی وجہ سے دیا جائے گا۔ قرابت نبوی کا اعتبار نہیں۔ البتہ فقراء قرابت داروں کو اعطاء کے معاملہ میں دوسروں پر ترجیح دی جائے گی۔ اب چھ میں سے صرف تین مصارف باقی رہ گئے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں وہ مستحقین نہیں بلکہ مصارف ہیں۔ حاکم کو اختیار ہے جیسے چاہے جس قدر چاہے خرچ کر سکتا ہے۔ شاید امام بخاریؒ نے مسلک امام مالکؒ کو ترجیح دیتے ہوئے کہا ہے کہ قسمة الخمس الی الامام یقسمه کیف شاء. اور اس پر چار تراجم قائم کئے پہلا تو یہی ہے جس کے نیچے حدیث شکایت لائے ہیں۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ اگر ذوی القربیٰ مستحق ہوتے تو آپؐ بی بی فاطمہؓ کو ضرور خادم عطا فرماتے۔ دوسرا ترجمہ قوله تعالیٰ کان الله خمسه وللرسول جس کی تفسیر اس قول سے کی۔ الرسول القسم ذلك کہ تقسیم کا اختیار رسول کو ہے۔ جیسے چاہے تقسیم کرے۔ تیسرا ترجمہ صفحہ ۲۱۰ پر ہے ان الخمس لنوائب المسلمین جس سے معلوم ہوا کسی خاص قسم کے ساتھ مختص نہیں ہے۔ دلیل یہ ہے کہ آپؐ نے خیبر انصار اور حضرت جابرؓ کو عطا فرمائے جو کہ ذوالقربیٰ میں سے نہیں تھے چوتھا ترجمہ صفحہ ۲۰۹ پر ہے۔ الدلیل علی ان الخمس للامام یہ سب تراجم قریب المعانی ہیں۔ مقصد ان سب کا ایک ہے۔ جس سے امام مالکؒ کے مسلک کی موافقت کرنا ہے۔ صاحب جمل نے فان لله خمسه الخ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ خمس کی چھ اقسام ہیں۔ یہ ابو العالیہ کا قول ہے۔ پہلی قسم خانہ کعبہ کی تعمیر وغیرہ میں خرچ ہو۔ باقی پانچ اقسام میں پانچ میں تقسیم ہوں۔ بعض نے کہا اللہ کا حصہ بیت المال میں جمع ہو۔ اور بعض نے اسے سہم رسول میں ضم کیا ہے۔ جمہور علماء فرماتے ہیں کہ ذکر اللہ تعظیم کے لئے ہے۔ اور باقی پانچ پانچ اقسام پر صرف ہوں۔ اور بیضاوی میں یہ بھی ہے کہ بعد وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا حصہ مصالح المسلمین میں صرف ہوگا۔ یہ امام شافعیؒ کا مسلک ہے۔ امام مالکؒ کے نزدیک رائے امام پر موقوف ہے امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ آپ کا حصہ اور ذوی القرابت کا حصہ آپ کی وفات کے ساتھ ہی ساقط ہو گیا اب سارا خمس تین اقسام میں صرف ہوگا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی خمس کو باقی تین اقسام میں صرف کرتے تھے۔ یتامی. مساکین. ابن السبیل. اهل الصفة. حافظؒ فرماتے ہیں کہ حدیث شکایت میں اہل الصفة کا ذکر نہیں ہے۔ شاید امام بخاریؒ نے حدیث کے اس حصہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے جس میں ہے والله لا اعطیکم وادع اهل الصفة یعنی میں اہل صفہ کو چھوڑ کر تمہیں نہیں دوں گا۔ اور بعض طرق میں ہے سبقکم الیتامی یتامیٰ تم سے سبقت کر گئے۔

لاالبرد الحسی ظاہر روایت سے برد حسی معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ٹھنڈی رات تھی۔ الامر فوق الادب سے شیخ گنگوہیؒ نے بعض روایات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اراد ان یقیما کہ ان حضرات نے اٹھنے کا ارادہ کیا تو آپؐ نے منع فرمادیا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَاِنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ

يَعْنِيْ لِلرَّسُوْلِ قَسْمَ ذٰلِكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّخَازِنٌ وَّاللّٰهُ يُعْطِيْ.

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ بے شک اس غنیمت کا خمس اللہ کے لئے اور اس کے رسول کے لئے ہے یعنی رسول اس کو تقسیم کرے گا اس لئے کہ آپ کا ارشاد ہے کہ میں تو بانٹنے والا اور خزانچی ہوں اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔

حدیث (۲۸۸۹) حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ الخ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِؓ قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِّنَّا مِنَ الْاَنْصَارِ غُلَامٌ فَاَرَادَ اَنْ يُّسَمِّيَهٗ مُحَمَّدًا قَالَ شُعْبَةُ فِيْ حَدِيْثِ مَنْصُوْرٍ اِنَّ الْاَنْصَارِيَّ قَالَ حَمَلْتُهٗ عَلٰى عُنُقِيْ فَاَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ حَدِيْثِ سُلَيْمَانَ وُلِدَ لَهٗ غُلَامٌ فَاَرَادَ اَنْ يُّسَمِّيَهٗ مُحَمَّدًا قَالَ سَمُّوْا بِاِسْمِيْ وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِيْ فَاِنِّيْ اِنَّمَا جُعِلْتُ قَاسِمًا اَقْسِمُ بَيْنَكُمْ وَقَالَ حُصَيْنٌ بُعِثْتُ قَاسِمًا اَقْسِمُ بَيْنَكُمْ وَقَالَ عَمْرٌو الخ عَنْ جَابِرٍؓ اَرَادَ اَنْ يُّسَمِّيَهُ الْقَاسِمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوْا بِاِسْمِيْ وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِيْ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ہمارے انصار میں سے ایک آدمی کے لڑکا پیدا ہوا اس نے اس کا نام محمد رکھنے کا ارادہ کیا۔ شعبہ منصور کی روایت میں فرماتے ہیں کہ اس انصاری نے کہا کہ میں اسے اپنی گردن پر اٹھا کر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آیا۔ اور سلیمان کی حدیث میں ہے کہ لڑکا پیدا ہوا تو اس نے اس کا نام محمد رکھنے کا ارادہ کیا تو آپؐ نے فرمایا میرے نام کے ساتھ نام رکھ سکتے ہو لیکن میری کنیت کے ساتھ کنیت نہ رکھو بے شک مجھے قاسم ہی بنایا گیا ہے۔ کہ میں تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں اور عمرو نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابرؓ سے روایت کی کہ اس نے قاسم نام رکھنے کا ارادہ کیا جس پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے نام کے ساتھ نام رکھو اور میری کنیت نہ رکھو۔

حدیث (۲۷۹۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ الخ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِّنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ لَا نَكْنِيْكَ اَبَا الْقَاسِمِ وَلَا نُنْعِمُكَ عَيْنًا فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وُلِدَ لِيْ غُلَامٌ فَسَمَّيْتُهُ الْقَاسِمَ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ لَا نَكْنِيْكَ اَبَا الْقَاسِمِ وَلَا نُنْعِمُكَ عَيْنًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَتِ الْاَنْصَارُ سَمُّوْا بِاِسْمِيْ وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِيْ فَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ہمارے ایک آدمی کے یہاں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام اس نے قاسم رکھا۔ تو انصار نے کہا کہ ہم تجھے ابوالقاسم کنیت نہیں رکھنے دیں گے۔ اور نہ ہی اس سے تیری آنکھ ٹھنڈی ہونے دیں گے۔ تو وہ شخص جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کہنے لگا یا رسول اللہ میرے لڑکا پیدا ہوا پس میں نے اس کا نام قاسم رکھا۔ انصار کہنے لگے کہ ہم تجھے ابوالقاسم کنیت نہیں رکھنے دیں گے۔ اور نہ ہی اس سے تیری آنکھ کو ٹھنڈا ہونے دیں گے۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار نے اچھا کیا۔ پس میرے نام کے ساتھ نام

رکھ سکتے ہو۔ میری کنیت کے ساتھ کنیت نہ رکھو۔ پس سوائے اس کے نہیں کہ میں تو قاسم ہی ہوں۔

حدیث (۲۸۹۱) حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسٰی الخ اَنَّهٗ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَاللّٰهُ الْمُعْطِيْ وَاَنَا الْقَاسِمُ وَلَا تَزَالُ هٰذِهِ الْاُمَّةُ ظَاهِرِيْنَ عَلٰى مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَاْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ ظَاهِرُوْنَ.

ترجمہ۔ حضرت امیر معاویہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس شخص سے بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اسے دین میں سمجھ عطا کر دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ دینے والا ہے اور میں تو بانٹنے والا ہوں اور یہ امت محمد یہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اپنے مخالفین پر غالب رہے گی یہاں تک کہ جب اللہ کا حکم یعنی قیامت آئے گی تب بھی وہ غالب ہوں گے۔

حدیث (۲۸۹۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اُعْطِيْكُمْ وَلَا اَمْنَعُكُمْ اَنَا قَاسِمٌ اَضَعُ حَيْثُ اُمِرْتُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ تو میں تمہیں دیتا ہوں اور نہ ہی تم سے روکتا ہوں سوائے اسکے نہیں کہ میں تو بانٹنے والا ہوں وہاں رکھتا ہوں جہاں کا مجھے حکم ملتا ہے۔

حدیث (۲۸۹۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ الخ عَنْ خَوْلَةَ الْاَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ رِجَالًا يَّتَخَوَّضُوْنَ فِيْ مَالِ اللّٰهِ بِغَيْرِ حَقٍّ فَلَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ۔ حضرت خولہ انصاریہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ بے شک کچھ اللہ تعالیٰ کے مال میں ناحق گھسیں گے۔ یعنی تصرف کریں گے کہ ان کے لئے قیامت کے دن آگ ہوگی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ خمس کی نسبت اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف تو تبرک کیلئے ہے اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس اعتبار سے ہے کہ آپ اس کو تقسیم کرتے ہیں۔ مالک نہیں ہیں بلکہ وہ مسلمانوں کی ضروریات کے لئے ہے۔ اور پہلے باب میں جو حوائج نبویہ کا ذکر ہوا تھا تو حوائج نبوی حوائج مسلمین ہیں کوئی الگ نہیں ہیں۔ اور امام بخاریؒ نے اپنے اس مدعا پر اس طرح دلیل قائم کی کہ آپ نے اپنا نام قاسم رکھا ہے۔ دینے والا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کے مالک نہیں تھے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ معلوم رہے کہ یہاں پر دو مسئلے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ خمس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ اس کے مالک تھے۔ یا ان کے سپرد اس لئے کیا گیا تا کہ آپ اسے تقسیم کریں۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ بعد وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اس خمس رسول کو کہاں رکھا جائے۔ دوسرے مسئلہ پر تو باب سابق میں مفصل بحث ہو چکی۔ اب پہلا مسئلہ یہی امام بخاریؒ کا مقصود ہے۔ حافظؒ فرماتے ہیں۔ وللرسول قسم ذلک الخ آیت کریمہ کی تفسیر میں جو مختلف اقوال ہیں امام بخاریؒ نے ان میں سے ایک کو اختیار کیا ہے۔ کہ آپ خمس الرسول کے مالک نہیں تھے۔ بلکہ قاسم تھے۔ اکثر حضرات فرماتے ہیں للرسول میں لام تملیک کا ہے۔ غنیمت کے مال میں سے خمس الخمس رسول کا حصہ ہے۔ خواہ آپ قتال میں حاضر ہوں یا نہ ہوں۔ پھر آپ اس کے مالک ہوں گے یا نہیں۔ دونوں قول شافعیہ کے ہیں للثلث فیه. امام بخاریؒ کا قول دوسرے میلان کی طرف ہے کہ مالک نہیں ہوں گے۔ چنانچہ علامہ کرمانیؒ بھی یہی فرماتے ہیں کہ یعنی للرسول

قسمة لا ان سهما منه له یعنی آپ کو محض تقسیم کرنے کا اختیار ہے خمس میں سے حصہ آپ کا نہیں ہوگا۔ کہ آپ اس کے مالک ہو جائیں۔ چنانچہ باب کی چار احادیث سے ثابت کر دیا کہ آپ محض قاسم تھے۔ قاسم کا لفظ تو اکثر احادیث میں وارد ہوا ہے۔ البتہ خازن کا لفظ حضرت امیر معاویہؓ کی ایک حدیث میں آیا ہے۔ انما انا خازن واللہ یعطی.

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ قال عمرو انا شعبة الخ اس سے امام بخاریؒ بتلانا چاہتے ہیں کہ اسم کے بارے میں رواۃ کا اختلاف ہے کہ اس لڑکے کا نام باپ نے محمد رکھا تھا یا قاسم رکھا تھا۔ مؤلف دوسرے قول کو ترجیح دیتے ہیں۔ ایک تو متابعت کے ذریعہ اور دوسرے دوسری روایت کو لاکر بتلا دیا کہ وہ قاسم ہی نام رکھنا چاہتا تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ شعبہ پر اختلاف کو بیان کر رہے ہیں کہ کیا انصاری نے اپنے بیٹے کا نام محمد رکھنا چاہا یا قاسم۔ تو سفیان ثوریؒ کی روایت سے ترجیح اسی کو دی کہ وہ اپنے بیٹے کا نام قاسم رکھنا چاہتے تھا۔ اور دوسری ترجیح معنوی اعتبار سے ہے کہ انصار کا انکار قاسم نام رکھنے پر تھا۔ تاکہ یہ ابوالقاسم نہ بن جائے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لاتکنوا بکنیتی فانما انا القاسم الخ اس سے ابوالقاسم کنیت رکھنے سے ممانعت نہیں ہے ورنہ آپ فرماتے انما انا ابو القاسم. بلکہ یہاں ایک مفسدہ پر تنبیہ کرنا ہے۔ وہ یہ ہے کہ جب تم اپنے بیٹوں کے نام قاسم رکھو گے تو تم ابوالقاسم بن جاؤ گے۔ تو اس وقت اشتباہ اور خلط ملط لازم آئے گا۔ جس سے ندا کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت ہوگی۔ دوسرا مفسدہ یہ ہے کہ جس طرح میں ابوالقاسم ہوں ایسے قاسم بھی ہوں۔ تو ابوالقاسم کی صورت میں اس آدمی کی ابوت کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو جائے گی۔ اگرچہ وہ اس کی مراد نہ ہو۔ لیکن بہرحال اس نسبت سے بچنے کے لئے اس کا ترک کر دینا اولیٰ اور افضل ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ یہ مسئلہ اختلافی مشہور ہے۔ شیخ گنگوہیؒ نے کوکب دری میں مفصل بحث کرنے کے بعد فرمایا ہے الاصح ان النہی مقید بزمان حیوتہ۔ یعنی کنیت یا نام رکھنے سے ممانعت جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تک محدود تھی۔ اب نہ کوئی اشتباہ ہے نہ التباس کا خطرہ ہے۔ لہٰذا اب دونوں جائز ہیں۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ اس میں پانچ مذاہب ہیں۔ الاول المنع مطلقاً کہ نہ نام رکھے نہ کنیت۔ دونوں کی ممانعت ہے۔ یہ مذہب امام شافعیؒ اور ظاہریہ کا ہے۔ دوسرا جمہور کا مسلک ہے کہ جواز مطلقاً اور نہی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات تک تھی۔ تیسرا قول یہ ہے کہ جس کا نام محمد ہو اس کے لئے ابوالقاسم کنیت نہ ہو۔ دوسرے کے لئے جائز ہے۔ چوتھا قول یہ ہے کہ محمد نام رکھنا ہی مطلقاً ممنوع ہے۔ اسی طرح ابوالقاسم کنیت رکھنا بھی مطلقاً ممنوع ہے۔ پانچواں قول یہ ہے کہ منع مطلقاً آپؐ کے عہد تک تھی بعد میں محمد اور احمد والے کے لئے کنیت ابوالقاسم ناجائز ہے۔ دوسرے کیلئے جائز ہے۔ علامہ عینیؒ نے مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ نہی منسوخ ہے۔ اور ترمذی شریف کی روایت علیؓ سے استدلال ہے۔ یارسول اللہ ان ولدی بعدک غلام اسمیہ باسمک واکنیہ بکنیتک قال نعم کہ حضرت علیؓ نے پوچھا یا رسول اللہ اگر آپؐ کے بعد میرے ہاں لڑکا پیدا ہو تو کیا میں اس کا نام آپؐ کے نام اور اپنی کنیت آپ کی کنیت سے رکھ سکتا ہوں۔ آپؐ نے ہاں کہہ کر جواب دیا۔ اور حاشیہ کوکب میں ہے۔ ادب المفرد میں خود امام بخاریؒ نے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

علی اذی الرسول علامہ سندھیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث باب کا تقاضا ہے کہ علت نہی التباس اور ایذا ہے۔ جو عہد رسالت تک مختص رہے گی۔ اب محض نہی تنزیہہ کے لئے رہ جائے گی۔ تاکہ معنوی عوامی پیدا نہ ہو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ بغیر حق کا مطلب یہ ہے کہ اپنا استحقاق ظاہر کر کے مجھ سے اپنا حصہ لے لیں۔ حالانکہ ان کا حق نہیں تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ بغیر حق کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ مسلمانوں کے مال میں باطل طریقہ سے تصرف کرتے ہیں خواہ تقسیم کے ذریعہ ہو یا غیر تقسیم کے۔ تو معنی عام ہوں گے اس سے ترجمہ سے مناسبت ہوگی۔ چنانچہ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث خولہ کا ترجمہ سے مناسب ہونا مخفی ہے۔ البتہ بغیر حق سے بغیر قسمت حق مراد لیا جائے گا۔ اگرچہ حق کا لفظ عام ہے لیکن ہم اسے قسمت سے مختص کریں گے تا کہ ترجمہ سے مناسبت ثابت ہو جائے۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ اس قید کی ضرورت نہیں ہے۔ عمومیت کی صورت میں بھی اموال فیی اور غنیمت میں قسمت کی شرط ملحوظ ہوگی کہ انہیں عدل سے تقسیم کیا جائے جس میں کتاب وسنت کی پیروی ہو۔ امام بخاریؒ اس حدیث کو لا کر مخالفین کو ڈرانا چاہتے ہیں کہ ناحق مال کھا کر قیامت میں رسوائی سے بچو۔ نیز ان احادیث سے یہ بھی مستفاد ہوا کہ اسم اور مسمّی میں مناسبت ہوتی ہے۔ اگرچہ یہ ضروری اور قاعدہ کلیہ نہیں۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ جو امام کی تقسیم کے بغیر غنیمت کا مال لے گا وہ عاصی ہوگا۔ اور حکام کو بھی روکا گیا کہ وہ ناحق کوئی مال نہ لیں۔ بلکہ اہل وعیال کو بھی اس سے روکیں۔ اور شیخ الاسلام شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ مراد از خوض بناحق طلب قسمت آن از انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بر غیر وجه عدالت است یا گرفتن از غنیمت پیش وپس از قسمت انحضرت الخ. یعنی خوض ناحق سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عادلانہ طریقہ کے خلاف تقسیم کا مطالبہ کیا جائے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم سے کم آگے پیچھے کوئی غنیمت کا مال لیا جائے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اگر اشکال ہو کہ حدیث فاطمہؓ سے ترجمہ کیسے ثابت ہوا تو کہا جائے گا کہ اہل صفہ کو فاطمۃ الزہراءؓ پر ترجیح دینا یہی ایثار النبی اھل الصفہ ہے۔ اور اسمٰعیل قاضی فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ خمس الخمس کی تقسیم کا حق امام کو ہے۔ چنانچہ آپؐ نے اپنی بیٹی سے خمس کو روک دیا۔ تو معلوم ہوا کہ ذوی القربیٰ کا حق بھی ختم ہو گیا۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ اور حضرت علیؓ نے بھی ذوی القربیٰ کو ساقط قرار دیا ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أُحِلَّتْ لَكُمُ الْغَنَائِمُ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَأْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَهِيَ لِلْعَامَّةِ حَتّٰى يُبَيِّنَهُ الرَّسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا مطلب کہ تمہاری غنیمتیں حلال ہو گئیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ بہت سی غنیمتوں کا وعدہ فرمایا جن کو تم حاصل کرو گے۔ پس وہ انعام جلدی تمہیں دے دیا۔ پس یہ آیت عام ہے۔ جس کو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا۔

حدیث (۲۸۹۴) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ الْأَجْرُ وَالْمَغْنَمُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ۔ حضرت عروہ بارقیؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا گھوڑے کی پیشانی کے بالوں میں خیر قیامت کے دن تک باندھ دی گئی ہے۔ آخرت میں اجر وثواب اور دنیا میں غنیمت کا مال۔

حدیث (۲۸۹۵) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الخ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا

هَلَکَ کِسْرٰی فَلَا کِسْرٰی بَعْدَهٗ وَاِذَا هَلَکَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهٗ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَتُنْفِقُنَّ كُنُوْزَهُمَا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ بے شک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کسریٰ بادشاہ فارس ہلاک ہوگا تو پھر اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا۔ اور جب قیصر بادشاہ روم ہلاک ہوگا تو پھر اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم مسلمان لوگ ضرور بالضرور ان دونوں بادشاہوں کے خزانوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کروگے۔

حدیث (۲۸۹۶) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ الخ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا هَلَکَ كِسْرٰی فَلَا كِسْرٰی بَعْدَهٗ وَاِذَا هَلَکَ قَيْصَرَ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهٗ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَتُنْفَقُنَّ كُنُوْزُهُمَا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔

ترجمہ۔ حضرت جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ضرور بالضرور ان دونوں بادشاہوں کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کئے جائیں گے۔

حدیث (۲۸۹۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ الخ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ۔

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے لئے غنیمتوں کا مال حلال کیا گیا ہے۔

حدیث (۲۸۹۸) حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَكَفَّلَ اللّٰهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِیْ سَبِيْلِهٖ لَا يُخْرِجُهٗ اِلَّا الْجِهَادُ فِیْ سَبِيْلِهٖ وَتَصْدِيْقُ كَلِمَاتِهٖ بِاَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْيُرْجِعَهٗ اِلٰى مَسْكَنِهِ الَّذِیْ خَرَجَ مِنْهُ مَعَ مَانَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْغَنِيْمَةٍ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کے لئے ضامن ہو گیا جو اللہ کے راستہ میں نکلا جسے جہاد فی سبیل اللہ اور اللہ کے کلمات کی تصدیق کے سوا کسی چیز نے اسے نہیں نکالا تو اللہ تعالیٰ اس بات کا ضامن ہے کہ یا تو اسے شہید کر کے جنت میں داخل کرے گا۔ یا جس ٹھکانے سے وہ روانہ ہوا تھا اس کی طرف اسے غازی بنا کر واپس کرے گا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ وہ آخرت کا ثواب اور دنیا کا مال غنیمت بھی حاصل کر کے آئے گا۔

حدیث (۲۸۹۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَانَبِیٌّ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ فَقَالَ لِقَوْمِهٖ لَا يَتْبَعْنِیْ رَجُلٌ مَلَکَ بُضْعَ اِمْرَاَةٍ وَهُوَ يُرِيْدُ اَنْ يَّبْنِیَ بِهَا وَلَمَّا يَبْنِ بِهَا وَلَا اَحَدٌ بَنٰى بُيُوْتًا وَلَمْ يَرْفَعْ سُقُوْفَهَا وَلَا اَحَدٌ اِشْتَرٰى غَنَمًا اَوْخَلِفَاتٍ وَهُوَ يَنْتَظِرُ وِلَادَهَا فَغَزَا فَدَنَا مِنَ الْقَرْيَةِ صَلٰوةَ الْعَصْرِ اَوْقَرِيْبًا مِنْ ذٰلِکَ فَقَالَ لِلشَّمْسِ اِنَّکِ مَاْمُوْرَةٌ وَاَنَا مَاْمُوْرٌ اَللّٰهُمَّ احْبِسْهَا عَلَيْنَا فَحُبِسَتْ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَجَمَعَ الْغَنَائِمَ فَجَاءَتْ يَعْنِی النَّارَ لِتَاْكُلَهَا فَلَمْ تَطْعَمْهَا

فَقَالَ اِنَّ فِيكُمْ غُلُولًا فَلْيُبَايِعْنِي مِنْ كُلِّ قَبِيلَةٍ رَجُلٌ فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِيَدِهٖ فَقَالَ فِيكُمُ الْغُلُولُ فَلْيُبَايِعْنِي قَبِيلَتُكَ فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلَيْنِ اَوْثَلَاثَةٍ بِيَدِهٖ فَقَالَ فِيكُمُ الْغُلُولُ فَجَآءُوْا بِرَأْسٍ مِثْلِ رَأْسِ بَقَرَةٍ مِنَ الذَّهَبِ فَوَضَعُوْهَا فَجَاءَتِ النَّارُ فَاَكَلَتْهَا ثُمَّ اَحَلَّ اللّٰهُ لَنَا الْغَنَائِمَ رَاٰى ضُعْفَنَا وَعِجْزَنَا فَاَحَلَّهَا لَنَا.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی یوشع بن نونؑ نے جہاد کا ارادہ کیا تو اپنی قوم سے فرمایا کہ میرے ساتھ وہ مجاہد چلے جو اپنی بیوی کی شرم گاہ کا مالک ہو چکا ہو لیکن وہ ہمبستری کا ارادہ کر رہا ہو ابھی اس نے ہمبستری نہ کی ہو۔ اس طرح جس شخص نے گھروں کی تعمیر شروع کی ہو اور ابھی تک چھتیں نہ ڈالی ہوں۔ یا جس نے بکریاں یا حاملہ اونٹنیاں خرید کی ہوں اور وہ انکی ولادت کا انتظار کر رہا ہو ایسے اہم امور چھوڑ کر انہوں نے جہاد شروع کیا۔ اور ایک بستی (بیت المقدس) کے پاس انہیں عصر کی نماز کا وقت آ گیا یا اس کے قریب ہو گیا تو انہوں نے سورج سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تو بھی اللہ کے حکم کا پابند ہے۔ اور میں بھی اسی کا مامور ہوں اے اللہ! جب تک جہاد ختم نہ ہو اس کو اس وقت تک ہم پر روک لے یعنی غروب نہ ہو۔ چنانچہ سورج رک گیا غروب نہ ہوا۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس بستی پر انہیں فتح نصیب نہ فرمائی تو اس پیغمبر نے غنیمتوں کا مال جمع کیا۔ آگ ان غنائم کو کھانے کے لئے آئی لیکن اس نے ان کو چکھا بھی نہیں۔ تو اس نبی نے فرمایا کہ تمہارے اندر خیانت ہے۔ پس تم میں سے ہر قبیلہ کا ایک آدمی میرے ہاتھ پر بیعت کرے چنانچہ ایک آدمی کا ہاتھ اس نبی کے ہاتھ سے چمٹ گیا پس اس نبی نے فرمایا تمہارے اندر خیانت ہے۔ پس تمہارا سارا قبیلہ میری بیعت کرے۔ پس اس قبیلہ میں سے دو یا تین آدمیوں کے ہاتھ نبی کے ہاتھ سے چمٹ گئے۔ فرمایا بس تمہارے اندر مال غنیمت کی خیانت موجود ہے۔ چنانچہ وہ لوگ گائے کے سر کی طرح سونے کا ایک سر لے آئے۔ پس اس کو پہاڑی پر رکھا آگ آئی اور اسے کھا گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے غنائم کو ہمارے لئے حلال کر دیا۔ اس لئے کہ ہمارے ہی کمزوری اور ہماری درماندگی کو دیکھا پس ان غنائم کو اب ہمارے لئے حلال کر دیا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ ھی للعامۃ یعنی آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ غنیمت کا مال عامۃ المسلمین کے لئے ہے۔ لیکن سنت نے بیان کر دیا کہ اربع اخماس غانمین مقاتلین کے لئے ہے۔ اور خمس اللہ کے رسول کا ہے۔ وہ جس طرح چاہے اس میں تصرف کرے اس باب میں امام بخاریؒ چھ احادیث لائے ہیں۔ پہلی تو عروہ بارقی کی ہے۔ جس میں گھوڑے کی فضیلت بتائی گئی کہ وہ اجر اور غنیمت حاصل کرنے کا سبب ہے۔ دوسری حدیث حضرت ابو ہریرہؓ کی ہے جس میں قیصر و کسریٰ کی ہلاکت کے ساتھ ان کے خزانے غنیمت کی شکل میں مسلمانوں میں تقسیم ہوں گے چنانچہ ایسا ہوا۔ تیسری حدیث جابر بن سمرہؓ کی بھی اس طرح ہے۔ چوتھی حدیث جابر بن عبداللہؓ کی ہے جس میں احلت فی الغنائم کا بیان ہے۔ اور پانچویں حدیث ابو ہریرہؓ کی ہے جس میں مجاہد فی سبیل اللہ کے تکفل کا بیان ہے۔ جس میں غنیمت بھی آ گئی ہے۔ اور چھٹی حدیث جس میں ایک نبی کے جہاد کا ذکر ہے کہ غنیمت ان کے لئے حلال نہیں تھی ہمارے لئے حلال ہو گئی۔

بَابُ الْغَنِيمَةِ لِمَنْ شَهِدَ الْوَقْعَةَ

ترجمہ۔ غنیمت اس کا حق ہے جو معرکہ کارزار میں حاضر ہو

حدیث (۲۹۰۰) حَدَّثَنَا صَدَقَةُ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ عُمَرُؓ لَوْلَآ اٰخِرُ الْمُسْلِمِيْنَ مَا فَتَحْتُ قَرْيَةً اِلَّا قَسَمْتُهَا بَيْنَ اَهْلِهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر آخری مسلمانوں کے محروم رہنے کا خوف نہ ہوتا تو جو بستی بھی فتح ہوتی میں اسے فاتحین میں تقسیم کردیتا۔ جیسا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو تقسیم کیا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ علامہ کرمانی فرماتے ہیں کہ اگر ہر مفتوحہ بستی کی اراضی فاتحین پر تقسیم کردی جاتیں تو بعد میں آنے والے مسلمانوں کے لئے کچھ باقی نہ رہتا۔ بنا بریں حضرت عمرؓ نے ان اراضی کو بیچ کر ان کی قیمت فاتحین میں تقسیم کردی۔ اور الغنیمة لمن شهد الوقعه یہ حضرت عمرؓ کا اثر ہے جس کو مسند عبدالرزاق نے سند صحیح سے ابن شہاب سے نقل کیا ہے۔ کہ حدیث کا تقاضا تو یہ تھا کہ اراضی بھی فاتحین میں تقسیم کردی جاتیں۔ لیکن آخر المسلمین کی مصلحت کی خاطر ان اراضی کو مسلمانوں کے لئے وقف کردیا۔ اور ان پر خراج مقرر کردیا۔ جو مصالح مسلمین میں صرف ہو۔ اگر سوال ہو کہ مسلمان فاتحین کو ان کے حق سے کیوں محروم کیا گیا۔ تو جواب یہ ہے کہ بیع وغیرہ سے ان کی حق رسی کر کے کل مسلمانوں کے لئے وقف کردیا۔ جیسے عراقی اراضی کو وقف فرمایا۔

بَابُ مَنْ قَاتَلَ لِلْمَغْنَمِ هَلْ يَنْقُصُ مِنْ اَجْرِهٖ

ترجمہ۔ جس شخص نے غنیمت کے حصول کیلئے جہاد کیا کیا اس کا ثواب کم ہوجائے گا۔

حدیث(۲۹۰۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ حَدَّثَنَا اَبُوْمُوْسَى الْاَشْعَرِيُّ قَالَ قَالَ اَعْرَابِيٌّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُذْكَرَ وَيُقَاتِلُ لِيُرٰى مَكَانُهٗ مَنْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.

ترجمہ۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ایک آدمی حصول غنیمت کیلئے جہاد کرتا ہے۔ دوسرا شہرت کیلئے۔ تیسرا شجاعت میں اپنا مقام ومرتبہ دکھانے کیلئے کرتا ہے۔ تو ان میں سے جہاد فی سبیل اللہ کرنے والا کون ہے فرمایا جو شخص اس لئے جہاد کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو تو وہ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ معلوم ہوا کہ دوسروں کو ثواب کم ملے گا۔ ایک میں لالچ ہے۔ دوسرا شہرت چاہتا ہے۔ تیسرا ریا کار ہے خلوص والا آخری ہے جسے کامل ثواب ہوگا۔

بَابُ قِسْمَةِ الْاِمَامِ مَا يَقْدَمُ عَلَيْهِ وَيَخْبَأُ لِمَنْ لَّمْ يَحْضُرْهُ اَوْغَابَ عَنْهُ

ترجمہ۔ حاکم جو اسکے پاس آجائے اسے تو غنیمت تقسیم کر کے دے۔ اور جو نہ آئے یا مجلس تقسیم سے غائب ہو اس کیلئے چھپا کر رکھ دے۔

حدیث(۲۹۰۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُهْدِيَتْ لَهٗ اَقْبِيَةٌ مِنْ دِيْبَاجٍ مُزَرَّرَةٍ بِالذَّهَبِ فَقَسَمَهَا فِيْ نَاسٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ وَعَزَلَ مِنْهَا وَاحِدًا لِمَخْرَمَةَ ابْنِ نَوْفَلٍ فَجَاءَ وَمَعَهُ ابْنُهُ الْمِسْوَرُ بْنُ الْمَخْرَمَةِ فَقَامَ عَلَى الْبَابِ فَقَالَ ادْعُهُ لِيْ فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَهٗ فَاَخَذَ قَبَاءً فَتَلَقَّاهُ بِهٖ وَاسْتَقْبَلَهٗ بِاَزْرَارِهٖ فَقَالَ يَا اَبَا الْمِسْوَرِ خَبَاْتُ هٰذَا لَكَ يَا اَبَا الْمِسْوَرِ خَبَاْتُ هٰذَا لَكَ وَكَانَ فِيْ خُلُقِهٖ شِدَّةٌ وَرَوَاهُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ اَيُّوْبَ وَقَالَ حَاتِمُ الخ عَنِ الْمِسْوَرِ قَدِمَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْبِيَةٌ تَابَعَهُ اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیبا ریشم کی قبائیں ہدیہ کے طور پر ملیں جن کو سونے کے بٹن لگے ہوئے تھے۔ آپؐ نے ان کو اپنے اصحاب میں تقسیم فرمایا۔ اور ان میں سے ایک کو حضرت مخرمہ بن نوفلؓ کے لئے الگ کر کے رکھ دیا۔ چنانچہ وہ آئے کہ ان کے ہمراہ ان کا بیٹا مسور بن مخرمہ بھی تھا پس وہ آ کر دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ کہنے لگے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے لئے بلاؤ آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آواز سن لی تو وہ چغہ لے کر آپؐ ان کے پاس تشریف لائے اور اس کے بیٹے سمیت ان کا استقبال کیا فرمانے لگا اے ابو المسور اس کو تو میں نے تمہارے لئے چھپا کر رکھا تھا۔ اس نے سخت رویہ اختیار کیا تھا جس کو آپؐ نے ملاطفت اور نرمی سے جواب دیا۔ حاتم نے اپنی سند سے مسور بن مخرمہؓ سے روایت کیا ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قبائیں آئیں۔ لیث نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کرنے میں ایوب کی متابعت کی ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ خبات هذالک الخ یہ مشرکین کی طرف سے ہدیہ ہوا تھا۔ جو آپؐ کے لئے حلال تھا۔ اور فئی کی طرح آپؐ نے جس کو چاہا عطا کیا۔ جس کو چاہا ترجیح دے دی۔ لیکن یہ حکم مابعد کے حکام کے لئے نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ہدایا ان کو بطور رشوت کے دیئے جاتے ہیں۔

تابعه اللیث خلاصہ یہ ہے کہ ایوب کے دو شاگرد تو اس پر متفق ہیں کہ یہ حدیث مرسل ہے۔ لیکن تیسرے حماد بن زید نے اسے موصول کر دیا۔ امام بخاریؒ نے موصول کرنے والوں پر بوجہ ان کے حفظ کے اعتماد کیا۔

بَابُ كَيْفَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرِ وَمَا أَعْطَى مِنْ ذٰلِكَ فِي نَوَائِبِهِ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ اور بنو النضیر کی جائیدادوں کو کیسے تقسیم کیا اور ان میں سے اپنی ضروریات کیلئے کیا کچھ دیا۔

حدیث (۲۹۰۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ الخ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَ الرَّجُلُ يَجْعَلُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّخَلَاتِ حَتَّى افْتَتَحَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرَ فَكَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ انصار کے دو آدمی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھجوریں مختص کر دیتے تھے۔ جب بنو قریظہ اور بنو نضیر کے علاقے فتح ہوئے تو اس کے بعد آپؐ انصار کو ان کی کھجوریں واپس کر دیتے تھے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اس باب میں امام بخاریؒ حضرت انسؓ کی روایت مختصر لائے ہیں۔ کتاب المغازی میں مفصل آئے گی خلاصہ یہ ہے کہ بنو نضیر کی اراضی فئی کا مال تھا جو خالص آپ کا حق تھا۔ جس کو آپؐ نے مہاجرین پر تقسیم کر دیا اور ان کو حکم دیا کہ انصار نے جو باغات بطور ہمدردی کے انہیں دیئے تھے وہ واپس کر دیں۔ اور ان کو فئی کے مال سے کچھ نہیں ملے گا۔ اس طرح دونوں فریق ایک دوسرے سے مستغنی ہو گئے۔ پھر جب بنو قریظہ نے عہد شکنی کی ان کا محاصرہ ہوا اور حضرت سعد بن معاذؓ کے فیصلہ پر راضی ہوئے تو ان کی جائیداد کو آپؐ نے اپنے سب اصحاب میں تقسیم فرمایا۔ اور اپنے حصہ سے اپنی ضروریات مثلاً نفقہ اہل وعیال و دیگر مصارف سلاح اور کراع میں صرف فرمایا۔ اس تفصیل سے ترجمہ سے پورمطابقت ہو گئی۔

بَابُ بَرَكَةِ الْغَازِي فِي مَالِهِ حَيًّا وَّمَيِّتًا

مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوُلَاةِ الْأَمْرِ

ترجمہ۔ جن لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر حکام کے ساتھ مل کر جہاد کیا ان کے مال میں زندگی اور موت کے بعد برکت ہو گی۔

حدیث (۲۹۰۴) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ لَمَّا وَقَفَ الزُّبَيْرُ يَوْمَ

الْجَمَلِ دَعَانِيْ فَقُمْتُ إِلٰى جَنْبِهٖ فَقَالَ يَا بُنَيَّ اِنَّهٗ لَا يُقْتَلُ الْيَوْمَ إِلَّا ظَالِمٌ اَوْ مَظْلُوْمٌ وَاِنِّيْ لَآ اُرَانِيْ إِلَّا سَاُقْتَلُ الْيَوْمَ مَظْلُوْمًا وَاِنَّ مِنْ اَكْبَرِ هَمِّيْ لَدَيْنِيْ اَفَتُرٰى يُبْقِيْ دَيْنُنَا مِنْ مَالِنَا شَيْئًا فَقَالَ يَا بُنَيَّ بِعْ مِنْ مَّالِنَا فَاقْضِ دَيْنِيْ وَاَوْصٰى بِالثُّلُثِ وَثُلُثِهٖ لِبَنِيْهِ يَعْنِيْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ ثُلُثُ الثُّلُثِ فَاِنْ فَضَلَ مِنْ مَّالِنَا فَضْلٌ بَعْدَ قَضَآءِ الدَّيْنِ فَثُلُثُهٗ لِوَلَدِكَ قَالَ هِشَامٌ وَكَانَ بَعْضُ وَلَدِ عَبْدِ اللّٰهِ قَدْ وَازٰى بَعْضَ بَنِي الزُّبَيْرِ خُبَيْبٌ وَعَبَّادٌ وَلَهٗ يَوْمَئِذٍ تِسْعَةُ بَنِيْنَ وَتِسْعُ بَنَاتٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَجَعَلَ يُوْصِيْنِيْ بِدَيْنِهٖ وَيَقُوْلُ يَا بُنَيَّ اِنْ عَجَزْتَ عَنْهُ فَاسْتَعِنْ عَلَيْهِ مَوْلَايَ قَالَ فَوَاللّٰهِ مَا دَرَيْتُ مَآ اَرَادَ حَتّٰى قُلْتُ يَآ اَبَتِ مَنْ مَّوْلَاكَ قَالَ اللّٰهُ قَالَ فَوَاللّٰهِ مَا وَقَعْتُ فِيْ كُرْبَةٍ مِّنْ دَيْنِهٖ إِلَّا قُلْتُ يَا مَوْلَى الزُّبَيْرِ اقْضِ عَنْهُ دَيْنَهٗ فَيَقْضِيْهِ فَقُتِلَ الزُّبَيْرُ وَلَمْ يَدَعْ دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا إِلَّا اَرَضِيْنَ مِنْهَا الْغَابَةُ وَاِحْدٰى عَشْرَةَ دَارً بِالْمَدِيْنَةِ وَدَارَيْنِ بِالْبَصْرَةِ وَدَارًا بِالْكُوْفَةِ وَدَارًا بِمِصْرَ قَالَ وَاِنَّمَا كَانَ دَيْنُهُ الَّذِيْ عَلَيْهِ اَنَّ الرَّجُلَ كَانَ يَاْتِيْهِ بِالْمَالِ فَيَسْتَوْدِعُهٗ اِيَّاهُ فَيَقُوْلُ الزُّبَيْرُ لَا وَلٰكِنَّهٗ سَلَفٌ فَاِنِّيْ اَخْشٰى عَلَيْهِ الضَّيْعَةَ وَمَا وَلِيَ اِمَارَةً قَطُّ وَّلَا جِبَايَةَ خَرَاجٍ وَّلَا شَيْئًا إِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ فِيْ غَزْوَةٍ مَّعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ مَعَ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ فَحَسَبْتُ مَا عَلَيْهِ مِنَ الدَّيْنِ فَوَجَدْتُّهٗ اَلْفَيْ اَلْفٍ وَّمِائَتَيْ اَلْفٍ قَالَ فَلَقِيَ حَكِيْمُ بْنُ حِزَامٍ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ يَا ابْنَ اَخِيْ كَمْ عَلٰى اَخِيْ مِنَ الدَّيْنِ فَكَتَمَهٗ فَقَالَ مِائَةُ اَلْفٍ فَقَالَ حَكِيْمٌ وَّاللّٰهِ مَا اُرٰى اَمْوَالَكُمْ تَسَعُ لِهٰذِهٖ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ اَفَرَاَيْتَكَ اِنْ كَانَتْ اَلْفَيْ اَلْفٍ وَّمِائَتَيْ اَلْفٍ قَالَ مَا اُرَاكُمْ تُطِيْقُوْنَ هٰذَا فَاِنْ عَجَزْتُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ فَاسْتَعِيْنُوْا بِيْ قَالَ وَكَانَ الزُّبَيْرُ اشْتَرَى الْغَابَةَ بِسَبْعِيْنَ وَمِائَةِ اَلْفٍ فَبَاعَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بِاَلْفِ اَلْفٍ وَّسِتِّ مِائَةِ اَلْفٍ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ مَنْ كَانَ لَهٗ عَلَى الزُّبَيْرِ حَقٌّ فَلْيُوَافِنَا بِالْغَابَةِ فَاَتَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ وَكَانَ لَهٗ عَلَى الزُّبَيْرِ اَرْبَعُ مِائَةِ اَلْفٍ فَقَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ اِنْ شِئْتُمْ تَرَكْتُهَا لَكُمْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا قَالَ فَاِنْ شِئْتُمْ جَعَلْتُمُوْهَا فِيْمَا تُؤَخِّرُوْنَ اِنْ اَخَّرْتُمْ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا قَالَ قَالَ فَاقْطَعُوْا لِيْ قِطْعَةً فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَكَ مِنْ هٰهُنَا اِلٰى هٰهُنَا قَالَ فَبَاعَ مِنْهَا فَقَضٰى دَيْنَهٗ فَاَوْفَاهُ وَبَقِيَ مِنْهَا اَرْبَعَةُ اَسْهُمٍ وَّنِصْفٌ فَقَدِمَ عَلٰى مُعَاوِيَةَ كَمْ وَعِنْدَهٗ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ وَالْمُنْذِرُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ لَهٗ مُعَاوِيَةُ كَمْ قُوِّمَتِ الْغَابَةُ قَالَ كُلُّ سَهْمٍ مِائَةَ اَلْفٍ قَالَ كَمْ بَقِيَ قَالَ اَرْبَعَةُ اَسْهُمٍ وَّنِصْفٌ قَالَ الْمُنْذِرُ ابْنُ الزُّبَيْرِ قَدْ اَخَذْتُ سَهْمًا بِمِائَةِ اَلْفٍ وَقَالَ بْنُ زَمْعَةَ قَدْ اَخَذْتُ سَهْمًا بِمِائَةِ اَلْفٍ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ كَمْ بَقِيَ فَقَالَ سَهْمٌ وَّنِصْفٌ قَالَ اَخَذْتُهٗ بِخَمْسِيْنَ وَمِائَةِ اَلْفٍ قَالَ وَبَاعَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ نَصِيْبَهٗ مِنْ مُّعَاوِيَةَ بِسِتِّ مِائَةِ اَلْفٍ فَلَمَّا فَرَغَ ابْنُ الزُّبَيْرِ مِنْ قَضَآءِ دَيْنِهٖ قَالَ بَنُو الزُّبَيْرِ اقْسِمْ بَيْنَنَا مِيْرَاثَنَا قَالَ لَا وَاللّٰهِ لَآ اَقْسِمُ بَيْنَكُمْ

حَتّٰی اُنَادِیْ بِالْمَوْسِمِ اَرْبَعَ سِنِیْنَ اَلَا مَنْ کَانَ لَهٗ عَلَی الزُّبَیْرِ دَیْنٌ فَلْیَاْتِنَا فَلْنَقْضِهٖ قَالَ فَجَعَلَ کُلَّ سَنَةٍ یُنَادِیْ بِالْمَوْسِمِ فَلَمَّا مَضٰی اَرْبَعُ سِنِیْنَ قَسَمَ بَیْنَهُمْ قَالَ فَکَانَ لِلزُّبَیْرِ اَرْبَعُ نِسْوَةٍ وَرَفَعَ الثُّلُثَ فَاَصَابَ کُلَّ امْرَاَةٍ اَلْفَ اَلْفٍ وَمِائَتَا اَلْفٍ فَجَمِیْعُ مَالِهٖ خَمْسُوْنَ اَلْفَ اَلْفٍ وَمِائَتَا اَلْفٍ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ فرماتے ہیں کہ جمل کی لڑائی میں جب میرے باپ ٹھہر گئے تو مجھے بلایا تو میں آپ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا فرمانے لگے اے میرے پیارے بیٹے آج کے دن ظالم یا مظلوم ہی قتل ہوگا اور میرا خیال ہے کہ میں آج مظلوم ہو کر قتل کیا جاؤں گا اور مجھے بڑی فکر اپنے قرضے کی ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ قرضہ ہمارے مال میں سے کچھ باقی چھوڑے گا۔ فرمایا اے بیٹے! ہمارا مال بیچ کر میرا قرضہ ادا کرنا۔ اور تیسرے حصہ مال کی میں وصیت کرتا ہوں اور ایک ثلث میرے دونوں بیٹے یعنی عبداللہ بن الزبیرؓ کے دونوں بیٹوں کے لئے ہوگا۔ فرماتے تھے ایک ثلث کو پھر تین حصوں میں تقسیم کر دینا اگر قرضہ کی ادائیگی کے بعد کوئی چیز بچ جائے تو اپنی اولاد پر تین حصوں میں تقسیم کر دینا۔ ہشام فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن الزبیرؓ کی اولاد میں سے بعض لوگ زبیر کے بعض بیٹوں کے ہم عمر تھے۔ خبیب اور عباد۔ بہر حال حضرت زبیرؓ کے ان دنوں نو بیٹے اور نو بیٹیاں تھیں حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے باپ نے اپنے قرضہ ادا کرنے کی تاکید فرمائی۔ کہنے لگے اے بیٹے! کہا اگر تم قرضہ کی ادائیگی میں کسی چیز میں عاجز آ جاؤ تو میرے مولا سے مدد طلب کرنا حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا تھا کہ مولا سے ان کی مراد کیا ہے۔ یہاں تک کہ میں نے پوچھا اے میرے باپ تمہارا مولا کون ہے فرمایا اللہ تعالیٰ ہے فرماتے ہیں اللہ کی قسم! قرضے کے بارے میں جب بھی مجھے کوئی پریشانی لاحق ہوئی تو میں پکار اٹھا اے زبیرؓ کے مولا زبیرؓ کا قرضہ ادا کر دے تو وہ کوئی نہ کوئی قرضہ کی ادائیگی کی صورت پیدا کر دیتے تھے۔ پس حضرت زبیرؓ شہید ہو گئے انہوں نے اپنے پیچھے نہ کوئی دینار چھوڑا اور نہ درہم۔ البتہ کچھ جاگیریں تھیں۔ غابہ کی جاگیر گیارہ مکان مدینہ میں۔ دو مکان بصرہ میں ایک مکان کوفہ میں اور ایک مکان مصر میں تھا۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ یہ قرضہ ان کا کسی فضول خرچی کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ ایک آدمی اپنا مال لا کر ان کے پاس امانت رکھتا تھا۔ حضرت زبیرؓ فرماتے ہیں نہیں یہ امان نہیں ہوگا جس کی ضمان نہیں ہوتی بلکہ قرضہ ہوگا جسے تلف ہونے پر ادا کیا جائے گا۔ ویسے مجھے خطرہ ہے کہ کہیں امانت ضائع نہ ہو جائے۔ اور میرے باپ نے یہ کثرت مال کیلئے نہ تو کبھی کوئی حکومت کا عہدہ قبول کیا تھا اور نہ ہی خراجی زمین گروی رکھی تھی۔ اور نہ ہی اور کوئی ذریعہ آمدنی تھا۔ مگر یہ کہ وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے ہمراہ جہاد میں حصہ لیتے تھے اور اس قدر مال غنیمت ان کے پاس جمع ہو گیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کے قرضہ کا حساب لگایا تو وہ بائیس کروڑ روپے بنتا تھا۔ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ کو حضرت حکیم بن حزامؓ ملے پوچھنے لگے کہ اے بھتیجے میرے بھائی پر کتنا قرضہ تھا۔ تو میں نے تمام قرضہ ان سے چھپا لیا کیونکہ کچھ ادا ہو چکا تھا۔ میں نے کہا ایک لاکھ روپے ہے۔ تو حضرت حکیمؓ نے فرمایا اللہ کی قسم! میرے خیال میں تمہاری تمام جائیداد اس قرضہ کی ادائیگی کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ تو حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہا اگر وہ قرضہ بائیس کروڑ روپے ہو تو پھر میرے خیال میں تم لوگ تو اس کی ادائیگی کی طاقت نہیں رکھتے پس اگر تمہیں کچھ مشکل پیش آئے تو میرے سے مدد طلب کرنا۔ حضرت زبیرؓ نے غابہ کی جاگیر کو ایک لاکھ ستر ہزار میں خرید کیا تھا۔ جس کو حضرت عبداللہؓ نے ایک کروڑ ساٹھ لاکھ میں بیچا۔ اور اعلان کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے کہ جس شخص کا کوئی قرضہ حضرت زبیرؓ کے ذمہ ہو تو وہ ہمارے پاس غابہ کی جاگیر میں آ جائے۔ تو ان کے پاس حضرت عبداللہ بن جعفرؓ تشریف لائے جن کا زبیرؓ پر چار لاکھ کا قرضہ تھا جنہوں نے حضرت عبداللہؓ سے کہا کہا اگر تم لوگ چاہو تو میں تمہاری خاطر یہ سارا قرضہ معاف کر دوں۔ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا اگر تم چاہو تو اسے سب سے آخر میں مجھے ادا کر دینا پہلے اوروں سے نپٹ لو۔ حضرت

عبداللہؓ نے فرمایا یہ بھی نہیں ہوسکتا۔ تو انہوں نے کہا اچھا میرے لئے ایک قطعہ الگ کرلو۔ حضرت عبداللہؓ نے اس کی تعیین کردی کہ اس جگہ سے لے کر اس جگہ تک ہوگا۔ بہرحال حضرت عبداللہؓ ان قطعات کو بیچ کر قرضہ ادا کرتے رہے۔ یہاں تک کہ قرضہ پورا ادا ہوگیا۔ اور اس جاگیر میں سے صرف ساڑھے چار حصے باقی رہ گئے۔ تو یہ وفد بن کر حضرت امیر معاویہؓ کے پاس آئے۔ جن کے پاس عمرو بن عثمان منذر بن الزبیر۔ اور ابن زمعہ بیٹھے تھے۔ حضرت امیر معاویہؓ نے پوچھا کہ غابہ کی جاگیر کی کیا قیمت پڑی انہوں نے کہا ہر حصہ ایک لاکھ کا ہے۔ انہوں نے پوچھا کس قدر حصے باقی رہ گئے انہوں نے کہا ساڑھے چار حصے۔ تو منذر بن زبیرؓ نے کہا ایک حصہ تو میں نے ایک لاکھ کے بدلہ میں لے لیا۔ عمرو بن عثمان نے کہا دوسرا حصہ میں نے ایک لاکھ میں لے لیا۔ ابن زمعہ نے کہا تیسرا حصہ میں نے ایک لاکھ میں خرید کرلیا۔ حضرت امیر معاویہؓ پوچھتے ہیں کہ اب کتنا باقی رہ گیا۔ انہوں نے فرمایا ڈیڑھ حصہ۔ تو انہوں نے فرمایا اس کو میں ایک لاکھ پچاس ہزار میں خرید کرتا ہوں۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے اپنا حصہ حضرت امیر معاویہؓ کے پاس چھ لاکھ میں بیچا۔ جب حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ باپ کے قرضہ کی ادائیگی سے فارغ ہوئے تو حضرت زبیرؓ کے دوسرے بیٹوں نے کہا کہ ہماری میراث ہمارے درمیان تقسیم کردو۔ جس پر حضرت عبداللہؓ نے فرمایا اللہ کی قسم میں تمہارے درمیان تقسیم نہیں کروں گا۔ جب تک کہ حج کے موقعہ پر چار سال تک اعلان نہ کروں کہ خبردار! جس شخص کا قرضہ حضرت زبیرؓ کے ذمہ ہو وہ ہمارے پاس آئے ہم اسے ادا کردیں گے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ ہر سال حج کے موقعہ پر اعلان کرتے رہے جب چار سال گذر گئے تو انہوں نے ان کی جائیداد ان ورثاء میں تقسیم کی۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت زبیرؓ کی چار بیویاں تھیں۔ تیسرا حصہ وصیت کا جائیداد متروکہ سے اٹھالیا گیا۔ تو ہر عورت کو ایک کروڑ بیس لاکھ روپے ملے۔ ان کا تمام مال متروکہ پچاس کروڑ بیس لاکھ تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ کم بقی قال اربعۃ سھم ونصف الخ ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ سولہ حصے تھے ہر حصہ ایک لاکھ میں بکا۔ حالانکہ پہلے کہا تھا کہ ایک کروڑ چھ لاکھ میں بکا تو اکیلے غابہ کی جاگیر ادائیگی قرضہ کو کافی نہ ہوئی بلکہ مراد یہ ہے کہ غابہ کے علاوہ اور مکانات بھی بیچے۔ پھر غابہ کی اراضی بیچنی شروع کی یہاں تک کہ جب اسکے ساڑھے چار حصے باقی رہ گئے تو ان کو بیچ کر قرضہ کی ادائیگی کو مکمل کیا۔ پھر وصیت پورا کرنے کے لئے بقیہ جائیداد کے بیچنے کی ضرورت لاحق ہوئی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قطب گنگوہیؒ کا فائدہ ظاہر ہے۔ حافظؒ کا میلان بھی اسی طرف ہے کہ محض غابہ بیچ کر قرضہ ادا نہیں کیا۔ بلکہ دوسرے مکانات بیچ کر قرضہ اور وصیت کو پورا کیا گیا۔ کیونکہ گذر چکا کہ قرضہ ایک کروڑ دو لاکھ تھا اور غابہ کی قیمت ایک کروڑ چھ لاکھ تھی۔ لیکن اس حدیث میں چند اشکال ہیں ان میں سے سخت اشکال آخر حدیث میں ہے کہ ہر بیوی کو ایک کروڑ اور دو لاکھ ملا۔ اور جمیع مال پچاس کروڑ دو لاکھ تھا۔ تو یہ دونوں صحیح نہیں ہیں۔ چنانچہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ ان سب صورتوں میں حساب صحیح نہیں ہے۔ تو میرے نزدیک احسن جواب یہ ہے کہ عندالوفات ان کے پاس یہی مقدار تھی جو آخر حدیث میں ہے پچاس کروڑ دو لاکھ۔ لیکن جاگیر کی پیداوار اور مکانات کی فروخت سے چار سال کے عرصہ میں یہ مالیت بڑھ کر نوے کروڑ اور چھ لاکھ تک جا پہنچی۔ اور بقول حافظؒ چار سال کی مدت اس لئے تجویز ہوئی کہ یمن۔ شام۔ عراق۔ مصر ان ولایت میں آدمی ایک ایک سال میں پیغام پہنچا سکتا ہے جس کے لئے حج کا موقعہ نہایت مناسب ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب قرض خواہ نقد وصولی کا تقاضا کریں تو انتظام کرنے تک ادائیگی میں تاخیر جائز ہے۔ بہرحال اس روایت سے ترجمہ ثابت ہوا کہ غازی اسلام کیلئے زندگی اور موت کے بعد اس کے مال میں برکت پیدا ہوتی ہے۔ دیکھئے حضرت زبیرؓ کا مال کیسے بڑھا اور یہ سب جہاد کی برکت تھی کہ مال غنیمت کی قیمت میں اس قدر اضافہ ہوا۔

بَابُ اِذَا بَعَثَ الْاِمَامُ رَسُوْلًا فِیْ حَاجَةٍ اَوْ اَمَرَهٗ بِالْمُقَامِ هَلْ یُسْهَمُ لَهٗ

ترجمہ۔ حاکم کسی قاصد کو کسی ضرورت کے لئے روانہ کرے یا اسے کسی شہر میں اقامت کا حکم دے تو کیا ان کیلئے بھی غنیمت میں سے حصہ نکالا جائے گا

حدیث (۲۹۰۵) حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اِنَّمَا تَغَیَّبَ عُثْمَانُ عَنْ بَدْرٍ فَاِنَّهٗ کَانَتْ تَحْتَهٗ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَکَانَتْ مَرِیْضَةً فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لَکَ اَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَّسَهْمَهٗ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ بدر کی لڑائی سے اس لئے غائب رہے کہ ان کے نکاح میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی رقیہؓ تھیں جو بیمار ہوگئیں تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا کہ ٹھہر جاؤ۔ تمہیں شہداء بدر کے آدمی کا ثواب اور اس کا حصہ ملے گا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ حضرت عثمانؓ بدر کی لڑائی میں بی بی رقیہؓ کی تیمارداری کیلئے مدینہ منورہ میں رہ گئے تھے۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مال غنیمت میں سے حصہ دیا۔ اور فرمایا اللهم ان عثمان فی حاجة رسولک. ترجمہ کہ حضرت عثمان تمہارے رسول کی ضرورت پوری کرنے کے لئے گئے ہیں۔ بہرحال ان کو اجر بھی ملا اور حصہ غنیمت بھی ملا تو غیوبت کا الزام غلط ہے۔ کیونکہ وہ تو امیر کے حکم کے مطابق کام کر رہے تھے۔

بَابُ مَنْ قَالَ وَالدَّلِیْلِ عَلٰی اَنَّ الْخُمُسَ

لِنَوَآئِبِ الْمُسْلِمِیْنَ مَا سَاَلَ هَوَازِنُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِرَضَاعِهٖ فِیْهِمْ فَتَحَلَّلَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَمَا کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعِدُ النَّاسَ اَنْ یُّعْطِیَهُمْ مِنَ الْفَیْءِ وَالْاَنْفَالِ مِنَ الْخُمُسِ وَمَآ اَعْطٰی جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ تَمْرَ خَیْبَرَ۔

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جس نے کہا کہ دلیل میں اس بات پر کہ خمس مصالح مسلمانوں پر خرچ ہوتا تھا۔ یہ ہے کہ ہوازن کے قبیلہ نے اپنے رضاعی رشتہ کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سبایا رد اموال کا سوال کیا۔ پس مسلمانوں سے اسے حلال کرایا اور وہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی سے وعدہ فرماتے تو اسے فئی کے مال یا غنیمت کے خمس میں سے عطا فرماتے اور جو کچھ آپؐ نے انصار کو اور حضرت جابر بن عبداللہ کو خیبر کے کھجوروں میں سے عطا فرمایا یہ بھی خمس میں سے تھا۔

حدیث (۲۹۰۶) حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ عُفَیْرٍ الخ زَعَمَ عُرْوَةُ اَنَّ مَرْوَانَ ابْنَ الْحَکَمِ وَمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اَخْبَرَاهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حِیْنَ جَآءَهٗ وَفْدُ هَوَازِنَ مُسْلِمِیْنَ فَسَاَلُوْهُ اَنْ یَّرُدَّ اِلَیْهِمْ اَمْوَالَهُمْ وَسَبْیَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ الْحَدِیْثِ اِلَیَّ اَصْدَقُهٗ فَاخْتَارُوْا اِحْدَی الطَّآئِفَتَیْنِ اِمَّا السَّبْیَ وَاِمَّا الْمَالَ وَقَدْ کُنْتُ اسْتَاْنَیْتُ بِهِمْ وَقَدْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنْتَظَرَ اٰخِرَهُمْ بِضْعَ عَشْرَةَ لَیْلَةً حِیْنَ قَفَلَ مِنَ الطَّآئِفِ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَیْرُ رَآدٍّ اِلَیْهِمْ اِلَّا اِحْدَی الطَّآئِفَتَیْنِ قَالُوْا فَاِنَّا نَخْتَارُ سَبْیَنَا فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُسْلِمِيْنَ فَاَثْنَى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِخْوَانُكُمْ هٰؤُلَآءِ قَدْ جَآؤُنَا تَائِبِيْنَ وَاِنِّيْ قَدْ رَاَيْتُ اَنْ اَرُدَّ اِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّطَيِّبَ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ اَحَبَّ مِنْكُمْ اَنْ يَّكُوْنَ عَلٰى حَظِّهٖ حَتّٰى نُعْطِيَهٗ اِيَّاهُ مِنْ اَوَّلِ مَا يُفِيْءُ اللّٰهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ فَقَالَ النَّاسُ قَدْ طَيَّبْنَا ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا لَا نَدْرِيْ مَنْ اَذِنَ مِنْكُمْ فِيْ ذٰلِكَ مِمَّنْ لَّمْ يَاْذَنْ فَارْجِعُوْا حَتّٰى يَرْفَعَ اِلَيْنَا عُرَفَآءُكُمْ اَمْرَكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَآءُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوْا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرُوْهُ اِنَّهُمْ قَدْ طَيَّبُوْا فَاَذِنُوْا فَهٰذَا الَّذِيْ بَلَغَنَا عَنْ سَبْيِ هَوَازِنَ.

ترجمہ۔ مروان بن الحکم اور مسور بن مخرمہ خبر دیتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب قبیلہ ہوازن کا وفد آیا تو انہوں نے آپؐ سے سوال کیا کہ ان کے اموال اور قیدی عورتیں واپس کردی جائیں۔ تو آپؐ نے ان سے فرمایا کہ باتوں میں سے پسندیدہ بات وہ ہے جو سچی ہو۔ پس تم ان دونوں میں سے ایک کو اختیار کر سکتے ہو۔ یا قیدی عورتیں یا مال مویشی۔ کیونکہ میں نے تمہارے لئے بہت دیر تک انتظار کیا۔ اور واقعی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپسی پر دس سے زیادہ راتیں ان کا انتظار کرتے رہے۔ جب انہیں واضح ہو گیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دو چیزوں میں سے صرف ایک چیز واپس کرنے والے ہیں تو انہوں نے کہا حضرت ہم تو قیدی عورتوں کو اختیار کرتے ہیں۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں میں خطبہ دینے کیلئے کھڑے ہوئے۔ جن جن تعریفوں کا اللہ تعالیٰ مستحق ہے جب آپؐ نے وہ تعریفیں بیان کردیں تو اس کے بعد فرمایا کہ یہ تمہارے بھائی تائب ہو کر آئے ہیں۔ اور میرا خیال ہے کہ میں ان کی قیدی عورتیں واپس کردوں۔ تو جو شخص تم سے خوشدلی سے یہ کرنا چاہے تو کر لے اور جو شخص یہ پسند کرے کہ پہلا فئی کا مال جو اللہ تعالیٰ ہمیں عطا فرمائے گا ہم اس میں سے اس کو حصہ دیں گے تو وہ اس طرح کر لے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ہم نے خوشدلی سے اسے کر دیا۔ جس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہمیں معلوم نہ ہو سکا کہ کون تم میں سے اجازت دیتا ہے اور کون اجازت نہیں دیتا۔ واپس جا کر اپنے نمائندوں کے ذریعہ یہ معاملہ ہمارے تک پہنچاؤ۔ چنانچہ لوگ واپس ہوئے ان کے نمائندوں نے ان سے بات چیت کی۔ پس وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر خبر پہنچانے لگے۔ ان سب حضرات نے خوشدلی سے اجازت دے دی ہے۔ پس یہ واقعہ ہے جو ہوازن کے قیدیوں کے متعلق ہم تک پہنچا ہے۔

حدیث (۲۹۰۷) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ الخ قَالَ كُنَّا عِنْدَ اَبِيْ مُوْسٰى فَاُتِيَ ذِكْرُ دَجَاجَةٍ وَعِنْدَهٗ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ تَيْمِ اللّٰهِ اَحْمَرُ كَاَنَّهٗ مِنَ الْمَوَالِيْ فَدَعَاهُ لِلطَّعَامِ فَقَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُهٗ يَاْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهٗ فَحَلَفْتُ لَآ اٰكُلُ فَقَالَ هَلُمَّ فَلَاُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذَاكَ اِنِّيْ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَفَرٍ مِّنَ الْاَشْعَرِيِّيْنَ نَسْتَحْمِلُهٗ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَآ اَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِيْ مَآ اَحْمِلُكُمْ وَاُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَهْبِ اِبِلٍ فَسَاَلَ عَنَّا فَقَالَ اَيْنَ النَّفَرُ الْاَشْعَرِيُّوْنَ فَاَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرٰى فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قُلْنَا مَا صَنَعْنَا لَا يُبَارَكُ لَنَا فَرَجَعْنَا اِلَيْهِ فَقُلْنَا اِنَّا سَاَلْنَاكَ اَنْ تَحْمِلَنَا فَحَلَفْتَ اَنْ لَّا تَحْمِلَنَا اَفَنَسِيْتَ قَالَ لَسْتُ اَنَا حَمَلْتُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَمَلَكُمْ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَآ اَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَاَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا اِلَّا اَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَّتَحَلَّلْتُهَا.

ترجمہ۔ ابو قلابہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت ابو موسیٰؓ کے پاس تھے کہ مرغی کا تذکرہ ہوا۔ اور آپؓ کے پاس ایک آدمی قبیلہ تیم اللہ کا تھا جو گہرا سرخ تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ غلامان روم میں سے ہے پس آپ نے اس کو کھانے کے لئے بلایا اس نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ میں نے اسے گندگی کھاتے دیکھا جس سے مجھے نفرت پیدا ہوگئی۔ اور میں نے قسم کھالی کہ اب آئندہ میں اسے نہیں کھاؤں گا۔ تو حضرت ابو موسیٰؓ نے فرمایا آؤ میں تمہیں اس بارے میں حدیث بیان کرتا ہوں کہ میں قبیلہ اشعر کے کچھ لوگوں کے ہمراہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ہم آپؐ سے جہاد کے لئے سواری کے لئے اونٹ مانگتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں تو تمہیں سواری نہیں دوں گا۔ کیونکہ میرے پاس ایسا کوئی جانور نہیں ہے جس پر میں تمہیں سوار کروں اتفاق سے آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غنیمت کے اونٹ آگئے۔ آپؐ نے ہمارے متعلق لوگوں سے دریافت فرمایا کہ وہ قبیلہ اشعر کے لوگ کہاں ہیں ہم حاضر ہوئے تو آپؐ نے ہمارے متعلق حکم دیا ان کو پانچ اونٹ موٹی اور سفید کوہان والے دیئے جائیں۔ پس جب ہم لوگ اونٹ لے کر چلے تو ہم نے آپس میں کہا یہ ہم نے کیا کیا ہمارے لئے تو ان اونٹوں میں برکت نہیں ہوگی۔ اس لئے ہم واپس لوٹے اور آپؐ سے عرض کی کہ ہم نے آپؐ سے سواری مانگی تھی آپؐ نے قسم کھالی کہ میں تمہیں سواری نہیں دوں گا۔ اب آپؐ نے دے دی۔ تو کیا آپ بھول گئے۔ فرمایا میں کون ہوں تمہیں سوار کرنے والا۔ میں نے تو تمہیں سوار نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں سواری دی ہے۔ اور اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو میں کسی بات پر قسم نہیں کھاتا جب اس کے غیر کو اچھا سمجھتا ہوں تو اسی امر خیر کو انجام دیتا ہوں اور قسم کھول کر اس کا کفارہ ادا کرتا ہوں۔

حدیث (۲۹۰۸) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ سَرِيَّةً فِيْهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَؓ قِبَلَ نَجْدٍ فَغَنِمُوْا اِبِلًا كَثِيْرًا فَكَانَتْ سِهَامُهُمْ اِثْنَيْ عَشَرَ بَعِيْرًا اَوْ اَحَدَ عَشَرَ بَعِيْرًا وَنُفِّلُوْا بَعِيْرًا بَعِيْرًا.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف ایک فوجی دستہ بھیجا جس میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی شامل تھے۔ بہت سے اونٹ ان کو غنیمت میں ملے جنہیں تقسیم کیا گیا تو ان مجاہدین کے حصہ میں بارہ بارہ یا گیارہ گیارہ اونٹ آئے اور ایک ایک اونٹ مزید انعام میں ملا۔

حدیث (۲۹۰۹) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُنَفِّلُ بَعْضَ مَنْ يَبْعَثُ مِنَ السَّرَايَا لِاَنْفُسِهِمْ خَاصَّةً سِوٰى قَسْمِ عَامَّةِ الْجَيْشِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعض ان سرایا کو خصوصی طور پر انعام دیتے جن کو عام لشکر کے حصہ کے علاوہ دیا جاتا تھا۔

حدیث (۲۹۱۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الخ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ بَلَغَنَا مَخْرَجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ فَخَرَجْنَا مُهَاجِرِيْنَ اِلَيْهِ اَنَا وَاَخَوَانِ لِيْ اَنَا اَصْغَرُهُمْ اَحَدُهُمَا اَبُوْبُرْدَةَ وَالْاٰخَرُ اَبُوْرُهْمٍ اِمَّا قَالَ فِيْ بِضْعٍ وَاِمَّا قَالَ فِيْ ثَلٰثَةٍ وَّخَمْسِيْنَ اَوْ اِثْنَيْنِ وَخَمْسِيْنَ رَجُلًا مِنْ قَوْمِيْ فَرَكِبْنَا سَفِيْنَةً فَاَلْقَتْنَا سَفِيْنَتُنَا اِلَى النَّجَاشِيِّ بِالْحَبَشَةِ وَوَافَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ وَاَصْحَابَهٗ عِنْدَهٗ فَقَالَ جَعْفَرٌ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنَا هٰهُنَا وَاَمَرَنَا بِالْاِقَامَةِ فَاَقِيْمُوْا مَعَنَا فَاَقَمْنَا مَعَهٗ

حَتّٰی قَدِمْنَا جَمِیْعًا فَوَافَقْنَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ افْتَتَحَ خَیْبَرَ فَاَسْهَمَ لَنَا اَوْ قَالَ فَاَعْطَانَا مِنْهَا وَمَا قَسَمَ لِاَحَدٍ غَابَ عَنْ فَتْحِ خَیْبَرَ مِنْهَا شَیْئًا اِلَّا لِمَنْ شَهِدَ مَعَهٗ اِلَّا اَصْحَابَ سَفِیْنَتِنَا مَعَ جَعْفَرٍ وَاَصْحَابِهٖ قَسَمَ لَهُمْ مَعَهُمْ.

ترجمہ۔ حضرت ابوموسیٰؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کرنے کی خبر اس وقت پہنچی جب ہم یمن میں تھے تو ہم ہجرت کر کے آپ کی طرف روانہ ہوئے میں اور میرے دو بھائی بھی تھے جن میں سب سے چھوٹا میں ہی تھا ان میں سے ایک ابو بردہؓ اور دوسرے ابو رھمؓ تھے۔ فرمایا یا تو چند یا کہا کہ ترپن یا باون آدمی میری قوم کے تھے ہم ایک کشتی پر سوار ہوئے۔ جس نے ہمیں نجاشی بادشاہ کے پاس حبشہ پہنچا دیا۔ اس حبشہ میں ہماری اتفاقی ملاقات حضرت جعفر بن ابی طالب اور ان کے ساتھیوں سے ہو گئی حضرت جعفرؓ نے فرمایا کہ ہمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ بھیجا ہے اور ہمیں یہیں قیام کرنے کا حکم دیا ہے پس تم بھی ہمارے ساتھ یہیں مقیم ہو جاؤ پس ہم بھی ان کے ساتھ مقیم ہو گئے۔ یہاں تک کہ ہم سب اکٹھے ہو کر مدینہ منورہ آئے ہماری ملاقات جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت ہوئی جب کہ آپ خیبر کو فتح کر چکے تھے پس آپؐ نے مال غنیمت میں سے ہمارا حصہ مقرر فرمایا یا فرماتے ہیں کہ ہمیں اس میں سے عطا فرمایا۔ جو شخص غزوۂ خیبر سے غیر حاضر تھا ان میں سے کسی کو بھی آپؐ نے مال غنیمت میں سے کچھ نہ دیا مگر ان لوگوں کو دیا جو حاضر تھے۔ سوائے ہمارے کشتی والوں کے اور حضرت جعفرؓ اور ان کے ساتھیوں کے کہ آپؐ نے ان کو اصحاب سفینہ کو مع حضرت جعفرؓ کے ساتھیوں کے حصہ عطا فرمایا۔

حدیث (۲۹۱۱) حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قَدْ جَآءَ نِیْ مَالُ الْبَحْرَیْنِ لَقَدْ اَعْطَیْتُکَ هٰکَذَا وَهٰکَذَا وَهٰکَذَا فَلَمْ یَجِیْٔ حَتّٰی قُبِضَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جَآءَ مَالُ الْبَحْرَیْنِ اَمَرَ اَبُوْ بَکْرٍؓ مُنَادِیًا فَنَادٰی مَنْ کَانَ لَهٗ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَیْنٌ اَوْ عِدَةٌ فَلْیَاْتِنَا فَاَتَیْتُهٗ فَقُلْتُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِیْ کَذَا وَکَذَا فَحَثَالِیْ ثَلٰثًا وَجَعَلَ سُفْیَانُ یَحْثُوْا بِکَفَّیْهِ جَمِیْعًا ثُمَّ قَالَ لَنَا هٰکَذَا قَالَ لَنَا ابْنُ الْمُنْکَدِرِ وَقَالَ مَرَّةً فَاَتَیْتُ اَبَا بَکْرٍؓ فَسَاَلْتُ فَلَمْ یُعْطِنِیْ ثُمَّ اَتَیْتُهٗ فَلَمْ یُعْطِنِیْ ثُمَّ اَتَیْتُهُ الثَّالِثَةَ فَقُلْتُ سَاَلْتُکَ فَلَمْ تُعْطِنِیْ ثُمَّ سَاَلْتُکَ فَلَمْ تُعْطِنِیْ ثُمَّ سَاَلْتُکَ فَلَمْ تُعْطِنِیْ فَاِمَّا اَنْ تُعْطِیَنِیْ وَاِمَّا اَنْ تَبْخَلَ عَنِّیْ قَالَ قُلْتَ تَبْخَلُ عَلَیَّ مَا مَنَعْتُکَ مِنْ مَرَّةٍ اِلَّا وَاَنَا اُرِیْدُ اَنْ اُعْطِیَکَ قَالَ سُفْیَانُ وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو الخ عَنْ جَابِرٍؓ فَحَثَالِیْ حَثْیَةً وَقَالَ عُدَّهَا فَوَجَدْتُهَا خَمْسَ مِائَةٍ قَالَ فَخُذْ مِثْلَهَا مَرَّتَیْنِ وَقَالَ یَعْنِیْ ابْنُ الْمُنْکَدِرِ وَاَیُّ دَآءٍ اَدْوَاُ مِنَ الْبُخْلِ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر بحرین سے مال آ گیا تو میں تجھے اس قدر اس قدر اس قدر دوں گا۔ آنحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک وہ مال نہ آیا بعد ازاں جب بحرین کا مال آ گیا تو حضرت ابوبکرؓ نے منادی کو حکم دیا کہ وہ اعلان کرے جس شخص کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی قرضہ ہو یا کوئی وعدہ کیا ہو تو وہ ہمارے پاس آئے ہم اس کا قرضہ اور وعدہ پورا کریں گے۔ چنانچہ میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ اس اس مقدار کا وعدہ

فرمایا تھا تو انہوں نے مجھے تین چلو بھر کر دیئے۔ سفیان اپنی دونوں ہتھیلیوں کو جمع کر کے چلو بھرتے تھے پھر فرماتے تھے کہ اس طرح دیا اور ابن المنکدر نے فرمایا اسی سند کے ساتھ کہ کبھی سفیان یوں کہتے تھے کہ حضرت جابرؓ نے فرمایا میں نے جناب ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا۔ لیکن انہوں نے مجھے کچھ نہ دیا۔ پھر آ کر سوال کیا تو انہوں نے کچھ نہ دیا۔ پھر آ کر سوال کیا تو کچھ نہ دیا۔ میں نے کہا مجھے کچھ دیتے ہو تو دے دو یا مجھ سے بخل کرو۔ ابوبکرؓ نے فرمایا کہ تو کہتا ہے کہ میرے سے بخل کرتے ہو۔ حالانکہ میں نے ایک مرتبہ بھی تمہیں انکار نہیں کیا۔ مگر میرا ارادہ یہی تھا کہ میں تجھے دوں گا سفیان دوسری سند کے ساتھ فرماتے ہیں کہ ابوبکر صدیقؓ نے میرے لئے چلو بھر کر دیا۔ فرمایا اس کو شمار کرو میں نے گنا تو وہ پانچ سو روپے تھے فرمایا اتنی مقدار میں رقم دو مرتبہ اور لے لو اور ابن المنکدر اپنی روایت میں فرماتے ہیں کہ ابوبکر صدیقؓ نے یہ بھی فرمایا کہ بخل سے زیادہ بیماری اور کیا ہو سکتی ہے۔

حدیث (۲۹۱۲) حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الخ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِؓ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ غَنِيْمَةً بِالْجِعِرَّانَةِ اِذْ قَالَ لَهٗ رَجُلٌ اَعْدِلْ فَقَالَ لَهٗ شَقِيْتَ اِنْ لَّمْ اَعْدِلْ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ دریں اثنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ میں غنیمت کا مال تقسیم کر رہے تھے کہ اچانک ایک آدمی بول پڑا کہ آپؐ انصاف کریں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تو بھٹک گیا اگر میں نے انصاف نہ کیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ من قال جو کچھ ترجمہ سے نتیجہ نکلے گا وہی قول کا مقولہ ہوگا جو محذوف ہوگا۔ جمہور کی طرف سے امام بخاریؒ کو جواب یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین سے ان کے حصے سے کمی کرنے کا سوال کیا۔ یہ نہیں کہ آپؐ نے وہ خمس دے دیا جو آپ کا حق تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ من قال یہ لفظ ہندی نسخوں میں ہے۔ کرمانیؒ۔ عسقلانیؒ۔ قسطلانیؒ اور عینیؒ میں نہیں ہے۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ اس باب کا عطف اس سے آٹھ ابواب پہلے کے ترجمہ پر ہے۔ جس میں فرمایا الدلیل علی ان الخمس لنوائب رسول اللہ اور ایک باب بعد میں فرمارہے ہیں۔ من والدلیل علی ان الخمس للامام ان تراجم کے جمع کی صورت یہ ہے کہ خمس مصالح مسلمانوں کے لئے ہے۔ جس کے متولی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپؐ نے اپنی ضروریات کے مطابق اپنے لئے رکھ کر باقی کو مسلمانوں میں تقسیم فرمادیا۔ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ ہر ترجمہ ہر مسلک کے مطابق ہے۔ اور اس میں یہ بھی ہے کہ کوئی شخص اس کا قائل نہیں ہے کہ خمس صرف مسلمانوں کے لئے ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس میں کوئی حق نہیں۔ اور نہ ہی کسی حاکم کا اس میں حق ہے۔ اور اس کا بھی کوئی قائل نہیں کہ محض نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خمس کے مستحق ہیں۔ مسلمان نہیں ہیں۔ اس لئے پہلی توجیہ مناسب ہے کہ بقدر کفایت اپنے لئے رکھ کر بقیہ کو مسلمانوں میں تقسیم فرمادیں۔ اور اس میں مذاہب تین سے زیادہ ہیں۔ حافظؒ نے اسے سات تک پھیلا دیا ہے۔

الجواب عنہ یعنی جمہور کی طرف سے امام بخاریؒ کے استدلال کا جواب یہ ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ غانمین سے ان کے حصہ کو حلال کرلیا یا ان کے حصوں سے انہیں دست بردار کردیا۔ حافظؒ نے تو والدلیل میں واؤ کو عطف کے لئے قرار دیا ہے اور معطوف علیہ آٹھ باب قبل کو کہا۔ جس پر علامہ عینیؒ نے اعتراض کیا کہ ایسا بعید عطف بھی کہیں ہوتا ہے کہ معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان آٹھ ابواب کی احادیث حائل ہوں۔ یہ واؤ عطف کا نہیں ہے۔ بلکہ بغیر معطوف کے ایسا کئی مقامات پر آئے گا۔ اسے واؤ استفتاح کہتے ہیں۔ بڑے بڑے اساتذہ سے یہی سنا ہے۔

واللہ لاحملکم آپ کا قسم کھانا یہ قسم سوال کا دروازہ بند کرنے کے لئے اور ان کو بالکل ناامید کردینے کے لئے تھا۔ تاکہ اس کے بعد وہ کسی قسم کی سواری کا طمع نہ کریں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حافظ بھی فرماتے ہیں کہ قرطبیؒ نے فرمایا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سوال سے روکنے کے لئے قسم کھانا جائز ہے۔ اور جب سوال کا پورا کرنا ہو تو بھی قسم کھا سکتا ہے۔ اور باتوں سے بھی ڈانٹ ڈپٹ کی جا سکتی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ تحللتها ای عاملتها بها معاملة الحلال کہ میں نے اس سے حلال والا معاملہ کیا۔ کیونکہ قسم منعقد نہیں ہوئی۔ یا کفارہ ادا کر کے میں نے اسے حلال کر لیا ہے۔ مگر یہ تب ہے جب کہ حلف سے حقیقی قسم مراد ہو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ تحللتها تحلل سے ہے۔ جس کے معنی ہیں کہ قسم کی ذمہ داری سے عہدہ برا ہوا۔ کہ حرام سے حلال کی طرف رجوع کیا۔ تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ یا تو استثناء کا اعتقاد کر لے یا کفارہ کے ذریعہ حلال کر لے بنابریں آپؐ نے فرمادیا ماعندی مااحملکم الخ.

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ وای داء ادواء من البخل ظاہر یہ ہے کہ یہ حضرت ابوبکرؓ کا کلام ہے۔ اگر چہ محشی اسے ابن المنکدرؒ کی طرف منسوب کر رہے ہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ ابن المنکدرؒ کے سوا اور کسی راوی نے اسے ذکر نہیں کیا۔ خلاصہ یہ کہ مؤلفؒ نے اس باب میں جس قدر عطایا کا ذکر کیا ہے وہ سب خمس میں سے دیئے گئے ہیں اور یہ روایات بھی اسی لئے اس باب الخمس میں لائی گئی ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ شراح نے اس کلام کی توجیہ میں مختلف اقوال بیان کئے ہیں۔ لیکن میرے نزدیک یہ ہے کہ خود اس کتاب کے کتاب المغازی میں آرہا ہے کہ خود ابوبکرؓ نے فرمایا القلت تبخل عنی وای داء ادواء من البخل قالها ثلاثا اس کو تین مرتبہ فرمایا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ علامہ کرمانیؒ نے بھی ان ابواب کو جمع کرنے کی یہ صورت بیان فرمائی ہے کہ من حیث المعنی ان تراجم میں کوئی تفاوت نہیں کہ نوائب رسول نوائب مسلمین ہیں۔ اس میں تصرف کا حق آپ کو بھی تھا۔ اور آپؐ کے بعد امام کو بھی حاصل ہے۔ اس ترجمہ کے کئی اجزاء ہیں۔ شیخ ابن حجرؒ فرماتے ہیں الوعد من النبی تو حدیث جابرؓ کے بیان سے ثابت ہے۔

الانفال من الخمس یہ حدیث ابن عمرؓ سے ثابت ہے جس سے امام بخاریؒ نے باب کو ختم کیا ہے۔ اسعانیت اناة سے ہے جس کے معنی انتظار کرنے کے ہیں۔ تاخیر کرنا۔

حتی نعطیه یہ محل ترجمہ ہے۔ کہ ظاہر ہے کہ آپؐ نے ان کو خمس سے دیا ہے۔ ذود کا اطلاق تین سے دس اونٹ تک ہوتا ہے غراء غرکی جمع ہے۔ جس کے معنی سفید کے ہیں۔ ذری جمع ذروۃ کی چوٹی کو کہتے ہیں۔ مراد موٹی اور سفید کوہانے ہیں۔ جو بہت چربی اور موٹاپے پر مشتمل ہوں۔

ثم حملهم ظاہر یہی ہے کہ خمس میں سے دیا ہے۔ نفلوا. تنفیل اس انعام کو کہتے ہیں جو امام کسی مجاہد کو اسکی حسن کارکردگی پر دیتا ہے۔ بعض علماء تو فرماتے ہیں کہ اسے راس غنیمت میں سے دیا ہے۔ اور بعض اسے خمس میں سے دینے کا قول کرتے ہیں۔

فاسهم لنا سے امام بخاریؒ کا میلان یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے ان حضرات کو خمس میں سے دیا۔ ایک تو ترجمہ اس پر دال ہے دوسرے منقول نہیں ہے کہ آپؐ نے مقاتلین سے اجازت مانگی ہو۔ البتہ ابن المنیرؒ فرماتے ہیں کہ اصل غنیمت میں سے دیا گیا۔ حدیث کا سیاق اسی پر دال ہے۔ اگر خمس میں سے ہوتا تو پھر ان کی کیا خصوصیت ہے۔ آپؐ کو ہر طرح کا حق حاصل ہے۔ جس کو چاہیں عطیہ کریں جس سے چاہیں روک لیں۔ بلکہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ امام کو اخماس اربعہ جو مختصہ بالغانمین ہیں۔ ان میں سے ان لوگوں کو دینے کا اختیار ہے جو غزوہ میں حاضر نہ ہوں۔ لیکن خمس میں اپنے اختیار سے کسی کو مختص نہیں کر سکتا۔ اس طرح آخری حدیث جس میں صرف تقسیم غنیمت کا ذکر ہے اس کو ترجمہ سے مطابقت اس طرح ہوئی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور امام کو غنائم. انفال. فیئ اور اخماس سب میں تقسیم کا اختیار حاصل ہے۔

بَابُ مَامَنَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَی الْاُسَارٰی مِنْ غَیْرِ اَنْ یُّخَمِّسَ

ترجمہ۔ کہ بغیر خمس کے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قیدیوں پر احسان کر سکتے ہیں

حدیث(۲۹۱۳) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ الخ عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ اُسَارٰی بَدْرٍ لَوْ کَانَ مُطْعِمُ بْنُ عَدِیٍّ حَیًّا ثُمَّ کَلَّمَنِیْ فِیْ هٰؤُلَاءِ النَّتْنٰی لَتَرَکْتُهُمْ لَهٗ.

ترجمہ۔ حضرت جبیر بن مطعمؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے قیدیوں کے بارے میں فرمایا کہ اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا پھر وہ ان بدبودار لوگوں کے بارے میں بات چیت کرتا تو اس کی خاطر میں ان کو چھوڑ دیتا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ مطعم بن عدی وہ شخص ہے جس نے قریش کے بائیکاٹ کے وقت اس معاہدہ کو ختم کرانے کی کوشش کی تھی جس میں لکھا تھا کہ بنو ھاشم اور بنو مطلب سے خرید و فروخت شادی سب بند۔ اور تین سال تک شعب ابی طالب میں نظر بند رکھا تھا۔ مطعم بن عدی نے اس معاہدہ کو ختم کرانے میں اہم کردار ادا کیا تھا جس کا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اسے بدلہ دینا چاہتے تھے۔ اور طائف سے واپسی پر اس نے اپنے جوار میں آپ کو پناہ دی تھی۔

لترکتھم لہ اس سے معلوم ہوا کہ امام قیدیوں سے فدیہ نہ لے کر احسان کر سکتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب تک غنائم تقسیم نہ ہو جائیں غانمین کا ملک متعین نہیں ہوگا۔ البتہ بعد تقسیم کے ان کا ملک قرار پائے گا یہی حنفیہ اور مالکیہ کا مسلک ہے امام شافعیؒ قبل القسمۃ بھی ان کو مالک قرار دیتے ہیں۔ اور حدیث باب کا جواب یہ دیتے ہیں کہ غانمین نے خوش دلی سے اس کو قبول کر لیا تھا۔ لیکن حدیث میں ایسی کوئی چیز نہیں جو اس کی طرف اشارہ کرے۔ لہذا فریقین کا استدلال صحیح نہیں۔ مطولات میں مزید بحث دیکھی جاسکتی ہے۔ نتنی سے قیدی بدر کے مراد ہیں جن سے فدیہ لیا گیا۔

بَابٌ وَمِنَ الدَّلِیْلِ عَلٰی اَنَّ الْخُمُسَ لِلْاِمَامِ

ترجمہ۔ باب دلیل میں اس بات پر کہ خمس امام کا حق ہے۔

وَاَنَّهٗ یُعْطِیْ بَعْضَ قَرَابَتِهٖ دُوْنَ بَعْضٍ مَا قَسَمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِبَنِی الْمُطَّلِبِ وَبَنِیْ هَاشِمٍ مِنْ خُمُسِ خَیْبَرَ قَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ لَمْ یَعُمَّهُمْ بِذٰلِکَ وَلَمْ یَخُصَّ قَرِیْبًا دُوْنَ مَنْ اَحْوَجَ اِلَیْهِ وَاِنْ کَانَ الَّذِیْ اَعْطٰی لِمَا یَشْکُوْا اِلَیْهِ مِنَ الْحَاجَةِ وَلِمَا مَسَّتْهُمْ فِیْ جَنْبِهٖ مِنْ قَوْمِهِمْ وَحُلَفَآئِهِمْ.

ترجمہ۔ اور یہ کہ وہ اپنے بعض رشتہ داروں کو دے۔ اور بعض کو نہ دے۔ دلیل یہ ہے کہ خیبر کے خمس میں سے آپؐ نے بنو مطلب. بنو ھاشم کو کچھ دیا۔ اور عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں کہ آپؐ نے ان کو عام بھی نہ رکھا کہ کسی کو نہ دیں۔ نہ کسی قریبی کو خاص کر دیا ہو۔ اور اس سے جو زیادہ محتاج ہو۔ اس کو نہ دیا ہو۔ اور یہ کہ آپؐ نے اس شخص کو دیا ہے جس نے اپنی ضرورت کی شکایت آپ کو کی۔ اگر چہ وہ دور کا رشتہ دار تھا۔ مگر حاجتمند تھا۔ اس لئے آپؐ نے دے دیا۔ اور ان کو بھی دیا جو قریش کی قوم اور ان کے حلیفوں کی طرف سے اسلام کے سبب ان کو تکالیف پہنچی تھیں۔ اس کی وجہ سے رکاوٹ نہیں کی۔

حدیث (۲۹۱۴) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ الخ عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍؓ قَالَ مَشَیْتُ اَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَؓ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْطَیْتَ بَنِی الْمُطَّلِبِ وَتَرَکْتَنَا وَنَحْنُ وَهُمْ مِنْکَ بِمَنْزِلَةٍ وَّاحِدَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا بَنُو الْمُطَّلِبِ

وَهَاشِمٍ شَيْءٌ وَاحِدٌ قَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ وَزَادَ قَالَ جُبَيْرٌ وَلَمْ يَقْسِمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَنِيْ عَبْدِ شَمْسٍ وَلَا لِبَنِيْ نَوْفَلٍ وَقَالَ ابْنُ إِسْحٰقَ عَبْدُ شَمْسٍ وَّ هَاشِمٍ وَالْمُطَّلِبُ إِخْوَةٌ لِأُمٍّ وَأُمُّهُمْ عَاتِكَةُ بِنْتُ مُرَّةَ وَكَانَ نَوْفَلُ أَخَاهُمْ لِأَبِيْهِمْ.

ترجمہ۔ حضرت جبیر بن مطعمؓ فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت عثمان بن عفانؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ہم نے کہا یا رسول اللہ! آپؐ نے بنی مطلب کو تو دیا لیکن ہمیں محروم رکھا۔ حالانکہ ہم اور وہ آپؐ سے ایک درجہ قرابت رکھتے ہیں آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ بنو المطلب اور بنو ہاشم تو ایک ہی چیز ہیں۔ لیث نے اپنی سند سے یہ بھی زیادہ کیا کہ آپؐ نے نہ تو بنو عبدشمس کے لئے حصہ دیا اور نہ ہی بنو نوفل کے لئے۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ عبدشمس اور ہاشم اور مطلب ماں جائے بھائی علاتی ہیں۔ کہ ان کی ماں عاتکہ بنت مرۃ تھی۔ اور نوفل ان کے اخیافی بھائی یعنی باپ کی طرف سے بھائی تھا۔ ماں الگ الگ تھی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ قال ابن اسحق الخ اس کے ذکر کرنے سے اس بات پر تنبیہ کرنا ہے کہ یہ تقسیم اگر قرابت کی وجہ سے ہوتی تو بنو ہاشم اور بنو عبد شمس مساوی تھے۔ تو بنو عبد شمس کو ضرور حصہ ملتا لیکن یہ عطیہ تو کسی اور وجہ سے تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ مساوی اس لئے فرمایا کہ یہ چاروں اخیافی بھائی تھے کہ ان کا باپ مناف تھا۔ مصنفؒ نے نسب تو ملا دیا لیکن نوفل کی ماں کا ذکر نہیں کیا۔ وہ والدہ واقدہ بنت ابن عدی ہے۔ اور ابن بکار نے نسب میں بیان کیا ہے ہاشم اور مطلب کو بدوان اور بنو شمس اور نوفل کو ابھران کہتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب میں الفت تھی۔ جس نے ان کی اولاد میں بھی سرایت کی۔ بنا بریں قریش نے صحیفہ میں بنو ہاشم اور بنو مطلب کو جمع کیا۔ بنو شمس اور بنو نوفل کو نہیں لکھا۔ جب کہ شعب ابی طالب میں ان کی نظر بندی ہوئی تو اسلام اور جاہلیت میں الفت کی وجہ سے آپؐ نے ان دونوں شئی کو واحد قرار دیا۔

بَابُ مَنْ لَّمْ يُخَمِّسِ الْأَسْلَابَ وَمَنْ قَتَلَ قَتِيْلًا

فَلَهُ سَلَبُهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُّخَمَّسَ وَحُكْمِ الْإِمَامِ فِيْهِ.

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو اسلاب سے خمس نہیں نکالتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس نے کسی کو قتل کیا اس کا مال واسباب اسی قاتل کا ہے اس میں خمس کا ذکر نہیں ہے۔ اور سلب کے بارے میں امام کا حکم کیا وجہ رکھتا ہے۔

حدیث (۲۹۱۵) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ بَيْنَا أَنَا وَاقِفٌ فِي الصَّفِّ يَوْمَ بَدْرٍ فَنَظَرْتُ عَنْ يَّمِيْنِيْ وَشِمَالِيْ فَإِذَا أَنَا بِغُلَامَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ حَدِيْثَةٍ أَسْنَانُهُمَا تَمَنَّيْتُ أَنْ أَكُوْنَ بَيْنَ أَضْلَعَ مِنْهُمَا فَغَمَزَنِيْ أَحَدُهُمَا فَقَالَ يَا عَمِّ هَلْ تَعْرِفُ أَبَا جَهْلٍ قُلْتُ نَعَمْ مَا حَاجَتُكَ إِلَيْهِ يَا ابْنَ أَخِيْ قَالَ أُخْبِرْتُ أَنَّهُ يَسُبُّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَئِنْ رَأَيْتُهُ لَا يُفَارِقُ سَوَادِيْ سَوَادَهُ حَتّٰى يَمُوْتَ الْأَعْجَلُ مِنَّا فَتَعَجَّبْتُ لِذٰلِكَ فَغَمَزَنِي الْآخَرُ فَقَالَ لِيْ مِثْلَهَا فَلَمْ أَنْشَبْ أَنْ نَظَرْتُ إِلٰى أَبِيْ جَهْلٍ يَجُوْلُ فِي النَّاسِ قُلْتُ أَلَا إِنَّ هٰذَا صَاحِبُكُمَا الَّذِيْ سَأَلْتُمَانِيْ فَابْتَدَرَاهُ بِسَيْفَيْهِمَا فَضَرَبَاهُ حَتّٰى قَتَلَاهُ ثُمَّ انْصَرَفَا إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَاهُ

فَقَالَ اَیُّکُمَا قَتَلَهُ قَالَ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا اَنَا قَتَلْتُهُ فَقَالَ هَلْ مَسَحْتُمَا سَیْفَیْکُمَا قَالَا لَا فَنَظَرَ فِی السَّیْفَیْنِ فَقَالَ کِلَاکُمَا قَتَلَهُ وَسَلَبُهُ لِمُعَاذِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ وَکَانَا مُعَاذُ بْنُ عَفْرَآءَ وَمُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ قَالَ مُحَمَّدٌ سَمِعَ یُوْسُفُ صَالِحًا وَّاِبْرَاهِیْمَ اَبَاهُ.

ترجمہ۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف فرماتے ہیں کہ دریں اثنا بدر کی لڑائی میں میں قطار کے اندر ٹھہرا ہوا تھا کہ میں نے اپنے دائیں اور بائیں انصار کے دو ایسے لڑکوں کو دیکھا جو بالکل نوعمر تھے میری تمنا تھی کہ میں ان سے زیادہ طاقتور کے درمیان ہوتا تو ان میں سے ایک نے میری چٹکی کاٹی۔ کہنے لگا اے چچا کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں میں نے کہا ہاں اگر تمہیں اس سے کیا کام ہے اے بھتیجے! کہنے لگا مجھے خبر ملی ہے کہ وہ اللہ کے رسول کو گالیاں دیتا ہے۔ کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان اگر میں اس کو دیکھ پاؤں تو میرا جسم اس کے جسم سے اس وقت تک جدا نہیں ہوگا جب تک کہ ہم دونوں میں سے جلدی کرنے والا نہ مرجائے۔ مجھے اس کی بات سے بہت تعجب ہوا۔ پھر دوسرے نے چٹکی کاٹ کر اسی طرح سے میرے سے بات کی۔ پس میں تھوڑی دیر ٹھہرا تھا کہ میں نے ابوجہل کو دیکھ لیا جو لوگوں میں گھوم پھر رہا تھا۔ میں نے کہا دیکھو بھائی وہ تمہارا مطلوب ہے جس کے بارے میں تم مجھ سے پوچھتے تھے پس دونوں اپنی تلواریں لے کر اس کی طرف لپکے اور اس پر تلواروں کے اس قدر وار کیے کہ اسے دونوں نے قتل کر دیا۔ پس وہ دونوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دینے کے لئے واپس ہوئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تم میں سے کس نے اسے قتل کیا۔ ان میں سے ہر ایک نے کہا کہ میں نے قتل کیا۔ آپؐ نے فرمایا کیا تم نے اپنی تلواروں کو پونچھا تو نہیں انہوں نے کہا نہیں۔ تو آپؐ نے دونوں کی تلواروں کو بغور دیکھا۔ فرمایا واقعی تم دونوں نے قتل کیا ہے۔ لیکن مقتول کا مال واسباب وہ معاذ بن عمرو بن الجموح کے لئے ہوگا اور وہ دونوں معاذ بن عفراء اور معاذ بن عمرو بن الجموح تھے۔ امام محمد بخاریؒ فرماتے ہیں کہ یوسف نے اپنے استاذ صالح اور اس کے باپ ابراہیم دونوں سے اس کو سنا ہے۔

حدیث (۲۹۱۶) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الخ عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَؓ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حُنَیْنٍ فَلَمَّا الْتَقَیْنَا کَانَتْ لِلْمُسْلِمِیْنَ جَوْلَةٌ فَرَاَیْتُ رَجُلًا مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ عَلَا رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَاسْتَدَرْتُ حَتّٰی اَتَیْتُهُ مِنْ وَّرَآئِهٖ حَتّٰی ضَرَبْتُهُ بِالسَّیْفِ عَلٰی حَبْلِ عَاتِقِهٖ فَاَقْبَلَ عَلَیَّ فَضَمَّنِیْ ضَمَّةً وَجَدْتُ مِنْهَا رِیْحَ الْمَوْتِ ثُمَّ اَدْرَکَهُ الْمَوْتُ فَاَرْسَلَنِیْ فَلَحِقْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِؓ فَقُلْتُ مَا بَالُ النَّاسِ قَالَ اَمْرُ اللّٰهِ ثُمَّ اِنَّ النَّاسَ رَجَعُوْا وَجَلَسَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ قَتَلَ قَتِیْلًا لَهُ عَلَیْهِ بَیِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ فَقُمْتُ فَقُلْتُ مَنْ یَّشْهَدُ لِیْ ثُمَّ جَلَسْتُ ثُمَّ قَالَ مَنْ قَتَلَ قَتِیْلًا لَهُ عَلَیْهِ بَیِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ فَقُلْتُ مَنْ یَّشْهَدُ لِیْ ثُمَّ قَالَ الثَّالِثَةَ مِثْلَهُ فَقَالَ رَجُلٌ صَدَقَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَلَبُهُ عِنْدِیْ فَاَرْضِهٖ عَنِّیْ فَقَالَ اَبُوْبَکْرِ نِ الصِّدِّیْقُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ لَاهَا اللّٰهُ اِذًا لَا یَعْمِدُ اِلٰی اَسَدٍ مِّنْ اُسْدِ اللّٰهِ یُقَاتِلُ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُعْطِیْکَ سَلَبَهُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ فَاَعْطَاهُ فَبِعْتُ الدِّرْعَ فَابْتَعْتُ بِهٖ مَخْرَفًا فِیْ بَنِیْ سَلِمَةَ فَاِنَّهٗ لَاَوَّلُ مَالٍ تَاَثَّلْتُهُ فِی الْاِسْلَامِ.

ترجمہ۔ حضرت ابوقتادہؓ فرماتے ہیں کہ حنین کی لڑائی میں ہم لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ پس جب فریقین میں

لڑائی شروع ہوئی تو مسلمانوں کا کچھ آگے پیچھے ہونا ہو گیا۔ تو میں نے ایک مشرکوں کے آدمی کو دیکھا کہ وہ مسلمانوں کے ایک آدمی کے اوپر چڑھا ہوا ہے۔ میں گھوم کر اسکی پچھلی طرف سے آیا یہانتک کہ میں نے اسے کندھے کی رگ پر تلوار سے وار کیا تو وہ شخص میری طرف متوجہ ہوا مجھے اتنا سخت جھپڑا کہ اس سے مجھے موت کی بو آنے لگی۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اس کو موت نے آدبوچا تو اس نے مجھے چھوڑ دیا میں وہاں سے بچ کر حضرت عمر بن الخطاب سے ملاقی ہوا میں نے پوچھا لوگوں کا کیا حال ہے بولے اللہ کا یہی حکم تھا۔ پھر لوگ واپس لوٹے اور آپ لڑائی سے فارغ ہو کر تشریف فرما ہوئے اور اعلان فرمایا کہ جس نے کسی کو قتل کیا ہو اور اس پر اس کا گواہ بھی موجود ہو تو اسکا مال ومتاع اسی قاتل کا ہوگا میں نے کھڑے ہو کر کہا کہ کوئی میرے لئے گواہی دینے کے لئے تیار ہے پھر میں بیٹھ گیا پھر فرمایا جس نے کسی کو قتل کیا ہو اور اس پر کوئی گواہ بھی پیش کردے تو اس مقتول کا مال ومتاع اسی کا ہوگا۔ میں پھر کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ میرے لئے کوئی گواہی دیتا ہے پھر میں بیٹھ گیا۔ تیسری مرتبہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح اعلان فرمایا۔ میں نے کھڑے ہو کر اسی طرح کہا جس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوقتادہؓ تمہیں کیا ہو گیا ہے بار بار کھڑے ہوتے ہو میں نے آپ کی خدمت میں سارا قصہ بیان کر دیا تو ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ اس نے سچ کہا اس کا مال واسباب میرے پاس ہے آپ اس کو میری طرف سے راضی کر دیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ بول پڑے اللہ کی قسم ایسا نہیں ہوگا اس وقت آپ ایسے آدمی کی طرف قصد نہیں کریں گے جو اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر کی طرح ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف جہاد کرتا ہے۔ اسے چھوڑ کر کیا آپ اس مال مسلوبہ کو تجھے دے دیں گے۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سچ کہا۔ پس آپ نے وہ مال حضرت ابوقتادہؓ کو دے دیا۔ حضرت ابوقتادہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی زرہ کو فروخت کر کے بنو سلمہ میں ایک باغ خرید کیا یہ پہلا مال تھا جس کو میں نے اسلام کے اندر اپنا سرمایہ بنایا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ بین اضلع منھما اضلع کے معنی اقوی کے ہیں کیونکہ یہ دونوں بچے ہیں شاید صغرسنی کی وجہ سے بھاگ جائیں کہیں ان کی یہ حرکت میرے اندر اثر انداز نہ ہو جائے کہ میں بھی ان کے پیچھے بھاگ کھڑا ہوں۔ کیونکہ ادھیڑ عمر آدمی لڑائیوں میں صبر آزما ہوتا ہے۔ شدت اور قوت کی وجہ سے بھاگنے سے گریز کرتا ہے۔

سلبه لمعاذبن عمرو الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتول کا مال ومتاع معاذ بن عمروؓ کو اس لئے عنایت فرمایا کہ آپ نے اس کی تلوار میں اس قدر خون دیکھا جس سے آپ کو اندازہ ہو گیا کہ ابوجہل کو گھائل کرنے میں اسی کا دخل ہے۔ لہذا قاتل بھی ہے خواہ اس کی تلوارزنی پہلے ہو یا بعد میں ہو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے امام بخاریؒ کی غرض ہے کہ اس کے آخر میں ہے کلاکما قتله سلبه لمعاذبن عمروؓ اس سے امام بخاریؒ ثابت کر رہے ہیں کہ مال سلب کا قاتل کو دینا یہ بھی امام کی رائے کے سپرد ہے۔ اور امام طحاویؒ تو مزید بر آں یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر قاتل کو دینا واجب ہوتا تو آپ ابوجہل کے مال ومتاع کو ان دونوں میں تقسیم کر دیتے۔ کیونکہ اس کے قتل میں دونوں شریک تھے۔ تو جب آپ نے ایک کی تخصیص کر دی تو معلوم ہوا کہ قتل سے سلب کا مستحق نہیں ہوتا۔ بلکہ تعیین امام سے مستحق بنتا ہے۔ لیکن جمہور علماء اس کا جواب دیتے ہیں کہ سیاق کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ سلب کا مستحق وہی ہوگا جس نے مقتول کو گھائل کر دیا۔ اگرچہ اس کی تلوارزنی میں دوسرا بھی شریک ہو جائے۔ چنانچہ آپ نے ان کی تلواروں کے خون کو دیکھ کر معلوم کر لیا کہ مقتول کے جسم سے خون نکالنے میں کس کی تلوار کا زیادہ دخل ہے۔ تاکہ اسے مقتول کا سلب دیا جائے۔ باقی آپ نے کلاکما قتل اس لئے فرمایا تاکہ دوسرے کی دلداری ہو جائے۔ میرے نزدیک صحیح روایات میں ہے کہ ابوجہل کو قتل کرنے والے تین آدمی تھے۔ معاذ بن عفراءؓ۔ معاذ بن عمرو بن الجموحؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ جیسا کہ مغازی میں آرہا ہے۔ تو اس کی صورت یہ ہوگی کہ حملہ تو معاذ بن عفراءؓ نے کیا ہوگا۔ معاذ بن عمروؓ بھی ان کے ہمراہ ہوں گے۔ اس کے بعد معوذ نے تلوار مار کر اسے ٹھنڈا کر دیا ہو

گا۔ اور عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کا سر کاٹا ہوگا۔ اس طرح سب روایات جمع ہو جاتی ہیں۔ البتہ کلاکما قتلہ کو اس پر محمول کیا جائے گا ان دونوں حضرات کی ضربات سے وہ ابوجہل مقتول کے درجہ تک پہنچ گیا ابھی تھوڑی سی رمق باقی تھی جیسے مذبوح میں رہ جاتی ہے۔ اس اثنا میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بات چیت ہوئی۔ جس نے اس کی گردن اڑا دی۔ علامہ عینیؒ نے امام طحاویؒ کے طرز استدلال پر کلام کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جب آپؐ نے ان دو حضرات میں سے ایک کو ابوجہل کا مال ومتاع دے دیا تو یہ آپؐ کے ذاتی اختیار کی بناء پر تھا۔ کیونکہ آپؐ نے اس دن من قتل قتیلا فلہ سلبہ نہیں فرمایا تھا۔ ورنہ دونوں آدمی اگر کسی کے قتل میں شریک ہوں تو مال مقتول دونوں میں برابر تقسیم کیا جاتا ہے۔ النبی اولی بالمؤمنین کے تحت آپؐ نے یہ فیصلہ کر دیا کہ ایک کو دیا۔ دوسرے کو نہیں دیا۔

بَابُ مَاكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يُعْطِي الْمُؤَلَّفَةَ قُلُوْبُهُمْ وَغَيْرَهُمْ مِنَ الْخُمُسِ وَنَحْوِهٖ رَوَاهُ عَبْدُاللهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ کہ جو کچھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مؤلفۃ القلوب وغیرہ کو دیتے تھے وہ خمس وغیرہ سے دیتے تھے عبداللہ بن زیدؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

حدیث(۲۹۱۷) **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ الخ اَنَّ حَكِيْمَ بْنَ حِزَامٍؓ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَانِيْ ثُمَّ سَأَلْتُهٗ فَاَعْطَانِيْ ثُمَّ قَالَ لِيْ يَاحَكِيْمُ اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ فَمَنْ اَخَذَهٗ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهٗ فِيْهِ وَمَنْ اَخَذَهٗ بِاِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهٗ فِيْهِ وَكَانَ كَالَّذِيْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى قَالَ حَكِيْمٌ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اَرْزَأُ اَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتّٰى اُفَارِقَ الدُّنْيَا فَكَانَ اَبُوْبَكْرٍؓ يَدْعُوْا حَكِيْمًا لِيُعْطِيَهُ الْعَطَاءَ فَيَاْبٰى اَنْ يَّقْبَلَ مِنْهُ شَيْئًا ثُمَّ اِنَّ عُمَرَؓ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهٗ فَاَبٰى اَنْ يَّقْبَلَهٗ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ اِنِّيْ اَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهُ الَّذِيْ قَسَمَ اللهُ لَهٗ مِنْ هٰذَا الْفَيْءِ فَيَاْبٰى اَنْ يَّاْخُذَهٗ فَلَمْ يَرْزَاْ حَكِيْمٌ اَحَدًا مِّنَ النَّاسِ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تُوُفِّيَ.**

ترجمہ۔ حضرت حکیم بن حزامؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا تو آپؐ نے مجھے عطا فرما دیا۔ پھر مانگا تو آپؐ نے دیا۔ لیکن فرمایا کہ اے حکیم! یہ مال سرسبز اور میٹھا ہے۔ جس نے اس کو دل کی سخاوت سے حاصل کیا اس کیلئے تو اس میں برکت ہوگی۔ اور جس نے حرص سے اسے حاصل کیا اس میں اس کیلئے برکت نہیں ہوگی۔ بلکہ وہ شخص اس طرح ہو جائے گا جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا۔ اوپر والا ہاتھ (دینے والا) وہ نیچے والے ہاتھ (لینے والے) سے بہتر ہوتا ہے۔ تو حضرت حکیم پر اس قدر اثر ہوا کہ فرمانے لگے یارسول اللہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے میں آپؐ کے بعد کسی شخص سے اس کی کوئی چیز کم نہیں کروں گا یہاں تک کہ میں دنیا سے جدا ہو جاؤں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کو عطیہ دینے کیلئے بلایا تو انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے لوگوں سے کہا اے مسلمانوں کی جماعت! میں اس پر اس کا وہ حق پیش کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مال فیء میں سے اس کیلئے مقرر کیا ہے۔ تو یہ لینے سے انکاری ہے۔ پس جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت حکیمؓ نے کسی سے کوئی چیز لیکر اسکے مال میں کمی نہیں کی یہاں تک کہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔

حدیث (۲۹۱۸) حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ الخ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهٗ كَانَ عَلَيَّ اِعْتِكَافُ يَوْمٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّفِيَ بِهٖ قَالَ وَاَصَابَ عُمَرُ جَارِيَتَيْنِ مِنْ سَبْيِ حُنَيْنٍ فَوَضَعَهُمَا فِيْ بَعْضِ بُيُوْتِ مَكَّةَ قَالَ فَمَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى سَبْيِ حُنَيْنٍ فَجَعَلُوْا يَسْعَوْنَ فِي السِّكَكِ فَقَالَ عُمَرُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اُنْظُرْ مَا هٰذَا فَقَالَ مَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّبْيِ قَالَ اذْهَبْ فَاَرْسِلِ الْجَارِيَتَيْنِ قَالَ نَافِعٌ وَلَمْ يَعْتَمِرْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجِعْرَانَةِ وَلَوِ اعْتَمَرَ لَمْ يَخْفَ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ وَزَادَ جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مِنَ الْخُمُسِ وَرَوَاهُ مَعْمَرٌ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَ فِي النَّذْرِ وَلَمْ يَقُلْ يَوْمٍ.

ترجمہ۔ حضرت عمر بن الخطاب نے عرض کی یا رسول اللہ! زمانہ جاہلیت میں میں نے ایک دن کے اعتکاف کعبہ کی نظر مانی تھی آپ نے حکم دیا اسے پورا کرو۔ راوی فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کو حنین کی قیدی عورتوں میں سے دو باندیاں حاصل ہوئی تھیں جن کو آپ نے مکہ کے بعض گھروں میں پابند کر دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کی قیدی عورتوں پر احسان کر دیا تو وہ مکہ کی گلیوں میں کودتی پھرتی تھیں حضرت عمرؓ نے شور سن کر فرمایا کہ اے عبداللہ دیکھو کیا معاملہ ہے انہوں نے فرمایا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کی قیدی عورتوں پر احسان کر کے چھوڑ دیا ہے۔ تو آپ حضرت عمرؓ نے ابن عمرؓ سے فرمایا جاؤ ان دونوں باندیوں کو چھوڑ دو۔ حضرت نافع فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعرانہ سے عمرہ نہیں کیا اگر عمرہ کیا ہوتا تو حضرت عبداللہ پر مخفی نہ ہوتا جریر نے اپنی سند سے ابن عمرؓ سے یہ الفاظ زائد روایت کیئے ہیں کہ دو باندیاں خمس میں سے تھیں۔ اور معمر نے اپنی روایت میں نذر کے بارے میں یوم کا ذکر نہیں کیا۔

حدیث (۲۹۱۹) حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الخ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ قَالَ اَعْطٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْمًا وَمَنَعَ اٰخَرِيْنَ فَكَاَنَّهُمْ عَتَبُوْا عَلَيْهِ فَقَالَ اِنِّيْ اُعْطِيْ قَوْمًا اَخَافُ ظَلَعَهُمْ وَجَزَعَهُمْ وَاَكِلُ اَقْوَامًا اِلٰى مَا جَعَلَ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مِنَ الْخَيْرِ وَالْغِنٰى مِنْهُمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ فَقَالَ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ مَا اُحِبُّ اَنَّ لِيْ بِكَلِمَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُمْرَ النَّعَمِ وَزَادَ اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ جَرِيْرٍ الخ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِمَالٍ اَوْ بِسَبْيٍ فَقَسَمَهٗ بِهٰذَا.

ترجمہ۔ حضرت عمرو بن تغلب فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو دیا۔ اور دوسرے سے روک لیا پس یہ لوگ آپ سے ناراض ہوئے۔ جس پر آپ نے فرمایا میں جن لوگوں کو دیتا ہوں مجھے ان کے ٹیڑھے پن اور گھبراہٹ کا خطرہ ہوتا ہے۔ ان کی تالیف قلب کے لئے دیتا ہوں۔ اور بعض لوگوں کو میں اس خیر اور غنی کے سپرد کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں پیدا فرمائی ہے۔ ان میں سے عمرو بن تغلب فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کلمہ کے بدلے میں تو اپنے لئے سرخ اونٹ بھی پسند نہیں کرتا۔ ابو عاصم نے یہ الفاظ زائد نقل کئے ہیں کہ حضرت عمرو بن تغلب حدیث بیان کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مال آیا یا قیدی عورتیں آئیں جس کو آپ نے اس طرح تقسیم فرمایا۔

حدیث (۲۹۲۰) حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ الخ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ اُعْطِيْ

قُرَيْشًا اَتَاَلَّفُهُمْ لِاَنَّهُمْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں قریش کو اس لئے دیتا ہوں کہ اس سے میں ان کی تالیف قلب کرتا ہوں کیونکہ یہ لوگ جاہلیت کے زمانہ کے قریب ہیں۔اس طرح ان کے دل بندھ جائیں گے۔

حدیث (۲۹۲۱) حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ الخ اَخْبَرَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍؓ اَنَّ نَاسًا مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَمْوَالِ هَوَازِنَ مَآ اَفَآءَ فَطَفِقَ يُعْطِيْ رِجَالًا مِّنْ قُرَيْشٍ الْمِائَةَ مِنَ الْاِبِلِ فَقَالُوْا يَغْفِرُاللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْ قُرَيْشًا وَيَدَعُنَا وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَآئِهِمْ قَالَ اَنَسٌؓ فَحُدِّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَقَالَتِهِمْ فَاَرْسَلَ اِلَى الْاَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِيْ قُبَّةٍ مِنْ اَدَمٍ وَلَمْ يَدْعُ مَعَهُمْ اَحَدًا غَيْرَهُمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا جَآءَ هُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا كَانَ حَدِيْثٌ بَلَغَنِيْ عَنْكُمْ قَالَ لَهٗ فُقَهَآؤُهُمْ اَمَّا ذَوُوْا رَاْيِنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَمْ يَقُوْلُوْا شَيْئًا وَاَمَّا اُنَاسٌ مِّنَّا حَدِيْثَةٌ اَسْنَانُهُمْ فَقَالُوْا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْ قُرَيْشًا وَيَتْرُكُ الْاَنْصَارَ وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَآئِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ اُعْطِيْ رِجَالًا حَدِيْثٌ عَهْدُهُمْ بِكُفْرٍ مَا تَرْضَوْنَ اَنْ يَّذْهَبَ النَّاسُ بِالْاَمْوَالِ وَتَرْجِعُوْنَ اِلٰى رِحَالِكُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَاللّٰهِ مَا تَنْقَلِبُوْنَ بِهٖ خَيْرٌ مِّمَّا يَنْقَلِبُوْنَ بِهٖ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ رَضِيْنَا فَقَالَ لَهُمْ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ اَثَرَةً شَدِيْدَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْحَوْضِ قَالَ اَنَسٌؓ فَلَمْ نَصْبِرْ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک خبر دیتے ہیں کہ انصار کے کچھ لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر ھوازن کے اموال کو عطا فرمایا جو کچھ کہ اللہ تعالیٰ نے فئی کے طور پر عطا فرمایا۔ پس آپؐ نے قریش کے آدمیوں کو سو۱۰۰ سو۱۰۰ اونٹ دینے شروع کئے تو انصار کہنے لگے اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مغفرت کرے کہ وہ قریش کو دیتے ہیں اور ہمیں چھوڑ دیتے ہیں۔ حالانکہ ہماری تلواریں ابھی تک ان کے خون سے تر بتر ہیں۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی بات چیت پہنچی تو آپؐ نے انصار کے پاس آدمی بھیجا کہ وہ سب ایک چمڑے کے خیمے کے نیچے جمع ہو جائیں۔ ان کے ساتھ ان کے سوا اور کوئی نہ ہو پس جب سب جمع ہو گئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے۔ فرمایا یہ کیا بات ہے جو تمہاری طرف سے مجھ تک پہنچی ہے۔ تو ان کے سمجھدار لوگوں نے آپؐ سے کہا حضرت ہم میں سے جو عقلمند لوگ تھے انہوں نے تو کچھ نہیں کہا البتہ ہم میں سے نوخیز نوعمر لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مغفرت کرے جو قریش کو دیتا ہے اور ہمیں چھوڑ دیتا ہے حالانکہ ہماری تلواریں ابھی تک ان کے خون سے تر بتر ہیں فرمایا میں ان لوگوں کی تالیف قلب کے لئے اس لئے دیتا ہوں کہ وہ ابھی ابھی کفر کے زمانہ کے قریب ہیں۔ کیا تم لوگ اس پر راضی نہیں ہو کہ لوگ تو مال و اسباب لے کر جائیں اور تم اپنے گھروں کو اللہ کا رسول لے کر لوٹو۔ پس اللہ کی قسم! جس چیز کو تم لے کر لوٹو گے وہ بہتر ہے اس چیز سے جس کو وہ لے کر لوٹیں گے۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ! ہم راضی ہو چکے جس پر آپؐ نے ان سے فرمایا کہ تم میرے بعد اپنے اوپر بڑی بڑی سخت ترجیحات کو دیکھو گے۔ صبر کرنا۔ یہاں تک

کہ تم لوگ حوض کوثر پر اللہ اور اس کے رسول سے ملاقات کرو گے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں افسوس ہم سے صبر نہ ہو سکا۔

حدیث (۲۹۲۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الخ اَخْبَرَنِیْ جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ اَنَّهٗ بَيْنَا هُوَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ النَّاسُ مُقْبِلًا مِنْ حُنَيْنٍ عَلِقَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَعْرَابُ يَسْاَلُوْنَهٗ حَتّٰى اضْطَرُّوْهُ اِلٰى سَمُرَةٍ فَخَطِفَتْ رِدَآءَهٗ فَوَقَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعْطُوْنِیْ رِدَآءِیْ فَلَوْ كَانَ عَدَدُ هٰذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمًا لَقَسَمْتُهٗ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْنِیْ بَخِيْلًا وَّلَا كَذُوْبًا وَّلَا جَبَانًا۔

ترجمہ۔ حضرت جبیر بن مطعمؓ فرماتے ہیں کہ دریں اثناء وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ جب کہ آپؐ کے ہمراہ بہت سے لوگ تھے۔ جب کہ آپ حنین سے واپس آرہے تھے تو دیہاتی لوگ آپؐ سے چمٹ چمٹ کر مانگتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کو ایک کیکر کے درخت کے نیچے پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔ بلکہ انہوں نے آپ کی چادر مبارک بھی اچک لی۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رک گئے۔ فرمایا میری چادر مجھے واپس دے دو۔ پس اگر کانٹے دار جھنڈ کے برابر میرے پاس اونٹ ہوتے تو میں ضرور ان کو تمہارے درمیان تقسیم کر دوں گا۔ پھر تم لوگ نہ مجھے بخیل پاؤ گے نہ جھوٹا اور نہ بزدل۔

حدیث (۲۹۲۳) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ كُنْتُ اَمْشِیْ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِیٌّ غَلِيْظُ الْحَاشِيَةِ فَاَدْرَكَهٗ اَعْرَابِیٌّ فَجَذَبَهٗ جَذْبَةً شَدِيْدَةً حَتّٰى نَظَرْتُ اِلٰى صَفْحَةِ عَاتِقِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَثَّرَتْ بِهٖ حَاشِيَةُ الرِّدَآءِ مِنْ شِدَّةِ جَذْبَتِهٖ ثُمَّ قَالَ مُرْلِیْ مِنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِیْ عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ فَضَحِكَ ثُمَّ اَمَرَ لَهٗ بِعَطَاءٍ۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چل رہا تھا۔ اور آپؐ کے اوپر نجرانی چادر تھی جس کا کنارہ سخت گاڑھا تھا۔ ایک دیہاتی نے آپ کو آ پکڑا اور چادر کو اتنا سخت کھینچا کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے کے کنارہ کو دیکھا کہ چادر کے کنارہ نے اس کے سخت کھینچنے سے نشان کر دیئے ہیں پھر کہنے لگا اے اللہ کے رسول اس مال سے جو اللہ تعالیٰ کا آپؐ کے پاس ہے میرے لئے عطا کرنے کا حکم دیجئے۔ آپؐ اس کی طرف متوجہ ہوئے ہنس دیئے پھر اس کے لئے عطیہ کا حکم دیا۔

حدیث (۲۹۲۴) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ اٰثَرَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنَاسًا فِی الْقِسْمَةِ فَاَعْطَى الْاَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ مِائَةً مِنَ الْاِبِلِ وَاَعْطٰى عُيَيْنَةَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَاَعْطٰى اُنَاسًا مِنْ اَشْرَافِ الْعَرَبِ فَاٰثَرَهُمْ يَوْمَئِذٍ فِی الْقِسْمَةِ قَالَ رَجُلٌ وَاللّٰهِ اِنَّ هٰذِهِ الْقِسْمَةَ مَا عُدِلَ فِيْهَا وَمَا اُرِيْدَ بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَاُخْبِرَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَيْتُهٗ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ فَمَنْ يَّعْدِلُ اِذَا لَمْ يَعْدِلِ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ رَحِمَ اللّٰهُ مُوْسٰى قَدْ اُوْذِیَ بِاَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جب حنین کی جنگ ختم ہوگئی تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تقسیم کے اندر کچھ لوگوں کو ترجیح دی۔ چنانچہ اقرع بن حابس کو سو ۱۰۰ اونٹ عطا فرمائے۔ اور اسی طرح حضرت عیینہؓ کو بھی اسی قدر دیئے۔ اور عرب کے بڑے بڑے شرفاء کو نوازا گیا۔ پھر

حال اس دن تقسیم میں کچھ لوگوں کو ترجیح دے کر زیادہ مال دیا۔ تو ایک آدمی نے کہا اللہ کی قسم! کہ یہ وہ تقسیم ہے جس میں انصاف نہیں کیا گیا۔ یا اس میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ تو میں نے کہا کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور اس کی اطلاع دوں گا۔ چنانچہ میں نے آ کر آپ کو اطلاع دی۔ جس پر آپ نے فرمایا کہ جب اللہ اور اس کا رسول انصاف نہیں کرتے تو اور کون عدل وانصاف کرے گا۔ اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے ان کو اس سے بھی زیادہ تکلیف دی گئی۔ لیکن آپ نے صبر کیا۔ مجھے بھی صبر کرنا چاہیے۔

حدیث (۲۹۲۵) حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ الخ عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِیْ بَكْرٍؓ قَالَتْ كُنْتُ اَنْقُلُ النَّوٰى مِنْ اَرْضِ الزُّبَيْرِ الَّتِیْ اَقْطَعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَاْسِیْ وَهِیَ مِنِّیْ عَلٰى ثُلُثَیْ فَرْسَخٍ وَقَالَ اَبُوْضَمْرَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْطَعَ الزُّبَيْرَؓ اَرْضًا مِنْ اَمْوَالِ بَنِی النَّضِيْرِ.

ترجمہ۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ فرماتی ہیں کہ میں حضرت زبیرؓ کی اس جاگیر سے کھجور کی گٹھلیاں اپنے سر پر اٹھا کر لاتی تھی جو زمین آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جاگیر کے طور پر عطا فرمائی تھی۔ اور وہ میرے فرسخ دو تہائی فاصلہ پر تھی۔ ابوحمزہ اپنی سند سے ذکر کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنونضیر کے اموال میں سے حضرت زبیر کو زمین عطا فرمائی تھی۔

حدیث (۲۹۲۶) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِؓ اَجْلَى الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى مِنْ اَرْضِ الْحِجَازِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا ظَهَرَ عَلٰى اَهْلِ خَيْبَرَ اَرَادَ اَنْ يُّخْرِجَ الْيَهُوْدَ مِنْهَا وَكَانَتِ الْاَرْضُ لَمَّا ظَهَرَ عَلَيْهَا لِلْيَهُوْدِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ فَسَاَلَ الْيَهُوْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّتْرُكَهُمْ عَلٰى اَنْ يَّكْفُوا الْعَمَلَ وَلَهُمْ نِصْفُ الثَّمَرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُقِرُّكُمْ عَلٰى ذٰلِكَ مَا شِئْنَا فَاُقِرُّوْا حَتّٰى اَجْلَاهُمْ عُمَرُؓ فِیْ اِمَارَتِهٖ اِلٰى تَيْمَآءَ اَوْ اَرِيْحَا.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے یہود و نصاریٰ کو ملک حجاز سے جلاوطن کر دیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خیبر والوں پر غالب آئے تھے تو آپ نے یہود کو وہاں سے نکالنے کا ارادہ فرمایا اور عادت یہ تھی کہ جب بھی کوئی علاقہ فتحیاب ہوتا تو وہ اللہ تعالیٰ کیلئے۔ رسول اللہ کے لئے اور مسلمانوں کیلئے ہوتا تھا۔ تو یہود نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ انہیں خیبر میں اس شرط پر رہنے دیں کہ باغوں کی ساخت پرداخت کا عمل ان کی ذمہ داری ہوگی اور ان کے لئے پھل کی آمدنی کا نصف ہوگا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تک ہماری مرضی ہوگی اس شرط پر ہم لوگ تمہیں ٹھہرنے دیں گے۔ پس وہ یہود اس وقت تک برقرار رہے۔ یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں انہیں تیماء یا اریحا کی طرف جلاوطن کر دیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فاصاب عمر جاریۃ الخ اس سے ترجمہ کا دوسرا جزء ثابت کرتا ہے۔ یعنی غیر مؤلفۃ القلوب کو عطا کرنا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ واضح ہے کہ حضرت عمرؓ مؤلفۃ القلوب میں سے نہیں تھے۔ ان کو حنین کی سبایا میں سے دو باندیوں کا عطا کرنا ترجمہ کے دوسرے جزء کو ثابت کرتا ہے۔

انکم ستجدون بعدی اثرۃ شدیدۃ جب آپ نے دیکھا کہ تقسیم کے بارے میں ان کی بدگمانیاں ہو رہی ہیں۔ حالانکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معصوم تھے۔ اس لئے جو کچھ انہوں نے کیا بالکل ٹھیک کیا۔ تو مہاجرین اپنے امام حکومت میں ان کے ساتھ جو بدسلوکی کرنے

والے تھے آپؐ نے اس سے ان کو ڈرایا اور دنیاوی مال واسباب سے بے پرواہ ہو کر صبر کرنے کی تلقین فرمائی اور یہ بشارت بھی تھی کہ تم اس صبر کی وجہ سے حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کرو گے۔ تو گویا کہ بہشتی اور جنتی ہو۔ اس افادہ سے قطب گنگوہیؒ نے مناسبت کو بیان فرمایا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اس سے ترجمہ کی مناسبت بیان فرمائی۔ کہ یہ لوگ اگر کامل الایمان ہوتے تو جو انہوں نے کیا ایسا نہ کرتے۔ ایسے آئندہ روایت میں بھی اگر اعرابی کامل الایمان ہوتا کھینچا تانی کا معاملہ نہ کرتا۔ بہر حال ان سب کو عطا کرنا ان سے ان سب کی تالیف قلب کے لئے تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ چنانچہ علامہ عینیؒ بھی فرماتے ہیں کہ اعراب اور اعرابی کی بدسلوکی کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو عطا کرنا یہ سب تالیف قلب کے لئے تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ تركهم على ان يملكو ا شراح کو تو مناسبت ثابت کرنے میں پریشانی لاحق ہوئی ہے۔ لیکن حضرت شیخ گنگوہیؒ مناسبت ثابت کرنے کے لئے فرماتے ہیں کہ جب آپؐ نے اہل خیبر کے باغات کا تخمینہ لگا کر ثلث یا ربع چھوڑ دینے کا حکم دیا جب کہ روایات سے واضح ہے تو یہ بھی اعطاء ہوا۔ لیکن یہ اعطاء غیر مؤلفۃ القلوب کے لئے ہے۔ اگر اس سے مراد مؤمنین ہوں۔ اگر عام لوگ ہیں خواہ وہ مؤمن کامل ہوں یا جن کا ایمان ابھی کامل نہیں ہوا یا جو ابھی تک مؤمن نہیں ہوئے تو پھر یہ اعطاء ان کی تالیف قلب کیلئے ہے۔ تو یہ اعطاء من الخمس ونحوه دونوں کے قبیلہ سے ہوگا۔ اس لئے کہ اس آمدنی کا جو حصہ مسلمانوں کو پہنچے گا پہلے اس کا خمس نکالا جائے گا۔ پھر اسے غانمین میں ان کے حصہ کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔ اور جو کچھ ان کے حصہ سے کم ہوگا خواہ وہ ربع خمس اور ثلث کو چھوڑ دینے کی صورت میں ہو تو یہ بھی ان کے خمس سے کم ہوا۔ تو اتنی مقدار جو مسلمانوں کی طرف سے گئی گویا کہ یہ بھی اعطاء ہے خوب غور سے سمجھو کیونکہ بہت سے اساتذہ کو اس میں تعجب ہوا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قطب گنگوہیؒ نے عجیب طریقہ سے مناسبت بیان فرمائی ہے۔ ورنہ بہت سے شراح نے تو سرے سے مناسبت کا انکار ہی کر دیا۔ چنانچہ حافظ فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ ابن المنیرؒ فرماتے ہیں کہ باقی تو سب احادیث ترجمہ سے مناسبت رکھتی ہیں لیکن یہ آخری روایت جس میں اہل خیبر کا ذکر ہے وہ تو بالکل مناسبت نہیں رکھتی۔ کیونکہ اس میں تو اعطاء کا ذکر ہی نہیں ہے۔ لیکن دوسرے مقام سے اس کی مطابقت جہات معلوم ہوتی ہیں۔ جس سے ترجمہ سے مناسبت ہو جائے گی۔ اور علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث اور ترجمہ میں بالکل مطابقت نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں اعطا کا ذکر ہی نہیں۔ لیکن جواب یہ ہے کہ دوسرے مقام سے جہات اعطاء کا ثبوت ملتا ہے۔ اس اعتبار سے ترجمہ داخل کرنا صحیح ہوگا۔ اور شیخ الاسلام بھی شرح کے اندر فرماتے ہیں کہ ممکن ہے اموال بنو نضیر کو بھی اموال خیبر میں شمار کیا ہو۔ اور غلبہ سے مراد عام ہو۔ خواہ وہ فتح کے ذریعہ ہو یا صلح کے ذریعہ تو اس طرح اعطاء مؤلفۃ القلوب وغیر المؤلفۃ من اموال بنی النضیر ثابت ہوگا۔ اور شیخ گنگوہیؒ نے جو کہا فالهم فانه غريب الخ.

تشریح از قاسمیؒ۔ حکیم بن حزام مؤلفۃ القلوب میں سے تھے۔ تو ان کا اعطاء ثابت ہوا جس سے ترجمہ کا جزء اول ثابت ہے قال نافع لم يعتمر من جعرانة کا عمرہ اگرچہ حضرت نافع کو معلوم نہ ہو سکا لیکن دیگر حضرات سے آپؐ کے چار عمرے منقول ہیں جو مشہور ہیں اس لئے ان کا انکار کوئی نقصان دہ ثابت نہ ہوگا۔

عمرو بن تغلب کامل الایمان تھے۔ اس لئے آنجنابؐ کے ارشاد سے خوش ہوئے۔ ماافاء الله کے کلمہ کا اضافہ تفخیم اور تکثیر کیلئے ہے اور واقعی حنین سے جو فیئ کا مال حاصل ہوا وہ عظیم وکثیر تھا۔ چنانچہ روایات سے ثابت ہوا کہ چھ ہزار تو قیدی عورتیں تھیں چوبیس ہزار اونٹ تھے۔ اور چار ہزار اوقیہ من فضہ تھا۔ اور چالیس ہزار سے زائد بکریاں تھیں۔

رجالا من قریش اهل مکہ جو فتح مکہ کے موقعہ پر مسلمان ہوئے ان کی تالیف قلب کے لئے آپؐ نے یہ عطا یا دیئے۔
الاستشار کے معنی الفراد بالشیئ۔ فاصبروا ای علی حذ الابتلاء چنانچہ یہ ترجیحات حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں اور ان کے بعد شروع ہوئیں جن کی شکایت حضرات انصار نے حضرت معاویہؓ سے کی۔ انہوں نے پوچھا کہ پھر آپؐ نے تمہیں کیا تلقین کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ فاصبروا فرمایا تھا۔ تو حضرت امیر معاویہؓ نے فرمایا پھر آپؐ کے حکم کی تعمیل کرو اور صبر کرو۔

حتی تلقوا علی الحوض یہ جنت کی بشارت ہے اور صبر کی جزا ہے۔ ثم لاتجدونی بخیلا و لا کذوبا و لاجبانا پہلے جملہ کی مناسبت باب سے ظاہر ہے۔ کہ آپؐ نے فرمایا کذوبا سے اشارہ ہے کہ میں نے ایفاء وعدہ کر کے اعطاء کر دیا۔ اور لاجبانا سے اشارہ ہے کہ یہ میرا اعطاء کسی خوف اور رعب سے نہیں ہے۔ اور علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ ترجمہ سے مناسبت لقسمته بینکم سے مستفاد ہے نجران۔ شام۔ حجاز اور یمن کے درمیان واقع ایک مقام کا نام ہے۔

ماعدل فیھا اور قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ سب النبی یعنی نبی کو گالی دینا کفر ہے۔ جس کی سزا قتل ہے۔ لیکن تالیف لغیرھم آپؐ نے اسے قتل نہیں کیا۔ تا کہ لوگوں میں مشہور نہ ہو جائے کہ آپؐ اپنے اصحاب کو بھی قتل کر دیتے ہیں۔ اور بنو نضیر کی اراضی کا اعطاء یہ ترجمہ کے دوسرے حصہ کو ثابت کرتا ہے۔

وھوھم من الخمس الخ فرسخ تو میل کا ہوتا ہے ثلثی فرسخ چھ میل ہوا۔ تو اراضی زبیرؓ چھ میل کے فاصلہ پر تھی جہاں سے حضرت اسماءؓ گٹھلیاں اٹھا کر لاتی تھیں۔

بَابُ مَا يُصِيبُ مِنَ الطَّعَامِ فِي أَرْضِ الْحَرْبِ

ترجمہ۔ کھانے پینے کی چیزیں جو دار الحرب میں ملیں ان کا کیا حکم ہے

حدیث (۲۹۲۷) حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍؓ قَالَ كُنَّا مُحَاصِرِينَ قَصْرَ خَيْبَرَ فَرَمٰى إِنْسَانٌ بِجِرَابٍ فِيهِ شَحْمٌ فَنَزَوْتُ لِاٰخُذَهُ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مغفلؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے خیبر کے محل کا گھراؤ کیا ہوا تھا کہ ایک انسان نے ایک تھیلا پھینکا جس میں چربی تھی تو اس کو پکڑنے کیلئے میں جلدی کودا میں نے ادھر دیکھا تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے جس سے مجھے شرم آ گئی۔

حدیث (۲۹۲۸) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ كُنَّا نُصِيبُ فِي مَغَازِينَا الْعَسَلَ وَالْعِنَبَ فَنَأْكُلُهُ وَلَا نَرْفَعُهُ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں اپنی لڑائیوں کے اندر شہد اور انگور ملتے تھے۔ جنہیں ہم کھاتے تو تھے لیکن اٹھا کے نہیں رکھتے تھے۔

حدیث (۲۹۲۹) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ الخ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفٰىؓ يَقُولُ أَصَابَتْنَا مَجَاعَةٌ لَيَالِيَ خَيْبَرَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ وَقَعْنَا فِي الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ فَانْتَحَرْنَاهَا فَلَمَّا غَلَتِ الْقُدُورُ نَادٰى مُنَادِيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْفِئُوا الْقُدُورَ فَلَا تَطْعَمُوا مِنْ لُحُومِ الْحُمُرِ شَيْئًا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَقُلْنَا إِنَّمَا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّهَا لَمْ تُخَمَّسْ قَالَ وَقَالَ اٰخَرُونَ حَرَّمَهَا الْبَتَّةَ وَسَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ فَقَالَ حَرَّمَهَا الْبَتَّةَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن ابی اوفیؓ فرماتے ہیں کہ خیبر کی سفر کی راتوں میں ہمیں بھوک نے سخت ستایا جب خیبر کی لڑائی ختم ہوگئی تو ہم گدھوں پر ٹوٹ پڑے۔ پس ان کو ذبح کر ڈالا۔ پھر جب ہانڈیاں ابلنے لگیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان کنندہ نے اعلان کیا کہ ہانڈیوں کو انڈیل دو۔ اور گدھوں کے گوشت میں سے کچھ بھی نہ چکھو۔ حضرت عبداللہ ابن ابی اوفیؓ فرماتے ہیں کہ ہم آپس میں کہتے تھے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلئے منع فرمایا کہ ان کا خمس نہیں نکالا گیا۔ اور دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ آپ نے بالکل ان کو حرام قرار دے دیا اور میں نے سعید بن جبیرؓ سے پوچھا تو انہوں نے بھی یہی فرمایا کہ بالکل حرام قرار دیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ سالت سعید بن جبیر حضرت سعید بن جبیرؓ سے اس لئے پوچھا کہ وہ حضرت ابن عباسؓ کے خاص شاگرد تھے۔ اور ابن عباسؓ گدھے کے گوشت کی حلت کے قائل تھے۔ لیکن حضرت سعید بن جبیرؓ کو دیگر صحابہ کرامؓ سے اس کی حرمت کی تحقیق ہو گئی۔ تو انہوں نے بالیقین حرمت کا فتوی دیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ سعید بن جبیرؓ سے سوال کی تخصیص کا جو فائدہ قطب گنگوہیؒ نے بیان فرمایا وہ بہترین ہے۔ ابوداؤد نے بھی ابن عباسؓ کا یہی مذہب نقل کیا ہے کہ اکثر اہل علم کے نزدیک تو اس کی حرمت ہے۔ البتہ ابن عباسؓ سے رخصت کی روایت ہے۔ ابن عبدالبر فرماتے ہیں اب اس کی حرمت میں کسی کا اختلاف نہیں رہا۔ آج جمیع علماء مسلمین اس کی تحریم پر متفق ہیں۔ جابر بن عبداللہؓ سے بھی نہی کی روایت مروی ہے۔ اور شیخ گنگوہیؒ نے یہ بھی فرمایا کہ باب کی دونوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ مجاہدین کو بقدر حاجت مال غنیمت میں سے کھانے پینے کی چیز لینا جائز ہے۔ جب کہ اس سے مقصود مالیت بنانا نہ ہو۔ جیسے کہ حمر اھلیہ کو ذبح کر کے استعمال کرنے لگے کہ آپ نے ان کے گوشت کے استعمال سے روک لیا۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ بدون اجازت امام کسی چیز کا لینا جائز نہیں ہے۔ اور حافظؒ فرماتے ہیں کہ علة نهى من لحوم الحمر الاهلية کے بارے میں صحابہ کرامؓ کے درمیان اختلاف تھا۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ لذاتہا ان کا گوشت حرام ہے۔ اور بعض کسی عارض کی وجہ سے کہتے تھے۔ بہرحال اس کی مزید بحث کتاب المغازی میں آئے گی۔ بعض فرماتے ہیں کہ گدھا گندگی کھاتا ہے۔ البتہ کے معنی قطع کے ہیں۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ بہرحال جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ جن اشیاء کا تعلق غذا سے ہے۔ یا جو چیزیں عادۃً غذا کا فائدہ دیتی ہیں۔ اس طرح جانوروں کا گھاس ان کا قبل از قسمت اور بعد از قسمت لینا جائز ہے۔ خواہ امام کی اجازت ہو یا نہ ہو۔

استحییت منه یعنی مجھے اپنے اس حریصانہ فعل سے ندامت ہوئی۔ لیکن جواز ثابت ہو گیا کہ آپ نے اس پر کوئی نکیر نہیں فرمائی۔ بلکہ ابو داؤد طیالسی میں ہے کہ اس کے آخر میں ہے کہ آپ نے فرمایا هو لک کہ وہ تیرے لئے ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ الْجِزْيَةِ وَالْمُوَادِعَةِ مَعَ اَهْلِ الْحَرْبِ

ترجمہ باب اہل ذمہ یعنی ذمیوں کے لئے جزیہ اور اہل حرب سے کسی مدت معینہ تک کسی مصلحت کی وجہ سے جنگ چھوڑ دی جائے

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اِلٰى قَوْلِهٖ صَاغِرُوْنَ اَذِلَّاءُ وَمَا جَاءَ فِيْ اَخْذِ الْجِزْيَةِ مِنَ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى وَالْمَجُوْسِ وَالْعَجَمِ وَقَالَ

بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ نَجِيْحٍ قُلْتُ لِمُجَاهِدٍ مَا شَأْنُ اَهْلِ الشَّامِ عَلَيْهِمْ اَرْبَعَةُ دَنَانِيْرَ وَاَهْلُ الْيَمَنِ عَلَيْهِمْ دِيْنَارٌ قَالَ جُعِلَ ذٰلِكَ مِنْ قِبَلِ الْيَسَارِ.

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اس آیت سے جزیہ کی مشروعیت معلوم ہوتی ہے جو لوگ اللہ پر اور آخری دن پر یقین نہیں رکھتے ان سے جزیہ وصول کرنے تک لڑتے رہو اور جو لوگ اللہ اور اسکے رسول کے محرمات کو حرام قرار نہیں دیتے۔ جیسے اہل کتاب اس سے بھی جزیہ لو۔ وھم صاغرون تک۔ صاغر میں ذلیل۔ مسکنۃ مسکین کی مصدر ہے۔ اسکن من فلان کے معنی ہے کہ وہ اس سے زیادہ محتاج ہے کہ کسی کروٹ اسے سکون میسر نہیں اور یہود نصاریٰ مجوسی اور عجمیوں سے جو جزیہ لیا گیا اس کے بارے میں جو کچھ وارد ہے۔ ابن عیینہ فرماتے ہیں ابن ابی نجیح سے کہ میں نے حضرت مجاہد سے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ شام والوں پر تو چار دینار کی کس جزیہ ہے اور یمن والوں پر محض ایک دینار۔ تو انہوں نے فرمایا یہ فرق محض دولت مندی کی وجہ سے رکھا گیا ہے۔

حدیث (۲۹۳۰) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ سَمِعْتُ عَمْرًا قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَعَمْرِو بْنِ اَوْسٍ فَحَدَّثَهُمَا بَجَالَةُ سَنَةَ سَبْعِيْنَ عَامَ حَجَّ مُصْعَبُ بْنُ الزُّبَيْرِ بِاَهْلِ الْبَصْرَةِ عِنْدَ دَرَجِ زَمْزَمَ قَالَ كُنْتُ كَاتِبًا لِجَزْءِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَمِّ الْاَحْنَفِ فَاَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ قَبْلَ مَوْتِهٖ بِسَنَةٍ فَرِّقُوْا بَيْنَ كُلِّ ذِيْ مَحْرَمٍ مِّنَ الْمَجُوْسِ وَلَمْ يَكُنْ عُمَرُؓ اَخَذَ الْجِزْيَةَ مِنَ الْمَجُوْسِ حَتّٰى شَهِدَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَهَا مِنْ مَجُوْسِ هَجَرَ.

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں جابر بن زید اور عمرو بن اوس کے ہمراہ بیٹھا ہوا تھا کہ ان دونوں کو بجالہ نے سن ستر ہجری میں حدیث سنائی جس سال کہ مصعب بن الزبیر بصرہ والوں کو حج کرا رہے تھے زمزم کی سیڑھی کے پاس سنائی بجالہ فرماتے ہیں کہ میں جزی بن معاویہ جو احنف کے چچا تھے میں ان کا میر منشی تھا۔ ہمارے حضرت عمر بن الخطابؓ کا والا نامہ ان کی وفات کے ایک سال پہلے پہنچا۔ جس کا مضمون یہ ہے کہ مجوس کے ذی محرموں کو نکاح سے جدا کر دو اور حضرت عمرؓ مجوس سے جزیہ نہیں لیتے تھے۔ یہاں تک حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے گواہی دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجر کے مجوسیوں سے جزیہ لیتے تھے۔

حدیث (۲۹۳۱) حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ الخ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَمْرَو بْنَ عَوْفٍ الْاَنْصَارِيَّ وَهُوَ حَلِيْفٌ لِبَنِيْ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا اَخْبَرَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ اِلَى الْبَحْرَيْنِ يَاْتِيْ بِجِزْيَتِهَا وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَالَحَ اَهْلَ الْبَحْرَيْنِ وَاَمَّرَ عَلَيْهِمُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ فَقَدِمَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِّنَ الْبَحْرَيْنِ فَسَمِعَتِ الْاَنْصَارُ بِقُدُوْمِ اَبِيْ عُبَيْدَةَ فَوَافَقَتْ صَلٰوةَ الصُّبْحِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا صَلّٰى بِهِمُ الْفَجْرَ انْصَرَفَ فَتَعَرَّضُوْا لَهٗ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ رَاٰهُمْ وَقَالَ اَظُنُّكُمْ قَدْ سَمِعْتُمْ اَنَّ اَبَا عُبَيْدَةَ قَدْ جَاءَ بِشَيْءٍ قَالُوْا اَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاَبْشِرُوْا وَاَمِّلُوْا مَا يَسُرُّكُمْ فَوَاللّٰهِ لَا الْفَقْرَ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنْ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ اَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمْ

الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَا فَسُوْهَا كَمَا تَنَا فَسُوْهَا وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا اَهْلَكَتْهُمْ

ترجمہ۔ حضرت مسور بن مخرمہ خبر دیتے ہیں کہ حضرت عمرو بن عوف انصاریؓ جو بنو عامر بن لوی ؓ کے حلیف تھے۔ اور بدر کی لڑائی میں حاضر تھے۔ انہوں نے انہیں خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کو بحرین کا جزیہ لانے کیلئے بھیجا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین والوں سے صلح کر لی تھی اور ان پر حضرت علاء بن الحضرمیؓ کو حاکم مقرر کیا تھا پس حضرت ابو عبیدہؓ بحرین کا مال لے کر آئے تو انصار نے ان کے آنے کی خبر سن لی تو صبح کی نماز جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ادا کرنے کا پروگرام بنایا جب آپؐ انہیں فجر کی نماز پڑھا کر فارغ ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوئے جب آپؐ نے ان کو دیکھا تو مسکرا دیئے فرمایا میرا گمان یہ ہے کہ تم نے حضرت ابو عبیدہؓ کے متعلق سن لیا کہ وہ کوئی چیز لے کر آئے ہیں یہ بولے ہاں یا رسول اللہ! تو آپؐ نے فرمایا تمہیں خوشخبری ہو کہ تمہارا مقصود حاصل ہوا اور جو چیز تمہیں خوش کرے اس کی امید لگاؤ پس اللہ کی قسم! مجھے تم پر تنگدستی کا خطرہ نہیں ہے لیکن مجھے خطرہ یہ ہے کہ دنیا تم پر ایسے پھیلا دی جائے گی جیسے تم میں سے پہلے لوگوں پر پھیلائی گئی پس تم بھی اس دنیا میں ایسے رغبت کرو گے جیسا کہ انہوں نے اس میں رغبت کی تھی اور تمہیں دنیا ایسے ہلاک کرے گی جیسے کہ ان کو ہلاک کیا۔

حدیث (۲۹۳۲) حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوْبَ الخ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ قَالَ بَعَثَ عُمَرُ النَّاسَ فِيْٓ اَفْنَاءِ الْاَمْصَارِ يُقَاتِلُوْنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَاَسْلَمَ الْهُرْمُزَانُ فَقَالَ اِنِّيْ مُسْتَشِيْرُكَ فِيْ مَغَازِيْ هٰذِهٖ قَالَ نَعَمْ مَثَلُهَا وَمَثَلُ مَنْ فِيْهَا مِنَ النَّاسِ مِنْ عَدُوِّ الْمُسْلِمِيْنَ مَثَلُ طَائِرٍ لَّهٗ رَأْسٌ وَّلَهٗ جَنَاحَانِ وَلَهٗ رِجْلَانِ فَاِنْ كُسِرَ اَحَدُ الْجَنَاحَيْنِ نَهَضَتِ الرِّجْلَانِ بِجَنَاحٍ وَّالرَّأْسُ وَاِنْ شُدِخَ الرَّأْسُ ذَهَبَتِ الرِّجْلَانِ وَالْجَنَاحَانِ وَالرَّأْسُ فَالرَّأْسُ كِسْرٰى وَالْجَنَاحُ قَيْصَرُ وَالْجَنَاحُ الْاٰخَرُ فَارِسُ فَمُرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَلْيَنْفِرُوْا اِلٰى كِسْرٰى وَقَالَ بَكْرٌ وَّزِيَادٌ جَمِيْعًا عَنْ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ قَالَ فَنَدَبَنَا عُمَرُؓ وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْنَا النُّعْمَانَ بْنَ مُقَرِّنٍ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِاَرْضِ الْعَدُوِّ وَخَرَجَ عَلَيْنَا عَامِلُ كِسْرٰى فِيْٓ اَرْبَعِيْنَ اَلْفًا فَقَامَ تَرْجُمَانٌ فَقَالَ لِيُكَلِّمْنِيْ رَجُلٌ مِّنْكُمْ فَقَالَ الْمُغِيْرَةُ سَلْ عَمَّا شِئْتَ قَالَ مَآ اَنْتُمْ قَالَ نَحْنُ اُنَاسٌ مِّنَ الْعَرَبِ كُنَّا فِيْ شَقَاءٍ شَدِيْدٍ وَّبَلَاءٍ شَدِيْدٍ نَمُصُّ الْجِلْدَ وَالنَّوٰى مِنَ الْجُوْعِ وَنَلْبَسُ الْوَبَرَ وَالشَّعْرَ وَنَعْبُدُ الشَّجَرَ وَالْحَجَرَ فَبَيْنَا نَحْنُ كَذٰلِكَ اِذْ بَعَثَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرَضِيْنَ تَعَالٰى ذِكْرُهٗ وَجَلَّتْ عَظَمَتُهٗ اِلَيْنَا نَبِيًّا مِّنْ اَنْفُسِنَا نَعْرِفُ اَبَاهُ وَاُمَّهٗ فَاَمَرَنَا نَبِيُّنَا رَسُوْلُ رَبِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نُّقَاتِلَكُمْ حَتّٰى تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَحْدَهٗ اَوْ تُؤَدُّوا الْجِزْيَةَ وَاَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رِسَالَةِ رَبِّنَا اَنَّهٗ مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ اِلَى الْجَنَّةِ فِيْ نَعِيْمٍ لَّمْ يَرَ مِثْلَهَا قَطُّ وَمَنْ بَقِيَ مِنَّا مَلَكَ رِقَابَكُمْ فَقَالَ النُّعْمَانُ رُبَّمَا اَشْهَدَكَ اللّٰهُ مِثْلَهَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُنَدِّمْكَ وَلَمْ يُخْزِكَ وَلٰكِنِّيْ شَهِدْتُّ الْقِتَالَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا لَمْ يُقَاتِلْ فِيْ اَوَّلِ النَّهَارِ انْتَظَرَ حَتّٰى تَهُبَّ الْاَرْوَاحُ وَتَحْضُرَ الصَّلَوَاتُ.

ترجمہ۔ جبیر بن حیہ تابعی فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے بڑے بڑے شہروں کو فتح کرنے کیلئے مجاہدین کو بھیجا جو مشرکوں سے جہاد کرتے تھے۔اھواز کا بادشاہ ہرمزان مسلمان ہو گیا۔تو حضرت عمرؓ نے فرمایا اے ہرمزان! میں تجھ سے ان لڑائیوں کے بارے میں مشورہ طلب کرتا ہوں اس نے کہا ہاں! ان شہروں کی مثال اور جو لوگ ان شہروں میں مسلمانوں کے دشمن رہتے ہیں (فارس۔اصبہان۔آذربائیجان) اس پرندے کی طرح ہے جس کا سر ہو دو بازو ہوں اور دو اسکے پاؤں ہوں اگر پروں میں سے ایک پر ٹوٹ جائے تو دو پاؤں سر ایک بازو اٹھ کھڑا ہوتا ہے اگر دوسرا بازو ٹوٹ جائے تو دو پاؤں اور سر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اگر سر پھوڑ دیا جائے تو پاؤں اور دونوں بازو اور سر اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔سر تو کسریٰ ہے بازو قیصر ہے اور دوسرا بازو فارس ہے۔پس آپ مسلمانوں کو حکم دیں کہ وہ کسریٰ کی طرف کوچ کریں۔(جب یہ بازو کٹ جائیں گے تو سر زم ہو جائے گا) پھر پس حضرت عمرؓ نے ہمیں طلب فرمایا اور ہم پر نعمان بن مقرن کو حاکم مقرر فرمایا ہم جس وقت دشمن کے ملک میں پہنچے تو ہمارے مقابلہ کیلئے کسریٰ کا حاکم چالیس ہزار فوج لے کر آیا۔تو اس کے ترجمان نے کہا کہ تم میں سے ایک آدمی میرے ساتھ بات چیت کرے۔تو حضرت مغیرہؓ نے فرمایا پوچھو جو تمہاری مرضی ہو۔اس نے پوچھا تم کون ہو انہوں نے فرمایا ہم عرب کے لوگ ہیں ہم لوگ سخت بدبختی اور سخت مصیبت میں تھے ہم بھوک کی وجہ سے چمڑے اور گٹھلیاں چوستے تھے پشم اور بالوں کے کپڑے پہنتے تھے درختوں اور پتھروں کی پوجا کرتے تھے اس صورت حال پر کافی عرصہ گزر گیا کہ ہمارے رب کو جو آسمانوں اور زمینوں کا رب ہے ہمارے حال پر رحم آیا کہ اس نے ہماری طرف ہمارے میں سے ایک ایسا نبی بھیجا جس کے باپ اور ماں کو ہم جانتے پہچانتے ہیں۔ہمارے نبی اور ہمارے رب کے رسول نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اس وقت تک تم سے لڑائی جاری رکھیں جب تک تم اللہ اکیلے کی عبادت نہیں کرنے لگ جاتے یا یہ کہ تم جزیہ ادا کرو (یہ لوگ مجوسی تھے۔معلوم ہوا مجوس سے جزیہ لینا جائز ہے) اور ہمارے نبی نے ہمارے رب کے پیغامات میں سے ہمیں یہ خبر سنائی کہ ہم سے جو بھی شہید ہو گیا وہ جنت کی ایسی نعمتوں کی طرف پہنچے گا جن کی مثال کبھی نہیں دیکھی گئی اور جو ہم میں سے باقی رہے گا۔وہ تمہاری گردنوں کا مالک بنے گا۔جس پر نعمان بن مقرنؓ نے حضرت مغیرہؓ سے فرمایا کہ ایسے ایسے مواقع پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی حاضر رکھا۔پس نہ اس نے آپ کو پشیمان کیا اور نہ رسوا کیا اس مکالمہ سے فراغت کے بعد حضرت مغیرہؓ نے دن کے اول حصہ میں قتال کے کام میں مشغول ہونے کا ارادہ کیا تو حضرت نعمانؓ نے فرمایا کہ آپ بھی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ لڑائیوں میں حاضر رہے ہیں۔لیکن آپ نے ہواؤں کے چلنے کا انتظار نہیں کیا لیکن میں بہت مرتبہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ لڑائیوں میں حاضر رہا۔جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اول نہار یعنی دن کے پہلے حصہ میں قتال شروع نہ کرتے تو ہواؤں کے چلنے اور نمازوں کا وقت حاضر ہونے کا انتظار فرماتے تھے۔ایک تو اوقات عبادت سے تبرک حاصل کرتے دوسرے ہواؤں کا چلنا نصرت وکامیابی کا سبب ہوتا تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اربعۃ دنانیر سونے کی قیمت احنافؒ کے نزدیک اڑتالیس درہم بنتی ہے۔اور اہل یمن کے ہر فقیر اور غنی پر ایک ایک دینار جزیہ مقرر فرمایا تھا۔کیونکہ ان سے اس پر مصالحت ہوئی تھی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ فرماتے ہیں اس اثر سے معلوم ہوا کہ جزیہ میں تفاوت جائز ہے۔جمہور کے نزدیک کم از کم جزیہ ہر سال کیلئے ایک دینار ہے۔جس کو احناف فقیر کے لئے مختص کرتے ہیں۔متوسط کے لئے دو دینار اور غنی کے لئے چار دینار۔شوافع کے نزدیک امام کمی وبیشی کر سکتا ہے۔امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ چالیس دینار سے زائد وصول نہ کرے۔اور جو طاقت نہیں رکھتا اس سے کمی بھی کر سکتا ہے۔اوجز کے اندر میں نے بڑی بسط سے بحث کی ہے۔اور اس فصل کو چھ مسائل میں منحصر کیا ہے کہ جزیہ کس سے لیا جائے ان کے کتنے اقسام ہیں۔جزیہ کب واجب ہوگا اور کتنا واجب ہوگا۔کب ساقط ہوگا اور جزیہ کے کتنے اقسام ہیں۔اور مال جزیہ کا کہاں خرچ کیا جائے۔ان سب کی تفصیل اوجز میں دیکھی جا سکتی ہے۔

لاجل المصالحۃ سے اس اثر کی توجیہ بیان فرمائی۔ کیونکہ بظاہر اس اثر سے معلوم ہوتا ہے کہ چار دینار سب پر ہیں۔ ان میں فقیر اور غنی کا کوئی فرق نہیں ہے۔ درحقیقت بات یہ ہے کہ جزیہ دو قسم ہے۔ جزیہ صلح۔ اور جزیہ جبر۔ جزیہ صلح تو وہی ہوگا جس پر مصالحت ہوئی۔ جزیہ جبر وہ ہے جو ائمہ کرام کے درمیان مختلف فیہا ہے۔ حضرت عمرؓ نے مہاجرین اور انصار کی موجودگی میں جو عثمان بن حنیف کو جزیہ وصول کرنے کا حکم دیا وہی قابل عمل ہوگا۔ کہ تنگی کی وجہ سے کمی نہ کی جائے گی۔ اور غنی کی وجہ سے اس مقدار سے زیادتی نہ ہوگی۔ فقراء ہر ہر سال بارہ درہم یا ایک دینار۔ اوساط پر چوبیس درہم یا دو دینار۔ اور اغنیاء پر اڑتالیس درہم یا چار دینار۔ اور مقدرات سماع پر موقوف ہیں عقل اس میں دخل انداز نہیں ہوسکتی۔ یہ مسلک امام ابوحنیفہؒ اور امام احمدؒ کا ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک اقل مقدار ایک دینار ہے۔ اکثر کی کوئی حد نہیں۔ امام مالکؒ کے نزدیک اہل ذہب پر چار دینار اور چاندی والوں پر چالیس درہم ہیں ان میں کمی وبیشی نہیں کی جائے گی۔ الا یہ کہ ضعف کی وجہ سے امام تخفیف کردے۔

فلم یندلک ولم یخزک ظاہر معنی اس کا یہ ہے کہ جب تم نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد بالکفار کیا ہے۔ تو تمہیں شکست نہیں ہوئی بلکہ دشمنوں پر غالب آئے۔ تو ہمیں بھی ان امور کا لحاظ رکھنا چاہیے جن کی رعایت جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے اس لئے تانی اور انتظار کرلیں جلد بازی نہ کریں کیونکہ جب ہم نے آپ کی سیرت کا اتباع کیا تو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمیں دشمنوں پر کامیابی عطا فرمائیں گے۔

فقال النعمان الخ ای للمغیرۃ فعلہا ای مثل ھذہ الشدۃ خلاصہ یہ ہے کہ حضرت مغیرہؓ نے حضرت نعمانؓ پر تاخیر قتال کا الزام عائد کیا تو انہوں نے معذرت فرمائی کہ میں انتظار کر رہا ہوں کہ برکت وعبادت کا وقت آئے تو تب قتال شروع کریں۔ اور قصہ یہ ہے کہ اہل فارس نے ان کو پیغام بھیجا کہ تم نہر عبور کر کے ہمارے پاس آتے ہو یا ہم عبور کر کے تمہاری طرف آئیں۔ تو حضرت نعمانؓ نے فرمایا کہ تم نہر عبور کر کے دشمنوں تک پہنچے۔ چنانچہ جب ان کی مڈبھیڑ ہوئی تو دیکھا کہ وہ تو ایک دوسرے کے ساتھ لوہے کی زنجیروں میں بندھے ہوئے ہیں تاکہ بھاگ نہ سکیں۔ حضرت مغیرہؓ نے ان کی کثرت کو دیکھ کر فرمایا کہ دشمن کو تیاری کا موقعہ نہ ملنا چاہیے بلکہ جلدی ان پر حملہ ہو جائے۔ حضرت نعمانؓ نے فرمایا واقعی آپ بہت خوبیوں کے مالک ہیں۔ لیکن میں تو جلد بازی نہیں کروں گا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا اتباع کروں گا تاکہ اس کے سبب ہمیں کامیابی نصیب ہو۔ اور یہ واقعہ ۱۹ھ یا ۲۱ھ کا ہے۔

بَابُ اِذَا وَادَعَ الْاِمَامُ مَلِکَ الْقَرْیَۃِ ھَلْ یَکُوْنُ ذٰلِکَ لِبَقِیَّتِھِمْ

ترجمہ۔ جب حاکم کسی علاقہ کے بادشاہ کیلئے جزیہ چھوڑ دے تو کیا بقیہ حضرات کو بھی اس کی پابندی کرنی چاہیے یا نہیں۔

حدیث(۲۹۳۳) حَدَّثَنَا سَھْلُ بْنُ بَکَّارٍ الخ عَنْ اَبِیْ حُمَیْدِ السَّاعِدِیِّ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَبُوْکَ وَاَھْدٰی مَلِکُ اَیْلَۃَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَغْلَۃً بَیْضَآءَ وَکَسَاہُ بُرْدًا وَکَتَبَ بِبَحْرِھِمْ.

ترجمہ۔ حضرت ابوحمید ساعدیؓ فرماتے ہیں کہ تبوک کی لڑائی میں ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے تو ایلہ ساحل سمندر کے بادشاہ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سفید خچر بطور ہدیہ کے دیا۔ اور کچھ یمنی چادریں بھی پہنائیں۔ تو آپؐ نے ان کے لئے ان کی بحری حدود کی حکومت کا پروانہ لکھ دیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فکتب لھم ببحرھم جب کہ مصالحت اور مکاتبت امام اور حاکم کے بغیر نہیں ہوتی اور وہ بادشاہ بھی

جماعت کا حکم رکھتا ہے۔ کتب لهم کے الفاظ اس پر دال ہیں تو مطلوب ثابت ہو گیا کہ حاکم اور بادشاہ کی مصالحت اور مکاتبت سب کی طرف سے ہوگی۔ اگر روایت میں کتب له بصیغہ مفرد ہو تو بھی مدعیٰ واضح ہے۔ کہ بادشاہ کی مصالحت بقیہ سب افراد کی مصالحت ہوگی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ شارح تراجم فرماتے ہیں کہ آپ کا ہدیہ قبول کرنا یہ خبردار کرتا ہے کہ آپؐ نے ان سے صلح کر لی اور آپ کا ان کو سمندری علاقہ کی حکومت لکھ کر دینا یہ مشعر ہے کہ بادشاہ اور رعایا سب مصالحت میں داخل ہو گئے۔ حافظ فرماتے ہیں کہ اگر چہ روایت بخاری میں نہ تو امان کا صیغہ ہے اور نہ ہی طلب کا صیغہ ہے۔ لیکن عادت یہ ہے کہ بادشاہ جب ہدیہ بھیجتا ہے تو اس کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا ملک باقی رہے اور ملک کی بقاء رعیت کے ساتھ ہوتی ہے۔ تو اس سے نتیجہ یہی نکلا کہ بادشاہ کی مصالحت یہ رعیت کی مصالحت ہے۔ لیکن محض قیاس نہیں بلکہ بعض طرق حدیث میں ہے۔ اتاہ ملک ایلہ فصالحہ واعطاہ الجزیۃ. تبوک میں ایلہ کا بادشاہ پہنچا اس نے صلح کی اور جزیہ بھی دیا تو آپؐ نے اس کو بحری جاگیر لکھ دی۔ ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ علماء کرام اس پر تو متفق ہیں کہ امام کی صلح میں رعایا بھی داخل ہوگی۔ لیکن اس کے برعکس میں کہ رعایا کی امان میں بادشاہ داخل ہوگا کہ نہیں۔ اس میں اختلاف ہے اکثر حضرات یہی فرماتے ہیں کہ اس کی لفظاً تعیین ضروری ہے۔ اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ قرینہ کی وجہ سے ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ غیر کے لئے امان طلب کرنا اپنے آپ کو خارج کرنے والا نہیں ہوتا۔ لہذا وہ بھی داخل ہوگا۔

کتب لهم اس جگہ ہے اور کتاب الزکوۃ میں کتب له گزرا ہے۔

بَابُ الْوَصَاةِ بِاَهْلِ الذِّمَّةِ

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالذِّمَّةُ الْعَهْدُ وَالْاِلُّ الْقَرَابَةُ

ترجمہ۔ جن لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد کیا ہے ان کے متعلق وصیت قرآن مجید میں لا یرقبون فی مؤمن الا ولا ذمۃ کہ وہ مؤمن کے بارے میں نہ تو کسی رشتہ داری کا لحاظ کرتے ہیں اور نہ ہی کسی عہد و پیمان کا۔ اس ذمہ کے معنی عہد اور ال کے معنی قرابت کے ہیں۔

حدیث (۲۹۳۴) حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ الخ سَمِعْتُ جُوَيْرِيَةَ بْنَ قُدَامَةَ التَّمِيْمِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِؓ قُلْنَا اَوْصِنَا يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ اُوْصِيْكُمْ بِذِمَّةِ اللّٰهِ فَاِنَّهُ ذِمَّةُ نَبِيِّكُمْ وَرِزْقُ عِيَالِكُمْ.

ترجمہ۔ حضرت جویریہ بن قدامہ تمیمی فرماتے ہیں کہ میں نے عمر بن الخطابؓ سے سنا جبکہ ہم نے کہا اے امیر المؤمنین ہمیں وصیت فرمائیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں تمہیں اللہ کی ذمہ داری کی وصیت کرتا ہوں۔ کیونکہ یہی تمہارے نبی کا عہد و پیمان ہے۔ اور یہی تمہارے اہل و عیال کی روزی کا سبب ہے۔ کیونکہ اس عہد سے جزیہ ملے گا جو مسلمانوں میں تقسیم ہوگا۔ اور ان کی ضروریات میں خرچ ہوگا۔

بَابُ مَا اَقْطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مِنَ الْبَحْرَيْنِ وَمَا وَعَدَ مِنْ مَالِ الْبَحْرَيْنِ وَالْجِزْيَةِ وَلِمَنْ يُقْسَمُ الْفَيْءُ وَالْجِزْيَةُ

ترجمہ۔ باب اس جاگیر کے بارے میں جو آپؐ نے بحرین سے مقرر فرمائی۔ بحرین کے مال کے بارے میں جو آپؐ نے وعدہ فرمایا اور اس کے جزیہ کے بارے میں اور کس شخص کے لئے مال فئی اور جزیہ تقسیم کیا جائے گا۔

حدیث(۲۹۳۵)حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ الخ سَمِعْتُ اَنَسًا قَالَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَنْصَارَ لِيَكْتُبَ لَهُمْ بِالْبَحْرَيْنِ فَقَالُوْا لَا وَاللّٰهِ حَتّٰى تَكْتُبَ لِاِخْوَانِنَا مِنْ قُرَيْشٍ بِمِثْلِهَا فَقَالَ ذَاكَ لَهُمْ مَا شَاءَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ يَقُوْلُوْنَ لَهُ قَالَ فَاِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ اَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلایا تا کہ بحرین کا علاقہ ان کے لئے لکھ دیں وہ کہنے لگا اللہ کی قسم ایسا نہیں ہوگا۔ جب تک اس قدر جاگیر آپؐ ہمارے قریشی بھائیوں کے لئے نہ لکھ دیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ ان کے لئے تب ہوگا جب اللہ تعالیٰ چاہیں گے۔ بہرحال یہ بات انصار حضرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے رہے۔ پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا میرے بعد تم ترجیحات دیکھو گے کہ تمہیں نظرانداز کیا جائے گا۔ تو تم اس وقت تک صبر کرنا یہاں تک کہ آپ لوگ مجھے حوض کوثر پر آ کر ملیں۔

حدیث(۲۹۳۶)حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الخ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِيْ لَوْ قَدْ جَاءَ نَا مَالُ الْبَحْرَيْنِ قَدْ اَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا فَلَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ قَالَ اَبُوْبَكْرٍؓ مَنْ كَانَتْ لَهُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَةٌ فَلْيَاْتِنِيْ فَاَتَيْتُهُ فَقُلْتُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ قَالَ لِيْ لَوْ قَدْجَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ لَاَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا فَقَالَ لِيْ اُحْثُهُ فَحَثَوْتُ حَثْيَةً فَقَالَ لِيْ عُدَّهَا وَعَدَدْتُهَا فَاِذَا هِيَ خَمْسُ مِائَةٍ فَاَعْطَانِيْ اَلْفًا وَّخَمْسَ مِائَةٍ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سے وعدہ فرمایا کہ اگر بحرین کا مال آ گیا تو میں تجھے اس قدر دوں گا۔ اس قدر دوں گا۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی بعدازاں بحرین کا مال آیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا جس شخص کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وعدہ ہو وہ میرے پاس آئے تا کہ میں آپ کا وعدہ پورا کروں۔ تو آپ کی خدمت میں میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا تھا کہ اگر بحرین کا مال آ گیا تو تجھے اتنا اتنا دوں گا۔ تو ابوبکرؓ نے فرمایا چلو بھرلو (لپ بھرلو) میں نے خوب لپ بھرلیا۔ انہوں نے فرمایا اس کو گنو! شمار کرو۔ میں نے شمار کیا تو وہ پانچ سو درہم تھے۔ تو انہوں نے مجھے ڈیڑھ ہزار روپے عنایت فرمائے۔

حدیث(۲۹۳۷) قَالَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ الخ عَنْ اَنَسٍؓ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَقَالَ انْثُرُوْهُ فِي الْمَسْجِدِ فَكَانَ اَكْثَرَ مَالٍ اُتِيَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْجَاءَهُ الْعَبَّاسُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْطِنِيْ اِنِّيْ فَادَيْتُ نَفْسِيْ وَفَادَيْتُ عَقِيْلًا قَالَ خُذْ فَحَثَا فِيْ ثَوْبِهٖ ثُمَّ ذَهَبَ يُقِلُّهُ فَلَمْ يَسْتَطِعْ فَقَالَ مُرْبَعْضَهُمْ يَرْفَعْهُ اِلَيَّ قَالَ لَا قَالَ فَارْفَعْهُ اَنْتَ عَلَيَّ قَالَ لَا فَنَثَرَ مِنْهُ ثُمَّ ذَهَبَ يُقِلُّهُ فَلَمْ يَرْفَعْهُ عَلَيَّ قَالَ لَا قَالَ فَارْفَعْهُ اَنْتَ عَلَيَّ قَالَ لَا فَنَثَرَ ثُمَّ احْتَمَلَهُ عَلٰى كَاهِلِهٖ ثُمَّ انْطَلَقَ فَمَا زَالَ يُتْبِعُهُ بَصَرَهُ حَتّٰى خَفِيَ عَلَيْنَا عَجَبًا مِنْ حِرْصِهٖ فَمَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَمَّ مِنْهَا دِرْهَمٌ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بحرین سے مال آیا تو آپؐ نے حکم دیا کہ اس کو مسجد نبوی

میں پھیلا دو اور یہ مال ان مالوں میں سے سب سے زیادہ تھا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا تھا تو اچانک آپؐ کے چچا عباسؓ فرمانے لگے یا رسول اللہ! مجھے مال عنایت فرمائیں کیونکہ بدر کی لڑائی میں میں نے اپنا فدیہ بھی ادا کیا اور اپنے بھتیجے عقیل کا بھی ادا کیا۔ تو آپؐ نے فرمایا لے لو۔ تو انہوں نے اپنے کپڑے میں بک بھر بھر کر ڈالے۔ پھر اسے اٹھانے لگے لیکن نہ اٹھا سکے۔ کہا کہ اپنے کسی صحابی کو حکم دیں جو مجھے یہ گٹھڑی اٹھوا دے۔ آپؐ نے فرمایا خود اٹھاؤ پھر انہوں نے فرمایا اچھا آپؐ خود اٹھوا دیں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں تو انہوں نے اس میں سے کچھ مال گرا دیا۔ پھینک دیا۔ پھر اسے اٹھانے لگے لیکن نہ اٹھا سکے فرمایا اپنے کسی صحابی کو اٹھوانے کا حکم دیں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں کہنے لگے اچھا خود اٹھوا دیں فرمایا نہیں۔ تو دوسری بار انہوں نے کچھ اور گرا دیا پھر اس گٹھڑی کو اپنے کندھے پر اٹھا لیا اور چل پڑے۔ آپؐ نے برابر اپنی دید ان کے پیچھے جما ئے رکھی۔ یہاں تک کہ وہ ہم سے چھپ گئے۔ آپؐ ان کے حرص اور لالچ پر تعجب کر رہے تھے پس آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک اس جگہ سے نہیں کھڑے ہوئے کہ جب تک وہاں سے اس مال میں سے ایک درہم بھی نہ رہا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ امام بخاریؒ نے ترجمہ میں تین عنوان قائم کئے ہیں۔ اور اس کے تحت تین احادیث لائے ہیں۔ جو علی الترتیب ترجمہ کو ثابت کرتی ہیں۔ کہ پہلے حدیث انصار والی ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کردہ جاگیر کو قبول نہ کیا۔ تو آپؐ نے چھوڑ دیا۔ مصنفؒ نے بالقوۃ کو بالفعل کے قائم مقام قرار دیا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین والوں سے صلح کر لی۔ اور مقرر شدہ جزیہ یا جاگیر بھی دینا چاہتے تھے لیکن مہاجرین کو اپنے ساتھ شامل کرنے کی وجہ سے خود بھی محروم رہے۔ اور ان کو بھی محروم رکھا۔ بلکہ مزید برآں آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ آج تو تم ان سے اس قدر سلوک کر رہے ہو لیکن مستقبل میں وہ لوگ تمہیں نظر انداز کر دیں گے۔ پھر صبر کرنا چنانچہ ایسا ہوا۔ دوسری حدیث حضرت جابرؓ کی ہے جس میں فئی اور جزیہ کو جن میں عموم وخصوص کی نسبت ہے۔ کیونکہ جزیہ بھی فئی میں سے ہے۔ تو اس سے دوسرے جزء کو ثابت کیا۔ تیسری حدیث حضرت انسؓ کی ہے جس سے تیسرے جزء کو ثابت کیا ہے کہ امام وحاکم کو اختیار ہے جزیہ اور فئی میں سے جس قدر چاہے عطا کر سکتا ہے۔ اب علماء کا اختلاف ہے کہ فئی کی تقسیم علی السویہ ہو یا علی التفضیل ہو۔ حضرت علیؓ عطاء اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ فئی کا مال برابر سب پر تقسیم کیا جائے۔ حضرت عمرؓ۔ عثمانؓ۔ اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ امام بعض کو بعض پر فضیلت دے سکتا ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ اور سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ یہ بات امام کی رائے پر ہے۔ چاہے کسی کو کسی پر فضیلت دے یا برابر سرابر تقسیم کرے۔

بَابُ اِثْمِ مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا بِغَيْرِ جُرْمٍ

ترجمہ۔ جس شخص نے کسی معاہد کو بغیر کسی جرم کے قتل کر دیا تو اس کا کتنا گناہ ہے۔

حدیث (۲۹۳۸) حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَاِنَّ رِيْحَهَا تُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ اَرْبَعِيْنَ عَامًا.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے کسی معاہد کو قتل کر دیا تو وہ جنت کی ہوا سے محروم رہے گا حالانکہ جنت کی ہوا تو چالیس سال کی مسافت سے پائی جاتی ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ بغیر جرم کا لفظ اگرچہ اس حدیث میں نہیں ہے لیکن قواعد شرعیہ سے ایسا مستفاد ہوتا ہے۔ نیز بعض طرق میں تصریح ہے۔ اگرچہ اس میں بغیر حق کے لفظ وارد ہوا ہے۔ اگر اشکال ہو کہ مؤمن تو مخلد فی النار نہیں ہوتا۔ تو کہا جائے گا اول پہلے اسے جنت کی ہوا میسر نہیں ہوگی۔ سزا بھگتنے کے بعد بالآخر جنت میں جائے گا۔

بَابُ اِخْرَاجِ الْيَهُوْدِ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ

وَقَالَ عُمَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُقِرُّكُمْ كَمَا اَقَرَّكُمُ اللّٰهُ بِهٖ

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا ہم اس وقت تک تمہیں برقرار رکھیں گے جب تک اللہ تعالیٰ تمہیں برقرار رکھیں گے۔ پھر نکال دیں گے۔

حدیث (۲۹۳۹) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْطَلِقُوْا اِلٰى يَهُوْدَ فَخَرَجْنَا حَتّٰى جِئْنَا بَيْتَ الْمِدْرَاسِ فَقَالَ اَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ اُجْلِيَكُمْ مِنْ هٰذِهِ الْاَرْضِ فَمَنْ يَّجِدْ مِنْكُمْ بِمَالِهٖ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ وَاِلَّا فَاعْلَمُوْا اَنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ دریں اثنا ہم مسجد نبویؐ میں تھے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لائے۔ فرمایا کہ یہود کی طرف چلو۔ پس ہم لوگ روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب ہم ان کے مدرسہ تک پہنچے جہاں ان کی کتاب پڑھائی جاتی تھی۔ یا جہاں ان کا عالم کتاب کا درس دیتا تھا۔ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا اے یہودیو! اسلام لے آؤ بچ جاؤ گے۔ اور خوب جان لو! کہ ملک کی سرزمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے اور میں یہ چاہتا ہوں کہ میں تمہیں اس سرزمین سے بے دخل کر دوں پس جو شخص تم میں سے اپنے مال کا کچھ حصہ بھی پالے تو اسے بیچ دے۔ ورنہ جان لو! کہ یہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ فمن يجد منكم بماله شيئا مقصد یہ ہے کہ تم میں سے جو شخص سونا۔ چاندی یا جو بھی اس کا مال منقولات میں سے ہے اس کو اس کے بیچنے اور اس کی قیمت وصول کرنے کا حق ہے۔ اور مال سے مراد مبیع۔ اور شیء سے مراد ثمن ہوگا۔ اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ شیء سے مراد رغبت ہو۔ تو مطلب یہ ہوا کہ تم میں سے جو شخص مال کو بیچنے میں رغبت رکھتا ہو وہ بیچ کر اس کی قیمت حاصل کر کے اپنے ہمراہ لے جا سکتا ہے۔ ورنہ بڑی بڑی چیزوں کا لے جانا مثلاً چارپائی۔ شہتیر وغیرہ ان کا لینا مشکل ہے۔ تو شیء سے مراد رغبت اور حرص ہوا۔ اگر بماله میں باء سے مراد کلمہ من ہو تو مقصد بہت واضح ہے۔ معنی یہ ہوگا کہ تم میں سے جو شخص بھی اپنے مال میں سے کوئی چیز حاصل کرلے تو وہ اسے اپنے ساتھ لے جا سکتا ہے۔ کہ خود اسی چیز کو لے جائے یا بیچ کر اس کی قیمت لے جائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ بماله میں باء بمقابلہ کے لئے ہے۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ من يجد منكم بماله اگر وجدان سے ہے تو معنی ہوں گے جسے مشتری دستیاب ہو۔ یا پھر وجد بمعنی محبت سے ہے يحبه. تو غرض یہ ہے کہ جس پر اپنے مال کا فراق گراں ہو تو اس کو بیچنے کی اجازت ہے۔ باقی رہا یہ کہ ان یہود سے کون سے یہود مراد ہیں۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ اس سے وہ یہود مراد ہیں جو بنو قینقاع۔ بنو قریظہ اور بنو نضیر کی جلاوطنی کے بعد مدینہ میں رہ گئے تھے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ یہود مراد ہوں جنہوں نے کچھ عرصہ باقی رہنے پر صلح کر لی تھی تو اب آپؐ نے کسی یہودی کو مدینہ میں رہنے کی اجازت نہ دی اور اس طرح خیبر سے بھی ان کو نکال دیا۔

حدیث (۲۹۴۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ الخ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍؓ يَقُوْلُ يَوْمُ الْخَمِيْسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيْسِ ثُمَّ بَكٰى حَتّٰى بَلَّ دَمْعُهُ الْحَصٰى قُلْتُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍؓ مَا يَوْمُ الْخَمِيْسِ قَالَ اشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهٗ فَقَالَ ائْتُوْنِيْ بِكَتِفٍ اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ اَبَدًا فَتَنَازَعُوْا وَلَا يَنْبَغِيْ عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ فَقَالُوْا مَالَهٗ اَهَجَرَ اسْتَفْهِمُوْهُ فَقَالَ ذَرُوْنِيْ فَالَّذِيْ اَنَا فِيْهِ خَيْرٌ مِّمَّا تَدْعُوْنِيْ اِلَيْهِ فَاَمَرَهُمْ بِثَلٰثٍ قَالَ اَخْرِجُوْا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَاَجِيْزُوْا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ اُجِيْزُهُمْ وَالثَّالِثَةُ خَيْرٌ اِمَّا اَنْ سَكَتَ عَنْهَا وَاِمَّا اَنْ قَالَهَا فَنَسِيْتُهَا قَالَ سُفْيَانُ هٰذَا مِنْ قَوْلِ سُلَيْمَانَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں خمیس کا دن کیا ہے پھر رو پڑے۔ یہاں تک کہ آپ کے آنسوؤں نے کنکریوں کو تر کردیا میں نے پوچھا اے ابو عباسؓ یوم الخمیس کیا ہے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری سخت ہوگئی۔ آپؐ نے فرمایا میرے پاس کتف کی ہڈی لے آؤ۔ جس پر میں تمھیں ایسی کتاب تحریر (لکھ) دوں کہ تم اس کے بعد کبھی گمراہ نہیں ہوگے پس لوگ جھگڑنے لگ گئے۔ حالانکہ نبی کے پاس جھگڑنا نہیں چاہیئے تھا۔ کچھ لوگوں نے کہا آپؐ کو کیا ہو گیا۔ کیا آپؐ نے کوئی فضول بات کی ہے۔ یا کیا تم اسے بیہودہ بات سمجھتے ہو پس آپؐ نے فرمایا مجھے چھوڑ دو تنگ نہ کرو جس حالت میں میں اس وقت ہوں وہ اس حالت سے بہتر ہے جس کی تم مجھے دعوت دے رہے ہو پس آپؐ نے ان کو تین باتوں کا حکم دیا ایک تو یہ ہے کہ جزیرۃ العرب یعنی حجاز مقدس سے مشرکین کو نکال دو۔ اور آنے والے وفود کی ایسی خاطر مراعات کرو جیسے میں ان کے ساتھ کرتا تھا تیسری بات سے آپؐ نے اس سے سکوت فرمایا۔ یا آپؐ نے فرمایا اور میں بھول گیا۔ سفیان فرماتے ہیں کہ یہ مقولہ سلیمان کا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ ذرونی الذی انا فیه الخ ان کلمات سے ثابت ہوا کہ کتابت واجب نہ تھی۔ ورنہ آپؐ اس کو ہرگز نہ چھوڑتے۔ بلکہ جس بات کی کتابت کا آپؐ نے ارادہ فرمایا تو خلافت ابوبکرؓ کی تھی۔ جس کو آپؐ نے اولاً قطع منازعت یعنی جھگڑا ختم کرنے کیلئے اچھا سمجھا۔ لیکن جب آپؐ پر یہ بات واضح ہوگئی کہ مسلمان اس مسئلہ پر مجتمع ہو جائیں گے تو آپؐ نے اسے چھوڑ دیا۔ کیونکہ حدیث کے الفاظ ہیں یا بی الله والمسلمون غیر ابی بکرؓ او کما قال یعنی اللہ اور مسلمان ابوبکر کے سوا اور سے انکار کردیں گے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ یہ بحث پہلے کئی جگہ گزر چکی ہے۔ اس مقام پر شیخ گنگوہیؒ نے جو کتابت خلافت ابوبکرؓ کا فائدہ بیان کیا ہے یہ بھی گزر چکا ہے۔ نیز یہ واقعہ یوم الخمیس کا تھا۔ اور آپؐ بعد ازاں یوم الاثنین تک زندہ رہے۔ اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان ایام میں آپ کو بیماری سے افاقہ رہا۔ اور منبر پر چڑھ کر انصار کے مناقب بیان فرمائے۔ اگر کوئی ضروری چیز قابل کتابت تھی تو آپؐ اس کو ہرگز نہ چھوڑتے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ هذا من قول سليمان استاد کو چھوڑ دینا یا شاگرد کا غلطی کرنا یہ تردید سلیمان کی طرف سے ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حافظؒ پر تعجب ہے وہ فرماتے ہیں کہ هذا من قول سليمان یہ سعید بن جبیرؓ کا قول ہے۔ اور اسماعیل نے تصریح کی ہے۔ اس کا قائل سفیان بن عیینہ ہے۔ اور داؤد کا قول حافظؒ نے نقل کیا ہے کہ تیسری بات والوصية بالقرآن ہے۔ اور مہلب کہتے ہیں کہ وہ حضرت اسامہ بن زیدؓ کے لشکر کی روانگی ہے۔ جب کہ لوگوں نے بعد وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جیش اسامہ کی روانگی میں اختلاف کیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عند موته یعنی اپنی موت کے وقت مجھے اس کی روانگی کی وصیت فرمائی تھی۔ اور بقول قاضی عیاض وہ لاتتخذوا قبری وثنا تھا۔ یعنی میری قبر کی بتوں کی طرح پوجا نہ کرنا۔ میری قبر کو بت نہ بنانا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ اخرجوا المشركين امام مالکؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں جزیرہ عرب سے تمام کفار کو نکالا جائے۔ نہ وہ اس جگہ رہائش اختیار کر سکتے ہیں نہ ان کو سفر کرنے کی اجازت ہے اور یہ حکم امام شافعیؒ کے نزدیک حجاز مقدس یعنی مکہ۔ مدینہ اور یمامہ کے ساتھ مختص ہے یمن

داخل نہیں۔امام ابوحنیفہ حرم میں ان کے داخلہ کی اجازت دیتے ہیں سکونت کی نہیں مانعین کی دلیل انما المشرکون نجس الآیۃ ہے۔

بَابُ إِذَا غَدَرَ الْمُشْرِكُونَ بِالْمُسْلِمِيْنَ هَلْ يُعْفَى عَنْهُمْ

ترجمہ۔جب مشرک لوگ مسلمانوں سے بدعہدی کریں تو کیا ان کو معافی دیجا سکتی ہے

حدیث (۲۹۴۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ اُهْدِيَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ فِيْهَا سَمٌّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْمَعُوْا اِلَيَّ مَنْ كَانَ هٰهُنَا مِنْ يَهُوْدَ فَجَمَعُوْا لَهُ فَقَالَ اِنِّيْ سَائِلُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَهَلْ اَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْهُ فَقَالُوْا نَعَمْ قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَبُوْكُمْ قَالُوْا فُلَانٌ فَقَالَ كَذَبْتُمْ بَلْ اَبُوْكُمْ فُلَانٌ قَالُوْا صَدَقْتَ قَالَ فَهَلْ اَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْ شَيْءٍ اِنْ سَأَلْتُ عَنْهُ فَقَالُوْا نَعَمْ يَا اَبَا الْقَاسِمِ وَاِنْ كَذَبْنَا عَرَفْتَ كِذْبَنَا كَمَا عَرَفْتَهُ فِيْ اَبِيْنَا فَقَالَ لَهُمْ مَنْ اَهْلُ النَّارِ قَالُوْا نَكُوْنُ فِيْهَا يَسِيْرًا ثُمَّ تَخْلُفُوْنَنَا فِيْهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِخْسَئُوْا فِيْهَا وَاللهِ لَا نَخْلُفُكُمْ فِيْهَا اَبَدًا ثُمَّ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْ شَيْءٍ اِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ فَقَالُوْا نَعَمْ يَا اَبَا الْقَاسِمِ قَالَ هَلْ جَعَلْتُمْ فِيْ هٰذِهِ الشَّاةِ سَمًّا قَالُوْا نَعَمْ قَالَ مَا حَمَلَكُمْ عَلٰى ذٰلِكَ قَالُوْا اَرَدْنَا اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا تَسْتَرِيْحُ وَاِنْ كُنْتَ نَبِيًّا لَمْ يَضُرَّكَ.

ترجمہ۔حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جب خیبر فتح ہو گیا تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ایسی بکری کا ہدیہ پیش کیا گیا جس میں زہر تھا پس جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جس قدر یہود اس جگہ موجود ہیں میری طرف ان سب کو جمع کرو۔جب سب آپؐ کے پاس جمع ہو گئے تو آپؐ نے ان سے پوچھا اگر میں تم سے کسی چیز کے بارے میں دریافت کروں تو کیا تم مجھے اسکے بارے میں سچ سچ بتاؤ گے تو انہوں نے کہا کہ ہاں تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا تمہارا باپ کون ہے۔انہوں نے کہا فلاں ہے۔آپؐ نے فرمایا تم نے جھوٹ کہا بلکہ تمہارا باپ تو فلاں ہے انہوں نے کہا ہاں! ابوالقاسم! اگر ہم نے جھوٹ کہا تو آپؐ ہمارے جھوٹ کو پہچان جائیں گے۔جیسا کہ آپؐ نے اس کو ہمارے باپ کے بارے میں پہچان گئے۔تو آپؐ نے پوچھا جہنمی لوگ کون ہوں گے انہوں نے بتلایا کہ تھوڑا سا عرصہ تو ہم رہیں گے۔پھر تم لوگ اس میں ہماری قائم مقامی کرو گے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ہی اس میں ذلیل وخوار رہو گے اللہ کی قسم! اس میں ہم تمہاری قائم مقامی ہرگز نہیں کریں گے پھر پوچھا کہ اگر میں تم سے کسی چیز کے متعلق سوال کروں تو کیا مجھے سچ سچ بتاؤ گے انہوں نے کہا ہاں! اے ابوالقاسم! فرمایا کیا تم نے اس بکری کے گوشت میں زہر ملایا تھا۔کہنے لگے ہاں۔تمہیں اس کام پر کس چیز نے برانگیختہ کیا۔انہوں نے جواباً کہا کہ ہمارا ارادہ ہوا کہ اگر آپ جھوٹے ہیں تو اس طرح ہم آپؐ سے راحت حاصل کر لیں گے۔اگر آپ نبی ہیں تو وہ آپ کو کچھ نقصان نہیں پہنچائے گا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اگر سوال ہو کہ گناہ گار مسلمان بھی جہنم میں داخل ہوں گے۔تو کہا جائے گا کہ یہود تو نکالے نہیں جائیں گے مسلمان تو نکالیں جائیں گے۔تو خلود اور عدم خلود کی وجہ سے متفرق ہو جائیں گے۔اور علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث کی مطابقت ترجمہ سے اس طرح ہے کہ اہل خیبر نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غدر کیا کہ ایک یہودیہ کے ہاتھ ایک زہریلی بکری کا گوشت بھیجا جس کو آپؐ نے معاف کر دیا۔اور بعض کہتے ہیں کہ صرف اسی کو قتل کر دیا باقی کو معاف کر دیا اس عورت کے قتل ہونے نہ ہونے میں بھی اختلاف ہے۔

بَابُ دُعَآءِ الْإِمَامِ عَلٰی مَنْ نَكَثَ عَهْدًا

ترجمہ۔ جس شخص نے عہد و پیمان توڑ دیا حاکم اور امام کا اس پر بددعا کرنا۔

حدیث (۲۹۴۲) حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسًا الخ عَنِ الْقُنُوْتِ قَالَ قَبْلَ الرُّكُوْعِ فَقُلْتُ اِنَّ فُلَانًا يَزْعَمُ اِنَّكَ قُلْتَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ كَذَبَ ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَنَتَ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوْعِ يَدْعُوْا عَلٰی اَحْيَاءٍ مِنْ بَنِيْ سُلَيْمٍ قَالَ بَعَثَ اَرْبَعِيْنَ اَوْسَبْعِيْنَ يَشُكُّ فِيْهِ مِنَ الْقُرَّآءِ اِلٰی اُنَاسٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَعَرَضَ لَهُمْ هٰؤُلَآءِ فَقَتَلُوْهُمْ وَكَانَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ فَمَارَاَيْتُهُ وَجَدَ عَلٰی اَحَدٍ مَا وَجَدَ عَلَيْهِمْ۔

ترجمہ۔ حضرت عاصمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انسؓ سے پوچھا کہ دعاء قنوت رکوع سے پہلے ہے یا بعد میں تو انہوں نے فرمایا قنوت وتر رکوع سے پہلے ہے۔ میں نے کہا فلاں آدمی تو آپ کے متعلق کہتا ہے کہ آپ قنوت وتر کو بعد الرکوع پڑھتے ہیں۔ فرمایا اس نے جھوٹ کہا پھر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے حدیث بیان کی۔ کہا آپؐ نے قنوت نازلہ کو مہینہ بھر رکوع کے بعد پڑھا ہے۔ جس میں آپؐ بنو سلیم کے بعض قبائل پر بددعا کرتے تھے۔ واقعہ یہ ہوا کہ آنجناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس یا ستر اس میں شک کرتے تھے قاری حضرات کو مشرکین کی طرف تعلیم کے لئے بھیجا۔ تو ان قبائل نے ان حضرات کا مقابلہ کر کے انہیں قتل کر دیا حالانکہ ان قبائل کے درمیان اور آپ آنحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان معاہدہ تھا جس قدر آپؐ ان پر غمناک ہوئے اس قدر اور کسی پر غمناک نہ ہوئے یا جتنا غصہ ان پر آیا اور کسی پر نہیں آیا۔

بَابُ اَمَانِ النِّسَآءِ وَجِوَارِهِنَّ

ترجمہ۔ عورتوں کا امان دینا اور ان کے پناہ دینے سے نفاذ ان کا ہونا۔

حدیث (۲۹۴۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ الخ اَنَّهُ سَمِعَ اُمَّ هَانِيءٍ بِنْتَ اَبِيْ طَالِبٍ تَقُوْلُ ذَهَبْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هٰذِهِ فَقُلْتُ اَنَا اُمُّ هَانِيءٍ بِنْتُ اَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَ مَرْحَبًا بِاُمِّ هَانِيءٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ قَامَ فَصَلّٰی ثَمَانَ رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَعَمَ ابْنُ اُمِّيْ عَلِيٌّ اَنَّهُ قَاتِلٌ رَجُلًا قَدْ اَجَرْتُهُ فُلَانُ بْنُ هُبَيْرَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَجَرْنَا مَنْ اَجَرْتِ يَا اُمَّ هَانِيءٍ قَالَتْ اُمُّ هَانِيءٍ وَذٰلِكَ ضُحًى۔

ترجمہ۔ حضرت ام ہانیؓ فرماتی ہیں کہ فتح مکہ کے موقعہ پر وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں کہ آپ کو غسل کرتے ہوئے پایا۔ اور آپ کی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہراؓ آپ کو پردہ کئے ہوئے تھیں۔ پس میں نے آپ پر سلام کیا آپؐ نے پوچھا یہ کون ہے۔ میں نے عرض کی کہ میں ام ہانی بنت ابی طالب ہوں آپؐ نے فرمایا ام ہانیؓ کا آنا مبارک ہو۔ جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو کھڑے ہو کر آٹھ رکعت نماز ادا فرمائی۔ جب کہ آپؐ ایک کپڑے کو ہی لپیٹے ہوئے تھے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ میرا ماں جایا بھائی حضرت علی فرماتے

ہیں کہ وہ اس آدمی کو قتل کر دیں گے جس کو میں نے پناہ دی ہے وہ فلاں بن ہبیرہ ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام ھانی جس کو تو نے پناہ دی ہم نے بھی اسے پناہ دے دی۔ ام ھانیؓ نے فرمایا یہ اشراق کا وقت تھا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ حضرت ام ھانیؓ فتح مکہ کے سال مسلمان ہوئیں جو ھبیرہ کے نکاح میں تھیں جن سے ان کی اولاد پیدا ہوئی ان میں سے ایک کا نام ھانی تھا۔ جس سے ان کی کنیت ام ھانی تجویز ہوئی۔ اور شاید ان کی مراد ھبیرہ کا بیٹا جوان سے تھا یا جوان کا ربیب تھا جس نے ان کی گود میں پرورش پائی تھی۔

بَابُ ذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَجِوَارُهُمْ وَاحِدَةٌ يَّسْعٰى بِهَآ اَدْنَاهُمْ

ترجمہ۔ مسلمانوں کی ذمہ داری اور ان کا پناہ دینا ایک ہی ہے ان کا ادنیٰ آدمی بھی اس کی کوشش کر سکتا ہے

حدیث(۲۹۴۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ الخ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ شَرِيْكٍ قَالَ خَطَبَنَا عَلِيٌّ فَقَالَ مَا عِنْدَنَا كِتَابٌ نَقْرَءُهُ اِلَّا كِتَابَ اللّٰهِ وَمَا فِيْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ فَقَالَ فِيْهَا الْجِرَاحَاتُ وَاَسْنَانُ الْاِبِلِ وَالْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مَّا بَيْنَ عَيْرٍ اِلٰى كَذَا فَمَنْ اَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا اَوْ اٰوٰى فِيْهَا مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهَا صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ وَمَنْ تَوَلّٰى غَيْرَ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ مِثْلُ ذٰلِكَ وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ فَمَنْ اَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ مِثْلُ ذٰلِكَ.

ترجمہ۔ یزید بن شریک فرماتے ہیں کہ ہمیں حضرت علیؓ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے پاس کوئی الگ کتاب نہیں ہے جس کو ہم پڑھتے ہوں۔ مگر صرف یہی اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور جو کچھ اس دستاویز میں ہے۔ جس میں زخموں کے احکام اور دیت کے اونٹوں کی عمریں درج ہیں۔ اور مدینہ عیر پہاڑ سے لے کر اس طرح ثور تک حرم ہے۔ جس شخص نے اس میں کوئی نئی چیز پیدا کی یا کسی مجرم کو پناہ دی تو اس پر اللہ تعالیٰ کی اس کے فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نہ اس کی نفل عبادت قبول کرے گا اور نہ ہی فرض کو۔ اور جو شخص اپنے آقاؤں کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب ہوا اس پر بھی اس طرح لعنت ہوگی اور مسلمانوں کی ذمہ داری ایک ہی ہے پس جس شخص نے کسی مسلمان سے بدعہدی کی اس پر بھی اسی طرح لعنت ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ اس باب کی غرض یہ ہے کہ ہر مکلف خواہ وہ کم درجہ کا ہو۔ یا شریف ہو اس کا پناہ دینا معتبر ہے۔ کرمانیؒ فرماتے ہیں۔ ادناھم میں عورت۔ بچہ۔ غلام اور مجنون سب شامل ہیں۔ عورت کی پناہ حدیث ام ہانی میں گزر چکی۔ عبد کی پناہ کو بھی جمہور علماء نے جائز قرار دیا ہے خواہ وہ لڑائی میں حصہ لے یا نہ لے۔ البتہ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ جہاد میں حصہ لینے والے کی امان جائز ہے دوسرے کی نہیں۔ صبی کے بارے میں اہل علم کا اجماع ہے کہ اس کی امان جائز نہیں ہے۔ البتہ مالکیہ اور حنابلہ مراہق اور ممیز وغیرہ میں تفریق کرتے ہیں اور مجنون کی امان بھی بلاخلاف نہ جائز ہے۔ جیسے کافر کی امان ناجائز ہے۔ فمن اخفر یہ موضع ترجمہ ہے۔

بَابُ اِذَا قَالُوْا صَبَانَا وَلَمْ يُحْسِنُوْا اَسْلَمْنَا

ترجمہ۔ باب جب مشرکین صبانا کہیں اور سلمنا اچھی طرح نہ کہہ سکیں۔ صبانا ہم اسلام کی طرف پھر گئے۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَؓ فَجَعَلَ خَالِدٌ يَقْتُلُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْرَءُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ وَقَالَ عُمَرُؓ اِذَا قَالَ مَتْرَسْ فَقَدْ اٰمَنَهٗ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ الْاَلْسِنَةَ كُلَّهَا وَقَالَ تَكَلَّمْ لَا بَاْسَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے صبانا کہا تو حضرت خالد بن ولیدؓ نے انہیں قتل کرنا شروع کر دیا جس پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ! جو کچھ خالدؓ نے کیا ہے میں اس سے بری و بیزار ہوں۔ اور حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جب کسی مسلمان نے کافر سے کہہ دیا مترس یعنی ڈرمت تو اس نے اس کو پناہ دے دی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو تمام زبانوں کو جانتا ہے۔ اور اس طرح کسی مسلمان نے کافر سے کہا کہ اپنی ضرورت بیان کرو لاباس کوئی فکر نہ کرو۔ تو یہ بھی امان ہوگا اس کافر سے کوئی چھیڑ چھاڑ نہ کی جائے گی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ فقال کذب یعنی تمہارے سائل کے کلام سے یہ معلوم ہوتا تھا بعد الرکوع قنوت نازلہ پر دوام رہا حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں ہے۔ تو حضرت انسؓ نے فرمایا کہ قنوت نازلہ بعد الرکوع صرف ایک مہینہ تک رہی۔ البتہ قنوت پر احناف کے نزدیک قبل الرکوع علی الدوام ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ قالوا صبانا ترجمہ کا مقصد یہ ہے کہ مقاصد کا اعتبار دلائل سے ہوتا ہے۔ دلیل لفظی ہو یا غیر لفظی اور وہ بھی جس لغت میں ہو اس کا اعتبار کیا جائے گا۔ نیز یہ ترجمہ بھی امام بخاریؒ کے ان تراجم میں سے ہے جس میں حدیث باب کے اندر تو ترجمہ کے الفاظ وارد نہیں ہوئے لیکن بعض طرق میں وارد ہوئے ہیں۔ چنانچہ اس مقام پر ترجمہ میں صبانا کا لفظ ہے۔ جس کا حدیث باب میں ذکر نہیں ہے۔ البتہ بعض طرق حدیث میں مذکور ہے حضرت خالد بن ولیدؓ کا نظریہ یہ تھا کہ جب تک صریح الفاظ میں اسلمنا نہ کہیں ان کا اسلام معتبر نہیں۔ اور نہ ہی ان سے قتال ترک کیا جائے۔ جس پر آپؐ نے فرمایا کہ میں حضرت خالدؓ کے قتل کرنے پر راضی نہیں ہوں۔ کنائی الفاظ امان میں بھی کافی ہیں۔

بَابُ الْمُوَادَعَةِ وَالْمُصَالَحَةِ مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ

بِالْمَالِ وَغَيْرِهٖ وَاِثْمِ مَنْ لَّمْ يَفِ بِالْعَهْدِ وَقَوْلِهٖ وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ (الآیۃ)

ترجمہ۔ باب جنگ بندی کر دینا اور مشرکین کے ساتھ مال یا غیر مال پر صلح کر لینا۔ اور جو عہد کو پورا نہ کرے اس کے گناہ کا بیان ہے۔ (ترجمہ آیت) اگر یہ لوگ صلح کی طرف جھکاؤ کریں تو آپ بھی اس کی طرف جھک جائیں۔ اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں بے شک اللہ تعالیٰ ہی سننے والے جاننے والے ہیں۔

حدیث (۲۹۴۵) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِیْ حَثْمَةَ قَالَ انْطَلَقَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُوْدِ بْنِ زَيْدٍ اِلٰى خَيْبَرَ وَهِیَ يَوْمَئِذٍ صُلْحٌ فَتَفَرَّقَا فَاَتٰى مُحَيِّصَةُ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَهْلٍ وَهُوَ يَتَشَحَّطُ فِیْ دَمِهٖ قَتِيْلًا فَدَفَنَهٗ ثُمَّ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَانْطَلَقَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةُ وَحُوَيِّصَةُ ابْنَا مَسْعُوْدٍ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَتَكَلَّمُ فَقَالَ كَبِّرْ كَبِّرْ وَهُوَ اَحْدَثُ الْقَوْمِ فَسَكَتَ فَتَكَلَّمَا فَقَالَ اَتَحْلِفُوْنَ وَتَسْتَحِقُّوْنَ قَاتِلَكُمْ اَوْ صَاحِبَكُمْ قَالُوْا وَكَيْفَ نَحْلِفُ وَلَمْ نَشْهَدْ وَلَمْ نَرَ قَالَ فَتُبْرِئُكُمْ يَهُوْدُ بِخَمْسِيْنَ فَقَالُوْا كَيْفَ نَاْخُذُ اَيْمَانَ قَوْمٍ كُفَّارٍ فَعَقَلَهُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهٖ.

ترجمہ۔ حضرت سہل بن ابی حثمہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سہلؓ اور محیصہ بن مسعود بن زیدؓ یہ دونوں خیبر کی طرف چلے۔ جب کہ خیبر والوں سے ان دنوں صلح تھی پس یہ دونوں حضرات الگ الگ ہو گئے۔ حضرت محیصہ عبداللہ بن سہل کے پاس پہنچے تو وہ اپنے خون میں لت پت شہید ہو چکے تھے۔ پس انہوں نے اسے دفن کر دیا۔ پھر مدینہ آ کر حال بتایا تو عبدالرحمٰن بن سہل اور محیصہ و حویصہ جو دونوں مسعود کے بیٹے

تھے۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عبدالرحمٰن بولنے لگے۔ آپ نے فرمایا بڑے کو آگے کرو۔ بڑے کو بولنے دو وہ عبدالرحمٰن ان سب لوگوں سے نوخیز چھوٹے تھے۔ چنانچہ یہ خاموش ہو گئے۔ اور ان دونوں نے گفتگو کی آپ نے پوچھا کیا تم قسم اٹھاؤ گے تاکہ تم لوگ اپنے قاتل کے یا اپنے ساتھی کے خون کے مستحق ہو جاؤ۔ انہوں نے کہا ہم کیسے قسم اٹھا سکتے ہیں جب کہ نہ ہم حاضر تھے اور نہ ہی ہم نے کسی کو دیکھا تو آپ نے فرمایا پھر تو یہودی پچاس قسمیں اٹھا کر تم سے بری ہو جائیں گے۔ انہوں نے عرض کی ہم کافر لوگوں کی قسموں کا کیسے اعتبار کریں گے۔ بہرحال آپ نے اپنی طرف سے اس کی دیت ادا فرما دی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ وھی یومئذ صلح پر محل ترجمہ ہے۔ کیونکہ ان دنوں اہل خیبر سے مصالحت نہ تو بالمال تھی نہ غیر مال پر تھی۔ بس ایسے ہی جنگ بندی کا معاہدہ تھا۔

ثم من لم یف بالعھد کے ترجمہ کو امام بخاریؒ نے دوسری جگہ ذکر کردہ احادیث سے ثابت کیا ہے۔ یہ بھی ان کی عادت میں سے ہے اور من قتل معاھدا لم یرد رائحة الجنة الحدیث وغیرہ احادیث سے اثم غادر کو ثابت فرمایا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ وھی یومئذ صلح سے ترجمہ کو ثابت فرمایا۔ اور نعقلہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام مطابقت کو لیا کہ جس سے مصالحت مع المشرکین کا ثبوت ہوا۔ اب اصل مسئلہ یہ ہے کہ آیا مشرکین سے مال پر صلح کرنا جائز ہے امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ عندالضرورت تو مشرکوں کو مال دے کر صلح کر لینا جائز ہے ورنہ نہیں۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ مسلمان مشرکین سے قتال کرنے سے عاجز ہو جائیں تو بغیر کسی مال کے بھی لینے دینے کے ان سے صلح جائز ہے۔ جیسے صلح حدیبیہ واقع ہوئی۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ احنافؒ کا مسلک یہ ہے کہ جب صلح مسلمانوں کے حق میں بہتر ہو تو امام مال لے کر یا دے کر دونوں صورتوں میں صلح کا اختیار رکھتا ہے۔ اور اس مال صلح کو جزیہ کے مصارف میں خرچ کیا جائے گا۔ ان جنحوا للسلم فاجنح لھا کا یہی تقاضا ہے۔ امام احمدؒ تو ایسی صلح کو بالکل ممنوع قرار دیتے ہیں۔ کہ رقم دے کر صلح کرنا مسلمانوں کے لئے ذلت کا باعث ہے۔ امام شافعیؒ بھی یہی فرماتے ہیں۔ لیکن یہ غیر ضرورت پر محمول ہوگا۔ ضرورت کے وقت تو اجازت ہے۔ جب کہ مسلمانوں کے ہلاک ہونے یا قید ہو جانے کا خطرہ ہو تو جیسے قیدی کو فدیہ دے کر چھڑانا جائز ہے ایسے قتل۔ قید اور جنگی قیدی بنانے سے فدیہ دینا جائز ہوگا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ ان جنحوا للسلم یہ آیت کریمہ مشرکین کے ساتھ مصالحت کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہے۔ تستحقون دم قاتلکم کہ اس سے تمہارا حق ثابت ہوگا۔ خواہ وہ قصاص ہو یا دیت ہو۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں جب کفار قسم اٹھالیں تو دیت بھی اٹھ جائے گی۔ احنافؒ کا مسلک ہے دیت اور قسامت دونوں واجب ہیں جب کہ ابن سہلؓ کے واقعہ میں آپ نے دونوں کو جمع کیا۔

تبرئکم یہود یعنی قصاص اور قید سے بری ہو جائیں گے۔ حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے کہ قسامة دیت کو واجب کرتی ہے ہم خون کو ضائع نہیں ہونے دیں گے۔ اسی سے احنافؒ قسامة اور دیت کے قائل ہوئے۔

بَابُ فَضْلِ الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ

ترجمہ باب عہد و پیمان کو پورا کرنے کی فضیلت کے بارے میں۔

حدیث (۲۹۴۶) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ الخ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ

اَخْبَرَهُ اَنَّ هِرَقْلَ اَرْسَلَ اِلَيْهِ فِيْ رَكْبٍ مِّنْ قُرَيْشٍ كَانُوْا تُجَّارًا بِالشَّامِ فِي الْمُدَّةِ الَّتِيْ مَادَّ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَا سُفْيَانَ فِيْ كُفَّارِ قُرَيْشٍ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ خبر دیتے ہیں کہ ابوسفیان بن حرب بن امیہؓ نے انہیں خبر دی کہ ہرقل بادشاہ روم نے ان کے پاس قریش کے اس قافلہ میں آدمی بھیجا جو قافلہ تجارت کے لئے شام گیا ہوا تھا۔ اس مدت میں جس میں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کو کفار قریش کے ساتھ صلح کے لئے متعین فرمایا تھا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ اس حدیث سے امام بخاریؒ اشارہ فرما رہے ہیں کہ غدر ہر امت کے نزدیک قبیح اور مذموم ہے۔ یہ رسولوں کی صفات میں سے کیسے ہوسکتا ہے۔ وہ تو ہمیشہ عہد کی پاسداری کرتے ہیں۔

بَابٌ هَلْ يُعْفٰى عَنِ الذِّمِّيِّ اِذَا سَحَرَ

ترجمہ۔ باب ہے جب ذمی کسی سے جادو کرے تو کیا اس کو معاف کیا جاسکتا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ سُئِلَ اَعَلٰى مَنْ سَحَرَ مِنْ اَهْلِ الْعَهْدِ قَتْلٌ قَالَ بَلَغَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ صُنِعَ لَهٗ ذٰلِكَ فَلَمْ يَقْتُلْ مَنْ صَنَعَهٗ وَكَانَ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ.

ترجمہ۔ ابن شہاب فرماتے ہیں کہ ان سے پوچھا کہ کیا معاہدین میں اگر کوئی شخص جادو کرے تو کیا اس کو قتل کرنا جائز ہے انہوں نے فرمایا ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جادو کیا گیا۔ آپؐ نے جادو کرنے والے کو قتل نہیں کیا اور وہ اہل کتاب میں سے تھا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ اذا سحر جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ اہل عہد وساحر کو قتل نہ کیا جائے۔ البتہ اسے سزا دی جائے اگر وہ اپنے سحر سے کسی کو قتل کردے یا کوئی حادثہ پیدا کرے تو پھر اسے پکڑا جائے گا۔

کان من اھل الکتاب ترجمہ ذمی کے لفظ سے ہے۔ سوال اہل عہد کے لفظ سے۔ اور جواب اہل الکتاب کے لفظ سے ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ عہد اور ذمہ تو ہم معنی ہیں۔ اور اہل کتاب سے معاہد مراد ہیں ورنہ حربی تو واجب القتل ہوتا ہے۔

حدیث(۲۹۴۷)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى الخ عَنْ عَائِشَةَؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُحِرَ حَتّٰى كَانَ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهٗ صَنَعَ شَيْئًا وَلَمْ يَصْنَعْهُ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جادو کیا گیا۔ یہاں تک کہ آپ کو خیال گزرتا تھا کہ فلاں کام کرلیا ہے۔ حالانکہ نہیں کیا ہوتا تھا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ اگر سوال ہو کہ حدیث میں ترجمہ کا ذکر نہیں ہے چونکہ حدیث سابق کے قصہ کا یہ تتمہ ہے۔ جس سے ترجمہ ثابت ہوگا۔

بَابُ مَا يُحْذَرُ مِنَ الْغَدْرِ

ترجمہ۔ باب ہے بدعہدی کی جن چیزوں سے بچا جائے

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ

وَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ (الآیۃ)

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگر یہ لوگ آپؐ سے دھوکہ دہی کا ارادہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کو کافی ہے۔ دوسری آیت الذی ہو ہے جس نے آپ کو اپنی نصرت سے اور مؤمنین کے ذریعہ امداد فرمائی اور ان کے دلوں میں الفت پیدا کردی۔

حدیث (۲۹۴۸) حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ الخ قَالَ سَمِعْتُ عَوْفَ ابْنَ مَالِکٍؓ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزْوَۃِ تَبُوْکٍ وَهُوَ فِیْ قُبَّۃٍ مِنْ اَدَمٍ فَقَالَ اُعْدُدْ سِتًّا بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ مَوْتِیْ ثُمَّ فَتْحُ الْبَیْتِ الْمُقَدَّسِ ثُمَّ مُوْتَانٌ یَاْخُذُ فِیْکُمْ کَقُعَاصِ الْغَنَمِ ثُمَّ اسْتِفَاضَۃُ الْمَالِ حَتّٰی یُعْطَی الرَّجُلُ مِائَۃَ دِیْنَارٍ فَیَظَلُّ سَاخِطًا ثُمَّ فِتْنَۃٌ لَا یَبْقٰی بَیْتٌ مِنَ الْعَرَبِ اِلَّا دَخَلَتْهُ ثُمَّ هُدْنَۃٌ تَکُوْنُ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ بَنِی الْاَصْفَرِ فَیَغْدِرُوْنَ فَیَاْتُوْنَکُمْ تَحْتَ ثَمَانِیْنَ غَایَۃً تَحْتَ کُلِّ غَایَۃٍ اِثْنَا عَشَرَ اَلْفًا۔

ترجمہ۔ حضرت عوف بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں غزوۂ تبوک کے موقعہ پر حاضر ہوا۔ آپؐ ایک چمڑے کے خیمہ میں تھے۔ تو آپؐ نے فرمایا قیامت سے پہلے پہلے چھ چیزیں گن لو۔ پہلے تو میری رحلت دوسرے بیت المقدس کی فتح۔ تیسرے وبائی موت جو تمہیں ایسے پکڑے گی جیسے بکریوں کو وبا کی وجہ سے جلدی موت آجاتی ہے۔ چوتھے مال کی فراوانی یہاں تک کہ ایک آدمی کو سو دینار دیا جائے گا تو وہ اسے تھوڑا سمجھتے ہوئے ناراض ہوگا۔ پانچواں پھر ایک فتنہ وفساد برپا ہوگا۔ جس سے عرب کا کوئی گھر محفوظ نہ رہیگا بلکہ وہ فتنہ اس گھر میں داخل ہو جائے گا۔ چھٹا ایک مصالحت تمہارے اور رومیوں کے درمیان ہوگی۔ لیکن وہ تم سے بدعہد کرتے ہوئے تمہارے پاس اسی ۸۰ جھنڈے لے کر آئیں گے۔ ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار آدمی ہوں گے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ ترجمہ کی آیت سے اشارہ ہے کہ اگر دشمن کی طرف سے بدعہدی کا خطرہ ہو تو صلح کو رد نہیں کرنا چاہیے جب کہ قسمیں بھی اٹھائی ہوں تو اذا عزمت فتوکل علی اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے صلح پر قائم رہو اللہ تعالیٰ کی نصرت شامل حال ہوگی۔

موتان یہ لغت بنو تمیم ہے۔ دوسروں کے نزدیک موتان فتح کے ساتھ ہے۔ دراصل موتان اس وباء کو کہتے ہیں جو جانوروں میں پھیل جائے۔ اس سے تشبیہ ہے کہ جانوروں کی وباء کی طرح یہ وباء انسانوں میں جلدی پھیلے گی۔ یہ طاعون کی بیماری تھی جو خلافت عمرؓ میں پھیلی۔ جس سے ستر ہزار مسلمان تین دن کے اندر مر گئے۔ اور فتنہ حضرت عثمانؓ کی شہادت سے شروع ہوا جو اس کے بعد جاری ہے۔ اور چھٹی علامت ابھی واقع نہیں ہوئی وہ جنگ بندی کی صلح ہوگی جس پر عملدرآمد نہیں ہوگا۔ لبنان اور فلسطین کی لڑائیاں کئی سال سے جاری ہیں۔ صلح ہوتی ہے پھر لڑائی چھڑ جاتی ہے۔ صدق اللہ وصدق رسولہ۔

بَابُ کَیْفَ یُنْبَذُ اِلٰی اَهْلِ الْعَهْدِ

ترجمہ۔ معاہدین سے اگر عہد ختم کرنا ہو تو کیسے کیا جائے

وَقَوْلِهٖ وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِیَانَۃً فَانْبِذْ اِلَیْهِمْ عَلٰی سَوَآءٍ (الایۃ)

ترجمہ۔ اگر تمہیں کسی قوم سے غدر کا خطرہ لاحق ہو تو نقض عہد کو برابر طریقہ پر ڈالو۔

حدیث (۲۹۴۹) حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ الخ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَۃَؓ قَالَ بَعَثَنِیْ اَبُوْ بَکْرٍؓ فِیْمَنْ یُؤَذِّنُ یَوْمَ النَّحْرِ

بِمَنٰى لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ وَيَوْمُ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ يَوْمُ النَّحْرِ وَاِنَّمَا قِيْلَ الْاَكْبَرُ مِنْ اَجْلِ قَوْلِ النَّاسِ الْحَجُّ الْاَصْغَرُ فَنَبَذَ اَبُوْ بَكْرٍ اِلَى النَّاسِ فِيْ ذٰلِكَ الْعَامِ فَلَمْ يَحُجَّ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ الَّذِيْ حَجَّ فِيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُشْرِكٌ.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مجھے بھی حضرت ابوبکرؓ نے ان لوگوں میں بھیجا جو منیٰ کے مقام پر قربانی کے دن یہ اعلان کرتے تھے کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرے گا۔ اور نہ ہی کوئی ننگا مرد و عورت بیت اللہ کا طواف کرے گا۔ اور یوم الحج الاکبر بھی قربانی کا دن دسویں تاریخ ذی الحجہ ہے۔ حج کو اکبر اسلئے کہنے لگے کہ لوگ عمرہ کو حج اصغر کہتے تھے۔ تو اس سال میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے لوگوں کو عہد کے ختم ہونے کا اعلان کیا۔ چنانچہ حج الوداع جس میں خود جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا ہے کسی مشرک نے حج نہیں کیا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ علی سواء کا مطلب یہ ہے کہ کوئی آدمی بھیج کر عہد کے ختم ہونے کی اطلاع دی جائے۔ یا سواء بمعنی مثل اور عدل کے ہے۔ آپ کو جب مشرکین کے نقض عہد کا علم ہوا تو آپؐ نے اعلان کرنے کے لئے معلن بھیجے۔

بَابُ اِثْمِ مَنْ عَاهَدَ ثُمَّ غَدَرَ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے گناہ کے بارے میں جس نے معاہدہ کیا اور پھر بدعہدی کی۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ عَاهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ (الآية).

ترجمہ۔ وہ لوگ جن سے آپؐ معاہدہ کریں پھر وہ اپنے عہد کو ہر مرتبہ توڑ دیتے ہیں۔

حدیث (۲۹۵۰) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍوؓ وَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعُ خِصَالٍ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا مَنْ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ وَمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا چار خصلتیں ہیں جس شخص میں یہ خصلتیں ہوں گی وہ خالص منافق ہوگا وہ شخص ہے جو جب بھی بات کرے تو جھوٹ بولے۔ اور جب بھی وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے جب بھی کسی سے معاہدہ کرے تو اس سے بدعہدی کرے اور جب بھی کسی سے جھگڑا کرے تو فحش بکے جس شخص کے اندر ان میں سے ایک خصلت بھی ہوگی جب تک اسے چھوڑ نہ دیگا تب تک یہ نفاق کی خصلت اس میں باقی رہے گی۔ اذا عاھد غدر محل ترجمہ ہے۔

حدیث (۲۹۵۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ الخ عَنْ عَلِيٍّؓ قَالَ مَا كَتَبْنَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا الْقُرْاٰنَ وَمَا فِيْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةُ حَرَامٌ مَا بَيْنَ عَائِرٍ اِلٰى كَذَا فَمَنْ اَحْدَثَ حَدَثًا اَوْ اٰوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ عَدْلٌ وَّلَا صَرْفٌ وَّذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ يَسْعٰى بِهَآ اَدْنَاهُمْ فَمَنْ اَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ وَمَنْ وَّالٰى قَوْمًا بِغَيْرِ اِذْنِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ قَالَ اَبُوْ مُوْسٰى الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ

كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا لَمْ تَجْتَبُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا فَقِيلَ لَهُ وَكَيْفَ تَرَى ذَلِكَ كَائِنًا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ إِيْ وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ عَنْ قَوْلِ الصَّادِقِ الْمَصْدُوقِ قَالُوا عَمَّ ذَلِكَ قَالَ تُنْتَهَكُ ذِمَّةُ اللَّهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَشُدُّ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ قُلُوبَ أَهْلِ الذِّمَّةِ فَيَمْنَعُونَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ.

ترجمہ۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوائے قرآن مجید اور جو کچھ اس صحیفہ میں ہے اس کے سوا کچھ نہیں لکھا۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبل عائر سے ثور تک حرم ہے۔ جس نے اس میں کوئی فساد برپا کیا یا کسی فسادی کو پناہ دی تو اس پر اللہ کی اس کے فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی پھٹکار ہے اس کی نہ تو کوئی فرض اور نہ نفل عبادت قبول ہوگی۔ اور تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ایک ہے اس کیلئے اس کا کمتر آدمی بھی کوشش کرسکتا ہے۔ پس جس شخص نے کسی مسلمان سے بدعہدی کی تو اس پر بھی اللہ کی اس کے فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی پھٹکار ہوگی۔ نہ تو اس کی کوئی نفل اور نہ کوئی فرض عبادت قبول ہوگی۔ جس شخص نے اپنے آپ کو کسی قوم کی طرف بغیر ان کے باپ یا معتق کے منسوب کیا تو اس پر بھی اللہ کی اس کے فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی۔ نہ اس کی نفل اور نہ فرض عبادت قبول ہوگی۔ دوسری سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ تمہارا کیا حال ہوگا جب تم کفار سے نہ کوئی دینار اور نہ کوئی درہم خراج کا وصول کرسکو گے۔ ان سے کہا گیا کہ اے ابو ہریرہؓ آپ کا کیا خیال ہے کہ یہ کیسے ہوگا فرمایا ہاں قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہؓ کی جان ہے یہ بات میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی وجہ سے کہہ رہا ہوں۔ اور جو سچے کہے گئے ہیں انہوں نے پوچھا کس وجہ سے یہ ہوگا کہ جب اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری کی بے حرمتی کی جائے گی۔ تو اللہ تعالیٰ ذمی لوگوں کے دلوں کو سخت کردیں گے۔ تو وہ لوگ جزیہ ادا کرنا روک دیں گے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ تنتهک الخ کہ تم لوگ اہل ذمہ سے بدعہدی کرو گے اور ان پر ظلم کرو گے تو وہ لوگ اطاعت اور جزیہ کی ادائیگی سے رک جائیں گے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ اس بے حرمتی میں ہر قسم کا جور وظلم شامل ہے جس کی وجہ سے اہل ذمہ اداء جزیہ سے رک جائیں گے۔ چنانچہ مسلم کی روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے ہے کہ اہل عراق نے نقد اور غلہ دینار وک لیا۔ اس حدیث سے ایک علم النبوت. دوسرے اہل ذمہ سے وفاداری کا حکم ثابت ہوا۔ کیونکہ وصولی جزیہ میں مسلمانوں کا مفاد ہے۔ ظلم کی وجہ سے جب اہل ذمہ نقض عہد کریں گے تو مسلمانوں کو ان سے کچھ وصول نہ ہوگا۔ جس سے ان کے حالات بدل جائیں گے۔ تنتهک ذمة یہ محل ترجمہ ہے۔

باب حديث(۲۹۵۲) حَدَّثَنَا عَبْدَانُ الخ سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا وَائِلٍ شَهِدْتَ صِفِّيْنَ قَالَ نَعَمْ فَسَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ يَقُوْلُ اتَّهِمُوا رَأْيَكُمْ رَأَيْتُنِي يَوْمَ أَبِي جَنْدَلٍ وَلَوْ أَسْتَطِيْعُ أَنْ أَرُدَّ أَمْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَرَدَدْتُهُ وَمَا وَضَعْنَا أَسْيَافَنَا عَلَى عَوَاتِقِنَا لِأَمْرٍ يُفْظِعُنَا إِلَّا أَسْهَلْنَ بِنَا إِلَى أَمْرٍ نَعْرِفُهُ غَيْرَ أَمْرِنَا هَذَا.

ترجمہ۔ حضرت اعمش فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو وائلؓ سے پوچھا کہ کیا آپ صفین کی اس لڑائی میں شامل تھے جو حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کے درمیان لڑی گئی۔ انہوں نے فرمایا ہاں اس میں نے سہل بن حنیفؓ سے سنا وہ فرماتے تھے تم اپنی رائے کی فکر کرو میں جنگ میں کوتاہی کرنے والا نہیں ہوں۔ اگر کوتاہی کرتا تو ابو جندلؓ جب زنجیروں میں جکڑے ہوئے واپس کئے گئے تو ہمارے لئے حکم نبوی کی مخالفت کرنا آسان تھی سخت قتال کرتا۔ لیکن اتباع نبوی میں رک گیا۔ آج بھی ظاہر نصوص کی وجہ سے توقف کر رہا ہوں کہ مسلمانوں سے کیسے لڑائی لڑوں۔ چنا

نچہ فرماتے ہیں کہ اپنی مستعدی کی وجہ سے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کرنا چاہتا تو کرسکتا تھا کیونکہ ہم نے کبھی اپنی تلواریں کندھوں پر نہیں رکھیں۔ مگران تلواروں نے جس کسی معاملہ کو ہم سمجھتے تھے تو آسان کردیا۔ مگران مسلمانوں کی آپس کی لڑائی کا معاملہ ہماری سمجھ میں نہیں آرہا۔ اس لئے توقف ہے۔

حدیث (۲۹۵۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ وَائِلٍ قَالَ کُنَّا بِصِفِّیْنَ فَقَامَ سَھْلُ ابْنُ حُنَیْفٍ فَقَالَ اَیُّھَا النَّاسُ اتَّھِمُوْا اَنْفُسَکُمْ فَاِنَّا کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْحُدَیْبِیَّۃِ وَلَوْنَرٰی قِتَالًا لَقَاتَلْنَا فَجَآءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِؓ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلَسْنَا عَلَی الْحَقِّ وَھُمْ عَلَی الْبَاطِلِ فَقَالَ بَلٰی فَقَالَ اَلَیْسَ قَتْلَانَا فِی الْجَنَّۃِ وَقَتْلَاھُمْ فِی النَّارِ قَالَ بَلٰی قَالَ فَعَلٰی مَا نُعْطِی الدَّنِیَّۃَ فِیْ دِیْنِنَا اَنَرْجِعُ وَلَمَّا یَحْکُمِ اللّٰہُ بَیْنَنَا وَبَیْنَھُمْ فَقَالَ یَابْنَ الْخَطَّابِؓ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَلَنْ یُّضَیِّعَنِیَ اللّٰہُ اَبَدًا فَانْطَلَقَ عُمَرُؓ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍؓ فَقَالَ لَہٗ مِثْلَ مَا قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَنْ یُّضَیِّعَہُ اللّٰہُ اَبَدًا فَنَزَلَتْ سُوْرَۃُ الْفَتْحِ فَقَرَأَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی عُمَرَؓ اِلٰی اٰخِرِھَا فَقَالَ عُمَرُؓ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَ فَتْحٌ ھُوَقَالَ نَعَمْ۔

ترجمہ۔ حضرت ابووائلؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ صفین کی لڑائی میں موجود تھے کہ حضرت سہل بن حنیفؓ اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے اے لوگو! ذرا سوچو یہ تحکیم پر جو صلح ہوئی ہے بظاہر ابتداء میں یہ اچھی نہیں معلوم ہورہی۔ لیکن اس کا انجام بہتر ہوگا جیسے صلح حدیبیہ کی ابتداء میں صحابہ کرام جز بز ہوئے۔ لیکن اس کا انجام اچھا رہا۔ کہ وہ صلح فتح مکہ کا باعث بنی۔ دنیا اور آخرت کی برکتیں نازل ہوئیں جس کو فتح سے تعبیر کیا گیا ہے۔ غور سے سنو! ہم صلح حدیبیہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ اگر ہم اسے لڑائی سمجھ کر لڑتے تو لڑائی بڑی سخت لڑتے۔ چنانچہ حضرت عمر بن الخطاب تشریف لائے۔ کہنے لگے یا رسول اللہ! کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور وہ مشرکین مکہ باطل پر نہیں۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں۔ پھر پوچھا کیا ہمارے مقتولین جنت میں اور ان کے مقتولین جہنم میں نہیں ہوں گے۔ آپؐ نے جواب دیا کہ کیوں نہیں۔ پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا پھر کس وجہ سے ہم اس خسیت کو اپنے دین میں کیوں قبول کریں۔ کیا ہم ایسے حال میں واپس جائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے اور ہمارے درمیان جنگ کا فیصلہ نہ کردیں آپؐ نے فرمایا اے خطاب کے بیٹے! بے شک میں اللہ کا رسول ہوں اللہ تعالیٰ مجھے کبھی ضائع نہیں فرمائے گا۔ اس پر بھی حضرت عمرؓ کی تشفی نہ ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ سے وہی کچھ کہا جو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا۔ تو انہوں نے وہی جواب دیا کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ پھر سورۂ فتح نازل ہوئی جس کو آپؐ نے حضرت عمرؓ پر تلاوت کیا۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا یارسول اللہ! کیا یہی فتح ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں یہی فتح کا پیش خیمہ ہے۔

حدیث (۲۹۵۴) حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ الخ عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍؓ قَالَتْ قَدِمَتْ عَلَیَّ اُمِّیْ وَھِیَ مُشْرِکَۃٌ فِیْ عَھْدِ قُرَیْشٍ اِذَا عَاھَدُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمُدَّتِھِمْ مَعَ اَبِیْھَا فَاسْتَفْتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمِّیْ قَدِمَتْ عَلَیَّ وَھِیَ رَاغِبَۃٌ اَفَاَصِلُھَا قَالَ نَعَمْ صِلِیْھَا۔

ترجمہ۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ فرماتی ہیں کہ میری والدہ جو مشرکہ تھی اور اس کا نام قیلہ تھا۔ اس زمانہ میں اپنے باپ عبدالعزیٰ کے ہمراہ

آ گئیں۔ جب قریش نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ کیا ہوا تھا اور ان سے مدت دس سال معین فرمائی تھی۔ بہرحال حضرت اسماءؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ پوچھا کہ یا رسول اللہ! میری والدہ میرے پاس آئی ہے جب کہ وہ اسلام سے اعراض کرنے والی ہے۔ یا میرے مال میں رغبت رکھنے والی ہے۔ کیا میں اس سے صلہ رحمی اور اچھا سلوک کر سکتی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں تم اس سے اچھا سلوک کر سکتی ہو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اتھموا الرأی الخ یہ ان لوگوں کو خطاب ہے جو حضرت سہلؓ کو قتال کی ترغیب دے رہے تھے۔ اور وہ آمادہ نہیں ہو رہے تھے۔ ان کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ صلح خیر سے خالی نہیں۔ اگرچہ تم لوگوں کی آراء قتال کو صحیح سمجھ رہی ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر ہماری خواہش قتال تھی۔ بلکہ ہم سب مسلمان قتال کی خیریت پر مجتمع تھے۔ بایں ہمہ صلح ہمارے لئے بہتر رہی اس طرح تمہیں بھی لائق نہیں کہ قتال کو تمہاری آراء ٹھیک تصور کریں۔ کیونکہ قتال مفاسد سے خالی نہیں۔ کیونکہ تمہارا حریف و مقابل مسلمان ہے۔ جب صلح مشرکین کے ساتھ بہتر ثابت ہوئی تو جب وہ مسلمانوں کے ساتھ ہو تو کیوں نہ مفید ثابت ہوگی اس واقعہ میں اس پر بھی تنبیہ کرنا ہے کہ انسان ہمیشہ اپنی رائے اور فکر کو صواب نہ سمجھے۔ بسا اوقات انسان کی رائے غلط ہوتی ہے۔ اور وہ اپنے آپ کو صواب پر سمجھتا ہے۔ جیسا کہ ہم لوگ حدیبیہ کے واقعہ میں اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے اگر ہم کثرت آراء کی بنا پر آنحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو رد کر دیتے۔ لیکن ہم نے اپنی آراء کو چھوڑ کر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی۔ جس سے بہت سے فائدے حاصل ہوئے۔ تجارت بڑھی۔ مکہ فتح ہوا۔ وغیرہ وغیرہ۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اتھموا الرأی الخ حضرت سہل بن حنیف حضرت علیؓ کے ساتھیوں میں سے تھے۔ حضرت علیؓ کے بعض ساتھی تحکیم کو ناپسند کرتے تھے۔ ان کا منشاء تھا کہ لڑائی جاری رہے۔ حضرت سہلؓ نے ان کو سمجھایا کہ دیکھو صلح حدیبیہ کو ہم اکثر لوگ اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اس صلح کے بہت اچھے نتائج برآمد ہوئے تو معلوم ہوا کہ صلح کے بارے میں آپ کی رائے اتم اور قابل مدح تھی۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت سہلؓ جو حضرت علیؓ کے ساتھ تھے اور صفین کی لڑائی میں موجود تھے وہ دونوں فریق کو نصیحت فرما رہے ہیں کہ لڑائی اچھی نہیں صلح بہتر ہے۔ کیونکہ یہ لڑائی مسلمانوں کے درمیان ہے جو تمہارے بھائی ہیں۔ لہذا صلح اچھی رہے گی جس طرح حدیبیہ صلح مشرکین کے ساتھ ہوئی جو مفید رہی۔ لڑائی سے مفاسد برآمد ہوتے۔ دراصل یہ لوگ حضرت سہلؓ کو لڑائی سے گریز کرنے والا تصور کر رہے تھے۔ میں گریز کرنے والا نہیں لیکن صلح کو اچھا سمجھتا ہوں۔

الصلح عنوا صلح حدیبیہ کی بجائے یوم ابی جندل اسلئے کہا کہ جب حضرت ابو جندل مشرکین کی طرف واپس کر دیا گیا اور اسکے باپ سہل نے اپنے بیٹے کے منہ پر تھپڑ مار کر ان کا منہ توڑ دیا تو مسلمانوں کا اشتعال اور بڑھ گیا۔ جب کہ حضرت ابو جندلؓ پکار رہے تھے کہ کیا مجھے مشرکوں کی طرف واپس کر رہے ہو۔ دیکھ نہیں رہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں مجھے کیا کیا اذیتیں پہنچائی ہیں تو اس سے مسلمانوں کے جذبات اور بھی مشتعل ہوئے لیکن اطاعت رسول کا جذبہ سب پر غالب رہا صلح کو برقرار رکھا ایسے تم بھی صلح کو برقرار رکھو لڑائی مول نہ لو۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اس باب بلا ترجمہ کے تحت امام بخاریؒ دو حدیثیں لائے ہیں ایک حضرت سہل بن حنیفؓ کی اور دوسری حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کی۔ پہلی حدیث سے تو ترجمہ کو اس طرح ثابت کیا۔ قریش نے صلح کو برقرار نہ رکھا نقض عہد کیا۔ انجام فتح مکہ اور ان کا مقہور ہونا ہوا معلوم ہوا کہ غدر مذموم ہے اور اس کا مقابل ایفاء عہد ممدوح ہے اور دوسری حدیث کا تعلق باب سے اس طرح ہوا کہ عدم غدر اس کا متقاضی ہے کہ قریبی رشتہ داروں سے بہتر سلوک کیا جائے۔ اگرچہ وہ واصل کے دین کے مخالف کیوں نہ ہو۔

بَابُ الْمُصَالِحَةِ عَلٰی ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ اَوْ وَقْتٍ مَّعْلُوْمٍ

ترجمہ۔ مصالحت خواہ تین دن کیلئے ہو یا اس سے کم وبیش کسی وقت معلوم کے لئے ہو ہر طرح سے جائز ہے۔

حدیث(۲۹۵۵)حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ الخ حَدَّثَنِی الْبَرَآءُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّآ اَرَادَ اَنْ یَّعْتَمِرَ اَرْسَلَ اِلٰی اَھْلِ مَکَّۃَ یَسْتَاْذِنُھُمْ لِیَدْخُلَ مَکَّۃَ فَاشْتَرَطُوْا عَلَیْہِ اَنْ لَّا یُقِیْمَ بِھَا اِلَّا ثَلٰثَ لَیَالٍ وَلَا یَدْخُلَھَا اِلَّا بِجُلُبَّانِ السِّلَاحِ وَلَا یَدْعُوْا مِنْھُمْ اَحَدًا قَالَ فَاَخَذَ یَکْتُبُ الشَّرْطَ بَیْنَھُمْ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ فَکَتَبَ ھٰذَا مَا قَاضٰی عَلَیْہِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ فَقَالُوْا لَوْ عَلِمْنَا اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ لَمْ نَمْنَعْکَ وَلَتَابَعْنٰکَ وَلٰکِنِ اکْتُبْ ھٰذَا مَا قَاضٰی عَلَیْہِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ فَقَالَ اَنَا وَاللّٰہِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ وَاَنَا وَاللّٰہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ قَالَ وَکَانَ لَا یَکْتُبُ قَالَ فَقَالَ لِعَلِیٍّ اُمْحُ رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ عَلِیٌّ وَاللّٰہِ لَآ اَمْحَاہُ اَبَدًا قَالَ فَاَرِنِیْہِ قَالَ فَاَرَاہُ اِیَّاہُ فَمَحَاہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِیَدِہٖ فَلَمَّا دَخَلَ وَمَضَتِ الْاَیَّامُ اَتَوْا عَلِیًّا فَقَالُوْا مُرْصَاحِبَکَ فَلْیَرْتَحِلْ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نَعَمْ ثُمَّ ارْتَحَلَ.

ترجمہ۔ حضرت براءؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عمرہ قضا کرنے کا ارادہ کیا تو مکہ والوں کی طرف پیغام بھیجا کہ آپؐ ان سے مکہ میں داخل ہونے کی اجازت طلب کرتے تھے۔ انہوں نے شرط لگائی کہ آپ مکہ میں تین رات سے زیادہ قیام نہیں کریں گے۔ اور مکہ میں داخلہ تلوار کی نیاموں کے ساتھ ہوگا۔ یعنی تلواریں نیام میں ہوں گی۔ جو صلح وسلامتی کی علامت تھی۔ اور ان قریش میں سے کسی ایک کی آپؐ دعوت نہیں کریں گے یا کسی کو اپنی طرف نہیں بلائیں گے پس حضرت علی بن ابی طالبؓ نے ان کے درمیان شرائط لکھنی شروع کیں تو مضمون لکھا کہ یہ صلح نامہ ہے جس پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا ہے۔ وہ لوگ کہنے لگے اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول جانتے تو ہم نہ تو آپ کو داخلہ مکہ سے روکتے بلکہ آپ کی بیعت کر لیتے۔ لیکن یہ مضمون لکھو یہ وہ معاہدہ ہے جو محمد بن عبداللہ نے طے کیا ہے۔ جس پر آپؐ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں محمد بن عبداللہ بھی ہوں اور واللہ میں اللہ کا رسول بھی ہوں۔ حضرت علیؓ نہیں لکھ رہے تھے۔ آپؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ آپ رسول اللہ کا کلمہ مٹا دیں حضرت علیؓ نے فرمایا اللہ کی قسم میں تو اس کو کبھی نہیں مٹاؤں گا۔ آپؐ نے فرمایا وہ جگہ مجھے دکھاؤ۔ تو حضرت علیؓ نے وہ جگہ دکھا دی۔ جسے آپؐ نے اپنے ہاتھ سے مٹا دیا پس جب آپؐ مکہ میں دوسرے سال داخل ہوئے اور وہ تین دن گزر گئے تو قریش حضرت علیؓ کے پاس آئے کہ اپنے ساتھی سے کہو کہ اب کوچ کریں۔ حضرت علیؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا ہاں بھائی۔ پھر آپؐ نے کوچ فرمایا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ لایدعوامنھم احدا ای الی الاسلام یعنی آپؐ اہل مکہ میں سے کسی کو اسلام کی دعوت نہیں دیں گے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ ظاہر الفاظ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ دعوت الی الاسلام مراد ہے۔ اور کتاب الصلح میں گذر چکا ہے کہ یہ معاہدہ میں لکھا گیا ان لایخرج من اھلھا باحد ان اراد ان یتبعہ یعنی آپ کسی مکہ والے کو نکال کے نہیں لے جائیں گے اگرچہ وہ آپ کے ساتھ جانے کا ارادہ بھی کرے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ مصالحت علی ثلثۃ ایام سے کم وبیش مدت معلومہ پر صلح کرنے کا جواز معلوم ہوا۔ بدا محوہ بظاہر اس سے مخالفت امر رسول اللہ معلوم ہوتی ہے۔ لیکن حضرت علیؓ نے قرائن سے معلوم کر لیا یہ حکم وجوب کے لئے نہیں ہے۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ نے حدیث قرطاس میں سمجھ لیا تھا۔ کہ ایتونی بکتاب میں امر وجوب کے لئے نہیں ہے۔ لیکن وہاں شور مچاتے ہیں۔ یہاں حضرت علیؓ کے معاملہ میں کوئی شور نہیں مچاتا۔

بَابُ الْمُوَادَعَةِ مِنْ غَيْرِ وَقْتٍ

وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُقِرُّكُمْ مَا اَقَرَّكُمُ اللّٰهُ بِهٖ.

ترجمہ۔ بغیر مدت مقرر کئے بھی مصالحت اور جنگ بندی ہوسکتی ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود خیبر سے فرمایا تھا کہ اس وقت تک تم کو خیبر میں ٹھہرنے دیں گے جب تک اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں ٹھہرائیں گے۔

بَابُ طَرْحِ جِيَفِ الْمُشْرِكِيْنَ فِي الْبِئْرِ وَلَا يُؤْخَذُ لَهُمْ ثَمَنٌ

ترجمہ۔ مشرکین کی لاشوں کو کنویں میں پھینک دینا اور ان کی کوئی قیمت وصول نہ کرنا

حدیث (۲۹۵۶) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ وَحَوْلَهُ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِذْ جَآءَ عُقْبَةُ بْنُ اَبِيْ مُعَيْطٍ بِسَلٰى جَزُوْرٍ فَقَذَفَهُ عَلٰى ظَهْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرْفَعْ رَاْسَهُ حَتّٰى جَآءَتْ فَاطِمَةُ فَاَخَذَتْ مِنْ ظَهْرِهٖ وَدَعَتْ عَلٰى مَنْ صَنَعَ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ الْمَلَاَ مِنْ قُرَيْشٍ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ اَبَا جَهْلِ ابْنَ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ ابْنَ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةَ ابْنَ رَبِيْعَةَ ابْنَ اَبِيْ مُعَيْطٍ وَاُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ اَوْ اُبَيَّ ابْنَ خَلَفٍ فَلَقَدْ رَاَيْتُهُمْ قُتِلُوْا يَوْمَ بَدْرٍ فَاُلْقُوْا فِيْ بِئْرٍ غَيْرَ اُمَيَّةَ اَوْ اُبَيٍّ فَاِنَّهٗ كَانَ رَجُلًا ضَخْمًا فَلَمَّا جَرُّوْهُ تَقَطَّعَتْ اَوْ صَالَهٗ قَبْلَ اَنْ يُّلْقٰى فِي الْبِئْرِ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں اس اثنا میں کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ ریز تھے اور آپؐ کے اردگرد مشرکین قریش کے کچھ لوگ تھے کہ اچانک عقبہ بن ابی معیط ایک ذبح شدہ اونٹ کی اوجھری گندگی سمیت لے آیا۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ پر آ کر ڈال دی۔ جس سے آپ سر نہ اٹھا سکے حتی کہ حضرت فاطمۃ الزہراءؓ آئیں اور انہوں نے آپ کی پیٹھ سے اسکو ہٹایا اور ایسا کرنے والوں کو بددعا دی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بددعا کرتے ہوئے فرمایا اے اللہ قریش کی اس جماعت کو پکڑ لے اے اللہ ابوجہل بن ہشام پر گرفت فرما۔ عتبہ بن ربیعہ. شیبہ بن ربیعہ. عقبہ بن ابی معیط اور امیہ بن خلف یا ابی بن خلف ان سب کو اپنی گرفت میں لے لے۔ چنانچہ میں نے ان سب کو دیکھا کہ یہ لوگ بدر کی لڑائی میں مارے گئے اور ان کی لاشوں کو ایک اندھے کنویں میں پھینکا گیا سوائے امیہ یا ابی بن خلف کے کہ وہ ایک موٹا بھاری بھرکم آدمی تھا۔ پس جب صحابہ کرامؓ نے اس کی لاش کو ٹانگ سے پکڑ کر کھینچا تو کنویں میں پھینکے جانے سے پہلے پہل اس کا جوڑ جوڑ جدا ہو گیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ طرح جیف المشرکین ولا یؤخذ لھم ثمن مشرکین کی لاشوں کی قیمت وصول نہیں کی جائے گی۔ کیونکہ بیع کے اندر اگرچہ مبیع کی توہین مضمر ہوتی ہے لیکن کچھ نہ کچھ اعزاز ضرور ہوتا ہے جس سے اس کی قیمت پڑتی ہے کیونکہ اگر ذی شان نہ ہوتو اس میں رغبت نہ ہوئی۔ تو ہمیں مشرکین کی لاشوں کے بیچنے سے اس لئے منع کیا گیا کہ ان کا اعزاز نہ ہو۔ فلما جروہ الخ وجہ یہ ہے کہ مشرکین کے جسم موت کے بعد پڑے رہنے کے وجہ سے پھٹ گئے اور پھول گئے۔ جب لڑائی سے فارغ ہونے کے بعد ان کی لاشوں کو کنویں میں پھینکنے کا ارادہ ہوا تو ان میں سے جو بھاری بھرکم تھا اس کا کھینچنا مشکل ہو گیا۔ کیونکہ جوڑ جدا ہو گئے تھے اور اعضاء پھٹ گئے تھے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ لا یؤخذ لھم ثمن سے امام بخاریؒ نے ترمذی کی اس روایت کی طرف اشارہ کیا ہے جو ابن عباسؓ سے مروی

ہے کہ جب مشرکین نے نوفل بن عبداللہ کی لاش کو خرید کرنا چاہا جو خندق میں گھس گیا تھا۔ تو آپؐ نے فرمایا نہ ہمیں اس کی قیمت کی ضرورت ہے اور نہ اس کی لاش کی ضرورت ہے۔ اور سیرت ابن ھشام میں ہے کہ وہ اس کی دس ہزار روپے قیمت ادا کرنا چاہتے تھے۔ جسے آپؐ نے قبول نہیں فرمایا۔ اور گرم ترین دن ہونے کی وجہ سے ان کی لاشیں پھٹ چکی تھیں۔ اور سوج جانے کی وجہ سے اس کے رنگ سیاہ ہو گئے اور جثے پھٹ گئے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ عبداللہ بن ابی معیط بدر میں قتل نہیں ہوا۔ بلکہ جنگی قیدی بنا اور اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اسے قتل کیا۔ اور امیہ اور ابی بن خلف میں سے بھی صحیح یہ ہے کہ امیہ بن خلف بدر میں قتل ہوا اس کا بھائی ابی احد کی لڑائی میں مارا گیا کذا قالہ العینی.

بَابُ اِثْمِ الْغَادِرِ لِلْبَرِّ وَالْفَاجِرِ

ترجمہ۔ نیکوکار اور بدکار سے بدعہدی کرنے والے کا گناہ کیا ہے۔

حدیث (۲۹۵۷) حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ الخ عَنْ اَنَسٍؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِکُلِّ غَادِرٍ لِوَآءٌ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ قَالَ اَحَدُ ھُمَا یُنْصَبُ وَقَالَ الْاٰخَرُیُرٰی یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یُعْرَفُ بِہٖ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ ہر بدعہدی کرنے والے کے لئے قیامت کے دن جھنڈا ہوگا۔ ایک راوی کہتا ہے کہ اس کو گاڑا جائے گا۔ دوسرا کہتا ہے کہ قیامت کے دن وہ جھنڈا دکھائی دیگا جس سے وہ پہچانا جائے گا۔

حدیث (۲۹۵۸) حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لِکُلِّ غَادِرٍ لِوَآءٌ یُنْصَبُ لِغَدْرَتِہٖ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے۔ کہ ہر بدعہدی کرنے والے کے لئے جھنڈا اس کی غداری کے مطابق گاڑا جائے گا۔

حدیث (۲۹۵۹) حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ فَتْحِ مَکَّۃَ لَاھِجْرَۃَ لٰکِنْ جِھَادٌ وَّنِیَّۃٌ اِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا وَقَالَ یَوْمَ فَتْحِ مَکَّۃَ اَنَّ ھٰذَا الْبَلَدَ حَرَّمَہُ اللّٰہُ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَھُوَحَرَامٌ بِحُرْمَۃِ اللّٰہِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَاِنَّہٗ لَمْ یَحِلَّ الْقِتَالُ فِیْہِ لِاَحَدٍ قَبْلِیْ وَلَمْ یَحِلَّ لِیْ اِلَّا سَاعَۃً مِنْ نَّھَارٍ فَھُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَۃِ اللّٰہِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ لَا یُعْضَدُ شَوْکُہٗ وَلَا یُنَفَّرُ صَیْدُہٗ وَلَا یَلْتَقِطُ لُقْطَتَہٗ اِلَّا مَنْ عَرَّفَھَا وَلَا یُخْتَلٰی خَلَاہُ فَقَالَ الْعَبَّاسُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِلَّا الْاِذْخِرُ فَاِنَّہٗ لِقَیْنِھِمْ وَلِبُیُوْتِھِمْ قَالَ اِلَّا الْاِذْخِرَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقعہ پر فرمایا کہ اب مکہ سے ہجرت کرنا فرض نہیں ہے۔ لیکن اب تو صرف جہاد اور اسکی نیت رہ گئی ہے البتہ جب عام لام بندی کا حکم ہو جائے تو پھر سب نکل کھڑے ہوں۔ اور فتح مکہ کے دن آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ شہر مکہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اسے اس دن سے حرم بنایا ہے جس دن کہ آسمان و زمین کو پیدا فرمایا۔ پس وہ اللہ کی حرمت کی وجہ سے قیامت کے دن تک حرام ہے۔ اس میں کسی کے لئے میرے سے پہلے بھی قتال حلال نہیں تھا اور نہ میرے لئے حلال ہے البتہ دن بھر کی ایک گھڑی کے لئے حلال ہوا۔ پس اب وہ اللہ کی حرمت کی وجہ سے قیامت کے دن تک حرام ہے۔ نہ اس کا کانٹا کاٹا جائے اور نہ ہی اس کے شکار کو وہاں سے بھگایا جائے۔ اور

نہ ہی اس کی گری پڑی چیز کو اٹھایا جائے۔ البتہ وہ شخص اٹھا سکتا ہے جو اس کی سال بھر تک تعریف کرتا رہے۔ اور نہ ہی اس کی گھاس کھتری جائے حضرت عباسؓ نے فرمایا یارسول اللہ! مگر اذخر کترن بوٹی جو ہمارے لوہاروں اور گھروں کی چھتوں کے کام آتی ہے۔ آپؐ نے اذخر کو مستثنیٰ قرار دے دیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ بعض امور منکرہ ایسے ہیں جب مؤمن کامل ان کا ارتکاب کرے تو ان میں کوئی کراہت نہیں ہے لیکن فاسق جو اپنے ایمان میں پختہ نہیں ہے اس کے لئے ان کا ارتکاب ممکن نہیں ہے۔ تو اس مقام پر بھی وہم ہوتا تھا کہ شاید غدر مؤمن کامل کے لئے جائز ہو۔ فاسق فاجر کے لئے ناجائز ہو۔ تو امام بخاریؒ نے اس باب سے اس وہم کو دفع کر دیا۔ اس لئے کہ روایت مطلق ہے اور کل غادر میں کل کا لفظ عموم پر دلالت کرنے والا ہے۔ جس میں سب افراد شامل ہوتے ہیں۔ کسی کی تخصیص نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ اثم الغادر عموم اس طرح ہے کہ خواہ یہ غدر نیکوکار کسی بدکار سے یا بدکار کسی نیکوکار سے کرے غدر ہر صورت میں ناجائز ہے۔ میرے نزدیک دونوں ترجموں میں گناہ کی نوعیت کے اختلاف کی طرف اشارہ کرنا ہے۔ جس کے لئے امام بخاریؒ نے چند ابواب ذکر فرمائے ہیں۔ اس لئے کہ غدر کے گناہ کی کئی اقسام ہیں۔

مؤمن کامل قطب گنگوہیؒ نے بر اور فاجر کی بہترین توجیہ فرمائی ہے۔ کہ بعض امور مؤمن کامل کے لئے جائز فاسق کیلئے ناجائز۔ جیسے انبت الربیع البقل کہنا۔ مؤمن کامل کے لئے جائز فاسق کے لئے مکروہ ہے۔ اس طرح یوم الشک کا روزہ مؤمن کامل کیلئے جائز فاسق کے لئے ناجائز۔ اس کے اور نظائر بھی ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم فتح مکۃ الخ اس حدیث کو ترجمہ سے مطابقت اس طرح ہے کہ آپؐ نے یوم فتح مکہ پر اپنے خطبہ میں فرمایا ان دماء کم واموالکم علیکم حرام کحرمۃ یومکم ھذا الخ۔ تو کسی کے مال اور جان کے درپے ہونا یہ غدر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی حرمت کی بے حرمتی ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ محارم اللہ بھی بندوں سے اللہ کا معاہد ہے۔ جو شخص بھی بے حرمتی کریگا وہ غدار ہوگا۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ کو فتح کیا تو لوگوں کو امن دیا۔ پھر فرمایا مکہ میں قتل وقتال حرام ہے۔ تو اس سے اشارہ ہوا کہ سب مسلمان امن میں ہیں۔ اب کوئی ان سے غدر نہیں کرے گا۔ کیونکہ من دخلہ آمنا کے تحت ان کو امان مل چکی ہے۔ ابن منیر یوں توجیہ کرتے ہیں مکہ معظمہ کی حرمت عامہ ہے آپ کو بھی صرف گھڑی بھر کے لئے اجازت ملی تھی۔ اب کوئی مؤمن نیکوکار اس کی حرمت پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا۔ اور کرمانیؒ فرماتے ہیں انفروا سے ترجمہ ثابت ہے کہ ائمہ سے غدر نہ کرو۔ ان کا حکم مانو۔ اور علامہ عینیؒ بھی انفروا سے ترجمہ کو ثابت کرتے ہیں کہ انفروا کا معنی ہے لاتغدروا کیونکہ جب عام لام بندی کی حلت میں جنگ میں نکلنا واجب ہوا تو یہ غدر کی حرمت کو مستلزم ہے۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ آپؐ نے مکہ کی حرمت کو حلال سمجھنے میں غدر نہیں کیا۔ بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھا کہ ایک گھڑی کی اجازت ملی۔ ورنہ کسی طرح بھی غدر جائز نہیں تھا۔ قسطلانیؒ نے خاموشی اختیار کی ہے۔ کوئی وجہ مناسبت ذکر نہیں فرمائی۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ لایعضد شوکہ اس سے مراد درختوں کا کاٹنا۔ ہے۔ اور تنفیر صید سے مراد ان کا شکار کرنا ممنوع ہے اخلاء سے تر گھاس کا ٹنا ممنوع ہے۔ اذخر کترن بوٹی کو آپؐ نے مستثنیٰ فرمادیا۔

الحمد للہ بارھواں پارہ بخاری کا اس پر ختم ہوا

لامع الدراری کا دوسرا جلد بھی یہاں تک ختم ہوگیا۔ اب تیسرا جلد شروع ہوگا۔ انشاء اللہ آج یکم ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ بروز بدھ بوقت دوپہر اختتام پذیر ہوا۔ آگے تیرھواں پارہ کتاب بدالخلق سے شروع ہو رہا ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تیرھواں پارہ

كِتَابُ بَدْءِ الْخَلْقِ

ترجمہ۔ کتاب مخلوق کی ابتداء کیسے ہوئی

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی

ترجمہ۔ باب جو کچھ کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں آیا ہے۔

وَهُوَ الَّذِیْ یَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ قَالَ الرَّبِیْعُ ابْنُ خُثَیْمٍ وَالْحَسَنُ كُلٌّ عَلَیْهِ هَیِّنٌ هَیْنٌ وَهَیِّنٌ مِثْلُ لَیْنٍ وَلَیِّنٍ وَمَیْتٍ وَمَیِّتٍ وَضَیْقٍ وَضَیِّقٍ اَفَعَیِیْنَا اَفَاَعْیَا عَلَیْنَا حِیْنَ اَنْشَاَكُمْ وَاَنْشَاَ خَلْقَكُمْ لُغُوْبُ النَّصَبُ اَطْوَارًا طَوْرًا كَذَا وَطَوْرًا كَذَا عَدَا طَوْرَهٗ اَیْ قَدْرَهٗ.

ترجمہ۔ اللہ وہی تو ہے جو مخلوق کی ابتداء کرتا ہے پھر وہی اس کو لوٹائے گا۔ اور یہ لوٹانا اس پر بہت آسان ہے۔ ربیع بن خثیمؓ اور حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ کل یعنی ابتداء اور اعادہ دونوں اس پر آسان ہیں۔ غرضیکہ اهون بمعنی هیّن کے ہے اور هیّن یا تشدید و التخفیف دونوں طرح سے پڑھا جاتا ہے۔ یعنی هیّن وهین جیسے لین ولین اور میّت ومیت اور ضیّق وضیق افعیینا کیا ہم تھک گئے۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ نے تم کو نئے سرے سے پیدا کیا تو کیا عاجز آگیا وہ تھک گیا۔ وانشا کم بمعنی خلقکم کے ہیں۔ لغوب کے معنی تھکاوٹ کے ہیں۔ جو ای مامسنا من لغوب میں ہے۔ تمہارے پیدا کرنے کے بعد کوئی تھکاوٹ محسوس نہیں ہوتی اطواراً طور کی جمع ہے۔ جس کے معنی دور کے ہیں۔ طوراً کذا وطوراکذا۔ عداطوره ای قدره یعنی اپنی قدر سے تجاوز کر گیا۔ اصلی معنی طور کے قدر کے ہیں پھر زمان وغیرہ زمان کے لئے استعمال ہوا۔

حدیث(۲۹۶۰)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِیْرٍ الخ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍؓ قَالَ جَآءَ نَفَرٌ مِّنْ بَنِیْ تَمِیْمٍ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا بَنِیْ تَمِیْمٍ اَبْشِرُوْا قَالُوْا بَشَّرْتَنَا فَاَعْطِنَا فَتَغَیَّرَ وَجْهُهٗ فَجَآءَ هٗ اَهْلُ الْیَمَنِ فَقَالَ یَا اَهْلَ الْیَمَنِ اقْبَلُوا الْبُشْرٰی اِذْ لَمْ یَقْبَلْهَا بَنُوْتَمِیْمٍ قَالُوْا قَبِلْنَا فَاَخَذَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُحَدِّثُ بَدْءَ الْخَلْقِ وَالْعَرْشِ فَجَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ یَا عِمْرَانُ رَاحِلَتُكَ تَفَلَّتَتْ لَیْتَنِیْ لَمْ اَقُمْ.

ترجمہ۔ حضرت عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں کہ قبیلہ بنو تمیم کے کچھ لوگ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے فرمایا اے بنو تمیم! جنت کی بشارت حاصل کرو اور دین میں سمجھ پیدا کرو۔ انہوں نے کہا بس آپ تو یہی دین کی باتوں پر بشارتیں سناتے رہتے ہیں۔ ہمیں تو کچھ مال و دولت بھی عطا فرمائیں۔ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور متغیر ہو گیا۔ پھر یمن کے لوگ آگئے آپؐ نے

فرمایا اے بنو تمیم! تم دینی احکام پر خوشخبری کو قبول کرو۔ بنو تمیم نے اس کو قبول نہیں کیا انہوں نے کہا ہم نے قبول کیا۔ پس جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انسان کی پیدائش اور عرش کی ابتداء کو بیان فرمانے لگے۔ اچانک ایک آدمی نے آ کر کہا کہ اے عمران تمہاری اونٹنی چھوٹ کر بھاگ گئی انہوں نے فرمایا کاش میں مجلس نبوی سے کھڑا نہ ہوتا۔ آپ کی باتیں سنتا رہتا۔

حدیث(۲۹۶۱) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ حَفْصٍ الخ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَقَلْتُ نَاقَتِيْ عَلَى الْبَابِ فَاَتَاهُ نَاسٌ مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ فَقَالَ اقْبَلُوْا الْبُشْرٰى يَابَنِيْ تَمِيْمٍ قَالُوْا قَدْ بَشَّرْتَنَا فَاَعْطِنَا مَرَّتَيْنِ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهِ نَاسٌ مِنْ اَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرٰى يَآ اَهْلَ الْيَمَنِ اِذْلَمْ يَقْبَلْهَا بَنُوْ تَمِيْمٍ قَالُوْا قَدْ قَبِلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا جِئْنَاكَ نَسْأَلُكَ عَنْ هٰذِهِ الْاَمْرِ قَالَ كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ غَيْرُهٗ وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ وَكَتَبَ فِي الذِّكْرِ كُلَّ شَيْءٍ وَخَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَنَادٰى مُنَادٍ ذَهَبَتْ نَاقَتُكَ يَا ابْنَ الْحُصَيْنِ فَانْطَلَقْتُ فَاِذَا هِيَ يَقْطَعُ دُوْنَهَا السَّرَابُ فَوَاللّٰهِ لَوَدِدْتُ اَنِّيْ كُنْتُ تَرَكْتُهَا وَرَوٰى عِيْسٰى عَنْ رَقَبَةَ عَنْ قَيْسِ ابْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ قَامَ فِيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَاَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ.

ترجمہ۔ حضرت عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنی اونٹنی کو باندھ دیا۔ تو آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بنو تمیم کے کچھ لوگ آئے۔ تو آپ نے فرمایا اے بنو تمیم دین کی سمجھ پیدا کرنے پر جنت کی بشارت قبول کرو۔ تو وہ کہنے لگے کہ آپ ہمیں بہت خوشخبریاں سنا چکے۔ آپ کچھ مال ومتاع بھی تو دیں۔ دو مرتبہ کہا۔ پھر آپ کے پاس یمن کے کچھ لوگ آئے۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ احکام الٰہی پر اے یمن والو تم خوشخبری قبول کرو اس لئے کہ بنو تمیم نے تو اس کو قبول نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے یارسول اللہ! اسے قبول کرلیا۔ کہنے لگے کہ ہم تو آپ سے اسی تفقه فی الدین کے بارے میں پوچھنے آئے تھے تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس وقت موجود تھا جبکہ اس کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ اور آپ کا عرش پانی پر تھا۔ اور ذکر یعنی لوح محفوظ میں ہر چیز پیدا ہونے والی لکھ دی۔ آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا پس اس وقت ایک پکارنے والے نے پکارا کہ ابن الحصین تمہاری اونٹنی چلی گئی۔ پس میں اس کی تلاش میں چل پڑا۔ پس وہ تو اتنی دور چلی گئی کہ اس کے اور میرے درمیان وہ ریت جو دوپہر کو پانی معلوم ہوتا ہے وہ حائل ہو گیا۔ یعنی وہ جلدی دوڑ گئی پس اللہ کی قسم! میری یہ خواہش تھی کہ میں اسکو چھوڑ دیتا۔ اور دوسری سند جو عیسیٰ سے ہے اس حدیث میں ہے کہ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان بہت دیر تک کھڑے ہو کر وعظ بیان کرتے رہے۔ پس آپ نے ہمیں مخلوقات کی پیدائش۔ معاش اور معاد تک کو بیان فرمایا۔ کہ جنتی لوگ اپنی اپنی منازل میں اور جہنمی اپنے اپنے مقامات میں داخل ہوں گے۔ یہ سب کچھ بتایا جو یاد رکھ سکتا تھا اس نے اسے یاد رکھا۔ اور جس نے بھولنا تھا اس نے اسے بھلا دیا۔

حدیث(۲۹۶۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرَاهُ يَقُوْلُ اللّٰهُ شَتَمَنِيْ بْنُ اٰدَمَ وَمَا يَنْبَغِيْ لَهٗ اَنْ يَشْتِمَنِيْ وَيُكَذِّبُنِيْ وَمَا يَنْبَغِيْ لَهٗ اَمَّا شَتْمُهٗ

فَقَوْلُهُ اِنَّ لِیْ وَلَدًا وَاَمَّا تَکْذِیْبُهُ فَقَوْلُهُ لَیْسَ یُعِیْدُنِیْ کَمَا بَدَأَنِیْ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بلند و برتر فرماتا ہے مجھے آدم کا بیٹا گالی دیتا ہے۔ حالانکہ اسے مجھ کو گالی دینا مناسب نہیں ہے۔ اور وہ مجھے جھٹلاتا ہے حالانکہ اسے یہ لائق اور مناسب نہیں ہے اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ اس کا کہنا ہے کہ میرے لئے اولاد ہے۔ اور اس کا جھٹلانا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ مجھے نہیں لوٹائیگا جیسا کہ اس نے مجھے ابتدا میں پیدا کیا۔

حدیث (۲۹۶۳) حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَضَی اللّٰهُ الْخَلْقَ کَتَبَ فِیْ کِتَابِهٖ فَهُوَ عِنْدَهٗ فَوْقَ الْعَرْشِ اِنَّ رَحْمَتِیْ غَلَبَتْ غَضَبِیْ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ مخلوقات کے پیدا کرنے سے فارغ ہوئے تو اپنی اس کتاب لوح محفوظ میں جو اسی کے پاس عرش کے اوپر ہے یہ لکھ دیا کہ میری رحمت میرے غیض و غضب پر غالب رہے گی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ فاعیی اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ افعیینا بالخلق الاول میں باء نے عیینا کو متعدی کر دیا ہے۔ تو معنی یہ ہوں گے کہ جب ہم نے تم کو پیدا کیا تو کیا تمہاری پیدائش نے ہمیں عاجز کر دیا البتہ یہاں فاعل کو حذف کر دیا گیا کیونکہ ظرف اس پر دلالت کرتا ہے اور متکلم کے قائم مقام ہے۔ جو دوسری آیت میں وارد ہے۔ هین انشاناکم تو جب لفظ انشا کا ذکر آ گیا تو اس کے معنی بیان کر دیئے۔ کہ انشاء بمعنی خلق لیکن جبکہ آیت میں انشاکم مذکور ہے تو تفسیر میں بھی خلقکم کو لائے۔ صرف خلق پر اکتفا نہیں کیا۔ طورہ ای قدرہ مقصد یہ ہے کہ طور کے اصلی معنی قدر کے ہیں۔ پھر زمان اور غیر زمان کی مقدار کو طور کہنے لگے فاخبرنا عن الخ یعنی اجمالا بتلایا کہ قضی الله الخلق یہ محل ترجمہ ہے۔ اس باب سے مقصود یہ ثابت کرنا ہے کہ قدیم سے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی موجود نہیں ہے۔ بلکہ سب کے سب محدث اور مخلوق ہیں۔

ب نہ تھا کچھ تو خدا تھا کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا ڈبویا مجھ کو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا

(غالب) از مرتب غفرلہ

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ کتاب بدء الخلق کو بیان کرنے کی وجہ میرے نزدیک یہ ہے کہ صحیح بخاری انواع حدیث کی اقسام میں سے جامع ہے۔ اور جامع کے اندر حدیث کے آٹھ ابواب جمع ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک تاریخ بھی ہے۔ تو امام بخاریؒ نے یہاں سے ابواب التاریخ کو بیان کرنا شروع کیا ہے۔ جس کو کتاب التفسیر تک لے جائیں گے۔ کیونکہ میرے نزدیک کتاب المغازی کوئی مستقل الگ کتاب نہیں ہے بلکہ وہ آنحضر صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا ایک حصہ ہے۔ جس کو کتاب المغازی سے پہلے شروع کیا گیا ہے۔ چونکہ اس کے ابواب بہت پھیلے ہوئے تھے۔ اس لئے اس کو الگ کتاب کا نام دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے بعد حجۃ الوداع کا باب ذکر فرمایا ہے۔ اور مرض اور وفات کے ابواب بیان ہوئے ہیں۔ کیونکہ یہ سب آپؐ کے احوال کا تکملہ ہیں اس کا بیان مقدمہ میں ہو چکا ہے۔ بدء بمعنی ابعداء. حافظؒ فرماتے ہیں بدء الخلق میں بدء بمعنی ابعداء کے اور خلق معنی میں مخلوق کے ہے۔

افعیینا الخ قطب گنگوہیؒ کے معنی کی تائید شراح کے اقوال سے ہوتی ہے۔ جو فرماتے ہیں ماعجزنا الخلق الاول کہ ہمیں خلق اوّل سے کس چیز نے عاجز کیا۔ مولانا محمد حسن مکی لکھتے ہیں افالقی الخلق الاول القی علینا کہ کیا خلق اوّل نے ہم پر عاجزی ڈال دی۔ تو یہ حاصل معنی کی تفسیر ہوئی۔ صاحب جمل فرماتے ہیں بالخلق الاول میں باء سببیة کے لئے یا عن کے معنی میں ہے۔ اور استفہام انکاری ہے۔

معنی یہ ہوئے لم نعجز عن الابتداء فلا نعجز عن الاعادة تو ظاہر معنی یہی ہوئے کہ ہم خلق اوّل کی وجہ سے عاجز نہیں ہو گئے۔

فی الایة الاخری اذانشاء کم من الارض امام بخاریؒ نے اذانشاء کم کے معنی حین انشاء کم نقل فرمائے ہیں چونکہ آیت میں انشاء کم تھا تو تفسیر میں محض خلق نہیں فرمایا بلکہ خلقکم فرمایا۔

عدا طوره حافظؒ فرماتے ہیں کہ طور کذا وطور کذا سے قد خلقکم اطوارا کی تفسیر کرنا مقصود ہے۔ کہ مختلف احوال وادوار سے گذر کر پیدا فرمایا۔ نطفه. مضغه. علقه وغیرہا۔ بعض نے صحت اور بیماری کے مختلف احوال سے تفسیر کی ہے۔ اور بعض نے مختلف رنگ اور مختلف زبانوں سے تفسیر کی ہے۔ اور ابن اثیر نے اطوار. تارات. ملک مرة. ملک مرة وغیرہ۔ اور مولانا محمد حسن مکیؒ کی تقریر میں ہے عدا طوره بڑھ گیا اپنے انداز سے۔

حتی دخل اهل الجنة یہ اخبرنا کی غایت ہے۔ ای اخبرنا عن مبتداء الخلق شیئا بعد شیئ الی ان انتهی الاخبار عن حال الاستقرار فی الجنة والنار: لیکن مبدء. معاش اور معاد تک کی خبریں بتلا دیں۔ یہ آپ کا معجزہ تھا کہ ان سب اخبار کو ایک ہی مجلس میں بیان فرما دیا۔ یہ جوامع الکلم کی شان تھی۔

ماقضی الخلق ای خلق الخلق ای قضی کے معانی میں سے ایک فرغ بھی ہے۔ حکم. اتقن امضی کے ہیں علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرش کی پیدائش خلق قلم سے مقدم ہے۔ جس قلم نے مقادیر کو لکھا۔

تفسیر از قاسمیؒ ۔ لم یکن شیئ وغیره اس سے معلوم ہوا کہ اللہ قدیم اور ازلی ہے۔ اس سے پہلے کوئی چیز نہیں۔ نہ پانی نہ عرش۔ نہ روح۔ کیونکہ سب اشیاء غیر اللہ تعالیٰ ہیں۔

کان عرشه علی الماء کا مطلب یہ ہوا کہ عرش سے پہلے پانی کو پیدا فرمایا۔ پھر عرش کو پانی پر پیدا فرمایا۔ حدیث عماء پر حضرت نانوتویؒ کا رسالہ قابل دید ہے اور اس کا کچھ حصہ مولانا قاری محمد طیبؒ نے اپنی کتاب فطری حکومت میں نقل فرمایا ہے۔ (مرتب)

اخبرنا ای عن جمیع احوال المخلوقات رحمتی غلبت غضبی اور بعض روایات میں سبقت کے الفاظ ہیں یہ سبقت اور غلبہ تعلق کے اعتبار سے ہے جو حادث ہے۔ کیونکہ رحمت ذات مقدسہ کا تقاضا ہے۔ اور غضب بندے کے جرم پر موقوف ہے اور رحمت تو اس بچے پر بھی ہے جو ابھی ماں کے پیٹ میں ہے۔ یا جو دودھ پیتا ہے۔ یا دودھ چھوڑ چکا ہے۔ نہ اس سے طاعت کا صدور ہوا اور نہ ہی کوئی گناہ سرزد ہوا۔ جس سے وہ غضب کا مستحق ہوتا۔ رحمت اور غضب تعلق کی وجہ سے آگے پیچھے ہوتے ہیں۔ یا دونوں صفات نہیں بلکہ فعل ہیں۔ اور افعال میں تقدیم وتاخیر ہوتی ہے۔ صفت تو قدیم اور لازم ہوتی ہے۔ جس میں انقطاع نہیں ہوتا۔ فافهم.

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ سَبْعِ اَرَضِیْنَ

ترجمہ۔ باب سات زمینوں کے بارے میں

وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ (الایة) وَالسَّقْفُ الْمَرْفُوْعُ السَّمَآءُ سَمْکُهَا بِنَآءَ هَا الْحُبُکُ اِسْتِوَآءَ هَا وَحُسْنُهَا وَاَذِنَتْ سَمِعَتْ وَاَطَاعَتْ وَاَلْقَتْ اَخْرَجَتْ مَا فِیْهَا مِنَ الْمَوْتٰی وَتَخَلَّتْ عَنْهُمْ طَحَاهَا دَحٰهَا اَلسَّاهِرَةُ وَجْهُ الْاَرْضِ کَانَ فِیْهَا الْحَیَوَانُ نَوْمُهُمْ وَسَهَرُهُمْ.

ترجمہ۔ اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا ترجمہ یہ ہے۔ اللہ وہی تو ہے جس نے ساتوں آسمان پیدا کئے اور ان جیسی زمینیں پیدا کیں یعنی سات۔ السقف المرفوع سے مراد آسمان ہے رفع سمکھا اس کی بنا اور عمارت کو بلند کیا۔ والسماء ذی الحبک اس کا ہموار ہونا اور اس کی خوبصورتی۔ اذنت کے معنی اس نے سن لیا اور فرمانبرداری کی۔ والقت یعنی زمین نے جو کچھ مردے وغیرہ اس میں تھے سب کو باہر پھینک دیا۔ وتخلت اور ان سے خالی ہوگئی۔ طحھا یعنی زمین کو پھیلایا۔ بالساھرۃ روئے زمین جس میں جاندار رہتے ہیں اسی میں ان کا سونا اور جاگنا ہے۔

حدیث (۲۹۶۴) حَدَّثَنَا عَلِیٌّ الخ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَکَانَتْ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اُنَاسٍ خُصُوْمَۃٌ فِیْ اَرْضٍ فَدَخَلَ عَلٰی عَآئِشَۃَؓ فَذَکَرَ لَھَا ذٰلِکَ فَقَالَتْ یَا اَبَا سَلَمَۃَ اِجْتَنِبِ الْاَرْضَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ظَلَمَ قَیْدَ شِبْرٍ طُوِّقَہٗ مِنْ سَبْعِ اَرْضِیْنَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ ان کے اور کچھ لوگوں کے درمیان زمین کے بارے میں جھگڑا تھا وہ اپنی پھوپھی عائشہؓ کے پاس آئے اور اس جھگڑے کا ذکر کیا۔ انہوں نے فرمایا اے ابوسلمہ! زمین سے بچتے رہو۔ کیونکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے زمین کی بالشت کے مقدار کسی پر ظلم کیا تو سات زمینوں کا ہار اسکے گلے میں ڈالا جائیگا۔

حدیث (۲۹۶۵) حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ کَھَیْئَتِہٖ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَلسَّنَۃُ اِثْنَا عَشَرَ شَھْرًا مِّنْھَآ اَرْبَعَۃٌ حُرُمٌ ثَلٰثَۃٌ مُتَوَالِیَاتٌ ذُوالْقَعْدَۃِ وَذُوالْحِجَّۃِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِیْ بَیْنَ جُمَادٰی وَشَعْبَانَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوبکرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ زمانہ گھومتا ہوا اپنی اصلی حالت پر آ گیا۔ جس دن کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمایا۔ سال بارہ مہینہ کا ہے۔ ان میں سے چار مہینے حرمت وعزت والے ہیں۔ تین تو مسلسل ہیں۔ ذوالقعدہ۔ ذوالحجہ اور محرم اور چوتھا رجب مضر ہے جو جمادی اور شعبان کے درمیان ہے۔

حدیث (۲۹۶۶) حَدَّثَنَا عُبَیْدُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ الخ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ زَیْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُوْفَلٍ اَنَّہٗ خَاصَمَتْہُ اَرْوٰی فِیْ حَقٍّ زَعَمَتْ اَنَّہُ انْتَقَصَہٗ لَھَا اِلٰی مِرْوَانَ فَقَالَ سَعِیْدٌ اَنَا اَنْتَقِصُ مِنْ حَقِّھَا شَیْئًا اَشْھَدُ لَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا فَاِنَّہٗ یُطَوَّقُہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مِنْ سَبْعِ اَرْضِیْنَ قَالَ ابْنُ اَبِی الزِّنَادِ عَنْ ھِشَامٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ قَالَ لِیْ سَعِیْدُ بْنُ زَیْدٍ دَخَلْتُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ۔ حضرت سعید بن زیدؓ سے مروی ہے کہ اروی کا ان سے جھگڑا ہو گیا مروان کی طرف وہ کہتی تھی کہ حضرت سعید نے اس کی زمین کم کر دی ہے۔ تو حضرت سعیدؓ نے فرمایا کہ میں اس کے حق میں سے کچھ کمی کر سکتا ہوں۔ جب کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے جس شخص نے زمین کا کچھ حصہ بھی ظلم کر کے لے لیا تو اس کے بدلے قیامت کے دن سات زمینیں اس کے گلے کا ہار بنا ڈالی جائیں گی۔ ابن ابی زناد ہشام سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعید بن زیدؓ نے مجھے فرمایا کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ کان فیھا الحیوان شاید زمین کو ساھرہ کہنے کی یہی وجہ ہو کہ اس میں حیوانات کا سونا اور جاگنا ہے کان شک سے اسلئے بیان کیا کہ یقین نہیں ہے۔ یا ساھرہ اور ارض کے درمیان کسی علاقہ مجاز کا تعین نہیں ہے۔ استعمال الحال للمحل کیا گیا ہے۔ یعنی حال بولا اور محل مراد لیا۔

قد استدار کھیئته الخ یعنی زمانہ اب ایسے ہو گیا جیسے پہلے تھا کہ اس میں کوئی تغیر و تبدل طاری نہیں ہوگا جیسے کہ عرب کے لوگ کہتے تھے۔ ورنہ زمانہ تو اپنی ہیئت پر چل رہا ہے۔ لیکن عربوں نے اس میں تغیر کر دیا کہ مہینوں کو ان کے اوقات سے بدل دیا۔ محرم میں لڑائی لڑی اور صفر کو محرم بنا دیا اسی کو تغیر شمار کیا گیا ہے۔ یوم خلق السموت و الارض اگر ارضین ہے تو پھر ترجمہ پر اس کی دلالت ظاہر ہے۔ اگر مفرد کا صیغہ ہو تو الارض پر الف لام جنس کا ہوگا۔ یا عہد خارجی کا اس سے اس روایت کی طرف جس میں سبع ارضین کے الفاظ وارد ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ الساھرۃ قرآن مجید میں ہے۔ فاذاھم بالساھرۃ۔ تو علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ زمین کا نام ساھرہ اس لئے رکھا گیا کہ مخلوقات کا سونا اور جاگنا اسی میں ہے۔ اور قطب گنگوہیؒ نے شک کے ساتھ اس لئے فرمایا کہ انہوں نے کان کو بتشدید النون پر حمل کیا۔ علامہ عینیؒ بھی یہی فرما رہے ہیں کہ انہوں نے لعل سے اس کی تفسیر کی ہے۔ لیکن عام شراح حضرات نے اس کو لفظ ما من الکون پر محمول کیا ہے۔ اور شیخ الاسلام نے بھی یہی ترجمہ کیا ہے۔ بود در روئے زمین جانداران۔ اور بعض نے کہا کہ اس سے قیامت کی زمین مراد ہے۔ جو ارض بیضاء عفراء ہوگی۔ یعنی یہ وہ زمین ہوگی جس پر نہ کوئی گناہ کیا ہوگا نہ خون بہایا گیا ہوگا۔

کھیئته علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ کاف مصدر محذوف کی صفت ہے ای استدار استدار قمثل حالته یوم خلق السموات الخ اور زمان کا لفظ اگرچہ قلیل و کثیر وقت پر بولا جاتا ہے۔ لیکن اس جگہ اس سے مراد سال ہے۔ تو حدیث کے معنی یہ ہوئے کہ عرب کے لوگ محرم کو صفر تک مؤخر کر لیتے۔ اس کو نسی کہا جاتا ہے جس کا قرآن مجید میں ذکر ہے انما النسی زیادۃ فی الکفر بلکہ ہر سال ایک مہینہ کو دوسرے مہینہ تک منتقل کرتے رہتے۔ پس جب یہ سال ہوا تو وہ اپنے زمان مخصوص کی طرف گھوم پھر کر آ گیا۔ اور بعض حضرات نے تو کہا ہے کہ آنجناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سال تک اپنے حج کو اسے مؤخر کر دیا۔ تا کہ سال اپنی اصلی حالت پر آ جائے تا کہ حساب صحیح ہو جائے۔ یہی حجۃ الوداع کا سال تھا چنانچہ زمخشریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ کا حج ذی قعدہ میں تھا اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حج ذی الحجہ میں ہوا۔

بلفظ الجمع امام بخاریؒ کا مقصد اس حدیث کے ذکر کرنے سے یہ ہے کہ آیت کریمہ میں و من الارض مثلھن آیا ہے اس کو ثابت کرنا ہے کہ زمین کے بھی سات طبقات ہیں۔ جیسے آسمان ایک دوسرے کے اوپر ہیں اسی طرح زمین کا حال ہے۔ اور بیہقی وغیرہ میں ہے سبع ارضین فی کل ارض آدم کادمکم ونوح کنوحکم وابراھیم کابراھیکم ونبی کنبیکم میرے نزدیک امام بخاریؒ کی تبویب بالارضین سے ایک اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ کرنا ہے۔ حالانکہ آیت میں السموات کا ذکر پہلے ہے۔ وہ مسئلہ یہ ہے کہ آسمان اور زمین میں سے افضل کون ہے۔ بعض فرماتے ہیں کہ آسمان افضل ہے۔ کیونکہ اس میں اللہ کی نافرمانی نہیں ہوئی۔ اور وہاں ابلیس نہیں ہے اور بعض نے کہا زمین افضل ہے۔ کیونکہ وہ مدفن نبی ہے۔ اور ملا علی قاریؒ نے شرح المناسک میں لکھا ہے کہ خاتم الانبیاء علیہ السلام کی قبر اقدس کی جگہ جو آپ کے اعضاء شریفہ کو ڈھانپے ہوئے ہے وہ روئے زمین کے قطعات سے افضل ہے۔ حتی کہ کعبہ اور عرش سے بھی افضل ہے اس پر سب کا اتفاق ہے۔ اور علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ جمہور آسمان کی افضلیت کے قائل ہیں۔

بَابُ فِي النُّجُوْمِ

ترجمہ۔ باب ستاروں کے بارے میں

وَقَالَ قَتَادَةُ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ خُلِقَ هٰذِهِ النُّجُوْمُ لِثَلٰثٍ جَعَلَهَا زِيْنَةً لِّلسَّمَآءِ وَرُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَعَلَامَاتٍ يُّهْتَدٰى بِهَا فَمَنْ تَأَوَّلَ فِيْهَا بِغَيْرِ ذٰلِكَ اَخْطَأَ وَاَضَاعَ نَصِيْبَهٗ وَتَكَلَّفَ مَالَا عِلْمَ لَهٗ بِهٖ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ هَشِيْمًا مُتَغَيِّرًا وَالْاَبُّ مَايَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالْاَنَامُ الْخَلْقُ بَرْزَخٌ حَاجِبٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْفَافًا مُلْتَفَّةً وَالْغُلْبُ الْمُلْتَفَّةُ فِرَاشًا مِهٰدًا كَقَوْلِهٖ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ نَكِدًا قَلِيْلًا۔

ترجمہ۔ حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے آسمانِ دنیا کو چراغوں یعنی ستاروں سے زینت بخشی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ستاروں کی پیدائش کی حکمت کی تین چیزیں بتائی گئی ہیں۔ آسمان کی زینت۔ دوسرے شیاطین کے لئے چونکا اور نشانیاں جن سے راہ معلوم کیا جاتا ہے۔ جس نے ان وجوہ کے علاوہ کوئی اور تاویل کی تو اس نے غلطی کی اور اپنا حصہ دنیا و آخرت کا ضائع کر دیا۔ کہ وہ مالایعنی باتوں میں مشغول ہو گیا۔ اور اس نے ایسے علم کے حاصل کرنے کے لئے تکلیف اٹھائی جو اس کی شان کے لائق نہیں ہے۔ ابن عباسؓ نے تفسیر فرمائی هشيما تذروه الرياح اى متغيرا. اب کے معنی ہیں چارہ جس کو جانور کھاتے ہیں۔ الانام کے معنی مخلوقات کے ہیں۔ برزخ کے معنی پردہ کے ہیں۔ اور مجاہد فرماتے ہیں الفافا کا معنی لپٹے ہوئے اور یہی معنی غلب کے ہیں۔ یعنی لپٹے ہوئے۔ فرات بمعنی بچھونا۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ زمین میں تمہارے لئے ٹھکانا ہے۔ نکدا لايخرج الانكدا کے معنی تھوڑا۔

بَابُ صِفَةُ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ بِحُسْبَانٍ

ترجمہ۔ سورج اور چاند کے حساب کی صفت کیا ہے

قَالَ مُجَاهِدٌ كَحُسْبَانِ الرَّحٰى وَقَالَ غَيْرُهٗ بِحِسَابٍ وَّمَنَازِلَ لَا يَعْدُوَانِهَا حُسْبَانٌ جَمَاعَةُ حِسَابٍ مِثْلُ شِهَابٍ وَشُهْبَانٌ ضُحَاهَا ضَوْءُ هَا وَاَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ لَا يَسْتُرُضَوْءُ اَحَدِهِمَا ضَوْءَ الْاٰخِرِ وَلَا يَنْبَغِيْ لَهُمَا ذٰلِكَ سَابِقُ النَّهَارِ يَتَطَالَبَانِ حَثِيْثَيْنِ نَسْلَخُ نُخْرِجُ اَحَدَهُمَا مِنَ الْاٰخِرِ وَيُجْرِيْ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا وَاهِيَةٌ وَهْيُهَا تَشَقُّقُهَا اَرْجَآئِهَا مَالَمْ يَنْشَقَّ مِنْهَا فَهِيَ عَلٰى حَافَتَيْهِ كَقَوْلِكَ عَلٰى اَرْجَآءِ الْبِيْرِ اَغْطَشَ وَجَنَّ اَظْلَمَ وَقَالَ الْحَسَنُ كُوِّرَتْ تَكَوَّرَ حَتّٰى يَذْهَبَ ضَوْءُ هَا وَاللَّيْلِ وَمَا وَسَقَ جَمَعَ مِنْ دَآبَّةٍ اِتَّسَقَ اِسْتَوٰى بُرُوْجًا مَنَازِلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ الْحَرُوْرُ بِالنَّهَارِ مَعَ الشَّمْسِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ الْحَرُوْرُ بِاللَّيْلِ وَالسَّمُوْمُ بِالنَّهَارِ يُقَالُ يُوْلِجُ يُكَوِّرُ وَلِيْجَةً كُلُّ شَيْءٍ اَدْخَلْتَهٗ فِيْ شَيْءٍ۔

ترجمہ۔ مجاہد فرماتے ہیں كحسبان الرحى کہ چکی کے حساب سے۔ کہ درمیانی میخ سے ان کا فاصلہ ایک جیسا ہوتا ہے۔ اور مجاہد کے علاوہ دوسرے حضرات نے حسبان کے معنی حساب اور منازل کے کئے ہیں۔ کہ وہ دونوں ان منزلوں سے تجاوز نہیں کرتے اور حسبان حساب کی جمع ہے۔ جیسے شہاب کی جمع شہبان ہے۔ والشمس وضحها میں ضحا کے معنی روشنی کے ہیں۔ لاالشمس ان تدرك القمر یعنی ایک کی روشنی

دوسری کی روشنی کو چھپالے۔ ایسا ان کی شان کے لائق نہیں ہے۔ ولا اللیل سابق النھار یعنی دونوں جلدی جلدی ایک دوسرے کا پیچھا کرتے ہیں۔ نسلخ ہم ایک کو دوسرے سے نکالتے ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک چلتا رہتا ہے۔ وھی یومئذ واھیۃ تو اس کو چیرتا ہے۔ ارجاءھا اور جو حصہ اس سے نہ پھٹے وہ اس کے دونوں کناروں پر ہوگا۔ جیسے کہتے ہیں الرجاء البراء ای جوانب البرء. اغطش اور جن دونوں کے معنی تاریک کے ہیں۔ اور حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کورت ای تکور یعنی سورج لپیٹا جائے گا یہانتک کہ اسکی روشنی چلی جائیگی واللیل وماوسق جو جانوروں کو جمع کرتی ہے۔ اتسق یعنی ہموار ہوا۔ بروجا سورج اور چاند کے منازل ہیں۔ الحرور دن کے وقت دھوپ کے ساتھ جو لو چلتی ہے وہ حرور ہے۔ ابن عباسؓ اور روبہ فرماتے ہیں کہ حرور رات کو اور سموم دن کو ہوتی ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ یولج یکور کے معنی میں ہے۔ ولیجہ ہر وہ چیز جس کو تو دوسری چیز میں داخل کردے۔

حدیث (۲۹۶۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ الخ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ تَدْرِیْ اَیْنَ تَذْهَبُ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهَا تَذْهَبُ حَتّٰی تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَسْتَاْذِنُ فَیُؤْذَنُ لَهَا وَیُوْشِکُ اَنْ تَسْجُدَ فَلَا یُقْبَلُ مِنْهَا وَتَسْتَاْذِنُ فَلَا یُؤْذَنُ لَهَا یُقَالُ لَهَا ارْجِعِیْ مِنْ حَیْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَذٰلِکَ قَوْلُهٗ تَعَالٰی وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ.

ترجمہ۔ حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ جب سورج غروب ہوا تو آپؐ نے حضرت ابوذرؓ سے پوچھا کہ تمہیں معلوم ہے کہ یہ سوج کہاں جاتا ہے۔ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جاننے والے ہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ سورج جا کر عرش الٰہی کے نیچے سجدہ کرتا ہے۔ پھر اجازت مانگتا ہے۔ پس اسے اجازت دی جاتی ہے۔ عنقریب یہ سجدہ کرے گا۔ لیکن اس کا سجدہ قبول نہیں ہوگا اجازت طلب کرے گا اس کو اجازت نہیں ملے گی۔ بلکہ اس سے کہا جائے گا جہاں سے تم آئے ہو وہاں واپس چلے جاؤ تو وہ مغرب سے طلوع کرے گا یہی اللہ تعالیٰ کے اس قول کا مطلب ہے۔ کہ سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چل رہا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ غالب اور علم والے کا نظام الاوقات ہے۔

حدیث (۲۹۶۸) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ مُکَوَّرَانِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا سورج اور چاند دونوں قیامت کے دن لپیٹ لئے جائیں گے۔ یعنی بے نور ہو جائیں گے۔

حدیث (۲۹۶۹) حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سُلَیْمَانَ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ اَنَّهٗ کَانَ یُخْبِرُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰیَتَانِ مِنْ اٰیَاتِ اللّٰهِ لَا یَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَیَاتِهٖ وَلٰکِنَّهُمَا اٰیَتَانِ مِنْ اٰیَاتِ اللّٰهِ فَاِذَا رَاَیْتُمُوْهُمَا فَصَلُّوْا.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دیتے تھے کہ آپؐ نے فرمایا سورج اور چاند کسی کی موت اور کسی کی زندگی کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے۔ بلکہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ جب تم ان نشانیوں کو دیکھو تو نماز پڑھو۔

حدیث(۲۹۷۰)حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اَبِیْ اُوَیْسٍ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰیَتَانِ مِنْ اٰیَاتِ اللّٰہِ لَا یَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَیَاتِہٖ فَاِذَا رَاَیْتُمْ ذٰلِکَ فَاذْکُرُو اللّٰہَ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے دونشانیاں ہیں جونہ تو کسی کے مرنے کی وجہ سے بے نور ہوتے ہیں اور نہ ہی کسی کے پیدا ہونے پر۔ پس جب تم ان کو دیکھو تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔

حدیث (۲۹۷۱) حَدَّثَنَا یَحْیَ بْنُ بُکَیْرٍ الخ قَالَ عَآئِشَۃُ اَخْبَرَتْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ قَامَ فَکَبَّرَ وَقَرَأَ قِرَاءَۃً طَوِیْلَۃً ثُمَّ رَکَعَ رُکُوْعًا طَوِیْلًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَہٗ فَقَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ وَقَامَ کَمَا ھُوَ فَقَرَأَ قِرَاءَۃً طَوِیْلَۃً وَھِیَ اَدْنٰی مِنَ الْقِرَاءَۃِ الْاُوْلٰی ثُمَّ رَکَعَ رُکُوْعًا طَوِیْلًا وَھِیَ اَدْنٰی مِنَ الرَّکْعَۃِ الْاُوْلٰی ثُمَّ سَجَدَ سُجُوْدًا طَوِیْلًا ثُمَّ فَعَلَ فِی الرَّکْعَۃِ الْاٰخِرَۃِ مِثْلَ ذٰلِکَ ثُمَّ سَلَّمَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ فِیْ کُسُوْفِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ اِنَّھُمَا اٰیَتَانِ مِنْ اٰیَاتِ اللّٰہِ لَا یَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَیَاتِہٖ فَاِذَا رَاَیْتُمُوْھَا فَافْزَعُوْا اِلَی الصَّلٰوۃِ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ خبر دیتی ہیں کہ جس دن سورج بے نور ہوا یعنی سورج گرہن لگا۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر تکبیر کہی۔ پھر ایک لمبی قرأت پڑھی۔ پھر ایک لمبا رکوع کیا۔ پھر اپنا سر مبارک اٹھایا۔ اور سمع اللہ لمن حمدہ کہا۔ پھر اسی طرح قیام کیا لمبی قرأۃ کی جو پہلی قرأۃ سے کم تھی پھر ایک لمبا رکوع کیا جو پہلی رکعت سے کم تھا۔ پھر لمبا سجدہ کیا پھر دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا پھر اس وقت سلام پھیرا جب کہ سورج روشن ہو چکا تھا پس لوگوں کو کسوف الشمس یعنی سورج گرہن کے بارے میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دونشانیاں ہیں۔ جو نہ تو کسی کی موت پر اور نہ ہی کسی کی پیدائش پر بے نور ہوتے ہیں پس جب تم ان دونوں کو بے نور ہوتے دیکھو تو گھبراتے ہوئے نماز کی طرف جاؤ۔

حدیث (۲۹۷۲)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی الخ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا یَنْکَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَیَاتِہٖ وَلٰکِنَّھُمَا اٰیَتَانِ مِنْ اٰیَاتِ اللّٰہِ فَاِذَا رَاَیْتُمُوْھُمَا فَصَلُّوْا۔

ترجمہ۔ حضرت ابو مسعودؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ سورج گرہن اور چاند گرہن کسی کے مرنے یا کسی کے پیدا ہونے کی وجہ سے نہیں ہوتے۔ بلکہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دونشانیاں ہیں۔ پس جب تم ان دونوں کو دیکھو تو نماز پڑھو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ کحسبان الرحی الخ مقصد یہ ہے کہ سورج اور چاند دونوں اپنے مقرر شدہ پروگرام کا خلاف نہیں کرتے جیسے چکی اپنے مقررہ دور کے خلاف نہیں گھومتی۔ بلکہ جو قرب و بعد اس کا قطب سے مقرر ہے اس کے خلاف اس کا گھومنا ممکن نہیں ہے۔

قال غیرہ غرض یہ ہے کہ ان دونوں کے اقوال کی مراد میں اختلاف نہیں۔ بلکہ ہر ایک کا قول الگ الگ نقل کر دیا اگرچہ مقصود و مدعا ایک ہے۔

حسبان اس تفسیر سے مقصد یہ ہے کہ یہ کلمہ جیسے مصدر ہے ایسے جمع کے اوزان میں سے بھی ہے تو یہ لفظ مشترک ہوا۔

قولہ ینتشق منھا الخ غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قول والملک علی ارجائھا یہ اس وقت ہے جب کہ آسمان نہ پھٹا ہو جب پھٹ جائے گا تو پھر کنارے کہاں ہوں گے۔ پھر اس کے معنی بیان فرمائے ای علی حافتیہ جیسے کہتے ہیں علی ارجاء البیر جس کے معنی ہیں اطراف البیر اور ولیجہ یعنی فعیلہ بمعنی مفعولہ کے ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ لایختلفان الخ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ مقصد اور مراد یہ ہے کہ وہ دونوں اپنی حرکت رحویہ دوریہ کے مطابق چل رہے ہیں۔اس سے تجاوز نہیں کرتے۔تو گویا تشبیہ جری علی وضع واحد وموضع واحد میں ہوئی۔یعنی دونوں ایک طریقہ پر اور ایک ہی جگہ پر چل رہے ہیں۔جن میں تغیر ممکن نہیں ہے۔ورنہ شمس وقمر دونوں کی حرکت دولابی ہے۔

حسبان جماعة الحساب علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حسبان کبھی تو غفران کی طرح مصدر مستعمل ہوتا ہے اور کبھی جمع حساب کی ہے جیسے شہاب کی جمع شہبان ہے۔

وھیھا تشققھا فھی یومئذ واھیہ میں وھی کی تفسیر تشقق سے کی ہے۔ابن عباسؓ فرماتے ہیں واھیہ بمعنی متمزقہ ضعیفہ۔ ریزہ ریزہ ہو کر کمزور ہو جائے۔

علی ارجائھا جمع رجاء کی۔کنویں کی مُن کو کہتے ہیں تو معنی ہوں گے الملک الی حافات السماء یعنی آسمان کے پھٹنے کی وقت فرشتے اس کے کناروں پر ہوں گے۔مطلب یہ ہوا کہ جب آسمان پھٹے گا تو فرشتے پھٹنے والی جگہوں سے ہٹ کر کناروں پر چلے جائیں گے۔ اگرچہ صعقہ اولی کے وقت فرشتوں پر موت آجائے گی۔لیکن قبل ازیں وہ تھوڑی سی دیر کے لئے آسمان کے کناروں پر ٹھہریں گے۔ یا الامن شاء اللہ کے تحت مستثنیٰ ہوں گے۔اور قرآن مجید میں ہے لم یتخذوا من دون اللہ ولا رسولہ ولا المؤمنین ولیجہ.صاحب جمل فرماتے ہیں کہ ولیجہ بروزن فعیلہ ولوج سے مشتق ہے جس کے معنی دخول کے ہیں۔اور بعض مفسرین نے ولیجہ کے معنی خیانت دھوکہ اور راز کے کئے ہیں۔یعنی کوئی مسلمان کسی مشرک کو اپنے راز نہیں بتائے گا مطلب یہ ہے کہ مؤمنین کے سوا کسی کو اپنا ولی اور راز دار نہ بناؤ۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ حتی تسجد اگر اشکال ہو کہ سورج کی تو پیشانی نہیں ہے اور تابعداری اسے ہمیشہ حاصل ہے۔تو پھر سجود کے کیا معنی ہوئے۔تو جواب یہ ہے کہ ساجد عند الغروب کے ساتھ تشبیہ دینا مقصود ہے۔اور اجازت طلوع من المشرق کی طلب کی جاتی ہے۔

والشمس تجری لمستقرلھا کی تفسیر بعض حضرات نے یہ فرمائی ہے وہ اپنی اس مدت تک چلتا رہے گا جو اس کی بقاء عالم کیلئے مقرر ہے۔اور بعض نے مستقر سے مراد غایۃ اور منتہی لیا ہے جو گرمی میں اوپر کو چڑھتا ہے اور پھر نزول کرتا ہے۔باقی تحت العرش قرار پکڑنا یہ غیب کی خبر ہے۔جس کو نہ ہم جھٹلا سکتے ہیں اور نہ ہی اس کی کیفیت بتا سکتے ہیں۔البتہ فلاسفہ کے اعتراضات اور اس کے جوابات علامہ محمود آلوسیؒ نے روح المعانی میں نقل فرمائے ہیں کہ جب سورج دن رات چل رہا ہے ہمارے بلاد میں دن ہے اور امریکہ میں رات ہے تو پھر سجدہ کس وقت ہوتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔تو خود انہوں نے مقدمات قائم کئے کہ ایک جسد اصلی ہوتا ہے۔دوسرا جسد مثالی ہوتا ہے۔وہ جسد مثالی بھی جسد اصلی کی طرح کام کرتا ہے۔تو سورج کا جسد اصلی برابر چلتا رہتا ہے۔جسد مثالی الگ ہو کر سجدہ ریز ہوتا ہے پھر جسد اصلی سے آکر مل جاتا ہے۔اور جسد مثالی اور اس کی حرکات کو فلاسفہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔قابل دید بحث ہے فارجع الی روح المعانی.

یکوّران یعنی سورج اور چاند جمع کر کے لپیٹ لئے جائیں گے۔جیسے پگڑی لپیٹی جاتی ہے۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَهُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ الرِّیَاحَ بُشْرًاۢ بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ (الآیۃ)

ترجمہ۔ قاصفا یعنی وہ ہوائیں جو ہر چیز کو توڑ دیں گی لواقح ملاقح ملحقہ یعنی حاملہ۔اعصار ریح عاصف یعنی سخت چلنے والی ہوا جو زمین سے آسمان کی طرف عمود کی طرح چلے جس میں آگ ہو اور قرآن مجید میں ہے ریح فیھا صر جسکے معنی ٹھنڈک کے ہیں۔ نشرا ناشر

کی جمع بمعنی متفرق. اگر بشرا ہو تو بشیر کی جمع خوشخبری دینے والی ہوائیں۔

حدیث (۲۹۷۲) حَدَّثَنَا آدَمُ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَاُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُوْرِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا پروا ہوا جو مشرق سے چلتی ہے میری اس سے مدد کی گئی اور بچھوا جو مغرب سے چلتی ہے اس ہوا سے عاد کی قوم کو تباہ کیا گیا۔

حدیث (۲۹۷۴) حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الخ عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاٰى مَخِيْلَةً فِي السَّمَآءِ اَقْبَلَ وَاَدْبَرَ وَدَخَلَ وَخَرَجَ وَتَغَيَّرَ وَجْهُهٗ فَاِذَآ اُمْطِرَتِ السَّمَآءُ سُرِّيَ عَنْهُ فَعَرَفَتْهُ عَائِشَةُؓ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَآ اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ كَمَا قَالَ قَوْمٌ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ. الآیۃ

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب آسمان میں سے کسی بادل کو دیکھتے جس کے متعلق برسنے کا خیال ہوتا تو وہ ایک حال پر برقرار نہیں رہتے تھے۔ کبھی آگے کبھی پیچھے کبھی گھر میں داخل ہوتے کبھی اس سے باہر نکلتے۔ بہر حال خوف کی وجہ سے پریشان ہوتے تھے۔ اور آپ کا چہرہ انور بدل جاتا پس جب بارش برس لیتی تب آپ کی پریشانی دور ہوتی جس کو حضرت عائشہؓ خوب پہچانتی تھیں پوچھنے پر آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نہیں جانتا شاید ایسا ہو جیسا عاد کی قوم نے کہا تھا جب کہ انہوں نے بادل کو اپنی وادیوں کی طرف آتے دیکھا تو کہا ھذا عارض ممطرنا یعنی یہ سامنے آنے والا بادل ہم پر بارش برسانے والا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ لواقح ای ملاقح یعنی ہوائیں لاقحہ نہیں ہوتیں بلکہ ملقحہ ہوتی ہیں۔ یعنی لازم بمعنی متعدی کے ہے کہ پانی سے بھری ہوئی ہوتی ہیں۔ حقیقی معنی لاقحہ کے حاملہ کے ہیں۔ مراد ملقحہ ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ امام بخاریؒ نے اس سے اشارہ فرمایا ہے کہ آیت کریمہ وارسلنا الریاح لواقح بمعنی ملاقح کے ہے۔ جو ملقحہ کی جمع ہے۔ علامہ طبریؒ فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ یہ ہوائیں ایک وجہ سے لاقحہ حاملہ ہیں کہ وہ پانی کو اٹھانے والی ہیں۔ اور دوسری وجہ سے ملقحہ ہیں۔ محمولہ ہیں کہ وہ بادلوں میں عمل کرتی ہیں۔ چنانچہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں الریاح فتحمل الماء فتلقح السحاب کہ بادلوں کو لے کر چلتی ہیں۔ اس طرح نچوڑتی ہیں جس طرح اونٹنی دودھ دیتی ہے کہ وہ بارش برساتے ہیں۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ آندھی اور بادلوں کے آنے کے وقت آپ کی پریشانی چہرے کا تغیر اور اضطراب کیوں تھا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے ماکنا نعذبھم وانت فیھم الایۃ کہ جب تک آپؐ ان کے اندر ہیں ہم انہیں عذاب نہیں دیں گے۔ اور ان اللہ لایخلف المیعاد کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کا خلاف نہیں کرتے۔ تو وجہ یہ تھی کہ آپؐ پر اللہ تعالیٰ کی ہیبت طاری ہو جاتی۔ ان اللہ علی کل شیئ قدیر ہے۔ وعدہ کے باوجود اگر وہ عذاب بھیج دے تو اسے ضرور قدرت حاصل ہے اس لئے ڈرتے رہنا چاہئے۔ اس کو علماء دیوبند نے امکان کذب سے تعبیر کیا ہے۔ وقوع کذب تو محال ہے۔ امکان کذب قدرت واختیار کی وجہ سے ہے۔ جس پر لوگوں نے شور مچا دیا کہ دیوبندی تو اللہ تعالیٰ سے کذب کے صدور کے قائل ہیں۔ حالانکہ کجا وقوع اور کجا امکان۔ سمجھ کی بات ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ ذِكْرِ الْمَلَآئِكَةِ

ترجمہ۔ فرشتوں کے ذکر کے بارے میں

وَقَالَ اَنَسٌ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامَ عَدُوُّ الْيَهُوْدِ مِنَ الْمَلَآئِكَةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ الْمَلَآئِكَةُ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سلام حبر الیھو د نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام تو فرشتوں میں سے یہود کا دشمن ہے اور ابن عباسؓ فرماتے ہیں قرآن مجید میں ہے نحن الصافون کہ ہم تو صف باندھنے والے ہیں۔ اس سے فرشتے مراد ہیں۔

حدیث(۲۹۷۵)حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ الخ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَؓ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَنَا عِنْدَ الْبَيْتِ بَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ وَذَكَرَ يَعْنِيْ رَجُلًا بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ فَاُتِيْتُ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ مُلِئَ حِكْمَةً وَّ اِيْمَانًا فَشُقَّ صَدْرِيْ مِنَ النَّحْرِ اِلٰى مَرَاقِ الْبَطْنِ ثُمَّ غُسِلَ الْبَطْنُ بِمَآءِ زَمْزَمَ ثُمَّ مُلِئَ حِكْمَةً وَّاِيْمَانًا وَّاُتِيْتُ بِدَآبَّةٍ اَبْيَضَ دُوْنَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ اَلْبُرَاقُ فَانْطَلَقْتُ مَعَ جِبْرِيْلَ حَتّٰى اَتَيْنَا السَّمَآءَ الدُّنْيَا قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ مَنْ مَّعَكَ قِيْلَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا وَلَنِعْمَ الْمَجِيْئُ جَآءَ فَاَتَيْتُ عَلٰى اٰدَمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ مِنِ ابْنٍ وَنَبِيٍّ فَاَتَيْنَا السَّمَآءَ الثَّانِيَةَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ مَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيْلَ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ الْمَجِيْئُ جَآءَ فَاَتَيْتُ عَلٰى عِيْسٰى وَيَحْيٰى فَقَالَا مَرْحَبًا بِكَ مِنْ اَخٍ وَنَبِيٍّ فَاَتَيْنَا السَّمَآءَ الثَّالِثَةَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قِيْلَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ مَنْ مَّعَكَ قِيْلَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ الْمَجِيْئُ جَآءَ فَاَتَيْتُ يُوْسُفَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ قَالَ مَرْحَبًا بِكَ مِنْ اَخٍ وَنَبِيٍّ فَاَتَيْنَا السَّمَآءَ الرَّابِعَةَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قِيْلَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ مَنْ مَّعَكَ قِيْلَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قِيْلَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ الْمَجِيْئُ جَآءَ فَاَتَيْتُ عَلٰى اِدْرِيْسَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا مِّنْ اَخٍ وَنَبِيٍّ فَاَتَيْتُ السَّمَآءَ الْخَامِسَةَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قِيْلَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ الْمَجِيْئُ جَآءَ فَاَتَيْنَا عَلٰى هَارُوْنَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ مِنْ اَخٍ وَنَبِيٍّ فَاَتَيْنَا السَّمَآءَ السَّادِسَةَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قِيْلَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ مَنْ مَّعَكَ قِيْلَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيْلَ وَقَدْ

اُرۡسِلَ اِلَيۡهِ قَالَ نَعَمۡ قِيۡلَ مَرۡحَبًا بِهٖ وَلَنِعۡمَ الۡمَجِيۡئُ جَآءَ فَاَتَيۡتُ عَلٰى مُوۡسٰى فَسَلَّمۡتُ فَقَالَ مَرۡحَبًا بِكَ مِنۡ اَخٍ وَّنَبِيٍّ فَلَمَّا جَاوَزۡتُ بَكٰى فَقِيۡلَ مَنۡ اَبۡكَاكَ قَالَ يَارَبِّ هٰذَا الۡغُلَامُ الَّذِىۡ بُعِثَ بَعۡدِىۡ يَدۡخُلُ مِنۡ اُمَّتِهٖ اَفۡضَلُ مِمَّا يَدۡخُلُ مِنۡ اُمَّتِىۡ فَاَتَيۡنَا السَّمَآءَ السَّابِعَةَ قِيۡلَ مَنۡ هٰذَا قِيۡلَ جِبۡرِيۡلُ قِيۡلَ مَنۡ مَّعَكَ قِيۡلَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قِيۡلَ وَقَدۡ اُرۡسِلَ اِلَيۡهِ قَالَ نَعَمۡ قِيۡلَ مَرۡحَبًا بِهٖ وَلَنِعۡمَ الۡمَجِيۡئُ جَآءَ فَاَتَيۡتُ عَلٰى اِبۡرَاهِيۡمَ فَسَلَّمۡتُ عَلَيۡهِ فَقَالَ مَرۡحَبًا بِكَ مِنِ ابۡنٍ وَّنَبِيٍّ فَرُفِعَ لِىَ الۡبَيۡتُ الۡمَعۡمُوۡرُ فَسَاَلۡتُ جِبۡرِيۡلَ فَقَالَ هٰذَا الۡبَيۡتُ الۡمَعۡمُوۡرُ يُصَلِّىۡ فِيۡهِ كُلَّ يَوۡمٍ سَبۡعُوۡنَ اَلۡفَ مَلَكٍ اِذَا خَرَجُوۡا لَمۡ يَعُوۡدُوۡا اِلَيۡهِ اٰخِرَ مَا عَلَيۡهِمۡ وَرُفِعَتۡ لِىۡ سِدۡرَةُ الۡمُنۡتَهٰى فَاِذَا نَبِقُهَا كَاَنَّهٗ قِلَالُ هَجَرَ وَوَرَقُهَا كَاَنَّهٗ اٰذَانُ الۡفُيُوۡلِ فِىۡ اَصۡلِهَا اَرۡبَعَةُ اَنۡهَارٍ نَهۡرَانِ بَاطِنَانِ نَهۡرَانِ ظَاهِرَانِ فَسَاَلۡتُ جِبۡرِيۡلَ فَقَالَ اَمَّا الۡبَاطِنَانِ فَفِى الۡجَنَّةِ وَاَمَّا الظَّاهِرَانِ النِّيۡلُ وَالۡفُرَاتُ ثُمَّ فُرِضَتۡ عَلَىَّ خَمۡسُوۡنَ صَلٰوةً فَاَقۡبَلۡتُ حَتّٰى جِئۡتُ مُوۡسٰى فَقَالَ مَاصَنَعۡتَ قُلۡتُ فُرِضَتۡ عَلَىَّ خَمۡسُوۡنَ صَلٰوةً قَالَ اَنَا اَعۡلَمُ بِالنَّاسِ مِنۡكَ عَالَجۡتُ بَنِىۡۤ اِسۡرَآئِيۡلَ اَشَدَّ الۡمُعَالَجَةِ وَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيۡقُ فَارۡجِعۡ اِلٰى رَبِّكَ فَسَلۡهُ فَرَجَعۡتُ فَسَاَلۡتُهٗ فَجَعَلَهَاۤ اَرۡبَعِيۡنَ ثُمَّ مِثۡلَهٗ ثُمَّ ثَلٰثِيۡنَ ثُمَّ مِثۡلَهٗ فَجَعَلَ عِشۡرِيۡنَ ثُمَّ مِثۡلَهٗ فَجَعَلَ عَشۡرًا فَاَتَيۡتُ مُوۡسٰى فَقَالَ مِثۡلَهٗ فَجَعَلَهَا خَمۡسًا فَاَتَيۡتُ مُوۡسٰى فَقَالَ مَاصَنَعۡتَ قُلۡتُ جَعَلَهَا خَمۡسًا فَقَالَ مِثۡلَهٗ قُلۡتُ سَلَّمۡتُ بِخَيۡرٍ فَنُوۡدِىَ اِنِّىۡ قَدۡ اَمۡضَيۡتُ فَرِيۡضَتِىۡ وَخَفَّفۡتُ عَنۡ عِبَادِىۡ وَاَجۡزِى الۡحَسَنَةَ عَشۡرًا وَقَالَ هَمَّامٌ عَنۡ اَبِىۡ هُرَيۡرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ فِى الۡبَيۡتِ الۡمَعۡمُوۡرِ.

ترجمہ۔ حضرت مالک بن صعصعہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دریں اثنا کہ میں بیت اللہ کے پاس کچھ نیند اور کچھ بیداری کی حالت میں تھا کہ آپ نے دو آدمیوں کے درمیان ایک آدمی کا ذکر کیا یعنی تین آدمی جو فرشتے تھے جو انسانی شکل میں تھے۔ تو میرے پاس سونے کا تھال لایا گیا۔ جو دانش اور یقین سے لبریز تھا تو میرے سینے سے لے کر پیٹ کے نچلے حصے تک چیرا گیا۔ پھر اس کے باطن کو زمزم کے پانی سے دھویا گیا پھر اسے حکمت اور ایمان سے بھر دیا گیا۔ اور میرے پاس ایک سفید جانور لایا گیا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے اونچا تھا۔ یعنی براق لایا گیا اس پر سوار ہو کر میں جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ چل پڑا۔ جب ہم لوگ آسمان دنیا تک پہنچے تو پوچھا گیا کون ہے کہا گیا کہ جبرائیل ہوں پوچھا گیا یہ آپ کے ساتھ دوسرا کون ہے کہا گیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کہا گیا کہ کیا آپ کیلئے طلبی کا حکم بھیج دیا گیا ہے۔ کہا ہاں۔ کہا گیا کہ مرحبا آپ کا آنا مبارک ہو۔ پس میں حضرت آدم علیہ السلام کے پاس پہنچا تو ان پر سلام کیا انہوں نے فرمایا مرحبا اے بیٹے اور نبی آپ کا آنا مبارک ہو۔ پھر ہم دوسرے آسمان پر پہنچے پوچھا گیا یہ کون ہے کہا گیا کہ جبرائیل ہے پوچھا گیا کہ آپ کے ہمراہ اور کون ہے۔ کہا گیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پوچھا گیا کیا آپ کی طلبی کے لئے حکم بھیجا گیا ہے۔ کہا ہاں۔ کہا گیا مرحبا آپ کا آنا مبارک ہو پھر میں عیسیٰ اور موسیٰ علیہم السلام کے پاس پہنچا تو ان دونوں نے فرمایا مرحبا اے بھائی اور نبی آنا مبارک ہو۔ پھر ہم تیسرے آسمان پر آئے۔ وہاں بھی پوچھا گیا کہ کون ہے۔ کہا جبرائیل ہوں۔ پوچھا گیا آپ کے ہمراہ کون ہے کہا گیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہا گیا آپ کی طرف طلبی کا فرمان بھیجا جا چکا ہے۔ کہا گیا ہاں کہا

گیا مرحبا آپ کا آنا مبارک ہو۔ پس میں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا میں نے ان پر سلام کیا انہوں نے جواب میں کہا مرحبا اے بھائی اور نبی۔ آپ کا آنا مبارک ہو۔ پھر چوتھے آسمان پر پہنچے وہاں بھی پوچھا گیا کہ کون ہے۔ کہا گیا جبرائیل پوچھا گیا آپ کے ہمراہ کون ہے۔ کہا گیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پوچھا گیا کیا آپؐ کے پاس طلبی کا پیغام بھیجا گیا ہے کہا ہاں! کہا گیا مرحبا ہو اور آپ کا آنا مبارک ہو۔ تو میں حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس آیا۔ جن پر میں نے سلام کیا انہوں نے کہا بھائی اور نبی مرحبا آپ کا آنا مبارک ہو۔ پھر ہم پانچویں آسمان تک پہنچے وہاں بھی پوچھا گیا یہ کون ہے۔ کہا گیا جبرائیل ہوں پوچھا گیا آپ کے ہمراہ کون ہے۔ کہا گیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پوچھا گیا کیا آپ کی طلبی کا فرمان بھیجا گیا ہے۔ کہا گیا ہاں! کہا گیا مرحبا آپ کا آنا مبارک ہو۔ پھر ہارون علیہ السلا کے پاس پہنچے جن پر میں نے سلام کیا تو انہوں نے فرمایا اے بھائی اور نبی مرحبا آپ کا آنا مبارک ہو۔ پھر ہم چھٹے آسمان پر پہنچے پوچھا گیا کون ہے۔ کہا گیا جبرائیل ہوں پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے۔ کہا گیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پوچھا گیا کیا آپ کی طلبی کا فرمان بھیجا جا چکا ہے۔ آپؐ کیلئے مرحبا ہو اور آنا مبارک ہو۔ پس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا جن پر میں نے سلام کیا۔ آپ نے فرمایا بھائی اور نبی آپ کیلئے مرحبا ہو۔ پس جب میں وہاں سے آگے بڑھا تو موسیٰ علیہ السلام رو پڑے۔ پوچھا گیا کہ آپ کو کس چیز نے رلایا۔ کہنے لگے اے میرے رب! یہ ایک نوجوان لڑکا ہے۔ جس کو میرے بعد مبعوث کیا گیا۔ وہ اپنی امت کے افراد کو جنت میں داخل کریگا جو میری امت کے داخل ہونے والوں سے زیادہ ہوں گے۔ پھر ہم ساتویں آسمان پر پہنچے پوچھا گیا کون ہے کہا گیا جبرائیل ہوں پوچھا گیا آپ کے ہمراہ کون ہے کہا گیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہا گیا کہ کیا ان کی طرف بلاوے کا پیغام بھیجا جا چکا ہے۔ ان کے لئے مرحبا ہو اور ان کا آنا مبارک ہو۔ پس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچا اور ان پر سلام کیا انہوں نے فرمایا بیٹے اور نبی کے لئے مرحبا ہو خوش آمدید ہو۔ پھر بیت المعمور میرے لئے کھول دیا گیا۔ جس کے بارے میں میں نے جبرائیلؑ سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا یہ بیت المعمور فرشتوں کا کعبہ ہے۔ جہاں ہر روز ۷۰ ستر ہزار فرشتہ نماز پڑھتا ہے جب وہ خارج ہوتے ہیں تو پھر آخر تک وہ واپس نہیں آئیں گے پھر مجھے سدرۃ المنتہی دکھلائی گئی۔ جس کے بیر مقام ہجر کے مٹکوں کی طرح تھے اور اس کے پتے سے ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کہ ہاتھیوں کے کان ہیں اس سدرہ کے تنے کے پاس چار نہریں ہیں۔ دو نہریں باطن کی ہیں اور دو ظاہر کی ہیں جن کے بارے میں میں نے جبرائیلؑ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا باطنی نہریں تو جنت کی ہیں۔ کوثر اور سلسبیل۔ اور دو ظاہر کی فرات اور نیل ہیں۔ پھر مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ میں واپس آکر جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا آپؐ نے کیا بنایا۔ میں نے کہا مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں ہیں تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں لوگوں کے حال کو آپؐ سے زیادہ جاننے والا ہوں۔ میں نے بنی اسرائیل کا سخت تجربہ کیا ہے۔ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی۔ آپؐ اپنے رب کی طرف واپس جا کر تخفیف کا سوال کریں۔ چنانچہ میں نے واپس جا کر تخفیف کا سوال کیا تو چالیس نمازیں کر دیں پھر اسی طرح واپس جا کر سوال کیا تو تیس کر دی گئیں۔ پھر اسی طرح مکالمہ ہوا تو بیس کر دی گئیں۔ پھر بات چیت ہوئی تو دس رہ گئیں۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے اسی طرح فرمایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے پانچ کر دیں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا کیا بنایا۔ میں نے کہا کہ اب پانچ کر دی ہیں۔ تو انہوں نے پھر اسی طرح کہا۔ میں نے کہا اب میں نے تسلیم کر لیا ہے تو اعلان ہوا کہ میں نے اپنا فریضہ اسی طرح جاری رکھا ہے۔ البتہ اپنے بندوں سے تخفیف یعنی کمی کر دی ہے ایک نیکی کے بدلے دس کا ثواب دوں گا۔ ھمام اپنی سند سے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں۔ جنہوں نے بیت المعمور کے بارے میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

حدیث (۲۹۷۶) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِیْعُ الخ قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ قَالَ اِنَّ اَحَدَکُمْ یَجْمَعُ خَلْقُهٗ فِیْ بَطْنِ اُمِّهٖ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا ثُمَّ یَکُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِکَ ثُمَّ یَکُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِکَ ثُمَّ یَبْعَثُ اللّٰهُ مَلَکًا فَیُؤْمَرُ بِاَرْبَعِ کَلِمَاتٍ وَیُقَالُ لَهٗ اُکْتُبْ عَمَلَهٗ وَرِزْقَهٗ وَاَجَلَهٗ وَشَقِیٌّ اَوْ سَعِیْدٌ ثُمَّ یُنْفَخُ فِیْهِ الرُّوْحُ فَاِنَّ الرَّجُلَ مِنْکُمْ لَیَعْمَلُ حَتّٰی مَا یَکُوْنُ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْجَنَّةِ اِلَّا ذِرَاعٌ فَیَسْبِقُ عَلَیْهِ کِتَابُهٗ فَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ وَیَعْمَلُ حَتّٰی مَا یَکُوْنُ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ النَّارِ اِلَّا ذِرَاعٌ فَیَسْبِقُ عَلَیْهِ الْکِتَابُ فَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حدیث بیان کی اور وہ سچے ہیں اور سچے کہے گئے ہیں۔ فرمایا تم میں سے کسی ایک کی پیدائش اپنی ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک نطفہ کی شکل میں جمع رہتی ہے۔ پھر اس طرح چالیس دن تک ایک علقہ کی شکل میں اور اسی طرح چالیس دن تک مضغہ یعنی گوشت کے ٹکڑے کی شکل میں رہتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو بھیجتے ہیں اور اسے چار چیزوں کے متعلق حکم دیتے ہیں۔ اس سے کہا جاتا ہے کہ لکھو یہ کیا اعمال کرے گا نیک یا بد۔ اور روزی کیا ہوگی۔ اور اس کی عمر کتنا ہوگی۔ چوتھے یہ ہے نیک بخت ہوگا یا بد بخت۔ پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے پس تم میں سے ایک آدمی برابر عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسکے اور جنت کے درمیان محض ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ تقدیر کا لکھا ہوا اس پر سے سبقت کرتا ہے۔ پس وہ جہنمیوں کے کام شروع کر دیتا ہے۔ اس طرح وہ عمل جہنمیوں کے کرتا ہے۔ اس کے اور جہنم کے درمیان صرف ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے۔ تقدیر اس پر غالب آ جاتی ہے۔ پس وہ جنتیوں کے عمل شروع کر دیتا ہے۔

حدیث (۲۹۷۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ الخ عَنْ اَبُوْ هُرَیْرَةَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ الْعَبْدَ نَادٰی جِبْرِیْلَ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحْبِبْهُ فَیُحِبُّهٗ جِبْرِیْلُ فَیُنَادِیْ جِبْرِیْلُ فِیْ اَهْلِ السَّمَآءِ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ فَیُحِبُّهٗ اَهْلُ السَّمَآءِ ثُمَّ یُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرائیلؑ اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ پس جبرائیل ان سے محبت کرتا ہے۔ پھر جبرائیل آسمان والوں میں اعلان کرتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتے ہیں۔ تم بھی اس سے محبت کرو۔ پس آسمان والے اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ پھر زمین میں اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔

حدیث (۲۹۷۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ الخ عَنْ عَائِشَةَؓ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ الْمَلَائِکَةَ تَنْزِلُ فِی الْعَنَانِ وَهُوَ السَّحَابُ فَتَذْکُرُ الْاَمْرَ قُضِیَ فِی السَّمَآءِ فَتَسْتَرِقُ الشَّیٰطِیْنُ السَّمْعَ فَتَسْتَمِعُهٗ فَتُوْحِیْهِ اِلَی الْکُهَّانِ فَیَکْذِبُوْنَ مَعَهَا مِائَةَ کَذْبَةٍ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ فرشتے بادل میں اترتے ہیں۔ اور ان معاملات کا ذکر کرتے ہیں جن کا آسمان میں فیصلہ ہو چکا ہوتا ہے پس شیاطین چوری اس کو سن لیتے ہیں پھر وہ نجومیوں کے پاس القاء کرتے ہیں۔ وہ ان کے ساتھ اپنے پاس سے سو جھوٹ ملا لیتے ہیں۔

حدیث (۲۹۷۹) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

إِذَا كَانَ يَوْمَ الْجُمْعَةِ كَانَ عَلَى كُلِّ بَابٍ مِنْ اَبْوَابِ الْمَسْجِدِ الْمَلٰئِكَةُ يَكْتُبُوْنَ الْاَوَّلَ فَالْاَوَّلَ فَإِذَا جَلَسَ الْإِمَامُ طَوَوْا وَجَآءُ وْا يَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازوں میں ہر دروازے پر آ کر سب سے پہلے آنے والے اس کے بعد آنے والے کا نام لکھتے ہیں۔ پس جب امام منبر پر بیٹھ جاتا ہے تو وہ اپنے رجسٹر لپیٹ لیتے ہیں اور آ کر ذکر و نصیحت سنتے ہیں۔

حدیث(۲۹۸۰)حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ مَرَّ عُمَرُ فِي الْمَسْجِدِ وَحَسَّانُ يُنْشِدُ فَقَالَ كُنْتُ اُنْشِدُ فِيْهِ وَفِيْهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْكَ ثُمَّ الْتَفَتَ اِلٰى اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ فَقَالَ اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ اَسَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَجِبْ عَنِّيْ اَللّٰهُمَّ اَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ قَالَ نَعَمْ.

ترجمہ۔ حضرت سعد بن مسیبؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کا مسجد نبوی سے گذر ہوا۔ جب کہ حضرت حسانؓ اشعار پڑھ رہے تھے۔ جس پر انہوں نے اعتراض کیا تو حضرت حسانؓ نے جواب دیا کہ میں تو اس مسجد میں اس وقت بھی اشعار پڑھتا تھا جب کہ اس میں تیرے سے بہتر شخصیت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوتی تھی۔ پھر حضرت حسانؓ حضرت ابی ہریرہؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ میں تجھے اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ تو نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا فرماتے تھے کہ اے حسان! تم مشرکین کی ہجو کا میری طرف سے جواب دو۔ اے اللہ! روح القدس (جبرائیل) سے اس کی تائید فرما حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا ہاں سنا تھا۔

حدیث(۲۹۸۱)حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَؒ الخ عَنِ الْبَرَآءِؓ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَسَّانَ اُهْجُهُمْ اَوْهَا جِهِمْ وَجِبْرِيْلُ مَعَكَ.

ترجمہ۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسانؓ سے فرمایا ان کی ہجو بیان کرو۔ جبرائیل تمہارے ساتھ ہیں۔

حدیث(۲۹۸۲)حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى غُبَارٍ سَاطِعٍ فِيْ سِكَّةِ بَنِيْ غَنْمٍ زَادَ مُوْسٰى مَرْكَبَ جِبْرِيْلَؑ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی اس اٹھنے والے غبار کو دیکھ رہا ہوں جو بنی غنم کی گلی میں تھا۔ موسیٰ نے یہ الفاظ زائد کئے۔ جبرائیلؑ کی سواری کی وجہ سے اگر مرکب ہو تو ان کی تیز رفتاری کی وجہ سے جو غبار اٹھ کر گلی پر چھا گیا تھا۔

حدیث(۲۹۸۳) حَدَّثَنَا فَرْوَةُ الخ عَنْ عَائِشَةَؓ اَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يَاْتِيْكَ الْوَحْيُ قَالَ كُلُّ ذٰلِكَ يَاْتِي الْمَلَكُ اَحْيَانًا فِيْ مِثْلِ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ فَيَفْصِمُ عَنِّيْ وَقَدْ وَعَيْتُ مَا قَالَ وَهُوَ اَشَدُّهُ عَلَيَّ وَيَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ اَحْيَانًا رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِيْ فَاَعِيْ مَا يَقُوْلُ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت حارث بن ھشامؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپؐ کے پاس وحی کیسے آتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا ان میں سے ہر صورت میں وحی آتی ہے۔ کبھی تو فرشتہ کی آواز گھنٹی کی آواز کی طرح مسلسل آتی ہے پس جب وہ مجھ سے جدا ہوتا ہے تو جو کچھ اس نے کہا میں اس کو محفوظ کر چکا ہوتا ہوں۔ اور یہ حالت مجھ پر زیادہ سخت ہوتی ہے۔ اور کبھی فرشتہ آدمی کی شکل میں آتا ہے جو میرے

ساتھ بات چیت کرتا ہے۔تو جو کچھ وہ کہتا ہے میں اس کو یاد کر لیتا ہوں۔

حدیث (۲۹۸۴) حَدَّثَنَا آدَمُ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَیْنِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ دَعَتْهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ اَیْ فُلُ هَلُمَّ فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍؓ ذَاکَ الَّذِیْ لَا تَوٰی عَلَیْهِ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرْجُوْا اَنْ تَکُوْنَ مِنْهُمْ.

ترجمہ۔حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جوڑا خرچ کیا تو جنت کے داروغے اسے پکاریں گے اے فلاں! ادھر آؤ۔ جس پر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا یہ تو وہ شخص ہے جس پر کوئی ہلاکت اور خرابی نہیں ہے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ تم انہیں میں سے ہو گے۔

حدیث (۲۹۸۵) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنْ عَائِشَةَؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا یَا عَائِشَةُؓ هٰذَا جِبْرِیْلُ یَقْرَأُ عَلَیْکِ السَّلَامَ فَقَالَتْ وَعَلَیْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ تَرٰی مَالَا اَرٰی تُرِیْدُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اے عائشہؓ! یہ جبرائیل ہے جو آپ پر سلام پڑھتا ہے۔ انہوں نے فرمایا اس پر بھی سلام ہو۔اللہ کی رحمت اور برکت ہو۔آپؐ یعنی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہ چیز دیکھتے ہیں جو ہم نہیں دیکھ سکتے۔

حدیث (۲۹۸۶) حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِجِبْرِیْلَ اَلَا تَزُوْرُنَا اَکْثَرَ مِمَّا تَزُوْرُنَا قَالَ فَنَزَلَتْ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّکَ لَهٗ مَا بَیْنَ اَیْدِیْنَا وَمَا خَلْفَنَا.

ترجمہ۔حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیلؑ سے پوچھا کہ آپؑ اس سے زیادہ ہمارے پاس ملنے کے لئے کیوں نہیں آتے۔جس پر آیت نازل ہوئی کہ ہم تو تیرے رب کے حکم سے ہی نیچے اترتے ہیں جو کچھ ہمارے سامنے اور ہمارے پیچھے ہے وہ سب اسی کیلئے ہے۔

حدیث(۲۹۸۷)حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَقْرَاَنِیْ جِبْرِیْلُ عَلٰی حَرْفٍ فَلَمْ اَزَلْ اَسْتَزِیْدُهٗ حَتّٰی انْتَهٰی اِلٰی سَبْعَةِ اَحْرُفٍ.

ترجمہ۔حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیلؑ نے قرآن مجید مجھے ایک لغت پر پڑھایا ہے۔ پس میں برابر زیادتی طلب کرتا رہا۔حتی کہ قرأت سات لغت تک پہنچ گئی۔

حدیث (۲۹۸۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ وَکَانَ اَجْوَدَ مَا یَکُوْنُ فِیْ رَمَضَانَ حِیْنَ یَلْقَاهُ جِبْرِیْلُ وَکَانَ جِبْرِیْلُ یَلْقَاهُ کُلَّ لَیْلَةٍ مِّنْ رَمَضَانَ فَیُدَارِسُهُ الْقُرْاٰنَ فَلَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ یَلْقَاهُ جِبْرِیْلُ اَجْوَدُ بِالْخَیْرِ مِنَ الرِّیْحِ الْمُرْسَلَةِ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَوٰی اَبُوْهُرَیْرَةَؓ وَفَاطِمَةُؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ جِبْرِیْلَ کَانَ یُعَارِضُهُ الْقُرْاٰنَ.

ترجمہ۔حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ سخاوت کرنے والے تھے اور سب سے زیادہ سخاوت آپ کی رمضان شریف میں ہوتی تھی جب کہ جبرائیلؑ آپؐ سے ملاقی ہوتے تھے۔او جبرائیلؑ رمضان شریف کی ہر رات میں آپؐ سے ملتے تھے اور آپؐ سے قرآن مجید کا دور کرتے تھے۔پس البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آپؐ سے جبرائیل ملتے آندھی سے بھی زیادہ بھلائی کی سخاوت کرنے والے ہوتے تھے اور حضرت ابو ہریرہؓ اور فاطمۃ الزہراءؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جناب جبرائیلؑ آپؐ سے قرآن مجید کا دور کرتے تھے۔یعنی یدارسہ کی بجائے یعارضہ کے الفاظ استعمال کئے۔

حدیث(۲۹۸۹)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ الخ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَخَّرَ الْعَصْرَ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ عُرْوَةُ اَمَا اِنَّ جِبْرِيْلَ قَدْ نَزَلَ فَصَلّٰى اَمَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُؓ اَعْلَمْ مَا تَقُوْلُ يَا عُرْوَةُ قَالَ سَمِعْتُ بَشِيْرَ ابْنَ اَبِىْ مَسْعُوْدٍؓ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ نَزَلَ جِبْرِيْلُ فَاَمَّنِىْ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ يَحْسَبُ بِاَصَابِعِهٖ خَمْسَ صَلَوَاتٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ عَنْ اَبِىْ ذَرٍّؓ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِىْ جِبْرِيْلُ مَنْ مَّاتَ مِنْ اُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ اَوْ لَمْ يَدْخُلِ النَّارَ قَالَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ.

ترجمہ۔حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے عصر کی نماز میں کچھ دیر کی عروہ بن زبیر نے کہا تم کو معلوم نہیں کہ حضرت جبرائیلؑ اترے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کی حضرت عمرؒ نے یہ سن کر کہا عروہ سمجھ کر کہو کیا کہتے ہو۔عروہ نے کہا(لو سنو سن لو) میں نے بشیر بن ابی مسعودؓ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے ابو مسعود سے سنا وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے حضرت جبرائیلؑ اترے انہوں نے میری امامت کی۔میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی۔پھر دوسری نماز پڑھی۔پھر تیسری نماز پڑھی۔پھر چوتھی نماز پڑھی۔پھر پانچویں نماز۔ابو مسعود یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پانچوں نمازوں کو اپنی انگلیوں سے گنتے تھے۔حضرت ابی ذرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیلؑ نے مجھے بتلایا کہ آپ کی امت کا جو شخص بھی اس حال میں مرا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی شے کو شریک نہیں کرتا تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگا یا فرمایا کہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔انہوں نے فرمایا اگر چہ وہ زنا اور چوری بھی کرے۔آپؐ نے فرمایا اگر چہ یہ بھی کرے۔

حدیث(۲۹۹۰) حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ الخ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَلٰٓئِكَةُ يَتَعَاقَبُوْنَ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلٰٓئِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ فِىْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَالْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ فَيَسْاَلُهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ فَيَقُوْلُ كَيْفَ تَرَكْتُمْ فَيَقُوْلُوْنَ تَرَكْنَاهُمْ يُصَلُّوْنَ وَاَتَيْنَاهُمْ يُصَلُّوْنَ.

ترجمہ۔حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ فرشتے یکے بعد دیگرے آتے ہیں۔رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے اور وہ فجر اور عصر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں۔پھر وہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی طرف چڑھ جاتے ہیں جنہوں نے تمہارے اندر رات گذاری پس اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے۔حالانکہ وہ سب کے احوال سے خوب واقف ہے فرماتے ہیں تم میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑ کر آئے ہو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم ان کو چھوڑ آئے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے۔اور جب ان کے پاس آئے تو وہ نماز پڑھتے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ ذکر الملائکۃ اس باب میں جس قدر روایات لائی گئی ہیں وہ سب اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ فرشتے موجود ہیں اوران کا ثبوت ہے۔یہی باب کی غرض ہے۔

یدخل الجنۃ من امتہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوآپ کی امت کے متعلق تورات سے معلوم ہوا ہوگا۔جب آپؐ کو دیکھا تو قصہ یاد آ گیا اس لئے رشک کیا۔

اما الظاھر ان الفرات والنیل جب دونوں نہریں دنیا میں جاری ہوئیں تو انہوں نے دنیا کے آثار اور خصائص کو اختیار کرلیا اس حالت پر باقی نہیں رہیں جس حالت میں اس عالم کے اندر تھیں۔اوران نہروں کا اس جگہ ہونا یہ تقاضا نہیں کرتا کہ ہمارے سامنے ان کا کوئی منبع اور مخرج نہ ہو۔کیونکہ وہاں ان کی درازی یعنی لمبائی چوڑائی باطنی ہے۔جس کا اعتبار اسی حیثیت سے ہوگا۔

سلمت شاید یہ تسلیم سے ہو جس کے معنی حکم کوقبول کرنے اور مان لینے کے ہیں۔ فی البیت المعمور یعنی انہوں نے ان سے صرف بیت المعمور کا قصہ روایت کیا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ ملائکہ جمع ملک کی جو الوکۃ سے مشتق ہے۔جس کے معنی رسالۃ کے ہیں۔یہ سیبویہ کا قول ہے.جمہور فرماتے ہیں کہ اس کا اصل لاک ہے۔اور بھی کئی اقوال ہیں۔اور جمہور اہل اسلام ملائکہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ باریک اجسام ہیں جن کو مختلف شکلیں اختیار کرنے کی قدرت حاصل ہے۔اوران کا ٹھکانا آسمانوں میں ہے۔ملائکہ کے حالات اور ان کی کثرت کے بارے میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں جن میں سے بعض کو حافظؒ نے بیان کیا ہے۔اوراحادیث کے علاوہ قرآن مجید میں بھی ان کا ذکر ہے۔

قدم المصنف مصنفؒ نے ملائکہ کا ذکر انبیاء سے پہلے کیا ہے۔حالانکہ بالا جماع انبیاء علیہم السلام ملائکہ سے افضل ہیں۔وجہ یہ ہے کہ ایک تو ملائکہ کی خلقت پہلے ہے۔دوسرے قرآن کی آیات اوراحادیث میں ان کا ذکر انبیاء سے پہلے ہے کل آمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ(الایۃ). تیسری وجہ یہ ہے کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ اور رسل کے درمیان تبلیغ (وحی واحکام) کا واسطہ ہیں بنابریں مناسب معلوم ہوا کہ ان کا ذکر پہلے کیا جائے۔اوران کی کثرت کا ذکر حدیث اسراء میں ہے کہ بیت المعمور میں ہر دن ستر ہزار فرشتہ داخل ہوتا ہے پھر قیامت تک انہیں بعد ازاں موقع نہیں ملے گا۔حکماء فرماتے ہیں کہ ملائکہ جواہر مجردہ ہیں۔جو حقیقت میں نفوس ناطقہ کے مخالف ہیں جن کی دو قسمیں۔ایک شان تو استغراق فی معرفۃ الحق ہے یہ ملائکہ مقربون ہیں۔دوسری قسم وہ ہے جو آسمان سے زمین تک قضاء وقدر کے فیصلہ کے مطابق امور کو انجام دیتے ہیں۔یہ مدبرات الامر کہلاتے ہیں۔

فاغتبط علیہ حافظؒ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رونا حسد کی وجہ سے نہیں تھا۔کیونکہ حسد تو ممنوع ہے۔بلکہ بطور افسوس کے تھا کہ میں اس اجر سے کیوں محروم رہا۔

قولہ غلام الخ یہ تنقیص کی وجہ سے نہیں۔بلکہ اللہ کی قدرت کا اظہار کرنا ہے۔کہ جو کمالات سن رسیدہ حضرات کو حاصل نہ ہو سکے وہ کم عمری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کونصیب ہوئے۔پھر نماز کی تخفیف کا مشورہ دے کر آپ نے اس کی تلافی کردی۔اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے قلوب میں وہ رحمت رکھی ہے جو دوسرے لوگوں کے قلوب میں نہیں ہے۔اس لئے موسیٰ علیہ السلام اپنی امت پر رحمت کی وجہ سے رودیئے۔اور ادھر امت محمدیہ پر پچاس کی پانچ نمازیں بھی رحمت کی دلیل ہیں۔

اخذ اثار اشیاء الدنیا حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اکثر علماء یہی فرماتے ہیں کہ جنت اب بھی موجود ہے۔لیکن دار دنیا کی صفت سے

متصف ہونے کی وجہ سے اس کے آثار ان لا تجوع فیھا ولا تعری کہ اس میں نہ بھوک ہوگی اور نہ کوئی ننگا ہوگا۔ نہ پیاس ستائے گی۔ اور نہ دھوپ ہوگی۔ بنابریں ان انہار کو برکت کی وجہ سے جنت کی طرف نسبت کردی۔

لایکون لھما منبع ولامخرج فی اصلھا ای فی اصل سدرۃ المنتھی اربعۃ انھا ر مسلم شریف میں ہے نیل. فرات. سیحان. جیحان. تو ممکن ہے بیری کا درخت جنت میں ہو اور اس کے نیچے سے نہریں نکل رہی ہوں تو انھا من الجنۃ کہنا صحیح ہو اب الباطنان کے متعلق حدیث میں ہے ھو الکوثر سلسبیل خلاصہ یہ ہوا کہ سدرۃ کا اصل تو جنت سے ہے۔ پھر یہ نہریں جنت سے نکل کر چلتی چلتی زمین تک پہنچتی ہیں پھر وہاں سے اور نہریں پھوٹتی ہیں۔ اور علامہ عینیؒ نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے۔ کہ تمام پانی صخرۃ بیت المقدس کے نیچے ہیں وہاں سے دنیا میں پھیلتے ہیں۔

سلمت یعنی میں نے پانچ نمازوں کو تسلیم وقبول کرلیا اب مجھے حیا آتی ہے اس لئے پھر اللہ کی دربار میں نہیں جاؤں گا۔ چنانچہ علامہ عینیؒ اور قسطلانیؒ نے بھی اس معنی کو اختیار کیا ہے۔ حدیث معراج میں آرہا ہے سالت ربی حتی استحییت ولکن ارضی واسلم کہ میں نے رب سے اتنا مانگا کہ اب مجھے حیا آتی ہے۔ لیکن میں راضی ہوں اور تسلیم کرتا ہوں۔

قصۃ البیت المعمور یعنی ھمام نے قصہ بیت المعمور کو قصہ اسراء سے الگ کردیا۔ لیکن سعید اور ھشام نے حدیث انسؓ میں دونوں کو جمع کردیا۔ امام بخاریؒ کے قول کے مطابق صحیح روایت ھمام کی ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ حدیث اسراء میں ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی آسمانوں میں آپؐ سے ملاقات ہوئی۔ حالانکہ ان کے اجساد تو اپنی اپنی قبروں میں ہیں۔ تو جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ارواح کو اجساد کی شکل دے دی۔ تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور تکریم کے لئے ان کے اجساد کو حاضر کیا جائے۔ پھر ان انبیاء کی تخصیص کی کیا وجہ ہے۔ حقیقت حال کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتے ہیں۔

؎ رموز مملکت خویش خسرواں دانند

بَابُ اِذَا قَالَ اَحَدُكُمْ اٰمِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ

فِى السَّمَآءِ فَوَافَقَتْ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰى غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ.

ترجمہ۔ جب تم میں سے کوئی آمین کہتا ہے اور فرشتے بھی آسمانوں میں آمین کہتے ہیں پس جب یہ دونوں ایک دوسرے کے موافق ہوجاتے ہیں تو اس آدمی کے پچھلے گناہ سب بخشے جاتے ہیں۔

حدیث (۲۹۹۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ الخ عَنْ عَآئِشَةَؓ قَالَتْ حَشَوْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وِسَادَةً فِيْهَا تَمَاثِيْلُ كَاَنَّهَا نَمْرِقَةٌ فَجَآءَ فَقَامَ بَيْنَ الْبَابَيْنِ وَجَعَلَ يَتَغَيَّرُ وَجْهُهٗ قُلْتُ مَا لَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَابَالُ هٰذِهِ الْوِسَادَةِ قَالَتْ وِسَادَةٌ جَعَلْتُهَا لَكَ لِتَضْطَجِعَ عَلَيْهَا قَالَ اَمَا عَلِمْتِ اَنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ وَاَنَّ مَنْ صَنَعَ الصُّوْرَةَ يُعَذَّبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُوْلُ اَحْيُوْا مَاخَلَقْتُمْ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ایک گدیلا بچھادیا جس میں تصویریں تھیں۔ گویا کہ وہ رنگ برنگی چادر تھی۔ پس آپ آ کر دونوں دروازوں کے درمیان کھڑے ہوگئے۔ اور آپ کا چہرہ انور متغیر ہونے لگا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! ہمیں کیا ہو

گیا۔ آپؐ نے فرمایا اس گدیلے کا کیا حال ہے۔ میں نے عرض کی کہ یہ ایک گدیلہ ہے جو میں نے آپؐ کے لئے بنایا ہے۔ تا کہ آپؐ اس پر لیٹ سکیں۔ آپ نے فرمایا کیا تو نہیں جانتی کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو۔ اور جو شخص تصویریں بناتا ہے اس کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جس چیز کو تم نے پیدا کیا ہے اسے زندہ کرو۔

حدیث (۲۹۹۲) حَدَّثَنَا ابْنُ مَقَاتِلٍ الخ سَمِعْتُ اَبَا طَلْحَةَؓ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا صُوْرَةٌ تَمَاثِيْلَ.

ترجمہ۔ حضرت ابوطلحہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے ہیں کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو اور نہ اس گھر میں جس میں مجسمے کی تصویریں ہوں۔

حدیث (۲۹۹۳) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ الخ اَنَّ اَبَا طَلْحَةَؓ حَدَّثَهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَدْخُلُ الْمَلٰئِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ قَالَ بُسْرٌ فَمَرِضَ زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ فَعُدْنَاهُ فَاِذَا نَحْنُ فِيْ بَيْتِهٖ بِسِتْرٍ فِيْهِ تَصَاوِيْرُ فَقُلْتُ لِعُبَيْدِ اللّٰهِ الْخَوْلَانِيِّ اَلَمْ يُحَدِّثْنَا فِي التَّصَاوِيْرِ فَقَالَ اِنَّهٗ قَالَ اِلَّا رَقْمٌ فِيْ ثَوْبٍ اَلَا سَمِعْتَهٗ قُلْتُ لَا قَالَ بَلٰى قَدْ ذَكَرَهٗ

ترجمہ۔ حضرت ابوطلحہؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں فوٹو ہو۔ بسر راوی فرماتے ہیں کہ جب زید بن خالد بیمار ہوئے تو ہم ان کی بیمار پرسی کے لئے گئے پس کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے گھر میں ایک پردہ ہے جس میں تصویریں ہیں۔ پس میں نے عبداللہ خولانی سے کہا کیا وہ ہمیں تصاویر کے بارے میں حدیث بیان نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ کپڑے کے اندر جو نقش و نگار بنے ہوئے ہیں (یعنی درخت وغیرہ کی تصویر ہے کسی ذی روح کی نہیں ہے) کیا تو نے ان سے یہ نہیں سنا میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے فرمایا کیوں نہیں۔ انہوں نے تو اس کا ذکر کیا تھا۔

حدیث (۲۹۹۴) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ الخ عَنْ اَبِيْهِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ وَعَدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرِيْلُ فَقَالَ اِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ وَّلَا كَلْبٌ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جبرائیلؑ نے آنے کا وعدہ کیا۔ نہ آئے پوچھنے پر فرمایا ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو یا کتا ہو۔

حدیث (۲۸۹۵) حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلٰئِكَةِ غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام سمع الله لمن حمده کہے تو تم اللهم ربنا لک الحمد کہو۔ کیونکہ جس کا قول فرشتوں کے قول کے مطابق ہو گیا تو اس کے سب پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

حدیث (۲۹۹۶) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ اِنَّ اَحَدَکُمْ فِیْ صَلٰوۃٍ مَا دَامَتِ الصَّلٰوۃُ تَحْبِسُہٗ وَالْمَلٰئِکَۃُ تَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ وَارْحَمْہُ مَالَمْ یَقُمْ مِنْ صَلٰوتِہٖ اَوْیُحْدِثْ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک ایک تمہارا اس وقت تک نماز میں رہتا ہے جب تک کہ نماز اسے روکتی ہے اور فرشتے کہتے ہیں اے اللہ! اس کی بخشش فرما اے اللہ! اس پر رحم فرما۔ جب تک کہ نماز سے کھڑا نہ ہو یا بے وضو نہ ہو۔

حدیث (۲۹۹۷) حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ الخ عَنْ اَبِیْہِ یَعْلٰی قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ عَلَی الْمِنْبَرِ وَنَادَوْا یَا مَالِکُ قَالَ سُفْیٰنُ فِیْ قِرَاۃِ عَبْدُ اللّٰہِ وَنَادَوْا یَا مَالِ۔

ترجمہ۔ حضرت یعلیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منبر پر پڑھتے ہوئے سنا نادوا یامالک اور سفیان فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ کی قرأت میں ہے یا مال یعنی منادیٰ مرخم ہے۔ اور مالک داروغہ جہنم کا نام ہے۔ جہنمی قیامت کے دن یہ کہہ کر اسے پکاریں گے۔

حدیث (۲۹۹۸) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ الخ اَنَّ عَآئِشَۃَؓ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّھَا قَالَتْ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَلْ اَتٰی عَلَیْکَ یَوْمٌ کَانَ اَشَدُّ مِنْ یَوْمِ اُحُدٍ قَالَ لَقَدْ لَقِیْتُ مِنْ قَوْمِکِ مَا لَقِیْتُ وَکَانَ اَشَدُّ مَا لَقِیْتُ مِنْھُمْ یَوْمَ الْعُقْبَۃِ اِذْ عَرَضْتُ نَفْسِیْ عَلَی ابْنِ عَبْدِ یَالَیْلِ بْنِ عَبْدِ کَلَالٍ فَلَمْ یُجِبْنِیْ اِلٰی مَآ اَرَدْتُ فَانْطَلَقْتُ وَاَنَا مَھْمُوْمٌ عَلٰی وَجْھِیْ فَلَمْ اَسْتَفِقْ اِلَّا وَاَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَاْسِیْ فَاِذَا اَنَا بِسَحَابَۃٍ قَدْ اَظَلَّتْنِیْ فَنَظَرْتُ فَاِذَا فِیْھَا جِبْرِیْلُ فَنَادَانِیْ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِکَ لَکَ وَمَا رَدُّوْا عَلَیْکَ وَقَدْ بَعَثَ اِلَیْکَ مَلَکَ الْجِبَالِ لِتَاْمُرَہٗ بِمَا شِئْتَ۔ فِیْھِمْ فَنَادَانِیْ مَلَکُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَیَّ ثُمَّ قَالَ یَا مُحَمَّدُ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ فَقَالَ ذٰلِکَ فِیْمَا شِئْتَ اَنْ اُطْبِقَ عَلَیْھِمُ الْاَخْشَبَیْنَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَلْ اَرْجُوْا اَنْ یُّخْرِجَ اللّٰہُ مِنْ اَصْلَابِھِمْ مِنْ یَّعْبُدُ اللّٰہَ وَحْدَہٗ لَا یُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہیں کہ انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا آپؐ پر کوئی ایسا دن بھی آیا ہے جو احد کے دن سے زیادہ سخت ہو۔ فرمایا تیری قوم قریش کی طرف سے جو کچھ تکالیف مجھے پہنچیں ان کی تو کوئی حد نہیں ہے لیکن ان میں سے زیادہ سخت دن عقبہ والا تھا جس دن میں نے اپنے آپ کو ابن عبد۔ یالیل بن عبد کلال کے پیش کیا تو جو کچھ میں اس سے چاہتا تھا اس کے بارے میں اس نے کوئی جواب نہ دیا یا اس نے میری دعوت قبول نہ کی۔ میں اس حال میں واپس آیا کہ میرے چہرے پر غم وہم کے آثار نمایاں تھے۔ پس مجھے اس وقت تک افاقہ نہ ہوا جب تک کہ میں قرن الثعالب میں تھا تو میں نے اپنے سر کو اوپر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بادل ہے جس نے مجھ پر سایہ کیا ہوا ہے میں نے غور سے دیکھا تو اس میں جبرائیل تھے۔ جنہوں نے مجھے پکار کر کہا بے شک اللہ تعالیٰ نے تیری قوم کی اس بات کو سن لیا ہے جو انہوں نے آپ سے کہی۔ اور جو کچھ انہوں نے الٹا جواب دیا اس کو بھی سن لیا پس اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف یہ پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے آپؐ ان لوگوں کے بارے میں جو کچھ چاہتے ہیں اس کا آپؐ ان کو حکم دیں بلکہ خود پہاڑوں کے فرشتہ نے مجھے پکارا مجھے سلام کیا۔ پھر کہا اے محمد صلی

اللہ علیہ وسلم پس یہ بات آپؐ نے جبرائیلؑ کی سن لی۔ آپؐ جو کچھ چاہیں اس پر عمل ہوگا اگر آپؐ چاہیں تو مکہ کے یہ دونوں پہاڑ ابوقیس اور قیقعان ان پر چپکادوں۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پیٹھوں میں سے ایسا شخص نکالے جو اللہ تعالیٰ وحدہ کی عبادت کرے۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو۔

حدیث (۲۹۹۹) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ الخ قَالَ سَأَلْتُ زِرَّبْنَ حُبَيْشٍ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ رَاٰى جِبْرِيْلَ لَهٗ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ.

ترجمہ۔ حضرت ابواسحاق شیبانیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت زر بن حبیش سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق پوچھا قاب قوسین او ادنی (الآیۃ) تو انہوں نے فرمایا ہمیں حضرت ابن مسعودؓ نے حدیث بیان کی ہے کہ آپؐ نے جبرائیلؑ کو دیکھا کہ اس کے چھ سو پر تھے۔

حدیث (۳۰۰۰) حَدَّثَنَا حَفْصُ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِؓ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى قَالَ رَاٰى رَفْرَفًا اَخْضَرَ سَدَّ اُفُقَ السَّمَآءِ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ سے ولقد رای من ایات ربہ الکبری کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ آپؐ نے سبز رفرف کو دیکھا جس نے آسمان کے کنارے کو روک رکھا تھا۔

حدیث (۳۰۰۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ عَنْ عَآئِشَةَؓ قَالَتْ مَنْ زَعَمَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَاٰى رَبَّهٗ فَقَدْ اَعْظَمَ وَلٰكِنْ قَدْ رَاٰى جِبْرَئِيْلَ فِيْ صُوْرَتِهٖ وَخَلْقِهٖ سَادًّا مَا بَيْنَ الْاُفُقِ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جو شخص یہ کہتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو اس نے بہت بڑی بات کہی ہے۔ لیکن آپؐ نے حضرت جبرائیلؑ کو اس کو اصلی صورت اور خلقت میں دیکھا۔ جب کہ وہ افق کے درمیان حصہ کو روکنے والے تھے۔

حدیث (۳۰۰۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ الخ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَآئِشَةَؓ فَاَيْنَ قَوْلُهٗ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى قَالَتْ ذَاكَ جِبْرِيْلُ كَانَ يَاْتِيْهِ فِيْ صُوْرَةِ الرَّجُلِ وَاِنَّهٗ اَتٰى هٰذِهِ الْمَرَّةَ فِيْ صُوْرَتِهِ الَّتِيْ هِيَ صُوْرَتُهٗ فَسَدَّ الْاُفُقَ.

ترجمہ۔ حضرت مسروق تابعیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے کہا اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہاں جائیگا جس میں ہے پھر وہ قریب ہوئے اور لٹک گئے۔ پس دو کمانوں کے درمیان کا یا اس سے بھی قریب فاصلہ رہ گیا تو انہوں نے فرمایا یہ جبرائیل علیہ السلام تھے وہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عموماً انسان کی شکل میں آتے تھے اس مرتبہ وہ اپنی اس شکل کے اندر آئے جو اس کی ہے۔ پس جس نے کنارہ آسمان کو روک رکھا تھا۔

حدیث (۳۰۰۳) حَدَّثَنَا مُوْسٰى الخ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ اَتَيَانِيْ قَالَا الَّذِيْ يُوْقِدُ النَّارَ مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ وَاَنَا جِبْرِيْلُ وَهٰذَا مِيْكَائِيْلُ.

ترجمہ۔ حضرت سمرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات میں نے دو آدمیوں کو دیکھا جو میرے پاس آئے پس انہوں نے کہا کہ وہ شخص جس کو آپؐ نے دیکھا کہ وہ آگ دہکا رہا ہے وہ تو مالک داروغہ جہنم ہے۔ میں جبرائیل ہوں اور یہ میکائیل علیہ السلام ہیں۔

حدیث (۳۰۰۴) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا

دَعَا الرَّجُلُ اِمْرَاَتَهٗ اِلٰی فِرَاشِہٖ فَاَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَیْھَا لَعَنَتْھَا الْمَلٰٓئِکَۃُ حَتّٰی تُصْبِحَ تَابَعَہٗ اَبُوْ حَمْزَۃَ وَابْنُ دَاوٗدَ وَاَبُوْ مُعَاوِیَۃَ عَنِ الْاَعْمَشِ.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلاتا ہے تو وہ انکار کرتی ہے۔ پس وہ ناراض ہو کر رات گذارتا ہے۔ تو صبح ہونے تک فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔

حدیث(۳۰۰۵) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ الخ اَخْبَرَنِیْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ ثُمَّ فَتَرَعَنِّیَ الْوَحْیُ فَتْرَۃً فَبَیْنَا اَنَا اَمْشِیْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِّنَ السَّمَآءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِیْ قِبَلَ السَّمَآءِ فَاِذَا الْمَلَکُ الَّذِیْ جَآءَ نِیْ بِحَرَآءَ قَاعِدٌ عَلٰی کُرْسِیٍّ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَجُئِثْتُ حَتّٰی ھَوَیْتُ اِلَی الْاَرْضِ فَجِئْتُ اَھْلِیْ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ اِلٰی فَاھْجُرْ قَالَ اَبُوْ سَلَمَۃَ وَالرُّجْزُ الْاَوْثَانُ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہ خبر دیتے ہیں کہ انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ پھر میرے سے وحی کافی عرصہ منقطع ہوگئی۔ پس دریں اثنا کہ میں چل رہا تھا کہ آسمان سے میں نے ایک آواز سنی تو میں نے آنکھ اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا پس اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ وہ فرشتہ جو میرے پاس غار حرا میں آیا تھا۔ وہ آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہے۔ جس کو دیکھ کر میں مرعوب ہو گیا۔ حتی کہ زمین کی طرف گر گیا۔ پس میں اپنے گھر والوں کے پاس آیا میں نے کہا مجھے کملی اڑھا دو۔ مجھے کملی اڑھا دو۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ اے کملی اوڑھ کے سونے والے اٹھ اور ڈرا۔ والرجز فاھجر اور بتوں کو چھوڑ دے ابوسلمہ فرماتے ہیں کہ الرجز کے معنی بتوں کے ہیں۔

حدیث(۳۰۰۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ عَنْ اَبِی الْعَالِیَۃِ حَدَّثَنَا ابْنُ عَمِّ نَبِیِّکُمْ یَعْنِی ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَیْتُ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِیْ مُوْسٰی رَجُلًا اٰدَمَ طُوَالًا جَعْدًا کَاَنَّہٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْءَ ۃَ وَرَاَیْتُ عِیْسٰی رَجُلًا مَّرْبُوْعَ الْخَلْقِ اِلَی الْحُمْرَۃِ وَالْبَیَاضِ سَبِطَ الرَّاْسِ وَرَاَیْتُ مَالِکًا خَازِنَ النَّارِ وَالدَّجَّالَ فِیْ اٰیَاتٍ اَرَاھُنَّ اللّٰہُ اِیَّاہُ فَلَا تَکُنْ فِیْ مِرْیَۃٍ مِّنْ لِّقَآئِہٖ قَالَ اَنَسٌ وَاَبُوْ بَکْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَحْرُسُ الْمَلٰٓئِکَۃُ الْمَدِیْنَۃَ مِنَ الدَّجَّالِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اس رات جس میں مجھے سیر کرائی گئی موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ ایک گندم گوئی رنگ کے آدمی ہیں۔ لمبے قد کے گھونگھریالے بالوں والے گویا کہ قبیلہ شنوءۃ کے آدمیوں میں سے ہیں۔ اور میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو ایک درمیانی قد کا آدمی دیکھا جس کے تمام خلقی اعضاء درمیانے تھے سرخی اور سپیدی کی طرف مائل تھے۔ سر کے بال نہ گنجان نہ کھلے بلکہ درمیانے تھے۔ اور میں نے مالک جہنم کے داروغہ کو بھی دیکھا اور دجال کو بھی ان نشانیوں میں دیکھا جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دکھائیں۔ پس آپ ان کی ملاقات میں شک کرنے والے نہ ہوں حضرت انسؓ اور ابوبکرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ فرشتے مدینہ منورہ کی دجال سے نگرانی کریں گے۔

تشریح از گنگوہیؒ ۔ باب اذا قال احدکم الخ اس جگہ باب کی زیادتی یہ نساخ کا تصرف ہے۔ ورنہ اس باب میں جس قدر

روایات ہیں وہ سب باب اوّل کی ہیں۔ جو وجود ملائکہ پر دلالت کرتی ہیں۔

تشریح از شیخ زکریا" ۔ لفظ باب کی زیادتی قدیم وجدید شراح کے نزدیک ایک مشکل مسئلہ بنا رہا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ مرحوم فرماتے ہیں کہ سرے سے اس باب کا وجود ہی نہیں ہے۔ جیسے محدثین بهذا الاسناد کے لئے ح کلمہ لکھ دیتے ہیں یہ بھی ایسا ہی ہے۔ میرے نزدیک یہ باب ترجمہ سابقہ کو ثابت کرنے والا ہے علامہ عینیؒ بھی فرماتے ہیں کہ اس باب کے ذکر کرنے کی اس جگہ کوئی وجہ نہیں ہے کیونکہ اس باب کی سب احادیث باب سابق کے ساتھ متصل ہیں اس لئے بہت سے نسخوں میں یہ لفظ باب نہیں ہے۔ اس لئے امام بخاریؒ بهذا الاسناد لکھ دیتے تو اشکال زائل ہو جاتا۔ صاحب الفیض فرماتے ہیں کہ فرشتوں کے ذکر میں اس باب کا لانا اسلئے ہے کہ فرشتوں کی ڈیوٹی یہ بھی ہے کہ وہ آمین کہا کریں۔

نمرقة مولانا محمد حسن مکیؒ فرماتے ہیں کہ اس جگہ نمرقہ سے مراد بڑا قالین ہے جسے بچھایا جاتا ہے۔ کیونکہ پچھلے صفحات پر گذرا ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں فاتخذت منه نمرقتين کہ میں نے اس سے دو گدے بنالئے۔ ایک تو چھوٹا جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جاتا ہے۔ اور دوسرا قالین کی طرح بڑا تھا جو ایک جگہ پڑا رہتا تھا۔ چھوٹے تکیہ کی تصاویر تو مٹ چکی تھیں لیکن اس بڑے کی باقی رہ گئی تھیں۔ بہر حال جو تصاویر پردہ میں ہوں تو مکروہ ہیں اور جو روندی جائیں امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ان میں کوئی کراہت نہیں ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی" ۔ فلم اشفق یعنی غم وهم کی شدت سے افاقہ نہ ہوا۔

تشریح از شیخ زکریا" ۔ ابو طالب اور خدیجۃ الکبریٰؓ کی وفات کے بعد ۱۰ھ بعثت نبوی میں آپؐ طائف کی طرف تشریف لے گئے۔ وہاں کے تین سردار تھے۔ عبد۔ یا لیل حبیب۔ اور مسعود۔ جنہوں نے آپؐ کی پذیرائی نہ کی۔ بلکہ پتھروں سے آپ کو زخمی کر دیا نیز! عقبہ سے عقبہ منیٰ والا مراد نہیں ہے۔ بلکہ عقبہ طائف کا مراد ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی" ۔ رفرف اخضر رفرف سے وہ لباس مراد ہے جس کو حضرت جبرائیلؑ پہنے ہوئے تھے۔ تو رفرف کو دیکھنا جبرائیل کا دیکھنا ہوا۔ اور اس کا افق کو بھر لینا یہ بھی جبرائیل کا روکنا ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریا" ۔ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ رفرف سبز کپڑے ہیں۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ ان سے جبرائیلؑ کے پر مراد ہوں جن کو انہوں نے پھیلا رکھا تھا جیسے کہ کپڑے پھیلائے جاتے ہیں۔ اور ترمذی وغیرہ کی روایت میں ہے کہ جبرائیلؑ کو رفرف کے جوڑے میں دیکھا گیا۔ تو اس روایت سے معلوم ہوا کہ رفرف ایک حلہ پوشاک ہے۔ جس کی تائید متكئين على رفرف سے ہوتی ہے۔ پھر اس جگہ ایک اختلافی مسئلہ مشہور ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے یا نہیں۔ حضرت عائشہؓ اور ابن مسعودؓ وغیرہم رؤیت باری کا انکار کرتے ہیں۔ لیکن ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ما كذب الفؤاد ما رأى قال رأى ربه بفؤاده مرتين تو اثبات ابن عباسؓ اور نفی عائشہؓ کو اس طرح جمع کیا جائیگا کہ نفی کو رؤية البصر پر رؤية کو رؤية فؤاد پر محمول کیا جائے گا اور رؤية الفؤاد سے رؤية القلب مراد ہے۔ محض حصول علم نہیں ہے۔ کیونکہ آپؐ نے عالم بالله على الدوام تھے۔ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں وقف کرنا بہتر ہے۔ کیونکہ اس بارے میں کوئی دلیل قطعی نہیں ہے اور فریقین کے دلائل متعارض اور قابل تاویل ہیں۔ اور قطب گنگوہیؒ نے اس مسئلہ کو کوکب دری میں دو جگہ بیان کیا ہے۔ دونوں مذہبوں کو جمع کرتے ہوئے فرمایا کہ رؤیت کا وقوع بقوة القلب ہے۔ جس کا حلول بصارت میں ہوا۔ اور نفی کرنے والا ادراک ابصار کی نفی کرتا ہے۔ مطلق رؤیت کی نہیں۔ والله اعلم بالصواب.

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ صِفَةِ الْجَنَّةِ وَاِنَّهَا مَخْلُوْقَةٌ

ترجمہ۔ جو کچھ جنت کے حالات کے بارے میں آیا ہے اور یہ کہ وہ ابھی پیدا شدہ ہے۔اب جنت کی نعمتوں کے بارے میں جو قرآنی آیات ہیں ان کی تفسیر فرماتے ہیں۔

قَالَ اَبُو الْعَالِیَةِ مُطَھَّرَةٌ مِّنَ الْحَیْضِ وَالْبَوْلِ وَالْبُزَاقِ کُلَّمَا رُزِقُوْا اُتُوْا بِشَیْءٍ ثُمَّ اُوْتُوْا بِاٰخَرَ قَالُوْا ھٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ اُتِیْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِھًا یُشْبِهُ بَعْضُهٗ بَعْضًا وَّیَخْتَلِفُ فِی الطَّعَامِ قُطُوْفُھَا یَقْطِفُوْنَ کَیْفَ شَآءُوْا دَانِیَةٌ قَرِیْبَةٌ اَلْاَرَآئِکُ السُّرُرُ وَقَالَ الْحَسَنُ النَّضْرَةُ فِی الْوُجُوْهِ وَالسُّرُوْرُ فِی الْقَلْبِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ سَلْسَبِیْلًا حَدِیْدَةَ الْجِرْیَةِ غَوْلٌ وَجَعُ الْبَطْنِ یُنْزَفُوْنَ لَا تَذْھَبُ عُقُوْلُھُمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ دِھَاقًا مُمْتَلِئًا کَوَاعِبَ نَوَاھِدَ الرَّحِیْقُ الْخَمْرُ التَّسْنِیْمُ یَعْلُوْا شَرَابَ اَھْلِ الْجَنَّةِ خِتَامُهٗ طِیْنُهٗ مِسْکٌ نَضَّاخَتَانِ فَیَّاضَتَانِ یُقَالُ مَوْضُوْنَةٌ مَنْسُوْجَةٌ مِنْهُ وَضِیْنُ النَّاقَةِ وَالْکُوْبُ مَالَا اُذُنَ لَهٗ وَلَا عُرْوَةَ وَالْاَبَارِیْقُ ذَوَاتُ الْاٰذَانِ وَالْعُرُبُ عُرُبًا مُثَقَّلَةً وَاحِدُھَا عَرُوْبٌ مِثْلُ صَبُوْرٍ وَصُبُرٍ یُسَمِّیْھَا اَھْلُ مَکَّةَ الْعَرِبَةَ وَاَھْلُ الْمَدِیْنَةِ الْغَنِجَةَ وَاَھْلُ الْعِرَاقِ الشَّکِلَةَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ رُوْحٌ جَنَّةٌ وَرَخَآءٌ وَالرَّیْحَانُ الرِّزْقُ وَالْمَنْضُوْدُ وَالْمَوْزُ وَالْمَخْضُوْدُ الْمُوْقَرُ حَمْلًا وَیُقَالُ اَیْضًا الَّذِیْ لَا شَوْکَ لَهٗ وَالْعُرُبُ الْمُحَبَّبَاتُ اِلٰی اَزْوَاجِھِنَّ وَیُقَالُ مَسْکُوْبٌ جَارٍ وَّفُرُشٍ مَرْفُوْعَةٍ بَعْضُھَا فَوْقَ بَعْضٍ لَغْوًا بَاطِلًا تَاْثِیْمًا کَذِبًا اَفْنَانٍ اَغْصَانٍ وَجَنَا الْجَنَّتَیْنِ دَانٍ مَا یُجْتَنٰی قَرِیْبٌ مُدْھَآمَّتَانِ سَوْدَاوَانِ مِنَ الرِّیِّ.

ترجمہ۔ ازواج مطھرہ اس میں پاک بیویاں ہونگی جو حیض۔پیشاب اور کنکھار سے پاک ہوں گی۔ کلمارزقوا کلما کے لفظ کی وجہ سے فرماتے ہیں کہ جب ان کو کوئی چیز دی جائے گی بعد ازاں دوسری دی جائے گی تو کہیں گے کہ یہ نعمت تو ہمیں پہلے مل چکی ہے۔حالانکہ یہ نعمت دوسری مرتبہ دی ہوئی پہلی کے مشابہ ہوگی۔اور ذائقہ مختلف ہوگا۔قطوفھا دانیہ یہ جملہ حالیہ ہونے کی وجہ سے یہ خوشے ان کے قریب قریب ہوں گے جیسے چاہیں پھل توڑیں گے۔ دانیہ بمعنی قریبہ.علی الارائک جمع اریکہ کی بمعنی تخت۔سرر جمع سریر کی چارپائی کو بھی کہتے ہیں۔یہاں تخت مراد ہے۔ ولقاھم نضرۃ وسرورا. نضرۃ کے معنی تروتازگی اور سرور کے معنی خوشی۔حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ نضرۃ چہرے میں ہوگی اور خوشی دل میں حاصل ہوگی۔ آگے مجاہد کی تفسیر ہے سلسبیلا تیز دھارے والی۔غول کے معنی پیٹ کا درد۔ ینزفون کہ ان کی عقلیں زائل نہیں ہوں گی۔ لافیھا غول ولاھم عنھا ینزفون یعنی اس شراب سے نہ تو پیٹ کا درد اٹھے گا اور نہ ہی پینے والوں کی عقلیں گم ہوں گی۔آگے ابن عباسؓ کی تفسیر ہے۔کاسا دھاقا چھلکتے ہوئے پیالے۔ دھاقا بمعنی بھرا ہوا۔ کواعب کاعب کی جمع وہ عورت جس کے پستان اٹھے ہوئے ہوں.نواھیدہ الرحیق خالص شراب۔تسنیم مزاجه من تسنیم یعنی اس کی ملونی.تسنیم یعنی نہر تسنیم کی ملونی ہوگی جو جنتیوں کی شراب پر غالب ہوگی۔وہ پانی بالاخانہ اور محلات کے اوپر چالو ہوگا۔ختامه مسک.ختام وہ مٹی جس سے مہر لگائی جاتی ہے۔وہ کستوری ہوگی۔نضاختان وہ چشمے جو فوارے کی طرح ہروقت چلنے والے ہوں گے۔علی سرر موضونة وہ تخت جو موتیوں سے جڑے ہوئے ہوں گے۔موضونة منسوجه بنے ہوئے اس سے وضین الناقة اونٹنی کا پاکھڑا (زین) جو سونے چاندی سے مرصع ہوتا

ہے۔ ہا کواب واباریق کوب اور ابریق کی جمع ہے۔کوب تو وہ کوزہ (لوٹا) جس کا نہ کان ہو اور نہ کڑا ہو یعنی پکڑنے کی جگہ نہ ہو۔اور نہ ہی ٹونٹی ہو اور ابریق وہ لوٹا جس کا کان اور کڑا ہو۔یعنی اس کے پکڑنے کی جگہ ہو۔ جعلنا فيها ابكارا عربا اترابا یعنی ہم جنت کی عورتوں کو باکرہ محبوبہ اور ہم جولی بنائیں گے۔عرب را کے ضمہ کے ساتھ عروب کی جمع ہے۔جیسے صبور اور صبر جمع آتی ہے ایسی خوب صورت عورت جو خاوند کو پسند ہو اہل مکہ اسے عربة کہتے ہیں۔اور مدینہ والے غنجة اور عراق والے شكلة کے نام سے پکارتے ہیں۔پھر مجاہد کی تفسیر ہے۔فيها روح وريحان روح کا معنی باغ بھی ہے اور آسائش بھی۔ریحان کا معنی روزی اور قرآن مجید میں جنت کی نعمتوں میں شمار ہوتا ہے۔في سدر مخضود وطلح منضود وظل ممدود وماء مسكوب. مخضود جس میں کانٹا نہ ہو۔سدر معنی بیری۔ طلح منضود کیلے ہونگے جو تہ بہ تہ رکھے ہوں گے۔الموز منضود کے معنی نہیں ہیں۔بلکہ موصوف کا ذکر کیا ہے۔موز کیلا۔ المنضود بھاری بوجھ والے کو بھی کہتے ہیں۔ العرب وہ عورتیں جو اپنے خاوندوں کو محبوب ہوں۔ ماء مسكوب کا معنی جاری پانی۔فرش مرفوعة وہ قالین جو ایک دوسرے کے اوپر چڑھے ہوں گے۔یا فرش سے مراد وہ عورتیں جو اونچی شان سے بٹھائی گئی ہوں گی۔ لا يسمعون فيها لغوا ولا تاثيما لغو کے معنی فضول باتیں۔تاثیم کے معنی جھوٹ ہے۔ذوا تا افنان فن کی جمع نہیں۔افنان اغصان وجنا الجنتين دان یعنی دو باغوں کے پھل جو چنے جائیں گے وہ قریب ہوں گے۔جنا کے معنی پھل اور دان کے معنی قریب۔مدهامتان سبزی کی وجہ سے کالے سیاہ ہو گئے ہوں۔

حدیث(۳۰۰۷)حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَاتَ اَحَدُكُمْ فَاِنَّهٗ يُعْرَضُ عَلَيْهِ مَقْعَدُهٗ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ فَاِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَمِنْ اَهْلِ النَّارِ.

ترجمہ۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی شخص فوت ہوتا ہے تو صبح وشام اس کا ٹھکانا اس کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔پس اگر جنتی ہے تو جنتیوں والا ٹھکانا اگر جہنمی ہے تو اہل جہنم کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے۔

حدیث (۳۰۰۸) حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ الخ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا الْفُقَرَآءَ وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَآءَ.

ترجمہ۔حضرت عمران بن حصینؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔کہ آپؐ نے فرمایا میں نے جنت میں جھانک کر دیکھا تو اکثر اس کے باسی فقراء تھے۔جہنم میں جھانک کر دیکھا تو اکثر اس کی باسی عورتیں تھیں۔

حدیث(۳۰۰۹)حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِي مَرْيَمَ الخ اَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَؓ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ قَالَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ فَاِذَا امْرَاَةٌ تَتَوَضَّأُ اِلٰى جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ فَقَالُوْا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهٗ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا فَبَكٰى عُمَرُؓ وَقَالَ اَعَلَيْكَ اَغَارُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ.

ترجمہ۔حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ دریں اثنا کہ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے جب کہ آپؐ نے فرمایا کہ دریں اثنا کہ میں سویا ہوا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا۔کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عورت محل کے کونہ میں وضو کر رہی ہے۔یا ایک عورت بہت خوب صورت چمک رہی ہے۔میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے۔انہوں نے بتلایا کہ حضرت عمرؓ کا ہے تو مجھے حضرت عمرؓ کی غیرت یاد آ گئی تو میں پیٹھ دے کر پھرا جس پر حضرت عمرؓ رو پڑے کہنے لگے یا رسول اللہ! کیا میں آپؐ پر غیرت کروں گا۔یعنی سب کچھ تو آپؐ کے طفیل ملا ہے۔

حدیث(۳۰۱۰)حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ الخ عَنْ اَبِيْهِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ قَيْسِ الْاَشْعَرِيِّؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْمَةُ دُرَّةٌ مُجَوَّفَةٌ طُوْلُهَا فِي السَّمَآءِ ثَلٰثُوْنَ مِيْلًا فِيْ كُلِّ زَاوِيَةٍ مِّنْهَا لِلْمُؤْمِنِ اَهْلٌ لَا يَرَاهُمُ الْاٰخَرُوْنَ قَالَ اَبُوْعَبْدِالصَّمَدِ وَالْحَرْثُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ اَبِيْ عِمْرَانَ سِتُّوْنَ مِيْلًا.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن قیس اشعریؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کا خیمہ خولدار موتی کا ہوگا جس کی لمبائی آسمان میں تیس میل ہوگی۔ اس خیمہ کے ہر کونے میں مؤمن کے لئے اہل وعیال ہوں گے جن کو دوسرے نہیں دیکھیں گے۔ دوسری سند کے ساتھ ابی عمران سے ساٹھ میل کی روایت ہے۔

حدیث (۳۰۱۱) حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ اَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصّٰلِحِيْنَ مَالَا عَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ فَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے میں نے اپنے نیک بندوں کیلئے وہ نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے آج تک دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے۔ اور نہ ہی کسی انسان کے دل پر ان کا کھٹکا ہوا۔ اگر اس کی تصدیق چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھو۔ ترجمہ کوئی جی نہیں جانتا کہ جو جو آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لئے چھپا کر رکھی گئی ہے۔

حدیث(۳۰۱۲)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ زُمْرَةٍ تَلِجُ الْجَنَّةَ صُوْرَتُهُمْ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَا يَبْصُقُوْنَ فِيْهَا وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ اٰنِيَتُهُمْ فِيْهَا الذَّهَبُ اَمْشَاطُهُمْ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَمَجَامِرُهُمُ الْاَلُوَّةُ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ زَوْجَتَانِ يُرٰى مُخُّ سُوْقِهِمَا مِنْ وَّرَآءِ اللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ لَا اِخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ قُلُوْبُهُمْ قَلْبٌ وَّاحِدٌ يُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ بُكْرَةً وَّعَشِيًّا.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا ان کی شکلیں چودھویں رات کی چاند کی طرح ہوں گی۔ جنت میں نہ کھنگھاریں گے نہ ہی سنک یا ناک صاف کریں گے اور نہ ہی پاخانہ پھریں گے۔ ان کے برتن سونے کے ہوں گے اور ان کے کنگھے سونے اور چاندی سے بنے ہوں گے۔ اور ان کی دھونیاں اگربتی عود ہندی کی ہوں گی پسینہ ان کا کستوری کی طرح ہوگا۔ ان میں سے ہر ایک کی دو بیویاں ہوں گی۔ خوب صورتی کی وجہ سے گوشت کے پیچھے ان کی پنڈلیوں کے مغز دکھائی دیتے ہوں گے۔ نہ تو ان جنتیوں میں کوئی اختلاف ہوگا اور نہ آپس میں کوئی بغض وعناد ہوگا۔ ان سب کے دل ایک ہوں گے۔ صبح اور شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہوں گے۔

حدیث (۳۰۱۳) حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَالَّذِيْنَ عَلٰى اٰثَرِهِمْ كَاَشَدِّ كَوْكَبٍ اِضَآءَةً قُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ لَا اِخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ زَوْجَتَانِ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا يُرٰى مُخُّ سَاقِهِمَا مِنْ وَّرَآءِ لَحْمِهَا مِنَ الْحُسْنِ يُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ بُكْرَةً وَّعَشِيًّا لَا

يَسْقُمُوْنَ وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ وَلَا يَبْصُقُوْنَ اٰنِيَتُهُمُ الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ وَاَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ وَقُوْدُ مَجَامِرِهِمُ الْاَلُوَّةُ قَالَ اَبُو الْيَمَانِ يَعْنِي الْعُوْدُ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْاِبْكَارُ اَوَّلُ الْفَجْرِ وَالْعَشِيّ مِيْلُ الشَّمْسِ اَنْ تَرَاهُ تَغْرُبَ.

ان میں کوئی اختلاف اور بغض وعناد نہیں ہوگا۔ان میں سے ہر ایک کیلئے دو دو بیویاں ہوں گی حسن و جمال کی وجہ سے ان کے گوشت کے پیچھے سے ان کی پنڈلیوں کے مغز دکھائی دیتے ہوں گے۔صبح سویرے اور شام کے وقت اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہوں گے۔وہ بیمار نہیں ہوں گے اور نہ سنک بہائیں گے اور نہ کھنگھاریں گے ان کے برتن سونے اور چاندی کے ہونگے اور ان کے کنگھے سونے کے ہوں گے اور ان کی دھونیوں کے انگارے اگر بتی کے ہوں گے۔ابوالیمان فرماتے ہیں۔ الوہ کے معنی عود ہندی کے ہیں۔اور ان کا پسینہ کستوری کا ہوگا۔مجاہد فرماتے ہیں ابکار فجر کے اوّل حصہ کو اور عشی سورج ڈھلنے سے لے کر یہاں تک کہ ڈوب جائے گا۔

حديث(۳۰۱۴)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي بَكْرٍ الخ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَدْخُلَنَّ مِنْ اُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا اَوْ سَبْعُ مِائَةِ اَلْفٍ لَا يَدْخُلَ اَوَّلُهُمْ حَتّٰى يَدْخُلَ اٰخِرُهُمْ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ.

ترجمہ۔حضرت سہل بن سعدؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا میری امت کے ستر ہزار یا ستر لاکھ جنت میں داخل ہوں گے۔ان کا پہلا اس وقت تک داخل نہ ہوگا یعنی سب کے سب بیک وقت ایک قطار میں داخل ہوں گے۔ان سب کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے۔

حديث(۳۰۱۵)حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍؓ قَالَ اُهْدِيَ لِلنَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُبَّةُ سُنْدُسٍ وَكَانَ يَنْهٰى عَنِ الْحَرِيْرِ فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْهَا فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَمَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ اَحْسَنُ مِنْ هٰذَا.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دبیز ریشم کا چغہ ہدیہ کے طور دیا گیا اور ریشم کے پہننے سے منع فرمایا کرتے تھے پس لوگوں نے اس سے تعجب کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔جنت میں حضرت سعد بن معاذؓ رئیس انصار کے رومال اس سے زیادہ خوب صورت ہوں گے۔

حديث(۳۰۱۶) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍؓ قَالَ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَوْبٍ مِنْ حَرِيْرٍ فَجَعَلُوْا يَعْجَبُوْنَ مِنْ حُسْنِهٖ وَلِيْنِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍؓ فِي الْجَنَّةِ اَفْضَلُ مِنْ هٰذَا.

ترجمہ۔حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ریشمی کپڑا لایا گیا۔جس کے حسن اور نرمی سے لوگ تعجب کرنے لگے۔تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں حضرت سعد بن معاذؓ سید الانصار کے رومال اس سے بہتر ہوں گے۔

حديث(۳۰۱۷)حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ الخ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْضَعُ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا.

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں ایک چابک کی جگہ دنیا اور اس کے اندر جتنی چیزیں ہیں ان سب سے بہتر ہے۔

حدیث(۳۰۱۸)حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ الخ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ جنت میں ایک طوبی کا درخت ہے جس کے سائے میں اونٹنی سوار سو سال تک چلتا رہے تو اسے قطع نہیں کر سکے گا۔

حدیث(۳۰۱۹)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ ظِلِّهَا مِائَةَ سَنَةٍ وَاقْرَأُوْا اِنْ شِئْتُمْ وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ وَلَقَابُ قَوْسِ اَحَدِكُمْ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ اَوْ تَغْرُبُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بیشک جنت میں ایک ایسا طوبی درخت ہے جس کے سائے میں سوار ایک سو سال تک چلتا رہے گا۔ اگر تم چاہو تو یہ آیت کریمہ پڑھ لو۔ فی ظل ممدود یعنی دراز سائے ہیں۔ اور جنت کے اندر تمہارے کسی ایک کے کمان کی مقدار کی جگہ جن جن چیزوں پر سورج طلوع کرتا ہے یا غروب کرتا ہے ان سے بہتر ہے۔

حدیث(۳۰۲۰)حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَالَّذِيْنَ عَلٰى اٰثَارِهِمْ كَاَحْسَنِ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَآءِ اِضَآءَةً قُلُوْبُهُم عَلٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ لَا تَبَاغُضَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَحَاسُدَ بِكُلِّ امْرِئٍ زَوْجَتَانِ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ يُرٰى مُخُّ سُوْقِهِنَّ مِنْ وَّرَآءِ الْعَظْمِ وَاللَّحْمِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا بیشک پہلا ٹولہ جو جنت میں داخل ہوگا وہ چودھویں رات کے چاند کی شکل وصورت پر ہوگا اور ان کے بعد جو لوگ آئیں گے وہ آسمان کے سفید چمک دار عظیم ستارے سے بھی زیادہ خوب صورت ہوں گے۔ ان کے دل ایک آدمی کی کے دل کے ساتھ دھڑکتے ہوں گے۔ ان میں آپس میں کوئی بغض اور حسد نہیں ہوگا۔ اور ہر ایک آدمی کی دو بیویاں ہوں گی۔ جو موٹی آنکھ والی حوروں میں سے ہوں گی ان کی پنڈلیوں کا مغز ہڈی اور گوشت کے پیچھے سے نظر آئیگا۔

حدیث(۳۰۲۱)حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ الخ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا مَاتَ اِبْرَاهِيْمُ قَالَ اِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ.

ترجمہ۔ حضرت براءؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب صاحبزادہ ابراہیم کی وفات ہوئی تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں اس کیلئے دودھ پلانے والی ہوگی جو اس کی مدت رضاعت پوری کرے گی۔ کیونکہ وہ اٹھارہ ماہ کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔

حدیث (۳۰۲۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يَتَرَآءَ وْنَ أَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ كَمَا تَتَرَآءَ وْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ الْغَابِرَ فِي الْأُفُقِ مِنَ الْمَشْرِقِ أَوِ الْمَغْرِبِ لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ تِلْكَ مَنَازِلُ الْأَنْبِيَآءِ لَا يَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ قَالَ بَلَىٰ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ رِجَالٌ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِيْنَ.

ترجمہ۔حضرت ابوسعید خدریؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا بیشک جنتی لوگ اپنے اوپر سے بالا خانے والوں کو خوب اچھی طرح دیکھیں گے جیسا کہ تم لوگ سفید چمک دار ستارے کو خوب دیکھتے ہو جوافق کے اندر مشرق یا مغرب سے جارہا ہو یہ فرق درجات کی فضیلت کی وجہ سے ہوگا۔صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ انبیاء علیہم السلام کے مقامات ہوں گے جہاں تک ان کے سوا اور کسی کی رسائی نہیں ہوسکے گی۔آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے وہ بندے ہوں گے جو اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ مناديل سعد بن معاذالخ انصار کے اس سردار سعد بن معاذؓ کو یہ بشارت خصوصیت کے ساتھ اس لئے دی گئی کہ جب انہوں نے اپنے خلفاء یہود کے بارے میں قتل اور سبی کا فیصلہ دیا تو ان کے بارے میں یہ وہم ہوا کہ شاید اس فیصلہ کی پاداش میں انہیں جنت میں داخلہ نہ ملے۔تو آپؐ نے خبر دی کہ وہ تو اہل جنت میں سے ہیں اور ان کے جنتی رومال اس شان کے ہوں گے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حضرت قطب گنگوہیؒ نے تو خصوصیت کی وجہ ان کی تحکیم کو قرار دیا ہے۔لیکن میرے نزدیک تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ حضرت سعدؓ کو جب قبر میں رکھا گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت دیر تک تسبیح اور تکبیر کہتے رہے۔صحابہ کرامؓ نے وجہ پوچھی تو آپؐ نے فرمایا کہ اگرچہ ان کی وفات پر عرش الٰہی کانپ اٹھا آسمان کے دروازے کھل گئے اور ۷۰ ستر ہزار فرشتہ ان کے جنازہ میں حاضر ہوا۔بایں ہمہ وہ قبر کے ضغطہ سے محفوظ نہ رہ سکے۔کیونکہ وہ پیشاب سے احتیاط نہیں کرتے تھے۔بنابریں آپؐ نے فرمایا۔ استنزهوا من البول فان عامه عذاب القبر منه کہ پیشاب سے بچتے رہو کیونکہ عام طور پر قبر کا عذاب اسی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ ولكل منهم زوجتان. منهم کی ضمیر کا مرجع دونوں گروہ ہوسکتے ہیں۔یا ان میں سے صرف دوسرے گروہ کی طرف اشارہ ہو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حضرت گنگوہیؒ نے جو دو احتمال بیان فرمائے ہیں دونوں صحیح ہیں۔لیکن دوسرے احتمال پر پھر پہلے گروہ کی بیویاں دو سے زیادہ ہوں گی۔اور حافظؒ فرماتے ہیں کہ وہ دو بیویاں دنیا کی عورتوں میں سے ہوں گی۔ورنہ دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر مؤمن کے لئے بہتر ۷۲ حوریں اور دو بیویاں ولد آدم میں سے ہوں گی۔چونکہ اس بارے میں روایات مختلفہ ہیں۔اس لئے ابن القیم فرماتے ہیں احادیث صحیحہ میں دو بیویوں سے زائد کا ذکر نہیں ہے۔لیکن دوسرے حضرات نے جواب دیا ہے زوجان جنتان اور عینان کی طرح ہے کہ تثنیہ سے تکثیر اور تعظیم مراد ہے۔جیسے لبیک وسعدیک. اس سے بعض حضرات نے استدلال کیا ہے کہ جنت میں مردوں کی بنسبت عورتیں زیادہ ہوں گی۔اور صلوۃ کسوف میں آپ کا ارشاد ہے کہ اکثر اہل النار عورتوں کو دیکھا۔تو دفع تعارض کی یہ صورت ہوگی کہ عورتیں ابتداء میں جہنم میں زیادہ ہوں گی۔گناہوں کی سزا بھگت کر جب جنت میں داخل ہوں گی تو ان کی تعداد مردوں سے زیادہ ہوجائے گی۔صاحب فیض فرماتے ہیں کہ اکثریت نساء حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس وقت کے مشاہدہ کی تھی۔اس سے جمیع نساء یا جمیع ازمان کے مشاہدہ کا حکم بیان نہیں ہوا۔نیز! بخاری کی تصریح کے مطابق وہ زوجتان من الحور العين ہوں گی بنات آدم سے نہیں ہوں گی تو اشکال نہیں رہے گا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ انها مخلوقة اس سے امام بخاریؒ نے معتزلہ کا رد کیا ہے جو کہتے ہیں کہ جنت دوزخ اب موجو نہیں ہیں قیامت کے دن موجود ہوں گی۔ تو امام بخاریؒ نے اس باب میں احادیث کثیرہ ذکر کردیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ جنت اب بھی موجود ہے۔ اور اس کے حالات وصفات بھی بیان فرمائے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث ان كان من اهل الجنة يعرض عليه من مقاعد اهل الجنة مقصود ترجمہ پر واضح دلیل ہے۔ اسی طرح اطلعت فى الجنة بھی واضح دلیل ہے۔

تتوضا ' وضات سے مشتق ہے۔ تو اس کے معنی حسن اور پاکیزگی کے ہیں۔ اگر وضوء سے ہے پھر واضح ہے۔

يسبحون یہ تلذذ کے لئے ہوگا تکلیف کی بناء پر نہیں۔ بكرة وعشيا اگر چہ جنت میں طلوع وغروب نہیں ہوگا۔ لیکن ان کی مقدار مراد ہے۔ یا دوام مراد ہے۔

بَابُ صِفَةِ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ

ترجمہ۔ جنت کے دروازوں کا حال

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجَنَّةِ فِيْهِ عُبَادَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے دو قسم کی چیزیں خرچ کیں اس کو جنت کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ اس بارے میں حضرت عبادۃؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں۔

حدیث (۳۰۲۳) حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِي مَرْيَمَ الخ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ اَبْوَابٍ فِيْهَا بَابٌ يُسَمَّى الرَّيَّانَ لَا يَدْخُلُهُ اِلَّا الصَّائِمُوْنَ.

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعدؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں جن میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے جس میں روزہ داروں کے علاوہ اور کوئی داخل نہیں ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ صفة ابواب الجنة قطب گنگوہیؒ نے اختلاف کی وجہ سے ابواب الجنة سے تعرض نہیں کیا حافظؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے صفة ابواب الجنة کا ترجمہ قائم فرمایا ہے۔ شاید صفت سے ان کی مراد یا تو نام بیان کرنا ہے۔ یا عدد بیان کرنا ہے۔ لیکن علامہ عینیؒ نے فرمایا کہ حافظؒ کا تخمینہ ہے۔ دراصل امام بخاریؒ نے حدیث میں جو ریان کا لفظ وارد کیا ہے اس کے متعلق بتلایا ہے کہ وہ باب کی صفت ہے۔ ابن القیم فرماتے ہیں کہ جنت کے دروازے آٹھ میں منحصر نہیں ہیں بلکہ ان سے زیادہ ہیں۔ جن پر احادیث دال ہیں۔ چنانچہ حاکم کی روایت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً ہے کہ جنت کا ایک دروازہ ہے جس کا نام باب الضحى ہے۔ باب الكاظمين ہے۔ باب الراضين ہے۔ کیونکہ جب اعمال کثیرہ ہیں تو ابواب بھی کثیرہ ہوں گے۔ میرے نزدیک جمع بین الروایات کی صورت یہ ہے کہ اصلی اور بڑے دروازے تو آٹھ ہیں۔ باقی چھوٹے چھوٹے دروازے بہت ہیں جن کا شمار نہیں۔ حتی کہ جنت عدن کے ستر ہزار دروازے ذکر کئے جاتے ہیں۔

بَابُ صِفَةِ النَّارِ وَاِنَّهَا مَخْلُوْقَةٌ

ترجمہ۔ جہنم کے حالات اور یہ کہ وہ اب بھی پیدا شدہ موجود ہے

غَسَّاقًا يُقَالُ غَسَقَتْ عَيْنُهُ وَيَغْسُقُ الْجُرْحُ وَكَاَنَّ الْغَسَّاقَ وَالْغَسِيْقَ وَاحِدٌ غِسْلِيْنَ كُلُّ شَيْءٍ غَسَلْتَهُ فَخَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ فَهُوَ غِسْلِيْنٌ فِعْلِيْنٌ مِنَ الْغَسْلِ مِنَ الْجُرْحِ وَالدَّبَرِ وَقَالَ عِكْرِمَةُ حَصَبُ

جَهَنَّم حَطَبٌ بِالْحَبْشِيَّةِ وَقَالَ غَيْرُهُ حَاصِبًا الرِّيْحُ الْعَاصِفُ وَالْحَاصِبُ مَا تَرْمِيْ بِهِ الرِّيْحُ وَمِنْهُ حَصَبُ جَهَنَّمَ يُرْمٰى بِهٖ فِيْ جَهَنَّمَ هُمْ حَصَبُهَا وَيُقَالُ حَصَبَ فِي الْاَرْضِ ذَهَبَ وَالْحَصَبُ مُشْتَقٌّ مِنْ حَصْبَآءِ الْحِجَارَةِ صَدِيْدٌ قَيْحٌ وَّدَمٌ خَبَتْ طَفِئَتْ تُوْرُوْنَ تَسْتَخْرِجُوْنَ اَدْرَيْتُ اَوْقَدْتُ لِلْمُقْوِيْنَ لِلْمُسَافِرِيْنَ وَالْقِيُّ الْقَفْرُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ صِرَاطُ الْجَحِيْمِ سَوَآءُ الْجَحِيْمِ وَوَسَطُ الْجَحِيْمِ لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ يَخْلُطُ طَعَامُهُمْ وَيُسَاطُ بِالْحَمِيْمِ زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ صَوْتٌ شَدِيْدَةٌ وَصَوْتٌ ضَعِيْفٌ وِرْدًا عِطَاشًا غَيًّا خُسْرَانًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ يُسْجَرُوْنَ تُوْقَدُ بِهِمُ النَّارُ وَنُحَاسٌ الصُّفْرُ يُصَبُّ عَلٰى رُؤُوْسِهِمْ يُقَالُ ذُوْقُوْا بَاشِرُوْا وَجَرِّبُوْا وَلَيْسَ هٰذَا مِنْ ذُوْقِ الْفَمِ مَارِجٌ خَالِصٌ مِنَ النَّارِ مَرَجَ الْاَمِيْرُ رَعِيَّتَهٗ اِذَا خَلَاهُمْ يَعْدُوْا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مَرِيْجٍ مُلْتَبِسٍ مَرَجَ اَمْرُ النَّاسِ اِخْتَلَطَ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ مَرَجْتَ دَآبَّتَکَ تَرَکْتَهَا.

ترجمہ۔ غساقا يقول غسقت عينه اس کی آنکھ بے نور ہوگئی۔ کہ اس سے زرد پانی بہنے لگا۔ ويفسق الجرح زخم بہہ پڑا۔ کان الغساق والغسيق واحد یعنی فعال اور فعیل ہم معنی ہیں۔ یہ حميما وغساقا کی تفسیر ہے۔ جس سے مراد وہ پیپ ہے جو سخت گرم اور بدبودار ہو گا۔ غسلين كل شيئ غسلته فخرج منه شيئ فهوغسلين فعلين من الغسل من الجرح والدبر یعنی جب کسی چیز کو دھوڈالا تو جو چیز اس سے نکلے وہ غسلین کہلاتی ہے۔ جیسے انسان کے زخم اور جانور کے پھوڑے سے جو کچھ نکلے تو یہ فعلین کا وزن ہوا۔ غسل مشتق منہ ہے۔ عکرمہ کی تفسیر ہے حصب جهنم یہ حبشی زبان میں سوختی لکڑی کو کہتے ہیں عکرمہ کے علاوہ دوسرے حضرات فرماتے ہیں حاصبا من الريح سخت آندھی۔ حاصب وہ چیز جس کو ہوا پھینکتی ہے۔ اسی سے حصب جهنم ہے۔ یعنی جن لوگوں کو جہنم میں پھینکا جائے گا وہی حصب ہیں۔ اور کہا جاتا ہے۔ حصب في الارض. ذهب اور حصب حصبأ سے مشتق ہے۔ جس کے معنی کنکری اور پتھر کے ہیں۔ صديد. من ماء صديد بمعنی پیپ اور خون۔ خبت ای خبت طفئت بجھ جائے گی۔ تورون تستخرجون اوريت اوقدت یعنی النار التی تورون بمعنی نکالتے ہو۔ اور اوريت اوقدت جلایا روشن کیا میں نے للمقوين للمسافرين والقى القفر یعنی قی کے معنی جنگل کے ہیں۔ جس میں کوئی سبزی نہ ہو۔ وقال ابن عباسؓ صراط الجحيم سواء الجحيم وسط الجحيم یعنی جہنم کا درمیانی حصہ۔ زفير وشهيق صوت شديد وصوت خفيف یعنی سخت آواز اور دھیمی آواز ہوگی۔ وردا عطاشا غيا سوق المجرمين الى جهنم وردا یعنی مجرموں کو ہم جہنم کی طرف پیاسے دھکیلیں گے۔ غيا خسرانا نقصان اور گھاٹا۔ فسوف يلقون غيا. مجاہد فرماتے ہیں يسجرون في النار يسجرون آگ میں دہکائے جائیں گے۔ تو قد بهم النار آگ ان کے ساتھ دہکائی جائے گی۔ نحاس الصفر پیتل۔ يصب على رؤوسهم ان کے سروں پر پیتل پلٹا جائے گا۔ يقال ذوقواباشروا وجربوا ذوقوا عذاب الحريق جلانے والے عذاب کا تجربہ کرو۔ ارتکاب کرو۔ یہ منہ کے چکھنے کے معنی میں نہیں ہے۔ مارج خالص من النار مرج الامير رعيته بادشاہ نے اپنی رعایا کو چھوڑ دیا۔ اذاخلا هم بعد وا بعضهم على بعض جب کہ ان کو اکیلا چھوڑ دے کہ وہ ایک دوسرے پر ظلم کرتے پھریں۔ مريج اى امر مريج ملتبس رلا ملا۔ مرج امر الناس اختلط لوگوں کا معاملہ رل مل گیا۔ مرج البحرين مرجت دابتک تركتها. مرج البحرين دونوں سمندروں کو ملادیا۔ مرج بکسر الراء فساد کے معنی میں ہے۔

حدیث (۳۰۲۴) حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ الخ سَمِعْتُ اَبَا ذَرٍّ یَقُوْلُ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فَقَالَ اَبْرِدْ ثُمَّ قَالَ اَبْرِدْ حَتّٰی فَآءَ الْفَیْءُ یَعْنِی التُّلُوْلُ ثُمَّ قَالَ اَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوۃِ فَاِنَّ شِدَّۃَ الْحَرِّ مِنْ فَیْحِ جَھَنَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں فرماتے تھے ٹھنڈا کرو۔ پھر فرمایا یہاں تک کہ ٹیلوں کے سائے ڈھل گئے جھک گئے۔ فرمایا سخت گرمی جہنم کے سخت جوش میں سے ہے۔

حدیث (۳۰۲۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ الخ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوۃِ فَاِنَّ شِدَّۃَ الْحَرِّ مِنْ فَیْحِ جَھَنَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت ابوسعیدؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو۔ کیونکہ سخت گرمی جہنم کے سخت ابال میں سے ہے۔

حدیث (۳۰۲۶) حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ الخ اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَاھُرَیْرَۃَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اشْتَکَتِ النَّارُ اِلٰی رَبِّھَا فَقَالَتْ رَبِّ اَکَلَ بَعْضِیْ بَعْضًا فَاَذِنَ لَھَا بِنَفَسَیْنِ نَفَسٌ فِی الشِّتَآءِ وَنَفَسٌ فِی الصَّیْفِ فَاَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ فِی الْحَرِّ وَاَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ فِی الزَّمْھَرِیْرِ.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم کی آگ نے اپنے رب سے شکایت کرتے ہوئے کہا کہ اے میرے رب بعض حصوں نے بعض کو کھالیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے دو سانس لینے کی اجازت دی ایک سانس سردی کے موسم میں اور دوسرا سانس گرمی میں پس یہ سخت حرارت جو تم پاتے ہو اس کے سانس کی وجہ سے ہے اور سخت سردی زمہریر سے ہے۔

حدیث (۳۰۲۷) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنْ اَبِیْ حَمْزَۃَ الضُّبَعِیِّ قَالَ کُنْتُ اُجَالِسُ ابْنَ عَبَّاسٍ بِمَکَّۃَ فَاَخَذَتْنِی الْحُمّٰی فَقَالَ اَبْرِدْھَا عَنْکَ بِمَآءِ زَمْزَمَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمّٰی مِنْ فَیْحِ جَھَنَّمَ فَاَبْرِدُوْھَا بِالْمَآءِ اَوْ قَالَ بِمَآءِ زَمْزَمَ شَکَّ ھَمَّامٌ.

ترجمہ۔ حضرت ابوحمزہ ضبعی فرماتے ہیں کہ میں مکہ معظمہ میں حضرت ابن عباسؓ کے پاس بیٹھا کرتا تھا ایک مرتبہ مجھے بخار چڑھ گیا تو انہوں نے فرمایا اسے زمزم کے پانی کے ساتھ اپنے سے ٹھنڈا کرو۔ کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جہنم کے ابال میں سے ہے۔ پس اس کو پانی سے یا زمزم کے پانی سے ٹھنڈا کرو۔ ہمام کو شک ہے۔

حدیث (۳۰۲۸) حَدَّثَنَا عَمْرُوبْنُ عَبَّاسٍ الخ اَخْبَرَنِیْ رَافِعُ بْنُ خَدِیْجٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الْحُمّٰی مِنْ فَوْرِ جَھَنَّمَ فَاَبْرِدُوْھَا عَنْکُمْ بِالْمَآءِ.

ترجمہ۔ حضرت رافع بن خدیجؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ یہ بخار جہنم کے جوش میں سے ہے۔ پس اس کو پانی کے ساتھ ٹھنڈا کر کے اپنے سے دور کرو۔

حدیث (۳۰۲۹) حَدَّثَنَا مَالِکُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ الخ عَنْ عَآئِشَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمّٰی مِنْ فَیْحِ جَھَنَّمَ فَاَبْرِدُوْھَا بِالْمَآءِ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپؐ نے فرمایا بخار تو جہنم کے ابال میں سے ہے۔ پس اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

حدیث (۳۰۳۰) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَابْرِدُوْهَا بِالْمَآءِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بخار جہنم کے ابال میں سے ہے۔ اسے پانی سے ٹھنڈا کرو۔

حدیث (۳۰۳۱) حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَارُكُمْ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِيْنَ جُزْءً مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً قَالَ فُضِّلَتْ عَلَيْهِنَّ بِتِسْعَةٍ وَسِتِّيْنَ جُزْءً كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تمہاری دنیا کی آگ تو جہنم کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ کہا گیا یا رسول اللہ یہی کافی تھی۔ فرمایا آخرت کی آگ کو ان دنیا کی آگوں پر انہتر حصہ زیادتی دی گئی ہے۔ وہ سب کی سب اس کی حرارت جیسی ہیں۔

حدیث (۳۰۳۲) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ الخ عَنْ يَعْلٰیؓ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَءُ عَلَى الْمِنْبَرِ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ.

ترجمہ۔ حضرت یعلیٰؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا منبر پر یہ پڑھتے تھے سنا کہ جہنمی پکاریں گے اے مالک داروغہ جہنم۔

حدیث (۳۰۳۳) حَدَّثَنَا عَلِيٌّ الخ عَنْ اَبِیْ وَآئِلٍ قَالَ قِيْلَ لِاُسَامَةَ لَوْ اَتَيْتَ فُلَانًا فَكَلَّمْتَهٗ قَالَ اِنَّكُمْ لَتَرَوْنَ اَنِّیْ لَا اُكَلِّمُهٗ اِلَّا اُسْمِعُكُمْ اِنِّیْ اُكَلِّمُهٗ فِی السِّرِّ دُوْنَ اَنْ اَفْتَحَ بَابًا اَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ فَتَحَهٗ وَلَا اَقُوْلُ لِرَجُلٍ اِنْ كَانَ عَلَیَّ اَمِيْرًا اِنَّهٗ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ شَیْءٍ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا وَمَا سَمِعْتَهٗ يَقُوْلُ قَالَ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ يُجَآءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقٰى فِی النَّارِ فَتَنْدَلِقُ اَقْتَابُهٗ فِی النَّارِ فَيَدُوْرُ كَمَا يَدُوْرُ الْحِمَارُ بِرَحَاهُ فَيَجْتَمِعُ اَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُوْنَ اَیْ فُلَانُ مَا شَانُكَ اَلَيْسَ كُنْتَ تَاْمُرُنَا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ كُنْتُ اٰمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا اٰتِيْهِ وَاَنْهَاكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاٰتِيْهِ رَوَاهُ غُنْدُرٌ.

ترجمہ۔ حضرت ابووائلؒ فرماتے ہیں کہ حضرت اسامہ بن زیدؓ سے کہا گیا کہ تم فلاں یعنی عثمانؓ کے پاس جاؤ اور مسئلہ اختلافی کے بارے میں ان سے گفتگو کرو۔ انہوں نے فرمایا کہ کیا تم مجھے ایسا سمجھتے ہو۔ میں ان سے اس بارے میں بات چیت نہیں کرتا۔ خبردار میں تمہیں سنانا چاہتا ہوں کہ میں ان سے خفیہ گفتگو کرتا ہوں۔ میں کوئی فتنہ کا دروازہ نہیں کھولنا چاہتا اور نہ ہی میں پہلا فتنہ کا دروازہ کھولنے والا پسند کرتا ہوں۔ اور نہ ہی اس آدمی کے متعلق جو مجھ پر حاکم ہے یہ کہتا ہوں کہ وہ تمام لوگوں سے بہتر ہے۔ اس سے کوئی غلطی سرزد نہیں ہو سکتی۔ اور اس چیز کے کہ جو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے لوگوں نے پوچھا کہ تم نے آپؐ سے کیا کہتے ہوئے سنا انہوں نے فرمایا میں نے آپؐ کو یہ کہتے ہوئے سنا

کہ آپ فرماتے تھے کہ قیامت کے دن ایک آدمی کو لایا جائے گا جس کو جہنم کی آگ میں ڈالا جائے گا۔ جس سے آگ کے اندر اس کی انتڑیاں جلدی نکل پڑیں گی پس وہ ان انتڑیوں کے اردگرد ایسے گھومے گا جیسے گدھا اپنی چکی کے اردگرد گھومتا ہے پس جہنمی اس پر جمع ہو جائیں گے پس اس سے کہیں گے کہ اے فلاں! تیرا یہ کیا حال ہے کیا تو ہم کو نیکی کا حکم نہیں دیتا تھا اور برائی سے نہیں روکتا تھا۔ وہ کہے گا کہ میں تمہیں نیکی کا حکم دیتا تھا اور خود نہیں کرتا تھا۔ اور تمہیں برائیوں سے روکتا تھا اور خود ان کو سرانجام دیتا تھا۔ اس کو غندر نے روایت کیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ صراط الجحیم قرآن مجید میں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ فاهدوهم الی صراط الجحیم اور فرآه فی سواء الجحیم تو ابن عباسؓ کی تفسیر کے مطابق دونوں جگہ وسط کے معنی ہیں۔ اور قطب گنگوہیؒ فرماتے ہیں سواء الجحیم میں موصوف طریق محذوف ہے۔ اور سواء کے معنی مستوی کے ہیں۔ میرے نزدیک بخاری کے نسخہ کی عبارت تھی فهما ایتان او لاهما قوله تعالی فاهدوهم الی صراط الجحیم جس کی تفسیر طریق الجحیم ہے اور دوسری آیت فرآه فی سواء الجحیم ہے جس کی تفسیر سواء الجحیم بمعنی وسط الجحیم ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ زفیر و شهیق. زفیر اوّل آواز اور شهیق آخر آواز جس کو قوی اور ضعیف آواز سے تعبیر کیا جاتا ہے کیونکہ عادت یہی ہے کہ پہلے قوی آواز نکلتی ہے۔ بعد میں ضعیف ہو جاتی ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ ابو العالیہ کی تفسیر میں ہے کہ زفیر حلق کی اور شهیق سینے کی آواز ہے۔ اور داؤدی فرماتے ہیں شهیق گدھے کی وہ آواز جو سخت آواز کے بعد رہ جاتی ہے۔ بنا بریں قطب گنگوہیؒ نے قوی اور ضعیف سے تفسیر فرمائی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ مارج. مارج کے معنی خالص کے ہیں۔ دراصل مرج کے معنی چھوڑنے کے ہیں اور چھوڑنا کبھی خلوص کا سبب بن جاتا ہے۔ اور کبھی رل مل جانے کا باعث بنتا ہے۔ اس اختلاف کی وجہ سے دونوں آیتوں کے معنی میں اختلاف ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں مارج سے اشارہ ہے خلق الجان من مارج من النار جس کی تفسیر خالص سے کی گئی ہے۔

مرج الامیر رعیته کہ حاکم نے رعایا کو چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے پر ظلم کرنے لگے۔ اور قوله مریج سے الی امر مریج کی طرف اشارہ ہے۔ یہاں مریج کے معنی ملتبس رلے ملے کے ہیں۔ مرج ای اختلط کے معنی میں ہے۔ لیکن مرج باب سمع سے ہے۔ اور مرج بفتح الراء باب نصر سے ہے۔ اس کے معنی ترک کے ہیں۔ جیسے مرجت دابتک ای ترکتها. الحاصل اس کلام سے امام بخاریؒ نے تین آیات کی تفسیر فرمائی ہے۔ پہلی تو سوۃ الرحمن کی ہے۔ مارج من النار جس کے معنی خالص کے ہیں۔ اسی کا ذکر باب جهنم کے مناسب ہے۔ دوسری آیات مرج البحرین یلتقیان سورۂ رحمٰن کی اور امر مریج سورۃ ق کی آیت ہے جن کو لفظ مرج کی مناسبت سے ذکر فرمایا۔ مرج الامیر یہ دوسری آیت سورۂ رحمٰن کے مناسب ہے۔ جس کے معنی ترک کے ہیں۔ اور مریج کے معنی مختلط کے ہیں۔ بعض حضرات نے امام بخاریؒ پر اعتراض کیا ہے کہ جب امام بخاریؒ کا مقصد احادیث صحیحہ کو جمع کرنا ہے تو یہ لغات کی بحث میں کیوں پڑ گئے۔ شراحؒ نے اس کے کئی جواب دیئے ہیں۔ ایک یہ بھی ہے کہ ان لغات سے امام بخاریؒ ان آیات کی طرف اشارہ فرماتے ہیں جو باب کے مناسب ہیں۔ کیونکہ امام بخاریؒ حافظ القرآن والحدیث ہیں۔ تو ان کے ذہن ثاقب میں یہ بات آئی کہ ناظرین بخاری کا ذہن ان لغات سے ان آیات کی طرف منتقل ہو جائے جو باب کے مناسب ہیں۔ اکثر علماء فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ کی کتاب جامع للروایة والدرایة ہے۔ عقل و نقل

دونوں کو جمع کرتی ہے تو عقل کا تقاضا ہے کہ غرائب حدیث اور غرائب قرآن کی شرح کردی جائے۔ تو اس سے تفسیر القرآن اور تفسیر الحدیث دونوں کا فائدہ حاصل ہوا۔ لیکن میرے نزدیک یہ محض تفسیر نہیں ہے بلکہ ان آیات کی طرف اشارہ ہے جو ترجمہ سے متعلق ہیں اور کبھی ان کی مناسبت سے دوسری لغات بھی ذکر کردی جاتی ہیں چونکہ بدء الخلق اور قصص الانبیاء کے بارے میں ایسی احادیث موجود نہیں تھیں جو امام بخاری کی شرط کے موافق ہوتیں۔ لہذا غرائب قرآن کی شرح کو اس کے قائم مقام کردیا۔ تو تفسیر نفع سے خالی نہ ہوئی۔

تشریح از شیخ گنگوہی"۔ ان کانت لکافیة اس سے مقصد زیادتی کا سوال کرنا نہیں ہے۔ بلکہ لوگوں کے ضعف وکمزوری کا بیان کرنا ہے کہ جب وہ اس کی تاب نہیں لاسکتے تو جو آگ اس سے انہتر ۶۹ گنا زیادہ ہے اس کا تحمل کیسے ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کی بات کی تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ واقعی ان کی سزا کے لئے یہی آگ کافی تھی تو وہ آگ جو اس سے کئی گنا زیادہ ہے اس کا تحمل کیسے ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریا"۔ حافظ بھی یہی فرمارہے ہیں کہ جب یہ دنیا کی آگ گناہ گاروں کے عذاب کے لئے کافی ہے تو نار آخرت کی کس کو طاقت کو ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کی تائید فرمائی۔ تاکہ خالق اور مخلوق کی سزا میں تمیز ہوجائے۔

سبعین جزءا کے بارے میں حافظؒ فرماتے ہیں کہ عدد مخصوص مراد نہیں ہے۔ بلکہ تکثیر مراد ہے۔ کیونکہ روایات میں ہے کہ اس آگ کو تو دس مرتبہ یا ستر مرتبہ ٹھنڈا کرکے بھیجا گیا ہے۔ تو یہ اختلاف جہنم کے طبقات کے اختلاف کی وجہ سے ہوگا۔

تشریح از شیخ گنگوہی"۔ حضرت اسامہؓ کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ تم لوگ جو گمان کرتے ہو کہ میں کھل کر حضرت عثمانؓ سے والیوں کے بارے میں بات چیت نہیں کرتا یہ صحیح نہیں۔ اس لئے خفیہ طور پر تو میں ان سے کہتا رہتا ہوں۔ علانیہ اس لئے نہیں کہتا کہ کہیں فتنہ کا دروازہ نہ کھل جائے۔ کسی کا امیر ہونا مجھے اس سے مانع نہیں ہے کہ وہ غیر معصوم اور بہتر آدمی ہے۔ اس لئے ان کو نصیحت نہ کروں اور امر بالمعروف سے رک جاؤں۔ البتہ فتنہ وفساد سے ڈرتا ہوں۔

تشریح از شیخ گنگوہی"۔ بعدشیی سمعته من رسول الله صلی الله علیه وسلم غرض یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ اگرچہ مبشر بالجنة ہیں اور میرے امیر محترم ہیں لیکن وہ معصوم نہیں ہیں کہ ان سے کوئی غلطی سرزد نہ ہوسکتی ہو شاید قومی عصبیت نے انہیں کسی خلاف طبع کام پر آمادہ کردیا ہو۔ اور میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن چکا ہوں کہ بہت سے امراء نیکی کا حکم کریں گے لیکن خود اس پر عمل نہیں کریں گے۔ اور خلاف شرع امور سے منع کریں گے لیکن خود ان کے مرتکب ہوں گے۔ تو حضرت عثمانؓ اگرچہ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں لیکن حمیت قومی نے ان کو آمادہ کرلیا ہو کیونکہ وہ بھی انسان ہیں معصوم تو نہیں ہیں۔

تشریح از شیخ زکریا"۔ چنانچہ حافظؒ فرماتے ہیں کہ جیسے کتاب الفتن میں آرہا ہے کہ حضرت اسامہؓ نے فرمایا میں خفیہ طور پر ان سے بات کرچکا ہوں۔ البتہ کھلم کھلا پروپیگنڈا کرکے فتنہ برپا نہیں کرنا چاہتا۔ اور توضیح کے اندر ہے الا یکلمه سے مراد ان کے علاتی بھائی ولید بن عقبہ کے متعلق ہے کہ شہادت کے باوجود وہ ان کی سزا میں پس وپیش کررہے تھے۔ اور حضرت اسامہؓ حضرت عثمانؓ کے خواص میں سے تھے۔ بنا بریں لوگوں نے ان سے بات چیت کرنے کو کہا جس کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ سراً تو میں کہہ چکا ہوں برملا اس لئے نہیں کہتا کہ کہیں فتنہ برپا نہ ہو جائے۔ باقی مجھے اور کوئی خوف وخطرہ لاحق نہیں ہے۔ پھر ان کو اس آدمی کا قصہ سنایا جس کو جہنم میں ڈالا جائیگا جو امر بالمعروف نہیں کرتا تھا۔ اور کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت اسامہ بن زیدؓ کی بات چیت حضرت عثمانؓ کے گورنروں کے بارے میں تھی کہ انہوں نے اپنے اقرباء کو نوازا ہے۔ تو حضرت اسامہؓ نے فرمایا کہ میں خفیہ طور پر ان کو نصیحت کرچکا ہوں۔ علانیہ اس لئے نہیں کہتا کہ کہیں فتنہ کا دروازہ نہ کھل جائے۔ طبری فرماتے ہیں کہ علماء کا

اختلاف ہے کہ امر بالمعروف کو بعض حضرات تو ہر حال میں واجب کہتے ہیں ان کا استدلال افضل الجہاد کلمة حق عند سلطان جائر سے ہے۔ کہ ہر ظالم بادشاہ کو کلمہ حق سنانا بہترین جہاد ہے۔ اور بعض فرماتے ہیں انکار منکر اس وقت واجب ہے جبکہ کوئی فتنہ کھڑا نہ ہو۔ اور بعض نے انکار بالقلب کو کافی سمجھا ہے اور اقوال بھی ہیں۔ بہرحال حدیث سے تعظیم الامراء ان کے ساتھ ادب کا لحاظ اور لوگ جو کچھ ان کے بارے میں چہ میگوئیاں کرتے ہوں ان سے حاکم کو آگاہ کرنا۔ تا کہ لوگ پروپیگنڈا سے رک جائیں۔ یا وہ حاکم خود ان کے شر سے بچاؤ کی تدابیر اختیار کر لے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ تندیق جلدی سے نکلنا۔ اقتاب بمعنی امعاء انتڑیاں۔ حضرت اسامہؓ کی غرض اس حدیث کے سنانے سے یہ ہے کہ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے کیسے رک سکتا ہوں۔ جب کہ میں نے اس آدمی متہاون کے بارے میں آپؐ سے حدیث سنی ہے۔ اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ اگر چہ حضرت عثمانؓ میرے امیر ہیں لیکن نہ ان کو میں خیر الناس سمجھتا ہوں اور نہ ہی ان کو امر بالمعروف اور نهی عن المنکر کہنے سے رک سکتا ہوں۔ اور تیسرا احتمال یہ بھی ہے کہ خود حضرت عثمانؓ اس کو سزا دینے میں کیسے پس وپیش کر سکتے ہیں۔ جب کہ سستی برتنے والے عقاب کا انہیں علم ہے۔

بَابُ صِفَةِ اِبْلِيْسَ وَجُنُوْدِهٖ

وقال مجاهد يقذفون يرمون یعنی پھینکے جائیں گے۔ دحورا مطرودين بھگائے ہوئے۔ واصب بمعنی دائم ہمیشہ آگے ابن عباسؓ کی تفسیر ہے مدحوراً مطروداً دور پھینکا ہوا۔ ويقال مريدا متمردا سرکش۔ بتكه قطعه قطع کرنا توڑنا۔ واستفزز استخف دوڑاؤ۔ بخيلك الفرسان گھوڑے۔ والرجل الرجالة جمع ہے جس کا واحد راجل ہے۔ جیسے تاجر کی جمع تجر اور صاحب کی جمع صحب. لاحتنكن ذریت یعنی اس کی نسل کو بیخ و بن سے اکھیڑ دوں گا۔ قرين بمعنی شیطا ن ساتھی۔

حدیث(۳۰۳۴) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى الخ عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ سُحِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اللَّيْثُ كَتَبَ اِلَيَّ هِشَامٌ حَتّٰى كَانَ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهٗ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَمَا يَفْعَلُهٗ حَتّٰى كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ دَعَا وَدَعَا ثُمَّ قَالَ اَشَعَرْتِ اَنَّ اللّٰهَ اَفْتَانِيْ فِيْمَا فِيْهِ شِفَائِيْ اَتَانِيْ رَجُلَانِ فَقَعَدَ اَحَدُهُمَا عِنْدَ رَاْسِيْ وَالْاٰخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِلْاٰخَرِ مَا وَجَعُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوْبٌ قَالَ وَمَنْ طَبَّهٗ قَالَ لَبِيْدُ بْنُ الْاَعْصَمِ قَالَ فِيْمَا ذَا قَالَ فِيْ مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ وَجُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ قَالَ فَاَيْنَ هُوَ قَالَ فِيْ بِئْرِ ذَرْوَانَ فَخَرَجَ اِلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لِعَائِشَةَؓ حِيْنَ رَجَعَ نَخْلُهَا كَاَنَّهَا رُؤُسُ الشَّيَاطِيْنِ فَقُلْتُ اِسْتَخْرَجْتَهٗ فَقَالَ لَا اَمَّا اَنَا فَقَدْ شَفَانِيَ اللّٰهُ وَخَشِيْتُ اَنْ يُثِيْرَ ذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا ثُمَّ دُفِنَتِ الْبِئْرُ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جادو کیا گیا۔ یہاں تک کہ آپ کو خیال گذرتا تھا کہ یہ کام آپؐ نے کیا ہے یا نہیں کیا (لیکن یہ شک عورتوں کے بارے میں ہوتا تھا۔ امور دین کے بارے میں نہیں جس سے نبوت میں نقص لازم آئے) یہاں تک کہ ایک دن ایسا آیا کہ آپؐ نے دعا کی پھر دعا مانگی پھر فرمایا اے عائشہؓ تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ علاج بتلا دیا ہے جس میں میری شفا ہے کہ میرے پاس دو آدمی آئے ایک تو میرے سرہانے بیٹھ گیا۔ اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس بیٹھ گیا۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس آدمی کی بیماری کیا ہے۔ اس نے کہا آپؐ پر جادو کیا گیا ہے پوچھا کس نے جادو کیا ہے۔ بتلایا لبید بن الاعصم نے کیا ہے۔ کہا کس چیز میں جادو کیا ہے۔ کہا کہ ایک کنگھا ہے کتان کی اٹیا ہے کھجور کے خوشے کا غلاف ہے۔ پوچھا وہ کہاں ہے۔ فرمایا کہ ذروان کے کنویں میں ہے۔ پس جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

اس کنویں کی طرف تشریف لے گئے پھر واپس آئے تو حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ اس کنویں کے اردگرد کھجوروں کا جھنڈ ایسا روٴس الشیاطین یعنی سانپوں کے سر ہوتے ہیں۔ یا یہ کہ ان کی شکلیں قبیح ہیں دیکھ کر ڈر لگتا ہے۔ جس پر میں نے کہا کہ کیا آپؐ نے اس کو نکلوالیا۔ آپؐ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے شفا دے دی۔ مزید کارروائی کرنے سے مجھے خطرہ تھا کہ کہیں یہ شر وفتنہ نہ برپا کردے۔ پھر اس کنویں کو بند کردیا گیا۔

حدیث(۳۰۳۵)حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اَبِیْ اُوَیْسٍ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَعْقِدُ الشَّیْطٰنُ عَلٰی قَافِیَةِ رَاْسِ اَحَدِکُمْ اِذَا هُوَ نَامَ ثَلٰثَ عُقَدٍ یَضْرِبُ عَلٰی کُلِّ عُقْدَةٍ مَکَانَهَا عَلَیْکَ لَیْلٌ طَوِیْلٌ فَارْقُدْ فَاِنِ اسْتَیْقَظَ فَذَکَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِنْ تَوَضَّاَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِنْ صَلّٰی انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ کُلُّهَا فَاَصْبَحَ نَشِیْطًا طَیِّبَ النَّفْسِ وَاِلَّا اَصْبَحَ خَبِیْثَ النَّفْسِ کَسْلَانَ.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص سوتا ہے تو شیطان اس کے سر کی گدی میں تین گرہیں لگاتا ہے اور ہر گرہ کی جگہ پر پڑھتا ہے کہ رات ابھی دراز ہے سوئے رہو پس اگر کوئی بیدار ہوگیا اور اللہ کا ذکر کیا تو ایک گرہ کھل جاتی ہے پھر وضو کرلیا تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر اگر نماز بھی پڑھ لی تو سب کی سب گرہیں کھل جاتی ہیں۔ تو خوشی خوشا پاک دل ہوکر صبح کرتا ہے۔ ورنہ گندہ دل اور سست الوجود ہوکر صبح کرتا ہے۔

حدیث(۳۰۳۶)حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَمَرَ اَنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا اَتٰی اَهْلَهٗ وَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّیْطٰنَ مَا رَزَقْتَنَا فَرُزِقَا وَلَدًا لَمْ یَضُرَّهُ الشَّیْطٰنُ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی سے ہمبستر ہوتا ہے اور بسم اللہ پڑھ کے یہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! ہمیں شیطان سے دور رکھنا اور جو بچی بچہ تو ہمیں عطا فرمائے اس کو شیطان سے دور رکھنا۔ اگر انہیں یہاں بچہ پیدا ہوا تو شیطان اس کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

حدیث(۳۰۳۷)حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ الخ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ ذُکِرَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ نَامَ لَیْلَهٗ حَتّٰی اَصْبَحَ قَالَ ذَاکَ رَجُلٌ بَالَ الشَّیْطٰنُ فِیْ اُذُنَیْهِ اَوْقَالَ فِیْ اُذُنِهٖ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ایسے آدمی کا ذکر کیا گیا جو ساری رات سویا رہتا ہے۔ حتی کہ صبح کردیتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا یہ وہ آدمی ہے جس کے دونوں کانوں میں۔ یا فرمایا کہ اس کے کان میں شیطان پیشاب کر جاتا ہے۔

حدیث (۳۰۳۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوْا الصَّلٰوةَ حَتّٰی تَغِیْبَ وَلَا تَحَیَّنُوْا بِصَلَاتِکُمْ طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبَهَا فَاِنَّهَا تَطْلُعُ بَیْنَ قَرْنَیْ شَیْطٰنٍ اَوِالشَّیْطٰنِ لَا اَدْرِیْ اَیَّ ذٰلِکَ قَالَ هِشَامٌ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب سورج کا کنارہ نکل آئے تو اس وقت تک نماز کو چھوڑ دو جب تک سورج خوب ظاہر نہ ہوجائے۔ اور اس طرح جب سورج کا کنارہ ڈوب جائے تو بھی اس وقت تک نماز چھوڑ دو جب تک کہ

سورج غروب نہ ہو جائے اور اپنی نماز کے اوقات طلوع اور غروب شمس کے وقت مقرر نہ کرو۔ کیونکہ وہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان نکلتا ہے۔ شیطان بلا الف لام اور مع الف لام کہا مجھے نہیں معلوم ہشام نے کون سا لفظ کہا۔

حدیث(۳۰۳۹) حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٌ الخ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٌ قَالَ قَالَ النبی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَرَّبَیْنَ یَدَیْ اَحَدِکُمْ شَیْءٌ وَهُوَ یُصَلِّیْ فَلْیَمْنَعْهُ فَاِنْ اَبٰی فَلْیَمْنَعْهُ فَاِنْ اَبٰی فَلْیُقَاتِلْهُ فَاِنَّمَا هُوَ شَیْطٰنٌ.

ترجمہ۔ حضرت ابی سعیدؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور کوئی چیز اس کے آگے سے گذرے تو اسے روکے اگر انکار کرے تو دوبارہ روکے اگر پھر بھی انکار کرے تو اب اس کے ساتھ لڑ پڑے کیونکہ بلاشبہ وہ شیطان ہے

حدیث (۳۰۴۰) حَدَّثَنَا قَالَ عُثْمَانُ ابْنُ الْهَیْثَمِ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةٌ قَالَ وَکَّلَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَکَاةِ رَمَضَانَ فَاَتَانِیْ اٰتٍ فَجَعَلَ یَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُهُ فَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّکَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ الْحَدِیْثَ فَقَالَ اِذَا اَوَیْتَ اِلٰی فِرَاشِکَ فَاقْرَأْ اٰیَةَ الْکُرْسِیِّ لَنْ یَّزَالَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَّلَا یَقْرَبُکَ شَیْطٰنٌ حَتّٰی تُصْبِحَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَکَ وَهُوَ کَذُوْبٌ ذَاکَ شَیْطٰنٌ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فطرانہ کے غلہ کی حفاظت کے لئے مجھے نگہبان مقرر فرمایا تو رات کو ایک آنے والا آیا اور اس نے غلہ سے جھولی بھرنی شروع کی۔ تو میں نے اسے پکڑ لیا اور میں نے کہا کہ میں تیرا معاملہ ضرور بالضرور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اٹھاؤں گا۔ پھر پوری حدیث ذکر کی۔ جس کے آخر میں اس نے بتلایا کہ جب رات کو بستر پر لیٹنے کا ارادہ کرو تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر نگران رہے گا۔ اور شیطان تمہارے قریب نہیں آئیگا یہاں تک کہ تم صبح کے وقت میں داخل ہو گے جس پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تھا وہ بہت جھوٹا لیکن تجھ سے سچ کہہ گیا ہے وہ شیطان ہے۔

حدیث(۳۰۴۱) حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ الخ قَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاْتِی الشَّیْطٰنُ اَحَدَکُمْ فَیَقُوْلُ مَنْ خَلَقَ کَذَا مَنْ خَلَقَ کَذَا حَتّٰی یَقُوْلُ مَنْ خَلَقَ رَبَّکَ فَاِذَا بَلَغَهٗ فَلْیَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَلْیَنْتَهِ.

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے ایک کے پاس شیطان آ کر کہتا ہے کہ فلاں کو کس نے پیدا کیا فلاں کو کس نے پیدا کیا۔ جب یہاں تک پہنچ جائے کہ تیرے رب کو کس نے پیدا کیا تو اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرے اور رک جائے۔

حدیث(۳۰۴۲) حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ الخ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَاهُرَیْرَةٌ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّیٰطِیْنُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان شریف کا مہینہ شروع ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے رحمت کے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور شیطان کو بیڑیاں اور زنجیریں لگا دی جاتی ہیں۔

حدیث (۳۰۴۳) حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ الخ حَدَّثَنَا اُبَیُّ ابْنُ کَعْبٌ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ مُوْسٰى قَالَ لِفَتَاهُ اٰتِنَا غَدَآئَنَا قَالَ اَرَاَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَآ اَنْسَانِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ وَلَمْ يَجِدْ مُوْسَى النَّصَبَ حَتّٰى جَاوَزَ الْمَكَانَ الَّذِيْ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ.

ترجمہ۔ حضرت ابی بن کعبؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ حضرت موسیٰؑ نے اپنے نوجوان ساتھی سے فرمایا کہ صبح کا کھانا لے آؤ تو اس نے کہا دیکھئے جب ہم نے پتھر کے پاس قیام کیا تو میں مچھلی کا ذکر کرنا بھول گیا۔ اور یہ مجھے شیطان نے بھلوا دیا کہ میں آپ سے اس کا ذکر کروں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس وقت تک تھکاوٹ محسوس نہ ہوئی جب تک کہ اس مکان سے آگے نہ نکل گئے۔ جس کا اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا تھا۔

حدیث (۳۰۴۴) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشِيْرُ اِلَى الْمَشْرِقِ فَقَالَ هَا اِنَّ الْفِتْنَةَ هٰهُنَا اِنَّ الْفِتْنَةَ هٰهُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطٰنِ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ مشرق کی طرف اشارہ کر کے فرماتے تھے خبردار! فتنہ وفساد یہاں سے برپا ہوگا جہاں سے شیطان کا سینگ نکلتا ہے۔

حدیث (۳۰۴۵) حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ جَعْفَرٍ الخ عَنْ جَابِرٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اسْتَجْنَحَ اللَّيْلُ اَوْ كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ فَكُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ فَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ تَنْتَشِرُوْنَ حِيْنَئِذٍ فَاِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِّنَ الْعِشَآءِ فَخَلُّوْهُمْ وَاَغْلِقْ بَابَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَاَطْفِئْ مِصْبَاحَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَاَوْكِ سِقَآءَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَخَمِّرْ اِنَائَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَلَوْ تَعْرُضُ عَلَيْهِ شَيْئًا.

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جب رات کا آنا ہو جائے یا فرمایا کہ رات کا آنا ہو تو اپنے بچوں کو باہر نکلنے سے روک لو کیونکہ شیاطین اس وقت روئے زمین پر پھیل جاتے ہیں۔ پس جب عشاء کی ایک گھڑی چلی جائے تو پھر ان کو چھوڑ دو۔ اللہ کا نام لے کر اپنا دروازہ بند کر لو۔ اور اللہ کا نام لے کر اپنا چراغ بجھا لو اور اللہ کا نام لے کر اپنے پانی کے مشکیزے کا تسمہ سے منہ بند کر لو۔ اور اللہ کا نام لے کر اپنے برتن کو ڈھانک لو۔ اگرچہ عرض میں کوئی چیز رکھ کر ہو۔

حدیث (۳۰۴۶) حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ الخ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّؓ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعْتَكِفًا فَاَتَيْتُهٗ اَزُوْرُهٗ لَيْلًا فَحَدَّثْتُهٗ ثُمَّ قُمْتُ فَانْقَلَبْتُ فَقَامَ مَعِيَ لِيَقْلِبَنِيْ وَكَانَ مَسْكَنُهَا فِيْ دَارِ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فَمَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْاَنْصَارِ فَلَمَّا رَاَيَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْرَعَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رِسْلِكُمَا اِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فَقَالَا سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَجْرِيْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ وَاِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ يَّقْذِفَ فِيْ قُلُوْبِكُمَا سُوْءً اَوْ قَالَ شَيْئًا.

ترجمہ۔ حضرت صفیہ بنت حیی فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبویؐ میں اعتکاف کی حالت میں تھے۔ میں رات کے وقت آپؐ سے ملنے آئی۔ فارغ ہو کر میں واپس جانے کے لئے کھڑی ہوئی تو آپ بھی مجھے واپس کرنے کے لئے میرے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے ان کی رہائش حضرت اسامہ بن زیدؓ کے مکان میں تھی تو انصار کے دو آدمیوں کا وہاں سے گزر ہوا جب انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو

دیکھ لیا تو جلدی چلنے لگے تو آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی جگہ ٹھہر جاؤ یہ میری بیوی صفیہ بنت حییؓ ہے۔ وہ کہنے لگے۔ سبحان اللہ یا رسول اللہ! بھلا آپؐ کے متعلق بھی کوئی بدگمانی ہوسکتی ہے۔ جس پر آپؐ نے فرمایا شیطان انسان کے بدن میں خون کی طرح چلتا ہے۔ مجھے خطرہ لاحق ہوا کہیں تمہارے دل میں کوئی برا خیال یا کوئی چیز نہ ڈال دے۔

حدیث (۳۰۴۷) حَدَّثَنَا عَبْدَانُ الخ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجُلَانِ يَسْتَبَّانِ فَاَحَدُهُمَا اِحْمَرَّ وَجْهُهُ وَانْتَفَخَتْ اَوْدَاجُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا ذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ فَقَالُوْا لَهُ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ فَقَالَ وَهَلْ بِيْ جُنُوْنٌ.

ترجمہ۔ حضرت سلیمان بن صردؓ فرماتے ہیں کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بیٹھا ہوا تھا کہ دو آدمی آپس میں ایک دوسرے کو گالی دینے لگے۔ پس ان میں سے ایک کا چہرہ سرخ ہو گیا اور اس کی رگیں پھول گئیں جس پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ایک کلمہ معلوم ہے اگر وہ اس کو کہہ لے تو جو غصہ موجود ہے وہ چلا جائے گا اگر وہ کہہ دے کہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شیطان سے پناہ مانگتا ہوں تو اس کا غصہ چلا جائے گا۔ پس لوگوں نے اس سے جا کر کہا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم اللہ کے ساتھ شیطان سے پناہ مانگو۔ تو کہنے لگا کیا مجھے جنون ہے میں کوئی پاگل ہوں۔

حدیث (۳۰۴۸) حَدَّثَنَا آدَمُ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اِذَآ اَتَى اَهْلَهُ قَالَ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنِيْ فَاِنْ كَانَ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ لَمْ يَضُرُّهُ الشَّيْطٰنُ وَلَمْ يُسَلَّطْ عَلَيْهِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر تم میں سے کوئی شخص جب اپنی بیوی سے ہمبستر ہو اور یہ دعا مانگے اے اللہ! مجھے شیطان سے دور رکھ اور شیطان کو اس کی اولاد سے دور رکھ جو تو مجھے عطا فرمائے۔ پس اگر ان کے یہاں بچہ ہوا تو نہ تو شیطان اسے نقصان پہنچائے گا اور نہ ہی شیطان کا اس پر غلبہ ہوگا۔

حدیث (۳۰۴۹) حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ صَلّٰى صَلٰوةً فَقَالَ اِنَّ الشَّيْطٰنَ عَرَضَ لِيْ فَشَدَّ عَلَيَّ يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ عَلَيَّ فَاَمْكَنَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ فَذَكَرَهُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ایک نماز ادا کرنی شروع کی تو فرماتے ہیں کہ شیطان پیش آ گیا جس نے مجھ پر ایسا حملہ کیا کہ میری نماز توڑ دیتا۔ لیکن مجھے اللہ تعالیٰ نے اس پر قدرت عطا فرمائی۔ پس بقیہ حدیث کو ذکر فرمایا۔

حدیث (۳۰۵۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ يُوْسُفَ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نُوْدِيَ بِالصَّلٰوةِ اَدْبَرَ الشَّيْطٰنُ وَلَهُ ضُرَاطٌ فَاِذَا قُضِيَ اَقْبَلَ فَاِذَا ثُوِّبَ بِهَا اَدْبَرَ فَاِذَا قُضِيَ اَقْبَلَ حَتّٰى يَخْطُرَ بَيْنَ الْاِنْسَانِ وَقَلْبِهٖ فَيَقُوْلُ اُذْكُرْ كَذَا وَكَذَا حَتّٰى لَا يَدْرِيْ اَثَلٰثًا صَلّٰى اَمْ اَرْبَعًا فَاِذَا لَمْ يَدْرِ ثَلٰثًا صَلّٰى اَوْ اَرْبَعًا سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کیلئے اذان شروع ہوتی ہے تو شیطان پاد مارتا ہوا پیٹھ دے کر بھاگتا ہے۔ جب اذان پوری ہو جاتی ہے تو واپس آتا ہے۔ پھر جب تکبیر نماز شروع ہوتی ہے تو پیٹھ دے کر بھاگتا ہے جب وہ بھی ختم ہو جاتی ہے تو پھر واپس آتا ہے۔ انسان اور اس کے دل کے درمیان وسوسے ڈالتا ہے۔ کہتا ہے فلاں فلاں کام یاد کرو۔ یہاں تک کہ انسان نہیں جانتا کہ اس نے تین رکعت ادا کی ہیں یا چار رکعت پڑھی ہیں۔ تو جب کسی کو یہ علم نہ ہو کہ اس نے تین رکعات پڑھی ہیں یا چار رکعت پڑھی ہیں۔ تو وہ دو سجدے سہو کے ادا کرے۔

حدیث(۳۰۵۱) حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ بَنِیْ اٰدَمَ يَطْعَنُ الشَّيْطٰنُ فِیْ جَنْبَيْهِ بِاِصْبَعِهٖ حِيْنَ يُوْلَدُ غَيْرَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَهَبَ يَطْعَنُ فَطَعَنَ فِی الْحِجَابِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر آدم کے بیٹے کے پہلو میں شیطان اپنی انگلی سے چونکا مارتا ہے۔ جب وہ پیدا ہوتا ہے سوائے عیسٰی بن مریم علیہ السلام کے کہ ان کو چونکا مارنے لگا۔ تو اس کا چونکا اس پردہ میں لگ گیا جس میں وہ لپیٹے ہوئے تھے۔

حدیث(۳۰۵۲)حَدَّثَنَا مَالِکُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الخ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَدِمْتُ الشَّامَ قَالُوْا اَبُو الدَّرْدَاءِ قَالَ اَفِيْكُمُ الَّذِیْ اَجَارَهُ اللّٰهُ مِنَ الشَّيْطٰنِ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت علقمہؒ فرماتے ہیں کہ میں شام کے ملک میں آیا تو لوگوں نے کہا۔ یہاں حضرت ابو الدرداؓ صحابیؓ ہیں ہم ان سے ملنے چلے گئے۔ تو انہوں نے پوچھا کہ تم میں وہ شخص موجود ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر شیطان سے پناہ دی ہو۔ یا شیطان کو روکا ہو۔ وہ حضرت عمار بن یاسرؓ تھے۔

حدیث(۳۰۵۳)حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الخ عَنْ مُغِيْرَةَؓ وَقَالَ الَّذِیْ اَجَارَهُ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِیْ عَمَّارًا قَالَ وَقَالَ اللَّيْثُ الخ عَنْ عَائِشَةَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَتَحَدَّثُ فِی الْعَنَانِ وَالْعَنَانُ الْغَمَامُ بِالْاَمْرِ يَكُوْنُ فِی الْاَرْضِ فَتَسْمَعُ الشَّيٰطِيْنُ الْكَلِمَةَ فَتَقُرُّهَا فِیْ اُذُنِ الْكَاهِنِ كَمَا تُقَرُّ الْقَارُوْرَةُ فَيَزِيْدُوْنَ مَعَهَا مِائَةَ كَذِبَةٍ.

ترجمہ۔ حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبان پر شیطان کے شر سے محفوظ رکھا اس سے مراد حضرت عمار بن یاسرؓ ہیں اور لیث نے اپنی سند سے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے۔ وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ فرشتے اس معاملہ کے متعلق بادل میں باتیں کرتے ہیں جو زمین میں واقع ہونے والا ہوتا ہے۔ عنان کے معنی غمام یعنی بادل فرشتے بادلوں میں باتیں کرتے ہیں۔ پس شیطان اس کلمۂ حق کو سن لیتے ہیں۔ پھر وہ نجومیوں کے کانوں میں اس طرح لگا دیتے ہیں جیسے شیشی میں کوئی چیز رکھ کر اس کا منہ بند کر دیا جاتا ہے۔ پھر وہ نجومی اس کے ساتھ ۱۰۰ سو جھوٹ اور بڑھا دیتے ہیں

حدیث(۳۰۵۴)حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِیٍّ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ التَّثَاؤُبُ مِنَ الشَّيْطٰنِ فَاِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا قَالَ هَا ضَحِکَ الشَّيْطَانُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جمائی لینا شیطان کی طرف سے ہے پس تم میں سے کسی ایک کو جمائی آئے تو جس قدر ممکن ہو اسے روکے۔ کیونکہ جب کوئی جمائی لیتے وقت ھا کہتا ہے تو شیطان ہنستا ہے۔

حدیث (۳۰۵۵) حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى الخ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ هُزِمَ الْمُشْرِكُوْنَ فَصَاحَ اِبْلِيْسُ اَیْ عِبَادَ اللّٰهِ اُخْرٰكُمْ فَرَجَعَتْ اُوْلَاهُمْ فَاجْتَلَدَتْ هِیَ وَاُخْرٰهُمْ فَنَظَرَ حُذَيْفَةُ فَاِذَا هُوَ بِاَبِيْهِ الْيَمَانِ فَقَالَ اَیْ عِبَادَ اللّٰهِ اَبِیْ اَبِیْ فَوَ اللّٰهِ مَا احْتَجَزُوْا حَتّٰى قَتَلُوْهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ قَالَ عُرْوَةُ فَمَا زَالَتْ فِیْ حُذَيْفَةَ مِنْهُ بَقِيَّةُ خَيْرٍ حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب احد کی لڑائی واقع ہوئی تو مشرکین شکست کھا گئے۔ تو ابلیس نے چیخ کر کہا کہ او اللہ کے بندو! پچھلے لوگوں سے لڑو۔ تو کفار کا پہلا بھاگتا ہوا گروہ واپس ہوا۔ تو پہلے اور دوسرے گروہ نے مل کر لڑائی شروع کی۔ حضرت حذیفہؓ کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے باپ یمان کو مسلمانوں نے پکڑا ہوا ہے یہ کہتے رہے کہ اللہ کے بندو! یہ میرا باپ ہے میرا باپ ہے۔ لیکن اللہ کی قسم! مسلمان نہ رکے یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا۔ حضرت حذیفہؓ فرمانے لگے اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کرے۔ یہ تم نے کیا کیا۔ حضرت عروہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت حذیفہؓ کو آخری دم تک یہ حزن وملال باقی رہا۔ یہ ان کے لئے بہتری تھی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے لاحق ہوئے۔

حدیث (۳۰۵۶) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ الخ قَالَتْ عَائِشَةُ سَاَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اِلْتِفَاتِ الرَّجُلِ فِی الصَّلٰوةِ فَقَالَ هُوَ اِخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُ الشَّيْطٰنُ مِنْ صَلٰوةِ اَحَدِكُمْ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو نماز میں ادھرادھر تانک جھانک کرتا ہے۔ فرمایا یہ کامل نماز سے اچک لینا ہے۔ کہ تم میں سے کسی کی نماز کو نقصان پہنچانے کے لئے شیطان جھپٹ کر اٹھا لیتا ہے۔

حدیث (۳۰۵۷) حَدَّثَنَا اَبُو الْمُغِيْرَةِ الخ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَاِذَآ اَحْلَمَ اَحَدُكُمْ حُلْمًا يَخَافُهُ فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهٖ وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا فَاِنَّهَا لَا تَضُرُّهٗ۔

ترجمہ۔ حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک اور سچے خواب اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں اور برے خواب شیطان کی طرف سے۔ جب تم میں سے کوئی شخص خواب دیکھے جس سے اسے ڈر لگے تو وہ بائیں طرف تھوک دے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے شر سے پناہ پکڑے تو وہ خواب اسے نقصان نہیں پہنچائے گا۔

حدیث (۳۰۵۸) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ فِیْ يَوْمٍ مِّائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهٗ عَشْرِ رِكَابٍ وَكُتِبَتْ لَهٗ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَكَانَتْ لَهٗ حِرْزًا مِّنَ الشَّيْطٰنِ يَوْمِهٖ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِیَ وَلَمْ يَاْتِ اَحَدٌ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَآءَ بِهٖ اِلَّا اَحَدٌ عَمِلَ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یہ کلمات لاالہ الا اللہ وحدہ لاشریک له له الملک وله الحمد وهو علی کل شیء قدیر سو ۱۰۰ مرتبہ پڑھتا ہے تو اسے دس گردنیں آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور اس کے لئے سو ۱۰۰ نیکیاں لکھی جائیں گی اور سو ۱۰۰ برائیاں مٹادی جائیں گی۔ اور اس دن سارے کے لئے یہ کلمات شیطان سے حفاظت کا سامان ہو جائیں

گے۔ یہاں تک کہ شام کے وقت میں داخل ہو جائے۔ اور کوئی شخص اس سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں لاسکتا۔ مگر ہاں جو شخص اس سے زیادہ عمل کرلے۔

حدیث(۳۰۵۹)حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ الخ اَنَّ اَبَاهُ سَعْدُ ابْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍؓ قَالَ اسْتَاْذَنَ عُمَرُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهٗ نِسَآءٌ مِّنْ قُرَیْشٍ یُکَلِّمْنَهٗ وَیَسْتَکْثِرْنَهٗ عَالِیَةً اَصْوَاتُهُنَّ فَلَمَّا اسْتَاْذَنَ عُمَرُ قُمْنَ یَبْتَدِرْنَ الْحِجَابَ فَاَذِنَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَضْحَکُ فَقَالَ عُمَرُ اَضْحَکَ اللّٰهُ سِنَّکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ عَجِبْتُ مِنْ هٰؤُلَآءِ الّٰتِیْ کُنَّ عِنْدِیْ فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَکَ اِبْتَدَرْنَ الْحِجَابَ قَالَ عُمَرُ فَاَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کُنْتَ اَحَقَّ اَنْ یَّهَبْنَ ثُمَّ قَالَ اَیْ عَدُوَّاتِ اَنْفُسِهِنَّ اَتَهَبْنَنِیْ وَلَا تَهَبْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَ نَعَمْ اَنْتَ اَفَظُّ وَاَغْلَظُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَا لَقِیَکَ الشَّیْطٰنُ قَطُّ سَالِکًا فَجًّا اِلَّا سَلَکَ فَجًّا غَیْرَ فَجِّکَ.

ترجمہ۔ حضرت سعد ابن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں حضرت عمرؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت طلب کی جب کہ آپؐ کے پاس قریش کی عورتیں بیٹھی باتیں کر رہی تھیں اور اس کثرت سے پوچھ پاچھ کر رہی تھیں کہ ان کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ پس جب حضرت عمرؓ نے اجازت مانگی تو سب اٹھ کر پردہ میں چلی گئیں۔ پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دے دی تو وہ داخل ہوئے۔ جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس رہے تھے۔ پس حضرت عمرؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اے اللہ کے رسول! آپ کو ہمیشہ ہنسائے اور خوش رکھے۔ فرمایا مجھے ان عورتوں کی طرف سے تعجب ہوا جو میرے پاس بیٹھی تھیں۔ جب تیری آواز سنی تو جلدی سے پردہ کرلیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا یا رسول اللہ! آپؐ اس کے زیادہ حقدار تھے کہ وہ عورتیں آپؐ سے ڈرتیں۔ پھر کہنے لگے کہ او اپنی اپنی ذات کی دشمنو! کیا تم میرے سے ڈرتی ہو اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہیں ڈر نہیں لگتا۔ انہوں نے کہا ہاں! آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تندخو اور سخت مزاج ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جب کبھی بھی شیطان راستہ چلتا ہوا کہیں تمہیں مل جائے تو آپ کا راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ چلنے لگتا ہے۔

حدیث(۳۰۶۰)حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ حَمْزَةَ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اسْتَیْقَظَ اُرَاهُ اَحَدُکُمْ مِنْ مَّنَامِهٖ فَتَوَضَّا فَلْیَسْتَنْثِرْ ثَلٰثًا فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ یَبِیْتُ عَلٰی خَیْشُوْمِهٖ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنی نیند سے بیدار ہو کر وضو کرے تو تین مرتبہ ناک کو ضرور جھڑک کر صاف کرے۔ کیونکہ شیطان انسان کے نتھنے پر رات بسر کرتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ ابلیس عجمی نام ہے اکثر یہی ہے۔ بعض حضرات اسے عربی لفظ ابلس بمعنی یئس سے مشتق قرار دیتے ہیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ابلیس کا نام فرشتوں میں عزازیل تھا۔ بعد ازاں ابلیس بنا۔ قرآنی آیات اور احادیث اسکے حالات پر دلالت کرتی ہیں۔ مسلم کی روایت حضرت جابرؓ سے ہے کہ وہ سمندر کے پانی پر اپنا تخت بچھا دیتا ہے پھر اپنے لشکر کو بھیج کر لوگوں کو فتنوں میں مبتلا کرتا ہے۔ اور شام کو ان سے رپورٹ لیتا ہے۔ اسکے نزدیک معظم وہی ہوتا ہے جس کا فتنہ بڑا ہو۔ جو خاوند بیوی میں تفرقہ ڈال دے وہ اسے اپنے مقرب بناتا

ہے۔علامہ عینیؒ نے نقل کیا ہے کہ ابلیس کی اولاد بہت ہے۔مقاتل فرماتے ہیں اسکی ایک ہزار اولاد ہوئی جو خود نکاح کرتے ہیں روزانہ بچے جنتے ہیں اور انڈے بھی دیتے ہیں۔صاحب جملؒ نے سورۂ کہف میں ذریت ابلیس پر بسط سے کلام کیا ہے۔امام بخاریؒ نے سورۂ زخرف کی آیت میں جو قرین کا لفظ آیا ہے اس سے شیطان مراد لیا ہے۔میرے نزدیک اس جگہ قرین بمعنی شیطان نہیں بلکہ مصاحب اور ساتھی کے معنی میں ہے۔البتہ میرے نزدیک اس سے اشارہ سورۂ و الصافات اور ق میں جو لفظ قرین ہے وہاں بمعنی شیطان کے ہے۔اس کی طرف اشارہ ہوسکتا ہے۔

نخلها كانها اى نخل تلك البستان و الحديقه یعنی اس باغ کی کھجوریں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ بخاری شریف میں باب السحر فی کتاب الطب میں آرہا ہے کان رؤس نخلها رؤس الشياطين گویا رؤس النخل کو رؤس الشياطين سے تشبیہ دی جارہی ہے۔ممکن ہے قباحت میں تشبیہ ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ شیاطین سے سانپ مراد ہوں۔ چنانچہ بعض عرب بعض سانپوں کو شیطان کہتے ہیں۔تو علامہ سندھیؒ فرماتے ہیں رؤس الشياطين محل ترجمہ ہے کہ ان کے سر قبيح المنظر تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ استخرجته اى اظهرت امره للناس یعنی آپؐ نے اس جادو کا معاملہ لوگوں کے سامنے کیوں ظاہر نہیں فرمایا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قطب گنگوہیؒ نے روایات استخراج و عدم استخراج میں تطبیق بیان کرنے کے لئے اشارہ فرمایا ہے کہ عدم استخراج عدم اظهار للناس پر محمول ہے اور جن روایات سے اخراج ثابت ہوتا ہے اس سے مراد ان اشیاء کا نکالنا مراد ہے جس سے جادو کیا گیا تھا۔کنگھے کے بال۔کھجور کی سیپ وغیرہ۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ثم دفنت البئر آلات سحر کے نکالنے کے بعد کنویں کو بھر دیا گیا ورنہ کنواں غیر کی ملکیت تھا آپؐ اس میں دفن کے ذریعہ کیسے تصرف کرسکتے تھے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ مولوی محمد حسن مکی کی تقریر میں ہے۔لوگوں کے سامنے اظہار اس لئے کیا جاتا ہے تاکہ یہودی کو لوگ ملامت کرتے۔ وہ لوگوں کے سامنے ذلیل ہوتا اور لوگ بھی اس کے شر سے محفوظ ہوتے۔باقی کنویں کے دفن کرنے کے مسئلہ میں حضرت گنگوہیؒ نے قواعد فقہیہ کا لحاظ کیا ہے۔ورنہ خود روایات بخاری میں تصریح موجود ہے۔فامر بها فدفنت کہ حضورؐ کے حکم پر اس کنویں کو بند کردیا گیا۔اور ابن سعد کی تحقیق کے مطابق یہ واقعہ سحر محرم ۷ھ کا ہے۔جب کہ آپؐ حدیبیہ سے واپس تشریف لائے تو یہود لبید بن الاعصم کے پاس آئے اور اسے تین دینار پر سحر کرنے پر آمادہ کرلیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ حاره الله من الشيطان یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ حضرت عمار بن یاسرؓ پر شیطان مسلط نہیں ہوا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اس سے اشارہ اس حدیث کی طرف ہے جس میں ويح عمار يدعوهم الى الجنت ويدعونه الى النار کہ افسوس ہے حضرت عمارؓ انہیں جنت کی طرف بلائیں گے۔اور وہ انہیں جہنم کی طرف دعوت دیں گے۔یا حضرت عائشہؓ کی روایت کی طرف اشارہ ہے ما خير عمار بين امرين الا اختار ارشدهما (رواہ الترمذی) کہ حضرت عمارؓ کو جب دو کاموں میں سے کسی ایک کا اختیار دیا جائے تو جو ان میں سے ٹھیک ہوتا ہے اسی کو وہ اختیار کرتے ہیں۔گویا کہ وہ شیطانی امر سے محفوظ رہتے ہیں۔لوگوں نے اور بھی احتمال ذکر کئے ہیں۔لیکن میرے نزدیک صحیح یہی ہے کہ حدیث کو اپنے ظاہر پر محمول کیا جائے کہ حضرت عمارؓ کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ شیطان ان پر مسلط نہیں ہوگا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فی اذان الكهان جیسے ایک شیشی کا منہ دوسری شیشی کے منہ پر رکھ کر ایک کی چیز دوسری میں داخل کی جاتی ہے یہی شکل رهينة شيطان. جن۔اور نجومی کی ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ وجہ شبہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ قطب گنگوہیؒ نے جو وجہ شبہ بیان فرمائی ہے یہی علامہ خطابیؒ کا قول ہے۔ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ رأس القارورہ کو رأس الوعاء سے تشبیہ دی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اخوا کم شیطان کی طرف سے یہ فریب تھا۔ تاکہ پہلا اور آخری گروہ ایک دوسرے کے ساتھ مل جائیں اور مسلمانوں کو کچل دیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ شیطان کا مقصد اس سے یہ تھا کہ مسلمان آپس میں لڑیں۔ چنانچہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب دونوں لشکر خلط ملط ہو گئے تو مسلمان ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے۔ حضرت حذیفہؓ کے باپ یمان اسی اشتباہ میں شہید ہو گئے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ انت افظ و اغلظ چونکہ تندخوئی اور سخت مزاجی سے مذمت کا پہلو نکلتا تھا جس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دفع فرمایا کہ جو فظاظة اور غلظت دین کے اندر ہو وہ محمود ہے۔ اور صلحاء کرام کی عادتوں میں سے ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ افظ اور اغلظ اسم تفضیل کے صیغے ہیں۔ جو نفس فعل میں شراکت کو تقاضا کرتے ہیں۔ حالانکہ ایسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ولو کنت فظا غلیظ القلب لا نفضوا من حولک الخ تو اس تعارض کا جواب دیتے ہوئے حافظؒ فرماتے ہیں کہ اس فظاظة اور غلظ کی نفی ہے جو صفت الازمہ کے طور پر ہو۔ انکار منکر کے وقت یہ صفت محمود بن جاتی ہے اس حدیث سے حضرت عمرؓ کی فضیلت عظیمہ ثابت ہوتی ہے کہ شیطان ان کے ساتھ چل نہیں سکتا۔ باقی اس سے وسوسہ کی ممانعت معلوم نہیں ہوتی۔ حضرت حفصہؓ کی روایت سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ ان الشیطان لایلقی عمرمنذاسلم الاخرلو جهه کہ جب سے حضرت عمر مسلمان ہوئے ہیں شیطان جب بھی آپ سے ملاقی ہوتا ہے تو وہ منہ کے بل گر پڑتا ہے۔ تو اس سے حضرت عمرؓ کی صلابت دینی ثابت ہوتی ہے علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے کہ شیطان جب بھی حضرت عمرؓ کو دیکھتا ہے تو بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس فضیلت عظیمہ سے حضرت عمرؓ کا معصوم ہونا لازم نہیں آتا۔ کیونکہ حدیث سے صرف فرار شیطان کا ثبوت ملتا ہے۔ وسوسہ ممنوع نہیں ہے۔ یہاں مولانا حسین علیؒ پنجابی کی تقریر میں ہے کہ رافضی اہل السنت پر اعتراض کرتے ہیں کہ دیکھو اس حدیث سے حضرت عمرؓ کی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت لازم آ گئی۔ حالانکہ حضرت عمار بن یاسرؓ کی فضیلت سے جب ان کی عصمت ثابت نہیں ہوتی جو خاصۂ انبیاء ہے تو حضرت عمرؓ کی عصمت بھی لازم نہیں آئے گی۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ملائکہ خیر محض تھے ان کے ذکر کے بعد محض شیاطین کا ذکر مناسب تھا۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ خیر اور شر دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں۔ یخیل الیه یہ کرنے نہ کرنے کا خیال محض امور نساء کے بارے میں تھا۔ سحر وغیرہ سے امور نبوت میں کوئی کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا۔ مشط کنگھا۔ مشاقة بعض نے کتان کے تاگے کو کہا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس سے وہ بال مراد ہیں جو کنگھا کرنے کے بعد ٹوٹ کر نکل آتے ہیں۔ جف طلعه کھجور کے خوشہ کی سیپ جس سے خوشہ محفوظ ہو جاتا ہے۔ بر ذروان یازی اردان یہ بنو زریق کے باغ میں واقع تھا۔

هل بی جنون وہ یہ سمجھا کہ استعاذہ صرف مجانین اور پاگلوں کے لئے مختص ہے۔ اسے معلوم نہیں تھا کہ یہ غصہ وغضب شیطان کے اثرات میں سے ہے۔ اور بعض فرماتے ہیں کہ وہ شخص منافقین میں سے تھا۔ یا اکھڑ دیہاتی تھا۔

لم یضره الشیطان مقصد یہ ہے کہ بالکلیہ اس پر شیطان مسلط نہیں ہوگا کہ کوئی نیک عمل ہی اسے نہ کرنے دے جمیع ضرر وسوسہ اور برانگیختی مراد نہیں ہے۔ نساء من قریش سے مراد ازواج مطہرات ہیں جو زیادتی نفقہ کا مطالبہ کر رہی تھیں۔

بَابُ ذِكْرِ الْجِنِّ وَثَوَابِهِمْ وَعِقَابِهِمْ

لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيَاتِیْ الاية بَخْسًا فَلَا يَخَافُ بَخْسًا میں ہے جس کے معنی نقص کے ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا قَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ الْمَلَائِكَةُ بَنَاتُ اللّٰهِ وَاُمَّهَاتُهُمْ بَنَاتُ سَرَوَاتِ الْجِنِّ قَالَ اللّٰهُ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ سَتُحْضَرُ لِلْحِسَابِ جُنْدٌ مُحْضَرُوْنَ عِنْدَ الْحِسَابِ

حدیث (۳۰۶۱) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ الخ اَنَّ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّؓ قَالَ لَهٗ اِنِّیْ اَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ فَاِذَا كُنْتَ فِیْ غَنَمِكَ وَبَادِيَتِكَ فَاَذَّنْتَ بِالصَّلٰوةِ فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَآءِ فَاِنَّهٗ لَا يَسْمَعُ مَدٰى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَّلَا اِنْسٌ وَّلَا شَيْئٌ اِلَّا شَهِدَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاِذْ صَرَفْنَا اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ اِلٰى قَوْلِهٖ فِیْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ مَصْرِفًا مَعْدِلًا صَرَفْنَا اَیْ وَجَّهْنَا۔

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ نے حضرت عبداللہ انصاریؓ سے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ بکریوں اور دیہات کو پسند کرتے ہیں پس جب آپ اپنی بکریوں اور دیہات کے اندر ہوں اور نماز کے لئے اذان کہیں تو اذان کے لئے آواز کو خوب بلند کریں۔ کیونکہ مؤذن کی آواز کی انتہا کو جو جن۔ انسان یا کوئی دوسری چیز سنے گی تو وہ اس کے لئے قیامت کے دن گواہی دیگی ابوسعید فرماتے ہیں کہ یہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تو اس حدیث سے جن کا وجود ثابت ہوا یہی باب کی غرض ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ باب سابق سے وہم ہوتا تھا کہ شیطان ایک جن ہے۔ جس سے شر کے سوا کسی نیکی کی امید نہیں کی جاسکتی تو اس باب کے انعقاد سے امام بخاریؒ نے اس وہم کو دفع کر دیا کہ جن بھی انسان کی طرح مکلف ہیں۔ فرمانبردار کو ثواب اور گناہگار کو عذاب ہوگا۔ شیطان اگرچہ جنس جنات میں سے ہے لیکن وہ اپنی شیطنت اور نافرمانی کی وجہ سے مرجوم ہوا۔ نہ کہ جن ہونے کی وجہ سے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ مصنفؒ اس ترجمہ سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ جن کی قوم موجود ہے۔ اور وہ مکلف ہونے کی وجہ سے جزا وسزا کے مستحق ہوں گے۔ فلاسفہ زنادقہ اور قدریہ ان کے وجود کا انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید کی بہت سی آیات اور احادیث متواترہ سے ان کا وجود ثابت ہے۔ اور عقل کے نزدیک ان کے اثبات میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ چنانچہ عبدالجبار معتزلی کہتا ہے کہ ان کا اثبات سمع سے ہے عقل سے نہیں ہے حشویہ کے سوا باقی سب اہل نظر ان کو مکلف مانتے ہیں اور اس پر بھی ان کا اتفاق ہے کہ انبیاء جن وانس سب کی طرف مبعوث ہیں۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ آیا ان میں سے بھی کوئی نبی آیا یا نہیں۔ پھر جب وہ مکلف ہیں تو طاعت پر ان کو ثواب ملے گا۔ اور معاصی پر عذاب ہوگا۔ جمہور علماء کا یہی مسلک ہے پھر اس میں اختلاف ہے کہ آیا یہ انسانوں کے مدخل میں داخل ہوں گے یا نہیں۔ اس میں چار قول ہیں۔ اکثر کا قول یہ ہے کہ داخل ہوں گے۔ امام مالکؒ کا قول ہے کہ وہ ربض الجنة میں ہوں گے تیسرا قول ہے کہ وہ اعراف میں ہوں گے۔ چوتھا قول توقف کا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے کہ ان کا کوئی ثواب نہیں۔ سوائے اسکے کہ ان کو جہنم سے نجات ملے گی پھر ان سے کہا جائے گا کہ مٹی ہو جاؤ جس پر کافر کہے گا یقول الکافر یالیتنی کنت ترابا کہ کاش میں بھی مٹی ہو جاتا جیسے بہائم اور جن مٹی ہو گئے۔ حضرت شیخ گنگوہیؒ

کا افادہ مسلک جمہور پر مبنی ہے اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کا استدلال سورۃ احقاف کی اس آیت سے ہے یغفر لکم من ذنو بکم ویجر کم من عذاب الیم کہ تمہیں دردناک عذاب سے نجات حاصل ہوگی۔

وان کان منهم جیسا کہ سورۃ کہف کی نص سے ثابت ہے کہ فسجد والا ابلیس کان من الجن کہ ابلیس نے سجدہ نہ کیا وہ جنوں میں سے تھا۔ صاحب جمل نے اس پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اکثر مفسرین کا مسلک یہ ہے کہ ابلیس ملائکہ میں سے تھا ورنہ اسجد: کا امرا سے کیسے شامل ہوگا۔ اور پھر استثناء بھی صحیح نہیں ہوگا۔ باقی کان من الجن کا مقصد یہ ہے کہ وہ فعلاً جن میں سے تھا۔ نوعاً ملائکہ میں سے تھا یا ملائکہ کو جن اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ مخفی ہوتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ اکثر مفسرین کا قول استثناء متصل اصل پر ہے اور شیخان اسے منقطع قرار دیتے ہیں جس میں تاویل کی ضرورت نہیں لیکن خلاف اصل ضرور ہے۔ ترجمہ میں امام بخاریؒ نے ایک آیت یامعشر الجن الخ کہ اے جن اور انسانوں کی جماعت کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے تھے جو میری آیات تم پر بیان کرتے تھے۔ اور مجاہد کی تفسیر میں ہے جعلوا بینه وبین الجنة نسبا کہ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور جنوں کے درمیان نسب ثابت کیا ہے۔ چنانچہ کفار قریش کہتے تھے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور ان کی مائیں جن سرداروں کی بیٹیاں ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جنوں کو معلوم ہو چکا ہے کہ وہ حساب کے وقت اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کئے جائیں گے۔ امام بخاریؒ کا استدلال الم یاتکم رسل (الایة) سے ہے۔ عقاب پر تو ینذرونکم کا ارشاد دال ہے اور ثواب پر لکل درجات مماعملوا کہ ہر ایک کیلئے اعمال کی وجہ سے مختلف درجات ہوں گے۔

بَابُ قَوْلِهٖ عَزَّوَجَلَّ وَاِذْ صَرَفْنَا اِلَيْکَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ اِلٰی قَوْلِهٖ فِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ

مصرفًا ای مَعْدِلًا پھرنے کی جگہ صَرَّفْنَا وَجَّهْنَا ہم نے ان کو پھیر دیا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ

ترجمہ۔ کہ ہم نے زمین میں ہر قسم کے چلنے پھرنے والے جانور پھیلا دیئے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الثُّعْبَانُ الْحَيَّةُ الذَّكَرُ مِنْهَا يُقَالُ الْحَيَّاتُ اَجْنَاسٌ الْجَانُّ وَالْاَفَاعِيُّ وَالْاَسَاوِدُ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ثعبان نر سانپ کو کہا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ سانپوں کی کئی قسمیں ہیں۔ جان. افاعی. اساود. افاعی افعی کی جمع ہے اژدھا کو کہتے ہیں جو مؤنث ہے۔ نر کو افعوان کہتے ہیں۔ ابویحییٰ فرماتے ہیں کہ سانپ ایک ہزار سال تک رہتا ہے۔ اور اساود اسود کی جمع کالے سانپ کو کہتے ہیں جو اخبث الحیات ہے۔

اخذبناصیتها ناصیة بول کر اس سے ملک اور غلبہ مراد لیا جاتا ہے۔ صافات یعنی اپنے پروں کو پھیلانے والے ہیں۔ یقبضن یعنی اپنے پروں کو سمیٹ لیتے ہیں۔

حدیث (۳۰۶۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلَی الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ اُقْتُلُوا الْحَيَّاتِ وَاقْتُلُوْا ذَالطُّفْيَتَيْنِ وَالْاَبْتَرَ فَاِنَّهُمَا يَطْمِسَانِ الْبَصَرَ وَيَسْتَسْقِطَانِ الْحَبَلَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَبَيْنَا اَنَا اُطَارِدُ حَيَّةً لِاَقْتُلَهَا فَنَادَانِیْ اَبُوْلُبَابَةَ لَا تَقْتُلْهَا فَقُلْتُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَمَرَ بِقَتْلِ الْحَيَّاتِ قَالَ اِنَّهٗ نَهٰی بَعْدَ ذٰلِکَ عَنْ ذَوَاتِ الْبُيُوْتِ

وَهِيَ الْعَوَامِرُ وَقَالَ عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ فَرَانِيْ اَبُوْ لُبَابَةَ اَوْ زَيْدُ بْنُ الْخَطَّابِ الخ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جب کہ آپ منبر پر خطبہ دے رہے تھے۔ فرماتے تھے کہ سانپوں کو مار ڈالو۔ بالخصوص ذوالطفیتین کو جس کی پیٹھ پر دو سفید لکیریں ہوتی ہیں۔ اور ابتر کو جس کی دُم چھوٹی ہوتی ہے۔ جو بینائی کو زائل کر دیتے ہیں اور حمل گرا دیتے ہیں۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ دریں اثنا کہ میں ایک سانپ کو بھگا رہا تھا تا کہ میں اسے مار ڈالوں پس مجھے ابولبابہؓ نے پکار کر فرمایا کہ اسے قتل نہ کرو۔ میں نے کہا کہ آپ کیسے فرما رہے ہیں۔ جب کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سانپوں کے مار ڈالنے کا حکم دیا ہے۔ انہوں نے فرمایا بعد ازاں آپؐ نے گھریلو سانپوں کو مار ڈالنے سے منع فرمایا۔ کیونکہ یہ سانپ کافی عرصہ سے ان کے گھروں میں رہ رہے ہیں۔ اور عبدالرزاق نے معمر سے روایت کیا ہے کہ ابولبابہؓ نے مجھے دیکھا یا زید بن خطاب نے دیکھا اور صالح کی روایت میں بغیر شک کے رانی ابولبابہؓ وزید بن خطاب وارد ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ باب قوله الله عزوجل وبث فيها الخ جب کہ عادت ہمیشہ سے یہ چلی آ رہی ہے کہ حقیر چیزوں کو عظیم ذات کی طرف منسوب نہیں کرتے چنانچہ فلاسفہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تو محض عقل اوّل کو پیدا کیا باقی جو کچھ اس عالم کون وفساد میں ہے وہ سب عاقل عاشر کی پیداوار ہے۔ تو امام بخاریؒ نے یہ باب باندھ کر فلاسفہ کا ردّ کیا ہے کہ عالم کا ہر ہر ذرّہ اور زمین پر چلنے پھرنے والے سب جانور خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے ذلیل ہوں یا شریف سب اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔

الاله الخلق والامر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ سب مخلوق اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہے۔ اور سب پر اسی کا حکم چلتا ہے۔ فتبارک الله احسن الخالقین نیز! جس قدر روایات اس باب میں وارد ہوئی ہیں۔ ان سب سے مقصود یہی ہے کہ ان جانوروں کا ذکر آیات قرآنیہ اور احادیث میں موجود ہے۔ البتہ بعض روایات میں جو اس قدر سے زائد فائدہ تھا تو باب باندھ کر اس پر متنبہ فرمایا ہے اور وہ فائد روایت میں پایا جاتا ہے۔ پھر اس کی مناسبت سے روایات نقل کی ہیں جیسے یہاں فرمایا باب خیر مال المسلم وباب خمس من الدواب چونکہ یہ دونوں باب کثیر الفوائد تھے۔ اس لئے باب کہہ کر ان پر متنبہ فرمایا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ وبث فيها سے حافظؒ نے استدلال کیا ہے کہ ملائکہ اور جنات کی پیدائش سب مخلوقات سے پہلے ہے۔ یا یہ کہ پیدائش آدم سے پہلے ہی باقی سب مخلوقات کو پیدا فرمایا۔ اور اس مقام پر دابۃ کے لغوی معنی مراد ہیں۔ مایدب علی الارض یعنی جو جانور زمین پر چلے پھرے۔ اور مسلم میں ہے کہ تمام دواب کو اللہ تعالیٰ نے بدھ کے دن پیدا فرمایا اور آدم جمعہ کو پیدا ہوئے۔ اس سے بھی سبقت خلق معلوم ہوئی۔ امام بخاریؒ نے ترجمہ میں آیات ذکر کر کے جمیع حیوانات کی اقسام کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کیونکہ حیوانات کی تین اقسام ہیں۔ بعض وہ ہیں جن کا مسکن زمین ہے۔ جیسے حشرات اس کی طرف اشارہ حیات کا ذکر کر کے کیا۔ دوسری قسم وہ ہے جو زمین پر چلتا پھرتا ہے۔ اس کی طرف اشارہ ومامن دابة الاهو اخذبناصيتها (الاية) سے کیا ہے۔ اور تیسری قسم وہ ہے جو ہوا میں اڑتا ہے پرند کی طرف اشارہ اولم یروا الی الطیر سے کیا ہے۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ اخذ بناصيتها میں ناصیہ پیشانی کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ عرب کے قول کے مطابق ناصية فلان في يد فلان کہ فلاں کی پیشانی فلاں کے ہاتھ میں ہے۔ جب کہ وہ اس کی طاعت اور فرمانبرداری میں ہو۔ بنابریں جب کسی قیدی کو چھوڑتے تھے تو اس کی پیشانی مونڈ لیتے تھے۔ تا کہ علامت رہے۔

العقل الاول فلاسفہ کے خرافات شرح عقائد نسفیہ میں بیان کئے گئے ہیں۔ کہ ان کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کلیات کو جانتا ہے جزئیات کو نہیں

جانتا۔ حالانکہ قرآن مجید میں ہے وھو بکل شیئ علیم. وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔ شیئ کلی اور جزئی سب کو شامل ہے اوران کا یہ بھی کہنا ہے کہ الواحد لا یصدر منہ الا واحد اس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف عقل اوّل کو پیدا کیا ایک سے زائد پر اس کو قدرت نہیں ہے۔ اس کا ردّ وھو علی کل شیئ قدیر سے کیا۔ اور دہریہ کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی ذات کا علم نہیں ہے۔ اور نظام کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ جہل اور قبح کی پیدائش پر قادر نہیں ہے۔ اسی قسم کے اور بھی ان کے ہفوات ہیں جن کا حکماء نے ردّ کیا ہے۔ خلق کل شیئ وھو بکل شیئ علیم خالق کل شیئ فاعبدوہ. ھل من خالق غیر اللہ. الا لہ الخلق والامر تبارک اللہ رب العالمین. امام بخاریؒ نے اس آیت کو آخر کتاب میں ذکر کیا ہے۔ صاحب جمل فرماتے ہیں کہ خلق بمعنی مخلوقات کے ہے۔ اور امر کا معنی تصرف فی الکائنات ہے۔ تو اس سے ان لوگوں کا ردّ کرنا مقصود ہے جو کہتے ہیں کہ شمس و قمر اور ستاروں کا اس عالم کے اندر تصرف ہے۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ کل ماسوی اللہ تعالیٰ یا تو عالم خلق میں سے ہوگا۔ یا عالم امر میں سے ہوگا۔ کیونکہ خلق بمعنی تقدیر کے ہے۔ تو ہر جسم اور اور جسمانی چیز مقدار معین کے ساتھ ہوگی۔ تو یہ عالم خالق ہوا۔ اور جو چیز حجمیہ اور مقدار سے بری ہے وہ عالم ارواح اور عالم امر ہے۔ تو اجرام فلکی اور کواکب عالم خلق میں سے ہوئے۔ ملائکہ وغیرہ عالم امر میں سے ہوئے۔ اور احادیث صحیحہ اس کے مطابق ہیں۔ اور انسان جب غور کرے تو اسے معلوم ہوگا کہ عالم خلق اللہ کی تسخیر میں ہے۔ اور عالم امر تدبیر اللہ میں ہے۔ اور روحانیات کا جسمانیات پر غلبہ تقدیر الٰہی کی وجہ سے ہے۔ اس لئے فرمایا الا لہ الخلق والامر الخ اور امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ جن اشیاء کا ادراک حواس کرتے ہیں وہ عالم خلق ہے۔ او جن کا ادراک حواس نہیں کرتے وہ عالم امر ہے۔ مجدد سرہندیؒ فرماتے ہیں کہ تحت العرش جو کچھ ہے وہ عالم خلق ہے۔ اور جو کچھ اس کے اوپر ہے وہ عالم امر ہے۔ اور شیخ اکبرؒ فرماتے ہیں جن اشیاء کو اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ پیدا فرمایا ہے وہ عالم امر ہے۔ اور جن کو بواسطہ اشیاء پیدا فرمایا وہ عالم خلق ہے۔ تو روح عالم امر کی شیئ ہوئی کیونکہ وہ بلا واسطہ مخلوق ہے۔ بخلاف جسم کے کہ وہ اربعہ عناصر سے پیدا شدہ ہے۔ اور امام بخاریؒ نے بھی خلق اور امر کے باہمی فرق کی طرف قال ابن عیینہ کہہ کر اشارہ فرمایا ہے۔

باب خیر مال المسلم الخ یہ ضابطہ جو قطب گنگوہیؒ نے بیان فرمایا ہے یہ امام بخاریؒ کے اصول موضوعہ کے مطابق ہے۔ بعض شراح کو جب مناسبت معلوم نہ ہو سکی تو کہنے لگے یہ باب خیر مال المسلم یہ ناسخ لکھنے کی غلطی ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث ابو ہریرہؓ جس میں غنم کا ذکر ہے اس کی مطابقت تو ترجمہ سے ظاہر ہے۔ باقی احادیث ترجمہ سے مطابقت نہیں رکھتیں قطب گنگوہیؒ کی توجیہ کے مطابق سب روایات ترجمہ سے مناسب ہو جاتی ہیں۔ اور حافظؒ فرماتے ہیں کہ باب اذا وقع الذباب الخ کو بالکل حذف کر دینا اولیٰ ہے۔ اس طرح باب خمس من الدواب بھی لائق حذف ہیں۔ کیونکہ ان کو ترجمہ سے کوئی مناسبت نہیں۔

بَابُ خَيْرُ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتْبَعُ شَعَفَ الْجِبَالِ

ترجمہ۔ مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہیں جن کو لے کر پہاڑ کی چوٹیوں پر پھرتا رہے۔

حدیث (۳۰۶۳) حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلَ الخ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِکُ اَنْ يَّكُوْنَ خَيْرَ مَالِ الرَّجُلِ غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِيْنِهٖ مِنَ الْفِتَنِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہوں گی جن کو لے کر وہ پہاڑ کی چوٹیوں اور بارشی علاقوں میں پھرتا ہوگا۔ جس کی بدولت فتنوں سے اپنے دین کو بچالے گا۔

حدیث (۳۰۶۴) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ الخ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاْسُ الْکُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْفَخْرُ وَالْخُیَلَاءُ فِیْ اَھْلِ الْخَیْلِ وَالْاِبِلِ وَالْفَدَّا دِیْنَ اَھْلِ الْوَبَرِ وَالسَّکِیْنَۃُ فِیْ اَھْلِ الْغَنَمِ.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کفر کا سرغنہ مشرق کی طرف ہے۔ فخر اور بڑائی گھوڑے والوں اور اونٹ والوں اور دیہاتیوں میں ہوتی ہے۔ جو اونٹوں کی دموں کے پاس آواز لگانے والے ہیں۔ اور سکون وتواضع بکری والوں میں ہوتی ہے۔

حدیث (۳۰۶۵) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَمْرٍوؓ وَاَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ اَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَحْوَالْیَمَنِ فَقَالَ الْاِیْمَانُ یَمَانٍ ھٰھُنَا اَلَا اِنَّ الْقَسْوَۃَ وَغِلَظَ الْقُلُوْبِ فِی الْفَدَّا دِیْنَ عِنْدَ اُصُوْلِ اَذْنَابِ الْاِبِلِ حَیْثُ یَطْلُعُ قَرْنَا الشَّیْطٰنِ فِیْ رَبِیْعَۃَ وَمُضَرَ.

ترجمہ۔ حضرت عقبہ بن عمرو ابی مسعودؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ایمان ویقین تو یمنی لوگوں کا پختہ ہے۔ خبردار جفا اور دل کی سختی ان لوگوں کے اندر ہوتی ہے جو اونٹوں کی دموں کی جڑوں کے پاس آوازیں لگانے والے ہیں جہاں سے شیطان کی دو جماعتیں یا دو سینگ نکلتے ہیں۔ یعنی قبیلہ ربیعہ اور مضر میں جو مدینہ سے مشرق کی طرف رہتے تھے اور کفر وضلالت میں سخت تھے۔

حدیث (۳۰۶۶) حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ الخ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا سَمِعْتُمْ صِیَاحَ الدِّیْکَۃِ فَاسْئَلُوا اللّٰہَ مِنْ فَضْلِہٖ فَاِنَّھَا رَاَتْ مَلَکًا وَاِذَا سَمِعْتُمْ نَھِیْقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ فَاِنَّہٗ رَاٰی شَیْطَانًا.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم لوگ مرغے کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو۔ کیونکہ وہ مرغا فرشتہ کو دیکھتا ہے اور جب گدھے کے ہینگنے کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شیطان سے پناہ مانگو۔ کیونکہ گدھے نے شیطان کو دیکھا ہے۔

حدیث (۳۰۶۷) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ الخ سَمِعَ جَابِرَبْنَ عَبْدِاللّٰہِؓ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ جُنْحُ اللَّیْلِ اَوْ اَمْسَیْتُمْ فَکُفُّوْا صِبْیَانَکُمْ فَاِنَّ الشَّیَاطِیْنَ تَنْتَشِرُ حِیْنَئِذٍ فَاِذَا ذَھَبَ سَاعَۃٌ مِنَ اللَّیْلِ فَخَلُّوْھُمْ وَاَغْلِقُوا الْاَبْوَابَ وَاذْکُرُوا اسْمَ اللّٰہِ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ لَا یَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا قَالَ وَاَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ دِیْنَارٍ الخ اَنَّہٗ سَمِعَ جَابِرَبْنَ عَبْدِاللّٰہِ نَحْوَمَا اَخْبَرَنِیْ عَطَاءٌ وَلَمْ یَذْکُرْ وَاذْکُرُوا اسْمَ اللّٰہِ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رات کا آنا شروع ہو جائے یا فرمایا جب تم شام کرو تو اپنے بچوں کو روک لو۔ کیونکہ شیاطین اور جنات وحشرات الارض سب اس وقت زمین میں پھیل جاتے ہیں۔ جب رات کی ایک گھڑی گذر جائے تو پھر بچوں کو چھوڑ دو۔ اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر دروازوں کو بند کردو۔ کیونکہ شیطان بند دروازے کو نہیں کھولتا۔ عمرو بن دینار نے بھی ایسے روایت نقل کی ہے لیکن اس میں واذکروا اسم اللہ نہیں ہے۔

حدیث (۳۰۶۸) حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ الخ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

قَالَ فُقِدَتْ اُمَّةٌ مِّنْ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ لا یُدْرٰی مَا فَعَلَتْ وَاِنِّیْ لَآ اُرَاھَا اِلَّا الْفَارُ اِذَا وُضِعَ لَھَا اَلْبَانُ الْاِبِلِ لَمْ تَشْرَبْ وَاِذَا وُضِعَ لَھَا اَلْبَانُ الشَّآءِ شَرِبَتْ فَحَدَّثْتُ کَعْبًا فَقَالَ اَنْتَ سَمِعْتَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُہٗ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ لِیْ مِرَارًا فَقُلْتُ اَفَاَقْرَأُ التَّوْرٰۃَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت گم ہوگئی نہیں معلوم ان کے ساتھ کیا سلوک ہوا میرا تو خیال ہے کہ وہ جماعت چوہے ہیں۔ جب ان کے سامنے اونٹنی کا دودھ رکھا جائے تو نہیں پیتے اور جب بکری کا دودھ رکھا جائے تو پینا شروع کر دیتے ہیں میں نے یہ حدیث حضرت کعب احبار کو بیان کی تو انہوں نے فرمایا کہ تو نے آنحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے۔ میں نے کہا ہاں! تو یہ سوال انہوں نے مجھ سے کئی بار کیا تو میں نے کہا کہ کیا آپ نے تورات پڑھی ہے۔

حدیث (۳۰۶۹) حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ عُفَیْرٍ الخ عَنْ عَآئِشَۃَؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْوَزْغِ الْفُوَیْسِقُ وَلَمْ اَسْمَعْہُ اَمَرَ بِقَتْلِہٖ وَزَعَمَ سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِقَتْلِہٖ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکرلا کے متعلق فرمایا کہ یہ بدمعاش جانوروں میں سے ہے۔ لیکن میں نے آپؐ سے یہ نہیں سنا کہ آپؐ نے اس کو مار ڈالنے کا حکم دیا ہو۔ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مار ڈالنے کا حکم دیا ہے۔

حدیث (۳۰۷۰) حَدَّثَنَا صَدَقَۃُ بْنُ الْفَضْلِ الخ اَنَّ اُمَّ شَرِیْکٍؓ اَخْبَرَتْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَھَا بِقَتْلِ الْاَوْزَاغِ.

ترجمہ۔ حضرت ام شریکؓ خبر دیتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کرلے کے مار ڈالنے کا حکم دیا۔

حدیث (۳۰۷۱) حَدَّثَنَا عُبَیْدُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ الخ عَنْ عَآئِشَۃَؓ قَالَتْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُقْتُلُوْا ذَا الطُّفْیَتَیْنِ فَاِنَّہٗ یَلْتَمِسُ الْبَصَرَ وَیُصِیْبُ الْحَمَلَ تَابَعَہٗ حَمَّادٌ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذو الطفیتین یعنی وہ سانپ جس کی کمر میں دو لکیریں ہوں اسے مار ڈالو کیونکہ وہ بینائی کو تلف کرتا ہے۔ اور حمل کو نقصان پہنچاتا ہے حماد بن سلمہ نے ابو اسامہ کی متابعت کی ہے۔

حدیث (۳۰۷۲) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ عَآئِشَۃَؓ قَالَتْ اَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْاَبْتَرِ وَقَالَ اِنَّہٗ یُصِیْبُ الْبَصَرَ وَیُذْھِبُ الْحَبَلَ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹی دُم والے ابتر سانپ کے مار ڈالنے کا حکم دیا ہے۔ فرمایا وہ بینائی کو نقصان پہنچاتا ہے اور عورت کے حمل کو ضائع کر دیتا ہے۔

حدیث (۳۰۷۳) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ الخ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ اَنَّ ابْنَ عُمَرَؓ کَانَ یَقْتُلُ الْحَیَّاتِ ثُمَّ نَھٰی قَالَ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَدَمَ حَائِطًا لَّہٗ فَوَجَدَ فِیْہِ سِلْخَ حَیَّۃٍ فَقَالَ انْظُرُوْا اَیْنَ ھُوَ فَنَظَرُوْا فَقَالَ اقْتُلُوْہُ فَکُنْتُ اَقْتُلُھَا لِذٰلِکَ فَلَقِیْتُ اَبَا لُبَابَۃَ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

قَالَ لَا تَقْتُلُوا الْجِنَانَ اِلَّا كُلَّ اَبْتَرِ ذِیْ طُفْیَتَیْنِ فَاِنَّهٗ یُسْقِطُ الْوَلَدَ وَیُذْهِبُ الْبَصَرَ فَاقْتُلُوْهُ.

ترجمہ۔ ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ جناب ابن عمرؓ سانپوں کو مار ڈالتے تھے پھر انہوں نے روک دیا۔ فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دیوار گرائی تو اس کے اندر سے سانپ کی چھتری ملی جن میں وہ چھپتا ہے تو فرمایا دیکھو وہ سانپ کہاں گیا۔ صحابہ کرامؓ نے اسے دیکھ لیا تو فرمایا اس کو مار ڈالو پس اس وجہ سے میں انہیں مار ڈالتا تھا لیکن بعد ازاں میری ملاقات حضرت ابولبابہ صحابی سے ہوئی تو انہوں نے مجھے خبر دی کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان گھروں میں چھپنے والے سانپوں کو قتل نہ کرو۔ البتہ ہر وہ سانپ جو چھوٹی دم والا اور اس کی کمر میں سفید دھاریاں ہوں اس کو مار ڈالو۔ کیونکہ وہ بچہ کو ماں کے پیٹ سے گرا دیتا ہے اور بینائی کو لے جاتا ہے۔ پس اسے مار ڈالو۔

حدیث(۳۰۷۴) حَدَّثَنَا مَالِکُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّهٗ كَانَ یَقْتُلُ الْحَیَّاتِ فَحَدَّثَهٗ اَبُوْ لُبَابَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ قَتْلِ جِنَانِ الْبُیُوْتِ فَاَمْسَکَ عَنْهَا.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سانپوں کو مار ڈالتے تھے حضرت ابولبابہؓ نے انہیں حدیث بیان کی کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سانپوں کو مار ڈالنے سے منع فرمایا جو گھروں میں چھپنے والے ہیں چنانچہ ابن عمرؓ ان کے قتل کرنے سے رک گئے۔

بَابُ خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَآبِّ فَوَاسِقُ یُقْتَلْنَ فِی الْحَرَمِ

ترجمہ۔ پانچ جانور بدمعاش ہیں ان کو حرم پاک میں بھی قتل کیا جائے۔

حدیث(۳۰۷۵) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ عَائِشَةَؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ فَوَاسِقُ یُقْتَلْنَ فِی الْحَرَمِ الْفَارَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْحُدَیَّا وَالْغُرَابُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ جانور بدمعاش ہیں۔ جن کو حرم پاک میں بھی قتل کر دیا جائے۔ چوہا۔ بچھو۔ چیل۔ کوا۔ اور باؤلا کتا۔

حدیث(۳۰۷۶) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الخ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ مَنْ قَتَلَهُنَّ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ الْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ وَالْغُرَابُ وَالْحِدَاءَةُ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ جانور ایسے ہیں جن کو اگر کسی شخص نے احرام کی حالت میں مار ڈالا تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ ایک بچھو ہے۔ دوسرا چوہا۔ تیسرا باؤلا کتا۔ چوتھا کوا۔ اور پانچویں چیل ہے۔

حدیث(۳۰۷۷) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِؓ رَفَعَهٗ قَالَ خَمِّرُوا الْاٰنِیَةَ وَاَوْكُوا الْاَسْقِیَةَ وَاَجِیْفُوا الْاَبْوَابَ وَاكْفِتُوا صِبْیَانَكُمْ عِنْدَ الْعِشَاءِ فَاِنَّ لِلْجِنِّ اِنْتِشَارًا وَخَطْفَةً وَاَطْفِئُوا الْمَصَابِیْحَ عِنْدَ الرُّقَادِ فَاِنَّ الْفُوَیْسِقَةَ رُبَّمَا اجْتَرَّتِ الْفَتِیْلَةَ فَاَحْرَقَتْ اَهْلَ الْبَیْتِ قَالَ ابْنُ جُرَیْجٍ الخ فَاِنَّ لِلشَّیَاطِیْنَ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ اس حدیث کو مرفوع روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا برتنوں کو ڈھانپ کر رکھو اور مشکیزوں کو تسمہ لگا دو اور دروازے بند کر دو اور اپنے بچوں کو شام کے وقت بالکل روک لو۔ کیونکہ جنات نے اس وقت پھیلنا اور اچک لینا ہوتا ہے۔

اور سوتے وقت چراغ بھی بجھالیا کرو۔ کیونکہ ایک چھوٹی سی شریر چوہیا بسا اوقات چراغ کی بتی کو کھینچ لیتی ہے اور اس سے سارے گھروں کو جلا دیتی ہے ابن جریج کی روایت میں جنات کی بجائے شیاطین کا ذکر ہے۔

حدیث(۳۰۷۸)حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الخ عَنْ عَبْدِاللهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَارٍ فَنَزَلَتْ وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا فَاِنَّا لِنَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيْهِ اِذْ خَرَجَتْ حَيَّةٌ مِنْ جُحْرِهَا فَابْتَدَرْنَاهَا لِنَقْتُلَهَا فَسَبَقَتْنَا فَدَخَلَتْ جُحْرَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيْتُمْ شَرَّهَا وَعَنْ اِسْرَآئِيْلَ الخ مِثْلَهُ قَالَ وَاِنَّا لَنَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيْهِ رُطْبَةً وَّتَابَعَهُ اَبُوْ عَوَانَةَ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ہم ایک غار میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ سورۂ والمرسلات عرفا نازل ہوئی جس کو ہم نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے ہی حاصل کیا اچانک ایک سانپ اپنی بل سے باہر نکلا ہم اس کی طرف لپکے تا کہ اسے مار ڈالیں۔ لیکن ہم سے آگے نکل گیا اور اپنی بل میں گھس گیا۔ جس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تمہارے شر سے بچ گیا۔ جس طرح تم اس کے شر سے محفوظ ہو گئے۔ اور اسرائیل کی روایت میں ہے کہ ہم نے تازہ بتازہ آپ کے دہن مبارک سے اس صورت کو حاصل کیا۔ ابوعوانہ نے متابعت کی ہے۔

حدیث(۳۰۷۹)حَدَّثَنَا نَصْرُبْنُ عَلِيٍّ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَخَلَتْ اِمْرَاَةٌ فِى النَّارِ فِيْ هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَاْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ قَالَ وحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ الخ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ایک عورت محض ایک بلی کی وجہ سے جہنم میں داخل ہو گی جسے اس نے باندھ رکھا تھا نہ تو اسے خود کھلاتی تھی اور نہ ہی اسے چھوڑتی تھی کہ وہ زمین کے گھاس پھونس سے کھاتی۔ عبید اللہ نے بھی ابوھریرۃؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

حدیث (۳۰۸۰) حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَزَلَ نَبِيٌّ مِنَ الْاَنْبِيَآءِ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَلَدَغَتْهُ نَمْلَةٌ فَاَمَرَ بِجِهَازِهٖ فَاُخْرِجَ مِنْ تَحْتِهَا ثُمَّ بِبَيْتِهَا فَاُحْرِقَ بِالنَّارِ فَاَوْحَى اللهُ اِلَيْهِ فَهَلَّا نَمْلَةً وَّاحِدَةً.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبیوں میں سے ایک نبی نے ایک درخت کے نیچے پڑاؤ کیا تو آپ کو ایک چیونٹی نے کاٹ لیا آپ نے اپنے سامان کے متعلق حکم دیا کہ وہ اس درخت کے نیچے سے نکال لیا جائے۔ پھر ان چیونٹیوں کے بھٹے کے متعلق حکم دیا کہ اسے آگ کے ساتھ جلا دیا جائے۔ پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی طرف وحی آ گئی کہ آپ نے صرف ایک چیونٹی کو کیوں نہ جلایا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ راس الکفر نحو المشرق اس سے اشارہ قبیلہ ربیعہ اور مضر کی طرف ہے جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ اور ان کا کفر شدید تھا۔ جس سے مسلمان جماعتوں کو سخت اذیت پہنچتی تھی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حضرت شیخ گنگوہیؒ نے کوکب دری کے اندر بھی اس سے بحث کی ہے کہ دیگر قبائل اسلم. غفار وغیرہ تو جلد مسلمان ہو گئے۔ لیکن اہل مشرق کے قبائل ربیعہ اور مضر نے بہت دیر سے شدید مقابلہ کے بعد اسلام قبول کیا۔ نیز! آنے والے واقعات

بھی ان میں نمودار ہونے والے تھے۔ مثلاً خروج دجال علی اهل مدینه بھی مشرق سے ہوگا۔ جس قدر یمنی لوگ اس کا مقابلہ کریں گے اور کوئی نہیں کرے گا۔ اس لئے آپؐ نے دونوں فریقوں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ اہل مشرق تو کفر کا گڑھ ہے۔ اور ایمان یمنیوں کا قابل ستائش ہے۔ بہرحال کرمانیؒ نے فدادین کی تعریف میں حضرت شیخؒ کی موافقت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس سے مراد بھی قبیلہ ربیعہ اور مضر ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بددعا فرمائی ہے وہ بھی اس کی تائید کرتی ہے۔ اللهم اشدد وطاتک علی مضر واجعلها علیهم سنین کسنی یوسف (الحدیث) اے اللہ قبیلہ مضر پر اپنی گرفت سخت کردے۔ اور ان کو ایسی قحط سالی میں مبتلا فرما جیسے یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں تھی۔ لیکن حافظؒ فرماتے ہیں حدیث باب کا اشارہ کفر مجوس کی طرف ہے جو فارس کے باشندے تھے۔ اور وہ اہل مدینہ سے مشرق کی طرف واقع ہے جو کفر اور غرور میں بے پناہ قوت کے مالک تھے۔ چنانچہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والا نامہ کو بھی پارہ پارہ کر کے پھاڑ دیا تھا اور قیامت کے دن تک آنے والے فتن بھی ادھر سے ہی سر اٹھائیں گے۔ چنانچہ آپؐ کی خبر کے مطابق فتنوں کا ظہور مشرق کی طرف سے ہورہا ہے اور جس قدر بدعات ورسوم پھیل رہی ہیں ان کا سرچشمہ بھی مشرق ہے۔

اعاذالله من شرورهم میرے نزدیک دو حدیثین مختلف ہیں۔ ایک سے تو ان فتن کی طرف اشارہ ہے جو حضرت عثمانؓ کے وقت سے برپا ہوئے جنگ جمل۔ صفین۔ ظهور حجاج فی ارض العراق یہ سب مشرق میں واقع ہیں۔ اور دوسری حدیث جس میں فرمایا گیا حیث یطلع قرن الشیطن اس سے خروج دجال یاجوج ماجوج وغیرہ کی طرف سے اشارہ ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ افاقرا التورة سے مقصد یہ ہے کہ میں نے تورات میں نہیں پڑھا۔ جس سے وہم گذرے کہ میرے علم کا مدار تورات پر ہے بلکہ مجھے تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خبر دینے سے علم ہوا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے تورات نہیں پڑھی کہ مجھے اس سے علم حاصل ہوتا۔ بلکہ یہ علم تو سماع النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر موقوف ہے۔ باقی جمہور کا مسلک یہ ہے کہ ممسوخ مسخ شدہ قوموں کی نہ تو نسل چالو ہوتی ہے اور نہ ہی ان کے نشانات باقی رہتے ہیں۔ جیسے بندر اور خنزیر مستقل امت ہیں ممسوخ نہیں ہیں۔ حدیث باب جس سے فارہ کا ممسوخ ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ آپؐ کا یہ ارشاد نزول وحی سے قبل کا ہے۔ اس لئے آپؐ نے یقین کے ساتھ نہیں فرمایا جب یہ علم وحی سے حاصل ہوا تو معلوم ہوا کہ یہ بھی مستقل امت ہے۔ مسخ شدہ نہیں ہے۔ چنانچہ ابن عباسؓ کا قول ضحاکؒ نے نقل فرمایا ہے کہ مسخ تین دن سے زیادہ نہیں رہتا نہ وہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں اور نہ ہی ان کی نسل چلتی ہے جس کی تائید میں اور روایات بھی نقل کی گئی ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ فاحرق بالنار. احرق بالنار کا مطلب یہ ہے کہ آگ میں گھاس پھونس اور ایندھن ڈال کر جلایا گیا۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ اہل عرب انسان کی رہائش گاہ کو وطن کہتے ہیں۔ اونٹوں کے مسکن کو عطن اور شیر کے مسکن کو عرین اور غابہ کہا جاتا ہے۔ ہرن کے مسکن کو کناس اور گوہ کے مسکن کو وجار۔ اور پرندے کے گھونسلے کو عش اور زنبور (بھڑ) کے چھتے کو کور۔ اور چیونٹی کے مسکن کو قریہ کہتے ہیں۔ بنابریں کہا گیا کہ امر لقریة النمل فاحرقت تو قریہ ان کے اجتماع کا مقام ہوا۔

هلانملة واحدة یعنی جس چیونٹی نے آپ کو تکلیف پہنچائی تھی اسی کو جلایا جاتا۔ اس حدیث سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے جو کہتے ہیں کہ موذی حیوان کو آگ سے جلانا جائز ہے۔ مگر یہ اس صورت میں ہے جب کہ شرع من قبلنا حجت ہوں۔ اور ان کے خلاف ہماری شریعت میں حکم نہ آیا ہو۔ ہماری شریعت میں احراق بالنار کسی حیوان کا جائز نہیں ہے۔ اس نبی پر عتاب زیادتی پر ہوا ممکن ہے احراق بالنار ان کی

شریعت میں جائز ہو۔ بلکہ بعض نے تو ایک قصہ نقل کیا ہے۔ تو اس صورت میں یہ عتاب جواباً ہوگا۔ انکاراً نہیں ہوگا۔ اس نبی کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ عزیر علیہ السلام تھے۔ بعض کے ہاں موسیٰ علیہ السلام مراد ہیں۔ اور بعض نے داؤد علیہ السلام کا نام لیا ہے۔ اور شیخ زکریاؒ نے چیونٹی کے عجائبات نقل فرمائے ہیں جو قابل دید ہیں۔

بَابُ اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِیْ شَرَابِ اَحَدِکُمْ

فَلْیَغْمِسْهُ فَاِنَّ فِیْ اِحْدٰی جَنَاحَیْهِ دَآءٌ وَفِی الْاُخْرٰی شِفَآءٌ

ترجمہ۔ مکھی جب کسی کے مشروب میں گر پڑے تو اسے غوطہ دینا چاہئے کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہے اور دوسرے پر میں شفا ہے۔

حدیث(۳۰۸۱) حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ الخ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَیْرَةَؓ یَقُوْلُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِیْ شَرَابِ اَحَدِکُمْ فَلْیَغْمِسْهُ ثُمَّ لِیَنْزِعْهُ فَاِنَّ فِیْ اِحْدٰی جَنَاحَیْهِ دَآءٌ وَالْاُخْرٰی شِفَآءٌ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کے مشروب میں مکھی گر پڑے تو اسے ڈبکی دے دے۔ کیونکہ اس کے دو پروں میں سے ایک کے اندر بیماری ہے اور دوسرے میں شفا ہے۔

حدیث(۳۰۸۲) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَاحٍ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غُفِرَ لِامْرَأَةٍ مُّسُوْمِسَةٍ مَرَّتْ بِکَلْبٍ عَلٰی رَاْسِ رَکِیٍّ یَلْهَثُ قَالَ کَادَ یَقْتُلُهُ الْعَطْشُ فَنَزَعَتْ خُفَّهَا فَاَوْثَقَتْهُ بِخُمَارِهَا فَنَزَعَتْ لَهٗ مِنَ الْمَآءِ فَغُفِرَ لَهَا بِذٰلِکَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ایک فاحشہ عورت کی اس وجہ سے بخشش ہوگئی کہ اسکا گذر ایک کتے کے پاس سے ہوا جو بغیر من کے ایک کنویں پر ہانپ رہا تھا۔ فرماتے ہیں کہ قریب تھا کہ پیاس اس کو مار ڈالتی۔ پس اس نے اپنا موزہ اتارا اسے اپنے دوپٹے سے باندھا اور اس کیلئے پانی کھینچا پلایا تو اس کی وجہ سے بخشی گئی۔

حدیث (۳۰۸۳) حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ عَنْ اَبِیْ طَلْحَةَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَدْخُلُ الْمَلٰٓئِکَةُ بَیْتًا فِیْهِ کَلْبٌ وَّلَا صُوْرَةٌ.

ترجمہ۔ حضرت ابو طلحہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا اس گھر میں اللہ کی رحمت کے فرشتے نہیں داخل ہوتے جس میں پالتو کتا ہو یا فوٹو یعنی جی دار کی تصویر ہو۔

حدیث(۳۰۸۴) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِقَتْلِ الْکِلَابِ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کے مار ڈالنے کا حکم دیا ہے۔

حدیث(۳۰۸۵) حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ الخ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَؓ حَدَّثَهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَمْسَکَ کَلْبًا نُقِصَ مِنْ عَمَلِهٖ کُلَّ یَوْمٍ قِیْرَاطٌ اِلَّا کَلْبَ حَرْثٍ اَوْ کَلْبَ مَاشِیَةٍ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے شوقیہ کتے کو روک رکھا تو روزانہ اس کے

اعمال میں سے ایک قیراط کے برابر ثواب کم ہوتا رہے گا سوائے کھیتی اور جانوروں کی حفاظت والے کتے کے۔ کہ جن کے رکھنے کی اجازت ہے۔

حدیث(۳۰۸۶)حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الخ اَنَّهُ سَمِعَ سُفْيَانَ بْنَ اَبِیْ زُهَيْرِ الشَّنَئِیِّ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا لَا يُغْنِیْ زَرْعًا وَّلَا ضَرْعًا نَقَصَ مِنْ عَمَلِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ فَقَالَ السَّائِبُ اَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِیْ وَرَبِّ هٰذِهِ الْقِبْلَةِ.

ترجمہ۔ حضرت سفیان بن ابی زہیر شنوئیؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جس نے کوئی ایسا کتا رکھا جو نہ تو اس کی کھیتی کے کام آتا ہے اور نہ ہی کسی تھن والے جانور کے کام آتا ہے۔ تو روزانہ اس کے عمل سے ایک قیراط کا ثواب کم ہوتا رہے گا۔ سائب نے پوچھا کہ کیا اس حدیث کو آپ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اس نے کہا ہاں اس قبلہ کے رب کی قسم! میں نے آپؐ سے سنا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ یہ ابواب سابقہ ابواب کی طرح ہیں جن میں دواب کا ذکر ہے۔ اتنی مناسبت کافی ہے باقی روایات کی ترجمہ کے ساتھ مطابقت واجب نہیں ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ فی احدی جنا حیه الخ اور حدیث کے آخر میں ہے کہ وہ زہر کو پہلے اور شفاء والے پر کو مؤخر کرتی ہے اور ایسی معلومات الٰہی بہت ہے۔ دیکھو شہد کی مکھی کے پیٹ میں تو شہد ہے لیکن اس کے ڈنگ میں زہر ہے۔ اژدھا کو دیکھو اس کے منہ میں زہر بھی ہے تریاق بھی ہے۔ قاله الکرمانی. آج کل روشن خیال طبقہ ایسی احادیث پر تمسخر کرتا ہے۔

امر بقتل الکلاب جب کتوں کی کثرت ہو جائے۔ آج کل باؤلے کتے کے مار ڈالنے کا حکم ہے۔ باقی غیر ضرر رساں کو بھی نہیں مارنا چاہیئے۔ کلب زرع ماشیہ اور حراستہ والے کی آج بھی اجازت ہے۔

قیراط اور بعض روایات میں قیراطان وارد ہے۔ تو یہ اختلاف مواضع کے اعتبار سے ہوگا۔ کہ مدینہ کی شرافت کی وجہ سے اس میں کتے پالنے والے کا دو قیراط ثواب کم ہوگا۔ دیگر مقامات والے کا ایک قیراط ثواب کم ہوگا۔ قیراط کی مقدار کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتے ہیں۔ یہ کتاب بدء الخلق کا آخری حصہ ہے۔ اس لئے ان احادیث کا ذکر ہوا جن میں بعض مخلوقات کا ذکر ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْاَنْبِيَآءَ

بَابُ خَلْقِ اٰدَمَ وَذُرِّيَّتِهٖ

ترجمہ۔آدم علیہ السلام اور انکی اولاد کی پیدائش کا ذکر ہے

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً.

ترجمہ۔کہ اس کو یاد کرو جب تیرے رب نے فرشتوں سے بطور اطلاع کے کہا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ پیدا کرنے والا ہوں۔

صلصال وہ مٹی جس میں ریت ملی ہوئی ہو وہ ایسے بجتی ہے جیسے پکی ٹھیکری بجتی ہے۔فخار وہ ٹھیکری جو آگ سے پکائی گئی ہو حمامسنون کے معنی بدبودار کے ہیں اور ایسا گارا جو خشک ہو جائے تو وہ بجتا ہے۔اس لئے صل کے معنی لیتے ہیں تو صل سے صلصل بنا۔جیسے صرالباب سے صرصر بنا جس کے معنی بند کرنے کے ہیں۔جیسے کببته سے کبکبته مراد لیتے ہیں کہ میں نے اس کو اوندھے منہ گرایا تو وہ اوندھے منہ گر گیا۔فمرت به فحملته حملا خفیفا.فمرت به کہ وہ حمل کو لئے پھرتی ہے یہاں تک کہ اسے وضع حمل ہو جاتی ہے۔گویا کہ برابر اس کو حمل رہتا ہے۔یہاں تک کہ وہ اسے پورا کر لیتی ہے۔ ان لا تسجد میں لا زائدہ ہے۔تسجد کے معنی میں ہے۔

بَابُ وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ الاية قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ. اِلَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ میں لما الا کے معنی میں ہے۔اِلَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ.لَقَدْخَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِىْ كَبَدٍ میں کبد کے معنی شدۃ خلق کے ہیں۔ يُوَارِىْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا میں ریشا کے معنی مال کے ہیں۔اور ابن نمیر نے فرمایا کہ ریاش اور ریش ایک چیز ہے اس سے لباس کی ظاہری زینت مراد ہے۔

ماتمنون یعنی عورتوں کے رحم میں نطفہ گرتا ہے۔آگے مجاہد کی تفسیر ہے انه علی رجعه لقادر اس سے وہ نطفہ مراد ہے جو مرد کے احلیل ذکر میں ہوتا ہے۔ کل شیء خلقه اور الشفع والوتر میں شفع سے مراد آسمان ہے۔اور وتر سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔فی احسن تقویم کے معنی ہیں فی احسن خلق.اسفل سافلین.الامن امن. ان الانسان لفی خسر میں خسر کے معنی گمراہی کے ہیں۔پھر اسی سے الامن امن کا استثناء کیا۔ من طین لازب میں لازب کے معنی لازم کے ہیں۔اگر اشکال ہو کہ آسمان تو سات ہیں تو وہ شفع کیسے ہوئے۔کہا جائے گا کہ شفع بمعنی جوڑا کے ہے۔کہ زمین و آسمان جوڑا۔ایسے شمس و قمر۔لیل و نہا جوڑا ہیں۔بحر و بر جوڑا ہیں۔جن و انس جوڑا ہیں۔ننشئک ای فی خلق نشاء جس مخلوق میں ہم چاہیں۔یہ لایعلمون کی تفسیر ہے۔ نسبح بحمدک یعنی ہم تیری تعظیم بیان کرتے ہیں۔اور ابوالعالیہ کی تفسیر ہے فتلقی ادم اور ربنا ظلمنا کے کلمات میں فازلهما ای استزلهما یعنی ان کو پھسلا دیا۔لم یتسنه بمعنی لم یتغیر کے ہے۔ اسن کے معنی متغیر کے ہیں۔ المسنو ن کے معنی بھی متغیر کے ہیں۔ حماء حماۃ کی جمع ہے۔وہ بگڑا ہوا گارہ ہے۔یخصفان جنت کے پتوں

کو لے کر چپٹیں گے۔ کہ جنت کے پتے ایک دوسرے کو لپٹے ہوئے تھے۔ سو اتھما یعنی ان کی شرم گاہوں سے کنایہ ہے۔ متاع الی حین کچھ مدت تک نفع اٹھانا ہے یہاں سے لے کر قیامت کے دن تک اور حین کا لفظ عرب کے ہاں ایک گھڑی سے لے کر اس وقت تک کو شامل ہے جس کا عدد احاطہ نہیں کرسکتا۔ قبیلہ یعنی اس کی جماعت جن میں سے خود شیطان بھی ہے۔

حدیث (۳۰۸۷) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ وَطُوْلُهٗ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا ثُمَّ قَالَ اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلٰی اُوْلٰئِکَ مِنَ الْمَلَائِکَةِ فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّوْنَکَ تَحِيَّتُکَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِکَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْکُمْ فَقَالُوْا السَّلَامُ عَلَيْکَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَزَادُوْهُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَکُلُّ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰی صُوْرَةِ اٰدَمَ فَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ حَتّٰی الْاٰنَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کا قد ساٹھ گز تھا۔ پھر فرمایا ان فرشتوں کی جماعت پر جا کر سلام کرو۔ اور جو وہ سلام کا جواب دیں اس کو غور سے سنو۔ کیونکہ وہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہوگا چنانچہ انہوں نے جا کر السلام علیکم کہا تو جواب ملا کہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ پس ہر شخص قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام کی شکل پر جنت میں داخل ہوگا۔ پس مخلوقات کا قد گھٹتے گھٹتے یہاں تک آپہنچا جواب ہے۔

حدیث (۳۰۸۸) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ زُمْرَةٍ يَّدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ عَلٰی صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ عَلٰی اَشَدِّ کَوْکَبٍ دُرِّيٍّ فِی السَّمَآءِ اِضَاءَةً لَا يَبُوْلُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ وَلَا يَتْفِلُوْنَ وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ اَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْکُ وَمَجَامِرُهُمُ الْاَلُوَّةُ الْاَنْجُوْجُ عُوْدُ الطِّيْبِ وَاَزْوَاجُهُمُ الْحُوْرُ الْعِيْنُ عَلٰی خَلْقِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ عَلٰی صُوْرَةِ اَبِيْهِمْ اٰدَمَ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فِی السَّمَآءِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا پہلا گروہ مسلمانوں کا جو جنت میں داخل ہوگا وہ چودھویں رات کے چاند کی شکل پر ہوگا پھر اس کے بعد والے آسمان میں جو سب سے زیادہ چمکدار ستارہ ہے اس کی شکل پر ہوں گے۔ نہ تو وہ پیشاب کریں گے نہ پاخانہ پھریں گے نہ تھوکیں گے اور نہ ہی ناک صاف کریں گے۔ یعنی نہ سنک بہائیں گے۔ ان کے کنگھے سونے کے ہوں گے۔ ان کا پسینہ کستوری کا ہوگا اور ان کی انگیٹھیوں میں اگر بتی ہوگی جس کو انجوج بھی کہتے ہیں۔ اور لکرۃ ایک خوشبودار لکڑی ہے عود ہندی کہتے ہیں۔ ان کی بیویاں موٹی موٹی آنکھوں والی سفید حوریں ہوں گی۔ وہ جنتی سب ایک آدمی کی خصلت پر ہوں گے اور بلندی اور اونچائی میں اپنے باپ آدم کی شکل پر ساٹھ گز کے ہوں گے۔

حدیث (۳۰۸۹) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَؓ اَنَّ اُمَّ سُلَيْمٍ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِیْ مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَی الْمَرْاَةِ الْغُسْلُ اِذَا احْتَلَمَتْ قَالَ نَعَمْ اِذَا رَاَتِ الْمَآءَ فَضَحِکَتْ اُمُّ سَلَمَةَؓ فَقَالَتْ تَحْتَلِمُ الْمَرْاَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبِمَا يُشْبِهُ الْوَلَدُ.

ترجمہ۔ حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ حضرت ام سلیمؓ نے کہا یا رسول اللہ ! اللہ تعالیٰ حق بات کہنے سے نہیں رکتے۔ کیا عورت کو جب احتلام آئے تو اس پر غسل واجب ہے آپؐ نے فرمایا ہاں جب کہ وہ منی کا پانی دیکھے۔ حضرت ام سلیمؓ تعجب سے ہنسنے لگیں اور پوچھا کیا عورت کو بھی

احتلام ہوتا ہے جس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر احتلام نہیں آتا تو پھر بچہ ماں باپ کے ہم شکل کیوں ہوتا ہے۔

حدیث (۳۰۹۰) حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ الخ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ بَلَغَ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ سَلَامٍ مُقْدَمُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَۃَ فَاَتَاہُ فَقَالَ سَائِلُکَ عَنْ ثَلٰثٍ لَا یَعْلَمُھُنَّ اِلَّا نَبِیٌّ مَا اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَۃِ وَمَا اَوَّلُ طَعَامٍ یَاْکُلُہٗ اَھْلُ الْجَنَّۃِ وَمِنْ اَیِّ شَیْیٍٔ یَنْزِعُ الْوَلَدُ اِلٰی اَبِیْہِ وَمِنْ اَیِّ شَیْءٍ یَنْزِعُ اِلٰی اَخْوَالِہٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَبَّرَنِیْ بِھِنَّ اٰنِفًا جِبْرِیْلُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰہِ ذَاکَ عَدُوُّ الْیَھُوْدِ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَّا اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَۃِ فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمُشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَاَمَّا اَوَّلُ طَعَامٍ یَّاْکُلُہٗ اَھْلُ الْجَنَّۃِ فَزِیَادَۃُ کَبِدِ حُوْتٍ اَمَّا الشَّبَہُ فِی الْوَلَدِ فَاِنَّ الرَّجُلَ اِذَا غَشِیَ الْمِرْاَۃَ فَسَبَقَھَا مَآءُہٗ کَانَ الشَّبَہُ لَہٗ وَاِذَا سَبَقَ مَآءُ ھَا کَانَ الشَّبَہُ لَھَا قَالَ اَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ثُمَّ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ الْیَھُوْدَ قَوْمٌ بُھُتٌ اِنْ عَلِمُوْا بِاِسْلَامِیْ قَبْلَ اَنْ تَسْاَلَھُمْ بَھَتُوْنِیْ عِنْدَکَ فَجَآءَ تِ الْیَھُوْدُ وَدَخَلَ عَبْدُ اللّٰہِ الْبَیْتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ رَجُلٍ فِیْکُمْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ سَلَامٍ قَالُوْا اَعْلَمُنَا وَابْنُ اَعْلَمِنَا وَاَخْیَرُنَا وَابْنُ اَخْیَرِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفَرَاَیْتُمْ اِنْ اَسْلَمَ عَبْدُ اللّٰہِ فَقَالُوْا اَعَاذَہُ اللّٰہُ مِنْ ذٰلِکَ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰہِ اِلَیْھِمْ فَقَالَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ فَقَالُوْا اَشَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا وَوَقَعُوْا فِیْہِ۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن سلامؓ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ پہنچنے کی خبر پہنچی تو وہ آپؐ کے پاس حاضر ہوئے کہنے لگے کہ حضرت میں آپؐ سے تین چیزوں کے متعلق پوچھ رہا ہوں جن کا علم سوائے نبی کے اور کسی کو نہیں ہوتا۔ کہنے لگے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے پہلی نشانی کیا ہے اور جنتی لوگ پہلے پہلے کیا کھانا کھائیں گے۔ اور کس وجہ سے بچہ باپ کی طرف کھچا چلا جاتا ہے۔ اور کس وجہ سے اپنی ماؤں کی طرف کھچتا ہے۔ پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے متعلق ابھی ابھی جبرائیل علیہ السلام مجھے بتا کر جا رہے ہیں قیامت کی نشانیوں میں سے پہلی نشانی تو آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف اٹھا کر جمع کرے گی۔ اور جنتیوں کا پہلا کھانا جو وہ کھائیں گے وہ مچھلی کے جگر کا ٹکڑا ہے جو اچھا اور لذیذ ہوتا ہے۔ اور بچے میں مشابہت کی وجہ یہ ہے کہ مرد جب عورت سے ہمبستر ہوتا ہے پس اگر اس کا پانی رحم مادہ میں عورت کے پانی سے پہلے پہنچ گیا تو بچہ اس سے ہم شکل ہوگا اور جب عورت سبقت کر جاتی ہے تو بچہ اس کے ہم شکل ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک آپؐ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ پھر فرمایا یا رسول اللہ! یہودی لوگ بہت بہتان طراز ہیں۔ اگر آپؐ کے سوال کرنے سے پہلے ان کو میرے مسلمان ہونے کا علم ہوگیا تو مجھ پر آپؐ کے پاس طرح طرح کی تہمتیں تراشیں گے۔ چنانچہ یہود آئے تو حضرت عبداللہ بن سلامؓ گھر کے اندر چلے گئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ حضرت عبداللہ بن سلام تمہارے اندر کس قسم کے آدمی شمار ہوتے ہیں انہوں نے کہا کہ ہم میں سے سب سے زیادہ علم رکھنے والے اور بڑے عالم کے بیٹے ہیں اور ہم میں سے بہتر اور بہتر آدمی کے بیٹے ہیں۔ جس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری کیا رائے ہے اگر حضرت عبداللہؓ مسلمان ہو جائے۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ اسے اس سے پناہ دے۔ تو حضرت عبداللہؓ ان کی طرف باہر تشریف لا کر کہنے لگے کہ میں تو گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے

لائق نہیں۔اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔تو کہنے لگے کہ سن لو ہم میں سے بدترین آدمؑ اور بدترین آدمی کے بیٹے ہیں۔پھران کو خوب گالیاں دینے لگے۔

حدیث(۳۰۹۱)حَدَّثَنَا بِشْرُبْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ یَعْنِیْ لَوْلَا بَنُوْا اِسْرَائِیْلَ لَمْ یَخْنَزِ اللَّحْمُ وَلَوْلَا حَوَّاءَ لَمْ تَخُنْ اُنْثٰی زَوْجَهَا.

ترجمہ۔حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت کرتے ہیں۔یعنی اگر بنوا اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت بدبودار نہ ہوتا اگر حواء زوج آدم نہ ہوتیں تو کوئی عورت اپنے خاوند سے خیانت نہ کرتی خیانت حواء سے مراد فاحشہ نہیں ہے بلکہ خاوند کے بارے میں ابلیس کی بات کو مان لینا ہے۔

حدیث (۳۰۹۲) حَدَّثَنَا اَبُوْکُرَیْبٍ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ فَاِنَّ الْمَرْاَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضَلَعٍ وَاِنَّ اَعْوَجَ شَیْءٍ فِی الضِّلَعِ اَعْلَاهُ فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِیْمُهٗ کَسَرْتَهٗ وَاِنْ تَرَکْتَهٗ لَمْ یَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ.

ترجمہ۔حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عورتوں کے بارے میں بھلائی کی وصیت قبول کرو۔ کیونکہ عورت پسلی سے پیدا شدہ ہے۔اور پسلی میں سے بھی سب سے زیادہ ٹیڑھا حصہ اس کا اوپر والا ہے۔پس اگر تم اسے سیدھا کرنا شروع کردگے تو توڑ ڈالوگے۔اور کسرھا طلا قھا اور اس کا توڑنا طلاق دینا ہے۔اور اگر اس کو اپنے حال پر چھوڑ دوگے تو وہ ہمیشہ ٹیڑھی رہے گی لہٰذا عورتوں کے بارے میں بھلائی کی وصیت قبول کرو کہ ان سے بھلائی کے ساتھ پیش آؤ۔

حدیث(۳۰۹۳)حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ الخ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ اِنَّ اَحَدَکُمْ یُجْمَعُ فِیْ بَطْنِ اُمِّهٖ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا ثُمَّ یَکُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِکَ ثُمَّ یَکُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِکَ ثُمَّ یَبْعَثُ اللّٰهُ اِلَیْهِ مَلَکًا بِاَرْبَعِ کَلِمَاتٍ فَیُکْتَبُ عَمَلُهٗ وَاَجَلُهٗ وَرِزْقُهٗ وَشَقِیٌّ وَسَعِیْدٌ ثُمَّ یُنْفَخُ فِیْهِ الرُّوْحُ فَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ حَتّٰی مَا یَکُوْنُ بَیْنَهٗ وَبَیْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَیَسْبِقُ عَلَیْهِ الْکِتَابُ فَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَیَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰی مَا یَکُوْنُ بَیْنَهٗ وَبَیْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَیَسْبِقُ عَلَیْهِ الْکِتَابُ فَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ فَیَدْخُلُ النَّارَ.

ترجمہ۔حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان فرمائی اور آپ سچے ہیں۔اور سچے مانے گئے ہیں فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک کی پیدائش ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک نطفہ کی شکل میں رہتی ہے۔پھر وہ اسی طرح چالیس دن تک علقہ لوتھڑے کی شکل میں اور پھر اسی طرح چالیس دن تک مضغه گوشت کے ٹکڑے کی شکل میں رہتی ہے۔پھر اللہ تعالیٰ اس کی طرف چار چیزیں لکھنے کے لئے فرشتہ کو بھیجتا ہے۔فرشتہ اس کے اعمال اور اس کی عمر اس کی روزی اور یہ کہ وہ بدبخت ہوگا یا نیک بخت ہوگا یہ سب لکھ دیتا ہے پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ پس آدمی جہنمیوں کے اعمال کرتا رہتا ہے۔یہاں تک کہ اس کے اور جہنم کے درمیان محض ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ لکھی ہوئی تقدیر اس پر غلبہ کرتی ہے۔پس جنتیوں والے عمل کر کے جنت میں داخل ہو جاتا ہے اس طرح آدمی جنتیوں کے کام کرتا رہتا ہے۔یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے پس لکھی تقدیر اس پر غالب آجاتی ہے تو وہ جہنمیوں کے کام کر کے جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔

حدیث (۳۰۹۴) حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ وَكَّلَ فِي الرَّحِمِ مَلَكًا فَيَقُوْلُ يَارَبِّ نُطْفَةٌ يَا رَبِّ عَلَقَةٌ يَا رَبِّ مُضْغَةٌ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّخْلُقَهَا قَالَ يَا رَبِّ اَذَكَرٌ اَمْ اُنْثٰى يَارَبِّ شَقِيٌّ اَمْ سَعِيْدٌ فَمَا الرِّزْقُ فَمَا الْاَجَلُ فَيُكْتَبُ كَذَالِکَ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ رحم مادر میں ایک فرشتہ مقرر کرتا ہے تو کہتا ہے یارب اب یہ نطفہ ہے یارب اب علقہ ہے۔ یارب اب یہ مضغہ ہے۔ اور جب اسے پیدا کرنے کا ارادہ فرماتے ہیں تو فرشتہ پوچھتا ہے کہ یارب یہ نر ہے یا مادہ یارب یہ بدبخت ہے یا نیک بخت۔ پس اس کی روزی کیا ہے۔ پس اسکی عمر کتنی ہے پس یہ سب چیزیں شکم مادر میں لکھی جاتی ہیں۔

حدیث (۳۰۹۵) حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ الخ عَنْ اَنَسٍ يَّرْفَعُهٗ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ لِاَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا لَوْاَنَّ لَکَ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَيْءٍ كُنْتَ تَفْتَدِيْ بِهٖ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَقَدْ سَاَلْتُکَ مَا هُوَ اَهْوَنُ مِنْ هٰذَا وَاَنْتَ فِيْ صُلْبِ اٰدَمَ اَنْ لَّا تُشْرِکَ بِيْ فَاَبَيْتَ اِلَّا الشِّرْکَ

ترجمہ۔ حضرت انسؓ اس حدیث کو مرفوع بیان کرتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جہنمیوں میں سے آسان اور بالکل ہلکے عذاب سے پوچھے گا کہ اگر تیرے لئے روئے زمین کی سب چیزیں ہوتیں تو کیا تو ان کو اس عذاب سے چھٹکارے کے لئے قربان کر دیتا۔ وہ کہے گا ہاں! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میں نے تو جب کہ تو ابھی آدم کی پیٹھ میں تھا اس سے بھی آسان چیز کا مطالبہ کیا تھا کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بنانا۔ لیکن تم نے تو انکار کیا کہ میں تو شرک ضرور کروں گا۔

حدیث (۳۰۹۶) حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا اِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ الْاَوَّلِ كِفْلٌ مِّنْ دَمِهَا لِاَنَّهٗ اَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص ظلماً قتل نہیں ہوگا۔ مگر آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے قابیل پر اس کے خون کا حصہ ہوگا۔ کیونکہ اس نے ہی سب سے پہلے قتل کرنے کا طریقہ جاری کیا کہ اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ صلصال طین. بجتی ہوئی مٹی۔ کیونکہ صلصال کے معنی میں آواز ماخوذ ہے۔ اور مٹی اس وقت تک آواز نہیں کرتی جب تک اس کے ساتھ اور کوئی چیز نہ مل جائے۔ جیسے ریت وغیرہ۔ اور بعض نے اس کے معنی بدبودار کے کئے ہیں۔ بہر حال جو معنی بھی ہوں یہ مضاعف رباعی ہے۔ جس کا اصل صلّ ہے۔ جس کے معنی میں مبالغہ پیدا کرنے کے لئے اسے ملحق بالرباعی بنایا گیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ انبیاء جمع نبی کی ہے جو نبوۃ بمعنی رفعت اور بلندی کے ہے۔ نبوت بھی اللہ تعالیٰ کا انعام ہے جس پر چاہے وہ احسان کر دیتا ہے۔ کوئی شخص اپنے علم سے اور نہ ہی کشف سے اس مقام کو حاصل کر سکتا ہے۔ اور نہ ہی کوئی صلاحیت کی وجہ سے اس کا مستحق قرار پاتا ہے۔ اور اس کے حقیقی شرعی معنی یہ ہیں کہ جس کو نبوت مل جائے وہ نبی ہے۔ یہ ایسی صفت ہے جو نہ تو نبی کے جسم کی طرف رجوع کرتی ہے نہ ہی اسے عارض ہوتی ہے۔ اور نہ خود اس کو نبی ہونے کا علم ہوتا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ بتاتے ہیں کہ میں نے تجھے نبی بنایا۔ یہی وجہ ہے کہ نبوت جیسے نیند اور غفلت سے باطل نہیں ہوتی اس طرح موت سے بھی زائل نہیں ہوتی۔ نیز! حافظؒ یہ بھی فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی تعدار کے بارے میں

ایک حدیث مشہور ہے کہ ان کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔ تین سو تیرہ ان میں سے رسول ہیں اور یہ بھی حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آٹھ ہزار پیغمبر بھیجے چار ہزار بنی اسرائیل میں مبعوث فرمائے اور چار ہزار باقی لوگوں میں سے اور ابن جوزیؒ نے تفصیل بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ چار سریانی نبی ہیں۔ آدمؑ۔ شیثؑ۔ ادریسؑ اور نوحؑ اور چار عرب میں سے ہیں۔ ہودؑ۔ شعیبؑ۔ صالحؑ۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نبی۔ اور بنی اسرائیل کے پہلے نبی موسیٰؑ ہیں۔ اور آخری نبی عیسیٰؑ ہیں۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ یہ عدد انبیاء کا حتمی نہیں ہے بلکہ ممکن ہے اور بھی ہوں۔ ہمیں جمیع انبیاء اور رسل پر ایمان لانے کا حکم ہے۔ اور یہ بھی معلوم رہے کہ امام بخاریؒ جس طرح مسائل فقہیہ میں مجتہد ہیں اس طرح تاریخ میں بھی مجتہد ہیں۔ مؤرخین کی مخالفت کی پرواہ نہیں کرتے۔ چنانچہ جمہور المؤرخین فرماتے ہیں کہ ادریسؑ نوحؑ کے اجداد میں سے ہیں لیکن امام بخاریؒ ان کی مخالفت کرتے ہوئے ان کا زمانہ نوحؑ کے زمانہ کے بعد کہہ رہے ہیں ان کا استدلال معراج کی حدیث سے ہے جس میں ادریسؑ نے بالنبی الصالح والاخ الصالح فرمایا ہے۔ کہ ادریس اجداد نوح میں سے ہوتے۔ الاخ الصالح نہ کہتے بلکہ الابن الصالح کہتے۔ اس طرح دوسرے مواضع کی ترتیب بھی ان کا مستدل ہے۔ اور ترتیب انبیاء میں ذوالقرنین کا زمانہ جناب عیسیٰؑ اور محمدؐ کے ادوار کے درمیانی زمانہ کو قرار دیا ہے۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ ذوالقرنین خلیل اللہ کے زمانہ میں تھا۔ لیکن اس سے یونانی ذوالقرنین مراد ہے۔ اور صلصال کے بارے میں حافظؒ فرماتے ہیں کہ یہ وہ خشک مٹی ہے جس کو آگ سے نہ بنایا گیا ہو۔ جب اسے بجایا جاتا ہے تو وہ آواز کرتی ہے۔ جب آگ سے پک جائے تو وہ فخار ہے۔ اور ہر وہ شے جس کی آواز ہو وہ صلصال ہے۔ فتح الباری میں حافظؒ نے کہا ہے کہ صلصال کی تفسیر بدبودار سے کرنا یہ مجاہد نے کہا ہے۔ ابن عباسؓ کی تفسیر میں مسنون کی تفسیر منتن بدبودار سے کی گئی ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ لغت میں صلصال کے معنی بھی بدبودار کے آتے ہیں اسی سے صل اللحم صلوۃ جب کہ پک کر بدبودار ہو جائے۔ اور صل سے صلصل اس طرح مضاعف بنا۔ جیسے صر سے صرصر بنتا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فمرت ای استمر بھا ہمیشہ رہی کبھی ساقط نہیں ہوئی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ آیت قرآنیہ ہے۔ حملت حملا خفیفا فمرت بہ اس کی تفسیر استمر بھا الحمل حتی وضعه سے کی ہے کہ مرت کی ضمیر حواء کی طرف راجع ہے کہ برابر اس کو اٹھائے رہی حمل گرا نہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فی شدة خلق یعنی سخت اس کی طبیعت اور جبلت بن گئی۔ یہاں تک انسان اسکی وجہ سے مصائب اور شدائد کو جھیلنے والا بن گیا۔ یا معنی یہ ہیں کہ انسان شدت اور مصیبت میں پیدا ہوا کہ ہمیشہ شدائد اور مصائب میں مبتلا رہے گا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ شدت خلق بفتح الخاء ہے۔ بعض نے کہا کہ انسان پیدا ہوا کہ دنیا کے مصائب اور آخرت کے شدائد برداشت کرتا رہے گا۔ اور بعض نے فرمایا کہ انسان جیسی جفاکش مخلوق اللہ تعالیٰ نے پیدا نہیں فرمائی۔ بایں ہمہ وہ اضعف الخلق ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ انه علی رجعه لقادر اللہ تعالیٰ خلق ثانی کو خلق اوّل کی جگہ احلیل میں ردّ کرنے پر قادر ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اس آیت کی تفسیر میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ جلالین میں ہے کہ انسان کی موت کے بعد اسکے اٹھانے پر اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ جمل میں ہے کہ نطفہ کو اس صلب کے اندر لوٹانے پر قادر ہے۔ جس سے اسے نکالا تھا۔ اور خازن میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نطفہ کو احلیل میں واپس کرنے پر قادر ہے۔ اور صحیح اور اقوی قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کو پیدا کرنے کے بعد اس کے اعادہ بعد الموت پر قادر ہے۔ اور یہی یوم تبلی السرائر کے مناسب ہے اور شیخ گنگوہیؒ نے جو توجیہ (تفسیر) بیان فرمائی ہے وہ مولانا حسین علی پنجابی کی تقریر میں بھی ہے۔

لقادر علی خلقه فی الصلب بعد القائه فی الرحم یعنی آدمی ایک مرتبہ منی کو خارج کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی پیٹھ میں دوسری منی پیدا کرنے پر قادر ہے۔ اور مولانا محمد حسن مکیؒ کی تقریر میں ہے۔ علی رجعه یعنی رحم سے ایک مرتبہ منی نکالنے کے بعد دوسری مرتبہ رحم میں منی پیدا کرنے پر قادر ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ کل شیء خلقه مقصد یہ ہے کہ جن چیزوں کا مثل اس کی جنس یا غیر جنس سے موجود ہے وہ شفع ہے۔ جیسے آسمان اور زمین شفع ہیں اور جن کا مثل نہیں ہے وہ وتر ہے۔ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اس تقریر سے وہ اشکال زائل ہو گیا کہ مصنفؒ نے السماء کو شفع کہا ہے۔ حالانکہ آسمان سات ہیں اور زمین کے بھی سات طبقات ہیں تو دونوں طاق ہوئے جفت نہ ہوئے۔ حالانکہ مجاہد کی مراد اس تفسیر سے یہ ہے کہ جس چیز کا مقابل موجود ہے۔ وہ شفع ہے جس کا مقابل نہیں ہے وہ وتر ہے۔ چنانچہ مجاہدؒ کل شیء خلقنا زوجین کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ جیسے کفر و ایمان۔ شقاوت وسعادت۔ لیل ونہار۔ آسمان وزمین وغیرھا اور وتر صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ ان الله وتر يحب الوتر اور حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ وتر سے یوم عرفہ مراد ہے۔ اور شفع سے یوم الذبح مراد ہے جو لیال عشر کے مناسب ہے۔ مفسرین حضرات کے اور اقوال بھی ہیں۔ فازلهما استزلهما چونکہ استفعال کا سین طلب کے لئے ہوتا ہے۔ اور وہی اس جگہ مقصود ہے۔ کیونکہ شیطان زلت اور پھسلنے کا سبب تو بن سکتا ہے پھسلنے پر مجبور نہیں کر سکتا۔ اس لئے ازل کی تفسیر استزل کی ہے۔ چنانچہ حافظؒ فرماتے ہیں ازلهما ای دعاهما الی الزلة کہ ان کو پھسلنے کی طرف بلایا۔ اور مولانا محمد حسن مکی کی تقریر میں ہے کہ ازلال کے معنی ازلاق کے ہیں۔ اور استزلهما کے معنی ہیں طلب الازلال من السماء الی الارض اس کے حقیقی معنی مراد نہیں کہ شیطان نے ان دونوں کے ہاتھوں سے پکڑ کر آسمان سے زمین کی طرف پھینک دیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فقالوا سلام علیکم لیکن ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب کا طریقہ ہمیں اسی طرح بتلایا کہ لفظ وعلیکم کو سلام پر مقدم کیا جائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ظاہر حدیث سے سلام کے جواب میں لفظ سلام کی تقدیم علیکم پر معلوم ہوتی تھی۔ تو شیخ گنگوہیؒ نے بتلا دیا آپ کی تعلیم علیکم لفظ سلام پر مقدم ہے۔ چنانچہ جمہور علماء یہی فرماتے ہیں کہ جواب میں وعلیکم السلام پر مقدم ہونا افضل ہے۔ اور صحت جواب میں یہ بھی شرط ہے کہ وعلیکم سلام کے بعد واقع ہو۔ نہ کہ دونوں اکٹھے واقع ہوں۔ اکثر لوگ اس مسئلہ سے غافل ہیں۔ اگر دونوں نے دفعةً واحدةً سلام کہہ دیا تو دونوں پر جواب دینا واجب ہو گیا۔ اور نوویؒ نے ذکر فرمایا ہے کہ اگر واؤ عطف کے بغیر کسی نے صرف علیکم السلام کہہ دیا تو اس میں دو قول ہیں۔ جمہور تو جائز سمجھتے ہیں۔ جیسے قالوا سلاماً قالَ سلام میں ہے اور امام رازیؒ نے تقدیم وعلیکم کا عجیب نقطہ بیان کیا ہے کہ سیبویہ کا کہنا ہے کہ اھم فالاھم مقدم کیا جاتا ہے۔ وعلیکم السلام کہنے سے مجیب کے نزدیک قائل کی اہمیت زیادہ ہے۔ نیز وعلیکم السلام تقدیم کی وجہ سے حصر کا فائدہ دیتا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ مجامرهم الانوة الالنجوج اور عود الطيب خوشبودار لکڑی یہ تینوں الفاظ مترادفہ ہیں جن کو ایک دوسرے کی تفسیر کے لئے لایا گیا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ چنانچہ حافظؒ فرماتے ہیں کہ لفظ النجوج اس جگہ الوقی تفسیر ہے والعود تفسیر التفسیر ہے اگر سوال ہو کہ جنت میں اس دھونی کی کیا ضرورت ہے، جب کہ جنتیوں کا پسینہ خود کستوری ہوگا۔ جواب یہ ہے کہ جنت کی نعمتیں کسی دفع ضرر کے لئے نہیں

ہوں گی۔ کہ مثلاً کھانا بھوک کی وجہ سے اور پانی پیاس رفع کرنے کے لئے ہوگا۔ اور نہ ہی خوشبو بدبو دور کرنے کیلئے ہوگی بلکہ وہ برابر لذیذ ہوں گی اور پے در پے نعمتوں کی بارش ہوگی۔ باقی رہا حدیث میں ستون ذراعاً وارد ہے حافظؒ نے اس کی شرح میں لکھا ہے کہ ممکن ہے ہر ایک کا اپنا ذراع مراد ہو۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ مخاطبین کے نزدیک جو ذراع مشہور تھا وہی مراد ہو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ نبی کی تخصیص نہیں بلکہ جس کو نبی نے خبر دی ہو جیسے جہاد یہود کو بھی کتب سماویہ سے ان باتوں کا علم ہو چکا تھا چنانچہ عبداللہ بن سلامؓ حبر الیہود کو بھی علم تھا۔ باقی اکثر اہل عرب نہ تو لکھنا پڑھنا جانتے تھے اور نہ ہی وہ اہل کتاب تھے۔ اس لئے ان کو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خبر دینے سے علم ہوا۔ اور کتب سماویہ سے خبر دینا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی دلیل ہے کہ ایک امی بتلا رہا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شیخ گنگوہیؒ نے اپنے اس افادہ سے اس وہم کا دفعیہ کیا ہے کہ جب عبداللہ بن سلامؓ نبی نہیں تھے تو ان کو کیسے علم ہو گیا۔ چنانچہ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ لا یعلمهن الا نبی او من یاخذ منه او من کتابه تو ان باتوں کا جواب دے دینا یہ آپ کا معجزہ تھا۔ جس سے حضرت عبداللہ بن سلامؓ کو علم الیقین حاصل ہو گیا۔ اور ممکن ہے کہ اس جواب کے علاوہ اور معجزات بھی اس کے نزدیک علم الیقین کا باعث بنے ہوں۔ یہ جواب سونے پر سہاگہ ہو گیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اول طعام اگر اشکال ہو کہ ایک حدیث میں آتا ہے جنتیوں کا پہلا کھانا زمین ہوگی جس کو روٹی بنا کر کھائیں گے۔ تو جواب یہ ہے کہ اولیت ان دونوں میں اضافی ہے یا یہ کہ دونوں اکٹھے کھلائے جائیں گے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ چنانچہ وہ حدیث شیخین کی روایت سے مشکوۃ میں موجود ہے۔ کہ زمین روٹی ہوگی اور مچھلی کا سالن ہوگا۔ پھر علماء میں اختلاف ہے کہ یہ کھانا دخول جنت سے پہلے ہوگا یا بعد میں ہوگا۔ پھر اس میں بھی اختلاف ہے کہ آیا زمین حقیقتاً روٹی بنے گی یا یہ تشبیہ کے طور پر ہوگا۔ تو اس سے دنیا کے نظام کو بالکل ختم کرنے کی طرف اشارہ ہوا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ قبل ان تسالهم بهتونی اسلام ظاہر کرنے سے پہلے حضرت عبداللہ بن سلامؓ کے حالات پوچھنے کا فائدہ یہ ہوا کہ جب انہوں نے انکی خیریت وفضیلت تسلیم کر لی تو اب ان کے اسلام سے یہود کا تعنت اور ہٹ دھرمی واضح ہوگئی اور ان کے حبر الیہود کے اسلام سے ان پر الزام عائد ہو گیا۔ اگر اعتراف فضیلت سے پہلے ہی ان کو ان کے مسلمان ہونے کی خبر دی جاتی تو طرح طرح کی تہمتیں لگاتے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حدیث میں نزع الولد کے بارے میں شیخ گنگوہیؒ نے کوئی بحث نہیں کی۔ حافظؒ نے کلام کیا ہے کہ مسلم میں ہے۔ اذا علاماً الرجل ماالمرأة اشبه اعمامه واذا علاماء المرأة ماء الرجل اشبه اخواله.

ترجمہ۔ کہ جب آدمی کا پانی عورت کی منی پر غالب آجاتا ہے تو بچہ اپنے چچاؤں کے مشابہ ہوتا ہے اگر عورت کا پانی مرد کے پانی پر غالب آ گیا تو بچہ ماموں کے مشابہ ہوتا ہے۔ اور بزار میں ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ مرد کی منی سفید اور گاڑھی ہوتی ہے۔ عورت کی منی زرد اور پتلی ہوتی ہے۔ جو ان میں سے غالب آ گیا بچہ اس کے مشابہ ہوگا۔ غلبہ سے مراد سبقت ہے۔ تو علوی معنوی ہوا۔ اور بعض نے علو کو تذکیر وتانیث کا سبب قرار دیا ہے۔ اور سبقت کو مشابہت کا باعث کہا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ فکان اشبه لها الخ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس سے ترجمہ کی طرف اشارہ ہوا۔ کیونکہ ولد ذریت میں سے ہے۔ اور ترجمہ ہے فی خلق ادم وذریته الخ.

لولد بنی اسرائیل پوری حدیث میں ہے کہ اگر بنو اسرائیل نہ ہوتے تو نہ کھانا خراب ہوتا اور نہ ہی گوشت بدبودار ہوتا کیونکہ انہیں من وسلوی کے ذخیرہ کرنے سے منع کیا گیا تھا۔ تو اس طرح ان کو سزا دی گئی کہ ان کا کھانا اور گوشت گل سڑ جاتا تھا۔

لولدحواء الخ اماں حواؑ نے شیطان کی چکنی چپڑی باتوں میں آ کر اکل شجرہ پر آمادہ کر لیا۔ چونکہ حواء بنات آدم کی والدہ ہے۔ تو ولادت کی وجہ سے بیٹیاں والدہ کے مشابہ ہو گئیں کہ بات کو بنا کر سنوار کر شوہر کے سامنے پیش کرتی ہیں۔ اور تجربہ سے ثابت ہے کہ کوئی عورت ایسی نہیں جو اپنے خاوند کو قول اور فعل سے بات ماننے پر آمادہ نہ کر لیتی ہو۔ یہی اس کی خیانت ہے۔ معاذ اللہ خیانت فاحشہ مراد نہیں ہے۔ تو ترجمہ خلق آدم و ذریتہ سے ثابت ہو گیا کہ جبلت عورتوں میں سرایت کر گئی۔

استوصوابالنساء خیرا قاضی بیضاویؒ فرماتے ہیں کہ استیصاء کا معنی وصیت کو قبول کرنا ہے کہ جب یہ عورتیں ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہیں تو ان کی ٹیڑھے پن پر صبر کرنا تا کہ تم ان سے فائدہ حاصل کر سکو۔ جیسے پسلی سیدھی کرنی چاہو تو سیدھا ہونے کی بجائے ٹوٹ جائے گی اسی طرح عورت سیدھی نہیں ہوگی ٹوٹ سکتی ہے۔ و کسرھا طلاقھا اور اس کا ٹوٹنا یہ ہے کہ طلاق ہو جائے گی اور حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت کی خلقت آدمؑ کی بائیں پسلی سے ہوئی ہے۔ تو خلق آدم و ذریت ترجمہ ثابت ہو گیا۔ حواء حور سے پیدا نہیں ہوئی۔ جیسا کہ رافضیوں کا عقیدہ ہے۔ قرآن مجید میں ہے خلق منھا زوجھا کہ آدم کے جوڑے کو اسی سے پیدا کیا۔

کفل منھا یہ جزاء تاسیس ہے کہ قتل کی بنیاد اس نے رکھی جو اس کا اپنا فعل ہے۔

لاتزروازرۃ وزراخری کہ کوئی جی کسی جی کے بوجھ کو نہیں اٹھائے گا کا خلاف نہ ہوا۔

بَابُ الْاَرْوَاحِ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ

ترجمہ۔ کہ روحیں جمع شدہ جماعتیں ہیں

حدیث (۳۰۹۷) وَقَالَ اللَّيْثُ الخ عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَاتَنَا كَرَمِنْهَا اِخْتَلَفَ وَقَالَ يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ بِهٰذَا.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ روحیں تو جمع شدہ جماعتیں ہیں جو ان میں سے ایک دوسرے کو پہچان گیا وہ تو الفت ومحبت کرے گا۔ اور جن میں آشنائی نہ ہو سکی وہ بیگانہ ہو گئے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ ارواح کی جنسیں تو ایک ہیں۔ لیکن ان کے انواع مختلف ہیں۔ تعارف کا مقصد یہ ہے کہ وہ صفات جو اللہ تعالیٰ نے ان میں پیدا فرمائی ہیں جن کی اس صفات واخلاق میں موافقت ہو گئی اور جن میں موافقت نہ ہو سکی ان میں منافرت پیدا ہو گئی۔ کتاب الانبیاء سے اس باب کو مناسبت اس طرح ہے کہ اس باب سے شاید اشارہ ہو کہ آدم و اولادہ مرکب من البدن والروح۔ اور کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ اس میں اشارہ ہے کہ رسولوں اور نبیوں کے پیروکاران میں مناسبت قدیمہ ہے۔ اور لمعات میں شیخؒ نے لکھا ہے کہ اس حدیث باب میں دلیل ہے کہ ارواح اعراض نہیں ہیں۔ اور یہ بھی کہ وہ اجسام سے پہلے تھے۔ اس سے ارواح کا قدیم ہونا لازم نہیں آتا۔ شیخ عبدالحق دہلویؒ لمعات میں فرماتے ہیں کہ دنیا الہام الٰہی سے آباد ہے۔ ان میں یاد کو کوئی دخل نہیں۔ اس وطن میں ان میں آپس میں آشنائی اور بیگانی

پیدا ہوئی۔ اسی وجہ سے اس دنیا میں نیکوں کو نیکوں سے محبت اور میلان پیدا ہوتا ہے۔ اور بروں کو بروں سے مناسبت ہوتی ہے اگرچہ بعض عوارض اور اسباب کی وجہ سے اس کے خلاف ہو جائے۔ لیکن آخر مآل اور انجام وہی ہوگا جو اصل میں ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ بَادِیَ الرَّاْیِ مَا ظَھَرَلَنَا یعنی جو ظاہر ہمیں معلوم ہوا۔ اَقْلِعِیْ رک جانا۔ اَمْسِکِیْ وَفَارَ التَّنُّوْرُ نَبَعَ الْمَآءُ یعنی پانی ابل پڑا وَقَالَ عِکْرَمَۃُ وَجْہُ الْاَرْضِ یعنی تنور کے معنی روئے زمین کے ہیں۔ وَقَالَ مُجَاھِدُ الْجُوْدِیُّ جَبَلٌ بِالْجَزِیْرَۃِ. یعنی جودی ایک پہاڑ کا نام ہے۔ دَابْ کے معنی حال کے ہیں۔ اِنَّا اَرْسَلْنَا نُوْحًا الخ.

حدیث(۳۰۹۸) حَدَّثَنَا عَبْدَانُ الخ قَالَ ابْنُ عُمَرَؓ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی النَّاسِ فَاَثْنٰی عَلَی اللّٰہِ بِمَا ھُوَ اَھْلُہٗ ثُمَّ ذَکَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنِّیْ لَاُنْذِرُ کُمُوْہُ وَمَا مِنْ نَّبِیٍّ اِلَّا اَنْذَرَ قَوْمَہٗ لَقَدْ اَنْذَرَ نُوْحٌ قَوْمَہٗ وَلٰکِنِّیْ اَقُوْلُ لَکُمْ فِیْہِ قَوْلًا لَمْ یَقُلْہُ نَبِیٌّ لِقَوْمِہٖ تَعْلَمُوْنَ اَنَّہٗ اَعْوَرُ وَاِنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِاَعْوَرَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ لوگوں میں وعظ کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کی جس کا وہ مستحق ہے۔ پھر دجال کا ذکر کیا پس فرمایا کہ میں بھی تم کو اس سے ڈراتا ہوں۔ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی قوم کو اس سے نہ ڈرایا ہو چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو ڈرایا لیکن میں تمہیں ایک ایسی بات بتلاتا ہوں جو کسی نبی نے آج تک اپنی امت سے نہیں کہی۔ تم جانتے ہو کہ دجال کانا ہوگا اور اللہ تعالیٰ اعور (کانا) نہیں ہے۔

حدیث(۳۰۹۹) حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ الخ سَمِعْتُ اَبَا ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اُحَدِّثُکُمْ حَدِیْثًا عَنِ الدَّجَّالِ مَا حَدَّثَ بِہٖ نَبِیٌّ قَوْمَہٗ اِنَّہٗ اَعْوَرُ وَاِنَّہٗ یَجِیْءُ مَعَہٗ بِمِثَالِ الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ فَالَّتِیْ یَقُوْلُ اِنَّھَا الْجَنَّۃُ ھِیَ النَّارُ وَالَّتِیْ یَقُوْلُ اِنَّھَا النَّارُ ھُوَ الْجَنَّۃُ وَاِنِّیْ اُنْذِرُکُمْ کَمَا اَنْذَرَ بِہٖ نُوْحٌ قَوْمَہٗ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار میں تمہیں دجال کے بارے میں ایک حدیث بیان کرتا ہوں جو کسی نبی نے آج تک اپنی قوم کو نہیں بتلائی۔ بے شک وہ کانا ہوگا اور وہ اس حال میں آئے گا کہ اس کے ہمراہ جنت اور دوزخ کی شکل کی چیزیں ہوں گی جس کو وہ جنت کہتا ہوگا وہ دراصل جہنم ہوگی جس کو وہ جہنم کہے گا وہ دراصل جنت ہوگی اور میں بھی تم کو اس سے اس طرح ڈراتا ہوں جس طرح نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ڈرایا تھا۔

حدیث (۳۱۰۰) حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ الخ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَجِیْءُ نُوْحٌ وَّاُمَّتُہٗ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی ھَلْ بَلَّغْتَ فَیَقُوْلُ نَعَمْ اَیْ رَبِّ فَیَقُوْلُ لِاُمَّتِہٖ ھَلْ بَلَّغَکُمْ فَیَقُوْلُوْنَ لَا مَا جَآءَ نَا مِنْ نَّبِیٍّ فَیَقُوْلُ لِنُوْحٍ مَّنْ یَّشْھَدُ لَکَ فَیَقُوْلُ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاُمَّتُہٗ فَنَشْھَدُ اَنَّہٗ قَدْ بَلَّغَ وَھُوَ قَوْلُہٗ جَلَّ ذِکْرُہٗ وَکَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَالْوَسَطُ الْعَدْلُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت نوحؑ اور ان کی امت اللہ تعالیٰ کے دربار میں

حاضر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام سے پوچھیں گے۔ کیا آپؑ نے اپنی امت کو میرے احکام پہنچائے تھے۔ وہ جواب دیں گے ہاں اے میرے رب پس اللہ تعالیٰ آپ کی امت سے دریافت کریں گے کہ کیا نوح علیہ السلام نے تمہیں تبلیغ کی تھی پس وہ کہیں گے نہیں ہمارے پاس تو کوئی نبی نہیں آیا تو اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام سے پوچھیں گے کہ کیا کوئی شخص تمہارے لئے گواہی دینے کے لئے تیار ہے۔ تو ہم امت محمدیہ کے لوگ گواہی دیں گے کہ واقعی نوحؑ نے ان کو تبلیغ کی تھی۔ یہی مطلب اس آیت کریمہ کا ہے کہ اس طرح ہم نے تم کو درمیانی عادل امت بنایا۔ تاکہ تم سرکاری گواہ کی حیثیت سے لوگوں کے خلاف گواہی دو۔ وسط کے معنی عدل کے ہیں۔

حدیث (۳۱۰۱) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ دَعْوَةٍ فَرُفِعَ اِلَیْهِ الذِّرَاعُ وَکَانَتْ تُعْجِبُهٗ فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً وَّقَالَ اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ هَلْ تَدْرُوْنَ بِمَنْ یَّجْمَعُ اللّٰهُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ فِیْ صَعِیْدٍ وَّاحِدٍ فَیُبْصِرُهُمُ النَّاظِرُ وَیُسْمِعُهُمُ الدَّاعِیْ وَتَدْنُوْ مِنْهُمُ الشَّمْسُ فَیَقُوْلُ بَعْضُ النَّاسِ اَلَا تَرَوْنَ اِلٰی مَآ اَنْتُمْ فِیْهِ اِلٰی مَا بَلَغَکُمْ اَلَا تَنْظُرُوْنَ اِلٰی مَنْ یَّشْفَعُ لَکُمْ اِلٰی رَبِّکُمْ فَیَقُوْلُ بَعْضُ النَّاسِ اَبُوْکُمْ اٰدَمُ فَیَاْتُوْنَهٗ فَیَقُوْلُوْنَ یَآ اٰدَمُ اَنْتَ اَبُوالْبَشَرِ خَلَقَکَ اللّٰهُ بِیَدِهٖ وَنَفَخَ فِیْکَ مِنْ رُّوْحِهٖ وَاَمَرَ الْمَلٰٓئِکَةَ فَسَجَدُوْا لَکَ وَاَسْکَنَکَ الْجَنَّةَ اَلَا تَشْفَعُ لَنَا اِلٰی رَبِّکَ اَلَا تَرٰی مَا نَحْنُ فِیْهِ وَمَا بَلَغَنَا فَیَقُوْلُ رَبِّیْ غَضِبَ غَضَبًا لَمْ یَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَا یَغْضَبُ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَنَهَانِیْ عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَیْتُهٗ نَفْسِیْ نَفْسِیْ اِذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ اِذْهَبُوْا اِلٰی نُوْحٍ فَیَاْتُوْنَ نُوْحًا فَیَقُوْلُوْنَ یَا نُوْحُ اَنْتَ اَوَّلُ الرُّسُلِ اِلٰی اَهْلِ الْاَرْضِ وَسَمَّاکَ اللّٰهُ عَبْدًا شَکُوْرًا مَا تَرٰی اِلٰی مَا نَحْنُ فِیْهِ اَلَا تَرٰی اِلٰی مَا بَلَغَنَا اَلَا تَشْفَعُ لَنَا اِلٰی رَبِّکَ فَیَقُوْلُ رَبِّیْ غَضِبَ الْیَوْمَ غَضَبًا لَمْ یَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَا یَغْضَبُ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ نَفْسِیْ نَفْسِیْ اِئْتُوا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَاْتُوْنِیْ فَاَسْجُدُ تَحْتَ الْعَرْشِ فَیُقَالُ یَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاْسَکَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهْ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَیْدٍ لَا اَحْفَظُ سَآئِرَهٗ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک ضیافت میں آنحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ آپؐ کو بازو کا گوشت اٹھا کر دیا گیا جو آپ کا پسندیدہ تھا۔ آپؐ اس سے نوچ نوچ کر کھانے لگے۔ اور آپؐ نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن تمام لوگوں کا سردار ہوں گا۔ تمہیں معلوم ہے اللہ تعالیٰ اولین اور آخرین کو کیسے ایک کھلے میدان میں جمع فرمائیں گے کہ ان کو ہر دیکھنے والا دیکھ سکے گا۔ اور ہر پکارنے والا ان کو سنا سکے گا۔ اور سورج ان کے قریب آچکا ہوگا۔ تو کچھ لوگ کہیں گے کہ کیا تم اپنے حال کو دیکھتے نہیں ہو کہ کہاں تک اس نے تمہیں پہنچادیا ہے۔ کوئی ایسا آدمی تلاش کرو جو تمہارے رب کی طرف تمہاری سفارش کر سکے۔ تو کچھ لوگ کہیں گے کہ تمہارا باپ آدم موجود ہے۔ تو لوگ اس کے پاس آئیں گے۔ پس ان سے کہیں گے کہ اے آدم تو ابوالبشر ہے۔ تمام انسانوں کا باپ ہے۔ تجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا۔ اور تیرے اندر اپنی روح پھونکی۔ اور فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ تجھے سجدہ کریں۔ اور تجھے جنت میں ٹھہرایا۔ کیا آپ اپنے رب کی طرف ہماری سفارش نہیں کرتے کیا آپ اس حال کو دیکھ نہیں رہے جس میں ہم ہیں اور جو نوبت ہم تک پہنچی ہے۔ تو وہ فرمائیں گے کہ آج میرا رب اتنا غضب ناک ہے کہ ایسا غیظ و غضب نہ تو

اس سے پہلے آیا اور نہ ایسا بعد میں آئے گا اس نے مجھے درخت کے قریب جانے سے منع فرمایا تھا پس مجھ سے نافرمانی ہوگئی۔اب تو مجھے اپنی جان کی فکر ہے اور وہ خود سفارش کا مستحق ہے۔تم میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ۔حضرت نوحؑ کے پاس جاؤ۔تو لوگ حضرت نوحؑ کے پاس آئیں گے۔اور ان سے کہیں گے کہ آپ زمین والوں کی طرف پہلے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔اور اللہ تعالیٰ نے خود تمہارا نام عبد شکور بندہ شکر گزار رکھا ہے کیا ہماری اس حالت کو نہیں دیکھتے جس میں ہم مبتلا ہیں اور اس مصیبت کو نہیں دیکھتے جو ہم کو پہنچ چکی ہے کیا آپ ہمارے لئے اپنے رب کی طرف سفارش نہیں کر سکتے۔وہ فرمائیں گے میرا رب آج اتنا غضب ناک ہے کہ اس قدر غیظ وغضب نہ پہلے ہوا تھا اور نہ ہی اس جیسا بعد میں ہوگا میں تو اپنی ذات کیلئے فکر مند ہوں کہ کوئی میرے لئے سفارش کرے۔تم لوگ نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤ۔پس وہ لوگ میرے پاس آئیں گے۔میں عرش الٰہی کے نیچے سجدہ ریز ہوجاؤں گا۔پس مجھ سے کہا جائے گا اے محمدؐ! سجدے سے اپنا سر اٹھاؤ۔جس کے لئے آپؐ سفارش کریں گے آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔جو آپؐ مانگیں گے آپ کو دیا جائے گا۔محمد بن عبید راوی کہتے ہیں کہ باقی حدیث مجھے یاد نہیں۔

حدیث (۳۱۰۲) حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيّ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ مِثْلَ قِرَاءَةِ الْعَامَّةِ.

ترجمہ۔حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت نوحؑ کے قصہ میں فهل من مدكر پڑھا۔ جیسے کہ تمام لوگوں کی قرأت ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ بادی الرای ظاہر نظر میں جو ہمارے لئے ظاہر ہوا لفظی ترجمہ تو یہ ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ لوگ غور وخوض کرتے تو انبیاءؑ کی وہ بھی پیروی نہ کرتے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کی مراد یہ ہو کہ ان لوگوں کی خساست بالکل ظاہر ہے۔پوشیدہ نہیں کہ کسی غور وخوض کی ضرورت پڑے۔ لنا کے لفظ کی زیادتی اس وجہ سے ہے کہ عموماً مفسرین کی عادت ہے کہ وہ الفاظ کی تفسیر متکلم کے صیغہ سے کرتے ہیں۔اور یہ بھی ممکن ہے کہ خود آیت کے اندر یہ معنی ملحوظ ہوں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ بادی الرای میں با دی بمعنی ظاہر کے ہے۔جس کی مختلف توجیہات ہیں۔ ایک یہ کہ لوگ ظاہر میں آپ کے پیروکار ہیں باطن اس کے خلاف ہے۔دوسرا مطلب یہ ہے کہ ابتدائی رائے میں آپ کے متبع ہوگئے انہوں نے اپنی رائے میں احتیاط نہیں برتی۔پورا غور وخوض نہیں کیا۔تیسرا مطلب یہ ہے کہ رذیل لوگ ہیں جن کی رذالت ظاہر باہر ہے۔اس وقت رأی رؤیۃ العین سے ہوگا۔ رؤیۃ قلبی مراد نہ ہوگی۔چنانچہ ایک قرأت میں مجاہد سے منقول ہے هم اراذلنا بادی الرأی العين الخ اور علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں ماظهر لنا اول النظر قبل التامل یعنی سوچ بچار سے پہلے اول ہی نظر میں جو ظاہر ہوا اس کو مان لیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ وفار التنور جمہور مفسرین کی طرح عکرمہ نے بھی تنور کی تفسیر میں مخالفت کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس کے معنی روئے زمین کے ہیں۔کیونکہ مشہور معنی تنور سے پانی کا ابلنا محال ہے۔لیکن میرے نزدیک دونوں تفسیریں صحیح ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ چنانچہ مولانا محمد حسن مکی کی تقریر میں ہے نبع الماء من التنور والمعروف کہ پانی تنور سے ابل پڑا اور عکرمہ نے تنور کی تفسیر وجه الارض یعنی روئے زمین سے کی ہے۔عکرمہ اور زہری فرماتے ہیں کہ نوحؑ سے کہا گیا جب پانی روئے زمین پر پھیل جائے تو کشتی میں سوار ہو جانا۔اور حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ فار التنور ای طلع الفجر ونور الصبح یعنی فجر پھوٹ پڑے اور صبح کی روشنی ظاہر ہو جا

ئے۔ حسنؒ۔ مجاہدؒ۔ شعبیؒ۔ اور اکثر مفسرین فرماتے ہیں کہ تنور سے وہ غار مراد ہے جس میں روٹیاں پکائی جاتی ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ تنور پتھر کا تھا جس میں حضرت حواء روٹیاں پکاتی تھیں۔ جو حضرت نوحؑ تک پہنچا تو نوحؑ سے کہا گیا جب تم دیکھو کہ پانی اس تنور سے ابل رہا ہے تو کشتی پر سوار ہو جانا۔ پھر اس کے مقام میں اختلاف ہے۔ شعبیؒ تو قسم کھا کر کہتے ہیں کہ وہ نواحی کوفہ میں تھا۔ اور مقاتل فرماتے ہیں کہ تنور آدم کا تھا جو شام کے علاقہ عین دردة میں تھا ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ وہ ہندوستان میں تھا۔ اور بغوی نے تینوں اقوال ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ حضرت حسنؒ کا قول صحیح ہے کہ تنور کو اپنے حقیقی معنی پر محمول کیا جائے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ یجمع الله تعالیٰ یہ نیا کلام ہے۔ لم استفہام ہے جس پر کلام تمام ہو گیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ قطب گنگوہیؒ کی تقریر اس طرح واضح ہے کہ جب آپؐ نے فرمایا انا سید النا س یوم القیامة پھر آپؐ نے لوگوں سے پوچھا کہ تمہیں معلوم ہے یہ کس وجہ سے ہوگا۔ پھر یجمع الله الخ سے وجہ ذکر فرمائی۔ چنانچہ آگے خود حدیث میں آ رہا ہے هل تدرون مما ذٰلِکَ کہ تم جانتے ہو یہ کس وجہ سے ہوگا۔

یجمع الله الخ سے اس کی وجہ ذکر فرمائی۔ چنانچہ بعض نسخوں میں بم ذٰلِکَ کے لفظ وارد ہوئے ہیں اور بعض نسخوں میں بم کی بجائے بمن آیا ہے۔ تو علامہ سندھیؒ فرماتے ہیں بمن یظهر ذٰلِکَ تو پھر ظہور سیادت کے سبب کا بیان ہوگا۔ ثبوت سیادت نہ ہوگا۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ یوم القیامة کی تخصیص اسلئے ہے کہ اس سیادت کا ظہور اس دن ہوگا کہ سب انبیاء آپؐ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوں گے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ انت اوّل الرسل یعنی اولوالعزم رسولوں میں سے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ اول الرسل پر اشکال ہوتا ہے کہ حضرت آدمؑ نبی تھے۔ اور یہ بھی یقینی امر ہے کہ وہ کسی نہ کسی شریعت پر عبادت کرتے ہوں گے اور پھر اولاد نے ان سے لیا ہوگا۔ بنا بریں اوّل رسل تو آدمؑ ہوئے۔ تو ایک جواب تو یہ ہے کہ نوحؑ کی رسالت اہل ارض کے لئے تھی۔ اور آدمؑ کے زمانہ میں زمین پر اور کوئی آبادی نہیں تھی۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت آدمؑ کی رسالت صرف اپنی اولاد تک تھی۔ تو یہ رسالت تربیت اولاد کیلئے ہوئی۔ اور نوحؑ کی رسالت اس امت کی تمام امتیوں کے لئے تھی جو شہروں میں پھیل چکے تھے۔ اور آدمؑ کی اولاد صرف ایک شہر تک محدود تھی۔ اور نوحؑ کفار اہل الارض کی طرف رسول تھے۔ یا یہ کہ اولوالعزم رسول نوحؑ تھے تو اس وقت اوّلیّت حقیقیہ ہوگی۔ شیخ گنگوہیؒ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ هذا اوفق الاقوال.

تشریح از قاسمیؒ ۔ ابن جریرؒ لکھتے ہیں کہ حضرت نوحؑ کی پیدائش آدمؑ کی وفات کے ایک سو بیس سال بعد ہوئی۔ اور تین سو پچاس سال کی عمر میں انہیں نبوت ملی۔ اور طوفان کے بعد تین سو پچاس سال زندہ رہے۔ اور آپ کی کل عمر ساڑھے نو سو سال تھی۔ جودی دجلہ۔ اور فرات کے جزیرہ کے درمیان ایک پہاڑ کا نام ہے۔ جہاں کشتی نوح آ کر رکی تھی۔

انذر نوح قومه ان کی تخصیص اس وجہ سے ہے کہ یہ پہلے نبی ہیں جنہوں نے قوم کو عذاب الٰہی سے ڈرایا۔ پہلے رسول تو صرف رشد وهدایت للاولاد کے لئے تھے۔ یا اس لئے کہ وہ ابوالبشر ثانی تھے۔ کہ طوفان کے بعد زمین پر جو قوم آباد ہوئی وہ ان کے چاروں بیٹوں کی اولاد تھی۔ تمثال کا معنی صورت۔ تشفع آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ معلوم رہے کہ شفاعت اخروی کئی اقسام ہیں۔ جو سب کی سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مختص ہوں گی۔ اس لئے آپؐ صاحب الشفاعات ہیں۔

فعل قرأة العامة یعنی ادغام اور دال کے ساتھ پڑھا ہے۔ یہ قرأۃ مشہورہ ہے۔ ادغام اور دال معجمہ قرأۃ شاذہ ہے۔

بَابُ وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ

ترجمہ۔ بے شک الیاس علیہ السلام رسولوں میں سے ہیں

اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ اَلَا تَتَّقُوْنَ اِلٰى وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ قَالَ بْنُ عَبَّاسٍ يُذْكَرُ بِخَيْرٍ سَلَامٌ عَلٰى اِلْ يَاسِيْنَ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ يُذْكَرُ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ وَّابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ اِلْيَاسَ هُوَ اِدْرِيْسُ.

ترجمہ۔ جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے ہو۔ وترکنا علیه فی الاخرین ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آخرین میں انہیں خیر سے یاد کیا جاتا ہے الیا سین پر سلام ہو۔ ہم احسان کرنے والوں کو اس طرح بدلہ دیتے ہیں۔ وہ ہمارے مؤمن بندوں میں سے تھے ابن مسعودؓ اور ابن عباسؓ سے ذکر کیا جاتا ہے الیاس وهی ادریس ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ یذکر بخیر یہ ترکنا علیه فی الاخرین کی تفسیر میں بیان فرمایا ہے۔ یعنی ہم نے ان کو آخری لوگوں میں اس حال میں چھوڑا کہ وہ ان کی اچھی تعریف کرتے تھے۔ اور بعض روایات میں جو ہے کہ یہ سلام علی ال یاسین کی تفسیر ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ جو اس جگہ ذکر ہوا۔ باقی سلام علی ال یا سین کو صرف اشارہ کے لئے ذکر کیا گیا ہے۔ یہ نہیں کہ وہ اس کی تفسیر ہے۔ واللہ اعلم.

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ ترکنا علیه فی الاخرین ای ثناءً جمیلا وثناءً حسناً اور مافی الروایات سے شیخؒ نے ابن عباسؓ کی تفسیر کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جس میں ہے سلام علی ال یاسین ای یذکر بخیر. اور یہ بھی کہا الیاس عبرانی نام ہے۔ اور بعض اہل بدعت نے آل یسین پڑھا ہے۔ تو اس سے آل محمدؐ مراد ہوگی۔ مگر یہ معنی بعید ہیں۔ لیکن پہلا قول صحیح ہے۔ کیونکہ انبیاء کی فہرست میں اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر فرمایا ہے۔ سلام علی الیا سین.

تشریح از قاسمیؒ ۔ چونکہ مصنفؒ کے نزدیک ادریسؑ نوحؑ کے جد نہیں ہیں۔ اسلئے نوحؑ کے بعد ادریسؑ کا ذکر کیا ہے۔

بَابُ ذِكْرِ اِدْرِيْسَؑ وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا

ترجمہ۔ کہ ہم نے ادریس علیہ السلام کو بلند مکان پر اٹھایا۔

حدیث(۳۱۰۳) حَدَّثَنَا عَبْدَانُ الخ قَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍؓ كَانَ اَبُوْذَرٍّ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُرِجَ سَقْفُ بَيْتِيْ وَاَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ فَفَرَجَ صَدْرِيْ ثُمَّ غَسَلَهٗ بِمَآءِ زَمْزَمَ ثُمَّ جَآءَ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَّاِيْمَانًا فَاَفْرَغَهَا فِيْ صَدْرِيْ ثُمَّ اَطْبَقَهٗ ثُمَّ اَخَذَ بِيَدِيْ فَعَرَجَ بِيْ اِلَى السَّمَآءِ فَلَمَّا جَآءَ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرَائِيْلُ لِخَازِنِ السَّمَآءِ افْتَحْ قَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قَالَ مَا مَعَكَ اَحَدٌ قَالَ مَعِيَ مُحَمَّدٌ قَالَ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ فَفَتَحَ فَلَمَّا عَلَوْنَا السَّمَآءَ اِذَا رَجُلٌ عَنْ يَّمِيْنِهٖ اَسْوِدَةٌ وَّعَنْ يَّسَارِهٖ اَسْوِدَةٌ فَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِيْنِهٖ ضَحِكَ وَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ

شِمَالِهٖ بَكٰى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاِبْنِ الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰذَا اٰدَمُ وَهٰذِهِ الْاَسْوِدَةُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ نَسَمُ بَنِيْهِ فَاَهْلُ الْيَمِيْنِ مِنْهُمْ اَهْلُ الْجَنَّةِ وَالْاَسْوِدَةُ الَّتِيْ عَنْ شِمَالِهٖ اَهْلُ النَّارِ فَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِيْنِهٖ ضَحِكَ وَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهٖ بَكٰى ثُمَّ عَرَجَ بِيْ جِبْرِيْلُ حَتّٰى اَتَى السَّمَآءَ الثَّانِيَةَ فَقَالَ لِخَازِنِهَا اِفْتَحْ فَقَالَ لَهٗ خَازِنُهَا مِثْلَ مَاقَالَ الْاَوَّلُ فَفَتَحَ قَالَ اَنَسٌ فَذَكَرَ اَنَّهٗ وَجَدَ فِي السَّمٰوٰتِ اِدْرِيْسَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰى وَاِبْرَاهِيْمَ وَلَمْ يُثْبِتْ لِيْ كَيْفَ منازِلُهُمْ غَيْرَ اَنَّهٗ قَدْ ذَكَرَ اَنَّهٗ وَجَدَ اٰدَمَ فِي السَّمَآءِ الدُّنْيَا وَاِبْرَاهِيْمَ فِي السَّادِسَةِ وَقَالَ اَنَسٌؓ فَلَمَّا مَرَّجِبْرِيْلُ بِاِدْرِيْسَ قَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاَخِ الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا اِدْرِيْسُ ثُمَّ مَرَرْتُ بِمُوْسٰى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاَخِ الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا مُوْسٰى ثُمَّ مَرَرْتُ بِعِيْسٰى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاَخِ الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ عِيْسٰى ثُمَّ مَرَرْتُ بِاِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاِبْنِ الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا اِبْرَاهِيْمُ قَالَ وَاَخْبَرَنِيْ ابْنُ الْحَزْمِ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍؓ وَاَبَاحَيَّةَ الْاَنْصَارِيَّ كَانَا يَقُوْلَانِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عُرِجَ بِيْ ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًى اَسْمَعُ صَرِيْفَ الْاَقْلَامِ قَالَ ابْنُ حَزْمٍ وَّاَنَسُ بْنُ مَالِكٍؓ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَرَضَ اللّٰهُ عَلٰى خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فَرَجَعْتُ بِذٰلِكَ حَتّٰى اَمُرَّ بِمُوْسٰى فَقَالَ مُوْسٰى مَا الَّذِيْ فُرِضَ عَلٰى اُمَّتِكَ قُلْتُ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَرَاجَعْتُ رَبِّيْ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَذَكَرَ مِثْلَهٗ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تَطِيْقُ ذٰلِكَ فَرَجَعْتُ فَرَاجَعْتُ رَبِّيْ فَقَالَ هِيَ خَمْسٌ وَهِيَ خَمْسُوْنَ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَقُلْتُ قَدِ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَّبِّيْ ثُمَّ انْطَلَقَ حَتّٰى اَتٰى بِي السِّدْرَةَ الْمُنْتَهٰى فَغَشِيَهَا اَلْوَانٌ لَّا اَدْرِيْ مَا هِيَ ثُمَّ اُدْخِلْتُ فَاِذَا فِيْهَا جَنَا بِذُ الْلُؤْلُؤِ وَاِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوذرؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں مکہ میں تھا تو میرے گھر کی چھت کھولی گئی جبرائیل علیہ السلام اترے اور میرے سینے کو کھولا۔ پھر اس کو زمزم کے پانی سے دھویا۔ پھر ایک سونے کا تھال لائے۔ جو حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا تھا جس کو میرے سینے میں انڈیل دیا پھر اس کو سی کر ملا دیا۔ پھر میرے ہاتھ کو پکڑا اور مجھے آسمان پر چڑھا کر لے گئے۔ پس جب آسمان دنیا تک پہنچے تو جبرائیل علیہ السلام نے آسمان کے داروغہ سے کہا کہ دروازہ کھولو۔ اس نے کہا یہ کون ہے۔ کہا یہ جبرائیلؑ ہے۔ پوچھا آپ کے ہمراہ کون ہے۔ کہا میرے ہمراہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پوچھا کیا آپ کی طرف پیغام بھیجا گیا ہے۔ کہا ہاں پس دروازہ کھلا پس جب ہم آسمان پر چڑھ گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی ہے جس کے دائیں طرف بھی کچھ لوگ ہیں اور اسکے بائیں طرف بھی لوگ

ہیں۔ جب دائیں طرف دیکھتا ہے تو ہنس دیتا ہے۔ جب بائیں طرف دیکھتا ہے تو رو دیتا ہے۔ تو کہنے لگے کہ آنا مبارک ہو۔ نبی صالح اور صالح بیٹے کو آنا مبارک ہو۔ میں نے پوچھا اے جبرائیل! یہ کون ہیں۔ بولے یہ آدمؑ ہیں اور یہ دائیں بائیں جو لوگ ہیں یہ ان کی اولاد کے مجسمے ہیں۔ دائیں ہاتھ والے تو جنتی لوگ ہیں اور وہ لوگ جو بائیں طرف ہیں۔ وہ جہنمی لوگ ہیں۔ جب دائیں طرف دیکھتے ہیں تو خوش ہو کر ہنستے ہیں تو جب بائیں طرف دیکھتے ہیں تو غم کی وجہ سے رو دیتے ہیں پھر جبرائیل مجھے چڑھا کر اوپر لے گئے یہاں تک کہ ہم دوسرے آسمان تک پہنچ گئے تو انہوں نے اسکے داروغہ سے کہا کہ دروازہ کھول دو۔ تو داروغہ نے ان سے اسی طرح کہا جس طرح پہلے نے کہا تھا۔ پس دروازہ کھل گیا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ حضرت ابوذرؓ نے ذکر کیا کہ آپؐ نے آسمانوں میں ادریس۔ موسیٰ عیسیٰ اور ابراہیمؑ کو پایا۔ لیکن انہیں اچھی طرح یاد نہیں رہا کہ ان کے منازل کیسے تھے۔ البتہ اتنا یاد ہے کہ آپؐ نے آدمؑ کو آسمان دنیا میں اور ابراہیمؑ کو چھٹے آسمان میں پایا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب جبرائیل کا گذر ادریس کے پاس سے ہوا تو انہوں نے فرمایا نبی صالح اور صالح بھائی کا آنا مبارک ہو میں نے پوچھا یہ کون ہیں فرمایا کہ یہ ادریس ہیں۔ پھر میرا گزر موسیٰ کے پاس سے ہوا۔ جنہوں نے فرمایا نبی صالح اور صالح بھائی کا آنا مبارک ہو۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں۔ ہتلایا کہ یہ موسیٰ ہیں۔ پھر میرا گذر حضرت عیسیٰ کے پاس سے ہوا۔ جنہوں نے نبی صالح اور نیک بھائی کا آنا مبارک ہو کہا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں ہتلایا کہ عیسیٰ ہیں۔ پھر میرا گزر ابراہیمؑ کے پاس سے ہوا۔ جنہوں نے مرحبا با النبی الصالح و الا بن الصالح کہا۔ میں نے پوچھا کون ہیں ہتلایا کہ ابراہیمؑ ہیں۔ ابن شہاب زہریؒ فرماتے ہیں کہ ابن حزم نے مجھے خبر دی کہ حضرت ابن عباسؓ اور ابو حبۃ انصاریؓ دونوں فرماتے تھے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جبرائیل چڑھا کر لے گئے۔ یہاں تک کہ میں ایک وسیع ہموار میدان میں اترا۔ جہاں میں قلموں کی آواز سنتا تھا۔ پھر ابن حزم اور انسؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ نے پچاس نمازیں فرض فرمائیں۔ ان کو لے کر میں حضرت موسیٰؑ کے پاس سے گزرا تو حضرت موسیٰؑ نے پوچھا تیرے رب نے تیری امت پر کیا فرض کیا۔ میں نے ہتلایا کہ ان پر پچاس نمازیں فرض کی گئی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اپنے رب سے نظر ثانی کی درخواست کرو کیونکہ آپ کی امت پچاس نمازوں کو ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتی۔ چنانچہ میں نے واپس آ کر نظر ثانی کی اپیل کی تو اللہ تعالیٰ نے ان نمازوں کا کچھ حصہ معاف فرما دیا موسیٰؑ کے پاس آیا تو انہوں نے پھر کہا کہ نظر ثانی کی اپیل کرو۔ پس اس طرح ذکر کیا اور اللہ تعالیٰ نے کچھ حصہ معاف فرما دیا۔ موسیٰؑ کے پاس واپس آیا تو انہوں نے پھر وہی کہا میں نے ایسا کیا تو پھر کچھ حصہ معاف ہو گیا۔ پس موسیٰؑ کے پاس آ کر ان کو خبر دی تو انہوں نے پھر نظر ثانی کی اپیل کرنے کے لئے کہا۔ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ پس واپس آ کر پھر نظر ثانی کرنے کی اپیل کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب یہ ہیں تو پانچ لیکن ثواب پچاس کا ملے گا۔ ہمارے پاس بات بدلا نہیں کرتی۔ جب حضرت موسیٰؑ کے پاس واپس آیا تو انہوں نے پھر بھی نظر ثانی کرنے کے لئے کہا۔ میں نے کہا اب مجھے اپنے رب سے شرم وحیا آتی ہے۔ پھر چل پڑے یہاں تک سدرۃ المنتہیٰ تک مجھے لے آئے پس کیا دیکھتا ہوں کہ اس کو مختلف رنگوں نے ڈھانپ رکھا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کیا تھے۔ پھر مجھے جنت میں داخل کیا گیا۔ وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ موتیوں کے قبے ہیں اور ان کی مٹی کستوری کی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ ثُمَّ انطلق میں لفظ ثُمَّ ترتیب ذکری کے لئے ہے یہ نہیں کہ اوپر کو چڑھنا فرضیت نماز کے بعد ہوا اور نہ ہی رب العزت کے ساتھ تخاطب کے بعد ہوا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ کیونکہ قصہ معراج کے بارے میں جو روایات آئی ہیں ان کے سیاق و سباق سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ ترتیب مکانی نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت انسؓ کی روایت جو باب المعراج میں آ رہی ہے کہ ساتویں آسمان پر چڑھ جانے کے بعد ثُمَّ رفعت الی سدرۃ

المنتھی ثُمّ رفع لی البیت المعمور ثُمّ فرضت علی الصلوات الخ. اصلی ترتیب یوں ہے۔ مشکوٰۃ اور مسلم کی روایات میں بھی ایسی ترتیب ہے بلکہ ترمذی۔نسائی وغیرہ میں بھی ترتیب ہے۔ بنابریں شیخ گنگوہیؒ نے جوتو جیہ بیان فرمائی ہے وہ واضح ہوگئی اور علامہ عینیؒ نے یہ فرمایا کہ حدیث باب سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سدرۃ المنتہی جنت میں نہیں ہے کیونکہ آپ فرمار ہے ہیں ثُمّ ادخلت الجنة الخ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ثُمّ کا لفظ ترتیب کے لئے نہیں ہے۔ جیسے ثُمّ کان من الذین امنوا میں ترتیب کے لئے نہیں۔ بلکہ واؤ کی طرح صرف عطف اور جمع کے لئے ہے۔

ثُمّ مررت بموسی میں بقول علامہ سندھیؒ ثُمّ کا لفظ محض تراخی کے لئے ہے۔ ترتیب کے لئے نہیں ہے۔ تو لم یثبت لی کیف منازلھم کے منافی نہیں ہوگا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا الخ

ترجمہ۔ قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ھود کو بھیجا۔

وَقَوْلِهٖ اِذْ اَنْذَر قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ اِلٰی قَوْلِهٖ كَذٰلِکَ نَجْزِی الْقَوْمَ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْهِ عَنْ عَطَاءٍ وَسُلَیْمَانَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِیْحٍ صَرْصَرٍ شَدِیْدَةٍ عَاتِیَةٍ قَالَ ابْنُ عُیَیْنَةَ عَتَتْ عَنِ الْخُزَّانِ سَخَّرَهَا عَلَیْهِمْ سَبْعَ لَیَالٍ وَّثَمَانِیَةَ اَیَّامٍ حُسُوْمًا مُّتَتَابِعَةً فَتَرَی الْقَوْمَ فِیْهَا صَرْعٰی كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِیَةٍ اُصُوْلُهَا فَهَلْ تَرٰی لَهُمْ مِّنْ بَاقِیَةٍ بَقِیَّةٍ.

ترجمہ۔اور اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ انہوں نے اپنی قوم کو احقاف میں ڈرایا۔ الیٰ قولہ۔ اس طرح مجرم لوگوں کو سزادیتے ہیں اس بارے میں حضرت عائشہؓ کی روایت جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ عاد کی تو سخت آندھی سے ہلاک کردی گئی۔ ایسی آندھی جو نگرانوں کے قابو سے باہر تھی۔ سخرھا جس کو اللہ تعالیٰ نے ان پر سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل مسلط رکھا پس تو لوگوں کو ان ایام میں ایسے گرے پڑے دیکھتا گویا کہ وہ کھجور کے بن ہیں جو گرے ہوئے ہیں۔ پس کیا آپ ان میں سے کسی کو باقی دیکھتے ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ عتت عن الخزان اللہ کی اجازت سے ایسا تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ باذن اللہ سے قطب گنگوہیؒ نے ایک وہم کا دفعیہ کردیا کہ ریاح سرکش کیسے ہوگئی۔ جب کہ خزان کنٹرول کرنے والے تھے۔ تو جواب دیا کہ ان کی سرکشی اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھی۔ چنانچہ مولانا محمد حسن کمیؒ کی تقریر میں ہے کہ خزان ان کے روکنے پر قادر نہیں تھے۔ ہوائیں اللہ کے حکم پر چل رہی تھیں۔

حدیث (۳۱۰۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَاُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُوْرِ وَقَالَ ابْنُ كَثِیْرٍ الخ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍؓ قَالَ بَعَثَ عَلِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِذُهَیْبَةٍ فَقَسَمَهَا بَیْنَ الْاَرْبَعَةِ الْاَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِیِّ ثُمَّ الْمُجَاشِعِیِّ وَعُیَیْنَةَ بْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِیِّ وَزَیْدٍ الطَّائِیِّ ثُمَّ اَحَدِ بَنِیْ نَبْهَانَ وَعَلْقَمَةَ بْنِ عُلَاثَةَ الْعَامِرِیِّ ثُمَّ اَحَدِ بَنِیْ كِلَابٍ فَغَضِبَتْ قُرَیْشٌ وَالْاَنْصَارُ قَالُوْا یُعْطِیْ صَنَادِیْدَ اَهْلِ نَجْدٍ وَیَدَعُنَا قَالَ اِنَّمَا اَتَاَلَّفُهُمْ فَاَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَیْنَیْنِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَیْنِ نَاتِئُ الْجَبِیْنِ كَثُّ اللِّحْیَةِ مَحْلُوْقٌ فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ یَا مُحَمَّدُ

فَقَالَ مَنْ يُطِعِ اللهَ إِذَا عَصَيْتُ أَيَأْمَنُنِي اللهُ عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ فَلَا تَأْمَنُونِي فَسَأَلَهُ رَجُلٌ قَتْلَهُ أَحْسِبُهُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَمَنَعَهُ فَلَمَّا وَلَّى قَالَ إِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا أَوْفِي عَقِبِ هٰذَا قَوْمٌ يَقْرَؤُنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَقْتُلُوْنَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدْعُوْنَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ لَئِنْ أَنَا أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا۔ بادصبا یعنی پچھم کی ہوا سے میری مدد کی گئی ہے اور عاد کی قوم پروا ہوا سے تباہ کی گئی۔ دوسری سند سے ابی سعیدؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے کچھ ٹکڑا سونے کا جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا۔ جس کو آپؐ نے چار اشخاص میں تقسیم فرما دیا۔ اقرع بن حابس. حنظلی مجاشعی اور عیینہ بن بدر فزاری اور زید تالی جو بنو نبہان کا ایک آدمی تھا۔ اور علقمہ بن علاثہ عامری جو بنو کلاب کا ایک آدمی تھا۔ تو قریش اور انصار ناراض ہو گئے کہ آپؐ نجد والوں کو عطیہ دیتے ہیں اور ہمیں چھوڑ دیتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں ان کی دلجوئی کرتا ہوں تاکہ دین اسلام پر جمے رہیں ایک آدمی آیا جس کی دونوں آنکھیں گڑی ہوئی تھیں۔ دونوں رخسارے ابھرے ہوئے تھے۔ پیشانی اٹھی ہوئی تھی گھنی داڑھی والا اور سر منڈائے ہوئے تھا کہنے لگا اے محمدؐ! اللہ سے ڈر جس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں نافرمانی کرنے لگوں تو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کون کرے گا۔ اللہ تعالیٰ تو مجھے زمین والوں پر امین قرار دیں اور تم مجھے امین نہ سمجھو۔ تو ایک آدمی نے اس کے قتل کر دینے کی اجازت مانگی۔ میرا گمان ہے کہ وہ خالد بن ولید تھے۔ تو آپؐ نے اس کو روک دیا جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی نسل سے یا اس کے نسب سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے آگے نہیں بڑھے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر اپنے نشانہ سے نکل جاتا ہے۔ وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے۔ اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔ اگر میں ان کو پالوں تو میں ان کو ایسے قتل کروں جیسے کہ عاد کی قوم قتل ہوئی۔

حدیث (۳۱۰۵) حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ الخ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا پڑھتے تھے۔ ھل من مدکر یعنی ادغام اور دال مہملہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔ جس میں عاد کی تباہی کا ذکر ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ قتل عاد یہ محل ترجمہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم عاد کی بیخ و بن اکھیڑ دی گئی تہس نہس ہو گئے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حافظؒ فرماتے ہیں۔ لئن انا ادرکتھم لاقتلنھم قتل عاد سے غرض یہ ہے کہ ایسا قتل جس کے بعد کوئی فرد بھی باقی نہ رہے۔ جس سے اشارہ ہے۔ ھل تری لھم من باقیہ یہ مقصد نہیں کہ جس آلہ سے عاد کی قوم ہلاک کی گئی۔ اسی آلہ سے ان کو ہلاک کروں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ قتل مصدر کی اضافت فاعل کی طرف ہو۔ جس سے مراد قتل شدید اور قتل قوی ہو۔ کیونکہ یہ لوگ شدت اور قوت میں مشہور تھے۔ چنانچہ دوسری روایت میں قتل ثمود بھی وارد ہوا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ اگر اشکال ہو کہ جب آپؐ ایسے لوگوں کو قتل عاد کی طرح ختم کرنا چاہتے ہیں تو پھر حضرت خالدؓ کو کیوں روکا۔ تو کہا جائے گا کہ ادراک زمان سے ان کے غلبہ اور ظہور کا زمانہ مراد ہے جب کہ وہ کثیر ہوں گے اور لوگوں کا مقابلہ تلوار سے کریں گے یہ زمان مستقبل میں ہونے والا تھا۔ چنانچہ ان خوارج کا مقابلہ سب سے پہلے حضرت علی بن ابی طالبؓ کو کرنا پڑا جنگ نہروان ان سے لڑی گئی جس میں ہزاروں مسلمان

مارے گئے اور کافی عرصہ تک سلاطین اسلام ان کا مقابلہ کرتے رہے۔ حجاج بن یوسف جیسے شخص کو شبیب خارجی کی بیوی غزالہؒ نے گھر سے نہ نکلنے دیا۔ بصرہ اور کوفہ میں سال بھر تک معرکہ آرائی رہی۔ اقامت غزالة سوق الضراب بين العراقين حولا قميطا
ترجمہ۔ کہ غزالہ نے بصرہ اور کوفہ عراق کے دواہم شہروں میں ایک سال کامل تلوارزنی کا بازار گرم رکھا۔

بَابُ قِصَّةِ يَاجُوجَ وَمَاجُوجَ

وَقَوْلِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اِنَّ يَاجُوجَ وَمَاجُوجَ مُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ

ترجمہ۔ یاجوج ماجوج کا قصہ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ یاجوج وماجوج روئے زمین میں فساد برپا کرنے والے ہیں

بَابُ وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا اِلٰى قَوْلِهٖ سَبَبًا طَرِيْقًا اِلٰى قَوْلِهٖ اٰتُوْنِيْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ وَاحِدُهَا زُبْرَةٌ وَّهِيَ الْقِطَعُ حَتّٰى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ يُقَالُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الْجَبَلَيْنِ وَالسَّدَّيْنِ الْجَبَلَيْنِ خَرْجًا اَجْرًا قَالَ انْفُخُوْا حَتّٰى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا قَالَ اٰتُوْنِيْ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا اَصْبُبْ عَلَيْهِ رِصَاصًا وَّيُقَالَ الْحَدِيْدُ وَيُقَالُ الصُّفْرُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ النُّحَاسُ فَمَا اسْطَاعُوْا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ يَعْلُوْهُ اسْتَطَاعَ اِسْتَفْعَلَ مَنْ اَطَعْتُ لَهٗ فَلِذٰلِكَ فُتِحَ اَسْطَاعَ يَسْطِيْعُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اسْتَطَاعَ يَسْتَطِيْعُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكًّا اَلْزَقَهٗ بِالْاَرْضِ وَنَاقَةٌ دَكَّاءَ لَا سَنَامَ لَهَا وَلَا كَدَاكَ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهٗ حَتّٰى صَلُبَ مِنَ الْاَرْضِ وَتَلَبَّدَ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ حَتّٰى اِذَا فُتِحَتْ يَاجُوْجُ وَمَاجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ قَالَ قَتَادَةُ حَدَبٌ اَكَمَةٌ قَالَ رَجُلٌ لِّلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُ السَّدَّ مِثْلَ الْبُرْدِ الْمُحَبَّرِ قَالَ رَاَيْتَهٗ.

ترجمہ۔ باب ہے اللہ تعالیٰ کی تفسیر میں آپؐ سے ذوالقرنین کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ الی قوله سببا یعنی طریق راستہ الی قوله اتونی زبر الحدید. زبر کا واحد زبرہ ہے۔ جس کے معنی ٹکڑے کے ہیں تو معنی ہوئے میرے پاس لوہے کی چادریں لے آؤ۔ ابن عباسؓ سے کہا جاتا ہے کہ صدفین سے مراد بھی دو پہاڑ ہیں اور سدین سے مراد بھی دو پہاڑ ہیں جب دونوں پہاڑوں کے درمیان کی جگہ کو پر کردیا گیا۔ خرجاً بمعنی مزدوری۔ اجرت حکم دیا کہ پھونکو۔ یہاں تک کہ جب وہ لوہا آگ کی طرح ہوگیا تو فرمایا کہ میرے پاس لے آؤ۔ تاکہ میں اس پر رک کو پلٹ دوں۔ قطر کے معنی تانبا۔ اور کہا جاتا ہے کہ لوہا ہے۔ بعض نے کہا کہ پیتل ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ پیتل مراد ہے۔ پس ان کو طاقت نہیں کہ وہ اس دیوار پر چڑھ جائیں۔ طعت له سے باب استفعال استطاع بنایا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے فتح الف کے ساتھ استطاع پڑھا گیا۔ یستطیع اس کا مضارع ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ استطاع یستطیع باب استفعال سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے فتح الف کے ساتھ استطاع پڑھا گیا۔ یستطیع اس کا مضارع ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ استطاع یستطیع باب استفعال سے ہے۔ اور وہ اس دیوار میں سوراخ نہیں کرسکتے فرمایا یہ میرے رب کی مہربانی ہے کہ ایسی مضبوط دیوار بن گئی لیکن جب میرے رب کا وعدہ قیامت برپا کرنے کا آئے گا تو وہ اس دیوار کو بالکل زمین بوس کردے گا یعنی اسے زمین کے ساتھ ملادے گا۔ دکا اس اونٹنی کو کہتے ہیں جس کی کوہان نہ ہو۔ اور وکداک بھی ایسی ہموار زمین کو کہتے ہیں جو سخت

ہو جائے اور چپٹ جائے۔ وکان وعد ربی حقا اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے اور اس دن ہم لوگوں کو اس حال میں چھوڑ دیں گے کہ وہ ایک دوسرے کو گھسنے مارتے ہوں گے۔ یہاں تک کہ جب یاجوج ماجوج نکلیں گے تو وہ ہر ٹیلہ سے رینگ رہے ہوں گے۔ ایک آدمی نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں نے وہ دیوار دیکھی ہے جو سرخ چادروں کی طرح ہے۔ آپؐ نے پوچھا کیا تو نے اسے دیکھا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ برد جمع بردہ کی چادر اور حجرۃ یعنی نقش ونگار والی۔ یعنی جو سفید اور سیاہ ہو۔ یا سفید اور سرخ دھاری ہو۔ اور حافظ فرماتے ہیں کہ وہ آدمی دیکھنے والا اہل مدینہ میں سے تھا جس نے کہا کہ میں نے اس دیوار چین کو دیکھا جس کا ایک راستہ سیاہ تھا۔ آپؐ نے فرمایا پس تو اسے دیکھ چکا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ ذوالقرنین اسے اس لئے کہا جاتا تھا کہ وہ مشرق ومغرب کا بادشاہ بن گیا تھا۔ کہ شرق اور غرب سے اس کا گذر ہوا۔ بعض کہتے ہیں اپنی دو زلفوں کی وجہ سے ذوالقرنین مشہور ہوا یا اس کے سر پر تاج دو سینگوں کے مشابہ تھا بہر حال یہ سکندر اول ہے جس نے ابراہیم خلیل اللہؑ کے ہمراہ بیت اللہ کا طواف کیا۔ اور یہی پہلا شخص ہے جس نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی۔ ابراہیمؑ پر ایمان لایا اور آپ کا پیروکار بنا اس کا وزیر خضرؑ تھا۔ بہر حال مؤمن نیکوکار ضرور تھا اس کی نبوت میں اختلاف ہے۔ اور دوسرا سکندر یونانی تھا جس کا وزیر فلسفی ارسطا طالیس تھا وہ مسیح علیہ السلام کے زمانہ سے تین سو سال پہلے قبل از مسیح ہے۔ مصنفؒ نے ابراہیمؑ کے ذکر سے پہلے ذوالقرنین کا ذکر اس غرض سے کیا کہ اس سکندر سے سکندر یونانی مراد نہیں ہے کیونکہ وہ تو عیسیٰؑ کے زمانہ کے قریب آیا ہے اور ابراہیمؑ اور عیسیٰؑ کے درمیان دو ہزار سال سے بھی زیادہ کا عرصہ گذرا ہے۔ اور ظاہر یہ ہے کہ سکندر ثانی کو ذوالقرنین کی مشابہت کی وجہ سے کہنے لگے کہ اس کی سلطنت وسیع تھی اور بلاد کثیرہ پر اس کو غلبہ حاصل تھا

حدیث (۳۱۰۶) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ الخ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَؓ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَزِعًا يَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَاجُوجَ وَمَاجُوجَ مِثْلُ هٰذِهِ وَحَلَّقَ بِإِصْبَعِهِ الْإِبْهَامِ وَالَّتِي تَلِيهَا قَالَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍؓ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ قَالَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ.

ترجمہ۔ حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیانؓ حضرت زینب بنت جحشؓ سے روایت کرتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ان کے پاس گھبرائے ہوئے تشریف لائے۔ اور کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھتے تھے۔ فرمانے لگے کہ عرب کے لئے ہلاکت ہے اس شر کی وجہ سے جو قریب آچکا ہے۔ آج یاجوج ماجوج کی دیوار کھول دی گئی ہے اس طرح آپؐ نے اپنی دو انگلیوں انگوٹھا اور انگشت شہادت سے حلقہ بنایا۔ حضرت زینب بنت جحشؓ فرماتی ہیں کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ کیا ہمارے اندر نیک لوگوں کی موجودگی کے باوجود ہم ہلاک ہو جائیں گے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں! جب کہ خبث اور برائی زیادہ ہو جائے گی۔

حدیث (۳۱۰۷) حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الخ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَتَحَ اللّٰهُ مِنْ رَدْمِ يَاجُوجَ وَمَاجُوجَ مِثْلَ هٰذَا وَعَقَدَ بِيَدِهِ تِسْعِينَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یاجوج وماجوج کی دیوار اس طرح کھول دیں گے۔ اور آپؐ نے اپنے ہاتھ سے نوے کا عدد باندھا۔

حدیث (۳۱۰۸) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ الخ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُولُ اللّٰهُ تَعَالَى يَا آدَمُ فَيَقُولُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ فَيَقُولُ أَخْرِجْ

بَعْثَ النَّارِ قَالَ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ اَلْفٍ تِسْعُ مِائَةٍ وَّتِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ فَعِنْدَهُ يَشِيْبُ الصَّغِيْرُ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى وَمَاهُمْ بِسُكَارٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَيُّنَا ذٰلِكَ الْوَاحِدُ قَالَ اَبْشِرُوْا فَاِنَّ مِنْكُمْ رَجُلٌ وَمِنْ يَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ اَلْفٌ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنِّيْ اَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا فَقَالَ اَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا فَقَالَ اَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا فَقَالَ اَنْتُمْ فِي النَّاسِ اِلَّا كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَآءِ فِيْ جِلْدِ ثَوْرٍ اَبْيَضَ اَوْ كَشَعْرَةٍ بَيْضَآءَ فِيْ جِلْدِ ثَوْرٍ اَسْوَدَ.

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائیں گے کہ اے آدم! وہ فرمائیں گے حاضر ہوں میں تیرے سامنے ہوں میں اے رب تمام بھلائی تیرے دونوں ہاتھوں کے درمیان ہے فرمائیں گے جہنمیوں کا گروہ نکال لو وہ پوچھیں گے جہنمیوں کا گروہ کیا ہے۔ فرمائیں گے ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے پس اس وقت سن کر چھوٹا بچہ سفید بالوں والا ہو جائے گا۔ اور ہر حاملہ عورت اپنا حمل رکھ دے گی اور تو لوگوں کو بے ہوش دیکھے گا۔ وہ درحقیقت نشہ میں بے ہوش نہیں ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب سخت ہوگا۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! وہ ایک ہم میں سے کون ہوگا آپؐ نے فرمایا تم خوش ہو جاؤ بے شک تم میں سے ایک ہوگا۔ اور یاجوج وماجوج میں سے ایک ہزار ہوں گے۔ پھر فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مجھے امید ہے کہ تم لوگ جنتیوں میں سے چوتھائی ہو گے ہم نے نعرۂ تکبیر بلند کیا پھر آپؐ نے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ تم لوگ اہل جنت کا تہائی ہو گے۔ پس ہم نے نعرۂ تکبیر بلند کیا پھر فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ تم لوگ اہل جنت کا آدھا ہو گے۔ پھر ہم نے نعرہ تکبیر لگایا فرمایا تم لوگوں میں سے ایسے ہوں گے جیسے سفید بیل کے چمڑے میں ایک سیاہ بال ہوتا ہے۔ یا جیسے ایک کالے رنگ کے بیل کے چمڑے میں ایک سفید بال ہوتا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ عقد بیدہ تسعین اس سے مقصد اس حلقہ کی صورت کو قوت خیطلہ کے قریب کرنا ہے بس صورت حلقہ کے بارے میں دونوں روایتوں میں کوئی منافات نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ یعنی ایک روایت میں عقد بیدہ تسعین ہے۔ اور پہلی روایت میں تھا کہ حلق بالابھام والتی تلیھا کہ انگوٹھے اور اورنگشت شہادت سے حلقہ بنایا۔ جس سے بظاہر تیس کا عقد معلوم ہوتا ہے۔ اور بعض روایات میں تسعین ومائۃ یعنی نوے یا سو آیا ہے۔ اور بعض میں دس کا عدد بھی آیا ہے۔ بنا بریں حافظؒ فرماتے ہیں کہ روایات متفقہ ہیں۔ اہل معرفت کے نزدیک عقد حساب کی مختلف صورتیں ہیں اگر چہ حلقہ سے مشابہت میں سب متفق ہیں۔ تسعون اور مائۃ تو قریب قریب ہیں۔ البتہ عشرہ مخالف ہے۔ چنانچہ علامہ عینیؒ نے مختلف روایات ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ اس مقام پر تین چیزیں ہیں۔ پہلا تو عاقد میں اختلاف ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یا سفیان ہیں۔ یا وہب ہیں۔ دوسرا اختلاف عدد میں ہے نوے ہے۔ سو ہے۔ یا دس ہے۔ اور تیسرا یہ ہے کہ یہ حدیث اس حدیث کے معارض ہے۔ جس میں ہے انا امۃ امیہ الخ کہ بے شک ہم ان پڑھ امت ہیں۔ نہ لکھنا جانتے ہیں نہ حساب جانتے ہیں۔ تو پہلے اختلاف کا جواب تو ابن عربیؒ نے دیا ہے کہ یہ عقد مدرج راوی ہے حدیث کے الفاظ نہیں ہیں۔ رواۃ نے اشارہ کو حساب سے تعبیر کر دیا اور دوسرے اختلاف کا جواب قاضی عیاضؒ نے دیا ہے کہ تمثیل سے مراد تقریب ہے تحدید نہیں ہے۔ اور تیسرے اختلاف کا جواب یہ ہے کہ انا امۃ امیہ ایک خاص معین صورت کو بیان کرنا ہے۔ عام نہیں ہے کہ بالکل ہی حساب نہ جانتے ہوں۔ لیکن حافظ فرماتے ہیں کہ عقد الحساب یہ ایک اہل عرب کی اصطلاح تھی۔ جس کے مطابق آپؐ نے سد سکندری کے کھلنے کو اس کو عقد معروفہ سے بیان فرمایا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا

ترجمہ۔ باب ہے ان اقوال باری کی تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل بنالیا۔

وَقَوْلُهُ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِلّٰهِ وَقَوْلُهُ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ وَقَالَ اَبُوْ مَيْسَرَةَ الرَّحِيْمُ بِلِسَانِ الْحَبْشَةِ.

ترجمہ۔ بے شک ابراہیمؑ کی ایک جماعت جو اللہ تعالیٰ کی فرمانبردار ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ابراہیمؑ رحیم اور حوصلے والے تھے۔ ابومیسرةؒ فرماتے ہیں کہ حبشی زبان میں اوّاہ رحیم کو کہتے ہیں۔

حدیث(۳۱۰۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّكُمْ مَحْشُوْرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ثُمَّ قَرَاَ كَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا اِنَّا كُنَّا فَاعِلِيْنَ وَاَوَّلُ مَنْ يُّكْسٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِبْرَاهِيْمُ وَاِنَّ اُنَاسًا مِنْ اَصْحَابِيْ يُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ اَصْحَابِيْ اَصْحَابِيْ فَيَقُوْلُ اِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوْا مُرْتَدِّيْنَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ فَاَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَا دُمْتُ فِيْهِمْ اِلٰى قَوْلِهِ الْحَكِيْمُ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ قیامت کے دن ننگے پاؤں ننگے بدن اور بغیر ختنہ کے اٹھائے جاؤ گے۔ پھر یہ آیت پڑھی جیسے ہم نے پہلی پیدائش کی ابتدا کی تھی اسی کو لوٹائیں گے۔ یہ ہمارا وعدہ ہے جس کو ہم ضرور کرنے والے ہیں۔ اور پہلا شخص جس کو قیامت کے دن کپڑے پہنائے جائیں گے وہ ابراہیمؑ ہوں گے۔ اور میرے صحابہ میں سے کچھ لوگ بائیں طرف کو پکڑے جائیں گے۔ پس میں کہوں گا یہ تو میرے ساتھی ہیں۔ میرے ساتھی ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ آپؐ کے ان سے جدا ہو جانے کے بعد یہ لوگ برابر اپنی ایڑیوں پر پھر جانے والے ہو گئے۔ پس جیسے اللہ کے نیک بندے نے کہا تھا میں بھی ویسے کہوں گا جب تک میں ان کے اندر رہا ان پر نگران رہا۔ اور جب آپ نے مجھ کو وفات دے دی تو پھر آپ ہی تاڑ رکھنے والے تھے۔ الآیة

حدیث(۳۱۱۰) حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَلْقٰى اِبْرَاهِيْمُ اَبَاهُ اٰزَرَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلٰى وَجْهِ اٰزَرَ قَتَرَةٌ وَّغَبَرَةٌ فَيَقُوْلُ لَهُ اِبْرَاهِيْمُ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ لَا تَعْصِنِيْ فَيَقُوْلُ اَبُوْهُ فَالْيَوْمَ لَا اَعْصِيْكَ فَيَقُوْلُ اِبْرَاهِيْمُ يَارَبِّ اِنَّكَ وَعَدْتَّنِيْ اَنْ لَّا تُخْزِيَنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ فَاَيُّ خِزْيٍ اَخْزٰى مِنْ اَبِي الْاَبْعَدِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنِّيْ حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِيْنَ ثُمَّ يُقَالُ يَا اِبْرَاهِيْمُ مَا تَحْتَ رِجْلَيْكَ فَيَنْظُرُ فَاِذَا هُوَ بِذِيْخٍ مُّلْتَطِخٍ فَيُؤْخَذُ بِقَوَائِمِهٖ فَيُلْقٰى فِي النَّارِ.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیمؑ کی قیامت کے دن اپنے باپ آزر سے ملاقات ہوگی کہ آزر کے چہرہ پر سیاہی اور غبار پڑی ہوگی حضرت ابراہیمؑ اس سے کہیں گے کہ کیا میں نے تجھ سے کہا نہیں تھا کہ میری نافرمانی نہ کرنا۔ تو آپ کا باپ کہے گا کہ پس آج کے دن میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ جس پر حضرت ابراہیمؑ کہیں گے اے میرے رب بے شک آپ نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ تجھے رسوا نہیں کرونگا بس اس سے بڑی رسوائی کیا ہوگی کہ میرا باپ رحمت الٰہی سے بہت دور ہو۔ اللہ تعالیٰ جواب میں فرمائیں گے کہ میں نے تو جنت کو کافروں پر حرام کردیا ہے۔ پس ابراہیمؑ سے کہا جائے گا کہ اپنے پاؤں کے نیچے دیکھو وہ نگاہ کریں

گے تو کیا دیکھیں گے کہ ایک بہت بالوں والا بجو ہے جو گوبر یا خون میں لت پت ہے پس اس کو ٹانگوں سے پکڑ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

حدیث (۳۱۱۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ وَجَدَ فِيْهِ صُوْرَةَ اِبْرَاهِيْمَ وَصُوْرَةَ مَرْيَمَ فَقَالَ اَمَالَهُمْ فَقَدْ سَمِعُوْا اَنَّ الْمَلَآئِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ هٰذَا اِبْرٰهِيْمُ مُصَوَّرٌ فَمَا لَهٗ يَسْتَقْسِمُ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں داخل ہوئے تو اس میں ابراہیمؑ اور بی بی مریمؑ کی صورتیں دیکھیں۔ فرمایا یہ لوگ سن چکے ہیں کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو۔ یہ تو ابراہیمؑ کی صورت بنائی گئی ہے تو وہ تقسیم کیسے کر سکتے ہیں۔ یعنی تصویریں تقسیم امور انجام نہیں دے سکتیں۔

حدیث (۳۱۱۲) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَاَى الصُّوَرَ فِي الْبَيْتِ حَتّٰى اَمَرَبِهَا فَمُحِيَتْ فَرَاٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ بِاَيْدِيْهِمَا الْاَزْلَامُ فَقَالَ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ وَاللّٰهِ اِنِ سْتَقْسَمَا بِالْاَزْلَامِ قَطُّ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بیت اللہ کے اندر تصویریں دیکھیں تو اس وقت تک اندر داخل نہ ہوئے جب تک کہ آپؐ کے حکم کے مطابق ان کو نہ مٹا دیا گیا۔ حضرت ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کے ہاتھوں میں دیکھا کہ تقسیم کے تیر ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ ان کو مارے۔ اللہ کی قسم! یہ دونوں تو کبھی تیروں سے تقسیم کے روادار نہ ہوئے۔

حدیث (۳۱۱۳) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَكْرَمُ النَّاسِ قَالَ اَتْقٰهُمْ فَقَالُوْا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْاَلُكَ قَالَ فَيُوْسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ بْنُ نَبِيِّ اللّٰهِ بْنِ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ خَلِيْلِ اللّٰهِ قَالُوْا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْاَلُكَ قَالَ فَمَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْاَلُوْنَ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْاِسْلَامِ اِذَا فَقُهُوْا قَالَ اَبُوْ اُسَامَةَ الخ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا یا رسول اللہ! تمام لوگوں میں سے بڑی عزت والا کون ہے۔ فرمایا جو ان میں سے زیادہ پرہیزگار ہوگا۔ انہوں نے کہا ہم اس کے متعلق سوال نہیں کرتے۔ فرمایا یوسف نبی اللہ جو نبی اللہ کے بیٹے اور خلیل اللہ کے پوتے تھے۔ انہوں نے کہا ہم اس کے متعلق بھی سوال نہیں کرتے۔ آپؐ نے فرمایا عرب کی فخر کی کانوں کے متعلق سوال کرتے ہو جو زمانہ جاہلیت میں ان میں سے بہتر تھا وہی اسلام میں بھی بہتر ہوگا۔ جب کہ وہ دین میں سمجھ پیدا کریں ابو اسامۃ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔

حدیث (۳۱۱۴) حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ الخ حَدَّثَنَا سَمُرَةُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَانِي اللَّيْلَةَ اٰتِيَانِ فَاَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ طَوِيْلٍ لَا اَكَادُ اَرٰى رَاْسَهٗ طُوْلًا وَاِنَّهٗ اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

ترجمہ۔ حضرت سمرہؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات میرے پاس دو آنے والے آئے تو ہم ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو لمبا تھا۔ میں لمبائی کی وجہ سے اس کے سر کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ بے شک وہ حضرت ابراہیمؑ تھے۔

حدیث (۳۱۱۵) حَدَّثَنَا بَيَانُ ابْنُ عَمْرٍؓ الخ عَنْ مُجَاهِدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍؓ وَذَكَرُوْا لَهُ الدَّجَّالَ بَيْنَ

عَيْنَيْهِ مَكْتُوبٌ كَافِرٌ اَوْ كَ فَ رَ قَالَ لَمْ اَسْمَعْهُ وَلٰكِنَّهُ قَالَ اَمَّا اِبْرَاهِيْمَ فَانْظُرُوْا اِلٰى صَاحِبِكُمْ وَاَمَّا مُوْسٰى فَجَعْدٌ اٰدَمُ عَلٰى جَمَلٍ اَحْمَرَ مَخْطُوْمٍ بِخُلْبَةٍ كَاَنِّىْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ اِنْحَدَرَ فِى الْوَادِىْ يُكَبِّرُ.

ترجمہ۔ حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے سنا۔ جب کہ لوگوں نے ان کے سامنے دجال کا ذکر کیا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر یا ک ف ر لکھا ہوگا۔ انہوں نے فرمایا ابراہیمؑ کو دیکھنا ہو تو اپنے ساتھی محمد مصطفیٰ کو دیکھ لو۔ لیکن موسیٰ علیہ السلام گھونگھرالے بالوں والے گندم گوں سرخ رنگ کے سرخ اونٹ پر سوار جس کی مہار کھجور کے رسّہ کی ہے۔ گویا میں ان کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ تکبیر کہتے ہوئے وادی میں اتر رہے تھے۔

حدیث(۳۱۱۶) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ الخ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِخْتَتَنَ اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِيْنَ سَنَةً بِالْقَدُوْمِ تَابَعَهُ عَبْدُالرَّحْمٰنِ.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیم نبی اللہ نے اسّی سال کی عمر میں کلہاڑے کے ساتھ ختنہ کرایا اگر قدوم بالتشدید ہو تو شام میں ایک بستی کا نام ہے۔

حدیث (۳۱۱۷) حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ بِالْقَدُوْمِ مُخَفَّفَةً.

ترجمہ۔ یعنی انہوں نے تخفیف کے ساتھ قدوم روایت کیا جس کے معنی چکھاڑنے کے ہیں۔

حدیث (۳۱۱۸) حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ تَلِيْدٍ الرُّعَيْنِىُّ الخ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكْذِبْ اِبْرَاهِيْمُ اِلَّا ثَلٰثًا وَفِىْ رِوَايَتِهٖ اِلَّا ثَلٰثَ كَذَبَاتٍ ثِنْتَيْنِ مِنْهُنَّ فِىْ ذَاتِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَقَوْلُهٗ اِنِّىْ سَقِيْمٌ وَّقَوْلُهٗ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا وَقَالَ بَيْنَا هُوَ ذَاتَ يَوْمٍ وَسَارَةُ اِذْ اَتٰى عَلٰى جَبَّارٍ مِنَ الْجَبَابِرَةِ فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّ هٰهُنَا رَجُلٌ مَّعَهُ امْرَاَةٌ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ فَسَاَلَهٗ عَنْهَا فَقَالَ مَنْ هٰذِهٖ قَالَ اُخْتِىْ فَاَتٰى سَارَةَ قَالَ يَاسَارَةُ لَيْسَ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ مُؤْمِنٌ غَيْرِىْ وَغَيْرُكِ وَاَنَّ هٰذَا سَاَلَنِىْ فَاَخْبَرْتُهٗ اَنَّكِ اُخْتِىْ فَلَا تُكَذِّبِيْنِىْ فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا فَلَمَّا دَخَلَتْ عَلَيْهِ ذَهَبَ يَتَنَاوَلُهَا بِيَدِهٖ فَاُخِذَ فَقَالَ ادْعِى اللّٰهَ لِىْ وَلَا اَضُرُّكِ فَدَعَتِ اللّٰهَ فَاُطْلِقَ ثُمَّ تَنَاوَلَهَا الثَّانِيَةَ فَاُخِذَ مِثْلَهَا اَوْ اَشَدَّ فَقَالَ ادْعِى اللّٰهَ لِىْ وَلَا اَضُرُّكِ فَدَعَتْ فَاُطْلِقَ فَدَعَا بَعْضَ حَجَبَتِهٖ فَقَالَ اِنَّكُمْ لَمْ تَاْتُوْنِىْ بِاِنْسَانٍ اِنَّمَا اَتَيْتُمُوْنِىْ بِشَيْطَانٍ فَاَخْدَمَهَا هَاجَرَ فَاَتَتْهُ وَهُوَ قَائِمٌ يُّصَلِّىْ فَاَوْمَاَ بِيَدِهٖ مَهْيَا قَالَتْ رَدَّ اللّٰهُ كَيْدَ الْكَافِرِ اَوِالْفَاجِرِ فِىْ نَحْرِهٖ وَاَخْدَمَ هَاجَرَ فَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَؓ تِلْكَ اُمُّكُمْ يَا بَنِىْ مَآءِ السَّمَآءِ.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابراہیمؑ نے صرف تین جھوٹ کہے ہیں دو ان میں سے اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں ہیں۔ پہلا آپ کا قول انی سقیم ہے کہ میں بیمار ہوں۔ دوسرا قول بل فعلہ کبیرھم ھذا بلکہ ان کے اس بڑے نے اس کو کیا ہے۔ اور تیسرا یہ ہے کہ ایک دن وہ اور ان کی بیوی سارہؓ سفر کرتے کرتے ایک ظالم بادشاہ مصر کے پاس سے گذرے اس بادشاہ سے کہا گیا کہ بے شک اس جگہ ایک ایسا مرد ہے جس کے ہمراہ تمام لوگوں میں سے زیادہ خوب صورت بیوی ہے تو اس نے

آپ کے پاس آدمی بھیجا جو اس عورت کے بارے میں پوچھتا تھا۔ کہا کہ یہ کون ہے۔ آپ نے فرمایا میری بہن ہے اور سارہؓ کے پاس آکر کہا کہ اے سارہ آج روئے زمین پر میرے اور تیرے سوا کوئی مؤمن نہیں ہے۔ اور اس بادشاہ نے تیرے بارے میں مجھ سے پوچھا ہے میں نے اسے بتلا یا ہے کہ تو میری بہن ہے دین کے اعتبار سے۔ پس مجھے جھوٹا ثابت نہ کرنا۔ چنانچہ اس بادشاہ نے جب بی بی سارہ کو طلب کیا یہ اس کے پاس اندر داخل ہوئیں تو اس نے دست درازی شروع کی تو اسے پکڑ لیا گیا۔ پس کہنے لگا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے میرے لئے دعا کریں میں تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ پس انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تو اسے چھوڑ دیا گیا۔ پھر دوسری مرتبہ اس نے اس پاکدامن بی بی کو پکڑنے کا ارادہ کیا تو اسی طرح یا اس سے بھی سختی کے ساتھ اسے پکڑ لیا گیا جس پر وہ کہنے لگا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں میں تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ چنانچہ بی بی نے دعا مانگی تو اسے چھوڑ دیا گیا اس نے اپنے کسی دربان کو بلا کر کہا کہ تم میرے پاس کسی انسان کو نہیں لائے ہو۔ بلکہ کوئی شیطان اور جن سرکش میرے پاس لائے ہو۔ اور خدمت کے لئے بی بی ہاجرہ دے دی۔ پس بی بی سارہ جب ابراہیمؑ کے پاس واپس آئیں تو آپ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے انہوں نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ کیا خبر ہے۔ جس پر بی بی نے بتلایا کہ اللہ تعالیٰ نے کافر یا بدمعاش کی تدبیر کو اس کے سینے میں لوٹا دیا۔ یعنی وہ تدبیر الٹا اس کے خلاف پڑی۔ اور خدمت کے لئے ہاجرہ بھی دے دی۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اے بنو ماء السماء کنایہ ہے بنو اسماعیل سے ہے کہ یہی تمہاری ماں ہے بنو ماء السما طہارت نسب کی وجہ سے کہا گیا۔

حدیث (۳۱۱۹) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰی الخ عَنْ اُمِّ شَرِیْکٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِقَتْلِ الْوَزْغِ وَقَالَ کَانَ یَنْفُخُ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ.

ترجمہ۔ حضرت ام شریکؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ نے کرلے کو مار ڈالنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ یہ حضرت ابراہیمؑ پر آگ میں پھونک مارتا تھا۔

حدیث (۳۱۲۰) حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِؓ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّنَا لَا یَظْلِمُ نَفْسَهٗ قَالَ لَیْسَ کَمَا تَقُوْلُوْنَ لَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ بِشِرْکٍ اَوَلَمْ تَسْمَعُوْا اِلٰی قَوْلِ لُقْمَانَ لِابْنِهٖ یَا بُنَیَّ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت الذین امنوا ولم یلبسوا الایۃ نازل ہوئی تو ہم نے کہا یارسول اللہ! ہم میں سے کون سا شخص ہے جس نے اپنی جان پر ظلم نہ کیا ہو یعنی گناہ نہ کیا ہو تو آپؐ نے فرمایا ایسا نہیں ہے جیسا تم سمجھ رہے ہو لم یلبسوا ایمانھم بظلم ظلم بمعنی شرک کے ہے کیا تم نے لقمان کا قول اپنے بیٹے سے جو کہہ رہے تھے وہ نہیں سنا۔ اے پیارے بیٹے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرنا۔ کیونکہ شرک تو ظلم عظیم ہے تو ظلم میں تنوین تعظیم کیلئے ہے تحقیر کیلئے نہیں ہے

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ من اکرم الناس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اکرام کو ان اعمال صالحہ اور اخلاق مرضیہ پر محمول فرمایا جو انسان اپنی مقدور بھر کوشش سے حاصل کرتا ہے جب لوگوں نے کہا ہماری مراد یہ نہیں تو آپؐ نے ان صفات پر محمول فرمایا جن سے انسان امور عارضہ کی وجہ سے متصف ہوتا ہے لیکن جب لوگوں نے اس سے بھی انکار کیا تو آپؐ نے ان صفات پر محمول فرمایا جو جبلی اور خلقی طور پر انسان میں موجود ہوتے ہیں کسب کا اس میں دخل نہیں ہوتا جیسے آباؤ اجداد۔ تو آپؐ نے فرمایا خیارھم فی الجاھلیة خیارھم فی الاسلام یعنی اچھی عادات وخصائل جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں رکھ دی ہیں۔ جن پر انسان کی جاہلیت اور اسلام دونوں میں مدح کی جاتی ہیں جیسے صدیق اور فاروق کہ یہ صفات جاہلیت میں بھی محمود تھیں اور اسلام باقی رہنے پر حمد و مدح کا باعث بنیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حضرت شیخ گنگوہیؒ نے سوال وجواب کی جو توجیہ بیان کی ہے وہ بہت عمدہ ہے۔ حافظ بھی فرماتے ہیں کہ پہلے جواب میں اعمال صالحہ کی شرف کی طرف اشارہ تھا۔ دوسرے جواب میں نسب صالح کے اعتبار سے جو شرف حاصل ہو اس کی طرف اشارہ ہوا۔ اور تیسرے جواب میں عرب کے ان اصول کی طرف اشارہ ہے جن پر وہ لوگ فخر کرتے تھے۔ علامہ کرمانیؒ نے اذا فقھوا کی قید کا فائدہ ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ بہر حال عالم کو شریف جاہل پر فوقیت حاصل ہے۔

علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں کہ پہلا جواب حسب نسب کا لحاظ کئے بغیر مطلقا تھا۔ دوسرا جواب حسب علی النسب پر اور تیسرا محض حسب پر مبنی تھا۔ تو آپؐ نے اذا فقھوا فرما کر حسب و نسب دونوں کو جمع فرما دیا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا الخ ان آیات سے حضرت ابراہیمؑ کی ثناء الٰہی کی طرف اشارہ ہے۔ اوّل من یکسی الخ ان کی خصوصیت کی وجہ یہ ہے کہ ان کو ننگا کر کے آگ میں ڈالا گیا تھا۔ یا اس لئے کہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے سلوار پہنی ہے۔ یہ فضیلت جزئیہ ابراہیمؑ کو حاصل تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فضیلت کلی حاصل ہے یا عموماً متکلم مراد نہیں ہوا کرتا۔

لم یزالوا مرتدین بظاہر ارتداد سے کفر مراد ہوتا ہے۔ لیکن اس جگہ حقوق واجبہ سے پیچھے رہ جانا مراد ہے۔ کیونکہ بحمداللہ صحابہ کرامؓ میں سے کوئی مرتد نہیں ہوا۔ البتہ دیہاتی لوگ جو رغبۃً یا رھبۃً مسلمان ہوئے تھے ان سے اعمال میں کوتاہیاں ہو گئیں۔ جیسے عیینہ بن حصن وغیرہ۔ ازلام ساون کعبہ کے پاس کچھ تیر جمع ہوتے تھے جن کو بطور فال کے استعمال کیا جاتا تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پہ افتراء ہے۔

للہ الامر صاحب فیضؒ نے ادریسؑ کے متعلق شیخ اکبرؒ کا مقولہ نقل کیا ہے کہ ادریس اور الیاس نبی واحد علیہ السلام فصوص کتاب میں انہوں نے لکھا ہے کہ رفع آسمانی سے پہلے وہ نبی تھے۔ پھر جب نزول ہوا تو رسول بنائے گئے اور الیاسین نام رکھا گیا تو عیسیٰؑ کی طرح دونوں حالتوں میں نبی رہے۔ قبل از نزول اور بعد النزول۔ لیکن میری تحقیق یہ ہے کہ یہ ادریسؑ اور الیاسؑ دوالگ الگ نبی تھے۔ اور جو لوگ انہیں ایک سمجھتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل اسلام میں حضرت ادریسؑ کا رفع مشہور ہے۔ اور بنی اسرائیل میں الیاسؑ کا رفع شہرت رکھتا ہے۔ بنا بریں اتحاد کا شبہ ہوا۔ دراصل یہ دونوں الگ الگ نبی ہیں۔ باقی الیاسین اور اسین ان کے اتباع مراد ہیں۔ اور یہ اریسین کی طرح ہے کہ اردس ایک آدمی تھا جس نے نیا مذہب اختراع کیا تھا۔ اس کے اتباع کو اریسین کہتے تھے۔ ہرقل بھی انہیں میں سے تھا۔ تو زیادہ نون اتباع کے لئے ہے۔ الیاسین اور اریسین کا معاملہ ہے۔

یسئلونک عن ذی القرنین امام رازیؒ اور حافظؒ کا مسلک یہ ہے کہ یہ ذوالقرنین سکندر یونانی نہیں تھا۔ کیونکہ ارسطو اس کے وزراء میں سے تھا وہ اسے سجدہ کرتا تھا۔ اور اسی نے جغرافیہ کی بنیاد رکھی۔ جس میں سد سکندری کا ذکر کیا دوسرے یہ کہ یونانی سکندر نے مطلع شمس اور مغرب کا سفر نہیں کیا۔ بلکہ وہ سمرقند میں تھا۔ جس نے دارا سے لڑائی لڑی اور اسے قتل کر دیا۔ پھر اسکندر یہ کو فتح کرتے ہوئے بابل پہنچا۔ پھر یہاں سے وہ کابل واپس ہوا۔ پھر وہ راولپنڈی آیا ٹیکسلا کے مقام پر پڑاؤ کیا۔ پھر وہاں سے چل کر سندھ پہنچا اور وہیں مر گیا تو یہ سکندر یونانی وہ ذوالقرنین نہ ہوا جس کا ذکر قرآن مجید کرتا ہے۔ شیخ عبدالحق دہلویؒ نے اپنی تفسیر میں اس باب میں خاصی بحث کی ہے جو مطالعہ کے قابل ہے۔ دوسری بحث دیوار کے بارے میں ہے۔ بات یہ ہے کہ ذوالقرنین نے اس کو شمالی جانب جبل قوقیا کے قریب بنوایا اور جو دیوار چین کے نام سے مشہور ہے۔ اور اس کا طول ایک ہزار دو سو میل ہے۔ یہ اور دیوار ہے۔ اور ایک تیسری دیوار یمن میں ہے۔ جسے شداد نے بنوایا تھا۔ جس کو قاضی بیضاوی نے دربند والی دیوار پر محمول کیا ہے۔ حالانکہ سد یاجوج وماجوج بخارا کے پیچھے ایک مقام پر ہے جو آج کل ٹوٹ پھوٹ گئی ہے۔ قرآن مجید میں خروج یاجوج وماجوج تک اس کا باقی رہنا مذکور نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ایسی حدیث ہے جس سے اس کا خروج سے مانع ہونا ثابت ہوتا ہو۔ یموج فی بعض سے ان کا خروج بار بار معلوم

ہوتا ہے۔ اس سے پہلے ان کا خروج ہو چکا۔ آخر زمانہ میں جو خروج ہوگا وہ سخت ترین ہوگا۔ اند کاک ارض کے بعد خروج کا متصل ہونا لازم نہیں ہے۔ جیسے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے فتح بیت المقدس فتح قسطنطنیہ وغیرہ ہیں۔ لیکن یہ سب متصل نہیں ہوں گے۔

تحقیق یاجوج و ماجوج باتفاق المؤرخین یافث کی اولاد میں سے ہیں۔ شامیوں کی زبان میں کاک میکاک اور مقدمہ ابن خلدون میں غوغ غوغ کہا جاتا ہے۔ برطانیہ نے اقرار کیا ہے کہ وہ ماجوج کی اولاد میں سے ہیں۔ اور روس نے یاجوج کی قوم میں سے ہونا اقرار کیا ہے۔ تو یہ انسانوں کی نسل میں سے ہوئے۔ اور ان کے خروج سے مراد ان کا حملہ اور فساد برپا کرنا ہے۔ اور یہ ہو کر رہے گا کہ وہ ایک وقت میں سب انسانوں پر خروج کریں گے۔ اور حضرت عیسیٰؑ کی دعا سے ہلاک ہو جائیں گے۔ لعین قادیانی نے اس سلسلہ میں کئی خرافات سے کام لیا ہے جس پر اسے بڑا فخر ہے۔

ثلث کذبات جیسے دو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تھے ایسا تیسرا بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تھا۔ کہ ایک جابر سے عزت کو محفوظ کر لیا۔ اگر چہ اس کا نفع ان کی ذات کو پہنچا کذبات صورۃً ہیں۔ حقیقۃً نہیں ہیں بلکہ اسے توریہ کہا جائے تو بجا ہے۔ انی سقیم کا مطلب ہے میں تمہارے کفر سے مغموم ہوں۔ یا یہ کہ انسان ہر وقت کسی نہ کسی بیماری میں ضرور مبتلا رہتا ہے۔ بل فعله كبير هم هذا ان كانو اينطقون کے ساتھ مشروط ہے۔ یا باعتبار سبب کے فعل کی مناسبت اس کی طرف کر دی گئی۔

انت اختی. دینی بہن بھائی کہہ کر جابر کے ظلم سے محفوظ ہو گئے۔ بعض نے کہا کہ وہ جبار مجوسی تھا جن کے نزدیک محرمات سے نکاح جائز ہے۔ یا اس لئے فرمایا تا کہ مجھے طلاق دینے پر مجبور نہ کرے۔

فاخذ بمعنی حبس اور کہا گیا ہے کہ اس کا گلا دبا دیا جاتا تھا جس سے وہ زمین پر گر پڑتا۔

بَابُ يَزِفُّوْنَ النَّسْلَانُ فِي الْمَشْيِ

ترجمہ۔ باب یعنی چلنے میں جلدی کرنا

حدیث (۳۱۲۱) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بِلَحْمٍ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَجْمَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ فَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِيْ وَيُنْفِذُهُمُ الْبَصَرُ وَتَدْنُوا الشَّمْسُ مِنْهُمْ فَذَكَرَ حَدِيْثَ الشَّفَاعَةِ فَيَاْتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ نَبِيُّ اللّٰهِ وَخَلِيْلُهٗ مِنَ الْاَرْضِ اِشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ فَيَقُوْلُ فَذَكَرَ كَذَبَاتِهٖ نَفْسِيْ نَفْسِيْ اِذْهَبُوْا اِلٰى مُوْسٰى تَابَعَهٗ اَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ..

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دن گوشت لایا گیا جس پر آپؐ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اوّلین اور آخرین سب کو ایک کھلے میدان میں جمع کریں گے۔ جہاں ہر پکارنے والا انہیں سنا سکے گا اور ہر آنکھ ان میں سرایت کرے گی سورج ان کے بالکل قریب آ جائے گا پھر انہوں نے شفاعت والی حدیث بیان کی کہ بس لوگ حضرت ابراہیمؑ کے پاس آئیں گے۔ کہ آپ اللہ کے نبی اور زمین میں اس کے خلیل ہیں اپنے رب کے پاس ہماری سفارش کریں آپ اپنے ان کذبات کو یاد کر کے کہیں گے کہ مجھے تو اپنی ذات کی فکر ہے۔ اپنی ذات کو بچا لوں تو غنیمت ہے۔ دوسرے کے متعلق کیا کر سکتا ہوں۔ جاؤ! حضرت موسیٰؑ کے پاس الخ انسؓ نے اسی کی متابعت کی ہے۔

حدیث (۳۱۲۲) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

يَرْحَمُ اللّٰهُ أُمَّ إِسْمٰعِيلَ لَوْلَا أَنَّهَا عَجِلَتْ لَكَانَ زَمْزَمُ عَيْنًا مَعِينًا قَالَ الْأَنْصَارِيُّ الخ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍؓ قَالَ أَقْبَلَ إِبْرَاهِيمُ بِإِسْمَاعِيلَ وَأُمِّهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَهِيَ تُرْضِعُهُ مَعَهَا شَنَّةٌ لَمْ يَرْفَعْهُ ثُمَّ جَاءَ بِهَا إِبْرَاهِيمُ بِإِبْنِهَا إِسْمٰعِيلَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت اسمٰعیلؑ کی والدہ پر رحم کرے اگر وہ جلدی نہ کرتیں تو زمزم ایک چشمہ دار کنواں ہوتا۔ انصاری کی سند سے کہ ابن عباسؓ نے کہا کہ حضرت ابراہیمؑ اسمٰعیلؑ اور ان کی والدہ کو لائے جب کہ وہ اپنے اس بچے کو دودھ پلا رہی تھیں اور اس کے پاس ایک چھوٹا سا مشکیزہ پانی کا تھا لیکن اس حدیث کا رفع نہیں کیا۔

حدیث(۳۱۲۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍؓ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ أَوَّلُ مَا اتَّخَذَ النِّسَاءُ الْمِنْطَقَ مِنْ قِبَلِ أُمِّ اسْمٰعِيلَ اتَّخَذَتْ مِنْطَقًا لِتُعَفِّيَ أَثَرَهَا عَلٰى سَارَةَ ثُمَّ جَاءَ بِهَا إِبْرَاهِيمُ وَبِابْنِهَا إِسْمٰعِيلَ وَهِيَ تُرْضِعُهُ حَتّٰى وَضَعَهُمَا عِنْدَ الْبَيْتِ عِنْدَ دَوْحَةٍ فَوْقَ زَمْزَمَ فِي أَعْلَى الْمَسْجِدِ وَلَيْسَ بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ فَوَضَعَهُمَا هُنَالِكَ وَوَضَعَ عِنْدَهُمَا جِرَابًا فِيهِ تَمْرٌ وَسِقَاءً فِيهِ مَاءٌ ثُمَّ قَفّٰى إِبْرَاهِيمُ مُنْطَلِقًا فَتَبِعَتْهُ أُمُّ إِسْمٰعِيلَ فَقَالَتْ يَا إِبْرَاهِيمُ أَيْنَ تَذْهَبُ وَتَتْرُكُنَا بِهٰذَا الْوَادِي الَّذِي لَيْسَ فِيهِ إِنْسٌ وَلَا شَيْءٌ فَقَالَتْ لَهُ ذٰلِكَ مِرَارًا وَجَعَلَ لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهَا فَقَالَتْ لَهُ ءَاللّٰهُ الَّذِي أَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَتْ إِذَنْ لَا يُضَيِّعُنَا ثُمَّ رَجَعَتْ فَانْطَلَقَ إِبْرَاهِيمُ حَتّٰى كَانَ عِنْدَ الثَّنِيَّةِ حَيْثُ لَا يَرَوْنَهُ اِسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الْبَيْتَ ثُمَّ دَعَا بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ رَبِّ إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ حَتّٰى بَلَغَ يَشْكُرُونَ وَجَعَلَتْ أُمُّ إِسْمٰعِيلَ تُرْضِعُ إِسْمٰعِيلَ وَتَشْرَبُ مِنْ ذٰلِكَ الْمَاءِ حَتّٰى إِذَا نَفِدَ مَا فِي السِّقَاءِ عَطِشَتْ وَعَطِشَ ابْنُهَا وَجَعَلَتْ تَنْظُرُ إِلَيْهِ يَتَلَوّٰى أَوْ قَالَ يَتَلَبَّطُ فَانْطَلَقَتْ كَرَاهِيَةَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَيْهِ فَوَجَدَتِ الصَّفَا أَقْرَبَ جَبَلٍ فِي الْأَرْضِ يَلِيهَا فَقَامَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ اسْتَقْبَلَتِ الْوَادِيَ تَنْظُرُ هَلْ تَرٰى أَحَدًا فَلَمْ تَرَ أَحَدًا فَهَبَطَتْ مِنَ الصَّفَا حَتّٰى إِذَا بَلَغَتِ الْوَادِيَ رَفَعَتْ طَرَفَ دِرْعِهَا ثُمَّ سَعَتْ سَعْيَ الْإِنْسَانِ الْمَجْهُودِ حَتّٰى جَاوَزَتِ الْوَادِيَ ثُمَّ أَتَتِ الْمَرْوَةَ فَقَامَتْ عَلَيْهَا وَنَظَرَتْ هَلْ تَرٰى أَحَدًا فَلَمْ تَرَ أَحَدًا فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذٰلِكَ سَعْيُ النَّاسِ بَيْنَهُمَا فَلَمَّا أَشْرَفَتْ عَلَى الْمَرْوَةِ سَمِعَتْ صَوْتًا فَقَالَتْ صَهٍ تُرِيدُ نَفْسَهَا ثُمَّ تَسَمَّعَتْ فَسَمِعَتْ أَيْضًا فَقَالَتْ قَدْ أَسْمَعْتَ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ غَوَاثٌ فَإِذَا هِيَ بِالْمَلَكِ عِنْدَ مَوْضِعِ زَمْزَمَ فَبَحَثَ بِعَقِبِهِ أَوْ قَالَ بِجَنَاحِهِ حَتّٰى ظَهَرَ الْمَاءُ فَجَعَلَتْ تُحَوِّضُهُ وَتَقُولُ بِيَدِهَا هٰكَذَا تَغْرِفُ مِنَ الْمَاءِ فِي سِقَائِهَا وَهُوَ يَفُورُ بَعْدَ مَا تَغْرِفُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللّٰهُ أُمَّ اسْمٰعِيلَ لَوْ تَرَكَتْ زَمْزَمَ أَوْ قَالَ لَوْ لَمْ تَغْرِفْ مِنَ

الْمَآءِ لَكَانَتْ زَمْزَمُ عَيْنًا مَّعِيْنًا قَالَ فَشَرِبَتْ وَاَرْضَعَتْ وَلَدَهَا فَقَالَ لَهَا الْمَلَكُ لَا تَخَافُوا الضَّيْعَةَ فَاِنَّ هٰهُنَا بَيْتُ اللّٰهِ يَبْنِىْ هٰذَا الْغُلَامُ وَاَبُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَهْلَهٗ وَكَانَ الْبَيْتُ مُرْتَفِعًا مِّنَ الْاَرْضِ كَالرَّابِيَةِ تَاْتِيْهِ السُّيُوْلُ فَتَاْخُذُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَشِمَالِهٖ فَكَانَتْ كَذٰلِكَ حَتّٰى مَرَّتْ بِهِمْ رُفْقَةٌ مِّنْ جُرْهُمَ اَوْ اَهْلُ بَيْتٍ مِّنْ جُرْهُمَ مُقْبِلِيْنَ مِنْ طَرِيْقِ كَدَآءَ فَنَزَلُوْا فِىْ اَسْفَلِ مَكَّةَ فَرَاَوْا طَائِرًا عَآئِفًا فَقَالُوْا اِنَّ هٰذَا الطَّائِرَ لَيَدُوْرُ عَلٰى مَآءٍ لَعَهْدُنَا بِهٰذَا الْوَادِىْ وَمَا فِيْهِ مَآءٌ فَاَرْسَلُوْا جَرِيًّا اَوْ جَرِيَّيْنِ فَاِذَاهُمْ بِالْمَآءِ فَرَجَعُوْا فَاَخْبَرُوْهُمْ بِالْمَآءِ فَاَقْبَلُوْا قَالَ وَاُمُّ اِسْمٰعِيْلَ عِنْدَ الْمَآءِ فَقَالُوْا اَتَاْذَنِيْنَ لَنَا اَنْ نَّنْزِلَ عِنْدَكِ فَقَالَتْ نَعَمْ وَلٰكِنْ لَّا حَقَّ لَكُمْ فِى الْمَآءِ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَلْفٰى ذٰلِكَ اُمَّ اِسْمٰعِيْلَ وَهِىَ تُحِبُّ الْاُنْسَ فَنَزَلُوْا وَاَرْسَلُوْا اِلٰى اَهْلِيْهِمْ فَنَزَلُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِهَا اَهْلُ اَبْيَاتٍ مِّنْهُمْ وَشَبَّ الْغُلَامُ وَتَعَلَّمَ الْعَرَبِيَّةَ مِنْهُمْ وَاَنْفَسَهُمْ وَاَعْجَبَهُمْ حِيْنَ شَبَّ فَلَمَّا اَدْرَكَ زَوَّجُوْهُ اِمْرَاَةً مِّنْهُمْ وَمَاتَتْ اُمُّ اِسْمٰعِيْلَ فَجَآءَ اِبْرَاهِيْمُ بَعْدَ مَا تَزَوَّجَ اِسْمٰعِيْلُ يُطَالِعُ تَرِكَتَهٗ فَلَمْ يَجِدْ اِسْمٰعِيْلَ فَسَاَلَ اِمْرَاَتَهٗ عَنْهُ فَقَالَتْ خَرَجَ يَبْتَغِىْ لَنَا ثُمَّ سَاَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ فَقَالَتْ نَحْنُ بِشَرٍّ نَحْنُ فِىْ ضِيْقٍ وَشِدَّةٍ فَشَكَتْ اِلَيْهِ قَالَ فَاِذَا جَآءَ زَوْجُكِ فَاقْرَئِىْ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقُوْلِىْ لَهٗ يُغَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِهٖ فَلَمَّا جَآءَ اِسْمٰعِيْلُ كَاَنَّهٗ اٰنَسَ شَيْئًا فَقَالَ هَلْ جَآءَكُمْ مِّنْ اَحَدٍ قَالَتْ نَعَمْ جَآءَنَا شَيْخٌ كَذَا وَكَذَا فَسَاَلَنَا عَنْكَ فَاَخْبَرْتُهٗ وَسَاَلَنِىْ كَيْفَ عَيْشُنَا فَاَخْبَرْتُهٗ اَنَّا فِىْ جَهْدٍ وَشِدَّةٍ قَالَ فَهَلْ اَوْصَاكِ بِشَىْءٍ قَالَتْ نَعَمْ اَمَرَنِىْ اَنْ اَقْرَاَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ غَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِكَ قَالَ ذَاكِ اَبِىْ وَقَدْ اَمَرَنِىْ اَنْ اُفَارِقَكِ اِلْحَقِىْ بِاَهْلِكِ فَطَلَّقَهَا وَتَزَوَّجَ مِنْهُمْ اُخْرٰى فَلَبِثَ عَنْهُمْ اِبْرَاهِيْمُ مَاشَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَتَاهُمْ بَعْدُ فَلَمْ يَجِدْهُ فَدَخَلَ عَلَى امْرَاَتِهٖ فَسَاَلَهَا عَنْهُ فَقَالَتْ خَرَجَ يَبْتَغِىْ لَنَا قَالَ كَيْفَ اَنْتُمْ وَسَاَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ فَقَالَتْ نَحْنُ بِخَيْرٍ وَّسَعَةٍ وَاَثْنَتْ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ مَا طَعَامُكُمْ قَالَتِ اللَّحْمُ قَالَ فَمَا شَرَابُكُمْ قَالَتِ الْمَآءُ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِى اللَّحْمِ وَالْمَآءِ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ يَوْمَئِذٍ حَبٌّ وَّلَوْ كَانَ لَهُمْ دَعَا لَهُمْ فِيْهِ قَالَ فَهُمَا لَا يَخْلُوْا عَلَيْهِمَا اَحَدٌ بِغَيْرِ مَكَّةَ اِلَّا لَمْ يُوَافِقَاهُ قَالَ فَاِذَا جَآءَ زَوْجُكِ فَاقْرَئِىْ عَلَيْهِ السَّلَامَ وَمُرِيْهِ يُثْبِتْ عَتَبَةَ بَابِهٖ فَلَمَّا جَآءَ اِسْمٰعِيْلُ قَالَ هَلْ اَتَاكُمْ مِّنْ اَحَدٍ قَالَتْ نَعَمْ اَتَانَا شَيْخٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ وَاَثْنَتْ عَلَيْهِ فَسَاَلَنِىْ عَنْكَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَسَاَلَنِىْ كَيْفَ عَيْشُنَا فَاَخْبَرْتُهٗ اَنَّا بِخَيْرٍ قَالَ فَاَوْصَاكِ بِشَىْءٍ قَالَتْ نَعَمْ هُوَ يَقْرَاُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَاْمُرُكَ اَنْ تُثْبِتَ عَتَبَةَ بَابِكَ قَالَ ذَاكِ اَبِىْ وَاَنْتِ الْعَتَبَةُ اَمَرَنِىْ اَنْ اُمْسِكَكِ ثُمَّ لَبِثَ عَنْهُمْ مَاشَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ جَآءَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَاِسْمٰعِيْلُ يَبْرِىْ نَبْلًا لَّهٗ تَحْتَ دَوْحَةٍ قَرِيْبًا

مِنْ زَمْزَمَ فَلَمَّا رَاٰهُ قَامَ اِلَيْهِ فَصَنَعَا كَمَا يَصْنَعُ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ وَالْوَلَدُ بِالْوَالِدِ ثُمَّ قَالَ يَا اِسْمٰعِيْلُ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ بِاَمْرٍ قَالَ فَاصْنَعْ مَا اَمَرَكَ رَبُّكَ قَالَ وَتُعِيْنُنِيْ قَالَ وَاُعِيْنُكَ قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اَبْنِيَ هٰهُنَا بَيْتًا وَاَشَارَ اِلٰى اَكَمَةٍ مُّرْتَفِعَةٍ عَلٰى مَا حَوْلَهَا قَالَ فَعِنْدَ ذٰلِكَ رَفَعَا الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ فَجَعَلَ اِسْمٰعِيْلُ يَاْتِيْ بِالْحِجَارَةِ وَاِبْرَاهِيْمُ يَبْنِيْ حَتّٰى اِذَا ارْتَفَعَ الْبِنَاءُ جَآءَ بِهٰذَا الْحَجَرِ فَوَضَعَهٗ لَهٗ فَقَامَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَبْنِيْ وَاِسْمٰعِيْلُ يُنَاوِلُهُ الْحِجَارَةَ وَهُمَا يَقُوْلَانِ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ قَالَ فَجَعَلَا يَبْنِيَانِ حَتّٰى يَدُوْرَا حَوْلَ الْبَيْتِ وَهُمَا يَقُوْلَانِ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ.

ترجمہ۔ حضرت سعید بن جبیرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ سب سے پہلے جو کمر بند استعمال کیا وہ اسمٰعیلؑ کی والدہ کی طرف سے تھا۔ انہوں نے لٹکتا ہوا کمر بند اس لئے بنایا تھا تا کہ اس سے سارہ کی وجہ سے اپنے نشان قدم مٹاتی تھیں۔ تو ابراہیمؑ بی بی سارہ کی غیرت کھانے کی وجہ سے ام اسماعیل اوران کے بیٹے اسماعیل کو لے آئے۔ جب کہ وہ ماں اپنے بیٹے کو دودھ پلاتی تھی۔ یہاں تک کہ ان دونوں ماں بیٹے کو بیت اللہ کے پاس زمزم کے قریب ایک بہت بڑے جھنڈ دار درخت کے نیچے چھوڑ دیا۔ وہ درخت مسجد کے بالائی حصہ میں زمزم کے اوپر تھا ان دنوں مکہ معظمہ میں نہ کوئی آدمی تھا اور نہ ہی وہاں کوئی پانی تھا۔ تو ان دونوں کو وہاں چھوڑ دیا۔ اوران کے پاس ایک تھیلہ کھجور کا اور ایک مشکیزہ پانی کا رکھ دیا۔ پھر ابراہیمؑ نے چلتے ہوئے پیٹھ پھیر لی۔ اسمٰعیلؑ کی والدہ ان کے پیچھے دوڑیں کہنے لگیں اے ابراہیمؑ! آپ کہاں جا رہے ہیں اور آپ ہمیں ایسی نشیبی زمین میں چھوڑ کے جا رہے ہیں جہاں نہ تو کوئی انسان وہمدرد ہے اور نہ وہاں کوئی اور شیئ کھانے پینے کی ہے۔ یہ بات انہوں نے ان سے کئی بار کہی۔ لیکن وہ ان کی طرف مڑ کر بھی نہیں دیکھتے تھے تو وہ کہنے لگی کہ کیا آپ کے اللہ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے۔ فرمایا ہاں! فرمایا اب اللہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا پھر واپس آ گئی اور ابراہیمؑ چل پڑے یہاں تک جب گھاٹی کے پاس پہنچے جہاں ان کو وہ لوگ نہیں دیکھ سکتے تھے تو بیت اللہ کی طرف رُخ کر کے یہ دعائیں مانگنے لگے۔ اور اپنے دو ہاتھ دعا کیلئے اٹھا لئے فرماتے تھے اے میرے رب میں اپنے خاندان کو اس غیر آباد نشیبی علاقہ میں تیرے پاک گھر کے پاس ٹھہرا رہا ہوں۔ حتی کہ یشکرون تک پہنچے۔ حضرت اسمٰعیلؑ کی والدہ برابر اسماعیل کو دودھ پلاتی رہیں اور خود اس مشکیزے والے پانی سے پیتی رہیں۔ یہاں تک کہ جب مشکیزے کا پانی ختم ہو گیا تو خود بھی پیاسی رہنے لگیں اوران کا بیٹا بھی پیاسا رہنے لگا۔ وہ برابر اپنے بیٹے کو دیکھ رہی تھیں کہ وہ بلبلا کر الٹ پلٹ ہو رہا ہے یا فرمایا کہ وہ بچہ مٹی میں لوٹ پوٹ رہا ہے۔ تو وہ یہ نظارہ ناپسند کرنے کی وجہ سے چل پڑیں۔ تمام روئے زمین سے زیادہ ان کے قریب صفا پہاڑی تھی جو ان کے قریب ہی تھی تو وہ اس پر چڑھ کر کھڑی ہو گئیں۔ پھر وادی کی طرف منہ کر کے دیکھتی تھیں کہ کوئی آدمی نظر آئے۔ مگر انہیں کوئی نظر نہ آیا۔ تو صفا پہاڑی سے نیچے اتر آئیں۔ یہاں تک کہ جب وادی میں پہنچیں تو اپنی قمیص کا پلڑا اٹھایا جیسے کوئی مشقت زدہ انسان دوڑتا ہے اس طرح دوڑنے لگیں۔ یہاں تک کہ نشیبی جگہ سے آگے نکل گئیں پھر مروہ پہاڑی پر پہنچیں۔ وہاں پر کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں کہ کوئی آدمی نظر آئے۔ لیکن کوئی نظر نہ آیا۔ یہ کام انہوں نے سات مرتبہ کیا ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی وجہ سے لوگ میلین اخضرین کے درمیان دوڑ لگاتے ہیں۔ پس جب اس نے مروہ پہاڑی پر چڑھ کر جھانکا تو ایک آواز سنی۔ پس اپنے آپ سے کہنے لگیں ٹھہر جاؤ۔ پھر کان لگایا تو پھر آواز سنی فرمانے لگیں کہ اگر تو فریاد رس ہے تو تو اپنی آواز سنوا چکا۔ دیکھتی کیا ہیں کہ زمزم کی جگہ کے پاس ایک فرشتہ ہے جس نے بچے کی ایڑی سے یا اپنے پر سے اس جگہ کو کھودا۔ یہاں تک کہ پانی نکل آیا۔ تو ام اسماعیل اسے حوض بنانے لگیں۔ اور اپنے ہاتھ سے اسی طرح کرتی تھیں اور اپنے مشکیزے میں چلو بھر بھر کر کے ڈالنے لگیں۔ اور وہ پانی چلو بھرنے کے بعد خوب

ابلتا تھا۔ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اسماعیلؑ کی والدہ پر رحم فرمائے۔اگر زمزم کو ایسے چھوڑ دیتیں یا فرمایا کہ اگر وہ پانی سے چلو نہ بھرتیں تو زمزم ایک چالو رہنے والا چشمہ ہوتا۔آپ نے فرمایا بہر حال اس نے خود پانی پیا اور اپنے بچے کو دودھ پلایا تو فرشتہ نے ان سے کہا اب ضائع ہونے کا خوف نہ کھائیں۔کیونکہ اس جگہ اللہ کا گھر ہے۔جس کی اس بچے اور اس کے باپ نے تعمیر کرنی ہے اور ان کے اہل وعیال کو اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرے گا۔اور ان دنوں بیت اللہ ایک ٹیلے کی طرح زمین سے اونچا تھا جس کے پاس سیلاب آتے رہتے تھے جو اسکے دائیں بائیں حصہ سے ٹکراتے رہتے تھے پس یہ حالت اسی طرح رہی یہاں تک کہ قبیلہ جرہم کا ایک قافلہ وہاں سے گذرا جو کداً مقام سے آ رہا تھا۔اور انہوں نے مکہ کے نچلے حصہ میں پڑاؤ کیا تو انہوں نے کچھ پرندے گھومتے پھرتے دیکھے۔تو کہنے لگے کہ یہ پرندے کسی پانی کے ارد گرد گھوم رہے ہیں اور ہمیں معلوم تو تھا کہ اس وادی میں پانی نہیں ہے تو انہوں نے ایک دو نمائندے قاصد بنا کر بھیجے انہوں نے آ کر دیکھا تو پانی موجود ہے تو انہوں نے واپس جا کر اپنے لوگوں کو پانی کی اطلاع دی۔پس وہ آئے تو ام اسماعیلؑ پانی کے پاس بیٹھی تھیں۔کہنے لگے کیا ہمیں اس پانی کے پاس اترنے کی اجازت ہے۔انہوں نے فرمایا ہاں تمہیں ٹھہرنے کی اجازت تو ہے لیکن اس پانی میں تمہارا کوئی حق نہیں ہوگا۔کہنے لگے ہاں! ہمیں شرط منظور ہے۔ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔اور ام اسماعیلؑ نے یہ کام اس لئے کیا کہ وہ انس اور ہمدردی کو پسند کرتی تھیں۔چنانچہ انہوں نے اس جگہ رہائش اختیار کی اور اپنے کنبہ وقبیلہ کے لوگوں کو پیغام بھیجا وہ بھی ان کے پاس آ کر رہائش پذیر ہو گئے۔پس اس مقام پر جب گھروں والے آباد ہو گئے اس نوجوان لڑکے اسماعیلؑ کا بھی اٹھان ہوا اور ان سے زبان عربی سیکھ لی۔اور ان کو بھلا معلوم ہونے لگا۔اور انہیں اس کا شباب پسند آیا۔تو جب یہ بلوغ کو پہنچ گیا تو انہوں نے اپنے میں سے ایک عورت سے انکی شادی کردی۔اور حضرت اسماعیلؑ کی والدہ کا انتقال ہو گیا تو حضرت اسماعیلؑ کی شادی کر لینے کے بعد ابراہیمؑ تشریف لائے تو ان کے اہل وعیال کی خبر گیری کرنے آئے۔تو انہوں نے اسماعیلؑ کو نہ پایا تو ان کے متعلق ان کی بیوی سے پوچھا اس نے جواب دیا کہ وہ ہمارے لئے روزی تلاش کرنے کیلئے باہر گئے ہیں۔پھر انہوں نے ان کی گذر گذران اور بود وباش کے متعلق سوال کیا جس کے جواب میں اس نے کہا کہ ہم تو بہت بری طرح رہ رہے ہیں۔ہم بڑی تنگی اور سختی میں ہیں۔بہر حال اس نے ان کی طرف اپنی شکایت کی تو انہوں نے فرمایا جب تیرا شوہر آ جائے تو ان پر سلام پڑھنا اور ان سے کہنا کہ اس دروازے کی دہلیز کو بدل دو۔چنانچہ جب اسماعیلؑ واپس آئے تو کسی قدر انہوں نے کچھ برکت محسوس کی۔پوچھنے لگے کہ کوئی شخص تمہارے پاس آیا تھا کہنے لگی ہاں۔ایک اس اس شکل وشباہت کے بوڑھے تشریف لائے تھے اور انہوں نے آپ کے متعلق دریافت کیا تھا میں نے انہیں بتلایا پھر انہوں نے ہماری گذر گذران کے متعلق پوچھا تو ان کو میں نے بتلایا کہ ہم لوگ مشقت اور سختی میں ہیں۔پوچھا کہ کیا کسی بارے میں وہ کچھ وصیت بھی کر گئے انہوں نے کہا کہ ہاں مجھے حکم سنا گئے کہ آپ ان پر میرا سلام پڑھنا اور فرماتے تھے کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ کو بدل لو۔فرمانے لگے وہ تو میرے باپ تھے جو مجھے حکم دے گئے ہیں کہ میں تجھ کو جدا کردوں جا تو اپنے میکے چلی جا۔پس انہوں نے اس کو طلاق دے دی اور ان میں سے ایک دوسری عورت کے ساتھ شادی کرلی۔کچھ عرصہ ابراہیمؑ ان کی خبر گیری سے رُکے رہے جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر کچھ عرصہ بعد ان کے پاس آئے اسماعیلؑ کو نہ پایا تو ان کی بیوی کے پاس تشریف لائے۔تو حضرت اسماعیلؑ کے متعلق پوچھا۔کہنے لگی کہ وہ ہمارے لئے روزی تلاش کرنے باہر گئے ہیں۔پھر پوچھا تم کیسے ہو۔ان کی گذ گذران اور بود وباد کے متعلق سوال کیا۔اس نے بتلایا کہ ہم خیر اور وسعت کی زندگی گذار رہے ہیں۔اور اللہ کی حمد وثنا کرتی رہی۔ابراہیمؑ نے پوچھا تمہارا کھانا کیا ہے کہا گوشت ہے۔کہا تمہارا پینا کیا ہے کہنے لگیں پانی ہے۔کہنے لگے اے اللہ! ان کے گوشت اور پانی میں برکت پیدا فرما۔حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دنوں ان کیلئے دانہ نہیں تھا اگر ہوتا تو اس کے بارے میں بھی ان کیلئے دعا کرتے فرمایا یہ مکہ معظمہ کے بغیر ان دنوں گوشت اور پانی پر کوئی شخص گزارہ نہیں کرسکتا۔فرمایا جب تمہارا خاوند آئے تو ان پر میرا سلام

پڑھیں اور انہیں حکم سنائیں کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ کو برقرار رکھیں۔ پس جب اسماعیلؑ تشریف لائے تو پوچھنے لگے کہ کوئی شخص آیا تھا کہنے لگیں ہاں ہمارے پاس ایک ایسے بزرگ تشریف لائے جو اچھی شکل وصورت والے تھے۔ اور ان کے اخلاق کی تعریف کی۔ انہوں نے آپ کے متعلق پوچھا تو میں نے ان کو بتلایا۔ پھر آپ نے ہمارے گذر گذران کے متعلق پوچھا۔ میں نے انہیں بتلایا کہ ہم خیر وبرکت کے ساتھ ہیں۔ پوچھا کسی بارے میں کچھ وصیت کر گئے۔ کہنے لگی ہاں! وہ آپ پر سلام پڑھتے تھے اور حکم سناتے تھے کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ کو برقرار رکھیں۔ فرمایا وہ تو میرے باپ تھے اور چوکھٹ تو ہے۔ تیرے بارے میں مجھے حکم دے گئے ہیں کہ میں تجھے اپنے پاس روکے رکھوں۔ پھر کچھ عرصہ ان کی خبر گیری سے رکے رہے۔ جس قدر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر اس کے بعد وہ تشریف لائے کہ حضرت اسماعیلؑ زمزم کے قریب ایک بڑے درخت کے نیچے اپنے تیر چھیل رہے تھے۔ جب باپ کو دیکھا تو اٹھ کھڑے ہوئے۔ پس ایسا سلوک کیا جو باپ بیٹے سے اور بیٹا باپ سے کرتا ہے۔ پھر فرمانے لگے اے اسماعیل! میرے رب نے مجھے ایک کام کرنے کا حکم دیا ہے۔ اسماعیلؑ نے عرض کی اے ابا جان! جو آپ کے رب نے آپ کو حکم دیا ہے وہ کر گزریئے۔ فرمایا تم میری مدد کرو گے فرمایا میں آپ کی ضرور مدد کروں گا۔ فرمانے لگے میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس جگہ ایک گھر بناؤں۔ ایک اونچے ریت کے ٹیلے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کے اردگرد بنانے کا حکم دیا ہے۔ فرمایا کہ پس اس کے پاس ہی دونوں حضرات بیت اللہ کی بنیادوں کو اٹھانے لگے۔ حضرت اسماعیلؑ پتھر لاتے تھے اور ابراہیمؑ تعمیر کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جب یہ تعمیر اونچی ہوگئی تو سفید پتھر مقام ابراہیم والا لائے اور اسکو بیت اللہ کے پاس آ کر رکھ دیا جب کہ ابراہیمؑ تعمیر کرتے تھے اور اسماعیلؑ پتھر لاتے تھے اور وہ دونوں کہتے تھے اے ہمارے رب! ہماری طرف سے اس خدمت کو قبول فرما۔ بے شک تو سننے والا اور جاننے والا ہے۔ فرماتے ہیں کہ وہ دونوں تعمیر کرتے جاتے تھے۔ حتی کہ بیت اللہ کے اردگرد گھوم پھر کر کہتے تھے ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

حدیث (۳۱۲۴) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ لَمَّا كَانَ بَيْنَ إِبْرَاهِيمَ وَبَيْنَ اَهْلِهِ مَا كَانَ خَرَجَ بِإِسْمٰعِيلَ وَاُمِّ إِسْمٰعِيلَ وَمَعَهُمْ شَنَّةٌ فِيهَا مَآءٌ فَجَعَلَتْ اُمُّ إِسْمٰعِيلَ تَشْرَبُ مِنَ الشَّنَّةِ فَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلٰى صَبِيِّهَا حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ فَوَضَعَهَا تَحْتَ دَوْحَةٍ ثُمَّ رَجَعَ إِبْرَاهِيمُ اِلٰى اَهْلِهِ فَاتَّبَعَتْهُ اُمُّ اِسْمٰعِيلَ حَتّٰى لَمَّا بَلَغُوْا كَدَآءَ نَادَتْهُ مِنْ وَّرَآئِهٖ يَآ اِبْرَاهِيمُ اِلٰى مَنْ تَتْرُكُنَا قَالَ اِلَى اللهِ قَالَتْ رَضِيتُ بِاللهِ قَالَ فَرَجَعَتْ فَجَعَلَتْ تَشْرَبُ مِنَ الشَّنَّةِ وَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلٰى صَبِيِّهَا حَتّٰى لَمَّا فَنِيَ الْمَآءُ قَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ لَعَلِّيْ اُحِسُّ اَحَدًا قَالَ فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتِ الصَّفَا فَنَظَرَتْ وَنَظَرَتْ هَلْ تُحِسُّ اَحَدًا فَلَمَّا بَلَغَتِ الْوَادِيَ سَعَتْ وَاَتَتِ الْمَرْوَةَ فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ اَشْوَاطًا ثُمَّ قَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ تَعْنِي الصَّبِيَّ فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ فَإِذَا هُوَ عَلٰى حَالِهٖ كَاَنَّهٗ يَنْشَغُ لِلْمَوْتِ فَلَمْ تُقِرَّهَا نَفْسُهَا فَقَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ لَعَلِّيْ اُحِسُّ اَحَدًا فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتِ الصَّفَا فَنَظَرَتْ وَنَظَرَتْ فَلَمْ تُحِسَّ اَحَدًا حَتّٰى اَتَمَّتْ سَبْعًا ثُمَّ قَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ فَإِذَا هِيَ بِصَوْتٍ فَقَالَتْ اَغِثْ اِنْ كَانَ عِنْدَكَ خَيْرٌ فَإِذَا جِبْرِيْلُ قَالَ فَقَالَ بِعَقِبِهٖ هٰكَذَا وَغَمَزَ عَقِبَهٗ عَلَى الْاَرْضِ قَالَ فَانْبَثَقَ الْمَآءُ فَدَهَشَتْ اُمُّ اِسْمٰعِيلَ فَجَعَلَتْ تَحْفِرُ قَالَ فَقَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكَتْهُ كَانَ الْمَآءُ ظَاهِرًا

قَالَ فَجَعَلَتْ تَشْرَبُ مِنَ الْمَآءِ وَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلٰى صَبِيِّهَا قَالَ فَمَرَّ نَاسٌ مِنْ جُرْهُمَ بِبَطْنِ الْوَادِيْ فَإِذَا هُمْ بِطَيْرٍ كَأَنَّهُمْ أَنْكَرُوْا ذَاكَ وَقَالُوْا مَا يَكُوْنُ الطَّيْرُ إِلَّا عَلٰى مَآءٍ فَبَعَثُوْا رَسُوْلَهُمْ فَنَظَرَ فَإِذَا هُمْ بِالْمَآءِ فَأَتَاهُمْ فَأَخْبَرَهُمْ فَأَتَوْا إِلَيْهَا فَقَالُوْا يَا أُمَّ إِسْمٰعِيْلَ أَتَأْذَنِيْنَ لَنَا أَنْ نَّكُوْنَ مَعَكِ أَوْنَسْكُنَ مَعَكِ فَبَلَغَ ابْنُهَا فَنَكَحَ فِيْهِمْ امْرَأَةً قَالَ ثُمَّ إِنَّهُ بَدَا لِإِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ لِأَهْلِهِ إِنِّيْ مُطَّلِعٌ تَرِكَتِيْ قَالَ فَجَآءَ فَقَالَ أَيْنَ إِسْمٰعِيْلُ فَقَالَتْ امْرَأَتُهُ ذَهَبَ يَصِيْدُ فَقَالَتْ أَلَا تَنْزِلُ فَتَطْعَمَ وَتَشْرَبَ فَقَالَ وَمَا طَعَامُكُمْ وَمَا شَرَابُكُمْ قَالَتْ طَعَامُنَا اللَّحْمُ وَشَرَابُنَا الْمَآءُ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ طَعَامِهِمْ وَشَرَابِهِمْ قَالَ فَقَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرَكَةٌ بِدَعْوَةِ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ ثُمَّ إِنَّهُ بَدَا لِإِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ لِأَهْلِهِ إِنِّيْ مُطَّلِعٌ تَرِكَتِيْ فَجَآءَ فَوَافَقَ إِسْمٰعِيْلَ مِنْ وَّرَآءِ زَمْزَمَ يُصْلِحُ نَبْلًا لَهُ فَقَالَ يَا إِسْمٰعِيْلُ إِنَّ رَبَّكَ أَمَرَنِيْ أَنْ أَبْنِيَ لَهُ بَيْتًا قَالَ أَطِعْ رَبَّكَ قَالَ إِنَّهُ قَدْ أَمَرَنِيْ أَنْ تُعِيْنَنِيْ عَلَيْهِ قَالَ إِذَنْ أَفْعَلُ أَوْكَمَا قَالَ قَالَ فَقَامَا فَجَعَلَ إِبْرَاهِيْمُ يَبْنِيْ وَإِسْمٰعِيْلُ يُنَاوِلُهُ الْحِجَارَةَ وَيَقُوْلَانِ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ قَالَ حَتّٰى ارْتَفَعَ الْبِنَاءُ وَضَعُفَ الشَّيْخُ عَلٰى نَقْلِ الْحِجَارَةِ فَقَامَ عَلٰى حَجَرِ الْمُقَامِ فَجَعَلَ يُنَاوِلُهُ الْحِجَارَةَ وَيَقُوْلَانِ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب ابراہیمؑ اور ان کی بیوی سارہ کے درمیان بچہ پیدا ہونے کی وجہ سے جو غیرت پیدا ہوئی جس نے اسماعیلؑ اور ان کی والدہ ہاجرہ کو نکلنے پر مجبور کیا جب کہ ان کے ہمراہ پانی کا ایک چھوٹا سا مشکیزہ تھا۔ تو حضرت ام اسمٰعیلؑ اس مشکیزے سے پانی پیتی رہتی تھیں۔ تو ان کے بچے کے لئے ان کا دودھ بہہ پڑتا تھا۔ یہاں تک کہ جب مکہ پہنچے تو انہوں نے ایک بڑے جھاؤ کے درخت کے نیچے بٹھا دیا پھر ابراہیمؑ اپنی بیوی سارہ کی طرف واپس لوٹنے لگے تو ام اسمٰعیلؑ نے ان کا پیچھا کیا۔ یہاں تک کہ جب وہ کداء مقام تک پہنچے تو پیچھے سے پکار کر کہنے لگیں اے ابراہیمؑ! ہمیں کس کے سپرد کر کے آپ چھوڑے جا رہے ہیں فرمایا اللہ کے سپرد کر کے جا رہا ہوں۔ فرمانے لگیں میں اللہ کی سپردگی پر راضی ہوں۔ فرماتے ہیں پس حضرت ہاجرہؓ واپس آ کر مشکیزے سے پانی پیتی تھیں تو ان کے بچے کے لئے دودھ ٹپکتا تھا۔ یہاں تک کہ جب پانی ختم ہو گیا تو کہنے لگیں اگر میں جا کر دیکھتی شاید کوئی آدمی نظر آ جاتا چنانچہ وہ گئیں اور صفا پہاڑی پر چڑھ گئیں اِدھر اُدھر دیکھا بار بار دیکھا کہ شاید کوئی آدمی نظر آ جائے لیکن کوئی بھی نظر نہ آیا پس جب نشیبی جگہ تک پہنچیں تو دوڑ لگائی اور مروہ پہاڑی تک پہنچ گئیں۔ اور ایسا کئی بار کیا۔ پھر فرمانے لگیں کہ کاش میں جا کر دیکھتی کہ بچے کا کیا حال ہے۔ پس جا کر دیکھنے لگیں کیا دیکھا کہ وہ اپنی اسی حالت پر ہے۔ گویا کہ موت کے لئے اس کی سانس اکھڑ رہی ہے۔ جس سے ان کی ذات کو قرار نہ آیا۔ کہنے لگیں کاش میں جا کر دیکھتی شاید کوئی آدمی نظر آ جائے۔ تو جا کر صفا پہاڑی پر چڑھ گئیں۔ اِدھر اُدھر دیکھا کئی بار دیکھا پس کوئی بھی نظر نہ آیا یہاں تک کہ سات باری مکمل کر لی پھر خیال آیا کہ میں جا کر دیکھتی کہ بچے کا کیا حال ہے۔ پس کیا دیکھتی ہیں کہ ایک آواز آ رہی ہے۔ کہنے لگیں اگر تمہارے پاس کوئی بھلائی ہے تو ہماری مدد کو پہنچو پس وہ جبرائیلؑ تھے تو انہوں نے اپنی ایڑی سے اس طرح کیا کہ اپنی ایڑی کو زمین پر رگڑا تو اس سے پانی ابل پڑا پس ام اسمٰعیل حیران ہو گئیں۔ پس وہ حوض کھودنے لگیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب ابوالقاسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ اس کو چھوڑ دیتیں تو پانی زمین پر ظاہر ہوتا۔ راوی فرماتے ہیں حضرت ہاجرہؓ برابر

یہ پانی پیتی رہیں اوران کے بچے کے لئے ان کا دودھ نکلتا رہا۔ پس قبیلہ جرہم کے کچھ لوگ بطن وادی میں اترے تو انہوں نے کچھ پرندوں کو دیکھا گویا کہ وہ انہیں خلاف معمول سمجھ رہے تھے کہنے لگے کہ پرندے بغیر پانی کے نہیں ہوا کرتے پس انہوں نے اپنا قاصد بھیجا جس نے آ کر اپنی آنکھوں سے پانی دیکھا پھر واپس آ کر اپنے ساتھیوں کو خبر دی۔ تو یہ سب لوگ مل کر حضرت ہاجرہؓ کے پاس آئے کہنے لگے ام اسمٰعیل! کیا آپ ہمیں اپنے ساتھ رہنے کی اجازت مرحمت فرماتی ہیں۔ پس یہ لوگ وہاں رہ گئے جب ان کا بیٹا بالغ ہوا تو انہی کی ایک عورت سے نکاح کیا۔ پھر ابراہیمؑ کے دل میں آئی کہ اپنی بیوی سارہ سے کہا اپنے چھوڑے ہوئے بیوی بچے کی خبر گیری کر آؤں۔ چنانچہ وہ آئے سلام کیا پوچھا اسمٰعیل کہاں ہیں۔ ان کی بیوی نے بتلایا کہ وہ شکار کرنے گئے ہیں۔ فرمایا جب وہ واپس آئیں تو ان سے کہنا کہ اپنے گھر کی چوکھٹ کو تبدیل کرو۔ پس جب وہ واپس آئے تو بیوی نے ان کو بتلایا۔ فرمایا وہ عتبہ تو تو ہی ہے پس جا تو اپنے میکے چلی جا۔ پھر دوسری مرتبہ ابراہیمؑ کے دل میں آیا کہ ان چھوڑے ہوئے بال بچوں کی خبر لے آؤں آ کر پوچھا اسمٰعیل کہاں ہے۔ اُن کی بیوی نے بتلایا کہ وہ تو شکار کرنے گیا ہے آپ ہمارے ہاں ٹھہریں۔ کھانا کھائیں پانی پئیں۔ پوچھا تمہارا کھانا اور مشروب کیا ہے۔ بتلایا کہ ہمارا کھانا گوشت ہے اور مشروب پانی ہے۔ تو دعا کرنے لگے اے اللہ! ان کے کھانے اور مشروب میں برکت پیدا فرما۔ حضرت ابوالقاسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یہ سب کچھ حضرت ابراہیمؑ کی دعا کی برکت ہے۔ تیسری مرتبہ پھر ابراہیمؑ کو بچوں کی خبر گیری کا خیال آیا تو اتفاق سے زمزم کے پیچھے حضرت اسماعیلؑ سے ملاقات ہوگئی۔ جو اپنے تیروں کو ٹھیک ٹھاک کر رہے تھے۔ فرمانے لگے اے اسماعیل! تیرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کا گھر بناؤں۔ اسمٰعیلؑ بولے تو اپنے رب کا حکم بجا لائیے۔ فرمایا اس نے مجھے یہ بھی حکم دیا ہے کہ اس کی تعمیر میں تم میرے مددگار ثابت ہو جواب دیا کہ اب میں ایسا ہی کروں گا۔ یا اس سے ملتے جلتے کلمے کہے۔ بہرحال یہ دونوں حضرات اٹھ کھڑے ہوئے۔ ابراہیمؑ دیواریں اٹھاتے تھے۔ اور اسمٰعیلؑ انہیں پتھر اٹھا اٹھا کر دیتے تھے۔ اور یہ دونوں دعا مانگتے تھے۔ اے ہمارے رب! ہماری طرف سے اس خدمت کو قبول فرما بے شک آپ ہی سننے والے جاننے والے ہیں۔ یہاں تک کہ جب دیواریں اونچی ہوگئیں اور شیخ پتھروں کی نقل وحمل سے کمزور ہوگئے تو مقام ابراہیم کے پتھر پر کھڑے ہوگئے اور انہیں پتھر اٹھا کر دینے شروع کئے۔ اور ساتھ ساتھ دونوں کہتے جاتے تھے اے ہمارے رب ہماری اس خدمت کو قبول فرما۔ بے شک آپ ہی سننے والے جاننے والے ہیں۔

حدیث (۳۱۲۵) حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الخ سَمِعْتُ اَبَا ذَرٍّؓ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَىُّ مَسْجِدٍ وُّضِعَ فِي الْاَرْضِ اَوَّلُ قَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ اَىٌّ قَالَ الْمَسْجِدُ الْاَقْصٰى قُلْتُ كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا قَالَ اَرْبَعُوْنَ سَنَةً ثُمَّ اَيْنَمَا اَدْرَكَتْكَ الصَّلٰوةُ بَعْدُ فَصَلِّهِ فَاِنَّ الْفَضْلَ فِيْهِ

ترجمہ۔ حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا یارسول اللہ! روئے زمین پر سب سے پہلے کون سی مسجد رکھی گئی فرمایا مسجد حرام میں نے پوچھا پھر کون سی فرمایا مسجد اقصیٰ میں نے پوچھا ان دونوں کی تعمیر کے درمیان کتنے عرصہ کا فاصلہ تھا فرمایا چالیس سال کا پھر فرمایا اسکے بعد جہاں بھی تمہیں نماز ملے وہیں اسے ادا کرو کیونکہ پھر فضیلت اسی میں ہے

حدیث (۳۱۲۶) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَعَ لَهٗ اُحُدٌ فَقَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُّحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ اَللّٰهُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَاِنِّىْ اُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا رَوَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ الخ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے احد پہاڑ ظاہر ہوا تو آپؐ نے فرمایا یہ پہاڑ ہے

جو ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں اے اللہ ابراہیمؑ نے مکہ کو حرم قرار دیا میں مدینہ کی دو پہاڑیوں کے درمیانی حصہ کو حرم قرار دیتا ہوں عبداللہ نے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

حدیث(۳۱۲۷)حَدَّثَنَا عَبْدُ اللہِ بْنُ یُوْسُفَ الخ عَنْ عَآئِشَۃَؓ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَمْ تَرَیْ اَنَّ قَوْمَکِ لَمَّا بَنَوا الْکَعْبَۃَ اقْتَصَرُوْا عَنْ قَوَاعِدِ اِبْرَاھِیْمَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللہِ اَلَا تَرُدُّھَا عَلٰی قَوَاعِدِ اِبْرَاھِیْمَ فَقَالَ لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِکِ بِالْکُفْرِ فَقَالَ عَبْدُ اللہِ بْنُ عُمَرؓ لَئِنْ کَانَتْ عَآئِشَۃُ سَمِعَتْ ھٰذَا مِنْ رَّسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اُرٰی اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَرَکَ اسْتِلَامَ الرُّکْنَیْنِ الَّلذَیْنِ یَلِیَانِ الْحِجْرَ اِلَّا اَنَّ الْبَیْتَ لَمْ یُتَمَّمْ عَلٰی قَوَاعِدِ اِبْرَاھِیْمَ وَقَالَ اِسْمٰعِیْلُ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تجھے معلوم نہیں کہ تیری قوم نے جب خانہ کعبہ کی تعمیر شروع کی تو ابراہیمؑ کی بنیادوں سے اسے کم کر دیا میں نے عرض کی یارسول اللہ! کیا آپ اسکو ابراہیمی بنیادوں پر واپس نہیں فرمادیتے فرمایا اگر تیری قوم نئی نئی کفر سے نکلی ہوئی نہ ہوتی تو ایسا کر دیتا۔ جس پر عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ چونکہ حضرت عائشہؓ نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی میرا گمان یہی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وجہ سے ان دونوں رکنوں کو ہاتھ لگانا چھوڑ دیا جو رکن حجر ابراہیم کے متصل ہیں۔ کیونکہ بیت اللہ ابراہیمی بنیادوں پر تمام نہیں ہوا۔

حدیث(۳۱۲۸)حَدَّثَنَا عَبْدُ اللہِ بْنُ یُوْسُفَ الخ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ مُحَمَّدُ السَّاعِدِیُّؓ اَنَّھُمْ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللہِ کَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ فَقَالَ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

ترجمہ۔ حضرت ابو محمد ساعدیؓ خبر دیتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یارسول اللہ! ہم آپ پر درود کیسے بھیجیں آپؐ نے فرمایا تم یوں کہو۔ اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی بیویوں اور آپ کی اولاد پر رحمت نازل فرما جیسے کہ آپؐ نے ابراہیمؑ کی آل واولاد پر نازل فرمائی۔ اور اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی بیویوں اور آپ کی اولاد پر برکت بھیج جس طرح آپؐ نے آل ابراہیمؑ کو برکت سے نوازا بے شک آپ ہی حمد وثنا اور بزرگی والے ہیں۔

حدیث(۳۱۲۹)حَدَّثَنَا قَیْسُ بْنُ حَفْصٍ الخ اَنَّہٗ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ لَقِیَنِیْ کَعْبُ بْنُ عُجْرَۃَ فَقَالَ اَلَا اُھْدِیْ لَکَ ھَدِیَّۃً سَمِعْتُھَا مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَھَا بَلٰی فَاھْدِھَا لِیْ فَقَالَ سَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ فَاِنَّ اللہَ قَدْ عَلَّمَنَا کَیْفَ نُسَلِّمُ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی

اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

ترجمہ۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت کعب بن عجرہؓ مجھے ملے۔ فرمانے لگے کہ کیا میں تجھے ایسا تحفہ نہ دوں جس کو میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے میں نے کہا کیوں نہیں ضرور مجھے تحفہ عطا فرمایئے۔ انہوں نے فرمایا ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ہم نے کہا یا رسول اللہ آپ اھل بیت پر ہم درود کیسے بھیجیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے السلام علیک ایھا النبی الخ کے ذریعہ ہم کو آپؐ پر سلام کرنے کا طریقہ سکھلا دیا ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا تم یہ درود شریف پڑھو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

حدیث (۳۱۳۰) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَيَقُوْلُ اِنَّ اَبَا كُمَا كَانَ يُعَوِّذُبِهَا اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنؓ اور حسینؓ کو تعویذ دیتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ تم دونوں کے باپ ابراہیمؑ بھی اپنے بیٹوں اسماعیلؑ اور اسحاقؑ کو یہی تعویذ دیتے تھے۔ اے اللہ! تیرے کامل اور تام کلمات کے ساتھ ہر شیطان ہر زہریلے جانور اور آفت والی آنکھ سے پناہ پکڑتا ہوں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ لاکاداری راسه طولا یہاں طول رتبی کو طول مقداری کے قائم مقام رکھا گیا ہے۔ جیسے شاعر کا قول ہے۔ ؎ ویصعد حتی بطن الجھول بان له حاجة فی السماء ۔

یعنی وہ اوپر کو اس قدر چڑھتا جا رہا ہے کہ جاہل لوگ گمان کرنے لگے کہ اسے آسمان میں کوئی ضرورت ہے۔ یہ اس جگہ بعد رتبی کو بعد حسی کے قائم مقام رکھا ہے۔ اور مرتبہ کی بلندی کو حسی بلندی کی جگہ رکھا۔

بان له حاجة فی السماء سے اس کو اور پکا کر دیا۔ جیسا کہ ظاہر ہے ایسے اس جگہ بھی کیا ہے۔ خوب سمجھ لو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ قطب گنگوہیؒ نے جو توجیہ بیان فرمائی ہے وہ بہت عمدہ ہے کسی شارح بخاری نے اس طرف توجہ نہیں فرمائی۔ کیونکہ یہ حد سے زیادہ لمبائی جو روایت کے ظاہری الفاظ سے ظاہر ہوتی ہے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں کسی نے اس کو بیان نہیں کیا۔ چنانچہ مولانا حسین علی پنجابی مرحوم نے اپنی تقریر میں لکھا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی زیادتی عزت کو طول سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ورنہ آپ کا قد دوسرے لوگوں کی طرح تھا۔ میری بھی یہی رائے ہے کیونکہ کسی حدیث تاریخ کی کسی کتاب میں آپ کی درازی قد کا ذکر نہیں ہے مولانا محمد حسن مکیؒ کی تقریر میں بھی یہی ہے کہ لاکاداری الخ یہ عظمت قدر و عزت سے کنایہ ہے آپ کا قد طویل نہیں تھا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ اتخذت منطقا الخ اس کا سبب یہ ہوا کہ بی بی سارہؓ نے بی بی ہاجرہؓ حضرت ابراہیمؑ کو ہبہ کر دی۔ بی بی ہاجرہؓ نے حمل کے بعد اسماعیل کو جنا تو بی بی سارہؓ کو غیرت آ گئی۔ اور اس نے قسم کھائی کہ میں بی بی ہاجرہؓ کے تین عضو کاٹ دوں گی۔ جس کی وجہ سے بی بی ہاجرہؓ نے کمربند کمر میں باندھا۔ اور بھاگتے ہوئے کمربند کا پلہ اپنے نشان قدم پر کھینچتی گئیں تا کہ بی بی سارہ کو پتہ نہ چل سکے اور یوں بھی ہے کہ ان کی غیرت کی وجہ سے ابراہیمؑ بی بی ہاجرہ اور ان کے بیٹے اسماعیلؑ کو آ کر مکہ معظمہ چھوڑ گئے۔ اور بعض نے خدمت کے لئے کمربستہ رہنے کے لئے کمر

بند باندھا۔ تاکہ بی بی سارہ کا غصہ جاتا رہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ وجعل لایلتفت الیھا بی بی ہاجرہؑ کی طرف اس لئے نہیں دیکھتے تھے تاکہ کہیں شفقت اور رقت غلبہ نہ کر ے۔سعید بن جبیرؓ کی روایت میں ہے کہ ابراہیمؑ کو تین مرتبہ بی بی ہاجرہؑ نے پکارا تو تیسری مرتبہ میں انہوں نے جواب دیا کہنے لگیں من امرک بھذا کہ اس کا حکم آپ کو کس نے دیا ہے۔فرمایا اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔

قال صد اپنے آپ کو خطاب ہے۔تاکہ چپ رہ۔اور ایسے مواقع پر ایسا ہوتا رہتا ہے۔کما ھو العادۃ لایضیع اھلہ ای اھل البیت کہ سکان بیت اللہ کو ضائع نہیں کرے گا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ کہتے ہیں کہ اسماعیل کی پہلی بیوی کا نام عمارۃ بنت سعد تھا۔اور دوسری کا نام سامہ بنت مہلہل تھا ان اللہ امرنی بامر کہتے ہیں کہ تعمیر کعبہ کے وقت حضرت ابراہیمؑ کی عمر سو برس تھی۔اور اسماعیلؑ کی عمر تیس برس تھی۔

جعل ابراھیم یبنی کہتے ہیں کہ عالم میں کوئی عمارت عمارت کعبہ سے زیادہ شرف والی نہیں کیونکہ عمارت کا حکم دینے والے رب العالمین ہیں۔مبلغ اور مھندس جبرائیل الامین ہیں۔اور بانی خلیل اللہ ہیں اور تلمیذ اسماعیلؑ ہیں۔

بَابُ قَوْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرَاهِيْمَ

اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ لَا تَوْجَلْ لَا تَخَفْ وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اَرِنِىْ كَيْفَ تُحْيِى الْمَوْتٰى (الاية)

حدیث (۳۱۳۱) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ الخ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ اَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ اِبْرَاهِيْمَ اِذْ قَالَ رَبِّ اَرِنِىْ كَيْفَ تُحْيِى الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِىْ وَيَرْحَمُ اللهُ لُوْطًا لَقَدْ كَانَ يَأْوِىْ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِى السِّجْنِ طُوْلَ مَا لَبِثَ يُوْسُفُ لَاَجَبْتُ الدَّاعِىَ.

ترجمہ۔حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم لوگ حضرت ابراہیمؑ کی بہ نسبت شک کرنے کے زیادہ حقدار ہیں جبکہ آپ نے فرمایا اے میرے رب مجھے دکھلایئے کہ آپ مردوں کو کیسے زندہ کرتے ہیں۔فرمایا کیا تمہیں اس پر ایمان نہیں ہے۔کہا کیوں نہیں علم الیقین تو ہے تاکہ میرا دل عین الیقین سے مطمئن ہو جائے اور اللہ تعالیٰ لوطؑ پر رحم کرے جنہوں نے رکن شدید قبیلہ کی طرف پناہ پکڑنے کا ارادہ کیا۔ورنہ رکن شدید تو اللہ تعالیٰ ان کے لئے کافی تھے۔اور اگر میں جیل میں اتنی مدت رہتا جتنی یوسفؑ رہے تو میں داعی کی آواز پر لبیک کہتا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تینوں حضرات کی مدح سرائی فرمائی ہے۔کیونکہ مطلب یہ ہے کہ اگر ابراہیمؑ کا سوال شک کی بنا پر ہوتا تو ہم اس کے زیادہ حقدار تھے لیکن جب ہمیں شک نہیں ہے وہ تو عدم شک کے زیادہ مستحق ہیں۔لیکن اس کا سوال مشاہدہ کے لئے تھا۔تاکہ جھگڑے کے وقت اطمینان سے بات کر سکیں۔کیونکہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔سنی سنائی بات دیکھی دکھائی کی طرح نہیں ہوتی۔

یرحم اللہ لوطا الخ ان کی تمنا اور آرزو تھی کہ کاش مجھے خود کو قوت وطاقت ہوتی۔یا میری قوم میں قوت ہوتی تو اس سے اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کا مقابلہ کرتے۔اور ان کو موقع نہ دیتے کہ مہمانوں سے چھیڑ چھاڑ کریں۔تو لو کان بکم قوۃ سے وہ قوت مراد ہے جو بغیر کسی کی مدد کے انہیں حاصل ہو۔اور رکن شدید سے وہ قوت مراد ہے جو کسی دوسرے کی مدد سے حاصل ہوا۔اور استعانہ باری تعالیٰ کا ذکر اس لئے نہیں کیا کہ وہ

جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو عالم اسباب بنایا ہے۔ کوئی چیز سبب سے خالی نہیں۔ اور دنیا میں اعانت انہیں دو میں منحصر ہے اپنی اور غیر کی۔ اس لئے ان دو کا ذکر کیا۔ اللہ تعالیٰ تو بہر حال اور بہر مکان مستعان و مستغاث ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ نحن احق بالشک کی توجیہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض تو فرماتے ہیں کہ ہمیں تو مشاہدہ کا ابراہیمؑ سے زیادہ شوق ہے۔ اور بعض نے کہا جب ہمیں شک نہیں تو ابراہیمؑ کو کیسے شک ہو سکتا ہے۔ یہ آپ تواضعاً فرما رہے ہیں۔ بعض فرماتے ہیں کہ تم اس سوال کو شک پر مبنی سمجھتے ہو۔ حالانکہ یہ شک نہیں ہے یہ تو محض مزید بیان کی طلب ہے۔ تو معنی ہوئے لاشک عندنا جمیعا اور قطب گنگوہیؒ نے جو توجیہ اختیار فرمائی ہے وہ بے غبار ہے۔ اور سوال ابراہیم اسباب مفسرین حضرات نے کئی بیان فرمائے امام رازیؒ نے بارہ وجوہ لکھے ہیں۔ ایک یہ ہے کہ نمرود سے مناظرہ کے بعد خود اپنے ہاتھ پر احیاء موتی داعیہ پیدا ہوا۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے صرھن الیک فرمایا۔ ان کان یؤ دی ای یطلب الادی الی رکن شدید یہ ظاہر اسباب کے اعتبار سے تھا ورنہ نبی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر قوم سے کیسے مدد طلب کر سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ تو جانتے ہیں کہ اللہ ھو القادر الخ۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ

ترجمہ۔ کتاب میں اسماعیلؑ کا تذکرہ پڑھو وہ وعدے کے سچے تھے۔

حدیث (۳۱۳۲) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ الخ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِؓ قَالَ مَرَّالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى نَفَرٍ مِّنْ اَسْلَمَ يَنْتَضِلُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِرْمُوْا بَنِيْ اِسْمٰعِيْلَ فَاِنَّ اَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا وَّاَنَا مَعَ بَنِيْ فُلَانٍ قَالَ فَاَمْسَكَ اَحَدُ الْفَرِيْقَيْنِ بِاَيْدِيْهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالَكُمْ لَا تَرْمُوْنَ فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ نَرْمِيْ وَاَنْتَ مَعَهُمْ قَالَ اِرْمُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ كُلِّكُمْ.

ترجمہ۔ حضرت سلمہ بن اکوعؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر قبیلہ بنو اسلم کے کچھ لوگوں پر ہوا جو خوب تیر اندازی کر رہے تھے۔ جس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنو اسماعیل! تیر اندازی کرتے رہو۔ اس لئے کہ تمہارا باپ اسمٰعیل بھی تیر انداز تھا۔ تیر پھینکو میں فلاں قبیلے کے ساتھ ہوں۔ تو ان دونوں گروہوں میں سے ایک نے اپنے ہاتھ روک لئے جس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بولے کہ تمہیں کیا ہو گیا تم تیر اندازی نہیں کرتے۔ انہوں نے جواباً کہا کہ حضرت! ہم کیسے تیر پھینکیں آپ تو ان کے ساتھ ہیں۔ پس آپؐ نے فرمایا تیر پھینکو میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

بَابُ قِصَّةُ اِسْحٰقَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

فِيْهِ ابْنُ عُمَرَؓ وَاَبُوْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ قصہ اسحٰق بن ابراہیم نبی اللہ کا جس میں ابن عمرؓ اور ابو ہریرہؓ کی روایت جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ (الآية)

ترجمہ۔ کیا تم اس وقت حاضر تھے جب یعقوبؑ کی موت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹوں سے فرمایا۔

حدیث(۳۱۳۳)حَدَّثَنَا اِسۡحٰقُ بۡنُ اِبۡرَاهِیۡمَ الخ عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَةَؓ قَالَ قِیۡلَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ مَنۡ اَکۡرَمُ النَّاسِ قَالَ اَکۡرَمُهُمۡ اَتۡقَاهُمۡ قَالُوۡا یَا نَبِیَّ اللّٰهِ لَیۡسَ عَنۡ هٰذَا نَسۡاَلُکَ قَالَ فَاَکۡرَمُ النَّاسِ یُوۡسُفُ نَبِیُّ اللّٰهِ ابۡنُ نَبِیِّ اللّٰهِ ابۡنِ نَبِیِّ اللّٰهِ ابۡنِ خَلِیۡلِ اللّٰهِ قَالُوۡا لَیۡسَ عَنۡ هٰذَا نَسۡاَلُکَ قَالَ فَعَنۡ مَعَادِنِ الۡعَرَبِ تَسۡاَلُوۡنِیۡ قَالُوۡا نَعَمۡ قَالَ فَخِیَارُکُمۡ فِی الۡجَاهِلِیَّةِ خِیَارُکُمۡ فِی الۡاِسۡلَامِ اِذَا فَقِهُوۡا.

ترجمہ۔حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اکرم الناس کون ہے۔آپؐ نے فرمایا جوان میں سے زیادہ پرہیزگار ہوانہوں نے کہا حضرت! ہم اس کے متعلق آپؐ سے سوال نہیں کرر ہے۔تو فرمایا اکرم الناس یوسف نبی اللہ ہے جو یعقوب نبی اللہ کا بیٹا اور اسحٰق نبی اللہ کا پوتا اور ابراہیم خلیل اللہ کا پڑپوتا ہے۔انہوں نے کہا ہم اس کے بارے میں بھی آپؐ سے دریافت نہیں کرر ہے۔تو پھر آپؐ نے پوچھا کہ کیا عرب کے اصول کے متعلق پوچھتے ہو جو کانوں کی طرح ہیں وہ لوگ بولے ہاں! آپؐ نے فرمایا زمانہ جاہلیت میں جو لوگ تم میں سے بہتر ہوں گے۔بشرطیکہ دین کی سمجھ پیدا کریں۔

بَابُ وَلُوۡطًا اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِهٖۤ اَتَاۡتُوۡنَ الۡفَاحِشَةَ اِلٰی قَوۡلِهٖ فَسَآءَ مَطَرُ الۡمُنۡذَرِیۡنَ

ترجمہ۔لوط علیہ السلام نے جب اپنی قوم سے کہا کہ تم بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہو۔ الی قولہ فساء مطر المنظرین تک پڑھا۔

حدیث (۳۱۳۴) حَدَّثَنَا اَبُو الۡیَمَانِ الخ عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَةَؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَغۡفِرُ اللّٰهُ لِلُوۡطٍ اِنۡ کَانَ لَیَاۡوِیۡ اِلٰی رُکۡنٍ شَدِیۡدٍ.

ترجمہ۔حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ لوط علیہ السلام کی بخشش کرے بیشک وہ رکن شدید کی طرف پناہ پکڑتے تھے اسباب ظاہریہ کے اعتبار سے۔

بَابُ قَوۡلِهٖ فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوۡطِ نِ الۡمُرۡسَلُوۡنَ قَالَ اِنَّکُمۡ قَوۡمٌ مُّنۡکَرُوۡنَ

ترجمہ۔پس جب آل لوطؑ کے پاس بھیجے ہوئے آئے تو کہنے لگے کیا تم اوپرے لوگ ہو

اَنۡکَرَهُمۡ وَنَکِرَهُمۡ وَاسۡتَنۡکَرَهُمۡ وَاحِدٌ یُهۡرَعُوۡنَ یُسۡرِعُوۡنَ دَابِرُ اٰخِرٌ صَیۡحَةٌ هَلَکَةٌ لِلۡمُتَوَسِّمِیۡنَ لِلنَّاظِرِیۡنَ لَبِسَبِیۡلٍ لَبِطَرِیۡقٍ بِرُکۡنِهٖ بِمَنۡ مَعَهٗ لِاَنَّهُمۡ قُوَّتُهٗ تَرۡکَنُوۡا تَمِیۡلُوۡا.

ترجمہ۔ انکر مزید او مجرد اور باب استفعال میں سب کے ایک معنی ہیں۔ یھرعون معنی جلدی کرتے تھے۔ دابر بمعنی آخر صیحۃ بمعنی ہلاکت۔ للمتوسمین یعنی دیکھنے والوں کے لئے سبیل بمعنی راستہ۔ رکب سے وہ لوگ مراد ہیں جو ان کے ہمراہ تھے کیونکہ وہی ان کی قوت اور طاقت ہیں۔ ترکنوا یعنی جھکنا۔

حدیث(۳۱۳۵)حَدَّثَنَا مَحۡمُوۡدٌ الخ عَنۡ عَبۡدِ اللّٰهِؓ قَالَ قَرَاَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ فَهَلۡ مِنۡ مُّدَّکِرٍ.

ترجمہ۔حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فھل من مدکر پڑھا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صَالِحًا

ترجمہ۔ باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح علیہ السلام کو بھیجا۔

وَقَوْلِهٖ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ مَوْضِعُ ثَمُوْدَ وَاَمَّا حَرْثٌ حِجْرٌ حَرَامٌ وَكُلُّ مَمْنُوْعٍ فَهُوَ حِجْرٌ وَمِنْهُ حِجْرٌ مَحْجُوْرٌ وَالْحِجْرُ كُلُّ بِنَاءٍ بَنَيْتَهُ وَمَا حَجَرْتَ عَلَيْهِ مِنَ الْاَرْضِ فَهُوَ حِجْرٌ وَمِنْهُ سُمِّيَ حَطِيْمُ الْبَيْتِ حِجْرًا كَاَنَّهٗ مُشْتَقٌّ مِنْ مَحْطُوْمٍ مِثْلُ قَتِيْلٍ مِنْ مَقْتُوْلٍ وَيُقَالُ لِلْاُنْثٰى مِنَ الْخَيْلِ الْحِجْرُ وَيُقَالُ لِلْعَقْلِ حِجْرٌ وَحِجًى وَاَمَّا حِجْرُ الْيَمَامَةِ فَهُوَ مَنْزِلٌ.

ترجمہ۔ اور قول باری کو اصحاب حجر نے رسولوں کو جھٹلایا تو حجر ثمود کے رہنے کی جگہ کا نام ہے۔ لیکن وہ جو قرآن مجید میں حرث حجر آیا ہے اس کے معنی حرام کے ہیں۔ کیونکہ ہر ممنوع چیز حجر ہے۔ اس سے حجر محجور آیا ہے۔ یعنی رکاوٹ جو کھڑی کی گئی۔ اور حجر ہر اس عمارت کو بھی کہتے ہیں جس کی تعمیر کرو۔ اور زمین سے اس پر کوئی آڑ بنادو۔ تو یہ بھی حجر ہے۔ اسی وجہ سے بیت اللہ کے حطیم کو حجر کہا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ بھی بیت اللہ سے روک دیا گیا ہے۔ گویا حطیم فعیل بمعنی مفعول محطوم کے ہے۔ جیسے قتیل بمعنی مقتول کے۔ اسی سے گھوڑی کو حجر کہتے ہیں کہ وہ لڑائیوں وغیرہ سے روکی ہوئی ہے۔ عقل کو بھی حجر اور حجی کہتے ہیں کہ وہ بھی بے ہودہ باتوں سے روکتی ہے۔ لیکن حجر الیمامہ وہ ایک منزل ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ یعنی آیت کریمہ میں حرث حجر کے معنی ممنوع کے ہیں۔ یہاں وہ حجر نہیں جو اسم اور علم ہے پھر بیان فرمایا کہ ہر ممنوع چیز محجور ہوتی ہے اور حجر کہلاتی ہے۔ چونکہ حجر میں دو حرف حا اور جیم لفظ میں جمع ہو گئے۔ تو معنی میں بھی اتفاق ہو گا یا قریب قریب معنی ایک ہوں گے۔ اس اکثری قاعدے کے تحت حجی کو بھی ذکر کر دیا۔ جس کے معنی عقل اور منع کے ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ ان کان لیاوی یعنی وہ رکن شدید کی طرف ٹھکانا طلب کرتے تھے۔ تاکہ اس کی مدد کرے یہ سب ظاہر اسباب کے پیش نظر تھا۔ ورنہ نبی کو تو یقین ہوتا ہے کہ اصل قدرت کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حضرت گنگوہیؒ نے دراصل ایک وہم کا دفعیہ کیا ہے وہ یہ تھا کہ مالک حقیقی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر رکن شدید کے ساتھ پناہ پکڑنے کی کیا ضرورت تھی وہ تو نبی تھے۔ جواب یہ دیا کہ ظاہری اسباب کے پیش نظر ایسا کیا ورنہ نبی کو تو اللہ تعالیٰ پر پورا بھروسہ ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی لیلۃ التعریس میں فرمایا تھا من یکلأنا آج رات ہماری نگرانی کون کرے گا۔ اسی طرح اور احادیث میں اسباب ظاہر یہ سے کام لیا گیا ہے۔ جو توکل کے خلاف نہیں ہے۔ ؎ برتوکل زانوئے اشتر بہبند۔

حرث حجر سورۃ انعام میں ہے۔ حرث حجر ای حرام اور منع کے معنی میں۔ اور جو حجر سورۃ حجر کے اندر ہے وہ ایک مقام کا نام ہے۔ منع کے معنی میں نہیں ہے۔ اور حجر کا اطلاق ہر ممنوع پر ہے۔ خواہ وہ کھیتی ہو یا کوئی اور چیز۔ بلکہ ہر عمارت جس کو آپ بنائیں اسے بھی حجر کہتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ آپ نے اس کو غیر کے تصرف سے روک دیا۔ تو وہ محجور بمعنی ممنوع ہوئی۔ اور حطیم کو اس لئے حجر کہا گیا کہ اسے بیت اللہ سے روک کر الگ کر دیا گیا۔ حجی کے ذکر سے بھی دفع توہم کیا کہ حجی کا تو یہاں کوئی تعلق نہیں تو فرمایا دو حرف کے ملنے سے جو معنی پیدا ہوتے ہیں حجر اور حجی اس میں مشترک ہیں۔ قسم الذی حجر ای ذی عقل اور حجی بھی عقل کے ناموں میں سے ہے۔ تو گویا حا اور جیم جہاں جمع ہوں گے وہاں منع کے معنی پائے جائیں گے۔

حدیث(۳۱۳۶)حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ الخ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ الَّذِيْ عَقَرَ النَّاقَةَ قَالَ انْتَدَبَ لَهَا رَجُلٌ ذُوْعِزَّةٍ وَّمَنَعَةٍ فِيْ قُوَّةٍ كَاَبِيْ زَمْعَةَ.

ترجمہ۔حضرت عبداللہ بن زمعہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جنہوں نے اس شخص کا ذکر فرمایا جس نے صالحؑ کی اونٹنی کو ذبح کیا تھا تو فرمایا کہ اس اونٹنی کیلئے ایک ایسے آدمی نے دعوت دی تھی آمادہ کیا تھا جو اپنی قوم میں عزت اور قوت والا تھا۔ جیسے ابو زمعہ اپنی قوم میں عزت اور قوت والے ہیں۔

حدیث(۳۱۳۷)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِيْنٍ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَلَ الْحِجْرَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ اَمَرَهُمْ اَنْ لَّا يَشْرَبُوْا مِنْ بِئْرِهَا وَلَا يَسْتَقُوْا مِنْهَا فَقَالُوْا قَدْ عَجَنَّا مِنْهَا وَاسْتَقَيْنَا فَاَمَرَهُمْ اَنْ يَّطْرَحُوْا ذٰلِكَ الْعَجِيْنَ وَيُهْرِقُوْا ذٰلِكَ الْمَآءَ وَيُرْوٰى عَنْ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ وَاَبِى الشُّمُوْسِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِاِلْقَاءِ الطَّعَامِ وَقَالَ اَبُوْذَرٍّؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اعْتَجَنَ بِمَآئِهٖ.

ترجمہ۔حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب غزوہ تبوک میں حجر کے مقام پر پڑاؤ کیا تو مجاہدین کو حکم دیا کہ اس کے کنویں کا پانی نہ پیو اور نہ ہی اس سے مشکیزے بھرو انہوں نے عرض کی ہم تو اس کے پانی سے آٹا گوندھ چکے ہیں اور مشکیزے بھی بھر لئے ہیں آپؐ نے ان کو حکم دیا کہ اس گوندھے ہوئے آٹے کو پھینک دو اور مشکیزے کے اس پانی کو بھی گرا دو۔ حضرت سبرہ بن معبد اور ابو الشموس سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کو پھینک دینے کا حکم دیا اور حضرت ابوذرؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جن لوگوں نے اس کنویں کے پانی سے آٹا گوندھا تھا اس کھانے کو پھنکوا دیا۔

حدیث (۳۱۳۸) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الخ اَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَؓ اَخْبَرَهٗ اَنَّ النَّاسَ نَزَلُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْضَ ثَمُوْدَ الْحِجْرَ فَاسْتَقَوْا مِنْ بِئْرِهَا وَاعْتَجَنُوْا بِهٖ فَاَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّهْرِقُوْا مَا اسْتَقَوْا مِنْ بِئْرِهَا وَاَنْ يَّعْلِفُوا الْاِبِلَ الْعَجِيْنَ وَاَمَرَهُمْ اَنْ يَّسْتَقُوْا مِنَ الْبِئْرِ الَّتِيْ كَانَ تَرِدُهَا النَّاقَةُ تَابَعَهٗ اُسَامَةُ عَنْ نَافِعٍ.

ترجمہ۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ خبر دیتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کی جماعت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ثمود کی سرزمین الحجر میں اترے اور اس کے کنوؤں سے پانی بھرا اور اس سے آٹا گوندھا تو آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ ان کنوؤں سے جنہوں نے پانی بھرا ہے وہ گرا دیں۔ اور گوندھا ہوا آٹا اونٹوں کو کھلا دیں اور ان کو حکم دیا کہ اس کنویں سے پانی بھریں جہاں پر اونٹنی پانی پینے کے لئے وارد ہوتی ہے۔ عبیداللہ کی متابعت نافع سے اسامہ نے کی ہے۔

حدیث (۳۱۳۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ الخ عَنْ اَبِيْهِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا مَرَّ بِالْحِجْرِ قَالَ لَا تَدْخُلُوْا مَسَاكِنَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اِلَّا اَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مَآ اَصَابَهُمْ ثُمَّ تَقَنَّعَ بِرِدَآئِهٖ وَهُوَ عَلَى الرَّحْلِ.

ترجمہ۔حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جب حجر کے مقام سے گزر ہوا تو فرمانے لگے کہ تم لوگ ان لوگوں کے گھروں میں داخل نہ ہو۔جنہوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا۔مگر یہ کہ تم رونے والے ہو۔کہیں یہ نہ ہو کہ تمہیں بھی وہ مصیبت آ پہنچے جوان کی پہنچی۔ پھر آپؐ نے اونٹ کے پالان پر بیٹھے بیٹھے اپنی چادر سے اپنے آپ کو ڈھانپ لیا۔

حدیث(۳۱۴۰)حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُوْا مَسَاکِنَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ اِلَّا اَنْ تَکُوْنُوْا بَاکِیْنَ اَنْ یُّصِیْبَکُمْ مِثْلَ مَآ اَصَابَھُمْ.

ترجمہ۔حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن لوگوں نے اپنی جانوں پر گناہ کر کے ظلم کیا ہے ان کی رہائش گاہوں میں مت جاؤ۔مگر اس حال میں کہ تم رونے والے ہو۔کہیں تمہیں بھی وہ مصیبت نہ آن پہنچے جوان کو پہنچی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ قال ابوذر الخ بقیہ حدیث کو ذکر نہیں کیا کیونکہ سیاق وسباق سے وہ مفہوم ہے۔اور من اعتجن بمائه ترکیب میں امر بالقاء الطعام کا مفعول ہے تو اب عبارت یوں ہو جائے گی۔ابن سعید اور ابی الشموس کی روایت کے الفاظ یوں ہوں گے امر بالقاء الطعام اور ابوذرؓ کی روایت میں امر بالقاء الطعام من اعتجن بمائه کہ جن لوگوں نے اس کنویں کے پانی سے آٹا گوندھا تھا ان کو پکا ہوا کھانا پھینک دینے کا حکم دیا۔

قوله من البير التی کان تردها الناقة الخ اس روایت سے معلوم ہوا کہ اس قوم کے کنویں مختلف تھے اس قوم کا نوبت بنوبت آنا اور سب کی تیاری ایک کنویں سے ہوتی تھی۔سب کنوؤں سے نہیں۔البتہ اتنا ضرور ہے کہ جس عورت نے اپنے عاشق قدار کو ناقہ صالحؑ کے پہنچے کاٹنے کا حکم دیا تھا وہ ان لوگوں میں سے تھی جن کے کنویں پر وہ اونٹنی آ کر پانی پیتی تھی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ابوذرؓ کی بقیہ روایت بزار میں اس طرح ہے کہ غزوۂ تبوک میں آنحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین سے ارشاد فرمایا تم ایک ملعون وادی پر پہنچے ہو یہاں سے جلدی چلو۔اور جس نے آٹا گوندھا یا ہنڈیا پکائی وہ ان کو گرادے۔

کانت لهم شیخ گنگوہیؒ نے اس سے ایک طویل قصہ کی طرف اشارہ فرمایا۔جس کو خازن اور بغوی نے اپنی تفسیروں میں بسط سے نقل کیا ہے کہ صالحؑ کی اونٹنی کے لئے ایک کنواں مختص تھا جس میں وہ سر رکھتی تھی اس وقت تک نہیں اٹھاتی تھی جب تک سارے کنویں کا پانی ختم نہ کر لیتی۔ ایک قطرہ پانی کا نہیں چھوڑتی تھی۔قوم ثمود میں دو رئیس عورتیں تھیں۔ایک کا نام عنیزہ اور دوسری کا صدقہ تھا۔اور یہ دونوں صالحؑ سے سخت دشمنی رکھتی تھیں اور چاہتی تھیں کہ کسی طرح اس اونٹنی کو ہلاک کر دیا جائے۔تو صدقه نے تو مصدع کو اور عنیزہ نے قدار بن سالف کو بلایا۔کہتے ہیں قدار زانیہ کا بیٹا تھا سالف کا نطفہ نہیں تھا۔ولد علی فراشہ تھا تو اس عنیزہ نے قدار سے کہا کہ میری جن بیٹی کو تو پسند کرے وہ میں تجھے اس شرط پر دے دوں گی کہ تو اس اونٹنی کو ہلاک کر دے۔مصدع نے تو اس کے تیر مارا۔قدار نے تلوار سے اس کا کام تمام کیا۔جب کہ عنیزہ نے اپنی بیٹی کی جھلک اسے دکھائی جو احسن الناس تھی۔بہر حال قدار نے اسے ذبح کر دیا۔اور قوم نے اس کا گوشت آپس میں تقسیم کر لیا۔حالانکہ اس اونٹنی کا انہوں نے خود مطالبہ کیا تھا۔اس لئے عذاب کے مستحق ہوئے۔

بَابُ قَوْلِهٖ اَمْ کُنْتُمْ شُھَدَآءَ اِذْ حَضَرَ یَعْقُوْبَ الْمَوْتُ

ترجمہ۔کیا تم اس وقت حاضر تھے جب یعقوبؑ کو موت نے آلیا۔

حدیث(۳۱۴۱)حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ

قَالَ الْكَرِيْمُ بْنُ الْكَرِيْمِ بْنِ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ کریم بیٹا کریم کا۔ کریم کا پوتا کریم کا پڑپوتا کریم کا یوسفؑ بن یعقوب بن اسحٰقؑ بن ابراہیمؑ ہیں۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖ اٰيَاتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ

ترجمہ۔ بے شک یوسف علیہ السلام اوران کے بھائیوں کے قصہ میں پوچھنے والوں کیلئے نشانیاں ہیں۔

حدیث(۳۱۴۲)حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَكْرَمُ النَّاسِ قَالَ اَتْقَاهُمْ لِلّٰهِ قَالُوْا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْاَلُكَ قَالَ فَاَكْرَمُ النَّاسِ يُوْسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ بْنِ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ خَلِيْلِ اللّٰهِ قَالُوْا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْاَلُكَ قَالَ فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْاَلُوْنِيْ النَّاسُ مَعَادِنٌ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْاِسْلَامِ اِذَا فَقُهُوْا.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا اکرم الناس کون ہے آپؐ نے فرمایا جو اللہ کی رضا کے لئے سب سے زیادہ پرہیز گار ہو۔ صحابہ کرامؓ نے کہا ہم اس کے متعلق آپؐ سے دریافت نہیں کرنا چاہتے تو آپؐ نے فرمایا اکرم الناس یوسف نبی اللہ ہے جو یعقوب نبی اللہ کا بیٹا ہے۔ اور اسحٰق نبی اللہ کا پوتا اور ابراہیم خلیل اللہ کا پڑپوتا ہے۔ انہوں نے عرض کی ہم اس کے بارے میں سوال نہیں کرتے۔ تو آپؐ نے فرمایا لوگ اخلاق کی کانیں ہیں جو زمانہ جاہلیت میں بہترین اخلاق کا مالک تھا وہ اسلام میں بھی ہوگا۔ بشرطیکہ انہیں دین میں سمجھ پیدا ہو جائے۔

حدیث(۳۱۴۳)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی اسے روایت کیا ہے۔

حدیث(۳۱۴۴)حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ الخ عَنْ عَائِشَةَؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا مُرِيْ اَبَابَكْرٍؓ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ قَالَتْ اِنَّهٗ رَجُلٌ اَسِيْفٌ مَتٰى يَقُوْمُ مَقَامَكَ رَقَّ فَعَادَ فَعَادَتْ قَالَ شُعْبَةُ فَقَالَ فِي الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ اِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ مُرُوْا اَبَابَكْرٍ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ کو حکم پہنچا دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کی کہ حضرت ابوبکرؓ ایک غمزدہ آدمی ہیں۔ جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو رقت قلبی کی وجہ سے قرأت نہیں کرسکیں گے۔ آپؐ نے اپنا کلام پھر دہرایا تو حضرت عائشہؓ نے بھی دوبارہ عرض کی۔ شعبہ راوی فرماتے ہیں کہ تیسری مرتبہ یا چوتھی مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ تم تو یوسف علیہ السلام والی عورتوں کی طرح بے جا اصرار کرنے والی ہو۔ حضرت ابوبکرؓ کو حکم پہنچاؤ کہ نماز پڑھائیں۔

حدیث (۳۱۴۵) حَدَّثَنَا رَبِيْعُ بْنُ يَحْيٰى الخ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ مَرِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍؓ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُؓ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ رَّجُلٌ كَذَا فَقَالَ مِثْلَهٗ فَقَالَتْ مِثْلَهٗ فَقَالَ مُرُوْهُ فَاِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ فَاَمَّ اَبُوْ بَكْرٍؓ فِيْ حَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَقَالَ حُسَیْنٌ عَنْ زَائِدَۃَ رَجُلٌ رَقِیْقٌ.

ترجمہ۔ حضرت ابوموسیٰؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے۔ تو فرمایا ابوبکرؓ کو حکم پہنچاؤ کہا گیا کہ وہ تو اس طرح کا آدمی ہے۔ آپؐ نے پھر بھی اسی طرح فرمایا۔ حضرت عائشہؓ نے اسی طرح دہرایا۔ آپؐ نے فرمایا۔ ابوبکرؓ کو حکم پہنچاؤ۔ کہ وہ نماز پڑھائیں۔ تم تو یوسف والی بے جا اصرار کرنے والی عورت ہو بہرحال ابوبکرؓ نے آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لوگوں کی امامت کی۔ حسین زائدہ سے روایت کرتے ہیں کہ رجل رقیق یعنی نرم دل آدمی ہیں۔

حدیث (۳۱۴۶) حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اَنْجِ عَیَّاشَ بْنَ اَبِیْ رَبِیْعَۃَ اَللّٰھُمَّ اَنْجِ سَلَمَۃَ بْنَ ھِشَامٍ اَللّٰھُمَّ اَنْجِ الْوَلِیْدَبْنَ الْوَلِیْدِ اَللّٰھُمَّ اَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَللّٰھُمَّ اشْدُدْ وَطْاَتَکَ عَلٰی مُضَرَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا سِنِیْنَ کَسِنِیْ یُوْسُفَ.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! عیاش بن ابی ربیعہ کو دشمنوں سے نجات دے۔ اے اللہ سلمہ بن ہشام کو بھی نجات دے۔ اے اللہ ولید بن ولید کو بھی نجات دے۔ اس طرح ان مؤمنوں کو نجات دے جو کمزور سمجھے جاتے ہیں۔ اور کافروں کی گرفت سے نہیں نکل سکتے۔ اے اللہ! اپنی گرفت قبیلہ مضر پر سخت کردے۔ اور اے اللہ! ان کو مسلسل قحط سالی میں ایسے مبتلا کردے جیسے یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں قحط سالی تھی۔ وجہ شبہ شدت اور درازی ہے۔

حدیث (۳۱۴۷) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَرْحَمُ اللّٰہُ لُوْطًا لَقَدْکَانَ یَاْوِیْ اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ وَلَوْلَبِثْتُ فِی السِّجْنِ مَا لَبِثَ یُوْسُفُ ثُمَّ اَتَانِیَ الدَّاعِیْ لَاَجَبْتُہٗ.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ لوط علیہ السلام پر رحم فرمائے جنہوں نے رکن شدید کی طرف ٹھکانا پکڑا اور اگر میں جیل خانہ میں اتنی مدت رہتا جتنا حضرت یوسف علیہ السلام رہے پھر میرے پاس مالک کی طرف سے کوئی بلانے والا آتا تو میں ضرور اسکی دعوت پر لبیک کہتا۔

حدیث (۳۱۴۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ الخ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَاَلْتُ اُمَّ رُوْمَانَ وَھِیَ اُمُّ عَائِشَۃَؓ عَمَّا قِیْلَ فِیْھَا مَا قِیْلَ قَالَتْ بَیْنَمَا اَنَا مَعَ عَائِشَۃَؓ جَالِسَتَانِ اِذْوَلَجَتْ عَلَیْنَا اِمْرَاَۃٌ مِنَ الْاَنْصَارِ وَھِیَ تَقُوْلُ فَعَلَ اللّٰہُ بِفُلَانٍ وَفَعَلَ قَالَتْ فَقُلْتُ لِمَ قَالَتْ اِنَّہٗ نَمٰی ذِکْرَ الْحَدِیْثِ فَقَالَتْ عَائِشَۃُؓ اَیُّ حَدِیْثٍ فَاَخْبَرَتْھَا قَالَتْ فَسَمِعَہٗ اَبُوْ بَکْرٍ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ نَعَمْ فَخَرَّتْ مَغْشِیًّا عَلَیْھَا فَمَا اَفَاقَتْ اِلَّا وَعَلَیْھَاحُمّٰی بِنَافِضٍ فَجَآءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لِھٰذِہٖ قُلْتُ حُمّٰی اَخَذَتْھَا مِنْ اَجَلِ حَدِیْثٍ تُحُدِّثَ بِہٖ فَقَعَدَتْ فَقَالَتْ وَاللّٰہِ لَئِنْ حَلَفْتُ لَا تُصَدِّقُوْنِیْ وَلَئِنْ اعْتَذَرْتُ لَا تَعْذِرُوْنِیْ فَمَثَلِیْ وَمَثَلُکُمْ کَمَثَلِ یَعْقُوْبَ وَبَنِیْہِ فَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ فَانْصَرَفَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ مَآ اَنْزَلَ فَاَخْبَرَھَا فَقَالَتْ بِحَمْدِ اللّٰہِ لَا بِحَمْدِ اَحَدٍ.

ترجمہ۔ حضرت مسروقؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ام رومان سے جو حضرت عائشہؓ کی والدہ ہے۔ اس تہمت کے بارے میں پوچھا جو حضرت عائشہؓ کے بارے میں کہی گئی فرمانے لگیں۔ میں بھی اور حضرت عائشہؓ بھی ہم دونوں بیٹھی ہوئی تھیں کہ انصار کی ایک عورت ہمارے گھر گھس آئی جو کہہ رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ فلاں کے ساتھ ایسا سلوک کرے۔ میں نے پوچھا کیوں! وہ کہنے لگی کہ اس بات کا تذکرہ پھیل چکا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا کون سی بات کا چرچا ہے تو میں نے ان کو سارے قصہ کی اطلاع دی۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا ابوبکر صدیقؓ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے سنا ہے۔ انہوں نے بتلایا کہ ہاں! ان حضرات نے سن لیا ہے۔ پس وہ تو بے ہوش ہو کر گر پڑیں۔ اور اس وقت تک انہیں افاقہ نہ ہوا یہاں تک کہ کپکپی کے ساتھ بخار نے ان کو آ پکڑا پس جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آ کر پوچھا اسے کیا ہو گیا ہے۔ میں نے کہا اس خبر کی وجہ سے جو بیان کی جارہی ہے اس کو بخار نے آ پکڑا ہے۔ پس حضرت عائشہؓ اٹھ کر بیٹھ گئیں۔ کہنے لگیں واللہ! اگر میں قسم کھا کر اپنی صفائی پیش کروں تو تم لوگ مجھے سچا نہیں سمجھو گے اگر کوئی عذر و معذرت بیان کروں تو میرا عذر قبول نہیں کرو گے پس میرا حال تو یعقوب علیہ السلامؑ اور ان کے بیٹوں جیسا ہے۔ واللہ المستعان علی ماتصفون جو کچھ تم بیان کرتے ہو اس میں اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتی ہوں۔ پس جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپس چلے گئے تو اللہ تعالیٰ نے آیات براۃ نازل فرمائیں۔ جن کی خبر آپؐ نے ان تک پہنچائی تو حضرت عائشہؓ فرمانے لگیں کہ میں تو اللہ کی حمد و شکر ادا کروں گی۔ جس نے آسمان سے میری برأت نازل فرمائی۔ میں اور کسی کی احسان مند نہیں ہوں۔ کہ میں اس کا شکریہ ادا کروں۔

حدیث (۳۱۴۹) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ الخ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِؓ اَنَّهُ سَاَلَ عَائِشَةَؓ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَيْتَ قَوْلَهُ حَتّٰى اِذَا اسْتَيْاَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوْا اَوْ كُذِبُوْا قَالَتْ بَلْ كَذَّبَهُمْ قَوْمُهُمْ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَقَدِ اسْتَيْقَنُوْا اَنَّ قَوْمَهُمْ كَذَّبُوْهُمْ وَمَاهُوَ بِالظَّنِّ فَقَالَتْ يَا عُرَيَّةُ لَقَدِ اسْتَيْقَنُوْا بِذٰلِكَ قُلْتُ فَلَعَلَّهَا اَوْ كُذِبُوْا قَالَتْ مَعَاذَ اللّٰهِ لَمْ تَكُنِ الرُّسُلُ تَظُنُّ ذٰلِكَ بِرَبِّهَا وَاَمَّا هٰذِهِ الْاٰيَةُ قَالَتْ هُمْ اَتْبَاعُ الرُّسُلِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَصَدَّقُوْهُمْ وَطَالَ عَلَيْهِمُ الْبَلَاءُ وَاسْتَاْخَرَ عَنْهُمُ النَّصْرُ حَتّٰى اِذَا اسْتَيْاَسَتْ مِمَّنْ كَذَّبَهُمْ مِنْ قَوْمِهِمْ وَظَنُّوْا اَنَّ اَتْبَاعَهُمْ كَذَّبُوْهُمْ جَاءَهُمْ نَصْرُ اللّٰهِ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ اسْتَيْاَسُوْا اِفْتَعَلُوْا مِنْ يَئِسْتُ مِنْهُ مِنْ يُوْسُفَ لَا تَيْاَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ مَعْنَاهُ الرَّجَاءُ.

ترجمہ۔ حضرت عروہ بن زبیرؓ جو حضرت عائشہؓ کے بھانجے ہیں۔ انہوں نے حضرت عائشہؓ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے متعلق پوچھا کہ مجھے بتلاؤ حتی اذا استیاس الرسل وظنوا انهم قد كذّبوا ہے یا كذبوا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ كذّبوا ہے۔ کیونکہ ان کی قوم نے ان کو جھٹلایا تھا۔ تو میں نے عرض کی اللہ کی قسم! ان کو تو یقین تھا کہ ان کی قوم نے ان کی تکذیب کی ہے پھر ظن و گمان کے کیا معنی ہیں۔ تو فرمانے لگیں کہ اے عریہ تحقیق ان کو اس کا یقین تھا۔ میں نے کہا کہ شاید او كذبوا کہا۔ تو فرماتے ہیں اللہ کی پناہ رسول اللہ بھی اپنے رب کے ساتھ ایسا گمان رکھ سکتے ہیں۔ دراصل اس آیت میں رسولوں کے وہ پیروکار مراد ہیں جو اپنے رب پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی لیکن مصائب کے ان پر پہاڑ ٹوٹ پڑے اور عرصہ دراز ہو گیا اللہ تعالیٰ کی مدد آنے میں دیر ہو گئی۔ یہاں تک کہ ان کی قوم کے وہ لوگ جنہوں نے ان کی تکذیب کی تھی ان سے یہ لوگ مایوس ہو گئے۔ یہاں تک کہ مرسلین کو گمان ہونے لگا کہ کہیں ہمارے پیروکار ہمیں جھوٹا نہ سمجھیں کہ اچانک اللہ کی مدد ان کو آن پہنچی۔ استاسوا باب استفعال کی ماضی ہے۔ مجرد یئست مجرد باب علم سے ہے تو استیاسوا ای من یوسف یعنی برادران یوسفؑ حضرت یوسف علیہ السلام سے مایوس ہو گئے۔ دوسری جگہ لا تیاسوا من روح اللہ کہ اللہ کی رحمت اور رجاء سے مایوس نہ ہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے امید لگائے رکھو۔

حدیث (۳۱۵۰) حَدَّثَنَا عَبْدَةُ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَرِيْمُ بْنُ الْكَرِيْمِ بْنُ الْكَرِيْمِ بْنِ الْكَرِيْمِ بْنِ الْكَرِيْمِ يُوْسُفَ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحٰقَ ابْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کریم بیٹا کریم کا پوتا کریم کا پڑپوتا کریم کا یوسف بیٹا یعقوب کا وہ بیٹا اسحٰق کا وہ بیٹا ابراہیمؑ کا ان سب پر سلام ہو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ سالت ام رومان وھی ام عائشةؓ الخ روایت میں بہت اختصار ہے جس کی وجہ سے مقصود سمجھنے میں بڑا خلل واقع ہو رہا ہے۔ چونکہ یہ روایت بتامہا گذر چکی ہے۔ اس لئے اس کو اسی پر محمول کرنا چاہیئے۔ پس فقوله وھی تقول یہ ولجت کی ضمیر سے حال نہیں ہے۔ کیونکہ اس وقت معنی غلط ہو جائیں گے بلکہ معنی یہ ہیں کہ حضرت عائشہؓ اس انصاریہ کو لے کر مناصع کی طرف گئیں۔ وہ ام مسطح تھیں جن کو ٹھوکر لگی تو اپنے بیٹے مسطح کو بددعا دی۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا ایسا نہ کریں۔ وہ تو بدری صحابی ہے پھر اس نے سارا قصہ سنایا انہوں نے گھر آ کر والدہ سے اس کی تصدیق کی۔ جنہوں نے فرمایا ایسی الزام تراشیاں ہوتی رہتی ہیں۔ اور اس میں یہ بھی ہے کہ میں کثرت سے قرآن کی تلاوت نہیں کرتی تھی۔ اس لئے مجھے یعقوب کا نام یاد نہ رہا تو ابو یوسف کہا۔ اسی مناسبت سے ابو یوسف سے امام بخاریؒ اس روایت کو حضرت یوسف علیہ السلام کے تذکرہ میں لائے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت شیخ گنگوہیؒ نے حدیث ام رومان اور حدیث عائشہؓ کو جمع کر کے تعارض کو دفع فرمایا ہے۔ دراصل حدیث ام رومان مجمل ہے۔ اور حدیث عائشہؓ مفصل اور مفسر ہے۔ لیکن اس صورت میں روایت کو ام مسطح پر منطبق کرنا مشکل ہو جائے گا۔ کیونکہ ام مسطح تو قرشیہ ہے انصاریہ نہیں ہے۔ تو جمع کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ اولاً حضرت عائشہؓ نے یہ خبر ام مسطح سے سنی پھر ام رومان والدہ سے تصدیق کرائی۔ بعد ازاں انصاری عورت جس کا نہ نام معلوم ہے نہ اس کے والد کا علم ہو سکا ہے اس سے خبر کو بیان کیا چنانچہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ تیسری عورت ہے جو حضرت عائشہؓ کے پاس آ کر ان کے ہمراہ رونے لگی تھی۔ مسروق کا سماع ام رومان سے صحیح یہ ہے کہ وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوا ہے جب کہ مسروق پندرہ برس کے تھے۔ تو یہ سماع خلافت عمرؓ میں ہوگا۔ کیونکہ مسروق کی ولادت ہجرت والے سال ہوئی ہے۔

صرحت عائشة حتى تقدم انها لم تذكر اسم يعقوب چنانچہ کتاب الشہادات میں گزرا ہے والله ماجد لی ولكم مثلا الا ابا یوسف الخ.

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ حتی اذا استایس الرسل حاصل یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ اس کو تشدید سے پڑھتی تھیں کہ یہ باب تفعیل کی ماضی ہے۔ اور قرأۃ عامہ میں تخفیف کے ساتھ ہے اس لئے حضرت عروہؓ کو سوال کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ کذبو تشدید کے ساتھ اور کذبوا تخفیف کے ساتھ میں کیا فرق ہے۔ تو انہوں نے فرمایا چونکہ ان کی قوم نے ان کی تکذیب کی تھی اسلئے کذبوا پڑھا گیا جس پر حضرت عروہؓ نے اعتراض کیا کہ اگر معنی مرادی یہی ہیں تو پھر ظنوا کے کیا معنی ہیں۔ کیونکہ ان حضرات کو اپنی قوم کی تکذیب کا یقین تھا۔ کیونکہ قوم جھرۃً وعیاناً ان کی تکذیب کرتی تھی۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا ٹھیک ہے قوم کی تکذیب کا انہیں یقین تھا۔ لیکن یہ مقصود نہیں۔ اس لئے کہ متیقن تو مخالفین کی تکذیب تھی۔ اور موافقین کی تکذیب مظنون تھی۔ کہ نصرت ایزدی کی تاخیر کی وجہ سے رسولوں کو گمان ہوا کہ ہمارے موافقین کی تصدیق کہیں تکذیب سے نہ بدل جائے۔ بات یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ نے ابھی اپنا کلام تمام نہیں کیا تھا کہ حضرت عروہؓ جلدی سے بول پڑے۔ کہ قرأۃ بالتشدید صحیح

نہیں۔ بالتخفیف صحیح ہے۔ تو حضرت عائشہؓ نے اس کے بعد اپنا کلام پورا کیا کہ کذبوا بالتخفیف کا مطلب یہ ہے کہ ان سے جھوٹا وعدہ کیا گیا تھا۔ اسی وجہ سے حضرت عائشہؓ نے اس معنی سے بیزاری کا اظہار فرمایا۔ جو لوگ قرأۃ بالتخفیف کرتے وہ کذبوا کی ضمیر کو اتباع الرسل کی طرف راجع کرتے ہیں رسل کی طرف نہیں تو اتباع نے کہا کہ رسولوں نے ان سے جھوٹا وعدہ کیا تھا۔ پھر یہ بھی ہے کہ ظن سے مراد ہاجس اور وسوسہ ہو جس پر مؤاخذہ نہیں ہے۔ تو اس قسم کے وساوس انکے دل میں کھٹکتے ہیں جن کو حسب طاقت وہ دفع کرتے تھے تو یہ وساوس انکے ایمان کو نقصان نہیں پہنچا سکے اس کے معنی کر کے کذبوا کی ضمیر رسل کی طرف بھی راجع ہو سکتی ہے کہ رسل کو وسوسہ ہونے لگا کہ ان کے ساتھ انجاء اور نصرت کا وعدہ کیا گیا ہے وہ جھوٹا ہے اگر چہ یہ وساوس انکے قلوب میں قرار نہیں پکڑتے لیکن قلوب میں وساوس تو گذرتے ہیں کیونکہ بالآخر رسل بشر تھے اور بشریت اپنے مقتضا سے رک نہیں سکتی واللہ اعلم

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حضرت قطب گنگوہیؒ نے حدیث اور آیت کی توضیح میں عجیب کلام کیا ہے۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کو قرأۃ بالتشدید پر اصرار تھا۔ اور میرے نزدیک قرأۃ بالتخفیف کا اس بنا پر انکار کرتی تھیں جب کہ ضمیر فاعل رسل کی طرف راجع ہو۔ حالانکہ ضمیر رسل کی طرف نہیں اور نہ ہی انکار قرأۃ کی کوئی وجہ نظر آتی ہے۔ کیونکہ جب اس کا ثبوت ہے تو پھر انکار کے کیا معنی! چنانچہ ائمہ یعنی کوفہ کے قراء نے اسی قرأت کو ترجیح دی ہے۔ اور یہی قرأۃ ابن مسعودؓ و ابن عباسؓ اور دیگر حجازیوں نے کی ہے۔ اور کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ اس قراءت کا انکار نہیں کرتیں۔ بلکہ وہ تاویل ابن عباسؓ کا انکار کرتی ہیں۔ لیکن علامہ زمخشریؒ فرماتے ہیں کہ اگر ابن عباسؓ سے یہ صحیح منقول ہے کہ کذبوا سے رسل مراد ہیں۔ تو ظن سے مراد وسوسہ حدیث النفس اور ہاجس ہوگا جن پر مؤاخذہ نہیں ہے۔ لیکن ظن جو ترجیح احد الطرفین ہے وہ تو مؤمن کے لائق بھی نہیں ہے چہ جائیکہ انبیاء کے متعلق گمان کیا جائے چنانچہ امام رازیؒ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ کذبو تخفیف کی صورت میں ظن قوم کو دامن گیر ہوا۔

حتی اذا استیئس الرسل من ایمان قومهم وظن القوم ان الرسل کذبوا فیما وعدوه من النصر والظفر یعنی رسول جب اپنی قوم کے ایمان سے مایوس ہوئے اور قوم نے گمان کیا کہ رسولوں سے جو نصرت اور کامیابی کا وعدہ تھا اس میں ان سے جھوٹ کہا گیا تو ظن بمعنی توہم کے ہوگا۔ بر حال دونوں قرأتیں متواتر ہیں۔ اس لئے تاویل کی ضرورت پیش آئی۔ جسکا خلاصہ یہ ہے کہ تشدید کی صورت میں کذبوا کی ضمیر اتباع الرسل کی طرف راجع ہے۔ اور وہی مراد ہیں۔ اور تخفیف کی صورت میں ظنوا کی ضمیر اتباع کی طرف ہوگی نہ کہ رسل کی طرف۔ اور انهم سے رسل مراد ہوں گے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ من الرجاء اس تفسیر سے یہ مراد نہیں ہے کہ لاتیاسو من الرجاء بلکہ معنی یہ ہیں کہ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو تو یہ رجاء اور امید ہے جو ساری آیت کے معنی کا خلاصہ ہے روح کی تفسیر نہیں ہے۔ تو من الرجاء کلمہ من زائد ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ قطب گنگوہیؒ نے جو آیت کی تفسیر کی ہے کہ روح کے معنی رجاء کے نہیں ہیں۔ لغت یہی کہتی ہے چنانچہ امام راغبؒ فرماتے ہیں کہ رُوح اور رَوح کے ایک معنی ہیں تو آیت کی تفسیر میں آخر کے اندر فرمایا کہ روح اللہ رحمت اور کشادگی مراد ہے۔ ھو بعض الروح اور جلالین میں ہے لاتیاسوا من روح الله ای من رحمة. اور صاحب جمل فرماتے ہیں کہ روح مصدر ہے جو بمعنی رحمت کے ہے۔ تو عینیؒ نے جو فرمایا کہ روح اللہ کے معنی رجاء کے ہیں۔ یہ صحیح نہ ہوا۔ شیخ گنگوہیؒ کی توجیہ بہتر رہے گی۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ مثل یعقوب وبینه سے ترجمہ سے مطابقت ہوگئی کیونکہ بنیہ میں یوسف علیہ السلام بھی ہیں۔ نیز! سورۂ یوسف کی اس آیت کی تفسیر کو بھی مناسبت ہے کیونکہ اس سورت کی آیات ومارسلنا من قبلک الارجالا نوحی الیهم من اهل القری الخ. کے عموم میں حضرت یوسف علیہ السلام بھی داخل ہیں۔ استفعلوا معنی بیان کرنے ہیں کہ طلب مراد نہیں وزن اور اشتقاق بیان نہیں کرنا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ (الایة)

ترجمہ۔حضرت ایوب علیہ السلام نے جب اپنے پروردگار کو پکارا۔

ارکض بمعنی اضرب (یعنی مارتو) یرکضون یعدون دوڑتے ہیں۔

حدیث (۳۱۵۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ الْجُعْفِیُّ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَیْنَمَا اَیُّوْبُ یَغْتَسِلُ عُرْیَانًا خَرَّعَلَیْهِ رِجْلُ جَرَادٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ یَحْثِیْ فِیْ ثَوْبِهٖ فَنَادٰی رَبُّهٗ یَا اَیُّوْبُ اَلَمْ اَکُنْ اَغْنَیْتُکَ عَمَّا تَرٰی قَالَ بَلٰی یَارَبِّ وَلٰکِنْ لَّاغِنٰی لِیْ عَنْ بَرَکَتِکَ.

ترجمہ۔حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ ایوبؑ ننگے نہا رہے تھے۔کہ جن پر سونے کی ٹڈیوں کی ایک جماعت گر کر آن پڑی تو وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے بک بھر بھر کے اپنے کپڑے میں ڈالنے لگے۔تو ان کے رب نے پکار کر فرمایا اے ایوب! کیا میں نے تم کو اس بات سے غنی نہیں کر دیا جو آپ دیکھ رہے ہیں۔انہوں نے جواب دیا کیوں نہیں اے میرے رب! لیکن مجھے تو آپ کی برکت سے بے پرواہی نہیں ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ مطابقت حدیث ترجمہ سے ظاہر ہے۔کہ حضرت ایوبؑ نے جب کہا رب انی مسنی الضر تو اس کے بعد ان کے پاس وحی آئی۔ارکض برجلک چنانچہ انہوں نے پاؤں مارا تو پانی ابل پڑا جس میں انہوں نے ننگے بدن غسل کیا تو ٹڈیاں اتریں۔

بَابُ وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ مُوْسٰی اِنَّهٗ کَانَ مُخْلَصًا

اِلٰی قَوْلِهٖ نَجِیًّا یُقَالُ لِلْوَاحِدِ وَلِلْاِثْنَیْنِ وَالْجَمِیْعِ نَجِیٌّ وَیُقَالُ خَلَصُوْا نَجِیًّا اِعْتَزَلُوْا نَجِیًّا. الگ جا کر سرگوشیا کرنے لگے اور جمع انجیۃ آتی ہے۔یتناجون سرگوشی کرتے ہیں۔تلقف تلقم یعنی نگل جانا۔

حدیث (۳۱۵۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ الخ قَالَتْ عَائِشَةُؓ فَرَجَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی خَدِیْجَةَ یَرْجُفُ فُؤَادُهٗ فَانْطَلَقَتْ بِهٖ اِلٰی وَرَقَةَ ابْنِ نَوْفَلٍ وَکَانَ رَجُلًا نَصْرَانِیًّا یَقْرَأُ الْاِنْجِیْلَ بِالْعَرَبِیَّةِ فَقَالَ وَرَقَةُ مَاذَا تَرٰی فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ وَرَقَةُ هٰذَا النَّامُوْسُ الَّذِیْ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰی مُوْسٰی وَاِنْ اَدْرَکَنِیْ یَوْمُکَ اَنْصُرُکَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا النَّامُوْسُ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِیْ یُطْلِعُهٗ بِمَا یَسْتُرُهٗ عَنْ غَیْرِهٖ.

ترجمہ۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہؓ کی طرف واپس لوٹے تو آپؐ کا دل کانپ رہا تھا۔چنانچہ وہ آپ کو ورقہ بن نوفل کی طرف لے کر چلیں وہ ایک آدمی تھا جو نصرانی بن گیا تھا اور انجیل کا عربی زبان میں ترجمہ کرتا تھا۔ورقہ نے آپؐ سے پوچھا آپؐ نے کیا دیکھا ہے آپؐ نے بتلایا تو ورقہ نے کہا کہ یہ وہ فرشتہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر اتارا تھا۔اگر مجھے آپ کا زمانہ ظہور نبوت کامل گیا تو آپ کی بھرپور مدد کروں گا۔ناموس اس راز دان کو کہتے ہیں جو دوسرے سے چھپا کر کسی کو مطلع کرے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَهَلْ اَتَاکَ حَدِیْثُ مُوْسٰی

اِلٰی قَوْلِهٖ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی اٰنَسْتُ اَبْصَرْتُ نَارًا لَعَلِّیْ اٰتِیْکُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَلْاٰیَةَ قَالَ اِبْنُ عَبَّاسٍؓ الْمُقَدَّسُ

الْمُبَارَکُ طُوًی اِسْمُ الْوَادِی سِیْرَتَهَا حَالَتَهَا وَالنُّهٰی التُّقٰی بِمَلْکِنَا بِاَمْرِنَا هَوٰی شَقِیَ فَارِغًا اِلَّا مِنْ ذِکْرِ مُوْسٰی رِدْاً کَیْ یُصَدِّقُنِیْ وَیُقَالُ مُغِیْثًا اَوْ مُعِیْنًا یَبْطُشُ وَیَبْطِشُ یَاْتَمِرُوْنَ یَتَشَاوَرُوْنَ رِدْاً عَوْنًا مددگار یقال قدار دعته علی صنعته یعنی اسکے کام پر میں نے اس کی مدد کی والجذوة قطعة غليظة من الخشب ليس فيها. لهب لکڑی کی آگ کا وہ مضبوط ٹکڑا جس میں شعلہ نہ ہو۔ سنشد سنعینک عنقریب تیری اعانت کروں گا۔ کلماعززت شيئا فقد جعلت له عضدا جب تم نے کسی کی مدد کردی تو اس کا بازو مضبوط کردیا۔ وقال غيره كلما لم ينطق بحرف اوفيه تمتمة اوفافاة فهي عقدة یعنی ہر وہ شخص جو ایک حرف بھی نہ بول سکتا ہو۔ یا اس کی گفتار سے تا تا اور فا فا کے الفاظ نکلتے ہوں۔ یہ زبان کی لکنت عقدة کہلاتی ہے۔ واحلل عقدة من لساني میری زبان کی گرہ کھول دے۔ ازری ظهری یعنی میری پیٹھ۔ فیسحتکم فيهلككم تاکہ تمہیں ہلاک کردے المثلى امثل کی مؤنث ہے۔ امثل کے معنی الفضل تو مثلی کے معنی فضلی کے ہوں گے۔ یعنی بدینکم الافضل کہا جاتا ہے۔ خذالمثلى خذالامثل ثم ائتوا صفا کہا جاتا ہے۔ هل اتيت الصف اليوم کہ کیا آج تم اپنے مصلی جائے نماز پر آئے تو صف ومصلی جس میں نماز پڑھی جائے۔ فاوجس اضمر خوفا یعنی خوف وہراس محسوس کیا۔ خيفة خوف کے معنی ہیں اور واؤ خاء کے کسرہ کی وجہ سے چلی گئی۔ خوفا خيفة بن گیا۔ في جذوع النخل اى على جذوع النخل یعنی فی بمعنی علی کے ہے خطبک بالک مساس مصدر ہے ماسه مساسا اسے خوف چھوا لننسفنه لنذرینه پھر ہم اس کو ضرور پھینک دیں گے۔ الضحىٰ الحر گرمی کے وقت۔ قصيه اتبعي اثره اس کے نشان کے پیچھے پیچھے چلو۔ وقد يكون ان نقص الكلام یعنی کلام بیان کرنے کے معنی میں آتا ہے نحن نقص علیک ہم تم پر بیان کرتے ہیں۔ عن جنب بعد دوری کے معنی ہیں۔ اگر جنابت اور اجتناب سے ہو تو ایک ہی معنی ہیں۔ وقال مجاهد آگے مجاہد کی تفسیر ہے۔ على قدر موعد یعنی وعدے کی جگہ یا وعدے کا وقت لا تنیا ای لا تضعفا کمزور نہ پڑو۔ مکاناسوی منصف بينهم یعنی ایسا مکان جو سب کو نصف فاصلے پر پڑتا۔ یبسا یابسا بمعنی خشک۔ من زينة القوم وہ زیورات جو انہوں نے فرعون والوں سے عاریت پر لئے تھے۔ فقذفتها القيتها ان کو ڈال دیا القى صنع السامرى یعنی سامری نے بنایا۔ فنسى موسى یعنی وہ کہتے تھے کہ موسیٰ اب رب سے چوک گئے۔ لا يرجع اليهم قولا في العجل بچھڑے کے بارے میں۔

حدیث (۳۱۵۳) حَدَّثَنَا هُدْبَةُ الخ عَنْ مَالِکِ بْنِ صَعْصَعَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةِ اُسْرِیَ بِهٖ حَتّٰى اَتَى السَّمَآءَ الْخَامِسَةَ فَاِذَا هَارُوْنُ قَالَ هٰذَا هَارُوْنُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ تَابَعَهُ ثَابِتٌ الخ.

ترجمہ۔ حضرت مالک بن صعصعہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حدیث بیان کی۔ اس رات کے متعلق جس میں آپؐ کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی۔ یہاں تک کہ آپؐ پانچویں آسمان پر پہنچے تو وہاں ہارونؑ تھے۔ جبرائیلؑ نے فرمایا یہ ہارونؑ ہیں پس آپؐ ان پر سلام پڑھیں آپؐ نے ان پر سلام پڑھا تو انہوں نے جواب دیتے ہوئے کہا خوش آمدید ہو نیک بھائی اور نیک نبی کے لئے ثابت نے متابعت کی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ردا کی یصدقنی اس سے مدطلب کرنے کی غرض بیان کی ہے اور قول ردا عونا لفظ کا ترجمہ اور اس کی تفسیر بیان فرمائی تو تکرار نہ ہوا۔ خیفه میں واؤ اپنے اصل سے چلی گئی اور اس نے دوسری صورت یا والی اختیار کرلی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ شیخ گنگوہیؒ نے امام بخاریؒ کے کلام کی بہتر توجیہ فرمائی ہے کہ خیفه خوف سے ہے خیف بمعنی کنارہ کے نہیں ہے۔تو خوفة میں واؤ ماقبل کے کسرہ کی وجہ سے یا سے بدلا گیا تب دوسری صورت خیفة کی اختیار کی اور علامہ کرمانیؒ نے امام بخاریؒ پر اعتراض کیا کہ یہ تو اہل تصریف کا کام تھا کہ خوفة سے خیفه بن گیا۔امام بخاریؒ کی جلالت شان کے یہ مناسب نہیں تھا کیونکہ یہ تو ابتدائی درجہ کے طالب علموں کے لئے بحث ہوا کرتی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ قوله الضحى الحر امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے ان یحشر الناس ضحى میں مطلق ضحوة کا وقت مراد نہیں۔جو اوّل طلوع الشمس سے شروع ہوتا ہے۔بلکہ اس سے وہ وقت مراد ہے جس میں گرمی سخت ہو جاتی ہے۔تاکہ گندھک وغیرہ سے ان کی رسیوں اور لاٹھیوں میں اثر پیدا ہو۔کیونکہ ان کا یہ سحر طلسم کے قبیلہ سے تھا۔جس میں معدنیات وغیرہ کی ادویہ استعمال کی جاتی ہیں۔بنابریں سحر فرعون سیکھنے کی اجازت ہے۔لیکن سحر نمرود اور سحر بابل وہ اس قسم کا نہیں تھا۔بلکہ وہ اس سے سخت تھا جس پر آج بھی ہمارے زمانہ میں سحر اور جادو کا داطلاق ہوتا ہے۔اور فرعون کے سحر کو طلسم اور شعبدہ سے تعبیر کرتے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔شیخ گنگوہیؒ نے جو آیت کی تشریح فرمائی ہے اس سے امام بخاریؒ پر وہ اعتراض وارد نہیں ہوتا جو شراح حضرات۔ عینیؒ۔حافظؒ اور قسطلانیؒ نے کیا ہے۔

الضحى الحر فى غير محله واقع ہوا ہے۔کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کے قصہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔حالانکہ اس سے اشارہ ان یحشرو الناس ضحى کی طرف ہے۔جس میں موسیٰ علیہ السلام کا قصہ مذکور ہے۔کیونکہ ساحران کا سحر حرارت شمس میں ظاہر ہونے والا تھا۔

فى حبالهم ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ تعیین وقت ضحى قوم فرعون کی طرف سے ہوئی۔حالانکہ مشہور یہ ہے کہ تعیین وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے تھی۔جواب یہ ہے کہ دونوں احتمال ہیں قاضی بیضاویؒ نے دونوں احتمال بیان کر کے پہلے احتمال کو ترجیح دی ہے۔کیونکہ اجتماع کا مطالبہ قوم فرعون کا تھا موسیٰ علیہ السلام کا نہیں تھا۔اور میرے نزدیک یہ کلام موسیٰؑ میں سے ہے۔کیونکہ وہ بھی چاہتے تھے کہ خوب دن چڑھے لوگ جمع ہوں تو سحر کا بطلان اور زیادہ واضح ہو جائے۔

الزيبق امام بغویؒ فرماتے ہیں کہ لاٹھیاں اور رسیاں دوڑتی ہوئی اس لئے نظر آتی تھیں کہ ان کو گندھک ملا گیا تھا۔تو جب ان کو سورج کی حرارت پہنچی تو وہ بھڑک اٹھیں۔امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ بعض اشیاء میں یہ خاصیت ہے کہ جب وہ ایک دوسرے سے ملیں یا سورج کی حرارت پہنچے تو وہ حرکت کرتی نظر آتی ہیں۔جیسے مقناطیس لوہے کو کھینچنے والا ہوتا ہے۔جس طرح بجلی کا کرنٹ لگتا ہے۔

جاز تعلم سحر فرعون علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ سحر کئی قسم ہے۔بعض ان میں دھوکہ بازی ہے جو لطیف اور باریک ہے انى تسحرون میں یہی مراد ہے۔دوسرا وہ ہے جس میں محض تخیلات ہوتے ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔جیسے شعبدہ باز اپنے ہاتھ کی صفائی سے لوگوں کی آنکھیں پھیر لیتے ہیں۔ يخيل اليه من سحر هم تسعى میں یہی ہاتھ کی صفائی ہے۔اور تیسرا وہ ہے جو شیاطین اور جنات کی مدد سے حاصل ہوتا ہے۔ ولكن الشياطين كفروا يعلمون الناس السحر میں یہی مراد ہے۔اور چوتھا وہ ہے جو ستاروں کی مخاطبت اور روحانیت کو اتروا کر کیا جاتا ہے۔اور پانچواں یہ طلسمات ہیں اور اقسام بھی بیان کئے جاتے ہیں۔لا يخل لها.

جاز تعلم سحر فرعون الخ ابن عابدین نے سحر کے انواع ذکر کرنے کے بعد قال الشمنى تعلمه وتعليمه حرام کہ اس کا سیکھنا اور سکھانا دونوں حرام ہیں۔لیکن میں کہتا ہوں کہ مسلمانوں سے ضرر اور نقصان کو دور کرنے کے لئے على الاطلاق جائز ہے۔علامہ نوویؒ

لکھتے ہیں سحر کا عمل تو حرام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے موبقات یعنی مہلک کبائر میں سے شمار کیا ہے۔ البتہ بعض اس میں سے کفر ہے بعض کفر نہیں ہے۔ لیکن تعلیم وتعلم بھی حرام ہے۔ البتہ بعض علماء نے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ یا تو کفر اور غیر کفر میں تمیز کرنے کے لئے یا مبتلا سحری سے ازالہ کے لئے طلسم کے بارے میں غیاث اللغات والے نے لکھا ہے کہ وہ وہمی تخیلات ہیں۔ جن سے عجیب وغریب شکلیں ظاہر ہوتیں ہیں۔ لیکن ظاہر یہ ہے کہ یہ لفظ یونانی ہے عربی نہیں ہے۔ قاموس۔ مختار۔ صحاح وغیرہ کتب میں نہیں ملا۔ سید جرجانی نے البتہ اس سے طویل بحث کی ہے۔

ھذا ھارون یہ محل ترجمہ ہے کیونکہ ہارونؑ موسیٰ کے بھائی تھے اور حدیث اسرا میں خود موسیٰ کا ذکر بھی ہے۔

بَابُ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗ اِلٰى مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ

ترجمہ۔ اس آیت میں بھی حضرت موسیٰ کا تذکرہ ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ هَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا

ترجمہ۔ اے پیغمبر تو نے موسیٰ علیہ السلام کا قصہ سنا ہے اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے بول کر باتیں کیں۔

حدیث (۳۱۵۴) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِهٖ رَاَيْتُ مُوْسٰىؑ وَاِذَا رَجُلٌ ضَرْبٌ رَجِلٌ كَاَنَّهٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْءَةَ وَرَاَيْتُ عِيْسٰى فَاِذَا هُوَ رَجُلٌ رَّبْعَةٌ اَحْمَرُ كَاَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيْمَاسٍ وَاَنَا اَشْبَهُ وُلْدِ اِبْرَاهِيْمَ بِهٖ ثُمَّ اُتِيْتُ بِاِنَائَيْنِ فِيْ اَحَدِهِمَا لَبَنٌ وَفِي الْاٰخَرِ خَمْرٌ فَقَالَ اشْرَبْ اَيَّهُمَا شِئْتَ فَاَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُهٗ فَقِيْلَ اَخَذْتَ الْفِطْرَةَ اَمَا اِنَّكَ لَوْ اَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ اُمَّتُكَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو میں نے حضرت موسیٰؑ کو دیکھا کہ وہ نحیف ہلکے پھلکے لمبے قد اور کھلے بالوں والے آدمی ہیں۔ گویا کہ قبیلہ شنوءۃ کے آدمیوں میں سے ہیں جو یمن کے لمبے آدمیوں کا قبیلہ ہے۔ اور عیسیٰ کو دیکھا تو وہ درمیانے قد کے سرخ رنگ کے آدمی ہیں گویا کہ ابھی حمام سے نکل رہے ہیں تروتازہ صاف ستھرے۔ اور میں ابراہیمؑ کی اولاد میں سے ان میں سے زیادہ مشابہت رکھنے والا ہوں۔ پھر میرے پاس دو برتن لائے گئے ان میں سے ایک کے اندر دودھ تھا اور دوسرے میں شراب تھی۔ پس مجھے حکم ہوا۔ ان دونوں میں سے جو چاہیں آپ پی سکتے ہیں۔ تو میں نے دودھ کا پیالہ لے کر پی لیا۔ پس مجھے کہا گیا کہ آپ نے جبلی چیز کو اختیار کیا۔ اگر آپ شراب پی لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

حدیث (۳۱۵۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ حَدَّثَنَا اِبْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ يَعْنِيْ ابْنَ عَبَّاسٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْبَغِيْ لِعَبْدٍ اَنْ يَّقُوْلَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ يُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰى وَنَسَبَهٗ اِلٰى اَبِيْهِ وَذَكَرَ النَّبِيُّ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِہٖ فَقَالَ مُوْسٰی اٰدَمُ طُوَالٌ کَاَنَّہٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْءَۃَ وَقَالَ عِیْسٰی جَعْدٌ مَّرْبُوْعٌ وَذَکَرَ مَالِکًا خَازِنَ النَّارِ وَذَکَرَ الدَّجَّالَ۔

ترجمہ۔ ہمیں تمہارے نبی کے چچا کے بیٹے یعنی ابن عباسؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی بندے کو یہ لائق نہیں ہے کہ وہ کہے کہ میں یونس بن متی سے افضل ہوں۔ متی تو ان کی ماں کا نام ہے ویسے ان کا نسب ان کے باپ سے چلا ہے۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات کا ذکر فرمایا جس میں آپ کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی۔ آپؐ نے فرمایا موسیٰؑ گندم گونی لمبے قد کے آدمی تھے۔ گویا کہ قبیلہ شنوءہ کے آدمی ہیں۔ اور عیسیٰؑ کے بارے میں فرمایا کہ وہ گھونگھریالے بالوں والے درمیانی قد کے آدمی تھے۔ پھر آپؐ نے جہنم کے داروغہ مالک کا ذکر کیا اور دجال کا بھی۔

حدیث (۳۱۵۶) حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِیْنَۃَ وَجَدَھُمْ یَصُوْمُوْنَ یَوْمًا یَعْنِیْ عَاشُوْرَآءَ فَقَالُوْا ھٰذَا یَوْمٌ عَظِیْمٌ وَھُوَ یَوْمٌ نَجَّی اللّٰہُ فِیْہِ مُوْسٰی وَاَغْرَقَ اٰلَ فِرْعَوْنَ فَصَامَ مُوْسٰی شُکْرًا لِلّٰہِ فَقَالَ اَنَا اَوْلٰی بِمُوْسٰی مِنْھُمْ فَصَامَہٗ وَاَمَرَ بِصِیَامِہٖ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگوں کو عاشورہ کے دن روزہ رکھے ہوئے پایا۔ پوچھنے پر لوگوں نے بتایا کہ یہ بڑا دن ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی اور فرعون والوں کو غرق کر دیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے روزہ رکھا جس پر آپؐ نے فرمایا کہ میں موسیٰؑ کے ان سے زیادہ قریب ہوں۔ پس آپؐ نے اس دن روزہ رکھا اور اس دن کے روزوں کے رکھنے کا حکم بھی دیا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ یونس بن متی پر خود کو فضیلت نہ دے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فضیلت نہ دے کہ اس سے ان کی تنقیص لازم آئے۔ ان کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فاصبر ولا تکن کصاحب الحوت کہ وہ بے صبر ہو کر قوم چھوڑ کر چلے گئے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰی اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً

ترجمہ۔ جب کہ ہم نے وعدہ دیا موسیٰ علیہ السلام کو چالیس راتوں کا الی قولہ میں سب سے پہلا مومن ہوں

اِلٰی قَوْلِہٖ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ یُقَالُ دَکَّہٗ زَلْزَلَہٗ فَدُکَّتَا فَدُکِکْنَ جَعَلَ الْجِبَالَ کَالْوَاحِدَۃِ کَمَا قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اِنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًا وَّلَمْ یَقُلْ کُنَّ رَتْقًا مُلْتَصِقَتَیْنِ اُشْرِبُوْا ثَوْبٌ مُشَرَّبٌ مَصْبُوْغٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ انْبَجَسَتْ اِی انْفَجَرَتْ وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ رَفَعْنَا۔

ترجمہ۔ دکہ کے معنی کپکپانے کے ہیں۔ اس کے تثنیہ اور جمع ایک جیسے ہیں۔ سو سب پہاڑوں کو ایک پہاڑ قرار دیا گیا جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ آسمان اور زمین بند اور ملے ہوئے تھے۔ کن رتقا جمع کا صیغہ استعمال نہیں ہوا۔ بلکہ تثنیہ کا ہوا۔ ملتصقتین یہ تفسیر ہے کہ دونوں ملے ہوئے تھے۔ ان کا تعلق ماقبل سے نہیں ہے بس کن پر کلام تمام ہو گیا۔ قالہ الگنگوھیؒ

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ یعنی رتقا مفسر ہے اس کی تفسیر ملتصقتین ہے۔ اور کلام سابق ولم یقل کن پر ختم ہو گیا۔ شیخ گنگوہیؒ نے یہ اس لئے فرمایا تا کہ مفسر اور تفسیر کے درمیان فصل لازم نہ آئے۔ لیکن میرے نزدیک لم یقل کن رتقا یہ سب کا سب جملہ معترضہ ہے اور قولہ

ملتصقتین رتقا پہلے کی تفسیر ہے۔ جو کانتا رتقا میں تھا۔ تثنیہ کی مناسبت سے اور رتقاثانی رتق اول کا اعادہ ہے۔ جس سے اس کی توضیح کی گئی ہے۔ پھر حافظؒ فرماتے ہیں فدکتا فدککن کا ذکر طرداً للباب ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے قصہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور اسی طرح رتقا ملتصعتین کا بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔ البتہ امام بخاریؒ نے فدکتا سے قول باری تعالیٰ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ حملت الارض والجبال فدکتا دکۃ واحدۃ تو جیسے جمع کی جگہ تثنیہ لایا گیا ہے کہ سب زمینوں کو ایک اور سب پہاڑوں کو ایک قرار دیا۔ ایسے سبع السموات کو ایک اور سبع ارضین کو ایک قرار دے کران کے لئے دککن کی بجائے دکتا لایا گیا ہے۔

اشربوا ثوب مشرب رنگے ہوئے کپڑے کو کہتے ہیں۔ اشربوا رنگ چڑھادیا گیا۔ انبجست کا معنی پھٹ جانانتقنا الجبل بہا زکو ہم نے ان پر اٹھایا۔

حدیث(۳۱۵۷)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ الخ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّاسُ یَصْعَقُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَاَکُوْنُ اَوَّلَ مَنْ یُّفِیْقُ فَاِذَا اَنَا بِمُوْسٰی اٰخِذٌ بِقَائِمَۃٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَآ اَدْرِیْ اَفَاقَ قَبْلِیْ اَمْ جُوْزِیَ بِصَعْقَۃِ الطُّوْرِ.

ترجمہ۔ حضرت ابوسعیدؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن سب لوگ بے ہوش ہوں گے۔ پہلا شخص میں ہی افاقہ حاصل کرنے والا ہوں گا پس کیا دیکھوں گا کہ حضرت موسیٰ عرش الٰہی کے ایک پائے کو پکڑے ہوئے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ مجھ سے پہلے انکی بے ہوشی دور ہوئی یا انہیں کوہ طور کی بے ہوشی کا بدلہ دیا گیا۔

حدیث(۳۱۵۸)حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدِ الْجُعْفِیُّ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْلَا بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ لَمْ یَخْنَزِ اللَّحْمُ وَلَوْلَا حَوَّآءُ لَمْ تَخُنْ اُنْثٰی زَوْجَهَا الدَّهْرَ.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اگر بنواسرائیل نہ ہوتے تو گوشت بگڑ کر بدبودار نہ ہوتا۔ اگر حوا نہ ہوتی تو کوئی عورت زمانہ بھر اپنے خاوند سے خیانت نہ کرتی۔

بَاب طُوْفَانٌ مِّنَ السَّیْلِ یُقَالُ لِلْمَوْتِ الْکَثِیْرِ طُوْفَانٌ

اَلْقُمَّلُ الْحَمْنَانُ یُشْبِهُ صِغَارَ الْحِلْمَ حَقِیْقٌ حَقٌّ کے معنی میں ہے طوفان کے دو معنی ہیں۔ سیلاب کا طوفان اور موت کثیر کو بھی طوفان کہتے ہیں۔ قمل چچڑی کی طرح ہے جو چھوٹی چھوٹی چچڑیوں کے مشابہ ہوتے ہیں۔

لما سقط فی ایدیهم جو شخص شرمندہ ہو وہ اپنے ہاتھ میں گر پڑتا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ طوفان کئی معانی میں مستعمل تھا تو قرآنی آیات میں جو نو معجزے موسیٰ علیہ السلام کے ذکر ہوئے ہیں ان میں سے طوفان ہے جس کے معنی سیلاب کے ہیں۔

فقد سقط فی یدہ ساقط فی یدہ یہ وہ شخص ہوتا ہے جو کوئی جرم کا ارتکاب کرے۔ پھر اس کا اپنے ہاتھوں کے سامنے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے اس ارتکاب جرم پر پشیمان ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ فارسلنا علیهم الطوفان الخ طوفان کے معنی میں اختلاف ہے۔ امام بخاریؒ نے تعیین فرمادی کہ اس جگہ

طوفان سے مراد سیلاب ہے جو موسلا دھار بارش سے آتا ہے۔ ضحاک اور عطاء سے کثرت موت منقول ہے اور مجاہد طاعون بھی مراد لیتے ہیں۔ طوفان سے اگر موت مراد ہو تو یہ ضروری نہیں کہ سب کے سب مر گئے ہوں۔ بلکہ ایک جماعت کثیرہ بھی مر گئی ہو تو اس کو بھی وباء اور طوفان سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مولانا محمد حسین مکی کی تقریر میں ہے کہ قمل تین قسم کے ہیں۔ حلمہ وہ چیچڑ جو موٹا ہو اور چھوٹی چھوٹی ٹانگوں والا ہوتا ہے۔ حمنا ن وہ چیچڑ جو پتلا اور لمبی لمبی ٹانگوں والا ہوتا ہے۔ جسے ہندی میں چجول کہتے ہیں۔ سقط صاحب جمل فرماتے ہیں سقط فعل ماضی مجہول ہے۔ اصل یوں تھا سقطت افواھهم علی ایدیھم. تو فی بمعنی علی کے ہوا کہ ان کے منہ ان کے ہاتھوں پر گر پڑے۔ اور یہ سخت پشیمانی کی حالت میں ہوتا ہے۔ تو لازم بولا اور اس سے ملزوم ندامت مراد لی۔

بَابُ حَدِيْثُ الْخَضِرِ مَعَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ

ترجمہ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ خضرؑ کی بات چیت

حدیث (۳۰۵۹) حَدَّثَنَا عَمْرُوبْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّهٗ تَمَارٰى هُوَ وَالْحُرُّبْنُ قَيْسِ الْفَزَارِىُّ فِىْ صَاحِبِ مُوْسٰى قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ هُوَ خَضِرٌ فَمَرَّ بِهِمَا اُبَىُّ ابْنُ كَعْبٍؓ فَدَعَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍؓ فَقَالَ اِنِّىْ تَمَارَيْتُ اَنَا وَصَاحِبِىْ هٰذَا فِىْ صَاحِبِ مُوْسٰى، الَّذِىْ سَاَلَ السَّبِيْلَ اِلٰى لُقِيِّهٖ هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ شَانَهٗ قَالَ نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَمَا مُوْسٰى فِىْ مَلَاءٍ مِّنْ بَنِىْ اِسْرَآئِيْلَ جَآءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ هَلْ تَعْلَمُ اَحَدًا اَعْلَمَ مِنْكَ قَالَ لَا فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى مُوْسٰى بَلٰى عَبْدُنَا خَضِرٌ فَسَاَلَ مُوْسَى السَّبِيْلَ اِلَيْهِ فَجُعِلَ لَهُ الْحُوْتُ اٰيَةً وَّقِيْلَ لَهٗ اِذَا فَقَدْتَ الْحُوْتَ فَارْجِعْ فَاِنَّكَ سَتَلْقَاهُ فَكَانَ يَتْبَعُ الْحُوْتَ فِى الْبَحْرِ فَقَالَ لِمُوْسٰى فَتَاهُ اَرَاَيْتَ اِذْ اَوَيْنَا اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّىْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَآ اَنْسَانِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ فَقَالَ مُوْسٰىؑ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا فَوَجَدَا خِضْرًا فَكَانَ مِنْ شَانِهِمَا الَّذِىْ قَصَّ اللّٰهُ فِىْ كِتَابِهٖ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ کا حر بن قیس فزاری سے صاحب موسیٰؑ کے بارے میں جھگڑا ہوا۔ ابن عباسؓ فرماتے تھے کہ وہ خضر علیہ السلام ہیں۔ تو حضرت ابی بن کعبؓ ان کے پاس سے گزر ہوا تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ان کو بلا کر کہا کہ میرے ساتھی کا اس صاحب موسیٰؑ کے بارے میں جھگڑا ہوا جس کی ملاقات کیلئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے راستہ کا دریافت کیا تھا۔ کیا آپؐ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اس کے حال کے بارے میں کچھ ذکر کرتے ہوں انہوں نے فرمایا ہاں! میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ دریں اثنا حضرت موسیٰ علیہ السلام بنو اسرائیل کی ایک جماعت میں وعظ فرما رہے تھے تو ایک آدمی نے ان سے آکر پوچھا کہ کیا آپ کوئی ایسا آدمی جانتے ہیں جو آپ سے زیادہ علم رکھتا ہو تو انہوں نے فرمایا نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ ناپسند نہ ہوئی۔ موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ کیوں نہیں ہمارا ایک بندہ خضر ہے۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے ان تک پہنچنے کا دریافت کیا تو مچھلی کو ان کے لئے نشانی مقرر کیا گیا۔ اور آپ سے کہا گیا جب بھی آپ مچھلی کو گم پائیں تو واپس آئیں عنقریب آپ ان کو پالیں گے چنانچہ موسیٰ علیہ السلام سمندر کے اندر مچھلی کے نشان کے پیچھے پیچھے چلتے رہے تو موسیٰؑ سے ان کے نوجوان شاگرد نے کہا۔ دیکھئے جب ہم نے پتھر کے پاس آرام کرنے کے لئے ٹھکانا پکڑا تو میں مچھلی کے متعلق آپ کو

بتانا بھول گیا۔ اور شیطان ہی کی کارگزاری ہے کہ اس نے مجھے اس کی یاد بھلوادی جس پر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہی تو ہمارا مقصود تھا جس کو ہم تلاش کررہے تھے تو دونوں حضرات اپنے نشان قدم پر واپس لوٹے۔ تو خضرؑ کو پالیا بقیہ ان دونوں کا حال اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں بیان فرمادیا۔

حدیث(۳۱۶۰) حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ نُوْفَانِ الْبِكَالِیَّ یَزْعَمُ اَنَّ مُوْسٰی صَاحِبَ الْخَضِرِ لَیْسَ هُوَ مُوْسٰی بَنِیْٓ اِسْرَائِیْلَ اِنَّمَا هُوَ مُوْسٰی اٰخَرُ فَقَالَ كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اُبَیُّ بْنُ كَعْبٍؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ مُوْسٰی قَامَ خَطِیْبًا فِیْ بَنِیْٓ اِسْرَائِیْلَ فَسُئِلَ اَیُّ النَّاسِ اَعْلَمُ فَقَالَ اَنَا فَعَتَبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ اِذْلَمْ یَرُدَّ الْعِلْمَ اِلَیْهِ فَقَالَ لَهٗ بَلٰی لِیْ عَبْدٌ بِمَجْمَعِ الْبَحْرَیْنِ هُوَ اَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ اَیْ رَبِّ وَمَنْ لِّیْ بِهٖ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْیٰنُ اَیْ رَبِّ وَكَیْفَ لِیْ بِهٖ قَالَ تَاْخُذُ حُوْتًا فَتَجْعَلُهٗ فِیْ مِكْتَلٍ حَیْثُمَا فَقَدْتَ الْحُوْتَ فَهُوَ ثَمَّهٗ وَاَخَذَ حُوْتًا فَجَعَلَهٗ فِیْ مِكْتَلٍ ثُمَّ انْطَلَقَ هُوَ وَفَتَاهُ یُوْشَعُ بْنُ نُوْنٍ حَتّٰٓی اِذَا اَتَیَا الصَّخْرَةَ وَضَعَا رُؤُسَهُمَا فَرَقَدَ مُوْسٰی وَاضْطَرَبَ الْحُوْتُ فَخَرَجَ فَسَقَطَ فِی الْبَحْرِ فَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ فِی الْبَحْرِ سَرَبًا فَاَمْسَكَ اللّٰهُ عَنِ الْحُوْتِ جِرْیَةَ الْمَآءِ فَصَارَ مِثْلَ الطَّاقِ فَانْطَلَقَا یَمْشِیَانِ بَقِیَّةَ لَیْلَتِهِمَا وَیَوْمَهُمَا حَتّٰٓی اِذَا كَانَ مِنَ الْغَدِ قَالَ لِفَتَاهُ اٰتِنَا غَدَآءَ نَا لَقَدْ لَقِیْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا وَلَمْ یَجِدْ مُوْسَی النَّصَبَ حَتّٰٓی جَاوَزَ حَیْثُ اَمَرَهُ اللّٰهُ قَالَ لَهٗ فَتَاهُ اَرَاَیْتَ اِذْ اَوَیْنَا اِلَی الصَّخْرَةِ فَاِنِّیْ نَسِیْتُ الْحُوْتَ وَمَآ اَنْسَانِیْهُ اِلَّا الشَّیْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ وَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ فِی الْبَحْرِ عَجَبًا فَكَانَ لِلْحُوْتِ سَرَبًا وَّلَهُمَا عَجَبًا قَالَ لَهٗ مُوْسٰی ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰٓی اٰثَارِهِمَا قَصَصًا رَجَعَا یَقُصَّانِ اٰثَارَهُمَا حَتّٰٓی انْتَهَیَا اِلَی الصَّخْرَةِ فَاِذَا رَجُلٌ مُسَجًّی بِثَوْبٍ فَسَلَّمَ مُوْسٰی فَرَدَّ عَلَیْهِ فَقَالَ وَاَنّٰی بِاَرْضِكَ السَّلَامُ قَالَ اَنَا مُوْسٰی قَالَ مُوْسٰی بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ قَالَ نَعَمْ اَتَیْتُكَ لِتُعَلِّمَنِیْ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا قَالَ یَامُوْسٰٓی اِنِّیْ عَلٰی عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَنِیْهِ اللّٰهُ لَا تَعْلَمُهٗ وَاَنْتَ عَلٰی عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَكَهُ اللّٰهُ لَآ اَعْلَمُهٗ قَالَ هَلْ اَتَّبِعُكَ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا وَكَیْفَ تَصْبِرُ عَلٰی مَالَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا اِلٰی قَوْلِهٖ اِمْرًا فَانْطَلَقَا یَمْشِیَانِ عَلٰی سَاحِلِ الْبَحْرِ فَمَرَّتْ بِهِمَا سَفِیْنَةٌ كَلَّمُوْهُمْ اَنْ یَّحْمِلُوْهُمْ فَعَرَفُوا الْخَضِرَ فَحَمَلُوْهُ بِغَیْرِ نَوْلٍ فَلَمَّا رَكِبَا فِی السَّفِیْنَةِ جَآءَ عُصْفُوْرٌ فَوَقَعَ عَلٰی حَرْفِ السَّفِیْنَةِ فَنَقَرَ فِی الْبَحْرِ نَقْرَةً اَوْ نَقْرَتَیْنِ قَالَ لَهُ الْخَضِرُ یَا مُوْسٰی مَا نَقَصَ عِلْمِیْ وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ اِلَّا مِثْلَ مَا نَقَصَ هٰذَا الْعُصْفُوْرُ بِمِنْقَارِهٖ مِنَ الْبَحْرِ اِذْ اَخَذَ الْفَاسَ فَنَزَعَ لَوْحًا قَالَ فَلَمْ یَفْجَاْ مُوْسٰی اِلَّا وَقَدْ قَلَعَ لَوْحًا بِالْقَدُّوْمِ فَقَالَ لَهٗ مُوْسٰی مَا صَنَعْتَ قَوْمٌ حَمَلُوْنَا بِغَیْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَ اِلٰی سَفِیْنَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَیْئًا اِمْرًا قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِیْ بِمَا نَسِیْتُ وَلَا تُرْهِقْنِیْ مِنْ اَمْرِیْ عُسْرًا

فَكَانَتِ الْاُوْلٰى مِنْ مُوْسٰى نِسْيَانًا فَلَمَّا خَرَجَ مِنَ الْبَحْرِ مَرُّوْا بِغُلَامٍ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَاَخَذَ الْخَضِرُ بِرَاْسِهٖ فَقَلَعَهٗ بِيَدِهٖ هٰكَذَا وَاَوْمَاَ سُفْيَانُ بِاَطْرَافِ اَصَابِعِهٖ كَاَنَّهٗ يَقْطِفُ شَيْئًا فَقَالَ لَهٗ مُوْسٰى اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِيْ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا فَانْطَلَقَا حَتّٰى اِذَا اَتَيَا اَهْلَ قَرْيَةٍ اِِسْتَطْعَمَا اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ مَائِلًا اَوْ مَابِيَدِهٖ هٰكَذَا وَاَشَارَ سُفْيَانُ كَاَنَّهٗ يَمْسَحُ شَيْئًا اِلٰى فَوْقٍ فَلَمْ اَسْمَعْ سُفْيَانَ يَذْكُرُ مَآئِلًا اِلَّا مَرَّةً قَالَ قَوْمٌ اَتَيْنٰهُمْ فَلَمْ يُطْعِمُوْنَا وَلَمْ يُضَيِّفُوْنَا عَمَدْتَ اِلٰى حَآئِطِهِمْ لَوْ شِئْتَ لَا تَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَالَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِدْنَا اَنَّ مُوْسٰى كَانَ صَبَرًا فَقَصَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا مِنْ خَبَرِهِمَا قَالَ سُفْيٰنُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوْسٰى لَوْكَانَ صَبَرَ يُقَصُّ عَلَيْنَا مِنْ اَمْرِهِمَا وَقَرَءَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ اَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا وَاَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا وَّكَانَ اَبَوَاهُ مُؤْمِنِيْنَ ثُمَّ قَالَ لِيْ سُفْيَانُ سَمِعْتُهٗ مِنْهُ مَرَّتَيْنِ وَحَفِظْتُهٗ مِنْهُ قِيْلَ لِسُفْيَانَ حَفِظْتَهٗ قَبْلَ اَنْ تَسْمَعَهٗ مِنْ عَمْرٍو اَوْ تَحَفَّظْتَهٗ مِنْ اِنْسَانٍ فَقَالَ مِمَّنْ اَتَحَفَّظُهٗ وَرَوَاهُ اَحَدٌ عَنْ عَمْرٍو غَيْرِيْ سَمِعْتُهٗ مِنْهُ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا وَحَفِظْتُهٗ مِنْهُ.

ترجمہ۔ سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے کہا کہ نوف بکالی کہتا ہے کہ موسیٰ صاحب خضر موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل نہیں ہیں بلکہ وہ کوئی اور موسیٰ ہے تو آپ نے فرمایا اللہ کا دشمن غلط کہتا ہے۔ ہمیں حضرت ابی بن کعبؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان فرمائی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک دن بنی اسرائیل میں کھڑے خطبہ دے رہے تھے۔ تو آپ سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ علم رکھنے والا کون ہے آپ نے فرمایا کہ میں ہوں اللہ تعالیٰ ناراض ہوئے کہ انہوں نے علم کو اللہ تعالیٰ کی طرف ردّ کیوں نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا بلکہ مجمع البحرین میں میرا ایک بندہ ہے جو تم سے زیادہ جاننے والا ہے۔ کہنے لگے اے میرے رب میرے لئے ان تک پہنچانے کا کون ضامن ہے اور کبھی سفیان فرماتے تھے کہ اے میرے رب میں ان تک کیسے پہنچ سکتا ہوں۔ فرمایا ایک مچھلی لے کر بھون کر اسے ایک زنبیل میں رکھ لو جہاں وہ زندہ ہو کر گم ہو جائے پس وہ اسی جگہ ہوں گے اور سفیان سے ثمہ کا لفظ کہا۔ چنانچہ انہوں نے مچھلی لی اور بھون بھان کر زنبیل میں ڈال دی۔ وہ اور ان کے شاگرد یوشع بن نونؑ دونوں چل پڑے۔ یہاں تک کہ ساحل سمندر پر ایک پتھر کے پاس پہنچے۔ جہاں آرام کرنے کے لئے دونوں نے اپنے سر رکھ دیئے۔ حضرت موسیٰؑ سو گئے۔ مچھلی تڑپ کر نکلی اور سمندر میں جا گری۔ پس سمندر میں اس نے جانے کے لئے ایک راستہ بنا لیا کہ اللہ تعالیٰ نے مچھلی سے پانی کا بہاؤ روک لیا کہ وہ ایک طاق کی طرح ہو گیا۔ پھر دونوں حضرات بقیہ دن رات چلتے رہے۔ جب دوسرے روز صبح ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے شاگرد سے فرمایا ناشتہ لاؤ ہمیں تو اس سفر میں بڑی تھکاوٹ محسوس ہوئی ہے اور واقعہ یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو اس وقت تک تھکاوٹ محسوس نہ ہوئی یہاں تک کہ وہ اس جگہ سے آگے نہ بڑھ گئے جہاں کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا تو نوجوان شاگرد نے کہا دیکھئے جہاں ہم نے صخرہ کے پاس آرام کیا تھا وہاں مچھلی گم ہو گئی اور اس کے بارے میں بتانا بھول گیا اور یہ ساری شیطان کی کارروائی ہے کہ مجھے اس کی یاد

بھلوادی۔ پس وہ سمندر میں اپنے لئے راستہ بنا کر تعجب کا باعث بن گئی۔ مچھلی کے لئے تو جانے کا راستہ تھا اور ان دونوں کے لئے تعجب کا باعث تھا۔ تو موسیٰ نے فرمایا یہی تو ہماری منزل تھی جس کی ہمیں تلاش تھی۔ چنانچہ وہ اپنے نشان قدم پر الٹے واپس لوٹے یعنی وہ واپس ہوئے کہ اپنے نشانات قدم پر چلتے تھے۔ یہاں تک کہ اس صخرہ تک پہنچ گئے پس کیا دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی کپڑے میں لپٹا ہوا ہے۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے ان پر سلام کیا جس کا انہوں نے جواب دیا کہنے لگے کہ اس زمین میں سلام کیسے آ گیا۔ فرمایا میں موسیٰ علیہ السلام ہوں پوچھا موسیٰ بنی اسرائیل فرمایا ہاں۔ وہی ہوں میں آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوں کہ آپ مجھے وہ ہدایت کی بات سکھلائیں جو آپ کو سکھلائی گئی ہے۔ تو فرمانے لگے اے موسیٰ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک علم کا حامل ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے سکھایا ہے۔ آپ اسے نہیں جانتے۔ اور آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسے علم شریعت کے حامل ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھلایا ہے میں اسے نہیں جانتا۔ پوچھا کہ میں آپ کی پیروکاری میں چل سکتا ہوں۔ فرمایا تو ہرگز میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتا۔ آپ کیسے اس چیز پر صبر کر سکتے ہیں جس کو آپ کے علم نے احاطہ نہیں کیا۔ الی قوله امرا چنانچہ دونوں حضرات ساحل سمندر پر چل پڑے۔ ان کے پاس سے ایک کشتی گزری جن سے انہوں نے بات چیت کی کہ ان کو بھی سوار کر کے لے چلیں۔ انہوں نے خضرؑ کو پہچان لیا اور بغیر کرایہ کے انہیں سوار کر لیا۔ یہ لوگ کشتی میں سوار ہو چکے تو ایک چڑیا کشتی کے کنارے پر آ پڑی جس نے سمندر سے ایک چونچ یا دو چونچ پانی لیا ہوگا۔ تو خضرؑ نے موسیٰ سے کہا کہ میرا علم اور آپ کا علم اللہ تعالیٰ کے علم سے اتنی کمی کر پایا ہے۔ جس قدر اس چڑیا نے اپنی چونچ بھر کر سمندر سے کمی کی ہے۔ تو خضرؑ نے ایک کلہاڑا لیا اور کشتی کا ایک تختہ کھینچ لیا تو اچانک موسیٰ کو معلوم ہوا کہ کلہاڑے سے ایک بعدہ کشتی کا اکھڑ چکا ہے۔ تو موسیٰ بول پڑے کہ یہ آپ نے کیا کیا ان لوگوں نے بغیر کرایہ لئے ہمیں سوار کر لیا آپ نے قصداً انکی کشتی کو چیر دیا تاکہ آپ کشتی والوں کو دریا برد کر دیں۔ آپ نے تو ایک بڑا اوپرا کام کیا۔ فرمایا میں نے تم سے کہا نہیں تھا کہ آپ میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکیں گے۔ تو موسیٰ بولے بھول چوک پر آپ میری گرفت نہ کریں اور مجھے میرے معاملہ میں سختی کی تکلیف نہ دیں۔ یہ پہلی غلطی موسیٰ سے بھول کر ہوئی تھی۔ پس جب دونوں سمندر سے باہر آئے تو ان کا گذر ایک ایسے لڑکے کے پاس سے ہوا جو بچوں کے ہمراہ کھیل رہا تھا۔ خضرؑ نے اس کا سر پکڑا اور اپنے ہاتھ سے اس طرح کچل دیا۔ سفیان راوی نے اپنی انگلیوں کے کناروں سے اشارہ کیا۔ گویا کہ کسی پھل کو چن رہے ہیں۔ تو ڑ رہے ہیں۔ تو موسیٰ علیہ السلام بولے کیا آپ نے ایک پاک معصوم جی کو بغیر کسی جان کے قتل میں قتل کر دیا۔ آپ تو ایک اوپری چیز لائے فرمایا کیا میں نے تم سے کہا نہیں تھا کہ آپ میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکیں گے۔ موسیٰ بولے اس مرتبہ کے بعد اگر میں نے آپ سے کسی چیز کے متعلق پوچھا تو آپ مجھے ساتھ نہ لے جائیں۔ میری طرف سے معذرت کو پہنچ گئے۔ چنانچہ دونوں چلتے چلتے ایک بستی والوں کے پاس پہنچے ان سے کھانا طلب کیا جنہوں نے ان دونوں کو مہمان بنانے سے انکار کر دیا۔ ان حضرات کو بستی میں ایک ایسی دیوار دکھائی دی جو ٹوٹ کر گرنا چاہتی تھی انہوں نے اس کو ٹھیک سیدھا کر دیا۔ سفیان نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا وہ جھکاؤ کر رہی تھی۔ اور سفیان نے اشارہ کیا گویا کہ کسی چیز کو اوپر کی طرف لیپ دے رہے ہیں۔ راوی کہتے ہیں مائلا کا لفظ سفیان سے میں نے صرف ایک مرتبہ سنا ہے۔ موسیٰ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس ہم مہمان بن کر آئے انہوں نے نہ ہمیں کھانا کھلایا اور نہ ہی مہمانی دی اور آپ نے مفت میں ان کی دیوار بنادی۔ کاش آپ اس پر کچھ اجرت تو لے لیتے تاکہ ہمارے کھانے کا انتظام ہو جاتا۔ خضرؑ نے فرمایا کہ بس اب یہ آپ اور میرے درمیان جدائی کا وقت آ گیا ہے عنقریب میں آپ کو ان چیزوں کے متعلق بتلاؤں گا جن پر آپ صبر نہیں کر سکے۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہماری خواہش تھی کہ موسیٰ صبر کرتے تو ان دونوں کا خبر نامہ ہمیں بیان کیا جاتا۔ سفیان کی روایت میں ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے۔ اگر وہ تھوڑا سا صبر کر لیتے تو ہمیں ان کے اور معاملات بیان کئے جاتے۔ اور ابن عباسؓ نے آیت کو پڑھا ترجمہ

کہ ان کے آگے ایک بادشاہ تھا جو صحیح سالم کشتی چھین کر لے لیتا۔ اور وہ لڑکا کافر تھا اس کے والدین مؤمن آدمی تھے۔ سفیان نے میرے سے کہا کہ میں نے اس کو ان سے دو مرتبہ سنا اور میں نے ان سے اس کو یاد کیا۔ میں نے سفیان سے پوچھا کہ کیا عمرو بن دینار سے سننے سے پہلے آپ نے اس کو یاد کرلیا تھا۔ یا اور کسی انسان سے آپ نے اسے یاد کیا۔ فرمایا اور کس سے میں نے اسے یاد کیا یعنی انہیں سے یاد ہوا۔ میرے سوا عمرو سے کوئی اور روایت کرنے والا ہے۔ بلکہ میں نے انہیں سے اس کو دو مرتبہ یا تین مرتبہ سنا۔ اور انہیں سے یاد کرلیا۔ حَدَّثَنَا علی بن خشرم حَدَّثَنَا سفیا ن بن عیینة الحدیث بطوله یعنی سفیا ن بن عیینة نے لمبی حدیث بیان فرمائی۔

حدیث (۳۱۶۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا سُمِّيَ الْخَضِرَ اِنَّهُ جَلَسَ عَلٰى فَرْوَةٍ بَيْضَاءَ فَإِذَا هِيَ تَهْتَزُّ مِنْ خَلْفِهِ خَضِرَآءَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا خضرؑ کے نام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وہ ایک سفید ٹکڑا زمین پر بیٹھے۔ پس وہ اچانک حرکت کرنے لگا۔ تو آپ کے پیچھے سبزہ ہی سبزہ تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ هل تعلم احدا اعلم منك قال لا اس حدیث میں اعلمیت کی نفی ہے علم کی نفی نہیں ہے۔ اور خضرؑ کے لئے اعلمیت کا اثبات ہے۔ یہ نہیں کہ غیر کی اعلمیت کے علم کی نفی ہو کیونکہ جب وہ اعلم من تحت السماء ہوئے تو جو لوگ بھی آسمان کے نیچے آباد ہیں ان سب سے زیادہ علم رکھنے والے ہیں۔ تو اس کو وجود کے علم کی نفی سے سرے سے ان کے وجود کی نفی ہوگئی۔ کیونکہ نفی العلم بالاعلم اس کے وجود کی نفی کو مستلزم ہے۔ اس کی تائید ان روایات سے ہوتی ہے جن میں ہے ای الناس اعلم تو آپ نے فرمایا میں ہوں۔ اور یہ بھی ممکن ہے اگرچہ بعید ہے کہ لا سے مراد نفی اعلم ہو نفی علم نہ ہو۔ تو اس سے روایات متحد ہو جائیں گی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شیخ گنگوہیؒ نے جو حدیث کی شرح کی ہے وہ عمدہ ہے اس لئے سائل کا سوال اعلم کے متعلق تھا جس کا جواب آپ نے کلمہ لا سے دیا تو اس سے علم کی نفی ہوئی۔ اعلمیت غیر کے وجود کی نفی نہ ہوئی ورنہ فاوحی الله الیه بلی عبدنا خضر اس پر مرتب نہیں ہوگا تو شیخ گنگوہیؒ نے توجیہ بیان فرمائی کہ نفی علم نفی وجود کو مستلزم ہے کیونکہ سفیان کی روایت ای الناسؓ اعلم سے اعلمیت کا یقینی ہونا معلوم ہوتا ہے اور روایت باب سے غیر سے اعلمیت کی نفی معلوم ہوتی ہے۔ پتہ چلا کہ مساوات ہے تو سوال جواب کے مطابق نہ ہوا شیخ کی توجیہ پر دونوں روایتوں کی تطبیق ہو جائے گی ورنہ ظاہر روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ موسیٰؑ نے علم کی نفی کی ہے وجود کی نفی نہیں کی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ نقرة ونقرتین۔ نقرة کو مصدری معنی پر محمول کیا جائے۔ تعداد اور بار کے لئے نہیں۔ تو اب نقر اور نقرتین ہیں۔ منافات نہیں رہے گی۔ بلکہ ان سے ایک ہی مواد نقرتان ہوں گے۔ اور تثنیہ اس لئے لایا گیا کہ دونوں کی علیت الگ الگ نوع کی تھی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شراح کے ظاہر کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ نقر قبمعنی مرتبہ کے ہے اور دونوں کلمات کو ان حضرات نے کلام رسول سے قرار دیا ہے چنانچہ علامہ عینیؒ و قسطلانیؒ فرماتے ہیں نقرة بالنصب مصدر ہے اور نقرتین کا اس پر عطف ہے اور شیخ گنگوہیؒ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ لفظ کو شک راوی پر محمول کرتے ہیں کہ نقرة سے بھی نقرتین مراد ہے اس واسطے فرماتے ہیں۔ المراد بهما واحد وهو النقرتان جس سے علم موسیٰؑ اور علم خضرؑ کی نوعیت کی طرف اشارہ ہوگیا۔ میرے نزدیک بھی یہ کلام شک راوی پر محمول ہے۔ لیکن راجح لفظ النقرة ہے۔ کیونکہ روایات میں یہی مشہور و معروف ہے۔ جیسا کہ خود بخاری شریف میں سورۂ کہف کی تفسیر میں صراحۃً آتا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فنفرفی البحرنقرة او تحفظته من انسان اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ کیا عمرو بن دینار سے سننے کے بعد آپ نے کسی اور انسان سے اس کو محفوظ کیا۔ جس نے عمرو سے سنا تھا۔ انہوں نے اس کو حدیث بیان کی گویا کہ سائل کو تردد ہے کہ قبل سماع انہوں نے حفظ کیا یا بعد سماع یاد کیا۔ ان کو تردد اس لئے ہوا کہ اتنی لمبی حدیث کو ایک مرتبہ سنایا دو مرتبہ۔ تو دونوں شقوں کا اکٹھے جواب دیا کہ میں نے اس کو یاد بھی کیا اور سنا بھی سہی۔ اور اس پر رد کرتے ہوئے کہا کہ میرے سوا اور نے عمرو سے روایت کیا ہے۔ پھر منفی وہ روایت ہے جو انہوں نے اپنے رہائشی شہر کے اندر روایت کی۔ کیونکہ یہ روایت ان کے سوا اور کسی نے مطلقاً نہیں بیان کی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شیخ گنگوہیؒ کے کلام کا خلاصہ یہ ہے۔ حفظته و اتحفظه دونوں لفظ سائل کی طرف سے ہیں۔ اور دیگر شراحؒ نے اسے شک راوی پر محمول کیا ہے۔ چنانچہ کرمانیؒ فرماتے ہیں۔ الشک من علی بن عبدالله الخ رواہ میں ہمزہ استفہام کا محذوف ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ صخرہ وہ مقام ہے جو نہر زیت کے پاس مغرب میں ہے۔ نوف عالم فاضل حضرت علیؓ کا دربان اور واعظ تھا۔ اور کعب الاحبار کی بیوی کا بیٹا تھا اور بکالی قبیلہ بنو بکال کی طرف نسبت ہے جو قبیلہ حمیر کی ایک شاخ ہے موسیٰ آخر سے موسیٰ بن میشا مراد ہے۔ مجمع البحرین سے بحر فارس اور بحر روم کا سنگھم مراد ہے جو مشرق کی طرف متصل ہے اہل قریہ سے انطاکیہ مراد ہے۔ القضاض کے معنی جلدی گرنا کے ہیں۔ کسائی فرماتے ہیں ارادة الجداء سے مراد اس کا جھکاؤ ہے۔ چنانچہ بستی والے اس کے نیچے سے خوف زدہ ہو کر گزرتے تھے۔ غاصب بادشاہ کا نام بدر بن بدد اور لڑکے مقتول کا نام حیبون کہا جاتا ہے۔ اس حدیث کو باب سے مطابقت اس طرح ہے کہ اس لمبی حدیث میں خضرؑ کا ذکر ہے جو ابراہیم خلیل اللہ کے زمانے سے چلے آرہے ہیں اور اب تک زندہ ہیں جن کو دجال قتل کرے گا۔

باب: حدیث(۳۱۶۲) حَدَّثَنَا اِسۡحٰقُ بۡنُ نَصۡرٍ الخ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيۡرَةَؓ يَقُوۡلُ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قِيۡلَ لِبَنِيۡٓ اِسۡرَآئِيۡلَ ادۡخُلُوا الۡبَابَ سُجَّدًا وَّقُوۡلُوۡا حِطَّةٌ فَبَدَّلُوۡا فَدَخَلُوۡا يَزۡحَفُوۡنَ عَلٰى اَسۡتَاهِهِمۡ وَقَالُوۡا حَبَّةٌ فِيۡ شَعۡرَةٍ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل سے جب کہا گیا کہ سجدہ کرتے ہوئے دروازہ میں داخل ہو اور کہو اے اللہ! ہمارے گناہ معاف کردے مٹادے۔ تو انہوں نے ان کلمات کو بدل دیا۔ چنانچہ اپنی سرینوں کے بل چلتے ہوئے داخل ہوئے۔ اور دانہ جو جو میں یا چھلکے میں موجود ہو۔ غرضیکہ مأمورات کی مخالفت کی۔

حدیث(۳۱۶۱) حَدَّثَنَا اِسۡحٰقُ بۡنُ اِبۡرَاهِيۡمَ الخ عَنۡ اَبِيۡ هُرَيۡرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ ان مُوۡسٰى كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا سَتِيۡرًا لَا يُرٰى مِنۡ جِلۡدِهٖ شَيۡئٌ اسۡتِحۡيٰى مِنۡهُ فَاٰذَاهُ مَنۡ اٰذَاهُ مِنۡ بَنِيۡٓ اِسۡرَائِيۡلَ فَقَالُوۡا مَا يَسۡتَتِرُ هٰذَا التَّسَتُّرَ اِلَّا مِنۡ عَيۡبٍ بِجِلۡدِهٖ اِمَّا بَرَصٌ وَّاِمَّا اُدۡرَةٌ وَاِمَّا اٰفَةٌ وَاِنَّ اللّٰهَ اَرَادَ اَنۡ يُّبَرِّئَهٗ مِمَّا قَالُوۡا لِمُوۡسٰى فَخَلَا يَوۡمًا وَحۡدَهٗ فَوَضَعَ ثِيَابَهٗ عَلَى الۡحَجَرِ ثُمَّ اغۡتَسَلَ فَلَمَّا فَرَغَ اَقۡبَلَ اِلٰى ثِيَابِهٖ لِيَاۡخُذَهَا وَاِنَّ الۡحَجَرَ عَدَا بِثَوۡبِهٖ فَاَخَذَ مُوۡسٰى عَصَاهُ وَطَلَبَ الۡحَجَرَ فَجَعَلَ يَقُوۡلُ ثَوۡبِيۡ حَجَرُ ثَوۡبِيۡ حَجَرُ حَتّٰى اِنۡتَهٰى اِلٰى مَلَاءٍ مِّنۡ بَنِيۡٓ اِسۡرَائِيۡلَ فَرَاَوۡهُ عُرۡيَانًا اَحۡسَنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ وَاَبۡرَاهُ مِمَّا يَقُوۡلُوۡنَ وَقَامَ الۡحَجَرِ فَاَخَذَ ثَوۡبَهٗ فَلَبِسَهٗ وَطَفِقَ بِالۡحَجَرِ ضَرۡبًا بِعَصَاهُ فَوَ اللّٰهِ اِنَّ بِالۡحَجَرِ

لَنَدَبًا مِنْ اَثَرِ ضَرْبِهِ ثَلٰثًا اَوْ اَرْبَعًا اَوْ خَمْسًا فَذٰلِکَ قَوْلُهٗ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ اٰذَوْا مُوْسٰی فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَکَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِیْهًا.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حیاوالے پردہ پوش آدمی تھے آپ کے بدن کا کوئی حصہ نہیں دیکھا گیا تھا وہ اللہ تعالیٰ سے حیا کرتے تھے۔ پس آپ کو بنی اسرائیل کے لوگوں نے تکلیف پہنچائی۔ کہنے لگے کہ موسیٰ علیہ السلام جو اس قدر پردہ پوشی کرتے ہیں وہ ان کے بدن میں کسی عیب کی وجہ سے ہے۔ یا تو انہیں برص کی بیماری ہے جس میں چمڑہ سفید ہو جاتا ہے یا پہار ہے جس میں خصیے پھول جاتے ہیں۔ یا کوئی اور مصیبت ہے پس اللہ تعالیٰ نے اس الزام تراشی سے موسیٰؑ کو بری کرنے کا ارادہ فرمایا جو وہ موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہتے تھے چنانچہ موسیٰؑ ایک دن اکیلے کپڑوں سے خالی ہو گئے اور اپنے کپڑے ایک پتھر پر رکھ دیئے اور نہانے لگے جب فارغ ہوئے تو اپنے کپڑوں کی طرف واپس آئے تا کہ ان کپڑوں کو لے لیں لیکن پتھر تو ان کے کپڑے لے کر دوڑ پڑا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی لی اور پتھر کو تلاش کرتے ہوئے کہتے تھے اے پتھر! میرے کپڑے دے دو یہاں تک کہ وہ بنو اسرائیل کی ایک جماعت کے پاس پہنچ گیا۔ تو انہوں نے موسیٰؑ کو ننگا دیکھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں سے زیادہ خوب صورت ہیں اور جو کچھ لوگ کہتے تھے ان سے ان کو بری کر دیا۔ پتھر کھڑا ہو گیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کپڑے لے لئے اور انہیں پہن لیا پھر پتھر کو اپنی لاٹھی سے مارنا شروع کیا۔ پس اللہ کی قسم! بے شک پتھر کے اندر مار کی وجہ سے زخم کے نشان تھے جن کی تعداد تین یا چار یا پانچ تھے یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے قول کا۔ ترجمہ اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ ہو جنہوں نے موسیٰؑ کو تکلیف پہنچائی پس اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کو ان کی الزام تراشی سے بری کر دیا۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑی وجاہت اور عزت والے تھے۔

حدیث (۳۱۶۴) حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِیْدِ الخ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ قَسَمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَسْمًا فَقَالَ رَجُلٌ اِنَّ هٰذِهٖ لَقِسْمَةٌ مَآ اُرِیْدَ بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَغَضِبَ حَتّٰی رَاَیْتُ الْغَضَبَ فِیْ وَجْهِهٖ ثُمَّ قَالَ یَرْحَمُ اللّٰهُ مُوْسٰی قَدْ اُوْذِیَ بِاَکْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مال تقسیم فرمایا تو ایک آدمی کہنے لگا کہ یہ وہ تقسیم ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی طلب نہیں کی گئی۔ میں نے آ کر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی آپؐ اس قدر غضب ناک ہوئے کہ میں نے ناراضگی کے آثار آپؐ کے چہرہ انور میں دیکھے پھر آپؐ نے فرمایا کہ تحقیق موسیٰؑ کو بھی اس سے زیادہ تکلیفیں دی گئیں۔ جس پر انہوں نے صبر کیا تو میں بھی صبر کرتا ہوں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ قد اوذی باکثر من هذا. هذا کا اشارہ اس کلام کی طرف ہے جو ابھی ابھی آپؐ کو لوگوں کی طرف سے پہنچی۔ یہ نہیں کہ تکالیف ومصائب موسیٰؑ نے میرے سے زیادہ برداشت کئے۔ تا کہ اس حدیث کا خلاف نہ ہو۔ جس میں ہے اذیت فی الله مالم یوذ احد کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے لئے اتنی تکالیف دی گئیں کہ اس قدر اور کسی کو نہیں پہنچیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام بخاریؒ نے ایذاء موسیٰ سے حدیث غسل کی طرف اشارہ فرمایا جو اس کے بعد ذکر فرمائی علامہ سیوطیؒ نے بھی آیت کی تفسیر میں یہی واقعہ ذکر کیا ہے۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں ولاتکونوا کالذی الخ سے اللہ تعالیٰ نے اس ایذاء کی طرف اشارہ فرمایا جو کفر ہے۔ مومنوں کو ایسی ایذاء سے روکنا مقصود ہے۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم پر راضی نہ ہونا کفر ہے۔ وہ موسیٰؑ کی ایذاء سے سخت ہے۔ اور

بعض نے قارون کی شرارت کو ایذاء موسیٰ قرار دیا ہے۔ کہ اس نے ایک عورت کو تیار کیا جو موسیٰ علیہ السلام سے زنا کا بنی اسرائیل کے سامنے اقرار کرتی تھی۔ اور وجوہ ایذا بھی منقول ہیں۔ بہرحال مسلمانوں کو تنبیہ ہے کہ تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی کا باعث نہ بنو جیسے بنو اسرائیل بنے۔

لقد اخفت فی الله ومایخاف احد ولقد اوذیت فی الله ومایوذ احد (رواه الترمذی) شیخ گنگوہیؒ نے کوکب دری کے اندر دونوں جگہ واؤ کو حالیہ قرار دیا ہے۔ ای اخافونی واذونی فی موضع وزمان لایخاف فیه ولایوذی فیه احد یعنی آپ تو فرماتے ہیں مجھے کسی مکان اور ہر زمان میں اس قدر مجھے ڈرایا اور ایذا پہنچائی جس کی کوئی حد نہیں۔ مکان سے مسجد الحرام اور زمان سے اشهر الحرام مراد ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ترمذی کی حدیث کو شیخ گنگوہیؒ نے کوکب کے اندر تو خاص قرار دیا۔ لیکن لامع میں اسے عموم پر رکھا ہے۔

بَابُ يَعْكُفُوْنَ عَلٰى اَصْنَامٍ لَّهُمْ مُتَبَّرٌ خُسْرَانٌ وَلِيُتَبِّرُوْا يُدَمِّرُ امَا عَلَوْ مَاغَلَبُوْا

ترجمہ۔ باب اپنے بتوں کی پوجا کر رہے تھے۔ متبر کا معنی تباہی نقصان۔ ولیتبروا کا معنی خراب کریں۔ ماعلوا کا معنی جس جگہ حکومت پائیں غالب ہوں۔

حدیث (۳۱۶۵) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ الخ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِؓ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَجْنِى الْكَبَاثَ وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَيْكُمْ بِالْاَسْوَدِ مِنْهُ فَاِنَّهٗ اَطْيَبُهٗ قَالُوْا اَكُنْتَ تَرْعِى الْغَنَمَ قَالَ وَهَلْ مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا قَدْ رَعَاهَا.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ پکی پیلو چن رہے تھے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھائی کالی کالی چننا کیونکہ وہ بہت اچھی ہوتی ہیں صحابہ کرامؓ نے پوچھا کیا آپ بکریاں چراتے رہے۔ آپؐ نے فرمایا کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے بکریاں چرانے کی سنت ثابت ہوئی اس میں حکمت بیان کی گئی ہے کہ بکریوں میں تنفر زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے انبیاء علیہ السلام کو ایسے جانوروں کی حفاظت کا عادی بنایا گیا تاکہ تنفر امت کی حفاظت کرسکیں۔ اور تواضع کا پہلو بھی ہے۔ خلوت گزینی بھی ثابت ہوتی ہے۔ تاکہ لوگوں کی سیاست سے الگ تھلگ رہ کر اپنی سیاست کے قائم مقام کرنے کی سعی کریں۔ اس حدیث کو عموم انبیاء کی وجہ سے باب سے مناسبت ہوئی کہ موسیٰ علیہ السلام بھی بکریاں چراتے رہے بلکہ بعض طرق میں ہے ولقد بعث موسی وهو يرعى الغنم کہ موسیٰؑ کو اس وقت نبوت ملی جب وہ بکریاں چرا رہے تھے۔

اگر کوئی شعیب آئے میسر تو شبانی سے کلیمی دو قدم ہے۔ قالہ اقبال (از مرتب)

مدین میں دس سال تک بکریاں چراتے رہے۔

بَابُ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً (الآیۃ)

قَالَ اَبُو الْعَالِيَةِ الْعَوَانُ النِّصْفُ بَيْنَ الْبِكْرِ وَالْهَرِمَةِ

ترجمہ۔ یاد کرو جب کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں گائے ذبح کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ ابو العالیہ فرماتے ہیں عوان اس ادھکڑ جانور کو کہتے ہیں جو نوجوان اور بوڑھے کے بین بین ہو۔

فاقع صاف بمعنی خالص۔ لاذلول جس کو کام کاج نے ذلیل نہ کر دیا ہو۔ تثیر الارض یعنی ایسا ذلیل نہ ہو کہ جو زمین کو پھاڑے اور کھیتی باڑی کے کام آئے۔ مسلمۃ یعنی ہر قسم کے عیب سے پاک صاف ہو۔ لاشیۃ کوئی دھبہ نہ ہو۔ یعنی سفید دھبہ۔ صفراء اگر چاہیں تو سیاہ بھی مراد لے سکتے ہیں۔ جیسے کہا گیا ہے جما لا ت صفر تو اس جگہ زردی جو سیاہی کی طرف مائل ہو وہ مراد ہے۔ فاقع یعنی سخت سیاہ یہ صفر الابل سے مستعار ہے۔ ادار أتم یعنی تم ایک دوسرے پر ٹالتے تھے اختلاف کرتے تھے۔

بَابُ وَفَاةِ مُوْسٰیؑ وَذِكْرِهٖ بَعْدُ

ترجمہ۔ باب موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بارے میں اور اس کے بعد کا ذکر۔

حدیث (۳۱۶۶) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى الخ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ اُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلَمَّا جَآءَهٗ صَكَّهٗ فَرَجَعَ اِلٰى رَبِّهٖ فَقَالَ اَرْسَلْتَنِىْ اِلٰى عَبْدٍ لَا يُرِيْدُ الْمَوْتَ قَالَ ارْجِعْ اِلَيْهِ فَقُلْ يَضَعُ يَدَهٗ عَلٰى مَتْنِ ثَوْرٍ فَلَهٗ بِمَا غَطَّتْ يَدُهٗ بِكُلِّ شَعْرَةٍ سَنَةٌ قَالَ اَىْ رَبِّ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ الْمَوْتُ قَالَ فَالْاٰنَ قَالَ فَسَاَلَ اللّٰهَ اَنْ يُّدْنِيَهٗ مِنَ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْيَةً بِحَجَرٍ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَؓ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ ثَمَّ لَاَرَيْتُكُمْ قَبْرَهٗ اِلٰى جَانِبِ الطَّرِيْقِ تَحْتَ الْكَثِيْبِ الْاَحْمَرِ قَالَ وَاَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ الخ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس موت کے فرشتہ کو بھیجا گیا پس جب وہ آپ کے پاس آیا تو آپ نے اسے تھپڑ مار دیا انہوں نے رب کے پاس جا کر کہا کہ آپ نے مجھے ایسے بندے کی طرف بھیجا ہے جو موت نہیں چاہتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم واپس جا کر ان سے کہو کہ وہ اپنا ہاتھ کسی بیل کی پیٹھ پر رکھ دیں۔ پس جس قدر حصے کو ان کا ہاتھ چھپائے گا اسکے ہر بال کے بدلہ انہیں ایک سال بڑھا دیا جائے گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا۔ اے میرے رب پھر کیا ہوگا۔ فرمایا پھر بھی موت ہوگی بولے تو پھر تو ابھی چاہیئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے سوال پر انہیں بیت المقدس میں پتھر کے پھینکنے کی مقدار کے برابر قریب کر دیا۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں وہاں موجود ہوتا تو تمہیں ان کی قبر دکھاتا۔ جو سرخ ٹیلے کے نیچے راستہ کے ایک کنارے پر واقع ہے۔ معمر کی سند کے ساتھ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر کے اس کو مرفوع کر دیا۔

حدیث (۳۱۶۶) حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ الخ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَدِ اسْتَبَّ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَرَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِى اصْطَفٰى مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْعَالَمِيْنَ فِىْ قَسَمٍ يُّقْسِمُ بِهٖ فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ عِنْدَ ذٰلِكَ يَدَهٗ فَلَطَمَ الْيَهُوْدِىَّ فَذَهَبَ الْيَهُوْدِىُّ اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ الَّذِىْ كَانَ مِنْ اَمْرِهٖ وَاَمْرِ الْمُسْلِمِ فَقَالَ لَا تُخَيِّرُوْنِىْ عَلٰى مُوْسٰى فَاِنَّ النَّاسَ يُصْعَقُوْنَ فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يُّفِيْقُ فَاِذَا مُوْسٰى بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَآ اَدْرِىْ اَكَانَ فِيْمَنْ صَعِقَ فَاَفَاقَ قَبْلِىْ اَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک مسلمان اور یہودی نے آپس میں گالی گلوچ شروع کی۔ مسلمان اپنی قسم اٹھانے میں کہتا ہے قسم

ہے اس اللہ کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہان والوں پر فضیلت دیکر چن لیا اور یہودی اپنی قسم میں کہتا تھا کہ قسم ہے اس اللہ کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو جہاں والوں پر چن لیا۔ تو اس وقت مسلمان نے اپنا ہاتھ اٹھا کر یہودی کو تھپڑ مار دیا یہودی نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس واقعہ کی اطلاع کی جو اس کے اور مسلمان کے درمیان پیدا ہوا تھا۔ جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے موسیٰ علیہ السلام پر ایسی فضیلت نہ دو جس سے ان کی توہین ہوتی ہو۔ کیونکہ لوگ جب قیامت کے دن بے ہوش ہوں گے تو سب سے پہلے جسے بے ہوشی سے افاقہ ہوگا وہ میں ہوں گا پس کیا دیکھوں گا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش الٰہی کے کنارے کو پکڑے کھڑے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ آیا وہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے میرے سے پہلے افاقہ حاصل کیا۔ یا ان لوگوں میں سے تھے جن کو اللہ عزوجل نے مستثنیٰ کر دیا۔

حدیث (۳۱۶۸) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزُ بْنُ عَبْدِاللهِ الخ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةٌ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَّ اٰدَمُ وَمُوْسٰى فَقَالَ لَهٗ مُوْسٰى اَنْتَ اٰدَمُ الَّذِىْ اَخْرَجَتْكَ خَطِيْئَتُكَ مِنَ الْجَنَّةِ فَقَالَ لَهٗ اٰدَمُ اَنْتَ مُوْسَى الَّذِىْ اَصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهٖ وَبِكَلَامِهٖ ثُمَّ تَلُوْمُنِىْ عَلٰى اَمْرٍ قُدِّرَ عَلَىَّ قَبْلَ اَنْ اُخْلَقَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰى مَرَّتَيْنِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آدم اور موسیٰ علیہما السلام کا جھگڑا ہو گیا۔ موسیٰؑ نے کہا تو وہ آدم ہے جس کی غلطی نے تجھے جنت سے نکالا

؎ حضرت آدم تجھے خلد سے آنا کیا تھا تجھے تو دانا پر یہ نہ جانا کہ یہ دانا کیا تھا (ازمرتب)

تو آدمؑ نے ان سے کہا تو وہ موسیٰ علیہ السلام ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغامات اور اپنے کلام سے نوازا پھر آپ مجھے اس معاملہ پر ملامت کرتے ہیں جو میرے پیدا ہونے سے چالیس سال پہلے طے کر دیا گیا تھا۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے۔ یہ دو مرتبہ فرمایا۔

حدیث (۳۱۶۹) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِىُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا قَالَ عُرِضَتْ عَلَىَّ الْاُمَمُ وَرَاَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْاُفُقَ فَقِيْلَ هٰذَا مُوْسٰى فِىْ قَوْمِهٖ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ فرمایا میرے سامنے ساری امتیں پیش کی گئیں۔ تو میں نے ایک بہت بڑی جماعت دیکھی جس نے کنارہ آسمان کو روک رکھا تھا۔ تو کہا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم میں ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ ان تذبحوا بقرة مذبوح نر بیل تھا گائے نہیں تھی۔ بقرة میں تاء تانیث کی نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ ظاہر کلام مفسرین اور ظاہر روایات جو اس آیت کی تفسیر میں وارد ہوئی ہیں سب سے ثابت ہوتا ہے کہ بقرہ گائے تھی۔ نر نہیں تھا۔ شیخ گنگوہیؒ کی موافقت تفسیر بیان القرآن میں حضرت تھانویؒ نے فرمائی ہے کہ بقرہ کی تفسیر ثور سے کی اور حاشیہ پر وجہ لکھی کہ اس پر قرینہ لا تثیر الارض ہے۔ صاحب اکلیل نے ابن کثیر وغیرہم کی تائید نقل فرمائی ہے۔ اور شاہ عبدالعزیز دہلویؒ نے دونوں احتمال ذکر کر نے اور ان کے دلائل بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ ترجیح اسی کو ہے کہ بقرہ مذکر تھا۔ اور ذبح بقرہ کی تقدیم اور قتل نفس کا قصہ بعد میں بیان کرنے کی وجہ علامہ قسطلانیؒ نے یہ ذکر کی ہے کہ بنی اسرائیل کے جنایات اور قبائح گنوائے جا رہے ہیں۔ تو ایک جرم یہ تھا امر الٰہی کی تعمیل میں لیت و لعل ٹال مٹول سے کام کیا۔ اور دوسرا جرم واردات اور پھر اس کا اخفا کرنا۔ اگر ترتیب بدلی جاتی تو ایک ہی جرم شمار ہوتا۔ اور دولت مند چچا کو قتل کر کے شہر

کے دروازہ پر لاش پھینک دینا اور پھر اس کے خون کا مطالبہ کرنا۔

تشریح از شیخ گنگوہی" ۔ وذکر بعد یعنی موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد احوال کا ذکر کرنا ہے اور ممکن ہے کہ کلمہ بعد بمعنی الاخر ہو اور ایسے مقام پر ایسا بہت ہوا کرتا ہے۔ تو معنی یہ ہوئے کہ وفات کے حالات کے علاوہ بعض دوسرے احوال کا ذکر ہوگا۔

تشریح از شیخ گنگوہی" ۔ من الارض المقدسة ارض مقدس سے وہ شہر بیت المقدس مراد ہے جہاں لوگوں کی آبادی ہے آپ نے اس شہر میں دفن ہونا پسند نہ فرمایا۔ ایک تو شہر ہونے کی وجہ سے دوسرا ممکن ہے یہ خیال مبارک ہو کہ کہیں ان کی قبر کی پوجا نہ شروع ہو جائے جس سے ان کے دین میں فتنہ برپا ہو جائے گا۔

تشریح از شیخ زکریا" ۔ شیخ گنگوہی" نے دو باتوں پر تنبیہ فرمائی۔ ایک تو شہر میں دفن ہونے کو پسند نہ فرمایا دوسرے فتنہ سے بچنے کے لئے خارج البلد دفن ہونا پسند فرمایا۔ نیز شیخ گنگوہی" کے کلام میں یہ بھی احتمال ہے کہ دونوں امور کا تعلق ادناء سے ہے یعنی شہر کے قریب کردے دفن سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور ابن بطال" نے اس کی حکمت یہی بیان کی ہے تاکہ خارج بلدان کی قبر پوشیدہ رہے۔ جہال امت عبادت کرنا نہ شروع کردیں۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ بنو اسرائیل اپنی شرارتوں کی وجہ سے بیت المقدس کے داخلہ سے محروم کئے گئے۔ اور چالیس سال تیہ کے میدان میں گھومتے پھرے۔ حتی کہ ہارون علیہ السلام کی وفات ہوگئی۔ سال بعد موسیٰ علیہ السلام فوت ہونے لگے تو تمنا ظاہر کی کہ اے اللہ! اگر داخلہ نہیں مل سکا تو قرب ہی حاصل ہو جائے کیونکہ قرب ایشیی کو شیی کا حکم دیا جاتا ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا اِلٰی قَوْلِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِيْنَ

ترجمہ۔ باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مثال بیان فرمائی۔ الی قوله كانت من القانتين کہ بی بی مریم فرمانبرداروں میں سے تھی۔

حدیث (۳۱۷۰) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ الخ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی" قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا اٰسِيَةُ امْرَاَةُ فِرْعَوْنَ وَمَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَاِنَّ فَضْلَ عَآئِشَةَ" عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَآئِرِ الطَّعَامِ.

ترجمہ۔ حضرت ابوموسیٰ" فرماتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مردوں میں سے تو بہت لوگ کامل مکمل ہوئے۔ لیکن عورتوں میں سے صرف بی بی آسیہ فرعون کی بیوی اور بی بی مریم عمران کی بیٹی اور حضرت عائشہ" کی فضیلت دوسری عورتوں پر اس طرح ہے جس طرح ثرید کی فضیلت دوسرے کھانوں پر ہے۔

تشریح از قاسمی" ۔ علامہ کرمانی" فرماتے ہیں کہ لفظ کمال میں نبوت داخل نہیں ہے۔ بلکہ وہ فضائل مراد ہیں جو عورتوں کے لئے مختص ہیں۔ اور عورتوں کے نبی نہ ہونے پر امت کا اجماع ہے۔

فضل عائشه" الخ جملہ مستقلہ کے ساتھ فضائل عائشہ" کو اس لئے بیان کیا تاکہ وہ باقی حضرات سے ممتاز ہو جائیں۔ اور ثرید کی فضیلت اس لئے ہے کہ اس میں غذائیت لذت طاقت اور آسانی سے کھالینا اور چبانے میں کم تکلیف اٹھانا سب مفاد میں ہیں تو حضرت عائشہ" حسن خلق۔ شیرین زبانی۔ فصاحت و بلاغت فی الکلام اور رائے پاکیزگی تو ایسی باکمال عورت سے باتیں کرنا۔ اس سے نکاح کرنے کو دل چاہتا ہے۔ اور

آپ نے وہ باتیں سمجھیں جو اور کوئی عورت نہیں سمجھ سکی۔ اس طرح جوابات دیتی تھیں کہ ایسے جوابات مرد بھی نہیں دے سکتے تھے۔

بَابُ قَوْلِهِ اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى الاية

لتنوء لتثقل بوجھل لگتی تھی۔ آگے ابن عباسؓ کی تفسیر ہے اولو القوۃ یعنی ان چابیوں کو مردوں کی ایک جماعت نہیں اٹھا سکتی تھی۔ الفرحین المرحین یعنی خوش وخرم۔ ویکان اللہ مثل الم تران اللہ یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر ویوسع علیہ ویضیق یعنی اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہے روزی فراخ کردے جس کی چاہے تنگ کردے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ ویکان اللہ مثل الخ اس عبارت سے الم تر اور ویکان میں مماثلت ثابت کرنا ہے کہ ان میں سے ہر ایک دو کلمہ ہیں۔ ویک ایک کلمہ ہے الم تر کی طرح اور باقی باقی کلام کی طرح ہے۔ اس سے ان لوگوں کا رد کرنا ہے جو کہتے ہیں کاف علیحدہ کلمہ ہے اور وہی مستقل کلمہ ہے۔ اور یہ یبسط الگ کلام ہے۔ جس کا ماقبل سے کوئی تعلق نہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ ویکان الخ مولانا حسین علیؒ کی تقریر میں ہے کہ لفظ ویک. الم تر کے معنی میں ہے۔ مولانا محمد حسن مکیؒ فرماتے ہیں کہ ویک کلمہ الگ ہے۔ اور ان کلمہ الگ ہے۔ جیسے الم تر کلمہ مستقلہ اور ان کلمہ مستقلہ ہے۔ یہ نہیں کہ ان دونوں کے معنی ایک ہیں۔ اسی طرح کان تشبیہ کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ کاف کلمہ سابقہ میں سے ہے۔ صاحب جمل نے کئی مذاہب نقل کئے ہیں۔ ایک یہ ہے کہ یہ کلمہ مستقلہ ہے۔ اسم فعل ہے۔ جس کے معنی اعجب ای انا اور کاف تعلیل کے لئے ہے اور باقی کاف کا مجرور ہے۔ اعجب لان اللہ یبسط الرزق الخ. اور دوسرا مذہب یہ ہے کہ کان تشبیہ کے لئے ہے۔ مگر انشاء کے معنی نہیں ہیں خبر اور یقین کے لئے ہے۔ اور تیسرا قول یہ ہے کہ وی کلمہ براسہا ہے۔ کاف خطاب کا ان محذوف کا معمول ہے۔ اعلم ان اللہ الخ اور ایک یہ بھی ہے کہ کلمہ مستقلہ معنی الم تر۔ شیخ گنگوہیؒ کا کلام تیسرے قول کے موافق ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا

ای الی اھل مدین یعنی حذف مضاف ہے کیونکہ مدین تو شہر ہے اور حذف مضاف ایسے ہے جیسے واسال القریۃ واسال العیر یعنی اھل القریۃ واھل العیر وراء کم ظہریا یعنی ان کو پیٹھ پیچھے پھینک دیا تم نے اسکی طرف توجہ نہ کی چنانچہ کہا جاتا ہے جب کوئی شخص اپنا کام پورا نہ کرے تو کہتا ہے کہ میں نے اپنی ضرورت کو پیٹھ پیچھے کردیا۔ اور تو مجھے ظہریا کردیا۔ ظہری آبی جانوروں کو کہتے ہیں۔ یا برتن جس کو اپنے ساتھ اس لئے رکھو کہ تم نے اس سے مدد لینی ہے۔ اس لئے کوتل گھوڑے کو ظہری کہتے ہیں۔ مکانتکم اور مکانکم کے ایک معنی ہیں۔ یغنوا یعیشوا گویا کہ وہ یہاں آباد نہیں ہوئے تھے۔ کالم یغنوا فیہا۔ تاس غمناک ہوتا ہے۔ آسی غمناک کرنا۔ آگے حسن بصریؒ کی تفسیر ہے انک لانت الحلیم الرشید یہ الفاظ انہوں نے مذاق اور استہزاء کے طور پر کہے۔ آگے مجاہد کی تفسیر ہے لیکہ بمعنی ایکہ جھنڈ۔ کذب اصحب الایکۃ. یوم الظلۃ سائے کے معنی ہیں۔ یعنی عذاب کے سائے ان پر پڑے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ . لان مدین بلد جب مدین شہر کا نام ہے تو شہر کی طرف رسول بھیجنا ممکن نہیں۔ جب تک مضاف مقدر نہ مانا جائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ مدین کے لوگ ڈاکہ زنی کرتے تھے قافلوں کو لوٹتے تھے اور کسی کو ٹیکس لئے بغیر نہیں چھوڑتے تھے تو شعیب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نبی بنا کر بھیجا۔ اور اصحاب ایکہ کی اصلاح بھی ان کی ذمہ داری میں تھی۔ اہل مدین تو جبرائیلؑ کی چیخ سے ہلاک ہوئے اور

اصحاب ایکہ سے ہوا روک دی گئی گرمی ان پر مسلط کردی گئی تو تنگ ہوکر جنگل کی طرف نکل گئے تو ٹھنڈے بادل نے ان پر سایہ کیا۔ جس کے نیچے وہ سب جمع ہوگئے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آگ برسا کران سب کو جلا دیا۔ یہ یوم الظلہ ہے۔ قوم کی ہلاکت کے بعد شعیبؑ وہیں مقیم رہے۔ موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس پہنچے جن سے ان کی بیٹی کی شادی ہوئی۔ پھر مکہ پہنچ کر وہیں وفات پائی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ وراء کم ظهریا چونکہ ظهریا کے ترجمہ میں ظهر یعنی پیٹھ کے معنی ملحوظ ہیں۔ اس لئے یہ کلمہ دو معنی میں مستعمل ہوا۔ ایک تو اعراض اور توجہ نہ کرنا ہے کیونکہ اعراض کرنے والا بھی اسے اپنی پیٹھ کے پیچھے کر لیتا ہے۔ اسی سے ظهرت حاجتی اور وراء کم ظهریا ہے۔ یہ مصنف کی رائے ہے۔ دوسرے معنی ہیں کسی شی سے مدد حاصل کرنا۔ اور قوت پکڑنا۔ کیونکہ مددگار مستعین کی پیٹھ پر ہوتا ہے اسی سے ظهریا کوتل گھوڑے کو کہتے ہیں۔ جس سے عندالضرورت سوار مدد حاصل کرتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام بخاریؒ نے وراء کم ظهریا سے شعیب علیہ السلام کا قول جو سورہ ہود میں ہے اس کی طرف اشارہ کیا واتخذتموہ وراء کم ظهریا۔ جس کی تفسیر انہوں نے لم تلتفتوا سے کی ہے۔ مولانا محمد حسن مکیؒ فرماتے ہیں کہ ظهری کے معنی عدم التفات اور قضاء الحاجۃ کے اور دوسرے معنی استعانت کے۔ تو ظهری نسبت کی صورت میں مددگار کے معنی میں ہوگا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ انک لانت الحلیم الرشید یعنی وہ لوگ حضرت شعیبؑ کو تکلیفیں دیتے تھے۔ گالیاں بکتے تھے پھر کہتے تھے آپ تو حلیم رشید ہیں۔ ہم جو کچھ کہیں یا کریں آپ اس کی پرواہ نہیں کرتے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ مفسرین حضرات کے اس قول کی تفسیر میں کئی اقوال ہیں۔ ابن عباسؓ تو فرماتے ہیں کہ انہوں نے اس سے بے وقوف اور گمراہ مراد لیا ہے۔ جیسے لانبے کو سلیم کہتے ہیں۔ برعکس نہند نام زنگی کافور یا بطریق استہزاء کے کہا اور بعض نے کہا کہ اپنے گمان کے مطابق آپ حلیم رشید ہیں۔ امام رازیؒ نے ایک تیسرے معنی بتائے ہیں کہ آپ شعیبؑ ان لوگوں میں حلیم رشید مشہور تھے جب آپ ان کی مخالفت کرتے تو تعجب سے کہتے انت الحلیم الرشید۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ

الی قولہ وھو ملیم. مجاہد اس کی تفسیر میں کہتے ہیں ملیم بمعنی مذنب کے ہے گناہ گار۔ المشحون المؤقر بھری ہوئی۔ لولا انه كان من المسبحين (الاية) فنبذنه بالعراء ای بوجه الارض وهو سقيم وانبتنا عليه شجرة من يقطين جس کا تنہ نہ ہو جیسے کدو۔ ککڑی وغیرہ۔ وارسلناه الى مائة الف اويزيدون فامنوا فمتعناهم الى حين یعنی ہم نے ان کو ایک لاکھ یا اس سے زائد آدمیوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا وہ ایمان لے آئے تو کچھ مدت تک ہم نے ان کو فائدہ پہنچایا۔ ولا تكن كصاحب الحوت اذنادى وهو مكظوم آپ مچھلی والے کی طرح نہ ہوں جب کہ وہ پکار اٹھے۔ مکظوم اور کظیم کے معنی ہیں مغموم کے۔

حدیث (۳۱۷۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ اِنِّيْ خَيْرٌ مِّنْ يُوْنُسَ زَادَ مُسَيَّبٌ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔

حدیث (۳۱۷۲) حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ اَنْ يَّقُوْلَ اِنِّيْ خَيْرٌ مِّنْ يُوْنُسَ ابْنِ مَتّٰى وَنَسَبَهُ اِلٰى اَبِيْهِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا کسی بندے کی شان کے لائق نہیں ہے کہ وہ یوں کہے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔ متی تو ان کی والدہ کا نام ہے۔ لیکن بایں ہمہ آپ کا نسب باپ کی طرف بھی بیان کر دیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ متی آپ کے والد کا نام ہے۔ تو باپ کی طرف نسب کا بیان ہوا۔

حدیث (۳۱۷۳) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ بَيْنَمَا يَهُوْدِيٌّ يَّعْرِضُ سِلْعَتَهُ اُعْطِيَ بِهَا شَيْئًا كَرِهَهُ فَقَالَ لَا وَالَّذِيْ اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْبَشَرِ فَسَمِعَهُ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَامَ فَلَطَمَ وَجْهَهُ وَقَالَ تَقُوْلُ وَالَّذِيْ اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْبَشَرِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَظْهُرِنَا فَذَهَبَ اِلَيْهِ فَقَالَ اَبَا الْقَاسِمِ اِنَّ لِيْ ذِمَّةً وَّعَهْدًا فَمَا بَالُ فُلَانٍ لَطَمَ وَجْهِيْ فَقَالَ لِمَ لَطَمْتَ وَجْهَهُ فَذَكَرَهُ فَغَضِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى رُؤِيَ فِيْ وَجْهِهٖ ثُمَّ قَالَ لَا تُفَضِّلُوْا بَيْنَ اَنْبِيَآءِ اللّٰهِ فَاِنَّهُ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَيَصْعَقُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ اُخْرٰى فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ بُعِثَ فَاِذَا مُوْسٰى اٰخِذٌ بِالْعَرْشِ فَلَا اَدْرِيْ اَحُوْسِبَ بِصَعْقَتِهٖ يَوْمَ الطُّوْرِ اَمْ بُعِثَ قَبْلِيْ وَلَا اَقُوْلُ اِنَّ اَحَدًا اَفْضَلُ مِنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ دریں اثنا ایک یہودی اپنا مال واسباب فروخت کے لئے پیش کر رہا تھا کہ اسے اس مال کے بدلہ کوئی ایسی چیز دی گئی جس کو وہ پسند نہیں کرتا تھا تو کہنے لگا قسم ہے اس اللہ تعالیٰ کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام انسانوں پر فضیلت دی۔ تو انصار کے آدمی نے اس کلمہ کو سن لیا۔ کھڑے ہو کر اس کے منہ پر تھپڑ دے مارا۔ اور کہنے لگا تو یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام لوگوں پر فضیلت دی۔ حالانکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان موجود ہیں تو وہ آپ کی طرف شکایت کرنے کیلئے گیا۔ کہنے لگا اے ابو القاسم! میں ذمی آدمی ہوں میرا تم لوگوں سے معاہدہ ہے پھر فلاں نے میرے منہ پر تھپڑ کیوں رسید کیا جناب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے پوچھا کہ تو نے اس کے چہرہ پر تھپڑ کیوں مارا اس نے واقعہ ذکر کیا۔ آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر غضبناک ہوئے کہ ناراضگی کے آثار آپؐ کے چہرہ مبارک میں دیکھے گئے پھر آپؐ نے فرمایا مجھے انبیاء علیہم السلام پر فضیلت نہ دو۔ کیونکہ قیامت میں صور پھونکا جائے گا۔ تو آسمان وزمین کی سب مخلوق بے ہوش ہو جائے گی۔ سوائے ان کے جن کو اللہ تعالیٰ بچالے۔ پھر دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو میں پہلا آدمی ہوں گا جو اٹھایا جائے گا۔ تو موسیٰ علیہ السلام عرش کو پکڑے ہوئے ہوں گے۔ میں نہیں جانتا کہ آیا یوم طور کی بے ہوشی کے بدلے کا حساب کیا گیا یا وہ میرے سے پہلے اٹھائے گئے۔ اور میں تو یہ بھی نہیں کہتا کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔

حدیث (۳۱۷۴) حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْبَغِيْ لِعَبْدٍ اَنْ يَّقُوْلَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ کسی بندے کے لائق نہیں کہ وہ یہ کہے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ یصعق من فی السموت الخ. صعقه تین ہیں۔ایک تو وہ جس سے سب زندہ ہلاک ہو جائیں گے۔ دوسرا وہ جس کے بعد ساری مخلوق زندہ ہو جائے گی۔تیسرا صعقه وہ ہے کہ جب عرش الٰہی جنت۔دوزخ وغیرہ سب کو حشر کی زمین میں لایا جائے گا۔تو اس وقت مخلوق کو اس لئے بے ہوش کیا جائے گا تا کہ ان پر یہ معاملہ مخفی رہے اسے یہ لوگ دیکھ نہ سکیں الامن شاء الله جو استثناء ہے اس سے بھی نہ صعقه موت مراد ہے اور نہ نفخه فناء مراد ہے کیونکہ وہ دونوں تو عام ہوں گے۔کل شیئ هالک الاوجهه یعنی اللہ کی ذات کے سوا سب ہلاک ہوں گے۔اس کو خوب یاد کرو کیونکہ یہ عجیب وغریب مقام ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔عدد نفخات میں اختلاف ہے تین سے پانچ تک ذکر روایات میں ملتا ہے۔اور الا من شاء الله میں جو استثناء ہے اس بارے میں بھی اختلاف ہے کہ اس کا تعلق کن سے ہے شیخ گنگوہیؒ نے ان کی تعداد تین بتلائی ہے۔ صعقه اماتة. صعقه احیا اور صعقه عنداتینا العرش فی الارض المحشر اور استثناء کا تعلق اس تیسرے سے ہے۔جب کہ عرش کو محشر کی زمین میں لایا جائے گا ان میں سے پہلا تو قیام قیامت کے وقت ہوگا۔جس میں ہر شے فنا ہو جائے گی۔حتی کہ عرش۔کرسی۔جنت۔دوزخ اور ارواح وغیرھا دوسرا نفخہ اس کے بعد ہوگا۔جس سے ہر شئی اٹھ کھڑی ہوگی۔دو نفخہ جن کا ذکر سورۂ زمر میں ہے جس وقت رب سبحانہ حساب کے لئے جلوہ افروز ہوں گے اس تجلی کو کوئی برداشت نہیں کر سکے گا۔اس لئے سب بے ہوش ہوں گے الامن شاء الله. دوسرا نفخہ قیام ینظرون کہ جس کے بعد اٹھ کر دیکھتے ہوں گے یہ تجلی کے بعد ہوگا۔اور ایک نفخہ فزع گھبراہٹ کا ہوگا جس سے کوئی شخص فنا نہیں ہوگا۔البتہ بے ہوشی طاری ہوگی۔صاحب روح المعانی نے بڑی لمبی بحث کرنے کے بعد ترجیح اس کو دی ہے کہ نفخات تین ہوں گے۔نفخة الفزع. نفخة الصعق اور نفخة البعث.

بَابُ قَوْلِهٖ وَاسْأَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِىْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ

ترجمہ۔ان بستی والوں کے متعلق آپ اُس سے دریافت کریں جو سمندر کے کنارے آباد تھے۔

اذ یعدون فی السبت یتعدون یجاوزون کے معنی میں ہے اذ تاتیھم حیتانھم یوم سبتھم شرعا شوارع.

ترجمہ۔جب کہ ہفتہ کے دن انہوں نے زیادتی کی کہ جب ان کی مچھلیاں ہفتے کے دن پانی پر ظاہر ہو کر ان کے پاس آتی تھیں۔اور دوسرے دنوں میں نہ آتی تھیں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ان بستی والوں کے متعلق جمہور کا قول یہ ہے کہ مصر سے مکہ کو حج کے لئے جاتے ہوئے جو راستہ میں پڑتی ہے وہ ایله بستی ہے۔اور بعض نے اس سے طبریہ مراد لیا ہے۔ویوم لا یسبتون الی قوله خاسئین۔یعنی سخت مشکل میں پڑنے والے۔ذلیل وخوار۔

بَابُ قَوْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا

الزبر کتب جس کا واحد زبور ہے۔زبرت کے معنی کتبت کے ہیں۔ولقد اتینا داؤد منا فضلا یاجبال اوبی معه۔ہم نے داؤد علیہ السلام کو اپنے فضل سے نوازا۔اے پہاڑ تم ان کے ساتھ مل کر تسبیح پڑھو۔مجاہد اوّبی معه کی تفسیر سجی معه سے کرتے ہیں اور الطیر پرندے بھی آپ کے ساتھ تسبیح کہیں۔ والنا له الحدید ہم نے آپ کے لئے لوہے کو نرم کیا۔ان اعمل سابغات کہ آپ اس سے زرہیں بنائیں وقدر فی السرد میخوں اور کڑیوں کو اندازے سے لگائیں۔میخیں باریک نہ ہوں کہ زنجیر بن جائے۔اور نہ ہی موٹی غلیظ ہوں کہ توڑ ڈالیں افرغ بمعنی انزل بسطة ای زیادة وفضلا.

حدیث(۳۱۷۵)حَدَّثَنَا عَبْدُ اللہِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خُفِّفَ عَلٰی دَاوٗدَ عَلَیْهِ السَّلَامُ الْقُرْاٰنُ فَکَانَ یَاْمُرُ بِدَوَآبِّهٖ فَتُسْرَجُ فَیَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ قَبْلَ اَنْ تُسْرَجَ دَوَآبُّهٗ وَلَا یَاْکُلُ اِلَّا مِنْ عَمَلِ یَدِهٖ رَوَاهُ مُوْسَی بْنُ عُقْبَةَ الخ.

ترجمہ۔حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ داؤدؑ پر زبور کا پڑھنا آسان کر دیا گیا تھا۔پس وہ خود اور اپنے عملہ کی سواریوں پر زین کسنے کا حکم دیتے تو سواریوں پر زین کسنے سے پہلے پہل وہ قرآن ختم کر لیتے تھے۔اور وہ اپنے ہاتھوں کی کمائی سے کھایا کرتے تھے موسیٰ بن عقبہ نے اس طرح روایت کیا ہے۔

حدیث (۳۱۷۶) حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ الخ عَنْ عَبْدَ اللہِ بْنَ عُمَرٍوؓ قَالَ اُخْبِرَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اَقُوْلُ وَاللہِ لَاَصُوْمَنَّ النَّهَارَ وَلَا قُوْمَنَّ اللَّیْلَ مَا عِشْتُ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْتَ الَّذِیْ تَقُوْلُ وَاللہِ لَاَصُوْمَنَّ النَّهَارَ وَلَا قُوْمَنَّ اللَّیْلَ مَا عِشْتُ قُلْتُ قَدْ قُلْتُهٗ قَالَ اِنَّکَ لَا تَسْتَطِیْعُ ذٰلِکَ فَصُمْ وَاَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ فَاِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا وَذٰلِکَ مِثْلُ صِیَامِ الدَّهْرِ فَقُلْتُ اِنِّیْ اُطِیْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ قَالَ فَصُمْ یَوْمًا وَاَفْطِرْ یَوْمَیْنِ قَالَ قُلْتُ اِنِّیْ اُطِیْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِکَ قَالَ فَصُمْ یَوْمًا وَاَفْطِرْ یَوْمًا وَذٰلِکَ صِیَامُ دَاوٗدَ وَهُوَ عَدْلُ الصِّیَامِ قُلْتُ اِنِّیْ اُطِیْقُ اَفْضَلَ مِنْهُ یَا رَسُوْلَ اللہِ قَالَ لَا اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِکَ.

ترجمہ۔حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی گئی کہ میں کہتا ہوں اللہ کی قسم! میں سارا دن روزہ رکھوں گا اور ساری رات قیام میں گذاروں گا جب تک کہ میں زندہ ہوں۔تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ کیا اللہ کی قسم کھا کر آپ نے یہ کہا ہے کہ میں جب تک زندہ ہوں دن بھر روزہ رکھوں گا اور رات بھر قیام کروں گا میں نے کہا حضرت! یہ بات میں نے کہی تو ہے۔آپؐ نے فرمایا تو یہ نہیں نباہ سکے گا۔پس تم روزہ بھی رکھو اور چھوڑ بھی دو۔قیام بھی کرو اور نیند بھی کرو اور ہر مہینہ کے تین روزے رکھ لیا کرو ہر نیکی کے بدلہ دس کا ثواب ملتا ہے۔اس حساب سے تمہیں زندگی بھر کے روزوں کا ثواب مل جائے گا میں نے کہا یا رسول اللہ! میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔آپؐ نے فرمایا تو پھر ایک دن روزہ رکھو اور دو دن افطار کرو۔میں نے کہا یا رسول اللہ! میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں تو آپؐ نے ارشاد فرمایا پھر ایک دن روزہ رکھو۔اور ایک دن افطار کرو۔یہ داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے۔اور یہ روزہ کا درمیانی طریقہ ہے میں نے کہا یا رسول اللہ! میں اس سے بہتر کی طاقت رکھتا ہوں آپؐ نے ارشاد فرمایا اس سے بہتر کوئی ہے نہیں

حدیث(۳۱۷۷)حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ یَحْیٰی الخ عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِؓ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَمْ اُنَبَّأْ اَنَّکَ تَقُوْمُ اللَّیْلَ وَتَصُوْمُ النَّهَارَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ فَاِنَّکَ اِذَا فَعَلْتَ ذٰلِکَ هَجَمَتِ الْعَیْنُ وَنَفِهَتِ النَّفْسُ صُمْ مِنْ کُلِّ شَهْرٍ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ فَذٰلِکَ صَوْمُ الدَّهْرِ اَوْ کَصَوْمِ الدَّهْرِ قُلْتُ اِنِّیْ اَجِدُنِیْ قَالَ مِسْعَرٌ یَعْنِیْ قُوَّةً قَالَ فَصُمْ صَوْمَ دَاوٗدَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَکَانَ یَصُوْمُ یَوْمًا وَیُفْطِرُ یَوْمًا وَلَا یَفِرُّ اِذَا لَاقٰی.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کیا یہ اطلاع مجھے ٹھیک ملی ہے کہ تم رات بھر قیام کرتے ہو۔ اور دن بھر روزہ رکھتے ہو۔ میں نے ہاں میں جواب دیا آپؐ نے فرمایا اگر تم نے ایسا کیا تو تمہاری آنکھیں گڑ جائیں گی یعنی بصارت کمزور ہو جائے گی اور تمہارا جسم تھک جائے گا۔ پس ہر مہینے کے تین روزے۔ ایام بیض کے رکھ لیا کرو۔ یہ زندگی بھر کے روزے ہیں یا زندگی بھر کے روزے کی طرح ہیں۔ میں نے عرض کی کہ میں اپنے اندر طاقت محسوس کرتا ہوں۔ تو پھر آپؐ نے فرمایا حضرت داؤد علیہ السلام والے روزے رکھو۔ جو ایک دن روزہ رکھتے تھے دوسرے دن افطار کرتے تھے اور جب دشمنوں سے مڈبھیڑ ہوتی تو بھاگا نہیں کرتے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ لاتعظم فیفصم کیونکہ لمبا حلقہ ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ قسطلانیؒ فرماتے ہیں فیفصم یعنی کڑی کو توڑ دے گی۔ اس لئے اسے ضرورت کے مطابق بناؤ کہتے ہیں ہر روز ایک زرہ بنتی تھی جس کو چھ ہزار درہم میں بیچتے تھے۔ دو ہزار تو اہل وعیال کے لئے اور باقی چار ہزار سے بنی اسرائیل کو کھانا کھلاتے تھے۔ صاحب جمل نے داؤد علیہ السلام کی زرہوں میں میخوں کے بارے میں اختلاف نقل کیا ہے۔ مولانا محمد حسن کی تقریر میں مسامیر سے حلقے اور کڑیاں مراد ہیں میخیں نہیں۔ تسلسل یعنی کپڑے کی طرح نرم اور بے طاقت ہوتے تھے۔ فصم کے معنی قطع کرنے کے ہیں کہ بڑے بڑے حلقے مار سے ٹوٹ جاتے۔

بَابُ اَحَبُّ الصَّلٰوۃِ اِلَی اللّٰہِ صَلٰوۃُ دَاوٗدَ وَاَحَبُّ الصِّیَامِ

اِلَی اللّٰہِ صِیَامُ دَاوٗدَ کَانَ یَنَامُ نِصْفَ اللَّیْلِ وَیَقُوْمُ ثُلُثَهٗ وَیَنَامُ سُدُسَهٗ وَیَصُوْمُ یَوْمًا وَّیُفْطِرُ یَوْمًا قَالَ عَلِیٌّ وَّھُوَ قَوْلُ عَآئِشَةَ مَآ اَلْفَاهُ السَّحَرُ عِنْدِیْ اِلَّا نَآئِمًا

ترجمہ۔ باب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ نماز داؤد علیہ السلام کی نماز ہے اور پسندیدہ روزہ بھی داؤد علیہ السلام کا ہے۔ وہ آدھی رات کو سوتے تھے۔ اور تیسرا حصہ رات کا قیام کرتے اور آخری چھٹے حصہ میں سو جاتے تھے۔ اور ایک دن روزہ رکھتے اور دوسرے دن افطار کرتے کہ روزہ نہ رکھتے۔ علی بن مدینی فرماتے ہیں کہ یہ حضرت عائشہؓ کا قول ہے کہ عموماً سحری کے وقت آپ میرے پاس سوئے ہوئے ہوتے تھے یہ آخری سدس لیل ہوگا۔

حدیث (۱۷۸۳) **حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدِ الخ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ وَقَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ الصِّیَامِ اِلَی اللّٰہِ صِیَامُ دَاوٗدَ کَانَ یَصُوْمُ یَوْمًا وَّیُفْطِرُ یَوْمًا وَّاَحَبُّ الصَّلٰوۃِ اِلَی اللّٰہِ صَلٰوۃُ دَاوٗدَ کَانَ یَنَامُ نِصْفَ اللَّیْلِ وَیَقُوْمُ ثُلُثَهٗ وَیَنَامُ سُدُسَهٗ.**

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف زیادہ محبوب روزہ حضرت داؤد علیہ السلام کا ہے کہ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن روزہ نہیں رکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب نماز داؤد علیہ السلام کی تھی جو آدھی رات تک سوتے تھے تیسرا حصہ رات کا عبادت میں گذارتے تھے اور چھٹا حصہ باقی نیند کرتے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ ربنا افرغ علینا صبرا میں افرغ کے معنی انزل اتارنے کے ہیں۔ وھو قول عائشةؓ یعنی رات کے آخری چھٹے حصہ کی نیند ہی حضرت عائشہؓ کے قول کی مراد ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ لاالفاہ السحر عندی الانائما. شیخ گنگوہیؒ نے آیت کی طرف اشارہ کر کے قول حافظ ابن حجرؒ پر تنبیہ کرنا ہے کہ فتح الباری میں وہ لکھتے ہیں کہ میں نے داؤدؑ کے قصہ میں کہیں بھی اس کلمہ تفرغ کو نہیں پایا۔ اور قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ اس کلمہ کو یہاں

ہونا نہ چاہئیے۔ میرے نزدیک اس کے اسقاط کی کوئی وجہ نہیں ہے اس لئے یہ سب آیات داؤدعلیہ السلام کے قصہ سے متعلق ہیں وقتل داؤد جالوۃ واتاہ اللہ الملک والحکمۃ اور یہ سب ان کی نبوت کے زمانہ سے پہلے کا ہے۔ کیونکہ داؤدعلیہ السلام طالوت کے لشکر میں موجود تھے۔ حافظؒ پر تعجب ہے کہ انہوں نے زادہ بسطۃ فی العلم والجسم کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے داؤدعلیہ السلام کو زیادتی۔ فضیلت اور کثرت عطا فرمائی۔ حالانکہ یہ تو طالوت کے قصہ سے متعلق ہے۔ اوران آیات کا آخری حصہ داؤدعلیہ السلام کے متعلق ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ لایفیر اذالاقی یعنی ایک دن روزہ اور ایک دن افطار کر کے کمزور نہیں ہوتے تھے۔ کہ دشمن کے مقابلہ میں بھاگ کھڑے ہوں۔ بلکہ جو شخص مسلسل روزے رکھے گا وہ کمزور ہو جائے گا۔ دشمن کا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔

بَابُ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَاالْاَيْدِ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ اِلٰى قَوْلِهٖ

وفصل الخطاب قال مجاهد الفهم فی القضاء یعنی مجاہد فصل الخطاب کے معنی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں فیصلے کرنے کی سمجھ عطا فرمائی تھی۔ ولاتشطط ای ولاتسرف اسراف بے جا نہ کرو۔ واھدنا الی سواء الصراط اور ہمیں سیدھے راستہ کی ہدایت نصیب فرما۔ ان ھذااخی له تسع وتسعون نعجة کہ میرے اس بھائی کی ننانوے نعجه ہیں۔ اور نعجه عورت کو بھی کہتے ہیں۔ اور بکری کو بھی نعجه کہتے ہیں۔ ولی نعجة واحدة اور میری صرف ایک بیوی ہے۔ فقا ل اکفلنیها مثل وکفلهاز کریا ضمها یعنی اس کو بھی اپنے ہاں ملالیا۔ وعزنی ای غلبنی یعنی مجھ پر غالب آ گیا کہ میرے سے زیادہ عزت والا ہو گیا۔ اعززته یعنی میں نے اس کو عزیز بنایا۔ فی الخطاب یقال المحاورة یعنی بات چیت کرتے ہیں۔ فقد ظلمک بسؤال نعجتک الی نعاجه. یعنی تیری ایک بیوی کو اپنی ننانوے بیویوں کے ساتھ ملانے میں سوال کر کے اس نے تجھ پر ظلم کیا۔ وان کثیرا من الخلطاء الشرکاء فتناه ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس کے معنی ہیں ہم نے ان کو آزمایا۔ یہ تخفیف کے ساتھ ہے۔ اور ایک قرأۃ تشدید کی بھی ہے۔ فتنا ہ معنی ایک ہیں فاستغفر ربه وخرراکعا واناب یعنی اپنے رب سے بخشش طلب کی۔ رکوع کرتے ہوئے گر پڑے۔ اور اللہ کی طرف خوب متوجہ ہوئے۔

حدیث (۳۱۷۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ الخ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍؓ اَسْجُدُ فِیْ صٓ فَقَرَأَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ حَتّٰى اَتٰى فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ فَقَالَ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ اُمِرَ اَنْ يَّقْتَدِيَ بِهِمْ.

ترجمہ۔ حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا کہ کیا آپ سورۃ ص میں سجدہ تلاوت کرتے ہیں تو انہوں نے یہ آیت پڑھی ومن ذریته داودو سلیمان فبهدهم اقتده تک اس کو پڑھا ابن عباسؓ نے فرمایا کہ تمہارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں میں سے ہیں جن کو ان حضرات کی اقتداء کرنے کا حکم ہوا ہے۔ تو جب داؤدؑ نے سجدہ کیا ہے تو ہمیں بھی کرنا چاہیے اس لئے احنافؒ سورہ ص میں سجدہ تلاوت کے قائل ہیں۔

حدیث (۳۱۸۰) حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ لَيْسَ صٓ مِنْ عَزَائِمِ السُّجُوْدِ وَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِيْهَا.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ص کا سجدہ ضروری سجدوں میں سے نہیں ہے۔ البتہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں سجدہ کرتے دیکھا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ اکفلنیها مثل الخ اس عبارت کا مقصد یہ ہے کہ اس جگہ کفالت سے اپنی طرف ملالینا وہ کفالت جو قرضے

کی ہوتی ہے۔ وہ ضمانت مرادنہیں۔ فعلها زکریا بالتخفیف ہے۔ اس قرأت کی طرف مؤلف کا میلان معلوم ہوتا ہے یہاں بھی ختم کے معنی ہیں ضمانت کے نہیں ہیں۔ من عزائم السجود یعنی آیت کے اندر کوئی ایسا صیغہ امر کا نہیں ہے جو اس سجدہ کے جواب کی تائید کرتا ہو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ شیخ گنگوہیؒ نے کوکب میں فرمایا ہے لیس من عزائم السجود ای مؤکدات السجود اور یہ وجوب سورۃ کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے جب دوام سجدہ ثابت ہے تو وجوب ہو گیا۔ اگر چہ آیت اور روایت میں امر کا صیغہ نہیں ہے۔ شیخ گنگوہیؒ کوکب میں فرماتے ہیں کہ عزائم سجود میں صحابہ کرامؓ کا اختلاف ہے۔ چنانچہ صرف پانچ کو عزائم کہا گیا ہے اعراف کا بنو اسرائیل. والنجم. الانشقاق اور اقرأ. یہ ابن مسعودؓ کا قول ہے۔ اور حضرت علیؓ سے چار مروی ہیں۔ الم تنزیل. حم تنزیل. النجم و اقرا. اور بعض نے صرف تین کہے ہیں۔ اور اس بارے میں روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ سورہ ص میں سجدہ ہے۔

بَاب قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ نِعْمَ الْعَبْدُ

انه اواب الراجع إلمنيب وقوله هب لی ملکا لاینبغی لاحد من بعدی کہ مجھے ایسی مملکت عطا فرما جو میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو۔ وقوله واتبعوا ماتتلوالشيطين علی ملک سیلمان ولسلیمان الریح غدوها شهر ورواحها شهر واسلنا له عین القطر الحدید یعنی لوہے کا چشمہ۔ ومن الجن من یعمل بین یدیه باذن ربه ومن یزغ منهم عن امرنا نذقه من عذاب السعیر. یعنی کچھ جن بھی ان کے سامنے کام کرتے رہتے تھے۔ اور جو شخص ان میں سے ہمارے حکم سے پھرے گا اس کو جلانے والی جہنم کا عذاب چکھائیں گے۔ یعملون له مایشاء من محاریب. مجاہدؒ فرماتے ہیں۔ محارب سے وہ عمارتیں مراد ہیں جو محلات سے کم ہوں۔ وتما ثیل وجفان کالجواب. اور بعض نے محارب سے چبوترہ مسجد اور مصلی بھی مراد لیا ہے۔ قطر کے معنی پیتل۔ تما ثیل ملائکہ اور انبیاء کی تصویریں۔ جفان جمع جفة کی بڑے بڑے ٹب۔ جو اب جمع جا بیه کی بڑے بڑے حوض جہاں اونٹ پانی پئیں۔ اور ابن عباسؓ کی تفسیر میں ہے کالجوبة من الارض یعنی زمین کا وہ حصہ جو حوض کی طرح ہو۔ وقدور راسیات قدور جمع قدر کی۔ دیگ۔ راسیات۔ مضبوط جو حرکت نہ کر سکے۔ اعملوا ال داؤد شکرا وقلیل من عبادی الشکور. اے داؤد کا خاندان شکر کو عمل میں لاؤ۔ یعنی ہمیشہ شکر کرو۔ کیونکہ میرے بندوں میں سے شکر گزار تھوڑے ہیں۔ الادابة الارض لکڑی کا کیڑا۔ یعنی دیمک۔ تاکل منساته ای عصاه آپ کی لاٹھی کو دیمک کھا تا تھا۔ فلما خر سے لے کر فی العذاب المهین تک۔ حب الخیر عن ذکر ربی کلمه عن بمعنی من کے ہے۔ کہ میرے رب کے ذکر سے گھوڑوں کی محبت نے پھیر دیا۔ فطفق مسحا یمسح اعراه الخیل وعراقبها. یعنی گھوڑوں کی گردن کے بالوں اور ان کی ایڑیوں کے پٹور کو چھوتے تھے۔ الاصفاد الوثاق یعنی بندھن۔ آگے مجاہدؒ کی تفسیر ہے۔ الصافنات وہ گھوڑا جو اپنی دو ٹانگوں میں سے ایک کھر کے کنارے پر کھڑا کرے۔ الجیا د اسراع جلدی دوڑنے والے۔ جسد ا شیطانا رخاء طیبة اچھی ہوا۔ حیث اصاب حیث شاء جہاں چاہے پہنچے۔ فامنن اعط بغیر حساب بغیر حرج.

حدیث(۳۱۸۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ عِفْرِيْتًا مِّنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ الْبَارِحَةَ لِيَقْطَعَ عَلَیَّ صَلٰوتِیْ فَاَمْكَنَنِیَ اللّٰهُ مِنْهُ فَاَخَذْتُهٗ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَرْبِطَهٗ عَلٰی سَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِی الْمَسْجِدِ حَتّٰی تَنْظُرُوْا اِلَيْهِ كُلُّكُمْ فَذَكَرْتُ دَعْوَةَ اَخِیْ سُلَيْمَانَ رَبِّ هَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا يَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ فَرَدَدْتُّهٗ خَاسِئًا عِفْرِيْتٌ مُّتَمَرِّدٌ مِّنْ اِنْسٍ اَوْ جَانٍّ مِّثْلُ زَبِيْنَةٍ جَمَاعَتُهَا الزَّبَانِيَةُ.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بہت ہی سرکش جن گذشتہ رات میرے سامنے آیا۔ تاکہ میری نماز میں گڑبڑ پیدا کرے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے اس پر قدرت دے دی کہ میں نے اس کو پکڑ لیا۔ میرا خیال تھا کہ میں اسے مسجد کے ستونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ باندھ دوں۔ تاکہ تم سب کے سب لوگ اسے دیکھ لو۔ مگر مجھے اپنے بھائی حضرت سلیمانؑ کی دعا یاد آ گئی۔ اے میرے رب میری بخشش فرما۔ اور مجھے ایسی حکومت عطا فرما جو میرے بعد اور کسی کے لائق نہ ہو۔ تو میں نے اس کو نامراد اور ذلیل واپس کر دیا۔ عفریت کے معنی سخت سرکش کے ہیں۔ خواہ وہ انسان ہو یا جن ہو۔ مثل زبینه کے جس کی جمع زبانیہ ہے دفع کرنے والے۔ عرب کے ہاں دربان کو کہتے ہیں۔

حدیث(۳۱۸۲) حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مُخَلَّدٍ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ لَاَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰی سَبْعِيْنَ اِمْرَاَةً تَحْمِلُ كُلُّ اِمْرَاَةٍ فَارِسًا يُجَاهِدُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَلَمْ يَقُلْ وَلَمْ تَحْمِلْ شَيْئًا اِلَّا وَاحِدًا سَاقِطًا اِحْدٰی شِقَّيْهِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قَالَهَا لَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ شُعَيْبٌ وَابْنُ اَبِی الزِّنَادِ تِسْعِيْنَ وَهُوَ اَصَحُّ.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ حضرت سلیمانؑ بن داؤدؑ نے کہا آج رات میں ستر عورتوں سے ہمبستری کروں گا ان میں سے ہر عورت ایک گھوڑے سوار سے حاملہ ہوگی۔ جو اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے۔ ان کے ساتھی نے ان سے کہا بھی سہی کہ انشاء اللہ کہہ دو لیکن وہ نہ کہہ سکے تو ان میں سے کوئی عورت بھی کسی چیز سے حاملہ نہ ہوئی۔ سوائے ایک ناتمام بچے کے۔ جس کے دو پہلوں میں سے ایک مارا ہوا تھا۔ پس حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ یہ کلمہ انشاء اللہ کا کہہ دیتے تو وہ سب کے سب جوان ہو کر اللہ کے راستہ میں جہاد کرتے شعیب اور ابی الزناد سے ستر کی بجائے نوے نقل کیا ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ صحیح بھی یہی ہے۔

حدیث(۳۱۸۳) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ حَفْصٍ الخ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّؓ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ اَوَّلُ قَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ ثُمَّ الْمَسْجِدُ الْاَقْصٰی قُلْتُ كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا قَالَ اَرْبَعُوْنَ ثُمَّ قَالَ حَيْثُمَا اَدْرَكَتْكَ الصَّلٰوةُ فَصَلِّ وَالْاَرْضُ لَكَ مَسْجِدٌ.

ترجمہ۔ حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! سب سے پہلے کون سی مسجد روئے زمین پر رکھی گئی آپؐ نے فرمایا مکہ کی مسجد حرام جس کو ابراہیمؑ نے بنایا۔ میں نے پوچھا پھر کونسی آپؐ نے فرمایا دمشق کی مسجد اقصیٰ جس کو سلیمانؑ نے بنوایا۔ میں نے پوچھا ان دونوں کی تعمیر کے درمیان کتنا فاصلہ تھا۔ فرمایا چالیس سال کا۔ پھر جہاں بھی تمہیں نماز کا وقت آ جائے وہاں نماز پڑھ لو۔ کیونکہ ساری روئے زمین سجدہ گاہ ہے۔ فضیلت ان دو مسجدوں کو حاصل ہے۔

حدیث(۳۱۸۴) حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ الخ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَؓ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَثَلِیْ وَمَثَلُ النَّاسِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اِسْتَوْقَدَ نَارًا فَجَعَلَ الْفَرَاشُ وَهٰذِهِ الدَّوَابُّ تَقَعُ فِی النَّارِ وَقَالَ كَانَتِ امْرَاَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا جَآءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ اَحَدِهِمَا فَقَالَتْ صَاحِبَتُهَا اِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ وَقَالَتِ الْاُخْرٰی اِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ فَتَحَاكَمَتَا اِلٰی دَاوٗدَ فَقَضٰی بِهٖ لِلْكُبْرٰی فَخَرَجَتَا عَلٰی سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوٗدَ فَاَخْبَرَتَاهُ فَقَالَ ائْتُوْنِیْ بِالسِّكِّيْنِ اَشُقُّهٗ بَيْنَكُمَا فَقَالَتِ الصُّغْرٰی لَا تَفْعَلْ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ هُوَ ابْنُهَا

فَقَضٰی بِهٖ لِلصُّغْرٰی قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ وَاللهِ اِنْ سَمِعْتُ بِالسِّكِّيْنِ اِلَّا يَوْمَئِذٍ وَمَا كُنَّا نَقُوْلُ اِلَّا الْمُدْيَةَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے میرا اور لوگوں کا حال اس شخص کے حال کی طرح ہے جیسے کسی آدمی نے آگ روشن کی تو یہ پتنگے اور یہ لکڑیاں آگ میں گرتی ہیں۔ فرمایا کہ دو عورتیں تھیں جن کے ساتھ دو بچے تھے بھیڑیا آکر ان میں سے ایک کے بیٹے کو لے گیا۔ تو اس کی ساتھی کہنے لگی کہ بھیڑیا تو تیرے بیٹے کو لے گیا ہے دوسری کہتی تھی کہ تیرے بیٹے کو لے گیا ہے۔ تو دونوں حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس فیصلہ لے کر آئیں داؤد علیہ السلام نے بڑی عورت کے لئے فیصلہ کر دیا۔ پھر دونوں حضرت سلیمانؑ بن داؤدؑ کے پاس آئیں اور اپنے واقعہ کی آپ کو اطلاع دی آپ نے فرمایا چھری لے آؤ تا کہ میں چیر کر اس بچے کو ان دونوں کے درمیان تقسیم کر دوں تو چھوٹی بولی اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے ایسا نہ کرو۔ یہ بچہ اسی کا بیٹا ہے۔ تو آپ نے اس چھوٹی کے بارے میں فیصلہ سنا دیا۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں اللہ کی قسم! میں نے سکین کا لفظ صرف اسی دن سنا ہے ورنہ ہم تو چھری کو مدیہ کہا کرتے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ عن ذکر ربی من ذکر ربی مصنفؒ نے اس سے من کی ترجیح کی طرف اشارہ کیا ہے۔ کیونکہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ میں نے ماں کی محبت کو ترجیح دی۔ اپنے رب کے ذکر سے اعراض کرتے ہوئے۔ کہ میں اسی ذکر سے بیٹھ گیا۔ دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ کلمہ عن کلمہ علی کے معنی میں ہے۔ کہ میں نے حب الخیر دوسری پر ترجیح دی مؤلفؒ نے کلمہ من زائد کر کے پہلے کو ترجیح دی ہے۔ کیونکہ کلمہ عن کبھی کلمہ علی کے معنی میں نہیں آیا۔ تو عن کو معنی حقیقی پر محمول کرنے کی وجہ سے ترجیح ہوگی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ تعجب ہے کہ شراح میں سے کسی صاحب نے اس کا تعرض نہیں کیا۔ شیخ گنگوہیؒ نے افادہ میں دو احتمالوں کو ذکر کیا جن کو صاحب جمل نے بھی اختیار کیا ہے۔ فرمایا حب الخیر میں کئی احتمال ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہ احببت کا مفعول ہے ترجیح دی میں نے۔ اور حضرت علیؓ سے عن بمعنی علی سے منقول ہے۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ انبت کے معنی کو متضمن ہے۔ جس کا صلہ عن آیا کرتا ہے۔ اور پانچویں معنی یہ ہیں۔ احببت ہر کت ای قعدت عن ذکر ربی کے ہے اور بعض نے تقاعدت کے معنی میں لیا ہے تو حب الخیر مفعول لہ ہوگا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ جسد اشیطانا الخ والقینا علی کرسیہ جسدا. جسد کی تفسیر شیطان سے کی گئی جس میں اس کو توہین تحقیر اور عدم مبالات ہے۔ گویا کہ وہ کوئی معتد بہ چیز نہیں ہے کہ اسے عقل اور رائے کی طرف منسوب کیا جائے۔ گویا کہ وہ ایک جسد ہے جس کی نہ عقل ہے نہ روح ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ کہتے ہیں کہ اس شیطان کا نام آصف تھا جس سے حضرت سلیمانؑ نے پوچھا تھا کہ تو لوگوں کو کیسے گمراہ کرتا ہے۔ یا ان کو فتنہ میں مبتلا کرتا ہے۔ اسنے کہا اپنی انگوٹھی مجھے دکھایئے۔ پھر میں آپ کو بتلاتا ہوں۔ انگوٹھی لے کر اس نے سمندر میں ڈال دی۔ سلیمانؑ کی حکومت چلی گئی وہ آپ کی کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے سلیمانؑ کی بیگمات کو اس کے اثر سے محفوظ رکھا کہ وہ ان کے قریب نہیں جا سکا۔ حضرت سلیمانؑ ان سے کھانا طلب کرتا تھا وہ خوب پہچانتا تھا لیکن وہ لوگ آپ کی تصدیق نہ کرتے یہاں تک کہ ایک بی بی نے آپ کو مچھلی دی۔ جس سے ان کا پیٹ ٹھیک ٹھاک ہو گیا۔ اور پیٹ کے اندر سے ہی ان کو انگوٹھی مل گئی۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو حکومت واپس کر دی۔ حافظؒ نے مختلف روایات نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اس جنی کا نام آصف تھا جس کے پاس علم من الکتاب تھا۔ ویسے اس جسد کے بارے میں اہل تفسیر کے اقوال کثیرہ ہیں۔ جن کو اپنی تفاسیر میں بسط سے بیان کیا ہے۔ بالخصوص امام رازیؒ نے پھر اس کی ترجیح میں بھی اقوال کثیرہ نقل ہوئے ہیں۔ حافظ کا میلان بھی فتح الباری میں یہی معلوم ہوتا ہے کہ جسد سے شیطان مراد ہے۔ اور محلی نے بھی جلالین میں یہی کہا ہے کہ جسدا سے مراد شیطان ہے۔ وہ صخر تھا یا کوئی اور۔

ولاروح صاحب جملؒ فرماتے ہیں کہ جنی کو جسد اس لئے کہا گیا کہ جسد وہ جسم ہے جس میں روح نہ ہو۔ تو جب اس نے سلیمانؑ کی شکل اختیار کی تو گویا کہ وہ ایسی صورت تھی جس میں روح نہیں تھی۔ کیونکہ وہ روح سلیمانؑ سے خالی تھی۔ اگر چہ اس میں جنی کی روح تھی۔ قاضی بیضاویؒ نے بھی اشارہ کیا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ فلم یقل بلسانه یعنی سلیمانؑ نے زبان سے انشاء اللہ نہ کہا اگر چہ ان کے دل میں تھا اور صاحبه سے فرشتہ یا ساتھی مراد ہے۔ تسعین ساٹھ۔ ستر۔ نوے اور سو کی روایات ہیں۔ تطبیق کی صورت یہ ہے کہ ساٹھ تو حرائر تھیں باقی باندیاں تھیں۔

اربعون سنة یہ بنائے اوّل کے اعتبار سے ہے۔ ورنہ ابراہیمؑ بھی مجدد ہیں اور سلیمانؑ بھی بیت المقدس کے مجدد ہیں۔ ان دو حضرات کے درمیان ہزار سال سے زیادہ کا فاصل ہے۔

جعل الفراش اس حدیث کا تعلق قصہ داؤدؑ سے کیا ہے۔ ایک جواب تو یہ ہے کہ مقصود تو مابعد کا قصہ ہے۔ اس حدیث کے ٹکڑے کو جیسے راوی نے سنا تھا اسی طرح روایت کر دیا۔ یا یہ کہ متابعت انبیاء خلاصی کا موجب ہے جیسے بڑی عورت کے شر سے چھوٹی کو خلاصی نصیب ہوئی۔ باقی سلیمانؑ کا فیصلہ یا تو داؤدؑ کے فیصلے کے لئے ناسخ ہے یا مشاورت کی بنا پر ہے۔ کہ داؤدؑ نے سلیمانؑ کے مشورہ کو قبول کر لیا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ اِلٰى قَوْلِهٖ عَظِيْمٌ

يَا بُنَيَّ اِنَّهَا اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اِلٰى فَخُوْرٍ تُصَعِّرُ الْاِعْرَاضُ بِالْوَجْهِ

حدیث(۳۱۸۵)حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ قَالَ اَصْحٰبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّنَا لَمْ يَلْبِسْ اِيْمَانَهٗ بِظُلْمٍ فَنَزَلَتْ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جب الذین امنو ولم یلبسوا الخ نازل ہوئی تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ نے عرض کی کہ ہم میں سے کون سا ایسا آدمی ہے جس نے اپنے ایمان کو ظلم سے نہ ملایا ہو۔ تو آیت نازل ہوئی کہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرو کیونکہ شرک ظلم عظیم ہے تو ظلم سے شرک مراد ہوا۔

حدیث(۳۱۸۶)حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِؓ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ شَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّنَا لَا يَظْلِمُ نَفْسَهٗ قَالَ لَيْسَ ذٰلِكَ اِنَّمَا هُوَ الشِّرْكُ اَلَمْ تَسْمَعُوْا مَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جب الذین امنوا الخ نازل ہوئی تو یہ بات مسلمانوں پر بہت گراں گزری۔ کہنے لگے یا رسول اللہ! ہم میں سے کون شخص ہے۔ جس نے اپنی جان پر ظلم نہ کیا ہو۔ فرمایا یہ عام ظلم مراد نہیں ہے بلکہ اس سے شرک مراد ہے۔ کیا تم نے نہیں سنا جو بات لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہی تھی کہ پیارے بیٹے! شرک نہ کرنا۔ اس لئے کہ شرک ظلم عظیم ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ حضرت امام بخاریؒ کے طرز سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس اختلافی مسئلہ کا فیصلہ کر رہے ہیں کہ آیا لقمان نبی تھے یا حکیم تھے جمہور کے مسلک کے خلاف امام بخاریؒ انہیں انبیاء علیہم السلام میں شمار کر رہے ہیں کہ ایمان کی دعوت اور شرک سے ممانعت نبی ہی کر سکتا ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ وَاضْرِبْ لَھُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْیَۃِ اِذْ جَآءَ ھَا الْمُرْسَلُوْنَ

تشریح از قاسمیؒ۔ قریہ سے انطاکیہ مراد ہے۔ اور مرسلون سے رسل عیسی مراد ہیں۔ جن کے نام قاضی بیضاویؒ کی تحقیق کے مطابق یوحنا یا یحیی۔ یونس اور شمعون ہیں۔

قال مجاھد فعززناھم شددنا یعنی ہم نے ان کو تیسرے سے تقویت پہنچائی۔

وقال ابن عباسؓ طائرکم مصائبکم کے معنی میں ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی ذِکْرُ رَحْمَةِ رَبِّکَ عَبْدَہٗ زَکَرِیَّا اِلٰی قَوْلِہٖ لَمْ نَجْعَلْ لَّہٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا

قال ابن عباسؓ مثلا سمیا کی تفسیر مماثل سے کی ہے۔ اور تعال سے بتلاتا ہے کہ فعیل بمعنی مفعول کے ہے۔ رضیا بمعنی مرضیا کے۔ عتیا بمعنی عصیا. عتا یعتو ا سے ہے سرکشی کرنا۔ قال رب انی یکون لی غلام و کانت امرأتی عاقرا وقد بلغت من الکبر عتیا. الی قولہ ثلث لیال سویا ویقال صحیحا فخرج علی قومہ من المحراب فاوحی الیھم ان سبحوا بکرۃ وعشیا فاوحی الیھم فاشار یایحیی خذ الکتاب بقوۃ الی قولہ ویوم یبعث حیاحفیا لطیفا عاقرا الذکر والانثی سواء یانچھ مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے برابر ہے۔

حدیث(۳۱۸۷) حَدَّثَنَا ھُدْبَۃُ بْنُ خَالِدٍ الخ عَنْ مَالِکِ بْنِ صَعْصَعَۃَؓ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَدَّثَھُمْ عَنْ لَیْلَۃِ اُسْرِیَ ثُمَّ صَعِدَ حَتّٰی اَتَی السَّمَآءَ الثَّانِیَۃَ فَاسْتَفْتَحَ قِیْلَ مَنْ ھٰذَا قَالَ جِبْرِیْلُ قِیْلَ وَمَنْ مَّعَکَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِیْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَیْہِ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا یَحْیٰی وَعِیْسٰی وَھُمَا ابْنَا خَالَۃٍ قَالَ ھٰذَا یَحْیٰی وَعِیْسٰی فَسَلِّمْ عَلَیْھِمَا فَسَلَّمْتُ فَرَدَّا ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ.

ترجمہ۔ حضرت مالک بن صعصعہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات کے متعلق انہیں حدیث بیان کی جس رات آپؐ کو سیر کرائی گئی۔ پھر آپؐ اوپر کو چڑھے یہاں تک کہ دوسرے آسمان تک پہنچے پس دروازہ کھلوایا گیا کہا گیا یہ کون ہے۔ کہا جبرائیلؑ ہے کہا گیا آپ کے ساتھ کون ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کہا گیا کہ آپ کی طرف پیغام بھیجا گیا ہے۔ کہا ہاں پس آپ فرماتے ہیں جب میں وہاں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ یحییٰؑ اور عیسیٰؑ دونوں پیغمبر موجود ہیں جو دونو خالہ کے بیٹے ہیں جبرائیلؑ نے فرمایا یہ یحییٰؑ اور عیسیٰؑ ہیں۔ پس آپ ان پر سلام پڑھیں۔ میں نے سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر دونوں فرمانے لگے خوش آمدید ہو نیک بھائی اور صالح نبی کے لئے۔

بَابُ قَوْلِہٖ وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ مَرْیَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَھْلِھَا

واذقالت الملائکۃ یامریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ وقولہ ان اللہ اصطفی ادم ونوحا وال ابراھیم وال عمران علی العالمین الی قولہ بغیر حساب وقال ابن عباسؓ وال عمران المؤمنین من ال ابراھیم وال یسین وال محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آل عمران سے آل ابراھیم و آل یاسین و آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤمن لوگ

مراد ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ان اولی الناس بابراھیم للذین اتبعوہ وھم المؤمنون ویقال ال یعقوب اھل یعقوب فاذا صغروا ردوہ الی الاصل قالو اھیل. اور آل یعقوب اہل یعقوب کو کہا جاتا ہے۔ جب آل کی تصغیر کرتے ہیں تو اس کو اس کے اصل اھیل کی طرف لوٹاتے ہیں۔ یہ سیبویہ کا قول ہے۔ جمہور آل میؤل یرجع کے معنی میں لیتے ہیں۔ کل شیئ یرجع الی اھلہ.

حدیث (۳۱۸۸) حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ الخ قَالَ اَبُوْھُرَیْرَۃُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا مَنْ بَنِیْ اٰدَمَ مَوْلُوْدٌ اِلَّا یَمَسُّہُ الشَّیْطَانُ حِیْنَ یُوْلَدُ فَیَسْتَھِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسِّ الشَّیْطَانِ غَیْرَ مَرْیَمَ وَابْنِھَا ثُمَّ یَقُوْلُ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ وَاِنِّیْ اُعِیْذُھَا بِکَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے ہیں آدم کی اولاد میں سے جو بچہ پیدا ہوتا ہے تو پیدا ہوتے وقت شیطان اسے ضرور چھوتا ہے۔ شیطان کے چھونے کی وجہ سے بچہ چیخ کر اونچی آواز کرتا ہے سوائے مریم اوران کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کے۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ان کی ماں نے دعا مانگی کہ میں اس بی بی مریم کو اور ان کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ آل عمران المؤمنون یہ تخصیص بعد تعمیم ہے۔ کیونکہ آل عمران تو آل ابراہیم میں داخل ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ صاحب جمل فرماتے ہیں کہ اگر سوال ہو کہ آل عمران تو آل ابراہیم میں داخل ہے۔ پھر صراحۃً ذکر کرنے کا کیا فائدہ ہے۔ جواب یہ ہے کہ یہ تخصیص بعد تعمیم نہیں ہے۔ بلکہ شرافت بیان کرنے کے لئے صراحۃً ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ جیسے کہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سید العالمین آل ابراہیم میں داخل ہیں۔ لیکن زیادہ شرف کے لئے صراحۃً الگ ذکر کیا گیا۔ لیکن یہ جوابات اس صورت میں ہیں جب کہ آل کو اپنے اصلی معنی اہل پر محمول کیا جائے ورنہ صاحب جلالین کا میلان اس طرف ہے کہ یہ لفظ زائد ہے تحسین کلام کیلئے تو آل ابراہیم وآل عمران سے خود ان کی ذات مراد ہے۔ چنانچہ صاحب جمل فرماتے ہیں کہ آل ابراہیم لفظ آل مقحم ہے یا آل بمعنی نفس کے ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ آل ابراہیم آل عمران عام ہیں۔ مراد ان میں سے خاص مؤمنین ہیں۔ اور آل یاسین جو ان الیاس لمن المرسلین میں ہے اس میں بھی مؤمنون مراد ہیں بعض نے کہا اور یٰسؑ مراد ہیں خلاصہ یہ ہے کہ اس تاکید سے خاص مؤمنین مراد ہیں امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ آل ابراہیم سے خاص کر ان کی اولاد مراد ہے۔ اور یہی من ذریتی سے مراد ہے۔ رہا آل عمران اس میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا کہ عمران سے والد موسیٰؑ وہارونؑ مراد ہیں۔ جو یعقوبؑ کی اولاد میں سے ہیں۔ تو آل عمران موسیٰؑ اور ہارونؑ اور ان کے اتباع مراد ہوں گے۔ اور بعض نے کہا کہ عمران سے والد مریم مراد ہیں۔ تو یہ سلیمان بن داؤد کی نسل سے ہوں گے۔ تو یہود ابن یعقوب کی نسل سے ہوں گے۔ اور ان دونوں عمرانوں میں اٹھارہ سو سال کا فاصلہ ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ غیر مریم وابنھا یہ فضیلت جزئیہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فضیلت کلی حاصل ہے۔ یا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مستثنیٰ ہیں۔ نیز بسا اوقات متکلم کلام کرتا ہے۔ جس سے اس کی مراد غیر متکلم ہوتا ہے۔ عموماً یہی ہوتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ ما مولود میں ما غیر عامل ہے۔ تو مستثنیٰ مفرغ ہوگا۔ نیز! صارخا کی تصریح سے معتزلہ کا رد ہوا جو کہتے ہیں کہ مس شیطان سے تخییل ہے۔ تو صارخا سے تصریح ہوگئی کہ وہ مس مراد ہے جو تکلیف دہ ہے۔ بلکہ قاضی بیضاویؒ نے تو کہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام سب کے سب مس شیطان سے محفوظ ہوتے ہیں۔

بَابُ وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَاكِ

اِلٰی قَوْلِهٖ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ يُقَالُ يَكْفُلُ يَضُمُّ كَفَلَهَا ضَمَّهَا مُخَفَّفَةً لَيْسَ مِنْ كَفَالَةِ الدُّيُوْنِ وَشِبْهِهَا

یعنی کفل مخفف ہے مشدد نہیں ہے۔ جس کے معنی ملانے کے ہیں۔ یہ قرضوں کی ضمانت یا اس قسم کی دوسری ضمانت کے معنی میں نہیں ہے۔

حدیث (۳۱۸۹) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ رَجَآءَ الخ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خَيْرُ نِسَآئِهَا مَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ وَخَيْرُ نِسَآئِهَا خَدِيْجَةُ.

ترجمہ۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ اپنے زمانہ کی عورتوں میں سے بہتر حضرت مریم بنت عمران ہے اور اپنے زمانہ کی عورتوں میں بہتر بی بی خدیجہؓ ہے۔

بَابُ قَوْلِ جَلَّ جَلَالُهٗ وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ

اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ اِلٰی قَوْلِهٖ كُنْ فَيَكُوْنُ يُبَشِّرُكِ وَيَبْشُرُكِ وَاحِدٌ وَجِيْهًا شَرِيْفًا وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ الْمَسِيْحُ الصِّدِّيْقُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْكَهْلُ الْحَلِيْمُ وَالْاَكْمَهُ مَنْ يُّبْصِرُ بِالنَّهَارِ وَلَا يُبْصِرُ بِاللَّيْلِ وَقَالَ غَيْرُهٗ مَنْ يُّوْلَدُ اَعْمٰى.

ترجمہ۔ ابراہیمؒ فرماتے ہیں کہ مسیح کے معنی صدیق کے ہیں۔ مجاہد فرماتے ہیں کہ کہل کے معنی ادھیڑ عمر کے جو بردبار ہو۔ اور اکمہ وہ ہے جو دن کو دیکھے اور رات کو نہ دیکھ سکے لیکن مجاہدؒ کے علاوہ دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ اکمہ وہ ہے جو مادرزاد اندھا ہو۔

حدیث (۳۱۹۰) حَدَّثَنَا اٰدَمُ الخ عَنْ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ عَائِشَةَؓ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَاٰسِيَةُ امْرَاَةُ فِرْعَوْنَ وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ الخ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ نِسَآءُ قُرَيْشٍ خَيْرُ نِسَآءٍ رَّكِبْنَ الْاِبِلَ اَحْنَاهُ عَلٰى طِفْلٍ وَاَرْعَاهُ عَلٰى زَوْجٍ فِیْ ذَاتِ يَدِهٖ يَقُوْلُ اَبُوْهُرَيْرَةَؓ عَلٰى اِثْرِ ذٰلِكَ وَلَمْ تَرْكَبْ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ بَعِيْرًا قَطُّ تَابَعَهُ ابْنُ اَخِی الزُّهْرِیِّ الخ.

ترجمہ۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت عائشہؓ کی فضیلت دوسری عورتوں پر ایسے ہے جیسے ثرید کی دوسرے کھانوں پر۔ مردوں میں سے تو بہت کامل گذرے ہیں۔ لیکن عورتوں میں سے سوائے بی بی مریم بنت عمران اور بی بی آسیہ فرعون کی بیوی کے اور ابن وھب اپنی سند سے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں میں نے جناب رسول اللہ سے سنا فرماتے تھے کہ قریش کی عورتیں ان عورتوں میں سے بہتر ہیں جو اونٹوں پر سوار ہوتی ہیں۔ یعنی عرب کی عورتوں میں سے قریش کی عورتیں بہتر ہیں جو اپنی اولاد پر نہایت شفقت کرنے والی ہیں اور مرد کے مال کی اور اپنے شوہر کے مال کی زیادہ حفاظت کرنے والی ہیں اور حضرت ابو ہریرہؓ اس کے بعد یہ بھی فرماتے تھے کہ بی بی مریم بنت عمران تو کبھی اونٹ پر سوار نہیں ہوئیں۔ امام زہریؒ کے بھتیجے نے اس کی متابعت کی ہے۔ اور اسحٰق کلبی نے بھی زہری

سے نقل کر کے متابعت کی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ مسیح صدیق کے معنی میں ہے۔ کیونکہ یہ کرامت جس کی وجہ سے انہیں مسیح کے نام سے پکارا جاتا ہے ان کو اسی مسیح سے حاصل ہوئی۔ کہ آفات اور مصائب کے شکار لوگوں پر ہاتھ پھیرتے تھے وہ اچھے بھلے ہو جاتے تھے۔ اور شرافت وکرامت صدیقون شہداء ودیگر مقربین بارگاہ ایزدی کو حاصل ہوتی ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ یہ توجیہ جو شیخ گنگوہیؒ نے بیان فرمائی ہے اس کی طرف کسی ایک شارح نے بھی توجہ نہیں فرمائی۔ اور اس توجیہ کی ضرورت اس لئے لاحق ہوئی کہ لغت میں مسیح کے معنی صدیق کے نہیں آتے۔ امام رازیؒ نے مسیح کی تفسیر میں بہت سے اقوال نقل کئے ہیں۔ ایک یہ ہے کہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ جس آفت زدہ کے ہاتھ پھر دیتے تھے وہ تندرست ہو جاتا تھا۔ دوسرا یہ ہے کہ آپ زمین پر سیر وسیاحت کرتے رہتے تھے۔ تیسرے یہ کہ یتامی کے سر پر ہاتھ پھیرتے تھے۔ تو ان سب صورتوں میں فعیل بمعنی فاعل کے ہوگا۔ اور چوتھا قول یہ کہ آپ گناہوں اور خطاؤں سے پاک تھے۔ اور بھی معانی ہیں۔ جب کہ فعیل بمعنی مفعول کے ہو۔ جبرائیل بجناحه کہ جبرائیلؑ نے اپنے پر سے ان کو چھوا تھا۔ اور میرے نزدیک شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی توجیہ زیادہ قوی ہے۔ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نقل کی ہے۔ کہ جب آدمی اپنے دین کو بچانے کے لئے ایک ملک سے دوسرے ملک میں بھاگا پھرتا ہے کہ کہیں اس کی ذات اور اس کا دین فتنہ میں مبتلا نہ ہو تو وہ جب مرے گا وہ عند اللہ صدیق اور شہید لکھا جائے گا۔ پھر اولئک هم الصدیقون والشهداء الخ تلاوت فرمائی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ ولم ترکب حضرت ابو ہریرہؓ نے دونوں روایتوں کے درمیان تعارض کو رفع کرنے کے لئے یہ فرمایا کہ شاید بی بی مریم اونٹ پر اس لئے سوار نہ ہوتی ہوں کہ وہ گھر کی خدمت میں لگی رہیں۔ یا وہ کبھی سفر کے لئے نکلی نہیں۔ تو فرمایا وہ کبھی اونٹ پر سوار ہی نہیں ہوئیں۔ یہ نساء عرب کا کام تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ بی بی مریمؑ ان عرب کی عورتوں میں شامل ہی نہیں کیونکہ وہ کبھی اونٹ پر سوار نہیں ہوئیں۔ تو جب وہ عرب میں داخل نہیں تو حضرت خدیجہؓ حضرت فاطمہؓ یا حضرت عائشہؓ پر ان کی فضیلت کیسے لازم آئے گی۔ اور امام الحرمین نے اجماع نقل کیا ہے کہ بی بی مریم عورت ہونے کی وجہ سے نبیہ نہیں تھیں۔ وما ارسلنا قبلک الا رجالا نوحیه الیه۔

بَابُ قَوْلِهٖ یٰٓاَهْلَ الْکِتَابِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ اِلٰی وَکِیْلًا قَالَ اَبُوْعُبَیْدَةَ کَلِمَتُهٗ کُنْ فَکَانَ وَقَالَ غَیْرُهٗ وَرُوْحٌ مِّنْهُ اَحْیَاهُ فَجَعَلَهٗ رُوْحًا وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ.

ترجمہ۔ یعنی ابو عبیدہ تو کہتے ہیں کہ کلمہ سے کن فکان مراد ہے۔ لیکن دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ روح مراد ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا تو اسے روح کہو۔ اور تین خدا نہ کہو۔

حدیث(۳۱۹۱) حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ الخ عَنْ عُبَادَةَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّ عِیْسٰی عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ وَکَلِمَتُهٗ اَلْقَاهَا اِلٰی مَرْیَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلٰی مَا کَانَ مِنَ الْعَمَلِ قَالَ الْوَلِیْدُ الخ عَنْ جُنَادَةَ وَزَادَ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِیَةِ اَیُّهَا شَآءَ.

ترجمہ۔ حضرت عبادہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشادفرمایا جس شخص نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی ساتھی نہیں ہے ۔ اور یہ کہ محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور یہ کہ عیسیٰؑ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اس کا وہ کلمہ ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے بی بی مریم تک پہنچایا تھا۔ یاڈالا تھا۔ اور اس کی روح ہیں۔ جنت بھی حق ہے اور دوزخ بھی حق ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ جو کچھ بھی اس کا عمل ہو۔ ولید نے اپنی سند سے جنادہ نے یہ الفاظ زائد روایت کئے کہ جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس سے چاہے اسے داخل جنت کردے گا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ ولاتقولوا ثلثة الخ یعنی جب اس کی پیدائش اللہ تعالیٰ کے حکم اور ارادے سے ہے اور روح بھی اس نے نام رکھا ہے۔ کیونکہ یہ بھی اس کے حکم سے ہے تو عیسیٰؑ بھی دوسروں کی طرح اس کی مخلوقات میں سے ہوئے۔ تو اس کو معبود قرار دینا کیسے اچھا ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ یعنی روح منه سے یہ وہم نہ کیا جائے کہ عیسیٰؑ اللہ تعالیٰ کا جزو اور ایک حصہ ہیں جیسے کہ بعض نصاریٰ کا قول ہے۔ صاحب جمل فرماتے ہیں کہ روح منه میں من ابتدائیہ ہے۔ تبعیضیه نہیں ہے۔ اور اس کا متعلق محذوف ہے۔ کائنة منه ای من جهة تعالیٰ اگر جبرائیل علیہ السلام نے پھونک ماری تھی لیکن تھی تو اللہ کے حکم سے۔ حکایت بیان کی جاتی ہے کہ حکیم حاذق نصرانی خلیفہ ہارون الرشیدؒ کے پاس آیا اور علی بن حسین واقدی سے مناظرہ کرنے لگا کہ تمہاری کتاب میں ایک آیت ہے جو دال ہے کہ عیسیٰؑ اللہ تعالیٰ کا جزو ہیں۔ اور اسی آیت وروح منه کو پڑھا جس پر واقدی نے وسخرلکم مافی السموت ومافی الارض جمیعا منه کو پڑھا۔ تو کیالازم آئے گا کہ جمیع اشیاء اللہ تعالیٰ کا جزو ہیں۔ تو نصرانی خاموش ہوگیا اسلام لے آیا جس سے خلیفہ ہارون الرشید بہت خوش ہوا اور واقدی کو بہت انعام واکرام سے نوازا۔

فائدہ جدیدہ امام بخاریؒ نے اس جگہ کئی ترجمے متقارب قائم کئے ہیں جن کے درمیان شراح حضرات فرق نہیں کرتے دفع تکرار کے لئے صرف اتنا کہہ دیتے ہیں کہ پہلے ترجمہ کا تعلق بی بی مریم سے ہے دوسرے کا عیسیٰ علیہ السلام سے۔ لیکن میرے نزدیک زیادہ قوی وہ بات ہے جو حافظؒ نے کہی ہے کہ وہ تراجم جو ان دو ترجموں کے درمیان ہیں ان کا تعلق بی بی مریم کے متعلق ہونا صحیح نہیں ہے۔ بلکہ اوجه عندی یہ ہے کہ پہلے ترجمہ سے مقصود بی بی مریمؑ کے حالات بتلانا ہے جس پر حدیث دلالت کرتی ہے غیر مریم وابنها ۔ اور دوسرا ترجمہ واذقالت الملائکة الخ اس کا تعلق بھی بی بی مریم کے حالات سے ہے۔ لیکن تیسرا ترجمہ واذقالت الملائکة یامریم ان الله یبشرک الخ اس سے ولادت عیسیٰؑ اور ان کی والدہ کے درمیان مشترک ہے۔ چنانچہ روایات بھی ایسی لائے ہیں جن کا تعلق دونوں کے حالات سے ہے۔ لیکن ترجمہ باب قوله یااهل الکتاب لاتغلوافی دینکم کہ اے اہل کتاب اپنے دین میں غلو نہ کرو اس کا تعلق ولادت عیسیٰؑ سے ہے۔ کہ وہ صرف کلمہ کن سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں ۔ یہاں سے پھر عیسیٰؑ کا ذکر شروع ہوگیا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ اِذِانْتَبَذَتْ

من اهلها ای اعتزلت الگ تھلگ ہوگئیں۔ نبذناه القیناه اسے پھینک دیا۔ شرقیا ممایلی الشرق یعنی وہ جانب جو طرف شرق کے متصل تھی۔ فاجاء ها یہ جئت سے باب افعال ہے۔ اور کہا جاتا ہے الجا ها اضطرها یعنی مجبور کردیا۔ تساقط تسقط گرائے گی۔ قصیا قاصیا یعنی دور۔ فریا عظیما قال ابن عباسؓ نسیا لم اکن شیئا میں کوئی چیز نہ ہوتی۔ وقال غیره النسی الحقیر ابن عباسؓ کے علاوہ دوسرے حضرات نے نسی کا معنی حقیر کیا ہے۔ وقال ابووائل علمت مریم ان التقی ذونهیة حین قالت ان کنت تقیا کہ بی بی مریم نے جان لیا تھا کہ پرہیزگار آدمی عقلمند ہوتا ہے۔ اس لئے اجنبی عورت سے چھیڑ چھاڑ نہیں کرے گا۔ قال وکیع الخ عن البراء سریا نهر صغیر بالسریانیة اور وکیع اپنی

سند سے حضرت براءؓ سے روایت کرتے ہیں کہ سریانی زبان میں چھوٹی نہر کو سریا کہتے ہیں۔ اور عربی میں سریا سردار کو کہتے ہیں۔

حدیث(۳۱۹۲)حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ الخ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَتَكَلَّمْ فِي الْمَهْدِ اِلَّا ثَلٰثَةٌ عِيسٰى وَكَانَ فِي بَنِي اِسْرَائِيلَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهٗ جُرَيْجٌ كَانَ يُصَلِّي جَاءَتْهُ اُمُّهٗ فَدَعَتْهُ فَقَالَ اُجِيبُهَا اَوْ اُصَلِّي فَقَالَ اَللّٰهُمَّ لَاتُمِتْهُ حَتّٰى تُرِيَهٗ وُجُوْهَ الْمُومِسَاتِ وَكَانَ جُرَيْجٌ فِي صَوْمَعَتِهٖ فَتَعَرَّضَتْ لَهٗ اِمْرَاَةٌ وَكَلَّمَتْهُ فَاَبٰى فَاَتَتْ رَاعِيًا فَاَمْكَنَتْهُ مِنْ نَفْسِهَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقَالَتْ اِبْنُ جُرَيْجٍ فَاَتَوْهُ فَكَسَرُوْا صَوْمَعَتَهٗ وَاَنْزَلُوْهُ وَسَبُّوْهُ فَتَوَضَّاَ وَصَلّٰى ثُمَّ اَتَى الْغُلَامَ فَقَالَ مَنْ اَبُوْكَ يَا غُلَامُ فَقَالَ الرَّاعِيْ قَالُوْا نَبْنِيْ صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ لَا اِلَّا مِنْ طِيْنٍ وَكَانَتْ اِمْرَاَةٌ تُرْضِعُ اِبْنًا لَهَا مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيلَ فَمَرَّبِهَا رَجُلٌ رَّاكِبٌ ذُوْشَارَةٍ فَقَالَتْ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اِبْنِيْ مِثْلَهٗ فَتَرَكَ ثَدْيَهَا وَاَقْبَلَ عَلَى الرَّاكِبِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِيْ مِثْلَهٗ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلٰى ثَدْيِهَا يَمَصُّهٗ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَؓ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمَصُّ اِصْبَعَهٗ ثُمَّ مُرَّبِاَمَةٍ فَقَالَتْ اَللّٰهُمَّ لَاتَجْعَلْ اِبْنِيْ مِثْلَ هٰذِهٖ فَتَرَكَ ثَدْيَهَا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِثْلَهَا فَقَالَتْ لِمَ ذَاكَ فَقَالَ الرَّاكِبُ جَبَّارٌ مِّنَ الْجَبَابِرَةِ وَهٰذِهِ الْاَمَةُ يَقُوْلُوْنَ سَرَقْتِ زَنَيْتِ وَلَمْ تَفْعَلْ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تین بچوں نے اپنے گہوارے میں کلام کیا ہے ایک تو عیسیٰ علیہ السلام ہیں جنہوں نے اپنی ماں کی برأت کی۔ دوسرے بنی اسرائیل میں ایک آدمی تھا جسے جریج کہتے تھے۔ وہ نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کی ماں نے اسے آ کر پکارا وہ کہنے لگا کہ میں اس کو جواب دوں یا نماز پڑھتا رہوں ماں کو جواب نہ دیا۔ ماں نے بددعا دیتے ہوئے کہا اے اللہ! اس کو اس وقت تک موت نہ دینا جب تک کہ تو اسے رنڈیوں کا منہ نہ دکھالے چنانچہ جریج اپنے گرجے میں تھا کہ ایک عورت سامنے آ کر ان سے بات چیت کرنے لگی۔ انہوں نے انکار کیا تو وہ ایک بکریوں کے نگران کے پاس آئی اس کو اپنی ذات پر قابو دے دیا حاملہ ہوئی ایک بچہ جنا اس سے پوچھا گیا کہ یہ بچہ کس سے ہے۔ اس نے کہا جریج سے تو لوگ جریج کے پاس آئے۔ پس اس کے گرجا گھر کو توڑ پھوڑ دیا۔ اور اس کو نیچے اتار کر گالی گلوچ دی۔ وہ اٹھا وضو بنائی نماز پڑھی پھر لڑکے کے پاس آ کر بولا اے لڑکے! تیرا باپ کون ہے۔ اس نے اس گڈریے کا نام لیا۔ لوگ کہنے لگے اب ہم آپ کا گرجا سونے کا بنا دیں گے اس نے کہا نہیں مجھے بس وہ مٹی اور گارے کا کافی ہے۔ تیسرا ایک عورت بنی اسرائیل کی اپنے بیٹے کو دودھ پلا رہی تھی وہاں سے ایک سوار بڑی شان و شوکت والے کا گذر ہوا ماں کہنے لگی اے اللہ میرے بیٹے کو اس جیسا بنا دے تو اس نے ماں کا پستان چھوڑ دیا۔ سوار کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ بنانا پھر اپنی ماں کے پستانوں کو چوسنے لگا حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ گویا کہ میں اب بھی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ آپؐ اپنی انگلی کو چوس رہے ہیں پھر ایک باندی گذاری گئی۔ ماں نے کہا اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا نہ بنانا۔ بچے نے پھر ماں کا پستان چھوڑ دیا۔ اور کہنے لگا اے اللہ! مجھے اس باندی جیسا نہ بنا دینا۔ ماں نے پوچھا یہ کیوں! اس نے کہا وہ سوار تو ایک جابر بادشاہ تھا اور یہ باندی لوگ اس کے متعلق کہتے تھے کہ اس نے چوری کی ہے۔ اور زنا کیا ہے۔ حالانکہ اس نے کچھ بھی نہیں کیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ تساقط بمعنی تسقط الخ بتلانا یہ ہے کہ یہاں تفاعل اشتراک کے لئے نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ امام رازیؒ نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ تساقط میں نو قرآت ہیں۔ اور قسطلانیؒ نے نقل کیا ہے کہ وہ کھجور خشک تھی جس کا نہ تو سر تھا اور نہ ہی کوئی پھل لگا تھا اور موسم سرما کا تھا۔ جب بی بی مریم نے اسے ہلایا تو اس کا سر بھی لگ گیا۔ خوشے لٹکے اور تر کھجور بھی لگ گئیں۔ یہ معجزہ ان کی تسلی کے لئے تھا۔ اور نفاس والی عورت کے لئے گرم کھجور نہایت مناسب تھی۔ اور کھجور سردی برداشت نہیں کر سکتی۔ اور جب اس کا سر قطع کر دیا جائے تو پھل نہیں دیتی اور نر و مادہ کے ملنے سے پھل زیادہ آتا ہے تو جب اللہ تعالیٰ نے بغیر بقاح کے تر کھجور لگادی تو بتلا دیا کہ بغیر نر کے ملے بھی بچہ پیدا ہو سکتا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ انسی الحقیر بی بی مریم نے بھولی بسری ہونے کا سوال اسلئے کیا کہ شرافت اور خاندانی وجاہت کی بنا پر بغیر شادی کے بچہ جننے کے تذکرے ہوں گے جب نسیا منسیا بھولی بسری ہوگی تو حقیر اور ذلیل چیز کی کوئی پرواہ نہیں کرتا اسلئے اب تذکرہ نہیں ہوگا۔ جس سے ندامت لاحق ہوتی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ یالیتنی مت قبل ھذا یہ عادت صالحین کے مطابق کہا کہ جب وہ کسی مصیبت میں مبتلا ہوتے ہیں تو موت کی تمنا کرتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے پرندہ کو دیکھ کر اور حضرت عمرؓ نے تنکا بننے کی آرزو کی اور حضرت علیؓ نے یوم الجمل میں کہا کہ کاش میں آج سے بیس سال پہلے مر گیا ہوتا۔ حضرت بلالؓ نے فرمایا لیت بلال لم تلدہ امہ کاش بلالؓ کو اس کی ماں نے نہ جنا ہوتا یا اس وجہ سے کہ اس بات کا چرچا کر کے لوگ گناہ میں مبتلا نہ ہوں۔ ورنہ وہ تو بشارۃ جبرائیل پر راضی تھیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ ان التقی ذو نھیۃ کا معنی خالص عقل ہے۔ کیونکہ عقل انسان کو گناہوں کے ارتکاب سے روکتی ہے۔ بدمعاش بے وقوف تو پرواہ نہیں کرتا۔ اس لئے اعاذہ کو تقی پر مرتب فرمایا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حافظؒ نے بھی ذو عقل کے معنی کئے ہیں۔ کیونکہ وہی قبائح سے روکتی ہے۔ امام رازیؒ نے کئی وجوہ ذکر فرمائی ہیں۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ استعاذہ پرہیزگار آدمی میں اثر انداز ہو سکتا ہے۔ دوسری توجیہ یہ ہے کہ تو پرہیزگار نہیں ہے ورنہ خلوت خانے میں داخل ہو کر مجھے نہ دیکھتا۔ اور تیسرے یہ بھی کہ اس زمانہ میں ایک فاجر فاسق تھا جو عورتوں کا پیچھا کرتا تھا اس کا نام تقی تھا۔ صاحب جمل فرماتے ہیں۔ ان کنت تقیا ای عاملا بمقتضی تقواک و ایمانک فاتر کنی وا قم یعنی اگر تو اپنے تقویٰ اور ایمان کے مطابق عمل کرنے والا ہے تو مجھے چھوڑ دے اور بس یہیں رک جا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ لم مرھامۃ الخ روایت میں اختصار ہے۔ دراصل لوگ اس عورت کو مار رہے تھے۔ اور اس پر تشدد کر رہے تھے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ چنانچہ حافظؒ بھی فرماتے ہیں ھی تضرب کہ اس کو پیٹا جا رہا تھا۔ بلکہ وہ بنی اسرائیل کی زنجیہ عورت تھی۔ جس کو کھینچ بھی رہے تھے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ فی المھد الا ثلثۃ ظاہراً تین میں حصر معلوم ہوتا ہے۔ حالانکہ ان کے علاوہ شاہد یوسفؑ اور مشاطہ فرعون کا بیٹا اور اخدود النار۔ بلکہ بیھقی نے دس بچے روایت کئے ہیں۔ ہو سکتا ہے مھد کے اندر صرف یہ تین ہوں۔ باقی غیر مھد میں متکلم ہوئے۔

حدیث (۳۱۹۳) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوْسٰى الخ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِهٖ لَقِيْتُ مُوْسٰى قَالَ فَنَعَتَهٗ فَاِذَا رَجُلٌ حَسِبْتُهٗ قَالَ مُضْطَرِبٌ رَّجِلُ الرَّاْسِ كَاَنَّهٗ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ قَالَ وَلَقِيْتُ عِيْسٰى فَنَعَتَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَبْعَةٌ اَحْمَرُ كَاَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيْمَاسٍ يَعْنِي الْحَمَّامَ وَرَاَيْتُ اِبْرَاهِيْمَ وَاَنَا اَشْبَهُ وُلْدِهٖ بِهٖ قَالَ وَاُتِيْتُ بِاِنَاءَيْنِ اَحَدُهُمَا لَبَنٌ وَالْاٰخَرُ فِيْهِ خَمْرٌ فَقِيْلَ لِيْ خُذْ اَيَّهُمَا شِئْتَ فَاَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُهٗ فَقِيْلَ لِيْ هُدِيْتَ الْفِطْرَةَ اَوْ اَصَبْتَ الْفِطْرَةَ اَمَا اِنَّكَ لَوْ اَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ اُمَّتُكَ.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو میری ملاقات موسیٰ ؑ سے ہوئی۔ آپ اس کی وصف بیان کرتے تھے میرا گمان ہے کہ آپ ؐ نے فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام لمبے قد کے ہلکے پھلکے آدمی تھے جن کے سر کے بال کھلے کھلے تھے گھونگھرالے نہیں تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ قبیلہ شنوءہ کے آدمیوں میں سے تھے۔ فرمایا میری ملاقات عیسیٰ علیہ السلام سے ہوئی تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا فرماتے تھے کہ وہ درمیانے قد کے آدمی تھے۔ سرخ رنگ کے گویا کہ ابھی حمام سے نہا کر نکلے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی دیکھا اور میں آپ کی اولاد میں سے سب سے زیادہ آپ کے ہم شکل ہوں۔ مجھے دو برتن دیئے گئے ایک میں دودھ تھا دوسرے میں شراب تھی۔ مجھے کہا گیا جو آپؐ چاہیں لے لیں میں نے دودھ کو لے کر پیا تو مجھے کہا گیا کہ آپؐ کو فطرت اور جبلت کی راہ دکھائی گئی۔ یا آپ فطرت کو پہنچے۔ کیونکہ اگر آپ شراب کو اختیار کر لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

حدیث (۳۱۹۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُ عِيْسٰىؑ وَمُوْسٰىؑ وَاِبْرَاهِيْمَؑ فَاَمَّا عِيْسٰىؑ فَاَحْمَرُ جَعْدٌ عَرِيْضُ الصَّدْرِ وَاَمَّا مُوْسٰىؑ فَاٰدَمُ جَسِيْمٌ سَبْطٌ كَاَنَّهٗ مِنْ رِّجَالِ الزُّطِّ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے عیسیٰؑ موسیٰ ؑ اور ابراہیمؑ کو دیکھا۔ عیسیٰؑ تو سرخ رنگ کے گھونگھرالے بالوں والے اور اور چوڑے سینے والے تھے اور موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگ جسامت والے اور کھلے بالوں والے تھے گویا کہ زط قوم میں سے تھے یا تو سوڈانی تھے یا بعض نے کہا کہ ہنود کی ایک قوم ہے جو لمبے قد کے اور نحیف ہلکے پھلکے ہوتے تھے

حدیث (۳۱۹۵) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الخ عَنْ نَافِعٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَيْنَ ظَهْرَانِي النَّاسِ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِاَعْوَرَ اَلَا اِنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ اَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَنَّ عَيْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ وَاَرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فِي الْمَنَامِ فَاِذَا رَجُلٌ اٰدَمُ كَاَحْسَنِ مَا يُرٰى مِنْ اُدْمِ الرِّجَالِ تَضْرِبُ لِمَّتُهٗ بَيْنَ مَنْكِبَيْهِ رَجِلُ الشَّعْرِ يَقْطُرُ رَاْسُهٗ مَاءً وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ وَهُوَ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوْا هٰذَا الْمَسِيْحُ بْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ رَاَيْتُ رَجُلًا وَّرَاءَهٗ جَعْدًا قَطِطًا اَعْوَرَ عَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَشْبَهِ مَنْ رَّاَيْتُ بِابْنِ قَطَنٍ وَّاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى مَنْكِبَيْ رَجُلٍ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ تَابَعَهٗ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ.

ترجمہ۔ حضرت نافع فرماتے ہیں کہ جناب عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے درمیان ایک دن مسیح

دجال کا ذکر فرمایا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تو اعور یعنی کانے نہیں ہیں۔ لیکن مسیح دجال کانا ہوگا۔ جس کی دائیں آنکھ گویا کہ ابھرا ہوا انگور کا دانہ ہے۔ اور میں نے آج رات نیند کے اندر کعبہ کے پاس اپنے آپ کو دیکھا تو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ گندم گونی آدمیوں میں سے ایک نہایت ہی خوب صورت گندم گوں آدمی ہے۔ جس کے سر کے بال دونوں کندھوں کے درمیان لٹک رہے ہیں۔ کھلے بالوں والے جس کا سر پانی ٹپکا رہا تھا۔ جنہوں نے دو آدمیوں کے کندھوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے ہوئے بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں انہوں نے بتلایا کہ یہ مسیح بیٹے مریم کے ہیں۔ پھر ان کے پیچھے ایک آدمی کو دیکھا جس کے سخت گھونگھرالے بال تھے۔ دائیں آنکھ سے وہ کانا تھا میرے دیکھے ہوئے آدمیوں میں سے ابن قطن کے زیادہ ہم شکل تھا۔ جس نے اپنے دونوں ہاتھ ایک آدمی کے کندھوں پر رکھے ہوئے تھے۔ وہ بھی بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ مسیح دجال ہے۔ عبداللہ نے نافع سے متابعت کی ہے۔

حدیث(۳۱۹۶)حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنْ اَبِيْهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرؓ قَالَ لَا وَاللهِ مَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعِيْسٰى اَحْمَرُ وَلٰكِنْ قَالَ بَيْنَمَا اَنَا نَائِمٌ اَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ فَاِذَا رَجُلٌ اٰدَمُ سَبْطُ الشَّعْرِ يُهَادِیْ بَيْنَ رَجُلَيْنِ يَنْطُفُ رَاْسُهٗ مَآءً اَوْ يُهْرَاقُ رَاْسُهٗ مَآءً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا ابْنُ مَرْيَمَ فَذَهَبْتُ اَلْتَفِتُ فَاِذَا رَجُلٌ اَحْمَرُ جَسِيْمٌ جَعْدُ الرَّاْسِ اَعْوَرُعَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَنَّ عَيْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا هٰذَا الدَّجَّالُ وَاَقْرَبُ النَّاسِ بِهٖ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ قَالَ الزُّهْرِیُّ رَجُلٌ مِّنْ خُزَاعَةَ هَلَکَ فِی الْجَاهِلِيَّةِ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسیٰؑ کو احمر (سرخ) نہیں کہا بلکہ فرمایا دریں اثنا کہ میں سویا ہوا تھا اور دیکھتا ہوں بیت اللہ کا طواف کر رہا ہوں۔ اچانک ایک آدمی کو دیکھتا ہوں جو گندمی رنگ بکھرے بالوں والے دو آدمیوں کے درمیان سہارا لے کر چل رہے تھے۔ اور ان کے سر سے پانی کے قطرے ٹپکتے تھے۔ یا فرمایا ان کا سر پانی بہاتا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے۔ انہوں نے کہا مریم کا بیٹا عیسیٰؑ ہے۔ پس میں نے دوسری طرف متوجہ ہو کر دیکھنے لگا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سرخ رنگ کا آدمی ہے جو لحیم وشحیم جثے والا ہے گھونگھرالے بالوں والا اس کی دائیں آنکھ کانی اور بے نور ہے۔ گویا کہ اس کی آنکھ انگور کا ابھرا ہوا دانہ ہے میں نے پوچھا یہ کون ہے انہوں نے کہا یہ دجال ہے۔ لوگوں میں قریب قریب شکل ابن قطن کی ہے۔ امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ قبیلہ خزاعہ کا ایک آدمی تھا جو زمانہ جاہلیت میں ہلاک ہو چکا۔

حدیث(۳۱۹۷)حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ الخ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَنَا اَوْلَى النَّاسِ بِابْنِ مَرْيَمَ وَالْاَنْبِيَآءُ اَوْلَادُ عَلَّاتٍ لَيْسَ بَيْنِیْ وَبَيْنَهٗ نَبِیٌّ.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں تمام لوگوں سے ابن مریم کے زیادہ قریب ہوں۔ کیونکہ انبیاء سب کے سب علاتی بھائی ہوتے ہیں۔ جن کا باپ ایک اور مائیں الگ الگ ہوتی ہیں مراد یہ ہے کہ زمانے مختلف ہوتے ہیں۔ اور نبوت میں شریک ہوتے ہیں۔ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔

حدیث (۳۱۹۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوْلَى النَّاسِ بِعِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَالْاَنْبِيَآءُ اِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ اُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰى وَدِيْنُهُمْ وَاحِدٌ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِسَنَدٍ آخَرَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاٰى عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ رَجُلًا

یَسْرِقُ فَقَالَ لَهٗ اَسَرَقْتَ قَالَ کَلَّا وَاللّٰہِ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَقَالَ عِیْسٰی اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَکَذَّبْتُ عَیْنِیْ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تو دنیا اور آخرت میں عیسیٰ بن مریم کے زیادہ قریب ہوں۔ کیونکہ انبیاء علیہ السلام علاتی بھائی ہوتے ہیں۔ جن کی باتیں مختلف اور ان کا دین ایک ہوتا ہے۔ ابراہیم اور عبداللہ بن محمد کی سندوں سے حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا حضرت عیسیٰؑ نے ایک آدمی کو چوری کرتے دیکھا تو آپ نے اس سے کہا کہ کیا تو چوری کرتا ہے اس نے کہا نہیں اس اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ جس پر عیسیٰؑ نے فرمایا میں اللہ پر ایمان لایا اور اپنی آنکھوں کو جھوٹا قرار دیتا ہوں۔

حدیث (۳۱۹۹) حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ سَمِعَ عُمَرؓ یَقُوْلُ عَلَی الْمِنْبَرِ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تُطْرُوْنِیْ کَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰی ابْنَ مَرْیَمَ فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدُہٗ فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ.

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ منبر پر فرما رہے تھے کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے میری تعریف و مدحت میں اتنا مبالغہ نہ کرنا یعنی مجھے اتنا نہ بڑھانا جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم کو بڑھایا۔ پس میں اس کا بندہ ہوں۔ لیکن کہو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔

حدیث (۳۲۰۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ الخ اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَھْلِ خُرَاسَانَ قَالَ لِلشَّعْبِیِّ فَقَالَ الشَّعْبِیُّ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْبُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَدَّبَ الرَّجُلُ اَمَتَہٗ فَاَحْسَنَ تَادِیْبَھَا وَعَلَّمَھَا وَاَحْسَنَ تَعْلِیْمَھَا ثُمَّ اَعْتَقَھَا فَتَزَوَّجَھَا کَانَ لَہٗ اَجْرَانِ وَاِذَا اٰمَنَ بِعِیْسٰی ثُمَّ اٰمَنَ بِیْ فَلَہٗ اَجْرَانِ وَالْعَبْدُ اِذَا اتَّقٰی رَبَّہٗ وَاَطَاعَ مَوَالِیَہٗ فَلَہٗ اَجْرَانِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی باندی کو ادب سکھائے اور اچھی طرح ادب دے۔ اور اسے علم پڑھائے۔ اور اس کی تعلیم اچھی طرح کرے پھر اسے آزاد کر دے۔ ازاں بعد اس سے نکاح کرلے تو اس کو دوہرا ثواب ملے گا۔ اور جب کوئی شخص عیسیٰؑ پر ایمان لایا بعد ازاں مجھ پر بھی ایمان لایا تو اس کو دوہرا ثواب ملے گا اور کوئی غلام جب اللہ تعالیٰ سے ڈر کر عبادت کرتا ہے اور اپنے آقاؤں کی خدمت بھی کرتا ہے پس اس کو بھی دوہرا ثواب ملے گا۔

حدیث (۳۲۰۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تُحْشَرُوْنَ حُفَاۃً عُرَاۃً غُرْلًا ثُمَّ قَرَأَ کَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُعِیْدُہٗ وَعْدًا عَلَیْنَا اِنَّا کُنَّا فَاعِلِیْنَ وَاَوَّلُ مَنْ یُّکْسٰی اِبْرَاھِیْمُ ثُمَّ یُؤْخَذُ بِرِجَالٍ مِّنْ اَصْحَابِیْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ اَصْحَابِیْ فَیُقَالُ اِنَّھُمْ لَمْ یَزَالُوْا مُرْتَدِّیْنَ عَلٰی اَعْقَابِھِمْ مُنْذُ فَارَقْتَھُمْ فَاَقُوْلُ کَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ وَکُنْتُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْھِمْ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْھِمْ وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌ اِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ عِبَادُکَ وَاِنْ تَغْفِرْلَھُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ذُکِرَ عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ ھُمُ الْمُرْتَدُّوْنَ الَّذِیْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰی عَھْدِ اَبِیْ بَکْرٍ فَقَاتَلَھُمْ اَبُوْبَکْرٍؓ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم قیامت کے دن ننگے پاؤں ننگے بدن اور غیر مختون اٹھائے جاؤ گے پھر یہ آیت پڑھی ترجمہ۔ جس طرح ہم نے پہلے ان کو پیدا کیا اسی طرح ان کو لوٹائیں گے۔ اس کے پورا کرنے کا ہمارا وعدہ ہے۔ بے شک ہم کرنے والے ہیں پس پہلا وہ شخص جس کو لباس پہنایا جائے گا وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں پھر میرے صحابہ میں سے کچھ مرد پکڑے جائیں گے۔ کچھ دائیں طرف اور کچھ بائیں طرف۔ پس کہوں گا میرے صحابی ہیں۔ پس کہا جائے گا کہ جب سے آپ ان سے جدا ہوئے ہیں یہ برابر اپنی ایڑیوں پر پھرتے رہے۔ پس میں اس طرح کہوں گا جس طرح عبد صالح عیسیٰ بن مریم نے کہا۔ میں ان پر نگران رہا جب تک میں ان میں رہا۔ جب آپ نے مجھے وفات دی تو آپ ہی ان پر نگران تھے۔ اور آپ تو ہر چیز پر نگہبان ہیں۔ اگر آپ ان کو عذاب دیں تو وہ تیرے بندے ہیں۔ اگر آپ ان کو بخش دیں پس آپ ہی غالب حکمت والے ہیں۔ ابی عبداللہ بخاری سے ذکر کیا گیا کہ حضرت قبیصہؒ فرماتے ہیں کہ یہ وہ لوگ تھے جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں دین اسلام سے پھر گئے۔ جن سے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے قتال کیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ یعنی متبادر معنی جس پر تم حمل کرتے ہو وہ نہایت سرخ نہیں تھے۔ ورنہ حمرۃ تو مروی ہے تو معنے یہ ہوں گے کہ بیاض جو حمرت سے ملا ہوا ہو۔ خالص حمرت نہیں تھی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ بعض شراح نے تو کہا ہے۔ کہ امام بخاریؒ کے توہمات میں سے ہے۔ یا بعض راویوں کی زیادتی ہے۔ شیخ گنگوہیؒ نے دونوں روایتوں میں تطبیق کر دی۔ کیونکہ پہلی روایت ابن عباسؓ سے معلوم ہو چکا ہے کہ حمرت تھی اگرچہ خالص نہیں تھی حافظؒ نے بھی جمع بین الروایتین کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ عرب کے ہاں احمر اسی سفید آدمی کو کہتے ہیں جس میں حمرت کی ملاوٹ بھی ہو اور آدم اسمر گندم گونی کو کہتے ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ الانبیاء اولاد علات علاتی بھائی ان کو اس لئے کہا گیا کہ توحید میں سب متحد ہیں جو بمنزلہ باپ کے ہے کیونکہ تمام شرائع اسی کے محتاج ہیں اور شرائع الہات مختلفہ ہیں۔ انا اولی بعیسی الخ اولویت اور اقربیت دونوں کے زمانہ کے قرب کے اعتبار سے ہے۔ دوسرے دونوں شریعتیں آپس میں مطابقت رکھتی ہیں۔ تیسرے اس امت کے آخر میں جناب عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ علات سوکنوں کو کہتے ہیں۔ اولاد العلات وہ بھائی ہوں گے۔ جن کا باپ ایک ہو اور مائیں مختلف ہوں۔ علامہ عینیؒ بھی فرماتے ہیں کہ اصول انبیاء کے متحد ہیں۔ اور فروع میں اختلاف ہے۔ اصول دیانات میں توحید سرفہرست ہے۔

اولی الناس کے معنی حافظؒ نے اخلق الناس اور اقرب الناس کے کئے ہیں کیونکہ انہوں نے بشارت دی۔ مبشرا برسول یاتی من بعدہ اسمہ احمد اور علامہ کرمانیؒ نے اس حدیث اور آیت قرآنی ان اولی الناس بابراھیم للذین اتبعوہ وھذا النبی الخ کے درمیان جمع کرتے ہوئے بتلایا ہے کہ حدیث تو آپ کے متبوع ہونے کے بارے میں ہے اور آیت آپؐ کے تابع ہونے کو بتاتی ہے لیکن حق یہ ہے کہ دونوں میں کوئی منافات نہیں۔ آپ کا قرب ابراہیمؑ سے قوت اقتداء کی وجہ سے ہے اور عیسیٰؑ سے قرب عہد کی وجہ سے ہے۔

عیسی بینی و بینہ نبی کو بطور شاہد کے بیان فرمایا ہے۔ اگر اشکال ہو کہ عیسیٰؑ کے بعد تو اصحاب قریہ کی طرف تین رسول بھیجے گئے۔ اس طرح جرجیس اور خالد بن سنان بھی نبی تھے۔ جو عیسیٰؑ کے بعد آئے۔ تو جواب یہ ہے کہ اعتبار بخاری کی روایت کا ہے جو صحیح ہے۔ دوسری روایات میں ضعف ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ عیسیٰؑ کے بعد مستقل شریعت لے کر کوئی نبی نہیں آیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اذا امن بعیسی یہ معنی تو ظاہر ہیں۔ لیکن بعض روایات میں ہے رجل من اھل الکتاب امن بنبیہ ثم

امن ہی تو اس پر اشکال ہوگا۔ کیونکہ یہود کا ایمان بموسیٰ " حضرت عیسیٰ " کی بعثت کے بعد ان کو کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ ہاں البتہ اگر کسی کو عیسیٰ کی دعوت نہ پہنچی ہو تو اور بات ہے۔ کیونکہ عیسیٰ کی دعوت تمام لوگوں کے لئے نہیں تھی۔ صرف بنی اسرائیل کے آخری نبی تھے۔

تشریح از شیخ زکریا ۔ رجل من اهل الكتاب کے بارے میں حافظ فرماتے ہیں کہ لفظ کتاب اگرچہ عام ہے لیکن معنی خاص انجیل مراد ہیں۔ کیونکہ نصرانیت یہودیت کے لئے ناسخ تھی۔ اس لئے یہودی مؤمن کا ایمان معتبر نہ ہوگا۔ بشرطیکہ اسے دعوت پہنچی ہو کیونکہ اکثر بلاد خصوصا مدینہ میں ان کی دعوت نہ پہنچی تو اب اگر وہ اپنے نبی کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے تو اس کو دوہرا اجر ملے گا اب کوئی اشکال نہیں۔ یہ شیخ گنگوہی کی توجیہ کا خلاصہ ہے۔ اور بعض شراح نے عقلی ونقلی دلائل قائم کر کے اشکال کا جواب دیا ہے۔

بَابُ نُزُوْلِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ

ترجمہ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا

حدیث (۳۲۰۲) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ الخ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَيُوْشِكَنَّ اَنْ يَّنْزِلَ فِيْكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيُفِيْضُ الْمَالَ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهٗ اَحَدٌ حَتّٰى تَكُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُوْهُرَيْرَةَ وَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ عنقریب ضرور تمہارے اندر عیسیٰ ابن مریم اترے گا جو حاکم عدل کرنے والا ہوگا صلیب کو توڑ دیگا خنزیر کو قتل کرے گا۔ لڑائی کو اٹھا دے گا۔ اور مال بہتا ہوگا۔ یہاں تک کہ کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔ اس زمانہ میں ایک سجدہ ساری دنیا اور اس کے اندر جس قدر نعمتیں ہیں ان سب سے بہتر ہوگا۔ پھر حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے تھے کہ تم چاہو تو اس کی تصدیق میں یہ آیت پڑھو۔ اہل کتاب کا کوئی آدمی ایسا نہیں ہوگا جو آپ کی وفات سے پہلے آپ پر ایمان نہ لے آئے اور قیامت کے دن وہ خود ان کے خلاف گواہی دیں گے۔

حدیث (۳۲۰۳) حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ الخ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ تَابَعَهٗ عُقَيْلٌ وَالْاَوْزَاعِىُّ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا۔ جب کہ ابن مریم تمہارے اندر اترے گا۔ اور تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا۔ عقیل اور اوزاعی نے اس کی متابعت کی ہے۔

تشریح از قاسمی ۔ يكسر الصليب کا مطلب یہ ہے کہ نصرانیت کو باطل قرار دے گا۔ جو صلیب وہ لکڑیوں کی پوجا کرتے ہیں اور شرع اسلام کے مطابق فیصلے کرے گا۔ قتل خنزیر کا مطلب یہ ہے کہ خنزیر کا پالنا۔ کھانا اور اس کے قتل کو مباح قرار دیں گے اور یہ بھی احتمال ہے کہ اہل ذمہ کو اپنے دین پر نہیں رہنے دیا جائے گا۔ جیسا کہ اب ہے۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ اس سے ابطال نصرانیت اور ان کے آثار کا مٹانا مراد ہے۔ يضع الحرب جب دین ایک ہو جائے گا تو مذہبی لڑائیاں بند ہو جائیں گی۔ شریعت یا اسلام ہوگا یا تلوار۔ سجدة واحدة الخ کیونکہ اس وقت اللہ

تعالیٰ کا تقرب تصدق بالمال سے نہیں ہوگا۔ بلکہ عبادت الٰہی سے تقرب حاصل ہوگا۔
امامکم منکم یعنی وہ فیصلے قرآن کے مطابق کریں گے۔ انجیل کے مطابق نہیں۔ یعنی لوگ مع الجماعت نماز ادا کریں گے اور امام تمہیں میں سے ہوگا۔ مہدی علیہ السلام یا مطلب یہ ہے کہ وہ تمہارے خلیفہ ہوں گے۔ اور تمہارے دین پر ہوں گے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بَابُ مَا ذُکِرَ عَنۡ بَنِیۡ اِسۡرَآئِیۡلَ

ترجمہ۔ بنی اسرائیل کے حالات کا بیان

حدیث(۳۲۰۴)حَدَّثَنَا مُوۡسَی بۡنُ اِسۡمٰعِیۡلَ الخ قَالَ عُقۡبَةُ بۡنُ عَمۡرٍو لِحُذَیۡفَةَ اَلَا تُحَدِّثُنَا مَا سَمِعۡتَ مِنۡ رَّسُوۡلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّیۡ سَمِعۡتُهٗ یَقُوۡلُ اِنَّ مَعَ الدَّجَّالِ اِذَا خَرَجَ مَآءً وَّنَارًا فَاَمَّا الَّذِیۡ یَرَی النَّاسُ اَنَّهَا النَّارُ فَمَآءٌ بَارِدٌ وَاَمَّا الَّذِیۡ یَرَی النَّاسُ اَنَّهٗ مَآءٌ بَارِدٌ فَنَارٌ تُحۡرِقُ فَمَنۡ اَدۡرَکَ مِنۡکُمۡ فَلۡیَقَعۡ فِی الَّذِیۡ یَرٰی اَنَّهَا نَارٌ فَاِنَّهٗ عَذۡبٌ بَارِدٌ قَالَ حُذَیۡفَةُ وَسَمِعۡتُهٗ یَقُوۡلُ اِنَّ رَجُلًا کَانَ فِیۡمَنۡ کَانَ قَبۡلَکُمۡ اَتَاهُ الۡمَلَکُ لِیَقۡبِضَ رُوۡحَهٗ فَقِیۡلَ لَهٗ هَلۡ عَمِلۡتَ مِنۡ خَیۡرٍ قَالَ مَا اَعۡلَمُ قِیۡلَ لَهُ انۡظُرۡ قَالَ مَا اَعۡلَمُ شَیۡئًا غَیۡرَ اَنِّیۡ کُنۡتُ اُبَایِعُ النَّاسَ فِی الدُّنۡیَا وَاُجَازِیۡهِمۡ فَاُنۡظِرُ الۡمُوۡسِرَ وَاَتَجَاوَزُ عَنِ الۡمُعۡسِرِ فَاَدۡخَلَهُ اللّٰهُ الۡجَنَّةَ فَقَالَ وَسَمِعۡتُهٗ یَقُوۡلُ اِنَّ رَجُلًا حَضَرَهُ الۡمَوۡتُ فَلَمَّا یَئِسَ مِنَ الۡحَیَاةِ اَوۡصٰی اَهۡلَهٗ اِذَا اَنَا مِتُّ فَاجۡمَعُوۡا لِیۡ حَطَبًا کَثِیۡرًا وَّاَوۡقِدُوۡا فِیۡهِ نَارًا حَتّٰی اِذَا اَکَلَتۡ لَحۡمِیۡ وَخَلَصَتۡ اِلٰی عَظۡمِیۡ فَامۡتُحِشَتۡ فَخُذُوۡهَا فَاطۡحَنُوۡهَا ثُمَّ انۡظُرُوۡا یَوۡمًا رَاحًا فَاذۡرُوۡهُ فِی الۡیَمِّ فَفَعَلُوۡا فَجَمَعَهٗ فَقَالَ لَهٗ لِمَ فَعَلۡتَ ذٰلِکَ قَالَ مِنۡ خَشۡیَتِکَ فَغَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ قَالَ عُقۡبَةُ بۡنُ عَمۡرٍو وَاَنَا سَمِعۡتُهٗ یَقُوۡلُ ذٰلِکَ وَکَانَ نَبَّاشًا.

ترجمہ۔ بنی اسرائیل کے بارے میں جو ذکر کیا گیا ہے عقبہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت حذیفہؓ سے کہا کہ کیا ہمیں وہ حدیث نہیں سناتے جو آپ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو۔ انہوں نے کہا کہ میں نے آپؐ سنا تھا کہ جب دجال کا خروج ہوگا تو اس کے ہمراہ پانی بھی ہوگا اور آگ بھی ہوگی جس کو لوگ آگ سمجھیں گے وہ ٹھنڈا پانی ہوگا اور جس کو ٹھنڈا پانی سمجھیں گے وہ دراصل آگ ہوگی جو جلائے گی۔ پس تم میں سے جو شخص بھی یہ زمانہ پائے وہ اس میں گرے جس کو آگ سمجھا جاتا ہے کیونکہ وہ میٹھا ٹھنڈا پانی ہوگا۔ اور حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں میں نے آپؐ سے یہ بھی سنا فرماتے تھے کہ تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص تھا جس وقت اس کے پاس ملک الموت آیا تا کہ اس کی روح قبض کرے تو اس سے پوچھا گیا کہ کیا تو نے کوئی نیک عمل بھی کیا ہے۔ وہ کہے گا میں نہیں جانتا اس سے کہا جائیگا کہ غور کرو۔ وہ کہے گا میں تو نہیں جانتا سوائے اس کے کہ میں دنیا میں لوگوں سے خرید وفروخت کرتا تھا تو جب میں ان سے تقاضا کرتا تھا تو مالدار کو مہلت دے دیتا تھا۔ اور تنگدست کو معاف کر دیتا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس عمل کے طفیل اسے جنت میں داخل فرما دیا۔ اور فرمایا میں نے آپؐ سے یہ بھی سنا فرماتے تھے کہ ایک آدمی کے

جب موت کا وقت قریب آیا پس وہ زندگی سے ناامید ہوگیا تو اس نے اپنے گھر والوں کو وصیت کی کہ جب میں مرجاؤں تو بہت لکڑیاں اکٹھی کر لینا اوران میں آگ دھکا دینا یہاں تک کہ جب آگ میرے گوشت کو کھا جائے وہ میری ہڈیوں تک پہنچ جائے میرا چمڑا جل جائے اور ہڈیاں ظاہر ہو جائیں تو اسکی راکھ کو لے کر خوب پیس ڈالنا۔ پھر سخت آندھی والے دن کا انتظار کرنا۔ پھر اسے دریا میں پھینک دینا۔ چنانچہ انہوں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے سب گوشت پوست اور ہڈیوں کو جمع کیا۔ اور اس سے پوچھا تو نے ایسا کیوں کیا تھا۔ وہ کہے گا تیرے ڈر سے ایسا کیا تھا تو اللہ تعالیٰ اس کی بخشش کر دیں گے۔ عقبہ بن عمروؓ فرماتے ہیں میں نے آپؐ سے یہ بھی سنا کہ وہ شخص کفن چور تھا۔

حدیث(۳۲۰۵)حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍؓ وَعَآئِشَةَؓ قَالَ لَمَّا نَزَلَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيْصَةً عَلٰى وَجْهِهٖ فَاِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهٖ فَقَالَ وَهُوَ كَذٰلِكَ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوْا.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ دونوں فرماتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپؐ نے اپنی منقش چادر کو اپنے چہرہ پر ڈالنا شروع کر دیا۔ جب دم گھٹنے لگتا تو چادر کو چہرے سے کھول دیتے تھے۔ پس آپؐ نے اسی حال میں فرمایا اللہ تعالیٰ کی یہود و نصاریٰ پر لعنت ہو جنہوں نے اپنے انبیاؑ کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنادیا۔ جو کچھ ان لوگوں نے کیا تھا آپؐ اس سے ڈرانا چاہتے تھے۔

لاتتخذوا قبری صنما ۔ بنانا نہ تربت میری کو صنم تم

حدیث(۳۲۰۶)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ سَمِعْتُ اَبَا حَازِمٍ قَالَ قَاعَدْتُ اَبَا هُرَيْرَةَؓ خَمْسَ سِنِيْنَ فَسَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَآئِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِيَآءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَاِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَسَيَكُوْنُ خُلَفَآءُ فَيَكْثُرُوْنَ قَالُوْا فَمَاتَاْمُرُنَا قَالَ اَوْفُوْا بِبَيْعَةِ الْاَوَّلِ فَالْاَوَّلِ اَعْطُوْهُمْ حَقَّهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ سَآئِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ.

ترجمہ۔ حضرت ابوحازمؒ فرماتے ہیں میں پانچ برس تک حضرت ابوہریرہؓ کے پاس بیٹھتا رہا۔ پس میں نے اپ سے سنا کہ آپ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتے تھے فرمایا کہ بنو اسرائیل کے امور کا انتظام انبیاء علیہم السلام کرتے تھے جب ایک نبی کی وفات ہو جاتی تو دوسرا نبی اس کے بعد آجاتا اب میرے بعد تو کسی نبی نے آنا نہیں ہے۔ عنقریب خلیفے ہوں گے اور وہ بہت کثرت سے ہوں گے۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! پھر آپؐ ان کے بارے میں کیا حکم ارشاد فرماتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا پہلے خلیفہ کی بیعت کو پورا کرو۔ پھر اس کے بعد والے پہلے سے وفاداری کرو۔ پس تم ان کے حقوق ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ ان سے ان کی رعیت سے سلوک کے بارے میں سوال کرے گا۔

حدیث (۳۲۰۷) حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ الخ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰى لَوْ سَلَكُوْا جُحْرَ ضَبٍّ لَسَلَكْتُمُوْهُ قُلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى قَالَ فَمَنْ.

ترجمہ۔ حضرت ابوسعیدؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پہلے لوگوں کے طریقوں کی پیروی ضرور کرو گے بالشت با بالشت گز برابر گز کے حتی کہ ان میں سے کوئی اگر گوہ کے سوراخ میں چلا ہوگا تو تم بھی وہی راستہ چلو گے۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ! یہ یہود و نصاریٰ مراد ہیں۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس اور کون مراد ہیں۔

حدیث (۳۲۰۸) حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ الخ عَنْ اَنَسٍ قَالَ ذَكَرُوا النَّارَ وَالنَّاقُوسَ فَذَكَرُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى فَاُمِرَ بِلَالٌ اَنْ يَّشْفَعَ الْاَذَانَ وَيُوْتِرَ الْاِقَامَةَ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نماز میں مسلمانوں کو جمع کرنے کے لئے لوگوں کو آگ اور بگل کا تذکرہ کیا۔ پھر یہود ونصاریٰ یاد آ گئے کہ یہ چیزیں تو ان کے اوقات صلوۃ بتانے کے لئے ہیں اس لئے اشتباہ ہوگا۔ تو حضرت زید بن عبدربہ کے خواب کی بنا پر حضرت بلالؓ کو حکم دیا گیا کہ وہ اذان میں آواز کو دوہری کرے اور اقامت میں اکہری آواز سے کام لے کہ اسے اونچا نہ کرے۔

حدیث (۳۲۰۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ الخ عَنْ عَائِشَةَ كَانَتْ تَكْرَهُ اَنْ يَّجْعَلَ يَدَهُ فِىْ خَاصِرَتِهِ وَتَقُوْلُ اِنَّ الْيَهُوْدَ تَفْعَلُهُ تَابَعَهُ شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ اس بات کو مکروہ سمجھتی تھیں کہ کوئی آدمی اپنی نماز میں اپنی کوکھ پر ہاتھ رکھے۔ فرماتی تھیں یہود ایسا کرتے تھے۔ شعبہ نے اعمش سے روایت کر کے ان کی متابعت کی ہے۔

حدیث (۳۲۱۰) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا اَجَلُكُمْ فِىْ اَجَلِ مَنْ خَلَا مِنَ الْاُمَمِ مَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ وَاِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى كَرَجُلٍ اِسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِىْ اِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُوْدُ اِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِىْ مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ اِلٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارٰى مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ اِلٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِىْ مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلٰى قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ اَلَا فَاَنْتُمْ وَالَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلٰى قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ اَلَا لَكُمُ الْاَجْرُ مَرَّتَيْنِ فَغَضِبَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى فَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ عَمَلًا وَاَقَلُّ عَطَاءً قَالَ اللّٰهُ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا قَالُوْا لَا قَالَ فَاِنَّهُ فَضْلِىْ اُعْطِيْهِ مَنْ شِئْتُ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ تمہاری عمریں پہلے گزرے ہوئے لوگوں کے مقابلہ میں ایسی ہیں جیسے عصر سے لے کر غروب شمس کے درمیان کا وقت ہے۔ فرمایا تمہارا حال یہود ونصاریٰ کے حال کی طرح ہے مثلاً ایک آدمی نے کچھ مزدور کام کرنے کے لئے رکھے۔ فرمایا جو شخص میرے لئے دوپہر تک کام کرتا رہیگا اسے ایک ایک قیراط اجرت ملے گی۔ تو یہود نے ایک ایک قیراط پر دوپہر تک کام کیا پھر اس نے کہا کہ دوپہر سے عصر کی نماز تک ایک ایک قیراط پر کون میرے لئے کام کرے گا تو نصاریٰ نے ایک ایک قیراط پر دوپہر سے لے کر نماز عصر تک کام کیا پھر اس نے کہا نماز عصر سے لے کر سورج غروب ہونے تک کون میرے لئے دو دو قیراط پر کام کرے گا۔ تو آپ نے فرمایا خبردار تم ہی تو وہ لوگ ہو جنہوں نے دو دو قیراط پر عصر سے غروب شمس تک کام کیا۔ اب یہود ونصاریٰ ناراض ہونے لگے کہ عمل تو ہمارا زیادہ ہے لیکن اجرت کم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا میں نے ظلم کر کے تمہارے حق سے کوئی چیز کم کر دی ہے۔ وہ کہیں گے نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے پھر یہ تو میرا فضل ہے جس کو میں چاہوں دے دوں۔

حدیث(۳۲۱۱)حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللہِ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَؓ یَقُوْلُ قَاتَلَ اللہُ فُلَانًا اَلَمْ یَعْلَمْ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللہُ الْیَھُوْدَ حُرِّمَتْ عَلَیْھِمُ الشُّحُوْمُ فَجَمَلُوْھَا فَبَاعُوْھَا تَابَعَہٗ جَابِرٌ وَّاَبُوْھُرَیْرَۃَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ سے سنا فرماتے تھے اللہ تعالیٰ فلاں کو مارے کیا وہ نہیں جانتا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہود پر لعنت فرمائے جن پر چربیاں حرام ہوئیں تو انہوں نے ان کو پگھلا دیا۔ پھر انہیں فروخت کر دیا۔ جابر اور ابو ہریرہؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر کے ان کی متابعت کی ہے۔

حدیث(۳۲۱۲)حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ الضَّحَّاکُ الخ عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ عَمْرٍوؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَۃً وَحَدِّثُوْا عَنْ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ وَلَا حَرَجَ وَمَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا میری طرف سے پہنچاؤ اگرچہ ایک آیت بھی کیوں نہ ہو اور بنی اسرائیل کی طرف سے باتیں بیان کر سکتے ہو اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن یہ یاد رکھو جس شخص نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے۔

حدیث(۳۲۱۳)حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللہِ الخ اَنَّ اَبَا ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی لَا یَصْبِغُوْنَ فَخَالِفُوْھُمْ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود اور نصاریٰ اپنے سفید بالوں کو نہیں رنگتے تم ان کی مخالفت کرتے ہوئے سر اور داڑھی کے سفید بالوں کو رنگ دو۔

حدیث(۳۲۱۴)حَدَّثَنَا جُنْدُبُ بْنُ عَبْدِ اللہِ فِیْ ھٰذَا الْمَسْجِدِ وَمَا نَسِیْنَا مُنْذُ حَدَّثَنَا وَمَا نَخْشٰی اَنْ یَّکُوْنَ جُنْدُبٌ کَذَبَ عَلٰی رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ فِیْمَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ رَجُلٌ بِہٖ جُرْحٌ فَاَخَذَ سِکِّیْنًا فَحَزَّبِھَا یَدَہٗ فَمَا رَقَا الدَّمُ حَتّٰی مَاتَ قَالَ اللہُ تَعَالٰی بَادَرَنِیْ عَبْدِیْ بِنَفْسِہٖ حَرَّمْتُ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ.

ترجمہ۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اسی مسجد میں ہمیں جندب بن عبداللہؓ نے حدیث سنائی جب سے انہوں نے بیان کیا ہے ہم بھولے نہیں۔ اور ہمیں یہ خطرہ ہے کہ حضرت جندبؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولا ہوگا فرماتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے پہلے لوگوں میں سے ایک آدمی تھا جسے زخم پہنچا تو گھبرا اٹھا چھری لی اور اپنے ہاتھ کو اس سے حرکت دیتا رہا۔ پس اس کا خون بند نہ ہوا یہاں تک کہ مر گیا۔ اللہ عزوجل نے فرمایا میرے بندے نے اپنے آپ کو مجھ تک پہنچانے میں جلدی کی پس اس پر جنت حرام کر دی گئی۔

حَدِیْثُ اَبْرَصَ وَاَعْمٰی وَاَقْرَعَ

ترجمہ۔ سفید داغ والے۔ گنجے اور اندھے کی کہانی

حدیث(۳۲۱۵)حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِسْحٰقَ الخ اَنَّ اَبَا ھُرَیْرَۃَؓ حَدَّثَہٗ اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ ثَلٰثَۃً فِیْ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اَبْرَصَ وَاَقْرَعَ وَاَعْمٰی بَدَا لِلّٰہِ اَنْ یَّبْتَلِیَھُمْ فَبَعَثَ اِلَیْھِمْ مَلَکًا فَاَتَی الْاَبْرَصَ فَقَالَ اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَیْکَ قَالَ لَوْنٌ حَسَنٌ وَجِلْدٌ حَسَنٌ قَدْ قَذِرَنِی النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَہٗ فَذَھَبَ عَنْہُ فَاُعْطِیَ لَوْنًا حَسَنًا وَجِلْدًا حَسَنًا فَقَالَ اَیُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَیْکَ قَالَ الْاِبِلُ اَوْقَالَ الْبَقَرُ ھُوَ شَکَّ فِیْ ذٰلِکَ اَنَّ الْاَبْرَصَ وَالْاَقْرَعَ قَالَ اَحَدُھُمَا الْاِبِلُ وَقَالَ الْاٰخَرُ الْبَقَرُ فَاُعْطِیَ نَاقَۃً عُشَرَآءَ فَقَالَ یُبَارَکُ لَکَ فِیْھَا وَاَتَی الْاَقْرَعَ فَقَالَ اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَیْکَ قَالَ شَعْرٌ حَسَنٌ وَّیَذْھَبُ عَنِّیْ ھٰذَا قَدْ قَذِرَنِیَ النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَہٗ فَذَھَبَ وَاُعْطِیَ شَعْرًا حَسَنًا قَالَ فَاَیُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَیْکَ قَالَ الْبَقَرُ قَالَ فَاَعْطَاہُ بَقَرَۃً حَامِلًا وَقَالَ یُبَارَکُ لَکَ فِیْھَا وَاَتَی الْاَعْمٰی فَقَالَ اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَیْکَ قَالَ یَرُدُّ اللّٰہُ اِلَیَّ بَصَرِیْ فَاُبْصِرُ بِہِ النَّاسَ قَالَ فَمَسَحَہٗ فَرَدَّ اللّٰہُ اِلَیْہِ بَصَرَہٗ قَالَ فَاَیُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَیْکَ قَالَ الْغَنَمُ فَاَعْطَاہُ شَاۃً وَّالِدًا فَاُنْتِجَ ھٰذَانِ وَوَلَّدَ ھٰذَا فَکَانَ لِھٰذَا وَادٍ مِّنْ اِبِلٍ وَلِھٰذَا وَادٍ مِنْ بَقَرٍ وَلِھٰذَا وَادٍ مِنَ الْغَنَمِ ثُمَّ اِنَّہٗ اَتَی الْاَبْرَصَ فِیْ صُوْرَتِہٖ وَھَیْئَتِہٖ فَقَالَ رَجُلٌ مِّسْکِیْنٌ تَقَطَّعَتْ بِیَ الْحِبَالُ فِیْ سَفَرِیْ فَلَا بَلَاغَ الْیَوْمَ اِلَّا بِاللّٰہِ ثُمَّ بِکَ اَسْاَلُکَ بِالَّذِیْ اَعْطَاکَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ وَالْجِلْدَ الْحَسَنَ وَالْمَالَ بَعِیْرًا اَتَبَلَّغُ عَلَیْہِ فِیْ سَفَرِیْ فَقَالَ لَہٗ اِنَّ الْحُقُوْقَ کَثِیْرَۃٌ فَقَالَ لَہٗ کَاَنِّیْ اَعْرِفُکَ اَلَمْ تَکُنْ اَبْرَصَ یَقْذَرُکَ النَّاسُ فَقِیْرًا فَاَعْطَاکَ اللّٰہُ قَالَ لَقَدْ وَرِثْتُ لِکَابِرٍ عَنْ کَابِرٍ فَقَالَ اِنْ کُنْتَ کَاذِبًا فَصَیَّرَکَ اللّٰہُ اِلٰی مَا کُنْتَ وَاَتَی الْاَقْرَعَ فِیْ صُوْرَتِہٖ وَھَیْئَتِہٖ فَقَالَ لَہٗ مِثْلَ مَا قَالَ لِھٰذَا فَرَدَّ عَلَیْہِ مِثْلَ مَارَدَّ عَلَیْہِ فَقَالَ اِنْ کُنْتَ کَاذِبًا فَصَیَّرَکَ اللّٰہُ اِلٰی مَاکُنْتَ وَاَتَی الْاَعْمٰی فِیْ صُوْرَتِہٖ فَقَالَ رَجُلٌ مِسْکِیْنٌ وَابْنُ سَبِیْلٍ وَتَقَطَّعَتْ بِیَ الْحِبَالُ فِیْ سَفَرِیْ فَلَا بَلَاغَ الْیَوْمَ اِلَّا بِاللّٰہِ ثُمَّ بِکَ اَسْاَلُکَ بِالَّذِیْ رَدَّعَلَیْکَ بَصَرَکَ شَاۃً اَتَبَلَّغُ بِھَا فِیْ سَفَرِیْ فَقَالَ قَدْکُنْتُ اَعْمٰی فَرَدَّ اللّٰہُ بَصَرِیْ وَفَقِیْرًا قَدْ اَغْنَانِیْ فَخُذْ مَا شِئْتَ فَوَ اللّٰہِ لَا اَجْھَدُ الْیَوْمَ بِشَیْءٍ اَخَذْتَہٗ لِلّٰہِ فَقَالَ اَمْسِکْ مَالَکَ فَاِنَّمَا ابْتُلِیْتُمْ فَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْکَ وَسَخِطَ عَلٰی صَاحِبَیْکَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ تین آدمی بنی اسرائیل میں تھے۔ ایک برص کی بیماری والا دوسرا گنجا اور تیسرا نابینا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو ان کا امتحان لینا منظور ہوا تو ایک فرشتہ ان کی طرف بھیجا جو برص کے پاس آیا۔ اس سے پوچھنے لگا تمہیں کون سی چیز زیادہ پسندیدہ ہے اس نے کہا اچھا رنگ ہو اور خوبصورت چمڑا ہو کیونکہ اس کوڑھ کی وجہ سے لوگ مجھ سے گھن کرتے ہیں

تو فرشتے نے اس کے بدن پر ہاتھ پھیرا۔ جس سے اس کا برص دور ہو گیا اور اس کی بجائے اچھا رنگ اور خوب صورت چمڑا نکل آیا پوچھا مال کون سا تمہیں پسندیدہ ہے اس نے اونٹ کہا یا گائے۔ بہر حال اس میں شک ہے۔ ابرص یا اقرع میں سے ایک نے اونٹ کہا اور دوسرے نے گائے کا کہا۔ چنانچہ اسے دس ماہ کی گابھن اونٹنی دے دی گئی۔ اور فرشتے نے دعا دیتے ہوئے کہا کہ خدا کرے تیرے اس مال میں برکت پیدا ہو پھر وہ گنجے کے پاس آیا اس سے پسندیدہ بات پوچھی۔ اس نے کہا اچھے بال ہوں اور یہ گنجا پن میرے سے چلا جائے۔ جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ چنانچہ فرشتہ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اس کا گنجا پن چلا گیا۔ اور اچھے خوبصورت بال اگ آئے۔ پھر پسندیدہ مال پوچھا تو اس نے گائے بتلائی چنانچہ اسے گابھن گائے دے دی گئی دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تیرے اس مال میں برکت دے پھر وہ نابینا کے پاس آیا اس سے پسندیدہ چیز پوچھی جس پر اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ میری بینائی مجھے واپس لوٹا دے۔ تاکہ میں اس بینائی سے لوگوں کو دیکھ سکوں۔ تو فرشتہ نے اس کی آنکھ پر ہاتھ پھیرا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی اسے واپس لوٹا دی پوچھا مال کون سا پسند ہے۔ کہا بکری پسند ہے۔ تو اس کو بچہ جننے والی ایک بکری دے دی۔ پس ان دونوں کے بھی بچے پیدا ہوئے۔ اور اس بکری نے بھی بچہ جنا۔ چنانچہ مال بڑھنے لگا۔ جس سے اس کی اونٹوں کی وادی بھر گئی۔ اس کی گائے سے وادی بھر گئی۔ اور تیسرے کی بکریوں سے وادی بھر گئی۔ پھر وہ فرشتہ اس ابرص کے پاس آیا اس کی اصلی شکل وصورت میں نمودار ہوا۔ تاکہ حجت پوری ہو۔ کہنے لگا میں ایک غریب آدمی ہوں سفر میں میرے جتنے اسباب روزی کے تھے وہ سب ختم ہو گئے۔ آج میرا کفیل اللہ کے سوا اور تمہارے سوا کوئی نہیں ہے۔ میں آپ سے اس اللہ کے نام پر ایک اونٹ مانگتا ہوں۔ جس نے آپ کو یہ خوبصورت رنگ اور خوب صورت بدن عطا فرمایا اور مال بھی دیا اونٹ اسلئے مانگتا ہوں تاکہ میں اپنے سفر میں منزل مقصود تک پہنچ جاؤں اس نے جواب دے دیا کہ مجھے اور بھی بہت سے حقوق ادا کرنے ہیں فرشتہ نے اس سے کہا گویا کہ میں تجھے پہچانتا ہوں کیا تو برص کی بیماری والا نہیں تھا کہ لوگ تجھ سے نفرت کرتے تھے اور تو پیسے پیسے کو محتاج تھا پس اللہ تعالیٰ نے تجھے اس قدر مال عطا فرمایا۔ کہنے لگا میں نے بڑی بڑی شان والے باپ دادا سے وراثت پائی ہے۔ فرشتہ نے کہا اگر تو جھوٹا ہو تو اللہ تعالیٰ تجھے ایسا کر دے جیسا کہ تو پہلے تھا پھر گنجے کے پاس بھی اس شکل وصورت میں آکر اس سے ایسے کہا جیسے پہلے سے کہا تھا۔ اس نے بھی وہی جواب دیا جو پہلے نے دیا تھا۔ فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹا ہو تو اللہ تعالیٰ تجھے ایسا کر دے جیسا کہ پہلے تھا۔ پھر وہ اندھے کے پاس اس کی شکل وصورت میں آیا۔ کہنے لگا میں ایک غریب اور مسافر آدمی ہوں سفر میں میرے ہر قسم کے وسائل ختم ہو گئے۔ آج میرا سہارا سوائے اللہ کے اور پھر آپ کے کوئی نہیں ہے۔ میں اس کے نام پر تم سے ایک بکری کا سوال کرتا ہوں جس نے آپ پر بینائی واپس کی تاکہ میں اس کے ذریعہ سفر میں اپنی منزل کو پہنچ سکوں اس نے کہا واقعی میں نابینا تھا اللہ تعالیٰ نے میری بصارت واپس فرمائی۔ فقیر ومحتاج تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے غنی بنایا۔ آپ کی جو مرضی آئے لے لیں۔ آج جو چیز آپ اللہ کے لئے لے لیں میں اس کے چھوڑنے پر تیرا شکریہ ادا نہیں کروں گا۔ یا یہ کہ میں اس کے لینے پر تجھ سے شکریہ کا طلب گار بھی نہیں ہوں۔ فرشتہ نے کہا اپنا مال روک رکھو مجھے مال کی ضرورت نہیں تھی۔ البتہ تمہاری آزمائش کی گئی۔ پس اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہوا۔ اور تیرے ان دو ساتھیوں پر ناراض ہوا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ مع الدجال اذا خرج ماء ونارا اشکال یہ ہے۔ روایت خروج دجال کو احوال بنی اسرائیل میں کیسے ذکر کیا گیا۔ حالانکہ دجال سے حضرت نوحؑ بھی اپنی قوم کو ڈرا چکے ہیں۔ اس کا جواب ایک تو یہ ہے کہ ڈرانا قبل از وجود بھی ہوتا ہے تاکہ دوسرے لوگ اس سے بچیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ دجال بھی بنی اسرائیل یہود میں سے ہوگا۔ اس لئے اس کا ذکر اس جگہ مناسب ہے۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ خروج دجال کا ذکر تو حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کے نزول کی مناسبت سے آ گیا۔ تو یہ ذکر طرداً للباب ہوا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حافظؒ نے مطابقت بالباب کے بارے میں فرمایا ہے کہ اصلی مقصود تو دوسرے بنی اسرائیل کے قصے بیان کرنا

ہے۔نباش کا اور تاجر کا قصہ۔اور علامہ عینیؒ فرماتے ہیں باب کی تین روایات ہیں۔حدیث دجال کی دوسری تیسری حدیث جن میں دو آدمیوں کا ذکر ہے۔ترجمہ سے مطابقت صرف دوسری اور تیسری حدیث سے ہے۔حدیث دجال ترجمہ کے مطابق نہیں ہے۔لیکن قطب گنگوہیؒ نے تینوں احادیث کی مطابقت ذکر کر کے کمال کر دیا ہے اور حضرت کی توجیہ کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ابن صیاد کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تردد تھا کہ وہ دجال ہے کہ نہیں۔حتیٰ کہ بعض صحابہ کرامؓ نے قسم اٹھالی کہ ابن صیاد دجال ہے۔اور ابن صیاد کا یہود میں سے ہونا مشہور و معروف ہے۔بہر حال حافظؒ نے اس مسئلہ میں بڑی بحث کی ہے۔جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دجال اور ابن صیاد الگ الگ ہیں۔اگر چہ ابن صیاد اعور (کانا) ہونے میں دجال کے شریک ہے۔اور جیسے دجال یھودیۃ اصبھان کے سکان میں سے ہے۔ایسے ابن صیاد بھی وہاں کا سکونت پذیر ہے باقی نوحؑ کا اپنی قوم کو دجال سے ڈرانا اس کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ نوح علیہ السلام ان اولو العزم پانچ رسولوں میں سے ہیں۔جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کیا ہے۔اگر چہ دجال کا خروج امور عدیدہ کے ظہور کے بعد ہوگا۔جن کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتر کر دجال کو قتل کریں گے۔بایں ہمہ نوحؑ پر خروج دجال کا وقت مخفی رکھا گیا۔تاکہ وہ اپنی قوم کو اس فتنہ سے ڈرائیں۔اس کی تائید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے ہوتی ہے جس میں ہے کہ میری موجودگی میں دجال آ گیا تو میں خود اس سے نمٹ لوں گا اور اس کے بعد آپؐ نے خروج دجال کا وقت متعین بتلا دیا۔نیز! قطب گنگوہیؒ نے کوکب دری میں لکھا ہے کہ شراح کو وہم ہو گیا کہ انبیاء علیہم السلام نے اپنی اپنی قوم کو خروج دجال سے ڈرایا۔حالانکہ انبیاء علیہم السلام جانتے تھے کہ دجال کا خروج بعثت نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ممکن نہیں ہے۔بلکہ انداز سے مراد ان فتنوں کو بتلانا تھا۔تاکہ وہ اوامر و نواھی پر جلدی جلدی عمل کر لیں۔کہیں فتنہ کا دور آ گیا تو عمل کرنا علی الطاعات مشکل ہو جائے گا۔اور شاید یہی انذار کی حکمت ہو کہ یہ کوئی عرف جدید نہیں بلکہ انبیاء علیہم السلام کا ہر اعن کا ہو یعنی بڑے بڑوں سے ذکر ہوتا چلا آ رہا ہے تو اس طرح امت محمدیہ کے نفوس میں زود اثر ہوگا شاہ ولی اللہؒ نے بھی اس مسئلہ کے بارے میں خیر کثیر کتاب میں خوب بحث کی ہے۔لیکن میرے نزدیک یہ ہے کہ یہاں دو امر ہیں۔ایک تو یہ کہ انبیاء علیہم السلام جانتے تھے کہ خروج دجال امور کثیرہ کے بعد ہوگا۔لیکن ان کا یہ بھی اعتقاد تھا کہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ وقت سے پہلے اس کا خروج کر دے۔چنانچہ حدیث کسوف میں ہے کہ آپؐ نے علامات قیامت دیکھ کر فرمایا کہ کہیں قیامت قائم نہ ہو جائے۔یا آندھی اور بادل دیکھ کر عذاب الٰہی کے بارے میں فکر مند ہو جاتے تھے وغیرہ وغیرہ۔آیات اور احادیث اس بارے میں کثیرہ ہیں دوسرا امر یہ ہے کہ بعض گناہوں کے بارے میں آیا ہے کہ ان کے مرتکبین کا دجال کے ساتھ حشر ہوگا۔اس لئے انبیاء علیہم السلام نے دجال کے معاملہ کو عظیم سمجھتے ہوئے قوم کو اس سے ڈرایا تاکہ وہ ان گناہوں کے ارتکاب سے بچ جائیں۔جیسے آپؐ نے مجوس ھذہ الامۃ کے بارے میں فرمایا۔ھم شیعۃ الدجال اور حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ اول الفتن قتل عثمان و اخرھا خروج الدجال۔اس قسم کے ارشاد خوارج کے بارے میں جو احادیث ہیں ان میں موجود ہیں۔حتی یخرج اخرھم مع مسیح الدجال واللہ اعلم۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فغفر اللہ لہ زمانہ فترت میں یہ ضروری نہیں ہے کہ آدمی عقائد کی جزئیات کا علم رکھتا ہو۔بلکہ نجات کے لئے نفس توحید کافی ہے۔فترت وہ زمانہ جس میں کوئی نبی نہ ہو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ کو بھی اشکال پیش آیا ہے۔کہ جب وہ نباش حشر و نشر کا منکر تھا۔اور احیاء موتی پر قدرت سے انکاری تھا تو اس کی بخشش کیسے ہوگئی۔جواب یہ ہے کہ وہ بعثت کا منکر نہیں تھا۔بلکہ اپنی جہالت اور نادانی سے یہ سمجھا کہ جب وہ ایسا کرے گا تو نہ تو وہ دوبارہ زندہ ہوگا اور نہ ہی عذاب میں مبتلا ہوگا۔اور اس کا ایمان اس سے ظاہر ہو گیا کہ اس نے اعتراف کر لیا کہ اس نے یہ سب کچھ خوف الٰہی کی وجہ سے کیا

تھا۔ ابن قتیبہ فرماتے ہیں کہ کچھ مسلمان بعض صفات میں غلطی کر جاتے ہیں لہذا ان کی تکفیر نہ کی جائے گی۔ میرے نزدیک یہ ہے کہ ان شدائد اور مصائب کے جھیلنے سے رحمت الٰہی کا امیدوار تھا۔ جیسے کوئی غلام اپنے آقا کو رحم دلانے کے لئے شدائد برداشت کرتا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ الابل والبقر الخ ظاہر یہ ہے کہ تینوں کی حرص مال ان کے عیب کے مطابق تھی۔ نابینا سے لوگوں کو اتنی نفرت نہیں ہوتی۔ جس قدر برص اور گنجے سے ہوتی ہے۔ اس لئے اس کا مطلوب بھی چھوٹا تھا۔ یعنی اس نے بکری کا مطالبہ کیا اور برص کا عیب اقرع سے زیادہ تھا۔ اس لئے اس نے اونٹ کا مطالبہ کیا۔ اقرع اس سے کم درجہ تھا۔ اس نے گائے کا مطالبہ کر دیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ نابینا ان تینوں میں سے بہتر رہا وجہ یہ ہے کہ اس کا مزاج سلامتی کے قریب تھا برص ایک ایسا مرض ہے جو مزاج کے بگڑنے سے پیدا ہوتا ہے۔ اس سے بالوں کا اڑ جانا بھی سوءِ مزاج کی وجہ سے ہوتا ہے اور اندھا پن کیلئے فساد مزاج ضروری نہیں۔ کبھی وہ امر خارج کی وجہ سے بھی ہوتا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ شاۃ اتبلغ بھا فی سفری کہ بکری کو بیچ کر سفری ضروریات پوری کر کے منزل تک پہنچ جاؤں گا۔ باقی فرشتہ پر یہ اعتراض نہیں ہوسکتا کہ اس نے مسکین اور مسافر کہہ کر جھوٹ بولا۔ کیونکہ یہ سب کچھ امر خداوندی سے تھا۔ تو حکم بعد کذب کی کراہت کا سوال بھی پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ اگر وہ جھوٹ نہ کہتے تو کراہت لازم آتی اسی بنا پر آپؐ نے حضرت محمد بن مسلمہ کو کعب بن اشرف کو قتل کرنے کے بارے میں بعض امور کذبہ کی اجازت دے دی تھی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قسطلانیؒ نے کہا کہ یہ کذب نہیں تھا۔ جیسے ابراہیمؑ کا قول انت اختی کذب نہیں۔ علامہ سندھیؒ فرماتے ہیں کہ فرشتہ ظاہر حال کے اعتبار سے کہہ رہا تھا۔ لہذا یہ کذب نہیں ہے یا شاید اللہ تعالیٰ نے مصلحت کے لئے ایسا کلام مباح کر دیا ہو کذب مصلحت آمیز بہ نہ راستی فتنہ انگیز۔ شیخ سعدیؒ کا مقولہ ہے۔ (از مرتب)

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لا احمدک الیوم بشیء یعنی میں کسی چیز کے لینے پر تیرا شکر ادا نہیں کروں گا۔ بلکہ کہوں گا جو کچھ تو نے لیا وہ تھوڑا ہی لیا۔ اور یہ بھی ممکن ہے حمد مصدر مجہول ہو یعنی جس چیز کو تو لے گا میں اس پر تیرا شکریہ ادا نہ کروں گا۔ کیونکہ وہ میرا مال تو نہیں وہ محض اللہ کا فضل تھا۔ اور اسی کا مال تھا تو میرا کس چیز پر شکریہ ادا کرنا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اور حافظؒ نے اس لا احمدک الخ کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ کسی چیز کے چھوڑ دینے پر میں تیرا شکریہ ادا نہیں کروں گا۔ تو ترک کا لفظ محذوف ہے۔ اور مسلم کی روایت میں لا اجھد علیک ہے۔ یعنی میری طرف سے تم پر کوئی سختی نہیں ہوگی۔ لا اشق علیک اور قاضی عیاضؒ نے کہا ہے لا احد علیک بغیر میم کے اور دال کے شد کے ساتھ جس کے معنی ہے لا امسک میں تجھے کسی چیز کے لینے پر نہیں روکوں گا۔ لا احمدک الخ کے معنی مولانا محمد حسن مکیؒ نے یہ بیان کئے ہیں کہ نہ چاہوں گا۔ تجھ سے حمد بسبب اس شی کے لے لیا تو نے الخ۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فقد رضی عنک رضی مجھول اور رضی معروف دونوں صحیح ہیں۔ چنانچہ بعض روایتوں میں رضی اللہ عنک کے الفاظ وارد ہیں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ شبرا بشبر و ذراعا بذراع وحجر ضب سے شدت موافقت مراد ہے اور حجر ضب سخت تنگی کے وقت بھی موافقت ہوگی۔ اور حافظؒ فرماتے ہیں کہ ان تینوں میں تمثیل مراد ہے کہ وہ معاصی میں ان کی پوری موافقت کریں گے۔ کفر میں نہیں۔ اگر سوال ہو کہ

ان لوگوں نے تو انبیاء علیہم السلام کو بھی قتل کیا۔ جواب یہ ہے کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔ تو ہزاروں نہیں لاکھوں علماء امت نے قتل کیے ہیں۔ صحابہ کے دور سے لے کر تا حال یہ سلسلہ جاری ہے۔

اجلکم من الامم الخ یہ حدیث حضرت امام ابوحنیفہؒ کا مستدل ہے کہ وقت ظہر مثلین تک باقی رہتا ہے۔ ورنہ عصر کا وقت ظہر سے بڑھ جائیگا۔

قاتل الله فلانا اس سے مراد سمرۃ بن جندب ہیں۔ جنہوں نے جزیہ کی قیمت میں اہل کتاب سے شراب کو لیا۔ اور اسے بیچ ڈالا جس کی بیع کے جواز کے معتقد تھے۔ تو حضرت عمرؓ نے ان کی مذمت پر اکتفا کیا سزا نہیں دی۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ بددعا مقصود نہ ہو۔ بلکہ عرب کی عادت کے مطابق سخت کلامی کی ہو۔ جسے تغلیظ کہتے ہیں۔

ولو اية قاضی بیضاویؒ فرماتے ہیں کہ آیت قرآنی کا ذکر فرمایا۔ حدیث کو بیان نہیں فرمایا۔ وجہ یہ ہے کہ حفظ قرآن کی کفالت اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ اس کے باوصف جب اس کی تبلیغ ضروری ہے تو حدیث کی تبلیغ بطریق اولیٰ ہوگی۔

من كذب علي الخ کرامیہ نے وہ جھوٹ جو نبی کے حق میں ہو اس کو جائز قرار دیا ہے۔ لیکن جمہور علماء ہر قسم کے کذب علی النبی کو حرام کہتے ہیں۔

يصبغون ڈاڑھی اور سر کے سفید بالوں کو رنگ دینا اس حدیث سے جائز معلوم ہوتا ہے اور حدیث میں ازالہ شیب سے منع فرمایا گیا ہے تو جواب یہ ہے کہ رنگنے سے ازالہ شیب نہیں ہوتا۔ جب کہ سیاہ رنگ بدستور ممنوع ہے۔ جیسے مسلم کی روایت ہے غیروہ وجنبوا اسود کہ رنگ تبدیل ضرور کرو لیکن سیاہی سے بچو۔

وما نخشى الخ اس سے معلوم ہوا کہ الصحابة کلهم عدول اور وہ کذب سے مامون ہیں لا سیما علی النبی صلی الله علیه وسلم خصوصاً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ تو بالکل بعید ہے۔

حرمت عليه الجنة یا تو اس جرم کو حلال سمجھنے کی وجہ سے یا جنت اس وقت حرام ہوگی جب سابقون داخل ہوں گے بعد میں پٹ پٹا کر پھر جنت میں داخل ہوں گے۔ ابرص برص ایک بیماری ہے جس سے کہ ظاہر بدن پر سفید داغ ظاہر ہوتے ہیں یہ سوءِ مزاج کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اقرع وہ جس کے سر کے بال چلے گئے ہوں۔

بدأ الله ای حکم الله اراد الله شیعوں والا بداء مراد نہیں ہے کہ پہلے ارادہ نہیں تھا بعد میں ظاہر ہوگیا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بالکل ممنوع ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ

رقیم بمعنی کتاب کے ہو۔ فعیل بمعنی مفعول رقیم بمعنی مرقوم بمعنی مکتوب یہ رقم سے مشتق ہے۔ ربطنا علی قلوبهم ای الهمناهم صبرا کہ ہم نے ان پر صبر کا الہام کیا۔ لولا ان ربطنا علی قلبها جیسے موسیٰ کی والدہ کے بارے میں ہے کہ اگر ہم اس کے دل کو تھامے نہ رہتے۔ یعنی صبر کی توفیق نہ دیتے تو وہ راض فاش کردیتی۔ شططا افراطا یعنی زیادتی کرنا۔ الوصید الفناء یعنی صحن اس کی جمع وصائد اور وصد آتی ہے اور کہا جاتا ہے وصید الباب دروازے کی چوکھٹ دہلیز۔ المؤصدة المطبقة ڈھکی ہوئی آصد الباب واوصد کے معنی دروازہ بند کردیا۔ بعثناهم احییناهم یعنی ہم نے ان کو زندہ کردیا۔ ازکی اکثر ریعا ای اکثر طعاما یعنی جس میں غذائیت زیادہ ہو۔ فضرب الله علی اذانهم فناموا یعنی خوب گہری نیند سو گئے۔ رجما بالغیب لم یستبن یعنی واضح نہیں ہوا۔ انکل پچو چلاتے ہیں۔ آگے مجاہد کی تفسیر ہے۔ تقرضهم ای تترکهم. آپ ان سے کترا کے چلیں گے۔

تشریح از شیخ گنگوہی ؒ ۔ تقرضھم تترکھم میں عربی محاورہ ہندی محاورہ کے موافق ہو گیا کہ ہندی میں تقرضھم کے معنی کترانا کے لیتے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریا ؒ ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ تقرضھم تترکھم کیونکہ قرض کے اصلی معنی قطع اور کاٹنے کے ہیں مقراض سے کاٹنا۔ تو معنی یہ ہوئے کہ تو ان سے کترا کے اور انحراف کر کے چلے گا۔ مقصد یہ ہے کہ سورج کی تھوڑی سی شعاعیں ان کو پہنچتی تھیں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اصحاب کہف کا واقعہ احادیث کے مطابق بلاد روم میں واقع ہوا۔ مولانا آزاد مرحوم ایشیائے کوچک کے پہاڑ مرا دلیتے ہیں جہاں اس قسم کے غار اب بھی موجود ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہی ؒ ۔ اصد الباب آصد میں شاید ہمزہ سلب ماخذ کے لئے ہو۔ اس لئے کہ دروازہ کو بند کر دینے سے اس کی ہیئت کو بدل دیا جاتا ہے۔ اگر دروازہ کھلا ہو تو دخول و خروج یعنی آنے جانے کا فائدہ اس پر مرتب ہوتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریا ؒ ۔ وصید کا لفظ تو سورۂ کہف میں ہے مؤصدہ سورۃ بلد کا لفظ ہے۔ عادت کے مطابق امام بخاریؒ نے اسے ذکر فرما دیا۔ کیونکہ دروازہ بھی بند کیا جاتا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں اوصد بابک اپنا دروازہ بند کرو۔ لیکن ابو عمرو سے مروی ہے کہ اہل یمن وتھامہ تو الوصید کہتے ہیں۔ لیکن اہل نجد الاصید بولتے ہیں۔ مختار الصحاح میں بھی ہے الاصید الوصید کی لغت ہے۔ جس کے معنی صحن کے ہیں۔ لیکن ظاہر یہ ہے کہ دو قرأتیں دو الگ الگ مادہ سے ہیں۔ مؤصدہ آصد یؤصد سے ہے۔ یا یہ مھمو ز الفاء ہے اور اوصد یوصد یہ مثال وادی ہے۔ آخر میں شیخ گنگوہیؒ نے ایک عجیب نکتہ بیان فرمایا ہے کہ جب دروازہ دخول و خروج کا محل ہے تو لائق ہے کہ باب افعال میں اس مقصد کا ازالہ ہو۔ کیونکہ باب افعال سلب ماخذ کے لئے آتا ہے۔ مصنفؒ نے استطرادہ ذکر کر دیا۔ نیز! امام بخاریؒ نے اس باب میں صرف تفاسیر پر اکتفا کیا ہے۔ احادیث نہیں لائے۔

الحمدللہ تیرھواں پارہ ختم ہوا۔ ۱۸ محرم الحرام ۱۴۱۰ھ بروز پیر

آگے چودھواں پارہ کا آغاز حدیث سے ہو رہا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

چودھواں پارہ

بَابُ حَدِيْثُ الْغَارِ

ترجمہ۔ غار والی حدیث

حدیث (۳۲۱۶) حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ خَلِيْلٍ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا ثَلٰثَةُ نَفَرٍ مِّمَّنْ قَالَ قَبْلَكُمْ يَمْشُوْنَ اِذْ اَصَابَهُمْ مَطَرٌ فَاَوَوْا اِلٰى غَارٍ فَانْطَبَقَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اِنَّهٗ وَاللّٰهِ يَا هٰؤُلَآءِ لَا يُنْجِيْكُمْ اِلَّا الصِّدْقُ فَلْيَدْعُ كُلُّ رَجُلٍ مِنْكُمْ بِمَا يَعْلَمُ اِنَّهٗ قَدْ صَدَقَ فِيْهِ فَقَالَ وَاحِدٌ مِنْهُمْ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ كَانَ لِيْ اَجِيْرٌ عَمِلَ لِيْ عَلٰى فَرَقٍ مِنْ اَرُزٍّ فَذَهَبَ وَتَرَكَهٗ وَاِنِّيْ عَمِدْتُ اِلٰى ذٰلِكَ الْفَرَقِ فَزَرَعْتُهٗ فَصَارَ مِنْ اَمْرِهٖ اَنِّيْ اشْتَرَيْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَاَنَّهٗ اَتَانِيْ يَطْلُبُ اَجْرَهٗ فَقُلْتُ لَهٗ اِعْمِدْ اِلٰى تِلْكَ الْبَقَرِ فَسُقْهَا فَقَالَ لِيْ عِنْدَكَ فَرَقٌ مِنْ اَرُزٍّ فَقُلْتُ فَقُلْتُ لَهٗ اِعْمِدْ اِلٰى تِلْكَ الْبَقَرِ فَاِنَّهَا مِنْ ذٰلِكَ الْفَرَقِ فَسَاقَهَا فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا فَانْسَاحَتْ عَنْهُمُ الصَّخْرَةُ فَقَالَ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ كَانَ لِيْ اَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ فَكُنْتُ اٰتِيْهِمَا كُلَّ لَيْلَةٍ بِلَبَنِ غَنَمٍ لِيْ فَاَبْطَاْتُ عَلَيْهِمَا لَيْلَةً فَجِئْتُ وَقَدْ رَقَدَا وَاَهْلِيْ وَعِيَالِيْ يَتَضَاغَوْنَ مِنَ الْجُوْعِ فَكُنْتُ لَا اَسْقِيْهِمْ حَتّٰى يَشْرَبَ اَبَوَايَ فَكَرِهْتُ اَنْ اُوْقِظَهُمَا وَكَرِهْتُ اَنْ اَدَعَهُمَا فَيَسْتَكِنَّا لِشَرْبَتِهِمَا فَلَمْ اَزَلْ اَنْتَظِرُ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا فَانْسَاحَتْ عَنْهُمُ الصَّخْرَةُ حَتّٰى نَظَرُوْا اِلَى السَّمَآءِ فَقَالَ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ كَانَ لِيْ ابْنَةُ عَمٍّ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ وَاِنِّيْ رَاوَدْتُهَا عَنْ نَفْسِهَا فَاَبَتْ اِلَّا اَنْ اٰتِيَهَا بِمِائَةِ دِيْنَارٍ فَطَلَبْتُهَا حَتّٰى قَدَرْتُ فَاَتَيْتُهَا بِهَا فَدَفَعْتُهَا اِلَيْهَا فَاَمْكَنَتْنِيْ مِنْ نَفْسِهَا فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا فَقَالَتْ اِتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفُضَّ الْخَاتَمَ اِلَّا بِحَقِّهٖ فَقُمْتُ وَتَرَكْتُ مِائَةَ دِيْنَارٍ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا فَفَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَخَرَجُوْا۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دریں اثنا تم سے پہلے لوگوں میں سے تین آدمی چل

رہے تھے کہ بارش نے ان کو آگھیرا تو وہ بیچارے ایک غار میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔ خدا کا کرنا یہ کہ غار کا دروازہ ان پر بند ہو گیا۔ پس ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اللہ کی قسم! آج سچائی کے سواہمیں کوئی چیز نہیں بچاسکتی۔ پس تم میں سے ہر ایک اپنا وہ عمل یاد کر کے دعا کرے جس میں اسکی صداقت ہو تو ایک نے ان میں سے کہا کہ اے اللہ اگر تیرے علم میں یہ بات ہے کہ میں نے اپنی کاشت کیلئے ایک مزدور چاولوں کے ایک فرق یعنی بارہ سیر پر ملازم رکھا لیکن وہ کسی وجہ سے اپنی اجرت چھوڑ کر چلا گیا میں نے اس فرق کو استعمال میں لا کر اس کی کاشت شروع کر دی۔ بڑھتے بڑھتے وہ یہاں تک پہنچ گیا کہ میں نے اس سے ایک بیل خرید کر لیا کچھ عرصہ بعد وہ مجھ سے اپنی اجرت مانگنے آیا تو میں نے اس سے کہا کہ یہ بیل ہانک کر لے جاؤ اس نے کہا کہ میری طرف سے تو چاول کا ایک فرق آپ کے ذمہ ہے۔ میں نے پھر کہا کہ تم اس بیل کو لے جاؤ یہ تیرے اسی فرق کی پیداوار ہے پس وہ اسے ہانک کر لے گیا پس اے اللہ! اگر آپ کے علم میں ہے کہ یہ سب کچھ میں نے آپ سے ڈر کر کیا ہے تو اس پتھر کی چٹان کو ہم سے کھول دے تو کچھ پتھران سے کھل گیا۔ دوسرے نے کہا اے اللہ! اگر آپ کے علم میں ہے کہ میرے دو بوڑھے ضعیف ماں باپ تھے میں ہر رات ان کے پاس بکریوں کا دودھ لا کر پلاتا تھا۔ ایک رات مجھے دیر ہو گئی جب میں آیا تو وہ دونوں سو چکے تھے۔ اور میرے بال بچے بھوک کی وجہ سے چیخ چلا کر رو رہے تھے۔ میں ان کو اس وقت تک دودھ نہیں پلاتا تھا جب تک والدین نہ پی لیتے۔ میں نے ان کو جگانا پسند نہ کیا اور یہ بھی میں نے پسند نہ کیا کہ ان کو چھوڑ دوں کہ کہیں وہ دودھ نہ پینے کی وجہ سے کمزور نہ ہو جائیں۔ پس میں اس وقت تک ان کا انتظار کرتا رہا یہاں تک کہ فجر نے طلوع کر لیا۔ پس اے اللہ! اگر آپ کے علم میں ہے کہ میں نے یہ کام صرف آپ سے ڈرنے کی وجہ سے کیا ہے تو اس چٹان کو ہم سے دور کر دے۔ تو وہ چٹان ان سے اتنی کھسک گئی کہ وہ لوگ آسمان کو دیکھنے لگے۔ تیسرا بولا کہ اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میری ایک چچا کی بیٹی تھی جو تمام لوگوں سے مجھے زیادہ محبوب تھی۔ میں نے اس کو اس کے نفس سے بے قابو کرنا چاہا۔ تو اس نے انکار کر دیا۔ البتہ اگر میں اس کو سو دینار لا کر دوں تو پھر مقصد حاصل کر سکتا ہوں۔ چنانچہ میں نے ان کو تلاش کرنا شروع کیا یہاں تک کہ مجھے ان پر قدرت حاصل ہو گئی میں وہ لے کر اس کے پاس آیا۔ وہ سب رقم اسے دے دی۔ پس اس نے مجھے اپنے بدن پر قدرت دے دی۔ وہ لیٹ گئی میں جب اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھ گیا تو کہنے لگی اللہ سے ڈر اور یہ انگوٹھی حق کے بغیر نہ توڑ۔ تو میں فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور سو دینار بھی چھوڑ دیئے اے اللہ! اگر تیرے علم میں ہے کہ یہ کام میں نے محض تیرے خوف سے کیا ہے تو اس چٹان کو ہم سے دور کر دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان سے وہ چٹان دور کر دی۔ پس وہ نکل کر چلے گئے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ امام بخاریؒ اصحاب کہف کے ذکر کے بعد حدیث غار کو لائے ہیں جس سے اس طرف اشارہ کرنا ہے کہ اصحاب کہف کا غار بھی وہی ہے جس میں یہ تینوں حضرات گھر گئے تھے۔ اور اصحاب الكهف والرقيم۔ رقیم سے یہی غار مراد ہے۔

باب: حدیث (۳۲۱۷) حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ الخ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَؓ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا امْرَاَةٌ تُرْضِعُ ابْنَهَا اِذْ مَرَّبِهَا رَاكِبٌ وَهِيَ تُرْضِعُهٗ فَقَالَتْ اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْ ابْنِيْ حَتّٰى يَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِيْ مِثْلَهٗ ثُمَّ رَجَعَ فِي الثَّدْيِ وَمُرَّ بِامْرَاَةٍ تُجَرُّ وَيُلْعَبُ بِهَا فَقَالَتْ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِثْلَهَا فَقَالَ اَمَّا الرَّاكِبُ فَاِنَّهٗ كَافِرٌ وَاَمَّا الْمَرْاَةُ فَقَالَ فَاِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ لَهَا تَزْنِيْ وَتَقُوْلُ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَتَقُوْلُوْنَ تَسْرِقُ وَتَقُوْلُ حَسْبِيَ اللّٰهُ.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ دریں اثنا ایک عورت اپنے بیٹے کو دودھ پلا رہی تھی کہ اچانک اس کے پاس سے دودھ پلاتی حالت میں ایک سوار گذرا۔ عورت کہنے لگی اے اللہ! میرے بیٹے کو اس وقت تک موت نہ

دینا یہاں تک کہ میرے بیٹے کو اس سوار جیسا بنادے۔ جس پر بچے نے کہا اے اللہ مجھے اس جیسا نہ بنانا پھر پستان سے دودھ پینے لگا۔ اور پھر ایک عورت گذاری گئی جسے گھسیٹا جارہا تھا اور اسے کھلونا بنایا جارہا تھا تو عورت کہنے لگی اے اللہ! میرے بیٹے کو اس عورت جیسا نہ بنانا۔ بچے نے کہا اے اللہ! مجھے اس عورت جیسا بنانا۔ کیونکہ وہ سوار تو ایک کافر آدمی تھا۔ اور یہ عورت لوگ اس کے بارے میں کہتے تھے کہ زنا کرتی ہے وہ کہتی تھی مجھے اللہ کافی ہے۔ اور اس کے بارے میں کہتے تھے کہ چوری کرتی ہے وہ کہتی تھی مجھے اللہ کافی ہے۔

حدیث (۳۲۱۸) حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ تَلِيْدٍ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا كَلْبٌ يَطِيْفُ بِرَكِيَّةٍ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ اِذْرَاَتْهُ بَغِیٌّ مِنْ بَغَايَا بَنِیْ اِسْرَآئِيْلَ فَنَزَعَتْ مُوْقَهَا فَسَقَتْهُ فَغُفِرَ لَهَا بِهٖ.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اس حالت میں کہ ایک کتا ایک بے من کے کنویں کے اردگرد گھوم رہا تھا قریب تھا کہ پیاس اسے ہلاک کر دیتی اچانک بنی اسرائیل کی رنڈیوں میں سے ایک رنڈی نے اسے دیکھ لیا۔ اپنا موزہ اتار کے اسے پانی پلایا۔ جس کی وجہ سے اس کی بخشش کردی گئی۔

حدیث (۳۲۱۹) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الخ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِیْ سُفْيَانَ عَامَ حَجَّ عَلَى الْمِنْبَرِ فَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِّنْ شَعْرٍ وَكَانَتْ فِیْ يَدِ حَرَسِیٍّ فَقَالَ يَآ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ اَيْنَ عُلَمَآءُ كُمْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مِثْلِ هٰذِهٖ وَيَقُوْلُ اِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُوْا اِسْرَآئِيْلَ حِيْنَ اتَّخَذَهَا نِسَآؤُهُمْ.

ترجمہ۔ حمید بن عبدالرحمنؒ فرماتے ہیں کہ حج کے موقعہ پر منبر پر کھڑے ہوئے انہوں نے حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ سے سنا انہوں نے بالوں کا ایک جوڑا جو کسی سپاہی کے ہاتھ میں تھا لے کر فرمایا کہ اے مدینہ والو! تمہارے علماء کہاں ہیں۔ جو ایسے مسائل سے غافل ہیں۔ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ وہ اس قسم کے افعال سے منع کرتے تھے غرض یہ ہے کہ عورتیں اپنے بالوں کی زینت کے لئے جوڑے کاٹ کاٹ کر پھینک دیتی تھیں۔ اور فرماتے تھے کہ بنواسرائیل بھی اس وقت ہلاک ہوگئے جب ان کی عورتوں نے ایسے بال بنانے شروع کر دیئے۔ علماء کو خطاب اس لئے کیا کہ اکثر صحابہ کرامؓ وفات پاچکے تھے علماء حق گوئی سے گریز کرتے تھے۔

حدیث (۳۲۲۰) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّهٗ قَدْ كَانَ فِيْمَا مَضٰى قَبْلَكُمْ مِنَ الْاُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ وَاِنَّهٗ اِنْ كَانَ فِیْ اُمَّتِیْ هٰذِهٖ مِنْهُمْ فَاِنَّهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِؓ.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ تمہارے سے پہلے جو امتیں گذری ہیں ان میں محدثون ہوا کرتے تھے۔ اگر میری اس امت میں ان محدثون میں سے کوئی ہے تو وہ حضرت عمر بن الخطابؓ ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ان کان فی امتی هذا الخ شک کی صورت میں اس لئے ذکر کیا کہ حضرت عمرؓ ان محدثون سے افضل ہیں۔ پس ان پر محدث ہونا صادق نہیں آتا۔ اسی لئے فرمایا کہ اگر ہوتا تو عمرؓ ہوتا۔ لیکن چونکہ میری امت میں کوئی محدث نہیں لہذا عمرؓ ان میں سے نہیں ہوں گے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اس حدیث کے اس باب میں علی سبیل شک لانے کے متعلق شراح کرامؒ نے مختلف توجیہات بیان کی ہیں۔ علامہ عینیؒ اور قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ آپ کا یہ ارشاد علی سبیل التوقع ہے۔ گویا کہ ابھی آپ مطلع نہیں ہوئے تھے کہ ایسا ہونے والا ہے حالانکہ یہ

واقعہ ہو چکا ہے۔ یا ساریۃ الجبل والا قصہ مشہور ومعروف ہے۔ اور حافظؒ فرماتے ہیں چونکہ آپ کی امت افضل الامم ہے جب اور امتوں میں محدث ہو چکے ہیں تو آپ کی امت میں بطریق اولیٰ ہوگا۔ دراصل محدث کے معنی میں اختلاف ہے۔ خطابیؒ فرماتے ہیں کہ محدث وہ شخص ہے جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی چیز ڈال دی جائے۔ گویا ملہم محدث ہے۔ اور بعض نے کہا محدث وہ ہے جس کی زبان پر حق جاری ہو جائے۔ اور بعض نے کہا وہ شخص ہے جس سے ملائکہ بات کرتے ہوں۔ ابن التین فرماتے ہیں محدثون یعنی متفرسون جو اپنی ذہانت اور فراست سے بات کو سمجھ جائیں بہر حال یہ سب معانی متقارب ہیں۔ شیخ گنگوہیؒ نے اس اختلاف معانی کی وجہ سے نفی پر کلام کو محمول کیا ہے۔ چونکہ میری امت میں کسی محدث کی ضرورت نہیں۔ ان کے لئے کتاب وسنت کافی ہے۔ لہذا حضرت عمرؓ ان میں سے نہیں ہوں گے۔ تو یہ علی سبیل الفرض والتقدیر ہوگا۔

حدیث (۳۲۲۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ کَانَ فِیْ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعًا وَّتِسْعِیْنَ اِنْسَانًا ثُمَّ خَرَجَ یَسْاَلُ فَاَتٰی رَاهِبًا فَسَاَلَهٗ فَقَالَ لَهٗ هَلْ مِنْ تَوْبَةٍ قَالَ لَا فَقَتَلَهٗ فَجَعَلَ یَسْاَلُ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ اِئْتِ قَرْیَةَ کَذَا وَکَذَا فَاَدْرَکَهُ الْمَوْتُ فَنَاءَ بِصَدْرِهٖ نَحْوَهَا فَاخْتَصَمَتْ فِیْهِ مَلٰٓئِکَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلٰٓئِکَةُ الْعَذَابِ فَاَوْحَی اللّٰهُ اِلٰی هٰذِهٖ اَنْ تَقَرَّبِیْ وَاَوْحَی اللّٰهُ اِلٰی هٰذِهٖ اَنْ تَبَاعَدِیْ وَقَالَ قِیْسُوْا مَا بَیْنَهُمَا فَوُجِدَ اِلٰی هٰذِهٖ اَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَغُفِرَ لَهٗ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا بنی اسرائیل میں ایک آدمی تھا جس نے ننانوے آدمی قتل کر دیئے تھے۔ پھر وہ پوچھتا پھرتا تھا چنانچہ ایک پادری کے پاس آکر پوچھنے لگا کیا میرے لئے توبہ کی گنجائش ہے اس نے کہا نہیں تو اس نے اس کو قتل کر کے سو۱۰۰ پورے کر دیئے۔ پھر پوچھنا شروع کیا تو ایک آدمی نے اسے بتلایا کہ تم فلاں فلاں بستی میں جاؤ شاید تمہا را مسئلہ حل ہو جائے لیکن اسے موت نے آلیا تو اس نے اپنا سینہ اس بستی کی طرف جھکا دیا۔ اب رحمت اور عذاب کے فرشتے آپس میں جھگڑنے لگے کہ اسے کون لے جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بستی والی زمین کو حکم دیا کہ تم قریب ہو جاؤ۔ اور گھر والی کو حکم دیا تم دور ہو جاؤ پھر حکم دیا کہ ان دونوں کے درمیان کی پیمائش کرو پس وہ اس بستی کی طرف ایک بالشت قریب پایا گیا جس پر اسکی بخشش ہو گئی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ فناء بصدرہ نحوھا الخ اس جھکاؤ سے معلوم ہوا کہ اس کو سخت ندامت تھی۔ اور توبہ کے معاملہ میں کیسا فکرمند تھا یہی توبۃ النصوح ہے جو اس سے متحقق ہو گئی۔ رہا فرشتوں کا اختلاف تو وہ اسلئے تھا کہ اگر چہ اس نے توبہ کر لی تھی لیکن بندوں کے حقوق مالی وجسمانی بہت سے اس سے متعلق تھے جو توبہ سے معاف نہیں ہو سکتے تھے۔ اسلئے انہوں نے اس کو عذاب میں مبتلا کرنے کا قصد کیا۔ اور دوسروں نے اس کے قصد کی نیت کو دیکھا کہ گناہوں سے کس قدر اسے ندامت حاصل ہے لیکن یہاں سوال یہ ہے کہ وہ حقوق جن کا بندوں سے تعلق ہے نہ تو توبہ انہیں مٹا سکتی ہے اور نہ ہی شہر مقصود کا قرب اسے بچا سکتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ اپنے شہر سے نہ بھی نکلتا محض ندامت سے اس کا گناہ اٹھ جاتا۔ پھر زمین کی پیمائش کرنے کا فائدہ معلوم نہیں ہوتا۔ شیخ گنگوہیؒ اس کی وجہ کو نہ پا سکے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں الندامۃ التوبۃ. حافظؒ نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ توبہ سے جملہ کبیرہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔ حتی کہ قتل نفس کی توبہ بھی مقبول ہے۔ اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے قاتل کی توبہ قبول کر لی تو اس کے حریف کو دے دلا کر اپنی طرف سے راضی کر لیں گے اس کی تائید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا سے ہوتی ہے جو آپؐ نے شب عرفہ کو مانگی تو مظالم کے علاوہ سب کی مغفرت کی بشارت سنائی گئی لیکن مزدلفہ کی صبح کو آپ کی دعا قبول کر لی گئی کہ مظلوم کو جنت دے دیں اور ظالم کی

مغفرت فرمادیں چنانچہ حدیث میں ہے ان اللہ قد غفر لاھل عرفات واھل المشعر وضمن عنھم التبعات کہ اللہ تعالیٰ نے عرفات اور مزدلفہ والوں کو بخش دیا۔ اور ان کے جرائم کا خود ضامن ہو گیا۔ پیدائش کی وجہ کے بارے میں میری تحقیق یہ ہے کہ امام غزالیؒ نے احیاء العلوم کے اندر توبہ کی حقیقت اس کے شرائط اسباب اور علامات وغیرہا بیان فرمائے ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جرائم کو حلال نہ سمجھنے والا جب کثرت سے نیکیاں کرے گا تو ممکن ہے کہ ان کی بدولت اللہ تعالیٰ اس کے جرائم کی تلافی فرمالیں۔ تو تائب کے لئے ضروری ہے کہ حسنات زیادہ کرے۔ نیز ! امام نوویؒ نے یہ بھی لکھا ہے کہ علماء یہ بھی فرماتے ہیں کہ تائب کے لئے مستحب ہے کہ وہ ان مواقع کو چھوڑ دے جہاں جہاں اس نے گناہوں کا ارتکاب کیا ہے۔ تاکہ اس مفارقت سے اس کی توبہ پکی ہو جائے۔

حدیث (۳۲۲۲) حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الصُّبْحِ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَی النَّاسِ فَقَالَ بَیْنَا رَجُلٌ یَّسُوْقُ بَقَرَةً اِذْرَكِبَهَا فَضَرَبَهَا فَقَالَتْ اِنَّا لَمْ نُخْلَقْ لِهٰذَا اِنَّمَا خُلِقْنَا لِلْحَرْثِ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰهِ بَقَرَةٌ تُكَلِّمُ فَقَالَ فَاِنِّیْ اُوْمِنُ بِهٰذَا اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ وَبَیْنَمَا رَجُلٌ فِیْ غَنَمِهٖ اِذْ عَدَا الذِّئْبُ فَذَهَبَ مِنْهَا بِشَاةٍ فَطَلَبَ حَتّٰی كَاَنَّهٗ اِسْتَنْقَذَهَا مِنْهُ فَقَالَ لَهُ الذِّئْبُ هٰذَا اِسْتَنْقَذْتَهَا مِنِّیْ فَمَنْ لَهَا یَوْمَ السَّبُعِ یَوْمَ لَا رَاعِیَ لَهَا غَیْرِیْ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰهِ ذِئْبٌ یَتَكَلَّمُ قَالَ فَاِنِّیْ اُوْمِنُ بِهٰذَا اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍؓ وَّعُمَرُؓ وَمَا هُمَا ثَمَّ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ دریں اثنا ایک آدمی بیل کو ہانک رہا تھا کہ اچانک اس پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور تیز چلانے کیلئے اسے مارنے لگا تو بیل بول پڑا کہ ہم اس سواری کے لئے پیدا نہیں کئے گئے۔ ہماری پیدائش تو کھیتی باڑی کے لئے ہے۔ لوگ کہنے لگے سبحان اللہ! تعجب ہے کہ بیل بول رہا ہے۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ابوبکرؓ اور عمرؓ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں۔ حلانکہ یہ دونوں حضرات وہاں پر موجود نہیں تھے اس طرح فرمایا کہ اس حال میں کہ ایک آدمی اپنی بکریوں کو چرا رہا تھا کہ اچانک ایک بھیڑیے نے حملہ کیا اور ان میں سے ایک بکری کو لے گیا وہ راعی اس کی تلاش میں دوڑا یہاں تک کہ گویا اس بکری کو بھیڑیے سے چھڑوالیا بھیڑیا اس سے کہنے لگا کہ آج تو اس نے اس بکری کو میرے سے اچھڑالیا ہے قیامت کے دن اس کا کون ضامن ہوگا۔ جس دن میرے سوا اس کا کوئی نگران نہیں ہوگا۔ لوگ تعجب سے کہنے لگے سبحان اللہ! بھیڑیا کلام کر رہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا میں بھی اس پر ایمان لاتا ہوں۔ ابوبکر صدیقؓ بھی اور حضرت عمرؓ بھی ایمان لاتے ہیں۔ حالانکہ یہ دونوں حضرات وہاں پر موجود نہیں تھے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ وماھماثم یعنی یہ حضرات حاضر نہیں تھے۔ یہ ارشاد یا تو اس بنا پر ہے کہ آپؐ نے قبل ازیں ان کو اطلاع دی تھی جس کی ان حضرات نے تصدیق فرمائی۔ یا یہ مطلب ہے کہ جب میں ان کو خبر دوں گا تو وہ بھی تصدیق کریں گے۔ ان کو تردّد نہیں ہوگا۔ یہ کامل اعتماد کی بات ہے۔

یوم السبع وہ جگہ جہاں محشر برپا ہوگا۔ وہ قیامت کا دن ہے۔ لیکن اس پر اشکال ہے کہ قیامت کے دن نہ بھیڑیا راعی ہوگا نہ اس کے ساتھ کوئی تعلق ہوگا بلکہ سب کنت ترابا سب مٹی ہو جاؤ نگا کا مصداق ہوں گے۔ اس لئے بعض نے یوم الفزع مراد لیا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ یوم السبع جاہلیت میں ایک یوم عید تھا۔ لوگ لہو ولعب میں مشغول ہوتے بھیڑیے ان کے بکریاں اٹھا کر لے جاتے تھے۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں اس کا معنی من لھا عند الفتن کہ فتنوں کے زمانہ میں ان کا میرے سوا کوئی راعی نہیں ہوگا۔ لوگ اپنے جانوروں کو درندوں کے لئے چھوڑ کر فتنوں میں مبتلا ہوں گے۔

حدیث(۳۲۲۳)حَدَّثَنَا عَلِيٌّ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے مانند روایت کی ہے۔

حدیث(۳۲۲۴)حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِشْتَرٰى رَجُلٌ مِنْ رَجُلٍ عَقَارًا لَهُ فَوَجَدَ الرَّجُلُ الَّذِي اشْتَرَى الْعِقَارَ فِي عِقَارِهٖ جَرَّةً فِيهَا ذَهَبٌ فَقَالَ لَهُ الَّذِي اشْتَرَى الْعِقَارَ خُذْ ذَهَبَكَ مِنِّي اِنَّمَا اشْتَرَيْتُ مِنْكَ الْاَرْضَ وَلَمْ اَبْتَعْ مِنْكَ الذَّهَبَ وَقَالَ الَّذِي لَهُ الْاَرْضُ اِنَّمَا بِعْتُكَ الْاَرْضَ وَمَا فِيهَا فَتَحَاكَمَا اِلٰى رَجُلٍ فَقَالَ الَّذِي تَحَاكَمَا اِلَيْهِ اَلَكُمَا وَلَدٌ قَالَ اَحَدُهُمَا لِي غُلَامٌ وَقَالَ الْاٰخَرُ لِي جَارِيَةٌ قَالَ اَنْكِحُوا الْغُلَامَ الْجَارِيَةَ وَاَنْفِقُوا عَلٰى اَنْفُسِهِمَا مِنْهُ وَتَصَدَّقَا.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی نے دوسرے سے زمین خریدی تو جس سے زمین خریدی تھی اس نے اس کی زمین میں ایک گھڑا پایا جس میں سونا تھا تو جس نے زمین خریدی تھی اس نے اس سے کہا کہ بھائی! اپنا سونا میرے سے لے لو کیونکہ میں نے تم سے صرف زمین خریدی تھی سونا خرید نہیں کیا تھا جس کی زمین تھی اس نے کہا کہ میں نے تمہارے پاس زمین بھی بیچی تھی اور جو کچھ اسکے اندر تھا اس کو بھی بیچ دیا تھا چنانچہ وہ دونوں ایک تیسرے کے پاس فیصلہ لے گئے فیصلہ کرنے والے نے کہا کیا تم دونوں کی اولاد ہے ایک نے کہا میرا لڑکا ہے دوسرے نے کہا کہ میری لڑکی ہے تو فیصل نے کہا کہ پس لڑکے کا لڑکی سے نکاح کردو اور اس سونے میں سے ان کی شادی پر خرچ کرو جو بچ رہے اس کو ان پر صدقہ کردو تاکہ ثواب ملتا رہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ان دونوں پر خرچ کرنے کو صدقہ سے تعبیر کیا کیونکہ یہ انفاق موجب اجر و ثواب ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ بعض روایات میں انفقوا وانکحوا جمع کے صیغہ سے آیا ہے۔ اور تصدقا تثنیہ کا صیغہ ہے۔ اس کے اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ عقد نکاح میں دو گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔ تو دونوں آدمیوں کے ساتھ مل کر یہ چار ہوگئے۔ تو یہ جمع ہے اور کبھی وکیل کی ضرورت بھی پڑ جاتی ہے تو بھی جمع ہے۔ لہذا جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا۔ اور صدقہ میں تثنیہ اس لئے لایا کہ صدقہ زوجین کے ساتھ مخصوص تھا۔ اور انہوں نے ہی بغیر واسطہ کے خرچ کرنا تھا۔ پھر حافظؒ فرماتے ہیں۔ اشتریت منک الارض یہ صریح ہے کہ عقد صرف ارض پر واقع ہے۔ بائع کا اعتقاد یہ تھا کہ ما فیہا ضمناً داخل ہے۔ مشتری کا اعتقاد تھا کہ داخل نہیں ہے۔ ہماری شریعت میں اس کا حکم یہ ہے کہ بات مشتری کی قابل قبول ہوگی۔ اور سونا ملک بائع پر باقی رہے گا۔ اور ممکن ہے صورت عقد میں اختلاف ہو مشتری کہتا ہے بیع ارض اور مافیہا کی تصریح نہیں۔ بائع کہتا ہے کہ تصریح ہے تو اس صورت میں دونوں قسم اٹھائیں اور مبیع واپس کردیں اگر دفینہ یا لقطہ ہوتا تو اگر ان کا کوئی مالک معلوم نہ ہو سکے تو ہماری شریعت میں یہ ہے کہ اسے بیت المال میں رکھا جائے۔ شاید ان کی شریعت میں یہ حکم نہیں ہوگا۔ اس لئے قاضی کے پاس فیصلہ لے گئے۔ اور صاحب تیسیر نے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ ان پر خرچ کرکے صدقہ کا ثواب حاصل کریں۔

حدیث(۳۲۲۵)حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الخ عَنْ اَبِيهِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ اَنَّهُ سَمِعَهُ يَسْاَلُ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ مَاذَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّاعُونُ رِجْسٌ اُرْسِلَ عَلٰى

طَائِفَةٍ مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اَوْعَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَاِذَا سَمِعْتُمْ بِهٖ بِاَرْضٍ فَلَا تَقْدِمُوْا عَلَيْهِ وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَّاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِّنْهُ قَالَ اَبُوالنَّضْرِ لَا يُخْرِجُكُمْ.

ترجمہ۔ سعد بن ابی وقاصؓ حضرت اسامہ بن زیدؓ سے پوچھتے تھے آپ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے بارے میں کیا سنا ہے۔ حضرت اسامہؓ نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ طاعون ایک عذاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر یا ان لوگوں پر جو تم سے پہلے گذرے ہیں بھیجا تھا پس جب تم کسی علاقہ میں طاعون کے متعلق سن لو تو خود بخود جاؤ نہیں۔ اگر اس علاقے میں واقع ہے جس میں تم مقیم ہو تو وہاں سے بھاگ کرنہ نکلو۔ اور ابونضر فرماتے ہیں کہ تمہیں وہ نہ نکالے مگر اس سے بھاگ کر جانے کے لئے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ ابو النضر کی روایت بظاہر روایت متقدمہ کے مخالف ہے کیونکہ اب معنی یہ ہوں گے کہ تمہیں اور کوئی چیز نہ نکالے مگر اس سے بھاگنا یہ تو خلاف مقصود ہے۔ جواب یہ ہے کہ کلام میں حذف ہے اصل عبارت یوں ہے لا امنعکم ان تخرجوا الافرار منه تو فہم پر بھروسہ کرتے ہوئے کلام میں حذف کیا گیا اور ایسا کلام میں بہت واقع ہے۔ چنانچہ ہماری ہندی زبان میں بھی کہتے ہیں پانی پلاؤ مگر ٹھنڈا۔ تو یہاں حذف ضروری ہے۔ کیونکہ مقصود ٹھنڈے پانی پلانے سے منع کرنا نہیں ہے۔ بلکہ ٹھنڈا پانی پلانا مقصود ہے کما هو الظاهر.

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ پہلی روایت المنکدر کی ہے۔ اس پر تو کوئی اشکال نہیں لیکن ابونضر کی روایت پر اشکال ہے۔ یعنی نصب کی صورت میں اشکال ہے۔ رفع کی صورت میں اشکال نہیں۔ اکثر علماء یہی فرماتے ہیں سفر کے لئے نکلنا جائز ہے اور ضروریات انسان کی متقاضی ہیں۔ تو نصب والی روایت کا تقاضا ہے کہ فراراً نہ نکلو۔ علامہ کرمانیؒ نے دونوں روایتوں کو اس طرح جمع کیا ہے کہ ابو النضر لاتخرجوا کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس سے راوی کی مراد حصر ہے۔ کہ خروج منهى عنه وه ہے جو فرار کے لئے ہو اور کسی غرض کے لئے نہ ہو۔ حالانکہ یہ متبادر کے خلاف ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ راوی نے دونوں لفظ روایت کئے اور لفظ مرفوع اس کی تفسیر ہو۔ لیکن یہ بھی متبادر کے خلاف ہے۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ الامزائد ہے۔ بشرطیکہ کلام عرب میں اس کا زائد ہونا ثابت ہو جائے اور شیخ گنگوہیؒ نے کوکب میں اور میں نے اوجز میں اس کی خوب بحث کی ہے۔ جو شخص دیکھنا چاہے دیکھ لے۔

حدیث (۳۲۲۶) حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الخ عَنْ عَائِشَةَؓ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُوْنِ فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّهٗ عَذَابٌ يَبْعَثُهُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَاءُ وَاَنَّ اللّٰهَ جَعَلَهٗ رَحْمَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ لَيْسَ مِنْ اَحَدٍ يَقَعُ الطَّاعُوْنُ فَيَمْكُثُ فِيْ بَلَدِهٖ صَابِرًا مُحْتَسِبًا يَعْلَمُ اَنَّهٗ لَا يُصِيْبُهٗ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اِلَّا كَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِ شَهِيْدٍ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے متعلق پوچھا تو مجھے آپؐ نے بتلایا کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے اسے بھیج دیتا ہے البتہ اللہ سبحانہ تعالیٰ اسے مؤمنوں کیلئے رحمت بنا دیتا ہے جو شخص طاعون میں مبتلا ہوا پس اپنے شہر میں صابر ہو کر رہا اللہ تعالیٰ سے ثواب کا امیدوار رہا اور اسے یقین ہے کہ اسے کوئی مصیبت نہیں پہنچ سکتی مگر وہی جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے لکھ دیا ہے۔ مگر ایسے شخص کو شہید کی طرح ثواب ملے گا

تشریح از قاسمیؒ ۔ من احد میں کلمہ من زائدہ ہے۔ اور کلمہ الا کا استثنا اسی سے ہوگا۔ اور اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کی اس خاص

رحمت اور عنایت کا بیان ہوا کہ جو چیز غیروں کے لئے عذاب ہے وہ اس امت کے مؤمنین کے لئے رحمت ہے۔

حدیث (۳۲۲۷) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ الخ عَنْ عَائِشَةَؓ اَنَّ قُرَيْشًا اَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ الَّتِیْ سَرَقَتْ فَقَالُوْا وَمَنْ يُكَلِّمُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا وَمَنْ يَّجْتَرِئُ عَلَيْهِ اِلَّا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهُ اُسَامَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَشْفَعُ فِیْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا اَهْلَكَ الَّذِيْنَ قَبْلَكُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذْ سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَاِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَاَيْمُ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَؓ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ قریش کی مخزومی عورت جس نے چوری کی تھی۔ اس کے معاملہ نے انہیں بڑا پریشان کیا کہنے لگے اس کے بارے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کون گفتگو کر سکتا ہے۔ پھر سوچ کر کہنے لگے کہ یہ جرأت حضرت اسامہ بن زیدؓ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں ان کے بغیر کوئی نہیں کر سکتا۔ چنانچہ اسامہؓ نے آپؐ سے بات چیت کی۔ جس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے کسی حد کے اندر سفارش کرتے ہو۔ پھر کھڑے ہوئے خطبہ دیا فرمایا تم میں سے پہلے لوگوں کو اسی بات نے تباہی تک پہنچایا۔ کہ جب ان میں کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تھا تو اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی کمزور ان میں چوری کرتا تو اس پر شریعت کی حد قائم کرتے۔ سن لو! اللہ کی قسم! اگر بالفرض فاطمہؓ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی چوری کی تو اس کا ہاتھ ضرور کاٹوں گا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اهمهم ای اقلقهم پریشان کیا۔ اور مخزومیہ کا نام فاطمه بنت الاسود تھا۔ اور آپؐ نے فاطمۃؓ بنت محمدؐ کو بطور مثال کے پیش فرمایا۔ ورنہ وہ تو اونچی شان والی ہے۔ دوسرے وہ مشہور و معروف تھیں۔ اس لئے ان کی مثال بیان فرمائی۔

اتشفع الخ امام تک معاملہ پہنچ جانے کے بعد سفارش کرنا کسی حد کے بارے میں حرام ہے۔ اس طرح سفارش کرانا بھی حرام ہے۔ البتہ قبل از بلوغ الی الامام اکثر علماء نے اجازت دی ہے۔ بشرطیکہ مشفوع صاحب شر نہ ہو۔ جس سے فساد بڑھنے کا اندیشہ ہو۔

حدیث (۳۲۲۸) حَدَّثَنَا اٰدَمُ الخ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا قَرَاَ اٰيَةً وَّسَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ خِلَافَهَا فَجِئْتُ بِهِ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهُ فَعَرَفْتُ فِیْ وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ وَقَالَ كِلَاكُمَا مُحْسِنٌ وَّلَا تَخْتَلِفُوْا فَاِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اِخْتَلَفُوْا فَهَلَكُوْا.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو ایک آیت کی تلاوت کرتے سنا اور میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے خلاف قرأت سنی تھی۔ پس میں اس شخص کو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آیا اور آپ کو اس کے حال کی خبر دی۔ لیکن مجھے آپؐ کے چہرہ انور میں ناپسندیدگی محسوس ہوئی۔ آپؐ نے فرمایا تم دونوں اچھا کام کرنے والے ہو۔ لیکن یاد رکھو! اختلاف نہ کرو۔ اس لئے کہ تم سے پہلے جو لوگ تھے انہوں نے آپس میں اختلاف کیا تو تباہ ہو گئے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ جس اختلاف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو ڈرایا ہے وہ اختلاف جو کفر اور بدعت تک پہنچائے مثلاً نفس قرآن یا جہاں قرأت دو طریق سے آئی ہیں۔ اور وہ اختلاف جو فروع دین میں ہو۔ یا اظہار حق کے لئے فقہاء کے مناظرات ہیں اس کو

تو اختلاف امتی رحمۃ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

حدیث (۳۲۲۹) حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ الخ قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَحْکِیْ نَبِیًّا مِنَ الْاَنْبِیَآءِ ضَرَبَہٗ قَوْمُہٗ فَاَدْمَوْہُ وَھُوَ یَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْھِہٖ وَیَقُوْلُ اللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں گویا کہ میں ابھی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں جو نبیوں میں سے ایک نبی کا حال بیان کر رہے تھے جسے اس قوم نے مارا تھا اور اسے خون آلود کر دیا اور وہ اپنے چہرے سے خون کو پونچھ رہے تھے اور فرماتے جاتے تھے اے اللہ! میری قوم کو بخش دے وہ نہیں جانتے ہیں جاہل ہیں۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ یحکی نبیا الخ سے بعض حضرات نے نوح علیہ السلام مراد لیا ہے۔ تو یہ ان کا ابتدائے نبوت کا واقعہ ہوگا آخر میں انہوں نے رب لاتذر علی الارض الایۃ سے دعا مانگی تھی یعنی اے میرے رب زمین پر کسی کافر کا آباد گھر نہ چھوڑ۔ اور ظاہر یہ ہے کہ اس سے بنو اسرائیل کا کوئی نبی مراد ہے۔ ورنہ حدیث اور ترجمہ سے مطابقت نہ ہوگی۔ اور نوح علیہ السلام تو بنو اسرائیل سے بہت مدت پہلے ہی گذرے ہیں۔ اور قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ حاکی اور محکی عنہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ احد کے واقعہ سے پہلے آپ کو اطلاع دی گئی۔ بعد وقوع یقین ہو گیا لیکن چونکہ ترجمہ بنی اسرائیل کا ہے۔ اس لئے بعض انبیاء بنی اسرائیل پر محمول کرنا اولی ہوگا۔

حدیث (۳۲۳۰) حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ الخ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَجُلًا کَانَ قَبْلَکُمْ رَغَسَہُ اللّٰہُ مَالًا فَقَالَ لِبَنِیْہِ لَمَّا حُضِرَ اَیَّ اَبٍ کُنْتُ لَکُمْ قَالُوْا خَیْرُ اَبٍ قَالَ فَاِنِّیْ لَمْ اَعْمَلْ خَیْرًا قَطُّ فَاِذَا مِتُّ فَاَحْرِقُوْنِیْ ثُمَّ اسْحَقُوْنِیْ ثُمَّ ذَرُّوْنِیْ فِیْ یَوْمٍ عَاصِفٍ فَفَعَلُوْا فَجَمَعَہُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ فَقَالَ مَا حَمَلَکَ قَالَ مَخَافَتُکَ فَتَلَقَّاہُ بِرَحْمَتِہٖ وَقَالَ مُعَاذٌ الخ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت ابوسعیدؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ تم سے پہلے ایک شخص تھا جس کو اللہ تعالی نے بہت کچھ مال واسباب دے رکھا تھا۔ جب اس کے بیٹے حاضر کئے گئے تو ان سے کہنے لگا کہ میں تمہارے لئے کیسا باپ رہا انہوں نے کہا بہترین باپ! تو اس نے کہا میں نے اب تک کبھی کوئی نیک کام نہیں کیا جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا۔ پھر مجھے خوب پیس کر کسی سخت آندھی والے دن راکھ کو چھوڑ دینا چنانچہ انہوں نے ایسا کیا تو اللہ عزوجل نے اس کے بکھرے ہوئے اجزاء کو اکٹھا کیا پھر اس سے پوچھا اس بات پر تجھے کس نے آمادہ کیا کہنے لگا تیرے خوف نے۔ پس رحمت الہی نے اس کا استقبال کیا معاذ نے اپنی سند سے اسی طرح روایت کی ہے۔

حدیث (۳۲۳۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ قَالَ عُقْبَۃُ لِحُذَیْفَۃَ اَلَا تُحَدِّثُنَا مَا سَمِعْتَ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ اِنَّ رَجُلًا حَضَرَہُ الْمَوْتُ لَمَّا اَیِسَ مِنَ الْحَیٰوۃِ اَوْصٰی اَھْلَہٗ اِذَا مِتُّ فَاجْمَعُوْا لِیْ حَطَبًا کَثِیْرًا ثُمَّ اَوْرُوْا نَارًا حَتّٰی اِذَا اَکَلَتْ لَحْمِیْ وَخَلَصَتْ اِلٰی عَظْمِیْ فَخُذُوْھَا فَاطْحَنُوْھَا فَذَرُّوْنِیْ فِی الْیَمِّ فِیْ یَوْمٍ حَارٍّ اَوْرَاحٍ فَجَمَعَہُ اللّٰہُ فَقَالَ لِمَ فَعَلْتَ قَالَ خَشْیَتَکَ فَغَفَرَلَہٗ قَالَ عُقْبَۃُ وَاَنَا سَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ.

ترجمہ۔ حضرت عقبہ نے حضرت حذیفہؓ سے کہا کہ کیا آپ ہمیں کوئی ایسی حدیث نہیں سناتے جو آپ نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو۔ انہوں نے فرمایا میں نے آپؐ سے سنا فرماتے تھے کہ ایک آدمی کو جب موت کا وقت آ پہنچا اور اسے زندگی سے مایوسی ہوگئی تو اپنے گھر والوں کو وصیت کی جب میں مرجاؤں تو بہت سی لکڑیاں جمع کرنا پھر خوب آگ کو روشن کرنا۔ یہاں تک کہ جب وہ آگ میرے گوشت کو کھا جائے اور میری ہڈیوں تک پہنچ جائے۔ پس ان ہڈیوں کو لے کر خوب پیس ڈالنا پھر کسی گرم دن یا آندھی والے دن دریا میں چھوڑ دینا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کی بخشش کردی۔ عقبہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حذیفہؓ کو یہ کہتے سنا۔ حدثنا موسی الخ قال یوم راح یعنی سخت آندھی والے دن یہ شک کے بغیر روایت کیا۔

حدیث (۳۲۳۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يُدَ اِيْنُ النَّاسِ فَكَانَ يَقُوْلُ لِفَتَاهُ اِذَا اَتَيْتَ مُعْسِرًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ لَعَلَّ اللّٰهُ اَنْ يَّتَجَاوَزَ عَنَّا قَالَ فَلَقِیَ اللّٰهُ فَتَجَا وَزَعَنْهُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی لوگوں سے لین دین کرتا تھا پس وہ اپنے کارندوں سے کہہ رہا تھا جب تم کسی تنگدست کے پاس جاؤ تو اس کو معاف کردو۔ شاید اللہ تعالیٰ ہمیں بھی معاف کردیں چنانچہ جب اللہ تعالیٰ سے اس کی ملاقات ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کردیا۔

حدیث (۳۲۳۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يُسْرِفُ عَلٰى نَفْسِهٖ فَلَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ قَالَ لِبَنِيْهِ اِذَا اَنَامُتُّ فَاحْرِقُوْنِیْ ثُمَّ اطْحَنُوْنِیْ ثُمَّ ذَرُّوْنِیْ فِی الرِّيْحِ فَوَ اللهِ لَئِنْ قَدَرَ عَلَیَّ رَبِّیْ لَيُعَذِّبَنِیْ عَذَابًا مَّا عَذَّبَهٗ اَحَدًا فَلَمَّا مَاتَ فُعِلَ بِهٖ ذٰلِكَ فَاَمَرَ اللّٰهُ الْاَرْضَ فَقَالَ اجْمَعِیْ مَا فِيْكِ مِنْهُ فَفَعَلَتْ فَاِذَا هُوَ قَائِمٌ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ قَالَ يَا رَبِّ خَشْيَتُكَ فَغَفَرَ لَهٗ وَقَالَ غَيْرُهٗ مَخَافَتُكَ يَا رَبِّ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا ایک آدمی اپنی ذات پر زیادتی کرتا تھا۔ جب اس کی موت کا وقت آیا تو اپنے بیٹوں سے کہا جب میں مرجاؤں تو مجھے جلا دینا پھر اسے پیس کر چورہ چورہ کر دینا پھر مجھے چورہ چورہ کر کے ہوا میں پھینک دینا۔ پس اللہ کی قسم اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر قدرت حاصل کرلی تو مجھے اتنا عذاب دے گا کہ ایسا عذاب کسی کو نہیں دیا ہوگا۔ پس جب وہ مرگیا تو اس کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ جو کچھ اس کے اجزاء میں سے تیرے اندر ہے اس کو یکجا کرلے پس اس نے ایسے ہی کیا۔ پس اچانک وہ کھڑا ہونے والا تھا اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا ایسا کرنے پر تجھے کس چیز نے برانگیختہ کیا۔ کہنے لگا اے میرے رب! تیرے خوف نے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔ دوسروں نے مخافتک کی بجائے خشیتک کہا ہے۔

حدیث (۳۲۳۴) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُذِّبَتِ امْرَاَةٌ فِیْ هِرَّةٍ سَجَنَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ فَدَخَلَتْ فِيْهَا النَّارَ لَا هِیَ اَطْعَمَتْهَا وَلَا سَقَتْهَا اِذْ حَبَسَتْهَا وَلَا هِیَ تَرَكَتْهَا تَاْكُلُ مِنْ خُشَاشِ الْاَرْضِ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب میں

مبتلا کیا گیا جس کو اس نے باندھ رکھا تھا یہاں تک کہ وہ بے چاری مرگئی۔ جس کی وجہ سے وہ جہنم میں داخل ہوئی نہ تو وہ اسے کھلاتی تھی نہ پلاتی تھی۔ جب سے کہ اس کو باندھا تھا اور نہ ہی اسے چھوڑتی تھی۔ تا کہ وہ زمین کے گھاس پھونس میں سے کھالے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ بحث گذر چکی ہے کہ یہ شخص مؤمن تھا۔ منکر بعث نہیں تھا۔ البتہ جاہل غافل اور فاسق تھا۔ جس پر مؤاخذہ نہیں ہوا کرتا۔ اور وہ زمانہ میں فترت میں تھا جبکہ محض توحید نجات کیلئے کافی ہوتی تھی۔ اور بعض نے کہا لئن قدر بمعنی ضیق کے ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر تنگی کی تو سخت عذاب دے گا۔ اسی طرح بلی والی عورت اگر مؤمنہ تھی تو جرم کی سختی بھگت کر جہنم سے نکل آئے گی۔ کافرہ تھی تو ہمیشہ کا عذاب ہوگا۔ حدیث سے معلوم ہوا کہ جانوروں کے بارے میں بھی حساب وکتاب ہوگا۔

حدیث (۳۲۳۵) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ الخ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِمَّا اَدْرَکَ النَّاسُ مِنْ کَلَامِ النُّبُوَّةِ اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو مسعود عقبہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کلام نبوت میں سے جو کچھ لوگوں نے پایا ہے وہ یہ ہے کہ جب تیرے حیا چلی جائے تو پھر جو مرضی آئے کرتے پھرو۔ یعنی یہ انبیاء کا متفق علیہ قول ہے۔ فاصنع ماشئت میں امر بمعنی خبر کے لئے یا امر تہدیدی ہے۔

حدیث (۳۲۳۶) حَدَّثَنَا آدَمُ الخ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِمَّا اَدْرَکَ النَّاسُ مِنْ کَلَامِ النُّبُوَّةِ اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا پہلی نبوت کے کلام میں سے لوگوں کو جو کچھ ملا وہ یہ ہے کہ جب حیا تجھ سے رخصت ہو جائے تو پھر جو دل چاہے کرتے رہو۔

حدیث (۳۲۳۷) حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ اَنَّ ابْنَ عُمَرَؓ حَدَّثَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَجُرُّ اِزَارَهٗ مِنَ الْخُيَلَاءِ خُسِفَ بِهٖ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِی الْاَرْضِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ تَابَعَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الخ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دریں اثنا کہ ایک آدمی غرور وتکبر کی وجہ سے اپنی لنگی کو لٹکا رہا تھا یا کھینچ رہا تھا کہ اسے دھنسا دیا گیا اور قیامت کے دن تک زمین میں اسی طرح اترتا جا رہا ہے۔ غالباً وہ قارون ہے۔

حدیث (۳۲۳۸) حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْدَ کُلُّ اُمَّةٍ اُوْتُوا الْکِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَاُوْتِيْنَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ فَهٰذَا الْيَوْمُ الَّذِیْ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ فَغَدًا لِلْيَهُوْدِ وَبَعْدَ غَدٍ لِلنَّصَارٰى عَلٰى کُلِّ مُسْلِمٍ فِیْ کُلِّ سَبْعَةِ اَيَّامٍ يَوْمٌ يَغْسِلُ رَاْسَهٗ وَجَسَدَهٗ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا ہم وجود کے اعتبار سے تو آخری امت ہیں لیکن دخول جنت کے اعتبار سے قیامت کے دن سب سے آگے جانے والے ہونگے مگر بات یہ ہے کہ ہر امت کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی اور ہمیں ان کے بعد دی گئی۔ پس اس جمعہ کے دن میں انہوں نے اختلاف کیا۔ پس یہود کے لئے کل ہفتہ کا دن ہے۔ اور نصاریٰ کے لئے پرسوں اتوار کا دن

ہے اوران پر ہر ساتویں دن ایک دن مقرر ہے کہ وہ اس میں اپنے سر کو اور بدن کو دھوئیں۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ آخرون ای فی الدنیا السابقون ای المتقدمون فی الحشر والقضاء قبل الخلائق یعنی سب مخلوق سے پہلے ہم اٹھیں گے۔اور پہلے پہل ہمارا ہی فیصلہ ہوگا۔

اختلفوا اختلاف یہ ہے کہ جمع کا دن عبادت کے لئے مقرر کیا تھا جس کی مسلمانوں کو توفیق ملی۔یہود نے یوم السبت کو اختیار کیا۔اور نصاریٰ نے یوم الاحد کو فضیلت دی۔اور جمعہ افضل الیوم کی اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت دے دی۔اور ہفتہ بھر میں ایک ایسا دن مقرر کیا گیا ہے جس میں انسان صفائی کے لئے اپنے سر اور سارے بدن کو دھوئے۔چنانچہ اسی وجہ سے غسل یوم الجمعہ سنت قرار دیا گیا ہے۔

حدیث(۳۲۳۹)حَدَّثَنَا آدَمُ الخ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِؒ قَالَ قَدِمَ مُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِىْ سُفْيَانَ الْمَدِيْنَةَ اٰخِرَ قَدْمَةٍ قَدِمَهَا فَخَطَبَنَا فَاَخْرَجَ كُبَّةً مِنْ شَعْرٍ فَقَالَ مَاكُنْتُ اُرٰى اَنَّ اَحَدًا يَفْعَلُ هٰذَا غَيْرَ الْيَهُوْدِ وَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمَّاهُ الزُّوْرَ يَعْنِى الْوِصَالَ فِى الشَّعْرِ تَابَعَهُ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ.

ترجمہ۔حضرت سعید بن مسیبؒ فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ آخری مرتبہ جب مدینہ تشریف لائے تو ہمیں خطبہ دیا پس بالوں کا ایک جھوڑا نکال کر کہا کہ میں تو نہیں سمجھتا تھا کہ یہود کے سوا کوئی اور بھی یہ کام کرے گا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام جھوٹ وفریب رکھا ہے۔یعنی زینت کے لئے اپنے بالوں میں اور بال ملا دینا۔غندر نے شعبہ سے اس کی متابعت کی ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ کبہ بالوں کا وہ جھوڑا جو ایک دوسرے میں لپٹا ہوا ہو۔ سماہ الزور زور کا معنی کذب ہے۔مراد تزئین بالباطل ہے۔کہ غلط طریقہ سے بالوں کی نمائش اور آرائش کی گئی۔کہ دوسرے کے بال ملا کر جھوٹ موٹ کی زینت حاصل کی گئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باب المناقب

ترجمہ۔ فضیلتوں کے بیان میں

قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی یٰآیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا (الایۃ) وَقَوْلُہٗ تَعَالٰی وَاتَّقُوْا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآئَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا وَمَا یُنْھٰی عَنْ دَعْوَی الْجَاھِلِیَّۃِ الشُّعُوْبُ النَّسَبُ الْبَعِیْدُ وَالْقَبَائِلُ دُوْنَ ذٰلِکَ.

تشریح از قاسمیؒ۔ اس نسخہ بخاری میں باب المناقب ہے۔ تو یہ انبیاء کے فضائل ہوں گے۔ بہتر ہے کہ یہی مراد لیا جائے اور دوسرے نسخہ میں کتاب المناقب ہے تو پھر مستقل کتاب ہوگی ماقبل سے اس کا تعلق نہیں ہوگا۔ جس کے ذیل میں مؤلفؒ نے تین آیات قرآنیہ ذکر فرمائی ہیں۔ پہلی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ تم سب نر اور مادہ یعنی آدم وحواؑ سے پیدا شدہ ہو۔ نسب اور مفاخرۃ کوئی چیز نہیں دوسری آیت میں فرمایا کہ قوموں اور قبائل میں تقسیم اس لئے کیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو ممتاز ہو جاؤ۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت واکرام کا مدار تقویٰ و پرہیزگاری پر ہے۔ تیسری آیت میں فرمایا کہ تقویٰ کو اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ کیونکہ اسی کے نام پر تم ایک دوسرے سے مانگتے رہتے ہو۔ اور رشتہ داریوں کا بھی لحاظ کرو کہ ان سے حسن سلوک کے ساتھ پیش آؤ اللہ تعالیٰ تم سب پر نگران ہے تو حقوق کی ادائیگی مین کوئی کوتاہی نہ کرو۔ زمانہ جاہلیت کے جو جھوٹے دعوے تھے ان سے ممانعت کی گئی۔

حدیث (۳۲۴۰) حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ یَزِیْدِ الْکَاھِلِیُّ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ قَالَ الشُّعُوْبُ الْقَبَآئِلُ الْعِظَامُ وَالْقَبَآئِلُ الْبُطُوْنُ.

ترجمہ۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ ترجمہ آیت۔ کہ ہم نے تمہیں چھوٹے بڑے قبائل میں بانٹ دیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ فرمایا کہ شعوب بڑے بڑے قبائل اور قبائل کے معنی شاخیں جنہیں بطون کہتے ہیں۔

حدیث (۳۲۴۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ اَکْرَمُ النَّاسِ قَالَ اَتْقَاھُمْ قَالُوْا لَیْسَ عَنْ ھٰذَا نَسْئَلُکَ قَالَ فَیُوْسُفُ نَبِیُّ اللّٰہِ.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ تمام لوگوں میں سے عزت والا کون ہے فرمایا ان میں سے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو انہوں نے کہا حضرت ہم اس کے متعلق آپؐ سے سوال نہیں کر رہے فرمایا پھر یوسف نبی اللہ ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ یوسف علیہ السلام کی تخصیص دو وجہ سے ہے۔ ایک تو شان نبوت۔ دوسرے اوپر کی چار پشتوں سے نبوت آرہی ہے۔ تو نسب بھی عالی اور حسب بھی عالی۔

حدیث(۳۲۴۲)حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ الخ حَدَّثَنَا كُلَيْبُ بْنُ وَائِلٍ قَالَ حَدَّثَتْنِي رَبِيبَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبُ بِنْتُ اَبِي سَلَمَةَ قَالَ قُلْتُ لَهَا اَرَءَيْتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكَانَ مِنْ مُضَرَ قَالَتْ فَمِمَّنْ كَانَ اِلَّا مِنْ بَنِي النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ.

ترجمہ۔ حضرت کلیب بن وائل فرماتے ہیں کہ مجھے زینب بنت ابی سلمۃؓ جو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوتیلی بیٹی تھی اس نے مجھے حدیث بیان کی کہ میں نے اس سے پوچھا کہ مجھے بتلاؤ کیا جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ مضر میں سے تھے کہنے لگے تو پھر کس میں سے تھے۔ وہ نہیں تھے مگر قبیلہ مضر بن ابی النضر بن کنانہ میں سے تھے۔ تو الا استثنا منقطع ہے۔

حدیث(۳۲۴۳)حَدَّثَنَا مُوسٰى الخ حَدَّثَتْنِي رَبِيبَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَظُنُّهَا زَيْنَبَ قَالَتْ نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُقَيَّرِ وَالْمُزَفَّتِ وَقُلْتُ لَهَا اَخْبِرِيْنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ كَانَ مِنْ مُضَرَ كَانَ قَالَتْ فَمِمَّنْ كَانَ اِلَّا مِنْ مُضَرَ كَانَ مِنْ وَلَدِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ.

ترجمہ۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوتیلی بیٹی میرا گمان ہے کہ اس کا نام زینب تھا اس نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شراب کے ان برتنوں کے استعمال سے منع فرماتے تھے۔ کدو کی شکل کا مرتبان۔ سبز گھڑا۔ مقیر اور مزفت جن کو تارکول لگا ہو اور مقیر جس سے کھری لکی ہوئی ہو۔ پھر میں نے ان سے کہا کہ مجھے بتلاؤ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کس خاندان میں سے تھے۔ کیا مضر میں سے تھے اس نے کہا اور کس میں سے تھے۔ یعنی مضر ہی میں سے تھے جو نصر بن کنانہ کی اولاد میں سے ہے۔

حدیث (۳۲۴۴) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَجِدُوْنَ النَّاسَ مَعَادِنَ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْاِسْلَامِ اِذَا فَقُهُوْا وَتَجِدُوْنَ خَيْرَ النَّاسِ فِيْ هٰذَا الشَّاْنِ اَشَدَّهُمْ لَهٗ كَرَاهِيَةً وَتَجِدُوْنَ شَرَّ النَّاسِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِيْ يَاْتِيْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَيَاْتِيْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا تم لوگوں کو اخلاق و عادات کی کانیں پاؤ گے جو لوگ زمانہ جاہلیت میں بہتر تھے وہ اسلام میں بھی بہتر ہوں گے بشرطیکہ وہ دین میں سمجھ پیدا کریں۔ اور امارت اور حکومت کے بارے میں تمام لوگوں میں سے بہتر اسی کو پاؤ گے جو ان میں سے اس سے سخت نفرت کرنے والا ہوگا۔ اور لوگوں میں سے بدترین آدمی چغلخور منافق ہے جو ان لوگوں سے ملتا ہے تو ایک چہرے سے اور ان لوگوں سے ملتا ہے تو دوسرا رخ اختیا کر لیتا ہے۔

حدیث(۳۲۴۵)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَيْشٍ فِيْ هٰذَا الشَّاْنِ مُسْلِمُهُمْ تَبَعٌ لِمُسْلِمِهِمْ وَكَافِرُهُمْ تَبَعٌ لِكَافِرِهِمْ وَالنَّاسُ مَعَادِنُ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْاِسْلَامِ اِذَا فَقُهُوْا اَتَجِدُوْنَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ اَشَدَّ النَّاسِ كَرَاهِيَةً لِهٰذَا الشَّاْنِ حَتّٰى يَقَعَ فِيْهِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ لوگ اس امارت کے بارے میں قریش کے تابع ہیں۔

ان کا مسلمان ان کے مسلمان کے تابع ہوگا اور ان کا کافر ان کے کافر کا تابع ہوگا اور لوگ کانیں ہیں۔ جاہلیت میں جو بہتر ہوں گے وہی اسلام میں بہتر ہوں گے۔ جب کہ وہ دین میں سمجھ پیدا کریں اور اچھے لوگوں میں سے وہ لوگ پاؤ گے جو اس شان امارت کو سخت ناپسند کرنے والے ہوں یہا ں تک کہ ان پر اس کا بوجھ آپڑے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ مسلمھم تبع لمسلمھم یہ خبر ظاہر ہے۔ کیونکہ ولایۃ خلافت انہیں کے اندر باقی رہی۔ اور یہی لوگ خلافت کے مستحق گردانے گئے۔ اور نبوت بھی ان میں ظاہر ہوئی۔

وکافرھم تبع لکافرھم الخ کیونکہ قریش ظہور اسلام سے پہلے امور حج وغیرہ میں ان کے مقتدا اور رہنما تھے اور عرب کے قبائل قریش کے ایمان لانے کا انتظار کرتے رہے جب قریش مسلمان ہو گئے تو مشاہدہ سے ظاہر ہے کہ باقی قبائل فوج در فوج اسلام میں داخل ہوئے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حافظؒ فرماتے ہیں الناس تبع لقریش مسلمھم یہ خبر بمعنی امر کے ہے چنانچہ دوسری روایت میں آتا ہے قدموا قریشا ولا تقدموھا کہ قریش کو آگے کرو اور ان قریش سے آگے نہ بڑھو۔ اور بعض نے کہا کہ خبر اپنے ظاہر معنی پر ہے۔ اور الناس سے بعض الناس قریش کے ماسوا باقی عرب مراد ہیں۔ اسی کو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سقیفہ بنی ساعدہ میں فرمایا تھا کہ الائمۃ من قریش وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ نسب کے اعتبار سے اور مکان کے اعتبار سے اوسط العرب ہیں۔ اور ملا علی قاریؒ نے فی ھذا الشان سے دین اور طاعت مراد لی ہے۔ یا خلافت مراد ہے۔ لیکن پہلے معنی کی تائید مسلمھم الخ سے ہوتی ہے۔ چنانچہ شارحؒ فرماتے ہیں کہ اس سے معلوم ہو گیا کہ اس کے بعد قریش کا کوئی فرد بھی کفر پر باقی نہیں رہے گا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قریش کی شان وشوکت جو جاہلیت میں تھی اسلام اس میں کوئی کمی نہیں کرے گا۔ بلکہ وہ اسلام میں بھی سرداری رہیں گے۔ جیسے کہ وہ کفر کی حالت میں قائدین تھے۔ اور بعض نے اس کے یہ معنی لئے ہیں کہ اگر یہ خیار ہے تو ان پر خیار مسلط رہیں گے۔ اگر شرار ہوئے تو ان پر اشرار مسلط ہوں گے۔ جیسے اعمالکم عمالکم کا ارشاد نبویؐ ہے۔ اور شرح السنۃ کے اندر ہے کہ اس سے قریش کو باقی عرب قبائل پر امارت اور امامت میں فضیلت دی گئی ہے۔

کما شوھد الخ یعنی عرب مجاور حرم ہونے کی وجہ سے قریش کی تعظیم کرتے تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو اکثر عرب انتظار میں تھے کہ آپ کی قوم آپؐ کے ساتھ کیا سلوک کرتی ہے۔ تو فتح مکہ کے بعد یدخلون فی دین اللہ افواجا کا مصداق بن گئے۔ تو آپ کا ارشاد ثابت ہوا۔

مسلمھم تبع لمسلمھم وکافرھم تبع لکافرھم فی امور حجھم وغیرھا چنانچہ حضرت عروہؓ فرماتے ہیں کہ جاہلیت میں لوگ بیت اللہ کا ننگے طواف کرتے تھے۔ مگر الحمس اور حمس یہی قریش تھے اور ان کی اولاد تھی۔ حمس لوگوں کو روک لیتے تھے۔ مرد مرد کو۔ عورت عورت کو کپڑے دیتی تھی۔ تب وہ طواف کرتے تھے۔ جس کو ان کا لباس نہ ملتا وہ ننگے ہو کر طواف کرتے تھے۔ اور علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ سقایت الحاج یعنی حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمت بھی قریش کے سپرد تھی۔ اور قریش زمزم کے پانی میں کشمش ڈال کر لوگوں کو پلاتے تھے۔ اور اس کے متولی حضرت عباس بن عبد المطلب تھے۔ جاہلیت اور اسلام دونوں عہد میں یہ کام ان کے سپرد رہا۔ اس طرح کعبہ کی دربانی وقادۃ جھنڈا اسی کے اندر رہی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ حتی یقع فیہ الخ جائز ہے کہ یہ کراہت غایت ہو۔ اور ہو سکتا ہے کہ یہ خیریت کی غایت ہو تو مطلب یہ ہو گا کہ جب اس میں پڑ گیا تو اب خیر باقی نہیں رہے گا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حافظؒ فرماتے ہیں حتی یقع فیه کے معنی میں اختلاف تو ہے۔ بعض نے کہا جو شخص امارت کا حریص نہ ہو اور بغیر سوال کے اسے حاصل ہو جائے تو اس سے کراہت زائل ہو جائے گی کہ اللہ تعالیٰ اس کی اعانت فرمائیں گے۔ اور بعض نے کہا کہ جب امارت سپرد ہو جائے تو پھر اس سے کراہت کرنا جائز نہیں ہے۔ اور بعض نے کہا کہ جو حرص کرے گا اور اس کی تلاش میں راغب رہیگا اس کو نہیں ملے گی۔ اور جو اس سے بے رغبتی کرے گا غالب یہ ہے کہ وہ اس کو حاصل کرلے گا۔ اور علامہ عینیؒ اور کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ جب حرص اور رغبت سے حکومت حاصل کرلی تو خیریت اس سے چلی جائے گی۔ اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ خیر الناس وہی ہیں۔ جو اس سے نفرت کریں یہاں تک کہ ان پر اس کا بوجھ آن پڑے تو پھر کراہت ان سے زائل ہو جاتی ہے اب ان کو اپنی ذمہ داریاں پوری کرنا واجب ہیں شیخ گنگوہیؒ نے بھی انہیں دو معانی پر اکتفا کیا ہے۔ بنا بریں خلفاً اربعہؓ پر اعتراض نہ ہوگا کہ انہوں نے امارت کو کیوں قبول کیا۔ تو ممکن ہے کہ حدیث سے اس طرف اشارہ ہو کہ خلفاء راشدین خیر الناس تھے۔ کیونکہ وہ سخت کراہت کرنے والے تھے۔ بجبر و اکراہ جب انہوں نے خلافت کو قبول کرلیا تو پھر جوانمردی سے اس کو نبھایا۔ رضی الله عنهم.

حدیث (۳۲۴۶) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى قَالَ فَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍؒ قُرْبٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِنْ قُرَيْشٍ اِلَّا وَلَهٗ فِيْهِ قَرَابَةٌ فَنَزَلَتْ عَلَيْهِ اِلَّا اَنْ تَصِلُوْا قَرَابَةَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ الا المودة فی القربی کی تفسیر میں فرماتے ہیں سعید بن جبیرؒ کا کہنا ہے وہ قرابت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد لیتے تھے۔ فرمایا اس لئے کہ قریش کی کوئی شاخ ایسی نہیں جس میں آپ کی رشتہ داری نہ ہو۔ تو یہ آیت نازل ہوئی جس کا مطلب یہ ہے کہ میرے رشتہ داروں سے بہتر سلوک کرو تو معنی ہوں گے مگروہ موت وحبت جو اهل قربی میں ہے۔ تو نزلت کی ضمیر اس آیت الا المودة فی القربی کی طرف راجع ہوگی۔ اور لفظ الا ان تصلوا اس کی تفسیر ہوگی۔

حدیث (۳۲۴۷) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ الخ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍؓ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ هٰهُنَا جَآءَتِ الْفِتَنُ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْجَفَآءُ وَغِلَظُ الْقُلُوْبِ فِي الْفَدَّادِيْنَ اَهْلِ الْوَبَرِ عِنْدَ اُصُوْلِ اَذْنَابِ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ فِيْ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو مسعودؓ اس حدیث کو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے تھے فرمایا کہ یہاں سے فتنے نمودار ہوں گے مشرق کی طرف اشارہ کر کے فرماتے تھے اور فرمایا کہ بے وفائی اور سخت دلی ان آواز کرنے والوں میں ہوگی جو پشم کے خیموں والے ہیں۔ اور آوازیں اونٹ اور بیلوں کی دموں کے پاس لگانے والے ہوں گے۔ ربیعہ اور مضر کے قبائل سے ان کا تعلق ہوگا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ قربی محمد صلی الله علیه وسلم سعید بن جبیرؒ پہلے یہ کہتے تھے کہ آیت میں قربی سے قرابت واهلبیت محمد صلی الله علیه وسلم مراد ہے۔ اس صورت میں استثناء متصل ہوگا معنی یہ ہوں گے کہ میں تبلیغ پر تم میں کوئی اجرت نہیں مانگتا۔ سوائے اس کے کہ میرے اہل قرابت سے بہتر سلوک کرو۔ یہ اس کا اجرت ہونا ظاہر ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے اس پر رد کرتے ہوئے فرمایا کہ استثناء منقطع ہے۔ قربی مصدر ہے۔ اس سے اقرباء مراد نہیں ہیں تو پھر آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ میں تم سے اور کوئی اجر نہیں مانگتا۔ مگر یہ کہ جیسے تم اپنے ذو الارحام سے اچھا سلوک کرتے ہو میرے اہل قرابت سے بھی ایسا ہی معاملہ کرو پس میرے اور تمہارے درمیان جو قرابت ہے اس کا خیال رکھو۔ ظاہر ہے یہ اجرت نہیں کیونکہ اس میں مطلوب نہ کوئی مال و اسباب ہے اور نہ ہی نقدین وغیرہ ہیں۔ بلکہ مطلوب یہ ہے کہ میرے اہل قرابت کو تکلیف نہ

پہنچاؤ۔ان کو جھٹلاؤ نہیں۔ جب ابن عباسؓ نے یہ معنی بیان کئے تو سعید بن جبیرؒ نے اپنا نظریہ بدل لیا۔اور ممکن ہے روایت مذکورہ کا محمل جو سعید بن جبیرؒ کے دو قول ہوں۔ پہلے وہ قربی محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد لیتے تھے بعد میں مصدری معنی مراد لئے یہ ثانی احتمال زیادہ ظاہر معلوم ہوتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شراحؒ کے آیت مذکورہ کی تفسیر میں اقوال کثیرہ ہیں بعض نے استثناء متصل اور بعض نے منقطع مراد لیا قربی سے معنی مصدری اور بعض نے اقرباء مراد لئے۔ حافظؒ نے آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ابن عباسؓ کا یہ قول نقل کیا ہے جو حدیث صحیح میں ہے۔اس میں خطاب صرف قریش کو ہے۔اور قرابت سے قرابت عصوبت ورحم مراد ہے کہ اس قرابت کی وجہ سے تم میری حفاظت کرو۔اگر چہ تم میری نبوت کا اتباع نہیں کرتے۔تو اس صورت میں استثناء منقطع ہوگا۔اکثر مفسرین حضرات یہی تفسیر کرتے ہیں۔خلاصہ یہ ہوا کہ سعید بن جبیرؒ اور ان کے موافقین آیت کا مخاطب عام مکلفین کو قرار دیتے ہیں کہ تم اقارب النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرو۔اور دوسری تفسیر پر خطاب خاص قریش کو ہے۔قرابت سے رشتہ داری مراد ہے۔علامہ کرمانیؒ نے حاشیہ بخاری میں لکھا ہے کہ جمیع قریش اقارب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔خاص بنو ھاشم نہیں ہیں۔جیسا کہ سعید بن جبیرؒ کے قول سے مفہوم ہوتا ہے۔

روایۃ مذکورہ کتاب التفسیر میں آرہی ہے کہ ابن عباسؓ سے الا المودۃ فی القربی کے بارے میں پوچھا گیا تو سعد بن جبیرؒ نے جلدی میں کہہ دیا کہ اس قربی سے آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ابن عباسؓ نے کہا سعید تم نے جلدی کی۔اس کی روایت باب کے اندر ہے۔سعید فرماتے ہیں قربی محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔آل کا لفظ نہیں ہے۔تو شیخ گنگوہیؒ نے فرمایا ممکن ہے سعید بن جبیرؒ کی یہ روایت اس مفصلہ روایت کا اختصار ہو اور یہ احتمال بھی ہے کہ ابن عباسؓ کی تردید کے بعد یہ ان کا دوسرا قول ہو تو ظاہر ہے قربی محمد ابن عباسؓ کی تفسیر کے موافق ہوگا اسی کو شیخ نے والثانی اظھر فرمایا ہے۔

حدیث (۳۲۴۸) حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ الخ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِى الْفَدَّادِيْنَ اَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّكِيْنَةُ فِى اَهْلِ الْغَنَمِ وَالْاِيْمَانُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ سُمِّيَتِ الْيَمَنُ لِاَنَّهَا عَنْ يَمِيْنِ الْكَعْبَةِ وَالشَّامُ عَنْ يَسَارِ الْكَعْبَةِ وَالْمَشْئَمَةُ اَلْمَيْسَرَةُ وَالْيَدُ الْيُسْرٰى الشُّوْمٰى وَالْجَانِبُ الْاَيْسَرُ الْاَشَامُ.

ترجمہ۔حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ سے سنا فرماتے تھے کہ فخر اور بڑائی تو آوازے لگانے والے پشم والوں میں ہے۔یعنی اونٹ ہانکنے والوں میں اور سکون ووقار بکری والوں میں ہوتا ہے اور ایمان یمنی لوگوں کا قابل رشک ہے اور سوجھ بوجھ بھی یمنیوں کی معتبر ہے۔امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ یمن کا نام اسلئے یمن رکھا گیا کہ وہ خانہ کعبہ کے دائیں جانب۔اور شام کو اسی مناسبت سے شام کہتے ہیں کہ کعبہ کے بائیں جانب ہے دیکھئے اصحاب المشئمہ میں جو مشئمہ ہے اس کے معنی بائیں کے ہیں اور بائیں ہاتھ کو الشومی اور بائیں جانب کو اشام کہتے ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ کعبہ کا منہ چونکہ مشرق کی طرف ہے اس لئے کہ اس کا دروازہ مشرق کی طرف ہے۔اس لئے یمن یمن ہوگا۔ اور بائیں جانب شام ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شیخ گنگوہیؒ کی توجیہ واضح ہے۔کیونکہ چہرہ کا اطلاق اسی پر ہوتا ہے جس جانب دروازہ ہو۔دروازہ مشرق کی طرف تو کعبہ کا چہرہ وہی ہوگا۔حافظؒ نے وجہ تسمیہ میں اور اقوال بھی نقل کئے ہیں ان میں سے ایک قول یہ بھی ہے کہ یمن بن قحطان کی وجہ سے یمن۔اور سام بن نوح کی وجہ سے شام کہلایا۔

بَابُ مَنَاقِبِ قُرَيْشٍ

ترجمہ۔باب قریش کی فضیلت کا بیان

حدیث(۳۲۴۹)حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ الخ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ يُحَدِّثُ اَنَّهُ بَلَغَ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ عِنْدَهُ فِي وَفْدٍ مِنْ قُرَيْشٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يُحَدِّثُ اَنَّهُ سَيَكُوْنُ مَلِكٌ مِنْ قَحْطَانَ فَغَضِبَ مُعَاوِيَةُ فَقَامَ فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّهُ بَلَغَنِي اَنَّ رِجَالًا مِنْكُمْ يَتَحَدَّثُوْنَ اَحَادِيْثَ لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ وَلَا تُؤْثَرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُولٰئِكَ جُهَّالُكُمْ فَاِيَّاكُمْ وَالْاَمَانِيَّ الَّتِي تُضِلُّ اَهْلَهَا فَاِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ فِي قُرَيْشٍ لَا يُعَادِيْهِمْ اَحَدٌ اِلَّا كَبَّهُ اللّٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ مَا اَقَامُوا الدِّيْنَ.

ترجمہ۔حضرت محمد بن جبیر بن مطعمؓ بیان کرتے ہیں کہ جب وہ قریش کے ایک وفد کے ہمراہ حضرت امیر معاویہؓ کے پاس موجود تھے تو حضرت معاویہؓ کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ عنقریب قبیلہ قحطان میں سے ایک بادشاہ ہوگا۔جس پر حضرت معاویہؓ ناراض ہوگئے۔کھڑے ہوئے اللہ تعالیٰ کی ثنابیان کی۔جس کا وہ مستحق ہے۔پھر فرمانے لگے اما بعد مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ کچھ لوگ تم میں سے ایسی حدیثیں بیان کرتے ہیں۔نہ تو وہ کتاب اللہ کے موافق ہیں اور نہ ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مشہورہ کی طرح منقول ہیں پس یہ تم میں سے جاہل لوگ ہیں ان سے کہو ایسی تمناؤں سے بچتے رہیں۔جو تمنا کرنے والوں کو صحیح راہ سے بھٹکا دیتی ہے۔بے شک میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سناوہ فرماتے تھے کہ یہ حکومت اور امارت کا معاملہ قریش میں رہے گا جب تک کہ وہ دین کو قائم رکھیں گے جو بھی ان کی مخالفت اور دشمنی کرے گا اللہ تعالیٰ اسے منہ کے بل ناکام گرادیں گے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فغضب معاوية الخ حضرت امیر معاویہؓ کے غضب ناک ہونے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ انہوں نے سمجھا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کی حدیث باب سے مراد یہ ہے کہ خلیفہ برحق اب نہیں ہے بعد میں آئے گا۔حالانکہ حدیث کی مراد یہ نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ ایک بادشاہ ہوگا جو زبردستی غلبہ حاصل کرے گا خلاصہ یہ ہے کہ دونوں صحابیوں میں سے ایک سے غلط فہمی سرزد ہوئی ہے۔پس یا تو حضرت عبداللہؓ کی مراد یہ ہے کہ ایسا متغلب عنقریب ہوگا۔یا یہ کہ وہ خلیفہ برحق ہوگا حالانکہ یہ دونوں معنی صحیح نہیں۔اس لئے جس کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دے رہے ہیں وہ تو جابر بادشاہ زبردستی ملک پر قبضہ کرنے والا آخر زمانہ میں ہوگا یا یہ کہ راوی نے تو اپنی سمجھ کے مطابق روایت سے صحیح سمجھا لیکن حضرت امیر معاویہؓ نے ان کے خلاف سمجھ کران پر غضب ناک ہوگئے واللہ

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت امیر معاویہؓ کے انکار کی وجہ میں اختلاف ہے مولانا حسن مکیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی مراد ملک سے باہر بادشاہ مراد تھا۔حضرت معاویہؓ نے خلیفہ سمجھ لیا۔اس لئے ناراض ہوگئے۔اور احادیث سے وہ باتیں مراد ہیں جو سنی سنائی ہوں۔حافظؒ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہؓ کی ناراضگی بے سبب تھی۔کیونکہ حدیث میں حکومت وامارت کا قریش میں ہونا اس قید کے ساتھ مقید ہے کہ جب تک وہ دین کو قائم رکھیں گے۔جب قریش اقامۃ دین کا فریضہ ترک کردیں گے تو قحطانی کا خروج ہوگا۔چنانچہ ایسا واقع ہوا ہے۔میرے نزدیک انکار معاویہ کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ نے یہ سمجھا کہ یہ لوگ اس حدیث کی معاونت سے خلافت کو قریش سے نکالنا

چاہتے ہیں بنا بریں ناراض ہوئے اور بعض نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ قحطانی کا خروج قریب قبل زمان عیسیٰ ہوگا۔ حالانکہ آنے والی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا خروج بعد میں ہوگا اور حضرت عبداللہ بن عمروؓ کا سکوت اس کی دلیل ہے کہ ان کے پاس کوئی حدیث مرفوع نہیں تھی۔ جب کہ وہ توارت میں سے کچھ احادیث بیان کرتے تھے۔ اس لئے حضرت معاویہؓ نے غضب کا اظہار کیا۔ ورنہ حدیث مرفوع پر کیسے انکار ہوسکتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قحطانی کے بارے میں روایات مختلف ہیں۔ بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خلیفہ صالح عادل ہوگا جو امام مہدی کے تھوڑا عرصہ بعد ظاہر ہوگا۔ جس کی سیرت امام مہدی جیسی ہوگی۔ اور بعض نے اس کے خلاف روایات کا سہارا لیا ہے۔ چنانچہ امام بخاریؒ نے جو کتا ب الفتن میں باب باندھا ہے اس میں ہے با ب تغیر الزمان حتی تعبد الاوثان اور اس میں قحطانی کی حدیث کو ذکر کیا ہے۔ اور حدیث ابو ہریرہؓ کہ جب دوس کی عورتوں کی سرین ان بتوں کے ارد گرد گھومتی ہوں گے اس وقت قیامت قائم ہوگی۔ حدیث قحطانی کے بعد حافظؒ نے اعتراض کیا ہے کہ یہ حدیث ترجمۃ الباب کے مطابق نہیں ہوگی لیکن مہلبؒ نے اس کا جواب دیا ہے کہ جب قحطانی کا ظہور ہوگا تو وہ نہ تو قریش میں سے ہوگا نہ کسی نبوت کے خاندان سے اس کا تعلق ہوگا۔ بلکہ یہ تغیر زمان اور تبدیل احکام کی بڑی نشانی ہوگی کہ دین میں اس شخص کی اطاعت کی جائے گی جو اہل دین میں سے نہیں ہوگا۔ خلاصہ یہ ہے کہ حدیث قحطان کو صدر ترجمہ یعنی تغیر زمان سے مطابقت ہوگی اب یہ تغیر عام ہے کہ فسق کی طرف جائے یا کفر کی طرف راجع ہو تو تغیر بالفسق میں قحطانی کا قصہ ذکر کیا اور تغیر بالکفر میں ذو الخلصہ کا قصہ بیان کیا۔ اور اس کی طرف حدیث کے الفاظ اشارہ کرتے ہیں کہ یسوق الناس بعصاہ کہ اپنی لاٹھی سے لوگوں کو ہانکے گا۔ یہ کنایہ ہے اس کے غلبہ سے اور بعض نے کہا کہ سوق بالعصا کے حقیقی معنی مراد ہیں کہ وہ اونٹوں اور جانوروں کی طرح ہانکتا ہوگا اور انکار معاویہؓ کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے یہ سمجھا کہ مستقبل قریب میں قریش سے حکومت چھین لی جائے گی۔ حالانکہ عبداللہ بن عمرؓ کی مراد یہ تھی کہ قرب قیامت میں ایسا ہوگا۔

حدیث (۳۲۵۰) حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قُرَیْشٌ وَالْاَنْصَارُ وَجُهَیْنَةُ وَمُزَیْنَةُ وَاَسْلَمُ وَاَشْجَعُ وَغِفَارٌ وَمَوَالِیَّ لَیْسَ لَهُمْ مَوْلٰی دُوْنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریش ہوں۔ انصار ہوں قبیلہ جهینہ. مزینہ اسلم. اشجع. اور غفار یہ سب سردار و آقا ہیں۔ ان کا آقا سوائے اللہ اور اس کے رسول کے اور کوئی نہیں ہے۔

حدیث (۳۲۵۱) حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَزَالُ هٰذَا الْاَمْرُ فِیْ قُرَیْشٍ مَا بَقِیَ مِنْهُمُ اثْنَانِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ یہ حکومت کا معاملہ ہمیشہ قریش میں رہے گا۔ جب تک کہ ان میں سے دو آدمی بھی موجود ہوں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں یہ اور اس قسم کی دوسری احادیث دال ہیں کہ خلافت قریش کے ساتھ مختص ہے جب تک ان میں سے کوئی موجود ہو۔ غیر کے لئے عقد خلافت نہ ہونا چاہیے۔ اس پر صحابہ کرامؓ کا اجماع رہا۔ اہل بدع کی مخالفت پر یہ حدیث حجت ہوگی کہ آپؐ نے تو آخر دہر تک کی خبر دی ہے۔ جب تک دو آدمی موجود ہوں ایک حاکم ہوگا دوسرا محکوم ہوگا۔ لیکن تحقیقی بات یہ ہے کہ یہ خبر بمعنی امر کے ہے۔ کہ جو مسلمان ہے وہ ان کا اتباع کرے خروج نہ کرے۔ چنانچہ یہ امر قریش میں اکثر بلاد میں کافی عرصہ تک رہا حتی کہ دو سو سال تک ان کی حکومت رہی۔ لیکن ما اقاموا الدین کی خلاف ورزی کی تو سلطنت چھین لی گئی۔

حدیث(۳۲۵۲)حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ الخ عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍؓ قَالَ مَشَیْتُ اَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانؓ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْطَیْتَ بَنِی الْمُطَّلِبِ وَتَرَکْتَنَا وَاِنَّمَا نَحْنُ وَهُمْ مِنْکَ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا بَنُوْ هَاشِمٍ وَبَنُوْا الْمُطَّلِبِ شَیْءٌ وَاحِدٌ وَقَالَ اللَّیْثُ الخ ذَهَبَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَیْرِ مَعَ اُنَاسٍ مِنْ بَنِیْ زُهْرَةَ اِلٰی عَآئِشَةَ وَکَانَتْ اَرَقَّ شَیْءٍ عَلَیْهِمْ لِقَرَابَتِهِمْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت جبیر بن مطعمؓ فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت عثمان بن عفانؓ دونوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پس انہوں نے کہا یا رسول اللہ! آپؐ نے بنوا المطلب کو تو نوازا ہے اور ہمیں چھوڑ دیا ہے۔ حالانکہ ہم اور وہ آپؐ سے ایک ہی نسبت رکھتے ہیں تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بنو ھاشم اور بنو المطلب تو کفر و اسلام میں ایک رہے ہیں۔ بنو شمس اور بنو نوفل مخالفت کرتے رہے کیونکہ عبد مناف میں مل جاتے ہیں۔ اور لیثؒ اپنی سند سے بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن الزبیرؓ بنو زھرہ کے کچھ آدمیوں کے ہمراہ حضرت عائشہؓ کے پاس گئے اور وہ ان پر زیادہ شفیق اور رحم دل تھیں۔ کیونکہ ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ داری اور قرابت حاصل تھی کیونکہ آپؐ کی والدہ بی بی آمنہ بنو زھرہ قبیلہ سے تھیں۔ آمنہ بنت وھب بن عبد مناف بن زھرۃ الخ.

حدیث(۳۲۵۳)حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ الخ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِؓ قَالَ کَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَیْرِ اَحَبَّ الْبَشَرِ اِلٰی عَآئِشَةَؓ بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَکَانَ اَبَرَّ النَّاسِ بِهَا وَکَانَتْ لَا تُمْسِکُ شَیْئًا مِمَّا جَآءَ هَا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ تَصَدَّقَتْ فَقَالَ ابْنُ الزُّبَیْرِؓ یَنْبَغِیْ اَنْ یُّؤْخَذَ عَلٰی یَدَیْهَا فَقَالَتْ یُؤْخَذُ عَلٰی یَدَیَّ عَلَیَّ نَذْرٌ اِنْ کَلَّمْتُهٗ فَاسْتَشْفَعَ اِلَیْهَا بِرِجَالٍ مِنْ قُرَیْشٍ وَبِاَخْوَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً فَامْتَنَعَتْ فَقَالَ لَهُ الزُّهْرِیُّوْنَ اَخْوَالُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْاَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ یَغُوْثَ وَالْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ اِذَا اسْتَاْذَنَّا فَاقْتَحِمِ الْحِجَابَ فَفَعَلَ فَاَرْسَلَ اِلَیْهَا بِعَشْرِ رِقَابٍ فَاَعْتَقَتْهُمْ ثُمَّ لَمْ تَزَلْ تُعْتِقُهُمْ حَتّٰی بَلَغَتْ اَرْبَعِیْنَ فَقَالَتْ وَدِدْتُّ اَنِّیْ جَعَلْتُ حِیْنَ حَلَفْتُ عَمَلًا اَعْمَلُهٗ فَاَفْرُغَ مِنْهُ.

ترجمہ۔ حضرت عروہ بن الزبیرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیقؓ کے بعد حضرت عائشہؓ کو تمام انسانوں میں سے زیادہ محبوب تھیں اور وہ بھی تمام لوگوں میں سے سب سے زیادہ ان سے بہتر سلوک کرنے والے تھے۔ اور حضرت عائشہؓ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے رزق میں سے جو کچھ بھی ان کے پاس آجاتا وہ اسے صدقہ کر دیتی تھیں۔ حضرت ابن الزبیرؓ نے فرمایا کہ کیا ہی اچھا ہوتا اگر حضرت عائشہؓ اپنا ہاتھ روک کر رکھتیں اتنا فضول خرچی نہ کرتیں۔ جس پر حضرت عائشہؓ فرمانے لگیں کہ کیا یہ میرے ہاتھوں پر پابندی لگانا چاہتا ہے۔ میرے اوپر منت لازم ہے۔ اور میں نے اس سے بات چیت کی تو ابن الزبیرؓ ان کی طرف قریش کے کچھ مردوں کی سفارش لے کر آئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں حال کو خاص کر لے آئے پس وہ کلام نہ کرنے سے رک گئیں پس زھریوں نے ان سے کہا جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں حال میں سے عبدالرحمٰن بن الاسود بن عبد یغوث ہے مسور بن مخرمہ ہے پس جب ہم اجازت طلب کریں تو تو پردہ کے اندر گھس جانا۔ کیونکہ آپ کی خالہ تھیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا کیا پھر ان کی طرف دس غلام بھیجے گئے۔ جن

کو انہوں نے آزاد کر دیا۔ پھر کفارہ قسم کے طور پر برابر غلام آزاد کرتی رہیں۔ حتی کہ ان کی تعداد چالیس تک پہنچ گئی۔ اور وہ فرماتی تھیں کہ جب میں نے قسم کھائی تو میری خواہش تھی کہ میں ایک ایسا عمل کروں جس کو برابر کرتی رہوں۔ چنانچہ اب میں اس سے فارغ ہو گئی ہوں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ وددت الخ یعنی انہیں کفارہ یمین کا حکم تو معلوم تھا ایک رقبہ آزاد کرنے سے کفارہ ادا ہو جاتا ہے لیکن علی نذر ایسا سخت حلف تھا کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی عظمت کے مقابلہ برابر غلام آزاد کرتی رہیں۔ حتی کہ چالیس تک ان کی تعداد پہنچ گئی۔ تب ان کو اطمینان ہوا۔ حالانکہ خود انہیں سے مروی ہے کہ من قال علی نذر فلم یسمہ فعلیہ کفارۃ یمین لیکن وہی شدت ادب باسم اللہ نے ان کو اس پر اکتفانہ کرنے دیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ لانذر فی معصیۃ و کفارتہ کفارۃ الیمین اور اوجز میں ہے کہ تیسری قسم نذر مبہم ہے۔ جیسے کسی نے کہا علی نذر تو اکثر علماء کے نزدیک اس کا کفارہ بھی کفارہ یمین ہے۔ لیکن ان کے دل میں خیال رہا کہ ابھی نذر کا گنا ہ باقی ہے۔ اس لئے غلام پر غلام آزاد کرتی رہیں۔

یؤ خذ علی یدیہا ابن الزبیرؓ کا مقصد یہ تھا کہ لوگ ان کو عطایا اس لئے دیتے ہیں کہ وہ محتاج نہ ہوں۔ اور ان کا ہاتھ کھلا ہے لوگ مشقت میں ہیں۔

حین حلفت کہ اگر میں فعل معین پر قسم کھالیتی تو کفارہ یمین کافی تھا۔ یہ فعل غیر معین تھا۔ اس لئے خشیت الٰہی کے پیش نظر کفارہ کی ادائیگی میں بھی کوئی تعیین نہ کر سکیں۔

بَابُ نَزَلَ الْقُرْاٰنَ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ

ترجمہ۔ کہ قرآن مجید قریش کی زبان میں نازل ہوا

حدیث (۳۲۵۴) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الخ عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ عُثْمَانَؓ دَعَا زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍؓ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِؓ وَسَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِؓ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَارِثِؓ بْنِ هِشَامٍ فَنَسَخُوْهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَقَالَ عُثْمَانُ لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّيْنَ الثَّلٰثَةِ اِذَا اخْتَلَفْتُمْ اَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍؓ فِيْ شَيْءٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ فَاكْتُبُوْهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَاِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوْا ذٰلِكَ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضرت عثمانؓ نے زید بن ثابتؓ۔ عبداللہ بن الزبیرؓ۔ سعید بن العاصؓ اور عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشامؓ کو بلایا کہ قرآن مجید کو صحیفوں میں لکھو۔ اور حضرت عثمانؓ نے ان تین قریشی حضرات سے فرمایا کہ جب تمہارا اور زید بن ثابت کا قرآن مجید کے کسی لفظ میں اختلاف ہو جائے تو اسے لغت قریش پر لکھ دینا۔ کیونکہ قرآن ان کی زبان میں اترا ہے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا کیا۔ زید بن ثابتؓ انصاری خزرجی ہیں۔ باقی تین قریش ہیں۔

بَابُ نِسْبَةِ الْيَمَنِ اِلٰى اِسْمٰعِيْلَ

مِنْهُمْ اَسْلَمُ بْنُ اَفْصٰى ابْنِ حَارِثَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ مِنْ خُزَاعَةَ

ترجمہ۔ یمن والوں کی اسمٰعیلؑ سے نسبت کے بارے میں ان میں سے اسلم بن افصی الخ ہے۔

حدیث (۳۲۵۵) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى

قَوْمٍ مِّنْ اَسْلَمَ يَتَنَاضَلُوْنَ بِالسُّوْقِ فَقَالَ ارْمُوْا بَنِیْ اِسْمٰعِيْلَ فَاِنَّ اَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا وَاَنَا مَعَ بَنِیْ فُلَانٍ لِاَحَدِ الْفَرِيْقَيْنِ فَاَمْسَكُوْا بِاَيْدِيْهِمْ فَقَالَ مَا لَهُمْ قَالُوْا وَكَيْفَ نَرْمِیْ وَاَنْتَ مَعَ بَنِیْ فُلَانٍ قَالَ ارْمُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ كُلِّكُمْ.

ترجمہ۔ حضرت سلمہؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنو اسلم کے کچھ لوگوں کے پاس تشریف لائے جو بازار میں تیراندازی میں مقابلہ کر رہے تھے آپؐ نے فرمایا اے اسمٰعیلؑ کے بیٹو! تیراندازی کرتے رہو کیونکہ تمہارا باپ تیرانداز تھا۔ اور میں بنو فلاں کے ساتھ یعنی دو گروہوں میں سے ایک کے ساتھ ہوں۔ تو ان لوگوں نے اپنے ہاتھ روک لئے۔ آپؐ نے فرمایا ان کو کیا ہو گیا۔ کہنے لگے کہ ہم کیسے تیراندازی کریں جب کہ آپؐ فلاں قبیلہ کے ہمراہ ہیں۔ آپؐ نے فرمایا تیر پھینکو میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ انا مع بنی فلان ظاہر ہے جن کا ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیں گے نصرت خداوندی تو انہی کو حاصل ہوگی۔ اس لئے انہوں نے تیر پھینکنے سے ہاتھ روک لئے۔ کیونکہ رمی تو اس لئے تھی کہ دیکھا جائے نصرت کس کے ساتھ ہے۔ کہ اس کا نشانہ ٹھیک بیٹھتا ہے۔ پس جب آپؐ نے فرما دیا میں تم سب کے ساتھ ہوں تو اب سب اپنے اپنے نشانہ کو پکڑنے لگے۔ اب فریقین میں مقابلہ نہیں ہوگا کہ ہر ایک دوسرے کو نشانہ بنائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ انا مع بنی فلان الخ ابن حبان نے انا مع محجن بن الازرع روایت کیا ہے اور کیف نرمی کہنے والا نضلہ الاسلمی نقل کیا ہے۔ اور بعض طرق میں ہے من کنت فقد غلب کہ جس کے ساتھ آپؐ ہوں گے غالب وہی ہوگا اور اس سے مراد قصد خیر اور اصلاح نیت اور لڑائی کا ڈھنگ بتانا ہے۔

باب: حديث(۳۲۵۶) حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ الخ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّؓ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعٰى لِغَيْرِ اَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُهٗ اِلَّا كَفَرَ بِاللّٰهِ وَمَنِ ادَّعٰى قَوْمًا لَيْسَ لَهٗ فِيْهِمْ نَسَبٌ فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ۔ حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جس شخص نے اپنے باپ کے بغیر کسی اور کی طرف نسب کا دعویٰ کیا حالانکہ وہ جانتا ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ سے کفر کیا۔ اسی طرح جس نے کسی ایسی قوم کی طرف اپنے آپ کو منسوب کیا جن میں اس کا نسب نہیں ہے تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں تیار کرے۔ یہ تغلیظی احکام ہیں یا کفر سے کفران نعمت مراد ہے۔ اگر توبہ کی تو گناہ ساقط ہو جائے گا۔

حديث (۳۲۵۷) حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَيَّاشٍ الخ سَمِعْتُ وَاثِلَةَ بْنَ الْاَسْقَعِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْفِرٰى اَنْ يَّدَّعِیَ الرَّجُلُ اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ اَوْ يُرِیَ عَيْنَهٗ مَا لَمْ تَرَاَوْ يَقُوْلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالَمْ يَقُلْ.

ترجمہ۔ حضرت واثلہ بن الاسقع فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بہت بڑا افتراء ہے کہ کوئی شخص اپنے باپ کے سوا کسی غیر کی طرف نسبت کا دعویٰ کرے۔ یا اپنی آنکھ کو وہ چیز دکھائے جو اس نے نہیں دیکھی یعنی خواب نہیں دیکھا۔ جھوٹے خواب کو بیان کرے یا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسی بات کا جھوٹ بولے جو آپؐ نے نہیں فرمائی۔

تشریح از قاسمیؒ۔ جھوٹ تو بیداری میں بھی گناہ ہے۔لیکن چونکہ آپؐ نے خواب کو جزء نبوت قرار دیا ہے تو جھوٹا اس جزء نبوت کو بھی مشکوک کرنا چاہتا ہے۔تو یہ بہت بڑا افتراء ہوگا۔

حدیث(۳۲۵۸)حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍؓ يَقُوْلُ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا مِنْ هٰذَا الْحَيِّ مِنْ رَبِيْعَةَ قَدْ حَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ فَلَسْنَا نَخْلُصُ إِلَيْكَ إِلَّا فِيْ كُلِّ شَهْرٍ حَرَامٍ فَلَوْ أَمَرْتَنَا بِأَمْرٍ نَأْخُذُهُ عَنْكَ وَنُبَلِّغُهُ مَنْ وَّرَآئَنَا قَالَ اٰمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَّأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ اَلْإِيْمَانُ بِاللّٰهِ شَهَادَةِ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَإِقَامُ الصَّلٰوةِ وَإِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَأَنْ تُؤَدُّوْا إِلَى اللّٰهِ خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيْرِ وَالْمُزَفَّتِ.

ترجمہ۔حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قبیلہ عبدالقیس کا ایک وفد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔کہنے لگے یا رسول اللہ اس قبیلہ ربیعہ کے کفار مضر آپؐ کے اور ہمارے درمیان حائل ہیں۔ہم شہر حرام کے سوا آپؐ کے ہاں نہیں پہنچ سکتے پس اگر آپ ہمیں کوئی ایسا جامع حکم فرمائیں جس کو آپؐ سے حاصل کریں۔اور اسے اپنے لوگوں تک پہنچائیں جو ہمارے پیچھے رہ گئے ہیں آپؐ نے فرمایا میں تمہیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار سے روکتا ہوں۔ایمان باللہ اور کلمہ توحید کی گواہی دینا۔نماز قائم کرنا۔زکوۃ ادا کرنا۔اور یہ کہ جو غنیمت کا مال تمہیں حاصل ہو اس کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ کو ادا کرو۔اور دبّاء حنتم۔ نقیر اور مزفت سے تمہیں منع کرتا ہوں یہاں مقیر کی بجائے نقیر آیا ہے۔صحیح بھی ہے ورنہ مقیر اور مزفت کے ایک معنی ہیں جس پر تارکول ملایا گیا۔

حدیث(۳۲۵۹)حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الخ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ أَلَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هٰهُنَا يُشِيْرُ إِلَى الْمَشْرِقِ مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطٰنِ.

ترجمہ۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا منبر پر کھڑے ہو کر آپ فرماتے تھے خبردار! فتنہ ادھر سے برپا ہوگا مشرق کی طرف اشارہ فرماتے تھے کہ جہاں سے شیطان کا سینگ نکلتا ہے۔اور اس سے ربیعہ اور مضر مراد ہیں۔

بَابُ ذِكْرِ أَسْلَمَ وَغِفَارَ وَمُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ وَأَشْجَعَ.

ترجمہ۔اسلم اور غفار اور مزینہ اور جہینہ اور اشجع قبیلوں کا بیان۔

حدیث(۳۲۶۰)حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ الخ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشٌ وَالْأَنْصَارُ وَجُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَأَسْلَمُ وَغِفَارُ وَأَشْجَعُ مَوَالِيَّ لَيْسَ لَهُمْ مَوْلًى دُوْنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ.

ترجمہ۔حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔قریش۔انصار۔جہینہ۔اسلم۔غفار اور اشجع یہ سب قبائل میرے مددگار ہیں۔ان کا مددگار رسواللہ اور اس کے رسول کے اور کوئی نہیں ہے۔

حدیث(۳۲۶۱)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غُرَيْرٍ الزُّهْرِيُّ الخ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ أَخْبَرَهٗ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَى الْمِنْبَرِ غِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ وَعُصَيَّةُ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ.

ترجمہ۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ خبر دیتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا قبیلہ غفار کی اللہ تعالیٰ بخشش

کرے۔ اور قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ سالم رکھے اور عصیہ قبیلہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

حدیث (۳۲۶۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ وَغِفَارٌ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ صحیح وسالم رکھے اور غفار قبیلہ کی اللہ تعالیٰ بخشش کرے۔

حدیث (۳۲۶۳) حَدَّثَنَا قَبِیْصَةُ الخ عَنْ اَبِیْهِ اَبِیْ بَکْرَةَؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرَءَیْتُمْ اِنْ کَانَ جُهَیْنَةُ وَمُزَیْنَةُ وَاَسْلَمُ وَغِفَارُ خَیْرًا مِّنْ تَمِیْمٍ وَبَنِیْ اَسَدٍ وَبَنِیْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ غَطْفَانَ وَمِنْ بَنِیْ عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ فَقَالَ رَجُلٌ خَابُوْا وَخَسِرُوْا فَقَالَ هُمْ خَیْرٌ مِنْ بَنِیْ تَمِیْمٍ وَمِنْ بَنِیْ اَسَدٍ وَمِنْ بَنِیْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ غَطْفَانَ وَمِنْ بَنِیْ عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ.

ترجمہ۔ حضرت ابوبکرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے بتلاؤ کہ قبیلہ جھینہ. مزینہ. اسلم اور غفار. بنو تمیم. بنو اسد. بنو عبداللہ بن غطفان. اور بنو عامر بن صعصعہ سے بہتر ہیں۔ تو ایک آدمی حضرت اقرع بن حابسؓ نے فرمایا کہ وہ ناکام اور نامراد اور نقصان میں رہیں آپؐ نے فرمایا سنو! کہ وہ چاروں قبائل بنو تمیم. بنو اسد بن عبداللہ بن غطفان اور بنو عامر بن صعصعہ سے بہتر وافضل ہیں۔

حدیث (۳۲۶۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ عَنْ اَبِیْهِ اَبِیْ بَکْرَةَؓ اَنَّ الْاَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا بَایَعَکَ سُرَّاقُ الْحَجِیْجِ مِنْ اَسْلَمَ وَغِفَارَ وَمُزَیْنَةَ وَاَحْسِبُهُ وَجُهَیْنَةَ ابْنُ اَبِیْ یَعْقُوْبَ شَکَّ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرَءَیْتَ اِنْ کَانَ اَسْلَمُ وَغِفَارُ وَمُزَیْنَةُ وَاَحْسِبُهُ وَجُهَیْنَةُ خَیْرًا مِّنْ بَنِیْ تَمِیْمٍ وَبَنِیْ عَامِرٍ وَّاَسَدٍ وَغَطْفَانَ خَابُوْا وَخَسِرُوْا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنَّهُمْ لَخَیْرٌ مِّنْهُمْ.

ترجمہ۔ حضرت ابوبکرہؓ سے مروی ہے کہ حضرت اقرع بن حابسؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے تو حاجیوں کا مال چرانے والے ہیں جن کا تعلق اسلم۔ غفار۔ مزینہ اور میرا گمان ہے کہ جہینہ بھی فرمایا۔ ابن ابو یعقوب کو شک ہے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اقرع! مجھے بتلاؤ کہ اسلم۔ غفار۔ مزینہ۔ اور میرا خیال ہے جہینہ بھی فرمایا۔ یہ قبائل بنو تمیم اور بنو عامر۔ اسد۔ اور غطفان سے بہتر ہیں۔ خدا کرے یہ مخالف قبائل نامراد اور نقصان میں رہیں۔ انہوں نے فرمایا ہاں! تو آپؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ان سے بہتر کوئی نہیں ہے۔ کیونکہ ان کی اکثریت نے اسلام کی طرف سبقت کی ہے۔

حدیث (۳۲۶۵) حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ اَسْلَمُ وَغِفَارٌ وَشَیْءٌ مِنْ مُزَیْنَةَ وَجُهَیْنَةَ اَوْ قَالَ شَیْءٌ مِّنْ جُهَیْنَةَ اَوْ مُزَیْنَةَ خَیْرٌ عِنْدَ اللّٰهِ اَوْ قَالَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مِنْ اَسَدٍ وَّتَمِیْمٍ وَهَوَازِنَ وَغَطْفَانَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلم۔ غفار اور کچھ لوگ جہینہ اور مزینہ کے۔ یا فرمایا کچھ لوگ جہینہ کے یا مزینہ کے یا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر ہیں۔ یا قیامت کے دن اسد۔ تمیم۔ ہوازن اور غطفان سے بہتر ہوں گے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ خابو وخسروا الخ یعنی یہ بنو اسد وغیرھم اللہ تعالیٰ کے نزدیک مغضول ہوں گے اور ان کے خائب خاسر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ قبائل ان سے دنیا میں افضل ہیں۔

شیٔ من جهینة او مزینة شک مجموعہ جهینہ و مزینہ کے اندر ہے۔ کہ آیا جهینہ اور مزینہ کے درمیان حرف واو یا أو ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اسلم۔ غفار وغیرہم ان چار قبائل کو بقیہ قبائل سے اس لئے بہتر کہا گیا کہ انہوں نے اسلام کی طرف سبقت کی۔ دوسرے ان کے قلوب نرم اور اخلاق بلند تھے۔ اور دوسری حدیث میں بھی خابوا وخسروا کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔ وہاں ہمزہ استفہام کا محذوف ہے۔ ای اخابوا و خسروا کذا فی مسلم الخ.

بَابُ ذِكْرِ قَحْطَانَ

ترجمہ۔ قحطان کا بیان

حدیث (۳۲۶۶) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِّنْ قَحْطَانَ يَسُوْقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ قحطان قبیلہ کا ایک آدمی خروج کرے گا جو لوگوں کو اپنی لاٹھی سے ہانکے گا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ قحطان ابو الیمن ہے۔ اور لوگوں کو لاٹھی سے ہانکنے کا مطلب یہ ہے کہ سب لوگ اس کے قابو میں ہوں گے اور ان کی اس طرح نگرانی کرے گا جس طرح گڈریا اپنی لاٹھی سے بکریوں کی رکھوالی کرتا ہے تو اس کی سلطنت اس قدر وسیع ہوگی اور اس کا خروج امام مہدی کے بعد ہوگا۔

بَابُ مَا يُنْهٰى مِنْ دَعْوَةِ الْجَاهِلِيَّةِ

ترجمہ۔ زمانہ جاہلیت کی پکار سے منع کیا گیا ہے کہ لوگ جنگ برپا کرنے کے لئے یا آل فلاں کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ اسلام نے اس پکار سے منع فرمایا۔

حدیث (۳۲۶۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ الخ سَمِعَ جَابِرًاؓ يَقُوْلُ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ ثَابَ مَعَهٗ نَاسٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ حَتّٰى كَثُرُوْا وَكَانَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلٌ لَعَّابٌ فَكَسَعَ اَنْصَارِيًّا فَغَضِبَ الْاَنْصَارِيُّ غَضَبًا شَدِيْدًا حَتّٰى تَدَاعَوْا وَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ يَا لَلْاَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا لَلْمُهَاجِرِيْنَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَالُ دَعْوٰى اَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ قَالَ مَا شَاْنُهُمْ فَاُخْبِرَ بِكَسْعَةِ الْمُهَاجِرِيِّ الْاَنْصَارِيَّ قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهَا فَاِنَّهَا خَبِيْثَةٌ وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ اُبَيِّ ابْنُ سَلُوْلٍ اَقَدْ تَدَاعَوْا عَلَيْنَا لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ

مِنْهَا الْاَذَلَّ فَقَالَ عُمَرُ اَلَا نَقْتُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا الْخَبِيْثَ لِعَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ اِنَّهُ كَانَ يَقْتُلُ اَصْحَابَهُ.

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک جہاد کے لئے روانہ ہوئے۔ تو مہاجرین میں سے آپؐ کے ہمراہ کچھ لوگ جمع ہو گئے یہاں تک کہ بہت ہو گئے اور مہاجرین میں ایک آدمی تھا جو لوگوں سے ہنسی مزاح کرتا تھا۔ اس نے کسی انصاری کی سرین پر تھپڑ مار دیا انصاری کو سخت غصہ آیا یہاں تک کہ انہوں نے ایک دوسرے کی مدد کیلئے پکارنا شروع کر دیا۔ انصاری کہتا تھا کہ انصار کی مدد کے لئے پہنچو۔ اور مہاجر کہتا تھا کہ مہاجرین کی مدد کے لئے پہنچو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے پوچھا کہ جاہلیت والی پکار کیسے شروع کردی ہے۔ پوچھا کیا وجہ ہے تو آپؐ کو اطلاع دی گئی کہ ایک مہاجر نے ایک انصاری کی دبر پر تھپڑ مارا ہے تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس جاہلیت کی پکار کو چھوڑ دو یہ خبیث دعوت ہے عبداللہ بن ابی ابن سلول نے کہا کہ کیا ہمارے خلاف پکارا جا رہا ہے۔ ترجمہ آیت اگر ہم مدینہ واپس پہنچے تو ہم میں سے عزت والا ذلیل کو مدینہ سے نکال دے گا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ کیا ہم اس خبیث منافق کو قتل نہ کر دیں تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں کہ لوگ باتیں بناتے پھریں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہے۔

حدیث (۳۲۶۸) حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ سُفْيَانَ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ کہ جو شخص ماتم کرتے ہوئے رخساروں کو پیٹے اور گریبان پھاڑے اور جاہلوں کی طرح نعرے لگائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لا يتحدث الناس میں یہ احتمال بھی ہے کہ یہ ایک ہی کلمہ ہو تو منفی تحدث ہوگا۔ کہ لوگ باتیں نہ کرتے پھریں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اس جملہ میں دو احتمال ہیں ایک تو یہ ہے کہ دو جملے ہیں لا ای لا تقتله اور دوسرا جملہ يتحدث الناس ہے۔ اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ جملہ واحدہ ہو۔ اور لا تقتله اس سے مستفاد ہوتا ہے عام طور پر شراح پہلا احتمال بیان کرتے ہیں اور حافظؒ فرماتے ہیں کہ ایک طریق میں لا واللہ لا يتحدث الناس ہے۔ جس سے شیخ گنگوہیؒ کے افادہ کی تائید ہوتی ہے۔

بَابُ قِصَّةِ خُزَاعَةَ

ترجمہ۔ خزاعہ کے قصے کا بیان

حدیث (۳۲۶۹) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَمْرُو بْنُ لُحَيِّ بْنِ قَمْعَةَ بْنِ خِنْدِفٍ اَبُوْ خُزَاعَةَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمرو بن لحی بن قمعہ بن خندف خزاعہ کا باپ ہے۔ اور یہی بت پرستی اور سوائب کا موجد ہے۔

حدیث (۳۲۷۰) حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ الخ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ الْبَحِيْرَةُ الَّتِىْ يُمْنَعُ دَرُّهَا لِلطَّوَاغِيْتِ وَلَا يَحْلِبُهَا اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ وَالسَّآئِبَةُ الَّتِىْ كَانُوْا يُسَيِّبُوْنَهَا لِاٰلِهَتِهِمْ فَلَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا شَىْءٌ قَالَ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرِ بْنِ لُحَىٍّ الْخُزَاعِىَّ يَجُرُّ قُصْبَهٗ فِى النَّارِ فَكَانَ اَوَّلُ مِنْ سَيَّبَ السَّوَآئِبَ.

ترجمہ۔ حضرت سعید بن مسیبؒ فرماتے ہیں کہ بحیرہ اس اونٹنی کو کہا جاتا تھا جس کے کان چیرے جاتے اور اسکا دودھ بتوں کیلئے روک دیا جاتا لوگوں میں سے کوئی شخص اس کا دودھ نہیں نکال سکتا تھا مجاور نکالتے اور سائبہ وہ اونٹنی ہوتی تھی جسے اپنے معبودان باطلہ کے لئے چھوڑ دیتے تھے اور اس پر کوئی چیز نہیں لادی جاتی تھی اور حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو جہنم میں دیکھا کہ اپنی انتڑیوں کو کھینچ رہا ہے یہ پہلا شخص تھا جس نے اونٹوں کو بتوں کے نام پر چھوڑ دینے کا رواج ڈالا۔

قِصَّةِ اِسْلَامِ اَبِىْ ذَرٍّ بَابُ قِصَّةِ زَمْزَمَ

ترجمہ۔ ابوذرؓ کے اسلام لانے کا بیان اور باب زمزم کے قصے کا۔

حدیث (۳۲۷۱) حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اَخْزَمَ الخ قَالَ لَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاِسْلَامِ اَبِىْ ذَرٍّ قَالَ قُلْنَا بَلٰى قَالَ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ كُنْتُ رَجُلًا مِّنْ غِفَارٍ فَبَلَغَنَا اَنَّ رَجُلًا قَدْ خَرَجَ بِمَكَّةَ يَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِىٌّ فَقُلْتُ لِاَخِىْ انْطَلِقْ اِلٰى هٰذَا الرَّجُلِ كَلِّمْهُ وَاْتِنِىْ بِخَبَرِهٖ فَانْطَلَقَ فَلَقِيَهٗ ثُمَّ رَجَعَ فَقُلْتُ مَا عِنْدَكَ فَقَالَ وَاللهِ لَقَدْ رَاَيْتُ رَجُلًا يَاْمُرُ بِالْخَيْرِ وَيَنْهٰى عَنِ الشَّرِّ فَقُلْتُ لَهٗ لَمْ تَشْفِنِىْ مِنَ الْخَبَرِ فَاَخَذْتُ جِرَابًا وَعَصًا ثُمَّ اَقْبَلْتُ اِلٰى مَكَّةَ فَجَعَلْتُ لَا اَعْرِفُهٗ وَاَكْرَهُ اَنْ اَسْاَلَ عَنْهُ وَاَشْرَبُ مِنْ مَّآءِ زَمْزَمَ وَاَكُوْنُ فِى الْمَسْجِدِ قَالَ فَمَرَّبِىْ عَلِىٌّ فَقَالَ كَاَنَّ الرَّجُلَ غَرِيْبٌ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَانْطَلِقْ اِلَى الْمَنْزِلِ قَالَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهٗ لَا يَسْاَلُنِىْ عَنْ شَىْءٍ وَلَآ اُخْبِرُهٗ فَلَمَّا اَصْبَحْتُ غَدَوْتُ اِلَى الْمَسْجِدِ لَا سَاَلَ عَنْهُ وَلَيْسَ اَحَدٌ يُخْبِرُنِىْ عَنْهُ بِشَىْءٍ قَالَ فَمَرَّبِىْ عَلِىٌّ فَقَالَ اَمَا نَالَ لِلرَّجُلِ يَعْرِفُ مَنْزِلَهٗ بَعْدُ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ انْطَلِقْ مَعِىْ قَالَ فَقَالَ مَا اَمْرُكَ وَمَا اَقْدَمَكَ هٰذِهِ الْبَلْدَةَ قَالَ قُلْتُ لَهٗ اِنْ كَتَمْتَ عَلَىَّ اَخْبَرْتُكَ قَالَ فَاِنِّىْ اَفْعَلُ قَالَ قُلْتُ لَهٗ بَلَغَنَا اَنَّهٗ قَدْ خَرَجَ هٰهُنَا رَجُلٌ يَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِىٌّ فَاَرْسَلْتُ اَخِىْ لِيُكَلِّمَهٗ فَرَجَعَ وَلَمْ يَشْفِنِىْ مِنَ الْخَبَرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَلْقَاهُ فَقَالَ لَهٗ اَمَا اِنَّكَ قَدْ رَشَدْتَّ هٰذَا وَجْهِىْ اِلَيْهِ فَاتَّبِعْنِىْ ادْخُلْ حَيْثُ اَدْخُلُ فَاِنِّىْ اِنْ رَاَيْتُ اَحَدًا اَخَافُهٗ عَلَيْكَ قُمْتُ اِلَى الْحَائِطِ كَاَنِّىْ اُصْلِحُ نَعْلِىْ وَامْضِ اَنْتَ فَمَضٰى وَمَضَيْتُ مَعَهٗ حَتّٰى دَخَلَ وَدَخَلْتُ مَعَهٗ عَلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهٗ اَعْرِضْ عَلَىَّ الْاِسْلَامَ فَعَرَضَهٗ فَاَسْلَمْتُ مَكَانِىْ فَقَالَ لِىْ يَا اَبَا ذَرٍّ اُكْتُمْ هٰذَا الْاَمْرَ وَارْجِعْ اِلٰى بَلَدِكَ فَاِذَا بَلَغَكَ ظُهُوْرُنَا فَاَقْبِلْ فَقُلْتُ وَالَّذِىْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَاَصْرُخَنَّ بِهَا

بَيْنَ اَظْهُرِهِمْ فَجَآءَ اِلَى الْمَسْجِدِ وَقُرَيْشٌ فِيْهِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اِنِّىْ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَقَالُوْا قُوْمُوْا اِلٰى هٰذَا الصَّابِىءِ فَقَامُوْا فَضُرِبْتُ لِاَمُوْتَ فَاَدْرَكَنِى الْعَبَّاسُ فَاَكَبَّ عَلَىَّ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ وَيْلَكُمْ تَقْتُلُوْنَ رَجُلًا مِّنْ غِفَارَ وَمَعْجَرُكُمْ وَمَمَرُّكُمْ عَلٰى غِفَارَ فَاَقْلَعُوْا عَنِّىْ فَلَمَّا اَنْ اَصْبَحْتُ الْغَدَ رَجَعْتُ فَقُلْتُ مِثْلَ مَا قُلْتُ بِالْاَمْسِ فَقَالُوْا قُوْمُوْا اِلٰى هٰذَا الصَّابِىءِ فَصُنِعَ بِىْ مِثْلُ مَا صُنِعَ بِالْاَمْسِ وَاَدْرَكَنِى الْعَبَّاسُ فَاَكَبَّ عَلَىَّ وَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهٖ بِالْاَمْسِ قَالَ فَكَانَ هٰذَا اَوَّلَ اِسْلَامِ اَبِىْ ذَرٍّ رَحِمَهُ اللّٰهُ.

ترجمہ۔حضرت ابوجمرہ کہتے ہیں کہ ہمیں ابن عباسؓ نے فرمایا کہ تمہیں میں حضرت ابوذرؓ کے اسلام لانے کی خبر نہ سناؤں ہم نے کہا کیوں نہیں۔کہتے ہیں کہ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا کہ میں قبیلہ غفار کا ایک آدمی تھا مجھے یہ خبر پہنچی کہ مکہ میں ایک آدمی کا ظہور ہوا ہے جو اپنے آپ کو نبی کہتا ہے۔تو میں نے اپنے بھائی انیس سے کہا کہ تم اس آدمی کے پاس جا کر بات چیت کرو اور مجھے انکے حالات کی خبر لا کر سناؤ چنانچہ وہ گیا اس کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی پھر وہ واپس آ گیا۔میں نے اس سے پوچھا تیرے پاس کیا خیر خبر ہے۔وہ کہنے لگا اللہ کی قسم! میں نے اس کو ایک ایسا آدمی پایا جو نیکی کا حکم دیتا اور برائی سے روکتا ہے میں نے اس سے کہا کہ تو تسلی بخش خبر نہیں لایا تو میں نے ایک تھیلا اور لاٹھی لی اور مکہ کی طرف چل پڑا اس میں پھرنے لگا آپ کو پہچانتا نہیں تھا اور آپؐ کے متعلق کسی سے پوچھنا پسند نہیں کرتا تھا۔زمزم کا پانی پیتے کئی دن گذر گئے میری رہائش مسجد حرام کے اندر تھی۔اتفاقاً حضرت علیؓ کا میرے پاس سے گذر ہوا فرمانے لگے کہ یہ کوئی مسافر آدمی معلوم ہوتا ہے۔میں نے کہا ہاں! فرمایا میرے ساتھ گھر چلو۔میں ان کے ساتھ چلنے کو چل پڑا۔لیکن نہ وہ مجھ سے کسی چیز کے بارے میں پوچھتے اور نہ ہی میں ان کو کچھ بتلاتا تھا۔جب صبح ہوتی تو سویرے سویرے میں مسجد کی طرف جاتا تا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کسی سے پوچھوں لیکن کوئی مجھے اس بارے میں کچھ بھی نہیں بتاتا تھا۔بالآخر پھر حضرت علیؓ کا میرے پاس سے گذر ہوا تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ کیا اس آدمی کے لئے ابھی تک وقت نہیں آیا کہ وہ اپنی منزل مقصود کو پہچان سکے۔میں نے کہا نہیں فرمایا تو میرے ساتھ چل۔پھر پوچھا تیرا کیا کام ہے۔اور کون سی ضرورت تجھے اس شہر میں لے آئی ہے۔میں نے کہا کہ اگر آپ رازداری سے کام لیں تو میں آپ کو بتاتا ہوں۔حضرت علیؓ نے فرمایا ہاں میں ایسا کروں گا۔تو میں نے ان سے کہا کہ ہمیں خبر پہنچی ہے کہ یہاں پر ایک آدمی کا ظہور ہوا ہے جو اپنے آپ کو نبی کہتا ہے۔میں نے ان سے بات چیت کرنے کے لئے اپنے بھائی کو بھیجا تھا وہ واپس آیا لیکن اس نے مجھے کوئی تسلی بخش بات نہیں بتلائی۔میں خود ان سے ملاقات کرنے کے ارادہ سے آیا ہوں۔تو آپ حضرت علیؓ نے فرمایا تو ٹھیک راستے پر آ گیا ہے۔میں بھی ان سے ملنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔پس میرے ساتھ چلے آؤ۔جس جگہ میں داخل ہو جاؤں تم بھی وہاں داخل ہو جاؤ۔اگر مجھے کسی شخص سے تمہارے بارے میں کوئی خطرہ محسوس ہوا تو میں دیوار کے ساتھ کھڑا ہو جاؤں گا۔یہ دکھانے کے لئے کہ میں اپنا جوتا ٹھیک کر رہا ہوں۔آپ چلے جانا رکنا نہیں چنانچہ حضرت علیؓ چلے تو میں بھی ان کے ساتھ چل پڑا یہاں تک کہ وہ اور ان کے ہمراہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے میں نے عرض کی آپؐ میرے سامنے اسلام پیش کریں۔آپؐ نے اسے میرے سامنے پیش کیا۔تو میں اسی وقت اسی جگہ مسلمان ہو گیا۔آپؐ نے میرے سے فرمایا اے ابوذر! ابھی اپنے اسلام کو ظاہر نہ کرو اپنے شہر واپس چلے جاؤ جب تمہیں یہ خبر پہنچے کہ ہمارا غلبہ ہو گیا ہے تو پھر آ جاؤ۔جس پر میں نے کہا مجھے اس ذوالجلال کی قسم ہے جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے میں تو ان قریش کے درمیان چیخ چیخ کر اس کا اظہار کرونگا چنانچہ مسجد حرام میں آئے جہاں قریش بھی موجود تھے فرمانے لگے اے قریش کی جماعت میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ

کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اسکے رسول ہیں تو وہ کہنے لگے اٹھو اور اس دین سے ہٹ جانے والے صابی کو پکڑو چنانچہ وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور مجھے مارتے مارتے ادھ موا کر دیا۔ حضرت عباسؓ میری مدد کے لئے پہنچے اور میرے اوپر گر پڑے پھر قریش کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ تمہارے لئے خرابی ہو ایک ایسے آدمی کو قتل کرنے لگے ہو جو قبیلہ غفار کا آدمی ہے تمہارا تجارتی راستہ اور گذرگاہ قبیلہ غفار سے ہے پس وہ لوگ میرے سے ہٹ گئے پس دوسری صبح ہوئی تو پھر میں نے اسی طرح اعلان کیا جس طرح کل کیا تھا۔ وہ کہنے لگے اٹھو اور اس صابی کو پکڑو۔ پس انہوں نے میرے ساتھ وہی سلوک کیا جو کل میرے ساتھ کیا تھا۔ پس حضرت عباسؓ میری امداد کو پہنچ گئے اور میرے اوپر آ کر گر پڑے اور ان سے وہی کچھ کہا جو کل گذشتہ انہوں نے کہا تھا پس یہ پہلا اظہار اسلام ابوذرؓ کا تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ **واکرمان اسال عنه** کسی سے سوال اس لئے نہیں کرتے تھے کہ کہیں اس کی وجہ سے انہیں تکلیف نہ پہنچائی جائے۔ دوسرے آپؐ کے مخالف اور موافق کا علم نہ ہونے کی وجہ سے کسی سے سوال نہیں کرتے تھے۔

قمت الی الحائط یہ کارروائی اس لئے تھی تاکہ لوگوں کو علم نہ ہو سکے کہ یہ حضرت علیؓ کے ہمراہی ہیں تاکہ ہمراہی ہونے کی صورت میں ان کو کوئی گزند نہ پہنچے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حافظؒ نے بھی مناقب میں یہی بتلایا ہے کہ سوال اس لئے نہیں کرتے تھے کیونکہ قریش ہر شخص کو تکلیف پہنچاتے تھے۔ جو ان کا قصد کرتا تھا۔ اور اس لئے بھی مارتے تھے کہ کہیں آپؐ کا دین پھیل نہ جائے۔ اس لئے سائل کی رہنمائی نہیں کرتے تھے اور نہ ہی آپؐ کے پاس لوگوں کا اجتماع ہونے دیتے تھے۔ یا دھوکہ دے کر اس کو واپس ہونے پر مجبور کر دیتے تھے۔ مولانا محمد حسن مکیؒ کی تقریر میں ہے **فلما اصبحت** جب رات ان کی حضرت علیؓ کے گھر میں بسر ہوتی تھی تو صبح کو بھی وہاں سے نکلتے تھے۔

اما انا للرجل یعرف الخ اس سے مراد ابوذرؓ ہیں۔ اور یعرف بتاویل مصدر فعل کا فاعل ہے۔ اور للرجل مفعول لہ ہے۔ یعنی ابھی تک اس آدمی کو مطلوب شخص کا گھر معلوم نہیں ہو سکا۔ **قمت الحائط** اور بعض روایات میں ہے کہ میں پیشاب کرنے کے بہانے رک جاؤں گا۔ ممکن ہے دونوں باتیں حضرت علیؓ نے فرمائی ہوں۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ **اسلام ابی ذر** کا قصہ تو اسلام ابی بکرؓ کے بعد آ رہا ہے یہاں مقصود قصہ زمزم ہے کہ حضرت ابوذرؓ کئی روز تک صرف زمزم کے پانی پر اکتفا کرتے رہے۔ حضرت ابوذر جن کا نام جندب ہے یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اسلامی سلام پڑھا۔ اور اسلام میں داخل ہونے والے پانچویں شخص ہیں۔ اور بعثت نبویؐ سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے۔ ان کے بھائی کا نام انیس تھا جو حضرت ابوذرؓ کے ہمراہ مسلمان ہوئے شاعر تھے۔ ان دونوں کی والدہ بھی مسلمان ہو گئی تھی۔

اسلمت مکانی ای فی الحال لیکن یہ معجزات دیکھنے کے بعد ہوا جس پر دیگر روایات دلالت کرتی ہیں۔ **لاصرخن** اگر اشکال ہو کہ انہوں نے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کیوں کی۔ تو کہا جائے گا کہ ان کو قرائن سے معلوم ہو گیا کہ آپ کا یہ حکم ایجاب کے لئے نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپؐ ان کا نعرہ سن کر خاموش ہو گئے۔ **صابی از ناقص وردی یصبو** سے ہو تو اس کے معنی **مال الی الجھل** کے ہیں۔ اور مھموز اللام ہو۔ **صبا یصبأ** تو **خروج من دین الی آخر** کہ ایک دین سے نکل کر دوسرے دین میں داخل ہونا۔ **ضربوا لاموت** یعنی **ضربوہ ضرب الموت**.

بَابُ جَهْلِ الْعَرَبِ

ترجمہ۔ عرب کی جہالت کا بیان

حدیث (۳۲۷۲) حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَان الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ اِذَا سَرَّکَ اَنْ تَعْلَمَ جَهْلَ الْعَرَبِ فَاقْرَأْ مَا فَوْقَ الثَّلٰثِيْنَ وَمِائَةٍ فِیْ سُوْرَةِ الْاَنْعَامِ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ اِلٰی قَوْلِهٖ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا کَانُوْا مُهْتَدِيْنَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا اگر تمہیں عرب کے جہالات معلوم کرنے ہوں تو سورۃ انعام کی ایک سوتیس آیات پڑھو۔ جس کی ابتداء قد خسر الذین قتلوا اولادھم سے ہے۔ اور انتہا قد ضلوا وما کانو مھتدین ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ قتلوا اولادھم لڑکیوں کو فقر کے خوف سے مار ڈالتے تھے یہ ان کی جہالت اور بے وقوفی تھی۔ کیونکہ فقر تو اگر وہ ضرر رساں ہو تو موہوم تھا لیکن قتل تو فوری گناہ تھا وہ بہت بڑا جرم تھا۔ تو بڑی مصیبت کو موہوم ضرر کے خدشے سے مول لینا یہ سفاہت اور بے وقوفی ہے۔ جو عدم علم اور جہالت سے پیدا ہوتی ہے۔ حالانکہ دانشمندی بڑی مصیبت ٹالنے کیلئے چھوٹی کو اختیار کر لینا ہے اھون البالعتین کا اختیار کر لینا دانشمندوں کا مقولہ ہے۔

بَابُ مَنِ انْتَسَبَ اِلٰی اٰبَائِهٖ فِی الْاِسْلَامِ وَالْجَاهِلِيَّةِ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بیان میں جو زمانہ اسلام اور جاہلیت میں اپنے آباؤ اجداد کی طرف منسوب ہو

حدیث (۳۲۷۳) قَالَ ابْنُ عُمَرؓ وَاَبُوْهُرَيْرَةؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ اِنَّ الْکَرِيْمَ ابْنَ الْکَرِيْمِ ابْنِ الْکَرِيْمِ يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ ابْنِ اِسْحٰقَ ابْنِ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللّٰهِ وَقَالَ الْبَرَآءُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا ابْنُ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ وابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ شریف بیٹا شریف کا پوتا شریف کا اور پڑپوتا شریف کا۔ یوسفؑ بیٹا یعقوبؑ کا جو اسحٰقؑ کے بیٹے تھے جو ابراہیم خلیل اللہ کے بیٹے تھے۔ یہ تو اسلامی نسب ہے اور حضرت براءؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ یہ جاہلیت کا نسب ہے۔

حدیث (۳۲۷۴) حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَکَ الْاَقْرَبِيْنَ جَعَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَادِیْ يَا بَنِیْ فِهْرٍ يَا بَنِیْ عَدِیٍّ لِبُطُوْنِ قُرَيْشٍ وَقَالَ لَنَا قَبِيْصَةُ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَکَ الْاَقْرَبِيْنَ جَعَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْهُمْ قَبَائِلَ قَبَائِلَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی ترجمہ۔ کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو اللہ کے عذاب سے ڈراؤ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارنا شروع کر دیا او بنو فھر اور او بنو عدی قریش کے چند قبائل میں سے ہیں اور دوسری سند سے ابن عباسؓ فرماتے ہیں

کہ جب یہ آیت انذر عشیرتک الخ نازل ہوئی تو آپ نے ایک ایک قبیلہ کو پکار پکار کر دعوت دینی شروع کردی گویا کہ اس سے یا بنی فہر وغیرہ کی تفسیر کردی کہ یہ قبائل تھے۔

حدیث (۳۲۷۵) حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا بَنِیْ عَبْدِ مَنَافٍ اِشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ اللّٰهِ يَا بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ اللّٰهِ يَا اُمَّ الزُّبَيْرِ ابْنِ الْعَوَّامِ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ يَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ اِشْتَرِيَا اَنْفُسَكُمَا مِنَ اللّٰهِ لَا اَمْلِکُ لَكُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا سَلَانِیْ مِنْ مَالِیْ مَا شِئْتُمَا.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنو عبد مناف اللہ کے عذاب سے اپنے آپ کو چھڑا لو۔ اے بنو عبد المطلب! تم بھی اپنے آپ کو اللہ کے عذاب سے بچالو۔ اے زبیر بن عوام کی اماں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی بھی ہے۔ اور اے فاطمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی! تم دونوں بھی اپنے آپ کو اللہ کی پکڑ سے بچالو میں تمہارے کچھ کام نہیں آسکوں گا۔ تو میرے مال میں سے جو کچھ چاہو مانگ لو۔

تشریح از شیخ گنگوہی ؒ ۔ وانذر عشیرتک الاقربین یہ محل ترجمہ ہے کہ عشیرہ کی نسبت آپ کی طرف کی گئی ہے حالانکہ وہ قبائل کافر تھے۔ اور پھر ان کو پکار کر آپ کا دعوت دینا آپ کی طرف سے تسلیم کر لینا ہے کہ یہ قبائل آپ کے قریبی رشتہ دار تھے۔

تشریح از شیخ زکریا ؒ ۔ حافظ فرماتے ہیں کہ ان قبائل سے آپ کی قریبی رشتہ داری صرف تعاون اور مناظرہ میں تھی میراث کے بارے میں اختلاف ہے۔ جیسا کہ کتاب الفرائض میں آئے گا۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ یہیں تمام امور میں قرابت ثابت ہے اس میں تخصیص پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ نیز اسی سے احنافؒ نے استدلال کیا ہے کہ جب کوئی عصبۃ والانہ ہو تو خالہ اور دیگر ذوی الارحام وارث ہوں گے۔ دوسری احادیث بھی احناف کا مستدل ہیں۔ جن کو علامہ عینیؒ نے ذکر فرمایا ہے۔ جو امام مالکؒ اور امام شافعیؒ پر حجت ہیں جو خالہ اور ذی الارحام کو محروم الارث قرار دیتے ہیں۔ امام احمدؒ اس مسئلہ میں احناف کے ساتھ ہیں۔ امام بخاریؒ نے کتاب الفرائض میں ترجمہ قائم کیا ہے۔

مولی القوم منہم انفسہم قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ فی النسبۃ الیہم والمیراث الخ۔

تشریح از قاسمی ؒ ۔ عمۃ رسول اللہ وہ صفیہ بنت عبد المطلب ہیں۔ یہ واقعہ ابتداء اسلام میں مکہ میں پیش آیا۔ جب کہ ابن عباسؓ ہجرت سے صرف تین سال پہلے پیدا ہوئے۔ اور ابو ہریرہؓ مدینہ میں مسلمان ہوئے اور حضرت فاطمہؓ ان دونوں چھوٹی بچی یا مراہقہ ہوں گی۔ تو اس واقعہ کو دو مرتبہ پر محمول کیا جائے یا اسے مراسیل صحابہ میں سے شمار کیا جائے۔ ورنہ اس وقت ابولہب بھی موجود تھا جو بدر میں مارا گیا۔ یا دوسری مرتبہ فاطمۃ الزہراء کو ندا ہو۔ اور ابن عباسؓ اور ابو ہریرہؓ اس وقت موجود ہوں۔

بَابُ اِبْنُ اُخْتِ الْقَوْمِ وَمَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ.

ترجمہ۔ قوم کا بھانجا اور آزاد کردہ غلام اسی قوم سے شمار ہوگا۔

حدیث (۳۲۷۶) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الخ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ دَعَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَنْصَارَ فَقَالَ هَلْ فِيْكُمْ اَحَدٌ مِنْ غَيْرِكُمْ قَالُوْا لَا اِلَّا ابْنُ اُخْتٍ لَنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ اِبْنُ اُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص کر انصار کو بلایا۔ جب وہ آئے تو ان سے پوچھا کہ کیا تمہارے اندر کوئی غیر تو نہیں ہے۔ انہوں نے کہا اور تو کوئی نہیں سوائے ہمارے بھانجے کے۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بھانجا بھی اسی قوم میں سے ہوتا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اس حدیث باب سے ترجمہ کا جزء اوّل تو ثابت ہو گیا۔ جزء ثانی کو اس پر قیاس کیا جائے گا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ مصنفؒ نے مولی القوم منهم کی روایت کو ذکر نہیں فرمایا۔ یا تو وہ روایت ان کی شرائط کے مطابق نہیں۔ لیکن یہ جواب اس لئے نہیں کہ خود امام بخاریؒ نے کتاب الفرائض میں حضرت انسؓ کی روایت لائے ہیں جس میں ہے مولی القوم منهم من انفسهم اور ابوہریرہؓ سے بھی مضمون ترجمہ ثابت ہے تو علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس جگہ ذکر کرنے پر اکتفا کرتے ہوئے اس جگہ ذکر نہیں کیا۔

بَابُ قِصَّةِ الْحَبْشِ وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَنِيْ اَرْفِدَةَ

ترجمہ۔ حبش کا قصہ اور آپؐ کا بنی ارفدہ فرمانا۔

حدیث (۳۲۷۷) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ الخ عَنْ عَائِشَةَؓ اَنَّ اَبَا بَكْرٍؓ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ فِيْ اَيَّامِ مِنًى تُدَفِّفَانِ وَتَضْرِبَانِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَغَشٍّ بِثَوْبِهٖ فَانْتَهَرَهُمَا اَبُوْبَكْرٍؓ فَكَشَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَجْهِهٖ فَقَالَ دَعْهُمَا يَا اَبَا بَكْرٍؓ فَاِنَّهَا اَيَّامُ عِيْدٍ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ اَيَّامُ مِنًى وَقَالَتْ عَائِشَةُؓ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِيْ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَى الْحَبَشَةِ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ فَزَجَرَهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُمْ اَمْنًا بَنِيْ اَرْفِدَةَ يَعْنِيْ مِنَ الْاَمْنِ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ان کے پاس اس وقت تشریف لائے جب کہ ان کے پاس دو چھوٹی لڑکیاں منیٰ کے دنوں میں گا رہی تھیں۔ اور دف بجاتی تھیں اور اس کو خوب پیٹتی تھیں۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کپڑے سے منہ چھپائے ہوئے لیٹے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان بچیوں کو ڈانٹا تو آنحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرہ انور سے کپڑا اٹھاتے ہوئے فرمایا اے ابوبکر! ان کو چھوڑ دو یہ تو خوشی کے دن ہیں۔ وہ دن منیٰ کے دن تھے۔ جن میں لوگ فارغ ہوتے ہیں۔ کوئی نہ کوئی شغل اختیار کرتے ہیں کنکریاں تو بعد از ظہر پھینکنی پڑتی ہیں۔ نیز! حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ نے مجھے چھپا رکھا تھا اور میں حبشی جوانوں کی طرف دیکھ رہی تھی جو مسجد نبوی میں گدکا کھیل رہے تھے تو حضرت عمرؓ نے انہیں ڈانٹا تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو چھوڑ دو۔ اے بنی ارفدہ تم امن سے رہو تمہیں کوئی نہیں روک سکتا۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ امنا امن سے مشتق ہے جو حال واقع ہو رہا ہے۔ یا مفعول مطلق ای ایمنوا امنا لیس لا حد ان یمنعکم کہ تم امن سے کھیلتے رہو کوئی منع نہیں کر سکتا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ بنی ارفد کہتے ہیں کہ حبشہ لقب ہے یا ان کے جدا کبر کا نام تھا۔ صوفیہ نے حدیث باب سے رقص اور سماع کے جواز پر استدلال کیا ہے۔ لیکن جمہور علماء اس کی مخالفت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ حبشی لوگ تو جنگی تربیت حاصل کرنے کیلئے چھوٹے نیزوں سے مشق کر رہے تھے۔ کہاں جنگی مشق اور کہاں یہ رقص اور کہاں یہ سرود کے ساتھ گانا بجانا رقص لہو ہے اور مشق مطلوب ہے۔ دونوں مقصدوں میں فرق واضح ہے۔

بَابُ مَنْ اَحَبَّ اَنْ لَّا يُسَبَّ نَسَبُهٗ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو اپنے نسب کو گالی دلانا پسند نہیں کرتا۔

حدیث(۳۲۷۸)حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ الخ عَنْ عَآئِشَةَؓ قَالَتْ اِسْتَاْذَنَ حَسَّانُ النَّبِیَّ فِیْ هِجَآءِ الْمُشْرِكِيْنَ قَالَ كَيْفَ بِنَسَبِیْ فَقَالَ حَسَّانُ لَاَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِيْنِ وَعَنْ اَبِيْهِ قَالَ ذَهَبْتُ اَسُبُّ حَسَّانَ عِنْدَ عَآئِشَةَؓ فَقَالَتْ لَا تَسُبَّهٗ فَاِنَّهٗ كَانَ يُنَافِحُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُو الْهَيْثَمِ نَفَحَتِ الدَّابَّةُ اِذَا رَمَتْ بِحَوَافِرِهَا وَنَفَحَهٗ بِالسَّيْفِ اِذَا تَنَاوَلَهٗ مِنْ بَعِيْدٍ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت حسانؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین مکہ کی ہجو کرنے کے بارے میں اجازت طلب کی جس پر آپؐ نے فرمایا ان کے ساتھ میرے نسب کو کیسے بچاؤ گے۔ کیونکہ میری تو ان سے رشتہ داری ہے تو حضرت حسانؓ نے فرمایا میں آپؐ کو ان میں سے ایسے نکال لوں گا جیسے بال گوندھے ہوئے آٹے سے نکالا جاتا ہے۔ عن ابیہ اور حضرت عروہؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہؓ کے پاس حضرت حسان کو گالی دینے لگا کہ انہوں نے معاملہ افک میں حصہ لیا تھا۔ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا ان کو گالی نہ دو۔ کیونکہ مجھے اپنی عزت کا خیال نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا لحاظ ہے اور یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدافعت کرتے تھے۔ کہ مشرکین کی ہجو کا جواب اشعار میں دیتے تھے۔ امام بخاریؒ لغوی تحقیق فرماتے ہیں کہ ابو الھیثم فرماتے ہیں کہ نفحت الدابۃ اس وقت بولتے ہیں جب جانور اپنے کھروں کو پھینکے اور نفحہ بالسیف جب دور سے کسی پر تلوار کا وار کرے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ یعنی جیسے بال پر آٹے کو کوئی اثر نہیں ہوتا ایسے آپؐ کے نسب پر بھی کوئی آنچ نہیں آنے دوں گا۔ کہ میں ان کی ہجو ان کے افعال اور عادات پر کروں گا۔ نسب کو نہیں چھیڑوں گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ اَسْمَآءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں کے بارے میں۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ وَقَوْلِهٖ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ.

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ترجمہ۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور جو لوگ آپؐ کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت گیر ہیں۔ اور میرے بعد ایک رسول آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔ تو ان آیات سے دو نام محمد اور احمد معلوم ہوئے۔

حدیث (۳۲۷۹) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الخ عَنْ اَبِيْهِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسَةُ اَسْمَآءٍ اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِیْ الَّذِیْ يَمْحُوا اللّٰهُ بِیَ الْكُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمِیْ وَاَنَا الْعَاقِبُ.

ترجمہ۔ حضرت جبیر بن مطعمؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پانچ نام ہیں۔ احمد ہوں اور ماحی ہوں۔ میرے ذریعہ

سے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹادے گا۔ میں حاشر ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر جمع کئے جائیں گے۔ اور میں آخری نبی ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

حدیث(۳۲۸۰) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ الخ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا تَعْجَبُوْنَ کَیْفَ یَصْرِفُ اللّٰہُ عَنِّیْ شَتْمَ قُرَیْشٍ وَلَعْنَھُمْ یَشْتِمُوْنَ مُذَمَّمًا وَیَلْعَنُوْنَ مُذَمَّمًا وَاَنَا مُحَمَّدٌ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم اس بات پر تعجب نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے قریش کو گالی اور ان کی لعنت کو میرے سے کیسے پھیر دیا۔ وہ مذمم کو گالی دیتے ہیں اور مذمم پر لعنت کرتے ہیں حالانکہ میں تو محمد ہوں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صریح لفظ کے مقابلہ میں استعارہ کنایہ کا کوئی اعتبار نہیں اور اسی ضابطہ پر بہت سے مسائل ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ کفار قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت نفرت کی وجہ سے آپ کا کوئی ایسا نام نہیں لیتے تھے جو آپ کی مدح پر دلالت کرے۔ اس لئے محمد کی بجائے مذمم کہتے تھے کیونکہ محمد کا معنی ہے کثیر الخصال الحمید بہت اچھی خصلتوں والا تو کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ مذمم کے ساتھ ایسا کرے۔ حالانکہ آپ کا نام تو مذمم نہیں تھا۔ اور نہ ہی لوگ اس کو پہچانتے تھے تو جو کچھ وہ آپ کے بارے میں کہتے تھے اللہ تعالیٰ اس کو آپ سے پھیر دیتا۔ اور مثل مشہور ہے کہ القاب آسمان سے اترتے ہیں۔ ابولہب کی بیوی عوراء کہتی تھی۔ مذمم قلینا ودینه ابینا وامره عصینا ترجمہ کہ ہم مذمم سے بغض رکھتے ہیں۔ اس کے دین سے انکار کرتے ہیں اور اس کے حکم کی نافرمانی کرتے ہیں۔

لا عبرۃ للعیر حافظؒ فرماتے ہیں کہ امام نسائیؒ نے اس حدیث سے استنباط کیا ہے کہ جو شخص ایسا کلام کرے جو طلاق یا فرقت کے معنی کے منافی ہو اور اس سے طلاق کا ارادہ کرے تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔ جیسے کسی نے بیوی سے کہا تو کھا پھر کہتا ہے میری مراد اس سے طلاق تھی۔ تو عورت مطلقہ نہیں ہوگی کہ کھانے کی کبھی بھی طلاق سے تفسیر نہیں کی گئی۔ اسی طرح مذمم کی تفسیر کبھی محمد سے نہیں کی گئی۔

بَابُ خَاتِمُ النَّبِیِّیْنَ

ترجمہ۔ باب آخری نبی کے بارے میں

حدیث(۳۲۸۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَنَانٍ الخ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْاَنْبِیَآءِ کَرَجُلٍ بَنٰی دَارًا فَاَکْمَلَھَا وَاَحْسَنَھَا اِلَّا مَوْضَعَ لَبِنَۃٍ فَجَعَلَ النَّاسُ یَدْخُلُوْنَ بِھَا وَیَتَعَجَّبُوْنَ وَیَقُوْلُوْنَ لَوْلَا مَوْضَعُ اللَّبِنَۃِ۔

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا اور پہلے انبیاء کا حال اس شخص کے حال کی طرح ہے۔ جس نے ایک مکان بنایا اسے پورا کیا اور خوب صورت بنایا۔ لیکن ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی تو لوگ اس مکان میں داخل ہو کر اس کی عمدگی پر تعجب کرتے ہیں۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ کاش ایک اینٹ کی جگہ پر ہو جاتی۔

حدیث(۳۲۸۲) حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ الخ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مَثَلِیْ وَمَثَلَ الْاَنْبِیَآءِ مِنْ قَبْلِیْ کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی بَیْتًا فَاَحْسَنَہٗ وَاَجْمَلَہٗ اِلَّا مَوْضَعَ لَبِنَۃٍ مِنْ زَاوِیَۃٍ فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوْفُوْنَ بِہٖ وَیَعْجَبُوْنَ وَیَقُوْلُوْنَ ھَلَّا وُضِعَتْ ھٰذِہِ اللَّبِنَۃُ قَالَ فَاَنَا اللَّبِنَۃُ وَاَنَا خَاتِمُ النَّبِیِّیْنَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اور میرے سے پہلے انبیاء علیہم السلام کا حال اس

شخص کے حال کی طرح ہے جس نے ایک گھر بنایا اسے اچھا بنایا اور خوب صورت کیا۔ مگر ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی اب لوگ آ کر اس کے اردگرد گھومتے ہیں اور اسے پسند کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی۔ آپ فرماتے ہیں میں وہی اینٹ ہوں اور میں تمام نبیوں کا ختم کرنے والا آخری نبی ہوں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حضورؐ کے پانچ نام یا تو امم سابقہ میں مشہور تھے یا کتب سابقہ میں تھے۔ یا راوی کے نزدیک پانچ ہیں۔ ورنہ آپؐ کے اسماء گرامی تو بہت ہیں یا یہ کہ یہ نام پہلے نہیں رکھے گئے۔ لبنہ جب تک اینٹ آگ میں نہ پکے اسے لبنہ کہتے ہیں۔ جب پک جائے تو وہ آجر کہلاتی ہے۔ اور حدیث یہ ضرب المثل سمجھانے اور تقرب الی الفهم کے لئے بیان کی گئی ہے۔ مسئلہ ختم نبوت پر اکابر کے رسائل کثیرہ طبع ہو چکے ہیں۔ یہ احادیث بھی ان میں موجود

بَابُ وَفَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بارے میں

حدیث (۳۲۸۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ الخ عَنْ عَآئِشَةَؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّيْنَ وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَاَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ مِثْلَهٗ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات جب ہوئی تو آپؐ تریسٹھ سال کی عمر کے تھے سعید بن مسیب نے بھی ابن شہاب کو اسی طرح خبر دی ہے۔

بَابُ كُنْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ باب جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت کے بارے میں

حدیث (۳۲۸۴) حَدَّثَنَا حَفْصٌ الخ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السُّوْقِ فَقَالَ رَجُلٌ يَّا اَبَا الْقَاسِمِ فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَمُّوْا بِاِسْمِيْ وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِيْ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں تھے کسی آدمی نے پکارا اے ابوالقاسم! آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپؐ اس کی مراد نہیں تھے جس پر آپؐ نے فرمایا میرے نام کے ساتھ نام رکھو۔ لیکن میری کنیت نہ رکھو۔ لیکن یہ زمانہ نبوت کے ساتھ خاص تھا۔ اب اسم اور کنیت دونوں کا اختیار ہے۔ بحث گذر چکی ہے۔

حدیث (۳۲۸۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ الخ عَنْ جَابِرٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَسَمَّوْا بِاِسْمِيْ وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِيْ.

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ میرے نام جیسا اپنا نام رکھو میری کنیت جیسی کنیت نہ رکھو۔

حدیث (۲۳۸۶) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الخ قَالَ رَاَيْتُ السَّآئِبَ بْنَ يَزِيْدَ ابْنَ اَرْبَعٍ وَّتِسْعِيْنَ جَلْدًا مُّعْتَدِلًا فَقَالَ لَقَدْ عَلِمْتُ مَا مُتِّعْتُ بِهٖ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ اِلَّا بِدُعَآءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ خَالَتِيْ ذَهَبَتْ بِيْ اِلَيْهِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنَ اُخْتِيْ شَاكٍ فَادْعُ اللّٰهَ قَالَ فَدَعَالِيْ.

ترجمہ۔ جعید بن عبدالرحمنؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سائب بن یزیدؓ کو دیکھا کہ وہ چرانوے ۹۴ سال کے ہیں خوب طاقت ور اور صحیح سالم۔ فرمانے لگے تم جانتے ہو کہ یہ کان اور آنکھ جس سے مجھے فائدہ پہنچایا گیا ہے یہ محض جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت و دعا کا نتیجہ ہے مجھے میری خالہ آپ کی طرف لے گئیں کہنے لگیں یارسول اللہ! یہ میرا بھانجا بیمار ہے اس کیلئے دعا فرمایئے۔ فرماتے ہیں پس آپؐ نے میرے لئے دعا فرمائی یہ باب بغیر ترجمہ کے ہے جو فصل کا کام دیتا ہے اور من وجہ باب سابق سے مناسبت بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جن الفاظ سے خطاب کیا جاتا تھا وہ یا محمد یا ابا القاسم یارسول اللہ ہیں۔ ادب بلکہ اچھا یہ ہے کہ آپ کو یارسول اللہ سے خطاب کیا جائے۔

بَابُ خَاتَمِ النُّبُوَّةِ

ترجمہ۔ باب مہر نبوت کے بیان میں

حدیث(۳۱۸۷)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ الخ عَنِ الْجُعَيْدِ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ قَالَ ذَهَبَتْ بِيْ خَالَتِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنَ اُخْتِيْ وَقِعٌ فَمَسَحَ رَأْسِيْ وَدَعَالِيْ بِالْبَرَكَةِ وَتَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوْئِهٖ ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَنَظَرْتُ اِلٰى خَاتَمٍ بَيْنَ كَتِفَيْهِ قَالَ ابْنُ عُبَيْدِ اللهِ اَلْحَجْلَةُ مِنْ حُجَلِ الْفَرَسِ الَّذِيْ بَيْنَ عَيْنَيْهِ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ الصَّحِيْحُ الرَّاءُ قَبْلَ الزَّايِ.

ترجمہ۔ حضرت سائب بن یزیدؓ فرماتے ہیں کہ میری خالہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر گئیں کہنے لگیں یارسول اللہ میرا بھانجا بیماری میں پڑ گیا ہے یا بیمار ہے تو آپؐ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعا کی۔ آپؐ نے وضو بنائی تو میں نے آپؐ کے بچے ہوئے وضو کے پانی کو پیا۔ پھر آپ کی پیٹھ کے پیچھے جا کر کھڑا ہوا تو میں نے آپؐ کے دو کندھوں کے درمیان مہر نبوت کو دیکھا جو دلہن کی سیج کی گھنڈی کی طرح تھی ابن عبید اللہ فرماتے ہیں حجلہ گھوڑے کی وہ سفیدی جو اسکی دونوں آنکھوں کے درمیان ہوتی ہے اور ابراہیم بن حمزہ نے رزالحجلہ کبوتری کے انڈے کی طرح۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ زا سے پہلے را ہے۔ یعنی رز بمعنی گھنڈی کے ہے۔

بَابُ صِفَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ باب جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کے بارے میں

حدیث(۳۲۸۸)حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ الخ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِؓ قَالَ صَلَّى اَبُوْ بَكْرٍؓ اَلْعَصْرَ ثُمَّ خَرَجَ يَمْشِيْ فَرَاَى الْحَسَنَ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَحَمَلَهٗ عَلٰى عَاتِقِهٖ وَقَالَ بِاَبِيْ شَبِيْهٌ بِالنَّبِيِّ لَاشَبِيْهٌ بِعَلِيٍّ وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ.

ترجمہ۔ حضرت عقبہ بن الحارثؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے عصر کی نماز پڑھی۔ پھر باہر نکل کر چل پڑے پس آپ نے حضرت حسنؓ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا تو انہیں اپنے کندھے پر اٹھا لیا فرمانے لگے میرے باپ کی قسم! یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل ہیں۔ حضرت علیؓ کے مشابہ نہیں اور حضرت علی ہنس رہے تھے۔

حدیث(۳۲۸۹)حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ الخ عَنْ اَبِیْ جُحَيْفَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الْحَسَنُ يُشْبِهُهٗ.

ترجمہ۔ حضرت ابوجحیفہؓ فرماتے ہیں میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب کہ حضرت حسنؓ ان کے ہم شکل نظر آتے تھے

حدیث (۳۲۹۰) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ الخ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا جُحَيْفَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّؓ يُشْبِهُهٗ قُلْتُ لِاَبِیْ جُحَيْفَةَ صِفْهُ لِیْ قَالَ كَانَ اَبْيَضَ قَدْ شَمِطَ وَاَمَرَلَنَا النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلٰثَ عَشْرَةَ قُلُوْصًا قَالَ فَقُبِضَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ نَّقْبِضَهَا.

ترجمہ۔ حضرت اسمٰعیل بن ابی خالدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو جحیفہؓ سے سنا فرماتے تھے کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا کہ حضرت حسنؓ بن علیؓ ان کے ہم شکل تھے۔ تو میں نے حضرت ابو جحیفہؓ سے کہا کہ مجھے کچھ آپ کا حال بیان کریں۔ فرمایا وہ سفید رنگ کے تھے۔ جب کہ سر کے بال رلے ملے کچھ سفید اور کچھ سیاہ تھے آپؐ نے ہمارے لئے تیرہ نو جوان اونٹنیوں کے عطیہ کا حکم دیا۔ فرماتے ہیں کہ ہمارے ان پر قبضہ کرنے سے پہلے پہل جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔

حدیث(۳۲۹۱)حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَآءٍ الخ عَنْ وَهْبٍ اَبِیْ جُحَيْفَةَ السُّوَائِیِّ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَيْتُ بَيَاضًا مِنْ تَحْتِ شَفَتِهِ السُّفْلٰى الْعَنْفَقَةَ.

ترجمہ۔ حضرت وھب ابی جحیفہؓ سوائی فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا اور میں نے آپؐ کے نچلے ہونٹ کے نیچے ٹھوڑی پر کچھ سفید بال بھی دیکھے تھے۔

حدیث(۳۲۹۲)حَدَّثَنَا عِصَامُ بْنُ خَالِدٍ الخ اَنَّهٗ سَاَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بُسْرٍ صَاحِبَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرَاَيْتَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ شَيْخًا قَالَ كَانَ فِیْ عَنْفَقَتِهٖ شَعَرَاتٌ بِيْضٌ.

ترجمہ۔ حضرت حریز بن عثمانؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن بسر صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بوڑھے تھے۔ فرمایا کہ آپ کی ٹھوڑی پر کچھ تھوڑے سے سفید بال تھے۔

حدیث(۳۲۹۳)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ الخ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍؓ يَصِفُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَبْعَةً مِنَ الْقَوْمِ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ اَزْهَرَ اللَّوْنِ لَيْسَ بِاَبْيَضَ اَمْهَقَ وَلَا اٰدَمَ لَيْسَ بِجَعْدٍ قَطَطٍ وَلَا سَبِطٍ رَجِلٍ اُنْزِلَ عَلَيْهِ وَهُوَ ابْنُ اَرْبَعِيْنَ فَلَبِثَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ وَلَيْسَ فِیْ رَأْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَيْضَآءَ قَالَ رَبِيْعَةُ فَرَاَيْتُ شَعْرًا مِنْ شَعْرِهٖ فَاِذَا هُوَ اَحْمَرُ فَسَاَلْتُ فَقِيْلَ اِحْمَرَّ مِنَ الطِّيْبِ.

ترجمہ۔ ربیعہؒ فرماتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے سنا کہ وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات بیان کرتے تھے۔ فرمایا کہ آپ قوم میں سے درمیانے قد کے آدمی تھے یعنی نہ بالکل لمبے تڑنگے اور نہ چھوٹے قد کے۔ گلابی رنگ تھا یعنی نہ تو بالکل سفید براق تھے اور نہ ہی گندم گونی۔ آپؐ کے بال نہ تو بالکل سخت گھونگھرالے تھے۔ اور نہ ہی بالکل کھلے ہوئے۔ بلکہ آپؐ مڑے ہوئے بالوں والے تھے۔ آپؐ چالیس سال کی عمر

کے تھے تو آپؐ پر وحی نازل ہوئی۔ مکہ میں دس سال تک ٹھہرے رہے کہ آپؐ پر برابر وحی آتی رہی۔ البتہ تین سال درمیان میں وحی منقطع ہوگئی۔ اور مدینہ میں دس سال رہے۔ اور جب آپ کی وفات ہوئی تو آپؐ کے سر اور داڑھی مبارک میں بیس بال بھی سفید نہیں تھے۔ ربیعہ فرماتے ہیں کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں سے ایک بال میں نے بھی دیکھا تھا جو سرخ تھا میں نے پوچھا سرخ کیوں کہا گیا۔ کہ خوشبو کی وجہ سے سرخ ہوگیا تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ الحجلہ من حجل الفرس اس تفسیر سے حجلہ کا مادہ اشتقاق بتلانا ہے۔ نہ کہ روایت کے اندر یہ معنی مراد ہیں۔ بنابریں اس تفسیر کو غلط قرار دینے کی کوئی ضرورت نہ رہی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ چنانچہ حافظؒ فرماتے ہیں کہ تحجیل تو پاؤں میں ہوا کرتی ہے آنکھوں کے درمیان جو سفیدی ہوتی ہے اسے غرہ کہتے ہیں۔ اس طرح علامہ عینیؒ نے اعتراض وارد کیا ہے حجل الفرس سے تفسیر کرنا صحیح نہیں۔ اس لئے کہ گھوڑے کی دو آنکھوں کے درمیان جو سفیدی ہوتی ہے اسے بھی غرہ کہتے ہیں۔ اور تحجیل پاؤں میں ہوتی ہے۔ اگر بالفرض ہم اس تفسیر کو صحیح بھی مان لیں کہ اس سے سفیدی مراد ہے تو پھر زر کے ذکر کرنے کا کوئی فائدہ معلوم نہیں ہوتا۔ البتہ مولانا محمد حسن مکیؒ کی تقریر میں ہے کہ حجلہ پاؤں میں ہوتا ہے۔ اور جو سفیدی پیشانی میں ہو اسے غرہ کہتے ہیں۔ لہذا یہ تفسیر صحیح نہ ہوئی۔ نیز! اس جگہ تشبیہ شکل اور گولائی میں بیان کرنا ہے۔ یہ بات پیشانی کی سفیدی میں نہیں پائی جاتی۔

رز الحجلہ کبوتر کا انڈا۔ صحیح یہ ہے کہ مصنفؒ کی غرض یہ ہے کہ رز الحجلہ کہنا غلط ہے لیکن اس تغلیط سے فی نفسہ غلط ہونا لازم نہیں آتا بلکہ دونوں تفسیر صحیح ہیں۔ سروح کے اندر اس جگہ ایک اور اعتراض بھی وارد ہے کہ متن حدیث کے اندر رز الحجلہ نہیں ہے بلکہ متن حدیث صرف نظرت الی خاتم بین کتفیہ تو ابن عبید اللہ سے جب اس کی کیفیت پوچھی گئی تو انہوں نے رز الحجلہ سے تفسیر کردی۔ پھر ان سے حجلہ کے معنی پوچھے گئے تو انہوں نے حجل الفرس سے اس کی تشریح کی۔ اصلی وجہ یہی ہے باقی رز اور زر میں بھی کافی اختلاف ہے جو شائل میں دیکھی جاسکتی ہے۔

احمر من الطیب مولانا محمد حسن مکیؒ نے اپنی تقریر میں بیان کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں حمرت آپؐ کے زمانہ حیات میں نہیں تھی کہ وہ ہمارے زمانہ تک باقی رہ گئی ہو۔ بلکہ آپ کی وفات کے بعد جو لوگ خوشبو لگاتے رہے۔ اس سے وہ بال سرخ ہوگئے اور حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے بھی تائید ہوتی ہے کہ آپ کی وفات کے بعد جن لوگوں کے پاس کچھ بال تھے انہوں نے ان کو رنگ لیا تا کہ وہ باقی رہ جائیں۔ رواہ دارقطنی۔

حدیث (۳۲۹۴) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّہٗ سَمِعَہٗ یَقُوْلُ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ بِالطَّوِیْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِیْرِ وَلَا بِالْاَبْیَضِ الْاَمْھَقِ وَلَیْسَ بِالْاٰدَمِ وَلَیْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطِطِ وَلَا بِالسَّبْطِ بَعَثَہُ اللّٰہُ عَلٰی رَاْسِ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً فَاَقَامَ بِمَکَّۃَ عَشْرَ سِنِیْنَ وَبِالْمَدِیْنَۃِ عَشْرَ سِنِیْنَ فَتَوَفَّاہُ اللّٰہُ وَلَیْسَ فِیْ رَاْسِہٖ وَلِحْیَتِہٖ عِشْرُوْنَ شَعْرَۃً بَیْضَآءَ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو لمبے تڑنگے تھے اور نہ ہی چھوٹے قد کے تھے۔ نہ بالکل سفید براق رنگ کے تھے۔ اور نہ ہی گندم گونی تھے اور نہ ہی سخت گھونگھرالے بالوں والے تھے۔ اور نہ بالکل کھلے بال تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے چالیس سال کے خاتمہ پر نبوت سے نوازا۔ مکہ میں دس سال رہے (کسر کو چھوڑ دیا گیا ہے) اور مدینہ میں بھی دس سال رہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلا لیا تو آپؐ کے سر اور داڑھی مبارک میں بیس بال بھی سفید نہیں تھے۔

حدیث (۳۲۹۵) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِیْدٍ الخ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ یَقُوْلُ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَجْھًا وَاَحْسَنَھُمْ خَلْقًا لَیْسَ بِالطَّوِیْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِیْرِ.

ترجمہ۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھا۔ اور آپؐ کے اخلاق بھی سب لوگوں سے اچھے تھے۔ قد بالکل لمبا تڑنگا بھی نہیں تھا۔ اور نہ بالکل چھوٹا ٹھنگا۔

حدیث (۳۲۹۶) حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ الخ سَاَلْتُ اَنَسًا هَلْ خَضَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا اِنَّمَا کَانَ شَیْءٌ فِیْ صُدْغَیْهِ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے پوچھا گیا کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بالوں کو رنگتے تھے۔ فرمایا نہیں البتہ آپ کی کن پٹیوں کے پاس کچھ رنگین بال تھے۔ مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سفید بال تھوڑی۔ کن پٹی۔ اور کچھ سر کے حصہ میں تھے۔ اور زرد رنگ بعض اوقات میں ثابت ہے ورنہ اکثر اوقات نہیں رنگتے تھے۔

حدیث (۳۲۹۷) حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الخ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍؓ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَرْبُوْعًا بَعِیْدَ مَابَیْنَ الْمَنْکِبَیْنِ لَهٗ شَعْرٌ یَبْلُغُ شَحْمَةَ اُذُنَیْهِ رَاَیْتُهٗ فِیْ حُلَّةٍ حَمْرَآءَ لَمْ اَرَشَیْئًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ قَالَ یُوْسُفُ بْنُ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِیْهِ مَنْکِبَیْهِ.

ترجمہ۔ حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم درمیانے قد کے آدمی تھے آپؐ کے دونوں کندھوں کے درمیان تھوڑی سی دوری تھی آپؐ کے بال دونوں کانوں کے نرم حصہ تک پہنچتے تھے میں نے آپ کو سرخ دھاری دار پوشاک میں دیکھا۔ آپؐ سے زیادہ خوب صورت میں نے کسی چیز کو نہیں دیکھا اور یوسف نے الی منکبیہ نقل کیا ہے۔

رُخِ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ نہ ہماری چشم خیال میں اور نہ دکان آئینہ ساز میں (ازمرتب)

حدیث (۳۲۹۸) حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ الخ قَالَ سُئِلَ الْبَرَآءُ اَکَانَ وَجْهُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ السَّیْفِ قَالَ لَا بَلْ مِثْلَ الْقَمَرِ.

ترجمہ۔ حضرت براء بن عازبؓ سے پوچھا گیا کہ کیا جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور تلوار کی طرح تھا۔ فرمایا نہیں بلکہ چاند کی طرح تھا۔ یعنی صرف چمک میں تلوار کی طرح نہیں بلکہ چمک اور گولائی میں چاند کی طرح تھے اور حقیقت تو یہ ہے کہ

چاند سے تشبیہ دینا یہ کہاں انصاف ہے اس کے منہ پہ چھائیاں حضرت کا چہرہ صاف ہے

حدیث (۳۲۹۹) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مَنْصُوْرٍ الخ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا جُحَیْفَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْهَاجِرَةِ اِلَی الْبَطْحَآءِ فَتَوَضَّاَ ثُمَّ صَلَّی الظُّهْرَ رَکْعَتَیْنِ وَالْعَصْرَ رَکْعَتَیْنِ وَبَیْنَ یَدَیْهِ عَنَزَةٌ وَزَادَ فِیْهِ عَوْنٌ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَةَ قَالَ کَانَ تَمُرُّ مِنْ وَرَآئِهَا الْمَرْاَةُ وَقَامَ النَّاسُ فَجَعَلُوْا یَاْخُذُوْنَ یَدَیْهِ فَیَمْسَحُوْنَ بِهَا وُجُوْهَهُمْ قَالَ فَاَخَذْتُ بِیَدِهٖ فَوَضَعْتُهَا عَلٰی وَجْهِیْ فَاِذَا هِیَ اَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ وَاَطْیَبُ رَائِحَةً مِنَ الْمِسْکِ.

ترجمہ۔ حضرت ابوجحیفہؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کے وقت وادی بطحاء کی طرف تشریف لائے وضو بنائی پھر ظہر کی دو رکعت نماز ادا کی اور عصر کی بھی دو رکعت مسافر والی نماز ادا فرمائی۔ آپؐ کے سامنے سترہ کے طور پر چھوٹا نیزہ گڑا ہوا تھا شعبہ فرماتے

ہیں کہ حضرت عون نے اپنے باپ سے یہ الفاظ بھی زائد نقل کئے کہ اس عنزہ کے پیچھے عورت گذرتی تھی جس پر کوئی اعتراض نہیں ہوتا تھا۔ نماز سے فراغت کے بعد لوگ کھڑے ہوگئے اور آپؐ کے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر اپنے چہروں پر پھیرتے تھے میں نے بھی آپؐ کے ہاتھ کو پکڑ کر اپنے چہرہ پر رکھ دیا جو برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ بہترین خوشبو والا تھا۔

حدیث(۳۳۰۰) حَدَّثَنَا عَبْدَانُ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ وَاَجْوَدُ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ وَكَانَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامَ يَلْقَاهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْاٰنَ فَلَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ.

ترجمہ۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں سے سب سے زیادہ سخی تھے اور آپؐ سب سے زیادہ سخی رمضان المبارک کے مہینہ میں ہوتے تھے۔ جب کہ جبرائیل علیہ السلام کی آپؐ سے ملاقات ہوتی تھی۔ اور جبرائیل علیہ السلام رمضان کی ہر رات آپؐ سے ملاقی ہو کر قرآن مجید کا آپؐ سے دور کرتے تھے۔ البتہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھیجی ہوئی آندھی سے بھی زیادہ خیر کے سخاوت کرنے والے ہوتے تھے۔

حدیث (۳۳۰۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى الخ عَنْ عَائِشَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا مَسْرُوْرًا تَبْرُقُ اَسَارِيْرُ وَجْهِهٖ فَقَالَ اَلَمْ تَسْمَعِيْ مَا قَالَ الْمُدْلَجِيُّ لِزَيْدٍ وَاُسَامَةَ وَرَاٰى اَقْدَامَهُمَا اِنَّ بَعْضَ هٰذِهِ الْاَقْدَامِ مِنْ بَعْضٍ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس خوش خوش تشریف لائے کہ آپؐ کے چہرۂ انور کی سلوٹیں چمکتی تھیں۔ آتے ہی فرمایا کہ کیا تو نے قیافہ شناس مدلجی کی بات نہیں سنی جو اس نے حضرت زیدؓ اور ان کے بیٹے اسامہؓ کے قدم دیکھ کر کہی ہے کہ یہ قدم ایک دوسرے میں سے ہیں۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ مدلجی جس کا نام مجزز تھا۔ جاہل لوگ حضرت زیدؓ اور اسامہؓ کے نسب میں شک کرتے تھے۔ کیونکہ حضرت زیدؓ سفید تھے اور حضرت اسامہؓ کالے رنگ کے۔ اس لئے کہ حضرت زیدؓ کی شادی ایک حبشی باندی برکۃ سے ہوئی تھی جو کالی سیاہ تھی۔ اور قیافہ شناس کی بات کا وہ لوگ اعتبار کرتے تھے۔ اگرچہ حضرت اسامہؓ کے نسب میں آپ کو کوئی شک نہیں تھا۔ اور نہ ہی شرعی طور پر کوئی حرج تھا۔ الولد للفراش مگر طاعنین کی تسلی سے آپؐ خوش ہوئے۔ اس حدیث کی بنا پر حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ قیافہ شناس کا قول معتبر ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ اس کی نفی کرتے ہیں۔ ان کا استدلال لاتقف مالیس لک به علم کہ جس بات کا یقین نہ ہو جائے اس پر اعتماد نہ کرو۔ امام مالکؒ باندیوں میں قائف کا قول حجت مانتے ہیں۔ حرائر میں نہیں۔ قائف کا قول مدد و معاون ہوسکتا ہے۔ حجت نہیں ہوسکتا باقی حضرت اسامہؓ کا نسب قبل ازیں ثابت ہو کر مشہور ہو چکا تھا۔ اور وہ حب رسول مانے جاتے تھے۔

حدیث(۳۳۰۲) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ الخ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍؓ يُحَدِّثُ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ تَبُوْكَ قَالَ فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهٗ مِنَ السُّرُوْرِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهٗ حَتّٰى كَاَنَّهٗ قِطْعَةُ قَمَرٍ وَكُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِكَ مِنْهُ.

ترجمہ۔ حضرت کعب بن مالکؓ جب غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے تو وہ اپنا واقعہ بیان کرتے تھے کہ جب میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھا تو آپ کا چہرہ خوشی کی وجہ سے چمک رہا تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خوش ہوتے تھے تو آپ کا چہرۂ انور ایسا دمکتا تھا گویا کہ وہ چاند کا ٹکڑا ہے۔ ہم لوگ آپ کی اس حالت کو خوب پہچانتے تھے۔

حدیث (۳۳۰۳) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُوْنِ بَنِیْ اٰدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰى كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِیْ كُنْتُ فِيْهِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نسل آدم کے بہترین زمانہ میں بھیجا گیا ہوں۔ اسی طرح قرن بعد قرن آتا رہا۔ یہاں تک کہ اس زمانہ میں پہنچ گیا جس زمانہ میں اب میں ہوں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ قرنا فقرنا مولانا محمد حسن مکیؒ نے اپنی تقریر میں شیخ گنگوہیؒ سے بیان کیا ہے۔ کہ بعثت الخ سے اپنی نسب کی شرافت کو بیان فرمایا ہے کہ وہ قرون جو بنو آدم کے قرون میں سے بہتر تھے میں اسی قرن میں آیا ہوں۔ قرن لوگوں کے طبقہ کو کہتے ہیں۔ قرنا فقرنا کا مطلب یہ ہوا کہ میں بہتر طبقہ میں سے ہوں۔ میرا باپ اپنے زمانہ کے بہتر طبقہ سے میرا دادا اپنے زمانہ کے بہتر طبقہ سے اس طرح میرا پردادا اپنے زمانہ کے بہتر طبقہ سے حتی کہ یہ سلسلہ آدم علیہ السلام تک جا پہنچا۔ (قرن. سو سال۔ ستر سال۔ بلکہ دس سے لے کر ایک سو بیس سال تک کو قرن کہا گیا ہے) لیکن میرے نزدیک بہتر توجیہ یہ ہے کہ اس سے آپؐ اپنے طبقہ کی افضلیت کو بیان فرما رہے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ آپ کی بعثت خیر القرون میں ہوئی۔ جو ابتداء اور انتہا کے اعتبار سے افضل ہے۔ یعنی قرون ماضیہ خیریت میں قرنا فقرناً ترقی کرتے رہے۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ آدم کا زمانہ بچپن کا دور تھا۔ نوحؑ کا زمانہ شباب وجوانی کا دور تھا۔ اور ابراہیمؑ کا دور کہولت ادھیڑپن کا دور تھا۔ اور ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دور مشیخت کا دور ہے۔ یہ تو ابتداء کے اعتبار سے ہوا اور انتہا کے اعتبار سے یہ ہے کہ آپ فرماتے ہیں خیر القرون قرنی ثم الذین یلونهم بہتر زمانہ میرا ہے۔ پھر بہتر زمانہ ان لوگوں کا ہے جو ان کے متصل ہیں۔ علی هذا القیاس حدیث باب کی غرض باعتبار سابق کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی افضلیت کو بیان کرنا ہے۔

حدیث (۳۳۰۴) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْدِلُ شَعْرَهٗ وَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَفْرُقُوْنَ رُؤُسَهُمْ فَكَانَ اَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدِلُوْنَ رُؤُسَهُمْ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ اَهْلِ الْكِتَابِ فِيْمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيْهِ بِشَیْءٍ ثُمَّ فَرَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهٗ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر کے بالوں کو پیشانی پر چھوڑ دیتے تھے اور مشرک لوگ اپنے سر کے بالوں کی مانگ (چوٹی) نکالتے تھے اور اہل کتاب اپنے بالوں کو ایسے ہی چھوڑ دیتے تھے اور جن امور میں آپؐ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حکم موصول نہیں ہوتا تھا۔ اس میں اہل کتاب کی موافقت پسند فرماتے تھے۔ بعد ازاں آپؐ اپنے سر کے بالوں کی مانگ نکالنے لگے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ ثم فرق الخ جب آپؐ کو اہل کتاب کی مخالفت کا حکم ہوا تو آپؐ نے مانگ نکالنا شروع کیا۔ پھر یہ بھی ہے کہ آپؐ اہل کتاب کی موافقت اس لئے کرتے تھے کہ آپ کو معلوم نہیں تھا کہ مشرکون ایسا کرتے ہیں۔ اختراع کرنے والے ہیں یا یہ ابراہیمؑ کے فعل کی اقتداء ہے۔ اگر اس کا سنت ابراہیمی ہونا ثابت ہو جائے تو ان کی اقتداء کا آپ کو حکم تھا۔ مشرکین کا اسے اختیار کرنا آپؐ کے لئے مانع نہ تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ ابتدائی زمانہ میں جب آپؐ مدینہ منورہ تشریف لائے اور آپؐ کو بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم تھا تا کہ اہل کتاب اس سلوک سے شاید اسلام کے قریب آ جائیں۔ جب آپؐ ان اہل کتاب کے اسلام لانے سے مایوس ہو گئے اور ان پر بدبختی غالب آ گئی تو پھر آپ کو بہت سے امور میں ان کی مخالفت کا حکم دیا گیا۔ صوم یوم عاشورا استقبال قبلہ. مخالطة حائض. صوم یو السبت کی مخالفت کا حکم ہوا۔ اور مشرکین کی مخالفت ان امور میں پسند فرماتے تھے جن کا سنت ابراہیمی ہونا معلوم نہ ہوتا۔ جب سنت ابراہیمی ہونے کا علم ہو گیا تو موافقت مشرکین کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ اس کے نظائر مناسک حج سے واضح ہیں۔

باقتدائه اولى ان اولى الناس بابراهيم للذين اتبعوه وهذاالنبى الاية اور علامہ سیوطیؒ نے اس آیت کے شان نزول میں ایک طویل حدیث نقل کی ہے جب کہ عمرو بن العاص وغیرہ نجاشی بادشاہ حبشہ کے پاس آتے تھے تو نجاشی بادشاہ حبشہ نے عمرو بن العاص سے کہا تھا اليوم على حزب ابراهيم تو عمرو بن العاص کے پوچھنے پر نجاشی نے کہا هولاء الرهط وصاحبهم حزب ابراهيم ہے۔

حدیث(۳۳۰۵) حَدَّثَنَا عَبْدَانُ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَقَالَ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَكَانَ يَقُوْلُ اِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ اَحْسَنَكُمْ اَخْلَاقًا.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بدزبان تھے اور نہ ہی بزور بدزبانی کرنے والے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ وہ تمہارے بہتر لوگوں میں سے اچھے اخلاق کے مالک تھے۔

حدیث(۳۳۰۶) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ الخ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَمْرَيْنِ اِلَّا اَخَذَ اَيْسَرَهُمَا مَالَمْ يَكُنْ اِثْمًا فَاِنْ كَانَ اِثْمًا كَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لِنَفْسِهٖ اِلَّا اَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ بِهَا.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دو حکموں میں سے کسی ایک کے اختیار کرنے کا حکم ملتا تو جب تک گناہ نہ ہو وہ ان میں سے آسان کو اختیار فرماتے تھے اگر گناہ ہوتا تو تمام لوگوں سے زیادہ اس سے دور رہنے والے ہوتے۔ اپنی ذات کے لئے آپؐ نے کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا البتہ اگر کسی حرمت الٰہی کی بے حرمتی ہوتی تو آپؐ اللہ کیلئے اس کا بدلہ لیتے۔

حدیث(۳۳۰۷) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الخ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا مَسِسْتُ حَرِيْرًا وَلَا دِيْبَاجًا اَلْيَنَ مِنْ كَفِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمِمْتُ رِيْحًا قَطُّ اَوْ عَرْفًا قَطُّ اَطْيَبَ مِنْ رِيْحِ اَوْ عَرْفِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ کسی عام ریشم اور خاص دبیز ریشم کو نہیں چھوا۔ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نرم ہو۔ اسی طرح میں نے کسی خوشبو عام یا خاص کو نہیں سونگھا جو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ اچھی ہو۔

حدیث (۳۳۰۸) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِيْ خِدْرِهَا.

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کنواری لڑکی جو پردے میں ہوتی ہے اس سے بھی سخت حیا والے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ علداء سے تشبیہ اس لئے دی گئی کہ خاوند تک پہنچنے سے پہلے اور دوسری عورتوں سے خلط ملط ہونے سے پہلے وہ سخت حیادار ہوتی ہے۔ آپ کی حیا اس سے بھی زیادہ تھی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ خلدرھا کی قید اس لئے کہ پردہ دار عورت ان عورتوں سے زیادہ حیادار ہوتی ہے جو پردہ نہیں کرتیں اور بازار میں گھومتی پھرتی ہیں۔ ملا علی قاریؒ شرح شمائل میں بیان کرتے ہیں کہ خلدر وہ پردہ ہے جو باکرہ عورت کے لئے گھر کے کسی کونہ میں بنایا جاتا ہے۔ اور علدرۃ بکارۃ کو کہتے ہیں۔ باکرہ کنواری لڑکی کو علدراء اسلئے کہتے ہیں کہ اس کا پردہ بکارت تا حال باقی ہوتا ہے تو خلدرھا کی قید تعمیم فائدہ کے لئے ہوئی۔ کیونکہ گھر کے اندر جب وہ عورتوں سے بھی حجاب میں ہے تو اشد حیا ہوگی۔ میرے نزدیک بھی یہی توجیہ بہتر ہے۔ اس لئے قطب گنگوہیؒ کے قول کی تائید ہوتی ہے۔ یہ حیاداری آپ کی غیر حدود اللہ کے اندر ہوتی تھی۔ ورنہ حدود اللہ کے اندر کنایہ کو پسند نہیں کرتے تھے۔ اعتراف زنا میں صریح لفظ ضروری ہے۔

حدیث (۳۳۰۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ زَادَ شُعْبَةُ مِثْلَهُ وَاِذَا كَرِهَ شَيْئًا عُرِفَ فِيْ وَجْهِهٖ.

ترجمہ۔ یعنی جب کسی چیز کو ناپسند فرماتے تو وہ آپؐ کے چہرۂ انور سے محسوس ہوتی تھی پہچانی جاتی تھی۔

حدیث (۳۳۱۰) حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ الْجَعْدِ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ مَا عَابَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ اِنِ اشْتَهَاهُ اَكَلَهُ اِلَّا تَرَكَهُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالتے تھے اگر کھانے کی خواہش ہوتی تو اسے کھالیتے۔ ورنہ اسے چھوڑ دیتے۔

حدیث (۳۳۱۱) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكِ بْنِ بُحَيْنَةَ الْاَسَدِيِّؓ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدَ فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتّٰى نَرٰى اِبْطَيْهِ قَالَ وَقَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا بَكْرٌ وَقَالَ بَيَاضَ اِبْطَيْهِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن بحینہ اسدیؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان کشادگی کر دیتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم آپ کی بغلوں کو دیکھ لیتے تھے۔ اور ابن بکیر فرماتے ہیں ہمارے استاد بکر فرماتے ہیں کہ ہم آپؐ کی بغلوں کی سفیدی دیکھ لیتے تھے۔

حدیث (۳۳۱۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى الخ اَنَّ اَنَسًاؓ حَدَّثَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ شَيْءٍ مِنْ دُعَآئِهٖ اِلَّا فِي الْاِسْتِسْقَآءِ فَاِنَّهٗ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ اِبْطَيْهِ وَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰى دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَرَاَيْتُ بَيَاضَ اِبْطَيْهِ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کسی دعا میں اتنے اونچے ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے جس قدر نماز استسقاء میں کیونکہ وہ اپنے ہاتھوں کو اتنا اونچا کرتے تھے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی جاتی تھی۔ اور ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور میں نے آپؐ کے بغلوں کی سفیدی دیکھ لی۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ لا یرفع یدیہ چونکہ دیگر روایات سے بہت سے مواقع پر رفع فی الدعاء ثابت ہے۔ لہٰذا یہاں تاویل ہوگی کہ رفع بلیغ سوائے استسقاء کے نہیں ہوتا۔

حدیث(۳۳۱۳)حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الخ ذُكِرَ عَنْ اَبِيْهِ اَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ دُفِعْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْاَبْطَحِ فِيْ قُبَّةٍ كَانَ بِالْهَاجِرَةِ خَرَجَ بِلَالٌ فَنَادٰى بِالصَّلٰوةِ ثُمَّ دَخَلَ فَاَخْرَجَ فَضْلَ وُضُوْءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَعَ النَّاسُ عَلَيْهِ يَاْخُذُوْنَ مِنْهُ ثُمَّ دَخَلَ فَاَخْرَجَ الْعَنَزَةَ وَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى وَبِيْصِ سَاقَيْهِ فَرَكَزَ الْعَنَزَةَ ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ الْحِمَارُ وَالْمَرْاَةُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو جحیفہؓ سے ذکر کیا جاتا ہے کہ مجھے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں میری قصد کے بغیر پہنچایا گیا جب کہ آپ منٰی سے واپسی کے بعد ایام حج میں ابطح مقام میں ایک خیمہ کے اندر تھے۔ اور دو پہر کا وقت تھا تو حضرت بلالؓ باہر نکلے۔ نماز کے لئے اذان پڑھی۔ پھر خیمہ میں گئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا بچا ہوا پانی لائے جس پر لوگ ٹوٹ پڑے کہ اس پانی سے لے رہے تھے پھر حضرت بلالؓ اندر داخل ہوئے تو آپ کا چھوٹا نیزہ نکال کر لائے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی باہر تشریف لائے۔ گویا کہ میں آپ کی دونوں پنڈلیوں کی چمک کو ابھی دیکھ رہا ہوں۔ (یہ مجمل ترجمہ ہے) پس نیزے کو گاڑ دیا۔ پھر آپ ظہر کی دو رکعت نماز مسافر پڑھائی اور عصر کی بھی دو رکعت پڑھائی۔ آپؐ کے سامنے سترہ سے آگے گدھا اور عورت گذرتی تھی جس سے نماز میں کوئی خلل نہ پڑا۔

حدیث(۳۳۱۴)حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ الخ عَنْ عَائِشَةَؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُحَدِّثُ حَدِيْثًا لَوْعَدَّهُ الْعَادُّ لَاَحْصَاهُ وَقَالَ اللَّيْثُ الخ عَنْ عَائِشَةَؓ اَنَّهَا قَالَتْ اَلَا يُعْجِبُكَ اَبُوْ فُلَانٍ جَآءَ فَجَلَسَ اِلٰى جَانِبِ حُجْرَتِيْ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْمِعُنِيْ ذٰلِكَ وَكُنْتُ اُسَبِّحُ فَقَامَ قَبْلَ اَنْ اَقْضِيَ سُبْحَتِيْ وَلَوْ اَدْرَكْتُهُ لَرَدَدْتُ عَلَيْهِ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الْحَدِيْثَ كَسَرْدِكُمْ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسی واضح بات بیان کرتے تھے کہ اگر کوئی گننے والا اس کے کلمات اور حروف کو گننا چاہتا تھا تو وہ آسانی سے شمار کر سکتا تھا۔ اور لیث اپنی سند سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اے عروہ تمہیں ابو ہریرہؓ کا طریقہ تعجب میں نہ ڈالے وہ میرے حجرہ کے ایک کونہ میں باہر آ کر بیٹھتے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مجھے حدیثیں سنایا کرتے تھے۔ اور میں نفل نماز پڑھ رہی ہوتی تھی۔ میرے نفل ختم کرنے سے پہلے پہلے وہ اٹھ کر چلے جاتے تھے۔ اگر میں اسے پالیتی تو اس کے اس طریق کو رد کر دیتی کیونکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری طرح جلدی جلدی بات کو نہیں کرتے تھے بلکہ ترتیل اور تفہیم سے بات کرتے تھے

ابا فلان لغت قلیلہ میں نصب کے ساتھ آیا ہے ورنہ ابو فلان تھا۔ جس سے حضرت ابو ہریرہؓ مراد ہیں۔ تنبیہ ہے کہ بات ٹھہر ٹھہر کر کرنی چاہیے۔ آپ کی عادت مبارکہ یہی تھی۔ (از مرتب)

بَابُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَنَامُ عَيْنُهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ رَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَآءَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سوتی تھیں آپ کا دل نہیں سوتا تھا۔ اس کو سعید بن میناء نے حضرت جابرؓ

سے روایت کیا ہے جو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

حدیث (۳۳۱۵) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الخ اَنَّهٗ سَأَلَ عَائِشَةَؓ كَيْفَ كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ قَالَتْ مَاكَانَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا غَيْرِهٖ عَلٰى اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّيْ اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلٰثًا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ قَالَ تَنَامُ عَيْنِيْ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوسلمہؒ نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رمضان شریف میں کیسے رہتی تھی فرمایا خواہ رمضان ہو یا غیر رمضان ہو گیارہ رکعت نماز نفل سے زیادہ نہیں کرتے تھے چار رکعات پڑھتے تو اس کی خوبصورتی اور طوالت کے متعلق مت پوچھو پھر اور چار رکعت نفل پڑھتے ان کی خوبی اور طوالت کا بھی کیا پوچھنا۔ پھر تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ آپ تو وتر سے پہلے سوجاتے ہیں۔ کیا وضو نہیں ٹوٹتا۔ فرمایا میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔

حدیث (۳۳۱۶) حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ الخ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍؓ يُحَدِّثُنَا عَنْ لَيْلَةِ اُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ جَآءَهٗ ثَلٰثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ اَنْ يُّوْحٰى اِلَيْهِ وَهُوَ نَائِمٌ فِيْ مَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ اَوَّلُهُمْ اَيُّهُمْ هُوَ فَقَالَ اَوْسَطُهُمْ هُوَ خَيْرُهُمْ وَقَالَ اٰخِرُهُمْ خُذُوْا خَيْرَهُمْ فَكَانَتْ تِلْكَ فَلَمْ يَرَهُمْ حَتّٰى جَآءُوْا لَيْلَةً اُخْرٰى فِيْمَا يَرٰى قَلْبُهٗ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَائِمَةٌ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهٗ وَكَذٰلِكَ الْاَنْبِيَآءُ تَنَامُ اَعْيُنُهُمْ وَلَا تَنَامُ قُلُوْبُهُمْ فَتَوَلَّاهُ جِبْرِيْلُ ثُمَّ عَرَجَ بِهٖ اِلَى السَّمَآءِ۔

ترجمہ۔ شریک راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے سنا جو ہمیں اس رات کی حدیث بیان کرتے تھے جس رات جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد کعبہ سے سیر کرائی گئی فرماتے ہیں کہ وحی کئے جانے سے پہلے جب کہ آپ مسجد حرام میں سوئے ہوئے تھے۔ تین آدمی آئے۔ پس ان میں سے پہلے نے پوچھا وہ ان میں سے کون ہیں۔ کہا کہ وہ درمیان والے ہیں جو ان سے بہتر ہیں تو ان کے آخری آدمی نے کہا تو اس بہتر کو لے لو پس اس رات تو اتنا کچھ ہوا پس آپؐ نے ان کو نہ دیکھا پھر وہ دوسری رات آئے لیکن بیداری میں نہیں خواب میں جو دل دیکھتا ہے وہ ایسا ہی تھا۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھیں سونے والی ہوتی ہیں اور آپ کا دل نہیں سوتا۔ اور اسی طرح دیگر انبیاء علیہم السلام کا حال ہے کہ ان کی آنکھیں سوتی ہیں اور ان کے دل نہیں سوتے پھر جبرائیلؑ نے آپ کو سنبھال لیا۔ کیونکہ اب جبرائیلؑ ہی اگلے کام کے انچارج تھے۔ پھر آپ کو آسمان کی طرف چڑھا کر لے گئے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ثم عرج به الخ یعنی نیند سے بیدار ہونے کے بعد عروج ہوا۔ یہ نہیں کہ نیند کی حالت میں ہوا تاکہ یہ حدیث دوسری روایات کے خلاف نہ ہو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ یہ شیخ گنگوہیؒ کی انتہائی توجیہ ہے ورنہ شراح نے تو کہا ہے کہ شریک راوی کی حدیث میں بہت سے اوہام ہیں۔ جیسا کہ عنقریب آئے گا۔ چنانچہ حافظؒ فرماتے ہیں کہ جمہور علماء محدثین فقہاء اور متکلمین کا یہ مسلک ہے جس پر احادیث صحیحہ دلالت کرتی ہیں کہ اسراء اور معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی رات میں بیداری کی حالت میں اسی جسد اطہر اور روح انور کے ساتھ بعثت نبویؐ کے بعد بقول امام زہریؒ

ہجرت سے پانچ سال پہلے واقع ہوا ہے۔ جب کہ آپؐ بیت ام ھانی کے اندر شعب ابی طالب میں سوئے ہوئے تھے۔ نوم و یقظہ کے مابین حالت میں آپ کو مسجد حرام میں لایا گیا جہاں آپ کو آپؐ کے چچا حمزہ اور چچازاد بھائی جعفر بن ابی طالبؓ کے درمیان لٹکا دیا گیا تھا۔ چونکہ بعض احادیث میں کچھ اختلاف واقع ہوا ہے۔ اس لئے بعض علماء نے یہ کہا کہ معراج دو مرتبہ ہوا ہے۔ پہلے توطیۃً اور تمہید کے طور پر تھا خواب کے اندر۔ اور دوسرا بیداری میں ہوا۔ چونکہ شریک راوی جو غیر حافظ ہیں وہ باقی حفاظ کی مخالفت کرتے ہیں جو حضرت انسؓ سے روایت کرنے والے ہیں اسلئے یا تو ان کے اوہام کو رد کیا جائے گا یا تاویل کی جائے گی۔ چنانچہ اس حدیث میں پانچ مواقع پر شریک نے دیگر حفاظ کی مخالفت کی ہے پہلا تو قبل ان یوحی میں حالانکہ معراج بعد الوحی واقع ہوا ہے دوسرا وھو نائم میں حالانکہ آپ بیت ام ھانی میں سوئے ہوئے تھے۔ مسجد حرام میں نہیں۔ تیسرا الھم ھو اس سے معلوم ہوتا ہے آپ تنہا سوئے ہوئے تھے۔ لیلۃ المعراج میں آپؐ کے پاس اور کوئی نہیں تھا۔ حالانکہ حضرت حمزہؓ اور جعفر طیار سوئے ہوئے تھے۔ چوتھا حتی جاؤا لیلۃ اخری حالانکہ معراج اسی رات واقع ہوا ہے نہ کہ دوسری رات۔ پانچواں قولہ نائم عیناہ سے معلوم ہوتا ہے کہ معراج نیند کی حالت میں ہوئی۔ حالانکہ بیداری میں وقوع پذیر ہے۔ البتہ ان پانچ مقامات کی تصحیح یوں کی جا سکتی ہے قولہ جاء ثلاثۃ نفر الی قولہ فکانت تلک یہ قصہ معراج کے علاوہ کسی اور روحانی معراج کا تذکرہ ہے جو ہو سکتا ہے کہ قبل از وحی ہو۔ اور حتی جاؤا الخ سے قصہ معراج بیان کیا جا رہا ہو۔ اور یہ وحی کے آنے کے چھ سال بعد کا واقعہ ہو۔ نائم عیناہ کا مطلب یہ ہو کہ آپ حضرت ام ہانی کے گھر آرام فرماتے۔ اسی حالت میں فرشتہ آپؐ کو زمزم کے پاس لایا۔ یہاں آپؐ بیدار ہو چکے تھے کہ آپ کا سینہ چاک کیا گیا۔ پھر آپؐ کو آسمان پر لے گئے۔ دوسرے دو فرشتے جو جبرائیلؑ کے ہمراہ آئے تھے وہ یہاں سے جدا ہو گئے جبرائیلؑ تنہا انچارج بنے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

باب علامات النبوۃ فی الاسلام

ترجمہ۔ اسلام میں نبوت کی نشانیوں کے بیان میں

حدیث (۳۳۱۷) حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ الخ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍؓ اَنَّهُمْ كَانُوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَسِيْرٍ فَاَدْلَجُوْا لَيْلَتَهُمْ حَتّٰى اِذَا كَانَ وَجْهُ الصُّبْحِ عَرَّسُوْا فَغَلَبَتْهُمْ اَعْيُنُهُمْ حَتّٰى ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ فَكَانَ اَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ مِنْ مَنَامِهٖ اَبُوْبَكْرٍؓ وَكَانَ لَا يُوْقَظُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَنَامِهٖ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ فَاسْتَيْقَظَ عُمَرُؓ فَقَعَدَ اَبُوْ بَكْرٍؓ عِنْدَ رَاْسِهٖ فَجَعَلَ يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهٗ حَتّٰى اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَ فَصَلّٰى بِنَا الْغَدَاةَ فَاعْتَزَلَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ لَمْ يُصَلِّ مَعَنَا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَا فُلَانُ مَا يَمْنَعُكَ اَنْ تُصَلِّيَ مَعَنَا قَالَ اَصَابَتْنِيْ جَنَابَةٌ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّتَيَمَّمَ بِالصَّعِيْدِ ثُمَّ صَلّٰى وَجَعَلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رُكُوْبٍ بَيْنَ يَدَيْهِ وَقَدْ عَطِشْنَا عَطَشًا شَدِيْدًا فَبَيْنَمَا نَحْنُ نَسِيْرُ اِذَا نَحْنُ بِامْرَاَةٍ سَادِلَةٍ رِجْلَيْهَا بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ فَقُلْنَا لَهَا اَيْنَ الْمَاءُ فَقَالَتْ اِيْهِ لَامَاءَ فَقُلْنَا كَمْ بَيْنَ اَهْلِكِ وَبَيْنَ الْمَاءِ قَالَتْ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ فَقُلْنَا انْطَلِقِيْ اِلٰى رَسُوْلِ

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ وَمَا رَسُوْلَ اللهِ فَلَمْ نُمَلِّكْهَا مِنْ اَمْرِهَا حَتّٰى اسْتَقْبَلْنَا بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَتْهُ بِمِثْلِ الَّذِيْ حَدَّثَتْنَا غَيْرَ اَنَّهَا حَدَّثَتْهُ اَنَّهَا مُؤْتِمَةٌ فَاَمَرَ بِمَزَادَتَيْهَا فَمَسَحَ فِي الْعَزْلَاوَيْنِ فَشَرِبْنَا عِطَاشًا اَرْبَعِيْنَ رَجُلًا حَتّٰى رَوِيْنَا فَمَلَأْنَا كُلَّ قِرْبَةٍ مَعَنَا وَاِدَاوَةٍ غَيْرَ اَنَّهُ لَمْ نَسْقِ بَعِيْرًا وَهِيَ تَكَادُ تَنِضُّ مِنَ الْمِلْءِ ثُمَّ قَالَ هَاتُوْا مَا عِنْدَكُمْ فَجَمَعَ لَهَا مِنَ الْكِسَرِ وَالتَّمْرِ حَتّٰى اَتَتْ اَهْلَهَا قَالَتْ لَقِيْتُ اَسْحَرَ النَّاسِ اَوْ هُوَ نَبِيٌّ كَمَا زَعَمُوْا فَهَدَى اللهُ ذَاكَ الصِّرْمَ بِتِلْكَ الْمَرْاَةِ فَاَسْلَمَتْ وَاَسْلَمُوْا

ترجمہ۔ حضرت عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ ایک سفر غزوہ خیبر میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے پس یہ حضرات ساری رات چلتے رہے۔ یہاں تک کہ صبح کا وقت قریب آ گیا۔ تو تھوڑا سا آرام کرنے کے لئے یہ لوگ آخر حصہ رات میں ایک پڑاؤ پر اترے۔ پس ان پر اس قدر نیند کا غلبہ ہوا یہاں تک کہ دھوپ چڑھ آئی۔ بس پہلے پہل جو شخص نیند سے بیدار ہوا وہ ابو بکر صدیقؓ تھے۔ اور یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں جگاتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ خود بیدار ہوتے۔ ممکن ہے وحی ہو رہی ہو۔ پھر حضرت عمرؓ بیدار ہوئے تو حضرت ابو بکرؓ ان کے سرہانے آ کر بیٹھ گئے تو اونچی اونچی آواز سے اللہ اکبر کہنے لگے یہاں تک کہ آنحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم سواری سے اترے اور ہمیں صبح کی نماز پڑھائی قوم میں سے ایک آدمی الگ ہو گیا جس نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی۔ پس جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو اس سے پوچھا اے فلاں تجھے ہمارے ساتھ نماز ادا کرنے سے کس چیز نے روکا۔ کہنے لگا کہ مجھے جنابت پہنچ گئی یعنی مجھے احتلام ہو گیا۔ آپؐ نے اسے مٹی سے تیمم کرنے کا حکم دیا۔ پھر اس شخص نے نماز ادا کی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک گھوڑ اسوار فوجی دستے میں جو آپؐ کے سامنے تیار ہوا تھا میرا نام بھی لکھ دیا۔ اور ہم بہت سخت پیاس سے نڈھال ہو چکے تھے تو پانی کی تلاش کے لئے آپ نے ہمیں بھیجا۔ پس ہم لوگ چلتے چلتے ایک ایسی عورت کے پاس پہنچے جو اپنے بڑے بڑے دوہرے چمڑے والے دو پانی کے مشکیزوں کے درمیان ٹانگیں لٹکائے بیٹھی تھی۔ ہم نے اس سے پوچھا چشمہ کہاں ہے۔ اس نے بتلایا یہاں تو کوئی چشمہ نہیں ہے۔ پھر ہم نے پوچھا کہ تمہارے اور اس چشمہ کے درمیان کتنا فاصلہ ہے۔ کہنے لگی ایک دن رات کی مسافت ہے۔ تو ہم نے اس سے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلو وہ کہنے لگی رسول اللہ کیا ہوتا ہے بہر حال ہم نے اس کی کوئی پیش نہ جانے دی اور اسے چلنے پر مجبور کر دیا۔ یہاں تک کہ ہم اسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے تو اس نے آپ کو بھی وہی واقعہ بتلایا جو اس نے ہمیں بتلایا تھا۔ البتہ اتنی بات آپ کو زیادہ بتلائی کہ وہ یتیم بچوں کی ماں ہے تو آپؐ نے اس کے دونوں مشکیزے اتارنے کا حکم دیا۔ پھر ان دونوں مشکیزوں کے نچلی طرف کے منہ پر ہاتھ پھیرا۔ تو ہم سب پیاسوں نے خوب پانی پیا۔ چالیس آدمی تھے یہاں تک کہ ہم سیر ہو گئے۔ پس ہم نے اپنے ہمراہ لائے ہوئے مشکیزے اور برتن پانی سے پر کر لئے۔ البتہ یہ کہ ہم کسی اونٹ کو پانی نہیں پلاتے تھے۔ یہاں تک کہ قریب تھا کہ وہ پر باش ہونے کی وجہ سے پھٹ جاتا۔ پھر آپؐ نے فرمایا جو کچھ کسی کے پاس ہے وہ لے آئے۔ تو اس عورت کے لئے کچھ ٹکڑے روٹی کے یا نقدی کے اور کھجور جمع کر لی گئی۔ وہ ان کو لے کر اپنے گھر والوں کے پاس آئی۔ اور کہنے لگی کہ میری ملاقات ایک ایسے شخص سے ہوئی ہے جو تمام لوگوں میں سے زیادہ جادوگر ہے۔ یا جیسے لوگ کہتے ہیں کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔ پس اس کے قبیلہ کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی وجہ سے ہدایت دی۔ وہ خود بھی مسلمان ہوئی اور وہ لوگ بھی مسلمان ہو گئے تو یہ حضور کا معجزہ تھا کہ قلیل پانی اس قدر لوگوں کو سیراب کر گیا۔ خارق عادت قبل از نبوت ارھاصات کہلاتے ہیں اور بعد از نبوت معجزات الخ (از مرتب)

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ علامات نبوت الخ علامات نبوت سے معجزات نبوی مراد ہیں۔ اور اس میں صحابہ کرامؓ کی کرامات بھی

شامل ہیں۔ کیونکہ ولی کی کرامت اس کے نبی کا معجزہ ہوتا ہے۔ اور اس میں آئندہ پیش آنے والے واقعات۔ قیامت کی علامتیں اور جو غیب کی خبریں آپ کی بتلائی جائیں وہ سب اس میں داخل ہوں گے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ علامات جمع علامت کی ہے اور اس سے مصنفؒ کی غرض معجزات اور کرامات ہیں اور ان دونوں میں یہ فرق ہے کہ معجزہ اخص ہوتا ہے۔ جس میں نبی جھٹلانے والوں کو چیلنج دیتا ہے۔ کہ میں نے ایسا خارق عادت کام کیا ہے جو بشری طاقت سے باہر ہوتا ہے آپ کا اشہر معجزہ قرآن مجید ہے۔ جس کا چیلنج آج بھی فصحا اور بلغا کو دعوت دے رہا ہے فاتوا بسورة من مثله الاية۔ یہ کہ اس جیسی کوئی چھوٹی سورت لے آؤ۔ جیسی کہ انا اعطینک الکوثر ہے اور مقدمہ مسلم میں علامہ نوویؒ نے آپؐ کے معجزات کی تعداد ایک ہزار دو سو سے زائد لکھی ہے۔ بعض نے تین ہزار بتلائی ہے اور فی الاسلام بعثت نبویؐ کے بعد اور اس کے قبل کے ارھاصات کو بھی حاکم نے اکلیل میں جمع کیا ہے۔ کرامات صحابہؓ حضرت انسؓ کی حدیث میں علامہ عینیؒ نے دو صحابہؓ کا واقعہ ذکر کیا ہے جن کی لاٹھی چراغ بن گئی بلکہ دو چراغ ہو گئے۔ فی رکوب یعنی مجھے بھی پانی تلاش کرنے والے سواروں میں آپؐ نے بھیج دیا۔

حدیث (۳۳۱۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاِنَآءٍ وَهُوَ بِالزَّوْرَآءِ فَوَضَعَ يَدَهٗ فِی الْاِنَآءِ فَجَعَلَ الْمَآءُ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ قَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ لِاَنَسٍ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ ثَلٰثَ مِائَةٍ اَوْزُهَآءَ ثَلٰثِ مِائَةٍ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک برتن لایا گیا۔ جب کہ آپ زوراءؔ کے مقام پر تھے تو آپؐ نے اپنا ہاتھ مبارک برتن میں رکھ لیا تو پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے ابلنے لگا تو ساری قوم نے وضو بنائی حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں میں نے حضرت انسؓ سے پوچھا آپ لوگ کتنے تھے انہوں نے فرمایا تین سو یا تین سو کے قریب قریب تھے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ان دونوں حدیثوں سے تکثیر الماء کا معجزہ ثابت ہوا۔

حدیث (۳۳۱۹) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ اَنَّهٗ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَانَتْ صَلٰوةُ الْعَصْرِ فَالْتُمِسَ الْوَضُوْءُ فَلَمْ يَجِدُوْهُ فَاُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَضُوْءٍ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ فِیْ ذٰلِكَ الْاِنَآءِ فَاَمَرَ النَّاسَ اَنْ يَّتَوَضَّؤُا مِنْهُ فَرَاَيْتُ الْمَآءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ اَصَابِعِهٖ فَتَوَضَّأَ النَّاسُ حَتّٰی تَوَضَّؤُا مِنْ عِنْدِ اٰخِرِهِمْ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا جب کہ عصر کی نماز کا وقت ہو گیا لوگ پانی کو تلاش کر رہے تھے تو ان کو پانی نہ ملا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وضوء کا پانی لایا گیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس برتن میں رکھ دیا۔ پھر لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اس سے وضوء بنائیں۔ تو میں نے پانی کو دیکھا کہ وہ آپ کی انگلیوں کے درمیان نیچے سے نکل رہا ہے۔ سب نے وضو کیا حتیٰ کہ ان کے اوّل سے آخر تک سب آدمیوں نے وضو بنالیا۔

حدیث (۳۳۲۰) حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ الخ حَدَّثَنَا اَنَسٌ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ مَخَارِجِهٖ وَمَعَهٗ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَانْطَلَقُوْا يَسِيْرُوْنَ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلَمْ

يَجِدُوْا مَآءً يَتَوَضَّؤُوْنَ فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَجَآءَ بِقَدَحٍ مِّنْ مَّآءٍ يَّسِيْرٍ فَاَخَذَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ مَدَّ اَصَابِعَهُ الْاَرْبَعَ عَلَى الْقَدَحِ ثُمَّ قَالَ قُوْمُوْا فَتَوَضَّؤُوْا فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ حَتّٰى بَلَغُوْا فِيْمَا يُرِيْدُوْنَ مِنَ الْوَضُوْءِ وَكَانُوْا سَبْعِيْنَ اَوْ نَحْوَهُ۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کسی سفر میں باہر تشریف لے گئے۔ آپؐ کے ہمراہ صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت تھی۔ وہ بھی آپؐ کے ساتھ چل رہے تھے۔ نماز کا وقت ہوگیا۔ ان لوگوں کو تلاش کے باوجود پانی نہ مل سکا کہ جس سے وہ لوگ وضو کرتے۔ آخر قوم میں سے ایک آدمی ایک پیالے میں تھوڑا سا پانی لے آیا۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لے کر وضو بنائی پھر اپنی چار انگلیاں پیالے کے اوپر دراز کر دیں۔ پھر فرمایا اٹھو اور وضو بناؤ۔ تو ساری قوم نے وضو بنائی اور وضو میں بھی وہ جس قدر مبالغہ کرنا چاہتے تھے انہوں نے ایسا کیا۔ اور وہ ستر یا اس کے برابر تھے۔

حدیث(۳۳۲۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ الخ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَقَامَ مَنْ كَانَ قَرِيْبَ الدَّارِ مِنَ الْمَسْجِدِ يَتَوَضَّاءُ وَبَقِيَ قَوْمٌ فَاُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِخْضَبٍ مِنْ حِجَارَةٍ فِيْهِ مَآءٌ فَوَضَعَ كَفَّهُ فَصَغُرَ الْمِخْضَبُ اَنْ يَّبْسُطَ فِيْهِ كَفَّهُ فَضَمَّ اَصَابِعَهُ فَوَضَعَهَا فِي الْمِخْضَبِ فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا قُلْتُ كَمْ كَانُوْا قَالَ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نماز کا وقت ہوگیا تو جن لوگوں کے مکان مسجد کے قریب تھے وہ تو گھر جا کر وضو کر آئے کچھ لوگ باقی رہ گئے تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پتھر کا ایک مگ لایا گیا جس میں پانی تھا آپؐ نے اپنی ہتھیلی اس میں رکھنا چاہی مگر مگ کا منہ تنگ تھا کہ اس چھوٹے منہ والے برتن میں آپ کی ہتھیلی پھیل جاتی تو آپؐ نے اپنی انگلیوں کو سمیٹ کر برتن میں رکھا تو سب کی سب قوم نے اس سے وضو کیا میں نے پوچھا کتنے لوگ تھے فرمایا اسی آدمی تھے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حضرت انسؓ کی روایت چار طرق سے مروی ہے جس میں عدد کا اختلاف ہے۔ کہیں تین سو۔ کہیں ستر کہیں اسی وغیرہ آتا ہے تو چونکہ یہ واقعات مختلف مقامات کے ہیں۔ کوئی زوراء کا ہے۔ کوئی خیبر کا ہے کوئی کہیں کا۔ لہٰذا اختلاف امکنہ میں تنافی نہیں ہے۔

حدیث(۳۳۲۲) حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الخ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِؓ قَالَ عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ فَجَهِشَ النَّاسُ نَحْوَهُ فَقَالَ مَا لَكُمْ قَالُوْا لَيْسَ عِنْدَنَا مَآءٌ نَتَوَضَّأُ وَلَا نَشْرَبُ اِلَّا مَا بَيْنَ يَدَيْكُمْ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الرَّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَآءُ يَثُوْرُ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ كَاَمْثَالِ الْعُيُوْنِ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا قُلْتُ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةَ اَلْفٍ لَكَفَانَا كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن لوگ پیاسے ہوئے۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک چمڑہ کا چھاگل تھا۔ تو لوگ جلدی جلدی پانی لینے کیلئے آپ کی طرف دوڑ پڑے۔ آپؐ نے پوچھا تمہیں کیا ہوگیا کہنے لگے ہمارے پاس پانی نہیں ہے جس سے ہم وضو کریں بلکہ پینے کا پانی نہیں ہے صرف اس قدر پانی ہے جو آپؐ کے سامنے رکھا ہے۔ پس آپؐ نے اس چھاگل میں ہاتھ رکھا تو آپ کی انگلیوں سے پانی ایسے پھوٹ کر بہنے لگا جیسے چشموں سے پانی ابل کر نکلتا ہے۔ پس ہم نے وہ پانی پیا بھی اور وضو بھی بنائی۔ حضرت سالمؒ

فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابرؓ سے پوچھا تم اس وقت کتنے آدمی تھے۔ انہوں نے فرمایا اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو ہمیں کافی ہوتا۔ ویسے اس روز ہم پندرہ سو آدمی تھے۔

حدیث(۳۳۲۳) حَدَّثَنَا مَالِکُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ الخ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ کُنَّا یَوْمَ الْحُدَیْبِیَّةِ اَرْبَعَ عَشَرَةَ مِائَةً وَالْحُدَیْبِیَّةُ بِئْرٌ فَنَزَحْنَا حَتّٰی لَمْ نَتْرُکْ فِیْهَا قَطْرَةً فَجَلَسَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی شَفِیْرِ الْبِئْرِ فَدَعَا بِمَآءٍ فَمَضْمَضَ وَمَجَّ فِی الْبِئْرِ فَمَکَثْنَا غَیْرَ بَعِیْدٍ ثُمَّ اسْتَقَیْنَا حَتّٰی رَوِیْنَا وَرَوَتْ اَوْ صَدَرَتْ رِکَابُنَا.

ترجمہ۔ حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن ہم چودہ سو سے زیادہ تھے۔ اور حدیبیہ ایک کنواں ہے جس کا پانی ہم نے اتنا کھینچا کہ اس میں ایک قطرہ بھی باقی نہ چھوڑا تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کنویں کی من پر بیٹھ گئے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگایا کلی فرمائی اور کنویں کے اندر تھوکا پس تھوڑی دیر ہم ٹھہرے رہے پھر ہم نے پلانا شروع کیا یہاں تک کہ ہم خود بھی سیر ہو گئے اور ہماری سواریاں بھی سیر ہو گئیں یا سیر ہو کر لوٹیں۔

حدیث(۳۳۲۴) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ الخ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ یَقُوْلُ قَالَ اَبُوْطَلْحَةَ لِاُمِّ سُلَیْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ضَعِیْفًا اَعْرِفُ فِیْهِ الْجُوْعَ فَهَلْ عِنْدَکِ مِنْ شَیْءٍ قَالَتْ نَعَمْ فَاَخْرَجَتْ اَقْرَاصًا مِنْ شَعِیْرٍ ثُمَّ اَخْرَجَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ یَدِیْ وَلَا ثَتْنِیْ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ اَرْسَلَتْنِیْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَهَبْتُ بِهٖ فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَقُمْتُ عَلَیْهِمْ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَکَ اَبُوْ طَلْحَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِطَعَامٍ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَّعَهٗ قُوْمُوْا فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ حَتّٰی جِئْتُ اَبَا طَلْحَةَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ اَبُوْطَلْحَةَ لِاُمِّ سُلَیْمٍ قَدْ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ وَلَیْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتِ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَانْطَلَقَ اَبُوْطَلْحَةَ حَتّٰی لَقِیَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْطَلْحَةَ مَعَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَلُمِّیْ یَا اُمَّ سُلَیْمٍ مَا عِنْدَکِ فَاَتَتْ بِذٰلِکَ الْخُبْزِ فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ اُمُّ سُلَیْمٍ عُکَّةً فَاَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْهِ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ یَّقُوْلَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَکَلُوْا حَتّٰی شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَکَلُوْا حَتّٰی شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَکَلَ الْقَوْمُ کُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ اَوْثَمَانُوْنَ رَجُلًا.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہؓ نے اپنی بیوی ام سلیمؓ سے کہا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کو کمزور سنا ہے۔ مجھے اس میں بھوک محسوس ہوتی ہے۔ پس تمہارے پاس کوئی کھانے پینے کی چیز ہے۔ تو انہوں نے کہا ہاں پس انہوں نے جو کی کچھ روٹیاں نکالیں اور اپنے دوپٹے کے اندر روٹیوں کو ایک دوسرے کے ساتھ لپیٹ لیا۔ پھر اس کو میرے ہاتھ کے نیچے دھنسا دیا یا چھپا دیا اور روٹیوں کو ایک دوسرے کے اندر ٹیڑھا نہیں کیا کہ ان کو ایک دوسرے میں مروڑ دیا ہو۔ پھر انہوں نے مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

خدمت میں بھیج دیا۔ پس میں ان کو لے کر چلا تو میں نے جناب کو مسجد میں پایا جب کہ آپؐ کے ہمراہ اور لوگ بھی تھے تو میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ پس آپؐ نے مجھ سے پوچھا کیا تمہیں ابوطلحہؓ نے بھیجا ہے۔ میں نے کہا ہاں! پھر فرمایا کھانا دے کر۔ میں نے کہاں ہاں! تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ والوں سے فرمایا اٹھو اور چلو پس وہ سب لوگ چل پڑے۔ میں ان سب کے آگے آگے چل رہا تھا یہاں تک کہ میں ابوطلحہؓ کے پاس پہنچا اور ان کو اطلاع دی تو حضرت ابوطلحہؓ نے ام سلیمؓ سے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو لوگوں کو لے کر تشریف لا رہے ہیں۔ اور ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں ہے کہ ہم ان سب کو کھلائیں۔ تو حضرت ام سلیمؓ نے فرمایا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جاننے والا ہے۔ تو حضرت ابوطلحہؓ نے باہر نکل کر آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے کہ حضرت ابوطلحہؓ ان کے ہمراہ تھے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آتے ہی فرمایا اے ام سلیمؓ جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ روٹی لے آؤ پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق اس کے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے پھر حضرت ام سلیمؓ نے ان پر گھی کی کپی سے گھی نچوڑا جس نے سالن کا کام دیا پھر آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اللہ تعالیٰ نے چاہا اس کے اندر پڑھا پھر فرمایا کہ دس آدمیوں کو اندر آنے کی اجازت دے دو۔ چنانچہ دس آدمی آئے انہوں نے کھانا کھایا یہاں تک کہ سیر ہو گئے پھر وہ باہر چلے گئے تو دس آدمی اور کو اجازت ملی انہوں نے کھایا یہاں تک کہ ان کے پیٹ بھر گئے تو وہ باہر نکل گئے۔ پھر دس اور کو اجازت دی گئی۔ انہوں نے بھی پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ اور باہر نکل گئے۔ پھر دس اور کو اجازت ملی۔ اس طرح ساری قوم نے پیٹ بھر کر کھانا کھالیا۔ وہ لوگ ستر یا اسی آدمی تھے۔ یہ تکثیر طعام کا معجزہ تھا۔

حدیث(۳۳۲۵)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ کُنَّا نَعُدُّ الْاٰیَاتِ بَرَکَۃً وَاَنْتُمْ تَعُدُّوْنَھَا تَخْوِیْفًا کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فَقَلَّ الْمَآءُ فَقَالَ اطْلُبُوْا فَضْلَۃً مِنْ مَّآءٍ فَجَآءُ وْا بِاِنَآءٍ فِیْہِ مَآءٌ قَلِیْلٌ فَاَدْخَلَ یَدَہٗ فِی الْاِنَآءِ ثُمَّ قَالَ حَیَّ عَلَی الطُّھُوْرِ الْمُبَارَکِ وَالْبَرَکَۃُ مِنَ اللّٰہِ فَلَقَدْ رَاَیْتُ الْمَآءَ یَنْبُعُ مِنْ بَیْنِ اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ کُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِیْحَ الطَّعَامِ وَھُوَ یُؤْکَلُ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ تو معجزات نبوی کو مومنوں کیلئے برکت اور بشارت سمجھتے تھے اور تم لوگ انہیں کافروں کے ڈرانے کا سبب شمار کرتے ہو۔ چنانچہ ہم ایک سفر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ پانی کم ہو گیا یا ناپید ہو گیا۔ تو آپؐ نے فرمایا کوئی بچا کھچا پانی تلاش کرو تو صحابہ کرامؓ ایک برتن لائے جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ آپؐ نے اپنا ہاتھ مبارک اس برتن میں ڈال دیا پھر لوگوں سے فرمایا اور آؤ برکت والے پاک پانی کی طرف اور یہ برکت اللہ کی طرف سے ہے میرا کوئی کمال نہیں ہے۔ تو میں نے پانی کو دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے ابل رہا تھا۔ اسی طرح ہم کھانے کی تسبیح سنتے تھے۔ حالانکہ اسے کھایا جا رہا تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ نعد الایات برکۃ الخ اس سے فساد زمانہ اور انقلاب امر خیر الی الشر کہ خیر شر سے بدل گیا اس کو بیان کرنا ہے۔ یعنی یہ آیات الٰہیہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں برکت اور مسلمانوں کے لئے خوشخبری کا باعث ہوتی تھیں لیکن آج سوائے ڈرانے اور خوف دلانے کے کچھ باقی نہیں رہا دیکھو قحط سالی زلزلہ وغیرھا سے تخوف ہی رہ گئی ہے۔ عد یعنی شمار کو ذکر کیا اور اس کا ملزوم وجود مراد لیا۔ یعنی یہی چیز باقی رہ گئی ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت شیخ گنگوہیؒ کی توجیہ دیگر شراح کی توجیہ سے بہتر ہے۔ چنانچہ حافظؒ فرماتے ہیں کہ آیات سے خوارق

عادات امور مراد ہیں۔ ان میں سے نہ تو سب تخویف کا باعث ہیں اور نہ ہی سب برکت کا سبب ہیں بعض برکت اور بعض تخویف کیلئے ہیں یہی تحقیق کا تقاضا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے مخاطبین و ما نرسل بالایات الا تخویفا ترجمہ کہ ہم ان خوارق عادات کو لوگوں کے ڈرانے کے لئے ہی بھیجتے ہیں۔ اس سے استدلال کرتے تھے۔ جن پر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے رد کیا۔ عینیؒ اور قسطلانیؒ بھی یہی فرماتے ہیں۔ لیکن شیخ کے کلام کی تائید حضرت ابن مسعودؓ کی تمام روایت سے ہوتی ہے کہ جب انہوں نے کسی جگہ کا خسف کا واقعہ سنا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی برکات کو یاد کرنے لگے کہ ہم تو ان آیات کو برکت شمار کرتے تھے۔ بعض نے آیات سے آیات قرآنی مراد لی ہیں لیکن وہ سباق کلام کے مناسب نہیں ہے۔ ملا علی قاریؒ نے مرقات میں ایک تیسرے معنی بیان کئے ہیں کہ آیات سے معجزات اور کرامات مراد ہیں۔ تو ابن مسعودؓ کا منشا یہ تھا کہ عامۃ الناس کو تو وہی آیات فائدہ دیتی ہیں جن میں تخویف ہو اور صحابہ کرام کو وہ آیات فائدہ پہنچاتی ہیں جن کو برکت ہو۔ تو خواص کا طریقہ محبت اور امید پر مبنی تھا۔ اور عوام کا طریقہ کثرت خوف دعنا پر مبنی ہے۔ اور کوکب کے اندر قطب گنگوہیؒ نے ایک اور معنی بیان فرمائے ہیں۔ کہ آیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایمان کی زیادتی کا باعث بنتی تھیں۔ خواہ مبشرات ہوں یا منذرات ہوں۔ لیکن آج تمہارے اندر تخویفات رہ گئی ہیں۔ تو معنی یہ ہوئے کہ ہمارے اندر مبشرات زیادہ ہوتی تھیں۔ اور تمہارے اندر منذرات زیادہ ہیں۔

حدیث (۳۳۲۶) حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ الخ حَدَّثَنِیْ جَابِرٌ اَنَّ اَبَاهُ تُوُفِّیَ وَعَلَیْهِ دَیْنٌ فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنَّ اَبِیْ تَرَکَ عَلَیْهِ دَیْنًا وَّلَیْسَ عِنْدِیْ اِلَّا مَا یُخْرِجُ نَخْلُهٗ وَلَا یَبْلُغُ مَا یُخْرِجُ سِنِیْنَ مَا عَلَیْهِ فَانْطَلِقْ مَعِیَ لِکَیْ لَا یُفْحِشَ عَلَیَّ الْغُرَمَآءُ فَمَشٰی حَوْلَ بَیْدَرٍ مِّنْ بَیَادِرِ التَّمْرِ فَدَعَا ثُمَّ اٰخَرَ ثُمَّ جَلَسَ عَلَیْهِ فَقَالَ انْزِعُوْهُ فَاَوْفَاهُمُ الَّذِیْ لَهُمْ وَبَقِیَ مِثْلُ مَآ اَعْطَاهُمْ۔

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ میرے باپ کی وفات ہوگئی کہ ان کے اوپر قرضہ تھا۔ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ میرے والد مرحوم قرضہ چھوڑ گئے ہیں۔ اور میرے پاس سوائے کھجور کی پیداوار کے اور کوئی آمدنی نہیں ہے۔ اور اس پیداوار سے کئی سال تک ان کا قرضہ ادا نہیں ہو سکتا۔ آپؐ میرے ہمراہ چلیں تا کہ قرض خواہ میرے خلاف بدگوئی نہ کریں۔ تو آپ کھجور کی ڈھیریوں میں سے ایک ڈھیری کے اردگرد گھومے پھر دعا کی بعد ازاں دوسری ڈھیری پر آ گئے۔ گھومے کچھ پڑھا۔ پھر اس پر چڑھ کر بیٹھ گئے۔ اور غرماء سے فرمایا کہ اپنا اپنا حق کھینچتے جاؤ۔ پس آپؐ نے ان کا جو جو حق تھا وہ بھی پورا کر دیا اور جس قدر دیا تھا اتنا باقی بھی بچ رہا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ روایات میں ہے کہ تیس اوسق قرضہ صرف ایک یہودی کا تھا جس کو ایک قسم سے ادا کیا گیا اور اس میں سے سترہ وسق بچ رہے۔ دوسرے لوگوں کا قرضہ اور قسم کا تھا جس کو پورا کیا گیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لایبلغ فعل ہے۔ مایخرج سنین فاعل ہے۔ اور ماعلیه مفعول ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قسطلانیؒ فرماتے ہیں سنین ای فی مدة سنین ماعلیه امن الدین.

حدیث (۳۳۲۷) حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ الخ حَدَّثَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍؓ اَنَّ اَصْحَابَ الصُّفَّةِ کَانُوْا اُنَاسًا فُقَرَآءَ وَاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَرَّةً مَنْ کَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اثْنَیْنِ فَلْیَذْهَبْ بِثَالِثٍ وَمَنْ کَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اَرْبَعَةٍ فَلْیَذْهَبْ بِخَامِسٍ اَوْ سَادِسٍ اَوْ کَمَا قَالَ وَاَنَّ اَبَا بَکْرٍؓ جَآءَ بِثَلٰثَةٍ وَانْطَلَقَ

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِعَشَرَۃٍ وَاَبُوْبَکْرٍؓ وَثَلٰثَۃً قَالَ فَھُوَ اَنَا وَاَبِیْ وَاُمِّیْ وَلَآ اَدْرِیْ ھَلْ قَالَ اِمْرَأَتِیْ وَخَادِمِیْ بَیْنَ بَیْتِنَا وَبَیْنَ بَیْتِ اَبِیْ بَکْرٍؓ وَاَنَّ اَبَابَکْرٍؓ تَعَشّٰی عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَبِثَ حَتّٰی صَلَّی الْعِشَآءَ ثُمَّ رَجَعَ فَلَبِثَ حَتّٰی تَعَشّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ بَعْدَ مَا مَضٰی مِنَ اللَّیْلِ مَا شَآءَ اللّٰہُ قَالَتْ لَہٗ امْرَأَتُہٗ مَا حَبَسَکَ عَنْ اَضْیَافِکَ اَوْ ضَیْفِکَ قَالَ اَوْ عَشَّیْتِھِمْ قَالَتْ اَبَوْا حَتّٰی تَجِیْءَ قَدْ عَرَضُوْا عَلَیْھِمْ فَغَلَبُوْھُمْ فَذَھَبْتُ فَاخْتَبَأْتُ فَقَالَ یَا غُنْثَرُ فَجَدَّعَ وَسَبَّ وَقَالَ کُلُوْا وَقَالَ لَآ اَطْعَمُہٗ اَبَدًا قَالَ وَاَیْمُ اللّٰہِ مَا کُنَّا نَاْخُذُ مِنَ اللُّقْمَۃِ اِلَّا رَبَا مِنْ اَسْفَلِھَا اَکْثَرُ مِنْھَا حَتّٰی شَبِعُوْا وَصَارَتْ اَکْثَرَ مِمَّا کَانَتْ قَبْلُ فَنَظَرَ اَبُوْ بَکْرٍؓ فَاِذَا شَیْءٌ اَوْ اَکْثَرُ قَالَ لِامْرَأَتِہٖ یَا اُخْتَ بَنِیْ فِرَاسٍ قَالَتْ لَا وَقُرَّۃِ عَیْنِیْ لَھِیَ الْاٰنَ اَکْثَرُ مِمَّا قَبْلُ بِثَلٰثِ مَرَّاتٍ فَاَکَلَ مِنْھَا اَبُوْ بَکْرٍؓ وَقَالَ اِنَّمَا کَانَ الشَّیْطٰنُ یَعْنِیْ یَمِیْنَہٗ ثُمَّ اَکَلَ مِنْھَا لُقْمَۃً ثُمَّ حَمَلَھَا اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَصْبَحَتْ عِنْدَہٗ وَکَانَ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمٍ عَھْدٌ فَمَضَی الْاَجَلُ فَتَفَرَّقْنَا اِثْنَا عَشَرَ رَجُلًا مَعَ کُلِّ رَجُلٍ مِّنْھُمْ اُنَاسٌ اللّٰہُ اَعْلَمُ کَمْ مَعَ کُلِّ رَجُلٍ غَیْرَ اَنَّہٗ بَعَثَ مَعَھُمْ قَالَ اَکَلُوْا مِنْھَا اَجْمَعُوْنَ اَوْ کَمَا قَالَ.

ترجمہ۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ اصحاب صفہ غریب طالب علم تھے۔ ان کیلئے آپؐ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ جس شخص کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرا اپنے ساتھ لے جائے اور جس شخص کے پاس چار کا کھانا ہو وہ پانچواں یا چھٹا آدمی ساتھ لے جائے۔ حضرت ابوبکرؓ تین طالب علم لے آئے۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس لئے اور ابوبکر صدیقؓ تین بھی زائد لے آئے تھے کیونکہ ان کے گھر ایک میں تھا۔ دوسرا میرا باپ۔ تیسری میری ماں مجھے یاد نہیں کہ کہا میری بیوی تھی۔ اور ایک نوکرانی تھی جو ہمارے گھر اور ابوبکر صدیقؓ کے گھر کا کام کرتی تھی۔ اور حضرت ابوبکرؓ کی عادت مبارک تھی کہ وہ شام کا کھانا جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کھاتے۔ پھر ٹھہرے رہتے یہاں تک کہ عشاء کی نماز سے فارغ ہوتے اور پھر واپس آتے تھے۔ چنانچہ اس دن بھی حسب معمول ٹھہرے رہے۔ یہاں تک کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کا کھانا کھایا۔ تو رات کافی گذر جانے کے بعد گھر آئے ان کی بیوی نے ان سے کہا کہ مہمان آپ کے انتظار میں رہے۔ آپ کو کس چیز نے روکے رکھا۔ آپ نے پوچھا کیا تم لوگوں نے ان کو شام کا کھانا نہیں کھلایا۔ وہ بولیں کہ جب تک آپ نہیں آئیں گے انہوں نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا۔ حالانکہ ان کے گھر کے لوگوں نے کھانا ان کے سامنے پیش کیا تھا مگر وہ لوگ اپنی بات پر اصرار کرتے رہے۔ یہاں تک کہ گھر کے لوگوں پر غالب آ گئے حضرت عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ کھسک گیا اور کہیں چھپ گیا مجھے اباجان بلاتے رہے کہ او احمق خدا تیری ناک کان کاٹ دے خدا جانے کیا کیا گالی دی۔ اور ان مہمانوں سے کہا کہ تم لوگ کھانا کھاؤ۔ اور میں تو اس کھانے کو کبھی نہیں کھاؤں گا قسم کھائی حضرت عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! کہ ہم اس کھانے سے جو لقمہ بھی اٹھاتے تھے وہ نچلی طرف سے بڑھتا ہوا پہلے سے زیادہ ہو جاتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ لوگ خوب سیر ہوئے تو کھانا پہلے سے بھی زیادہ بچا ہوا تھا جس کو ابوبکر صدیقؓ نے بھی بغور دیکھا تو ویسے کا ویسا یا اس سے بھی زیادہ تھا۔ پھر اپنی بیوی ام رومانؓ سے پوچھا کہ اے بنو فراس کی بہن! تو ہی کچھ بتا اس نے کہا میری آنکھ کی ٹھنڈک کی قسم! ایسا نہیں ہے بلکہ یہ پہلے سے بھی تین گنا زیادہ ہے یہ قسم کرامت صدیق کی خوشی کی وجہ سے تھی پس ابوبکر صدیقؓ نے قسم توڑ کر اس سے کھایا اور فرمایا میرا قسم کھا کر کھانے سے

رکنا شیطان کی طرف سے تھا۔ پھر اس میں سے کئی لقمے کھائے۔ بعدازاں اس کھانے کو اٹھا کر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے۔ جو صبح کے وقت تک آپ کے پاس رہا۔ ہمارے اور قوم کے درمیان معاہدہ ہوا میعاد ختم ہو جانے پر وہ لوگ آگئے ہم ان کی خبر گیری کرتے تھے اور انکے نمائندہ تھے۔ وہ بارہ آدمی نمائندے تھے ان میں سے ہر ایک نمائندہ کے ہمراہ کچھ لوگ تھے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ ہر نمائندہ آدمی کے ساتھ کس قدر لوگ تھے۔ بہر حال آپ نے یہ کھانا ان کے پاس بھی بھیجا۔ ان سب کے سب نے اس میں سے کھایا یا کوئی اور الفاظ کہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ ماکنانا خذ یہ مخرقہ قصہ پہلے بھی گذر چکا ہے۔ یہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی کرامت تھی جو نبی کا معجزہ ہوتا ہے کہ طعام میں زیادتی ہوگئی کہ پہلے سے تین گنا کھانا بڑھ گیا۔ اور ممکن ہے کہ ترجمہ اکلوا منھا اجمعون سے ثابت ہو۔ کیونکہ کھانا پہلے جتنا ابوبکر صدیقؓ کے گھر بڑھ چکا تھا۔ اس سے تین گنا زیادہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ سے بڑھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ علامہ عینیؒ نے اس جگہ اعتراض کیا ہے کہ اس جگہ ترجمہ تو علامات نبوت میں ہے۔ اور حدیث سے کرامت صدیق ثابت ہو رہی ہے۔ تو اس کا جواب یہ دیا ہے کہ جائز ہے کہ معجزہ کسی کے ہاتھ پر ظاہر ہوا اور اعجاز کسی کا ہو۔ اور کرمانیؒ نے جواب دیا ہے۔ لیکن میرے نزدیک جواب دینے کی ضرورت ہی نہیں۔ اس لئے کہ ولی کی کرامت اس کے نبی کا معجزہ ہوا کرتا ہے۔ جیسا کہ بیان ہوا۔ نیز! شیخ گنگوہیؒ کی توجیہ کے مطابق بیت ابی بکر میں ان کی کرامت ظاہر ہوئی اور اکلوا منھا اجمعون سے نبی کا معجزہ ثابت ہوا۔ اس طرح علامات نبوت میں دونوں آگئے۔ کیونکہ علامت ہے۔ معجزہ یا کرامت دونوں کو شامل ہے۔

حدیث (۳۳۲۸) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ اَصَابَ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ قَحْطٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ جُمُعَةٍ اِذْ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْكُرَاعُ هَلَكَتِ الشَّآءُ فَادْعُ اللّٰهَ يَسْقِيْنَا فَمَدَّ يَدَيْهِ وَدَعَا قَالَ اَنَسٌ وَاِنَّ السَّمَآءَ لَمِثْلُ الزُّجَاجَةِ فَهَاجَتْ رِيْحٌ اَنْشَاَتْ سَحَابًا ثُمَّ اَرْسَلَتِ السَّمَآءُ عَزَالِيَهَا فَخَرَجْنَا نَخُوْضُ الْمَآءَ حَتّٰى اَتَيْنَا مَنَازِلَنَا فَلَمْ نَزَلْ نُمْطَرُ اِلَى الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى فَقَامَ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الرَّجُلُ اَوْغَيْرُهٗ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَهَدَّمَتِ الْبُيُوْتُ فَادْعُ اللّٰهَ يَحْبِسْهُ فَتَبَسَّمَ ثُمَّ قَالَ حَوَا لَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَنَظَرْتُ اِلَى السَّحَابِ تَصَدَّعَ حَوْلَ الْمَدِيْنَةِ كَاَنَّهَا اِكْلِيْلٌ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مدینہ والوں کو قحط سالی کا سامنا کرنا پڑا۔ پس دریں اثنا کہ آپ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک ایک آدمی کھڑا ہو گیا کہنے لگا یا رسول اللہ گھوڑے اور بکریاں ہلاک ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ہم پر بارش برسائے۔ تاکہ ہم پانی پئیں اور پلائیں پس آپ نے دونوں ہاتھ اوپر کو اٹھا کر دعا فرمائی حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آسمان شیشے کی طرح بالکل صاف تھا۔ آندھی چلی بادل پیدا کئے اور پھر ان کو اکٹھا کر دیا۔ آسمان نے اپنے مشکیزے کے دونوں نچلے منہ کھول دیئے۔ پس ہم پانی میں بھیگتے ہوئے باہر نکلے۔ مشکل سے ہم اپنی اپنی منزل پر پہنچے۔ پس بارش تو برابر دوسرے جمعہ تک جاری رہی۔ پس آپ کی طرف وہی آدمی یا کوئی دوسرا کھڑا ہوا۔ یا رسول اللہ! اب تو گھر گر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اس بارش کو روک دے۔ پس حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے پھر دعا فرمائی اے اللہ! یہ بارش ہمارے اردگرد ہو ہم پر نہ ہو۔ چنانچہ میں نے بادل کو دیکھا کہ وہ پھٹ گیا۔ مدینہ کے اردگرد ایسا ہو گیا جیسا کہ تاج ہوتا ہے۔

حدیث (۳۳۲۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَخطُبُ اِلٰى جِذْعٍ فَلَمَّا اتَّخَذَ الْمِنبَرَ تَحَوَّلَ اِلَيْهِ فَحَنَّ الْجِذْعُ فَاَتَاهُ فَمَسَحَ يَدَهٗ عَلَيْهِ وَقَالَ عَبْدُ الْحَمِيْدِ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ایک ستون کے سہارے خطبہ دیا کرتے تھے جب منبر بنایا گیا تو آپؐ اس کی طرف پھر گئے تو وہ ستون بچوں کی طرح سسکیاں لے کر رونے لگا۔ پس آپؐ اس کے پاس تشریف لائے اپنا ہاتھ مبارک اس پر پھیرا تب وہ خاموش ہوا دوسری سند بھی ہے جس میں راوی ابن عمرؓ ہیں۔

حدیث (۳۳۳۰) حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ الخ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْمُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلٰى شَجَرَةٍ اَوْ نَخْلَةٍ فَقَالَتْ اِمْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ اَوْ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا نَجْعَلُ لَكَ مِنبَرًا قَالَ اِنْ شِئْتُمْ فَجَعَلُوْا لَهٗ مِنبَرًا فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ دُفِعَ اِلَى الْمِنبَرِ فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ صِيَاحَ الصَّبِيِّ ثُمَّ نَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَمَّهٗ اِلَيْهِ تَئِنُّ اَنِيْنَ الصَّبِيِّ الَّذِيْ يُسَكَّنُ قَالَ كَانَتْ تَبْكِيْ عَلٰى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ عِنْدَهَا.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن کسی درخت یا کسی کھجور کے تنے کے پاس کھڑے ہوئے تھے تو انصار کی ایک عورت یا ایک مرد نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم آپ کیلئے ایک منبر نہ بنائیں آپؐ نے فرمایا تمہاری مرضی! تو انہوں نے آپؐ کے لئے منبر تیار کرلیا پس جب جمعہ کا دن آیا تو آپ منبر کی طرف منتقل ہوگئے تو کھجور کے تانے بچے کی طرح چیخنا شروع کردیا۔ آپ منبر سے اترے اسے اپنے سینے سے لگایا تو وہ ایسے سسکیاں لینے لگا جیسے بچہ لیتا ہے جس کو چپ کرایا جاتا ہے۔ راوی فرماتے ہیں کہ وہ خشک تنا اس ذکر الٰہی کے چھوٹ جانے کی وجہ سے روتا تھا جو ذکر وہ اپنے پاس سنتا تھا۔

حدیث (۳۳۳۱) حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ الخ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَبْنَ عَبْدِ اللّٰهِؓ يَقُوْلُ كَانَ الْمَسْجِدُ مَسْقُوْفًا عَلٰى جُذُوْعٍ مِّنْ نَّخْلٍ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ يَقُوْمُ اِلٰى جِذْعٍ مِنْهَا فَلَمَّا صُنِعَ لَهُ الْمِنبَرُ وَكَانَ عَلَيْهِ فَسَمِعْنَا لِذٰلِكَ الْجِذْعِ صَوْتًا كَصَوْتِ الْعِشَارِ حَتّٰى جَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلَيْهَا فَسَكَنَتْ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ مسجد نبوی کھجور کے تنوں کے اوپر چھت دی گئی تھی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ دینا شروع کرتے تو ان میں سے ایک ستون کے ساتھ کھڑے ہوتے تھے۔ پس جب آپؐ کے لئے منبر بنا دیا گیا تو آپؐ اس کے اوپر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے۔ تو ہم نے اس ستون کی ایسی آواز سنی جیسے دس ماہ کی حاملہ اونٹنی اپنے بچے کے فراق میں روتی ہے۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک اس پر رکھا تب اس کو سکون حاصل ہوا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ جو انعام کسی نبی کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عطاء ہوا۔ اگر عیسیٰؑ کو احیاء موتی مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ دیا گیا۔ تو جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حنین جذع یعنی استن حنانہ کا معجزہ عطا ہوا۔ جو احیاء موتی کے معجزہ سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ خشک تنے میں تو کبھی حیات کے آثار تھے ہی نہیں۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

مولانا رومؒ فرماتے ہیں۔ استن حنانہ از ہجر رسول نالہ منبرو ہمچوں ارباب عقول مسندت بودم تو ازمن تاختی مسند خود را تو منبر ساختی

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے تقریر دلپذیر میں یقین کی تین قسمیں بیان کی ہیں ۔علم الیقین. عین الیقین اور حق الیقین فرماتے ہیں کہ فراق اور محبت میں رونا یہ حق الیقین کے درجہ کے حصول کے بعد ہوتا ہے۔ جب کھجور کے ایک خشک تنے میں حق الیقین پیدا ہو گیا تھا تو صحابہ کرامؓ تو انسان تھے ان کے جذب واشتیاق کے کیا کہنے جو انہوں نے آپ کی وفات پر جس صبر کا مظاہرہ کیا وہ قابل رشک ہے۔

حدیث(۳۳۳۲)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ عَنْ اَبِیْ وَآئِلٍ قَالَ قَالَ عُمَرُؓ اَیُّکُمْ یَحْفَظُ حَدِیْثَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْفِتْنَۃِ وَبِسَنَدِ آخِرِ عَنْ حُذَیْفَۃَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ اَیُّکُمْ یَحْفَظُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْفِتْنَۃِ فَقَالَ حُذَیْفَۃُ اَنَا اَحْفَظُ کَمَا قَالَ قَالَ ھَاتِ اِنَّکَ لَجَرِیْءٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِتْنَۃُ الرَّجُلِ فِیْ اَھْلِہٖ وَمَالِہٖ وَجَارِہٖ تُکَفِّرُہُ الصَّلٰوۃُ وَالصَّدَقَۃُ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّھْیُ عَنِ الْمُنْکَرِ قَالَ لَیْسَتْ ھٰذِہٖ وَلٰکِنَّ الَّتِیْ تَمُوْجُ کَمُوْجِ الْبَحْرِ قَالَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَا بَاْسَ عَلَیْکَ مِنْھَا اِنَّ بَیْنَکَ وَبَیْنَھَا بَابًا مُغْلَقًا قَالَ یُفْتَحُ الْبَابُ اَوْ یُکْسَرُ قَالَ لَابَلْ یُکْسَرُ قَالَ ذَاکَ اَحْرٰی اَنْ لَّا یُغْلَقَ قُلْنَا عَلِمَ عُمَرُ الْبَابَ قَالَ نَعَمْ کَمَا اَنَّ دُوْنَ غَدٍ اللَّیْلَۃَ اِنِّیْ حَدَّثْتُہٗ حَدِیْثًا لَیْسَ بِالْاَغَالِیْطِ فَھِبْنَا اَنْ نَّسْاَلَہٗ وَاَمَرْنَا مَسْرُوْقًا فَسَاَلَہٗ مَنِ الْبَابُ قَالَ عُمَرُؓ.

ترجمہ۔ حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے فرمایا تم میں سے کس کو فتنہ کے بارے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یاد ہے۔ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا مجھے اسی طرح یاد ہے۔ آپ نے فرمایا لاؤ واقعی تم جری ہو۔ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آزمائش تو آدمی کی مال میں۔ اپنے اہل وعیال میں اور اپنے پڑوس میں ہوتی ہے۔ جس کا کفارہ نماز۔ صدقہ خیرات امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا میرا سوال اس کے متعلق نہیں۔ لیکن اس فتنہ کے بارے میں ہے جو سمندر کی موجوں کی طرح حرکت کرے گا۔ اور کسی کو نہیں چھوڑے گا۔ انہوں نے کہا اے امیر المؤمنین! آپ کو اس کی کوئی فکر نہ کرنی چاہیئے کیونکہ آپ کے اور اس کے درمیان ایک بند دروازہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا وہ دروازہ کھولا جائیگا یا توڑا جائیگا انہوں نے فرمایا بلکہ توڑا جائے گا فرمایا یہ تو اس لائق تھا کہ اسے بند نہ کیا جاتا ہم نے آپس میں کہا کہ کیا حضرت عمرؓ کو اس دروازے کا علم ہے۔ انہوں نے کہا ہاں ایسے علم ہے جیسے کل سے پہلے رات کے آنے کا یقین ہے۔ میں حدیث بیان کر رہا ہوں کوئی چیستاں اور پہلی نہیں ہے۔ جس کا صرف عقل سے تعلق ہوتا ہے یہ تو حدیث نبوی ہے پس ہم لوگ ان سے اس بارے میں پوچھنے سے ڈر گئے ہم نے حضرت مسروق سے کہا کہ تم پوچھو تو انہوں نے پوچھا کہ دروازہ کون ہے فرمایا حضرت عمرؓ ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ قال حذیفة انا احفظ الخ حضرت حذیفہؓ بڑے قوی حافظہ والے تھے۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر خطبات کے اکثر الفاظ انہیں ازبر ہوتے تھے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حضرت حذیفہؓ صاحب سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے یعنی راز دار تھے۔ اور فتن کے بارے میں ان سے روایات کثیرہ وارد ہوئی ہیں۔ چنانچہ حضرت ابو درداءؓ نے حضرت علقمہ سے فرمایا الیس ابو درداء صاحب السر الذی لا یعلمہ غیرہ کہ کیا

تمہارے اندر وہ راز دار نہیں ہے جس کے بغیر وہ راز اور کوئی نہیں جانتا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ اہل سنت والجماعت کے نزدیک کبائر کا کفارہ تو توبہ ہے صغائر کا کفارہ حسنات ہیں۔ موج البحر سے مراد یہ ہے کہ سخت جھگڑے ہوں گے۔ جس سے گالی گلوچ اور لڑائی تک نوبت پہنچے گی۔

حدیث (۳۳۳۳) حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ الخ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ وَحَتّٰى تُقَاتِلُوا التُّرْكَ صِغَارَ الْاَعْيُنِ حُمْرَ الْوُجُوْهِ ذُلْفَ الْاُنُوْفِ كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ وَتَجِدُوْنَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ اَشَدَّهُمْ كَرَاهِيَةً لِهٰذَا الْاَمْرِ حَتّٰى يَقَعَ فِيْهِ وَالنَّاسُ مَعَادِنُ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْاِسْلَامِ وَلَيَاْتِيَنَّ عَلٰى اَحَدِكُمْ زَمَانٌ لَاَنْ يَّرَانِيْ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ مِثْلُ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا اس وقت تک قیامت نہیں ہوگی یہاں تک کہ تمہاری جنگ ایک ایسی قوم سے ہوگی جن کے جوتے بالوں والے ہوں گے اور یہاں تک کہ تمہاری جنگ ترک قوم سے ہوگی جو چھوٹی چھوٹی آنکھوں والے سرخ چہرے والے اور چپٹی ناک والے ہوں گے ان کے چہرے ایسے ہوں گے گویا کہ وہ تہ بہ تہ کوٹی ہوئی ڈھالیں ہیں۔ اور تم لوگوں میں سے بہتر اس شخص کو پاؤ گے جو اس امر حکومت سے سخت کراہت کرنے والا ہوگا۔ یہاں تک کہ مجبوراً اس میں مبتلا ہو جائے۔ اور فرمایا لوگ کانوں کی طرح اچھے برے ہوتے ہیں لیکن جو زمانہ جہالت میں بہتر تھا وہ زمانہ اسلام میں بھی بہتر رہے گا اور تم پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ میرا دیکھنا اس کو اتنا محبوب ہوگا کہ وہ اہل وعیال اور مال و دولت جیسی چیزوں کی پرواہ نہیں کرے گا۔

حدیث (۳۳۳۴) حَدَّثَنَا يَحْيٰى الخ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا خُوْزًا وَكِرْمَانًا مِنَ الْاَعَاجِمِ حُمْرَ الْوُجُوْهِ فُطْسَ الْاُنُوْفِ صِغَارَ الْاَعْيُنِ وُجُوْهُهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ تَابَعَهٗ غَيْرُهٗ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تم لوگ عجم کے شہروں خوز اور کرمان کے لوگوں سے جنگ کرو گے۔ جن کے چہرے سرخ ہوں گے۔ ناک چپٹی یا پھیلی ہوئی ہوگی۔ چھوٹی چھوٹی آنکھیں ہوں گی گویا کہ ان کے چہرے دوہری کوٹی ہوئی ڈھالوں جیسے ہوں گے۔ اور ان کے جوتے بالوں والے ہوں گے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ خوز۔ بلاد اھواز۔ تستر اور کرمان یہ سب خراسان اور بحر الهند کے علاقے ہیں۔ خراسان اور سجستان کے درمیان واقع ہیں علامہ کرمانیؒ نے اشکال وارد کیا ہے کہ ان دو ولایتوں کے لوگ ان صفات والے نہیں ہیں۔ جواب یہ ہے قیامت کے قریب قریب ان صفات والے ہوں گے یعنی بعد میں ایسے ہو جائیں گے۔ یا یہ کہ بنسب تعرب کے یہ ترک کے توابع میں سے ہیں۔ طیبیؒ فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ ترک کی دو قسمیں مراد ہوں ایک کے اصول خوز میں سے ہوں اور دوسری کے کرمان میں سے ہوں۔

حدیث (۳۳۳۵) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ قَالَ اَتَيْنَا اَبَا هُرَيْرَةَؓ فَقَالَ صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَ سِنِيْنَ لَمْ اَكُنْ فِيْ سِنِيَّ اَحْرَصَ عَلٰى اَنْ اَعِيَ الْحَدِيْثَ مِنِّيْ فِيْهِنَّ سَمِعْتُهٗ

يَقُوْلُ وَقَالَ هٰكَذَا بِيَدِهٖ وَبَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ وَهُوَ هٰذَا الْبَارِزُ قَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً وَهُمْ اَهْلُ الْبَارِزِ.

ترجمہ۔قیسؒ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت ابو ہریرہؓ کے پاس آئے تو انہوں نے فرمایا کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تین سال تک رہا۔اس مدت میں میرے سے زیادہ حریص کوئی نہیں تھا کہ میں ان تین سالوں میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث محفوظ کرلوں۔ میں نے ان سے سنا اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرماتے تھے قیامت قائم ہونے سے پہلے تم لوگ ایک ایسی قوم سے لڑائی لڑو گے جن کے جوتے بالوں والے ہوں گے اور وہ ان جنگلوں یا پہاڑوں میں رہنے والے ہوں گے۔بعض نے اس سے فارس اور بعض نے صحرا اور بعض نے جبال مرادلیا ہے کیونکہ پہاڑ بھی روئے زمین سے کھلتے اور ظاہر ہوتے ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تین سال حضور کی صحبت میں رہے تو جن روایات میں اس سے زیادہ سال وارد ہوئے ہیں وہ اسکے منافی نہیں۔کیونکہ ان تین سالوں میں حضرت ابو ہریرہؓ کو احادیث کے ضبط کرنے کا زیادہ حرص تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ دیگر شراح کی توجیہات سے قطب گنگوہیؒ کی توجیہ زیادہ وزنی ہے۔چنانچہ حافظؒ فرماتے ہیں کہ ان تین سال سے مدت ملازمت شدیدہ مراد ہے۔جب کہ وہ حج عمرہ یا سفر غزوہ میں آپؐ کے ہمراہ نہیں ہوتے تھے۔کیونکہ جس قدر مدینہ منورہ میں آپ کی ملازمت ہوتی تھی دوسرے مقامات پر ایسی نہ ہوتی تھی۔یا حرص استماع حدیث تین سال میں ہوا۔تو اس حدیث میں مفضل اور مفضل علیہ دونوں خود ابو ہریرہؓ ہوئے۔

حدیث(۳۳۳۶)حَدَّثَنَاسُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الخ حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ تَغْلِبَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا يَنْتَعِلُوْنَ الشَّعْرَ وَتُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُ الْمُطْرَقَةُ.

ترجمہ۔حضرت عمرو بن تغلب فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ قیامت سے پہلے پہلے تم ایک ایسی قوم سے جنگ کرو گے جو بالوں کے جوتے استعمال کرتے ہوں گے اور ایسی قوم سے جنگ لڑو گے جن کے چہرے ڈبل سلائی والی ڈھالوں جیسے ہوں گے۔

حدیث(۳۳۳۷)حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ الخ اَنَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تُقَاتِلُكُمُ الْيَهُوْدُ فَتُسَلَّطُوْنَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُ الْحَجَرُ يَا مُسْلِمُ هٰذَا يَهُوْدِيٌّ وَرَآئِيْ فَاقْتُلْهُ.

ترجمہ۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ تم سے یہودی جنگ کریں گے جب کہ تم لوگ ان پر غالب رہو گے یہاں تک کہ پتھر کہے گا اے مسلمان یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے اسے قتل کرو۔

حدیث (۳۳۳۸) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ الخ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَغْزُوْنَ فَيُقَالُ هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَحِبَ الرَّسُوْلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ عَلَيْهِمْ يَغْزُوْنَ فَيُقَالُ لَهُمْ هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَحِبَ مَنْ صَحِبَ الرَّسُوْلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ.

ترجمہ۔حضرت ابو سعیدؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا جس میں وہ جہا

دکریں گے توان سے پوچھا جائے گا کہ کیا تم میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی ہوتو لوگ کہیں گے ہاں۔ پس اس کی برکت سے ان کو فتح نصیب ہوگی پھر جہاد کریں گے تو پوچھا جائیگا کہ تم میں سے ایسا شخص موجود ہے جس نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی صحبت اختیار کی ہو۔ تو کہا جائے گا کہ ہاں موجود ہے تو اس کی وجہ سے انہیں فتح حاصل ہوگی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ هکذا بیده سے ان بلا دکی طرف اشارہ ہے جہاں جنگ برپا ہوگی۔ فیفتح لهم یعنی اس صحابی یا تابعی کی برکت سے ان کو فتح حاصل ہوگی۔ یہ محل ترجمہ ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ هکذا بیده کا فائدہ جو شیخ گنگوہیؒ نے بیان فرمایا ہے۔ چاروں شراح میں سے کسی نے اس طرف توجہ نہیں فرمائی۔ اور میرے نزدیک ان کے وقائع کے بعد قرب قیامت کی طرف اشارہ ہے۔ اور یہ مسند احمد میں اشارہ آیا ہے۔ هکذا بیده قریب من بین یدی الساعة اور ایک روایت میں ہے۔ یقول بیده قریب من بین یدی الساعة الخ اور بعض روایات میں چوتھے طبقہ کا بھی ذکر ہے۔ مگر وہ روایت شاذہ ہے۔ اصل تین طبقے ہیں۔ صحابہؓ۔ تابعین۔ تبع تابعین رحمهم الله.

حديث (۳۳۳۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَكَمِ الخ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ بَيْنَا اَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ اَتَاهُ رَجُلٌ فَشَكَا اِلَيْهِ الْفَاقَةَ ثُمَّ اَتَاهُ اٰخَرُ فَشَكَا قَطْعَ السَّبِيْلِ فَقَالَ يَا عَدِيُّ هَلْ رَاَيْتَ الْحِيْرَةَ قُلْتُ لَمْ اَرَهَا وَقَدْ اُنْبِئْتُ عَنْهَا قَالَ فَاِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الظَّعِيْنَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيْرَةِ حَتّٰى تَطُوْفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ قُلْتُ فِيْمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ نَفْسِيْ فَاَيْنَ دُعَّارُ طَيِّ الَّذِيْنَ قَدْ سَعَّرُوْا الْبِلَادَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتُفْتَحَنَّ كُنُوْزُ كِسْرٰى قُلْتُ كِسْرَى بْنُ هُرْمُزَ قَالَ كِسْرَى بْنُ هُرْمُزَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيٰوةٌ لَتَرَيَنَّ الرَّجُلَ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهٖ مِنْ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ يَطْلُبُ مَنْ يَقْبَلُهُ مِنْهُ فَلَا يَجِدُ اَحَدًا يَقْبَلُهُ مِنْهُ وَلَيَلْقَيَنَّ اللّٰهَ اَحَدُكُمْ يَوْمَ يَلْقَاهُ وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ يُتَرْجِمُ لَهُ فَيَقُوْلَنَّ اَلَمْ اَبْعَثْ اِلَيْكَ رَسُوْلًا فَلْيُبَلِّغْكَ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَيَقُوْلُ اَلَمْ اُعْطِكَ مَالًا وَوَلَدًا وَاُفْضِلْ عَلَيْكَ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَيَنْظُرُ عَنْ يَمِيْنِهٖ فَلَا يَرٰى اِلَّا جَهَنَّمَ وَيَنْظُرُ عَنْ يَسَارِهٖ فَلَا يَرٰى اِلَّا جَهَنَّمَ قَالَ عَدِيٌّ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقَّةِ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ شِقَّ تَمْرَةٍ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ قَالَ عَدِيٌّ فَرَاَيْتُ الظَّعِيْنَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيْرَةِ حَتّٰى تَطُوْفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ وَكُنْتُ فِيْمَنِ افْتَتَحَ كُنُوْزَ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكُمْ حَيَاةٌ لَتَرَوُنَّ مَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهٖ.

ترجمہ۔ حضرت عدی بن حاتمؓ فرماتے ہیں کہ دریں اثنا میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ اچانک ایک آدمی آیا۔ پس اس نے بھوک کی شکایت کی۔ پھر دوسرا آیا تو اس نے ڈاکہ زنی کی شکایت کی تو آپؐ نے مجھ سے پوچھا اے عدیؓ! کیا تو نے حیرہ شہر دیکھا ہے۔ میں نے کہا حضرت! نہیں دیکھا البتہ مجھے اسکے متعلق بتلایا گیا ہے کہ کوفہ کے پاس ایک شہر ہے آپؐ نے فرمایا اگر تیری زندگی نے تیرے سے وفا کی تو تو ایک کجاوہ سوار عورت کو ضرور دیکھے گا جو حیرہ سی چلے گی یہاں تک کہ کعبہ کا طواف کرے گی اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرے گی میں نے اپنے دل میں کہا

کہ یہ قبیلہ طے کے ڈاکو کہاں جائیں گے جنہوں نے شہروں کے اندر فساد کی آگ بھڑکا رکھی ہے تو آپؐ نے پھر فرمایا کہ تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تمہارے لئے کسریٰ بادشاہ فارس کے خزانے کھولے جائیں گے۔ میں نے کہا حضرت! کسریٰ بن ھرمز۔ آپؐ نے فرمایا یہی کسریٰ بن ھرمز شاہ فارس۔ نیز! اگر تیری زندگی لمبی ہوئی تو تو ایک ایسا آدمی ضرور دیکھے گا جو سونے یا چاندی سے بھری ہوئی تھیلی نکال کر کسی ایسے آدمی کو تلاش کر رہا ہوگا۔ جو اس سے اس خیرات کو قبول کرے۔ تو اسے کوئی ایسا شخص نہیں ملے گا جو اس سے اس خیرات کو قبول کرے اور تم میں سے ایک آدمی اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے درمیان اور اس آدمی کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا۔ جو ترجمانی کے فرائض انجام دے تو اللہ تعالیٰ اس بندے سے پوچھے گا کہ کیا میں نے تیری طرف رسول و پیغمبر نہیں بھیجا تھا جس نے تجھے میرے احکام پہنچائے ہوں پس وہ کہے گا کیوں نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ کیا میں نے تجھے مال و اولاد نہیں دیئے تھے اور کیا میں نے تجھ پر فضل نہیں کمایا تھا۔ پس کہے گا کیوں نہیں۔ تو اپنے دائیں طرف دیکھے گا تو اسے جہنم کے سوا کچھ نظر نہیں آئے گا۔ بائیں طرف دیکھے گا تو جہنم کے سوا کچھ نظر آئے گا۔ حضرت عدیؓ فرماتے ہیں میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی سنا فرماتے تھے کہ جہنم کی آگ سے بچو اگر چہ کھجور کے ایک ٹکڑا کے ذریعہ سے کیوں نہ ہو۔ جو ایک ٹکڑا کھجور کا بھی نہیں رکھتا تو پاکیزہ کلام کے ذریعہ بچاؤ اختیار کرے۔ حضرت عدیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کجاوہ کی وہ عورت دیکھی جو حیرہ سے چلی تھی۔ یہاں تک کہ اس نے کعبہ کا طواف کیا۔ اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتی تھی۔ اور میں خود ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے کسریٰ بن ھرمز کے خزانے کھولے اگر تم زندہ رہے تو وہ جو نبی اکرم ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مٹھی بھر سونا یا چاندی لئے پھرے گا اسے کوئی قبول کرنے والا نہیں ملے گا ایسا شخص بھی دیکھ لو گے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ کسریٰ بن ھرمز کا نام دوسری مرتبہ اس لئے دہرایا کہ حضرت عدیؓ اسے محال سمجھتے تھے کہ کسریٰ بن ھرمز جیسی سپر طاقت بھی مفتوح ہوگی۔ کیونکہ وہ دنیا کے عظیم بادشاہوں میں سے تھا۔ شاید اور کسریٰ مراد ہو اس لئے انہوں نے دوبارہ سوال کر کے اس کی توثیق کرائی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ کسریٰ فارس کے بادشاہ کا لقب ہوتا تھا۔ یہ گفتگو کسریٰ بن ھرمز کے دور کی تھی۔ چونکہ کسریٰ فارس کی عظمت حضرت عدیؓ کے دل میں تھی۔ اس کو فتح کرنا ان کے نزدیک مستبعد تھا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ثابت ہوئی خود حضرت عدیؓ عینی شاہد ہیں۔ یہ غیب کی خبر تھی جو علامات نبوت میں سے ہے۔ ترجمہ ثابت ہوا۔

حدیث (۳۳۴۰) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ سَمِعْتُ عَدِيًّا كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ محل بن خلیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عدیؓ سے سنا فرماتے تھے کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا اس سے یہ ثابت کرنا ہے کہ محل راوی کا سماع عدی سے صراحۃً ہے۔

حدیث (۳۳۴۱) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ شَرْحِبِيلَ الخ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلّٰى عَلٰى أَهْلِ أُحُدٍ صَلٰوتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنِّي فَرَطُكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ إِنِّي وَاللّٰهِ لَأَنْظُرُ إِلٰى حَوْضِيَ الْاٰنَ وَإِنِّي قَدْ أُعْطِيتُ خَزَآئِنَ مَفَاتِيحِ الْأَرْضِ وَإِنِّي وَاللّٰهِ مَا أَخَافُ بَعْدِيْ أَنْ تُشْرِكُوا وَلٰكِنْ أَخَافُ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا.

ترجمہ۔ حضرت عقبہ بن عامرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ ایک دن باہر تشریف لائے اور شہدائے احد پر ایسے نماز پڑھی جیسے مردہ کی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے پھر منبر پر تشریف لا کر فرمانے لگے کہ میں تمہارا نمائندہ اور منتظم بن کر جا رہا ہوں۔ اور میں تم پر گواہ بنوں گا۔ اور بے شک اللہ کی قسم! میں ابھی اپنے حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں۔ اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئی ہیں۔ اور مجھے اپنے اور

تمہارے مشرک بتوں کے پجاری ہونے کا خطرہ نہیں البتہ اگر مجھے خطرہ ہے تو یہ کہ تمہاری رغبت اور مقابلہ دنیا کے بارے میں ہوگا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ فصلی علی اهل احد امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ اس سے دعا مراد ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بہت مدت کے بعد آپؐ نے شہداء احد پر نماز جنازہ پڑھی۔ تو معلوم ہوا کہ شہید کی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کا یہی مسلک ہے۔ یوم احد میں نماز اس لئے ترک کردی گئی کہ آپؐ اور مسلمان بہت مشغول تھے۔ فراغت ہی نہیں تھی وہ دن مسلمانوں کیلئے بہت سخت تھا۔ اس لئے نماز ترک کردی گئی جو بعد میں ادا ہوئی۔ بحث گزر چکی ہے۔ (کتاب الجنائز)

حدیث (۳۳۴۲) حَدَّثَنَا اَبُو نُعَيْمٍ الخ عَنْ اُسَامَةَؓ قَالَ اَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اُطُمٍ مِنَ الْاٰطَامِ فَقَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا اَرٰى اِنِّيْ اَرَى الْفِتَنَ تَقَعُ خِلَالَ بُيُوْتِكُمْ مَوَاقِعَ الْقَطْرِ.

ترجمہ۔ حضرت اسامہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ پر چڑھ کر جھانکا فرمایا کہ کیا تم وہ چیز دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں میں فتنوں کو دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے گھروں میں ایسے گھس رہے ہیں۔ جیسے بارش کثرت سے ہوتی ہے۔ اس سے ان لڑائیوں کی طرف اشارہ ہے جو آپؐ کے بعد ظاہر ہوئیں۔ حرہ کا واقعہ اور دیگر حروب مدینہ۔

حدیث (۳۳۴۳) حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ الخ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَزِعًا يَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مِثْلُ هٰذَا وَحَلَّقَ بِاِصْبَعِهٖ وَبِالَّتِيْ تَلِيْهَا فَقَالَتْ زَيْنَبُؓ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ قَالَ نَعَمْ اِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَتْنِيْ هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ قَالَتْ اِسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَا اُنْزِلَ مِنَ الْخَزَآئِنِ وَمَا ذَا اُنْزِلَ مِنَ الْفِتَنِ.

ترجمہ۔ حضرت زینب بنت جحشؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گھبرائے ہوئے تشریف لائے فرماتے تھے لا الہ الا اللہ ہلاکت ہے عرب کیلئے اس برائی سے جو قریب آرہی ہے۔ آج یاجوج وماجوج کی دیوار اس طرح کھول دی گئی۔ پھر آپؐ نے اپنی اور اسکے متصل والی انگلی سے حلقہ بنایا حضرت زینبؓ فرماتی ہیں کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسول کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے۔ حالانکہ ہمارے اندر تو نیک لوگ بھی ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں جب کہ خباثت زیادہ ہو جائے گی۔ دوسری سند زہریؒ سے حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے فرمایا سبحان اللہ کس قدر خزانے اتارے گئے اور کس قدر فتنے اتارے گئے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ ویل للعرب یعنی ایک ایسا لشکر ہوگا جو عرب سے جنگ کرے گا۔ بعض نے فتنے مراد لئے ہیں جو عرب میں ظاہر ہوں گے۔ ان میں قتل عثمانؓ اور بعد کے فتنے ہیں جو اب تک جاری ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ فتوحات کی کثرت ہوگی مال زیادہ ہوگا۔ حسد پیدا ہوگا جس سے خونریزی پیدا ہوگی۔ اور بعض نے اس سے ترک مراد لئے ہیں۔ جنہوں نے خلیفہ معتصم باللہ کو قتل کیا۔ پھر جو فتنے بغداد اور دیگر بلاد اسلام میں پھیلے یہاں تک کہ خروج دجال تک جاری رہیں گے۔ کثر الخبث خبث سے مراد فسق وفجور ہے یا زنا اور اولاد زنا مراد ہے۔ واللہ اعلم۔ غرضیکہ آپؐ نے خواب میں دیکھا خزائن فارس وروم کے بعد فتنوں کا دور دورہ ہوگا۔

حدیث (۳۳۴۴) حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ الخ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّؓ قَالَ قَالَ لِيْ اِنِّيْ اَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَتَتَّخِذُهَا فَاَصْلِحْهَا وَاَصْلِحْ رُعَامَهَا فَاِنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَاْتِيْ عَلٰى

النَّاسِ زَمَانٌ تَكُوْنُ الْغَنَمُ فِيْهِ خَيْرُ مَالِ الْمُسْلِمِ يَتْبَعُ بِهَا شَعْفَ الْجِبَالِ اَوْ سَعْفَ الْجِبَالِ فِيْ مَوَاقِعِ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِيْنِهٖ مِنَ الْفِتَنِ.

ترجمہ۔ حضرت ابوصعصعہؓ فرماتے ہیں کہ جناب ابوسعید خدریؓ نے مجھے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم بکریوں کو پسند کرتے ہو۔ اور انہیں کی ساخت پرداخت میں لگے رہتے ہو پس ان کو ٹھیک ٹھاک رکھو اور ان کی اس بیماری کا بھی علاج کرتے رہو جس کی وجہ سے ان کے ناک سے سنک بہتی رہتی ہے۔ کیونکہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ لوگوں میں ایک ایسا دور آئے گا جس میں بھیڑ بکریاں مسلمان کا بہترین مال ہوگا جن کے پیچھے وہ پہاڑ کی چوٹیوں پر یا پہاڑ کی کھجوروں کے جھنڈ میں بارش پڑنے کی جگہوں پر فتنوں سے بچنے کیلئے اپنے دین کو لے کر پھرتا ہوگا۔ یعنی فتنوں سے بھاگ کر الگ زندگی اختیار کرے گا۔

حدیث (۳۳۴۵) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ الْاُوَيْسِيُّ الخ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَكُوْنُ فِتَنٌ الْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِيْ وَمَنْ يُّشْرِفْ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ وَمَنْ وَّجَدَ مَلْجَأً اَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهٖ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ الخ مِثْلَ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ هٰذَا اِلَّا اَنَّ اَبَا بَكْرٍؓ يَزِيْدُ مِنَ الصَّلٰوةِ صَلٰوةٌ مَّنْ فَاتَتْهُ فَكَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب فتنے برپا ہوں گے اس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا۔ اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا۔ اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ جو ان کی طرف جھانک کر دیکھے گا وہ ہلاکت میں پڑے گا۔ اور جو شخص کوئی ٹھکانا یا جائے پناہ پالے تو اس کے ساتھ پناہ پکڑ لے۔ اور دوسری سند سے ابو بکرؓ نے یہ الفاظ زائد کئے ہیں کہ نمازوں میں سے ایک نماز ایسی ہے یعنی صلوٰۃ عصر جس نے اسکو قضا کر دیا پس گویا کہ اس کے اہل وعیال ومال ودولت لوٹ لئے گئے ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ یکون الغنم الخ اس حدیث میں غیب سے خبر دی گئی ہے۔ یہی محل ترجمہ ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہاں تک ہو سکے انسان فتنوں سے بچنے کے لئے بھاگ جائے۔ کیونکہ ان کا شر تعلق کے اعتبار سے ہوگا۔ جس قدر جس کا تعلق ہوگا اس قدر ابتلاء ہوگا۔

حدیث (۳۳۴۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ الخ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَتَكُوْنُ اُثْرَةٌ وَّاُمُوْرٌ تُنْكِرُوْنَهَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا تَاْمُرُنَا قَالَ تُؤَدُّوْنَ الْحَقَّ الَّذِيْ عَلَيْكُمْ وَتَسْاَلُوْنَ اللّٰهَ الَّذِيْ لَكُمْ.

ترجمہ۔ حضرت ابن مسعودؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا عنقریب ظلم ہوگا کہ مال مشترک کو اپنے لئے مختص کیا جائے گا۔ اور ایسے امور ہوں گے جن کو تم پسند نہ کرو گے تو صحابہ کرامؓ نے کہا یا رسول اللہ! آپؐ ایسے موقعہ پر ہمیں کس چیز کا حکم دیتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا تم اپنے وہ فرائض ادا کرو جو تمہارے ذمہ ہیں۔ اور اپنے حقوق کا اللہ تعالیٰ سے سوال کرو۔ یعنی ادلہ بدلہ نہ کرو اور نہ ہی امراء سے لڑائی مول لو۔ تمہارا کام سواطاعت ہے۔ اللہ تعالیٰ غیب سے تمہاری مدد فرمائے گا۔ غنیمت مال فئی وغیرہ سے امداد ہوگی۔

حدیث (۳۳۴۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ يُهْلِكُ النَّاسَ هٰذَا الْحَيُّ مِنْ قُرَيْشٍ قَالُوْا فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ لَوْ اَنَّ النَّاسَ اعْتَزَلُوْهُمْ وَقَالَ مَحْمُوْدٌ الخ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ كُنْتُ مَعَ مَرْوَانَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَؓ يَقُوْلُ سَمِعْتُ الصَّادِقَ الْمَصْدُوْقَ يَقُوْلُ هَلَاكُ اُمَّتِيْ عَلٰى يَدَيْ غِلْمَةٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ مَرْوَانُ غِلْمَةٌ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَؓ اِنْ شِئْتَ اَنْ اُسَمِّيَهُمْ بَنِيْ فُلَانٍ وَّبَنِيْ فُلَانٍ.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریش کا یہ قبیلہ لوگوں کو ہلاک کرے گا۔ انہوں نے کہا پھر ہمارے لئے آپ کا کیا حکم ہے۔ آپؐ نے فرمایا کاش! یہ لوگ ان سے الگ رہتے اور دوسری سند سے سعید اموی فرماتے ہیں کہ میں مروان اور ابوہریرہؓ کے ساتھ تھا تو میں نے حضرت ابوہریرہؓ سے سنا فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ سے جو سچے اور عند اللہ مصدوق ہیں ان سے سنا فرماتے تھے کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے لڑکوں کے ہاتھ پر ہوگی مروان نے کہا لڑکے! تعجب ہے حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو میں ان کے نام بتلا سکتا ہوں جو فلاں فلاں کے بیٹے ہیں۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ شاید اس سے غلمہ بنو امیہ مراد ہوں کیونکہ قتل عثمان غنیؓ کے بعد بنو امیہ سے فتن اور حروب میں کثیر مسلمان مارے گئے۔ اور ایک طریق میں ہے کہ مروان نے ان پر لعنت کی۔

حدیث (۳۳۴۸) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى الخ اِنَّهٗ سَمِعَ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ يَقُوْلُ كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ اَسْأَلُهٗ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ اَنْ يُّدْرِكَنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا فِيْ جَاهِلِيَّةٍ وَّشَرٍّ فَجَآءَ نَا اللّٰهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ قَالَ نَعَمْ وَفِيْهِ دَخَنٌ قُلْتُ وَمَا دَخَنُهٗ قَالَ قَوْمٌ يَّهْدُوْنَ بِغَيْرِ هَدْيِيْ تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ قُلْتُ فَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ دُعَاةٌ اِلٰى اَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ اَجَابَهُمْ اِلَيْهَا قَذَفُوْهُ فِيْهَا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صِفْهُمْ لَنَا فَقَالَ هُمْ مِّنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُوْنَ بِاَلْسِنَتِنَا قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِيْ اِنْ اَدْرَكَنِيْ ذٰلِكَ قَالَ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاِمَامَهُمْ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُمْ جَمَاعَةٌ وَّلَا اِمَامٌ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ اَنْ تَعَضَّ بِاَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَاَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ.

ترجمہ۔ حضرت حذیفہ بن الیمانؓ فرماتے ہیں کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھلائی کے متعلق پوچھتے تھے۔ اور میں آپؐ سے شر کے متعلق پوچھتا تھا۔ اس خطرہ کے پیش نظر کہ کہیں میں اس میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ پس میں نے کہا یا رسول اللہ! ہم جاہلیت اور شر میں تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے اس خیر اسلام کو لے آیا۔ پس اس خیر کے بعد کوئی شر بھی ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا ہاں! پھر میں نے پوچھا اس شر کے بعد خیر ہوگا۔ آپؐ نے ہاں میں جواب دیا لیکن فرمایا اس میں کدورت کا دھواں ہوگا۔ میں نے پوچھا وہ دھواں کیا ہے آپؐ نے فرمایا وہ لوگ جو میری سیرت کے خلاف سیرت اختیار کریں گے۔ بعض ان کے افعال کو تم اچھا سمجھو گے اور بعض کو برا سمجھو گے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ کیا اس خیر کے بعد کوئی شر ہوگا۔ فرمایا ہاں! جہنم کے دروازے پر کچھ داعی ہوں گے جو انکی دعوت کو قبول کریگا وہ اس کو اس میں پھینک دیں گے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! ان کے کچھ احوال ہمیں بیان فرمائیں۔ فرمایا وہ لوگ ہمارے طاقتور لوگوں میں سے ہوں گے۔ اور ہماری زبانوں میں باتیں کریں گے۔ لیکن ان تلبیسات سے گمراہ کرنا مقصود ہوگا۔ میں نے عرض کی اگر مجھے یہ دور مل جائے تو آپ کا میرے لئے کیا حکم ہے آپؐ نے فرمایا مسلمانوں کی جماعت اور ان کے حاکم اور امام کو لازم پکڑنا۔ میں نے کہا اگر جماعت اور

امام نہ ہوتو آپؐ نے فرمایا تو ان تمام فرقوں سے الگ تھلگ ہو جانا۔ اگر تمہیں کسی درخت کی جڑ کو کیوں نہ دانت سے کاٹنا پڑے۔ یہاں تک کہ تجھے موت آ جائے اور تم اس علیحدگی کی حالت پر ہو قاضی بیضاویؒ فرماتے ہیں کہ عض شجرہ سے مراد مصائب اور شدائد کا برداشت کرنا ہے۔

حدیث(۳۳۴۹)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی الخ عَنْ حُذَيْفَةَؓ قَالَ تَعَلَّمَ اَصْحَابِي الْخَيْرَ وَتَعَلَّمْتُ الشَّرَّ.

ترجمہ۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے کہ میرے ساتھی تو خیر سیکھتے تھے۔ اور میں آپؐ سے شر سیکھتا تھا یعنی وہ خیر کے متعلق سوال کرتے اور میں شر سے بچنے کیلئے سوال کرتا تھا۔

حدیث(۳۳۵۰)حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ الخ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَقْتَتِلَ فِئَتَانِ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں جنگ کریں گے۔ دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا یعنی ہر ایک یہی کہے گا کہ وہی حق پر ہے۔ یا ہر ایک دوسرے کو خطا کار کہے گا۔ یہ لڑائی حضرت علیؓ اور معاویہؓ کے درمیان ہو چکی ہے۔ اور یہ اجتہادی جنگ تھی جس میں گناہ گار کوئی نہیں ہوگا۔

حدیث(۳۳۵۱)حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَقْتَتِلَ فِئَتَانِ فَيَكُوْنَ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيْمَةٌ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ قَرِيْبًا مِنْ ثَلٰثِيْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ دو بڑے گروہوں کے درمیان جنگ ہوگی۔ جس میں مسلمانوں کا قتل عام ہوگا دونوں کا نعرہ ایک ہوگا۔ اور اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی یہانتک کہ فریبی جھوٹے تیس کے قریب اٹھائے جائیں گے۔ سب کے سب یہی کہیں گے کہ وہ اللہ کا رسول ہے اور دجال اعظم الوہیت کا دعویٰ کرے گا۔

حدیث(۳۳۵۲)حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ الخ اَنَّ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّؓ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْسِمُ قَسْمًا اَتَاهُ ذُوالْخُوَيْصِرَةِ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِعْدِلْ فَقَالَ وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ اِذَا لَمْ اَعْدِلْ قَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ اِنْ لَمْ اَكُنْ اَعْدِلُ فَقَالَ عُمَرُؓ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِيْ فِيْهِ فَاَضْرِبَ عُنُقَهُ فَقَالَ دَعْهُ فَاِنَّ لَهُ اَصْحَابًا يُحْقِرُ اَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يُنْظَرُ اِلٰى نَصْلِهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ اِلٰى رِصَافِهِ فَمَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ اِلٰى نَضِيِّهِ وَهُوَ قِدْحُهُ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ اِلٰى قُذَذِهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ وَّقَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ اٰيَتُهُمْ رَجُلٌ اَسْوَدُ اِحْدٰى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْاَةِ اَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ وَيَخْرُجُوْنَ عَلٰى حِيْنِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ فَاَشْهَدُ اَنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَشْهَدُ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ قَاتَلَهُمْ وَاَنَا مَعَهُ فَاَمَرَ بِذٰلِكَ الرَّجُلِ

فَالْتُمِسَ فَأُتِيَ بِهٖ حَتّٰى نَظَرْنَا اِلَيْهِ عَلٰى نَعْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ نَعَتَهٗ.

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ دریں اثنا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے جب کہ آپؐ کچھ مال تقسیم فرما رہے تھے۔ کہ آپؐ کے پاس ذوالخویصرہ آ گیا جو بنو تمیم کا ایک آدمی ہے کہنے لگا یا رسول اللہ! آپؐ انصاف کریں جس پر آپؐ نے فرمایا تیرے لئے ہلاکت ہو اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو کون انصاف کرے گا میں تو ناکام اور گھاٹے میں رہ گیا اگر میں نے انصاف نہ کیا۔ یا تو ناکام اور گھاٹے میں رہے گا (اسلئے کہ تو تابع اور مقتدی ہے) حضرت عمرؓ نے فرمایا یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں اس کی گردن اڑادوں۔ پس آپؐ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو۔ کیونکہ اس کے کچھ ساتھی ہیں جن کی نماز کے مقابلہ میں تم اپنی نماز کو حقیر سمجھو گے۔ ان کے روزے کے مقابلہ میں اپنے روزے کو حقیر گردانو گے۔ وہ قرآن مجید پڑھیں گے لیکن وہ ان کی ھنسلیوں سے آگے نہیں بڑھ سکے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر اپنے نشانہ سے نکل جاتا ہے اس کے پھل کو دیکھا جائے تو اس میں کوئی چیز نہیں پائی جاتی پھر اس کی پٹی کو دیکھا جائے جو پھل کے سرے پر باندھی جاتی ہے اس میں بھی کوئی چیز نہیں پائی جاتی۔ پھر اس تیری کی لکڑی کی طرف دیکھا جائے تو کوئی چیز نہیں ملے گی۔ پھر اس کے پر کی طرف دیکھا جائے تو اس میں کوئی چیز نہیں ملے گی حالانکہ وہ تیر گوبر اور خون سے گذر کر آیا ہے۔ ان کی علامت یہ ہے کہ وہ آدمی کالے رنگ کا ہوگا۔ اس کے دو بازو میں سے ایک ایسے ہوگا جیسے عورت کا پستان یا گوشت کے ٹکڑے کی طرح حرکت کرتا ہوگا اور ان لوگوں کا خروج لوگوں کے اختلاف وافتراق کے زمانہ میں ہوگا حضرت ابوسعیدؓ فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ حدیث میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ نے ان سے جنگ آزمائی کی اور میں آپؐ کے ہمراہ تھا پس اس آدمی کے متعلق حکم دیا گیا کہ اسے تلاش کیا جائے۔ چنانچہ اسے لایا گیا تو میں نے اسے بغور دیکھا۔ تو اسی صفت پر اسے پایا جو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی تھی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فان له اصحابا الخ مقصد یہ ہے کہ اکیلے اس کو قتل کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ اس کے ساتھ اسی طرز کے کچھ اور لوگ بھی ہیں۔ جو احکام شرعیہ پر پابندی کا اظہار کرتے ہیں۔ جن کا قتل ہنگامہ خیز ثابت ہوگا۔ نیز! ابھی تک ان سب کو قتل کرنے کی حجت قائم نہیں ہوئی۔ بنابریں آج انہیں قتل کرنا ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ ابھی ان کا خون حرمت والا ہے مباح نہیں ہے۔ پس انتظار کرو یہاں تک کہ سب قتل کئے جائیں گے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ فان له اصحابا الخ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ فا تعلیل کی نہیں ہے بلکہ تعقیب کے لئے ہے۔ کہ یہ اخبار یکے بعد دیگرے اس طرح وقوع پذیر ہوں گی الغرض اس کا حکم منافق کا تھا۔ اور منافقوں کو قتل کرنے کا حکم نہیں تھا۔ نیز! قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں تو ان کے قتل کی ممانعت ہے۔ لیکن دوسری حدیث میں ہے کہ اگر مجھے ان کا زمانہ مل جائے تو میں انہیں ضرور قتل کروں گا۔ تو شرح السنۃ میں اس اشکال کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ ان کا قتل اس وقت مباح ہے۔ جب کہ ان کی جماعت کثیرہ ہو جائے۔ ہتھیار لے کر مقابلہ میں نکل آئیں اور مسلمانوں کی جان و مال کا پیچھا کریں یہ اسباب منع کے وقت موجود نہیں تھے۔ ان کا عروج حضرت علیؓ کے زمانہ میں ہوا اسلئے جنگ نہروان خوارج سے لڑی گئی اور بعض روایات میں حضرت خالد بن ولیدؓ کے متعلق ہے کہ انہوں نے اس منافق کی گردن مار دینے کی اجازت طلب کی۔ تو مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں نے الگ الگ اجازت طلب کی۔

تشریح از قاسمیؒ۔ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ خوارج کا دین میں داخل ہونا اور اس سے نکلنا کہ ان کو دین سے کچھ حاصل نہ ہوا۔ ایسے ہے جیسے تیر شکار میں داخل ہوا پھر نکل گیا۔ خون اور گوبر میں سے کوئی چیز بھی اس کے ساتھ نہ لگ سکی۔ کیونکہ وہ جلدی سے نکل گیا۔ ایسے یہ لوگ بھی جلدی سے دین سے نکل گئے۔

حدیث(۳۳۵۳)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ الخ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ اِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَاَنْ اَخِرَّ مِنَ السَّمَآءِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنَ السَّمَآءِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَكْذِبَ عَلَيْهِ وَاِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيْمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ فَاِنَّ الْحَرْبَ خَدْعَةٌ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَاْتِيْ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ حُدَثَآءُ الْاَسْنَانِ سُفَهَآءُ الْاَحْلَامِ يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ اِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ فَاَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَاِنَّ قَتْلَهُمْ اَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ۔حضرت سوید بن غفلہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا جب میں تمہیں کوئی حدیث جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کروں تو مجھے آسمان سے گر پڑنا منظور ہے۔اس سے کہ میں آپؐ پر جھوٹ باندھوں اور جب میں تمہیں ان امور کے بارے میں بات کروں جو تمہارے اور میرے درمیان ہیں تو پھر لڑائی چالاکی کا نام ہے۔اس میں توریہ وغیرہ کیا جاسکتا ہے۔سنو! میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے ہیں کہ آخر زمانہ میں کچھ ایسے لوگ ظاہر ہوں گے جو نوخیز عمر کے اور کمزور عقل والے ہوں گے۔ساری مخلوق سے بہتر ہستی کی باتیں کریں گے۔یعنی سنت رسول بیان کریں گے لیکن وہ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر اپنے شکار سے نکل جاتا ہے۔کہ ان کا ایمان ان کے حنجرہ (حلق) سے آگے نہیں بڑھے گا۔پس ایسے لوگ جس جگہ بھی تمہیں ملیں ان کو قتل کردو۔کیونکہ ان کا قتل اس شخص کے لئے قیامت کے دن باعث ثواب ہوگا جو انہیں قتل کرے گا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ خیر قول البریہ سے قرآن مجید مراد لیا گیا ہے۔جیسا کہ سابق حدیث میں آیا ہے یقرؤن القرآن چنانچہ خوارج ان الحکم الا للہ کا نعرہ لگاتے تھے جس پر حضرت علیؓ نے فرمایا کلمہ حق ارید بہا الباطل کہ کلمہ تو سچا ہے لیکن اس سے مراد باطل وناحق ہے۔

لایجاوز الخ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قبول نہیں کریں گے۔یا یہ بھی احتمال ہے کہ یہ قرآن ان کے دلوں میں اثر نہیں کرے گا۔

حدیث(۳۳۵۴)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى الخ عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ قَالَ شَكَوْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَّهٗ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ قُلْنَا لَهٗ اَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا اَلَا تَدْعُوا اللهَ لَنَا قَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِيْمَنْ قَبْلَكُمْ يُحْفَرُ لَهٗ فِي الْاَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيْهِ فَيُجَآءُ بِالْمِنْشَارِ فَيُوْضَعُ عَلٰى رَاْسِهٖ فَيُشَقُّ بِاثْنَتَيْنِ وَمَا يَصُدُّهٗ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ وَيُمْشَطُ بِاَمْشَاطِ الْحَدِيْدِ مَا دُوْنَ لَحْمِهٖ مِنْ عَظْمٍ اَوْ عَصَبٍ وَمَا يَصُدُّهٗ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ وَاللهِ لَيُتِمَّنَّ هٰذَا الْاَمْرُ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَآءَ اِلٰى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخَافُ اِلَّا اللهَ اَوِ الذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهٖ وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ.

ترجمہ۔حضرت خباب بن الارتؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شدائد اور مصائب کی شکایت کی جبکہ آپؐ اپنی چادر کا تکیہ بنائے ہوئے خانہ کعبہ کے سایہ میں تشریف فرما تھے۔ہم نے کہا کیا آپؐ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب نہیں کرتے۔کیا آپؐ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے دعا نہیں مانگتے۔جس پر آپؐ نے فرمایا کہ تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک آدمی کو لایا جاتا زمین میں گڑھا کھود کر اسے اس میں کھڑا کیا جاتا آری اس کے سر پر لاکر رکھ دی جاتی پس اسے دو حصوں میں چیر دیا جاتا اور یہ سلوک ان کو ان کے دین سے نہیں روک سکتا تھا۔اس

طرح لوہے کے کنگھوں سے کنگھا کرتے کرتے گوشت سے آگے ہڈی اور پٹھے تک پہنچ جاتے۔ لیکن یہ بھی ان کے دین سے رکاوٹ کا باعث نہ بنتا۔ اللہ کی قسم! مجھے تو یقین ہے کہ یہ دین کا معاملہ ضرور مکمل اور تمام ہو کر رہے گا یہاں تک کہ اونٹنی سوار صنعاء سے لے کر حضرموت تک سفر کرے گا۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے اس کو کسی کا ڈر نہ ہوگا۔ اور نہ ہی اسے اپنی بکریوں پر کسی بھیڑیے کا خطرہ ہوگا۔ اور تم لوگ ہو جلدی مچا رہے ہو۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ ولیتمن اتمام سے ہے۔ جس کے معنی اکمال کے ہیں۔ فعل مجرد اور مزید دونوں ہو سکتے ہیں صنعاء سے اگر صنعاء یمن مراد ہے تو پھر اس کے حضرموت کے درمیان پانچ دن کا سفر ہے۔ اگر صنعاء شام مراد ہے تو پھر مسافت بعیدہ ہوگی لیکن احتمال اول قریب ہے۔

حدیث (۳۳۵۵) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَقَدَ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا اَعْلَمُ لَكَ عِلْمَهُ فَاَتَاهُ فَوَجَدَهُ جَالِسًا فِيْ بَيْتِهِ مُنَكِّسًا رَأْسَهُ فَقَالَ مَا شَأْنُكَ فَقَالَ شَرٌّ كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَاَتَى الرَّجُلُ فَاَخْبَرَهُ اَنَّهُ قَالَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ مُوْسَى بْنُ اَنَسٍ فَرَجَعَ الْمَرَّةَ الْاٰخِرَةَ بِبِشَارَةٍ عَظِيْمَةٍ فَقَالَ اذْهَبْ اِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ اِنَّكَ لَسْتَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَلٰكِنْ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثابت بن قیسؓ کو گم پایا تو صحابہ کرامؓ سے ان کے متعلق دریافت فرمایا تو ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! میں آپؐ کو اس کی خبر لا کر بتلا رہا ہوں۔ چنانچہ جب وہ ان کے پاس آئے تو انہیں اپنے گھر میں بیٹھا ہوا پایا کہ اپنا سر جھکائے ہوئے میں نے پوچھا یہ تمہارا کیا حال ہے۔ فرمایا کہ برا حال ہے۔ میری آواز جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند ہوگئی اس کے تو عمل ضبط ہو گئے اور وہ تو جہنمیوں میں سے ہو گیا۔ اس آدمی نے آ کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ وہ تو اس اس طرح کہہ رہا ہے۔ موسیٰ بن انسؒ فرماتے ہیں کہ وہ شخص دوسری مرتبہ ایک بہت بڑی خوشخبری لے کر آیا۔ آپؐ نے اس سے فرمایا جاؤ اور اس سے جا کر کہو کہ تو جہنمی نہیں ہے بلکہ بہشتی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ آپؐ کا ایک ایسی خبر دینا جو نبی کے سوا اس کو نہیں جانتا۔ یہ آپؐ کا معجزہ ہے اس لئے کہ یہ غیب کی خبر دیتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو باب علامات نبوت میں لانے کی غرض ایک دوسری حدیث سے مکمل ہوگئی جو کتاب الجہاد میں گذر چکی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمامہ شہید ہونے کی خبر دی تھی۔ تو اب انه امن اهل الجنة کہنے سے اس کا مصداق ظاہر ہوا کہ وہ شہید ہوں گے اور جنت میں جائیں گے۔ اور شاید امام بخاریؒ نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہو کیونکہ دونوں حدیثوں کا مخرج ایک ہے۔ میرے نزدیک یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے حدیث کے ایک طریق کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جس میں ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں جھیر الصوت ہونے کی وجہ سے ہلاک ہو گیا۔ جس پر آپؐ نے فرمایا اما ترضى ان تعيش سعيد او تقتل شهيد او تدخل الجنة کہ کیا تجھے پسند نہیں ہے کہ تم نیک بخت بن کر زندگی گذار دو۔ یمامہ کی لڑائی میں شہید بن کر قتل ہوئے۔

حدیث (۳۳۵۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍؓ فَقَرَأَ رَجُلٌ الْكَهْفَ وَفِي الدَّارِ الدَّابَّةُ فَجَعَلَتْ تَنْفِرُ فَسَلَّمَ فَاِذَا ضَبَابَةٌ اَوْ سَحَابَةٌ غَشِيَتْهُ فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اقْرَأْ فُلَانُ فَاِنَّهَا السَّكِيْنَةُ نَزَلَتْ لِلْقُرْاٰنِ اَوْ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْاٰنِ.

ترجمہ۔ حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے سورۃ کہف پڑھنی شروع کی۔ وہ حضرت اسید بن حضیرؓ تھے حویلی میں ایک جانور تھا جو نفرت کر کے دوڑنے لگا۔ انہوں نے اللہ کے سپرد کیا یا سلام پھر کر دیکھا وہ کہر تھا یا بادل تھا جس نے اس کو ڈھانپ لیا تھا۔ اس کا انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا اے فلان! تم پڑھتے رہتے یہ تو رحمت الٰہی تھی جو قرآن کے لئے لے کر فرشتے اترے تھے۔ نزلت کا لفظ فرمایا یا تنزلت کا۔ یعنی تم قرأت کرتے رہتے تو یہ نزول رحمت برابر تم پر ہوتا رہتا۔ یہ بھی غیب کی خبر تھی جو آپؐ نے بتلائی تو علامات نبوت سے اس کا تعلق ثابت ہو گیا۔

حدیث (۳۳۵۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ الخ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍؓ يَقُوْلُ جَآءَ اَبُوْ بَكْرٍؓ اِلٰى اَبِيْ فِيْ مَنْزِلِهٖ فَاشْتَرٰى مِنْهُ رَحْلًا فَقَالَ لِعَازِبٍ ابْعَثْ اِبْنَكَ يَحْمِلْهُ مَعِيْ قَالَ فَحَمَلْتُهٗ مَعَهٗ وَخَرَجَ اَبِيْ يَنْتَقِدُ ثَمَنَهٗ فَقَالَ لَهٗ اَبِيْ يَا اَبَابَكْرٍؓ حَدِّثْنِيْ كَيْفَ صَنَعْتُمَا حِيْنَ سَرَيْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ اَسْرَيْنَا لَيْلَتَنَا وَمِنَ الْغَدِ حَتّٰى قَامَ قَآئِمُ الظَّهِيْرَةِ وَخَلَا الطَّرِيْقُ لَا يَمُرُّ فِيْهِ اَحَدٌ فَرُفِعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ طَوِيْلَةٌ لَهَا ظِلٌّ لَمْ تَاْتِ عَلَيْهِ الشَّمْسُ فَنَزَلْنَا عِنْدَهٗ وَسَوَّيْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَانًا بِيَدِيْ يَنَامُ عَلَيْهِ وَبَسَطْتُ فِيْهِ فَرْوَةً وَقُلْتُ نَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَنَا اَنْفُضُ لَكَ مَا حَوْلَكَ فَنَامَ وَخَرَجْتُ اَنْفُضُ مَا حَوْلَهٗ فَاِذَا اَنَا بِرَاعٍ مُقْبِلٍ بِغَنَمِهٖ اِلَى الصَّخْرَةِ يُرِيْدُ مِنْهَا مِثْلَ الَّذِيْ اَرَدْنَا فَقُلْتُ لِمَنْ اَنْتَ يَا غُلَامُ فَقَالَ لِرَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ اَوْمَكَّةَ قُلْتُ اَفِيْ غَنَمِكَ لَبَنٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ اَفَتَحْلِبُ قَالَ نَعَمْ فَاَخَذَ شَاةً فَقُلْتُ انْفُضِ الضَّرْعَ مِنَ التُّرَابِ وَالشَّعْرِ وَالْقَذٰى قَالَ فَرَاَيْتُ الْبَرَآءَ يَضْرِبُ اِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى يَنْفُضُ فَحَلَبَ فِيْ قَعْبٍ كُثْبَةً مِّنْ لَّبَنٍ وَمَعِيَ اِدَاوَةٌ حَمَلْتُهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْتَوِيْ مِنْهَا يَشْرَبُ وَيَتَوَضَّاُ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَرِهْتُ اَنْ اُوْقِظَهٗ فَوَافَقْتُهٗ حِيْنَ اسْتَيْقَظَ فَصَبَبْتُ مِنَ الْمَاءِ عَلَى اللَّبَنِ حَتّٰى بَرَدَ اَسْفَلُهٗ فَقُلْتُ اشْرَبْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيْتُ ثُمَّ قَالَ اَلَمْ يَاْنِ لِلرَّحِيْلِ قُلْتُ بَلٰى قَالَ فَارْتَحَلْنَا بَعْدَ مَا مَالَتِ الشَّمْسُ وَاتَّبَعَنَا سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ فَقُلْتُ اُتِيْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَطَمَتْ بِهٖ فَرَسُهٗ اِلٰى بَطْنِهَا اُرٰى فِيْ جَلَدٍ مِّنَ الْاَرْضِ شَكَّ زُهَيْرٌ فَقَالَ اِنِّيْ اَرَاكُمَا قَدْ دَعَوْتُمَا عَلَيَّ فَادْعُوَا لِيْ فَاللّٰهُ لَكُمَا اَنْ اَرُدَّ عَنْكُمَا الطَّلَبَ فَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَجَا فَجَعَلَ لَا يَلْقٰى اَحَدًا اِلَّا قَالَ كَفَيْتُكُمْ مَا هُنَا فَلَا يَلْقٰى اَحَدًا اِلَّا رَدَّهٗ قَالَ وَوَفٰى لَنَا.

ترجمہ۔ حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ میرے باپ کے پاس ان کے مکان پر تشریف لائے ان سے انہوں نے ایک پا کھڑہ یعنی کجاوہ خرید کیا پھر حضرت عازبؓ سے فرمایا کہ اپنے لڑکے کو بھیجو وہ میرے ساتھ اس کجاوہ کو اٹھوا لے میں نے کجاوہ اٹھوایا میرے باپ اس کی قیمت وصول کرنے کیلئے تشریف لائے بہرحال باتوں باتوں میں میرے باپ نے کہا اے ابوبکرؓ! جب ہجرت والی رات آپ جناب رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چلے تو مجھے بتاؤ کہ تم نے کیسے کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم لوگ رات بھر چلتے رہے۔ حتی کہ دوسری صبح بھی چلتے رہے یہاں تک کہ عین دوپہر کا وقت آ گیا راستہ بالکل ویران تھا۔ کوئی شخص اس راستے سے نہیں گزرتا تھا۔ پس ہمیں ایک بڑا لمبا چوڑا پتھر دکھائی دیا جس کا سایہ بھی تھا دھوپ نہیں آتی تھی۔ پس ہم نے اسکے پاس پڑاؤ کر لیا اور میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اپنے دونوں ہاتھوں سے ہی اس جگہ کو ٹھیک ٹھاک کر دیا۔ تا کہ آپؐ اس پر آرام فرمائیں۔ اور میں نے پوستین یا اپنا دوشالہ بھی اس پر بچھا دیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ تو نیند کریں اور میں ارد گرد کو جھاڑ لوں پس آپ تو سو گئے میں ماحول کو جھاڑنے کے لئے باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک گڈریا اپنی بکریاں لے کر اسی پتھر کی طرف آ رہا ہے۔ اس کا مقصد بھی اس پتھر سے وہی تھا جو ہم اس سے چاہتے تھے۔ میں نے اس سے پوچھا اے لڑکے تم کس کے بیٹے ہو۔ اس نے مدینہ یا مکہ کے کسی آدمی کا نام لیا تو میں نے اس سے پوچھا کہ کیا تمہاری بکریوں میں دودھ ہے۔ اس نے کہا ہاں ہے۔ میں نے پوچھا کہ کیا تو ہمیں دودھ دوہ کر دے گا اس نے ہاں کہہ کر جواب دیا تو اس نے ایک بکری کو پکڑا تو میں نے اس سے کہا کہ ذرا تھنوں سے مٹی بال اور تنکے وغیرہ جھاڑ لینا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے براءؓ کو دیکھا کہ ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھ کر جھاڑتے تھے۔ تو انہوں نے ایک لکڑی کے پیالہ میں کچھ مقدار دودھ کی دوہ لی میرے پاس ایک برتن تھا جس کو میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لئے اٹھا کر لایا تھا تا کہ آپؐ اس سے پانی بھریں پئیں بھی اور وضو بھی کریں۔ پس آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ سوئے ہوئے تھے۔ میں نے آپ کو جگانا پسند نہ کیا پس جب آپ خود بیدار ہوئے تو میں حاضر ہوا دودھ پر میں نے پانی ڈالا۔ یہاں تک کہ اس کا نچلا حصہ ٹھنڈا ہو گیا پس میں نے کہا یا رسول اللہ! آپؐ اسے پئیں۔ پس آپؐ نے اس قدر پیا کہ میں راضی ہو گیا۔ پھر آپؐ نے پوچھا کیا ابھی کوچ کرنے کا وقت نہیں آیا۔ میں نے کہا کیوں نہیں۔ فرماتے ہیں کہ سورج ڈھل جانے کے بعد ہم نے کوچ کیا۔ ہمارے پیچھے سراقہ بن مالک آ گیا میں نے کہا یا رسول اللہ! ہم تو دھر لئے گئے آپؐ نے فرمایا گھبراؤ نہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے پس آپؐ نے اس کو بددعا دی جس سے اسکے گھوڑے کے پاؤں سراقہ سمیت زمین میں دھنس گئے میرا خیال ہے کہ سخت زمین میں دھنس گیا۔ زہیر کو شک ہے بہر حال سراقہ نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تم دونوں نے میرے لئے بددعا کی ہے۔ لہذا آپ لوگ ہی اللہ تعالیٰ سے میرے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ تمہارا حامی اور ناصر ہے میرا وعدہ ہے کہ جو لوگ بھی آپ کی تلاش میں آ رہے ہوں گے میں ان کو واپس کرتا جاؤں گا پس آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کیلئے دعا کی تو اسے نجات ملی۔ پس جو شخص بھی اسے راستہ میں ملتا تھا تو وہ اس سے کہتا کہ میاں! میں تمہارا کام کر آیا ہوں۔ یہاں کچھ نہیں ہے۔ پس وہ ہر ایک ملنے والے سے یہ کہہ کر اسے واپس لوٹا دیتا تھا۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ اس نے ہم سے وفا کی کہ اپنے وعدہ کو نبھایا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اقرء یا فلان یعنی تم اپنی قرأت برابر جاری رکھتے۔ رحمت ایزدی تمہارا گھراؤ کرتی۔ یہ محل ترجمہ ہے کہ اس میں غیب کی خبر ہے آپؐ نے مطلع فرمایا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ فضائل قرآن میں امام بخاریؒ یہ روایت لائے ہیں کہ حضرت اسید بن حضیرؓ رات کے وقت سورۂ بقرہ پڑھتے تھے۔ ممکن ہے کہ دونوں سورۂ بقرہ اور کہف اکٹھی پڑھ رہے ہوں یا متعدد واقعات ہوں۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ کچھ حصہ سورۂ بقرہ کا پڑھا ہوا اور کچھ سورۂ کہف کا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فوافقته حين استيقظ الخ مطلب یہ ہے کہ میں بھی لیٹ گیا نیند کر لی۔ یہاں تک کہ میرا اور آپ کا بیدار ہونا موافق ہو گئے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ میں نے بیدار کرنا تو مناسب نہ سمجھا البتہ جب بعد میں میں آپؐ کے پاس پہنچا تو آپؐ بیدار ہو چکے تھے۔ تو میرا پہنچنا اور آپ کا بیدار ہونا دونوں متفق ہو گئے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ یادرکھنا چاہیئے کہ اس حدیث میں فسلم کا لفظ وارد ہوا ہے۔ جس کی شراح نے کئی توجیہات کی ہیں کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ اس کے معنی ہیں دعا بالسلامۃ کہ سلامتی کی دعا کی اور اللہ کے حکم پر راضی ہو گئے۔ اور مولانا محمد حسن مکیؒ اپنی تقریر میں فرماتے ہیں کہ سلم عن الصلوۃ کہ نماز سے فراغت کا سلام پھیرا۔ حافظؒ نے یہاں تعرض نہیں کیا۔ اور شاید مصنفؒ نے اس قصہ کو ایک سمجھتے ہوئے کہا ہے کہ سیاق حدیث سے معلوم ہوا کہ بہر صورت نماز کی محافظت کرنی چاہیئے۔ خشوع میں فرق نہ آنے پائے اور مناقب میں امام بخاریؒ کہہ چکے ہیں۔ فوافقنه قد استيقظ کہ میرا جب آپؐ سے ملنے کا اتفاق ہوا تو آپؐ بیدار ہو چکے تھے۔

حدیث(۳۳۵۷)حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ عَلٰى مَرِيْضٍ يَعُوْدُهٗ قَالَ لَا بَاْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَقَالَ لَا بَاْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ قَالَ قُلْتَ طَهُوْرٌ بَلْ هِیَ حُمّٰى تَفُوْرُ اَوْ تَثُوْرُ عَلٰى شَيْخٍ كَبِيْرٍ تُزِيْرُهُ الْقُبُوْرَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ اِذًا.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دیہاتی کی بیمار پرسی کیلئے تشریف لے گئے اور آپ کی عادت مبارکہ تھی جب کسی بیمار کی بیمار پرسی کیلئے تشریف لے جاتے تو فرماتے کہ کوئی فکر نہ کرو۔ انشاء اللہ یہ گناہوں سے پاک کرنے کا سبب بنے گا۔ اس عادت کے مطابق آپؐ نے اس سے بھی یہی کہا۔ لاباس طهور انشاء الله وہ کہنے لگا آپ تو اسے طہور کہہ رہے ہیں۔ ہرگز نہیں بلکہ یہ تو ایسا بخار ہے جو ایک بہت بوڑھے آدمی پر جوش مار رہا ہے۔ یہ تو اسے قبور تک پہنچا کر رہے گا۔ تو آنجناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر ہاں اس وقت ایسا ہی ہوگا اور اسی نعم اذن میں ترجمہ ہے کہ جیسے آپؐ نے خبر دی وہ اسی بخار میں ہی مر گیا۔ صدق الله وصدق رسوله.

حدیث(۳۳۵۸)حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ الخ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ كَانَ رَجُلٌ نَصْرَانِيًّا فَاَسْلَمَ فَقَرَاَ الْبَقَرَةَ اٰلَ عِمْرَانَ فَكَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَادَ نَصْرَانِيًّا فَكَانَ يَقُوْلُ مَا يَدْرِیْ مُحَمَّدٌ اِلَّا مَا كَتَبْتُ لَهٗ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ فَدَفَنُوْهُ فَاَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْاَرْضُ فَقَالُوْا هٰذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِهٖ لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ نَبَشُوْا عَنْ صَاحِبِنَا فَاَلْقَوْهُ فَحَفَرُوْا لَهٗ وَاَعْمَقُوْا لَهٗ فِی الْاَرْضِ مَا اسْتَطَاعُوْا فَاَصْبَحَ قَدْ لَفَظَتْهُ الْاَرْضُ فَعَلِمُوْا اَنَّهٗ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ فَاَلْقَوْهُ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک نصرانی آدمی تھا جو مسلمان ہو گیا۔ اس نے سورۂ بقرہ اور آل عمران پڑھی وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لکھا کرتا تھا پھر وہ نصرانی بن گیا اور کہتا پھرتا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو وہی کچھ جانتا ہے جو میں نے اسے لکھ کر دیا پس اللہ تعالیٰ نے اس کو وفات دے دی لوگوں نے اسے دفن کیا صبح کیا دیکھتے ہیں کہ زمین نے اسے باہر پھینک دیا ہے۔ لوگ کہنے لگے کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کا کام ہے۔ کیونکہ وہ ان سے بھاگ گیا تھا اسلئے انہوں نے ہمارے ساتھی کو بے پردہ کر دیا پھر انہوں نے اس کو زمین میں ڈالا لیکن اب کے انہوں نے گڑھا کھودا اور زمین کو اتنا گہرا کیا جو وہ کر سکتے تھے۔ لیکن پھر بھی صبح کو یہ ہوا کہ زمین نے اس کو باہر پھینک دیا۔ اسے قبول نہیں کیا کہنے لگے کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کا کام ہے کہ ہمارا آدمی ان سے بھاگ گیا تھا۔ اس لئے انہوں نے اسے بے حجاب کر دیا کہ اس کی قبر کھل گئی پس انہوں نے پھر اسے ڈالا اور اتنا گہرا گڑھا کھودا جس قدر وہ کر سکتے تھے۔ پھر بھی کیا دیکھتے ہیں کہ صبح کو زمین نے اسے باہر پھینک دیا ہے۔ تب لوگوں کو یقین آیا کہ یہ کسی انسان کا کام نہیں ہے۔ یہ عذاب الٰہی ہے۔ لہٰذا انہوں نے اسے ایسے ہی پھینک دیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ما یدری محمد الخ وجہ یہ ہوئی کہ وہ حسب ارشاد نبویؐ وحی کی کتابت کرتا تھا اتفاق سے جب یہ آیت اس نے لکھی انشاناہ خلقا اخر تو اس کے منہ سے نکل گیا فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ آپؐ نے فرمایا اس کو بھی لکھ لو وہ سمجھا کہ آپؐ پر کوئی وحی نہیں اتری پس لوگوں کا جو کلام آپ کو پسند آجاتا ہے اسے جمع کر لیتے ہیں۔ بنابریں وہ مرتد ہو گیا اور کفار سے جاملا نعوذ باللہ من ذلک۔ بس وہ کہتا پھرتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو کچھ نہیں جانتے جو میں نے لکھ دیا بس اسی کو وحی کہہ دیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ عموماً شراح اس نصرانی کا نام نہیں لکھتے لیکن مسلم شریف میں ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح یہ آیات لکھ رہا تھا۔ جب خلقاً آخر تک پہنچا تو بے ساختہ اس کی زبان سے نکل گیا فتبارک اللہ احسن الخالقین آپؐ نے فرمایا اسے لکھ لو۔ اسی طرح نازل ہوا ہے۔ اس کو شک گزرا اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں تو جیسے ان کی طرف وحی ہوتی ہے ویسے میری طرف بھی ہوتی ہے اگر وہ جھوٹے ہیں تو پھر اس کے دین میں خیر نہیں ہے لہٰذا مکہ کی طرف بھاگ گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ کفر پر موت واقع ہوئی اور بعض حضرات کا کہنا ہے کہ وہ پھر فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہو گیا۔ حالانکہ ایسی موافقت تو حضرت عمرؓ کی بھی ہوئی ہے انہوں نے بھی تبارک اللہ احسن الخالقین کہا بلکہ کئی اور مقامات پر موافقت ہوئی ہے جس کو علامہ سیوطیؒ نے ذکر فرمایا ہے نیز! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نصرانی کے ارتداد پر فرمایا تھا ان الارض لاتقبلہ۔ چنانچہ اسے دفن کیا گیا لیکن زمین نے اسے قبول نہ کیا۔ یہ آپ کا معجزہ ہے کہ زمین نے اس مرتد کو کئی بار باہر پھینک دیا۔ اس سے ترجمہ ثابت ہوا۔ اور حضرت ابوطلحہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس جگہ خود معائنہ کیا جہاں وہ مرا تھا کہ زمین نے اسے باہر پھینکا ہوا تھا میں نے لوگوں سے اس کا سبب پوچھا تو مجھے بتلایا گیا کہ ہم نے اسے دفن کیا لیکن زمین اسے قبول نہیں کرتی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مرتد کو سزا ملی تھی۔ اور شارع علیہ السلام کی صداقت کی دلیل ہے۔

حدیث (۳۳۵۹) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ الخ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَؓ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَتُنْفِقُنَّ كُنُوزَهُمَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسریٰ ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا۔ اور جب یہ قیصر ہلاک ہوگا تو اس کے بعد قیصر نہیں ہوگا اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے تم ان دونوں سپر طاقتوں کے بادشاہ کے خزانوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ کسریٰ فارس کے بادشاہ کا لقب ہے اور قیصر روم کے بادشاہ کا اگر اشکال ہو کہ فارس کی حکومت تو حضرت عثمانؓ کے زمانہ تک باقی رہی۔ اس طرح مملکت روم بھی باقی رہی۔ تو اس کا جواب یہ ہے جو امام شافعیؒ سے منقول ہے کہ اس حدیث کا سبب یہ ہوا کہ قریش کثرت سے تجارت کے لئے شام اور عراق کو آیا جایا کرتے تھے۔ جب قریش مسلمان ہو گئے تو انہیں خطرہ لاحق ہوا کہ اب اسلام لانے کی وجہ سے ان کے یہ اسفار منقطع ہو جائیں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تطییب کی خاطر کے لئے بشارت دی کہ عراق اور شام کی دونوں ولایتوں میں کسریٰ اور قیصر کی بادشاہی نہیں رہے گی۔ چنانچہ بحمد اللہ ایسا ہی ہوا کہ کسریٰ کی حکومت تو بالکلیہ صفحہ ہستی سے مٹ گئی اس کو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا کھا گئی کہ اس نے آپؐ کے والا نامہ کو چیر پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا جس پر آپؐ نے فرمایا تمزق کل ممزق کہ اس کی سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہو کر ختم ہو جائے گی۔ اور قیصر شام سے شکست کھا کر بھاگا اور اپنے انتہائی شہر میں جا کر پناہ لی بہرحال ان دونوں کے شہر فتح ہوئے اور ان کے خزانے غزوات میں خرچ ہوئے۔ یہ بھی غیب کی خبر تھی جو اسی طرح واقع ہوئی۔ معجزہ نبوی علامت نبوت میں داخل ہوا۔

حدیث(۳۳۶۰) حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ الخ عَنْ جَابِرِبْنِ سَمُرَةَ رَفَعَهُ قَالَ إِذَا هَلَكَ كِسْرٰى فَلا كِسْرٰى بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلا قَيْصَرَ بَعْدَهُ وَذَكَرَ وَقَالَ لَتُنْفِقُنَّ كُنُوزَهُمَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن سمرۃؓ اس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جب کسریٰ ہلاک ہوگا تو پھر اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا جب قیصر مرے گا تو پھر کوئی قیصر اس کے بعد نہیں ہوگا اور یہ بھی فرمایا کہ ان دونوں کے خزانے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کئے جائیں گے۔

حدیث (۳۳۶۱) حَدَّثَنَا أَبُوالْيَمَانِ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَدِمَ مُسَيْلَمَةُ الْكَذَّابُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَقُولُ إِنْ جَعَلَ لِي مُحَمَّدٌ الْأَمْرَمِنْ بَعْدِهٖ تَبِعْتُهُ وَقَدِمَهَا فِي بَشَرٍ كَثِيْرٍ مِّنْ قَوْمِهٖ فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَفِي يَدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِطْعَةُ جَرِيْدٍ حَتّٰى وَقَفَ عَلٰى مُسَيْلَمَةَ فِي أَصْحَابِهٖ فَقَالَ لَوْسَأَلْتَنِي هٰذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أَعْطَيْتُكَهَا وَلَنْ تَعْدُوَا أَمْرَاللّٰهِ فِيْكَ وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللّٰهُ وَإِنِّي لَا رَاكَ الَّذِي أُرِيتُ فِيْكَ مَا رَأَيْتُ فَأَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَؓ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ فِي يَدَيَّ سِوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ فَأَهَمَّنِي شَأْنُهُمَا فَأُوْحِيَ إِلَيَّ فِي الْمَنَامِ أَنِ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ بَعْدِي فَكَانَ أَحَدُهُمَا الْعَنَسِيُّ وَالْآخَرُ مُسَيْلَمَةُ الْكَذَّابُ صَاحِبُ الْيَمَامَةِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مسیلمہ کذاب جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مدینہ کے اندر آیا۔ وہ کہنے لگا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعد حکومت میرے لئے مقرر کردیں تو آپ کی پیروی کروں گا اور وہ اپنی قوم کے بہت سے لوگ لے کر آیا تھا۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکافات یعنی ادلہ بدلہ کے لئے اسکے پاس تشریف لائے۔ آپؐ کے ہمراہ حضرت ثابت بن قیس بن شماس صحابی بھی تھے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کھجور کی چھڑی کا ایک ٹکڑا تھا۔ یہاں تک کہ آپ مسیلمہ اور اسکے ساتھیوں کے پاس آکر ٹھہر گئے فرمایا اگر تو میرے سے یہ لکڑی کا ٹکڑا بھی مانگے گا تو یہ بھی میں تجھے نہیں دوں گا۔ اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ جو تیرے بارے میں ہے تو اس سے آگے ہرگز نہیں بڑھ سکتا کہ تو کذاب ہے۔ جہنمی ہے۔ مقتول ہوگا اور اگر تو یہاں سے واپس گیا تو اللہ تعالیٰ تجھے ضرور ہلاک کردے گا۔ اور جو کچھ مجھے تیرے بارے میں دکھایا گیا میں تجھے وہی دیکھ رہا ہوں۔ چنانچہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابو ہریرہؓ نے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دریں اثنا کہ میں سویا ہوا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ میرے دونوں ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن ہیں مجھے ان کی وجہ سے بڑی پریشانی لاحق ہوئی تو مجھے خواب میں وحی بھیجی گئی کہ آپؐ ان دونوں کو پھونک ماردیں میں نے پھونک ماری تو وہ دونوں اڑ گئے تو میں نے اس کی تعبیر یہ دی کہ یہ دو جھوٹے فریبی آدمی ہیں جن کا ظہور میرے بعد ہوگا ان میں سے ایک تو اسود عنسی تھا۔ اور یمامہ والا مسیلمہ کذاب.

تشریح از قاسمیؒ ۔ مسیلمہ بن حبیب حنفی یمانی بڑا شعبدہ باز تھا۔ جس کی وجہ سے اس کی قوم دھوکہ کھا گئی۔ اسے وحشیؓ قاتل حمزہؓ نے خلافت صدیقی میں قتل کیا۔ وہ فرماتے تھے کہ کفر میں میں نے خیر المسلمین کو قتل کیا اور اسلام میں شرالکفار کو قتل کیا۔ فطار الخ یہ سرعت ہلاکت سے کنایہ ہے کہ یہ لوگ بڑی آسانی سے ہلاک ہوجائیں گے۔ یخرجان بعدی اس خروج سے مراد ان کی شان وشوکت اور دعویٰ نبوت مراد ہے۔ ورنہ یہ لوگ آپؐ کے زمانہ میں موجود تھے۔ بعدی یعنی بعد دعویٰ النبوۃ. یابعد ثبوت نبوتی.

اسود عنسی صنعانی بن کعب جوذوالحمار کے لقب سے مشہور تھا کیونکہ وہ کہتا تھا کہ میرے پاس جو آتا ہے وہ ذوالحمار ہے اس کو خیر وزدیلمی صحابیؓ نے صنعاء میں قتل کیا تھا جبکہ وہ مریض تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرامؓ کو اس کی موت کی خبر سنائی تھی اس کا سر اٹھا کر آپ کی خدمت میں لایا گیا۔ اور بعض فرماتے ہیں کہ خلافت صدیق میں ایسا ہوا۔ آپ کی تاویل میں مناسبت یہ بیان کی گئی ہے کہ اہل صنعاء اور اہل یمامہ مسلمان ہو گئے تھے۔ گویا کہ وہ لوگ اسلام کے لئے کلائی کے منزلہ پر تھے۔ جب ان میں یہ دو کذاب ظاہر ہوئے اور انہوں نے اپنی ملمع سازیوں سے اکثر لوگوں کو دھوکہ دیا تو دونوں ہاتھ بمنزلہ دو شہروں کے ہوئے اور کنگن بمنزلہ کذابین کے اور سونے سے اشارہ ان کی فریب کاریوں کی طرف ہے اور زخرف سونے کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

حدیث (۳۳۶۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الخ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی اُرَاهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَیْتُ فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اُهَاجِرُ مِنْ مَّكَّةَ اِلٰی اَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهْلِیْ اِلٰی اَنَّهَا الْیَمَامَةُ اَوْ هَجَرُ فَاِذَا هِیَ الْمَدِیْنَةُ یَثْرِبُ وَرَاَیْتُ فِیْ رُؤْیَایَ هٰذِهٖ اَنِّیْ هَزَزْتُ سَیْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهٗ فَاِذَا مَنْ اُصِیْبَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ اُحُدٍ ثُمَّ هَزَزْتُهٗ اُخْرٰی فَعَادَ اَحْسَنَ مَا كَانَ فَاِذَا هُوَ مَا جَآءَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَرَاَیْتُ فِیْهَا بَقَرًا وَّاللّٰهُ خَیْرٌ فَاِذَا هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ یَوْمَ اُحُدٍ وَاِذَا الْخَیْرُ مَاجَآءَ اللّٰهُ مِنَ الْخَیْرِ وَثَوَابِ الصِّدْقِ الَّذِیْ اٰتَانَا اللّٰهُ بَعْدَ یَوْمِ بَدْرٍ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ مکہ سے ایک ایسے شہر کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جس میں کھجوریں ہیں۔ میرا خیال اس طرف گیا کہ وہ یمامہ ہوگا یا ہجر ہوگا پس وہ تو مدینہ یثرب نکلا۔ اور میں نے خواب میں یہ بھی دیکھا کہ میں نے تلوار کو حرکت دی تو اس کا اگلا حصہ ٹوٹ گیا تو یہ وہ مصیبت تھی جو احد کی لڑائی میں مسلمانوں کو پیش آئی۔ پھر میں نے اسے دوسری بار حرکت دی تو وہ پہلی صورت سے بھی زیادہ اچھی حالت میں لوٹ آئی۔ پس اس کی تاویل وہ ہے کہ جو فتح وشکست کے بعد مسلمانوں کے اجتماع کے بعد حاصل ہوئی اور اس میں میں نے ایک گائے کو بھی دیکھا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ کی وہ خیر ہے جو احد کی لڑائی میں مسلمانوں کو حاصل ہوئی تو بقر سے مراد مومنون اور خیر سے مراد وہ بھلائی ہے جو اللہ تعالیٰ اس کے بعد لے آئے۔ اور سچا بدلہ تو وہ ہے جو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے بدر ثانی کے دن ہمیں عطا فرمایا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ فانقطع صدره اس انقطاع سے مراد ٹوٹنا اور اس کے دندانے پڑ جانے ہیں وہ ٹکڑے ہو کر ٹوٹنا نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ مولانا محمد حسن مکیؒ کی تقریر میں بھی یہی ہے کہ تلوار ٹیڑھی ہو گئی۔ یہ نہیں کہ بالکل ٹوٹ گئی۔ اور صدر سے قبضہ سے اوپر کی جگہ ہے اور بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ تلوار کے اندر دراڑ پڑ جانا اس کی تاویل یہ ہے کہ میرے اھل بیت میں سے ایک آدمی قتل ہوگا۔

ورأیت فیها بقرا آپؐ نے اسے دیکھا کہ گائے ذبح کی جا رہی ہے تو یہ وہ مسلمان تھے جو احد میں شہید ہو گئے یا یہ کہ آپؐ نے کسی کہنے والے سے سنا اللہ خیر ای ثواب اللہ خیر اور وہ ان کے ثواب سے کنایہ ہے۔

مااتاهم الله بعد یوم بدر اگر بعد کی اضافت یوم بدر کی طرف ہو تو اس سے بدر کبریٰ مراد ہوگا۔ جس میں مسلمانوں نے قتال کیا اور ممکن ہے یوم بدر سے بدر صغریٰ مراد ہو۔ جس کا اگلے سال کے لئے ابو سفیان نے وعدہ کیا تھا۔ چنانچہ وہ چلے گئے۔ ہتھیار اور آدمی جمع کئے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب داخل کیا تو وہ حاضر نہ ہوئے۔ البتہ مسلمانوں کو ڈرانے کے لئے ایک آدمی کو بھیجا کہ قریش نے بہت کچھ جمع کر لیا

ہے۔ خدا کی شان مسلمانوں پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا بلکہ فزادھم ایمانا وقالوا حسبنا اللہ ونعم الوکیل.
نیز وہ تجارتی میلہ کے دن تھے۔ ابوسفیان تو نہ آیا صحابہ کرامؓ نے تجارتی مال کو بیچا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو خوب نفع سے مالامال فرمایا کیونکہ اہل مکہ تو آئے نہیں تھے مسلمانان اکیلے نے نفع کمایا۔
فانقلبوا بنعمة من اللہ میں اسی کا ذکر ہے۔ تو یہ یوم یوم بدر صغریٰ ہوگا۔ بعد کی اضافۃ اگر یوم بدر کی طرف ہو تو صرف بدر کبریٰ یا صغریٰ مراد لینا صحیح نہیں بلکہ دونوں پر حمل ہوسکتا ہے۔ اگر اضافت قطع کردی جائے تب بھی دونوں مراد لینا جائز ہے تخصیص کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔
تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ بدر سے بدر موعدی مراد ہے جو احد کے بعد ہوا تھا۔ جس میں لڑائی نہیں ہوئی مشرکین نہ آئے تو صدق سے اشارہ اسی کی طرف ہوا کہ مسلمانوں نے تو وعدہ خلافی نہ کی۔ اپنے وعدہ کو سچا کردکھایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کا بدلہ انہیں یہ دیا کہ بعد ازاں فتح قریظہ اور فتح خیبر واقع ہوئی۔

حدیث(۳۳۶۳)حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ الخ عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ اَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِیْ کَاَنَّ مَشْیَتَهَا مَشْیُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَرْحَبًا بِابْنَتِیْ ثُمَّ اَجْلَسَهَا عَنْ یَّمِیْنِهٖ اَوْ عَنْ شِمَالِهٖ ثُمَّ اَسَرَّ اِلَیْهَا حَدِیْثًا فَبَکَتْ فَقُلْتُ لَهَا لِمَ تَبْکِیْنَ ثُمَّ اَسَرَّ اِلَیْهَا حَدِیْثًا فَضَحِکَتْ فَقُلْتُ مَا رَاَیْتُ کَالْیَوْمِ فَرَحًا اَقْرَبَ مِنْ حُزْنٍ فَسَاَلْتُهَا عَمَّا قَالَ فَقَالَتْ مَا کُنْتُ لِاُفْشِیَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی قُبِضَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْتُهَا فَقَالَتْ اَسَرَّ اِلَیَّ اَنَّ جِبْرِیْلَ کَانَ یُعَارِضُنِی الْقُرْاٰنَ کُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً وَاَنَّهٗ عَارَضَنِی الْعَامَ مَرَّتَیْنِ وَلَا اُرَاهُ اِلَّا حَضَرَ اَجَلِیْ وَاَنَّکِ اَوَّلُ اَهْلِ بَیْتِیْ لِحَاقًا بِیْ فَبَکَیْتُ فَقَالَ اَمَا تَرْضَیْنَ اَنْ تَکُوْنَ سَیِّدَةُ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَوْ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ فَضَحِکْتُ لِذٰلِکَ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمۃ الزہراءؓ پیدل چلتے ہوئے آئیں ان کی چال گویا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چال جیسی تھی۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھ کر فرمایا میری بیٹی کا آنا مبارک ہو۔ پھر انہیں دائیں یا بائیں بٹھلا دیا پھر آہستہ ان سے کوئی بات کی جس سے وہ رو پڑیں۔ میں نے ان سے پوچھا کیوں روتی ہو پھر آپؐ نے اس سے ایک خفیہ بات کی جس سے وہ ہنس پڑیں۔ میں نے آج کے دن کی طرح کوئی دن نہیں دیکھا کہ جس میں خوشی غم کے زیادہ قریب ہو۔ جو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا میں نے اس کے بارے میں ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو ظاہر نہیں کرسکتی۔ یہاں تک کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو پھر میں نے ان سے اس کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ پہلے تو آپؐ نے مجھے خفیہ طور پر بتلایا کہ جبرائیل علیہ السلام ہر سال میرے ساتھ قرآن مجید کا ایک مرتبہ دور کرتے تھے۔ اس سال دو مرتبہ دور کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ میری وفات قریب آ گئی ہے۔ اور تو میرے اھل بیت میں سے سب سے پہلے آ کر مجھے ملے گی جس پر میں رو پڑی۔ جس پر آپؐ نے فرمایا کہ کیا تمہیں پسند نہیں ہے کہ تو جنت والی عورتوں یا مؤمنین کی عورتوں کی سردار ہو۔ اس کی وجہ سے میں ہنس پڑی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ فقالت اسرالی جبرائیل الخ حاصل حدیث کا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کو

تین باتیں خفیہ بتائیں۔ ایک تو اپنے انتقال کی خبر دی۔ یہ ان کے رونے کا سبب تھا۔ دوسرے ان کے سیدۃ نساء اھل الجنۃ ہونے کی خبر تھی۔ جس کے سبب ان کو سرور اور ضحک لاحق ہوا۔ تیسرے یہ کہ آپ کے خاندان میں سے سب سے پہلے ان کی وفات ہوگی۔ اور پہلے وہی مجھے آ کر ملیں گی۔ یہ بھی ان کے ایک طرح سے سرور اور خوشی کا باعث تھا۔ اور ایک وجہ سے رونے کا سبب تھا۔ پس بعض راویوں نے اسے رونے کا سبب قرار دیا۔ اور بعض نے ضحک کا باعث کہا وہکل وجہ خوب سمجھ لو۔ یہ بہت باریک مقام ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ شیخ گنگوہیؒ نے اپنے اس افادہ سے دو روایتوں کو جمع فرمایا ہے۔ کیونکہ اس روایت سے بکاء کا سبب لحوق کو ذکر کیا ہے۔ اور آنے والی روایت میں اسے ضحک کا باعث قرار دیا ہے۔ چنانچہ حافظ فرماتے ہیں کہ دونوں روایات اس پر تو متفق ہیں کہ پہلی مرتبہ جو خفیہ بات پر حضرت فاطمۃ الزہراءؓ رو پڑیں وہ آپ کی یہ اطلاع تھی کہ اس مرض سے آپ جانبر نہیں ہوسکیں گے۔ بلکہ آپ کی وفات ہو جائے گی۔ اور دوسری مرتبہ کی راز داری روایات مختلف ہوگئیں۔ عروہ کی روایت میں ہے کہ وہ ہنس پڑیں۔ اور لحوق والی روایت کو پہلے سے ملا دیا۔ راجح بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ مسروق کی روایت ایسی زیادات پر مشتمل ہے جو عروہ کی روایت میں نہیں ہیں اور مسروق کامل الضبط والاتقان میں سے ہیں۔ پھر حافظؒ نے مسروق کی زیادات شمار کیں ہیں۔ اور امام نسائی ابی سلمہ کے طریق سے جو حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے اس میں بکاء کا سبب موت کی خبر کو اور ضحک کا سبب دیگر دو امور کو قرار دیا ہے علامہ سندھیؒ فرماتے ہیں کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دو مرتبہ بشارت سنائی ہو۔ ایک مرتبہ تو خبر وفات کے ساتھ اسے ملا دیا جس سے ان پر بکاء غالب آ گیا۔ اور دوسری مرتبہ اسے بشارۃ سیادت کے ساتھ ملا دیا۔ تو دونوں بشارتیں ضحک کا سبب بن گئیں۔ اس طرح دونوں روایات میں توفیق حاصل ہوگئی مولانا محمد حسن مکیؒ فرماتے ہیں کہ ہکیت کا تعلق فقط لا راۃ سے ہے۔ وانک الخ سے تعلق نہیں ہے۔ تو روایت میں اختلاف راویوں کی وجہ سے پیدا ہوا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ انہ عارضنی العام مرتین الخ قرآن مجید کے دو مرتبہ دور سے اجل کے قریب ہونے پر دلالت اس طرح ہوئی کہ دور کرنے میں تو کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ البتہ مقدارات امور میں تغیر رونما ہوا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ شیٔ اپنے کمال تک پہنچ کر ختم ہو جاتی ہے۔ تیسرے تکرار معارضہ سے ثابت ہوا کہ اب آپ میں عالم علوی سے لاحق ہونے کی استعداد پیدا ہوگئی ہے۔ جس کا تقاضا وفات ہے۔ واللہ اعلم

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ شیخ گنگوہیؒ نے معارضہ قرآن سے قرب اجل مستنبط کیا ہے شراح میں سے کسی نے اس طرح توجہ نہیں فرمائی۔ اور شیخ گنگوہیؒ نے تین طرح سے اسے ثابت کیا ہے۔ البتہ علامہ قسطلانیؒ نے یہ کہا ہے کہ یہ معارضہ ساتوں قرأت پر تھا یا ایک قرأت پر۔ اگر ایک قرأۃ پر تھا تو وہ لغت قریش ہے۔ جس پر حضرت عثمانؓ نے قرآن کو جمع فرمایا۔ اور وہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری دور تھا اس میں راز یہی تھا کہ مصحف عثمانی میں جو کچھ لکھا جا چکا ہے اسی پر اکتفاء کیا جائے۔ اور باقی سب کو ترک کر دیا جائے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پہلا سال رمضان میں نزول قرآن کا تھا۔ اس میں دور نہیں ہوسکتا تھا۔ باقی سالوں میں رمضان کے اندر دور ہوتا رہا۔ آخری سال رمضان میں دو مرتبہ دور اس لئے ہوا کہ تاکہ دور اور سالوں کی تعداد برابر ہو جائے۔ اور بعض نے قرأت اخیرہ قرأت ابن مسعودؓ کو قرار دیا ہے۔ ممکن ہے دونوں ہوں۔ اور دونوں قرأت ہی معارضتین کا باعث ہوں۔

حدیث (۳۳۶۴) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ الخ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فِي شَكْوَاهُ الَّذِي قُبِضَ فِيْهِ فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَّهَا فَضَحِكَتْ قَالَتْ فَسَأَلْتُهَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ سَارَّنِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَنِيْ أَنَّهُ يُقْبَضُ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيْهِ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِيْ فَأَخْبَرَنِيْ أَنِّيْ أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِهِ أَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی فاطمہؓ کو اپنی اس بیماری میں بلوایا جس میں آپ کی وفات ہوئی۔ پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ایک خفیہ بات کہی جس سے وہ ہنس پڑیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پہلے خفیہ بات بتلائی وہ یہ خبر تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اسی بیماری میں ہو جائیگی جس میں آپ کی وفات ہوئی جس پر میں رو پڑی پھر خفیہ طور پر بتایا کہ آپ میرے خاندان کی پہلی خاتون ہیں جو میرے بعد وفات پا کر پہنچیں گی۔ جس پر میں ہنس پڑی۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ حاصل یہ ہے کہ ان دونوں احادیث (مسروق اور عروہ) کی روایت میں دو معجزے بیان ہوئے۔ ایک تو یہ کہ حضرت فاطمہؓ آپؐ کے بعد زندہ رہیں گی۔ چنانچہ چھ ماہ بعد تک زندہ رہیں۔ اور دوسرا معجزہ خاندان میں سے اول لاحق ہونے والی ہیں۔

حدیث (۳۳۶۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يُدْنِي ابْنَ عَبَّاسٍؓ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍؓ اَنَّ لَنَا اَبْنَآءً مِثْلَهُ فَقَالَ اِنَّهُ مِنْ حَيْثُ تَعْلَمُ فَسَاَلَ عُمَرُ ابْنَ عَبَّاسٍؓ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ فَقَالَ اَجَلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْلَمَهُ اِيَّاهُ قَالَ مَا اَعْلَمُ مِنْهَا اِلَّا مَا تَعْلَمُ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطابؓ حضرت ابن عباسؓ کو اپنے قریب رکھتے تھے۔ جس پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ ان جیسے ہمارے بیٹے بھی ہیں ان کی کیا خصوصیت ہے۔ فرمایا اہل علم ہونے کی وجہ سے جس کو تم ابھی جان لو گے پس حضرت عمرؓ نے ابن عباسؓ سے اس آیت کریمہ کے متعلق پوچھا ترجمہ آیت کہ جس وقت اللہ کی مدد اور فتح آ جائے تو آپ رب کی تسبیح بیان کریں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی وفات کی اطلاع دی ہے۔ جس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اس آیت کریمہ سے میں بھی وہی کچھ جانتا ہوں جو آپ جانتے ہیں چنانچہ قاضی بیضاویؒ فرماتے ہیں۔ کیونکہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ آپ کی دعوت تمام ہوگئی۔ اور دین مکمل ہو گیا۔ اب آپ کے وصال کا وقت آ گیا یہی وجہ ہے کہ سورۃ کو سورۃ التودیع بھی کہتے ہیں۔

حدیث (۳۳۶۶) حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ بِمِلْحَفَةٍ قَدْ عَصَبَ بِعِصَابَةٍ دَسْمَآءَ حَتّٰى جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُوْنَ وَيَقِلُّ الْاَنْصَارُ حَتّٰى يَكُوْنُوْا فِي النَّاسِ بِمَنْزِلَةِ الْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ فَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ شَيْئًا يَضُرُّ فِيْهِ قَوْمًا وَّيَنْفَعُ فِيْهِ اٰخَرِيْنَ فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُّحْسِنِهِمْ وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُّسِيْئِهِمْ فَكَانَ ذٰلِكَ اٰخِرَ مَجْلِسٍ جَلَسَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اس بیماری میں جس میں آپ کی وفات ہوئی گھر سے باہر تشریف لائے۔ ایک لمبی چادر لپیٹی ہوئی تھی۔ اپنے سر کو ایک میلی سیاہ پٹی سے باندھا ہوا تھا۔ منبر پر آ کر بیٹھ گئے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرمائی پھر فرمایا امابعد لوگ تو بہت ہوں گے لیکن دین کی مدد کرنے والے تھوڑے ہوں گے۔ حتیٰ کہ وہ لوگوں میں ایسے ہوں گے جیسے کھانے میں نمک ہوتا ہے۔ پس جو شخص بھی تم میں سے کسی چیز کا امیر بنے جس میں کچھ لوگوں کو نقصان پہنچے گا۔ اور دوسروں کو نفع حاصل ہوگا۔ تو ان لوگوں کی خوبیوں سے نباہ کرو اور ان کی برائیوں سے درگزر کرو۔ پس یہ آپ کی آخری مجلس تھی جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ بقل الانصار ظاہری معنی تو مراد نہیں۔ کیونکہ انصار برداری میں تو کوئی کمی نہیں بلکہ اکثر قبائل جو ہندوستان میں پھیلے ہوئے ہیں وہ انصار سے منسلک ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ شراحؒ کی مراد حدیث میں اختلاف ہے۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ حدیث سے اشارہ ہے کہ اسلام میں عرب وعجم کے قبائل داخل ہوں گے۔ تو یہ قبائل تو اضعاف مضاعفہ ہوں گے۔ ان کی بنسبت انصار مدینہ یقیناً قلیل ہوں گے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غیب کی خبر بتائی ہو کہ انصار سے مطلقاً قلیل ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا۔ اس لئے اس وقت جو لوگ موجود ہیں وہ حضرت علی بن ابی طالبؓ کی نسل میں سے ہیں۔ جو اوس اور خزرج کے قبائل کی بنسبت کئی گنا زیادہ ہیں۔ ویسے تو کئی لوگ انصار ہونے کا دعوی کرتے ہیں بغیر دلیل کے ان کا نسب کیسے ثابت ہوگا۔ اس لئے محض ادّعائی کثرت کا کیا اعتبار ہے۔

كالملح في الطعام قلت میں تشبیہ ہے کہ جیسے کھانے میں نمک تھوڑا ہوتا ہے ایسے دین کے مددگار تھوڑے ہوں گے علامہ عینیؒ بھی یہی فرماتے ہیں کہ یہ غیب کی خبر ہے کہ لوگ بہت ہوں گے مددگار تھوڑے ہوں گے۔ کیونکہ انصار تو وہ تھے جنہوں نے آپ کو اور صحابہ کرامؓ کو ٹھکانا دیا۔ ضعف اور تنگی کی حالت میں ان کی مدد کی۔ ایسا زمانہ اب کب آئے گا جو بھی آیا وہ اپنا بدل چھوڑے بغیر چلا گیا تو یقیناً غیر انصار کی کثرت ہوگی۔ اور ان کی قلت ہوگی۔ طیبیؒ فرماتے ہیں حقیقی معنی پر محمول کرنا بہتر ہوگا۔ کیونکہ مہاجرین کی اور ان کی اولاد کثیر ہوئی۔ ملکوں اور شہروں میں پھیل گئی۔ اور سلطنتوں کے مالک بن گئے۔ بخلاف انصار کے کہ ان کو یہ کثرت نصیب نہ ہوئی۔ دیکھو اعلوی اور عباسیہ. بنو خالد وغیرہم کس قدر پھیلے۔

حدیث(۳۳۶۷) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنْ اَبِىْ بَكْرَةَؓ اَخْرَجَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمِ الْحَسَنَ فَصَعِدَ بِهٖ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ ابْنِىْ هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو بکرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنؓ کو نکال کر لائے۔ اور اسے لے کر منبر پر چڑھ گئے۔ پھر فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے شاید اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرادے۔ چنانچہ حضرت امیر معاویہؓ سے صلح کر لینے کے بعد ان کی جماعت اور جماعت معاویہ میں صلح ظہور پذیر ہوئی۔

حدیث(۳۳۶۸) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى جَعْفَرًا وَزَيْدًا قَبْلَ اَنْ يَّجِىْءَ خَبَرُهُمْ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی خبر آنے سے پہلے صحابہ کرامؓ کو حضرت جعفر طیارؓ اور حضرت زیدؓ کے موت کی خبر سنائی اور آپ کی دونوں آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں جو علامات نبوت میں سے ہے۔ غزوہ موتہ میں اس کا ذکر آئیگا۔

حدیث(۳۳۶۹) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ الخ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَكُمْ مِنْ اَنْمَاطٍ قُلْتُ وَاَنّٰى يَكُوْنُ لَنَا الْاَنْمَاطُ قَالَ اَمَا اِنَّهٗ سَيَكُوْنُ لَكُمُ الْاَنْمَاطُ فَاَنَا اَقُوْلُ لَهَا يَعْنِى امْرَاَتَهٗ اَخِّرِىْ عَنِّىْ اَنْمَاطَكِ فَتَقُوْلُ اَلَمْ يَقُلِ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا سَتَكُوْنُ لَكُمُ الْاَنْمَاطُ فَاَدَعُهَا.

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارے پاس قالین ہیں۔ میں نے کہا حضرت ہمارے ہاں قالین کہاں ہیں فرمایا خبردار عنقریب تمہارے پاس قالین ہوں گے۔ پس میں اپنی بیوی سے کہوں گا اپنے قالین میرے سے پیچھے ہٹالو۔ وہ

کہے گی کیا جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں تھا کہ عنقریب تمہارے پاس قالین ہوں گے تو میں اسے بچھا ہوا چھوڑ دوں گا کہ چلو بچھا رہنے دو۔ اس تقریر سے ثابت ہوا کہ قالین بچھانا جائز ہے یہ اسراف میں داخل نہیں۔

حدیث(۳۳۷۰) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِسْحٰقَ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ انْطَلَقَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ مُعْتَمِرًا قَالَ فَنَزَلَ عَلٰی اُمَیَّۃَ بْنِ خَلَفٍ اَبِیْ صَفْوَانَ وَکَانَ اُمَیَّۃُ اِذَا انْطَلَقَ اِلَی الشَّامِ فَمَرَّ بِالْمَدِیْنَۃِ نَزَلَ عَلٰی سَعْدٍ فَقَالَ اُمَیَّۃُ لِسَعْدٍ اِنْتَظِرْ حَتّٰی اِذَا انْتَصَفَ النَّھَارُ وَغَفَلَ النَّاسُ اِنْطَلَقْتَ فَطُفْتَ فَبَیْنَا سَعْدٌ یَطُوْفُ اِذَا اَبُوْ جَھْلٍ فَقَالَ مَنْ ھٰذَا الَّذِیْ یَطُوْفُ بِالْکَعْبَۃِ فَقَالَ سَعْدٌ اَنَا سَعْدٌ فَقَالَ اَبُوْ جَھْلٍ تَطُوْفُ بِالْکَعْبَۃِ اٰمِنًا وَّقَدْ اٰوَیْتُمْ مُحَمَّدًا وَّاَصْحَابَہٗ فَقَالَ نَعَمْ فَتَلَاحَیَا بَیْنَھُمَا فَقَالَ اُمَیَّۃُ لِسَعْدٍ لَا تَرْفَعْ صَوْتَکَ عَلٰی اَبِی الْحَکَمِ فَاِنَّہٗ سَیِّدُ اَھْلِ الْوَادِیْ ثُمَّ قَالَ سَعْدٌ وَاللّٰہِ لَئِنْ مَنَعْتَنِیْ اَنْ اَطُوْفَ بِالْبَیْتِ لَاَقْطَعَنَّ مَتْجَرَکَ بِالشَّامِ قَالَ فَجَعَلَ اُمَیَّۃُ یَقُوْلُ لِسَعْدٍ لَا تَرْفَعْ صَوْتَکَ وَجَعَلَ یُمْسِکُہٗ فَغَضِبَ سَعْدٌ فَقَالَ دَعْنَا عَنْکَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَزْعَمُ اَنَّہٗ قَاتِلُکَ قَالَ اِیَّایَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَاللّٰہِ مَا یَکْذِبُ مُحَمَّدٌ اِذَا حَدَّثَ فَرَجَعَ اِلَی امْرَاَتِہٖ فَقَالَ اَمَا تَعْلَمِیْنَ مَا قَالَ لِیْ اَخِی الْیَثْرِبِیُّ قَالَتْ وَمَا قَالَ قَالَ زَعَمَ اَنَّہٗ سَمِعَ مُحَمَّدًا یَزْعَمُ اَنَّہٗ قَاتِلِیْ قَالَتْ فَوَاللّٰہِ مَا یَکْذِبُ مُحَمَّدٌ قَالَ فَلَمَّا خَرَجُوْا اِلٰی بَدْرٍ وَّجَآءَ الصَّرِیْخُ قَالَتْ لَہٗ امْرَاَتُہٗ اَمَا ذَکَرْتَ مَا قَالَ لَکَ اَخُوْکَ الْیَثْرِبِیُّ قَالَ فَاَرَادَ اَنْ لَّا یَخْرُجَ فَقَالَ لَہٗ اَبُوْ جَھْلٍ اِنَّکَ مِنْ اَشْرَافِ الْوَادِیْ فَسِرْ یَوْمًا اَوْ یَوْمَیْنِ فَسَارَ مَعَھُمْ فَقَتَلَہُ اللّٰہُ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن معاذؓ عمرہ کی نیت سے مکہ کو چلے وہ مکہ میں امیہ بن خلف ابوصفوان کے ہاں جا کر مہمان بنے۔ اور امیہ جب شام کی طرف جاتا اور اس کا گذر مدینہ سے ہوتا تو وہ حضرت سعدؓ کے ہاں مہمان بنتا تھا۔ تو امیہ نے حضرت سعدؓ سے کہا کہ انتظار کرو جب دوپہر ہو جائے اور لوگ غافل ہو جائیں تو پھر آپ جا کر طواف کر لیں۔ چنانچہ دریں اثنا کہ حضرت سعدؓ طواف کر رہے تھے کیا دیکھتے ہیں کہ ابوجہل پھر رہا ہے اس نے پوچھا یہ کون ہے جو کعبہ کا طواف کر رہا ہے۔ حضرت سعدؓ نے جواب دیا کہ میں سعدؓ ہوں ابوجہل نے کہا اچھا آپ امن کے ساتھ کعبہ کا طواف کر رہے ہیں حالانکہ تم لوگوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھیوں کو پناہ دے رکھی ہے حضرت سعدؓ نے ہاں میں جواب دیا۔ پس دونوں کا آپس میں جھگڑا شروع ہو گیا۔ تو امیہ نے حضرت سعدؓ سے کہا کہ ابوالحکم عمرو بن ہشام جو اس وادی والوں کا سردار ہے اسکے ساتھ اونچی آواز میں بات نہ کرو۔ پھر حضرت سعدؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر تو نے آج مجھے بیت اللہ کا طواف کرنے سے روک دیا تو میں تمہاری شام کی تجارت کا راستہ روک دوں گا۔ پھر بھی امیہ یہی کہہ رہا تھا کہ اے سعد! اپنی آواز اونچی نہ کرو۔ پس وہ ان کو برابر روکتا رہا جس پر حضرت سعدؓ ناراض ہو گئے۔ فرمایا چھوڑو میاں! میں نے جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ وہ فرماتے تھے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تجھے قتل کرنے والے ہیں۔ اس نے کہا مجھے! فرمایا ہاں کہنے لگا اللہ کی قسم! محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی بات کرتے ہیں تو جھوٹ نہیں کہتے۔ تو امیہ جب اپنی بیوی صفیہ بنت معمر کے پاس واپس آیا تو کہنے لگا کہ تجھے معلوم نہیں کہ میرے یثربی بھائی نے مجھے کیا کہا ہے۔ اس نے پوچھا کیا کہا وہ کہنے لگا کہ اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا ہے کہ بے شک وہ مجھے قتل کرنے والا ہے وہ بھی کہنے لگی کہ اللہ کی قسم! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کبھی جھوٹ نہیں

کہتے۔ راوی کہتے ہیں کہ جب قریش نے بدر کی طرف کوچ کا ارادہ کیا تو مدد پکارنے والے کی چیخ آئی۔ تو امیہ سے اس کی بیوی نے کہا کہ کیا تمہیں اپنے یثربی بھائی کی بات یاد نہیں ہے تو امیہ کا ارادہ ہوا کہ وہ نہ نکلے۔ لیکن ابوجہل نے اس سے کہا کہ آپ مکہ کے لوگوں میں سے ہیں ایک دن دو دن کے لئے ہمارے ساتھ چلے چلو پھر آ جانا۔ چنانچہ وہ ان کے ہمراہ چلا تو اللہ تعالیٰ نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

تشریح از شیخ گنگوہی ۔ سید اھل الوادی مکہ کو وادی سے اس لئے تعبیر کیا گیا کہ وہ پہاڑوں کے درمیان واقع ہے۔

تشریح از شیخ زکریا ۔ مجمع میں ہے الوادی کل مفرج بین جبال و اکام کہ وادی ہر اس کشادہ راستہ کا نام ہے جو پہاڑوں اور ٹیلوں کے درمیان ہو۔ اور پانی کی گزرگاہ ہو۔ قرآن مجید میں ہے بواد غیر ذی زرع. وھو مکة فغضب سعد امیہ پر ناراضگی کا سبب یہ تھا کہ وہ حضرت سعدؓ کو خاموش ہونے کا حکم دیتا تھا۔ اور ابوجہل سے کچھ بھی نہیں کہتا تھا۔ حالانکہ اس کے لائق یہ تھا کہ امیہ ابوجہل کو روکتا کہ میرے مہمان سے جھگڑا نہ کرو۔ چہ جائیکہ وہ الٹا حضرت سعدؓ کو روکتا تھا۔ ابوجہل سے کچھ نہیں کہتا تھا۔

تشریح از قاسمی ۔ حضرت سعد بن معاذؓ انصار کے سردار تھے۔ عقبہ اولیٰ اور ثانیہ میں بیعت کی تھی۔ اور ان کی وجہ سے قبیلہ بنو عبدالاشھل مسلمان ہوا۔ بدر. احد میں حاضر تھے خندق میں انہیں رگ میں تیر لگا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ ۵ھ میں سینتیس سال کی عمر میں وفات پائی۔ اور بقیع میں دفن ہوئے۔

حدیث (۳۳۷۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ شَيْبَةَ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ النَّاسَ مُجْتَمِعِيْنَ فِيْ صَعِيْدٍ فَقَامَ اَبُوْبَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ بَعْضِ نَزْعِهِ ضُعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُهٗ ثُمَّ اَخَذَهَا عُمَرُ فَاسْتَحَالَتْ بِيَدِهٖ غَرْبًا فَلَمْ اَرَعَبْقَرِيًّا فِي النَّاسِ فَرِيَّهٗ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بَعَطَنٍ وَقَالَ هَمَّامٌ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَعَ اَبُوْبَكْرٍ ذَنُوْبَيْنِ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں لوگوں کو ایک کھلے میدان میں مجتمع دیکھا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کھڑے ہوئے انہوں نے ایک یا دو ڈول بھرے ہوئے کھینچے۔ لیکن ان کے کھینچنے میں کمزوری تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے پھر اس ڈول کو حضرت عمرؓ نے پکڑا تو وہ ان کے ہاتھوں میں ایک عظیم ڈول میں تبدیل ہو گیا۔ پس میں نے لوگوں میں کوئی ایسا ماہر اور حاذق نہیں دیکھا۔ جو اپنے عمل میں لوگوں کو حیرت زدہ کر رہے تھے یہاں تک کہ لوگ عطن یعنی اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ میں دوبارہ پانی پلانے کے لئے اونٹوں کو مارتے تھے۔
ہمام فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہؓ سے سنا کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ نے دو ڈول کھینچے۔

تشریح از شیخ گنگوہی ۔ واللہ یغفرلہ یعنی اس میں ابوبکر صدیقؓ کا کوئی گناہ نہیں ہے۔ اس لئے ان پر مؤاخذہ نہ ہوا۔

تشریح از قاسمی ۔ علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ اس خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو خلفاء کے حالات دکھائے گئے کہ ان سے لوگوں کو بہت نفع حاصل ہوگا۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کا دور خلافت دو سال ہے۔ جس میں فتنہ ارتداد نے سر اٹھایا تو ابوبکر صدیقؓ نے پوری قوت سے اس فتنہ کو دبا دیا پھر حضرت عمرؓ خلیفہ بنے تو ان کے دور میں اسلام کو بہت ترقی ہوئی تو مسلمانوں کے معاملہ کو اس کنویں سے تشبیہ دی گئی جس میں پانی ہو۔ جس سے لوگوں کی صلاح و فلاح وابستہ ہے۔ ان کا امیر انہیں ان سے پانی پلائے گا کہ ان کے مصالح کا انتظام کرے گا۔ یغفر اللہ لہ میں ابوبکر صدیقؓ کی تنقیص نہیں بلکہ یہ ایک دعائیہ کلمہ ہے جو عرب ایسے موقع پر استعمال کرتے تھے۔

ذنوبین کو دوسری روایت میں بلا شک کے ذکر فرمایا جو دو سال سے کنایہ ہے اور یہ دور خلافت صدیقی کا ہے۔

حدیث (۳۳۷۲) حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيْدِ النَّرْسِيُّ الخ حَدَّثَنَا اَبُوْ عُثْمَانَ قَالَ اُنْبِئْتُ اَنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهٗ اُمُّ سَلَمَةَ فَجَعَلَ يُحَدِّثُ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاُمِّ سَلَمَةَ مَنْ هٰذَا اَوْكَمَا قَالَ قَالَ قَالَتْ هٰذَا دِحْيَةُ قَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ اَيْمُ اللّٰهِ مَا حَسِبْتُهٗ اِلَّا اِيَّاهُ حَتّٰى سَمِعْتُ خُطْبَةَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْبِرُ عَنْ جِبْرِيْلَ اَوْ كَمَا قَالَ قَالَ فَقُلْتُ لِاَبِيْ عُثْمَانَ مِمَّنْ سَمِعْتَ هٰذَا قَالَ مِنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ.

ترجمہ۔ حضرت ابوعثمانؒ فرماتے ہیں کہ مجھے بتلایا گیا کہ جبرائیل علیہ السلام جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب کہ آپؐ کے پاس حضرت ام سلمہؓ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھیں پس وہ آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرنے لگے پھر اٹھ کھڑے ہوئے تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہؓ سے پوچھا یہ کون تھے یا جو الفاظ آپؐ نے فرمائے۔ حضرت ام سلمہؓ نے کہا کہ یہ دحیہ کلبیؓ ہیں۔ حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم! میں تو ان کو یہی گمان کرتی رہی۔ یہاں تک کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ سنا جو جبرائیل علیہ السلام کی خبر دیتے تھے۔ یا جیسا کہ آپؐ نے فرمایا سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے ابوعثمان سے پوچھا کہ تم نے یہ حدیث کس سے سنی تھی۔ اس نے بتلایا کہ حضرت اسامہ بن زیدؓ سے سنی تھی یہ خبر بھی علامات نبوت میں سے ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَ هُمْ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ترجمہ آیت کہ وہ اہل کتاب آپ کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں لیکن ایک گروہ ان میں سے ایسا ہے جو جان بوجھ کر حق کو چھپاتا ہے۔

حدیث (۳۳۷۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ اَنَّ الْيَهُوْدَ جَآءُوْا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوْا لَهٗ اَنَّ رَجُلًا مِّنْهُمْ وَامْرَاَةً زَنَيَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَجِدُوْنَ فِيْ شَاْنِ الرَّجْمِ فَقَالُوْا نَفْضَحُهُمْ وَيُجْلَدُوْنَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ كَذَبْتُمْ اِنَّ فِيْهَا الرَّجْمَ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰةِ فَنَشَرُوْهَا فَوَضَعَ اَحَدُهُمْ يَدَهٗ عَلٰى اٰيَةِ الرَّجْمِ فَقَرَاَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ ارْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ يَدَهٗ فَاِذَا فِيْهَا اٰيَةُ الرَّجْمِ فَقَالُوْا صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ فِيْهَا اٰيَةُ الرَّجْمِ فَاَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَرَاَيْتُ الرَّجُلَ يَحْنَاُ عَلَى الْمَرْاَةِ يَقِيْهَا الْحِجَارَةَ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ یہود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے ذکر کیا کہ ان میں سے ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کیا ہے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا تورات میں رجم کے بارے میں کیا حکم ہے انہوں نے کہا ہم تو ان کا منہ کالا کر کے رسوا کرتے ہیں اور انہیں کوڑے لگائے جاتے ہیں حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے فرمایا تم جھوٹ بولتے ہو بے شک تورات میں رجم کا حکم ہے تورات کو لے آؤ پس انہوں نے اسے کھولا تو ان کے ایک آدمی نے آیت رجم پر ہاتھ رکھ دیا اور اس کے آگے پیچھے پڑھ دیا تو حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے فرمایا کہ اپنا ہاتھ اٹھاؤ۔ پس جب اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس میں آیۃ الرجم موجود تھی۔ کہنے لگے اے محمدؐ سچ ہے اس میں آیت رجم موجود ہے۔ پس آپؐ نے ان کے رجم کا حکم دیا تو وہ دونوں رجم کیے گئے۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس مرد کو دیکھا کہ عورت پر جھک رہا ہے اور اسے پتھر سے بچا رہا ہے۔

بَابُ سُوَالِ الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّرِيَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰيَةً فَاَرَاهُمُ اِنْشِقَاقَ الْقَمَرِ

ترجمہ۔ مشرکین مکہ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپؐ انہیں کوئی معجزہ دکھائیں تو آپؐ نے انہیں چاند پھٹ جانے کا معجزہ دکھلایا۔

حدیث (۳۳۷۴) حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ الخ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِقَّتَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْهَدُوْا.

ترجمہ۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چاند دو ٹکڑے ہو کر پھٹ گیا جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گواہ رہو۔ یا میری نبوت کی گواہی دو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ یعرفونه الخ ترجمۃ الباب سے روایت کو مناسبت اس طرح ہے کہ یہودیوں نے آپس میں طے کیا تھا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر زانی اور زانیہ کا فیصلہ طلب کرو۔ اگر آپؐ رجم کا حکم سنائیں تو اس کا انکار کر دو۔ اگر کوڑے مارنے کا حکم دیں تو کوڑے مار دو اگر اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن ہم سے کوڑے پر اکتفا کرنے کے بارے میں سوال کیا تو ہم کہیں گے تیرے نبی کے حکم کے مطابق ہم نے فیصلہ کیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوب پہچانتے تھے کہ واقعی آپؐ نبی برحق ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینیؒ نے حافظؒ کا اتباع کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس باب کو ابواب علامات نبوت سے اس طرح مناسبت ہے کہ آپؐ نے تورات کے حکم کے مطابق رجم کرایا۔ حالانکہ آپؐ نے تورات نہیں پڑھی تھی۔ اور نہ ہی اس سے پہلے آپ کو اس پر واقفیت حاصل ہوئی تھی۔ کہ یہ تو علامات نبوت کی بڑی دلیل ہے اور بسم اللہ ذکر امام بخاریؒ نے اپنی عادت کے مطابق کیا ہے۔ کہ جب کچھ فاصلہ ہو جائے تو بسم اللہ لکھ دیا کرتے ہیں اور شیخ گنگوہیؒ نے جو ایراد حدیث فی ھذا الباب کی توجیہ بیان کی ہے وہ بعینہ ابوداؤد میں موجود ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ شق القمر کے معجزہ پر کئی طرح سے اشکال کیا جاتا ہے۔ کہ اگر واقعہ پیش آیا ہوتا تو کسی اور ملک میں یا تاریخ کی کتابوں میں اس کا ذکر ضرور ہوتا۔ جواب یہ ہے کہ معلوم رہے کہ مطالبہ اہل مکہ کا تھا۔ انہوں نے شق قمر دیکھ کر کہا کہ یہ بڑا جادوگر ہے۔ جس کا اثر آسمان تک بھی پہنچتا ہے۔ دوسرے رات کا وقت تھا لوگ اپنے مشاغل میں مصروف تھے۔ کسی کا دھیان تھا کسی کا نہیں دوسرے صحاریٰ اور جنگلات

میں لوگوں کو علم ہو گیا۔ چنانچہ جب اہل مکہ نے کہا یہ ابن ابی کبشہ کا جادو ہے۔ ہماری سفارت گئی ہوئی ہے واپسی پر ان سے پوچھیں گے۔ چنانچہ وہ واپس آئے تو انہوں نے تصدیق کی کہ واقعی چاند پھٹا اور دو ٹکڑے ہو کر پھر جڑ گیا۔ نیز! صاحب فیض نے نقل کیا ہے کہ والی ریاست بھوپال نے جن کا نام بھوپال تھا شق القمر کو دیکھا اور اپنے خزانہ میں لکھ کر رکھوا دیا۔ جو بعد میں آنے والے لوگوں نے پڑھا۔

حدیث(۳۳۷۵) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنْ اَنَسٍ اَنَّهُ حَدَّثَهُمْ اَنَّ اَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّرِيَهُمْ اٰيَةً فَاَرَاهُمْ اِنْشِقَاقَ الْقَمَرِ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ وہ انہیں حدیث بیان کرتے ہیں کہ مکہ والوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپؐ انہیں کوئی معجزہ دکھلائیں۔ تو آپؐ نے انہیں چاند پھٹنے کا معجزہ دکھلایا۔

حدیث (۳۳۷۶) حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ خَالِدٍ الْقُرَشِيُّ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ الْقَمَرَ اِنْشَقَّ فِيْ زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چاند پھٹ گیا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ شق القمر کے متعلق یہ منقول نہیں ہے کہ جمیع اہل ارض اس رات کا انتظار کر رہے تھے۔ تب ان کو نظر نہ آیا۔ دوسرے چاند کسی قوم پر نمودار ہوتا ہے کسی پر نہیں ہوتا اور کبھی پہاڑ اور بادل حائل ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سورج گرہن بعض شہروں میں ہوتا ہے بعض میں نہیں ہوتا۔ ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ انشقاق قمر کی روایت صحابہ کی کثیر جماعت اور اس طرح تابعین کی کثیر جماعت سے مروی ہے۔ اور آیت کریمہ بھی اس کی تائید کرتی ہے۔ چنانچہ قاضیؒ فرماتے ہیں کہ جمیع اھلسنت مفسرین کا اس کے وقوع پر اتفاق ہے۔ اگرچہ بعض نے اس کا وقوع قیامت کے قریب کہا ہے۔ کہ القمر ینشق یو م القیامة. لیکن اللہ تعالیٰ کا قول واضح ہے ان یروا ایة یعرضوا ویقولوا سحر مستمر کہ اگر یہ لوگ کوئی معجزہ دیکھ لیں تو اس سے روگردانی کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ تو ہمیشہ کا جادو ہے۔ تو کفار قیامت کے دن یہ قول کیسے کریں گے۔ تو عقلی اور نقلی دونوں طرح سے انشقاق قمر کا معجزہ ثابت ہوا۔ آخری وجہ یہ ہے کہ انشقاق قمر تو ایک لحظہ میں ہوا اگر یہ معجزہ ہمیشہ رہتا تاکہ عام خاص سب شامل ہو جائیں پھر وہ ایمان نہ لاتے تو ان کی بیخ کنی کر دی جاتی جیسا کہ امم سابقہ میں سنت اللہ جاری ہے اللہ تعالیٰ نے اس امت پر خاص شفقت فرمائی کہ اس معجزہ کو عقلی تک محدود رکھا۔

باب: حدیث(۳۳۷۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى الخ حَدَّثَنَا اَنَسٌؓ اَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ وَمَعَهُمَا مِثْلُ الْمِصْبَاحَيْنِ يُضِيْئَانِ بَيْنَ اَيْدِيْهِمَا فَلَمَّا افْتَرَقَا صَارَ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا وَاحِدٌ حَتّٰى اَتٰى اَهْلَهٗ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ میں سے دو آدمی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے باہر نکلے رات اندھیری تھی تو ان کے ہمراہ دو چراغ کی طرح لاٹھی تھی جو ان کے سامنے چمکتی تھی۔ جب جدا ہوئے تو ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک چراغ ہو لیا یہاں تک کہ وہ اپنے گھر پہنچ گئے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ انجام کے اعتبار سے تثنیہ لایا گیا ورنہ درحقیقت ان کے سامنے ایک چراغ تھا جب جدا ہوئے تو دو ہو گئے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ وہ دوصحابی حضرت اسد بن حضیرؓ اور عباد بن بشرؓ تھے۔ چنانچہ مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باتیں کرتے کرتے ان حضرات کو دیر ہوگئی رات سخت اندھیری تھی تو جب یہ آپؐ کے پاس سے روانہ ہوئے تو ان کے ہاتھ میں لاٹھی تھی۔ تو ایک کی لاٹھی چمک اٹھی جس کی روشنی میں دونوں چلنے لگے۔ جب جدا ہوئے تو دوسرے کی لاٹھی بھی چمک اٹھی۔ تو ہر ایک اپنی لاٹھی کی روشنی میں چلنے لگا کہ اپنے گھر والوں کے ہاں پہنچ گئے۔ مسند احمد اور مستدرک حاکم میں بھی یہ واقعہ ذکر کیا گیا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ یہ باب بغیر ترجمہ کے کالفصل ہے۔ چونکہ کرامات اولیاء اور اصحاب نبی کا معجزہ ہوتے ہیں۔ لہٰذا اعلامات نبوت سے مناسبت واضح ہوگئی۔

حدیث(۳۳۷۸) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِی الْاَسْوَدِ الخ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِيْ ظَاهِرِيْنَ حَتّٰى يَاْتِيَهُمْ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ ظَاهِرُوْنَ.

ترجمہ۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ میری امت کے لوگ ہمیشہ غالب رہے ہیں یہاں تک کہ جب قیامت کا حکم آن پہنچے گا تو بھی وہ لوگ غالب ہوں گے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ ظاہرین کے معنی غالبین کے ہیں۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بھی علامات نبوت میں سے ملحق ہے کیونکہ یہ وصف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر اب تک برابر پائی جاتی ہے اور روز قیامت تک باقی رہے گا۔

حدیث(۳۳۷۹) حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ الخ اَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَؓ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَزَالُ مِنْ اُمَّتِيْ اُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَاْتِيَهُمْ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ قَالَ عُمَيْرٌ فَقَالَ مَالِكُ ابْنُ يُخَامِرُ قَالَ مُعَاذٌ وَهُمْ بِالشَّامِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ هٰذَا مَالِكٌ يَزْعَمُ اَنَّهُ سَمِعَ مُعَاذًا يَقُوْلُ وَهُمْ بِالشَّامِ.

ترجمہ۔ حضرت معاویہؓ فرماتے تھے کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے میری امت کی ایک جماعت اللہ کے حکم کو قائم کرنے والی ہوگی۔ جو ان کی مدد چھوڑ دے گا وہ ان کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ اور جو ان کی مخالفت کرے گا وہ بھی کچھ نقصان نہیں پہنچائے گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم قیامت کا آجائے تو وہ اسی حال پر ہوں گے عمیر بن ھانی فرماتے ہیں مالک بن یخامر فرماتے تھے کہ حضرت معاذ بن جبلؓ نے فرمایا جب کہ وہ شام کے ملک میں تھے تو حضرت امیر معاویہؓ نے فرمایا اور مالک فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو کہتے سنا جبکہ وہ شام میں تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ قال معاذ وهم بالشام یہ زیادتی روایت کے اندر حضرت معاذؓ کی طرف سے ہے۔ اس حدیث سے معاویہؓ نے اپنے حق پر ہونے اور اصحاب علیؓ کے ناحق ہونے پر استدلال کیا ہے۔ اس لئے هذا مالك يزعم انه سمع معاذ کہا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حضرت شاہ عبدالغنیؒ دہلوی نے بھی انجاح الحاجۃ میں اسی کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اس حدیث کی روایت سے حضرت معاویہؓ کی غرض اپنی حقانیت ثابت کرنا ہے۔ کیونکہ طائفہ ظاہرہ اور منصورہ اس زمانے میں صرف انہی کا تھا اور امام بخاریؒ نے کتاب الاعتصام میں اس حدیث کی تخریج کر کے بتلایا ہے کہ وہ اہل علم ہیں۔ بعض نے مجاہدین اور بعض نے اہل حدیث مراد لئے ہیں اور بعض نے صلحاً اہل اسلام مراد لئے ہیں۔ ان میں کوئی منافات نہیں ہے۔ کیونکہ امر اللہ کا دین اور اس کی شریعت اگر ایک حصہ میں کمزور ہوگی تو دوسرے حصہ میں

قوی ہو جائے گی۔ یا ابدال مراد ہیں جن کا مسکن آخر زمانہ میں شام ہوگا۔

حدیث(۳۳۸۰)حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ الخ سَمِعْتُ الْحَيَّ يُحَدِّثُوْنَ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطَاهُ دِيْنَارًا يَشْتَرِىْ لَهٗ بِهٖ شَاةً فَاشْتَرٰى لَهٗ بِهٖ شَاتَيْنِ فَبَاعَ اِحْدٰهُمَا بِدِيْنَارٍ وَّجَآءَهٗ بِدِيْنَارٍ وَشَاةٍ فَدَعَالَهٗ بِالْبَرَكَةِ فِىْ بَيْعِهٖ وَكَانَ لَوِ اشْتَرَى التُّرَابَ لَرَبِحَ فِيْهِ قَالَ سُفْيَانُ كَانَ الْحَسَنُ ابْنُ عُمَارَةَ جَآءَ نَا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ عَنْهُ قَالَ سَمِعَهٗ شَبِيْبٌ مِنْ عُرْوَةَ فَاَتَيْتُهٗ فَقَالَ شَبِيْبٌ اِنِّىْ لَمْ اَسْمَعْهُ مِنْ عُرْوَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْحَيَّ يُخْبِرُوْنَهٗ عَنْهُ وَلٰكِنْ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْخَيْرُ مَعْقُوْدٌ بِنَوَاصِى الْخَيْلِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ قَالَ وَقَدْ رَاَيْتُ فِىْ دَارِهٖ سَبْعِيْنَ فَرَسًا قَالَ سُفْيَانُ يَشْتَرِىْ لَهٗ شَاةً كَاَنَّهَا اُضْحِيَّةٌ.

ترجمہ۔شبیب بن غرقدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک قبیلہ کے لوگوں سے سنا جو حضرت عروہ بارقی سے روایت کرتے تھے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک دینار سونے کی اشرفی دی کہ اس کے ذریعہ ایک بکری خرید کریں انہوں نے اس کے ذریعہ دو بکریاں خرید کرلیں جن میں سے ایک کو ایک دینار کے بدلے بیچ دیا۔پس وہ آپؐ کے پاس ایک دینار اور ایک بکری لے آئے۔آپؐ نے اس کی خرید وفروخت میں برکت کی دعا کی پس وہ ایسے تھے کہ اگر مٹی بھی خرید کرتے تو اس میں ان کو نفع ہوتا۔سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ حسن بن عمارہ یہ حدیث ہمارے پاس شبیب کی طرف سے لائے۔کہ شبیب نے اس کو عروہ سے سنا لیکن جب میں خود شبیب کے پاس آیا تو اس نے کہا میں نے اس کو عروہ سے نہیں سنا۔البتہ ان کے قبیلہ کے لوگوں سے سنا کہ وہ عروہ سے خبر دیتے تھے۔لیکن شبیب کہتے ہیں کہ میں نے خود عروہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے کہ بھلائی تو قیامت کے دن تک گھوڑوں کی پیشانی میں بندھی ہوئی ہے چنانچہ شبیب کہتے ہیں کہ میں نے عروہ کی حویلی میں ستر گھوڑے بندھے ہوئے دیکھےاور سفیان فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو بکری خریدی گئی تھی گویا کہ وہ قربانی کیلئے تھی۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ کرمانیؒ فرماتے ہیں اگر اشکال ہو کہ یہ حدیث تو روایت اجاہیل یعنی مجہول لوگوں سے ہوئی۔کیونکہ قبیلہ تو مجہول ہے۔تو جواب یہ ہے کہ شبیب کے متعلق معلوم ہے کہ وہ ہمیشہ عادل سے ہی روایت کرتے ہیں۔تو ابہام میں کوئی حرج نہیں انہوں نے ایک شخص کی بجائے قبیلہ پر اعتماد کیا یہی وجہ ہے کہ انہوں نے حسن بن عمارہ کاذب مکذب کی روایت پر اعتماد نہیں کیا بلکہ قبیلہ پر اعتماد کیا۔اور دوسرے طریق سے بھی روایت ان کو پہنچی فلاباس بہ مقصود بمعنی ملازم کے ہے۔اور نواحی الخیل گھوڑے کی پیشانی کے وہ بال جو لٹکے ہوئے ہوتے ہیں۔اس سے کنایہ جمیع الذات سے ہے۔صرف بال مراد نہیں۔نیز قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فضولی کی بیع جائز ہے جو مالک کی اجازت پر موقوف ہوگی۔کیونکہ صحابی نے آپ کی اجازت کے بغیر دوسری بکری بیچ دی۔اور آپؐ نے اس بیع کو برقرار رکھا۔یہی مسلک ائمہ ثلاثہ کا ہے اگر مالک نے بیع کو جائز قرار دیا تو جائز ہے اگر رد کر دیا تو بیع نہیں ہوگی۔

حدیث (۳۳۸۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ فِىْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ.

ترجمہ۔حضرت ابن عمرؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا گھوڑے کی پیشانی کے بالوں میں قیامت

کے دن تک بھلائی بندھی ہوئی ہے۔

حدیث(۳۳۸۲)حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ الخ سَمِعْتُ اَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ.

ترجمہ۔حضرت انس بن مالکؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا گھوڑے کی پیشانی کے بالوں میں بھلائی بندھی ہوئی ہے۔

حدیث(۳۳۸۳)حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ لِثَلٰثَةٍ لِرَجُلٍ اَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَّعَلٰى رَجُلٍ وِّزْرٌ فَاَمَّا الَّذِیْ لَهٗ اَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاَطَالَ لَهَا فِیْ مَرْجٍ اَوْرَوْضَةٍ وَّمَآ اَصَابَتْ فِیْ طِيَلِهَا مِنَ الْمَرْجِ اَوِ الرَّوْضَةِ كَانَتْ لَهٗ حَسَنَاتٍ وَّلَوْ اَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا اَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ اَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَّهٗ وَلَوْ اَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهْرٍ فَشَرِبَتْ وَلَمْ يُرِدْ اَنْ يَّسْقِيَهَا كَانَ ذٰلِكَ لَهٗ حَسَنَاتٍ وَّرَجُلٌ رَّبَطَهَا تَغَنِّيًا وَّسِتْرًا وَّتَعَفُّفًا لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِیْ رِقَابِهَا وَظُهُوْرِهَا فَهِیَ لَهٗ كَذٰلِكَ سِتْرٌ وَّرَجُلٌ رَّبَطَهَا فَخْرًا وَّرِيَآءً وَّنِوَآءً لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ فَهِیَ وِزْرٌ وَّسُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ فَقَالَ مَآ اُنْزِلَ عَلَیَّ فِيْهَا اِلَّا هٰذِهِ الْاٰيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ.

ترجمہ۔حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ گھوڑے تین قسم کے ہیں ایک تو آدمی کیلئے ثواب کا باعث ہے۔دوسرا آدمی کے لئے پردہ ہے۔اور تیسرا اس پر گناہ ہے۔لیکن گھوڑا جو مالک کے لئے اجر کا سبب ہے وہ آدمی جس نے گھوڑا اللہ کی راہ میں باندھ رکھا ہے جب اس کو کسی چراگاہ یا باغ میں اسے لمبی رسی سے باندھا پس اپنی اس لمبی رسی میں چراگاہ اور باغ سے جو کچھ وہ چگ حاصل کریگا وہ سب اس کے لئے نیکیاں ہوں گی۔اور اگر بالفرض اس نے اس باگ کو توڑ دیا پس قدم دو قدم وہ دوڑا تو اس دوران جو اس نے لید کی ہوگی وہ بھی نیکیوں میں شمار ہوگی۔ اور اگر اس کا گزر کسی نہر سے ہوا پس اس نے اس سے پانی پی لیا حالانکہ مالک کا ارادہ اسے پانی پلانے کا نہیں تھا تو یہ سب گھونٹ اس کی نیکیاں شمار ہوں گے اور دوسرا وہ آدمی جس نے گھوڑے کو غنی بننے اور پردہ پوشی اور سوال سے بچنے کے لئے باندھا ہے اور اس کی گردن اور پیٹھ میں اللہ کے حق کو نہیں بھولا اس کی زکوٰۃ اور سواری کا صدقہ کرتا ہے تو ایسا گھوڑا اپنے مالک کے لئے پردہ ہوگا کہ مستغنی رہے گا۔ اور سوال کرنے سے بچتا رہے گا۔اور تیسرا وہ آدمی جس نے گھوڑا فخر اور دکھاوے اور مسلمانوں کی دشمنی کے لئے باندھا ہے۔تو اس کے لئے وبال اور گناہ کا باعث ہوگا۔پھر آنحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گدھوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا خصوصی طور پر تو ان کے بارے میں کچھ نازل نہیں ہوا۔البتہ یہ آیت جامع اور منفردہ ہے۔جس شخص نے ذرہ برابر نیکی کی وہ اسے دیکھے گا جس نے ذرہ برابر برائی کی تو اسے دیکھے گا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔اس حدیث کو ترجمۃ الباب سے مناسبت و مطابقت اس طرح ہے کہ یہ حدیث الخيل معقود بنو اصيها الخير کا تتمہ ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شراح کو ان احادیث کے باب علامات النبوت کے ساتھ مطابقت میں اشکال ہے سب نے یہ جواب دیا ہے کہ جس طرح آپؐ نے خبر دی اسی طرح وقوع ہوا۔پس یہی وجہ مطابقت کافی ہے۔لیکن شیخ گنگوہیؒ نے جو افادہ بیان کیا ہے معقود بنو اصيها

الخیر کا تکملہ ہے۔ یہ توجیہ سب سے بہتر ہے کہ قیامت کے دن تک ان کو خیر ہی خیر لازم ہے۔ اور حمر کے بارے میں کوئی مخصوص واجب نہیں ہے۔ یہ جامع آیت ہے مثقال ذرۃ.

حدیث(۳۳۸۴)حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍؓ یَقُوْلُ صَبَّحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْبَرَ بُکْرَةً وَّقَدْ خَرَجُوْا بِالْمَسَاحِیْ فَلَمَّا رَاَوْهُ قَالُوْا مُحَمَّدٌ وَّالْخَمِیْسُ وَاَحَالُوْا اِلَی الْحِصْنِ یَسْعَوْنَ فَرَفَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدَیْهِ وَقَالَ اللّٰهُ اَکْبَرُ خَرِبَتْ خَیْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِیْنَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ دَعْ فَرَفَعَ یَدَیْهِ فَاِنِّیْ اَخْشٰی اَنْ لَّا تَکُوْنَ مَحْفُوْظًا وَاِنْ کَانَ فِیْهِ فَرَفَعَ یَدَیْهِ فَاِنَّهٗ غَرِیْبٌ جِدًّا.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح سویرے خیبر پر دھاوا بولا۔ جب کہ وہ لوگ کدال وغیرہ لے کر نکل چکے تھے۔ جب انہوں نے آپ کو دیکھا تو کہنے لگے محمدؐ ہیں جو لشکر سمیت آگئے ہیں۔ تو دوڑتے ہوئے اپنے قلعوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر فرمایا اللہ اکبر خیبر برباد ہوگیا ترجمہ آیت جب ہم کسی قوم کے پڑاؤ میں اترتے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہوتی ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ فرفع یدیہ کے کلمہ کو چھوڑ دو مجھے خدشہ ہے کہ یہ کلمہ محفوظ نہیں ہے اگر رفع یدیہ کا کلمہ حدیث کے اندر ہے بھی تو وہ بہت ہی غریب ہے جس کا اور کوئی مؤید نہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ خربت خیبر محل ترجمہ ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جیسے آپؐ نے خبر دی تھی۔ دع فرفع یعنی اس کو روایت نہ کرو۔ کیونکہ یہ غیر معتمد ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حافظؒ اور علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ آپؐ نے قبل از وقوع خیبر کی ویرانی کی خبر دی اور ایسے ہی وقوع ہوا۔ اور حاشیہ خیر جاری میں ہے۔

انا اذا نزلنا بساحة قوم جو فتح کی بشارت ہے بلکہ غزوات میں فتوحات کی طرف اشارہ ہے۔ اور فتوحات کی یہ برکت گھوڑوں کی حاضری کی وجہ سے ہے لہذا فضیلت الخیل ثابت ہوئی۔

دع رفع یہ لفظ ہندی نسخوں میں ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی روایت چھوڑ دو۔ لیکن غیر ہندی نسخوں میں یہ قول نہیں پایا جاتا اس لئے شراح نے اس کو نقل نہیں کیا۔ اگر کسی نسخہ میں ہے تو پھر خیبر میں نعرۂ تکبیر کے وقت رفع یدین ثابت ہوا۔

حدیث(۳۳۸۵)حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ سَمِعْتُ مِنْکَ حَدِیْثًا کَثِیْرًا فَاَنْسَاهُ قَالَ اُبْسُطْ رِدَاءَکَ فَبَسَطْتُ فَغَرَفَ بِیَدِهٖ فِیْهِ قَالَ ضُمَّهٗ فَضَمَمْتُهٗ فَمَا نَسِیْتُ حَدِیْثًا بَعْدُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ سے عرض کی کہ میں نے آپؐ سے بہت سی احادیث سنی ہیں لیکن میں ان کو بھول جاتا ہوں آپؐ نے فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ۔ میں نے اسے پھیلا دیا تو آپؐ نے اپنے ہاتھ سے اس میں چلو بھر کے ڈالا پھر فرمایا اس کو سینے سے لگا لو۔ میں نے اسے سینے سے لگا لیا پس اس کے بعد مجھے کوئی حدیث نہیں بھولی چونکہ مغروف اور مغروف منہ کا کوئی ذکر نہیں لہذا یہ محض اشارہ ہی ہوگا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ فَضَائِلِ اَصْحٰبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَمَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْرَاٰهُ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَهُوَ مِنْ اَصْحَابِهٖ

ترجمہ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کے فضائل کے بارے میں۔ جو شخص جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا ہو یا اسلام کی حالت میں اس نے آپؐ کو دیکھا ہو وہ آپؐ کے صحابہ میں سے ہے۔

حدیث(۳۳۸۶) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ حَدَّثَنَا اَبُوْسَعِيْدِ الْخُدْرِيُّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْ فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيَقُوْلُوْنَ هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْ فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيُقَالُ هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْا فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيُقَالُ هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ مَنْ صَاحَبَ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایک ایسا دور آئے گا کہ لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی تو ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا تمہارے اندر کوئی ایسا شخص ہے جس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی ہو پس لوگ ہاں میں جواب دیں گے تو اس کی دعا کی برکت سے ان کو فتح نصیب ہوگی پھر ایسا دور آئے گا لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی پھر پوچھا جائیگا کہ تم میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جس نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی ہو تو جواب ملے گا ہاں تو اس کی دعا کی برکت سے فتح حاصل ہوگی پھر ایک ایسا دور آئے گا کہ لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی تو ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں یعنی تابعین کی صحبت اختیار کی ہو تو کہا جائے گا کہ ہاں موجود ہے تو ان تبع تابعین کی برکت سے فتح سے ہمکنار ہوں گے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام بخاریؒ نے جو کچھ صحابی کی تعریف میں فرمایا ہے شیخ گنگوہیؒ اس پر خاموش ہیں کیونکہ یہ مسئلہ اصولی ہے اور واضح ہے حافظؒ نے اس پر بسط سے کلام کیا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ صحابی کے نام کا ہر وہ شخص مستحق ہے جس پر لغت کے اعتبار سے صحابی کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ اگرچہ عرف میں کثیر الملازمۃ ہونا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ نیز ا ہر اس شخص کو بھی صحابی کہا جائیگا جس نے حالت اسلام میں آپ کو دور سے دیکھا ہو جس کو امام بخاریؒ راجح کہہ رہے ہیں۔ پھر آیا محض حصول رؤیۃ کافی ہے یا تمیز بھی ضروری ہے۔ جمہور کا مسلک یہ ہے کہ تمیز ضروری نہیں ہے۔ جیسے محمد بن ابی بکرؓ جن کی ولادت جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے صرف تین ماہ قبل ہوئی بایں ہمہ ان کی احادیث کو مراسیل صحابہؓ میں شمار کیا جاتا ہے اور ایسے کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ صحابہ حدیثہ مرسل یعنی صحابی تو ہے لیکن اس کی حدیث مرسل ہے کیونکہ وہ سن تمیز کو نہیں پہنچے۔ تو جو لوگ مراسیل صحابہؓ کو قبول کر لیتے ہیں وہ ان کے مراسیل کو قبول نہیں کریں گے۔ اور بعض نے تو بہت مبالغہ کیا کہ صحابی وہ ہے جسے صحبت عرفیہ حاصل ہو بعض نے کہا سال بھر آپؐ کے ساتھ رہا۔ بعض نے کہا جو کسی غزوہ میں آپؐ کے ساتھ شامل

رہا ہو۔ لیکن جمہور علماء کا عمل اس کے خلاف ہے۔ وہ تو اس جم غفیر کو بھی صحابہ میں شامل کرتے ہیں جو صرف حجۃ الوداع کے موقع پر آپ کے اجتماع میں شامل ہوئے بہرحال امام بخاریؒ نے جو مسلک اختیار کیا ہے وہ امام احمدؒ اور جمہور محدثین کا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ صحابی کی تعریف صاحب مرقاۃ نے طیبیؒ سے نقل کی ہے جس کا صحابی ہونا تواتر سے معلوم ہو یا شہرت سے پتہ چلے یا ایک صحابی دوسرے کو صحابی کہے۔ یا وہ خود اپنے آپ کو صحابی کہے جبکہ وہ عادل ہو۔ والصحابة کلھم عدول ابو منصور بغدادی نے کہا کہ ہمارے اصحاب کا اجماع ہے کہ صحابہ میں افضل خلفاء راشدین ہیں۔ پھر باقی عشرہ مبشرہ بعد ازاں اہل بدر پھر احد والے بعد ازاں بیعت الرضوان والے الیٰ آخرہ۔ آخر میں فرمایا حضرت معاویہؓ بھی عدول اور خیار صحابہ میں سے ہیں۔ ان کے مناقشات اجتہادی ہیں۔ جن کی وجہ سے عدالت میں فرق نہیں پڑتا۔ انتھی

حدیث (۳۳۸۷) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ رَاهوِیه الخ سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَیْنٍؓ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْرُ اُمَّتِیْ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ قَالَ عِمْرَانُ فَلَا اَدْرِیْ اَذَکَرَ بَعْدَ قَرْنِهٖ قَرْنَیْنِ اَوْثَلٰثًا ثُمَّ اِنَّ بَعْدَکُمْ قَوْمًا یَشْهَدُوْنَ وَلَا یُسْتَشْهَدُوْنَ وَلَا یَخُوْنُوْنَ وَلَا یُؤْتَمَنُوْنَ وَیَنْذُرُوْنَ وَلَا یَفُوْنَ وَیَظْهَرُ فِیْهِمُ السِّمَنُ.

ترجمہ۔ حضرت عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا بہترین دور میرا زمانہ ہے پھر وہ لوگ جو ان کے متصل ہوں گے۔ یعنی صحابہ کرام کا دور۔ پھر وہ جو ان کے قریب ہوں گے یعنی تابعین کا دور۔ عمران فرماتے ہیں مجھے یاد نہیں کہ آپ نے اپنے دور کے بعد دو کا ذکر فرمایا یا تین کا۔ پھر تمہارے بعد ایسی قوم آئے گی جو گواہی دیں گے لیکن گواہی کا ان سے مطالبہ نہ کیا جائے گا خیانت کریں گے امانت داری نہیں ہوگی۔ اور نذر اور منت مانیں گے لیکن انہیں پورا نہیں کریں گے۔ اور ان میں بے فکری کی وجہ سے ان میں موٹاپا ظاہر ہوگا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ خیانت ایسی ظاہر ہوگی کہ کسی کو کسی پر اعتماد نہ ہوگا۔ اور موٹاپا دنیا کی حرص اور اس کی لذات کی وجہ سے ہوگا کہ بے فکری کی وجہ سے ان کے جسم موٹے ہو جائیں گے۔

حدیث (۳۳۸۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ کَثِیْرٍ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَیْرُ النَّاسِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ یَجِیْءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ اَحَدِهِمْ یَمِیْنَهٗ وَیَمِیْنُهٗ شَهَادَتَهٗ قَالَ اِبْرَاهِیْمُ وَکَانُوْا یَضْرِبُوْنَنَا عَلَی الشَّهَادَةِ وَالْعَهْدِ وَنَحْنُ صِغَارٌ.

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر لوگ میرے زمانے کے ہیں۔ پھر ان کے بعد جو متصل آئیں گے۔ پھر ان کے بعد آنے والے۔ پھر ایسی قوم آئے گی جن میں سے ایک کی گواہی اس کی قسم سے اور اس کی قسم اس کی گواہی سے آگے بڑھے گی۔ ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ جب ہم چھوٹے چھوٹے ہوتے تھے تو ہمارے اکابر ہمیں گواہی دینے اور عہد و پیمان پر مارتے تھے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ سبقت کا مطلب یہ ہے کہ گواہی اور قسم کھانے پر لوگ ایسے حریص ہوں گے کہ انہیں دین کی پرواہ نہ ہوگی۔ بس یہی ہوگا کہ کس سے ابتداء کریں۔ شہادت سے یا قسم سے۔ گویا کہ ان دونوں کو دوڑ ہوگی۔ دین سے غفلت کا نتیجہ ہوگا۔

بَابُ مَنَاقِبِ الْمُهَاجِرِیْنَ وَفَضْلِهِمْ مِنْهُمْ

اَبُوْ بَکْرٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ قُحَافَةَ التَّیْمِیُّؓ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی لِلْفُقَرَآءِ الْمُهَاجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ

دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا الخ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَاَبُوْ سَعِيْدٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَارِ.

ترجمہ۔ باب مہاجرین کی مدح سرائی اور ان کے فضائل کے بارے میں اور ان میں سے افضل البشر بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر عبداللہ بن ابی قحافہ بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فقراء مہاجرین کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ترجمہ آیت ان مہاجرین کا ذکر کیا ان مفلس گھر چھوڑنے والوں کے واسطے جو اپنے گھر اور مال سے نکالے گئے۔ اللہ کا فضل اور رضامندی چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگر تم اس کی مدد نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ تو آپ کی مدد کر چکا ہے الخ. حضرت عائشہؓ ابوسعیدؓ اور ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غار میں تھے۔

حدیث (۳۳۸۹) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ الخ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ اشْتَرٰى اَبُوْبَكْرٍ مِنْ عَازِبٍ رَحْلًا بِثَلٰثَةَ عَشَرَ دِرْهَمًا فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ لِعَازِبٍ مُرِ الْبَرَاءَ فَلْيَحْمِلْ اِلَيَّ رَحْلِيْ فَقَالَ عَازِبٌ لَا حَتّٰى تُحَدِّثَنَا كَيْفَ صَنَعْتَ اَنْتَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ خَرَجْتُمَا مِنْ مَّكَّةَ وَالْمُشْرِكُوْنَ يَطْلُبُوْنَكُمْ قَالَ ارْتَحَلْنَا مِنْ مَّكَّةَ فَاَحْيَيْنَا اَوْ سَرَيْنَا لَيْلَتَنَا وَيَوْمَنَا حَتّٰى اَظْهَرْنَا وَقَامَ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ فَرَمَيْتُ بِبَصَرِيْ هَلْ اَرٰى مِنْ ظِلٍّ فَاٰوِيَ اِلَيْهِ فَاِذَا صَخْرَةٌ اَتَيْتُهَا فَنَظَرْتُ بَقِيَّةَ ظِلٍّ لَهَا فَسَوَّيْتُهُ ثُمَّ فَرَشْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ ثُمَّ قُلْتُ لَهُ اضْطَجِعْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَاضْطَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْطَلَقْتُ اَنْظُرُ مَا حَوْلِيْ هَلْ اَرٰى مِنَ الطَّلَبِ اَحَدًا فَاِذَا اَنَا بِرَاعِيْ غَنَمٍ يَسُوْقُ غَنَمَهُ اِلَى الصَّخْرَةِ يُرِيْدُ مِنْهَا الَّذِيْ اَرَدْنَا فَسَاَلْتُهُ فَقُلْتُ لَهُ لِمَنْ اَنْتَ يَا غُلَامُ قَالَ لِرَجُلٍ مِّنْ قُرَيْشٍ سَمَّاهُ فَعَرَفْتُهُ فَقُلْتُ هَلْ فِيْ غَنَمِكَ مِنْ لَّبَنٍ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ هَلْ اَنْتَ حَالِبٌ لَّبَنًا قَالَ نَعَمْ فَاَمَرْتُهُ فَاعْتَقَلَ شَاةً مِّنْ غَنَمِهِ ثُمَّ اَمَرْتُهُ اَنْ يَّنْفُضَ ضَرْعَهَا مِنَ الْغُبَارِ ثُمَّ اَمَرْتُهُ اَنْ يَّنْفُضَ كَفَّيْهِ فَقَالَ هٰكَذَا ضَرَبَ اِحْدٰى كَفَّيْهِ بِالْاُخْرٰى فَحَلَبَ لِيْ كُثْبَةً مِّنْ لَّبَنٍ وَقَدْ جَعَلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْوَةً عَلٰى فَمِهَا خِرْقَةٌ فَصَبَبْتُ عَلَى اللَّبَنِ حَتّٰى بَرَدَ اَسْفَلُهُ فَانْطَلَقْتُ بِهِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَافَقْتُهُ قَدِ اسْتَيْقَظَ فَقُلْتُ اشْرَبْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيْتُ ثُمَّ قُلْتُ قَدْ اٰنَ الرَّحِيْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بَلٰى فَارْتَحَلْنَا وَالْقَوْمُ يَطْلُبُوْنَنَا فَلَمْ يُدْرِكْنَا اَحَدٌ مِّنْهُمْ غَيْرُ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ عَلٰى فَرَسٍ لَّهُ فَقُلْتُ هٰذَا الطَّلَبُ قَدْ لَحِقَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا.

ترجمہ۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے میرے باپ عازب سے تیرہ درہم کے بدلہ ایک کجاوہ یا پالان خریدا کیا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے میرے باپ عازب سے کہا کہ اپنے بیٹے براء کو حکم دو کہ وہ میرا کجاوہ میرے گھر تک اٹھوا دے حضرت عازبؓ نے فرمایا اس وقت تک نہیں جب تک آپ ہمیں حدیث نہ سنائیں کہ آپ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا سلوک ہوا۔ جب کہ آپ مکہ سے نکلے تھے۔ اور مشرکین تمہیں تلاش کر رہے تھے۔ انہوں نے فرمایا ہم نے جب مکہ سے کوچ کیا تو ہم نے ساری رات کو زندہ رکھا یا ساری رات اور دوسرا دن چلتے رہے یہاں تک کہ ہم ظہر کے وقت میں داخل ہو گئے عین دوپہر کے وقت میں نے نگاہ دوڑائی کہ کہیں سایہ دیکھوں۔ جس میں میں

ٹھکانا پکڑ سکوں۔ پس اچانک مجھے ایک بہت بڑا پتھر نظر آیا جس کے پاس آ کر میں نے دیکھا کہ اس کا سایہ ابھی باقی ہے۔ تو اس جگہ کو میں نے ٹھیک ٹھاک کیا۔ پھر میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس میں بستر بچھا دیا۔ میں نے کہا اے اللہ کے نبی آپؐ لیٹ جائیں تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ گئے۔ میں چل پڑا تا کہ اپنے اردگرد کو دیکھوں کہ کہیں ہمیں کوئی تلاش کرنے والا تو نہیں آ رہا کیا دیکھتا ہوں کہ اچانک ایک بکریوں کا چرواہا آ رہا ہے جو اپنی بکریوں کو اسی پتھر کی طرف ہانک رہا ہے۔ اس کا مقصد بھی وہی تھا جو ہم نے ارادہ کیا تھا۔ تو میں نے اس سے پوچھا کہ اے لڑکے اتم کس کے نوکر ہو اس نے قریش کے ایک آدمی کا نام لیا جس کو میں پہچان گیا۔ تو میں نے اس سے پوچھا کہ کیا تمہاری بکریوں میں دودھ ہے۔ اس نے کہا ہاں ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کیا تو ہمارے لئے دودھ دوہنے والا بنے گا اس نے عرب کے دستور مہمان نوازی کے مطابق کہا کہ ہاں۔ تو میں نے اس کو حکم دیا جب کہ اس نے اپنی بکریوں میں سے ایک بکری کو قابو میں کر لیا تو حکم دیا کہ اس کے تھنوں کے گرد و غبار کو جھاڑ لو۔ پھر اسے بھی حکم دیا کہ اپنی ہتھیلیوں کو جھاڑ لو۔ اس طرح جھاڑا کہ ایک ہتھیلی کو اپنی دوسری ہتھیلی پر مارا۔ پھر کچھ مقدار دودھ کی دوہ کر لایا تو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چمڑے کی ایک چھاگل تیار کی جس کے منہ پر کپڑے کی تاکی ڈال دی۔ پس دودھ پر میں نے پانی انڈیلا۔ جس سے اس کا نچلا حصہ ٹھنڈا ہو گیا پس میں اس کو لے کر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پس حسن اتفاق سے آپؐ جاگ چکے تھے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ آپؐ اسے نوش فرمائیں۔ پس آپؐ نے اسے اس وقت تک پیا یہاں تک کہ میں راضی ہو گیا۔ پھر میں نے عرض کی یا رسول اللہ! کوچ کرنے کا وقت آ گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں کوچ کرتے ہیں۔ پس ہم نے ایسے وقت کوچ کیا جب کہ قوم کفار ہمیں تلاش کر رہی تھی۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی ہمیں نہ پا سکا۔ سوائے سراقہ بن مالک بن جعشم کے جو اپنے گھوڑے پر سوار تھا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ تلاش کرنے والے لوگوں نے تو ہمیں آ لیا۔ آپؐ نے فرمایا فکر مت کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ پچھلی روایت سے معلوم ہوا تھا کہ جب حضرت عازبؓ رقم کھری کرنے کیلئے گئے تو راستے میں حضرت ابوبکرؓ سے حدیث سنانے کی فرمائش کی۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ راستہ میں نہیں گھر پر ہی مطالبہ کیا تو ان دونوں میں منافات اس لئے نہیں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ سے انہوں نے ابتداء میں ہی حدیث سنانے کا مطالبہ کیا ہوگا۔ لیکن ابوبکر صدیقؓ نے ان سے فرمایا کہ چلو تمہیں راستہ میں حدیث سناؤں گا۔ تو جب چل پڑے تب انہوں نے حدیث راستہ میں سنائی۔ اس طرح دونوں روایتوں میں منافات نہیں رہے گی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ اور حافظؒ نے جمع بین الروایتین کی یہ صورت بیان کی ہے کہ حضرت عازبؓ نے اوّلاً شرط لگائی جس کو ابوبکر صدیقؓ نے مان لیا۔ جس کو راستہ میں ان کے مطالبہ پر پورا کر دیا۔ اور علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ یہ تعلیق بالشرط ثقہ کی زیادتی ہے جو قابل قبول ہے۔ لیکن شیخ گنگوہیؒ کی توجیہ سب سے بہتر ہے۔ فسومعه ای سویت مکانا عند الظل.

تشریح از قاسمیؒ ۔ الاتنصروہ سے مؤلفؒ نے انصار کی فضیلت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ انصار نے مشرکوں کی ایذا رسانی سے آپ کو محفوظ رکھا اور جن لوگوں نے آپ کا پیچھا کیا تھا ان کو دھکیل دیا۔ اور اس سے ابوبکر صدیقؓ کی فضیلت بھی ثابت ہوئی کہ ایسے کٹھن سفر میں انہوں نے آپ کا ساتھ دیا۔ اور جان پر کھیل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بچایا۔

حتی تحدثنا اس حدیث سے ان حضرات نے استدلال کیا ہے جو تحدیث پر اجرت لینے کو جائز سمجھتے ہیں۔ لیکن مانعین فرماتے ہیں کہ حضرت عازبؓ اور ابوبکرؓ نے تجار کی عادت کے مطابق بائع کے اتباع نے مشتری کو سامان اٹھوا دیا۔ خواہ مشتری اجرت دے یا نہ دے۔

حدیث (۳۳۹۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ الخ عَنْ اَبِیْ بَکْرٍؓ قَالَ قُلْتُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا

فِی الْغَارِ لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ نَظَرَ تَحْتَ قَدَمَیْهِ لَاَبْصَرَنَا فَقَالَ مَا ظَنُّکَ یَا اَبَا بَکْرٍ بِاثْنَیْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا.

ترجمہ۔ حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس وقت جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جب کہ ہم غار میں تھے۔ کہ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی اپنے قدموں کے نیچے نگاہ کرے تو ہمیں دیکھ لے گا۔ آپؐ نے فرمایا اے ابوبکر ان آدمیوں کے متعلق تمہارا کیا گمان ہے۔ جن کے ساتھ تیسرا اللہ میاں ہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان کا مددگار اور معاون ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ تو ہر دو کے تیسرے ہیں۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سُدُّوا الْاَبْوَابَ

اِلَّا بَابَ اَبِیْ بَکْرٍؓ قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ باقی سب دروازے بند کردو۔ سوائے دروازے ابوبکر صدیقؓ کے۔ کہ اس کو بند نہ کرو۔ یہ ابن عباسؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

حدیث (۳۳۹۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّؓ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ وَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ خَیَّرَ عَبْدًا بَیْنَ الدُّنْیَا وَبَیْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ ذٰلِکَ الْعَبْدُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ فَبَکٰی اَبُوْبَکْرٍؓ فَعَجِبْنَا لِبُکَائِهِ اَنْ یُّخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خُیِّرَ فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمُخَیَّرَ وَکَانَ اَبُوْبَکْرٍؓ اَعْلَمَنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ صُحْبَتِهٖ وَمَالِهٖ اَبَا بَکْرٍؓ وَلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا غَیْرَ رَبِّیْ لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍؓ وَلٰکِنْ اُخُوَّةُ الْاِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهٗ لَا یَبْقَیَنَّ فِی الْمَسْجِدِ بَابٌ اِلَّا سُدَّ اِلَّا بَابَ اَبِیْ بَکْرٍؓ.

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو دنیا اور جو کچھ اللہ میاں کے پاس ہے اس کے درمیان اختیار دیا ہے۔ اور اس بندے نے ماعند اللہ کو اختیار کرلیا ہے۔ جس پر ابوبکر صدیقؓ رو پڑے ہمیں ان کے رونے پر تعجب ہوا کہ آپ تو ایک عبد مخیر کے متعلق خبر دے رہے ہیں یہاں رونے کا کون سا موقع ہے درحقیقت وہ اختیار دی گئی وہ شخصیت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات تھی۔ اور ابوبکر صدیقؓ ہم میں سے سب سے زیادہ علم رکھنے والے تھے۔ اور دوسری حدیث میں آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تمام لوگوں میں سے اپنی صحبت اور مال کی بدولت مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والا ابوبکرؓ ہے۔ اور اگر میں اپنے رب کے سوا کسی اور کو دلی دوست بنانے والا ہوتا تو ابوبکر کو دلی دوست بناتا۔ لیکن اب تو صرف اسلامی بھائی چارہ اور اسلام کی دوستی رہ گئی ہے۔ نیز مسجد نبویؐ کے اندر کوئی دروازہ باقی نہ رکھا جائے۔ مگر اسے بند کردیا جائے۔ لیکن ابوبکر صدیقؓ کا دروازہ مسجد نبویؐ کا بند نہ کیا جائے۔ اور بعض روایات میں خوخہ کا لفظ آیا ہے۔ جس کے معنی دلی طاقچہ کے ہیں۔ بہر حال ان روایات سے ابوبکر صدیقؓ کی فضیلت واضح ہے۔ (از مرتب)

بَابُ فَضْلِ اَبِیْ بَکْرٍؓ بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت ثابت ہے۔

حدیث (۳۳۹۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ کُنَّا نُخَیِّرُ بَیْنَ النَّاسِ فِیْ

زَمَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَنُخَیِّرُ اَبَا بَکْرٍؓ ثُمَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِؓ ثُمَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَؓ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کچھ لوگوں کو ہم دوسروں پر فضیلت دیتے تھے چنانچہ پہلے ہم ابوبکرؓ کو افضل قرار دیتے تھے پھر عمر بن الخطابؓ کو اور بعد ازاں عثمان بن عفانؓ الخ۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ بعد النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے مراد اس مقام پر بعد یہ زمانیہ ہے اور بعد یہ رتبیہ کے بارے میں کہا جاتا ہے الافضل بعد الانبیاء ابوبکرؓ۔ امام شافعیؒ سے منقول ہے کہ افضل الامہ ابوبکرؓ ہیں۔ صحابہؓ اور تابعین کا اس پر اجماع ہے۔

حدیث (۳۳۹۳) حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ اُمَّتِیْ خَلِیْلًا لَا تَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍؓ وَلٰکِنْ اَخِیْ وَصَاحِبِیْ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو اپنا دلی دوست بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا لیکن اب وہ میرا بھائی اور صحابیؓ ہے۔

حدیث (۳۳۹۴) حَدَّثَنَا مُعَلَّی بْنُ اَسَدٍ الخ عَنْ اَیُّوْبَ وَقَالَ لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَا تَّخَذْتُہٗ خَلِیْلًا وَلٰکِنْ اُخُوَّۃُ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ۔

ترجمہ۔ ایوب راوی نے اپنی سند سے بیان فرمایا کہ آپؐ کا ارشاد ہے کہ اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ان ابوبکرؓ کو خلیل بناتا لیکن اسلامی اخوت افضل ہے۔

حدیث (۳۳۹۵) حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ عَنْ اَیُّوْبَ مِثْلَہٗ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ قَالَ کَتَبَ اَھْلُ الْکُوْفَۃِ اِلَی ابْنِ الزُّبَیْرِ فِی الْجَدِّ فَقَالَ اَمَّا الَّذِیْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ خَلِیْلًا لَا تَّخَذْتُہٗ اَنْزَلَہٗ اَبًا یَعْنِیْ اَبَا بَکْرٍؓ۔

ترجمہ۔ قتیبہ نے اپنی سند سے ایوب سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔ اور عبداللہ بن ابی ملیکہ فرماتے ہیں کہ کوفہ والوں نے حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ کی طرف دادے کے بارے میں لکھا کہ جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر میں کسی کو اس امت میں سے خلیل بناتا تو اسی کو بناتا یعنی ابوبکرؓ کو۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ تو ان کو باپ کے قائم مقام قرار دیا۔ اہل کوفہ نے ابن الزبیر سے دادے کی میراث کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکرؓ جو دادا تھے ان کو میراث میں باپ کے منزلہ قرار دیا تو آپؐ نے جد کو اب کی طرح میراث کا حقدار بنایا۔ اور بعض امت عبداللہ بن عتبہ بن مسعود ہے یعنی آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو بھائی کہا حالانکہ دونوں کے باپ الگ الگ ہیں تو محض اس لئے کہ دونوں دادے عبد مناف میں مل جاتے ہیں تو دادے کو باپ کہا گیا۔

حدیث (۳۳۹۶) حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ الخ عَنْ اَبِیْہِ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ اَتَتْ اِمْرَاَۃٌ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَھَا اَنْ تَرْجِعَ اِلَیْہِ قَالَتْ اَرَاَیْتَ اِنْ جِئْتُ وَلَمْ اَجِدْکَ کَاَنَّھَا تَقُوْلُ الْمَوْتَ قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنْ لَّمْ تَجِدِیْنِیْ فَاْتِیْ اَبَا بَکْرٍؓ۔

ترجمہ۔ حضرت جبیر بن مطعمؓ فرماتے ہیں کہ ایک عورت جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی آپؐ نے اسے حکم دیا کہ تم

پھر میرے پاس آؤ۔ وہ بولی فرمایئے اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں اس کا مقصد موت سے کنایہ تھا۔ تو آپ نے فرمایا اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکرؓ کے پاس آؤ۔ اس سے آپ کی منقبت ثابت ہوئی۔

حدیث(۳۳۹۷) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِی الطَّیِّبِ الخ سَمِعْتُ عَمَّارًا یَقُوْلُ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَمَا مَعَهٗ اِلَّا خَمْسَةُ اَعْبُدٍ وَامْرَاَتَانِ وَاَبُوْبَكْرٍ.

ترجمہ۔ حضرت عمارؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دیکھا جب کہ آپؐ کے ساتھ صرف پانچ غلام دو عورتیں اور ایک ابوبکر صدیقؓ تھے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ اس سے صدیق اکبرؓ کی سابقیت فی الاسلام ثابت ہوئی۔ پانچ غلام حضرت زید بن حارثہ۔ عامر بن فہیرہ۔ ابو فکیہہ یاسر والد اور ان کا بیٹا عمار تھے۔ اور دو عورتیں حضرت خدیجہؓ اور بی بی سمیہؓ والدہ عمارؓ تو ثابت ہوا ابوبکرؓ مسلمین احرار میں سے سب پہلے مسلمان تھے۔

حدیث(۳۳۹۸) حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ الخ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذْ اَقْبَلَ اَبُوْبَكْرٍؓ اٰخِذًا بِطَرَفِ ثَوْبِهٖ حَتّٰی اَبْدٰی عَنْ رُكْبَتِهٖ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا صَاحِبُكُمْ فَقَدْ غَامَرَ فَسَلَّمَ وَقَالَ اِنِّیْ كَانَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ ابْنِ الْخَطَّابِ شَیْءٌ فَاَسْرَعْتُ اِلَیْهِ ثُمَّ نَدِمْتُ فَسَاَلْتُهٗ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ فَاَبٰی عَلَیَّ فَاَقْبَلْتُ اِلَیْكَ فَقَالَ یَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ یَا اَبَابَكْرٍ ثَلٰثًا ثُمَّ اِنَّ عُمَرَؓ نَدِمَ فَاَتٰی مَنْزِلَ اَبِیْ بَكْرٍ فَسَاَلَ اَثَمَّ اَبُوْبَكْرٍؓ فَقَالُوْا لَا فَاَتٰی اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ وَجْهُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَمَعَّرُ حَتّٰی اَشْفَقَ اَبُوْبَكْرٍؓ فَجَثَا عَلٰی رُكْبَتَیْهِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ اِنْ كُنْتُ اَظْلَمَ مَرَّتَیْنِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِیْ اِلَیْكُمْ فَقُلْتُمْ كَذَبْتَ وَقَالَ اَبُوْبَكْرٍؓ صَدَقَ وَوَاسَانِیْ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فَهَلْ اَنْتُمْ تَارِكُوْا لِیْ صَاحِبِیْ مَرَّتَیْنِ فَمَا اُوْذِیَ بَعْدَهَا.

ترجمہ۔ حضرت ابوالدرداءؓ فرماتے ہیں کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ آپؐ کے پاس اس حال میں آئے کہ اپنے کپڑے کا کنارہ پکڑے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ اپنے دونوں گھٹنوں کو ظاہر کیا ہوا تھا۔ جس پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا ساتھی کسی سے جھگڑ کر آ رہا ہے۔ پس انہوں نے آ کر سلام پڑھا۔ پھر کہنے لگے کہ میرے اور ابن الخطابؓ کے درمیان کچھ جھگڑا ہو گیا۔ میں نے جلدی میں ان پر دست درازی کر دی۔ پھر مجھے پشیمانی ہوئی میں نے ان سے درخواست کی کہ مجھے معاف کرو۔ تو انہوں نے معافی دینے سے انکار کر دیا۔ پس میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اے ابوبکرؓ! اللہ تعالیٰ تیری مغفرت کرے۔ تین مرتبہ فرمایا۔ پھر حضرت عمرؓ کو پشیمانی لاحق ہوئی تو حضرت ابوبکرؓ کے گھر پہنچے پوچھا کہ کیا ابوبکرؓ یہاں ہیں لوگوں نے کہا نہیں تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جس پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور متغیر ہونے لگا۔ یہاں تک کہ ابوبکر صدیقؓ ڈر گئے تو اپنے دونوں گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے کہنے لگے یا رسول اللہ اللہ کی قسم میں نے ہی ظلم کیا تھا۔ یہ دو مرتبہ کہا۔ کیونکہ البادی اظلم ہوتا ہے۔ ابتداء کرنے والا ظالم ہوتا ہے۔ پس جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف نبی بنا کر بھیجا۔ تو تم لوگ بولے کہ آپؐ نے جھوٹ کہا۔ لیکن ابوبکرؓ نے کہا کہ سچ کہا۔ اور انہوں نے اپنی جان اور مال خرچ کر کے میرے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا۔ کیا تم میرے لئے میرے دوست کو چھو

ڈرنے والے نہیں ہو یہ کلمہ آپؐ نے دومرتبہ دہرایا۔اس کے بعد ابوبکر صدیقؓ کو کبھی کوئی تکلیف نہیں دی گئی۔یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں تکلیف نہیں دی گئی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ حتی ابدی عن رکبتہ ہمارے احنافؒ کے نزدیک یہ ابد اعجازی معنی پر محمول ہے کیونکہ گھٹنا ہمارے نزدیک نگ میں داخل ہے معنی ہوں گے کہ چادر کو اتنا اونچا کیا کہ گھٹنے کھلنے والے تھے اور یہ گھبراہٹ اور جلد بازی کی وجہ سے تھا۔

فقد غامر یعنی جھگڑے کی سختی میں داخل ہونے والا ہے۔یعنی کسی سے جھگڑ کر آ رہے ہو۔اور یہ آپؐ نے ان کی اس گھبراہٹ کی حالت میں آنے سے اخذ کیا کہ ان کی پنڈلیاں کھل گئیں۔

فاسرعت الیہ ثم ندمت اگر اسراع سے وہ کلام قبح مراد ہے جو آپؐ نے حضرت عمرؓ سے کہا جو ان کی شان کے لائق نہیں تھا پھر تو لفظ ثم اپنے اصلی معنی پر ہے۔کہ اس سبقت کلامی کے بعد مجھے پشیمانی لاحق ہوئی۔اگر اسراع سے مراد حضرت عمرؓ کے گھر معافی مانگنے کے لئے جانا ہے تو پھر کلمہ ثم واؤ کے معنی میں ہے۔کیونکہ ندامت کا ترتب استغفار پر ممکن نہیں ہے۔کیونکہ ندامت پہلے استغفار بعد میں ہوتا ہے تو پھر واؤ مطلق جمع کے لئے ہوگا۔

یغفر اللہ لک ابابکر الخ کہ تم نے صلح کرنے میں کوشش کی اور جو کچھ تم نے اپنے بھائی عمرؓ سے سلوک کیا اس کی معافی مانگنے میں اللہ آپ کی مغفرت کرے۔

حتی اشفق ابوبکر الخ یعنی حضرت عمرؓ کے بارے میں ناراضگی کا خطرہ لاحق ہوا۔بنا بریں ایسے الفاظ استعمال کیے جن سے حضرت عمرؓ کی برأت ظاہر ہوتی تھی۔اور غلطی اپنی تسلیم کرلی تاکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمرؓ سے درگذر فرمائیں۔

فھل انتم تارکوالی صاحبی الخ یہ استفہام تقریری ہے۔کہ تم اپنے جھگڑوں میں اس کو چھوڑ دو۔اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ لی کو لام اجلیہ پر محمول کیا جائے۔کہ میری وجہ سے اس کو چھوڑ دو۔رہ گیا حذف نون کا قصہ! تو جیسے مضارع کے آخر سے بسا اوقات نون مضارع کو حذف کردیتے ہیں۔ایسے فاعل جو مضارع کے معنی میں ہوتا ہے۔اس کے آخر سے بھی نون کو غیر قیاسی طور پر حذف کردیتے ہیں۔اور تیسرا احتمال یہ ہے کہ استفہام انکاری پر محمول کیا جائے۔یعنی اپنے جھگڑوں میں اسے کیوں نہیں چھوڑ دیتے۔کہ جھگڑا اور نزاع چھوڑ دینے کی نشانی ہے۔پس تم ایسا نہ کرو۔تو اب عبارت یوں ہوگی۔فھل انتم تارکون صاحبی تو اس صورت میں کلمہ لام تاکید اضافت کے لئے ہوگا۔جیسے محشی بیان کر رہے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ عن رکبتہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک رکبہ عورت میں داخل نہیں ہے احناف کے نزدیک عورت اور نگ ہے۔ اس لئے تاویل کرنے کی ضرورت پیش آئی۔میرے نزدیک اس کی بہترین توجیہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ غایت حزن وملال اور تفکر فی المخاصمۃ بعمر کہ حضرت عمرؓ کے ساتھ جھگڑے کرنے کی وجہ سے انہیں خیال ہی نہیں رہا کہ ان کے گھٹنے کھل گئے ہیں تو یہ غیر شعوری طور پر ہوا۔جیسے آگے آرہا ہے کہ اچانک کپڑے کا ایک کنارہ کھل گیا۔لیکن تحقیق اس وقت ہے جب کہ کشف سے کشف رکبہ مراد ہو۔اگر کشف لنگی کا نہیں بلکہ اوپر کا چادر یا قمیص کا کھلنا مراد ہو تو پھر نہ تو سوال ہے اور جواب دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔اور رکبعہ کے کھلنے میں آپؐ نے حضرت عثمانؓ کو رکبہ ڈھانپنے کا حکم دیا تھا۔جیسا کہ باب ذکر فخذ میں بحث گذر چکی ہے۔

غامر حافظؒ بھی فرماتے ہیں کہ غامر بمعنی خاصم کے ہے۔ای دخل فی غمرۃ الخصومۃ ظاہر یہ ہے کہ اس سے لڑائی یا امر عظیم مراد لیا جائے۔اور غمر کے معنی کینے کے بھی آتے ہیں۔

اسراع کی تفسیر میں شیخ گنگوہیؒ کے دو احتمال ہیں جن کی طرف شراح میں سے کسی نے توجہ نہیں فرمائی۔مطلب یہ ہوا کہ میں نے ان کی

ایذارسانی میں جلد بازی سے کام لیا۔

یغفر اللہ لک ثلاثا جب حضرت عمرؓ نے انہیں معافی نہ دی تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے تین مرتبہ مغفرت کی دعا کر کے مکافات کردی۔ اور حافظؒ نے اس قصہ کو مفصل نقل کیا ہے جس کے آخر میں ہے کہ تمہارے بھائی نے ہر طرف سے آ کر تم سے معافی مانگی۔ لیکن تم نے ان کو معاف نہیں کیا۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ جتنی مرتبہ حضرت ابوبکرؓ نے مجھ سے معافی مانگی میں اس کیلئے انکار ہی کرتا رہا۔

فھل انتم تارکوا لی صاحبی شراح نے استفہام کے بارے میں تو کچھ نہیں کہا البتہ تارکو اسم حذف نون پر بڑی بحث کی ہے۔ حافظؒ نے آخر میں کہا ہے کہ صاحبی مضاف ہے اور مضاف ومضاف الیہ کے درمیان جار مجرور کا فاصلہ لایا گیا ہے۔ جیسے زین الکثیر الخ میں ہے دوسرے یہ کہ کلام کے لمبے ہونے کی وجہ سے نون کو حذف کیا گیا ہے۔ جیسے کا لذی خاضوا میں نون حذف ہوا اور بعض نسخوں میں تارکون لی ہے۔ جس میں دو اضافتوں کو اپنے لئے جمع کر دیا کہ اختصاص اور تعظیم مقصود تھی۔

حدیث (۳۳۹۹) حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ الخ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَہٗ عَلٰی جَیْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ فَاَتَیْتُہٗ فَقُلْتُ اَیُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَیْکَ قَالَ عَائِشَۃُ فَقُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ فَقَالَ اَبُوْھَا قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَعَدَّ رِجَالًا۔

ترجمہ۔ حضرت عمرو بن العاصؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ذات السلاسل کے غزوہ کے لشکر پر حاکم مقرر کر کے بھیجا تو جب میں واپس آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپؐ سے پوچھا کہ لوگوں میں سے آپؐ کے نزدیک کون زیادہ محبوب ہے۔ فرمایا عائشہؓ۔ میں نے پوچھا مردوں میں سے کون ہے فرمایا اس کا باپ ابوبکرؓ ہے میں نے پوچھا پھر کون ہے آپؐ نے فرمایا پھر عمر بن الخطابؓ ہے۔ پھر چند مردوں کے نام آپؐ نے شمار فرمائے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ غزوہ ذات السلاسل ۸ھ میں سریہ عمرو بن العاص کے نام سے مشہور ہے۔ سلاسل کی وجہ تسمیہ صاحب المواہب نے یہ بیان کی ہے کہ کافروں نے ایک دوسرے کو زنجیروں سے باندھ دیا تھا تاکہ مقابلہ کے وقت بھاگ نہ جائیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ وادی القریٰ کے پیچھے مدینہ سے دس دن کے فاصلہ پر ایک چشمہ ہے۔ ای الناس احب الیک سوال کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ جب اس جیش پر آپؐ نے حضرت عمرو بن العاصؓ کو امیر مقرر فرمایا۔ حالانکہ اس سریہ میں حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ وغیرہم کبار صحابہؓ موجود تھے تو ان کو وہم گذرا کہ شاید میں ان سب حضرات سے مرتبہ میں بلند ہوں۔ لیکن آپؐ نے ان کے خیال کی تائید نہ فرمائی۔

حدیث (۳۴۰۰) حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ الخ اَنَّ اَبَا ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ بَیْنَمَا رَاعٍ فِیْ غَنَمِہٖ عَدَا عَلَیْہِ الذِّئْبُ فَاَخَذَ مِنْھَا شَاۃً فَطَلَبَہُ الرَّاعِیْ فَالْتَفَتَ اِلَیْہِ الذِّئْبُ فَقَالَ مَنْ لَھَا یَوْمَ السَّبُعِ یَوْمَ لَیْسَ لَھَا رَاعٍ غَیْرِیْ وَبَیْنَا رَجُلٌ یَسُوْقُ بَقَرَۃً قَدْ حَمَلَ عَلَیْھَا فَالْتَفَتَتْ اِلَیْہِ فَکَلَّمَتْہُ فَقَالَتْ اِنِّیْ لَمْ اُخْلَقْ لِھٰذَا وَلٰکِنِّیْ خُلِقْتُ لِلْحَرْثِ قَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰہِ بَقَرَۃٌ تَکَلَّمُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِنِّیْ اُوْمِنُ بِذٰلِکَ وَاَبُوْ بَکْرٍؓ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِؓ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ دریں اثنا ایک گذریا اپنی بکریوں

میں تھا کہ ایک بھیڑیے نے اس ریوڑ پر حملہ کر دیا اور ان میں سے ایک بکری کو لے گیا۔ تو گڈریا اس کو چھڑانے کیلئے پیچھے بھاگا تو بھیڑیے نے اس کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ درندوں والے دن اس کا کون نگران ہوگا۔ جس دن میں میرے سوا اس کا کوئی محافظ نہیں ہوگا۔ اس طرح ایک آدمی کسی بیل کو ہانک رہا تھا جب کہ اس پر بوجھ لادا ہوا تھا۔ وہ اس کی طرف متوجہ ہو کر گویا ہوا کہ میں تو اس کام کے لئے پیدا نہیں ہوا۔ مجھے کھیتی باڑی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ لوگ کہنے لگے سبحان اللہ کس قدر تعجب ہے کہ بھیڑیا اور بیل انسانوں کی طرح بات چیت کر رہے ہیں۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی اس پر ایمان لاتا ہوں ابوبکرؓ اور عمر بن الخطابؓ ایمان لاتے ہیں۔ حالانکہ وہ دونوں وہاں موجود نہ تھے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ تو یہ بات آپؐ نے حضرات شیخین کے ایمان اور قوت یقین پر اعتماد کرتے ہوئے فرمائی۔

حدیث (۳۴۰۱) حَدَّثَنَا عَبْدَانُ الخ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي عَلٰى قَلِيْبٍ عَلَيْهَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ اَبِي قُحَافَةَ فَنَزَعَ مِنْهَا ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ ضَعْفَهُ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَاَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِؓ فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَؓ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ دریں اثنا میں سویا ہوا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ ایک کنویں کی من پر کھڑا ہوں جس پر ڈول لٹکا ہوا ہے۔ جس قدر اللہ تعالیٰ کو منظور تھا میں نے اس سے پانی کھینچا پھر اس ڈول کو ابن ابی قحافہؓ نے بھرنا شروع کیا اس نے ایک یا دو ڈول بھرے۔ وہ بھی ان کے کھینچنے میں نرمی تھی اللہ تعالیٰ ان کی اس نرمی کو معاف فرمائے۔ پھر وہ بڑے ڈول میں تبدیل ہو گیا تو عمر بن الخطابؓ نے اس سے بھرنا شروع کیا میں نے کوئی ایسا قوی اور ماہر لوگوں میں سے نہیں دیکھا جو حضرت عمرؓ کے کھینچنے کی طرح کھینچتا ہو۔ حتیٰ کہ لوگوں نے اپنے اپنے اونٹوں کو مار مار کر اپنے بیٹھنے کی جگہوں پر جا بٹھایا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ واللہ یغفر لہ ضعفہ چونکہ ان کے ضعف میں حضرت ابوبکرؓ کا کوئی دخل نہیں۔ ان کو خلافت کی مدت ہی دو سال ملی۔ اس لئے ان پر کوئی گرفت نہیں وہ مغفور ہیں۔ یہ نہیں کہ ان سے کوئی گناہ سرزد ہوا جس سے ان کی مغفرت ہوتی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ یہ حدیث علامات نبوت میں گزر چکی ہے۔ اور کوکب دری میں شیخ گنگوہیؒ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ اس ضعف سے فضائل صدیق میں کوئی نقص لازم نہیں آتا بلکہ اس ضعف کا سبب یہ تھا کہ ان کے دور خلافت میں ملک میں بڑی شورش تھی فتنہ ارتداد نے سر اٹھایا تھا۔ مانعین زکوٰۃ نے الگ پریشان کیا تھا۔ اگر حضرت عمرؓ جیسے لوگ بھی ہوتے تو باوجود سخت گیری اور قوت کے وہ بھی حالات کا مقابلہ کرنے سے قاصر رہتے۔ جیسا کہ کتب سیر کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے جس پر حضرت ابوبکرؓ کو کہنا پڑا اے عمر اجبار فی الجاهلیة وخوار فی الاسلام کہ تم زمانہ جاہلیت میں تو بڑے سخت گیر تھے اسلام میں آ کر کمزور ہو گئے۔ اور فرمایا اینقص الدین وانا حی کیا میرے جیتے جی دین میں کمی کی جائے گی۔ ایسا نہیں ہو سکتا ہے لیکن میرے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے حضرت صدیق اکبرؓ کو جو نسبت اتحادی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیدا ہو گئی تھی۔ اس کی طرف اشارہ ہے کہ جیسے آپ کو فسبح بحمد ربک واستغفرہ سے قرب وفات کی خبر دی گئی ایسے واللہ یغفر لہ سے صدیق اکبرؓ کو قرب اجل کی خبر دی گئی ہے۔ اسی معنی کی وجہ سے امام بخاری اس روایت کو مناقب ابی بکر میں لائے ہیں۔ نسبت اتحادی سے بڑی منقبت اور کیا ہو سکتی ہے۔ اور اس نسبت اتحادی کے مظاہرے کئی مقامات پر ہوئے اساری بدر میں دیکھ لو۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر جو جوابات عمر بن الخطابؓ کو دیئے ہیں وہی جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیئے تھے۔

حدیث (۳۴۰۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ الخ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ اِنَّ اَحَدَ شِقَّيْ ثَوْبِيْ يَسْتَرْخِيْ اِلَّا اَنْ اَتَعَاهَدَ ذٰلِکَ مِنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّکَ لَسْتَ تَصْنَعُ ذٰلِکَ خُيَلَاءَ قَالَ مُوْسٰى فَقُلْتُ لِسَالِمٍ اَذَكَرَ عَبْدُ اللّٰهِ مَنْ جَرَّ اِزَارَهٗ قَالَ لَمْ اَسْمَعْهُ ذَكَرَ اِلَّا ثَوْبَهٗ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنا کپڑا کبر و غرور کی وجہ سے لٹکائے پھرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائیں گے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا حضرت! میرے کپڑے کے دو کناروں میں سے ایک کنارہ ڈھیلا ہو کر لٹکتا رہتا ہے۔ مگر پھر میں اسے محافظت کر کے ٹھیک کر لیتا ہوں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم تو یہ کبر و غرور کی وجہ سے نہیں کرتے یہ تو بے خبری میں ایسا ہو جاتا ہے۔ موسیٰ راوی فرماتے ہیں کہ میں نے صاحبزادہ سالم سے پوچھا کہ کیا حضرت عبداللہ بن عمرؓ من جر ازارہ کہ جو اپنی چادر کو لٹکاتا ہے انہوں نے فرمایا میں نے یہ ان سے نہیں سنا البتہ انہوں نے عام کپڑے کا ذکر فرمایا ہے۔ یعنی یہ اسبال ممنوع صرف چادر کے ساتھ خاص نہیں بلکہ عام کپڑے میں بھی ہے۔ چنانچہ ابوداؤد و نسائی اور ابن ماجہ میں ہے الاسبال فی الازار والقميص والعمامة الحديث عن ابن عمر الخ.

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ احد شقی ثوبی الخ اس سے مراد پچھلی طرف ہے کیونکہ جب سرین موٹے ہوں پھر تو چادر کا پچھلی طرف رک جانا آسان ہے۔ بلکہ پچکے سرین ہوں تو جہاں انسان باندھتا اور روکنا چاہتا ہے وہاں پر چادر پچھلی طرف نہیں رہ سکتی۔ اور اگلی طرف بھی مراد لی جاسکتی ہے کیونکہ جب پیٹ بڑا ہو تو چادر کا اپنی جگہ پر رکنا ممکن نہیں رہتا اللہ بہتر جانتا ہے کہ یہاں کون سے معنی مراد ہیں

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ استرخاء کا سبب نحافت جسم تھا کہ ابوبکر صدیقؓ لاغر جسم والے تھے۔ اس لئے چادر ڈھیلی ڈھالی رہتی تھی۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ بھی فرماتی ہیں کہ لاغر جسم تھے اپنی چادر کو کمر پر نہیں روک سکتے تھے۔ ابن سعد نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ صفی لنا ابابکر تو انہوں نے فرمایا سفید لاغر خفیف رخسارے والے کمزور تھے اپنی چادر کو بھی نہیں روک سکتے تھے۔ بعض نے کبیر البطن بھی نقل کیا ہے لیکن وہ خلاف معروف ہے۔

حدیث (۳۴۰۳) حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ الخ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ شَيْءٍ مِّنَ الْاَشْيَاءِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ دُعِيَ مِنْ اَبْوَابٍ يَعْنِي الْجَنَّةَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّلٰوةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلٰوةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصِّيَامِ وَبَابِ الرَّيَّانِ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ مَا عَلٰى هٰذَا الَّذِيْ يُدْعٰى مِنْ تِلْکَ الْاَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ وَقَالَ هَلْ يُدْعٰى مِنْهَا كُلِّهَا اَحَدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ وَاَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ يَا اَبَابَكْرٍ.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جس شخص نے کسی چیز کا جوڑا اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا تو اسے جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا۔ کہ اے اللہ کے بندے یہ تمہاری بھلائی ہے پس جو شخص نمازیوں میں سے ہوا اسے تو باب الصلوٰۃ سے بلایا جائے گا اور جو جہاد والوں میں سے ہوا اسے باب الجہاد سے بلایا جائے گا۔ اور جو صدقہ و خیرات والوں میں سے ہوگا اسے باب

الصدقہ سے بلایا جائے گا۔ اور جو روزہ داروں میں سے ہوا اسے باب الصیام باب الریان سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی کہ ان سب دروازوں سے بلائے جانے کی کیا ضرورت ہے داخلہ کیلئے تو صرف ایک دروازہ ہی کافی ہے البتہ یہ فرمایئے کہ یا رسول اللہ کہ جسے ان تمام دروازوں سے پکارا جائے جس سے اس کی تعظیم اور تکریم ہوگی آپؐ نے فرمایا ہاں اے ابوبکر مجھے امید ہے کہ آپ ہی ان میں سے ہوں گے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ ماعلی هذا یعنی جب مقصود داخلہ فی الجنۃ ہے تو کسی کو کیوں مجبور کیا جائے کہ اسے تمام دروازوں سے پکارا جائے بلکہ اب یا رسول اللہ میرا یہ سوال ہے کہ کوئی ایسا قسمت ونصیب والا ہوگا جسے ان تمام دروازوں سے پکارا جائے۔ اور وہ اپنے اختیار سے کسی ایک سے اندر داخل ہو۔ آپؐ نے نعم کہہ کر جواب دیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ تفسیر مظہری میں ہے ما علی الذی میں ما نافیہ ہے یعنی اسے ہر دروازے سے بلائے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ تعظیم اور تکریم کیلئے اسے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا۔ فمن کان یہ کلام مستانف ہے جس سے ان ابواب الجنۃ کی تفصیل نہیں بیان کی گئی ہے۔ بلکہ بطریق عموم بیان ہے کہ ایسے شخص کو صرف باب الصدقہ سے نہیں بلکہ جمیع ابواب الجنۃ سے بلایا جائے گا۔ اور باب الصدقہ میں صدقہ سے مراد وہ صدقہ ہے جو جوڑے سے کم ہو۔ تاکہ تکرار لازم نہ آئے۔ نیز اشیخ گنگوہیؒ نے ابواب سے ابواب الجنۃ نہیں۔ بلکہ یدعی منها سے انواع الابواب باب الصلوۃ۔ صدقہ۔ صیام۔ وغیرہ کی طرف اشارہ ہے جس کو ابوبکر صدیقؓ اول کلام نبویؐ سے نہیں سمجھ سکے تھے۔ اور تلک الابواب میں لام جنس کا ہے۔ استغراق کا نہیں ہے۔ اور حافظؒ نے اس کے بعد کہا ہے کہ حدیث سے ماعلی الذی یدعی الخ سے وہ شخص مراد ہے کہ جس نے جمیع انواع اعمال تطوعات کا احاطہ کیا۔ کیونکہ جمیع واجبات کا عمل تو اکثر سے صادر ہوتا ہے۔ لیکن جمیع تطوعات کسی میں جمع نہیں ہوتے۔ تو آپؐ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ وہ آپ ہوں گے۔ کیونکہ واجبات اور تطوعات کو جمع کرنے والے آپ ہی ہیں۔

حدیث (۳۴۰۴) حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ عَنْ عَائِشَةَؓ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاتَ وَاَبُوْبَكْرٍؓ بِالسُّنْحِ قَالَ اِسْمٰعِيْلُ يَعْنِيْ بِالْعَالِيَةِ فَقَامَ عُمَرُؓ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَامَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ وَقَالَ عُمَرُ وَاللّٰهِ مَا كَانَ يَقَعُ فِيْ نَفْسِيْ اِلَّا ذَاكَ وَلَيَبْعَثَنَّهُ اللّٰهُ فَلَيَقْطَعَنَّ اَيْدِيَ رِجَالٍ وَاَرْجُلَهُمْ فَجَاءَ اَبُوْبَكْرٍؓ فَكَشَفَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَّلَهُ قَالَ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ طِبْتَ حَيًّا وَمَيِّتًا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يُذِيْقُكَ اللّٰهُ الْمَوْتَتَيْنِ اَبَدًا ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ اَيُّهَا الْحَالِفُ عَلٰى رِسْلِكَ فَلَمَّا تَكَلَّمَ اَبُوْ بَكْرٍؓ جَلَسَ عُمَرُؓ فَحَمِدَ اللّٰهَ اَبُوْبَكْرٍؓ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَقَالَ اَلَا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ وَقَالَ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَيِّتُوْنَ قَالَ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَّسَيَجْزِي اللّٰهُ الشَّاكِرِيْنَ قَالَ فَنَشَجَ النَّاسُ يَبْكُوْنَ قَالَ وَاجْتَمَعَتِ الْاَنْصَارُ اِلٰى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فِيْ سَقِيْفَةِ بَنِيْ سَاعِدَةَ فَقَالُوْا مِنَّا اَمِيْرٌ وَّمِنْكُمْ اَمِيْرٌ فَذَهَبَ اِلَيْهِمْ اَبُوْ بَكْرٍؓ وَعُمَرُؓ بْنُ الْخَطَّابِؓ وَاَبُوْ عُبَيْدَةَ ابْنُ الْجَرَّاحِؓ فَذَهَبَ عُمَرُ يَتَكَلَّمُ فَاَسْكَتَهُ اَبُوْبَكْرٍؓ وَكَانَ عُمَرُؓ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَا اَرَدْتُ بِذٰلِكَ اِلَّا اَنِّيْ قَدْ

هَيَّأْتُ كَلَامًا قَدْ أَعْجَبَنِيْ خَشِيْتُ أَنْ لَا يَبْلُغَهُ أَبُوْبَكْرٍؓ ثُمَّ تَكَلَّمَ أَبُوْبَكْرٍؓ فَتَكَلَّمَ أَبْلَغَ النَّاسِ فَقَالَ فِيْ كَلَامِهِ نَحْنُ الْأُمَرَآءُ وَأَنْتُمُ الْوُزَرَآءُ فَقَالَ حُبَابُ بْنُ الْمُنْذِرِ لَا وَاللّٰهِ لَا نَفْعَلُ مِنَّا أَمِيْرٌ وَّمِنْكُمْ أَمِيْرٌ فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍؓ لَا وَلٰكِنْ نَحْنُ الْأُمَرَآءُ وَأَنْتُمُ الْوُزَرَآءُ هُمْ أَوْسَطُ الْعَرَبِ دَارًا وَّأَعْرَبُهُمْ أَحْسَابًا فَبَايِعُوْا عُمَرَؓ أَوْ أَبَا عُبَيْدَةَ فَقَالَ عُمَرُؓ بَلْ نُبَايِعُكَ أَنْتَ فَأَنْتَ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَأَحَبُّنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ عُمَرُؓ بِيَدِهٖ فَبَايَعَهٗ وَبَايَعَهُ النَّاسُ فَقَالَ قَائِلٌ قَتَلْتُمْ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فَقَالَ عُمَرُؓ قَتَلَهُ اللّٰهُ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَالِمٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ أَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ أَنَّ عَائِشَةَؓ قَالَتْ شَخَصَ بَصَرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ فِي الرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى ثَلٰثًا وَقَصَّ الْحَدِيْثَ قَالَتْ فَمَا كَانَتْ مِنْ خُطْبَتِهِمَا مِنْ خُطْبَةٍ إِلَّا نَفَعَ اللّٰهُ بِهَا لَقَدْ خَوَّفَ عُمَرُ النَّاسَ وَإِنَّ فِيْهِمْ لَنِفَاقًا فَرَدَّهُمُ اللّٰهُ بِذٰلِكَ ثُمَّ لَقَدْ بَصَّرَ أَبُوْبَكْرٍ النَّاسَ الْهُدٰى وَعَرَّفَهُمُ الْحَقَّ الَّذِيْ عَلَيْهِمْ وَخَرَجُوْا بِهٖ يَتْلُوْنَ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ إِلَى الشَّاكِرِيْنَ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو حضرت ابوبکرؓ اپنی جاگیرسخ میں تھے۔ اسماعیل کہتے ہیں کہ یعنی مدینہ کے بالائی حصہ میں تھے پس حضرت عمرؓ تو کھڑے ہو کر کہہ رہے تھے کہ اللہ کی قسم! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نہیں ہوئی اور حضرت عمرؓ فرما رہے تھے کہ واللہ میرے دل میں تو یہی آتا ہے اور اللہ تعالیٰ آپ کو ضرور اٹھائے گا تو آپؐ لوگوں کے ہاتھ اور پاؤں کاٹیں گے جو آپ کی موت کا قول کر رہے ہیں۔ یہ دہشت اور فراق کی وجہ سے فرما رہے تھے۔ چنانچہ جب حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے آتے ہی انہوں نے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک سے چادر ہٹائی آپؐ کو بوسہ دیا پھر فرمانے لگے میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں آپؐ زندگی اور موت میں اچھے رہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی دو موتوں کا مزہ نہیں چکھائے گا پھر باہر آ کر کہنے لگے او قسم کھانے والے اپنی جگہ رک جاؤ۔ جب حضرت ابوبکرؓ تقریر کرنے لگے تو حضرت عمرؓ بیٹھ گئے تو حضرت ابوبکرؓ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان فرمائی اور کہنے لگے خبردار سنو جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا اس کو معلوم ہونا چاہیے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے تو بے شک اللہ زندہ ہے۔ اس پر کبھی موت نہیں آئیگی اور آیت کریمہ پڑھی۔ ترجمہ۔ بے شک آپ بھی مرنے والے ہیں اور وہ بھی مرنے والے ہیں۔ اور یہ آیت بھی پڑھی۔ ترجمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک رسول ہی تو ہیں جن سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے۔ بالفرض اگر آپ کی وفات ہو جائے یا آپ قتل کر دیے جائیں تو کیا تم اپنی ایڑیوں پر پھر کر اسلام چھوڑ دو گے۔ یاد رکھو جو شخص بھی تم میں سے اپنی ایڑیوں پر پھر گیا تو وہ اللہ تعالیٰ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکے گا اور عنقریب ہم قدردانوں کو بدلہ دیں گے پھر تو لوگ سسکیاں بھر بھر کر رونے لگے جیسے کسی کو اچھو لگ جاتا ہے اور انصار حضرت سعد بن عبادہؓ کے پاس سقیفہ بنی ساعدہ میں اکٹھے ہو گئے کہہ رہے تھے کہ ایک امیر ہم میں سے ہوگا اور ایک تم میں سے تو حضرت ابوبکرؓ عمر بن الخطابؓ اور ابوعبیدہ بن الجراحؓ ان کی طرف گئے حضرت عمرؓ تقریر کرنا چاہتے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ نے انہیں چپ کرا دیا حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ واللہ میرا ارادہ یہ تھا کہ میں نے ایک ایسی تقریر تیار کر لی ہے جو مجھے پسند تھی مجھے خدشہ تھا کہ حضرت ابوبکرؓ اس تک نہیں پہنچ سکیں گے بہرحال حضرت ابوبکرؓ نے تقریر شروع فرمائی۔ واقعی وہ تمام لوگوں سے زیادہ بلیغ ثابت

ہوئے اپنی تقریر میں انہوں نے فرمایا کہ ہم مہاجرین امراء اور حکام ہوں گے۔ اور تمام انصار ہمارے وزیر ہوں گے۔ حضرت حباب بن المنذرؓ نے فرمایا نہیں واللہ ہم ایسا نہیں کریں گے بلکہ ایک امیر ہم انصار میں سے ہوگا اور ایک امیر تم مہاجرین میں سے ہوگا جس پر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا نہیں ایسا نہیں ہوگا۔ لیکن ہم حاکم ہوں گے تم انصار وزیر ہو گے کیونکہ قریش محل وقوع کے اعتبار سے درمیان میں ہیں اور ان کے اعمال حسنہ لوگوں پر بالکل واضح ہیں۔ پس حضرت عمرؓ کی بیعت کرلو یا ابوعبیدہ بن الجراحؓ کی کرلو۔ حضرت عمرؓ بولے نہیں بلکہ ہم تو آپ ہی کی بیعت کریں گے۔ کیونکہ آپ ہمارے سردار ہیں اور ہم میں سے بہتر ہیں اور ہم سب میں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب ہیں پھر حضرت عمرؓ نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کرلی۔ پھر تو لوگ ان کی بیعت کرنے پر ٹوٹ پڑے۔ پس کسی کہنے والے نے کہا تم نے تو سعد بن عبادہؓ کو مار ڈالا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اسے اللہ تعالیٰ نے مارا ہے۔ قتل سے مراد ان کو نظر انداز کرنا ہے۔ حضرت عبداللہ اپنی سند سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر کو آنکھ اٹھائی اور تین مرتبہ الرفیق الاعلیٰ فرمایا اور بقیہ حدیث بیان فرمائی۔ فرماتی ہیں کہ ان دونوں حضرات کی تقاریر میں سے جو بھی تقریر تھی اللہ تعالیٰ نے اس سے مسلمانوں کو نفع پہنچایا۔ حضرت عمرؓ لوگوں کو ڈراتے تھے۔ تاکہ کہیں لوگوں میں نفاق نہ پھوٹ پڑے۔ پس اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو نفاق سے ہٹا دیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے راہ ہدایت دکھائی۔ اور جو حق تھا وہ ان پر واضح کیا۔ چنانچہ جب لوگ وہاں سے نکلے ہیں تو یہ آیت تلاوت کر رہے تھے۔ وما محمد الا رسول الخ. شاکرین تک۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ لایذیقک اللہ الموتتین یہ حضرت عمرؓ کو جواب دے رہے تھے۔ جو کہتے ہیں کہ آپؐ دوبارہ زندہ ہوں گے پھر دوسری مرتبہ موت آئے گی۔

فنشج الناس چونکہ ان کو اب آپؐ کی موت کا یقین ہو گیا۔ اس لئے رو رو کر ہچکی بندھ گئی۔

فقتلہ اللہ الخ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ان کی وفات ایسی حالت میں ہوئی جس کا کوئی ظاہری سبب نہیں تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت سعد بن عبادہؓ نے بیعت ابی بکرؓ کی مخالفت کی۔ چنانچہ انہوں نے مرتے دم تک بیعت نہ کی۔ تو اجماع تام نہ ہوا۔ کیونکہ کبار صحابہ میں سے ایک شخص نکل گیا یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی شخص خلافت ابی بکرؓ کی قطعیت کا انکار کرے تو وہ کافر نہیں ہوگا۔ البتہ اگر کوئی شخص استحقاق خلافت کا انکار کرتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اس کے مستحق نہیں تھے تو وہ کافر ہوگا۔ کیونکہ صحابہ کرامؓ میں سے کسی ایک نے بھی ایسا نہیں کیا۔ اگر کوئی سوال کرے اھل الحل والعقد میں سے کسی ایک کا اختلاف اجماع کے منافی ہے۔ اگرچہ اس کے اختلاف پر کوئی دلیل شرعی بھی نہ ہو۔ اس لئے کہ اگر حجت شرعیہ کے قائم پر اجماع کا دارو مدار ہے تو پھر ہر مخالف نص حکم پر اجماع کا ہونا لازمی ہے۔ تو کسی کا حجت کے ظاہر کرنے سے خاموش رہنا استحقاق کو تسلیم کر لینے کی دلیل نہیں بن سکتا۔ تو انکار استحقاق سے بھی تکفیر لازم نہیں آئے گی۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اجماع سکوتی حجت ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ علامہ عینی فرماتے ہیں کہ موتان ای ایک موت فی الدنیا اور دوسری موت فی القبور ہے۔ انبیاء علیہم السلام پر موت فی الدنیا تو آتی ہے لیکن موت فی القبور نہیں آتی۔ وہ قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔ اور زمین انبیاء علیہم السلام کے اجساد کو کھا نہیں سکتی۔ باقی مخلوقات پر قبور میں بھی موت واقع ہوگی پھر وہ قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے۔ یہی اہل السنت والجماعت کا مسلک ہے کہ قبر میں موت بھی ہے اور حیات بھی ہے۔ انبیاء کے لئے حیات اور تمام مخلوق کے لئے موت ہے۔ تو شاید معنی یہ ہوں کہ آپ کی جو حیات قبر میں ہوگی اس پر موت نہیں آئے گی۔ اس طرح دو موتوں کی نفی ہوگی۔ بہر حال اس میں حضرت ابوبکرؓ کی بڑی فضیلت ہے کہ ان کا علم حضرت عمرؓ کے علم سے بڑھ کر تھا۔ بلکہ سب صحابہ مدہوش تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان کی تشفی کرائی۔ شج کے معنی ہچکی بندھ جانا۔

بموته الآن چنانچہ حضرت عمرؓ نے ان آیات تلاوت کردہ کے بعد فرمایا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ سے ان آیات کو سننے کے بعد معلوم ہوتا تھا کہ ابھی اتری ہیں اور میرے پاؤں لڑکھڑانے لگے یہاں تک کہ میں زمین پر گر گیا۔ جب یہ یقین ہو گیا کہ آپ کی وفات ہو گئی۔

قتله الله کے معنی محشی نے یہ بیان فرمائے ہیں کہ ان کو چھوڑ دیا گیا اور خلافت نہ ملی۔ یا یہ بددعا ہے کہ وہ بیعت صدیق اکبرؓ سے پیچھے رہ گئے اور شام چلے گئے۔ خلافت عمرؓ میں انتقال ہوا کسی کو کان وکان خبر بھی نہ ہوئی کہ مردہ پائے گئے۔ اور کہنے والا کہہ رہا تھا۔ قد قتلنا سيد الخزرج سعد بن عبادةؓ فرميناه بسهمين ولم يخط فواده. ترجمہ۔ کہ ہم نے خزرج کے سردار سعد بن عبادہؓ کو قتل کر دیا۔ ہم نے اس کے دو تیر مارے جو اس کے دل سے خطا نہ کر سکے۔ کہتے ہیں کہ جنوں کے ایک سوراخ میں پیشاب کیا جنوں نے پکڑ کر قتل کر دیا اور ان کا جسم سبز رنگ کا ہو گیا۔ یہ واقعہ ۱۴ھ یا ۱۵ھ کا ہے۔

بهو تام نور الانوار میں اجماع کے لئے اجماع الکل کو شرط قرار دیا گیا ہے۔ اگر ایک بھی اختلاف کر جائے تو اجماع تام نہ ہوگا جیسے اکثریت کا خلاف مانع اجماع ہے البتہ معتزلہ کا قول ہے کہ ایک کا اختلاف بھی معتبر ہے۔ اجماع منعقد نہیں ہوگا کیونکہ حدیث میں اسکا لفظ ہے۔ لا تجتمع امتي على الضلالة او كما قال کہ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔ ممکن ہے کہ حق مخالف کے ساتھ ہو۔ يد الله على الجماعة من شذ شذ في النار کہ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے جو جماعت سے الگ ہوا وہ اکیلا جہنم میں پڑے گا لیکن جمہور فرماتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اجماع کے منعقد ہونے کے بعد جو الگ ہو گا وہ جہنم میں داخل ہو گا۔

خلافة الصديقؓ یہ مسئلہ اختلافی ہے۔ نور الانوار میں ہے کہ اجماع قطعیت اور یقین کا فائدہ دیتا ہے۔ اس لئے اس کا منکر کافر قرار پائے گا۔ چنانچہ صاحب غمز الاقمار نے لکھا ہے کہ مشائخ بلخ و بخارا کے نزدیک روافض کافر ہیں۔ کیونکہ وہ امامت صدیقؓ کے منکر ہیں جو اجماع سے ثابت ہے۔ لیکن الشیخ ابن العربیؒ فرماتے ہیں کہ جب تک کوئی شخص کتاب وسنت سے استدلال قائم کرتا ہے اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔ اگر چہ اس کی تاویل فاسد ہو۔ چنانچہ روافض کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے صدیق اکبرؓ کی بیعت تقیہ کی بنیاد پر کی تھی لہذا اجماع متحقق نہیں ہوا۔ لیکن یہ تاویل ان کی اس لئے باطل ہے کہ حضرت علیؓ نے چھ ماہ بعد صمیم قلب سے بیعت کی۔ عذر حضرت فاطمہؓ کی تیمارداری اور یہ کہ مجھے مشورہ میں شامل کیوں نہیں کیا گیا حالانکہ وہ کوئی باقاعدہ میٹنگ نہیں تھی۔ اتفاقاً سقيفه بني ساعده میں اجماع ہو گیا۔ اور بیعت عمل میں آ گئی۔ دوسرے حضرت علیؓ اشجع الناس تھے ان کو تقیہ کرنے کی کیا ضرورت تھی بلکہ یہ تو ان کی کسر شان ہے صاحب نور الانوار فرماتے ہیں کہ اجماع کے بھی کئی مراتب ہیں لیکن سب سے قوی اجماع تو اجماع صحابہؓ ہے جو مثل نص کے ہے اس لئے خلافت ابو بکرؓ کے منکر کی تکفیر کی جائے گی۔

منافی الاجماع حاکم نے نقل کیا ہے کہ ابو سفیان بن حرب حضرت علیؓ کے پاس آئے کہ یہ کیا ہو گیا قریش کے ایک ذلیل کے پاس خلافت چلی گئی۔ اگر آپ چاہیں تو میں پیدل اور سوار جمع کر کے خلافت واپس کر سکتا ہوں۔ حضرت علیؓ نے ان سے فرمایا کہ تم نے اب تک بہت اسلام دشمنی کر لی جس سے اسلام اور اہل اسلام کو کوئی نقصان نہیں پہنچا ہم ابو بکر صدیقؓ کو اس کا اہل سمجھتے ہیں ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہے۔ آپ کی فضیلت ہمیں معلوم ہے۔ ہمیں آپ پر کوئی حسد نہیں ہے۔

سكوته الخ شرح عقائد میں ہے کہ سب صحابہ کرامؓ نے مشورہ کے بعد خلافت صدیقؓ پر اجماع کر لیا اور حضرت علیؓ نے بھی بعد تخلف کے ان کی بیعت کر لی۔ اگر خلافت ان کا حق نہ ہوتا تو صحابہ کرامؓ اتفاق نہ کرتے اور نہ حضرت علیؓ خاموش رہتے۔ بلکہ جیسے حضرت امیر معاویہؓ سے نزاع کیا ان سے بھی ایسی منازعت ہوتی اگر کوئی نص خلافت علیؓ کے بارے میں تھی تو وہ پیش کرتے۔ جیسا کہ شیعہ کا قول ہے۔ تو صحابہ کرام نص کو

چھوڑ کر کیسے اتفاق کر سکتے تھے۔ بہر حال صحابہؓ کا اجماع اجماع سکوتی تھا۔ جس کا منکر کافر نہیں بن سکتا۔ میرے نزدیک بہتر توجیہ یہ ہے کہ مصنف نے ابوبکر صدیقؓ کی اولویت پر کئی طرح سے دلائل قائم کئے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ انہوں نے جب اسلام قبول کیا تو چالیس ہزار دینار نقد رکھتے تھے۔ جو سب آپؐ پر خرچ کر دیا اور غلام صحابہؓ کو آزاد کر دیا۔

لاتسبوا اصحابی کہ میرے صحابہ کو گالی نہ دو۔ تو اس کا اوّل مصداق بھی ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ کیونکہ احرار مردوں میں سے وہ سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں۔ اور ان کا اعلم ہونا وفات نبویؐ سے واضح ہوتا ہے۔ جب کہ سب صحابہ کرامؓ حیران و پریشان تھے تو سب کی تسلی کرادی۔ اور اوّل خلیفة الرسول ہیں۔ جن پر صحابہ کرامؓ کا اتفاق ہوا۔ ان اولیات کی وجہ سے وہ مستحق خلافت ہیں۔

حدیث(۳۴۰۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ الخ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍؓ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ عُمَرُؓ وَخَشِيْتُ اَنْ يَّقُوْلَ عُثْمَانُ قُلْتُ ثُمَّ اَنْتَ قَالَ مَا اَنَا اِلَّا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ.

ترجمہ۔ حضرت محمد بن الحنفیہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ حضرت علی بن ابی طالبؓ سے پوچھا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سے بہتر کون ہے فرمایا ابوبکرؓ۔ میں نے کہا پھر کون! کہا حضرت عمرؓ اور مجھے خدشہ ہوا کہ کہیں حضرت عثمانؓ کا نام نہ لے لیں۔ میں نے کہا پھر تو آپ ہی بہتر ہوں گے فرمایا نہیں۔ میں تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہوں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ محمد بن الحنفیہ اپنی ماں کی طرف منسوب ہیں اور وہ علی بن ابی طالبؓ کے بیٹے ہیں۔ ممکن ہے ان کے نزدیک حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ سے افضل ہوں۔ اس لئے حضرت عثمانؓ کی بجائے ان کا نام لے دیا۔ جس پر حضرت علیؓ نے تواضع اور انکساری کے ساتھ فرمایا کہ نہیں میں تو رجل من المسلمین ہوں۔ چنانچہ امام مالکؒ توقف فرماتے ہیں کہ شیخین کی فضیلت پر تو امت کا اتفاق ہے۔ ختنین کی فضیلت میں اختلاف ہے کہ حضرت عثمانؓ افضل ہیں یا حضرت علیؓ افضل ہیں البتہ باقی ائمہ حضرت عثمانؓ کی فضیلت کے قائل ہیں۔ حضرت علیؓ کا چوتھا نمبر ہے جیسا کہ خلافت راشدہ کی ترتیب واقع ہوئی ہے۔

حدیث(۳۴۰۶) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ الخ عَنْ عَائِشَةَؓ اَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَآءِ اَوْبِذَاتِ الْجَيْشِ اِنْقَطَعَ عِقْدٌ لِّيْ فَاَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْتِمَاسِهٖ وَاَقَامَ النَّاسُ مَعَهٗ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَّلَيْسَ مَعَهُمْ مَآءٌ فَاَتَى النَّاسُ اَبَا بَكْرٍؓ فَقَالُوْا اَلَا تَرٰى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُؓ اَقَامَتْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِالنَّاسِ مَعَهٗ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَّلَيْسَ مَعَهُمْ مَآءٌ فَجَآءَ اَبُوْبَكْرٍؓ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَاْسَهٗ عَلٰى فَخِذِيْ قَدْ نَامَ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَّلَيْسَ مَعَهُمْ مَآءٌ قَالَتْ فَعَاتَبَنِيْ وَقَالَ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ وَجَعَلَ يَطْعَنُ بِيَدِهٖ فِيْ خَاصِرَتِيْ فَلَا يَمْنَعُنِيْ مِنَ التَّحَرُّكِ اِلَّا مَكَانُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى فَخِذِيْ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَصْبَحَ عَلٰى غَيْرِ مَآءٍ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اٰيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوْا قَالَ اُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ مَا هِيَ بِاَوَّلِ

بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَبَعَثْنَا الْبَعِيْرَ الَّذِيْ كُنْتُ عَلَيْهِ وَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ بعض اسفار میں ہم لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے یہاں تک کہ ہم لوگ جب بیداء یا ذات الجیش کے مقام پر پہنچے تو میرا ہار ٹوٹ گیا جس کی تلاش کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر گئے اور آپؐ کے ساتھ لوگ بھی رک گئے۔ جب کہ ان کا پڑاؤ نہ تو کسی چشمہ پر تھا اور نہ ہی صحابہ کرامؓ کے پاس پانی تھا۔ تو لوگ ابوبکر صدیقؓ کے پاس آ کر کہنے لگے کہ حضرت عائشہؓ کے کام کو نہیں دیکھتے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ان کے ہمراہ دوسرے لوگوں کو بھی روک رکھا ہے۔ جب کہ نہ وہ کسی چشمہ پر وارد ہیں۔ اور نہ ہی خود ان کے پاس پانی موجود ہے۔ تو حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے جب کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک میری ران پر رکھ کر نیند کر رہے تھے۔ آتے ہی انہوں نے فرمایا تو نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور لوگوں کو اس حال میں روک رکھا ہے کہ نہ تو وہ کسی چشمہ پر ہیں اور نہ ہی خود ان کے پاس پانی ہے پس مجھے ڈانٹا ڈپٹا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے چاہا وہی کچھ انہوں نے مجھے کہا اور میری کوکھ کے اندر اپنے ہاتھ سے چوکہ دیتے تھے اور میں حرکت نہیں کر سکتی تھی۔ کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ران پر آرام فرما تھے بہرحال آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح تک سوئے رہے۔ اٹھے تو پانی نہیں تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آیت تیمم نازل فرمائی سب نے تیمم کر کے نماز ادا کی حضرت اسید بن حضیرؓ فرمانے لگے کہ اے خاندان ابوبکرؓ یہ کوئی تمہاری پہلی ہی برکت نہیں ہے۔ بلکہ جب بھی تم کسی مصیبت میں مبتلا ہوئے ہو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اپنی نعمت سے نوازا ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جس اونٹ پر میں سوار تھی جب ہم نے اس کو اٹھایا تو اپنا ہار اس کے نیچے پایا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ بیداء اور ذات الجیش مکہ اور مدینہ کے درمیان دو مقام ہیں۔ عقد وہ ہار جو گردن میں لٹکایا جاتا ہے۔

حدیث (۳۴۰۷) حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ الخ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوْا أَصْحَابِيْ فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهُ تَابَعَهُ جَرِيْرٌ.

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہؓ کو گالی مت دو۔ اس لئے کہ اگر تم میں کوئی ایک احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کر دے تو وہ ان صحابہؓ کے ایک سیر یا آدھے سیر کے برابر نہیں پہنچ سکتا۔ جریر نے متابعت کی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ لاتسبوا اصحابی چونکہ صحابہ میں سے ابوبکر بھی ہیں۔ بلکہ افضل صحابہ ہیں بنا بریں امام بخاریؒ اس حدیث کو فضائل ابوبکرؓ میں لائے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ بظاہر اس حدیث سے حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ سب صحابہ کرام کا فضل ثابت ہوتا ہے۔ لہذا حدیث ترجمۃ الباب کے مناسب نہ ہوئی۔ لیکن جب کہ حدیث سب صحابہ کرامؓ کے گالی گلوچ دینے کی حرمت پر دلالت کرتی ہے تو ابوبکرؓ کے حق میں زیادہ قوی ہوگی۔ کیونکہ بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم سب صحابہ پر نہیں بلکہ سب لوگوں پر ان کی فضیلت ثابت ہو چکی ہے۔ اس حیثیت سے روایت اور ترجمۃ الباب میں مناسبت ثابت ہو جائے گی۔ اور کوکب میں شیخ گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ اقدم فی الصحبۃ احترام میں سب سے زیادہ احترام کا مستحق ہے۔ بلکہ وہ اقدم علی الاطلاق ہیں۔

رباعی

آں امن الناس بر مولائے ما آں کلیم اول سینائے ما ہمت او کشت ملت را چوں ابر ثانی اسلام و غار و بدر و قبر

(اقبالؔ) (مرتب)

حدیث (۳۴۰۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِينٍ الخ أَخْبَرَنِي أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ أَنَّهُ تَوَضَّأَ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ خَرَجَ فَقُلْتُ لَأَلْزَمَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَأَكُونَنَّ مَعَهُ يَوْمِي هٰذَا قَالَ فَجَاءَ الْمَسْجِدَ فَسَأَلَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا خَرَجَ وَوَجَّهَ هٰهُنَا فَخَرَجْتُ عَلَى إِثْرِهِ أَسْأَلُ عَنْهُ حَتّٰى دَخَلَ بِئْرَ أَرِيسٍ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ وَبَابُهَا مِنْ جَرِيدٍ حَتّٰى قَضٰى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتَهُ فَتَوَضَّأَ فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلٰى بِئْرِ أَرِيسٍ وَتَوَسَّطَ قُفَّهَا وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ لَأَكُونَنَّ بَوَّابَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمَ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍؓ فَقُلْتُ عَلٰى رِسْلِكَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ هٰذَا أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَأَقْبَلْتُ حَتّٰى قُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍؓ ادْخُلْ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَشِّرُكَ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍؓ فَجَلَسَ عَنْ يَمِينِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ فِي الْقُفِّ وَدَلّٰى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ كَمَا صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ وَقَدْ تَرَكْتُ أَخِي يَتَوَضَّأُ وَيَلْحَقُنِي فَقُلْتُ إِنْ يُرِدِ اللهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا يُرِيدُ أَخَاهُ يَأْتِ بِهِ فَإِذَا إِنْسَانٌ يُحَرِّكُ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِؓ فَقُلْتُ عَلٰى رِسْلِكَ ثُمَّ جِئْتُ إِلٰى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ هٰذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِؓ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَجِئْتُ فَقُلْتُ ادْخُلْ وَبَشَّرَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ فَجَلَسَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقُفِّ عَنْ يَسَارِهِ وَدَلّٰى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ فَقُلْتُ إِنْ يُرِدِ اللهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا يَأْتِ بِهِ فَجَاءَ إِنْسَانٌ يُحَرِّكُ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَؓ فَقُلْتُ عَلٰى رِسْلِكَ فَجِئْتُ إِلٰى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيبُهُ فَجِئْتُهُ فَقُلْتُ لَهُ ادْخُلْ وَبَشَّرَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيبُكَ فَدَخَلَ فَوَجَدَ الْقُفَّ قَدْ مُلِئَ فَجَلَسَ وِجَاهَهُ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ قَالَ شَرِيكٌ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِؓ فَأَوَّلْتُهَا قُبُورَهُمْ.

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری خبر دیتے ہیں کہ انہوں نے اپنے گھر میں وضو بنائی پھر باہر نکل آئے پس دل میں ٹھان لی کہ آج میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چمٹا رہوں گا اور آج کا دن میں آپؐ کے ساتھ رہوں گا چنانچہ وہ مسجد نبوی میں آئے اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کے متعلق پوچھا کہ آپ کہاں ہیں بتلایا گیا کہ آپ باہر تشریف لے گئے۔ اور آپ نے ادھر کا رُخ کیا ہے تو میں بھی آپ کے نشانِ قدم پر پوچھتا پوچھتا پیچھے چلا گیا یہانتک کہ میں بئر اریس تک پہنچ گیا بس اس کے دروازے کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ اس کا دروازہ کھجور کی ٹہنیوں کا بنا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ آپ قضاء حاجت سے فارغ ہو گئے۔ وضو بنائی تو میں بھی آپ کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آپ بئر اریس پر آ کر بیٹھ گئے اور اس کے کنارے کو درمیان میں لے لیا۔ اور اپنی پنڈلیاں کھولیں اور انہیں کنویں میں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ پھر میں نے آپ پر سلام پڑھا۔ پھر وہاں سے ہٹ کر دروازے کے پاس آ کر بیٹھ گیا میں نے دل میں کہا کہ آج تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربان کی ڈیوٹی ادا کرنی ہے۔ پس جناب ابو بکر تشریف لائے دروازے کو دھکا دیا تو میں نے پوچھا یہ کون ہے فرمایا ابو بکر ہوں میں نے کہا آپ اپنی جگہ ٹھہریں۔ میں نے جا کر کہا یا رسول اللہ ابو بکر صدیق آپ کے پاس آنے کی اجازت مانگتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اجازت دے دو اور ساتھ ہی اسے جنت کی خوشخبری سنا دو۔ چنانچہ میں نے ابو بکرؓ سے کہا کہ آپ اندر داخل ہو جائیں۔ اور جناب رسول اللہ آپ کو جنت کی بشارت سناتے ہیں۔ پس وہ داخل ہوئے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب آپ کے ہمراہ کنویں کی من پر بیٹھ گئے اور اپنے دونوں پاؤں کنویں میں لٹکا دیئے۔ جس طرح کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا اور انہوں نے بھی اپنی دونوں پنڈلیاں کھول دیں۔ میں واپس آیا اور بیٹھ گیا۔ اور میں اپنے بھائی کو وضو کرتے ہوئے چھوڑ آیا تھا اور میرا خیال تھا کہ وہ تلاش کر کے مجھے آ کر ملے گا۔ تو میں نے دل میں کہا اگر اللہ تعالیٰ نے اس میرے بھائی کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا ہے تو اسے ضرور لائے گا پس کیا سنتا ہوں کہ ایک انسان دروازہ کو ہلا رہا ہے میں نے پوچھا یہ کون ہے کہنے لگا عمر بن الخطابؓ ہوں۔ میں نے کہا اپنی جگہ ٹھہرو۔ پھر میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کیا۔ میں نے پوچھا یہ عمر بن الخطابؓ آنے کی اجازت مانگتے ہیں۔ فرمایا ان کو آنے کی اجازت دے دو۔ اور ساتھ ہی جنت کی بشارت بھی سنا دو۔ چنانچہ میں نے آ کر کہا کہ اندر چلے جاؤ اور آپ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی ہے چنانچہ وہ بھی اندر گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کنویں کی من پر بائیں طرف ہو کر بیٹھ گئے۔ انہوں نے بھی اپنے دونوں پاؤں کنویں میں لٹکا دیئے۔ پس میں واپس آ کر بیٹھ گیا پس میں نے دل میں کہا اگر اللہ تعالیٰ فلاں یعنی یعنی میرے بھائی سے بھلائی چاہتے ہیں تو اسے لے آئیں گے۔ پس ایک انسان آیا اور اس نے دروازے کو ہلایا۔ میں نے پوچھا کون ہے انہوں نے کہا عثمان بن عفانؓ ہوں۔ میں نے کہا ذرا ٹھہریے۔ تو میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی اطلاع دی آپ نے فرمایا ان کو اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی سناؤ لیکن ایک آزمائش کے ساتھ جو ان کو پہنچے گی۔ تو میں نے واپس آ کر ان سے کہا کہ اندر چلے جاؤ۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں جنت کی بشارت دیتے ہیں۔ ساتھ ایسی مصیبت کے جو آپ کو پہنچے گی تو وہ اندر گئے۔ کنویں کی من تو بھر چکی تھی تو وہ دوسری طرف جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جا کر بیٹھ گئے۔ شریک راوی کہتے ہیں کہ حضرت سعید بن المسیبؓ نے فرمایا کہ میں نے اس کی تاویل یہی کی کہ ان حضرات کی قبریں اس ترتیب سے ہوں گی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ او جہ ھھنا الخ مسئول عنہ نے عوجہ و وجهہ کا لفظ ذکر کیا۔ جس سے اشارہ کرنا مقصود تھا کہ ادھر گئے یا یہ کہ میرا ادھر کو رُخ کر دیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ اس لفظ وجہ کے ضبط میں اختلاف ہے۔ بعض نے اسے وجهہ بلفظ ماضی ضبط کیا ہے۔ جس کے معنی توجہ وجهہ نفسہ کے ہے۔ اور وجہ بلفظ الاسم میں ضبط کیا گیا ہے کہ اس جہت سامنے والی کا قصد کیا اور بعض میں وجهہ مبتدا اور ھھنا خبر ہے تو یہ بھی جواب میں داخل ہوگا۔ اور شیخ گنگوہیؒ کی توجیہ کے مطابق عوج جواب ختم ہو گیا۔ اور وجہ ھھنا لمہ اشارہ کا بیان ہوگا گویا کہ مجیب نے

اپنے ہاتھ سے جہۃ عروج کا اشارہ کیا۔

حدیث (۳۴۰۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ حَدَّثَهُمْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ اُحُدًا وَاَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَقَالَ اثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکرؓ و عمرؓ اور عثمانؓ احد پہاڑ پر چڑھے تو وہ ہلنے لگا۔ تو آپؐ نے فرمایا او احد تو تھم جا۔ کیونکہ تیرے اوپر نبی صدیق اور دو شہید ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کی پہاڑ پر موجودگی ثبوت اور سکون کی علت نہ بنے کیونکہ پہاڑ کا حرکت کرنا تو ان حضرات کی تشریف آوری کی خوشی کی بنا پر تھا۔ تو ان حضرات کی ان صفات نے اسے حرکت کرنے پر آمادہ کیا پھر ثبوت و سکون کے کیا معنی۔ جواب یہ ہے کہ جب پہاڑ کو ان حضرات کی عظمت اور مرتبہ کا علم ہو گیا تو وہ ان کی ایذا رسانی اور تکلیف کا باعث نہ بنے۔ اس لئے سکون کا حکم دیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ اس سوال و جواب کو شراح بخاری نے بیان نہیں فرمایا البتہ قسطلانیؒ نے قریب قریب شیخ گنگوہیؒ کے توجیہ بیان کی ہے۔ اهتزاز بقدومهم کہ ان حضرات کے آنے کی وجہ سے وہ احد پہاڑ لرزنے لگا۔

اثبت احد الخ کا مطلب یہ ہے کہ اپنی اندرونی خوشی کو ظاہر نہ کرو۔ جیسے کاملین واصل باللہ کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت جنید بغدادیؒ سے پوچھا گیا کہ جو کیفیت سماع کے وقت آپ کے باطن پر طاری ہوتی ہے اسے آپ ظاہر کیوں کرتے ہیں۔ تو انہوں نے آیت وترى الجبال تحسبها جامدة وهى تمر مر السحاب الاية کہ پہاڑوں کو جو تم ساکت و صامت دیکھتے ہو یہ بادلوں کی طرح چل رہے ہوں گے۔

فانما عليک نبی الخ سے مراد یہ ہے کہ جب اہل تمکین اور اہل وقار کی صحبت حاصل ہے تو اس کی تاثیر ظاہر نہ کرنی چاہئے۔

اندرون شو آشنا و ز بروں بیگانہ وش این چنیں زیبا روش کمتر بود اندر جہاں

نیز قسطلانیؒ نے ابن المنیر سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ اثبت کہنے میں حکمت یہ تھی کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بتلانا چاہتے ہیں کہ پہاڑ پہ حرکت کرنا موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے رجفہ کی طرح نہیں تھا۔ کیونکہ وہ رجفہ عذاب کا تھا۔ اور یہ رجفہ اظہار خوشی و مسرت کیلئے ہے اسلئے مقام نبوت۔ صدیقیہ اور شہادت سے اتصال جن سے سرور حاصل ہوتا ہے ان کو بیان فرمایا جس سے پہاڑ ٹھہر گیا۔ شاعر کہتا ہے

مال حراء تحته فرحا به لولا مقال اسكن تضعضع والقضاء

یعنی آپؐ کے نیچے خوشی کی وجہ سے حراء پہاڑ ہلنے لگا۔ اگر آپ کا مقولہ اسکن نہ ہوتا تو پہاڑ ختم ہو جاتا۔ یہ دوسرا واقعہ ہے جس میں حراء کا ذکر آیا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے بھائی ابو بردہ تھے۔ اور حضرت عثمانؓ کی مصیبت ان کی شہادت ہے جس کی آپؐ نے خبر دی۔ یہ خصوصیت حضرت عثمانؓ کی تھی۔ حالانکہ حضرت عمرؓ بھی شہید ہوئے۔ لیکن جس مشکل میں حضرت عثمانؓ پھنسے ہیں وہ حضرت عمرؓ کے پیش نہیں آئی کہ باغی مسلط ہو گئے اور خلع امامت کا مطالبہ کیا اور باغی ان کے حرم میں داخل ہو گئے۔ یہ بہت بڑا امتحان ہے۔

وجاه کے معنی مقابل کے ہیں۔ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ قبور کی تاویل بیداری کے اندر یہ فراست کہلاتا ہے۔ یہ خواب نہیں ہے کہ اسے اس کی تعبیر قرار دیا جائے۔ اور قبور کے اندر دفن میں مصاحبت ہے۔ ورنہ دائیں بائیں قبریں نہیں ہیں۔ بلکہ پہلے آپ کی قبر ہے پیچھے ابوبکرؓ کی اس سے پیچھے حضرت عمرؓ کی ہے۔ اور حضرت عثمانؓ کی قبر بقیع الغرقد میں ہے جو روضہ مبارک پر مقابل ہے۔

احد پہاڑ کو منادیٰ بنایا گیا ہے یا ارض ابلعی ماءک میں خطاب ہے ایسے یہاں بھی حقیقۃ احد کو خطاب ہے مجازی معنی لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ واللہ علی کل شیء قدیر۔ اور شہیدان سے مراد حضرت عمرؓ اور عثمانؓ ہیں۔

حدیث (۳۴۱۰) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ الخ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا اَنَا عَلٰى بِئْرٍ اَنْزِعُ مِنْهَا جَآءَ نِيْ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ فَاَخَذَ اَبُوْ بَكْرٍ الدَّلْوَ فَنَزَعَ ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهٖ ضُعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ يَّدِ اَبِيْ بَكْرٍ فَاسْتَحَالَتْ فِيْ يَدِهٖ غَرْبًا فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا مِّنَ النَّاسِ يَفْرِيْ فَرِيَّهٗ فَنَزَعَ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ قَالَ وَهْبٌ الْعَطَنُ مَبْرَكُ الْاِبِلِ يَقُوْلُ حَتّٰى رُوِيَتِ الْاِبِلُ فَاَنَاخَتْ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ دریں اثنا کہ میں ایک کنویں پر سے پانی کھینچ رہا تھا کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ میرے پاس آ گئے۔ تو ابوبکر صدیقؓ نے ڈول لیا تو ایک ڈول یا دو ڈول بھرے ہوئے کھینچے اور ان کے کھینچنے میں کمزوری تھی۔ اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرمائے۔ پھر حضرت عمر بن الخطابؓ نے اسے ابوبکرؓ کے ہاتھوں سے لے لیا تو وہ ڈول ان کے ہاتھ میں ایک بڑے ڈول کی شکل میں بدل گیا۔ پس میں نے لوگوں میں سے کوئی ایسا طاقتور ماہر نہیں دیکھا جو ان جیسا کام کرتا ہو۔ پس انہوں نے اس قدر پانی کھینچا کہ لوگ اپنے اونٹوں کو مار مار کر اپنے مبرک بٹھانے کی جگہ پر لے گئے وہب فرماتے ہیں کہ عطن اونٹوں کے بٹھانے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اونٹ اس قدر سیر ہو گئے کہ وہ اپنے ٹھکانوں پر جا کر بیٹھ گئے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ قاضی بیضاویؒ فرماتے ہیں کہ کنویں سے اشارہ دین کی طرف ہے جو حیات نفوس کا منبع ہے جس سے معاش اور معاد سب کے معاملات پورے ہوتے ہیں اور نزع الماء سے اشارہ اس کی اشاعت اور اجراء احکام کی طرف ہے۔ اور ضعف سے اشارہ فتنۂ ارتداد یا اختلاف کی طرف ہے جو ان کے زمانہ میں ظہور پذیر ہوا۔ جس میں ان کا کوئی قصور نہیں ہے بلکہ انہوں نے جبل استقامت بن کر ان فتنوں کا مقابلہ کیا یا ضعف سے انکی نرم مزاجی کی طرف اشارہ ہے جس سے وہ لوگوں کی خاطر مدارات کرتے تھے سخت گیر نہیں تھے۔

حدیث (۳۴۱۱) حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ صَالِحٍ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنِّيْ لَوَاقِفٌ فِيْ قَوْمٍ فَدَعَوُا اللّٰهَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَقَدْ وُضِعَ عَلٰى سَرِيْرِهٖ اِذَا رَجُلٌ مِّنْ خَلْفِيْ قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَهٗ عَلٰى مَنْكِبِيْ يَقُوْلُ رَحِمَكَ اللّٰهُ اِنْ كُنْتُ لَاَرْجُوْا اَنْ يَّجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ لِاَنِّيْ كَثِيْرًا مَا كُنْتُ اَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كُنْتُ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَفَعَلْتُ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَانْطَلَقْتُ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ فَاِنْ كُنْتُ لَاَرْجُوْا اَنْ يَّجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَهُمَا فَالْتَفَتُّ فَاِذَا هُوَ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں ان لوگوں کے اندر ٹھہرنے والا تھا جو حضرت عمر بن الخطابؓ کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ رہے تھے۔ جب کہ وہ اپنی چارپائی پر رکھے گئے تھے اچانک میرے پیچھے ایک آدمی آیا جس نے اپنی کہنی میرے کندھے پر رکھ دی اور کہنے لگا اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمت کرے بے شک میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تجھے اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ کر دے۔ کیونکہ میں اکثر سنا کرتا تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں ہوں ابوبکر ہیں اور عمر ہیں۔ میں نے کیا ابوبکر نے اور عمر نے کیا۔ میں چلا اور ابوبکر اور عمر چلے۔ مجھے کافی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان کے ساتھ کر دیں گے میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ علی بن ابی طالبؓ تھے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ مع صاحبیک الخ سے مراد یا تو دفن کی معیت سے دخول جنت مراد ہو جو بعد الموت ظہور پذیر ہوگا۔ اور صاحبین سے مراد جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیقؓ ہیں۔

لانی کثیرا اما الخ میں لام تعلیل کا ہے اور ما ابہامیہ مؤکدہ ہے۔ کثیرا کی ظرف زمان ہے۔ اور اس کا عامل کان ہے جو اس پر مقدم ہے۔ کنت ای فی مکان کذا او ابو بکر وعمر. فعلت ای الشیئ الفلانی من امور العبادۃ۔ نیز اس حدیث کے الفاظ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ضمیر مرفوع متصل پر عطف بلا تاکید کے فصل بھی جائز ہے۔ اگرچہ نحوی نثر میں اسے جائز نہیں رکھتے۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ نظم اور نثر دونوں میں جائز ہے۔ اگرچہ ابلغ یہی ہے کہ ضمیر مرفوع متصل کی تاکید ہو۔ جیسے اسکن انت وزوجک الجنة میں ہے۔

حدیث (۳۴۱۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيْدَ الْكُوْفِيُّ الخ عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو عَنْ اَشَدِّ مَاصَنَعَ الْمُشْرِكُوْنَ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَال رَأَيْتُ عُقْبَةَ ابْنِ اَبِىْ مُعَيْطٍ جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَوَضَعَ رِدَآءَهُ فِيْ عُنُقِهِ فَخَنَقَهُ بِهِ خَنْقًا شَدِيْدًا فَجَآءَ اَبُوْ بَكْرٍ حَتّٰى دَفَعَهُ عَنْهُ فَقَالَ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ.

ترجمہ۔ حضرت عروہ بن الزبیر فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے پوچھا کہ مشرکین نے جو سلوک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایذا رسانی کے کئے ان میں سے سب سے زیادہ سخت کون سا واقعہ ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے عقبہ بن ابی معیط علیہ اللعنة کو دیکھا کہ وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت آیا جب آپ نماز پڑھ رہے تھے اس نے اپنی چادر آپ کی گردن میں رکھی۔ اور اس چادر سے آپ کا گلا گھونٹتے ہوئے سخت دبایا۔ پس ابوبکر صدیقؓ تشریف لائے اور انہوں نے اسکو آپؐ سے دور ہٹایا پس کہنے لگے کہ کیا تم اس آدمی کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب صرف اللہ ہے اور تمہارے رب کے پاس سے تمہارے لئے واضح دلائل لایا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ عقبہ بن ابی معیط بدر کی لڑائی میں کافر ہو کر مرا اس حدیث میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بہت بڑی منقبت ہے کہ وہ ایسے آڑے وقت میں آپؐ کے کام آئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات ۱۳ھ میں جمادی الاخریٰ کی بائیس تاریخ کو ہوئی۔ اور آپ کی خلافت صرف دو سال اور تین ماہ رہی اور وفات کے وقت آپ کی عمر تریسٹھ ۶۳ سال تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کے مطابق ہے رضی اللہ عنہ۔

بَابُ مَنَاقِبِ عُمَرَابْنِ الْخَطَّابِؓ اَبِىْ حَفْصٍ الْقُرَشِيِّ الْعَدَوِيِّ

ترجمہ۔ باب حضرت عمر بن الخطابؓ کے مناقب کے بارے میں جن کی کنیت ابو حفص تھی قرشی اور عدوی تھے۔

حدیث (۳۴۱۳) حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ الخ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُنِيْ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَاِذَا اَنَا بِالرُّمَيْصَآءِ اِمْرَاَةِ اَبِيْ طَلْحَةَ وَسَمِعْتُ خَشْفَةً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ هٰذَا بِلَالٌ فَرَاَيْتُ قَصْرًا بِفِنَائِهِ جَارِيَةٌ تَوَضَّأُ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا فَقَالُوْا لِعُمَرَ فَاَرَدْتُ اَنْ اَدْخُلَهُ فَاَنْظُرَ اِلَيْهِ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ فَقَالَ عُمَرُ بِاُمِّيْ وَاَبِيْ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَعَلَيْكَ اَغَارُ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں اپنے آپ کو دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہو گیا تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ رمیصا ابوطلحہؓ کی بیوی موجود ہے اور میں نے پاؤں کے کھسکھساہٹ کی آواز سنی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے۔

کہا گیا یہ بلال ہیں۔ پھر میں نے ایک محل دیکھا جس میں ایک لڑکی یا باندی بیٹھی ہوئی تھی میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے۔ بتلایا گیا کہ حضرت عمر بن الخطاب کا ہے میرا ارادہ ہوا کہ اندر داخل ہو کر اسے اچھی طرح دیکھوں لیکن مجھے تمہاری غیرت یاد آ گئی۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں کیا میں آپؐ پر بھی غیرت کروں گا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حضرت رمیصاء یہ حضرت ابوطلحہ انصاری کی بیوی ہیں۔ انس بن مالکؓ کی والدہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی خالہ ہیں۔ جن کا نام سہلہ تھا۔ اوران کی کنیت ام سلیم تھی۔

حدیث (۳۴۱۴) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ الخ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَؓ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ قَالُوا لِعُمَرَ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا فَبَكَى وَقَالَ أَعَلَيْكَ أَغَارُ يَا رَسُولَ اللهِ.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ آپؐ نے فرمایا دریں اثنا کہ میں سویا ہوا تھا کہ میں اپنے آپ کو جنت میں دیکھتا ہوں اچانک ایک عورت ہے جو محل کے کنارے وضو کر رہی ہے یا چمک رہی ہے میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے انہوں نے کہا کہ حضرت عمرؓ کا ہے تو مجھے حضرت عمرؓ کی غیرت یاد آ گئی تو میں پیٹھ دے کر پیچھے کو مڑا جس پر حضرت عمرؓ رو پڑے فرمایا یا رسول اللہ کیا میں آپؐ پر بھی غیرت کھاؤں گا یہ سب کچھ تو آپؐ کے طفیل ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حضرت عمرؓ کا یہ رونا یا تو خوشی کی وجہ سے تھا یا شوق اور خشوع کی وجہ سے تھا۔

حدیث (۳۴۱۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ الخ أَخْبَرَنِي حَمْزَةُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ شَرِبْتُ يَعْنِي اللَّبَنَ حَتَّى أَنْظُرَ إِلَى الرِّيِّ يَجْرِي فِي ظُفُرِي أَوْ فِي أَظْفَارِي ثُمَّ نَاوَلْتُ عُمَرَؓ فَقَالُوا فَمَا أَوَّلْتَهُ قَالَ الْعِلْمَ.

ترجمہ۔ حضرت حمزہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دریں اثنا کہ میں سویا ہوا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ میں دودھ پی رہا ہوں۔ یہاں تک کہ میں نے سیرابی کو اپنے ناخن یا اپنے ناخنوں میں دیکھا۔ پھر وہ میں نے حضرت عمرؓ کو دے دیا لوگوں نے پوچھا آپؐ نے اس کی کیا تعبیر دی۔ آپؐ نے فرمایا علم اس کی تعبیر ہے اس میں حضرت عمرؓ کی منقبت عظیمہ ہے کہ نبوی کے علم سے مالا مال ہوئے۔

حدیث (۳۴۱۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الخ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُرِيتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَنْزِعُ بِدَلْوِ بَكْرَةٍ عَلَى قَلِيبٍ فَجَاءَ أَبُوبَكْرٍؓ فَنَزَعَ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ نَزْعًا ضَعِيفًا وَاللهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِؓ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا يَفْرِي فَرِيَّهُ حَتَّى رَوِيَ النَّاسُ وَضَرَبُوا بِعَطَنٍ قَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ الْعَبْقَرِيُّ عِتَاقُ الزَّرَابِيِّ وَقَالَ يَحْيَى الزَّرَابِيُّ الطَّنَافِسُ لَهَا خَمْلٌ رَقِيقٌ مَبْثُوثَةٌ كَثِيرَةٌ وَهُوَ سَيِّدُ الْقَوْمِ أَعْنِي الْعَبْقَرِيَّ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک کنویں سے چرخی پر ڈول کھینچ رہا ہوں حضرت ابوبکر صدیقؓ آئے تو انہوں نے ایک یا دو ڈول بھرے ہوئے کھینچے ان کا کھینچنا کمزور تھا اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے۔ پھر

حضرت عمر بن الخطابؓ آئے تو وہ ڈول ایک بڑے ڈول کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔ پس میں نے کوئی ایسا طاقتور ماہر نہیں دیکھا جس نے اپنا عمل پورا کر دیا ہو یہاں تک کہ سب لوگ سیر ہو گئے اور اپنے اونٹوں کو مار مار کر اپنے ٹھکانوں پر لے گئے ابن جبیر فرماتے ہیں کہ عبقری عمدہ قالین کو کہتے ہیں اور یحیٰی فرماتے ہیں زرابی ان قالینوں کو کہتے ہیں جن کو باریک باریک پھندنے لگے ہوئے ہوں۔ مبثوثہ یعنی کثیر اور عبقری کے معنی قوم کے سردار کے ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ عبقری جو لفظ آیت عبقری حسان میں آیا ہے اس کی تفسیر کردی۔ جو روایت کی مناسبت سے ذکر ہوا۔ ورنہ وہ معنی یہاں مراد نہیں تو معنی میں بڑا فرق ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ یہ امام بخاریؒ کی عادت کے مطابق ہے کہ جب حدیث میں کوئی لفظ غریب آ جائے اور وہ قرآن مجید میں بھی وارد ہو تو پھر اہل تفسیر کے اقوال بیان فرمایا کرتے ہیں۔ اس جگہ حدیث میں عبقری کا لفظ آیا۔ جس کے معنی سید القوم کے ہیں بقول کرمانیؒ اور حافظؒ فرماتے ہیں کہ اس کے معنی پختہ کار ماہر کے ہیں۔ ابو عمر کہتے ہیں منتظم اور سردار کے ہیں۔ لیکن قرآن مجید میں جو عبقری حسان آیا ہے ابن جبیر اس کے معنی عمدہ قالین کے کر رہے ہیں۔ پھر اس کی مناسبت سے زرابی مبثوثہ قرآن مجید میں وارد ہوا ہے یحیٰی نے زرابی کے معنی جھالر دار قالین کے اور مبثوثہ کے معنی کثیرہ کے کئے ہیں۔ اس جگہ عبقری کے معنی سید القوم کے ہیں۔ اور زرابی مبثوثہ کے معنی کثیرہ یعنی وہ چھوٹے چھوٹے سوراخ جو قالین بنتے وقت ہو جاتے ہیں۔

حدیث (۳۴۱۷) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَاهُ قَالَ اسْتَاْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِؓ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهٗ نِسْوَةٌ مِّنْ قُرَيْشٍ يُكَلِّمْنَهٗ وَيَسْتَكْثِرْنَهٗ عَالِيَةً اَصْوَاتُهُنَّ عَلٰى صَوْتِهٖ فَلَمَّا اسْتَاْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِؓ قُمْنَ فَبَادَرْنَ الْحِجَابَ فَاَذِنَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ عُمَرُؓ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ فَقَالَ عُمَرُؓ اَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجِبْتُ مِنْ هٰٓؤُلَآءِ اللَّاتِیْ كُنَّ عِنْدِیْ فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ فَقَالَ عُمَرُؓ فَاَنْتَ اَحَقُّ اَنْ يَّهَبْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ عُمَرُؓ يَا عَدُوَّاتِ اَنْفُسِهِنَّ اَتَهَبْنَنِیْ وَلَا تَهَبْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ نَعَمْ اَنْتَ اَفَظُّ وَاَغْلَظُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيْهٍ يَا ابْنَ الْخَطَّابِؓ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ اِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ.

ترجمہ۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ عمر بن الخطابؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت مانگی جب کہ آپؐ کے پاس قریش کی کچھ عورتیں بیٹھی آپؐ سے بات چیت کر رہی تھیں اور بہت اصرار کے ساتھ نفقہ کا مطالبہ کر رہی تھیں۔ ان کی آوازیں بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند ہو رہی تھیں۔ جب آپؐ سے حضرت عمر بن الخطابؓ نے اجازت مانگی تو وہ سب عورتیں اٹھ کر جلدی سے اوٹ میں چلی گئیں۔ پس آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو اجازت دی تو حضرت عمرؓ اندر داخل ہوئے تو جناب رسول اللہ ہنس رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ آپؐ کے دانتوں کو ہمیشہ ہنستا ہوا رکھے کیا بات ہوئی تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ان عورتوں کی حالت سے تعجب ہوا۔ جو میرے پاس بیٹھی تھیں جب انہوں نے آپ کی آواز سنی تو جلدی جلدی اوٹ میں چلی گئیں۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا یارسول اللہ! آپ زیادہ حقدار تھے کہ وہ آپ سے ڈرتیں پھر حضرت عمرؓ عورتوں سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے اوا پنے آپ کی دشمنو! کیا تم میرے سے ڈرتی ہو اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتی ہو۔ وہ بولیں ہاں۔ تو تند خواور سخت دل ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے نہیں ہیں۔ جس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب آپ رک جائیں اے ابن الخطاب قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ شیطان جب بھی کسی راستہ پر چلتا ہوا تجھے ملے گا مگر وہ تیرے والا راستہ چھوڑ کر کوئی دوسرا چل دے گا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ ان یھبن الخ ان کا ہیبت زدہ ہونا حضرت عمرؓ اس سے معلوم ہوا کہ وہ جلدی جلدی اوٹ میں چلی گئیں نہ انہوں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا اور نہ ہی حضرت عمرؓ نے ان کو دیکھا وہ ابھی آ کر ٹھہرے تھے حالانکہ اگر وہ اپنے بدن پر چادریں لپیٹ لیتیں تو پردہ ہو جاتا کیونکہ وہ تو وہاں بیٹھی ہوئی تھیں۔ نیز ایہ بھی ہے کہ بعض مردوں کی شکل وصورت ان کا مقام اور وقت یہ سب خوف اور دہشت کا باعث بنتے ہیں۔ تو ان اسباب سے حضرت عمرؓ نے ان کے ڈرنے کا اندازہ فرمالیا۔ تیسری وجہ یہ بھی ہے کہ ان عورتوں میں بعض عورتیں حضرت عمرؓ کی محارم میں سے بھی تھیں۔ جیسے بی بی حفصہؓ و بی بی ام سلمہؓ ان سب کا اوٹ کے اندر چلے جانا یہ سب سے بڑی دلیل ہے کہ وہ سب ڈر گئی تھیں۔ اور ان کے خوف سے چلی گئیں یہ نہیں کہ انہوں نے حضرت عمرؓ سے پردہ کرنا تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حضرت شیخ گنگوہیؒ نے جو استنباطات بیان فرمائے ہیں وہ سب اچھے اور ظاہر ہیں۔ علامہ سندیؒ نے بھی تعجب کی وجہ ان کے کھڑے ہو جانے کو قرار دیا ہے۔ اور شاید تعجب کی وجہ یہ ہو کہ انہوں نے جلد بازی سے کام لیا۔ اس کا انتظار بھی نہیں کیا کہ آپؐ ان کو اندر آنے کی اجازت دیتے ہیں یا نہیں دیتے۔ باقی بحث گذر چکی ہے۔

حدیث (۳۴۱۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى الخ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ مَازِلْنَا اَعِزَّةً مُنْذُ اَسْلَمَ عُمَرُؓ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جب سے حضرت عمرؓ مسلمان ہوئے ہم لوگ عزت کی زندگی گذارنے لگے

حدیث (۳۴۱۹) حَدَّثَنَا عَبْدَانُ الخ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ وُضِعَ عُمَرُؓ عَلٰى سَرِيْرِهٖ فَتَكَنَّفَهُ النَّاسُ يَدْعُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ قَبْلَ اَنْ يُّرْفَعَ وَاَنَا فِيْهِمْ فَلَمْ يَرُعْنِيْ اِلَّا رَجُلٌ اٰخِذٌ مَنْكِبِيْ فَاِذَا عَلِيٌّ فَتَرَحَّمَ عَلٰى عُمَرَؓ وَقَالَ مَا خَلَّفْتَ اَحَدًا اَحَبَّ اِلَيَّ اَنْ اَلْقَى اللّٰهَ بِمِثْلِ عَمَلِهٖ مِنْكَ وَاَيْمُ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُ لَاَظُنُّ اَنْ يَّجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ وَحَسِبْتُ اَنِّيْ كُنْتُ كَثِيْرًا اَسْمَعُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ذَهَبْتُ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍؓ وَّعُمَرُؓ وَدَخَلْتُ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍؓ وَّعُمَرُؓ وَخَرَجْتُ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کو جب جنازہ کی چارپائی پر رکھا گیا تو لوگوں نے آپ کو گھیر لیا جو ان کے لئے دعا کرتے تھے۔ اور خاص رحمت کی دعا کرتے تھے ابھی ان کے جنازہ کو اٹھایا نہیں گیا تھا اور میں بھی ان لوگوں میں تھا پس مجھے کسی شخص سے گھبراہٹ لاحق نہ ہوئی۔ البتہ ایک آدمی ایسا آیا جو میرا کندھا پکڑنے والا تھا وہ حضرت علیؓ تھے جنہوں نے حضرت عمرؓ کے لئے رحمت کی دعا کی اور فرمایا کہ آپ نے اپنے پیچھے کوئی ایسا شخص نہیں چھوڑا جو آپ سے میرے نزدیک محبوب ہو۔ اس بات میں کہ میں اللہ تعالیٰ سے اس جیسے اعمال لے کر ملوں۔ اور اللہ کی قسم امیرا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے اپنے دوساتھیوں کے ساتھ کر دے گا۔ یعنی یا تو دفن میں یا جنت کے دخول میں۔ اور میرے گمان کو اس سے تقویت ملتی ہے کہ اکثر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتا تھا فرماتے تھے کہ میں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ گئے۔ میں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ داخل ہوئے۔ میں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ باہر نکلے۔

تشریح از قاسمی ۔ اس سے زیادہ فضیلت حضرت عمرؓ کی کیا ہو سکتی ہے کہ جو کلام علیؓ سے معلوم ہوتی ہے کہ وہ غیر سے افضل ہیں۔ میں ان جیسے اعمال لے کر اللہ تعالیٰ کے ہاں حاضر ہونا پسند کرتا ہوں پھر حاضرین ان کے لئے دعا اور رحمت طلب کر رہے تھے۔

حدیث، (۳۴۲۰) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اُحُدٍ وَّمَعَهٗ اَبُوْبَكْرٍؓ وَّعُمَرُؓ وَعُثْمَانُؓ فَرَجَفَ بِهِمْ فَضَرَبَهٗ بِرِجْلِهٖ قَالَ اثْبُتْ اُحُدُ فَمَا عَلَيْكَ اِلَّا نَبِيٌّ اَوْ صِدِّيْقٌ اَوْ شَهِيْدَانِ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ پر چڑھے اور آپؐ کے ہمراہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ بھی تھے تو وہ پہاڑ ان حضرات کے آنے پر خوشی میں ہلنے لگا پس آپؐ نے اس پر پاؤں مارتے ہوئے فرمایا اے احد ٹھہر جا تیرے اوپر نبی صدیق اور شہید ہیں۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ اس جگہ تو صرف شہید ہے حالانکہ دو شہید تھے تو جنس مراد لی جائے گی۔ یا یہ کہ صیغہ فعیل میں تثنیہ جمع برابر ہوتے ہیں۔ البتہ او شھید کہہ کر اسلوب بیان کو بدل دیا گیا جس کی وجہ یہ ہے کہ نبوت اور صدیقیت کی صفت فی الحال موجود تھی شہادت کا وقوع بعد میں ہونے والا تھا۔ اس لئے اسلوب بدلا گیا۔ یا اؤ بمعنی واؤ کے ہوا۔ اور بھی احتمال ہیں۔

حدیث(۳۴۲۱)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ الخ قَالَ سَأَلَنِي ابْنُ عُمَرَؓ عَنْ بَعْضِ شَأْنِهٖ يَعْنِيْ عُمَرَؓ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا قَطُّ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حِيْنَ قُبِضَ كَانَ اَجَدَّ وَاَجْوَدَ حَتّٰى انْتَهٰى مِنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ.

ترجمہ۔ حضرت اسلم جو حضرت عمرؓ کے غلام تھے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بعض حالات کے متعلق دریافت کیا تو میں نے ان کو بتلایا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب سے حضرت عمرؓ کی وفات ہوئی کسی کو ان سے زیادہ انتھک کوشش کرنے اور سخاوت کرنے والا نہیں دیکھا یہاں تک کہ وہ کہنے لگے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ سے اجد اور اجود نہیں دیکھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ حتی انتھی من عمر بن الخطابؓ میں غایت اگر اوصاف کے شمار کرنے کے لئے ہے تو پھر ان صفات میں حضرت عمرؓ کی حضرت ابوبکر صدیقؓ پر فضیلت لازم آتی ہے۔ تو جواب یہ ہے کہ ان کے علم کی نفی سے غیر کے وجود کی نفی لازم نہیں آتی اور اگر یہ غایت جد وجود کی غایت ہے تو یہ فضیلت جزئی ہے کہ ان دونوں خصلتوں میں وہ حضرت ابوبکرؓ سے بھی فوق تھے جس سے فضیلت کلی لازم نہیں آتی۔ وہ حضرت ابوبکرؓ کو حاصل رہے گی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ اجد بتشدید الدال جد بمعنی کوشش سے ہے۔ اور اجود جود سے مشتق ہے۔ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بعدیۃ فی الصفات بھی مراد ہو سکتی ہے جس میں زمان کی کوئی قید نہیں۔ تو یہ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مابعد کو شامل ہوگا۔ تو اس سے ابوبکر صدیقؓ اور دوسرے صحابہؓ جو ان صفات سے متصف تھے ان پر حضرت عمرؓ کی فضیلت لازم آئے گی۔ تو اس کی تاویل یہ ہے کہ ان صفات کو آپ کے زمانہ خلافت کے ساتھ مختص کیا جائے گا۔ حتی انتھی یعنی ینتھی الی آخر عمرہ یہ اس صورت میں ہے کہ جب ینتھی کا فاعل حضرت عمرؓ اور اس کا قائل ابن عمرؓ ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ انتھی کا فاعل ابن عمرؓ ہو اور اس کا قائل نافع ہو تو انتھی بمعنی اسخر کے ہوگا۔

حدیث(۳۴۲۲)حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الخ عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ السَّاعَۃِ فَقَالَ مَتَی السَّاعَۃُ قَالَ وَمَا ذَا اَعْدَدْتَّ لَھَا قَالَ لَاشَیْءَ اِلَّا اَنِّیْ اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ قَالَ اَنَسٌؓ فَمَا فَرِحْنَا بِشَیْءٍ فَرِحْنَا بِقَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ قَالَ اَنَسٌؓ فَاَنَا اُحِبُّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَکْرٍؓ وَعُمَرَؓ وَاَرْجُوْا اَنْ اَکُوْنَ مَعَھُمْ بِحُبِّیْ اِیَّاھُمْ وَاِنْ لَّمْ اَعْمَلْ بِمِثْلِ اَعْمَالِھِمْ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے متعلق سوال کیا۔ آپؐ نے فرمایا تم نے اس کے لئے کیا تیار کر رکھا ہے اس نے کہا اور تو کوئی چیز نہیں سوائے اس کے کہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا تو انہیں لوگوں کے ساتھ ہوگا جن سے محبت رکھتا ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ اور کسی چیز پر اتنے خوش نہیں ہوئے جس قدر ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول پر خوش ہوئے۔ کہ تو ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن سے تو محبت رکھتا ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ سے محبت رکھتا ہوں۔ اور مجھے امید ہے میرے ان حضرات سے محبت رکھنے کی وجہ سے میں ان کے ساتھ ہوں گا۔ اگرچہ میں ان حضرات کے اعمال جیسے اعمال نہیں کر سکا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ انت مع من احببت اس معیت سے مراد مشارکۃ فی الثواب اور معیت خاصہ جس میں محب اور محبوب کے درمیان ملاقات حاصل ہوگی۔ یہ نہیں کہ دونوں ایک درجہ میں ہوں گے۔ یہ تو بدیھی البطلان ہے۔

حدیث(۳۴۲۳)حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ قَزَعَۃَ الخ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقَدْ کَانَ فِیْمَا قَبْلَکُمْ مِنَ الْاُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ فَاِنْ یَّکُ فِیْ اُمَّتِیْ اَحَدٌ فَاِنَّہٗ عُمَرُؓ زَادَ زَکَرِیَّاءُ بْنُ اَبِیْ زَائِدَۃَ الخ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقَدْ کَانَ فِیْمَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ مِنْ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ رِجَالٌ یُّکَلَّمُوْنَ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّکُوْنُوْا اَنْبِیَآءَ فَاِنْ یَّکُنْ مِنْ اُمَّتِیْ مِنْھُمْ اَحَدًا فَعُمَرُؓ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ مِنْ نَّبِیٍّ وَّلَا مُحَدَّثٍ.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے امتوں میں کچھ لوگ محدث ہوتے تھے کہ جن کی زبان پر حق جاری ہوتا تھا پس اگر میری امت میں کوئی ہے تو وہ حضرت عمرؓ ہے۔ زکریا نے اپنے سند سے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم سے پہلے بنی اسرائیل کے کچھ لوگ ایسے ہوتے تھے جن سے فرشتے کلام کرتے تھے۔ وہ نبی نہیں ہوتے تھے پس اگر میری امت میں کوئی ہے تو وہ عمرؓ ہیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کوئی نبی اور محدث ہے تو وہ عمرؓ ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الایۃ. تو ابن عباسؓ نے ولا محدث زائد کیا چنانچہ ابن عباسؓ کی قرأت میں ایسا ہی ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حضرت عمرؓ کی تخصیص بالذکر کی وجہ یہ ہے کہ ان کے موافقات بہت سے ہیں جو قرآن مجید کے مطابق تھے۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی بہت سے اصابات یعنی ٹھیک باتیں واقع ہوئی ہیں۔

حدیث (۳۴۲۴) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ الخ سَمِعْتُ اَبَا ھُرَیْرَۃَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَمَا رَاعٍ فِیْ غَنَمِہٖ اِذْ عَدَا الذِّئْبُ فَاَخَذَ مِنْھَا شَاۃً فَطَلَبَھَا حَتّٰی اسْتَنْقَذَھَا فَالْتَفَتَ اِلَیْہِ الذِّئْبُ فَقَالَ لَہٗ مَنْ لَّھَا یَوْمَ السَّبُعِ لَیْسَ لَھَا رَاعٍ غَیْرِیْ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰہِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِنِّیْ اُوْمِنُ بِہٖ وَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ وَمَا ثَمَّ اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دریں اثنا کہ ایک گڈریا اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ ایک بھیڑیا حملہ کر کے ان میں سے ایک بکری لے گیا۔ پھر وہ گڈریا اس کے پیچھے بھاگا۔ یہاں تک کہ اسے چھڑوا لیا۔ تو بھیڑیا اس کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ درندوں کے دن اس کا کون نگران ہوگا۔ جس دن میرے سوا اس کا کوئی نگہبان نہ ہوگا لوگ سبحان اللہ کہنے لگے جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی اس پر ایمان لایا ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی ایمان لائے حالانکہ یہ دونوں حضرات اس جگہ موجود نہیں تھے۔ یوم السبع سے فتن کا دور مراد ہے جب لوگ فتنوں کی وجہ سے مال مویشی سے غافل ہوں گے۔

حدیث (۳۴۲۵) حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ الخ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَیْتُ النَّاسَ عُرِضُوْا عَلَیَّ وَعَلَیْھِمْ قُمُصٌ فَمِنْھَا مَا یَبْلُغُ الثُّدِیَّ وَمِنْھَا مَا یَبْلُغُ دُوْنَ ذٰلِکَ وَعُرِضَ عَلَیَّ عُمَرُ وَعَلَیْہِ قَمِیْصٌ اِجْتَرَّہٗ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الدِّیْنَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ دریں اثنا یعنی اس حال میں کہ میں سویا ہوا تھا کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ میرے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں۔ اور ان پر قمیصیں ہیں بعض قمیص تو وہ ہیں جو پستان تک پہنچی ہیں بعض اس سے نیچے ہیں حضرت عمرؓ میرے سامنے لائے گئے تو ان پر جو قمیص تھی وہ اسے کھینچ رہے تھے یعنی وہ نیچے لٹک رہی تھی تو لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ! آپؐ نے اس کی کیا تعبیر بیان فرمائی فرمانے لگے کہ وہ دین ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں اس میں تشبیہ بلیغ ہے کہ جس میں دین کو قمیص سے تشبیہ دی گئی اور وجہ شبہ ستر اور پردہ پوشی ہے۔ جیسا کہ قمیص تنگ انسانی کو چھپاتی ہے۔ اہل علم فرماتے ہیں کہ خواب کے اندر قمیص دیکھنا اس کی تعبیر دین ہے۔ اور اس کا لٹکانا یہ اشارہ ہے کہ ان کے مرنے کے بعد ان کے کمالات کے نشانات باقی رہیں گے۔ باقی یہ فضیلت جزئیہ ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت ابوبکرؓ پر قمیص نہ ہو۔ ممکن ہے اس سے بڑھ کر ہو۔ چونکہ بیان حضرت عمرؓ کے مناقب کا ہو رہا تھا۔ اس لئے اس کے ذکر پر اکتفا کیا۔

حدیث (۳۴۲۶) حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَۃَ قَالَ لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ جَعَلَ یَاْلَمُ فَقَالَ لَہُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَکَاَنَّہٗ یُجَزِّعُہٗ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَلَئِنْ کَانَ ذَاکَ لَقَدْ صَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَہٗ ثُمَّ فَارَقْتَہٗ وَھُوَ عَنْکَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ اَبَابَکْرٍ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَہٗ ثُمَّ فَارَقْتَہٗ وَھُوَ عَنْکَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ صَحَبَتَھُمْ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَھُمْ وَلَئِنْ فَارَقْتَھُمْ لَتُفَارِقَنَّھُمْ وَھُمْ عَنْکَ رَاضُوْنَ قَالَ اَمَّا مَا ذَکَرْتَ مِنْ صُحْبَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرِضَاہُ فَاِنَّمَا ذَاکَ مَنٌّ مِّنَ اللّٰہِ تَعَالٰی مَنَّ بِہٖ عَلَیَّ وَاَمَّا مَا ذَکَرْتَ مِنْ صُحْبَۃِ اَبِیْ بَکْرٍ وَّرِضَاہُ فَاِنَّمَا ذَاکَ

مِنَ اللّٰهِ جَلَّ ذِكْرُهُ مَنَّ بِهٖ عَلَيَّ وَاَمَّا مَا تَرٰى مِنْ جَزَعِيْ فَهُوَ مِنْ اَجْلِكَ وَاَجْلِ اَصْحَابِكَ وَاللّٰهِ لَوْ اَنَّ لِيْ طِلَاعَ الْاَرْضِ ذَهَبًا لَافْتَدَيْتُ بِهٖ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ قَبْلَ اَنْ اَرَاهُ قَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ دَخَلْتُ عَلٰى عُمَرَؓ بِهٰذَا۔

ترجمہ۔ حضرت مسور بن مخرمہ فرماتے ہیں کہ جب عمرؓ نیزے سے زخمی ہو گئے تو وہ غمناک ہونے لگے جس پر حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ پہلے تو انشاء اللہ آپ کا یہ زخم مندمل ہو جائے گا۔ گویا کہ وہ ان کی گھبراہٹ زائل کر رہے تھے اگر خدانخواستہ دوسرا معاملہ وفات کا ہوا تو آپ تسلی کریں۔ آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے ہیں۔ اور آپ کی صحبت کو اچھی طرح نبھایا ہے۔ پھر جب آپ ان سے جدا ہوئے تو وہ آپ سے راضی ہو کر گئے ہیں۔ پھر آپ کو ابوبکر صدیقؓ کی صحبت حاصل ہوئی۔ آپ نے ان کی صحبت کو بھی اچھی طرح نبھایا۔ جب آپ ان سے جدا ہوئے تو وہ آپ سے راضی وخوش ہو کر گئے ہیں پھر آپ کو ان کے ساتھیوں کی صحبت ملی آپ نے ان کی صحبت سے بھی اچھا سلوک کیا۔ اب اگر آپ ان سے جدا ہوں گے تو وہ انشاء اللہ آپ سے راضی ہوں گے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا وہ جو آپ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا ذکر کیا اور ان کی رضامندی کا وہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر احسان ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کیا اور جو آپ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صحبت اور ان کی رضامندی کا اظہار کیا ہے یہ بھی مجھ پر اللہ تعالیٰ جن کا ذکر بلند ہو اس کی طرف سے مجھ پر احسان ومنت جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر لگائی۔ اور یہ جو تم گھبراہٹ میری دیکھ رہے ہو وہ موت کی وجہ سے نہیں بلکہ تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی وجہ سے ہے کہ خدا جانے تم پر کیسا خلیفہ مقرر ہوگا۔ اور اس کی کیا سیرت ہوگی اللہ تعالیٰ کی قسم! کہ اگر میرے پاس زمین کی پرائی کے برابر سونا ہوتا تو اللہ کا عذاب دیکھنے سے پہلے میں اس عذاب سے بچنے کے لئے اسے فدیہ میں دے دیتا۔ حماد کی سند سے ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ یہ حدیث لے کر میں حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ کانه یجزعه یعنی حضرت عمرؓ کو تسلی دیتے تھے اور صبر کی تلقین کرتے تھے جب کہ انہیں غمناک دیکھا تو یہ سمجھے کہ حضرت عمرؓ شاید آخرت اور قبر میں پیش آنے والے امور کی وجہ سے غمناک ہو رہے ہیں اسلئے ان کو لئن کان الخ کہہ کر تسلی دی۔ مقصد یہ ہے کہ پہلے تو انشاء اللہ زخم مندمل ہو جائے گا اور اگر دوسرا معاملہ ہلاکت کا پیش آیا تو امیر المؤمنین آپ کو کوئی فکر نہ کرنی چاہیے۔ کیونکہ آپ کو ان حضرات کی صحبت اور خوشنودی حاصل رہی ہے جو آپ کی نجات کے لئے کافی ہے۔

اما الجزع لاجلک واجل اصحابک الخ کیونکہ حضرت عمرؓ کو فتنوں کے وارد ہونے کا احساس تھا کہ یہ امور مقدرہ ہیں جیسے حضرت حذیفہؓ وغیرہ حضرات کی احادیث سے معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت عمرؓ کو ان فتن کا علم تھا۔ ان میں لوگوں کے مبتلا ہونے کا علم لاحق تھا باقی تمہارا یہ کہنا کہ تمہیں عذاب الہی کی گرفت سے کوئی فکر نہ کرنی چاہیے تو سنو! میں اللہ تعالیٰ اور اسکی پکڑ سے بے فکر نہیں ہوں اللہ کی قسم! اگر میں زمین کے سارے سونے کے خزانے خرچ کر کے عذاب الہی سے بچ سکتا تو ضرور فدیہ میں دے دیتا۔ بلکہ اصل فکر تو مجھے ان فتنوں کی ہے جو میرے ساتھیوں کو پیش آنے والے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دونوں امور نے حضرت عمرؓ کو پریشان کیا تھا۔ جو ان کے اصحاب کو اور خود ان کو آپ کی موت کے بعد پیش آنے والے تھے۔ مگر ابن عباسؓ نے محض دوسرے احتمال پر حمل کیا۔ تو حضرت عمرؓ نے ان کو جواب دیا اور گھبراہٹ کی وجہ بیان فرمائی۔ بعض حضرات نے جو غمناک ہونے کی وجہ زخم کا درد اور اس کی شدت کو بیان کیا ہے کہ ابن عباسؓ اسی پر آپ کو ملامت کر رہے تھے تو یہ دو تین وجہ سے صحیح نہیں ہے۔ ایک تو اس وجہ سے کہ ابن عباسؓ اصاغر صحابہ میں سے ہیں اور حضرت عمرؓ کے راشد تلامذہ میں سے ہیں۔ وہ حضرت عمرؓ کی شان میں ایسی گستاخی کیسے کر سکتے ہیں۔ دوسرے ان کا قول قد صحبت رسول اللہ کہنا کیسے صحیح ہوگا جب کہ ان کا مدعی ملامت کرنا ہو اس لئے اس عبارت کا ازالۂ درد میں کوئی دخل

نہیں۔ تیسرے خود حضرت عمرؓ کی شان اس سے ارفع ہے کہ وہ ایسی گھبراہٹ کا اظہار کریں جس پر اصاغر و تلامذہ بھی ملامت کریں۔ و اللہ اعلم.

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ کانہ یجزعہ ای یسلہ کرمانیؒ اور قسطلانیؒ بھی یہی معنی بیان کرتے ہیں البتہ علامہ عینیؒ نے نسبہ الی الجزع بقولہ کئے ہیں۔ مولانا محمد حسن مکیؒ نے اپنی تقریر میں یہی کہا ہے کہ حضرت عمرؓ کو دونوں باتوں کی فکر تھی۔ ایک تو خود کو خوف آخرت دامنگیر تھا دوسرے اپنی وفات کے بعد لوگوں کو فتنوں کے ظاہر ہونے کا خوف لاحق تھا۔ یہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام پر شفقت کی وجہ سے تھا تو پہلے امر کا جواب تو ابن عباسؓ کو ان لی من سے دیا کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے تو ڈرنا چاہئے اور دوسرے کا جواب لا جلک واصحابک سے دیا۔ کہ تم لوگ فتنوں میں مبتلا ہو گے۔

لئن کان ذلک یعنی اگر اس نیزے کے زخم سے موت واقع ہو گئی تو آپ فکر نہ کریں اس لئے کہ آپ ان حضرات کی صحبت کی وجہ سے عذاب آخرت سے محفوظ رہیں گے۔ حافظؒ اور کرمانیؒ بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔

فانی لہ الاقدام علی مثل ذلک الخ چنانچہ کتاب التفسیر میں آرہا ہے کہ سورۃ تحریم کی دو عورتوں کے متعلق میں حضرت عمرؓ سے پوچھنا چاہتا تھا کہ وہ کون تھیں۔ سال بھر موقع نہ ملا اور آخر حج کے موقع پر ان سے پوچھنے کی ہمت ہوئی۔

حدیث (۳۴۲۷) حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسٰى الخ عَنْ اَبِيْ مُوسٰى قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَائِطٍ مِنْ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ فَجَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِفْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ لَهٗ فَاِذَا اَبُوْبَكْرٍؓ فَبَشَّرْتُهٗ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِفْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ لَهٗ فَاِذَا هُوَ عُمَرُؓ فَاَخْبَرْتُهٗ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ فَقَالَ لِيْ اِفْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُهٗ فَاِذَا عُثْمَانُ فَاَخْبَرْتُهٗ بِمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں کہ مدینہ کے باغوں میں سے ایک باغ کے اندر میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا کہ ایک آدمی نے آ کر دروازہ کھلوانا چاہا۔ جس پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے لئے دروازہ کھول دو۔ اور اسے جنت کی بشارت دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو وہ حضرت ابوبکرؓ تھے۔ جن کو میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق بشارت سنائی۔ انہوں نے اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی۔ پھر ایک آدمی نے دروازہ کھلوانے کی فرمائش کی تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کیلئے دروازہ کھول دو اور اسے جنت کی بشارت دو میں نے دروازہ کھولا تو وہ حضرت عمرؓ تھے جن کو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق میں نے خبر دی انہوں نے بھی اللہ کی حمد پڑھی۔ پھر اور آدمی دروازہ کھلوانے کے لئے آیا تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے لئے دروازہ کھول دو۔ اور جنت کی بشارت بھی دو لیکن ایک مصیبت کے ساتھ جس میں ان کی آزمائش ہو گی تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت عثمانؓ ہیں۔ میں نے ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق خبر سنائی تو انہوں نے اللہ کی حمد کہی پھر کہا اللہ تعالیٰ ہی سے مدد طلب کی جاتی ہے۔

حدیث (۳۴۲۸) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ الخ سَمِعَ جَدَّهٗ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ هِشَامٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ اٰخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن ہشام فرماتے ہیں کہ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے جب کہ آپؐ نے حضرت عمر بن الخطاب کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا۔ جو کمال محبت ومروت کی دلیل ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَؓ اَبِىْ عَمْرٍوؓ وَالْقُرَشِيِّؓ

ترجمہ۔ حضرت عثمان بن عفانؓ ابوعمرؓ وقرشی کے مناقب ومدائح کے بیان میں۔

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّحْفِرْ بِئْرَ رُوْمَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ فَحَفَرَهَا عُثْمَانُ وَقَالَ مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ فَجَهَّزَهُ عُثْمَانُ.

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے بئر رومہ کھود دیا اس کے لئے جنت ہے۔ تو حضرت عثمانؓ نے اسے کھود دیا اور فرمایا جس نے عسرۃ والے لشکر کو سامان مہیا کر دیا اس کے لئے بھی جنت ہے تو حضرت عثمانؓ نے اس لشکر کو سامان مہیا کر دیا۔

حدیث (۳۴۲۹) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الخ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰىؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ حَائِطًا وَّاَمَرَنِىْ بِحِفْظِ بَابِ الْحَائِطِ فَجَاءَ رَجُلٌ يَّسْتَاْذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَاِذَا اَبُوْبَكْرٍؓ ثُمَّ جَاءَ اٰخَرُ يَسْتَاْذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَاِذَا عُمَرُؓ ثُمَّ جَاءَ اٰخَرُ يَسْتَاْذِنُ فَسَكَتَ هُنَيْهَةً ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى سَتُصِيْبُهُ فَاِذَا عُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانَؓ قَالَ حَمَّادٌ الخ وَزَادَ فِيْهِ عَاصِمٌ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ قَاعِدًا فِىْ مَكَانٍ فِيْهِ مَاءٌ قَدِ انْكَشَفَ عَنْ رُكْبَتَيْهِ اَوْ رُكْبَتِهٖ فَلَمَّا دَخَلَ عُثْمَانُ غَطَّاهَا.

ترجمہ۔ حضرت ابوموسیٰؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں داخل ہوئے۔ اور مجھے باغ کے دروازے کی حفاظت کرنے کا حکم دیا۔ پس ایک آدمی آیا جو اجازت مانگ رہا تھا آپؐ نے فرمایا اسکو اجازت دے دو اور ساتھ ہی جنت کی خوشخبری بھی سنا دو پس وہ ابوبکر صدیقؓ تھے پھر دوسرا آکر اجازت مانگنے لگا آپؐ نے فرمایا اسے اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی سنا دو تو وہ حضرت عمرؓ تھے۔ پھر تیسرا آدمی آیا جو اجازت طلب کر رہا تھا آپ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا اس کو اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی سناؤ۔ البتہ ایک مصیبت کے ساتھ جو انہیں عنقریب پہنچے گی۔ تو وہ حضرت عثمان بن عفانؓ تھے۔ حماد نے اپنی سند سے کہا کہ عاصم نے اضافہ کیا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے مکان میں بیٹھے ہوئے تھے جس میں پانی کا چشمہ تھا۔ اور آپؐ کے دونوں گھٹنے یا ایک گھٹنا کھل چکا تھا۔ جب حضرت عثمانؓ داخل ہوئے تو آپؐ نے اسے ڈھانک لیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ فحفرها عثمان. حفر کی اسناد آپ کی طرف مجازاً ہے۔ یا اس کنویں کا کیچڑ اور گارا نکالنے سے کنایہ ہے اگر بند ہو چکا تھا تو پھر حفر کی اسناد حقیقت ہے۔ بحث گذر چکی ہے۔

فسکت هنیهة یہ سکوت شاید اس لئے تھا کہ انہوں نے مصیبت میں مبتلا ہونا ہے تو آپ کو تردّد ہوا کہ کیا میں پورے واقعہ کی اطلاع کروں یا صرف دخول جنت کی بشارت سناؤں جب آپ کی پختہ رائے بن گئی تو دونوں معاملہ کی خبر دی تا کہ آپ مصیبت پر صبر کریں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حضرت شیخ گنگوہیؒ نے جو سکوت کی وجہ بیان فرمائی ہے وہ بہت باریک ہے شراح میں سے کسی نے اس کی طرف التفات نہیں فرمایا مولانا محمد حسن مکیؒ نے اپنی تقریر میں بتایا ہے کہ آپ کو تامل ہوا کہ بلوئی کی اطلاع دی جائے یا نہ دی جائے لیکن صاحب فیض نے عجیب بات کی ہے کہ آپ نے حضرت عثمانؓ کے حق میں سکوت فرمایا دوسرے حضرات کے بارے میں اس لئے سکوت نہیں فرمایا کہ حضرت عثمانؓ کی قبر آپ کے ہمراہ نہیں ہوئی تھی ۔ حالانکہ یہ سیاق وسباق کے بالکل خلاف ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ غطا ھا قبل ازیں آپ صرف ایک لنگی میں تھے پھر ان کو چادر کے اندر بھی چھپالیا تا کہ استحیاء کے قریب ہوجائے اور ستر میں مبالغہ ہو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ اکثر روایات افادہ شیخ کی تائید کرتی ہیں اور صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ عورۃ الرجل ما بین سرتہ الی رکبتہ اور حدیث ابو ہریرہؓ میں ہے الرکبۃ من العورۃ فی الرکبۃ اخف منہ فی الفخذ الخ۔

حدیث (۳۴۳۰) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبِ الخ اِنَّ الْمِسْوَرَبْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْاَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ قَالَ مَايَمْنَعُكَ اَنْ تُكَلِّمَ عُثْمَانَ لِاَخِيْهِ الْوَلِيْدِ فَقَدْ اَكْثَرَ النَّاسُ فِيْهِ فَقَصَدْتُ لِعُثْمَانَ حَتّٰى خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ قُلْتُ اِنَّ لِيْ اِلَيْكَ حَاجَةً وَهِيَ نَصِيْحَةٌ لَكَ قَالَ يَا اَيُّهَا الْمَرْءُ قَالَ مَعْمَرٌ اُرَاهُ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ فَانْصَرَفْتُ فَرَجَعْتُ اِلَيْهِمْ اِذْ جَآءَ رَسُوْلُ عُثْمَانَ فَاَتَيْتُهٗ فَقَالَ مَا نَصِيْحَتُكَ فَقُلْتُ اِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَاَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ وَكُنْتَ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَاجَرْتَ الْهِجْرَتَيْنِ وَصَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاَيْتَ هَدْيَهٗ وَقَدْ اَكْثَرَ النَّاسُ فِيْ شَاْنِ الْوَلِيْدِ قَالَ اَدْرَكْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ لَا وَلٰكِنْ خَلَصَ اِلَيَّ مِنْ عِلْمِهٖ مَا يَخْلُصُ اِلَى الْعَذْرَآءِ فِيْ سِتْرِهَا قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ فَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَاٰمَنْتُ بِمَا بُعِثَ بِهٖ وَهَاجَرْتُ الْهِجْرَتَيْنِ كَمَا قُلْتَ وَصَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَايَعْتُهٗ فَوَاللّٰهِ مَا عَصَيْتُهٗ وَلَا غَشَشْتُهٗ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ اَبُوْ بَكْرٍؓ مِثْلُهٗ ثُمَّ عُمَرُؓ مِثْلُهٗ ثُمَّ اسْتُخْلِفْتُ اَفَلَيْسَ لِيْ مِنَ الْحَقِّ مِثْلُ الَّذِيْ لَهُمْ قُلْتُ بَلٰى قَالَ فَمَا هٰذِهِ الْاَحَادِيْثُ الَّتِيْ تَبْلُغُنِيْ عَنْكُمْ اَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ شَاْنِ الْوَلِيْدِ فَسَنَاْخُذُ فِيْهِ بِالْحَقِّ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ دَعَا عَلِيًّا فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّجْلِدَهٗ فَجَلَدَهٗ ثَمَانِيْنَ.

ترجمہ۔ حضرت مسور بن مخرمہ اور عبداللہ بن الاسود بن عبد یغوث فرماتے ہیں کہ ان دونوں نے عبیداللہ بن عدی سے کہا کہ تمہیں کیا رکاوٹ ہے کہ تم حضرت عثمانؓ سے ان کے بھائی سوتیلے ولید کے بارے میں بات نہیں کرتے حالانکہ لوگ اس کے بارے میں بہت باتیں کررہے ہیں۔ پس جب حضرت عثمانؓ نماز کیلئے جارہے تھے تو میں نے ان کا قصد کیا اور میں نے کہا کہ مجھے آپ سے ایک کام ہے اور وہ آپ کے لئے نصیحت اور خیر خواہی ہے فرمانے لگے اے آدمی ابو عبداللہ فرماتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ آپ نے فرمایا میں تیرے سے اللہ کے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں کہ

پس میں پھر کران کی طرف آیا اچانک حضرت عثمان کا قاصد پہنچ گیا تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے پوچھا وہ تمہاری نصیحت کیا ہے۔ میں نے کہا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق دے کر بھیجا ہے اور ان پر اپنی کتاب اتاری اور آپ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اللہ اور اسکے رسول کی دعوت کو قبول کیا پھر آپ نے دو ہجرتیں کیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بھی اختیار کی۔ اور آپ نے آپ کی سیرت اور طریقہ بھی دیکھا۔ اب حال یہ ہے کہ لوگ ولید کے بارے میں بہت باتیں کرتے ہیں۔ حضرت عثمانؓ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا۔ میں نے کہا نہیں۔ لیکن میرے پاس آپ کا وہ علم پہنچا جو کنواری لڑکی کو اس کے پردہ میں پہنچتا ہے (یعنی آپ کا علم شائع ذائع تھا) تو حضرت عثمانؓ نے اما بعد پڑھ کر فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق دے کر بھیجا۔ پس میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی دعوت کو قبول کیا۔ اور جو شریعت دے کر آپ بھیجے گئے اس پر میں ایمان لے آیا۔ اور جیسے آپ کہتے ہیں میں نے دو ہجرتیں بھی کیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بھی اختیار کی۔ اور آپؐ سے بیعت بھی کی۔ پس اللہ کی قسم! میں نے آپ کی نافرمانی بھی نہیں کی۔ اور نہ آپؐ سے کوئی خیانت کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو وفات دی۔ پھر اس طرح میں نے ابوبکرؓ سے سلوک کیا۔ یہی سلوک حضرت عمرؓ سے ہوا۔ کہ پھر مجھے خلیفہ بنایا گیا پس کیا میرا اتنا حق بھی نہیں ہے جتنا ان حضرات کو حاصل تھا۔ میں نے کہا کیوں نہیں۔ تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا تو پھر یہ کیا باتیں ہیں جو تمہاری طرف سے مجھے پہنچ رہی ہیں۔ رہ گیا ولید کا معاملہ! سو انشاء اللہ میں اس کی حق کے ساتھ گرفت کروں گا پھر جب مقدمہ ثابت ہو گیا تو حضرت علیؓ کو بلا کر حکم دیا کہ اسے کوڑے لگائے جائیں۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے اسے اسی کوڑے لگائے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ اعوذ باللہ منک یہ حضرت عثمانؓ نے اس لئے فرمایا کہ ان کو معلوم ہو گیا کہ ایسے امور کے بارے میں گفتگو کریں جو شاید حضرت عثمانؓ کو برے محسوس ہوں۔ اور گراں گذریں۔ یا حضرت عثمانؓ ان اعتراضات کا جواب دیں جو اس کو برے لگیں۔ اور گراں گزریں۔ تو یہ بات بھی حضرت عثمانؓ کے لئے بار خاطر تھی کیونکہ وہ صاحب مروت اور صاحب شرم وحیا تھے۔ جو کچھ بھی ہو ان امور سے نماز میں رکاوٹ پڑتی تھی۔ اور نماز میں خدا جانے کیا کیا خیالات گزرتے اس لئے انہوں نے نماز کی ادائیگی کے بعد ان سے کلام کرنا پسند فرمایا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ تعوذ کی وجہ جو شیخ نے بیان فرمائی ہے وہ بہتر توجیہ ہے۔ مولانا محمد حسن مکیؒ مزید براں لکھتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے اعوذ باللہ پڑھ کر ان کے کلام کو اس وقت اس لئے نہ سنا کہ کہیں نماز میں پریشانی لاحق نہ ہو۔ صاحب فیض فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ ان کی شکوہ ریا ں سن سن کر تنگ آ چکے تھے۔ ان کا گمان تھا کہ یہ خلاف واقع بات ہے۔ اس لئے انہوں نے پناہ پکڑی۔ ایک بات اور سنو! یا ایہا المرء کے بعد بخاری کے نسخوں میں اختلاف ہے۔ ایہا المرء کے بعد منک کا ہے۔ جو غیر مرتبط کلام ہے۔ البتہ معمر کی روایت میں منک نہیں ہے۔ تو اس سے کلام مرتبط ہو جائے گا۔ کہ جواب ندا اعوذ باللہ منک ہوگا۔ چنانچہ عنقریب ہجرت حبشہ کے بیان میں یہ روایت بلا تردد وارد ہو رہی ہے۔

هل ادركت النبى صلى الله عليه وسلم الخ یہ اس لئے پوچھا کہ جو شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کو جانتا ہے وہ صحابہ کرامؓ کے عموماً اور خلفائے راشدین کے حالات سے خصوصاً واقف ہے۔ وہ تو جانتا ہے کہ صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے کس قدر موافق چلتے تھے۔ بخلاف اس شخص کے جس نے آپ کی زیارت نہیں کی۔ اور نہ ہی آپ کی سیرت سے واقف ہے۔ اسے صحابہ کرامؓ کی سیرت کا کیا پتہ چل سکتا ہے کہ وہ کس قدر موافق یا مخالف ہیں۔ جب عبدالرحمٰنؓ نے آپؐ کے علم کا اعتراف کر لیا اگرچہ سماعاً سہی۔ تو پھر آپ حضرت عثمانؓ نے حقیقت حال ان پر واضح کی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ ادركت حافظؒ فرماتے ہیں کہ ادراک سے اس مقام پر ادراک بالسن مراد نہیں بلکہ ادراک سماع مراد

ہے۔ بہر حال حضرت عثمانؓ نے اپنے خطبہ میں اس کی وضاحت کی کہ ہم لوگ سفر حضر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہے ہیں اب لوگ ہمیں سنت رسول سکھلانا چاہتے ہیں۔

الاحادیث اس سے مراد وہ باتیں ہیں جو ولید کے بارے میں کی جارہی تھیں کہ اس پر حد شرعی قائم کرنے میں کیوں تاخیر کی جارہی ہے۔ یعنی تم لوگ پروپیگنڈہ میرے خلاف کرتے ہو حقیقت حال نہیں پوچھتے کہ میں تاخیر کیوں کر رہا ہوں۔ نیز جن لوگوں نے آپ کو بھیجا ہے وہ بالمشافہ بات کیوں نہیں کرتے۔ تم تو سب سے چھوٹے ہو۔ تمہیں ان حالات کا علم نہیں جو وہ بڑے لوگ جانتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ولید کی شراب خوری ابھی ثابت نہیں ہوسکی کہ میں اس پر شرعی حد قائم کروں کیونکہ ایک گواہ شراب پینے کی گواہی دیتا ہے دوسرا کہتا ہے کہ اس نے شراب کی قے کی ہے۔ اس ثبوت میں شک پڑ گیا۔ ممکن ہے کہ اس نے کوئی اور چیز پی ہو جو شراب کی صورت میں قے کے اندر سے ظاہر ہوئی۔ یا کسی دوسرے شخص نے اس کو شراب پینے پر مجبور کیا۔ یا اس نے اضطرار کی حالت میں پی ہو۔ جب اس قدر احتمالات ہیں تو ثبوت نہ ہوا۔ اور یہ بھی ہے کہ دوسری چیز سمجھ کر غلطی سے اس نے شراب پی لی ہو۔ پھر بھی حضرت عثمانؓ نے تعزیراً اسے کوڑے مارنے کا حکم دیا اور وہ بھی اسی ۸۰ کوڑے۔ لیکن حضرت علیؓ نے صرف چالیس ۴۰ پر اکتفا کیا۔ کیونکہ ثبوت نہیں تھا تو جلدہ ثمانین مجاز پر محمول ہوگا۔ کہ آپ نے اسی کا حکم دیا یا حضرت علیؓ نے اولاً اسی کوڑے مارنے کا ارادہ کیا۔ پھر چالیس پر اکتفا کر لیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ ولید بن عقبہ حضرت عثمانؓ کے ماں کی طرف سے بھائی لگتے تھے۔ جن کو انہوں نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ جیسے صحابی کو معزول کر کے کوفے کا گورنر بنایا۔ جس نے صبح کی نماز نشہ کی حالت میں چار رکعت پڑھائی۔ کہنے لگا اگر کہو تو اور بھی پڑھاؤں۔ ایک گواہ نے تو اس کی گواہی دی دوسرے گواہ نے کہا کہ میں نے شراب کی قے دیکھی ہے شراب پیتے نہیں دیکھا۔ دو گواہوں کے بغیر مقدمہ ثابت نہیں ہوتا عدم ثبوت کی بنا پر حد قائم کرنے میں تاخیر ہو رہی تھی۔ لوگوں میں چہ میگوئیاں شروع ہوئیں تو حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ کو حد قائم کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے اپنے بھتیجے عبداللہ بن جعفر سے کہا کہ تم کوڑے مارو۔ وہ کوڑے مار رہا تھا اور حضرت علیؓ شمار کر رہے تھے۔ جب چالیس تک پہنچے تو حضرت علیؓ نے روک دیا۔ یہاں تک روایت مشہورہ ہے۔ اور یہ بھی کہ ثبوت شہادت تک ولید کو قید میں رکھا گیا۔ اور اصابہ میں ہے کہ بعض اہل کوفہ نے تعصب کی بنا پر اس کے خلاف ناحق گواہی دلوائی۔ طبری نے اسے نقل کیا ہے۔ نیز درمختار میں ہے لا یثبت الشرب بالرائحة ولا بعقیها بل بشهادة رجلین یعنی شرب خمر نہ تو بو آنے سے ثابت ہوگا۔ اور نہ اس کی قے کرنے سے۔ جب تک دو گواہ گواہی نہ دیں اور امام ان سے اس کی کیفیت وغیرہ پوچھے گا۔ ممکن ہے اکراہ یا اضطرار ثابت ہو جائے۔ البتہ ان صورتوں میں تعزیر کے طور پر کوڑے مارے جاسکتے ہیں۔ بنا بریں شیخ گنگوہیؒ اس سزا کو تعزیر پر محمول فرما رہے ہیں اور چالیس کوڑے تعزیر ہوتی ہے حد نہیں کیونکہ اس کا ثبوت نہیں مل سکا۔ اور روایات مختلف ہیں۔ امام بخاریؒ نے اسی کی روایت نقل کی ہے۔ تو جمع بین الروایتین کی صورت یہ ہوگی کہ کوڑا ایسا تھا جس کے دوسرے تھے۔ تو اس طرح چالیس کو اسی شمار کیا گیا۔ یا یہ کہ حضرت علیؓ کا قصد اسی کوڑے مارنے کا تھا۔ جیسا کہ سنت فاروقی تھی۔ لیکن عدم ثبوت کے احتمال کی وجہ سے چالیس کوڑے تعزیر قائم کی تاویل کی ضرورت اس لئے پڑی کہ قضیہ واحدہ ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی معزولی حضرت عمرؓ کی وصیت کے مطابق ہوئی جب کہ اہل کوفہ کے ایک آدمی نے ان کے خلاف جھوٹی گواہی دی اور وہ حضرت سعدؓ کی بددعا سے معتوب ہوا۔

حدیث (۳۴۲۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ كُنَّا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَعْدِلُ بِأَبِي بَكْرٍ أَحَدًا ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ عُثْمَانَ ثُمَّ نَتْرُكُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَا نُفَاضِلُ بَيْنَهُمْ تَابَعَهُ عَبْدُ اللهِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حضرت ابوبکرؓ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے پھر حضرت عمرؓ پھر حضرت عثمانؓ پھر ہم نے اصحاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیا کہ ہم ان کے درمیان کسی کو کسی پر فضیلت نہیں دیتے تھے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ خلفاء ثلاثہ کے بعد افضل علیؓ ہیں پھر باقی ستہ عشرہ بعد ازاں اہل بدر اہل احد الی آخرہ۔ حضرت ابن عمرؓ نے دراصل شیوخ صحابہ کو شمار کیا جن سے آپ مشورہ کیا کرتے تھے حضرت علیؓ اس وقت حدیث السن یعنی نوخیز تھے۔ ان کی فضیلت تو حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد ظاہر ہوئی۔ ورنہ ابن عمرؓ ہوں یا کوئی دوسرے صحابی ان کی فضیلت کا کوئی منکر نہیں ہے۔

حدیث (۳۴۳۲) حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ الخ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ مُوْهِبٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ مِصْرَ حَجَّ الْبَيْتَ فَرَاٰى قَوْمًا جُلُوْسًا فَقَالَ مَنْ هٰؤُلَآءِ الْقَوْمُ قَالُوْا هٰؤُلَآءِ قُرَيْشٌ قَالَ فَمَنِ الشَّيْخُ فِيْهِمْ قَالُوْا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَؓ قَالَ يَا ابْنَ عُمَرَؓ اِنِّيْ سَآئِلُكَ عَنْ شَيْءٍ فَحَدِّثْنِيْ هَلْ تَعْلَمُ اَنَّ عُثْمَانَؓ فَرَّ يَوْمَ اُحُدٍ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ وَّلَمْ يَشْهَدْ قَالَ نَعَمْ قَالَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ اللهُ اَكْبَرُ قَالَ ابْنُ عُمَرَؓ تَعَالَ اُبَيِّنْ لَكَ. اَمَّا فِرَارُهٗ يَوْمَ اُحُدٍ فَاَشْهَدُ اَنَّ اللهَ عَفَا عَنْهُ وَغَفَرَ لَهٗ وَاَمَّا تَغَيُّبُهٗ عَنْ بَدْرٍ فَاِنَّهٗ كَانَتْ تَحْتَهٗ بِنْتُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيْضَةً فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لَكَ اَجْرَ رَجُلٍ مِّمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهٗ وَاَمَّا تَغَيُّبُهٗ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَوْ كَانَ اَحَدٌ اَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَؓ لَبَعَثَهٗ مَكَانَهٗ فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَؓ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَاذَهَبَ عُثْمَانُؓ اِلٰى مَكَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى هٰذِهٖ يَدُ عُثْمَانَ فَضَرَبَ بِهَا عَلٰى يَدِهٖ فَقَالَ هٰذِهٖ لِعُثْمَانَؓ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَؓ اذْهَبْ بِهَا الْاٰنَ مَعَكَ.

ترجمہ۔ حضرت عثمان بن موہبؒ فرماتے ہیں کہ مصروالوں کا ایک آدمی آیا اس نے بیت اللہ کا حج ادا کیا۔ کچھ لوگوں کا مجمع بیٹھا دیکھا تو پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ لوگوں نے کہا یہ قریش ہیں۔ پوچھا یہ شیخ کون ہیں۔ انہوں نے بتلایا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہیں۔ تو کہنے لگے اے ابن عمرؓ! میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھتا ہوں مجھے صحیح صحیح بتلاؤ کیا آپ کو علم ہے کہ حضرت عثمانؓ احد کی لڑائی سے بھاگ گئے تھے۔ انہوں نے فرمایا ہاں! کہنے لگا یہ بھی آپ کو علم ہے کہ وہ بدر کی لڑائی سے بھی غائب رہے اور اس میں حاضر نہیں ہوئے۔ انہوں نے ہاں میں جواب دیا۔ پھر وہ بولا کہ وہ بیعت رضوان سے بھی غائب رہے۔ اور حاضر نہیں ہوئے اس کا بھی ہاں میں جواب دیا تو وہ اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر اپنی کامیابی کا اظہار کر رہا تھا۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا آؤ اب میں ان کی وجہ بیان کرتا ہوں ان کا غزوہ احد سے بھاگنا واقعی غلطی ہے مگر میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں معاف کر چکے ہیں اور ان کی بخشش بھی کر دی ہے۔ اب کون ان پر اعتراض کرنے والا ہے۔ رہ گیا بدر کی لڑائی سے غائب رہنا سو اس کی وجہ یہ ہوئی کہ بی بی رقیہ بنت رسول اللہ ان کے نکاح میں تھیں۔ وہ بیمار تھیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان کی تیمارداری میں رہو تمہیں اس شخص کا ثواب ملے گا جو بدر میں حاضر ہوا اور انہیں حصہ بھی غنیمت سے ملا۔ رہا بیعت الرضوان سے ان کا غیر حاضر رہنا تو سنو اگر وادیٔ

مکہ میں کوئی اور شخص حضرت عثمانؓ سے زیادہ عزت والا ہوتا تو ان کی بجائے اسے آپ بھیجتے۔ پس آپؐ نے حضرت عثمانؓ کو بھیجا۔ اور بیعت الرضوان تو آپؐ کے مکہ معظمہ چلے جانے کے بعد عمل میں آئی۔ مزید برآں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے۔ پھر اس کو اپنے بائیں ہاتھ پر مارا۔ پھر فرمایا کہ یہ عثمانؓ کی طرف سے بیعت ہوگئی۔ بعد ازاں ابن عمرؓ نے فرمایا اب ان جوابات کو اپنے ساتھ لئے پھرتے رہو۔ پروپیگنڈہ نہ کرو۔

تشریح از قاسمیؒ۔ سائل اہل مصر میں سے تھا جو ناصبی تھا جس نے حضرت عثمانؓ پر تین اعتراض کیے۔ جن کے جوابات حضرت ابن عمرؓ نے وافی کافی شافی دیئے۔ اور معافی کا اعلان لقد عفا اللہ عنہم سے سمجھے اور دوسرے جواب میں یہ بتلایا کہ وہ اگرچہ غائب تھے تو ان کو اخروی فائدہ حصول ثواب کا ہوا۔ دنیوی فائدہ کہ مال غنیمت میں سے حصہ ملا۔ تیسرے جواب کا خلاصہ یہ ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کو عثمانؓ کا ہاتھ قرار دے کر بیعت کی تو وہ ہاتھ تو خود حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے بڑھ کر ہوا۔ یہ فضیلت اور کسی کو حاصل نہیں ہوئی۔

حدیث (۳۴۳۳) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ اَنَّ اَنَسًاؓ حَدَّثَهُمْ قَالَ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُحُدًا وَّمَعَهُ اَبُوْبَكْرٍؓ وَعُمَرُؓ وَعُثْمَانُؓ فَرَجَفَ وَقَالَ اسْكُنْ اُحُدُ اَظُنُّهُ ضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ فَلَيْسَ عَلَيْكَ اِلَّا نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ نے حدیث بیان کی فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ پر چڑھے۔ آپؐ کے ہمراہ حضرت ابوبکرؓ عمرؓ اور عثمانؓ بھی تھے تو وہ پہاڑ تو کانپنے لگا خوشی کی وجہ سے۔ آپؐ نے فرمایا اواحد ساکن ہو جا۔ میرا گمان ہے کہ آپؐ نے اپنا پاؤں بھی اس پر مارا۔ فرمایا دیکھو تم پر نبی۔ صدیق۔ اور دو شہید ہیں۔ تمہیں تو باوقار رہنا چاہیے۔ ؎ بادہ نوشیدی و مست نہ گردی مردی (شعر از مرتب)

تو ترجمہ کے مطابق شہیدان کے لفظ سے ہوگی کیونکہ اس سے مراد حضرت عمرؓ اور عثمانؓ ہیں۔

بَابُ قِصَّةِ الْبَيْعَةِ وَالْاِتِّفَاقِ عَلٰى عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانَؓ
وَفِيْهِ مُقْتَلُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد بیعت کا قصہ اور عثمان بن عفانؓ پر اتفاق کرنا اور حضرت عمر بن الخطابؓ کی شہادت کیسے ہوئی۔

حدیث (۳۴۳۴) حَدَّثَنَا مُوْسَى ابْنُ اِسْمٰعِيْلَ الخ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ رَاَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِؓ قَبْلَ اَنْ يُّصَابَ بِاَيَّامٍ بِالْمَدِيْنَةِ وَقَفَ عَلٰى حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِؓ وَعُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ كَيْفَ فَعَلْتُمَا اَتَخَافَانِ اَنْ تَكُوْنَا قَدْ حَمَّلْتُمَا الْاَرْضَ مَالَا تُطِيْقُ قَالَا حَمَّلْنَاهَا اَمْرًا هِيَ لَهُ مُطِيْقَةٌ مَا فِيْهَا كَبِيْرُ فَضْلٍ قَالَ انْظُرَا اَنْ تَكُوْنَا حَمَّلْتُمَا الْاَرْضَ مَالَا تُطِيْقُ قَالَ قَالَا لَا فَقَالَ عُمَرُؓ لَئِنْ سَلَّمَنِيَ اللّٰهُ لَاَدَعَنَّ اَرَامِلَ اَهْلِ الْعِرَاقِ لَا يَحْتَجْنَ اِلٰى رَجُلٍ بَعْدِيْ اَبَدًا قَالَ فَمَا اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا رَابِعَةٌ حَتّٰى اُصِيْبَ قَالَ اِنِّيْ لَقَائِمٌ مَا بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ اِلَّا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍؓ غَدَاةَ اُصِيْبَ وَكَانَ اِذَا مَرَّ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ قَالَ اسْتَوُوْا حَتّٰى اِذَا لَمْ يَرَ فِيْهِنَّ خَلَلًا تَقَدَّمَ فَكَبَّرَ وَرُبَّمَا قَرَاَ سُوْرَةَ يُوْسُفَ اَوِ النَّحْلِ اَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ فِي الرَّكْعَةِ

الْأُولَى حَتَّى يَجْتَمِعَ النَّاسُ فَمَا هُوَ إِلَّا أَنْ كَبَّرَ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ قَتَلَنِي أَوْ أَكَلَنِي الْكَلْبُ حِينَ طَعَنَهُ
فَطَارَ الْعِلْجُ بِسِكِّينٍ ذَاتِ طَرَفَيْنِ لَا يَمُرُّ عَلَى أَحَدٍ يَمِينًا وَشِمَالًا إِلَّا طَعَنَهُ حَتَّى طَعَنَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا
مَاتَ مِنْهُمْ سَبْعَةٌ فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ طَرَحَ عَلَيْهِ بُرْنُسًا فَلَمَّا ظَنَّ الْعِلْجُ أَنَّهُ مَأْخُوذٌ
نَحَرَ نَفْسَهُ وَتَنَاوَلَ عُمَرُؓ يَدَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍؓ فَقَدَّمَهُ فَمَنْ يَلِي عُمَرَؓ فَقَدْ رَأَى الَّذِي أَرَى وَأَمَّا
نَوَاحِي الْمَسْجِدِ فَإِنَّهُمْ لَا يَدْرُونَ غَيْرَ أَنَّهُمْ قَدْ فَقَدُوا صَوْتَ عُمَرَؓ وَهُمْ يَقُولُونَ سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَانَ
اللّٰهِ فَصَلَّى بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ صَلَاةً خَفِيفَةً فَلَمَّا انْصَرَفُوا قَالَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍؓ انْظُرْ مَنْ قَتَلَنِي فَجَالَ
سَاعَةً ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ غُلَامُ الْمُغِيرَةِ قَالَ الصَّنَعُ قَالَ نَعَمْ قَالَ قَاتَلَهُ اللّٰهُ لَقَدْ أَمَرْتُ بِهِ مَعْرُوفًا الْحَمْدُ
لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَجْعَلْ مَنِيَّتِي بِيَدِ رَجُلٍ يَدَّعِي الْإِسْلَامَ قَدْ كُنْتَ أَنْتَ وَأَبُوكَ تُحِبَّانِ أَنْ تَكْثُرَ الْعُلُوجُ
بِالْمَدِينَةِ وَكَانَ أَكْثَرَهُمْ رَقِيقًا فَقَالَ إِنْ شِئْتَ فَعَلْتُ أَيْ إِنْ شِئْتَ قَتَلْنَا قَالَ كَذَبْتَ بَعْدَ مَا تَكَلَّمُوا
بِلِسَانِكُمْ وَصَلَّوْا قِبْلَتَكُمْ وَحَجُّوا حَجَّكُمْ فَاحْتُمِلَ إِلَى بَيْتِهِ فَانْطَلَقْنَا مَعَهُ وَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ تُصِبْهُمْ
مُصِيبَةٌ قَبْلَ يَوْمَئِذٍ فَقَائِلٌ يَقُولُ لَا بَأْسَ وَقَائِلٌ يَقُولُ أَخَافُ عَلَيْهِ فَأُتِيَ بِنَبِيذٍ فَشَرِبَهُ فَخَرَجَ مِنْ جَوْفِهِ
ثُمَّ أُتِيَ بِلَبَنٍ فَشَرِبَهُ فَخَرَجَ مِنْ جُرْحِهِ فَعَلِمُوا أَنَّهُ مَيِّتٌ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ وَجَاءَ النَّاسُ يُثْنُونَ عَلَيْهِ وَجَاءَ
رَجُلٌ شَابٌّ فَقَالَ أَبْشِرْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بِبُشْرَى اللّٰهِ لَكَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَقِدَمٍ فِي الْإِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ ثُمَّ وَلِيتَ فَعَدَلْتَ ثُمَّ شَهَادَةٌ قَالَ وَدِدْتُ أَنَّ ذَلِكَ كَفَافًا
لَا عَلَيَّ وَلَا لِي فَلَمَّا أَدْبَرَ إِذَا إِزَارُهُ يَمَسُّ الْأَرْضَ قَالَ رُدُّوا عَلَيَّ الْغُلَامَ قَالَ ابْنَ أَخِي ارْفَعْ ثَوْبَكَ
فَإِنَّهُ أَبْقَى لِثَوْبِكَ وَأَتْقَى لِرَبِّكَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَؓ انْظُرْ مَا عَلَيَّ مِنَ الدَّيْنِ فَحَسَبُوهُ فَوَجَدُوهُ
سِتَّةً وَثَمَانِينَ أَلْفًا أَوْ نَحْوَهُ قَالَ إِنْ وَفَى لَهُ مَالُ آلِ عُمَرَؓ فَأَدِّهِ مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَإِلَّا فَسَلْ فِي بَنِي عَدِيِّ
بْنِ كَعْبٍ فَإِنْ لَمْ تَفِ أَمْوَالُهُمْ فَسَلْ فِي قُرَيْشٍ وَلَا تَعْدُهُمْ إِلَى غَيْرِهِمْ فَأَدِّ عَنِّي هٰذَا الْمَالَ انْطَلِقْ
إِلَى عَائِشَةَؓ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ فَقُلْ يَقْرَأُ عَلَيْكِ عُمَرُ السَّلَامَ وَلَا تَقُلْ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فَإِنِّي لَسْتُ الْيَوْمَ
لِلْمُؤْمِنِينَ أَمِيرًا وَقُلْ يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِؓ أَنْ يُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيْهِ فَسَلَّمَ وَاسْتَأْذَنَ ثُمَّ دَخَلَ
عَلَيْهَا فَوَجَدَهَا قَاعِدَةً تَبْكِي فَقَالَ يَقْرَأُ عَلَيْكِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ السَّلَامَ وَيَسْتَأْذِنُ أَنْ يُدْفَنَ مَعَ
صَاحِبَيْهِ فَقَالَتْ كُنْتُ أُرِيدُهُ لِنَفْسِي وَلَأُوثِرَنَّ بِهِ الْيَوْمَ عَلَى نَفْسِي فَلَمَّا أَقْبَلَ قِيلَ هٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ
عُمَرَؓ قَدْ جَاءَ قَالَ ارْفَعُونِي فَأَسْنَدَهُ رَجُلٌ إِلَيْهِ فَقَالَ مَا لَدَيْكَ قَالَ الَّذِي تُحِبُّ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ
أَذِنَتْ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ مَا كَانَ مِنْ شَيْءٍ أَهَمَّ إِلَيَّ مِنْ ذَلِكَ فَإِذَا أَنَا قَضَيْتُ فَاحْمِلُونِي ثُمَّ سَلِّمْ فَقُلْ
يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِؓ فَإِذَا أَذِنَتْ فَأَدْخِلُونِي وَإِنْ رَدَّتْنِي رُدُّونِي إِلَى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِينَ وَجَاءَ

ت أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حَفْصَةُ وَالنِّسَاءُ تَسِيرُ مَعَهَا فَلَمَّا رَأَيْنَاهَا قُمْنَا فَوَلَجَتْ عَلَيْهِ فَبَكَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً وَاسْتَأْذَنَ الرِّجَالُ فَوَلَجَتْ دَاخِلًا لَهُمْ فَسَمِعْنَا بُكَاءَهَا مِنَ الدَّاخِلِ فَقَالُوا أَوْصِ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اسْتَخْلِفْ قَالَ مَا أَجِدُ أَحَقَّ بِهَذَا الْأَمْرِ مِنْ هَؤُلَاءِ النَّفَرِ أَوِ الرَّهْطِ الَّذِينَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ فَسَمَّى عَلِيًّا وَعُثْمَانَ وَالزُّبَيْرَ وَطَلْحَةَ وَسَعْدًا وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ وَقَالَ يَشْهَدُكُمْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ وَلَيْسَ لَهُ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ كَهَيْئَةِ التَّعْزِيَةِ لَهُ فَإِنْ أَصَابَتِ الْإِمْرَةُ سَعْدًا فَهُوَ ذَاكَ وَإِلَّا فَلْيَسْتَعِنْ بِهِ أَيُّكُمْ مَا أُمِّرَ فَإِنِّي لَمْ أَعْزِلْهُ عَنْ عَجْزٍ وَلَا خِيَانَةٍ وَقَالَ أُوصِي الْخَلِيفَةَ مِنْ بَعْدِي بِالْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ أَنْ يَعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ وَيَحْفَظَ لَهُمْ حُرْمَتَهُمْ وَأُوصِيهِ بِالْأَنْصَارِ خَيْرًا الَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ أَنْ يُقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَأَنْ يُعْفَى عَنْ مُسِيئِهِمْ وَأُوصِيهِ بِأَهْلِ الْأَمْصَارِ خَيْرًا فَإِنَّهُمْ رِدْءُ الْإِسْلَامِ وَجُبَاةُ الْمَالِ وَغَيْظُ الْعَدُوِّ وَأَنْ لَا يُؤْخَذَ مِنْهُمْ إِلَّا فَضْلُهُمْ عَنْ رِضَاهُمْ وَأُوصِيهِ بِالْأَعْرَابِ خَيْرًا فَإِنَّهُمْ أَصْلُ الْعَرَبِ وَمَادَّةُ الْإِسْلَامِ أَنْ يُؤْخَذَ مِنْ حَوَاشِي أَمْوَالِهِمْ وَتُرَدَّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ وَأُوصِيهِ بِذِمَّةِ اللَّهِ وَذِمَّةِ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُوفَى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَأَنْ يُقَاتَلَ مِنْ وَرَائِهِمْ وَلَا يُكَلَّفُوا إِلَّا طَاقَتَهُمْ فَلَمَّا قُبِضَ خَرَجْنَا بِهِ فَانْطَلَقْنَا نَمْشِي فَسَلَّمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَتْ أَدْخِلُوهُ فَأُدْخِلَ فَوُضِعَ هُنَالِكَ مَعَ صَاحِبَيْهِ فَلَمَّا فُرِغَ مِنْ دَفْنِهِ اجْتَمَعَ هَؤُلَاءِ الرَّهْطُ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ اجْعَلُوا أَمْرَكُمْ إِلَى ثَلَاثَةٍ مِنْكُمْ فَقَالَ الزُّبَيْرُ قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِي إِلَى عَلِيٍّ فَقَالَ طَلْحَةُ قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِي إِلَى عُثْمَانَ وَقَالَ سَعْدٌ قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِي إِلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ أَيُّكُمَا تَبَرَّأَ مِنْ هَذَا الْأَمْرِ فَنَجْعَلُهُ إِلَيْهِ وَاللَّهُ عَلَيْهِ وَالْإِسْلَامُ لَيَنْظُرَنَّ أَفْضَلَهُمْ فِي نَفْسِهِ فَأُسْكِتَ الشَّيْخَانِ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ أَفَتَجْعَلُونَهُ إِلَيَّ وَاللَّهُ عَلَيَّ أَنْ لَا آلُوَ عَنْ أَفْضَلِكُمْ قَالَا نَعَمْ فَأَخَذَ بِيَدِ أَحَدِهِمَا فَقَالَ لَكَ قَرَابَةٌ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقَدَمُ فِي الْإِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ فَاللَّهُ عَلَيْكَ لَئِنْ أَمَّرْتُكَ لَتَعْدِلَنَّ وَلَئِنْ أَمَّرْتُ عُثْمَانَ لَتَسْمَعَنَّ وَلَتُطِيعَنَّ ثُمَّ خَلَا بِالْآخَرِ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ فَلَمَّا أَخَذَ الْمِيثَاقَ قَالَ ارْفَعْ يَدَكَ يَا عُثْمَانُ فَبَايَعَهُ فَبَايَعَ لَهُ عَلِيٌّ وَوَلَجَ أَهْلُ الدَّارِ فَبَايَعُوهُ.

ترجمہ۔ حضرت عمرو بن میمونؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن الخطابؓ کو مدینہ منورہ میں شہادت سے پہلے چند دن دیکھا کہ وہ حضرت حذیفہ بن الیمانؓ اور عثمان بن حنیفؓ کے پاس جا کر ٹھہرے اور ان سے پوچھا کہ تم کو جو میں نے اہل عراق کی طرف محصل بنا کر بھیجا تو تم نے وہاں کیسے عمل کیا اجمالی طور پر پوچھا کہ تم نے زمین کی برداشت سے زیادہ محصول تو نہیں لگایا جس کی زمین میں صلاحیت نہ ہو۔ تو ان دونوں نے جواب دیا کہ ہم نے زمین کی برداشت اور صلاحیت کے مطابق محصول لگایا اس میں کوئی بڑی زیادتی نہیں ہوئی۔ آپ نے فرمایا پھر بھی دوبارہ غور کرلو

کہ کہیں تم نے زمین کی برداشت سے زیادہ محصول تو نہیں لگایا ان دونوں نے کہا ہم غور و فکر کے بعد کہہ رہے ہیں کہ ایسا نہیں ہوا کہ برداشت سے باہر ہو۔ پس حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے صحیح وسالم رکھا تو میں عراق والوں کے فقراء اور مساکین کو اس حال میں چھوڑ دوں گا کہ وہ میرے بعد کبھی کسی کے محتاج نہیں رہیں گے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد مشکل سے چار دن گزرے ہوں گے کہ وہ شہید کر دیئے گئے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں صبح کی نماز کی صف میں کھڑا تھا کہ میرے اور حضرت عمرؓ کے درمیان صرف ابن عباسؓ کا فاصلہ تھا جس دن آپ پر مصیبت آئی۔ اور حضرت عمرؓ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب نماز کی دو صفوں کے درمیان سے گزرتے تھے تو انہیں فرماتے تھے ٹھیک ٹھیک برابر کھڑے ہو جاؤ یہاں تک جب انہیں صفوں کے اندر کوئی خرابی نظر نہ آئی تو آگے بڑھے تکبیر کہہ کر نماز شروع کر دی بسا اوقات وہ سورۂ یوسف یا سورۂ نحل یا اس قسم کی کوئی سورۃ صبح کی پہلی رکعت میں پڑھتے تھے تا کہ لوگ جماعت میں شامل ہو سکیں۔ پس عادت کے مطابق انہوں نے تکبیر کہی تھی کہ میں نے انہیں کہتے سنا کہ مجھے کسی کتے نے قتل کر دیا۔ یا کھا لیا جب کہ وہ زخمی ہو گئے دو دھاری خنجر لے کر وہ کافر فلام اڑ پڑا۔ یعنی جلدی کی دائیں بائیں جس مسلمان کے پاس سے اس کا گزر ہوا اسے اس نے زخمی کر دیا یہاں تک کہ تیرہ آدمی زخمی ہو گئے جس میں سے سات نے تو دم توڑ دیا مسلمانوں میں سے کسی آدمی نے جب یہ ماجرہ دیکھا تو اس نے اپنی لمبی چادر اس پر ڈال دی جب اس عجمی غلام کو یقین ہو گیا کہ وہ پکڑا گیا ہے تو اس نے اپنے سینہ میں چھرا مار کر خودکشی کر لی حضرت عمرؓ نے زخمی حالت میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کا ہاتھ پکڑا پس اسے آگے کر دیا۔ جو لوگ حضرت عمرؓ کے آس پاس کھڑے تھے انہوں نے یہ سب ماجرہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ لیکن جو لوگ مسجد کے کناروں میں کھڑے تھے ان کو اور تو کچھ معلوم نہ ہو سکا سوائے اس کے انہیں حضرت عمرؓ کی آواز سنائی دی وہ کہہ رہے تھے سبحان اللہ سبحان اللہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے ان کو ہلکی پھلکی نماز پڑھائی جب نماز سے فارغ ہو کر پھرے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا اے ابن عباسؓ دیکھو! مجھے کس نے قتل کیا۔ وہ کچھ وقت گھوم پھر کر واپس آئے کہ حضرت مغیرہؓ کے غلام نے قتل کیا ہے۔ فرمایا وہ کاریگر۔ انہوں نے بتلایا کہ ہاں وہی۔ فرمایا اللہ اسے مارے میں نے تو اسے ایک اچھی بات کا حکم دیا تھا پس اللہ کا شکر ہے کہ میری موت کسی ایسے شخص کے ہاتھ سے نہیں ہوئی جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہو فرمایا اے ابن عباس تو اور تیرا باپ عباسؓ چاہتے تھے کہ ایسے عجمی غلاموں کی مدینہ میں کثرت ہونی چاہیے اور حضرت عباسؓ کے بہت سے غلام تھے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا اگر آپ چاہیں تو ہم ان غلاموں کو قتل کر دیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا تو نے ٹھیک نہیں کیا۔ بعد اس کے کہ وہ تمہاری زبان عربی میں کلام کرتے ہیں یا تمہارے جیسا کلمہ پڑھتے ہیں۔ تمہارے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ اور تمہارے حج جیسے احکام حج ادا کرتے ہیں۔ مقصد یہ تھا کہ مسلمان عجمیوں کو تو کسی طرح قتل کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اور ابن عباسؓ کا منشاء یہ تھا کہ کافر عجمی کو قتل کر دیا جائے بہرحال حضرت عمرؓ کو اٹھا کر ان کے گھر لایا گیا۔ ہم لوگ بھی ان کے ساتھ جلوس میں چلے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ لوگوں کو اس سے پہلے آج کے دن جیسی مصیبت نہیں پہنچی۔ بعض لوگ کہہ رہے تھے میاں کوئی فکر کی بات نہیں ہے ٹھیک ہو جائیں گے۔ کچھ کہتے تھے کہ ہمیں تو ان میں موت کا خطرہ ہے۔ خیر! آپ کے لئے جوس لایا گیا جسے آپ نے پیا لیکن وہ تو ان کے اندر سے ہو کر باہر نکل آیا پھر دودھ لایا گیا وہ پلایا گیا تو وہ بھی ان کے پیٹ سے باہر نکل آیا۔ لوگوں نے پہچان لیا کہ اب نہیں بچ سکتے ان کی وفات ہو جائے گی۔ ہم لوگ بھی آپ کے پاس گئے اور دوسرے لوگ بھی آئے جو ان کی مدح وثنا بیان کرنے لگے ایک نوجوان آیا کہنے لگا امیر المؤمنین! آپ کو اللہ کی بشارت پر خوش ہونا چاہیے کیونکہ آپ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل رہی۔ اور جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ آپ قدیم الاسلام ہیں۔ پھر آپ والی بنائے گئے۔ تو آپ نے عدل وانصاف قائم کر دیا پھر آخر میں آپ کو یہ شہادت کا درجہ نصیب ہوا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے تو یہ بھی پسند ہے کہ یہ سب کچھ میرے لئے پورا سورا ہو جائے کہ نہ میرے خلاف پڑے اور نہ میرے حق میں پڑے۔ پس

جب وہ نوجوان پیٹھ پھیر کر چلا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کی چادر یعنی لنگی نیچے لٹک کر زمین کو چھو رہی ہے۔ حکم دیا کہ اس نوجوان کو میرے پاس واپس بلا لو جب وہ آیا تو اس سے فرمایا اے میرے بھتیجے! اپنے کپڑے کو زمین سے اونچا رکھو کیونکہ یہ تیرے کپڑے کے لئے زیادہ پاکیزگی کا باعث ہوگا۔ اور تیرے لئے رب کی پرہیزگاری کا ذریعہ ہوگا۔ اے عبداللہ بن عمرؓ دیکھو میرے اوپر کتنا قرضہ ہے۔ جس کا انہوں نے حساب لگایا تو وہ چھیاسی ۸۶ ہزار یا اس کے لگ بھگ تھا۔ فرمایا اگر حضرت عمرؓ کے اور اس کے اہل وعیال کے مال سے پورا ہو جائے تو ان کے مال سے ادا کر دینا ورنہ اگر پورا نہ ہو تو پھر میرا قبیلہ بنی عدی بن کعب سے مانگ لینا۔ اگر ان کے اموال سے بھی پورا نہ ہو تو پھر قریش سے مانگنا۔ ان کے علاوہ اور کسی کے پاس نہ جانا بہر حال میری طرف سے یہ مال ادا کر دینا پھر فرمایا کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ کے پاس جانا ان سے کہنا کہ حضرت عمرؓ سلام پڑھتے ہیں۔ یاد رکھنا امیر المؤمنین نہ کہنا کیونکہ میں آج سے مؤمنوں کا امیر نہیں رہا۔ اور ان سے کہنا کہ عمر بن الخطابؓ اجازت طلب کرتے ہیں کہ انہیں ان کے دونوں ساتھیوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ دفن کیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے سلام کیا اندر جانے کی اجازت طلب کی۔ ان کے پاس گئے تو دیکھا کہ بیٹھی رو رہی ہیں تو یہ بولے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ آپ پر سلام پڑھتے ہیں اور اپنے صاحبین کے ساتھ دفن ہونے کی آپ سے اجازت مانگتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا اس جگہ کا ارادہ تو میرا اپنا تھا لیکن آج میں حضرت عمرؓ کو اپنے اوپر ترجیح دیتی ہوں پس جب وہ واپس آئے تو حضرت عمرؓ کو بتلایا گیا کہ عبداللہ بن عمرؓ آ گئے ہیں آپ نے فرمایا مجھے اونچا اٹھا کر بٹھا دو تو ایک آدمی نے اپنے سہارے پر بٹھا دیا پوچھا کیا خبر ہے فرمایا اے امیر المؤمنین! جو آپ چاہتے تھے وہی ہوا کہ انہوں نے اجازت دے دی ہے۔ فرمایا الحمد للہ! مجھے اس کی زیادہ فکر تھی کہ جس وقت میری روح پرواز کر جائے تو پھر مجھے اٹھا کر لے جانا پھر سلام کہنا پھر کہنا کہ عمر بن الخطابؓ اجازت طلب کرتا ہے۔ اگر اجازت میرے لئے دوبارہ ہو جائے تو پھر مجھے ان کے ہمراہ قبر میں داخل کر دینا اگر وہ مجھے رد کر دیں تو پھر مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا۔ حضرت ام المؤمنین ان کی بیٹی حفصہؓ تشریف لائیں تو ان کے ہمراہ اور عورتیں بھی چل رہی تھیں جب ہم نے ان کو دیکھا تو اٹھ کھڑے ہوئے تو حضرت حفصہؓ حضرت عمرؓ پر لوٹ پڑیں۔ اور کچھ عرصہ ان کے پاس روتی رہیں اور مردوں نے اجازت مانگی تو آپ ان مردوں کی خاطر جلدی اندر گھس گئیں۔ اندر سے ہم نے ان کے رونے کی آواز سنی تو لوگوں نے حضرت عمرؓ سے آ کر کہا کہ اے امیر المؤمنین! خلیفہ بنانے کے بارے میں وصیت فرمائیں۔ فرمایا اس خلافت کے معاملہ کے لئے میں ان چھ حضرات سے زیادہ کسی کو حقدار نہیں سمجھتا یا فرمایا یہ وہ لوگ ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے وقت تک ان سے راضی ہو کر گئے۔ پھر ان چھ حضرات کی کمیٹی کے نام گنوائے۔ حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ حضرت زبیرؓ۔ حضرت طلحہؓ۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ۔ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ۔ فرمایا حضرت عبداللہ بن عمرؓ تمہاری اس مجلس میں بطور تسلی اور عزاداری کے وہ حاضر تو ہو سکتے ہیں لیکن خلافت میں سے کسی چیز کے حقدار نہیں ہیں اگر امارت حضرت سعدؓ کے حصہ میں آ جائے تو وہ اس کے لائق ہیں ورنہ جو شخص بھی امیر بنایا جائے وہ ان سے مدد لے سکتا ہے۔ کیونکہ میں نے ان کو کسی بے بسی یا خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا۔ صرف کوفہ والوں کی شکایت پر معزول کیا تھا۔ اور فرمایا اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ مہاجرین اولین کا بطور خاص خیال رکھے۔ ان کے حقوق کی رعایت کرے اور ان کی عزت واحترام کی حفاظت کرے اور انصار کے بارے میں خیر کی وصیت کرتا ہوں۔ جنہوں نے مسلمانوں کو مکانوں کی سہولت بہم پہنچائی کیونکہ وہ ہجرت سے پہلے مدینہ میں مقیم تھے۔ اور ان مہاجرین سے پہلے انہوں نے ایمان کو لازم پکڑا ان کی بھلائیوں کو قبول کیا جائے۔ اور ان کی برائیوں سے درگزر کیا جائے۔ البتہ حدود اور حقوق العباد میں پکڑے جا سکتے ہیں۔ اور شہری آبادی کے لئے بھی خیر کی وصیت کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ لوگ اسلام کے مددگار ہیں۔ اور مال جمع کرنے والے ہیں اور دشمنوں کیلئے غیظ وغضب کا باعث ہیں۔ ان شہر والوں سے ان کی رضامندی کے ساتھ ہی ان سے بچت کا

چندہ لیا جائے اور دیہاتیوں کے متعلق بھی خیر و بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔ کیونکہ اصل عرب یہی لوگ ہیں اور اپنے لشکر اور مال سے تقویت پہنچانے والے ہیں۔ گویا کہ یہ لوگ اسلام کا مواد ہیں۔ ان کے اموال ظاہرہ پر ان سے لیا جائے۔ اور پھر انہی کے فقراء اور مساکین پر اس کو خرچ کیا جائے۔ اور اس خلیفہ کو اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری نبھانے کی بھی وصیت کرتا ہوں کہ ذمی اور معاہد لوگوں سے ان کے عہد و پیمان کو پورا کیا جائے اور ان کی جان و مال و آبرو کی حفاظت کے لئے لڑائی تک کرنے سے گریز نہ کرے۔ اور جزیہ لینے میں ان کی طاقت سے زیادہ ان کو تکلیف نہ دی جائے۔ پس جب حضرت عمرؓ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی تو ہم ان کے جنازہ کو لے کر باہر نکلے ہم آہستہ آہستہ چل رہے تھے۔ پس حسب وصیت حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت عائشہؓ پر سلام کیا۔ اور کہا کہ حضرت عمر بن الخطابؓ دوبارہ اجازت طلب کرتے ہیں۔ فرمایا ان کو روضہ میں داخل کر دو۔ پس ان کو حجرۂ عائشہؓ میں داخل کیا گیا اور انہیں اس جگہ اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ رکھ دیا گیا پس جب ان کے دفن سے فراغت ہوئی تو یہ کمیٹی کے حضرات جمع ہوئے جن کے کنوینر حضرت عبدالرحمٰنؓ نے فرمایا کہ بھائی اختلاف سے بچنے کے لئے تم لوگ اپنا اختیار تین آدمیوں کو دے دو۔ تو حضرت زبیرؓ نے فرمایا کہ میں نے تو اپنا ووٹ (اختیار) حضرت علیؓ کو دے دیا۔ حضرت طلحہؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنا اختیار حضرت عثمانؓ کے سپرد کر دیا۔ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنا اختیار حضرت عبدالرحمٰن عوفؓ کو دے دیا پھر حضرت عبدالرحمٰنؓ نے فرمایا کہ اب تم دو میں سے کون اپنے آپ کو اس خلافت کے معاملہ سے بیزار کرتا ہے۔ تاکہ پھر ہم اس کے متعلق سوچ سکیں اللہ اس پر نگہبان ہو۔ اور قدیم اسلام کا لحاظ کرتے ہوئے دیکھے کہ اس کے اعتقاد کے مطابق ان میں سے افضل کون ہے پس شیخان یعنی حضرت عثمانؓ اور علیؓ تو خاموش کرا دیئے گئے یا وہ خود خاموش رہے تو حضرت عبدالرحمٰنؓ نے فرمایا کہ پھر اس کا اختیار مجھے دے دو۔ اللہ نگہبان ہے۔ کہ میں تمہارے میں سے افضل کے بارے میں کوتاہی نہیں کروں گا۔ چنانچہ ان حضرات نے ہاں کہہ کر جواب دیا تو حضرت عبدالرحمٰنؓ نے ان دو میں سے ایک یعنی حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ آپ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت و رشتہ داری بھی ہے۔ اور اسلام میں بھی آپ قدیم ہیں۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں۔ پس اللہ کو گواہ بنا کر تاؤ کہ اگر میں نے آپ کو امیر بنا دیا تو کیا آپ عدل و انصاف قائم کریں گے اور اگر میں نے عثمانؓ کو امیر بنا دیا تو کیا آپ ان کا کہنا سنیں گے اور ان کی اطاعت کریں گے۔ پھر دوسرے کو الگ لے جا کر اس طرح گفتگو ان سے بھی کی۔ جب ان میں سے ہر ایک سے عہد پیمان لے لیا تو فرمایا اے عثمانؓ اپنا ہاتھ اونچا کرو پس حضرت عبدالرحمٰنؓ نے ان کی بیعت کی پھر علیؓ نے بھی ان کی بیعت کی اور مدینہ والے ٹوٹ پڑے اور ان سب نے حضرت عثمانؓ کی بیعت کی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ ما بینی وبینه الا عبدالله بن عباسؓ یعنی میں دوسری صف میں تھا۔ اور عبداللہ بن عباس پہلی صف میں تھے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ عمرو بن میمون کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اس وقت تک تکبیر نہیں کہتے تھے جبتک پہلی صف کو خود نہ دیکھ لیتے۔ اگر کوئی شخص پہلی صف میں آگے پیچھے ہوتا تو اسے درہ مارتے تھے۔ اس لئے ان کی ہیبت کی وجہ سے میں صف اول میں نہ کھڑا ہوتا تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ تناول عمر ید عبدالرحمن ظاہر روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن نے اسی نماز کو مکمل کیا نئے سرے سے نماز شروع نہیں کی تو پھر تقدیم اور استخلاف سے پہلے جو حضرت عمرؓ نے کلام فرمایا اس سے اعتراض ہوگا کہ یہ نماز میں کیسے صحیح ہوا۔ جواب یہ ہے کہ یہ راویوں کا تصرف ہے یا کلام کرنے سے پہلے انہوں نے حضرت عبدالرحمٰنؓ کو خلیفہ بنا لیا۔ اور یہ جواب نہیں دیا جا سکتا کہ انہوں نے نئے سرے سے نماز شروع کی اور پہلی نماز پر بنا نہیں کی۔ کیونکہ اس صورت میں مقتدیوں کی نماز کا فساد لازم آئے گا۔ جنہوں نے اپنی نماز کا استیناف نہیں کیا بلکہ پہلی تحریمہ پر باقی رہے لہذا پہلے دو جواب صحیح ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ شیخ گنگوہیؒ نے اپنی دقت نظر اور جزئیات فقہیہ کو سامنے رکھتے ہوئے کیا باریک توجیہ بیان کی ہے شراح بخاری

میں سے کسی نے اس کو بیان نہیں کیا۔اور یہ مسئلہ خود احناف کے ہاں بھی اختلافی ہے۔چنانچہ صاحب البدائع فرماتے ہیں کہ نماز کی حالت میں اگر کسی کو بندوق کی گولی لگے یا کوئی پتھر مار کر نمازی کو زخمی کردے۔سر پھوڑ دے۔تو طرفین فرماتے ہیں بناء جائز نہیں رہی۔امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ بنا کر سکتا ہے۔ان کا استدلال حضرت عمرؓ کے اس حادثہ فاجعہ سے ہے۔کیونکہ یہ حدث بے اختیار ہوا جو حدث سماوی کی طرح ہوگا۔اور خود بخود خون کا نکلنا ہوگا۔کسی نے بہایا نہیں تو یہ نکسیر کے مشابہ ہوگا۔طرفین فرماتے ہیں یہ حدث سماوی نہیں۔اس کے وقوع میں عباد کا دخل ہے۔اور ایسا حدث فی الصلوۃ نادر الوقوع ہوتا ہے۔لہذا محض قیاس پر عمل کیا جائے گا۔حدیث عمرؓ کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ یہ استخلاف نماز شروع کرنے سے پہلے تھا۔ چنانچہ روایت میں ہے کہ قتلنی الکلب من یصلی بالناس ثم قال تقدم یا عبد الرحمن فرمایا مجھے کسی کتے نے قتل کردیا۔اب لوگوں کو کون نماز پڑھائے گا۔اے عبد الرحمٰن تم آگے بڑھو۔تو ایسا کلام بناء صلوۃ سے مانع نہیں ہے۔اور حاکمؒ نے نقل کیا ہے کہ نماز کو دوبارہ پڑھا گیا۔چنانچہ طبری نے روایت کیا ہے کہ صفیں سیدھی ہو چکی تھیں۔حضرت عمرؓ تکبیر کہہ کر نماز شروع کر چکے تھے کہ ابولولو آیا جس کے ہاتھ میں خنجر تھا۔اس نے اس کے چھ وار کیے۔ہتھیار کی حرارت محسوس کر کے حضرت عمرؓ گر پڑے تو حضرت عبد الرحمٰنؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا جنہوں نے مسلمانوں کو نماز پڑھائی۔ظاہر سیاق بخاری سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ استیناف نہیں ہوا۔اسی پر بناء کی گئی جس پر کسی نے نکیر نہیں کیا لہذا بناء صحیح ہوگی جس پر صحابہ کرامؓ کا اجماع ہو گیا بنا بریں نہ امام کی نماز فاسد ہوگی اور نہ مقتدیوں کی نماز فاسد ہوگی یہی سفیان ثوریؒ۔اوزاعیؒ اور امام شافعیؒ کا مسلک ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ وصلو اقبلعکم قاتل ابو لو لوا ابھی تک مجوسی تھا مگر ابن عباسؓ نے عجمی غلاموں میں سے مؤمنین اور کافرین سب کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی کیونکہ فتنہ کا خطرہ تھا ایسے موقعہ پر تعزیرا اور سیاسۃً قتل کرنا جائز ہوتا ہے اگر چہ جرم کوئی بھی نہ ہو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت مغیرہؓ کا غلام ابولولوا ابھی تک مجوسی تھا جیسا کہ حضرت عمرؓ کے قول سے ثابت ہے کہ شکر ہے کہ مجھے کسی مدعی اسلام نے قتل نہیں کیا۔اور واقعہ یہ ہے جو ابن سعد نے نقل کیا ہے۔کہ حضرت عمرؓ کسی کافر قیدی کو جو بالغ ہو مدینہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔یہاں تک کہ والی کوفہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے انہیں لکھا کہ میرے پاس ایک غلام ہے کہ جو لوہار نقاش اور بڑھئی کا کام جانتا ہے جس سے مدینہ والوں کو فائدہ پہنچے گا۔تو حضرت عمرؓ نے اس کے داخلہ کی اجازت دے دی۔لیکن اس پر ہر ماہ ایک سو درہم خراج مقرر کردیا جس کی شدت کی اس نے حضرت عمرؓ کو شکایت کی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا تو کاریگر آدمی ہے جو کئی ہنر جانتا ہے اس کے مقابلہ یہ خراج کچھ نہیں ہے۔وہ ناراض ہو کر واپس آیا۔پھر حضرت عمرؓ کے پاس سے اس کا گزر ہوا تو آپ نے فرمایا تو کہتا نہیں تھا کہ میں ایسی چکی تیار کروں گا جو ہوا سے چلے گی منہ بگاڑ کر کہنے لگا کہ میں ایسی چکی تیار کروں گا جس کا لوگوں میں چرچا ہوگا۔حضرت عمرؓ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ یہ مجھے دھمکی دے رہا ہے۔ استیعاب میں ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ ابولولو مجوسی تھا اور بعض کہتے ہیں کہ نصرانی تھا۔ابن عباسؓ کا قول ہے کہ وہ مجوسی تھا۔

قتل المؤمنین والکافرین جمیعا یہ توجیہ شراح کی توجیہ سے بہتر ہے۔

کلمت اہل الحجاز کے یہاں انعطاف کے معنی میں مستعمل ہے۔ان شئت فعلت معنی میں قتلنا ھم کے ہے۔تو شاید ابن عباسؓ کی مراد ان علوج میں سے کفار کو قتل کرنے کا ارادہ ہو۔حضرت عمرؓ نے مسلمان اور کافر سب کو قتل کرنے کا سمجھا اس لئے تعجب کا اظہار کیا کہ مسلمان کو کیسے قتل کیا جاسکتا ہے۔

تعزیر او سیاسة ابن عابدین نے اس کی تصریح کی ہے اور اسی سیاست پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اشارہ کو حمل کیا ہے۔کہ اگر شارب خمر چوتھی دفعہ شراب پیے تو اسے قتل کردیا جائے۔یہ تعزیرا اور سیاسۃً قتل ہوگا۔اور وہ چور جو کئی دفعہ پکڑا ہوا آیا تو آپ نے حکم دیا اسے قتل کردیا جائے تو یہ بھی سیاسۃً تھا۔

غیر جرم ابن عابدین نے کہا کہ کبھی تعزیر بغیر جرم کے ہوتی ہے۔ جیسے تعزیر مبنی و متہم یا جس سے فتنہ کا خوف ہو۔ تو اسے جلاوطن کیا جائے۔ جیسے حضرت عمرؓ نے نصر بن حجاج کو ملک بدر کیا تھا۔ اور بحر الرائق میں اس کے وجوب پر اجماع امت نقل کیا ہے جیسے ہر وہ معصیت جس میں حد مقرر نہیں ہے۔ جیسے نظر محرم. مس محرم اور خلوت محرمه.

وان ردتنی فرددنی دوسری مرتبہ اجازت اس لئے طلب کی کہ شاید پہلی مرتبہ انہوں نے شرم وحیاء کی وجہ سے اجازت دے دی ہو۔ رضا اور رغبت قلبی نہ ہو تو دوبارہ پوچھا جائے۔ کتاب الجنائز میں اس کی بحث گزر چکی ہے۔

ما اجد احق بهذا الامر الخ حضرت عمرؓ نے خلافت کا مسئلہ شوریٰ کے سپرد کر دیا حالانکہ انہیں علم تھا کہ خلیفہ میرے بعد عثمانؓ ہوں گے بلکہ ترتیب خلافت کا علم تھا تو یہ سب کچھ انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرتے ہوئے کیا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے بعد کوئی خلیفہ مقرر نہیں کیا تھا۔ اور تہمت دفع کرنے کے لئے ایسا کیا اور اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچنے کے لئے کمیٹی بنائی اور اس لئے بھی کہ اگر کوئی خلیفہ امور منکرہ کا مرتکب ہو تو ان پر اعتراض نہ ہو۔ تو شرعاً اور عرفاً اعتراض سے بچ گئے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ اس کی تائید حضرت عمرؓ کے اس قول سے ہوتی ہے جس میں ہے اکره ان اتحملها حياً وميتاً یعنی زندگی اور موت کے بعد میں خلافت کے بوجھ کو اٹھانا پسند نہیں کرتا اور ان چھ کی کمیٹی میں اس وقت حضرت طلحہؓ موجود نہیں تھے بعد میں کمیٹی کے اجلاس میں شامل رہے اور حضرت عمرؓ کے سامنے حضرت عثمانؓ اور علیؓ کے سوا کوئی نہیں بولا اور حضرت کو الگ الگ بلا کر نصیحت فرمائی اور حضرت عثمانؓ سے فرمایا کہ اگر حکومت تمہیں ملے تو بنو امیه اور بنو ابی معیط کو لوگوں کی گردنوں پر سوار نہ کرنا اور حضرت علیؓ سے فرمایا کہ بنو هاشم کے لوگوں کو گردنوں پر سوار نہ کرنا اور حضرت عبدالرحمٰنؓ سے فرمایا کہ تم بھی اپنے اقارب کو لوگوں کی گردنوں پر سوار نہ کرنا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ افتجعلونه الی چونکہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے بوجھ خلافت برداشت کرنے سے بیزاری کا اظہار کر دیا۔ اور حضرت عثمانؓ و علیؓ خاموش رہے تھے۔ اس لئے انہوں نے فرمایا کہ مجھے افضل کے نامزد کرنے کا اختیار دیا جائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ چنانچہ کتاب الاحکام میں آ رہا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے فرمایا کہ میں تو خلافت کے معاملہ میں تم سے نہیں جھگڑوں گا۔ لیکن اگر تم چاہو تو تم میں سے افضل کی نامزدگی کر دوں گا۔ اس لئے معاملہ ان کے سپرد کر دیا گیا۔ مولانا محمد حسن مکیؒ کی تقریر میں ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنے جواب میں فرمایا کہ میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور بعد ازاں اپنی رائے سے اجتہاد کر کے عمل کروں گا۔ حضرت عثمانؓ نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے بعد سیرة الشیخین کے مطابق فیصلہ کرنے کا کہا تو بدیں وجہ انہیں ترجیح دی گئی اور بعض روایات میں ہے کہ حضرت علیؓ کا یہ جواب حضرت عمرو بن العاصؓ کے مشورہ سے تھا۔ جس کو انہوں نے بعد میں خدعة سے تعبیر کیا کہ میرے سے دھوکہ ہوا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ فاخذ بيد احدهما وہ حضرت علیؓ تھے جن سے حضرت عبدالرحمٰنؓ نے پہلے گفتگو کی۔ وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کے وقت بھی وہ پیچھے رہے تھے۔ چھ ماہ بعد بیعت کی تھی۔ اب بھی خطرہ تھا کہ کہیں دوسری مرتبہ ایسا نہ کریں اس لئے پہلے ان سے پوچھا گیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ بعض کہتے ہیں کہ خود حضرت عبدالرحمٰنؓ کو حضرت علیؓ سے اپنی ذات پر خطرہ لاحق تھا۔ یا یہ کہ اگر کسی دوسرے کو خلیفہ بنایا گیا تو کہیں یہ سرکشی نہ کر دیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ ارفع يدك يا عثمان الخ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ حضرت علیؓ اور عثمانؓ دونوں سے الگ الگ بات کرتے تھے۔ تاکہ کسی کو دوسری کے جواب کا علم نہ ہو سکے۔ دوسری وجہ ترجیح عثمانؓ کی یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ حضرت عثمانؓ خلافت کے معاملہ سے

سخت کراہت رکھتے تھے۔اور حضرت علیؓ اس میں رغبت رکھتے تھے۔لیکن جب قتل عثمانؓ کے بعد ان کی نوبت آئی تو اس وقت وہ سخت کراہت کرنے والے تھے۔اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ امارت سے سخت کراہت کرنے والے پر جو بوجھ آپڑے تو ہمت کر کے نباہنا چاہئے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ چنانچہ خود حدیث باب کیف یبایع الامام الناس میں حدیث آرہی ہے اس کے آخری الفاظ ہیں قام علی من عنده وهو علی طمع حافظؒ فرماتے کہ طمع اس بات کی تھی کہ وہ انہیں والی بنائیں گے۔اور حضرت عثمانؓ کے بارے میں ایسا کوئی اشارہ نہیں ملتا تھا کیونکہ طبری میں ہے کہ مبایعت عثمانؓ کے بعد حضرت علیؓ نے فرمایا فصبر جميل والله المستعان اور مولانا محمد حسن مکیؒ کی تقریر میں ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت عباسؓ سے کہا تھا کہ ہم خلافت کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں پوچھتے۔بالفرض اگر آپؐ نے ہمیں روک دیا تو پھر کبھی ہمیں خلافت نہیں ملے گی۔اس لئے محرومی کے خوف سے میں آپؐ سے سوال نہیں کرتا۔حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں بھی متقاضی رہے تو اب بطریق اولیٰ متقاضی ہوں گے۔اور اللہ تعالیٰ سے انصاف کے طلب گار رہے اس لئے ان تین مرتبہ میں ان کو خلافت نہ ملی۔اور حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد جب ان کا تقاضا نہیں تھا بلکہ جبراً پکڑ کر ان کے ہاتھ پر بیعت کی تو اب چوتھی مرتبہ ان کے خلافت سپرد ہوئی۔چنانچہ کتب سیر میں ہے کہ قتل عثمانؓ کے بعد اپنے گھر چلے گئے۔دروازہ بند کر کے اندر بیٹھ گئے۔لوگوں نے دروازہ توڑ توڑ کر حضرت علیؓ سے مطالبہ کیا کہ حضرت عثمانؓ شہید ہو گئے۔اب مسلمانوں کے لئے کسی خلیفہ کا ہونا ضروری ہے۔اور ہم آپ سے زیادہ کسی کو حق دار نہیں سمجھتے۔حضرت علیؓ انکار کرتے رہے۔کبار مہاجرین اور انصار نے بڑی رد و کد کے بعد ان کو خلافت قبول کرنے پر مجبور کر دیا۔حتیٰ کہ مہاجرین کے وفد میں حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ بھی تھے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ یلتون علیه ابن سعد میں ہے کہ پہلے پہلے صحابہ کرامؓ داخل ہوئے پھر اہل مدینہ بعد ازاں اہل شام پھر اہل عراق۔ پس جب بھی کوئی قوم آپ کے پاس جاتی تو وہ روتے ہوئے اور تعریف وثنا کرتے ہوئے واپس ہوتے۔

مع صاحبيه قبور ثلاثہ کی ترتیب میں بہت اختلاف ہے۔اکثر حضرات یہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کی قبر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پیچھے ہے۔اور حضرت عمرؓ کی قبر حضرت ابوبکرؓ کی قبر کے پیچھے ہے۔اور بعض کہتے ہیں کہ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم تو قبلہ کی جانب ہے اور آپ کے کندھوں کے برابر حضرت ابوبکرؓ کی قبر ہے۔اور ابوبکرؓ کے کندھوں کے سامنے قبر عمرؓ ہے۔اور بھی اقوال ہیں۔

بَابُ مَنَاقِبِ عَلِيِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍؓ

ترجمہ۔حضرت علی بن ابی طالبؓ ابوالحسن قریشی ہاشمی کے فضائل کے بارے میں ہے۔

الْقُرَشِيِّ الْهَاشِمِيِّ اَبِی الْحَسَنِ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْکَ وَقَالَ عُمَرُؓ تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُ رَاضٍ.

ترجمہ۔جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا تو میرے سے ہے اور میں تیرے سے ہوں اور حضرت عمرؓ نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو وہ ان سے راضی تھے۔

حدیث(۳۴۳۵)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ الخ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ قَالَ فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوْكُوْنَ لَيْلَتَهُمْ اَيُّهُمْ يُعْطَاهَا فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُوْا اَنْ يُعْطَاهَا فَقَالَ اَيْنَ عَلِيُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍؓ

فَقَالُوْا يَشْتَكِىْ عَيْنَيْهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَارْسِلُوْا اِلَيْهِ فَاتُوْنِىْ بِهٖ فَلَمَّا جَآءَ بَصَقَ فِىْ عَيْنَيْهِ وَدَعَالَهٗ فَبَرَأَ حَتّٰى كَاَنْ لَّمْ يَكُنْ بِهٖ وَجْعٌ فَاَعْطَاهُ الرَّايَةَ فَقَالَ عَلِىٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا فَقَالَ اُنْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ اُدْعُهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ وَاَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِّنْ حَقِّ اللّٰهِ فِيْهِ فَوَ اللّٰهِ لَاَنْ يَّهْدِىَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ.

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعدؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل صبح جھنڈا میں ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح نصیب فرمائے گا۔ تو لوگوں نے ساری رات اس سوچ بچار میں گزاردی کہ دیکھیں جھنڈا کس کو عطا ہوتا ہے پس جب لوگوں نے صبح کی تو صبح سویرے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے سب کو یہی امید تھی کہ جھنڈا اسے دیا جائے گا۔ تو آپؐ نے پوچھا علی بن ابی طالبؓ کہاں ہیں۔ انہوں نے بتلایا کہ حضرت یارسول اللہ! انکی تو دونوں آنکھیں دکھتی ہیں آپؐ نے فرمایا اس کے پاس قاصد بھیجو اور اسے میرے پاس لے آؤ۔ پس جب آپ آ گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں لب مبارک لگایا۔ دعا کی تو وہ تندرست ہو گئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انہیں کوئی درد بیماری نہیں ہے۔ تو آپؐ نے جھنڈا انہیں دے دیا۔ جس پر حضرت علیؓ کہنے لگے یارسول اللہ! کیا میں ان یہود خیبر سے اس وقت تک لڑائی جاری رکھوں یہاں تک کہ وہ ہماری طرح ہو جائیں۔ آپؐ نے فرمایا نرمی کے ساتھ چلتے رہو یہاں تک کہ جب ان دشمنوں کے میدان میں پہنچ جاؤ تو پہلے ان کو اسلام کی دعوت دو اور اس اسلام میں جو کچھ اللہ کے حقوق ان پر واجب ہیں وہ انہیں بتلاؤ۔ اللہ کی قسم! تمہارے ذریعہ اللہ تعالیٰ ایک شخص کو بھی ہدایت دے دے تو تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ مناقب علیؓ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عجائب ولطائف میں سے ہے کہ خلافت کی ترتیب اس طرح واقع ہوئی جو شخصیت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسب میں زیادہ بعید تھی اسے پہلے خلافت ملی اور جو اقرب النسب تھا اس کو بعد میں ملی تو ترتیب میں اقرب نسباً ابعدھم ہوا۔ اور جو ابعد تھا وہ اقرب ہو گیا۔ اور ایسی ہی درمیانی ترتیب بھی واقع ہوئی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ دیکھیے حضرت شیخ گنگوہیؒ نے کیا عمدہ بات کہی ہے۔ حضرت علی المرتضیٰؓ اقرب نسباً تھے۔ کہ وہ آپؐ کے چچازاد بھائی تھے ان کو خلافت آخر میں ملی۔ ان کے بعد اقرب عثمانؓ تھے وہ تیسرے نمبر پر رہے۔ حضرت عمرؓ صدیق اکبرؓ سے نسب میں ابعد تھے وہ دوسرے نمبر پر رہے۔ حضرت عمرؓ کعب میں جا کر ملتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ مرۃ میں حضرت عثمانؓ عبد مناف میں اور حضرت علیؓ عبدالمطلب میں۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ انت منی ای فی الاخوة وقرب المرتبة والمظاهرة به فی امر الدین. یہ نہیں کہ حضرت علیؓ آپ کا جزو ہیں۔ ورنہ حضرت فاطمۃ الزہراءؓ سے نکاح کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ حضرت علیؓ کی بیعت خلافت حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد وقوع پذیر ہوئی۔ ذی الحجہ کے آخری ایام تھے اور ۳۵ھ تھا۔ آپ سے بیعت مہاجرین انصار اور سب حاضرینؓ نے کی۔ اور آپ کی بیعت کا اعلان تمام قلمرو اسلامی میں کیا گیا۔ سوائے حضرت معاویہؓ اور اہل شام کے باقی سب نے بیعت کا اعلان کیا۔ نہج البلاغہ میں حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ کے نام خط میں یہی لکھا ہے کہ جن مہاجرین اور انصار نے خلفاء ثلاثہ کی بیعت کی ان سب نے میرے ہاتھ پر بیعت کی آپ کا اور میرا رب۔ رسول۔ قرآن۔ قبلہ سب ایک ہیں۔ جھگڑا صرف خون عثمانؓ کے بارے میں ہے واللہ میں ان کے خون سے بری ہوں استحکام سلطنت کے بعد قصاص لیا جائے گا۔ آپ کے خط آنے کے بعد دو ہزار آدمی کھڑے ہو گئے کہ ہم سب قاتل ہیں۔ اس لئے میں مشکل میں ہوں۔

حمر النعم سے مراد سرخ اونٹ ہیں۔ جو اہل عرب کے ہاں نفیس مال شمار ہوتا تھا۔ اور یہ تشبیہ محض افہام کے قریب کرنے کے لئے بتلائی گئی ہے۔ ورنہ آخرت کی قدر یسیر تمام دنیا کی نعمتوں سے بہتر ہے۔

حدیث (۳۴۳۶) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ الخ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ قَدْ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَيْبَرَ وَكَانَ بِهِ رَمَدٌ فَقَالَ اَنَا اَتَخَلَّفُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ عَلِيٌّ فَلَحِقَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ مَسَآءُ اللَّيْلَةِ الَّتِي فَتَحَهَا اللّٰهُ فِي صَبَاحِهَا فَقَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ اَوْلَيَاْخُذَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَوْ قَالَ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَاِذَا نَحْنُ بِعَلِيٍّ وَمَا نَرْجُوْا فَقَالُوْا هٰذَا عَلِيٌّ فَاَعْطَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ۔

ترجمہ۔ حضرت سلمہ بن اکوعؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ خیبر کی لڑائی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے آپ کی آنکھوں میں سوزش تھی کہنے لگے افسوس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گیا تو حضرت علیؓ نکل کھڑے ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے راستے میں جا ملے۔ پس جب اس رات کی شام ہوئی جس کی صبح کو اللہ تعالیٰ نے فتح نصیب فرمائی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل میں جھنڈا ایسے آدمی کو دوں گا یا ایسا آدمی جھنڈا لے گا جس سے اللہ اور اس کے رسول محبت کرتے ہیں یا وہ شخص اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح دیں گے پس وہ حضرت علیؓ تھے جن کی ہمیں امید نہیں تھی تو لوگ کہنے لگے یہ حضرت علیؓ ہیں جن کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا دیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر خیبر فتح کرادیا۔

حدیث (۳۴۳۷) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الخ عَنْ اَبِيْهِ اَبِيْ حَازِمٍ اَنَّ رَجُلًا جَآءَ اِلٰى سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ فَقَالَ هٰذَا فُلَانٌ لِاَمِيْرِ الْمَدِيْنَةِ يَدْعُوْا عَلِيًّا عِنْدَ الْمِنْبَرِ قَالَ فَيَقُوْلُ مَاذَا قَالَ يَقُوْلُ لَهُ اَبُوْ تُرَابٍ فَضَحِكَ قَالَ وَاللّٰهِ مَا سَمَّاهُ اِلَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا كَانَ لَهُ اِسْمٌ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْهُ فَاسْتَطْعَمْتُ الْحَدِيْثَ سَهْلًا وَقُلْتُ يَا اَبَا عَبَّاسٍ كَيْفَ قَالَ دَخَلَ عَلِيٌّ عَلٰى فَاطِمَةَ ثُمَّ خَرَجَ فَاضْطَجَعَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ قَالَتْ فِي الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ اِلَيْهِ فَوَجَدَ رِدَآءَهُ قَدْ سَقَطَ عَنْ ظَهْرِهٖ وَخَلَصَ التُّرَابُ اِلٰى ظَهْرِهٖ فَجَعَلَ يَمْسَحُ التُّرَابَ عَنْ ظَهْرِهٖ فَيَقُوْلُ اجْلِسْ يَا اَبَا تُرَابٍ مَرَّتَيْنِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو حازمؒ سے مروی ہے کہ ایک آدمی حضرت سہل بن سعدؓ کے پاس آکر کہنے لگا کہ یہ فلاں جو مدینہ کا حاکم ہے وہ حضرت علیؓ کے بارے میں منبر رسول کے پاس بدگوئی کرتا ہے۔ انہوں نے پوچھا کیا کہتا ہے۔ کہنے لگے وہ ان کو ابو تراب کہتا ہے۔ حضرت سہل ہنس پڑے اور فرمایا اللہ کی قسم! یہ نام تو اس کا خود جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا ہے اور خود حضرت علیؓ کو اس نام سے زیادہ کوئی نام پسند نہیں تھا۔ تو میں نے حضرت سہلؓ سے حدیث کی فرمائش کی کہ اے ابو عباسؓ! وہ کیسے ہوا۔ تاکہ میں اس سے لطف اندوز ہوں تو میں نے ان سے پوچھا یہ کیسے ہوا فرمایا کہ حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ کے ہاں تشریف لے آئے خاوند بیوی میں کچھ تلخ کلامی ہوگئی۔ پھر حضرت علیؓ ناراض ہوکر باہر چلے گئے اور مسجد میں جاکر

لیٹ گئے۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آ کر بی بی سے پوچھا کہ تمہارا چچازاد بھائی کہاں گیا انہوں نے فرمایا کہ وہ مسجد میں چلا گیا۔ آپ ان کے پاس تشریف لائے تو دیکھا کہ ان کی چادر پیٹھ سے گر چکی ہے۔ اور مٹی ان کی پیٹھ تک پہنچ گئی ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی پیٹھ سے مٹی جھاڑتے جاتے تھے۔ اور فرماتے ہیں اے ابوتراب اٹھ بیٹھو۔ دو مرتبہ فرمایا۔

حدیث (۳۴۳۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ الخ عَنْ سَعْدِ بْنِ عِبَادَةَؓ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى ابْنِ عُمَرَؓ فَسَأَلَهُ عَنْ عُثْمَانَؓ فَذَكَرَ عَنْ مَحَاسِنِ عَمَلِهٖ قَالَ لَعَلَّ ذَاكَ يَسُوْءُكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَرْغَمَ اللّٰهُ بِاَنْفِكَ ثُمَّ سَأَلَهُ عَنْ عَلِيٍّؓ فَذَكَرَ مَحَاسِنَ عَمَلِهٖ قَالَ هُوَ ذَاكَ بَيْتُهٗ اَوْسَطُ بُيُوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لَعَلَّ ذَاكَ يَسُوْءُكَ قَالَ اَجَلْ قَالَ فَاَرْغَمَ اللّٰهُ بِاَنْفِكَ اِنْطَلِقْ فَاجْهَدْ عَلَيَّ جَهْدَكَ.

ترجمہ۔ حضرت سعد بن عبادہؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت ابن عمرؓ کے پاس آیا اور ان سے حضرت عثمانؓ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے حضرت عثمانؓ کے کچھ اچھے اعمال بیان کئے۔ فرمایا کہ شاید یہ تجھے برا لگتا ہوگا۔ اس نے کہا ہاں! فرمایا اللہ تعالیٰ تیری ناک خاک آلودہ کرے یعنی تو ناکام و نامراد رہے پھر اس نے حضرت علیؓ کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابن عمرؓ نے ان کے اچھے اعمال کا ذکر کر دیا۔ کہا کہ وہ اس گھر میں ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں کے درمیان میں ہے۔ پھر پوچھا کہ شاید یہ بھی تجھے برا لگتا ہوگا اس نے کہا ہاں! فرمایا اللہ تعالیٰ تیری ناک کو خاک آلودہ کرے۔ یعنی اپنے عزائم میں ناکام و نامراد ثابت ہو۔ پس چلا جا میرے بارے تو جو کچھ کر سکتا ہے کر لے۔ مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ کیونکہ جو کچھ میں نے کہا ہے وہ حق ہے۔ اور حق کہنے والا باطل کی پرواہ نہیں کرتا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حضرت عثمانؓ کے محاسن میں جیش عسرۃ پر خرچ کرنا اور بئر رومہ خرید کرنا وغیرہ۔ اور حضرت علیؓ کے محاسن میں بدر اور احد کی حاضری اور خیبر کی فتح وغیرہ شامل ہیں۔

حدیث (۳۴۳۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ عَنِ الْحَكَمِ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِيْ لَيْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيٌّؓ اَنَّ فَاطِمَةَؓ شَكَتْ مَا تَلْقٰى مِنْ اَثَرِ الرُّحٰى فَاَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْيٌ فَانْطَلَقَتْ فَلَمْ تَجِدْهُ فَوَجَدَتْ عَائِشَةَؓ فَاَخْبَرَتْهَا فَلَمَّا جَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُؓ بِمَجِيْءِ فَاطِمَةَؓ فَجَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْنَا وَقَدْ اَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْتُ لِاَقُوْمَ فَقَالَ عَلٰى مَكَانِكُمَا فَقَعَدَ بَيْنَنَا حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلٰى صَدْرِيْ وَقَالَ اَلَا اُعَلِّمُكُمَا خَيْرًا مِّمَّا سَاَلْتُمَا اِذَا اَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا تُكَبِّرَا اَرْبَعًا وَّثَلٰثِيْنَ وَتُسَبِّحَا ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَتَحْمَدَا ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ.

ترجمہ۔ حضرت حکمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن ابی لیلیٰ سے سنا کہ وہ فرماتے تھے ہمیں حضرت علیؓ نے حدیث بیان فرمائی کہ حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کو جو چکی پینے کی وجہ سے چھالے وغیرہ پڑ گئے تھے ان کی وجہ سے انہیں شکایت پیدا ہوئی تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قیدی عورتیں لائی گئی تھیں تو حضرت فاطمہؓ ایک باندی حاصل کرنے کے لئے چل پڑیں۔ گھر میں آ کر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا حضرت عائشہؓ کو پایا تو انہیں صورت حال سے خبردار کر کے آ گئیں۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے آپ کو حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کے آنے کی اطلاع دی تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے جب کہ ہم لوگ اپنے اپنے بستر پر تھے۔ میں اٹھنے لگا تو آپ

نے فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ رہو۔ پس آپؐ ہمارے درمیان آ کر بیٹھ گئے یہاں تک کہ آپؐ کے دونوں قدموں کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینہ میں محسوس کی اور فرمایا کیا میں تم دونوں کو ایسی چیز نہ سکھاؤں جو تمہارے مطلوب باندی سے بہتر ہو۔ فرمایا جب تم بستر پر لیٹنے لگو تو چونتیس ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر اور تینتیس ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس ۳۳ مرتبہ الحمدللہ پڑھ لیا کرو۔ یہ تمہارے لئے خادم اور باندی سے بہتر ہوگا۔

تشریح از قاسمی ؒ۔ اس حدیث کو حضرت علیؓ کے مناقب میں اس لئے لائے کہ اس سے ایک تو ان کا مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ثابت ہوا۔ دوسرے آپؐ ان کے بستر میں داخل ہوئے۔ وہ بستر آپ کی بیٹی اور حضرت علیؓ کا تھا جس کے درمیان آپؐ جا کر بیٹھے یہ بڑا اعزاز ہے۔ نیز! آپؐ نے جوامر آخرت اپنی بیٹی کے لئے پسند فرمایا وہی حضرت علیؓ کیلئے بھی پسند فرمایا جس پر یہ دونوں راضی ہوگئے یہ زہد کا بلند مقام ہے۔

حدیث (۳۴۴۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ عَنْ اَبِیْهِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّؓ اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَؑ مِنْ مُوْسٰیؑ.

ترجمہ۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا جب کہ انہیں غزوۂ تبوک کے موقعہ پر اہل وعیال کی نگرانی کیلئے مدینہ منورہ چھوڑ گئے تھے۔ وہ عورتوں بچوں مریضوں اور منافقین میں رہ جانے سے گھبرا کر ایک پڑاؤ پر آپؐ سے جا کر ملے تھے۔ تو آپؐ نے ان کی تسلی کے لئے فرمایا کہ کیا تمہیں یہ پسند نہیں ہے کہ تم میرے ایسے قائم مقام ہو جیسے حضرت ہارونؑ موسیٰؑ کے جانشین تھے جب کہ وہ کوہ طور پر کتاب لینے کے لئے گئے تھے۔

تشریح از قاسمی ؒ۔ روافض نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت حضرت علیؓ کا حق تھی جس کو خلفاء ثلاثہ نے حضرت علیؓ سے غصب کر لیا۔ العیاذ باللہ عن ذلک اس لئے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں خلافت فی الاہل خلافت امت کو تقاضا نہیں کرتی گھر کی دیکھ بھال سے انسان حاکم نہیں بن سکتا دوسرے قیاس بھی صحیح نہیں کیونکہ حضرت ہارون علیہ السلام تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات سے ایک سال پہلے انتقال فرما گئے۔ نیز! اس غزوہ کے موقعہ پر آپؐ نے امامت صلوٰۃ کے لئے حضرت عبداللہ ابن ام مکتومؓ کو مقرر فرمایا تھا۔ پھر تو وہ بھی خلافت کے حقدار ہوئے۔ آپ حضرت علیؓ کو ان کی بجائے امام مقرر کر جاتے۔ حالانکہ امامت کا مسئلہ تو اہم تھا۔ جب اس میں خلافت نہیں ملی تو حکومت کی خلافت کیسے ثابت ہو سکتی ہے قاضی عیاضؒ لکھتے ہیں کہ روافض کے بعد فرقوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ صدر اوّل کے جن لوگوں نے یعنی تمام صحابہ کرامؓ نے حضرت علیؓ کو ان کا حق خلافت نہیں دیا۔ وہ کافر ہوئے اور خود حضرت علیؓ اس لئے کافر ہیں کہ انہوں نے اس دور میں اپنا حق طلب نہیں کیا ایسے خرافات سے تو روافض نے سرے سے شریعت کو باطل کر دیا اور اسلام کی بنیاد ہی ھدم کر دی۔ حدیث باب سے زیادہ سے زیادہ حضرت علیؓ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اس میں تو خلافت کے مسئلہ سے کوئی سروکار نہیں ہے اور ہارون علیہ السلام میقات کے موقعہ پر خلیفہ بنے تھے۔ اور موسیٰ علیہ السلام سے قبل ان کی وفات ہوگئی۔

حدیث (۳۴۴۱) حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْجَعْدِ الخ عَنْ عَلِیٍّؓ قَالَ اقْضُوْا کَمَا کُنْتُمْ تَقْضُوْنَ فَاِنِّیْ اَکْرَهُ الْاِخْتِلَافَ حَتّٰی یَکُوْنَ لِلنَّاسِ جَمَاعَةٌ اَوْ اَمُوْتُ کَمَا مَاتَ اَصْحَابِیْ فَکَانَ ابْنُ سِیْرِیْنَ یَرٰی اَنَّ عَامَّةَ مَا یُرْوٰی عَنْ عَلِیٍّؓ الْکَذِبُ.

ترجمہ۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تم لوگ جیسے پہلے فیصلے کرتے رہے ویسے کرو میں شیخین سے اختلاف پسند نہیں کرتا تھا کہ لوگوں میں تفرقہ نہ پڑے اور وہ مجتمع رہیں یا میں اس طرح مر جاؤں جیسے میرے ساتھی بغیر اختلاف کے وفات پا گئے۔ ابن سیرین تابعی فرماتے ہیں کہ اکثر روایات جو

شیخین سے اختلاف کے بارے میں حضرت علیؓ سے مروی ہیں وہ سب جھوٹ ہیں۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ اس مقولہ کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ ام ولد کی بیع سے منع کرتے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ ان کی بیع ہو رہی ہے تو اپنے قول سے رجوع کرتے ہوئے فرمایا کہ اقضوا کما تقضون کہ اپنی تمہارائے سے لوگوں میں اختلاف پیدا ہوتا ہے۔ اور شیخینؓ کے فیصلوں پر عمل کرنے سے اتفاق اور اجتماعیت باقی رہتی ہے۔ اسلئے میں اپنی رائے کو چھوڑتا ہوں تا کہ فتنہ برپا نہ ہو۔

اموت کمامات اصحابی یعنی میں ہمیشہ اس اجتماعیت پر رہوں گا یہاں تک کہ مجھ پر موت آ جائے۔ جیسے میرے ساتھی بلا اختلاف ڈالے دنیا سے رخصت ہوگئے اور ابن سیرین کے قول کا مطلب یہ ہے کہ حضرت علیؓ کے جو اقوال شیخین کی مخالفت میں روافض نقل کرتے ہیں وہ جھوٹ کا پلندہ ہیں ان کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

بَاب مَنَاقِبِ جَعْفَرِ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍؓ الْهَاشِمِیِّ

وَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَشْبَهْتَ خَلْقِیْ وَخُلُقِیْ

ترجمہ۔ حضرت جعفر بن ابی طالب ہاشمیؓ کے فضائل کے بارے میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا کہ تیرا خلق و عادت میری پیدائش اور خلق کے مشابہ ہے یعنی آپ شکل و شبہات میں اور عادات و خصائل میں میرے جیسے ہیں۔

حدیث(۳۴۴۲)حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍؒ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ اَنَّ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ اَکْثَرَ اَبُوْهُرَیْرَةَؓ وَاِنِّیْ کُنْتُ اَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِشِبْعِ بَطْنِیْ حِیْنَ لَا اٰکُلُ الْخَمِیْرَ وَلَا اَلْبَسُ الْحَبِیْرَ وَلَا یَخْدُمُنِیْ فُلَانٌ وَّلَا فُلَانَةٌ وَکُنْتُ اُلْصِقُ بَطْنِیْ بِالْحَصْبَاءِ مِنَ الْجُوْعِ وَاِنْ کُنْتُ لَاَسْتَقْرِئُ الرَّجُلَ الْاٰیَةَ هِیَ مَعِیَ کَیْ یَنْقَلِبَ بِیْ فَیُطْعِمُنِیْ وَکَانَ اَخْیَرَ النَّاسِ لِلْمَسَاکِیْنَ جَعْفَرُ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍؓ کَانَ یَنْقَلِبُ بِنَا فَیُطْعِمُنَا مَا کَانَ فِیْ بَیْتِهٖ حَتّٰی اِنْ کَانَ لَیُخْرِجُ اِلَیْنَا الْعُکَّةَ الَّتِیْ لَیْسَ فِیْهَا شَیْءٌ فَیَشُقُّهَا فَنَلْعَقُ مَا فِیْهَا.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ بہت حدیثیں بیان کرتا ہے۔ حدیثوں کے سوا میرا کام کیا ہوتا تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکم سیری کیلئے چمٹا رہتا تھا جب کہ میں نہ تو خمیری روٹی کھاتا تھا اور نہ ہی منقش جوڑا پہنتا تھا۔ نہ کوئی مرد اور نہ ہی کوئی عورت میری خدمت کرتے تھے۔ بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ کو کنکریوں کے ساتھ ملالیتا تھا۔ اور میں آدمی سے کوئی نہ کوئی آیت پڑھواتا تھا حالانکہ وہ آیت میرے پاس بھی ہوتی تھی مقصد یہ تھا کہ شاید مجھے اپنے ساتھ گھر لے جائے۔ اور مجھے کھانا کھلادے حضرت جعفر بن ابی طالب تمام لوگوں میں سے مسکینوں کیلئے بہت بہتر تھے۔ کیونکہ مسکین طالب علموں کو گھر لے جاتے جو کچھ گھر میں موجود ہوتا وہ ہمیں کھلا دیتے تھے۔ حتی کہ ان کی ایک گھی کی کپی ہوتی تھی جس میں گھی وغیرہ تو کچھ نہیں ہوتا تھا۔ لیکن وہ اس کو چیر ڈالتے جو کچھ اس کے اندر ہوتا ہم اسے چاٹ لیتے تھے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ حضرت جعفر ابن ابی طالب حضرت علی المرتضیؓ سے دس سال بڑے تھے۔ ان کی کنیت ابو عبداللہ طیار ذوالجناحین تھی۔ وہ ذی الھجرتین تھے۔ کہ حبشہ اور مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ اور انہوں نے نجاشی بادشاہ کے سامنے اسلام کی حقانیت پر تقریر فرمائی تھی۔ بہت بڑے بہادر اور بہت زیادہ سخی تھے۔ قدیم الاسلام ہیں۔ ۸ھ میں غزوہ موتہ میں آپ کی شہادت ہوئی جنگ میں دونوں ہاتھ کٹ گئے تھے۔

آپؐ نے فرمایا کہ میں نے انہیں جنت میں دو بازؤں کے ساتھ اترتے دیکھا ہے جو ان کو دو ہاتھوں کے بدلے میں عطا ہوئے تھے۔ اس لئے ذوالجناحین لقب پڑ گیا۔ اور زندگی میں انہیں ابوالمساکین کہہ کر پکارا کرتے تھے۔

حدیث(۳۴۴۳)حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ الخ عَنِ الشَّعْبِيِّ اَنَّ ابْنَ عُمَرَؓ كَانَ إِذَا سَلَّمَ عَلَى ابْنِ جَعْفَرٍؓ قَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ يُقَالُ كُنْ فِيْ جَنَاحِيْ كُنْ فِيْ نَاحِيَتِيْ كُلُّ جَانِبَيْنِ جَنَاحَانِ.

ترجمہ۔ حضرت امام شعبیؒ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ جب حضرت عبداللہ بن جعفر طیار پر سلام پڑھتے تھے تو فرماتے السلام علیک یا ابن ذی الجناحین اے ذوالجناحین کے بیٹے تجھ پر سلام ہو۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ عربی کا محاورہ ہے۔ کن فی جناحی و کن فی ناحیتی تو جناح اور ناحیہ کے معنی جانب اور کنارے کے ہیں تو دونوں کنارے جناحان ہوئے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ترمذی شریف میں ہے کہ حضرت جعفر طیار کو ان دو ہاتھوں کے بدلے میں دو بازو عطا ہوئے۔ جو غزوہ موتہ میں یکے بعد دیگرے جھنڈا ہاتھ میں لینے کے بعد کٹ گئے تھے۔ تو وہ ان بازو کے ساتھ فرشتوں کے ہمراہ آسمان میں اڑتے تھے۔

بَابُ ذِكْرِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

ترجمہ۔ حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ کے ذکر کے بارے میں چونکہ فضائل کے بارے میں کوئی حدیث نہیں ملی اس لئے ان کی شرط کے مطابق امام بخاریؒ نے مناقب کی بجائے ذکر کا عنوان اختیار فرمایا۔

حدیث(۳۴۴۴)حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِؓ كَانَ إِذَا قَحِطُوْا اسْتَسْقٰى بِالْعَبَّاسِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِؓ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَسْقِيْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَيُسْقَوْنَ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ جب قحط سالی میں مبتلا ہوتے کہ بارش نہ ہوتی تو حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کے وسیلہ سے بارش طلب کرتے تھے۔ فرماتے تھے اے اللہ! پہلے تو ہم اپنے نبی کو تیری طرف وسیلہ بیان کرتے تھے تو ہمیں بارش سے سیراب کرتا تھا اب ہم اپنے نبی کے چچا کو وسیلہ بنا کر دعا کرتے ہیں۔ پس ہم کو پانی سے سیراب فرما پس ان پر بارش برسائی جاتی تھی۔

بَابُ مَنَاقِبِ قَرَابَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ داری کے فضائل کے بارے میں۔

حدیث (۳۴۴۵) حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ الخ عَنْ عَائِشَةَؓ اَنَّ فَاطِمَةَؓ اَرْسَلَتْ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍؓ تَسْاَلُهُ مِيْرَاثَهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَطْلُبُ صَدَقَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ بِالْمَدِيْنَةِ وَفَدَكَ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ اِنَّمَا يَاْكُلُ اٰلُ مُحَمَّدٍ مِنْ هٰذَا الْمَالِ يَعْنِيْ

مَالِ اللّٰهِ لَيْسَ لَهُمْ اَنْ يَّزِيْدُوْا عَلَى الْمَاْكِلِ وَاِنِّىْ وَاللّٰهُ لَا اُغَيِّرُ شَيْئًا مِّنْ صَدَقَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ عَلَيْهَا فِىْ عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ عَلَيْهَا فِىْ عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَاَعْمَلَنَّ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَشَهَّدَ عَلِىٌّ ثُمَّ قَالَ اِنَّا قَدْ عَرَفْنَا يَا اَبَابَكْرٍ فَضِيْلَتَكَ وَذَكَرَ قَرَابَتَهُمْ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَقَّهُمْ فَتَكَلَّمَ اَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَقَرَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ اِلَىَّ اَنْ اَصِلَ مِنْ قَرَابَتِىْ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرف پیغام بھیجا۔ جس کے ذریعہ وہ آپ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان صدقات کا مطالبہ کرتی تھیں جو مدینہ اور فدک میں اور خیبر کے خمس میں سے جو کچھ باقی بچ گیا تھا۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا بے شک جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہماری وراثت جاری نہیں ہوتی۔ جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ سب مسلمانوں کے لئے صدقہ ہے۔ البتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کنبہ اس مال یعنی اللہ کے مال سے کھاتا رہے گا۔ کھانے سے ان کا زیادہ کوئی حق نہیں ہے۔ اور اللہ کی قسم! میں تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقات میں سے کسی حالت کی تبدیلی نہیں کروں گا جس حالت پر وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھے اور میں ضرور بالضرور ان میں وہی عمل جاری رکھوں گا جو عمل اس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روا رکھتے تھے۔ پھر حضرت علیؓ حاضر ہوئے آ کر کہنے لگے اے ابوبکرؓ ہم آپ کی فضیلت کا اقرار کرتے ہیں پھر انہوں نے جناب رسول اللہ سے اپنی رشتہ داری کا ذکر کیا اور اپنے حقوق جتلائے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ داری سے بہتر سلوک کرنا میرے نزدیک اپنی رشتہ داری سے بہتر سلوک کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

حدیث (۳۴۴۶) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ الخ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ عَنْ اَبِىْ بَكْرٍؓ قَالَ ارْقُبُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ اَهْلِ بَيْتِهٖ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ حضرت ابوبکرؓ سے حدیث بیان کرتے ہیں۔ فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا آپؐ کے اہل بیت کے بارے میں خاص خیال رکھو ان کا احترام کرو۔

حدیث (۳۴۴۷) حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ الخ عَنِ الْمِسْوَرِبْنِ مَخْرَمَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّىْ فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِىْ.

ترجمہ۔ حضرت مسور بن مخرمہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہؓ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے ان کو غصہ دلایا اس نے مجھے غصہ دلایا۔ بضعہ کے معنی ٹکڑے کے ہیں مطلب یہ ہے کہ وہ میرے بدن کا حصہ ہے یہ جملہ آپؐ نے اس وقت فرمایا جب حضرت علیؓ ابوجہل کی بیٹی سے خطبہ کر رہے تھے۔

حدیث (۳۴۴۸) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ الخ عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ ابْنَتَهٗ فِىْ شَكْوَاهُ الَّتِىْ قُبِضَ فِيْهَا فَسَارَّهَا بِشَىْءٍ فَبَكَتْ ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَّهَا فَضَحِكَتْ قَالَتْ فَسَاَلْتُهَا عَنْ ذٰلِكَ قَالَتْ سَارَّنِى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَنِىْ اَنَّهٗ يُقْبَضُ فِىْ وَجَعِهِ الَّذِىْ

تُوُفِّیَ فِیْهِ فَبَکَیْتُ ثُمَّ سَارَّنِیْ فَاَخْبَرَنِیْ اَنِّیْ اَوَّلُ اَهْلِ بَیْتِهٖ اَتْبَعُهٗ فَضَحِکْتُ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس بیماری میں جس میں آپ کی وفات ہوئی اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کو بلایا اور ان سے کچھ رازداری کی بات کی تو وہ رو پڑیں پھر ان کو بلا کر کچھ آہستہ سے بات کی تو وہ ہنس پڑیں میں نے ان سے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے جو مجھ سے رازداری کی بات کی تو اس میں مجھے بتلایا کی میری اسی مرض میں جس میں آپ کی وفات ہوئی میری موت واقع ہو گی تو میں رو پڑی۔ پھر رازداری سے بتلایا کہ ان کے اہل بیت میں سے جو پہلے پہل ان کے پیچھے آئے گی وہ میں ہی ہوں گی۔ جس پر میں ہنس پڑی۔

بَابُ مَنَاقِبِ الزُّبَیْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رضی اللہ عنہ

ترجمہ۔ حضرت زبیر بن عوامؓ کے بارے میں

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ هُوَ حَوَارِیُّ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَسُمِّیَ الْحَوَارِیُّوْنَ لِبَیَاضِ ثِیَابِهِمْ.

ترجمہ۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری ہیں اور حواریوں کا نام ان کے سفید کپڑوں کی وجہ سے رکھا گیا۔

حدیث (۳۴۴۹) حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ الخ عَنْ اَبِیْهِ عُرْوَةَ اَخْبَرَنِیْ مَرْوَانُ بْنُ الْحَکَمِ قَالَ اَصَابَ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَؓ رُعَافٌ شَدِیْدٌ سَنَةَ الرُّعَافِ حَتّٰی حَبَسَهٗ عَنِ الْحَجِّ وَاَوْصٰی فَدَخَلَ عَلَیْهِ رَجُلٌ مِّنْ قُرَیْشٍ قَالَ اسْتَخْلِفْ قَالَ وَقَالُوْهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَمَنْ فَسَکَتَ فَدَخَلَ عَلَیْهِ رَجُلٌ اٰخَرُ اَحْسِبُهُ الْحَارِثُ فَقَالَ اِسْتَخْلِفْ فَقَالَ عُثْمَانُ وَقَالُوْا فَقَالَ نَعَمْ قَالَ وَمَنْ هُوَ فَسَکَتَ قَالَ فَلَعَلَّهُمْ قَالُوْا الزُّبَیْرَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَمَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنَّهٗ لَخَیْرُهُمْ مَاعَلِمْتُ وَاِنْ کَانَ لَاَحَبَّهُمْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ مروان بن الحکم خبر دیتے ہیں کہ نکسیر کی وباء والے سال یعنی ۳۱ھ میں حضرت عثمان بن عفانؓ پر بھی نکسیر کی بیماری کا سخت ترین حملہ ہوا۔ یہاں تک کہ اس نے آپ کو حج کرنے سے بھی روک دیا۔ اور انہوں نے وصیت نامہ بھی لکھوا دیا تو آپ کے پاس قریش کا ایک آدمی آیا۔ جس نے کہا کہ آپ خلیفہ مقرر کر دیں۔ حضرت عثمانؓ نے پوچھا کہ دوسرے لوگ بھی یہ کہہ رہے ہیں اس نے کہا ہاں! پوچھا وہ کون ہے تو وہ خاموش رہا پھر ایک دوسرا آدمی داخل ہوا میرا گمان ہے کہ وہ حارث بن الحکم تھا۔ اس نے بھی کہا کہ آپ اپنا جانشین نامزد کر دیں۔ حضرت عثمانؓ نے پوچھا کیا دوسرے لوگ بھی کہہ رہے ہیں اس نے کہا ہاں ان کا بھی یہ مطالبہ ہے۔ انہوں نے پوچھا کس کے بارے میں کہہ رہے ہیں تو حارث بھی خاموش رہے۔ حضرت عثمانؓ نے خود ہی فرمایا کہ شاید وہ لوگ حضرت زبیرؓ کا نام لے رہے ہیں حارث بولا ہاں! تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا خبردار! اس اللہ کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میری جان ہے جہاں تک میں جانتا ہوں وہ ان سب لوگوں میں سے بہتر ہے۔ اور یہ بھی کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سب سے زیادہ محبوب ہے۔

حدیث (۳۴۵۰) حَدَّثَنَا عُبَیْدُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ الخ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ قَالَ سَمِعْتُ مَرْوَانَ کُنْتُ عِنْدَ عُثْمَانَؓ اَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ اسْتَخْلِفْ قَالَ وَقِیْلَ ذَاکَ قَالَ نَعَمْ الزُّبَیْرُؓ قَالَ اَمَا وَاللّٰهِ اِنَّکُمْ لَتَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ خَیْرُکُمْ ثَلٰثًا.

ترجمہ۔ مروانؓ کہتے ہیں کہ میں حضرت عثمانؓ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک آدمی آیا اور وہ کہنے لگا کہ آپ کوئی اپنا جانشین مقرر فرمائیں۔ حضرت

عثمانؓ نے پوچھا کیا لوگوں میں یہ کہا جا رہا ہے۔ اس نے کہاں ہاں! حضرت زبیرؓ کا نام لیا جا رہا ہے۔ فرمایا خبردار! اللہ کی قسم! تم خوب جانتے ہو کہ وہ تم سب میں سے بہتر ہے یہ تین مرتبہ فرمایا۔

حدیث (۳۴۵۱) حَدَّثَنَا مَالِکُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ الخ عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِکُلِّ نَبِیٍّ حَوَارِیًّا وَّاِنَّ حَوَارِیَّ الزُّبَیْرُ بْنُ الْعَوَّامِ.

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک ہر نبی کا ایک مخلص مددگار ہوتا ہے اور میرا حواری حضرت زبیرؓ ہے۔

حدیث (۳۴۵۲) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الزُّبَیْرِؓ قَالَ کُنْتُ یَوْمَ الْاَحْزَابِ جُعِلْتُ اَنَا وَعُمَرُبْنُ اَبِیْ سَلَمَۃَ فِی النِّسَآءِ فَنَظَرْتُ فَاِذَا اَنَا بِالزُّبَیْرِؓ عَلٰی فَرَسِہٖ یَخْتَلِفُ اِلٰی بَنِیْ قُرَیْظَۃَ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلٰثًا فَلَمَّا رَجَعْتُ قُلْتُ یَا اَبَتِ رَاَیْتُکَ تَخْتَلِفُ قَالَ اَوَھَلْ رَاَیْتَنِیْ یَا بُنَیَّ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ یَّاْتِ بَنِیْ قُرَیْظَۃَ فَیَاْتِیْنِیْ بِخَبَرِھِمْ فَانْطَلَقْتُ فَلَمَّا رَجَعْتُ جَمَعَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبَوَیْہِ فَقَالَ فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ فرماتے ہیں کہ میں غزوۂ خندق واحزاب میں حاضر تھا میری اور حضرت عمر بن سلمہ کی ڈیوٹی عورتوں کی حفاظت کے لئے لگائی گئی تھی۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے باپ حضرت زبیرؓ اپنے گھوڑے پر سوار بنی قریظہ میں آ جا رہے ہیں۔ کوئی دو مرتبہ یا تین مرتبہ آئے ہوں گے پس جب میں اپنی ڈیوٹی سے واپس آیا تو میں نے ابا جان سے پوچھا کہا اے ابا جان! میں نے آپ کو آتے جاتے دیکھا ہے۔ کیا ماجرا تھا فرمایا اے میرے پیارے بیٹے! کیا تو نے مجھے دیکھ لیا تھا۔ میں نے کہا ہاں! تو آپ نے فرمایا کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کون شخص ہے جو بنو قریظہ میں جائے اور ان کے حالات مجھے پہنچائے پس میں چلا گیا جب واپس آیا تو آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین میرے لئے جمع فرمائے۔ یعنی آپؐ نے فرمایا میرا باپ اور ماں تجھ پر قربان ہوں۔

حدیث (۳۴۵۳) حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حَفْصٍ الخ عَنْ اَبِیْہِ عُرْوَۃَ اَنَّ اَصْحَابَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالُوْا لِلزُّبَیْرِؓ یَوْمَ الْیَرْمُوْکِ اَلَا تَشُدُّ فَنَشُدُّ مَعَکَ فَحَمَلَ عَلَیْھِمْ فَضَرَبُوْہُ ضَرْبَتَیْنِ عَلٰی عَاتِقِہٖ بَیْنَھُمَا ضَرْبَۃٌ ضُرِبَھَا یَوْمَ بَدْرٍ قَالَ عُرْوَۃُ فَکُنْتُ اُدْخِلُ اَصَابِعِیْ فِیْ تِلْکَ الضَّرَبَاتِ اَلْعَبُ وَاَنَا صَغِیْرٌ.

ترجمہ۔ حضرت عروہؓ سے مروی ہے کہ لوگوں نے یرموک کی لڑائی میں حضرت زبیرؓ سے کہا کہ کیا آپ دشمنوں پر حملہ نہیں کرتے کہ ہم بھی آپ کے ساتھ اس حملہ میں شامل ہو جائیں۔ چنانچہ انہوں نے دشمنوں پر ہلہ بول دیا تو مخالفین نے ان کے کندھے پر تلوار کے دو زخم لگائے ان دونوں کے درمیان ایک تیسرا تلوار کا زخم تھا جو آپ کو بدر کی لڑائی میں لگا تھا حضرت عروہ ابن الزبیرؓ فرماتے ہیں کہ میں ان دونوں زخموں میں اپنی انگلیاں گھسیڑ دیتا تھا۔ میں بچہ تھا جب کہ میں ان زخموں سے کھیلتا تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حواری مولوی محمد حسن مکیؒ کی تقریر میں ہے کہ حواری اس شخص کو کہتے ہیں کہ جس کے کپڑے سفید ہوں۔ اور صاف ستھرے ہوں۔ اسی طرح اس کو بھی حواری کہتے ہیں جو دوسروں کے کپڑے سفید کرتا ہو۔ جسے دھوبی کہتے ہیں پھر حواری ان کے سفید کپڑے ہونے کی وجہ سے کہنے لگے یا اس لئے کہ بعض ان میں سے گاذر تھے چونکہ یہ لوگ اپنے نبی کے مخلص اعلیٰ درجہ کے ہوتے تھے۔ پھر مطلقاً مخلص کو

حواری کہنے لگے۔ خواہ اس کے کپڑے سفید ہوں یا نہ ہوں۔ دھوبی ہو یا نہ ہو تو حدیث مرفوع میں حواری کے معنی مخلص کے ہیں۔

تشریح از قاسمی" ۔ اگر چہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب صحابہ کرام آپ سے تھے۔ مگر حضرت زبیرؓ کو حواری یوم احزاب میں بنو قریظہ کی خبریں لانے کی وجہ سے کہا گیا۔

تشریح از شیخ گنگوہی" ۔ فقال عثمان وقالوا الخ حضرت عثمانؓ کی غرض اس سے یہ ہے کہ آیا دوسرے لوگ بھی خلیفہ نامزد کرنے کا مطالبہ کررہے ہیں یا یہ قول صرف تم اکیلے کا ہے۔

تشریح از شیخ زکریا" ۔ مولوی محمد حسن مکیؒ کی تقریر میں بھی یہی معنی مراد لئے ہیں کہ یہ مطالبہ صرف تمہارا ہے یا دوسرے لوگ بھی کہہ رہے ہیں۔ یہ مطلب حضرت گنگوہیؒ کی ایجاد ہے۔ شراح میں سے کسی نے یہ بات نہیں کہی۔ شاید ان کے مطالبہ کا منشا نکسیر کی وباء تھی۔ مقصد پوچھنے کا یہ تھا کہ کیا سارے لوگ میری زندگی سے مایوس ہو چکے ہیں تو اس سے لوگوں کی آپ پر ناراضگی کا کوئی تعلق نہیں کیونکہ ناراضگی تو دور خلافت کے آخر زمانہ میں ہوئی۔ اور نکسیر کی وباء کا دور پہلا دور خلافت ہے۔ بنابریں تاریخ الخلفاء میں علامہ سیوطیؒ نے امام زہریؒ کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت عثمانؓ کا دور خلافت بارہ سال ہے۔ پہلے چھ سال تو ان کی خلافت کے ایسے گزرے کہ اس میں آپ احب الناس تھے۔ کوئی بھی آپ پر ناراض نہیں تھا۔ بلکہ حضرت عمرؓ سے بھی زیادہ محبوب الناس تھے۔ اس لئے کہ حضرت عمرؓ سخت گیر تھے حضرت عثمانؓ نرم مزاج تھے۔ اور لوگوں سے بہترین سلوک کرنے والے تھے۔ آخری چھ سال میں جب لوگوں کے معاملات میں سستی برتی جانے لگی اپنے اقرباء کو عامل بنایا تو لوگ خلاف ہو گئے۔

تشریح از قاسمی" ۔ واوصی کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے اپنے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے لئے نامزدگی لکھوائی تھی اور حمران اپنے کاتب سے کہا کہ اسے مخفی رکھنا۔ لیکن اس نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو بتلا دیا۔ جس پر حضرت عثمانؓ ناراض ہوئے اس کو مدینہ سے بدر کر کے بصرہ بھیج دیا۔ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف عرصہ چھ ماہ بعد وفات پا گئے۔ ان کا سن وفات ۳۲ھ ہے۔

الحارث بن الحکم یہ مروان بن الحکم کا بھائی تھا۔ وہ حضرت عثمانؓ کے گھیراؤ کے زمانہ میں موجود تھا۔ اور خلافت معاویہ تک زندہ رہا۔

خیرھم سے مراد بنو امیہ ہیں جو خلافت کے طلب گار تھے۔ ورنہ حضرت عثمانؓ کے بعد حضرت علیؓ سب صحابہ کرامؓ سے بہتر تھے جس پر سب کا اتفاق تھا۔ بلکہ بعض کے نزدیک تو حضرت عثمانؓ سے بھی بہتر تھے۔ واللہ اعلم

یرموک شام کے نواح میں ایک جگہ کا نام ہے جہاں خلافت عمرؓ کے دور میں مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان اس مقام پر ۱۵ھ میں جنگ ہوئی جس میں رومیوں کے ایک لاکھ پانچ ہزار آدمی مارے گئے۔ اور ان کے چالیس ہزار قیدی بنے۔ اور مسلمانوں کے چالیس ہزار آدمی شہید ہوئے۔ رومیوں کی تعداد سات لاکھ تھی۔ جس میں کامیابی مسلمانوں کو نصیب ہوئی۔ الحمدللہ علی ذلک.

بَابُ ذِكْرِ طَلْحَةَؓ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ

وَقَالَ عُمَرُؓ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُ رَاضٍ

ترجمہ۔ حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ کا تذکرہ۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپؐ حضرت طلحہؓ سے راضی تھے۔

حدیث (۳۴۵۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِىْ بَكْرٍ الخ عَنْ اَبِىْ عُثْمَانَؒ قَالَ لَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ تِلْکَ الْاَیَّامِ الَّتِیْ قَاتَلَ فِیْهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَیْرَ طَلْحَۃَؓ وَسَعْدٍؓ عَنْ حَدِیْثِهِمَا.

ترجمہ۔ حضرت ابوعثمانؒ فرماتے ہیں کہ بعض ان جنگوں میں جن میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی لڑی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سوائے حضرت طلحہؓ اور سعدؓ کے کوئی باقی نہ رہا یہ خود ان دونوں کی اپنی حدیث میں ہے۔

حدیث(۳۴۵۵)حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ قَیْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ رَاَیْتُ یَدَ طَلْحَۃَؓ الَّتِیْ وَقٰی بِهَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ شَلَّتْ.

ترجمہ۔ حضرت قیس بن ابی حازم فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت طلحہؓ کا وہ ہاتھ جس سے غزوۂ احد میں انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بچاؤ کیا تھا وہ شل ہوگیا۔ یعنی بے حس ہوگیا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ واقعہ یہ پیش آیا کہ احد کی لڑائی میں حضرت طلحہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ثابت قدم رہ کر آپ کی حفاظت فرمائی۔ جس سے انہیں اسّی ۸۰ سے کچھ اوپر زخم آئے۔ اور تلوار کے وار کو انہوں نے اپنے ہاتھ پر روکا تو ہاتھ شل اور بے حس ہوگیا جس پر آپؐ نے فرمایا اوجب طلحۃ الجنۃ کہ حضرت طلحہؓ نے اپنے لئے جنت کو واجب کرلیا۔

بَابُ مَنَاقِبِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍؓ

الزُّهْرِیِّ وَبَنُوْزُهْرَۃَ اَخْوَالُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَسَعْدُ بْنُ مَالِکٍؓ

ترجمہ۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ زہری کے فضائل کے بارے میں اور بنو زہرہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں نہال لگتے تھے۔ اور سعد بن مالک ہیں یعنی ابو وقاص کا نام مالک تھا جو کلاب بن مرہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل جاتے ہیں اور البیب حضرت سعدؓ کے دادا حضرت آمنہ ام النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا لگتے تھے۔

حدیث(۳۴۵۶)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی الخ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا یَقُوْلُ جَمَعَ لِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَبَوَیْهِ یَوْمَ اُحُدٍ.

ترجمہ۔ حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ غزوۂ احد میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماں باپ کو مجھ پر قربان کرنے کے لئے جمع فرمایا۔

حدیث(۳۴۵۷)حَدَّثَنَا الْمَکِّیُّ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ الخ عَنْ اَبِیْهِ سَعْدٍؓ قَالَ لَقَدْ رَاَیْتُنِیْ وَاَنَا ثُلُثُ الْاِسْلَامِ.

ترجمہ۔ حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنے آپ کو سمجھتا ہوں کہ میں اسلام کا تیسرا آدمی ہوں۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ اگر اشکال ہو کہ اسعاب میں تو وہ اپنے آپ کو اسلام کا ساتواں آدمی شمار کرتے ہیں۔ تو کہا جائے گا کہ مردوں میں سے تیسرے اور مجموعہ میں سے ساتواں ہوں گے وہ عشرہ مبشرہ صحابہ میں سے ہیں اور فاتح فارس ہیں مستجاب الدعوات بھی تھے۔

حدیث(۳۴۵۸)حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُوْسٰی الخ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍ یَقُوْلُ مَا اَسْلَمَ اَحَدٌ اِلَّا فِی الْیَوْمِ الَّذِیْ اَسْلَمْتُ فِیْهِ وَلَقَدْ مَکَثْتُ سَبْعَۃَ اَیَّامٍ وَاِنِّیْ لَثُلُثُ الْاِسْلَامِ تَابَعَهٗ اَبُوْاُسَامَۃَ الخ عَنْ قَیْسٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَقُوْلُ اِنِّیْ لَاَوَّلُ الْعَرَبِ رَمٰی بِسَهْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَکُنَّا

نَغْزُوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا لَنَا طَعَامٌ اِلَّا وَرَقُ الشَّجَرِ حَتّٰى اِنَّ اَحَدَنَا لَيَضَعُ كَمَا يَضَعُ الْبَعِيْرُ اَوِ الشَّاةُ مَالَهٗ خِلْطٌ ثُمَّ اَصْبَحَتْ بَنُوْ اَسَدٍ تُعَزِّرُنِيْ عَلَى الْاِسْلَامِ لَقَدْ خِبْتُ اِذًا وَّضَلَّ عَمَلِيْ وَكَانُوْا وَشَوْا بِهٖ اِلٰى عُمَرَ قَالُوْا لَا يُحْسِنُ يُصَلِّيْ قَالَ اَبُوْ عَبْدَ اللّٰهِ ثُلُثُ الْاِسْلَامِ يَقُوْلُ وَاَنَا ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں جس دن میں مسلمان ہوا ہوں اس دن اور کوئی مسلمان نہیں ہوا اسی حالت میں میں نے سات دن گزار دیئے کہ میں ثلث اسلام تھا ابواسامہ نے اس کی متابعت کی ہے۔ اس سند میں ہے کہ قیس فرماتے ہیں میں نے حضرت سعدؓ سے سنا فرماتے تھے میں عرب کا پہلا آدمی ہوں جس نے سب سے پہلے اللہ کی راہ میں تیر پھینکا اور ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد میں جاتے تھے ہمارے پاس کوئی کھانے کی چیز نہیں ہوتی تھی سوائے درخت کے پتوں کے یہاں تک کہ ہم میں سے ایک اس طرح لید کرتا تھا جیسے اونٹ یا بکری مینگنیاں پھینکتی ہیں کہ اس میں کسی طرح کی خلط ملط نہیں ہوتی سب الگ الگ ہوتی ہیں پس آج بنو اسد مجھے اسلام پر ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہیں۔ اس صورت میں تو میں نامراد اور ناکام ہوا اور میرے عمل ضائع ہوئے لوگوں نے حضرت عمرؓ کو ان کی چغلخوری کی تھی جب کہ وہ کوفہ کے گورنر تھے۔ کہتے تھے کہ حضرت سعدؓ نماز اچھی طرح نہیں پڑھتے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ثلث الاسلام کا مطلب یہ ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جو تین آدمی تھے ان میں تیسرا میں تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ مااسلم احد یہ اپنے گمان کے مطابق فرما رہے ہیں ورنہ مسلمان اپنا اسلام چھپاتے تھے تو جس دن یہ مسلمان ہوئے تو انہوں نے ان پر اپنا اسلام ظاہر کیا یہ سمجھے کہ یہ لوگ آج ہی مسلمان ہوئے ہیں۔ اسی طرح ثلث الاسلام بھی اپنے ظن کے مطابق فرما رہے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ مشہور یہی ہے کہ وہ ثالث ثلثہ ہیں۔ ایک یہ دوسرے حضرت بلالؓ اور تیسرے حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے۔ مولانا محمد حسن مکیؒ کی تقریر میں ہے کہ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جس مجلس میں یہ مسلمان ہوئے اس میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ان تین کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا تو انہوں نے یہی سمجھا کہ بس ان کے علاوہ اور کوئی مسلمان نہیں ہے۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ یقینی بات ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ اسلام لا چکی تھیں۔ لہذا یہ خصوصیت مراد لی ہوگی۔ اور حضرت عمارؓ کی روایت میں گزر چکا ہے کہ آپؐ کے ہمراہ پانچ غلام اور ابو بکر صدیقؓ تھے۔ تو معلوم ہوا کہ رجال احرار مراد ہیں۔ دیگر حضرات کی اطلاع ان کو نہ ہو سکی ہو۔ قسطلانیؒ نے ذکر کیا ہے کہ چھ حضرات کے بعد یہ ساتویں مسلمان تھے اس وقت ان کی عمر سترہ برس تھی اور حضرت صدیقؓ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ اور احرار سے بھی بالغ مراد ہوں گے۔ کیونکہ حضرت علیؓ بھی پہلے بچے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔

رمی بسھم یہ سریہ عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب ہے۔ وہ عبیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دس سال عمر میں بڑے تھے جن کو آپؐ نے مہاجرین ساٹھ گھوڑے سواروں پر حاکم مقرر کر کے بھیجا۔ ان میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بھی تھے۔ اور آپؐ نے ان کو جھنڈا بھی عطا فرمایا۔ تو عبیدہ پہلے شخص ہیں جن کے لئے آپؐ نے جھنڈا باندھا۔ عبیدہ اور ابوسفیان جو مشرکین کے سالار تھے دونوں کی آپس میں مٹھ بھیڑ ہوئی یہ پہلی لڑائی تھی جو اسلام میں برپا ہوئی اور اسی میں حضرت سعدؓ نے تیر پھینکا تھا۔ اور یہ سریہ سن پہلی ہجری میں روانہ ہوا تھا۔ اور رابغ کے مقام پر قریش کے قافلہ سے مقابلہ ہوا۔ جنہوں نے خوب آپس میں تیر اندازی کی۔ حضرت سعدؓ پہلے تیر پھینکنے والے تھے۔

تعزرنی العوذنی اورایک روایت میں تعیرو نی یعنی مجھے عاردلاتے ہیں کہ اسے تو نماز پڑھنی نہیں آتی حالانکہ میں تو قدیم الاسلام ہوں۔
لقد خبت اذن یعنی اگر مجھے ان سے نماز سیکھنے کی ضرورت ہے تو میری ساری پچھلی زندگی کے اعمال ضائع ہوگئے۔

بَابُ ذِكْرِ اَصْهَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ اَبُو الْعَاصِ بْنُ الرَّبِيْعِ

ترجمہ۔اصہار صہر بکسر الصاد کی جمع ہے قرابت کے معنی میں۔لیکن عرب میں اس کا اطلاق بیٹی اور بہن کے خاوند پر ہونے لگا جیسے ہندی میں داماد اور بہنوئی کہتے ہیں۔بہرحال عورتوں کی طرف سے قرابت کو صہر سے تعبیر کرتے ہیں آپؐ کے ایک داماد حضرت ابوالعاص بن الربیع تھے جو حضرت زینب دختر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاوند تھے۔

حدیث (۳۴۵۹) حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ الخ اَنَّ الْمِسْوَرَبْنَ مَخْرَمَةَؓ قَالَ اِنَّ عَلِيًّاؓ خَطَبَ بِنْتَ اَبِيْ جَهْلٍ فَسَمِعَتْ بِذٰلِكَ فَاطِمَةُ فَاَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَزْعَمُ قَوْمُكَ اَنَّكَ لَا تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ وَهٰذَا عَلِيٌّؓ نَاكِحٌ بِنْتَ اَبِيْ جَهْلٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُهُ حِيْنَ تَشَهَّدَ يَقُوْلُ اَمَّا بَعْدُ اَنْكَحْتُ اَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِيْعِ فَحَدَّثَنِيْ فَصَدَقَنِيْ وَاِنَّ فَاطِمَةَؓ بَضْعَةٌ مِّنِّيْ وَاِنِّيْ اَكْرَهُ اَنْ يَّسُوْٓءَ هَا وَاللّٰهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللّٰهِ عِنْدَ رَجُلٍ وَّاحِدٍ فَتَرَكَ عَلِيٌّ الْخِطْبَةَ وَزَادَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو الخ عَنْ مِّسْوَرٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ صِهْرًا لَّهُ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ شَمْسٍ فَاَثْنٰى عَلَيْهِ فِيْ مُصَاهَرَتِهٖ اِيَّاهُ فَاَحْسَنَ قَالَ حَدَّثَنِيْ فَصَدَقَنِيْ وَوَاعَدَنِيْ فَوَفٰى لِيْ.

ترجمہ۔حضرت مسور بن مخرمہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے ابوجہل کی بیٹی جویریہ کو نکاح کا پیغام بھیجا جس کو حضرت فاطمہؓ نے سن لیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں پس کہنے لگیں کہ آپ کو قوم کہتی ہے کہ آپؐ اپنی بیٹیوں کے لئے غضب ناک نہیں ہوتے۔یہ دیکھئے حضرت علیؓ ہیں جو ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنے والے ہیں پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ہوکر فرمانے لگے تو حضرت فاطمہؓ نے آپ کو کہتے سنا امابعد میں نے ابوالعاص بن الربیع سے اپنی لڑکی کا نکاح کردیا پس جو کچھ اس نے میرے سے کہا اسے سچ کر دکھایا۔سنو! فاطمہؓ میرے بدن کا ٹکڑا ہے میں نہیں چاہتا کہ اسے کوئی بات بری لگے اللہ کی قسم! ایک شخص کے پاس رسول اللہ کی بیٹی اور دشمن خدا کی بیٹی اکٹھی نہیں رہ سکتیں پس حضرت علیؓ نے خطبہ چھوڑ دیا۔محمد بن عمرو نے اپنی سند سے یہ الفاظ زائد کئے ہیں کہ مسورؓ کہتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ وہ بنی عبدشمس کے اپنے داماد کا ذکر کرتے تھے۔اور اس کی قرابت اور دامادی کو اچھی طرح سراہتے تھے۔فرمایا اس نے مجھ سے جو بات کی اسے سچ کر دکھایا میرے سے اس نے جو وعدہ کیا اسے پورا کر دکھایا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔یزعم قومک صفحہ ۸/۵۲۸ گویا کہ جو کچھ انہوں نے کہا ہے سچ کہا ہے۔کیونکہ آپؐ حضرت علیؓ کے مقصد و مطلوب پر کوئی قدغن نہیں لگاتے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔تیسیر القاری میں یزعم قومک کا مطلب بیان کیا ہے کہ آپ کی بیٹیوں کو کوئی تکلیف پہنچے تو آپ کی قوم کا

گمان ہے کہ آپؐ ان کی وجہ سے غصہ وغضب میں نہیں آتے۔ یہ آپ کا خلق عظیم لوگوں کو معلوم تھا۔ یا یہ کہ حضرت عثمانؓ پر آپؐ کو غصہ نہیں آتا کہ دختر نبی گھر میں رکھنے کے باوجود وہ باندیوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ حافظؒ نے اس حدیث پر بہت ابحاث نقل کئے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضرت علیؓ نے عموم جواز پر نظر رکھتے ہوئے خطبہ کیا۔ جب آپؐ ناراض ہوئے تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ اس لئے دیا تا کہ لوگوں کو حکم شرعی معلوم ہو جائے اور اس پر ایجابی طور پر عمل پیرا ہوں۔ یا کم از کم اولیت کے درجہ میں رکھیں۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ فاثنی علیه فی مصاهرته کیونکہ جب مشرکوں نے ان کو بی بی زینب کے طلاق دینے پر مجبور کیا تو انہوں نے انکار کر دیا جس کا آپ شکریہ ادا کر رہے ہیں اور وہ فتح مکہ سے قبل مسلمان ہو گئے تھے اور ہجرت کی اور یمامہ کی لڑائی میں شہید ہو گئے۔

فحدثنی فصدقنی شاید اس نے اپنے اوپر لازم کر لیا کہ بی بی زینب پر کوئی سوکن نہیں لائے گا۔ جس کو انہوں نے پورا کیا حضرت علیؓ نے ایسا وعدہ کیا تھا لیکن وہ بھول گئے۔

وعدنی فوفی لی ابوالعاص بدر کی لڑائی میں قید ہو گئے تھے۔ مسلمانوں نے اس شرط پر اسے چھوڑ دیا کہ وہ حضرت زینب کو بھیج دے گا۔ چنانچہ اس نے اس کو پورا کیا۔

بَابُ مَنَاقِبِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَؓ

مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الْبَرَاءُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتَ اَخُوْنَا وَمَوْلَانَا

ترجمہ۔ حضرت زید بن حارثہؓ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے ان کے فضائل کے بارے میں۔ حضرت براءؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا تو ہمارا بھائی ہے اور آزاد کردہ غلام ہے۔

حدیث(۳۴۶۰) **حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا وَّاَمَّرَ عَلَيْهِمْ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍؓ فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِيْ اِمَارَتِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ تَطْعُنُوْا فِيْ اِمَارَتِهٖ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعُنُوْنَ فِيْ اِمَارَةِ اَبِيْهِ مِنْ قَبْلُ وَاَيْمُ اللّٰهِ اِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لِّلْاِمَارَةِ وَاِنْ كَانَ لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ وَاِنَّ هٰذَا لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ بَعْدَهٗ.**

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرض الوفات کے موقعہ پر ایک لشکر روانہ فرمایا جن کا امیر حضرت اسامہ بن زیدؓ کو بنایا۔ تو بعض لوگوں نے ان کی امارت پر اعتراض کیا (کہ یہ تو اٹھارہ سال کا نوجوان ہے) جس پر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم لوگ آج حضرت اسامہ بن زیدؓ کی امارت پر اعتراض کر رہے ہو تو اس سے پہلے ان کے باپ زید بن حارثہؓ پر بوجہ مولیٰ ہونے کے طعن وتشنیع کر چکے ہو۔ جب کہ وہ جنگ موتہ میں امیر بنائے گئے تھے حالانکہ اللہ کی قسم! ان کا باپ زیدؓ امارت کے لائق تھا۔ اور یہ کہ وہ تمام لوگوں میں سے میرے نزدیک زیادہ محبوب تھا اب ان کے بعد یہ بھی تمام لوگوں میں سے میرے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔

حدیث(۳۴۶۱) **حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ الخ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ قَائِفٌ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِدٌ وَّاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍؓ وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَؓ مُضْطَجِعَانِ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهِ الْاَقْدَامُ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ قَالَ فَسُرَّ بِذٰلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَعْجَبَهٗ فَاَخْبَرَ بِهٖ عَائِشَةَؓ.**

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک قیافہ دان میرے پاس آیا جب کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی موجود تھے۔اور حضرت اسامہ بن زیدؓ اور زید بن حارثہؓ دونوں باپ بیٹا لیٹے ہوئے تھے۔وہ کہنے لگا یہ پاؤں تو ایک دوسرے کا حصہ معلوم ہوتے ہیں جس سے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے۔اسے پسند کیا اور حضرت عائشہؓ کو اس کی خبر دی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔قالت دخل علی قائف صفحہ ۱۸/۵۲۸ از شیخ زکریاؒ مولوی محمد حسن مکیؒ نے اپنی تقریر میں لکھا ہے کہ اس میں تسامح ہے۔دراصل قائف مسجد نبوی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔اور یہ دونوں باپ بیٹا مسجد میں لیٹے ہوئے تھے۔تو جب قائف نے یہ بات کہی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کے پاس گھر میں داخل ہوئے اور یہ خبر ان کو بتلائی ورنہ قائف حضرت عائشہؓ کے پاس کیسے آسکتا ہے اور یہ دونوں باپ بیٹے ان کے پاس کیسے لیٹ سکتے ہیں اگر چہ علامہ عینیؒ نے اسے نزول حجاب سے پہلے پر محمول کیا ہے یا بعد نزول بھی ہو تو پردے کے پیچھے سب کچھ ہوا۔لیکن حضرت قطب گنگوہیؒ کی توجیہ اس لئے بہتر ہے کہ کتاب الفرائض میں حضرت عائشہؓ کی روایت آرہی ہے۔جس میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن خوشی خوشی میرے پاس تشریف لائے اور مجزز قائف کا واقعہ بیان کیا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ حضرت زید بن حارثہؓ قبیلہ بنو کلب کے آدمی تھے۔ان کی والدہ ان کو لے کر اپنے میکے جارہی تھیں کہ لوٹ پڑ گئی وہ حضرت زیدؓ کو اٹھا کر سوق عکاظہ میں بیچنے کیلئے لے آئے جن کو حضرت حکیم بن حزام نے اپنی پھوپھی حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے لئے چار سو درہم پر خرید کرلیا۔جب حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی شادی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگئی تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ھبہ کر دیا۔ جب ان کا باپ حارثہ حاضر ہوئے تو آپؐ نے ان کو اختیار دے دیا کہ میرے پاس رہو یا باپ کے ساتھ چلے جاؤ۔انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہنے کو ترجیح دی۔تو آپؐ نے انہیں لے پالک بیٹا بنالیا۔اور اپنی باندی ام ایمن سے ان کا نکاح کر دیا۔جس سے حضرت اسامہ بن زیدؓ پیدا ہوئے جن کا رنگ سیاہ تھا اور ان کے باپ زیدؓ سفید تھے لوگ ان کے نسب میں شک کرتے تھے اگر چہ آپ کو ان کے صحیح النسب ہونے کا یقین تھا۔لیکن قیافہ دان کی تائید سے آپ کو خوشی ہوئی۔جس کا اظہار آپؐ نے حضرت عائشہؓ کے سامنے کیا۔حضرت زید بن حارثہؓ غزوہ موتہ میں لشکر کے سردار تھے۔جس میں خیار صحابہ کرامؓ تھے۔جن میں حضرت جعفر بن ابی طالبؓ بھی شامل تھے۔بہر حال چونکہ یہ دونوں باپ بیٹا آزاد کردہ غلام تھے۔عرب کے نخوت پسند لوگ موالی کی امارت سے گھن کرتے تھے۔اور ان کی اتباع سے کتراتے تھے۔جب اسلام آیا تو اس نے اس اونچ نیچ کو ختم کر دیا۔ سابقیت اسلام. ہجرت. علم اور تقویٰ کو سربلندی کا معیار قرار دیا۔لیکن پھر بھی رؤسا قبائل کے دلوں میں یہ خلجان باقی رہا۔ بالخصوص اہل نفاق تو اس میں پیش پیش تھے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیدؓ کو کئی لڑائیوں میں سردار بنا کر بھیجا۔کیونکہ وہ اس لائق تھے کہ ان سابقیہ فی الاسلام فضیلت اور قرب نبویؐ کی وجہ سے ان کو فوقیت دی گئی اور ان کے فضائل میں سے یہ ہے کہ قرآن مجید میں جماعت صحابہؓ میں سے صرف ان کا نام صراحۃً موجود ہے۔اور وہ غزوہ موتہ میں شہید ہوئے۔اور ان کی یہ فضیلت کتنی اہم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان باپ و بیٹا دونوں کو احب الناس الی فرمار ہے ہیں۔اور قرب کا کیا کہنا کہ زید بن محمد کے نام سے پکارے جاتے تھے۔اور حضرت زینبؓ قرشیہ سے ان کا نکاح کر دیا۔اگر چہ نباہ نہ ہونے کی وجہ سے انہیں طلاق دینا پڑی۔اور حضرت زینبؓ کو آپؐ نے ازواج مطہرات میں شامل فرمالیا۔وہ بڑی مسکین پرور تھیں۔ ام المساکین کے لقب سے پکاری جاتی تھیں۔

بَابُ ذِكْرِ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍؓ

ترجمہ۔ باب حضرت اسامہ بن زیدؓ کے تذکرہ میں

حدیث(۳۴۶۲)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ الخ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ قُرَيْشًا اَهَمَّهُمْ شَانُ الْمَرْاَةِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ فَقَالُوْا مَنْ يَّجْتَرِئُ عَلَيْهِ اِلَّا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍؓ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ قریش کو مخزومی عورت کے حال نے پریشان کیا۔ جس نے چوری کی تھی تو کہنے لگے اور تو سفارش کی کوئی جرأت نہیں کر سکتا البتہ حضرت اسامہ بن زیدؓ یہ جرأت کر سکتے ہیں کیونکہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں۔

حدیث(۳۴۶۳)حَدَّثَنَا عَلِيٌّ الخ قَالَ سُفْيَانُ ذَهَبْتُ اَسْاَلُ الزُّهْرِيَّ عَنْ حَدِيْثِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ فَصَاحَ بِيْ قُلْتُ لِسُفْيَانَ فَلَمْ تَحْمِلْهُ عَنْ اَحَدٍ قَالَ وَجَدْتُهُ فِيْ كِتَابٍ كَانَ كَتَبَهُ اَيُّوْبُ بْنُ مُوْسٰى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ امْرَاَةً مِّنْ بَنِيْ مَخْزُوْمٍ سَرَقَتْ قَالُوْا مَنْ يُّكَلِّمُ فِيْهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَجْتَرِئْ اَحَدٌ اَنْ يُّكَلِّمَهُ فَكَلَّمَهُ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍؓ فَقَالَ اِنَّ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ كَانَ اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَاِذَا سَرَقَ الضَّعِيْفُ قَطَعُوْهُ لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةُ لَقَطَعْتُ يَدَهَا.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ قبیلہ بنو مخزوم کی ایک عورت فاطمہ نے چوری کی تو قریش نے کہا کہ اور تو کوئی شخص جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارشی گفتگو کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا تو انہوں نے حضرت اسامہ بن زیدؓ کو تیار کیا۔ جنہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں بات چیت کی۔ جس پر آپؐ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں جب کوئی بڑا شریف آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جس وقت کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیتے۔ جس پر وہ ہلاک ہو گئے۔ اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی چوری کرنے والی ہوتی تو میں ضرور اس کا ہاتھ کاٹوں گا۔

حدیث(۳۴۶۴)حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ نَظَرَ ابْنُ عُمَرَؓ يَوْمًا وَّهُوَ فِي الْمَسْجِدِ اِلٰى رَجُلٍ يَسْحَبُ ثِيَابَهُ فِيْ نَاحِيَةٍ مِّنَ الْمَسْجِدِ فَقَالَ انْظُرْ مَنْ هٰذَا لَيْتَ هٰذَا عِنْدِيْ قَالَ لَهُ اِنْسَانٌ اَمَا تَعْرِفُ هٰذَا اَبَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ هٰذَا مُحَمَّدُ بْنُ اُسَامَةَ قَالَ فَطَاْطَاَ ابْنُ عُمَرَؓ رَاْسَهُ وَنَقَرَ بِيَدَيْهِ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ قَالَ لَوْرَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَحَبَّهُ.

ترجمہ۔ عبداللہ بن دینار کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے جب کہ وہ مسجد میں تھے ایک ایسے آدمی کو دیکھا جو مسجد کے ایک کونہ میں زمین پر اپنے کپڑے کھینچ رہا تھا تو انہوں نے پوچھا دیکھو یہ کون ہے۔ کاش! یہ میرے پاس ہوتا تو میں اسے نصیحت کرتا۔ تو کسی انسان نے ان کو بتلایا۔ کہ اے ابو عبدالرحمٰن کیا آپ ان کو نہیں پہچانتے یہ تو حضرت اسامہؓ کے بیٹے محمد ہیں۔ تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنا سر جھکا لیا اور زمین کے اندر اپنے دونوں ہاتھوں سے ٹھونگے مارنے لگے۔ پھر فرمایا کہ اگر انہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ لیتے تو ان سے ضرور محبت کرتے۔

حدیث(۳۴۶۵)حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الخ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍؓ حَدَّثَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ يَاْخُذُهُ وَالْحَسَنَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اَحِبَّهُمَا وَقَالَ نُعَيْمٌ الخ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ مَوْلٰى

لِاُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ الْحَجَّاجَ بْنَ اَيْمَنَ ابْنِ اُمِّ اَيْمَنَ وَكَانَ اَيْمَنُ بْنُ اُمِّ اَيْمَنَ اَخَا اُسَامَةَ لِاُمِّهٖ وَهُوَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَرَاٰهُ ابْنُ عُمَرَؓ لَمْ يُتِمَّ رُكُوْعَهٗ وَلَا سُجُوْدَهٗ فَقَالَ اَعِدْ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَحَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ الخ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ مَوْلٰى اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّهٗ بَيْنَمَا هُوَ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ اِذْ دَخَلَ الْحَجَّاجُ بْنُ اَيْمَنَ فَلَمْ يُتِمَّ رُكُوْعَهٗ وَلَا سُجُوْدَهٗ فَقَالَ اَعِدْ فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ لِيَ ابْنُ عُمَرَؓ مَنْ هٰذَا قُلْتُ الْحَجَّاجُ بْنُ اَيْمَنَ بْنِ اُمِّ اَيْمَنَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَؓ لَوْرَاٰى هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَحَبَّهٗ فَذَكَرَ حُبَّهٗ وَمَا وَلَدَتْهُ اُمُّ اَيْمَنَ قَالَ وَحَدَّثَنِيْ بَعْضُ اَصْحَابِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ وَكَانَتْ حَاضِنَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔حضرت اسامۃ بن زیدؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اور حضرت حسنؓ کو پکڑ لیتے تھے۔پس فرماتے اے اللہ! آپ بھی ان دونوں سے محبت فرمائیں۔کیونکہ میں بھی ان سے محبت کرتا ہوں۔اور نعیم اپنی سند سے امام زہری سے روایت کرتے ہیں۔کہ مجھے حضرت اسامہ بن زیدؓ کے غلام حرملہ نے خبر دی کہ حجاج بن ایمن جو حضرت ام ایمن کے بیٹے تھے۔اور ایمن حضرت اسامہؓ کی ماں کی طرف سے بھائی لگتے تھے کیونکہ حضرت زید نے عبید کے بعد حضرت ام ایمن سے نکاح کیا جس سے حضرت اسامہؓ پیدا ہوئے اور ایمن انصار کا آدمی تھا۔جن کا باپ عبید بن عمر خزرجی حبشی تھا جس نے حضرت ام ایمن سے زید بن حارثہ سے پہلے نکاح کیا تھا اور اس سے ایمن پیدا ہوئے تھے جو حنین میں شہید ہو گئے بہرحال حجاج بن ایمن مسجد میں داخل ہوئے۔انہیں حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے دیکھا کہ نماز پڑھ رہے ہیں لیکن رکوع اور سجود پورا نہیں کرتے۔جس پر انہوں نے فرمایا نماز کو لوٹاؤ نماز نہیں ہوئی۔امام بخاریؒ اپنی سند سے بیان کرتے ہیں کہ حرملہ مولیٰ اسامۃ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ دریں اثنا کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ہمراہ تھے کہ اچانک حجاج بن ایمن مسجد میں داخل ہو کر نماز ادا کرنے لگے۔لیکن نہ تو رکوع پورا کرتے تھے اور نہ سجود تو حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ نماز نہیں ہوئی لوٹاؤ۔پس جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا گیا تو ابن عمرؓ نے مجھ سے پوچھا یہ کون تھا۔میں نے کہا حجاج بن ایمن جو حضرت ام ایمن کے بیٹے تھے۔جس پھر حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا اگر اسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ لیتے تو اس سے ضرور محبت کرتے۔تو پھر انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو محبت ایمن اور ام ایمن کی اولاد سے تھی ان کو یاد کیا۔امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ میرے بعض اساتذہ نے سلیمان بن عبدالرحمٰن سے یہ الفاظ زائد نقل کئے کہ حضرت ام ایمنؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کنندہ تھی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔فصاح بی ۲۲/۵۲۷ شاید یہ کسی معاملہ میں مشغول ہوں گے۔تو ایسی حالت میں ان سے حدیث کے متعلق سوال کرنا مشکل تھا اس لئے آواز دی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔مولانا مکیؒ کی تقریر میں ہے کہ سفیان فرماتے ہیں کہ امام زہریؒ کسی غم میں مبتلا تھے۔جب میں نے ان سے سوال کیا تو انہوں نے مجھے ڈانٹ دیا کہ میں کسی حالت میں ہوں اور تمہارا یہ حال ہے کہ جب آتے ہو کوئی نہ کوئی سوال ضرور کرتے ہو چنانچہ میں محروم چلا گیا۔اس کے بعد میں نے یہ حدیث اور کسی سے اخذ نہیں کی البتہ ایوب عن الزہری کی کتاب میں اس حدیث کو دیکھا حافظؒ فرماتے ہیں کہ چیخ کر ان کا اس حدیث کے متعلق سوال کرنا اس لئے تھا کہ زہری قریشی تھے۔اور عورت مخزومیہ قریشیہ تھی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فطا طا ابن عمرؓ شاید ابن عمرؓ کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض حالات یاد آ گئے ہوں۔ کہ آپؐ ان سے کس قدر محبت کرتے تھے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ تعظیماً حضرت ابن عمرؓ نے سر جھکا لیا اور حاشیہ میں ہے کہ ندامت کی وجہ سے ایسا کیا۔ لیکن قطب گنگوہیؒ نے جو توجیہ بیان کی ہے وہ سب سے عمدہ ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ لا حبه چونکہ ابن عمرؓ نے زید بن حارثہ ام ایمن اور ان دونوں کی اولاد سے جو محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دیکھی تھی اس پر قیاس کرتے ہوئے یہ فرمایا اللھم احبھا الخ معلوم ہوا کہ ان ہر دو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت محض اللہ کی رضا کیلئے تھی تبھی تو اللہ کی محبت کو اپنی محبت پر مرتب فرمایا۔ اس حدیث سے حضرت اسامہؓ اور حضرت حسنؓ کی منقبت ثابت ہوئی۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کس قدر محبت کرتے تھے۔ بعض اصحاب کی جہالت اس سے دور ہو جائے گی کہ امام بخاریؒ ہمیشہ عادل ہی سے روایت کرتے ہیں۔

بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِؓ

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب کے فضائل کے بارے میں۔

حدیث(۳۴۶۶)حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرِالخ عَنِ ابْنِ عُمَرؓ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِيْ حَيٰوةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاٰى رُؤْيَا قَصَّهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَمَنَّيْتُ اَنْ اَرٰى رُؤْيَا اَقُصُّهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْتُ غُلَامًا اَعْزَبَ وَكُنْتُ اَنَامُ فِي الْمَسْجِدِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَاَنَّ مَلَكَيْنِ اَخَذَانِيْ فَذَهَبَابِيْ اِلَى النَّارِ فَاِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ وَاِذَا لَهَا قَرْنَانِ كَقَرْنَيِ الْبِئْرِ وَاِذَا فِيْهَا نَاسٌ قَدْ عَرَفْتُهُمْ فَجَعَلْتُ اَقُوْلُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ فَلَقِيَهُمَا مَلَكٌ اٰخَرُ فَقَالَ لِيْ لَنْ تُرَاعَ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّيْ قَالَ سَالِمٌ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ اِلَّا قَلِيْلًا.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جب کوئی شخص خواب دیکھتا تھا تو وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعبیر خواب کے لئے۔ بیان کرتا میری آرزو تھی کہ میں بھی کوئی خواب دیکھتا میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ گویا کہ دو فرشتوں نے آ کر مجھے پکڑا اور جہنم کی آگ کی طرف مجھے لے گئے۔ اس جہنم کو دیکھا کہ جس طرح کنویں کے من بنے ہوئے ہوتے ہیں اسی طرح اس کے بھی کنارے بنے ہوئے ہیں۔ اور کنویں کے دو کناروں کی طرح اس کے بھی دو کنارے ہیں۔ اور اس کے اندر کچھ لوگ ہیں جن کو میں نے پہچان لیا پس میں تو اعوذ باللہ من النار اعواذ باللہ من النار پڑھنے لگا۔ کہ جہنم سے اللہ کے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں۔ پس ان دو فرشتوں سے ایک تیسرا فرشتہ ملاقی ہوا۔ جس نے مجھے کہا کہ تم ڈرو مت پس میں نے یہ خواب اپنی بہن ام المومنین حضرت حفصہؓ سے بیان کیا جس کو حضرت حفصہؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا جس پر آپؐ نے فرمایا کہ عبداللہ بہترین آدمی ہے۔ کاش! یہ رات کو نماز پڑھ لیتا۔ سالمؒ ان کے بیٹے فرماتے ہیں کہ

حضرت عبداللہ بعد ازاں رات کو بہت تھوڑا سویا کرتے تھے۔

حدیث(۳۴۶۷)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ عَنْ اُخْتِهٖ حَفْصَةَؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ اپنی بہن حفصہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ حضرت عبداللہؓ بڑے نیک آدمی ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ قرنان كقرني البئر صفحہ ۱۴/۵۲۹ شاید یہ دو کنارے مجرموں کو داخل کرنے اور نکالنے کے ہوں گے۔ چونکہ یہ جہنم عالم مثال میں دکھائی گئی تھی۔ اس لئے ادنیٰ مشابہت بھی کافی ہے۔ ورنہ وہ درحقیقت جہنم تو نہیں تھی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حضرت گنگوہیؒ کی توجیہ لطیف ہے اور کسی شارح نے اس کو بیان نہیں کیا۔ اور کتاب التفسیر میں اس کا مفصل ذکر آرہا ہے کہ جہنم کے کنارے ہر دو کناروں کے درمیان ایک فرشتہ ہے جس کے ہاتھ میں لوہے کا ایک گرز ہے۔ جس سے فرشتے لوگوں کو کھینچ رہے ہیں۔ رجل صالح میں آپ کی منقبت ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ عَمَّارٍؓ وَّحُذَيْفَةَؓ

ترجمہ۔ حضرت عمارؓ اور حذیفہؓ کے فضائل کے بارے میں

حدیث(۳۴۶۸)حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمٰعِيلَ الخ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَدِمْتُ الشَّامَ فَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قُلْتُ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْلِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَاَتَيْتُ قَوْمًا فَجَلَسْتُ اِلَيْهِمْ فَاِذَا شَيْخٌ قَدْ جَآءَ حَتّٰى جَلَسَ اِلٰى جَنْبِيْ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا اَبُو الدَّرْدَآءِ فَقُلْتُ اِنِّيْ دَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّيَسِّرَلِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَيَسَّرَكَ لِيْ قَالَ مِمَّنْ اَنْتَ قُلْتُ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ قَالَ اَوَلَيْسَ عِنْدَكُمْ ابْنُ اُمِّ عَبْدٍ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالْوِسَادِ وَالْمِطْهَرَةِ وَفِيْكُمُ الَّذِيْ اَجَارَهُ اللّٰهُ مِنَ الشَّيْطَانِ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَلَيْسَ فِيْكُمْ صَاحِبُ سِرِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ لَا يَعْلَمُ اَحَدٌ غَيْرُهٗ ثُمَّ قَالَ كَيْفَ يَقْرَاُ عَبْدُ اللّٰهِ وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى قَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ اَقْرَاَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فِيْهِ اِلٰى فِيَّ.

ترجمہ۔ حضرت علقمہ تلمیذ عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں ملک شام میں آیا جامع مسجد میں دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھی پھر میں نے دعا مانگی اے اللہ! مجھے کوئی نیک ساتھی مہیا فرما۔ پس میں لوگوں کے پاس آیا اور ان کے ساتھ آکر بیٹھ گیا۔ پھر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگ تشریف لائے اور میرے پہلو میں آکر بیٹھ گئے۔ میں نے پوچھا آپ کون ہیں فرمایا ابوالدرداءؓ صحابی رسول ہوں۔ میں نے عرض کی کہ میں نے بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ کوئی نیک ساتھی مہیا فرمانا۔ سو اللہ تعالیٰ نے آپ کو میرے لئے مہیا فرما دیا انہوں نے پوچھا آپ کن لوگوں میں سے ہیں۔ میں نے کہا کہ اہل کوفہ میں سے ہوں۔ انہوں نے فرمایا تمہارے اندر ابن ام معبد یعنی عبداللہ بن مسعودؓ نہیں ہے جن کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے مبارک۔ تکیہ اور لوٹا ہوتا تھا۔ اور کیا تمہارے اندر وہ شخص نہیں ہے جس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اللہ تعالیٰ نے شیطان سے پناہ دی ہے۔ یعنی عمار بن یاسرؓ اور کیا تمہارے اندر وہ راز دار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے جن کے سوا حضورؐ کے راز کسی کو معلوم نہیں تھے۔ اور سناؤ کہ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سورت واللیل اذا یغشی کو کس طرح پڑھتے تھے۔ تو میں نے ان کو اس کی قرأت سنائی۔ واللیل اذا یغشی والنھار اذا تجلی وماخلق الذکر والانثی الخ انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم! مجھے بھی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح پڑھایا تھا جب کہ آپ کا منہ میرے منہ کی طرف تھا۔ یعنی بالمشافہ آمنے سامنے بیٹھ کر پڑھایا۔

حدیث(۳۴۶۹)حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الخ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ ذَهَبَ عَلْقَمَةُ اِلَی الشَّامِ فَلَمَّا دَخَلَ الْمَسْجِدَ قَالَ اللّٰهُمَّ یَسِّرْلِیْ جَلِیْسًا صَالِحًا فَجَلَسَ اِلٰی اَبِی الدَّرْدَآءِ فَقَالَ اَبُوالدَّرْدَآءِ مِمَّنْ اَنْتَ قَالَ مِنْ اَهْلِ الْکُوْفَةِ قَالَ اَلَیْسَ فِیْکُمْ اَوْمِنْکُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِیْ لَا یَعْلَمُهٗ غَیْرُهٗ یَعْنِیْ حُذَیْفَةَ قَالَ قُلْتُ بَلٰی قَالَ اَلَیْسَ فِیْکُمْ اَوْ مِنْکُمُ الَّذِیْ اَجَارَهُ اللّٰهُ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ یَعْنِیْ عَمَّارًا قُلْتُ بَلٰی اَلَیْسَ فِیْکُمْ اَوْ مِنْکُمْ صَاحِبُ السِّوَاکِ اَوِ السِّرَارِ قَالَ بَلٰی قَالَ کَیْفَ کَانَ عَبْدُ اللّٰهِ یَقْرَأُ وَاللَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰی قُلْتُ وَالذَّکَرِ وَالْاُنْثٰی قَالَ مَا زَالَ بِیْ هٰؤُلَآءِ حَتّٰی کَادُوْا یَسْتَنْزِلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت ابراہیم نخعیؒ سے مروی ہے کہ حضرت علقمہؒ شام کے ملک کی طرف گئے پس وہاں پہنچ کر جامع مسجد میں داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے اللہ! کسی نیک ساتھی کی سہولت بہم پہنچا۔ تو انہیں حضرت ابوالدرداءؓ کی صحبت نصیب ہوئی حضرت ابوالدرداءؓ نے ان سے پوچھا کہ آپ کن لوگوں میں سے ہیں انہوں نے کہا کہ کوفہ والوں میں سے تو انہوں نے پوچھا کہ تمہارے اندر یا تم میں سے وہ شخص نہیں ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر شیطان سے پناہ دی ہے۔ یعنی حضرت عمار بن یاسرؓ۔ میں نے کہا ہاں کیوں نہیں۔ پھر پوچھا کیا تم میں یا تم میں سے وہ راز دان نبوی نہیں ہے جس کے سوا آپؐ کے راز اور کوئی نہیں جانتا۔ یعنی حضرت حذیفہؓ۔ میں نے کہا ہاں کیوں نہیں پھر پوچھا کیا تمہارے اندر یا تم میں سے وہ صاحب نہیں ہے جن کے پاس آپ کا مسواک رہتا تھا یا ان کی ذات ہی کافی تھی۔ جن کو آپؐ کے پاس جانے کی اجازت کی ضرورت نہیں تھی۔ یعنی عبداللہ بن مسعودؓ۔ انہوں نے کہا ہاں کیوں نہیں۔ پوچھا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ واللیل اذا یغشی والنھار اذا تجلی کیسے پڑھتے تھے میں نے کہا والذکر والانثی فرمایا یہ لوگ شامی ہیں جو ہمیشہ اصرار کرتے رہے قریب تھا کہ مجھے اس چیز سے پھسلا دیتے جو میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ الیس فیکم صاحب السر صفحہ ۲۳/۵۲۹ بعض غزوات کے سفر میں منافقین نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کر دیا۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو ان سے محفوظ رکھا۔ اس وقت آنجناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت حذیفہؓ کے سوا اور کوئی نہیں تھا۔ اس لئے حضرت حذیفہؓ انہیں پہچانتے تھے کہ وہ کون کون ہیں۔ لیکن جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس قصے کو بیان کرنے سے روک دیا تھا۔ ان کی موت کے بعد حضرت حذیفہؓ ان کے حالات بتاتے تھے۔ جب ان میں سے کوئی مر جاتا تو حضرت عمرؓ ان سے پوچھتے تھے کہ کیا اس کا جنازہ پڑھا جائے یا نہ۔ اگر وہ روک دیتے تو یہ رک جاتے تھے۔ اگر حکم دیتے تو جنازہ پڑھتے تھے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت حذیفہ صحابہ کرامؓ میں صاحب سر رسول اللہ کے لقب سے مشہور تھے علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت حذیفہؓ منافقین کے احوال سے بھی واقف تھے جو آپ کی امت میں بعد ازاں پیش آنے والے تھے۔ کہتے ہیں وہ منافقین جن کے راز حضرت

حذیفہؓ کے پاس تھے ان کی تعداد سترہ ۱۷ تھی۔ حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا تھا کہ کیا میرے عمال میں سے بھی ان میں سے کوئی ہے تو انہوں نے فرمایا ایک آدمی ہے۔ پوچھا وہ کون ہے۔ تو انہوں نے صراحۃً تو نہ بتلایا اشارہ کنایہ سے حضرت عمرؓ کو علم ہو گیا۔ تو اسے معزول کر دیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلۃ احزاب میں ان کو اکیلے قوم کے حالات معلوم کرنے کے لئے بھیجا تھا تو وہ ان کی خبر لے کر آئے تھے۔

کان عمر یسا لہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ جب ان میں سے کوئی فوت ہوتا تھا تو حضرت حذیفہؓ کا انتظار کرتے اگر وہ جنازہ کی نماز میں شامل ہوتے تو یہ بھی جنازہ پڑھتے۔ ورنہ نہیں پڑھتے تھے۔ اگر چہ وہ دوسرے شہروں میں ہوتے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ صاحب النعلین والوسادۃ والمطھرۃ قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت گزار اور لازم ملازم صحابی تھے۔ مجالس میں آپؐ کے ہمراہ ہوتے تھے۔ اور آپ کا جوتا مبارک ان کے پاس ہوتا اور خلوت میں بھی آپؐ کے ساتھ ہوتے۔ یہاں تک کہ بستر ٹھیک کرتے اور سرہانہ رکھتے تھے اور جب آپ سو جاتے تو یہ آپؐ کے لئے پانی کا انتظام کرتے۔ سفر و حضر میں لوٹا طہارت کیلئے اٹھایا کرتے تھے۔ تو ایسے لازم ملازم صحابی کے پاس شریعت کا علم کافی وافی ہوگا جو طالب علم کو دوسرے سے مستغنی کر دیتا ہے۔

والذکر والانثی پہلے اس طرح نازل ہوا۔ بعدازاں **وماخلق الذکر والانثی** نازل ہوا جس کو ابن مسعودؓ اور ابوالدرداءؓ نے نہیں سنا۔ باقی لوگوں نے سنا اور اس کو قرآن مجید میں برقرار رکھا۔ اور ابن مسعودؓ کا یہ بھی گمان ہے کہ معوذتین قرآن مجید میں سے نہیں ہیں۔

اھل الکوفۃ سے مراد نواحی ہے بلکہ عراق مراد ہے۔ **سواد** سے مراد یا تو سرار ہے کہ آپؐ جب آہستہ باتیں کرتے ہوں یا سواد سے شخص مراد ہے۔ کہ یہ ان کی خصوصیت تھی کہ آپ کا کوئی راز ان سے پوشیدہ نہیں ہوتا تھا جب غسل کرتے تو یہ پردہ کرتے تھے جب سو جاتے تو یہ بیدار کرتے تھے۔ اور صحابہ کرامؓ میں صاحب السواد کے لقب سے مشہور تھے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ازواج مطہرات اور محارم کے پاس بھی آیا جایا کرتے تھے۔

بَابُ مَنَاقِبِ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ بْنِ الْجَرَّاحِؓ

ترجمہ۔ حضرت ابوعبیدۃ بن الجراحؓ کے فضائل کے بارے میں۔

حدیث (۳۴۷۰) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّؒ الخ حَدَّثَنِیْ اَنَسُ بْنُ مَالِکٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ لِکُلِّ اُمَّۃٍ اَمِیْنًا وَاِنَّ اَمِیْنَنَا اَیَّتُھَا الْاُمَّۃُ اَبُوْعُبَیْدَۃَ بْنُ الْجَرَّاحِؓ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر امت کیلئے ایک امانت دار ہوتا ہے۔ اے امت ہمارا امین ابوعبیدہ بن الجراحؓ ہے۔

حدیث (۳۴۷۱) حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ الخ عَنْ حُذَیْفَۃَؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَھْلِ نَجْرَانَ لَاَبْعَثَنَّ یَعْنِیْ عَلَیْکُمْ یَعْنِیْ اَمِیْنًا حَقَّ اَمِیْنٍ فَاَشْرَفَ اَصْحَابُہٗ فَبَعَثَ اَبَا عُبَیْدَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ.

ترجمہ۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران والوں سے فرمایا کہ میں تمہاری طرف ایک سچا امانت دار بھیجوں گا۔ آپؐ کے صحابہ کرامؓ جھانکنے لگے کہ کس کو بھیجتے ہیں۔ پس آپؐ نے حضرت عبیدہؓ کو بھیجا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ حضرت ابوعبیدہؓ جن کا نام عامر بن عبداللہ بن الجراح بن بلال تھا۔ قرشی فہری تھے۔ ان کے نام پر ان کی کنیت غالب رہی۔ تمام غزوات میں آپؐ کے ساتھ شامل رہے۔ غزوہ احد میں آپؐ کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ کہ چہرہ انور میں خود کی چودہ کڑیاں گھس گئی

تھیں۔ انہوں نے ان کو اپنے دانتوں سے نکالا جس سے ان کے اگلے دو دانت ٹوٹ کر گر پڑے حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں شام کے امیر تھے۔ ۱۸ھ میں شام کے اندر ہی آپ کی وفات ہوئی۔ اگر اشکال ہو کہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ تو عشرہ مبشرہ میں سے تھے ان کا ذکر عمار حذیفہ وغیرھم حضرات سے کیوں مؤخر کیا۔ جواب یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے اس جامع کے اندر احادیث کو بغیر کسی ترتیب کے کیفما اتفق جمع کیا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے قدم فی الاسلام کی رعایت کرتے ہوئے حضرات عمار وغیرھم کا ذکر پہلے کیا۔ نیز عشرہ مبشرہ میں سے تو خود عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور سعید بن زید بھی تو تھے۔ ان کا سرے سے ذکر ہی نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے اپنی جامع کا مسودہ بغیر ترتیب کے چھوڑ دیا تھا۔ جس میں ان لوگوں کے نام ذکر کئے جن میں نہ تو قدم اسلام کا نہ ہی سن رسیدہ ہونے کا اور نہ کسی اور افضلیت کا لحاظ کیا۔ جب کسی بات کی رعایت نہیں کی تو معلوم ہوا کہ انہوں نے ہر ترجمہ الگ الگ رکھا۔ ناقلین نے گڈمڈ کر دیا۔

امین کے معنی قابل اعتماد پسندیدہ آدمی اگرچہ یہ صفت صحابہ کرامؓ میں مشترک تھی۔ لیکن جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض صحابہ کرامؓ کو بعض صفات کے ساتھ مختص کر دیا۔ کہ اس صفت کا ان پر غلبہ ہوتا تھا۔ جیسے حیاء حضرت عثمانؓ کے لئے مختص فرمائی حالانکہ غسل خانہ میں بھی تینوں کپڑوں کے ساتھ نہاتے تھے جن سے فرشتے بھی حیا کرتے تھے۔

نجران یمن کا ایک شہر ہے۔ اشرف بمعنی اطلع.

بَابُ مَنَاقِبِ الْحَسَنِؓ وَالْحُسَيْنِؓ

ترجمہ۔ حضرت حسنؓ اور حسینؓ کے فضائل میں

قَالَ نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍؓ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَؓ عَانَقَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ

ترجمہ۔ حضرت نافع بن جبیرؒ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسنؓ کو گلے سے لگالیا۔

حدیث (۳۴۷۲) حَدَّثَنَا صَدَقَةُ الخ عَنِ الْحَسَنِ (بصری) اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا بَكْرَةَ سَمِعْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ اِلٰى جَنْبِهٖ يَنْظُرُ اِلَى النَّاسِ مَرَّةً وَّاِلَيْهِ مَرَّةً وَّيَقُوْلُ ابْنِىْ هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ.

ترجمہ۔ حضرت ابوبکرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منبر پر سنا جب کہ حضرت حسنؓ ان کے پہلو میں تھے کبھی آپ لوگوں کی طرف دیکھتے تھے اور کبھی ان حضرت حسنؓ کی طرف دیکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے اور شاید اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرادے۔

حدیث (۳۴۷۳) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍؓ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَاْخُذُهٗ وَالْحَسَنَ وَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اُحِبُّهُمَا فَاَحِبَّهُمَا اَوْ كَمَا قَالَ.

ترجمہ۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اور حضرت حسنؓ کو پکڑ لیتے۔ اور فرماتے اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں پس آپ بھی ان دونوں سے محبت کریں۔ یا جیسے آپؐ نے ارشاد فرمایا۔

حدیث (۳۴۷۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ اُتِىَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ

بِرَاْسِ الْحُسَيْنِ فَجُعِلَ فِيْ طَسْتٍ فَجَعَلَ يَنْكُتُ وَقَالَ فِيْ حُسْنِهٖ شَيْئًا فَقَالَ اَنَسٌ كَانَ اَشْبَهَهُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَخْضُوْبًا بِالْوَسْمَةِ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ والی کوفہ عبیداللہ بن زیاد کے پاس حضرت امام حسینؓ کا سر مبارک لایا گیا جس کو ایک تھال میں رکھا گیا تھا عبیداللہ ان کی آنکھ اور ناک میں لکڑی مارتا تھا اور ان کے حسن کے بارے میں کچھ عیب بیان کیا تو حضرت انسؓ نے فرمایا وہ تو اہل بیت میں سے سب سے زیادہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل تھے۔ حضرت حسینؓ کے سر اور داڑھی کے بال وسمہ سے رنگے ہوئے سیاہ تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہی ۔ کان مخضوبا الخ صفحہ ۱۵/۵۳۰ خالص وسمہ سیاہی پیدا نہیں کرتا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ وسمہ ایک بوٹی ہے کہ جس سے بالوں کو رنگ دیتے ہیں جس کا رنگ سیاہی مائل ہوتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد جنبوه السواد کے معارض نہیں اس لئے کہ وسمہ خالص سیاہی پیدا نہیں کرتا۔ ممانعت سیاہی خالص سے ہے۔ یا یہ کہ سیاہی مہندی پر غالب ہو۔ اگر حنا غالب ہو تو ممانعت نہیں ہے۔ شریعت کا منشاء یہ ہے کہ بالوں کی سفیدی جوانی کے کالے بالوں سے خلط ملط نہ ہو۔ شیخ شاب جوان نہ لگے۔ علاوہ ازیں حضرت حسینؓ غازی شہید تھے۔ جہاد میں تو کالا خضاب بھی جائز ہے۔ جیسے حضرت عمرؓ نے لگایا تھا۔ تاکہ کافر مرعوب ہوں۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ چونکہ بہت سے مناقب میں اشتراک ہے اس لئے امام بخاریؒ نے دونوں بھائیوں کا ذکر ایک باب میں کر دیا۔
حضرت حسنؓ تو رمضان المبارک ۳ھ میں پیدا ہوئے۔ اور آپ کی وفات ۵۰ھ میں مدینہ منورہ کے اندر زہر خورانی سے ہوئی۔ حضرت حسینؓ ۴ھ شعبان میں پیدا ہوئے۔ اور ۶۱ عاشورا کے دن کربلاء عراق میں شہید ہوئے۔
بین فئتین ایک کثیر گروہ جن کی تعداد چالیس ہزار تھی۔ وہ حضرت امام حسنؓ کے ہمراہ تھے اور ایک گروہ عظیم حضرت معاویہؓ کے ہمراہ تھا۔ حضرت حسنؓ نے قلت اور ذلت کی وجہ سے نہیں بلکہ محض امت پر شفقت کرتے ہوئے ملک اور دنیا کو چھوڑ دیا۔
عبیداللہ بن زیاد یزید بن معاویہ کی طرف سے کوفہ کا والی تھا۔ اس کے دور امارت میں حضرت حسینؓ شہید ہوئے۔

حدیث (۳۴۷۵) حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ الخ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَسَنُ عَلٰى عَاتِقِهٖ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ.

ترجمہ۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب کہ حسن بن علیؓ آپ کے کندھے مبارک پر تھے۔ آپ فرما رہے تھے اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس کو محبوب بنا لے۔

حدیث (۳۴۷۶) حَدَّثَنَا عَبْدَانُ الخ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ رَاَيْتُ اَبَا بَكْرٍ وَحَمَلَ الْحَسَنَ وَهُوَ يَقُوْلُ بِاَبِيْ شَبِيْهٌ بِالنَّبِيِّ لَيْسَ شَبِيْهٌ بِعَلِيٍّ وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ.

ترجمہ۔ حضرت عقبہ بن الحارثؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو دیکھا جو آپ حضرت حسنؓ کو اٹھائے ہوئے تھے فرما رہے تھے میرے باپ کی قسم! یہ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل ہیں۔ علیؓ کے ہم شکل نہیں ہیں۔ اور حضرت علیؓ پاس کھڑے ہنس رہے تھے۔

حدیث (۳۴۷۷) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ ارْقُبُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِهٖ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا آپؐ کے اہل بیت کے بارے میں جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لحاظ کرو یعنی ان کی وجہ سے ان کا احترام کرو۔

حدیث(۳۴۷۸) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُوْسٰی الخ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ لَمْ یَکُنْ اَحَدٌ اَشْبَهَ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّؓ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حسن بن علیؓ سے زیادہ کوئی شخص کوئی بھی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل نہیں تھا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ ترمذی شریف کی روایت کے مطابق سینہ سے سر تک تو حضرت حسنؓ آپؐ کے مشابہ تھے۔ اور سینے سے نیچے تک حضرت حسینؓ مشابہ تھے۔

حدیث(۳۴۷۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَؓ وَسَاَلَهٗ عَنِ الْمُحْرِمِ قَالَ شُعْبَةُ اَحْسِبُهٗ یَقْتُلُ الذُّبَابَ فَقَالَ اَهْلُ الْعِرَاقِ یَسْاَلُوْنَ عَنِ الذُّبَابِ وَقَدْ قَتَلُوْا ابْنَ ابْنَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هُمَا رَیْحَانَتَایَ مِنَ الدُّنْیَا.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کسی عراقی نے محرم حج وعمرہ کے بارے میں پوچھا۔ شعبہ کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ جو مکھی کو مار ڈالتا ہے آیا اس پر کوئی جزا ہے یا نہیں۔ تو حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ عراق والے مکھی کے مار ڈالنے کے متعلق تو تقویٰ کا اظہار کرتے ہوئے سوال کرتے ہیں۔ ادھر حال یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے بیٹے یعنی نواسے کو شہید کر دیا۔ حالانکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یہ دونوں حسنؓ اور حسینؓ دنیا میں میری خوشبوئیں ہیں۔ یا ناز بوٹی ہیں جن کو انسان سونگھتا ہے۔ بچوں کو بھی اسی طرح انسان سونگھتا ہے اور بوسہ دیتا ہے۔ مقصد یہ تھا کہ قتل حسین پر تو جرأت کر لی۔ ادھر مکھی اور مچھر کے مسئلے پوچھ رہے ہیں۔

بَابُ مَنَاقِبِ بِلَالٍؓ بْنِ رِبَاحٍ مَوْلٰی اَبِیْ بَکْرٍؓ

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَیْکَ بَیْنَ یَدَیَّ فِی الْجَنَّةِ.

ترجمہ۔ حضرت بلالؓ بن ابی رباح جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے آزاد کردہ غلام تھے ان کے فضائل کے بارے میں۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بلال! میں نے تو جنت کے اندر اپنے سامنے تمہارے جوتوں کی کھسکھساہٹ کی آواز سنی۔

حدیث (۳۴۸۰) حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ الخ اَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِؓ قَالَ کَانَ عُمَرُؓ یَقُوْلُ اَبُوْبَکْرٍؓ سَیِّدُنَا وَاَعْتَقَ سَیِّدَنَا یَعْنِیْ بِلَالًا.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ ہمارے سردار ہیں اور انہوں نے ہمارے سردار حضرت بلالؓ کو آزاد کر دیا۔ حضرت بلالؓ ہمارے سرداروں میں سے ہے اس سے ان کی حضرت عمرؓ اور دیگر صحابہؓ پر افضلیت لازم نہیں آتی۔ جیسے ابن عمرؓ فرماتے ہیں ما رأیت اسود من معاویہؓ کہ میں نے حضرت امیر معاویہؓ سے زیادہ سردار کسی کو نہیں دیکھا۔ حالانکہ وہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کو دیکھ چکے تھے۔

حدیث (۳۴۸۱) حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ الخ عَنْ قَیْسٍ اَنَّ بِلَالًاؓ قَالَ لِاَبِیْ بَکْرٍؓ اِنْ کُنْتَ اِنَّمَا اشْتَرَیْتَنِیْ لِنَفْسِکَ فَاَمْسِکْنِیْ وَاِنْ کُنْتَ اِنَّمَا اشْتَرَیْتَنِیْ لِلّٰهِ فَدَعْنِیْ وَعَمَلَ اللّٰهِ.

ترجمہ۔ حضرت قیسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت بلالؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کہا جب کہ مسجد نبوی انہیں خالی نظر آئی۔ وہ مدینہ سے ہجرت کر کے شام کی طرف جہاد کے لئے جانا چاہتے تھے۔ کہ اگر آپ نے مجھے اپنی ذات کے لئے خرید کیا ہے تو مجھے اپنے پاس روک رکھو۔ اگر اللہ کے لئے خریدا ہے تو مجھے میرے عمل الٰہی کے ساتھ چھوڑ دو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فدعنی و عمل الله صفحہ ۵/۵۳۱ یہ محل ترجمہ ہے کہ حضرت بلالؓ نے پسند کیا کہ اب وہ محض اللہ تعالیٰ کے ہی ہو کر رہیں گے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینیؒ بھی فرماتے ہیں دعنی و عمل الله سے ترجمہ ماخوذ ہے۔ کیونکہ وہ حضرت بلالؓ تجرد الی اللہ اور اللہ کے اعمال میں مشغول رہنا چاہتے تھے اور یہ کوئی تھوڑی منقبت نہیں۔ مولانا مکیؒ کی تقریر میں ہے فدعنی ای اعتقنی کہ مجھے آزاد کردو۔ چنانچہ ابوبکر صدیقؓ نے آزاد کر دیا۔ یہ گفتگو خریداری کے وقت تھی۔ لیکن طبقات ابن سعد میں ہے کہ حضرت بلالؓ نے فرمایا افضل عمل المؤمن جہاد ہے۔ اس لئے میں جہاد کے لئے جانا چاہتا ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم اور اپنا حق جتلا کر کہتا ہوں کہ تم میرے ہاں قیام کرو۔ چنانچہ ان کی وفات تک رہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں انہیں اجازت دے دی شام کی طرف گئے جہاد کیا اور طاعون عمواس میں ۱۸ھ کے اندر وفات پائی۔ استیعاب میں ہے کہ حضرت بلالؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مسجد نبوی کے اندر اذان پڑھی۔ حضرت ابوبکرؓ کی زندگی میں بھی اذان کہتے رہے۔ لیکن حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اذان نہیں پڑھی دریافت کرنے پر فرمایا کہ میں نے آپؐ سے سنا تھا کہ افضل عمل جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ اس لئے جہاد کے لئے چلے گئے۔

بَابُ مَنَاقِبِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ جو علماء صحابہؓ میں سے تھے ان کے فضائل کے بارے میں۔

حدیث (۳۴۸۲) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ ضَمَّنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى صَدْرِهٖ وَقَالَ اللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مجھے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا اے اللہ! انہیں حکمت سکھلا ے حکمت سے اگر قرآن مراد ہو تو علمه الكتاب کے مناسب ہے۔

حدیث (۳۴۸۳) حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ الخ عَنْ خَالِدٍ مِثْلَهٗ قَالَ الْبُخَارِي الْحِكْمَةُ الْإِصَابَةُ فِيْ غَيْرِ النُّبُوَّةِ.

ترجمہ۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ حکمت کے معنی ہیں نبوت کے علاوہ باقی معاملات میں رائے کا ٹھیک ہونا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ والحکمة الخ صفحہ ۵/۵۳۱ مقصد یہ ہے کہ حکمت کا لفظ انبیاء اور غیر انبیاء دونوں کے لئے مستعمل ہے۔ نبیاء کے لئے تو اصابت اور نبوت کے معنی ہیں اور غیر انبیاء میں جیسے کہ یہاں استعمال کیا گیا ہے اس کے معنی اصابت رائے کے ہیں جو نبوت کے علاوہ ہو۔ تو ظاہر یہی ہے کہ مؤلف کی غرض یہ بتلانا ہے کہ حکمت کا لفظ جب غیر محل نبوت میں مستعمل ہو تو اس کے معنی اصابت کے ہوتے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شیخ گنگوہیؒ نے جو تقسیم کی ہے وہ صحیح ہے کہ حکمت کے معنی نبوت اور اصابت کے ہیں۔ جیسے داؤد علیہ السلام کے بارے میں ہے اتیناہ الحکمة وفصل الخطاب تو مفسرین نے اس آیت میں حکمت سے نبوت مراد لی ہے۔ اور شراح کے کلام سے امام بخاریؒ

کے قول غیر النبوت حکمت سے متعلق ہے۔ یعنی الحکمه هی الاصابة التی تکون فی غیر النبوة اور حافظ فرماتے ہیں کہ حکمت سے مراد اس جگہ اصابت فی القول یا فهم عن الله اور بعض نے کہا وہ نور ہے جو الہام اور وسواس میں فرق کرتا ہے بہر حال ابن عباسؓ حبر الامۃ اور تفسیر قرآن کو صحابہؓ کی جماعت میں سے سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں الحکمت سنت رسول الله صلی الله علیه وسلم.

بَابُ مَنَاقِبِ خَالِدِ بْنِ وَلِيْدٍؓ

ترجمہ۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کے فضائل کے بارے میں

حدیث (۳۴۸۴) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ وَاقِدٍ الخ عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعٰی زَيْدًا وَّجَعْفَرًا وَّابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ اَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَ جَعْفَرٌ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَاُصِيْبَ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ حَتّٰى اَخَذَ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ان حضرات کی خبر آنے سے پہلے فرمادیا حضرت زید جعفرؓ اور ابن رواحہؓ شہید ہو چکے ہیں فرمایا پہلے پہل جھنڈا حضرت زید بن حارثہؓ کے ہاتھ میں تھا وہ شہید ہو گئے تو اسے حضرت جعفر طیارؓ نے پکڑ لیا وہ شہید ہو گئے تو اسے عبداللہ بن رواحہؓ نے پکڑ لیا وہ بھی شہید ہو گئے اور آپ کی دونوں آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں حتی کہ اسے اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار خالد بن ولیدؓ نے پکڑی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح نصیب فرمائی یہ حدیث کتاب الجنائز میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ سَالِمٍؓ مَوْلٰى اَبِیْ حُذَيْفَةَؓ

ترجمہ۔ حضرت سالم مولیٰ ابو حذیفہؓ کے فضائل میں

حدیث (۳۴۸۵) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الخ قَالَ ذُكِرَ عَبْدُ اللّٰهِ عِنْدَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَقَالَ ذَاکَ رَجُلٌ لَا اَزَالُ اُحِبُّهُ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِسْتَقْرِءُوا الْقُرْاٰنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍؓ فَبَدَاَ بِهٖ وَسَالِمٍ مَوْلٰى اَبِیْ حُذَيْفَةَؓ وَاُبَیِّ بْنِ كَعْبٍؓ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍؓ قَالَ لَا اَدْرِیْ بَدَاَ بِاُبَیٍّ اَوْ بِمُعَاذٍ.

ترجمہ۔ حضرت مسروقؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے پاس حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا تذکرہ ہوا تو وہ فرمانے لگے کہ یہ وہ شخص ہے جس سے میں ہمیشہ محبت کرنے لگا ہوں بعد اس کے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ قرآن مجید چار آدمیوں سے پڑھنا حاصل کرو۔ عبداللہ بن مسعودؓ جن کے نام سے آپؐ نے ابتدا فرمائی۔ پھر سالم مولیٰ ابو حذیفہؓ ہیں اور تیسرے ابی بن کعبؓ اور چوتھے معاذ بن جبلؓ ہیں۔ مجھے یاد نہیں رہا کہ آپؐ نے پہلے ابی بن کعبؓ کا نام لیا یا معاذ بن جبلؓ کا لیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ من اربعة صفحہ ۱۳/۵۳۱ ان چار حضرات کو فضیلت یا تو اس لئے حاصل ہے کہ انہوں نے بغیر کسی کے واسطہ کے قرآن مجید خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا یا اس لئے قراء میں سے معانی اور مطالب کے سمجھنے میں سب سے فائق تھے یا قرأت کے طرق سے سب قراء سے زیادہ جاننے والے تھے۔ یا اس لئے کہ الفاظ کی ادائیگی اور حروف کو اپنے مخارج سے نکالنے میں زیادہ ماہر تھے۔ اور بھی وجوہ

ترجیح ہوسکتے ہیں۔بہرحال چار کا عدد حصر کے لئے نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریا ؒ۔ علامہ کرمانی ؒ نے لکھا ہے کہ ان چار کی تخصیص کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ حضرات الفاظ قرآنی کو ضبط کرنے اور ان کے صحیح طور پر ادا کرنے کے ماہر تھے۔اگرچہ دوسرے حضرات معانی کے سمجھنے میں ان سے زیادہ قابل تھے۔یا اس لئے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشافہۃ قرآن مجید اخذ کرنے کیلئے اپنے آپ کو فارغ کر لیا تھا۔یا اس لئے قرآن مجید ان سے اخذ کیا جائے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد کے حالات کی اطلاع دے رہے ہیں۔

تشریح از قاسمی ؒ۔ حضرت سالم اہل فارس میں سے تھے۔ان کا شمار مہاجرین میں ہوتا تھا کیونکہ انہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی اور تمام موالی میں سے فاضل تھے۔اور انصار میں ان کو اس لئے شمار کیا جاتا تھا کہ اولاً یہ حضرت ابوحذیفہؓ کی بیوی انصاریہ کے غلام تھے۔اور قریش میں اور عجم میں اور موالی اور قراء میں ان کا شمار ہوتا ہے۔اور آپ یمامہ کی جنگ میں شہید ہو گئے۔

بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍؓ

ترجمہ۔حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے فضائل کے بارے میں

حدیث(۳۴۸۶)حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الخ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا وَقَالَ اِنَّ مِنْ اَحَبِّكُمْ اِلَيَّ اَحْسَنُكُمْ اَخْلَاقًا وَّقَالَ اسْتَقْرِؤُا الْقُرْاٰنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ مِّنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍؓ وَّسَالِمٍؓ مَّوْلٰى اَبِيْ حُذَيْفَةَؓ وَاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍؓ وَّمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍؓ.

ترجمہ۔حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدگو نہیں۔نہ زبردستی بدگوئی کرتے تھے اور فرمایا کہ میرے نزدیک تم میں سے میرا زیادہ محبوب وہ ہے جو تم میں سے اچھے اخلاق کا مالک ہوگا۔اور فرمایا قرآن مجید حاصل کرنا چاہتے ہو تو ان چار سے حاصل کرو۔عبداللہ بن مسعودؓ سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ۔ابی بن کعبؓ اور معاذ بن جبلؓ ہیں۔

تشریح از قاسمی ؒ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بنو ھذیل میں سے ہیں۔آپ کے والد جاہلیۃ میں وفات پا گئے۔آپ کی والدہ مسلمان ہو گئیں اور صحابیہ بنیں۔اس لئے کبھی کبھی ام عبد کی طرف نسبت کی جاتی ہے۔سابقین اولین میں سے ہیں۔اسلام میں داخل ہونے والے چھٹے آدمی ہیں۔دو ہجرتیں کی ہیں اور دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے۔بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے جنت کی شہادت دی۔علماء صحابہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔کوفہ کے قاضی بنے۔بیت المال کے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں نگران تھے۔حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں مدینہ چلے آئے۔۳۲ھ میں وفات ہوئی۔بقیع میں دفن کئے گئے۔اور ساٹھ سے اوپر روایات آپ سے منقول ہیں۔خلفاء اربعہ بھی آپ سے روایت کرنے والے ہیں۔

حدیث(۳۴۸۷)حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اَبِيْ عَوَانَةَ الخ عَنْ عَلْقَمَةَ دَخَلْتُ الشَّامَ فَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ فَقُلْتُ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْلِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَرَاَيْتُ شَيْخًا مُقْبِلًا فَلَمَّا دَنٰى قُلْتُ اَرْجُوْا اَنْ يَّكُوْنَ اسْتَجَابَ قَالَ مِنْ اَيْنَ اَنْتَ قُلْتُ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ قَالَ اَفَلَمْ يَكُنْ فِيْكُمْ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالْوِسَادِ وَالْمِطْهَرَةِ اَوَلَمْ يَكُنْ فِيْكُمُ الَّذِيْ اُجِيْرَ مِنَ الشَّيْطَانِ اَوَلَمْ يَكُنْ فِيْكُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِيْ لَا يَعْلَمُهٗ غَيْرُهٗ

كَيْفَ قَرَأَ ابْنُ أُمِّ عَبْدٍ وَّاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى فَقَرَأْتُ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلّٰى وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى قَالَ أَقْرَأَنِيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاهُ إِلٰى فِيَّ فَمَا زَالَ هٰؤُلَآءِ حَتّٰى كَادُوْا يَرُدُّوْنِيْ.

ترجمہ۔ حضرت علقمہؓ فرماتے ہیں کہ میں شام کی جامع مسجد میں داخل ہوا۔ دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کی۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اے اللہ! کوئی نیک ساتھی مہیا فرما پس میں نے حضرت ابوالدرداءؓ شیخ کو آتے ہوئے۔ دیکھا پس جب وہ قریب ہوئے میں نے کہا میری آرزو تھی جو قبول و پوری ہوگئی۔ پوچھا آپ کہاں سے آئے ہیں۔ میں نے کہا کوفہ والوں میں سے ہوں فرمایا کیا تمہارے اندر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نہیں ہیں جن کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے سرہانہ اور وضو کا لوٹا رہتا تھا جو کہ لازم ملازم صحابی تھے۔ کیا تمہارے اندر حضرت عمارؓ نہیں جنہیں شیطان سے پناہ دی گئی اور کیا تمہارے اندر وہ حضرت حذیفہؓ نہیں جو آپؐ کے ایسے راز دان ہیں کہ ان کے سوا ان کو اور کوئی نہیں جانتا۔ ابن ام عبد عبداللہ بن مسعودؓ واللیل اذا یغشی کو کیسے پڑھتے تھے۔ علقمہ فرماتے ہیں کہ میں نے پڑھا واللیل اذا یغشی والنھار اذا تجلی والذکر والانثی۔ حضرت ابوالدرداءؓ نے فرمایا یہ مجھے بھی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح فرمایا تھا۔ جب کہ آپ کا منہ میرے منہ کی طرف تھا۔ پس لوگ مجھے برابر روک رہے ہیں یہاں تک کہ قریب ہے کہ مجھے اس سے لوٹا دیتے۔

حدیث(۳۴۸۸) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الخ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ سَأَلْنَا حُذَيْفَةَؓ عَنْ رَّجُلٍ قَرِيْبِ السَّمْتِ وَالْهَدْيِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى نَأْخُذَ عَنْهُ فَقَالَ مَا أَعْرِفُ أَحَدًا أَقْرَبَ سَمْتًا وَّهَدْيًا وَّدَلًّا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ.

ترجمہ۔ عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت حذیفہؓ سے ایسے آدمی کے متعلق پوچھا جو شکل اور طریقہ کے اعتبار سے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو۔ تا کہ ہم اس سے خصلت پکڑیں۔ فرمایا کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خصلت عادت اور سیرت اور حالت میں زیادہ قریب ابن ام عبد یعنی عبداللہ بن مسعودؓ سے اور کسی کو نہیں جانتا۔

حدیث(۳۴۸۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الخ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا مُوْسَى الْأَشْعَرِيَّؓ يَقُوْلُ قَدِمْتُ أَنَا وَأَخِيْ مِنَ الْيَمَنِ فَمَكَثْنَا حِيْنًا مَا نَرٰى إِلَّا أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُوْدٍؓ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا نَرٰى مِنْ دُخُوْلِهٖ وَدُخُوْلِ أُمِّهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ میں اور میرا بھائی ابوبردہؓ یمن سے آئے اور کچھ عرصہ آپؐ کے یہاں ٹھہرے۔ ہم یہی سمجھتے رہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے کوئی آدمی ہیں۔ کیونکہ ان کا اور ان کی والدہ کا جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں اکثر آنا جانا ہوتا تھا

بَابُ ذِكْرِ مُعَاوِيَةَؓ

ترجمہ۔ معاویہؓ بن ابی سفیان کا ذکر

حدیث(۳۴۹۰) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ الخ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ أَوْتَرَ مُعَاوِيَةُ بَعْدَ الْعِشَآءِ بِرَكْعَةٍ وَعِنْدَهٗ مَوْلًى لِابْنِ عَبَّاسٍؓ فَأَتَى ابْنَ عَبَّاسٍؓ فَقَالَ دَعْهُ فَإِنَّهٗ صَحِبَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے حضرت امیر معاویہؓ نے عشاء کے بعد ایک رکعت وتر ادا کی جب کہ ان کے پاس حضرت ابن عباسؓ کا غلام موجود تھا جس نے اس پر اعتراض کیا تو حضرت ابن عباسؓ نے ان سے فرمایا کہ ان کو اپنے حال پر چھوڑ دو وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہ چکے ہیں۔

حدیث(۳۴۹۱)حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ الخ حَدَّثَنِی ابْنُ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ قِیْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍؓ هَلْ لَکَ فِیْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ مُعَاوِیَۃَؓ فَاِنَّہٗ مَا اَوْتَرَ اِلَّا بِوَاحِدَۃٍ قَالَ اِنَّہٗ فَقِیْہٌ.

ترجمہ۔ابن ابی ملیکہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ سے کہا گیا کہ کیا آپ امیر المؤمنین معاویہؓ کو نہیں دیکھتے کہ وہ ایک رکعت سے زیادہ وتر کی نماز نہیں پڑھتے فرمایا انہوں نے ٹھیک کیا۔کیونکہ فقیہ اور سمجھدار ہیں۔

حدیث(۳۴۹۲)حَدَّثَنَا عَمْرُوبْنُ عَبَّاسٍؓ الخ عَنْ مُعَاوِیَۃَؓ قَالَ اِنَّکُمْ لَتُصَلُّوْنَ صَلٰوۃً لَقَدْ صَحِبْنَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَا رَاَیْنَاہُ یُصَلِّیْهِمَا وَلَقَدْ نَهٰی عَنْهُمَا یَعْنِی الرَّکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ.

ترجمہ۔حضرت امیر معاویہؓ فرماتے ہیں بے شک تم لوگ ایک نماز پڑھتے ہو۔تحقیق ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ہیں ہم نے آپ کو وہ دو رکعتیں پڑھتے نہیں دیکھا اور تحقیق آپ ان سے منع فرماتے تھے۔یعنی عصر کے بعد دو رکعت نفل پڑھنے سے روکتے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔امام بخاریؒ نے اس مقام پر عنوان تبدیل کر دیا ہے۔مناقب سے تعبیر نہیں کیا۔کیونکہ ان میں صحبت اور فقاہت سے زیادہ اور کوئی منقبت بیان نہیں کی حالانکہ وہ اکثر صحابہ میں مشترک ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔عامۃ الشراح بھی یہی کہہ رہے ہیں چنانچہ حافظؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے اس ترجمہ میں عنوان بدل کر ذکر کیا ہے کوئی فضیلت اور منقبت بیان نہیں کی کیونکہ حدیث باب سے کوئی فضیلت ثابت نہیں ہوتی ظاہر شہادت ابن عباسؓ سے فقہ اور صحبت کا اثبات ہوتا ہے جو بے شک فضل کثیر ہے لیکن منقبت خاصہ نہیں ہے۔ان ابواب میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں امام بخاریؒ نے ان کا عنوان مناقب سے بیان کیا چونکہ امیر معاویہؓ کے بارے میں جو احادیث وارد ہوئیں وہ اگرچہ مشہور تھیں لیکن امام بخاریؒ کی شرط پر نہیں تھیں۔اس لئے ترجمہ میں عنوان بدل دیا۔ اسحٰق بن راہویہ نے کہا ہے کہ امیر معاویہؓ کے مناقب میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے اس لئے امام بخاریؒ نے مناقب کا لفظ صراحۃً ذکر نہیں کیا۔

تشریح از قاسمیؒ۔امام نسائیؒ سے پوچھا گیا کہ فضل معاویہؓ کے بارے میں کوئی صحیح حدیث ہے۔تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ برابر سرابر چھوٹ جائیں تو غنیمت ہے تم فضائل پوچھتے ہو جس پر ان کو اس قدر مارا پیٹا گیا کہ جان سے ہاتھ دھونے پڑے مولانا عبدالعزیز پرہارویؒ نے ایک رسالہ لکھا ہے جس کا نام ہے ناهیه عن ذم معاویه اس میں ان کے فضائل کی احادیث بیان کی ہیں باقی وتر کے بارے میں حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کا اجماع کہ وتر تین رکعات ہیں اور سلام درمیان میں نہیں۔تیسری رکعت کے آخر میں پھیرا جائے۔اور ابن التین فرماتے ہیں وتر ایک رکعت کا فقہاء میں سے کوئی قائل نہیں ہے۔اکثر حضرات وتر بالرکعت کی نفی کرتے ہیں۔شیخ عبدالحق دہلویؒ "صراط مستقیم" میں لکھتے ہیں کہ فعل معاویہؓ سے حاضرین کی وحشت انکار۔استبعاد اور حضرت ابن عباسؓ کا مجملاً صحبت اور فقاہت سے جواب دینا صریح دلیل ہے کہ وتر برکعت متعارف نہیں تھا۔اور حدیث میں ہے نهی رسول الله صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عن صلوة البتيراء ایک رکعت والی نماز سے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ فَاطِمَةَؓ

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ

ترجمہ۔ حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کے فضائل کے بارے میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا فاطمۃ الزہراءؓ تو جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔

حدیث (۳۴۹۳) حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ الخ عَنِ الْمِسْوَرِبْنِ مَخْرَمَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَةُؓ بَضْعَةٌ مِنِّىْ فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِىْ.

ترجمہ۔ حضرت مسور بن مخرمہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمۃ الزہراءؓ میرے بدن کا ٹکڑا ہے۔ جس نے اس کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔

حدیث (۳۴۹۴) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ الخ عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ اِبْنَتَهُ فِىْ شَكْوَاهُ الَّتِىْ قُبِضَ فِيْهَا فَسَارَّهَا فَضَحِكَتْ قَالَتْ فَسَأَلْتُهَا عَنْ ذٰلِكَ. قَالَتْ سَارَّنِى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَنِىْ اَنَّهُ يُقْبَضُ فِىْ وَجْعِهِ الَّذِىْ تُوُفِّىَ فِيْهِ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِىْ فَاَخْبَرَنِىْ اَنِّىْ اَوَّلُ اَهْلِ بَيْتِهِ اَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کو اپنی اس بیماری میں بلوایا جس میں آپ کی وفات ہوگئی۔ تو آہستہ سے ان کے کان میں کوئی بات کہی جس پر ان کو رونا آ گیا۔ پھر بلا کر ایک اور آہستہ سے بات کہی جس پر وہ ہنس پڑیں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اس کے متعلق ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ پہلے تو آہستہ بات کر کے آپؐ نے مجھے اطلاع دی کہ آپؐ اسی بیماری میں وفات پا جائیں گے جس میں آپؐ نے وفات پائی۔ جس پر مجھے رونا آ گیا پھر آہستہ بات کر کے آپؐ نے مجھے بتلایا کہ آپؐ کے اہل بیت میں سے سب سے پہلے وہی آپؐ کے پیچھے آئیں گی جس پر میں ہنس پڑی۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ حدیث مع بحث کے گذر چکی۔ حضرت فاطمہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں پندرہ سال کی عمر میں حضرت علیؓ سے ان کی شادی ہوئی۔ غزوۂ احد کے بعد اور رمضان ۱۱ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ حضرت علیؓ نے ان کو غسل دیا۔ اور نماز جنازہ بھی انہوں نے پڑھائی۔ اور ان کی وصیت کے مطابق انہیں رات کو دفن کیا گیا۔ صاحب ریاض النضرة نے ثابت کیا ہے کہ جنازہ کی نماز حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پڑھائی۔ جس کی اجازت خود حضرت علیؓ نے دی۔ اور استیعاب میں ہے کہ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اکتالیس ۴۱ سال بعد حضرت فاطمہؓ کی ولادت ہوئی۔ اور حضرت عائشہؓ کی رخصتی کے ساڑھے چار ماہ بعد ان کا حضرت علیؓ سے نکاح ہوا اور ساڑھے نو ماہ بعد رخصتی ہوئی۔ ان کی عمر پندرہ سال پانچ ماہ تھی۔ اور حضرت علیؓ کی عمر اکیس سال پانچ ماہ تھی۔ حق مہر کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنی زرہ مہر میں دی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ چار سواسی ۴۸۰ درہم حق مہر پر حضرت علیؓ سے نکاح ہوا۔ فضل فاطمہؓ۔ عائشہؓ و خدیجہؓ میں اختلاف ہے۔ صحیح قول توقف کا ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ بضعة الرسول ہونے کی وجہ سے حضرت فاطمہؓ افضل ہیں۔ پھر ان کی والدہ خدیجہؓ اور پھر حضرت عائشہؓ۔ سیوطیؒ نے نقایہ میں لکھا ہے کہ افضل النساء مریمؑ اور فاطمہؓ ہیں اور افضل امہات المؤمنین خدیجہؓ و عائشہؓ ہیں

چونکہ دلیل قطعی کوئی نہیں ظنیات متعارضہ ہیں۔ اسلئے سب کے بارے میں توقف اولیٰ ہے۔

بَابُ فَضْلِ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ کی فضیلت کے بارے میں

حدیث (۳۴۹۵) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ الخ اَنَّ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا يَا عَآئِشُ هٰذَا جِبْرِيْلُ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ فَقُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ تَرٰى مَالَا اَرٰى تُرِيْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دن جناب رسول اللہ نے فرمایا اے عائشہ! یہ جبرائیلؑ ہے جو آپ پر سلام پڑھتا ہے۔ میں نے کہا اس پر بھی سلام ہو۔ اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں۔ بے شک آپ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کچھ دیکھتے ہیں جو ہم نہیں دیکھ سکتے۔

حدیث (۳۴۹۶) حَدَّثَنَا آدَمُ الخ عَنْ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَاٰسِيَةُ اِمْرَاَةُ فِرْعَوْنَ وَفَضْلُ عَآئِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَآئِرِ الطَّعَامِ.

ترجمہ۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں میں سے تو بہت لوگ کامل ہو گئے۔ لیکن عورتوں میں سے سوائے ان دونوں عورتوں کے اور کوئی کامل نہیں ہوئیں ایک تو مریم بنت عمران ہے۔ دوسری آسیہ فرعون کی بیوی ہے۔ اور تیسری حضرت عائشہؓ جس کی فضیلت عورتوں پر ایسے ہے جیسے ثرید کی دوسرے کھانوں پر۔

تشریح از شیخ گنگوہی"۔ فضل الثرید صفحہ ۵۳۲/۱۱ ثرید میں ایک لطافت ظاہری ہے کہ وہ آسانی سے ہضم ہو جاتی ہے اور دل اس کی طرف رغبت کرتا ہے۔ باطنی نظافت و پاکیزگی یہ ہے کہ اس سے خلط صالح پیدا ہوتی ہے۔ اس طرح حضرت عائشہؓ میں ظاہری فضیلت یہ ہے کہ وہ فقیہہ اور سمجھدار تھیں۔ اور عربوں میں جو کھانے مشہور تھے ان میں ثرید زیادہ مرغوب تھا۔

تشریح از شیخ زکریا"۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ ثرید یہ ہے کہ روٹی کے ٹکڑے گوشت کے شوربے میں بھگو دیئے جائیں اور گوشت بھی کبھی اس کے ہمراہ ہوتا ہے۔ جو ثرید پکے ہوئے گوشت سے زیادہ نافع اور زیادہ قوی ہوتا ہے۔ اور فضل ثرید سے مراد اس کا نفع اور آسانی سے گزرنا۔ شکم سیر ہونا۔ اور لذیز ہونا اور آسانی سے حاصل ہونا ہے۔ بلکہ اطباء تو یہاں تک کہتے ہیں کہ بوڑھے کو جوان کر دیتا ہے یعید الشیخ الی صباہ۔ اور حدیث میں جن فضائل کی طرف اشارہ ہے جو حضرت عائشہؓ میں جمع ہیں جو دیگر عورتوں میں نہیں پائے جاتے افضل الانبیاء کی بیوی ہونا سب سے بڑی فضیلت ہے اور محبوب خدا کی محبوبہ ہیں سب سے زیادہ علم حسب و نسب میں فوق ہیں حضرت خدیجہؓ اور فاطمہؓ میں اور وجوہ سے فضیلت ہے لیکن وہ جامع حیثیت جس کی وجہ سے ثرید سے مشابہت ہوئی وہ کسی بی بی میں نہیں پائی جاتیں۔ اور طیبیؒ فرماتے ہیں کہ ثرید مع اللحم سے تشبیہ دینے میں وجہ شبہ قوت لذت آسانی سے حاصل ہونا تھوڑی مدت میں چبالینا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہؓ میں حسن خلق حلاوت نطق زبان کی فصاحت جودت طبع اور رائے کا حسن اور عقل کی پختگی خاوند سے محبت جس کے بعد ایسی عورت سے شادی کرنا باتیں کرنا مانوس ہونا اور اس کی طرف رغبت کرنے کو جی چاہتا ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ثلث دین امت کو حضرت عائشہؓ سے ملا ہے۔ اور جس قدر روایات ان سے مرویہ ہیں ایسی مردوں سے نہیں ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ لا یذھب علیک سے تنبیہ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے پہلے مناقب فاطمہؓ کو اور بعد ازاں فضل عائشہؓ کا ترجمہ باندھا۔اس سے اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ کرنا ہے۔ابن تیمیہؒ تو توقف کے قائل ہیں۔ابن القیمؒ نے تفصیل بیان کی ہے کہ جہات فضیلت مختلفہ ہیں۔شیخ گنگوہیؒ نے بھی کوکب دری میں کتاب الاطعمہ میں بیان کیا ہے کہ عائشہؓ اور فاطمہؓ کی افضلیت میں اختلاف ہے شاید حق یہ ہو کہ ہر ایک کو کسی نہ کسی جہت سے فضیلت ہے۔اپنا تو ایمان ہے کہ قیامت میں حضرت عائشہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کھڑی ہوں گی اور حضرت فاطمہ حضرت علیؓ کے ساتھ ہوں گی۔فضیلت واضح ہے جو دوسری میں نہیں پائی جاتی۔

تشریح از قاسمیؒ ۔حضرت عائشہؓ ابو بکر صدیقؓ کی بیٹی ہیں ان کی والدہ کا نام ام رومان ہے۔ان کی ولادت ہجرت سے آٹھ سال پہلے ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر اٹھارہ سال تھی۔لیکن اب علماء کی تحقیق سے ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت عائشہؓ کی عمر رخصتی کے وقت انیس سال کی اور نکاح کے وقت سولہ سال کی تھی۔روافض نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بدنام کرنے کیلئے نکاح چھ سال کی عمر میں اور رخصتی نو سال کی عمر میں بتلائی ہے۔نو سال کی عمر میں اب لڑکیاں کیوں نہیں بالغ ہوتیں نو سال کی نابالغ لڑکی کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کیسے گھر میں لا سکتے ہیں۔بہرحال اٹھاون سال کی عمر میں خلافت معاویہ کے دور میں ان کی وفات ہوئی۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بچہ بچی ان کے ہاں سے نہیں ہوا۔ام عبداللہ کنیت اپنی اسماء بہن کے بیٹے کے نام سے کنیت رکھی تھی۔حضرت اسماءؓ سو ۱۰۰ سال کی عمر میں وفات پاتی ہیں۔حضرت عائشہؓ ان سے عمر میں دس سال چھوٹی تھیں۔ہجرت کے وقت دونوں بہنیں حالات نبوت سے باخبر تھیں اور ہجرت کے وقت آپؐ نے فرمایا کہ اگر گھر میں کوئی غیر ہو تو اسے الگ کر دو۔صدیق اکبرؓ نے فرمایا صرف دو بہنیں ہیں یا ان کی والدہ ہے جنہوں نے ہجرت کی تمام باتیں سنیں سفر کا سامان باندھا۔غار ثور کے حالات سے واقف رہیں۔

حدیث(۳۴۹۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّ عَائِشَةَؓ اِشْتَكَتْ فَجَآءَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ قَالَ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ تَقْدَمِيْنَ عَلٰى فَرَطِ صِدْقٍ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى اَبِىْ بَكْرٍؓ.

ترجمہ۔حضرت قاسم بن محمد فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ بیمار ہوئیں تو ابن عباسؓ بیمار پرسی کے لئے حاضر ہوئے تو کہنے لگے اے ام المؤمنین آپ کو کیا فکر ہے۔آپ تو اپنے سچے نمائندوں کے پاس جائیں گی۔یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیقؓ وہ آگے جا کر آپ کیلئے انتظام کرنے والے ہیں۔تو ابن عباسؓ نے تسلی دی کہ بالفرض آپ کی وفات ہوگئی تو آپ کے نمائندے جنت میں لے جانے والے موجود ہیں۔

حدیث (۳۴۹۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ قَالَ لَمَّا بَعَثَ عَلِيٌّ عَمَّارًا وَالْحَسَنَ اِلَى الْكُوْفَةِ لِيَسْتَنْفِرَهُمْ خَطَبَ عَمَّارٌ فَقَالَ اِنِّىْ لَاَعْلَمُ اَنَّهَا زَوْجَتُهٗ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ابْتَلَاكُمْ لِتَتَّبِعُوْهُ اَوْ اِيَّاهَا.

ترجمہ۔حضرت ابو وائلؒ فرماتے ہیں جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت عمارؓ اور حضرت حسنؓ کو کوفہ کی طرف بھیجا تا کہ وہ لوگ حضرت علیؓ کے لشکر کی امداد کے لئے نکلیں تو حضرت عمارؓ نے خطبہ دیتے ہوئے کہا کہ میں خوب جانتا ہوں کہ حضرت عائشہؓ دنیا اور آخرت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہارا امتحان لیا ہے کہ دیکھیں تم لوگ حضرت علیؓ کی پیروی کرتے ہو یا حضرت عائشہؓ ایک عورت کے پیچھے لگتے ہو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ابتلاکم صفحہ ۲۱/۵۳۲ مولانا محمد حسن مکیؒ کی تقریر میں ہے کہ حق تعالیٰ نے تمہارا امتحان لیا ہے تم حق کی متابعت کرتے ہو کہ وہ علیؓ ہے۔یا باطل کی اتباع کرتے ہو کہ وہ عائشہؓ ہے۔کیونکہ اگرچہ وہ برگزیدہ ہے لیکن خطا پر ہے۔مشہور یہی ہے کہ تتبعوہ کی

ضمیر حضرت علیؓ کی طرف راجع ہے۔ لیکن شیخ زکریاؒ کے نزدیک بہتر یہ ہے کہ یہ ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہو کیونکہ مشکوٰۃ میں ہے من عصانی فقد عصی اللہ ومن یعص الامیر فقد عصانی اور اتباع اللہ سے مراد اتباع حکم شرعی ہے کہ امام وقت کی اطاعت کی جائے اس کے خلاف خروج نہ کیا جائے۔ حافظؒ نے بھی اسی کی تائید کی ہے۔

حدیث (۳۴۹۹) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الخ عَنْ عَائِشَةَؓ اَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ اَسْمَآءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا مِّنْ اَصْحَابِهٖ فِيْ طَلَبِهَا فَاَدْرَكَتْهُمُ الصَّلٰوةُ فَصَلُّوْا بِغَيْرِ وُضُوْءٍ فَلَمَّا اَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَكَوْا ذٰلِكَ اِلَيْهِ فَنَزَلَتْ اٰيَةُ التَّيَمُّمِ فَقَالَ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ جَزَاكِ اللّٰهُ خَيْرًا فَوَاللّٰهِ مَانَزَلَ بِكِ اَمْرٌ قَطُّ اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ لَكِ مِنْهُ مَخْرَجًا وَّجَعَلَ لِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ بَرَكَةً.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنی بہن اسماء سے ایک ہار عاریت کے طور پر مانگا جو غزوہ بنو المصطلق میں گم ہو گیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں سے کچھ لوگوں کو اس کی تلاش کیلئے بھیجا جنہیں نماز کے وقت نے آلیا تو انہوں نے اپنے اجتہاد سے بغیر وضو کے نماز پڑھ لی۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو اس کی آپ کی طرف شکایت کی جس پر آیت تیمم نازل ہوئی تو حضرت اسید بن حضیرؓ نے فرمایا کہ اے عائشہؓ! اللہ تعالیٰ تجھے جزاء خیر عطا فرمائے آپ جب بھی کسی مصیبت میں مبتلا ہوئی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ضرور آپ کو اس مصیبت سے نجات دی۔ اور اس میں مسلمانوں کے لئے برکت پیدا فرما دی۔

حدیث (۳۵۰۰) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الخ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كَانَ فِيْ مَرَضِهٖ جَعَلَ يَدُوْرُ فِيْ نِسَآئِهٖ وَيَقُوْلُ اَيْنَ اَنَا غَدًا حِرْصًا عَلٰى بَيْتِ عَائِشَةَؓ قَالَتْ عَائِشَةُؓ فَلَمَّا كَانَ يَوْمِيْ سَكَنَ.

ترجمہ۔ ہشام اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیماری میں تھے تو اپنی بیویوں کے پاس دورہ کرتے ہوئے فرماتے تھے کل میں کہاں ہوں گا کل میں کہاں ہوں گا۔ حضرت عائشہؓ کے گھر کی حرص تھی تو حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب میری باری کا دن آیا تو آپ میرے گھر میں سکونت پذیر ہو گئے۔ اس میں بھی حضرت عائشہؓ کی فضیلت ہے کہ آخری وقت میں آپ نے حضرت عائشہؓ کے گھر کا انتخاب فرمایا۔

حدیث (۳۵۰۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ الخ عَنْ اَبِيْهِ عُرْوَةَ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَؓ قَالَتْ عَائِشَةُؓ فَاجْتَمَعَ صَوَاحِبِيْ اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَؓ فَقُلْنَ يَا اُمَّ سَلَمَةَؓ وَاللّٰهِ اِنَّ النَّاسَ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَؓ وَاِنَّا نُرِيْدُ الْخَيْرَ كَمَا تُرِيْدُهٗ عَائِشَةُؓ فَمُرِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّاْمُرَ النَّاسَ اَنْ يُّهْدُوْا اِلَيْهِ حَيْثُ مَا كَانَ اَوْحَيْثُ مَادَارَ قَالَتْ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ اُمُّ سَلَمَةَؓ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَاَعْرَضَ عَنِّيْ فَلَمَّا عَادَ اِلَيَّ ذَكَرْتُ لَهٗ ذٰلِكَ فَاَعْرَضَ عَنِّيْ فَلَمَّا كَانَ فِي الثَّالِثَةِ ذَكَرْتُ لَهٗ فَقَالَ يَا اُمَّ سَلَمَةَؓ لَا تُؤْذِيْنِيْ فِيْ عَائِشَةَؓ فَاِنَّهٗ وَاللّٰهِ مَا نَزَلَ عَلَيَّ الْوَحْيُ وَاَنَا فِيْ لِحَافِ امْرَاَةٍ مِّنْكُنَّ غَيْرَهَا.

ترجمہ۔ حضرت عروہؓ فرماتے ہیں کہ لوگ کوشش کرتے تھے کہ وہ اپنے ہدایا آپ کی خدمت میں حضرت عائشہؓ کی باری کے دن پہنچائیں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میری سوکنیں حضرت ام سلمہؓ کے پاس جمع ہوئیں۔ کہنے لگیں اللہ کی قسم! اے ام سلمہؓ لوگ اپنے ہدایا آپؐ کے پاس حضرت عائشہؓ کی باری کے دن پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ ہم بھی خیر اور بھلائی کا ارادہ رکھتی ہیں۔ جیسے اس کو حضرت عائشہ چاہتی ہے پس تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرو کہ وہ لوگوں کو حکم دیں کہ جس جگہ بھی حضورؐ ہوں یا جس بی بی کے پاس دورہ کرتے ہوئے آئیں۔ وہ اپنے ہدایا اسی جگہ پہنچائیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت ام سلمہؓ نے اس کا ذکر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا وہ فرماتی ہیں کہ آپؐ نے مجھ سے منہ پھیر لیا۔ پھر جب دوسری مرتبہ میرے پاس لوٹ کر آئے تو پھر میں نے اس کا ذکر آپؐ سے کیا۔ آپؐ نے پھر بھی مجھ سے منہ پھیر لیا جب تیسری رات تشریف لائے تو میں نے پھر اس کا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ اے ام سلمہؓ تم مجھے عائشہؓ کے بارے میں تکلیف نہ دو۔ اس لئے کہ اللہ کی قسم! تم میں سے کسی بی بی کے لحاف میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوئی سوائے اس کے۔ تو جب اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہے تو میں اس سے کیسے اعراض کرسکتا ہوں۔ تمہارے حقوق پورے ہورہے ہیں۔ محبت پر کسی کا جبر نہیں ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ حدیث باب سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہؓ سب ازواج مطہرات سے افضل ہیں حتی کہ خدیجۃ الکبریٰؓ سے بھی۔ لیکن چونکہ ان کی وفات حضرت عائشہؓ کے آپؐ کے گھر میں آنے سے پہلے ہوچکی تھی لہذا منکن کے خطاب میں وہ داخل نہ ہونگی اور بعض حضرات نے اختصاص کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ حضرت عائشہؓ کپڑوں کی صفائی ستھرائی میں مبالغہ کرتی تھیں۔ اور نظافت فرشتوں کو پسند ہے۔ اور بعض نے کہا کہ وہ اپنے باپ کے بلند مرتبہ ہونے کی وجہ سے محبوبہ محبوب رب العالمین تھیں۔ بہرحال امام بخاریؒ نے فضل عائشہؓ کے بارے میں کافی روایات جمع کی ہیں۔ اور فضل کے عنوان سے ان سب بیبیوں پر ان کی فضیلت ثابت فرمائی ہے روافض کی تنقیص کے مقابلہ میں یہ تحسین بہت کم ہے۔

الحمدللہ آج دوپہر جمعرات ۱۹ صفر المظفر ۱۴۱۴ھ کو چودھواں پارہ ختم ہوا

آگے پندرہ پارہ شروع ہورھاہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

پندرھواں پارہ

بَابُ مَنَاقِبِ الْاَنْصَارِ

ترجمہ۔انصار کے فضائل میں

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا.

ترجمہ۔انصار وہ ہیں جنہوں نے اپنے مکانوں میں ٹھکانا دیا۔اور جو لوگ ان سے پہلے ایمان لائے تھے اور جو لوگ ان کی طرف ہجرت کر کے آئے ان سے محبت کرتے ہیں۔اور جو چیز مہاجرین کو دی جائے وہ اس سے تنگ دل نہیں ہوتے کہ اپنے سینوں میں کوئی خلش محسوس کریں۔

حدیث(۳۵۰۲) حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الخ قَالَ قُلْتُ لِاَنَسٍ اَرَاَيْتَ اسْمَ الْاَنْصَارِ كُنْتُمْ تُسَمُّوْنَ بِهٖ اَمْ سَمَّاكُمُ اللّٰهُ قَالَ بَلْ سَمَّانَا اللّٰهُ كُنَّا نَدْخُلُ عَلٰى اَنَسٍ فَيُحَدِّثُنَا مَنَاقِبَ الْاَنْصَارِ وَمَشَاهِدَهُمْ وَيُقْبِلُ عَلَيَّ اَوْ عَلٰى رَجُلٍ مِنَ الْاَزْدِ فَيَقُوْلُ فَعَلَ قَوْمُكَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا.

ترجمہ۔حضرت غیلانؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انسؓ سے پوچھا کہ مجھے بتلایئے کہ انصار کا نام تم نے خود رکھا ہے یا اللہ تعالیٰ نے تمہارا یہ نام رکھا ہے۔انہوں نے فرمایا کہ نہیں بلکہ ہمارا یہ نام اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے۔غیلان فرماتے ہیں کہ ہم حضرت انسؓ کے پاس آیا جایا کرتے تھے۔پس وہ ہمیں انصار کے فضائل ان کی جنگوں میں شمولیت کے بارے میں حدیث بیان کیا کرتے تھے۔چنانچہ ایک مرتبہ میری طرف یا قبیلہ ازد کے ایک آدمی کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تیری قوم نے فلاں دن فلاں کارنامہ انجام دیا فلاں دن فلاں کام کیا۔

حدیث(۳۵۰۳) حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الخ عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ كَانَ يَوْمُ بُعَاثَ يَوْمًا قَدَّمَهُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدِ افْتَرَقَ مَلَؤُهُمْ وَقُتِلَتْ سَرَاتُهُمْ وَجُرِحُوْا فَقَدَّمَهُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ دُخُوْلِهِمْ فِي الْاِسْلَامِ.

ترجمہ۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ بعاث کی لڑائی ایک ایسی لڑائی تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اسے برپا کیا تھا۔پس جب آپ تشریف لائے تو ان اشراف لوگوں میں پھوٹ پڑ چکی تھی۔ان کے بڑے بڑے قتل ہو چکے تھے۔اور ساری قوم انتشار واضطراب کا شکار تھی۔تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اسلام میں داخل ہونے کی اپنے رسول کے لئے پہلے پہل توفیق عطا فرمائی۔

تشریح از شیخ قاسمیؒ ۔اوس اور خزرج کے قبائل اور ان کے خلفاء کا نام اسلام میں انصار رکھا گیا۔اوس بن حارثہ اور خزرج بن حارثہ کہلاتے تھے۔قرآن مجید میں ان کے بارے میں ہے السابقون الاولون من المهاجرین والانصار۔ بعاث اوس کا ایک قلعہ تھا۔جہاں اوس اور خزرج

کے درمیان ایک سوبیس سال تک لڑائی برپا رہی۔ اسلام کی بدولت ان میں الفت پیدا ہوئی۔ بڑے سردار مارے گئے تھے۔ اگر وہ زندہ رہتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے۔ اور قوم کو دخول اسلام سے روکتے۔ تو یہ جنگ بعاث حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے خیر کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔

حدیث (۳۵۰۴) حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ الخ عَنْ اَبِى التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ قَالَتِ الْاَنْصَارُ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَاَعْطٰى قُرَيْشًا وَاللّٰهِ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْعَجَبُ اِنَّ سُيُوْفَنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَاءِ قُرَيْشٍ وَغَنَائِمُنَا تُرَدُّ عَلَيْهِمْ فَبَلَغَ ذٰلِکَ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا الْاَنْصَارَ قَالَ فَقَالَ مَا الَّذِىْ بَلَغَنِىْ عَنْكُمْ وَكَانُوْا لَا يَكْذِبُوْنَ فَقَالُوْا هُوَ الَّذِىْ بَلَغَکَ قَالَ اَوَلَا تَرْضَوْنَ اَنْ يَرْجِعَ النَّاسُ بِالْغَنَائِمِ اِلٰى بُيُوْتِهِمْ وَتَرْجِعُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى بُيُوْتِكُمْ لَوْ سَلَكَتِ الْاَنْصَارُ وَادِيًا اَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِىَ الْاَنْصَارِ اَوْشِعْبَهُمْ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن انصار کہنے لگے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قریش کو دے رہے ہیں اللہ کی قسم یہ تو عجیب معاملہ ہے کہ ہماری تلواریں ابھی قریش کے خون سے تر بتر ہیں اور ہمارے اموال غنیمت انہیں لوٹائے جا رہے ہیں۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ بات پہنچی تو آپؐ نے انصار کو بلوایا اور ان سے پوچھا کہ یہ کیا خبر ہے جو تمہاری طرف سے مجھے پہنچی ہے۔ اور وہ انصار جھوٹ نہیں بولا کرتے تھے۔ پس انہوں نے کہا خبر تو وہی ہے جو آپ کو پہنچی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کیا تمہیں یہ پسند نہیں ہے کہ لوگ تو غنائم کا مال لے کر گھروں کو واپس ہوں اور تم لوگ اللہ کا رسول لے کر گھروں کو واپس جاؤ تو انہوں نے بیک زبان ہو کر کہا کہ ہم راضی ہیں آپؐ نے فرمایا کہ اگر انصار کسی وادی میں چلیں یا کسی گھاٹی پر چڑھیں تو میں بھی انصار کی وادی یا گھاٹی میں چلوں گا۔ اور کتاب المغازی میں آ رہا ہے کہ فقہاء انصار نے کہا کہ ہمارے رؤساء نے تو کچھ نہیں کہا البتہ نوجوان نوخیز عمر والوں نے یہ بات ضرور کہی ہے۔ جس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ مِنَ الْاَنْصَارِ قَالَهُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ اگر ہجرت کی فضیلت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ہوتا اس کو عبداللہ بن زیدؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

حدیث (۳۵۰۵) حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ قَالَ اَبُوالْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْاَنَّ الْاَنْصَارَ سَلَكُوْا وَادِيًا اَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ فِىْ وَادِى الْاَنْصَارِ وَلَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ اِمْرَءًا مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ اَبُوهُرَيْرَةَؓ مَا ظَلَمَ بِاَبِىْ وَاُمِّىْ اٰوَوْهُ وَنَصَرُوْهُ اَوْ كَلِمَةً اُخْرٰى.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں یا ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر انصار کسی وادی یا گھاٹی میں چلیں تو میں بھی انصار کی وادی میں چلوں گا اگر ہجرت کی شرافت اور فضیلت نہ ہوتی تو میں بھی انصار کا ایک آدمی ہوتا حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں میرے ماں باپ قربان ہوں آپؐ نے کوئی بے جا بات نہیں کہی ان لوگوں نے آپ کو ٹھکانا دیا۔ اور آپ کی مدد کی یا اس طرح کوئی دوسرا کلمہ انصار کی ہمدردی کا کہا۔

بَابُ اِخَآءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ الْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مہاجرین اور انصار میں بھائی چارہ قائم کرنا۔

حدیث(۳۵۰۶)حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ الخ عَنْ اَبِیْہِ سَعْدٍ قَالَ لَمَّا قَدِمُوْا الْمَدِیْنَۃَ اٰخٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعْدِ بْنِ الرَّبِیْعِ قَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنِّیْ اَکْثَرُ الْاَنْصَارِ مَالًا فَاَقْسِمُ مَالِیْ بِنِصْفَیْنِ وَلِیْ اِمْرَاَتَانِ فَانْظُرْ اَعْجَبَھُمَا اِلَیْکَ فَسَمِّھَا لِیْ اُطَلِّقُھَا فَاِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُھَا فَتَزَوَّجْھَا قَالَ بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ فِیْ اَھْلِکَ وَمَالِکَ اَیْنَ سُوْقُکُمْ فَدَلُّوْہُ عَلٰی سُوْقِ بَنِیْ قَیْنُقَاعَ فَمَا انْقَلَبَ اِلَّا وَمَعَہٗ فَضْلٌ مِنْ اَقِطٍ وَسَمْنٍ ثُمَّ تَابَعَ الْغُدُوَّ ثُمَّ جَآءَ یَوْمًا وَبِہٖ اَثَرُ صُفْرَۃٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَھْیَمْ قَالَ تَزَوَّجْتُ قَالَ کَمْ سُقْتَ اِلَیْھَا قَالَ نَوَاۃً مِنْ ذَھَبٍ اَوْوَزْنَ نَوَاۃٍ مِنْ ذَھَبٍ شَکَّ اِبْرَاھِیْمُ.

ترجمہ۔ حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ جب مہاجرین حضرات مدینہ میں آئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰنؓ اور سعد بن الربیعؓ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تو حضرت سعدؓ نے حضرت عبدالرحمٰنؓ سے کہا کہ میں انصار میں سے زیادہ مال رکھنے والا آدمی ہوں میں اپنے مال کو دو حصوں میں تقسیم کردیتا ہوں۔ ایک ان میں سے آپ رکھ لیں اور میری دو بیویاں ہیں۔ دیکھیں ان میں سے جو آپ کو زیادہ پسند ہو اس کا نام مجھے بتائیں۔ میں اس کو طلاق دے دوں گا جب عدت ختم ہو جائے تو آپ اس سے شادی کرلیں۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ تیرے اہل وعیال اور مال میں برکت پیدا کرے تم مجھے اپنے بازار کا راستہ بتاؤ کہ وہ کدھر کو ہے۔ تو انہوں نے اسے بنو قینقاع کے بازار کا راستہ بتلایا پس جب وہ واپس آتا تو اس کے پاس کچھ بچا ہوا پنیر اور گھی ہوتا تھا۔ اس طرح مسلسل وہ صبح کو جاتا رہا۔ پھر ایک دن آیا تو ان کے کپڑوں پر زردی کے نشانات تھے تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کیا ہے۔ فرمایا میں نے شادی کرلی ہے۔ فرمایا کتنا حق مہر دیا ہے۔ فرمایا سونے کی گٹھلی یا گٹھلی کے برابر سونا دیا ہے۔ ابراہیم کو شک ہے۔ اقط خشک دودھ کو کہتے ہیں۔ یا جسے آج کل کریم کہا جاتا ہے۔ مھیم. ماھذا کے معنی میں ہے۔ اور نواۃً پانچ درہم وزن کا سونا جو چار دینار کے برابر ہے۔

حدیث (۳۵۰۷) حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ الخ عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّہٗ قَالَ قَدِمَ عَلَیْنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَاٰخٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِیْعِ وَکَانَ کَثِیْرَ الْمَالِ فَقَالَ سَعْدٌ قَدْ عَلِمَتِ الْاَنْصَارُ اَنِّیْ مِنْ اَکْثَرِھَا مَالًا سَاَقْسِمُ مَالِیْ بَیْنِیْ وَبَیْنَکَ شَطْرَیْنِ وَلِیْ اِمْرَاَتَانِ فَانْظُرْ اَعْجَبَھُمَا اِلَیْکَ فَاُطَلِّقُھَا حَتّٰی اِذَا اَحَلَّتْ تَزَوَّجْتَھَا فَقَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ فِیْ اَھْلِکَ فَلَمْ یَرْجِعْ یَوْمَئِذٍ حَتّٰی اَفْضَلَ شَیْئًا مِنْ سَمْنٍ وَاَقِطٍ فَلَمْ یَلْبَثْ اِلَّا یَسِیْرًا حَتّٰی جَآءَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْہِ وَضَرٌ مِنْ صُفْرَۃٍ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَھْیَمْ قَالَ تَزَوَّجْتُ اِمْرَاَۃً مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاۃٍ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ہمارے پاس تشریف لائے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور سعد بن الربیعؓ کے درمیان بھائی چارہ قائم کر دیا اور وہ بہت مالدار تھے۔ پس حضرت سعدؓ نے فرمایا کہ انصار کو علم ہے کہ میں ان میں سے زیادہ مالدار ہوں عنقریب میں اپنا مال اپنے اور تیرے درمیان دو حصوں میں تقسیم کر دوں گا اور میری دو بیویاں ہیں دیکھو جو تمہیں ان میں زیادہ پسند یدہ نظر آئے میں اس کو طلاق دے دوں گا۔ یہاں تک کہ وہ عدت کے حیض سے پاک ہو جائے تو تم اس سے شادی کر لینا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گھر والوں میں برکت پیدا کرے پس وہ اس دن واپس نہ آئے۔ یہاں تک کہ کچھ گھی اور پنیر بچا کر لائے۔ اور بہت تھوڑا عرصہ ہی گزرا ہوگا۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ زعفران کی خوشبو سے لت پت تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ یہ کیا ہے کہا انصار کی ایک عورت سے شادی کی ہے فرمایا اس کو کیا حق مہر میں دیا ہے کہا سونے کی ایک گٹھلی کے وزن کے برابر یا خود گٹھلی سونے کی جس کا وزن پانچ درہم ہوتا ہے وہ دیا ہے۔ فرمایا ولیمہ کرو اگر چہ ایک بکری ہو۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اکثر علماء کے نزدیک ولیمہ سنت ہے۔ اور بکری کی قید حتمی نہیں ہے۔ کیونکہ آپؐ نے بعض ازواج کے ولیمہ پر جو کے دو سیر خرچ کئے۔ اور دوسری پر ستو اور کھجور۔ اور تیسری پر حیس ایک قسم کا حلوہ ولیمہ میں دیا۔

ولو بشاۃ اگر چہ بظاہر تقلیل کے لئے ہے لیکن تکثیر اور تبعید کے لئے بھی آتا ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جس قدر ولیمہ حضرت زینب کا ہوا اس قدر اور کسی بیوی کا نہیں ہوا۔ جس میں صرف ایک بکری سے ولیمہ کیا گیا۔

حدیث (۳۵۰۸) حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَتِ الْاَنْصَارُ اَقْسِمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ النَّخْلَ قَالَ لَا قَالَ تَكْفُوْنَا الْمُؤْنَةَ وَتُشْرِكُوْنَا فِي الثَّمَرِ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ انصار نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ ہمارے کھجور کے باغ آپؐ ہمارے اور مہاجرین کے درمیان برابر تقسیم فرما دیں تو انصاری نے کہا اے مہاجرین آپ مشقت کی ذمہ داری ہم سے لے لیں یعنی پانی پلانا دیگر ساخت پر داخت آپ لوگ کریں اور پھلوں میں ہمیں شریک بنا لیں مہاجرین نے کہا ہم نے سن لیا اور اس پر عمل کریں گے۔ انصار کا قول بھی ہو سکتا ہے۔

بَابُ حُبِّ الْاَنْصَارِ

ترجمہ۔ انصار سے محبت کرنا

حدیث (۳۵۰۹) حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ الخ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰيَةُ الْاِيْمَانِ حُبُّ الْاَنْصَارِ وَاٰيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْاَنْصَارِ.

ترجمہ۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ فرماتے تھے کہ ایمان کی نشانی انصار سے محبت کرنا ہے۔ اور نفاق کی نشانی انصار سے بغض رکھنا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ چونکہ انصار کی نصرت اور ان کا ٹھکانا دینے سے عرب و عجم کے کفار ان کے دشمن بن گئے۔ اس لئے آپؐ نے ان کے بغض سے ڈرایا اور ان سے محبت کی رغبت دلائی۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِلْاَنْصَارِ اَنْتُمْ اَحَبُّ النَّاسِ اِلَیَّ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اے انصار تم لوگ تمام لوگوں میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو لیکن یہ مجموع من حیث المجموع کے لحاظ سے ہے۔ ورنہ آپ کا یہ ارشاد ہے احب الناس الی ابوبکرؓ کہ ابوبکرؓ مجھے زیادہ محبوب ہیں۔

حدیث (۳۵۱۰) حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ الخ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ رَاَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ النِّسَآءَ وَالصِّبْیَانَ مُقْبِلِیْنَ قَالَ حَسِبْتُ اَنَّہٗ قَالَ مِنْ عُرْسٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُمْثِلًا فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ قَالَھَا ثَلٰثَ مِرَارٍ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ عورتیں اور بچے کسی شادی سے آتے ہوئے دیکھے تو اس کے سامنے استقبال کے لئے کھڑے ہو گئے۔ پس فرمایا اے اللہ! تم لوگ مجھے لوگوں سے زیادہ محبوب ہو۔ یہ کلمات تین مرتبہ فرمائے۔

حدیث (۳۵۱۱) حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ الخ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍؓ قَالَ جَآءَتْ اِمْرَاَۃٌ مِنَ الْاَنْصَارِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَعَھَا صَبِیٌّ لَھَا فَکَلَّمَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّکُمْ اَحَبُّ النَّاسِ اِلَیَّ مَرَّتَیْنِ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ انصار کی ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی جس کے ہمراہ اس کا بچہ بھی تھا پس جو کچھ اس نے پوچھا آپؐ نے اس بارے میں اس سے بات چیت کی پھر فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ بے شک تم لوگ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو۔ دو مرتبہ فرمایا۔

بَابُ اَتْبَاعِ الْاَنْصَارِ

ترجمہ۔ انصار کے لواحقین یعنی ان کی اولاد اور غلام

حدیث (۳۵۱۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَؓ قَالَتِ الْاَنْصَارُ لِکُلِّ نَبِیٍّ اَتْبَاعٌ وَاِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاکَ فَادْعُ اللّٰہَ اَنْ یَّجْعَلَ اَتْبَاعَنَا مِنَّا فَدَعَا بِہٖ فَنَمَیْتُ ذٰلِکَ اِلَی ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ قَدْ زَعَمَ ذٰلِکَ زَیْدٌ.

ترجمہ۔ حضرت زید بن ارقمؓ سے مروی ہے کہ انصار نے کہا یا رسول اللہ! ہر نبی کے پیروکار ہوتے ہیں۔ اور بے شک ہم نے آپ کی پیروکاری کی اب آپؐ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے پیروکار اولاد اور موالی کو بھی آپؐ کے پیروکاروں میں سے بنا دے پس آپؐ نے ان کے لئے دعا فرمائی عمرو بن مرۃ کہتے ہیں کہ یہ حدیث میں نے عبدالرحمن ابن ابی لیلیٰ کو بیان کی تو انہوں کہا یہ حضرت زیدؓ کہہ چکے ہیں۔

حدیث (۳۵۱۳) حَدَّثَنَا آدَمُ الخ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا حَمْزَۃَ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالَ قَالَتِ الْاَنْصَارُ اِنَّ لِکُلِّ قَوْمٍ اَتْبَاعًا وَاِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاکَ فَادْعُ اللّٰہَ اَنْ یَّجْعَلَ اَتْبَاعَنَا مِنَّا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَتْبَاعَهُمْ مِنْهُمْ قَالَ عَمْرٌو فَذَكَرْتُهُ لِابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ قَدْ زَعَمَ ذٰلِکَ زَیْدٌ قَالَ شُعْبَةُ اَظُنُّهُ زَیْدَ بْنَ اَرْقَمَ.

ترجمہ۔ حضرت ابوحمزہ جوانصار کے ایک آدمی تھے انہوں نے فرمایا کہ انصار نے کہا کہ بیشک ہر قوم کے کچھ لواحقین ہوتے ہیں بے شک ہم تو آپ کی پیروی کر چکے ہیں پس اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لواحقین کو بھی ہم میں سے بنادیں کہ وہ ہماری طرح فرمانبرداری اور نصرت کریں۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کرتے ہوئے فرمایا اے اللہ! ان کے واحقین کو بھی ان میں سے بنادے عمرو بن مرۃ کہتے ہیں یہ حدیث میں نے ابن ابی لیلیٰ سے بیان کی تو انہوں نے کہا حضرت زیدؓ نے بھی یہی کہا۔ شعبہ فرماتے ہیں میرا گمان ہے کہ زید سے حضرت زید بن ارقمؓ مراد ہیں۔

بَابُ فَضْلِ دُوْرِ الْاَنْصَارِ

ترجمہ۔ انصار کے محلوں اور محلہ والوں کی فضیلت کے بارے میں دور سے مراد وہ محلہ اور گلیاں ہیں جہاں انصار آباد ہیں۔

حدیث(۳۵۱۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍؓ عَنْ اَبِیْ اُسَیْدٍؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْرُ دُوْرِ الْاَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ بَنُوْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ خَزْرَجٍ ثُمَّ بَنُوْ سَاعِدَةَ وَفِیْ کُلِّ دُوْرِ الْاَنْصَارِ خَیْرٌ فَقَالَ سَعْدٌ مَا اَرَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا قَدْ فَضَّلَ عَلَیْنَا فَقِیْلَ قَدْ فَضَّلَکُمْ عَلٰی کَثِیْرٍ وَقَالَ عَبْدُ الصَّمَدِ الخ وَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ حضرت ابواسیدؓ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انصار کے قبائل میں سے بہترین قبیلہ بنو نجار ہے جو حضور انور کے ماموں جان ہیں۔ پھر بنو عبدالاشہل جو اوس قبیلہ سے ہے پھر بنو الحارث بن خزرج ہیں پھر بنو ساعدہ ہیں۔ اور انصار کے تمام قبائل میں خیریت ہے۔ حضرت سعدؓ بولے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے قبائل کو ہم پر فضیلت دے دی۔ کہا گیا کہ بہت سے قبائل پر تمہیں فضیلت دے چکے ہیں۔ عبدالصمد کہتے ہیں کہ سعد سے سعد بن عبادہؓ مراد ہیں۔

حدیث(۳۵۱۵) حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ الخ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ اُسَیْدٍؓ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ خَیْرُ الْاَنْصَارِ اَوْقَالَ خَیْرُ دُوْرِ الْاَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ وَبَنُوْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ وَبَنُو الْحَارِثِ وَبَنُوْ سَاعِدَةَ.

ترجمہ۔ حضرت ابواسید خبر دیتے ہیں کہ انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ بہتر انصار اور انصار کے قبائل میں سے بہترین قبیلہ بنوالنجار ہے بنوعبدالاشہل بنوالحارث اور بنوساعدہ ہیں۔

حدیث(۳۵۱۶) حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مُخَلَّدٍ الخ عَنْ اَبِیْ حُمَیْدٍؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ خَیْرَ دُوْرِ الْاَنْصَارِ دَارُ بَنِی النَّجَّارِ ثُمَّ عَبْدُ الْاَشْهَلِ ثُمَّ دَارُ بَنِی الْحَارِثِ ثُمَّ بَنِیْ سَاعِدَةَ وَفِیْ کُلِّ دُوْرِ الْاَنْصَارِ خَیْرٌ فَلَحِقَنَا سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقَالَ اَبُوْ اُسَیْدٍؓ اَلَمْ تَرَ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیَّرَ الْاَنْصَارَ فَجَعَلَنَا اٰخِرًا فَاَدْرَکَ سَعْدٌ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ خُیِّرَ دُوْرُ الْاَنْصَارِ فَجُعِلْنَا اٰخِرًا فَقَالَ اَوَلَیْسَ بِحَسْبِکُمْ اَنْ تَکُوْنُوْا مِنَ الْخِیَارِ.

ترجمہ۔ حضرت ابوحمیدؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا انصار کے محلوں میں سے بہتر محلہ بنو نجا

ر کا ہے۔ پھر عبدالاشہل پھر محلہ بنو الحارث پھر بنو ساعدہ اور انصار کے تمام محلوں میں خیر و برکت ہے۔ پس ہم حضرت سعد بن عبادہؓ کے پاس پہنچے تو ابو اسیدؓ نے کہا کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھتے کہ آپؐ نے انصار کو خیر و برکت سے نوازا تو سہی لیکن ہمیں اخیر میں رکھا تو حضرت سعد بن عبادہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ یا رسول اللہ! انصار کے محلوں کو خیر و برکت سے نوازا گیا۔ لیکن ہمیں اخیر میں رکھا گیا۔ آپؐ نے فرمایا کیا تمہیں یہ کافی نہیں ہے کہ تم افاضل میں سے ہو۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حدیث متقدم اور متاخر تو قبائل کے فضائل پر دلالت کرتی ہیں۔ اور درمیانی حدیث سے تساوی معلوم ہوتی ہے۔ تو کہا جائے گا کہ ان میں منافات نہیں ہے۔ اصل فضیلت تو دوسرے قبائل پر ان کو حاصل ہے۔ فضائل میں تفاوت یہ اس کے منافی نہیں ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لِلْاَنْصَارِ اِصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ قَالَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انصار سے فرمانا کہ تم صبر کرو یہاں تک کہ تم مجھے حوض کوثر پر آ کر ملو گے یہ عبداللہ بن زیدؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

حدیث (۳۵۱۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ عَنْ اُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تَسْتَعْمِلُنِيْ كَمَا اسْتَعْمَلْتَ فُلَانًا قَالَ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِيْ اُثْرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ حضرت اسید بن حضیرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انصار کے ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ کیا مجھے حاکم نہیں بناتے جس طرح فلاں کو بنایا ہے فرمایا میرے بعد تمہیں ترجیحات کا سامنا کرنا ہوگا۔ پس صبر کرنا یہاں تک کہ مجھے حوض کوثر پر آ کر ملو گے۔

حدیث (۳۵۱۸) حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍؓ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْاَنْصَارِ اِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِيْ اُثْرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ وَمَوْعِدُكُمُ الْحَوْضُ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ عنقریب میرے بعد دیکھو گے کہ تم کو نظر انداز کر کے دوسروں کو اختیار کیا جائے گا۔ پس تم صبر کرنا۔ یہاں تک کہ میرے سے تمہاری ملاقات ہوگی۔ اور تمہارے وعدے کی جگہ حوض کوثر ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ خیر دور الانصار بنو النجار اس مقام پر مجموع من حیث المجموع کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ اگر خصوصیت سے ہر ہر فرد کو دیکھا جائے تو بنو ساعدہ کے بعض اشخاص کو بنو نجار کے بعض اشخاص پر ترجیح ہوگی۔ اور یہاں خیریت کا اعتبار بحیثیت قدم اسلام زیادہ نصرت اور دیگر امور ترجیحہ سے ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ کل کا حکم فرد کے منافی نہیں ہیں۔ چنانچہ حضرت اسید بن حضیرؓ۔ سعد بن معاذؓ۔ عباد بن بشر اشہلی ہونے کے باوجود بہت سے بنو نجار کے افراد سے افضل ہیں۔ اور انسؓ بنو نجار میں سے سب سے افضل ہیں اور میرے نزدیک اس ترتیب میں ایک لطیف اشارہ سقیفہ بنی ساعدہ کے واقعہ کی طرف ہے۔ کہ حضرت زید بن ثابتؓ جو نجاری ہیں انہوں نے سب سے پہلے حضرت صدیق اکبرؓ کی بیعت کرنے میں سبقت کی۔ اٹھ کر کہنے لگے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین میں سے تھے۔ ان کا خلیفہ بھی مہاجرین میں

سے ہونا چاہیے ہم جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار تھے اسی طرح ان کے خلیفہ بھی انصار ہیں رہیں گے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کا ہاتھ پکڑا بیعت کی۔ پھر حضرت عمرؓ نے بیعت کی۔ پھر مہاجرین اور انصار نے بیعت کی۔ سعد بن عبادہ بیعت سے پیچھے رہ گئے۔ کذافی تاریخ الخلفاء اگران احادیث پر اشکال ہو کہ یہ تو مفضل علیھم جن پر فضیلت دی گئی ہے ان کی غیبت ہے۔ تو غیبت کی تعریف کتاب الادب میں آرہی ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ تلقونی علی الحوض اس میں حضرات انصار کو جنت اور رحمت اور حوض کوثر پر ملنے کی بشارت ہے۔

اثرۃ یہ ترجیحات حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں واقع ہوئیں۔ بعض انصار نے حضرت امیر معاویہؓ سے اس کی شکایت کی۔ اور بعض مہاجرین کا شکوہ بھی کیا۔ اور یہ حدیث پڑھی تو حضرت امیر معاویہؓ نے فرمایا کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو کیا حکم دیا۔ کہا کہ صبر کرنے کی تلقین فرمائی۔ تو انہوں نے فرمایا کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق صبر کرو۔

حدیث (۳۵۱۹) حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍؓ حِیْنَ خَرَجَ مَعَہٗ اِلَی الْوَلِیْدِ قَالَ دَعَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْاَنْصَارَ اِلٰی اَنْ یَقْطَعَ لَھُمُ الْبَحْرَیْنِ فَقَالُوْا لَا اِلَّا اَنْ تَقْطَعَ لِاِخْوَانِنَا مِنَ الْمُھَاجِرِیْنَ مِثْلَھَا قَالَ اِمَّا لَا فَاصْبِرُوْا حَتّٰی تَلْقَوْنِیْ فَاِنَّہٗ سَیُصِیْبُکُمْ بَعْدِیْ اُثْرَۃٌ۔

ترجمہ۔ یحییٰ بن سعید نے حضرت انس بن مالکؓ سے سنا جب کہ وہ ان کے ہمراہ ولید بن عبدالملک کی طرف بصرہ سے دمشق جا رہے تھے حجاج بن یوسف کی زیادتیوں کا شکوہ کرنے کیلئے گئے تھے۔ جس پر ولید نے اسے خوب ڈانٹا۔ بہرحال فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلایا کہ آؤ میں تمہیں بحرین کا علاقہ جاگیر کے طور پر لکھ دوں انصار نے کہا نہیں جب تک آپؐ ہمارے بھائی مہاجرین کے لئے اس طرح نہیں لکھ دیں گے ہم قبول نہیں کریں گے۔ آپؐ نے فرمایا اگر تم ایسا نہیں کرتے تو پھر صبر کرو یہاں تک مجھے آکر ملو گے۔ کیونکہ عنقریب میرے بعد تمہیں نظر انداز کیا جائے گا۔ اور دوسروں کو تم پر فوقیت دی جائے گی۔

بَابُ دُعَآءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَصْلِحِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَۃَ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دعا کرنا کہ اے اللہ! انصار اور مہاجرین کی اصلاح فرما۔

حدیث (۳۵۲۰) حَدَّثَنَا آدَمُ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَۃِ فَاَصْلِحِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَۃَ وَعَنْ قَتَادَۃَ مِثْلَہٗ وَقَالَ فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ پس اے اللہ! مہاجرین اور انصار کی اصلاح فرما۔ اور قتادہؒ کی روایت میں ہے کہ انصار کی بخشش فرما۔

حدیث (۳۵۲۱) حَدَّثَنَا آدَمُ الخ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍؓ قَالَ کَانَتِ الْاَنْصَارُ یَوْمَ الْخَنْدَقِ تَقُوْلُ

نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَی الْجِھَادِ مَا بَقِیْنَا اَبَدًا

فَاَجَابَھُمْ اَللّٰھُمَّ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشَ الْاٰخِرَۃِ فَاَکْرِمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَۃَ۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ خندق کی لڑائی میں انصار کہتے تھے۔ ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جہاد پر

بیعت کی ہے۔ جب تک ہم زندہ رہیں گے ہمیشہ جہاد کرتے رہیں گے۔ تو آپؐ نے ان کے جواب میں فرمایا اے اللہ! زندگی تو آخرت کی ہے۔ اے اللہ! انصار اور مہاجرین کی تعظیم فرما۔ تو حضرت انسؓ کی روایت میں دعا کے تین الفاظ وارد ہوئے۔ اصلح۔ اغفر۔ اور اکرم۔

حدیث (۳۵۲۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ الخ عَنْ سَهْلٍ قَالَ جَآءَ نَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَحْفِرُ الْخَنْدَقَ وَنَنْقُلُ التُّرَابَ عَلٰى اَكْتَادِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشَ الْاٰخِرَةِ فَاغْفِرْ لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ.

ترجمہ۔ حضرت سہلؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس اس وقت تشریف لائے جب کہ ہم خندق کھود رہے تھے۔ اور مٹی ہم اپنے کندھوں پر اٹھا کر باہر پھینک رہے تھے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ! زندگی تو صرف آخرت کی زندگی ہے۔ پس مہاجرین اور انصار کی بخشش فرمادے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ للمهاجرين والانصار آپ کبھی کبھی ایسا فرما دیتے تھے تاکہ شعر وشاعری سے التباس نہ ہو جائے کیونکہ وماعلمناه الشعر ومابينبغي له کہ ہم نے نہ تو آپ کو شعر سکھلائے اور نہ ہی وہ آپ کے شان کے لائق ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قطب گنگوہیؒ نے بوردہ احیانا سے جو فائدہ بیان کیا ہے ابن کثیرؒ نے بھی اپنی تفسیر میں ایسا ہی لکھا ہے چنانچہ شعبیؒ سے مروی ہے کہ عبدالمطلب کی اولاد خواہ مذکر ہو یا مؤنث ہو سب اشعار کہتے تھے۔ سوائے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے البتہ مثال کے طور پر تائیداً پڑھتے تھے۔ حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ آپ اکثر یہ شعر سناتے تھے كفى بالا سلام والشيب ناهيا ابو بکرؓ نے فرمایا یا رسول اللہ! كفى الشيب والاسلام معمرا ناهيا جس پر ابو بکرؓ اور عمرؓ دونوں نے فرمایا کہ ہم گواہی دیتے ہیں آپ اللہ کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وماعلمناه الشعر ومابينبغي له.

بَابُ وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْكَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ

ترجمہ۔ کہ وہ اپنے آپ پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔ اگرچہ وہ خود بھوک کا شکار ہوں۔

حدیث (۳۵۲۳) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ اِلٰى نِسَآئِهٖ فَقُلْنَ مَا مَعَنَا اِلَّا الْمَآءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ اِلٰى نِسَآئِهٖ فَقُلْنَ مَا مَعَنَا اِلَّا الْمَآءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّضُمُّ اَوْ يُضِيْفُ هٰذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ اَنَا فَانْطَلَقَ بِهٖ اِلَى امْرَاَتِهٖ فَقَالَ اَكْرِمِيْ ضَيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ مَا عِنْدَنَا اِلَّا قُوْتُ صِبْيَانِيْ فَقَالَ هَيِّئِيْ طَعَامَكِ وَاَصْبِحِيْ سِرَاجَكِ وَنَوِّمِيْ صِبْيَانَكِ اِذَا اَرَادُوْا عَشَآءً فَهَيَّاَتْ طَعَامَهَا وَاَصْبَحَتْ سِرَاجَهَا وَنَوَّمَتْ صِبْيَانَهَا ثُمَّ قَامَتْ كَاَنَّهَا تُصْلِحُ سِرَاجَهَا فَاَطْفَاَتْهُ فَجَعَلَا يُرِيَانِهٖ اَنَّهُمَا يَاْكُلَانِ فَبَاتَا طَاوِيَيْنِ فَلَمَّا اَصْبَحَ غَدَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ضَحِكَ اللهُ اللَّيْلَةَ اَوْ عَجِبَ مِنْ فَعَالِكُمَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک اجنبی آدمی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جس کو آپؐ نے کھانے کے لئے اپنی بیبیوں کے پاس بھیج دیا وہ بولیں ہمارے پاس تو سوائے پانی کے اور کچھ نہیں ہے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون شخص اس کو مہمان بنا کر اپنے ساتھ لے جائے گا تو انصار کے ایک آدمی حضرت ابو طلحہؓ نے فرمایا میں لے جاؤں گا چنانچہ وہ اسے اپنی بیوی کی طرف لے گئے۔ اور ان سے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان کی خوب تعظیم کرو انہوں نے کہا کہ میرے پاس تو سوائے بچوں کے کھانے کے اور کچھ نہیں ہے تو انہوں نے فرمایا اچھا تم کھانا تیار کرو۔ اور اپنا چراغ روشن کرو اور بچوں کو سلا دو۔ جب کہ وہ شام کے کھانے کا تقاضا کریں۔ چنانچہ اس نے اپنا کھانا تیار کیا۔ چراغ کو روشن کیا اور اپنے بچوں کو سلا دیا پھر وہ کھڑے ہو کر چراغ کو درست کرنے لگی۔ تو اسے بجھا دیا پس یہ دونوں مہمان کو یہ دکھانے کیلئے کہ وہ بھی کھانا کھا رہے ہیں منہ ہلاتے رہے۔ اس طرح انہوں نے رات بھوکے گزار دی۔ جب صبح ہوئی تو سویرے سویرے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ آج رات بہت راضی ہوئے۔ یا تمہاری دونوں کی کارگزاری کو پسند فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ اگر چہ انہیں خود بھوک کا سامنا ہو لیکن وہ ان کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں اور جو لوگ اپنی ذات کی حرص سے بچ گئے۔ پس یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ یریانہ انھما یاکلان ۲۲/۵۳۶ یعنی بغیر کسی چیز کے چبانے کے منہ کو اس طرح گھماتے تھے اور چبانے کی آواز سناتے تھے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ سیوطیؒ نے ایک اور قصہ نقل کیا ہے کہ ایک مسلمان روزے دار تھا جس کو تین دن تک افطاری کیلئے کوئی چیز نہ ملی۔ جس کا ایک انصاری ثابت بن قیسؓ کو علم ہوا تو اس نے اپنی بیوی سے آ کر کہا کہ میں ایک مہمان کو لاؤں گا کھانا اس کے سامنے رکھ دینا۔ چراغ کی اصلاح کے بہانے اسے بجھا دینا اور کھانے کی طرف ہاتھ اس طرح بڑھانا معلوم ہو کہ ہم کھانا کھا رہے ہیں جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ بہر حال دونوں سبب نزول کے ہو سکتے ہیں۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ

ترجمہ۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے بارے میں کہ ان کے اچھے لوگوں کے نیک اعمال قبول کر لو اور ان کے برے لوگوں سے درگذر کرو۔

حدیث (۳۵۲۴) حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى اَبُوْ عَلِيٍّ الخ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍؓ يَقُوْلُ مَرَّ اَبُوْبَكْرٍؓ وَالْعَبَّاسُؓ بِمَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الْاَنْصَارِ وَهُمْ يَبْكُوْنَ فَقَالَ مَا يُبْكِيْكُمْ قَالُوْا ذَكَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَّا فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ بِذٰلِكَ قَالَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ عَصَبَ عَلٰى رَاْسِهٖ حَاشِيَةَ بُرْدٍ قَالَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَلَمْ يَصْعَدْهُ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اُوْصِيْكُمْ بِالْاَنْصَارِ فَاِنَّهُمْ كَرِشِيْ وَعَيْبَتِيْ وَقَدْ قَضَوُا الَّذِيْ عَلَيْهِمْ وَبَقِيَ الَّذِيْ لَهُمْ فَاقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عباسؓ کا انصار کی مجلسوں میں سے ایک مجلس کے پاس سے گزر ہوا جو رو رہے تھے انہوں نے پوچھا تمہیں کس چیز نے رلایا کہنے لگے کہ ہمیں جو مجلس جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتی تھی وہ یاد آ گئی جو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر اس کی خبر دی تو آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ جب کہ چادر کے کنارہ سے اپنے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ پس آپ منبر نبویؐ پر چڑھ گئے اس دن کے بعد پھر اس پر چڑھنا نصیب نہیں ہوا پس اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا کہ میں تمہیں انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ میرا معدہ اور زنبیل ہیں جس میں انسان اپنے کپڑے اور ضروریات رکھتا ہے۔ کنایہ ہے کہ وہ میرے معتمد علیہم ہیں ان کے ذمہ جو نصرت کا فریضہ تھا وہ انجام دے دیا اور جوان کا حق ہے وہ باقی ہے۔ پس ان کی اچھائیوں کو قبول کرو۔ اور ان کی برائیوں سے درگذر کرو۔ بیعت عقبہ کر کے انہوں نے اپنی ذمہ واری پوری کردی اب ان کے حقوق کی ادائیگی باقی رہ گئی ہے۔

حدیث(۳۵۲۵) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوْبَ الخ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍؓ يَقُوْلُ خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ مُتَعَطِّفًا بِهَا عَلٰى مَنْكِبَيْهِ وَعَلَيْهِ عِصَابَةٌ دَسْمَآءُ حَتّٰى جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ اَيُّهَا النَّاسُ فَاِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُوْنَ وَتَقِلُّ الْاَنْصَارُ حَتّٰى يَكُوْنُوْا كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ فَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ اَمْرًا يَضُرُّ فِيْهِ اَحَدًا اَوْ يَنْفَعُهُ فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيْئِهِمْ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے کہ آپؐ نے اپنے دونوں کندھوں پر ایک لمبی چادر لپیٹی ہوئی تھی اور سر پر ایک میلی پگڑی تھی۔ یہاں تک کہ آپ منبر پر بیٹھ گئے۔ پس اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا اما بعد۔ اے لوگو! لوگ تو بہت ہوں گے لیکن انصار دین کی مدد کرنے والے تھوڑے ہوں گے یہاں تک کہ کھانے میں نمک کی مانند ہوں گے پس تم میں سے جو کوئی شخص کسی معاملہ کا حاکم بنے خواہ اس میں کسی کو نقصان پہنچائے یا نفع پہنچائے۔ بہر حال لوگوں کی خوبیوں سے نباہ کرے اور ان کی برائیوں سے درگذر کرے۔

حدیث(۳۵۲۶) حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاَنْصَارُ كَرِشِيْ وَعَيْبَتِيْ وَالنَّاسُ سَيَكْثُرُوْنَ وَيَقِلُّوْنَ فَاقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انصار تو میرا معدہ اور زنبیل ہیں۔ یعنی میری جماعت اور میرے صحابہ ہیں۔ لوگ تو عنقریب بہت ہو جائیں گے لیکن یہ انصار تھوڑے ہوں گے تو انکی خوبیوں کو قبول کرنا اور ان کی برائیوں سے چشم پوشی کرنا۔ اس سے قبائل عرب وعجم کے اسلام میں داخل ہونے کی پیشین گوئی ہے۔ جن کے مقابلہ میں قبیلہ انصار بالکل تھوڑا ہو گا یا مطلقاً انصار دین کی قلت کی طرف اشارہ ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍؓ

ترجمہ۔ سعد بن معاذؓ کی فضیلت

حدیث(۳۵۲۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ يَقُوْلُ اُهْدِيَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةُ حَرِيْرٍ فَجَعَلَ اَصْحَابُهُ يَمَسُّوْنَهَا وَيَعْجَبُوْنَ مِنْ لِيْنِهَا فَقَالَ اَتَعْجَبُوْنَ مِنْ لِيْنِ هٰذِهٖ لَمَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍؓ خَيْرٌ مِنْهَا اَوْ اَلْيَنُ رَوَاهُ قَتَادَةُ وَالزُّهْرِيُّ سَمِعَا اَنَسًاؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ریشمی جوڑا ہدیہ میں دیا گیا۔ جس کو آپؐ کے صحابہؓ ٹٹولتے تھے۔ اور

اس کی نرمی سے تعجب کرتے تھے۔ فرمایا کیا تم اس کی نرمی سے تعجب کرتے ہو۔ البتہ سعد بن معاذؓ کے رومال ان سے بہتر اور نرم ہوں گے۔

حدیث(۳۵۲۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی الخ عَنْ جَابِرٍؓ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ عَنِ الْاَعْمَشِ الخ عَنْ جَابِرٍؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِثْلَہٗ فَقَالَ رَجُلٌ لِجَابِرٍؓ فَاِنَّ الْبَرَآءَ یَقُوْلُ اهْتَزَّ السَّرِیْرُ فَقَالَ اِنَّہٗ کَانَ بَیْنَ هٰذَیْنِ الْحَیَّیْنِ ضَغَائِنُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍؓ.

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ حضرت سعد بن معاذؓ کی موت پر عرش الٰہی کانپ اٹھا۔ دوسری سند میں ہے حضرت جابرؓ سے کسی شخص نے کہا حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ چارپائی جنازہ والی ہلنے لگی۔ تو حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ ان دونوں قبیلوں میں کچھ حسد و بغض تھا۔ میں نے تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ حضرت سعد بن معاذؓ کی موت پر عرش رحمٰن لرز اٹھا تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ضغائن اگر حضرت براءؓ قبیلہ خزرج کے آدمی ہوتے اور حضرت سعد بن معاذؓ اوس کے سردار ہوتے تو پھر بھی کوئی وجہ ہوسکتی تھی۔ لیکن دونوں حضرات قبیلہ اوس کے فرد ہیں۔ پھر اس قول کا ان سے سرزد ہونا بعید ہے۔ محشیؒ نے بھی تخطیہ کیا ہے البتہ حضرت جابرؓ خزرجی ہیں۔ وہ تعجب کے طور پر بیان کر رہے ہیں کہ حضرت براءؓ اوسی یہ کلمہ کیسے کہتے ہیں۔ اور کیسے ان کی فضیلت پر حسد کر سکتے ہیں۔ جب کہ میں خزرجی ہو کر حق کو ظاہر کر رہا ہوں کہ عرش رحمٰن کو حضرت سعد بن معاذؓ کی روح کے اوپر سے خوشی ہوئی جس سے عرش الٰہی کو حرکت ہوئی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ مولانا مکیؒ کی تقریر میں ہے کہ حضرت براءؓ کو تعجب ہوا کہ ایک بندۂ خدا کی موت پر عرش الرحمن کیسے حرکت میں آسکتا ہے۔ ان کی چارپائی کو حرکت ہوئی۔ جس کا ازالہ حضرت جابرؓ نے کیا کہ نہیں۔ سمجھ آئے یا نہ آئے عرش الرحمن حرکت میں آیا۔ اس میں تاویل کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ میں نے خود اپنے کانوں سے ان الفاظ کو سنا ہے۔ اس میں لفظ سریر نہیں بلکہ عرش الرحمن ہے۔ اور اهتزاز یا تو ان کے آنے کی خوشی میں یا ہلکی موت پر غم کی وجہ سے ہے۔ حافظؒ نے بھی کافی بحث کی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت براءؓ نے دشمنی کی بنا پر یہ بات نہیں کی۔ بلکہ انہوں نے اپنی سمجھ کے مطابق بات کی۔ اور حضرت جابرؓ نے گمان کیا کہ شاید حضرت براءؓ کسی بغض کی بنا پر یہ فرما رہے ہیں۔ بہر حال صحابہ کرامؓ سے حسن ظن رکھنا اہل سنت کا عقیدہ۔

حدیث(۳۵۲۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ الخ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّؓ اِنَّ اُنَاسًا نَزَلُوْا عَلٰی حُکْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍؓ فَاَرْسَلَ اِلَیْہِ فَجَآءَ عَلٰی حِمَارٍ فَلَمَّا بَلَغَ قَرِیْبًا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا اِلٰی خَیْرِکُمْ اَوْ سَیِّدِکُمْ فَقَالَ یَا سَعْدُ اِنَّ هٰؤُلَآءِ نَزَلُوْا عَلٰی حُکْمِکَ قَالَ فَاِنِّیْ اَحْکُمُ فِیْهِمْ اَنْ تُقْتَلَ مُقَاتِلُهُمْ وَتُسْبٰی ذَرَارِیُّهُمْ قَالَ حَکَمْتَ بِحُکْمِ اللّٰہِ اَوْ بِحُکْمِ الْمَلِکِ.

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ بنو قریظہ کے لوگ حضرت سعد بن معاذؓ کے فیصلہ پر راضی ہو گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس پیغام بھیجا۔ وہ ایک گدھے پر سوار پہنچے جب مسجد کے قریب آئے تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہتر یا تمہارا سردار آ گیا جس پر آپؐ نے فرمایا کہ اے سعد! یہ لوگ تیرے فیصلہ پر راضی ہو گئے تو انہوں نے فرمایا کہ میں ان کے بارے میں فیصلہ دیتا ہوں کہ فوجی لڑنے والے کو قتل کر دیا جائے۔ اور ان کی عورتوں بچوں کو قیدی بنایا جائے۔ آپؐ نے فرمایا تم نے اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے مطابق یا بادشاہانہ فیصلہ کیا ہے۔

بَابُ مَنْقَبَةِ اُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍؓ وَعَبَّادِ بْنِ بِشْرٍؓ

ترجمہ۔ اسید بن حضیرؓ اور عباد بن بشرؓ کی فضیلت

حدیث(۳۵۳۰) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ الخ عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ رَجُلَيْنِ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ وَاِذَا نُوْرٌ بَيْنَ اَيْدِيْهِمَا حَتّٰى تَفَرَّقَا فَتَفَرَّقَ النُّوْرُ مَعَهُمَا وَقَالَ مَعْمَرٌ الخ عَنْ اَنَسٍؓ كَانَ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍؓ وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍؓ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ دو آدمی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے سخت اندھیری رات میں نکلے دیکھتے کیا ہیں کہ ان دونوں کے سامنے روشنی ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ جدا ہونے لگے تو روشنی بھی ان کے ہمراہ جدا ہوگئی۔ اور معمر کی سند میں ہے کہ حضرت اسیدؓ اور عباد بن بشرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اور یہ انہیں کا واقعہ ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ یہ ایام محاصرہ بنو قریظہ کا واقعہ ہے اور مسجد سے مسجد صلوٰۃ مراد ہے۔ مسجد مدینہ مراد نہیں ہے سید کم انصار کے سردار تھے۔ یہ تو ظاہر ہے یا سیادت خاصہ فیصلے کی مراد ہے۔ حدیث سے ثابت ہوا کہ سادات اور افاضل کے لئے کھڑا ہونا جائز ہے۔ اور جو قیام ممنوع ہے وہ کسی کے سامنے غلاموں کی طرح کھڑا ہونا ہے۔ بنو قریظہ کا آپؐ نے پچیس دن محاصرہ کیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈالا۔ تو چونکہ وہ قبیلہ اوس کے حلیف تھے۔ وہ سمجھے کہ سردار قبیلہ حضر سعد بن معاذؓ ان کی رعایت کریں گے۔ لیکن اسلام اور ان کی صلابت دینی نے تعصب سے انکار کر دیا اور یہ شاہانہ فیصلہ کیا۔ یہ ۵ھ کا واقعہ ہے جب کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقض عہد کر کے احزاب کی موافقت کی تھی۔ اور قبیلہ اوس نے اپنے حلفاء کے لئے معافی کی درخواست کی تھی۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ کیا تم اپنے سردار کے فیصلہ پر راضی نہیں ہو۔ تو پھر وہ راضی ہو گئے۔

بَابُ مَنَاقِبِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍؓ

ترجمہ۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی فضیلت

حدیث(۳۵۳۱) حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍوؓ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اسْتَقْرِءُوا الْقُرْاٰنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ مِنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ وَسَالِمٍ مَوْلٰى اَبِيْ حُذَيْفَةَؓ وَاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍؓ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍؓ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ قرآن مجید چار آدمیوں سے پڑھنا سیکھو۔ عبداللہ بن مسعودؓ۔ سالم مولیٰ ابو حذیفہؓ۔ ابی بن کعبؓ اور معاذ بن جبلؓ سے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حضرت معاذ بن جبلؓ انصاری خزرجی ہیں۔ ان ستر ۷۰ آدمیوں میں شامل ہیں جنہوں نے بیعت عقبہ ثانیہ میں حاضری دی۔ اور آپؐ نے ان کے اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے درمیان مؤاخات قائم کی تھی۔

بَابُ مَنْقَبَةِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَؓ وَقَالَتْ عَائِشَةُؓ كَانَ قَبْلَ ذٰلِكَ رَجُلًا صَالِحًا

ترجمہ۔ سعد بن عبادہؓ کی فضیلت۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ واقعہ افک سے پہلے بڑے نیک آدمی تھے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ بعد میں اس صفت سے خارج ہو گئے ہوں۔

حدیث(۳۵۳۲) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ الخ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍؓ قَالَ اَبُوْ اُسَيْدٍؓ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ دُوْرِ الْاَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ بَنُوْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ ثُمَّ بَنُوْ الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ بَنُوْ سَاعِدَةَ وَفِىْ كُلِّ دُوْرِ الْاَنْصَارِ خَيْرٌ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَؓ وَكَانَ ذَاقِدَمٍ فِى الْاِسْلَامِ اَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ فَضَّلَ عَلَيْنَا فَقِيْلَ لَهٗ قَدْ فَضَّلَكُمْ عَلٰى نَاسٍ كَثِيْرٍ.

ترجمہ۔حضرت ابواسیدؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبائل انصار میں سے بہتر قبیلہ بنو النجار ہیں پھر بنو عبدالاشهل. پھر بنو الحارث بن الخزرج پھر بنو ساعدۃ اور تمام قبائل انصار میں خیر ہی خیر ہے۔حضرت سعد بن عبادہؓ چونکہ قدیم الاسلام تھے فرمانے لگے کہ میں دیکھتا ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض قبائل کو ہم پر فضیلت دی ہے۔تو ان سے کہا گیا کہ بہت سے لوگوں پر تم کو فضیلت دی ہے۔ ذاقدم ان کی منقبت ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍؓ

ترجمہ۔ابی بن کعبؓ کی فضیلت

حدیث(۳۵۳۳) حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ الخ قَالَ ذُكِرَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍؓ عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍوؓ فَقَالَ رَجُلٌ لَا اَزَالُ اُحِبُّهٗ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خُذُوا الْقُرْاٰنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍؓ فَبَدَاَ بِهٖ وَسَالِمٍؓ مَوْلٰى اَبِىْ حُذَيْفَةَؓ وَمَعَاذِ بْنِ جَبَلٍؓ وَاُبَيِّ ابْنِ كَعْبٍؓ.

ترجمہ۔حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے پاس حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا تذکرہ ہوا تو وہ فرمانے لگے کہ یہ وہ آدمی ہے جسے میں ہمیشہ سے محبت کرتا ہوں میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے۔قرآن مجید چار آدمیوں سے حاصل کرو عبداللہ بن مسعودؓ سے اور ان کے نام سے شروع فرمایا۔اور سالمؓ مولی ابی حذیفہ ومعاذ بن جبلؓ اور ابی بن کعبؓ سے جو سید القراء بنے اور حضرت عمرؓ نے انہیں تراویح کا امام بنایا تھا۔

حدیث(۳۵۳۴) حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاُبَيٍّ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِىْ اَنْ اَقْرَاَ عَلَيْكَ لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ قَالَ وَسَمَّانِىْ قَالَ نَعَمْ فَبَكٰى.

ترجمہ۔حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعبؓ سے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں سورۃ لم یکن الذین کفروا تم کو پڑھ کر سناؤں۔فرمایا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لے کر فرمایا آپؐ نے فرمایا ہاں تو حضرت ابی بن کعبؓ خوشی سے رو پڑے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔سورۃ لم یکن الذین کفروا کی خصوصیت کی وجہ یہ ہے کہ اس سورت میں توحید ورسالت۔اخلاص کتب سابقہ صلوٰۃ۔زکوٰۃ۔و اهل الجنة واهل النار کا بیان ہے۔

اقرأ علیک یہ قرأت ان کو تعلیم دینے کے لئے تھی۔تاکہ وہ ادائیگی حروف تصحیح الفاظ اور مواضع وقوف معلوم کرلیں۔آپؐ ان سے سیکھ نہیں رہے تھے سکھا رہے تھے۔اس لئے وہ بعد میں سید القراء بنے۔

بَابُ مَنَاقِبِ زَيْدِ ابْنِ ثَابِتٍؓ

ترجمہ۔ زید بن ثابتؓ کی فضیلت

حدیث(۳۵۳۴) حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ عَنْ اَنَسٍؓ جَمَعَ الْقُرْاٰنَ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِنَ الْاَنْصَارِ اُبَیٌّ وَمُعَاذُبْنُ جَبَلٍؓ وَاَبُوْ زَيْدٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍؓ قُلْتُ لِاَنَسٍؓ مَنْ اَبُوْ زَيْدٍ قَالَ اَحَدُ عُمُوْمَتِیْ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چار آدمی قرآن مجید کو جمع کرتے تھے۔ اور وہ سب کے سب انصار میں سے تھے۔ حضرت ابیؓ اور معاذ بن جبلؓ ابوزیدؓ اور زید بن ثابتؓ۔ میں نے انسؓ سے پوچھا یہ ابوزید کون ہے فرمایا میرے چچاؤں میں سے ہیں۔ بعض نے کہا ان کا نام سعد بن عمرو ہے۔ اور بعض نے قیس بن السکن کہا ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ اَبِیْ طَلْحَةَؓ

ترجمہ۔ حضرت ابوطلحہؓ کی فضیلت

حدیث(۳۵۳۶) حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ الخ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ انْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْطَلْحَةَؓ بَيْنَ يَدَیِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُجَوِّبٌ بِهٖ عَلَيْهِ بِحَجَفَةٍ لَهٗ وَكَانَ اَبُوْ طَلْحَةَؓ رَجُلًا رَامِيًا شَدِيْدَ الْقِدِّ يَكْسِرُ يَوْمَئِذٍ قَوْسَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا وَكَانَ الرَّجُلُ يَمُرُّ مَعَهُ الْجَعْبَةُ مِنَ النَّبْلِ فَيَقُوْلُ انْشُرْهَا لِاَبِیْ طَلْحَةَ فَاَشْرَفَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ اِلَی الْقَوْمِ فَيَقُوْلُ اَبُوْطَلْحَةَؓ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ لَا تُشْرِفْ يُصِيْبُكَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ الْقَوْمِ نَحْرِیْ دُوْنَ نَحْرِكَ وَلَقَدْ رَاَيْتُ عَائِشَةَؓ بِنْتَ اَبِیْ بَكْرٍؓ وَاُمَّ سُلَيْمٍؓ وَاِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ اَرٰی خَدَمَ سُوْقِهِمَا تُنْقِزَانِ الْقِرَبَ عَلٰی مُتُوْنِهِمَا تُفْرِغَانِهٖ فِیْ اَفْوَاهِ الْقَوْمِ ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلَاٰنِهَا ثُمَّ تَجِيْئَانِ فَتُفْرِغَانِهٖ فِیْ اَفْوَاهِ الْقَوْمِ وَلَقَدْ وَقَعَ السَّيْفُ مِنْ يَدَیْ اَبِیْ طَلْحَةَؓ اِمَّا مَرَّتَيْنِ وَاِمَّا ثَلٰثًا.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب احد کی لڑائی میں مسلمان شکست کھا کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہو گئے تو حضرت ابوطلحہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی ڈھال لے کر آپؐ کے بچاؤ کے لئے ڈھال بنے ہوئے تھے۔ جب کہ حضرت ابوطلحہؓ سخت تیرانداز آدمی تھے اس دن انہوں نے دو یا تین کمانیں توڑ دی تھیں۔ اور جب کوئی آدمی ان کے پاس سے گذرتا اور اس کے پاس تیروں کا [illegible] ہوتا تو اس سے کہتے کہ تیر ابوطلحہؓ کیلئے پھینکتے جاؤ پس جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قوم کی طرف جھانک کر دیکھتے تھے تو حضرت ابوطلحہؓ فرماتے اے اللہ کے نبی! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں آپ جھانک کر نہ دیکھیں کہیں قوم کے تیروں میں سے کوئی تیر آپ کو نہ لگ جائے۔ میرا سینہ آپؐ کے سینہ کے آگے ڈھال بنا ہوا ہے۔ اور میں نے حضرت عائشہؓ ابوبکرؓ کی بیٹی اور حضرت ام سلیمؓ دونوں کو دیکھا کہ وہ دونوں پنڈلیاں کھولے ہوئے ہیں۔ کہ میں ان کی پنڈلیوں کے پازیب دیکھ رہا ہوں۔ اپنی پیٹھوں پر پانی کے مشکیزے لے کر کودتی پھرتی تھیں۔ اور پانی کو قوم کے مونہوں میں انڈیلتی تھیں۔ پھر

واپس آ کران مشکیزوں کو بھر لیتیں اورقوم کے مونہوں میں آ کرانڈیل دیتیں۔اوراس دن ابوطلحہؓ کے ہاتھ سے دومرتبہ یا تین مرتبہ تلوار گر پڑی تھی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ یکسر یومئذ قوسین یہ حال ماضی کی حکایت ہے۔جس کو صیغہ مضارع کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے چنانچہ کتاب المغازی میں لفظ بلفظ ماضی ذکر ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں رمیا شدیدا یعنی وہ شدت رمی سے موصوف تھے۔پھر لقد یکسر میں لام تاکید کا اور قد تحقیق و یکسر بالتشدید جو کثرت کسر پر دال ہوگا اور ایک روایت میں شدید القدا اضافت کے ساتھ ہے غیر رنگے ہوئے چمڑے کی تانت۔ اس صورت میں معنی ہوں گے شدید وتر القوس فی ا لنزع. کہ کھینچنے میں ان کی کمان کی تانت بڑی سخت ہوتی تھی تو اس صورت میں قوسین مرفوع ہوگا جو یکسر کا فاعل بنے گا جب کہ یکسر فعل لازم ہوگا۔اور ایک روایت میں شدید المدبالمیم بھی آیا ہے یعنی سخت کھینچنے والے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ نحری دون نحرک الخ یعنی میں اپنا سینہ آپؐ کے سینہ کے آگے کرلوں گا آپؐ سینہ کو نہ نکالیں کہیں کوئی تیر آپ تک نہ پہنچ جائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ نحر کے معنی صدر سینے کے ہیں۔معنی ہوں گے اقف انا بحیث یکون صدری کالترس لصدرک یعنی میں ایسی جگہ کھڑا ہوں گا کہ میرا سینہ آپؐ کے سینہ کے لئے ڈھال کی طرح ہوگا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حضرت ابوطلحہؓ جن کا نام زید بن سہل بن الاسود بن حرام ہے۔انصاری خزرجی ہیں۔اور حضرت ام سلیمؓ کے شوہر ہیں جو حضرت انسؓ کی والدہ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی خالہ لگتی ہیں۔حضرت ابوطلحہؓ کی وفات ۳۱ھ میں ہوئی۔ خدم جمع خدمۃ کی خلخال کو کہتے ہیں۔ سوق بالضم جمع ساق کی۔جس کے معنی پنڈلی کے ہیں۔تنقزان نقر سے ہے۔جس کے معنی نقل کرنے کے ہیں متون متن کی جمع بمعنی پیٹھ۔

بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍؓ

ترجمہ۔عبداللہ بن سلامؓ کی فضیلت

حدیث(۳۵۳۷) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ الخ عَنْ اَبِيْهِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍؓ قَالَ مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِاَحَدٍ يَمْشِيْ عَلَى الْاَرْضِ اِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِلَّا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍؓ قَالَ وَفِيْهِ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ الْاٰيَةَ قَالَ لَآ اَدْرِيْ قَالَ مَالِكٌ الْاٰيَةَ اَوْفِي الْحَدِيْثِ.

ترجمہ۔حضرت سعد بن ابی وقاصؓ جو خود بھی عشرہ مبشرہ میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی ایسے شخص کے لئے جو زمین پر چلتا پھرتا ہو نہیں سنا کہ آپؐ نے اسے جنتی کہا ہو۔سوائے عبداللہ بن سلامؓ کے۔فرمایا کہ انہیں کے بارے میں یہ آیت اتری کہ بنی اسرائیل کے ایک گواہ نے گواہی دی عبداللہ بن یوسف کہتے ہیں مجھے یاد نہیں رہا کہ مالکؒ نے آیت میں فرمایا یا حدیث میں فرمایا۔

حدیث(۳۵۳۸) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادَةَؒ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا فِيْ مَسْجِدِ الْمَدِيْنَةِ فَدَخَلَ رَجُلٌ عَلٰى وَجْهِهٖ اَثَرُ الْخُشُوْعِ فَقَالُوْا هٰذَا رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ تَجَوَّزَ فِيْهِمَا ثُمَّ خَرَجَ وَتَبِعْتُهٗ فَقُلْتُ اِنَّكَ حِيْنَ دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ قَالُوْا هٰذَا رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ وَاللّٰهِ

مَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ اَنْ يَقُوْلَ مَالَا يَعْلَمُ وَسَاُحَدِّثُكَ لِمَ ذَاكَ رَاَيْتُ رُؤْيَا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ وَرَاَيْتُ كَاَنِّيْ فِيْ رَوْضَةٍ ذَكَرَ مِنْ سَعَتِهَا وَخُضْرَتِهَا وَسَطَهَا عَمُوْدٌ مِنْ حَدِيْدٍ اَسْفَلُهُ فِي الْاَرْضِ وَاَعْلَاهُ فِي السَّمَآءِ فِيْ اَعْلَاهُ عُرْوَةٌ فَقِيْلَ لَهُ ارْقَهْ قُلْتُ لَا اَسْتَطِيْعُ فَاَتَانِيْ مُنْصِفٌ فَرَفَعَ ثِيَابِيْ مِنْ خَلْفِيْ فَرَقِيْتُ حَتّٰى كُنْتُ فِيْ اَعْلَاهَا فَاَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ فَقِيْلَ لَهُ اِسْتَمْسِكْ فَاسْتَيْقَظْتُ وَاِنَّهَا لَفِيْ يَدَيْ فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تِلْكَ الرَّوْضَةُ الْاِسْلَامُ وَذٰلِكَ الْعَمُوْدُ عَمُوْدُ الْاِسْلَامِ وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ عُرْوَةُ الْوُثْقٰى فَاَنْتَ عَلَى الْاِسْلَامِ حَتّٰى تَمُوْتَ وَذَاكَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍؓ وَقَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ الخ عَنِ ابْنِ سَلَامٍ قَالَ وَصِيْفٌ مَكَانَ مِنْصَفٍ بِمَعْنٰى خَادِمٍ.

ترجمہ۔ حضرت قیس بن عبادؓ فرماتے ہیں کہ میں مسجد مدینہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک ایسا آدمی مسجد میں داخل ہوا جس کے چہرہ پر خشوع کے آثار ظاہر تھے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ آدمی اہل جنت میں سے ہے۔ اس نے دو رکعت نماز پڑھی اور ان میں اختصار کیا۔ پھر وہ باہر چلے گئے تو میں نے ان کا پیچھا کیا اور میں نے کہا جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تھے تو لوگوں نے کہا تھا کہ یہ آدمی اہل جنت میں سے ہے۔ انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم جو شخص جو بات نہیں جانتا اسے نہیں کہنا چاہیئے۔ میں تمہیں بیان کروں گا کہ یہ کیوں کر ہوا۔ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک خواب دیکھا تھا جس کو میں نے آپؐ کے سامنے بیان کیا وہ یہ ہے کہ میں نے دیکھا گویا کہ میں ایک باغ میں ہوں جس کی فراخی سبزی کو انہوں نے ذکر کیا۔ اور فرمایا اس کے درمیان میں ایک لوہے کا ستون ہے جس کا نچلا حصہ زمین میں ہے اور اوپر کا حصہ آسمان میں ہے۔ جس کے اوپر کے حصہ میں ایک کڑا ہے۔ مجھے کہا گیا کہ اس کے اوپر چڑھو میں نے کہا میری طاقت میں تو نہیں ہے کہ اس پر چڑھوں۔ تو میرے پاس ایک خادم آیا جس نے پیچھے سے میرے کپڑے اٹھائے۔ تو میں اوپر چڑھ گیا یہاں تک کہ میں باغ کے یا ستون کے اوپر کے حصہ میں پہنچ گیا اور میں نے اس کڑے کو پکڑ لیا۔ مجھے کہا گیا کہ اسے مضبوطی سے تھام لو پھر میں جاگ اٹھا اور وہ کڑا میرے ہاتھ میں تھا۔ میں نے یہ خواب جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپؐ نے فرمایا وہ باغ تو اسلام ہے اور ستون اسلام کا ستون ہے او وہ کڑا مضبوط کڑا ہے۔ کہ آپ مرتے دم تک اسلام پر رہیں گے اور یہ آدمی حضرت عبداللہ بن سلامؓ تھے۔ اور خلیفہ کی سند میں بجائے منصف کے وصیف ہے۔ معنیٰ دونوں کے ایک ہیں یعنی خادم۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ لا ينبغی لاحد الخ مقصد یہ ہے کہ اگر تم یہ کلام من اهل الجنة نقل کرو اور تمہیں اصل واقعہ معلوم نہ ہو تو تم ممن قال مالا يعلم ان لوگوں سے ہو گے جو وہ بات کہتے ہیں جن کا انہیں یقین نہیں۔ اور کسی کو لائق نہیں جو بات نہیں جانتا اسے بیان کرے۔ اور اگر کسی کو علم حاصل بھی ہو لیکن اسے اس کی معتد بہ دلیل کا علم نہیں تو گویا کہ وہ بھی نہیں جانتا۔ اس لئے انہوں نے اس کی حجت بیان کر دی تا کہ اس کا علم مستند ہو جائے اور ایک حجت دلائل میں سے ذکر کر دینا کافی ہے تمام دلائل کے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا اب وہ اعتراض وارد نہیں ہو گا جو محشیؒ نے وارد کیا ہے کہ انہیں حضرت سعدؓ کی حدیث سابق یاد نہیں تھی۔ کیونکہ حدیث سعد میں ان کے جنتی ہونے کی صراحت نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ وہ موت تک اسلام پر باقی رہیں گے پس جونسی دلیل بھی لائی جائے اثبات مدعا کے لئے کافی ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ قال الكرمانی لا ينبغی سے حضرت ابن سلامؓ کی طرف سے ان لوگوں پر انکار ہے کہ تم نے قطعی طور پر جنتی کیوں کہہ دیا ممکن ہے ان کو حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی حدیث پہنچی ہو اور انہیں خود نہ پہنچی ہو یا تواضع کی بنا پر اپنی ثنا پسند نہیں کر رہے تھے یا یہ کہ انہوں نے تو صرف خواب دیکھا تھا جس پر آپؐ نے تا حیات اسلام پر باقی رہنے کی بشارت دی۔ اس میں قطعی طور پر جنتی ہونا نہیں فرمایا اس پر انکار

فرمارہے ہیں۔اور علامہ عینیؒ فرماتے ہیں یہ بھی احتمال ہے کہ آپ نے سائل تعجب کرنے والے پر انکار کیا کہ یہ تعجب کی بات نہیں ہے پھر پورا قصہ خواب کا بیان فرمادیا تو اب لاینبغی لاحد کا مطلب یہ ہوگا کہ جس شخص کو علم نہ ہو اسے انکار نہیں کرنا چاہیے جب کہ وہ خبر اہل صدق کی طرف سے پہنچے۔

حدیث(۳۵۳۹) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الخ عَنْ اَبِيْهِ اَبِىْ بُرْدَةَ اَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَلَقِيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَلَامٍؓ فَقَالَ اَلَا تَجِیْءُ فَاُطْعِمُکَ سَوِيْقًا وَّتَمْرًا وَّتَدْخُلُ فِىْ بَيْتٍ ثُمَّ قَالَ اِنَّکَ بِاَرْضٍ الرِّبَا بِهَا فَاشٍ اِذَا كَانَ لَکَ عَلٰى رَجُلٍ حَقٌّ فَاَهْدٰى اِلَيْکَ حِمْلَ تِبْنٍ اَوْ حِمْلَ شَعِيْرٍ اَوْحِمْلَ قَتٍّ فَلَا تَاْخُذْهُ فَاِنَّهٗ رِبًا وَلَمْ يَذْكُرِ النَّضْرُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَوَهْبٌ عَنْ شُعْبَةَ الْبَيْتَ.

ترجمہ۔حضرت ابو بردہؓ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ حاضر ہوا تو میری ملاقات حضرت عبداللہ بن سلامؓ سے ہوئی انہوں نے فرمایا آپ میرے گھر نہیں آتے کہ میں آپ کو ستو اور کھجور کھلاؤں اور آپ میرے گھر میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے معظم ومکرم ہوگیا ہے اس میں داخل ہوں پھر فرمایا آپ تو ایسے ملک میں رہتے ہیں جہاں سود کھلم کھلا لیا جاتا ہے۔جب آپ کا کسی آدمی پر قرضہ ہو اور وہ آپ کو بھوسے کا بوجھ جو اونٹ اٹھاسکتا ہے یا جو کا بوجھ یا جانوروں کے گھاس کا بوجھ ہدیہ کے طور پر دے تو یہ سود ہے۔نضر اور ابوداؤد ووھب نے شعبہ سے بیت کا ذکر نہیں کیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔اگر عرف میں یہی دستور ہے تو ربوٰ ہوگا اگر شرط کرکے لے تو حرمت ظاہر ہے اور ممکن ہے کہ نہی غیر عرف میں وارد ہو تو یہ مزید احتیاط کے طور پر ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔حافظؒ فرماتے ہیں فانه ربوا احتمال ہے کہ یہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ کی رائے ہو ورنہ فقہاء فرماتے ہیں ربوا اس وقت ہوگا جب شرط لگائے لیکن تقوای یہ ہے کہ اسے بھی چھوڑ دے کل قرض جر نفعه فهو ربوا۔کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ اگر بغیر شرط کوئی ہدیہ دے تو جائز ہے لیکن حضرت عبداللہ بن سلامؓ کا مسلک یہ ہے کہ ہر شہر کا عرف شرط کے قائم مقام ہوتا ہے۔کرمانیؒ نے اشکال نقل کیا ہے کہ اس حدیث کو مناقب ابن سلام سے کیا مناسبت ہوئی۔تو جواب یہ دیا ہے کہ ایک تو اس وجہ سے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف فرما ہوئے تو بیت میں تنوین تعظم کے لئے ہوگی اور دوسری وجہ یہ ہے کہ انہوں نے مستقرض کو ہدیہ قبول کرنے سے روکا یہ تقوای اور ورع کی بات ہے جس میں ان کے لئے منقبت عظیمہ ہے۔حافظؒ نے بھی یہی دو وجہ ذکر فرمائی ہیں۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ارض سے ارض عراق مراد ہے۔اور فاش کے معنی شائع اور کثیر کے ہیں تبن گندم کا بھوسہ۔قت جانوروں کے گھاس کی ایک قسم ہے۔جیسے کترن بوٹی۔حضرت عبداللہ بن سلامؓ کا جاہلیت میں نام الحصین تھا جس کو آپؐ نے تبدیل کرکے عبداللہ رکھا۔حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ داخل ہونے کے وقت سب سے پہلے مسلمان ہوئے اور آپ کی وفات ۴۳ ہجری میں ہوئی۔

بَابُ تَزْوِيْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُدَيْجَةَؓ وَفَضْلِهَا

ترجمہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت خدیجہؓ سے شادی کرنا اور حضرت خدیجہؓ کی فضیلت کے بارے میں

حدیث(۳۵۴۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ الخ سَمِعْتُ عَلِيًّاؓ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَفِىْ سَنَدٍ آخِرٍ قَالَ خَيْرُ نِسَآئِهَا مَرْيَمُ وَخَيْرُ نِسَآئِهَا خُدَيْجَةُؓ.

ترجمہ۔حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل کی عورتوں میں سے بہتر

عورت بی بی مریمؑ ہے اور اس امت کی بہترین عورت حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ ہے۔

حدیث (۳۵۴۱) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ الخ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ هَلَكَتْ قَبْلَ أَنْ يَتَزَوَّجَنِي لِمَا كُنْتُ أَسْمَعُهُ يَذْكُرُهَا وَأَمَرَهُ اللّٰهُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ وَإِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ فَيُهْدِي فِي خَلَائِلِهَا مِنْهَا مَا يَسَعُهُنَّ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی پر مجھے اتنا رشک نہیں آیا جتنا حضرت خدیجہؓ پر رشک آیا۔ حالانکہ وہ میری شادی سے پہلے وفات پا چکی تھیں کیونکہ آنحضرت سے میں سنا کرتی تھی کہ ان کو اکثر یاد کرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا تھا کہ وہ حضرت خدیجہؓ کو جنت کے اندر ایک موتیوں والے گھر کی خوشخبری سنائیں اور یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بکری ذبح کرتے تھے۔ تو جہاں تک ممکن ہوتا ان کی سہیلیوں کو ہدیہ بھیجا کرتے تھے۔

حدیث (۳۵۴۲) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الخ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ مِنْ كَثْرَةِ ذِكْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهَا قَالَتْ وَتَزَوَّجَنِي بَعْدَهَا بِثَلَاثِ سِنِينَ وَأَمَرَهُ رَبُّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَوْ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے اور کسی عورت پر اتنا رشک نہیں آیا جس قدر حضرت خدیجہؓ پر آیا کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا ذکر کثرت سے کرتے تھے وہ فرماتی ہیں حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی وفات کے تین سال بعد میرے سے شادی کی تھی۔ اور آپؐ کے رب نے یا جبرائیل علیہ السلام نے آپؐ کو حکم دیا تھا کہ وہ حضرت خدیجہؓ کو جنت کے اندر ایک موتیوں کے عظیم الشان گھر کی بشارت دیں۔

حدیث (۳۵۴۳) حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى أَحَدٍ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ وَمَا رَأَيْتُهَا وَلٰكِنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا أَعْضَاءً ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِي صَدَائِقِ خَدِيجَةَ فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهُ كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا امْرَأَةٌ إِلَّا خَدِيجَةُ فَيَقُولُ إِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ وَكَانَ لِي مِنْهَا وَلَدٌ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اتنا رشک مجھے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے کسی پر نہیں آیا جس قدر حضرت خدیجہؓ پر رشک آیا حالانکہ میں نے انہیں دیکھا تک نہیں تھا۔ لیکن جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بہت یاد کرتے تھے اور جب کبھی کوئی بکری ذبح کرتے پھر اس کے جوڑ جوڑ اعضاء کاٹتے تھے تو ان کو حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں میں بھیجا کرتے تھے پس کبھی کبھار میں آپؐ سے کہتی کہ کیا دنیا میں صرف وہی ایک عورت خدیجۃ الکبریٰؓ ہی تھیں۔ آپ فرماتے وہ تو تھی ہی لیکن میری جتنی اولاد ہے وہ سب ان سے پیدا ہوئی۔

حدیث (۳۵۴۴) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ إِسْمٰعِيلَ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفٰى بَشَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيجَةَ قَالَ نَعَمْ بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ.

ترجمہ۔ حضرت اسمٰعیل فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ سے پوچھا کہ کیا جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہؓ کو کوئی خوشخبری سنائی تھی۔ فرمایا ہاں ایک ایسے گھر کی جو موتیوں کا ہوگا جس میں نہ کوئی شور وشغب ہوگا اور نہ ہی کوئی تکلیف ہوگی اور نہ تھکاوٹ ہوگی۔

حدیث(۳۵۴۵) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍالخ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ اَتٰی جِبْرِيْلُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذِهٖ خَدِيْجَةُؓ اَتَتْ مَعَهَا اِنَاءٌ فِيْهِ اِدَامٌ اَوْطَعَامٌ اَوْشَرَابٌ فَاِذَا هِیَ اَتَتْکَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَّبِّهَا وَمِنِّیْ وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِی الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَاصَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے فرمایا یارسول اللہ! یہ حضرت خدیجہؓ ہے جو اپنے ہمراہ کچھ برتن لا رہی ہے اس میں سالن ہوگا یا کھانا ہوگا یا کوئی مشروب ہوگا پس جب وہ آپؐ کے پاس آئیں تو آپؐ ان پر میرے ان کے رب کی طرف۔ سے اور میری طرف سے سلام پڑھنا اور انہیں جنت کے اندر ایک ایسے عظیم الشان گھر کی خوشخبری سنانا جو موتیوں کا بنا ہوا ہوگا۔ اس میں نہ تو شور و شغب ہوگا اور نہ ہی اس میں کوئی تھکاوٹ و تکلیف ہوگی۔

حدیث(۳۵۴۶) حَدَّثَنَا قَالَ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ خَلِيْلٍ الخ عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ اِسْتَاْذَنَتْ هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ اُخْتُ خُدِيْجَةَؓ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَفَ اِسْتِيْذَانَ خَدِيْجَةَؓ فَارْتَاعَ لِذٰلِکَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ هَالَةُ قَالَتْ فَغِرْتُ فَقُلْتُ مَا تَذْكُرُمِنْ عَجُوْزٍ مِنْ عَجَائِزِ قُرَيْشٍ حَمْرَآءَ الشِّدْقَيْنِ هَلَكَتْ فِی الدَّهْرِ قَدْ اَبْدَلَکَ اللّٰهُ خَيْرًا مِّنْهَا.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت خدیجہؓ کی بہن ھالہ بنت خویلد نے جناب رسول اللہ پر اجازت طلب کی چونکہ ان کی آواز حضرت خدیجہؓ سے ملتی جلتی تھی۔ آپ سمجھے کہ حضرت خدیجہؓ اجازت طلب کررہی ہیں۔ جس کی وجہ سے آپ گھبرا گئے۔ پھر فرمایا کہ اچھا اے اللہ! یہ تو ھالہؓ ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ مجھے غیرت آئی جس پر میں نے کہا آپ قریش کی بوڑھی عورتوں میں سے ایک بوڑھیا کو کیا یاد کرتے ہیں جو سرخ مسوڑوں والی تھی کہ اس کے دانت گر گئے تھے اور زمانہ ہوا وہ فوت ہوچکی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلہ میں ان سے بہتر بیوی عطا فرمائی جو سالم دانتوں والی اور نوخیز عمر ہے۔ جس پر آپؐ ناراض ہوئے۔ میں نے عرض کی کہ انشاء اللہ آئندہ ان کو خیر کے ساتھ یاد کروں گی۔ آپؐ نے فرمایا وہ مجھ پر اس وقت ایمان لائی جب کہ لوگ کفر کر رہے تھے۔

تشریح از قاسمی ؒ ۔ حضرت خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصیٰ جن کا نصب قصیٰ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل جاتا ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی بیوی ہیں جن سے آپؐ کا نکاح ہوا جب کہ ان کی عمر چالیس سال اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس برس تھی۔ جب تک وہ زندہ رہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرا نکاح نہیں کیا۔ آپ کی سب اولاد انہیں میں سے ہے۔ سوائے حضرت ابراہیمؑ کے جو بی بی ماریہ قبطیہ سے پیدا ہوئے تھے۔ ہجرت سے پانچ سال پہلے مکہ معظمہ میں ان کی وفات ہوئی تین بچے اور چار بچیاں ان سے پیدا ہوئے فضیلت کی بحث گزر چکی ہے۔

کانت و کانت ای خصائلها وفضائلها کانت صوامة قوامة محسنة ومشفقة الی غیر ذلک قصب وہ بند محل جو موتی اور جواہرات سے مرصع ہو۔ صخب شور و غوغا جو عموماً جھگڑے کے وقت ہوتا ہے۔ نصب کے معنی تھکاوٹ کے ہیں ان دو صفتوں کی مناسبت یہ ہے کہ جب آپؐ نے ان کو دعوت ایمان دی تو نہایت خوشدلی سے ایمان لائیں رفع صوت اور جھگڑے کی نوبت نہیں آئی اور نہ ہی اس میں انہیں کوئی کوفت اٹھانی پڑی۔

بَابُ ذِكْرِ جَرِيْرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِیِّؓ

ترجمہ۔ جریر بن عبداللہ بجلیؓ کے ذکر کے بارے میں

حدیث(۳۵۴۶) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ الْوَاسِطِیُّ الخ قَالَ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِؓ مَا حَجَبَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلّٰی

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُنْذُ اَسْلَمْتُ وَلَا رَاٰنِیْ اِلَّا ضَحِکَ وَعَنْ قَیْسٍ عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ کَانَ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ بَیْتٌ یُقَالُ لَہٗ ذُوالْخَلَصَۃِ وَکَانَ یُقَالُ لَہُ الْکَعْبَۃُ الْیَمَانِیَّۃُ اَوِ الْکَعْبَۃُ الشَّامِیَّۃُ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَلْ اَنْتَ مُرِیْحِیْ مِنْ ذِی الْخَلَصَۃِ قَالَ فَنَفَرْتُ اِلَیْہِ فِیْ خَمْسِیْنَ وَمِائَۃِ فَارِسٍ مِنْ اَحْمَسَ قَالَ فَکَسَرْنَا وَقَتَلْنَا مَنْ وَّجَدْنَا عِنْدَہٗ فَاَتَیْنَا فَاَخْبَرْنَاہُ فَدَعَا لَنَا وَلِاَحْمَسَ۔

ترجمہ۔ حضرت جریر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جب سے میں مسلمان ہوا ہوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے پردہ کر کے نہیں بیٹھے چونکہ یہ حسین تھے۔اس لئے جب بھی آپؐ مجھے دیکھتے تو ہنس پڑتے۔اور قیس حضرت جریر بن عبداللہؓ سے یہ روایت کرتے ہیں کہ جاہلیت میں ایک گھر بنایا گیا تھا جسے ذوالخلصہ کہتے تھے اسے کعبہ یمنی اور شامی بھی کہا جاتا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ کیا آپ مجھے اس ذوالخلصہ سے راحت پہنچانے والے نہیں گے۔فرماتے ہیں قبیلہ احمس کے ڈیڑھ سو شاہسواروں کو لے کر میں اس کی طرف روانہ ہوا فرماتے ہیں کہ ہم نے جا کر اسے توڑ پھوڑ دیا اور جو لوگ اس کے آس پاس تھے ان کو قتل کر دیا پھر آ کر ہم نے آپ کو اس کی خبر دی تو آپؐ نے ہمارے لئے اور قبیلہ احمس کے لئے دعا فرمائی۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ یمن میں ایک بت تھا جس کو ذوالخلصہ کہتے ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ کعبہ یمانیہ و شامیہ کعبہ یمانیہ کے نام سے مشہور تھا اور کعبہ شامیہ اس کعبہ کو کہتے تھے جو مکہ مظمہ میں ہے۔چونکہ کعبہ کے نام میں اشتراک تھا۔اس لئے تمیز کے لئے اسے یمانیہ اور اسے شامیہ کہا گیا۔تو یقال لہ معنی میں لاجلہ کے ہوگا کہ اس کی وجہ سے کعبۃ الحرام کو کعبہ شامیہ کہتے تھے۔اگر وہ کعبہ نہ ہوتا تو شامیہ صفت کے ساتھ تمیز کی ضرورت لاحق نہ ہوتی کیونکہ صرف لفظ کعبہ سے ممتاز ہو جاتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ اس جملہ کی تاویل میں اقوال مختلفہ ہیں۔زمانہ درس میں ہم یہ توجیہ کرتے تھے یقال لہ کی ضمیر بیت الجاہلیت کی طرف راجع ہے تو معنے ہوئے کہ یقال لہ ذوالخلصہ ویقال لہ الکعبۃ الیمانیہ والکعبۃ الشامیہ جملہ مستانفہ ہے جس کا مبتداء محذوف ہے۔معنی یہ ہے کہ الکعبۃ المکرمۃ المعظمۃ البیت الحرام یقال لہ الکعبۃ الشامیہ چنانچہ علامہ کرمانیؒ نے بھی یہی توجیہ بیان کی ہے۔قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ کعبہ شامیہ کا ذکر راویوں کی غلطی ہے۔صواب یہ ہے کہ اسے حذف کیا جائے۔کسی تاویل کی ضرورت نہیں ہے۔اور میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ اسے غلط نہ کہا جائے۔کیونکہ کعبہ یمانیہ کہتے تھے۔کیونکہ اس کا دروازہ شام کی طرف تھا اس لئے اسے شامیہ بھی کہتے تھے۔غلط کہنے اور تاویل کی کوئی حاجت نہیں۔

لاجلہ حضرت شیخ گنگوہیؒ نے جو کچھ فرمایا ہے یہی حافظ ابن حجرؒ اور علامہ سندھیؒ کا مختار ہے۔مولانا مکیؒ کی تقریر میں ہے یقال لہ ای بسببہ کعبۃ یمانیہ اور بطریق مقابلہ کعبہ شامیہ۔مقابلہ کی یہی صورت ہے۔

بَابُ ذِکْرِ حُذَیْفَۃَ بْنِ الْیَمَانِ الْعَبَسِیِّ رضی اللہ عنہ

ترجمہ۔ حذیفہ بن یمانؓ العبسی کے ذکر کے بارے میں۔

حدیث(۳۵۴۸) حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ خَلِیْلٍ الخ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ لَمَّا کَانَ یَوْمُ اُحُدٍ ھُزِمَ الْمُشْرِکُوْنَ ھَزِیْمَۃً بَیِّنَۃً فَصَاحَ اِبْلِیْسُ اَیْ عِبَادَ اللّٰہِ اُخْرَاکُمْ فَرَجَعَتْ اُوْلَاھُمْ عَلٰی اُخْرَاھُمْ فَاجْتَلَدَتْ اُخْرَاھُمْ فَنَظَرَ حُذَیْفَۃُ فَاِذَا ھُوَ بِاَبِیْہِ فَنَادٰی اَیْ عِبَادَ اللّٰہِ اَبِیْ اَبِیْ فَقَالَتْ فَوَاللّٰہِ مَا احْتَجَزُوْا حَتّٰی قَتَلُوْہُ فَقَالَ

حُذَيْفَةُ غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ قَالَ اَبِیْ فَوَاللّٰهِ مَا زَالَتْ فِیْ حُذَيْفَةَ مِنْهَا بَقِيَّةُ خَيْرٍ حَتّٰى لَقِیَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب احد کی لڑائی ہوئی تو مشرکوں کو واضح شکست ہوگئی۔ لیکن ابلیس چیخا! اے اللہ کے بندو! اپنی پچھلی جماعت کو دیکھو پس پہلی بھاگتی ہوئی جماعت بھی پچھلی جماعت کی طرف لوٹ کر آئی۔ تو پچھلی جماعت کو طاقت مل گئی تو خوب لڑنے لگے اچانک حضرت حذیفہؓ نے اپنے باپ کو اس جماعت میں دیکھا تو زور سے پکارے۔ او اللہ کے بندو! یہ تو میرا باپ ہے میرا باپ ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم! وہ لوگ نہ رکے یہاں تک کہ حضرت یمان کو قتل کر دیا تو حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری بخشش کرے۔ میرے باپ عروہ فرماتے ہیں کہ حضرت حذیفہؓ کے اندر مرتے دم تک اس کی وجہ سے خیر وحزن باقی رہا اور بعض نے خیر سے مراد دعا لی ہے کہ قاتل کے لئے مرتے دم تک مغفرت کی دعا کرتے رہے۔

بَابُ ذِكْرِ هِنْدِ بِنْتِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَؓ

ترجمہ۔ ہندہ بنت عتبہ بن ربیعہؓ کا ذکر

حدیث(۳۵۴۹) وَقَالَ عَبْدَانُ الخ اَنَّ عَآئِشَةَؓ قَالَتْ جَآءَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَؓ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا كَانَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ مِنْ اَهْلِ خِبَآءٍ اَحَبُّ اِلَیَّ اَنْ يَّذِلُّوْا مِنْ اَهْلِ خِبَآئِكَ ثُمَّ مَا اَصْبَحَ الْيَوْمَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ اَهْلُ خِبَآءٍ اَحَبُّ اِلَیَّ اَنْ يَّعِزُّوْا مِنْ اَهْلِ خِبَآئِكَ قَالَتْ وَاَيْضًا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبَا سُفْيٰنَ رَجُلٌ مِّسِّيْكٌ فَهَلْ عَلَیَّ حَرَجٌ اَنْ اُطْعِمَ مِنَ الَّذِیْ لَهٗ عِيَالَنَا قَالَ لَا اُرَاهُ اِلَّا بِالْمَعْرُوْفِ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہندؓ بنت عتبہ آکر کہنے لگی یا رسول اللہ! روئے زمین پر کوئی گھر والے میرے نزدیک ذلیل ہونے میں آپؐ کے گھر والوں سے زیادہ ذلیل نہیں تھے۔ پھر آج روئے زمین پر یہ حال ہے کہ کوئی گھر والا آپؐ کے گھر سے زیادہ عزت والا نہیں ہے آپؐ نے فرمایا میں بھی ایسا ہوں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ہندہ نے کہا یا رسول اللہ! بے شک میرا خاوند ابو سفیانؓ کنجوس آدمی ہے پس کیا مجھ پر کوئی گناہ تو نہیں ہے کہ جو بال بچے ہماری کنبہ داری میں ہیں میں اس کی اجازت کے بغیر ان کو کھلا دوں۔ آپؐ نے فرمایا میری رائے میں آپ دستور کے مطابق کھلا سکتی ہیں مقصد یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں تو آپؐ کے گھر سے زیادہ کوئی مبغوض گھر نہیں تھا اور آج اسلام کی بدولت آپؐ کے گھر سے زیادہ محبوب کوئی گھر نہیں ہے اسلام کی بدولت طبائع میں انقلاب آ گیا۔

بَابُ حَدِيْثِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍؓ

ترجمہ۔ زید بن عمرو بن نفیل کا قصہ

حدیث (۳۵۵۰) حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ بَكْرٍ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِیَ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ بِاَسْفَلَ بَلْدَحٍ قَبْلَ اَنْ يُّنْزَلَ عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَحْیُ فَقُدِّمَتْ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُفْرَةٌ فَاَبٰى اَنْ يَّاْكُلَ مِنْهَا ثُمَّ قَالَ زَيْدٌ اِنِّیْ لَسْتُ

اٰكُلُ مِمَّا تَذْبَحُوْنَ عَلٰى اَنْصَابِكُمْ وَلَآ اٰكُلُ اِلَّا مَا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّ زَيْدَ بْنَ عَمْرٍو وَّكَانَ يَعِيْبُ عَلٰى قُرَيْشٍ ذَبَائِحَهُمْ وَيَقُوْلُ الشَّاةُ خَلَقَهَا اللّٰهُ وَاَنْزَلَ لَهَا مِنَ السَّمَآءِ الْمَآءَ وَاَنْبَتَ لَهَا مِنَ الْاَرْضِ ثُمَّ تَذْبَحُوْنَهَا عَلٰى غَيْرِ اسْمِ اللّٰهِ اِنْكَارًا لِذٰلِكَ وَاِعْظَامًا لَهٗ قَالَ مُوْسٰى الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ خَرَجَ اِلَى الشَّامِ يَسْاَلُ عَنِ الدِّيْنِ وَيَتْبَعُهٗ فَلَقِيَ عَالِمًا مِّنَ الْيَهُوْدِ فَسَاَلَهٗ عَنْ دِيْنِهِمْ فَقَالَ اِنِّيْ لَعَلِّيْ اَنْ اَدِيْنَ دِيْنَكُمْ فَاَخْبِرْنِيْ فَقَالَ لَا تَكُوْنُ عَلٰى دِيْنِنَا حَتّٰى تَاْخُذَ بِنَصِيْبِكَ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ قَالَ زَيْدٌ مَآ اَفِرُّ اِلَّا مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ شَيْئًا اَبَدًا وَّاَنّٰى اَسْتَطِيْعُهٗ فَهَلْ تَدُلُّنِيْ عَلٰى غَيْرِهٖ قَالَ مَآ اَعْلَمُهٗ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ حَنِيْفًا قَالَ زَيْدٌ وَمَا الْحَنِيْفُ قَالَ دِيْنُ اِبْرَاهِيْمَ لَمْ يَكُنْ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلَا يَعْبُدُ اِلَّا اللّٰهَ فَخَرَجَ زَيْدٌ فَلَقِيَ عَالِمًا مِّنَ النَّصَارٰى فَذَكَرَ مِثْلَهٗ فَقَالَ لَنْ تَكُوْنَ عَلٰى دِيْنِنَا حَتّٰى تَاْخُذَ بِنَصِيْبِكَ مِنْ لَّعْنَةِ اللّٰهِ قَالَ مَا اَفِرُّ اِلَّا مِنْ لَّعْنَةِ اللّٰهِ وَلَا اَحْمِلُ مِنْ لَّعْنَةِ اللّٰهِ وَلَا مِنْ غَضَبِهٖ شَيْئًا اَبَدًا وَّاَنّٰى اَسْتَطِيْعُ فَهَلْ تَدُلُّنِيْ عَلٰى غَيْرِهٖ قَالَ مَآ اَعْلَمُهٗ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ حَنِيْفًا قَالَ وَمَا الْحَنِيْفُ قَالَ دِيْنُ اِبْرَاهِيْمَ لَمْ يَكُنْ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلَا يَعْبُدُ اِلَّا اللّٰهَ فَلَمَّا رَاٰى زَيْدٌ قَوْلَهُمْ فِيْ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَرَجَ فَلَمَّا بَرَزَ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَشْهَدُ اَنِّيْ عَلٰى دِيْنِ اِبْرَاهِيْمَ وَقَالَ اللَّيْثُ كَتَبَ اِلَيَّ هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍؓ قَالَتْ رَاَيْتُ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ قَائِمًا مُّسْنِدًا ظَهْرَهٗ اِلَى الْكَعْبَةِ يَقُوْلُ يَا مَعَاشِرَ قُرَيْشٍ وَاللّٰهِ مَا مِنْكُمْ عَلٰى دِيْنِ اِبْرَاهِيْمَ غَيْرِيْ وَكَانَ يُحْيِي الْمَوْءُوْدَةَ يَقُوْلُ لِلرَّجُلِ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّقْتُلَ ابْنَتَهٗ لَا تَقْتُلْهَا اَنَا اَكْفِيْكَهَا مُؤْنَتَهَا فَيَاْخُذُهَا فَاِذَا تَرَعْرَعَتْ قَالَ لِاَبِيْهَا اِنْ شِئْتَ دَفَعْتُهَا اِلَيْكَ وَاِنْ شِئْتَ كَفَيْتُكَ مُؤْنَتَهَا.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وادی بلدح کے نچلے حصہ میں زید بن عمرو بن نفیل سے ملاقی ہوئے۔ ابھی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل نہیں ہوئی تھی تو آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک دسترخوان آگے بڑھایا گیا۔ تو آپؐ نے اس میں سے کھانے سے انکار کردیا پھر زید نے بھی کہا کہ جن جانوروں کو تم آستانوں پر ذبح کرتے ہو میں ان میں سے نہیں کھاؤں گا میں تو اس جانور کا گوشت کھاؤں گا جس پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا گیا ہو اور زید قریش پر ان کے مذبوحہ جانوروں پر اعتراض کرتے اور عیب نکالتے تھے۔ چنانچہ وہ کہتا تھا کہ بکری کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اسی نے اس کے لئے آسمان سے پانی اتارا اور اسی نے اس کے لئے زمین سے گھاس اگائی۔ پھر تم اللہ کی بجائے غیر اللہ کے نام پر ان جانوروں کو ذبح کرتے ہو اس وجہ سے وہ ان کے اس فعل سے انکار کرتا تھا اور اس کو بڑی عظیم غلطی سمجھتا تھا یا ان پر انکار اور اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور عظمت بیان کرتا تھا۔ اور موسیٰ بن عقبہ اسی سند سے ابن عمرؓ سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ زید بن عمرو بن نفیل شام کی طرف گئے۔ اور دین توحید کے متعلق پوچھتے تھے تا کہ اس کا اتباع کریں۔ تو وہ یہود کے ایک عالم سے ملا۔ اس سے ان کے دین کے بارے میں پوچھا اور کہنے لگا کہ شاید میں تمہارا ہی دین اختیار کرلوں اس لئے مجھے بتلاؤ کہ تمہارا دین کیا ہے تو اس نے کہا کہ تو ہمارے دین پر اس وقت تک نہیں رہ سکتا جب تک کہ تو اللہ تعالیٰ کے غضب کا کچھ حصہ اختیار نہ کرے تو زید نے کہا کہ میں اللہ کے غضب سے تو بھاگ کر آیا ہوں اب تو مقدور بھر میں

کبھی بھی اللہ کے غضب کو برداشت نہیں کروں گا۔ پس کسی اور کی طرف رہنمائی کرو اس نے کہا میرا یقین یہ ہے کہ تم دین حنیف اختیار کرو۔ زید نے پوچھا وہ دین حنیف کیا ہے بتلایا کہ وہ دین ابراہیمؑ ہے جو نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی تھے وہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کی عبادت نہیں کرتے تو زید وہا ں سے چل پڑے اور ایک نصاریٰ کے عالم سے ملاقات ہوئی اس سے بھی یہی ذکر کیا۔ تو نصرانی عالم نے کہا تو ہمارے دین پر اس وقت تک نہیں رہ سکتا جب تک اللہ کی لعنت کا کچھ حصہ اختیار نہ کرے۔ اس نے کہا میں لعنت الٰہی سے تو بھاگ کر آیا ہوں اب انشاء اللہ اپنی طاقت کے موافق میں کبھی اللہ کی لعنت اور اس کے غضب کو نہیں برداشت کروں گا۔ پس اپنے سوا کسی اور کے متعلق بتلاؤ تو اس نے کہا میں یہ سمجھتا ہوں کہ تم دین حنیف اختیار کرو۔ اس نے پوچھا وہ دین حنیف کیا ہے اس نے بتلایا کہ وہ دین ابراہیم ہے جو نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی تھے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کی عبادت نہیں کرتے تھے تو جب زید نے ابراہیمؑ کے بارے میں ان کے اقوال معلوم کئے تو وہاں سے نکل کر ایک کھلے میدان میں آ کر دو ہاتھ کھڑے کئے۔ کہنے لگا اے اللہ! میں گواہی دیتا ہوں یا تو گواہ رہے کہ میں دین ابراہیمی پر ہوں اور لیث راوی کہتے ہیں کہ ھشام نے اپنے باپ کی طرف سے میری طرف لکھا کہ حضرت اسماءؓ بنت ابی بکرؓ فرماتی تھیں کہ میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو خانہ کعبہ کے ساتھ پیٹھ لگائے کھڑے ہوئے دیکھا۔ کہتا تھا کہ قریش کے لوگو! اللہ کی قسم! کہ میرے سوا دین ابراہیمؑ پر تم میں سے کوئی نہیں ہے۔ اور گڑی ہوئی لڑکیوں کی زندگی کا ذریعہ بنتا تھا۔ جب کوئی آدمی اپنی بیٹی کو قتل کرنے کا ارادہ کرتا تو یہ اس سے کہتا کہ تو اسے قتل نہ کر میں اس کے خرچہ صرفہ کا ذمہ لیتا ہوں۔ پس وہ لڑکی اس سے لے لیتا اور اس کی خدمت کرتا۔ جب وہ لڑکی جوان ہو جاتی تو اس کے باپ سے کہتا کہ اگر تمہاری منشا ہو تو یہ لڑکی تجھے واپس کردوں اگر چاہے تو اس کے خرچہ حرجہ کا میں ضامن رہوں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ قال وابغضاً الخ ۲۲/۵۳۹ یعنی میں بھی اسی طرح ہوں بغض تھا تو ہماری طرف سے بھی بغض تھا۔ محبت آئی ہے تو ہماری طرف سے بھی محبت ہے۔ یا دوسری توجیہ یہ ہے کہ نیز! ابھی اس محبت میں اور اضافہ ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ علامہ عینیؒ بھی فرماتے ہیں قال وابغضاً یہ ھندہ کو آپ کی طرف سے جواب ہے کہ ہمارا بغض ومحبت بھی تیرے بغض ومحبت کی طرح تھا۔ گویا آپؐ نے اس کی تصدیق فرمائی۔ یا اس کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ عنقریب تیری اس محبت میں زیادتی ہوگی۔ جوں جوں ایمان پختہ ہوگا محبت بڑھتی جائے گی اور غصہ وغضب گھٹتا جائے گا۔ کرمانیؒ نے بھی یہی دو معنی بیان کئے ہیں اور دونوں نے پہلے معنی کو ترجیح دی ہے کہ محبت بڑھے گی اور بغض میں کمی آئے گی۔ حتیٰ کہ اس کا اثر باقی نہیں رہے گا۔ پہلی صورت میں تو معنی ہوں گے کہ آپ بھی بغض رکھتے تھے۔ حالانکہ آپ کو تو کسی سے بغض نہیں تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ وانا استطیعہ اگر اس کو استفہام انکاری پر محمول کیا جائے پھر تو معنی واضح ہیں کہ میں تو اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ اگر اس کو جملہ حالیہ بنایا جائے تو معنی ہوں گے کہ میں تو اس غضب الٰہی کو اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ جب تک میرے بس میں ہے۔ تو جب میں اس کی طاقت نہیں رکھتا تو کیسے بوجھ اٹھا سکوں گا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ شراح نے اس کی توجیہ کی طرف کوئی توجہ نہیں فرمائی۔ البتہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں۔ انی استطیعہ کے معنی ہیں کہ میں اس کی طاقت کہاں رکھتا ہوں۔ اور مولانا مکیؒ کی تقریر میں ہے انا استطیعہ جملہ حالیہ ہے استفہام کے لئے نہیں ہے تو معنی ہوں گے کہ میں غضب الٰہی برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

لاتکون علی دیننا کیونکہ ہماری قوم نے ہر دین اور کتاب میں تحریف کردی ہے ان میں سوائے شرک کے اور کچھ نہیں ہے۔

مامنکم علی دین ابراھیم غیری یہاں سے انکار کر کے ان کو ڈانٹنا مقصود ہے کہ تم ملت ابراہیمی کا دعویٰ کرتے ہو لیکن شرک میں

جتلا ہو۔ اور بچیوں کو زندہ درگور کرتے ہو۔ اللہ کو رازق نہیں سمجھتے۔ اور یہ معلوم نہ ہو سکا کہ اسے دین ابراہیم کہاں سے ملا بہر حال بت پرستی سے بیزاری اور دین ابراہیم کی حقانیت کا اعتقاد اس کی وجہ سے دین ابراہیم کی طرف منسوب ہوا۔

بَابُ بُنْيَانِ الْكَعْبَةِ

ترجمہ۔ کعبہ کی تعمیر

حدیث (۳۵۵۱) حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ الخ سَمِعَ جَابِرَبْنَ عَبْدِ اللهِ قَالَ لَمَّا بُنِيَتِ الْكَعْبَةُ ذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَبَّاسٌ يَنْقُلَانِ الْحِجَارَةَ فَقَالَ عَبَّاسٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلْ إِزَارَكَ عَلٰى رَقَبَتِكَ يَقِيْكَ مِنَ الْحِجَارَةِ فَخَرَّ إِلَى الْأَرْضِ فَطَمَحَتْ عَيْنَاهُ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ إِزَارِيْ إِزَارِيْ فَشَدَّ عَلَيْهِ إِزَارَهُ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ جب خانہ کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عباسؓ گئے تاکہ پتھر اٹھا اٹھا کر دیں تو حضرت عباسؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ لنگی اتار کر گردن پر رکھ لو تاکہ وہ تمہیں پتھر کی ٹھیس سے بچائے۔ ایسا کرنے پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر گر پڑے اور آپ کی دونوں آنکھیں آسمان کی طرف پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ پھر جب آپ کو افاقہ ہوا تو فرمایا میری لنگی میری لنگی دے دو تو آپ کو آپ کی لنگی بندھوا دی گئی۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ابوالطفیل کی حدیث میں ہے کہ جب آپ کا ننگ کھل گیا تو ندا آئی یا محمد غط عورتک اپنے ننگ کو چھپاؤ تو یہ پہلی غیبی آواز تھی۔ ابوالطفیل کہتے ہیں کہ اس سے پہلے اور اس کے بعد میں نے کبھی آپ کو ننگا نہیں دیکھا اور علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبوت سے پہلے بھی آپ قبائح اور رذائل سے محفوظ تھے۔ اور اسی طرح بعد از نبوت بھی محفوظ رہے۔

حدیث (۳۵۵۲) حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ الخ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ وَعُبَيْدِ اللهِ بْنِ اَبِيْ يَزِيْدَ قَالَا لَمْ يَكُنْ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَوْلَ الْكَعْبَةِ حَائِطٌ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ حَوْلَ الْبَيْتِ حَتّٰى كَانَ عُمَرُؓ فَبَنٰى حَوْلَهُ حَائِطًا قَالَ عُبَيْدُ اللهِ جَدْرُهُ قَصِيْرٌ فَبَنَاهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ.

ترجمہ۔ حضرت عمرو بن دینار اور عبیداللہ بن ابی زید فرماتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بیت اللہ کے اردگرد کوئی دیوار نہیں ہوتی تھی۔ لوگ بیت اللہ کے اردگرد نماز پڑھتے تھے۔ جب حضرت عمرؓ کا دور خلافت آیا تو انہوں نے بیت اللہ کے اردگرد ایک دیوار بنا دی تاکہ بچوں اور جانوروں سے محفوظ ہو جائے۔ عبیداللہ فرماتے ہیں کہ اس کی دیواریں چھوٹی چھوٹی تھیں۔ جن کو ابن الزبیرؓ نے بنوایا تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حول البیت حائطا ۵۴۰/۲۱ مولانا محمد حسن مکیؒ کی تقریر میں ہے کہ بیت اللہ کے اردگرد لوگوں کے گھر تھے۔ بیت اللہ کے اردگرد کوئی مسجد نہیں تھی۔ مگر مطاف کے برابر جس میں لوگ نماز پڑھتے تھے۔ اور حضرت عمرؓ نے مطاف کے ماحول میں ایک دیوار بنا دی تاکہ کتوں اور بچوں سے محفوظ رہے اور دیوار ایک گز کے برابر تھی پھر ابن الزبیرؓ نے اس کو اور اونچا کیا۔ اس دیوار کو بھی گرا دیا۔ بلکہ سارے بیت اللہ کو گرا دیا اور تعمیر نو کی کہ حطیم کو کعبہ میں ملا دیا۔ اور دروازے نیچے کر کے دو بنوا دیئے ایک داخل ہونے کا اور ایک خارج ہونے کا۔ اب تو نہ وہ دیوار ہے نہ اردگرد کے گھر ہیں سب گرا دیئے گئے۔ مطاف میں اور مسجد حرام میں بہت وسعت ہو گئی ستون بنائے اور ان پر بجلی کی جگمگ ہے حجاج

بن یوسف ثقفی نے گرا کر پھر اسی طرح کر دیا جس طرح پہلے تھا۔ اب بادشاہوں کے اتفاق سے بناء حجاج پر قائم ہے۔

بَابُ اَيَّامِ الْجَاهِلِيَّةِ

ترجمہ۔ زمانۂ جاہلیت کیسا تھا

حدیث (۳۵۵۳) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ عَاشُوْرَآءَ يَوْمًا تَصُوْمُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُهُ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ صَامَهُ وَاَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ كَانَ مَنْ شَآءَ صَامَهُ وَمَنْ شَآءَ لَا يَصُوْمُهُ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں قریش عاشوراء کے دن روزہ رکھتے تھے۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس دن کا روزہ رکھتے تھے۔ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو خود بھی اس دن کا روزہ رکھتے اور مسلمانوں کو بھی اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیتے تھے۔ جب رمضان شریف کے روزے کی فرضیت نازل ہوئی تو پھر جو شخص چاہے عاشوراء کا روزہ رکھتا تھا اور جو نہ چاہے نہیں رکھتا تھا۔

حدیث (۳۵۵۴) حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانُوْا يَرَوْنَ اِنَّ الْعُمْرَةَ فِي اَشْهُرِ الْحَجِّ مِنَ الْفُجُوْرِ فِي الْاَرْضِ وَكَانُوْا يُسَمُّوْنَ الْمُحَرَّمَ صَفَرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِذَا بَرَأَ الدَّبَرُ وَعَفَا الْاَثَرُ حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنِ اعْتَمَرَ قَالَ فَقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهُ رَابِعَةً مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ وَاَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّجْعَلُوْهَا عُمْرَةً قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الْحِلِّ قَالَ الْحِلُّ كُلُّهُ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ قریش وغیرہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کو روئے زمین پر گناہ سمجھتے تھے اور انہوں نے محرم کا نام صفر رکھ چھوڑا تھا اور کہتے تھے جب اونٹوں کی پیٹھ کے زخم ٹھیک ہو جائیں گے اور ان کے نشانات مٹ جائیں تب عمرہ کرنے والے کے لئے عمرہ حلال ہوگا۔ فرماتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحابؓ چوتھی ذی الحجہ کو پہنچے۔ جب کہ انہوں نے حج کا احرام باندھا ہوا تھا تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ اسے عمرہ میں تبدیل کر دیں۔ کہنے لگے کہ کون کون سی چیز ہمارے لئے حلال ہوگی فرمایا کہ پورے طور پر احرام کھول کر حلال ہو جاؤ۔ آٹھویں دن احرام باندھنا حتی کہ جماع بھی حلال ہے۔

حدیث (۳۵۵۵) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ جَآءَ سَيْلٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَكَسَا مَا بَيْنَ الْجَبَلَيْنِ قَالَ سُفْيَانُ وَيَقُوْلُ اِنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ لَهُ شَانٌ.

ترجمہ۔ حضرت سعید بن المسیبؓ کے والد فرماتے ہیں کہ جاہلیت کے زمانہ میں ایک سیلاب آیا تھا جس نے مکہ معظمہ کے دونوں پہاڑوں کو ڈھانپ لیا تھا سفیان کہتے ہیں کہ اس حدیث کی ایک شان یعنی قصہ ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اس قصہ کو موسیٰ بن عقبہ نے اپنی سند سے بیان کیا ہے۔ یہ کہ وہ بڑی دیوار جو مکہ کے بالائی حصہ میں تھی جب سیلاب آیا تو وہ بہہ گئی۔ خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں پانی کعبہ میں داخل نہ ہو جائے تو انہوں نے اس کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کا ارادہ کیا۔ پہلا وہ شخص جس نے اس کے اندر جھانکا اور اس سے کوئی حصہ گرا دیا وہ ولید بن المغیرہ تھا۔ سیلاب اور بیت اللہ کی دیواروں کی مضبوطی یہ بعثت نبویؐ سے پہلے واقع ہوئی۔ اور یہ اشارہ تھا کہ ایسا سیلاب آئے گا کہ ایسا سیلاب انہوں نے دیکھا نہیں ہوگا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ ایام جاہلیت سے وہ مدت مراد ہے جو حضرت عیسٰی علیہ السلام اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مولد کے درمیان کا زمانہ ہے۔ لیکن اس جگہ آپؐ کے مولد اور بعثت کے درمیان کا زمانہ مراد ہے۔

عاشوراء امام مالکؒ موطا میں فرماتے ہیں کہ رمضان کے وجوب سے پہلے یوم عاشوراء کا روزہ واجب تھا پھر وجوب منسوخ ہو گیا استحباب باقی ہے یہی ابو حنیفہؒ اور علماء امت کا مسلک ہے۔

یسمون کہ حرمت میں صفر کا نام محرم رکھدیتے۔ اسی طرح وہ ذی الحجہ کو محرم اور محرم کو صفر میں تبدیل کرتے تھے۔ انما النسیء زیادۃ فی الکفر.

دبر سے وہ زخم مراد ہے جو حج کے سفر میں اونٹوں کی پیٹھ پر کجاوے کسنے کی وجہ سے پڑ جاتے تھے۔ عفا الاثر سے یا تو وہی دبر کے زخم کا مندمل ہونا۔ یا حاجیوں کے آنے جانے کے نشانات قدم مٹ جائیں ان کا آنا جانا بند ہو جائے۔ اور یہ غالباً صفر کے بعد ہوتا تھا۔

رابعة سے ذی الحجہ کے مہینہ کی چوتھی صبح مراد ہے۔ یا لیلۃ رابعہ مراد ہے۔ شان اگر اشکال ہو کہ طوفان نوح کے زمانہ میں تو بیت اللہ کو غرق ہونے سے بچالیا گیا کہ اسے آسمان کی طرف اٹھالیا۔ اور اس سیلاب سے کیوں غرق ہوا۔ تو کہا جائیگا کہ خدا کی باتیں خدا ہی جانے۔ البتہ طوفان نوح عذاب تھا اور یہ سیلاب عذاب نہیں تھا۔

حدیث(۳۵۵۶) حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ الخ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ دَخَلَ اَبُوْبَكْرٍؓ عَلٰی اِمْرَاَةٍ مِنْ اَحْمَسَ يُقَالُ لَهَا زَيْنَبُ فَرَاٰهَا لَاتَكَلَّمُ فَقَالَ مَا لَهَا لَا تَكَلَّمُ قَالُوْا حَجَّتْ مُصْمِتَةً قَالَ لَهَا لَا تَكَلَّمِیْ فَاِنَّ هٰذَا لَا يَحِلُّ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ فَتَكَلَّمَتْ فَقَالَتْ مَنْ اَنْتَ فَقَالَ امْرُءٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ قَالَتْ اَیُّ الْمُهَاجِرِيْنَ قَالَ مِنْ قُرَيْشٍ قَالَتْ مِنْ اَیِّ قُرَيْشٍ اَنْتَ قَالَ اِنَّكِ لَسَئُوْلٌ اَنَا اَبُوْ بَكْرٍؓ قَالَتْ مَا بَقَاءُ نَا عَلٰی هٰذَا الْاَمْرِ الصَّالِحِ الَّذِیْ جَاءَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْدَ الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ بَقَاؤُكُمْ عَلَيْهِ مَا اسْتَقَامَتْ بِكُمْ اَئِمَّتُكُمْ وَمَا الْاَئِمَّةُ قَالَ اَمَا كَانَ لِقَوْمِكِ رُؤُوْسٌ وَاَشْرَافٌ يَاْمُرُوْنَهُمْ فَيُطِيْعُوْنَهُمْ قَالَتْ بَلٰی قَالَ فَهُمْ اُولٰئِكِ عَلَی النَّاسِ.

ترجمہ۔ حضرت قیس بن ابی حازم فرماتے ہیں حضرت ابو بکر صدیقؓ قبیلہ احمس کی ایک عورت کے پاس گئے جس کا نام زینب تھا۔ پس اس کو دیکھا کہ وہ بات چیت نہیں کرتی۔ پوچھا اس کو کیا ہو گیا کہ نہیں بولتی لوگوں نے کہا کہ اس نے نذر مانی ہے کہ چپ رہ کر حج کرے گی۔ آپؐ نے اس سے فرمایا بات چیت کرو کیونکہ چپ رہنا حلال نہیں ہے۔ یہ چپ شاہ کا روزہ جاہلیت کے اعمال میں سے ہے۔ تو وہ بول پڑی پوچھنے لگی آپ کون ہیں فرمایا کہ مہاجرین میں سے ایک آدمی ہوں اس نے پوچھا کون سے مہاجرین میں سے۔ انہوں نے فرمایا قریش میں سے۔ پھر اس نے پوچھا کون سے قریش میں سے۔ تو حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا تو تو بہت سوال کرنے والی ہے۔ میں ابو بکر ہوں۔ اس نے پوچھا کہ یہ نیک عمل جس کو اللہ تعالیٰ جاہلیت کے بعد لائے ہیں یہ کب تک باقی رہے گا۔ فرمایا تمہاری بقاء اس پر اس وقت تک ہے جب تک کہ تمہارے امام تمہارے ساتھ ٹھیک رہیں گے۔ اس نے پوچھا کون سے امام فرمایا کیا تیری قوم کے سردار اور چوہدری لوگ نہیں جو ان کو حکم دیتے ہیں پس وہ ان کا کہنا مانتے ہیں وہ بولی ہاں کیوں نہیں پس یہی لوگ لوگوں پر سوار رہیں گے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ اولئک علی الناس ۹/۵۴۱ مقصد یہ ہے کہ جو لوگ اپنی قوم کے لیڈر اور مطاع ہوں گے وہ ائمہ سے مراد ہیں۔ لیکن وہ امام جس کی حکومت سب لوگوں پر ہوگی اس کی امامت کسی خاص گروہ کے ساتھ مختص نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ یعنی قوم کے سردار اور بڑے بڑے شریف لوگ اپنی قوم کے نمائندہ ہوں گے اور امام بھی عامۃ الناس کے لئے ان جیسا ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ الناس علی دین ملوکھم لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوں گے تو جب تک قوم کے سردار اور حاکم دین اسلام پر ٹھیک چلتے رہیں گے کہ حدود شرعی کا نفاذ کریں گے۔ لوگوں کے حقوق کی نگرانی کریں گے اور ہر چیز کو اپنی جگہ پر رکھیں گے۔ تو دین اسلام باقی رہے گا۔ ورنہ جو حال دین کا پاکستان اور اسلامی دنیا میں ہے کہ دین حق بیمار و بیکس ہچوں زین العابدین یہ چالیس اسلامی ملکوں کے بادشاہ فروغ اسلام نہیں چاہتے تو دین کیسے باقی رہے گا۔

حدیث (۳۵۵۷) حَدَّثَنِیْ فَرْوَۃُ ابْنُ الْمَغْرَآءِ الخ عَنْ عَآئِشَۃَؓ قَالَتْ اَسْلَمَتْ اِمْرَاَۃٌ سَوْدَآءُ لِبَعْضِ الْعَرَبِ وَکَانَ لَھَا حِفْشٌ فِی الْمَسْجِدِ قَالَتْ فَکَانَتْ تَاْتِیْنَا فَتَحَدَّثُ عِنْدَنَا فَاِذَا فَرَغَتْ مِنْ حَدِیْثِھَا قَالَتْ

وَیَوْمُ الْوِشَاحِ مِنْ تَعَاجِیْبِ رَبِّنَا   اَلَا اِنَّہٗ مِنْ بَلْدَۃِ الْکُفْرِ اَنْجَانِیْ

فَلَمَّا اَکْثَرَتْ قَالَتْ لَھَا عَآئِشَۃُؓ وَمَا یَوْمُ الْوِشَاحِ قَالَتْ خَرَجَتْ جُوَیْرِیَۃٌ لِبَعْضِ اَھْلِیْ وَعَلَیْھَا وِشَاحٌ مِنْ اَدَمٍ فَسَقَطَ مِنْھَا فَانْحَطَّتْ عَلَیْہِ الْحُدَیَّا وَھِیَ تَحْسِبُہٗ لَحْمًا فَاَخَذَتْہُ فَاتَّھَمُوْنِیْ بِہٖ فَعَذَّبُوْنِیْ حَتّٰی بَلَغَ مِنْ اَمْرِیْ اَنَّھُمْ طَلَبُوْنِیْ فِیْ قُبُلِیْ فَبَیْنَمَا ھُمْ حَوْلِیْ وَاَنَا فِیْ کَرْبِیْ اِذْ اَقْبَلَتِ الْحُدَیَّا حَتّٰی وَازَتْ بِرُؤُسِنَا ثُمَّ اَلْقَتْہُ فَاَخَذُوْہُ فَقُلْتُ لَھُمْ ھٰذَا الَّذِیْ اتَّھَمْتُمُوْنِیْ بِہٖ وَاَنَا مِنْہُ بَرِیْئَۃٌ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ عرب کے کسی قبیلہ کی ایک کالی کلوٹی عورت تھی جو مسلمان ہوگئی اور اس کیلئے ایک چھوٹا سا گھر مسجد میں تھا۔ فرماتی ہیں کہ وہ ہمارے پاس آکر باتیں کیا کرتی تھی تو جب اپنی باتوں سے فارغ ہوتی تو یہ شعر پڑھا کرتی تھی۔

ترجمہ شعر۔ کہ یوم الوشاح ہمارے رب کے عجوبہ میں سے ہے...... مگر یہ کہ اس نے مجھے کفر کے شہر سے نجات دے دی ہے

جب وہ شعر کثرت سے پڑھنے لگی تو حضرت عائشہؓ نے اس سے پوچھا یہ یوم الوشاح کیا چیز ہے۔ کہنے لگی کہ میرے بعض آقاؤں کی ایک لڑکی تھی جو باہر نکلی اس کے گلے میں چمڑے کا ایک ہار تھا جو کسی طرح اس کے گلے سے نکل کر نیچے گر پڑا۔ جس پر ایک گدھ اتر پڑی۔ جس نے اسے گوشت گمان کیا۔ اسے لے کر وہ اڑ گئی۔ ان لوگوں نے مجھ پر تہمت لگائی اور مجھے طرح طرح کی سزا میں مبتلا کیا۔ یہاں تک میرا معاملہ پہنچا کہ انہوں نے میری شرمگاہ کی تلاشی لی۔ دریں اثناء وہ لوگ میرے ارد گرد بیٹھے تھے اور میں اپنی پریشانی میں تھی۔ کہ اسی گدھ نے ہمارے سروں کے برابر آکر اس ہار کو پھینک دیا جس کو ان لوگوں نے لے لیا۔ میں نے ان سے کہا یہ وہ تمہارا ہار ہے جس کے بارے میں تم نے مجھ پر تہمت لگائی تھی۔ حالانکہ میں اس سے بری تھی۔

تشریح از شیخ قاسمیؒ۔ امام بخاریؒ اس حدیث کو ایام الجاہلیت میں اس لئے لائے کہ ان کا یہ فعل کہ شرمگاہ تک کی تلاشی لی یہ فعل جاہلیت تھا۔ لہذا باب سے مناسبت ثابت ہوگئی۔

حدیث (۳۵۵۸) حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا مَنْ کَانَ حَالِفًا فَلَا یَحْلِفْ اِلَّا بِاللّٰہِ فَکَانَتْ قُرَیْشٌ تَحْلِفُ بِاٰبَآئِھَا فَقَالَ لَا تَحْلِفُوْا بِاٰبَآئِکُمْ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص بھی تم میں سے قسم اٹھانے والا ہو تو وہ اللہ کے نام کی قسم اٹھائے۔ قریش کا حال یہ تھا کہ وہ اپنے باپ دادے کی قسم اٹھاتے تھے۔ پس آپؐ نے فرمایا اب اپنے باپ دادا کی قسم نہ اٹھایا کرو۔

تشریح از قاسمیؒ۔ بعض فقہاء تو کہتے ہیں کہ جس نے باپ کے نام کی قسم اٹھائی تو وہ کافر ہوگیا۔ لیکن یہ جب ہے کہ وہ شرک باللہ کا اعتقاد

رکھتا ہو۔ ورنہ غیر اللہ کی قسم اٹھانا مکروہ ضرور ہے۔ جب کہ اس کی تعظیم مقصود ہو شرک نہ ہو۔

حدیث (۳۵۵۹) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ الخ اَنَّ الْقَاسِمَ كَانَ يَمْشِيْ بَيْنَ يَدَيِ الْجَنَازَةِ وَلَايَقُوْمُ لَهَا وَيُخْبِرُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُوْمُوْنَ لَهَا يَقُوْلُوْنَ اِذَا رَاَوْهَا كُنْتِ فِيْ اَهْلِكِ مَآ اَنْتِ مَرَّتَيْنِ.

ترجمہ۔ حضرت قاسمؒ جنازے کے آگے آگے چلا کرتے تھے اور اس کیلئے کھڑے بھی نہیں ہوتے تھے بلکہ حضرت عائشہؓ سے خبر سناتے تھے کہ وہ فرماتی تھیں کہ جاہلیت کے لوگ جنازے کے لئے کھڑے ہوتے تھے۔ اور جب اسے دیکھتے تو کہتے تھے اب تک تو اپنے اہل وعیال میں تھا۔ نا معلوم اب کہاں ہوگا۔ یہ کلمہ دو مرتبہ کہتے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ کنت فی اهلک ۱۹/۵۴۱ ظاہر اس کے معنی سے تحسر اور افسوس معلوم ہوتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ زندگی تو تو نے جیسے گزاری سوگزاری آج تو یہاں سے کوچ کر کے جا رہا ہے کہ تجھے کسی چیز پر قدرت نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ مولانا مکیؒ کی تقریر میں ہے کہ اپنے اہل کے اندر جو کچھ تھا۔ اس کلمہ کے معنی میں بہت سے اقوال ہیں۔ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ ما موصولہ ہے۔ اور اس کا صلہ محذوف ہے۔ ای الذی انت فیه کنت فی الحیوة مثله ان ازخیرا فخیروان شرافشروہ لوگ اگر چہ حشر ونشر کا اعتقاد نہیں رکھتے تھے لیکن اتنا اعتقاد تھا کہ روح نکلنے کے بعد نیک آدمی کی روح نیک پرندے کے اندر چلی جاتی ہے اور بد آدمی کی گندے پرندے کے بدن میں چلی جاتی ہے اس کو صدی اور ھام سے تعبیر کرتے تھے۔ یا ما استفہامیہ ہے۔ ای کنت فی اهلک شریفا مثلا فای شیئ انت الان کہ تو اپنے اہل میں تو شریف تھا۔ اب پتہ نہیں تو کون سی چیز ہو جائے گا۔ یا ما نافیہ ہے۔ اور لفظ مرتین قول کا مقولہ ہے۔ ای کنت مرة فی القوم ولست بکائنة فیهم مرة اخری. کہ ایک مرتبہ تو تو اپنے اہل وعیال میں رہا۔ پس یہی دنیا کی زندگی ہے۔ مرتے ہیں اور جیتے ہیں ہمیں تو زمانہ ہی ہلاک کرتا ہے۔

حدیث (۳۵۶۰) حَدَّثَنَا عَمْرُوبْنُ عَبَّاسٍ الخ عَنْ عَمْرِوبْنِ مَيْمُوْنَ قَالَ قَالَ عُمَرُ اِنَّ الْمُشْرِكِيْنَ كَانُوْا لَا يُفِيْضُوْنَ مِنْ جَمْعٍ حَتّٰى تَشْرُقَ الشَّمْسُ عَلٰى ثَبِيْرٍ فَخَالَفَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَفَاضَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ.

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ نے کہا مشرک لوگ مزدلفہ سے اس وقت تک نہ لوٹتے جب تک ثبیر پر سورج کی روشنی نہ پڑتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا خلاف کیا۔ اور سورج نکلنے سے پہلے مزدلفہ سے لوٹے۔ جمع مزدلفہ اور ثبیر مزدلفہ کا پہاڑ ہے۔

حدیث (۳۵۶۱) حَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الخ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ اُسَامَةَ حَدَّثَكُمْ يَحْيَى ابْنُ الْمُهَلَّبِ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ عِكْرِمَةَ وَكَاْسًا دِهَاقًا قَالَ مَلْاٰى مُتَتَابِعَةً قَالَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ اَبِيْ يَقُوْلُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَسْقِنَا كَاْسًا دِهَاقًا.

ترجمہ۔ حضرت عکرمہ سے مروی ہے کہ کاسا دهاقا کے معنی ہیں چھلکتا ہوا پیالہ جو پے در پے دیا جائے اسقنا کاسا دها قا کہ ہمیں چھلکتا ہوا پیالہ پلاؤ۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ سمعت ابی سے عباس بن المطلب مراد ہیں۔ یعنی میرا یہ سماع ان سے جاہلیت میں واقع ہوا۔ لیکن جاہلیت سے

قبل از بعثت مراد نہیں ہے۔ اسلئے کہ ابن عباس تو بعثت کے بھی دس سال بعد پیدا ہوئے ہیں تو یہاں پر جاہلیت نسبیہ مراد ہوگی کہ میں نے یہ قول ان سے انکے مسلمان ہونے سے پہلے سنا۔

حدیث(۳۵۶۲) حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةُ لَبِيْدٍ

؎ اَلَا كُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ وَكَادَ اُمَيَّةُ بْنُ اَبِی الصَّلْتِ اَنْ يُّسْلِمَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچا کلمہ جو کسی شاعر نے کہا ہے۔ وہ لبید کا قول ہے کہ خبردار سب چیزیں اللہ کے سوا باطل ہیں۔ یعنی غیر ثابت ہے۔ لبید فحول شعراء جاہلیت میں سے ہے جو صحابی شاعر ہے مسلمان ہونے کے بعد انہوں نے کوئی شعر نہیں کہا اور امیہ بن ابی الصلت قریب تھا کہ مسلمان ہو جائے۔ لیکن وہ مسلمان نہیں ہوا اسلام کا زمانہ پایا۔ بعث پر اس کا ایمان تھا اور جاہلیت میں عبادت کرتا تھا بہر حال مسلمان نہ ہوا۔

حدیث(۳۵۶۳) حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ الخ عَنْ عَآئِشَةَؓ قَالَتْ كَانَ لِاَبِیْ بَكْرٍ غُلَامٌ يُخْرِجُ لَهُ الْخَرَاجَ وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍؓ يَأْكُلُ مِنْ خِرَاجِهٖ فَجَآءَ يَوْمًا بِشَیْءٍ فَاَكَلَ مِنْهُ اَبُوْ بَكْرٍؓ فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ تَدْرِیْ مَا هٰذَا فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍؓ وَمَا هُوَ قَالَ كُنْتُ تَكَهَّنْتُ لِاِنْسَانٍ فِی الْجَاهِلِيَّةِ وَمَا اُحْسِنُ الْكِهَانَةَ اِلَّا اَنِّیْ خَدَعْتُهٗ فَلَقِيَنِیْ فَاَعْطَانِیْ بِذٰلِكَ فَهٰذَا الَّذِیْ اَكَلْتَ مِنْهُ فَاَدْخَلَ اَبُوْ بَكْرٍؓ يَدَهٗ فَقَآءَ كُلَّ شَیْءٍ فِیْ بَطْنِهٖ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کا ایک غلام تھا جو آپ کو یومیہ وظیفہ دیا کرتا تھا اور حضرت ابو بکرؓ اس کے روزینہ سے کھانے پینے کا بندوبست کرتے تھے ایک دن وہ کوئی چیز لے آیا۔ جسے حضرت ابو بکرؓ نے کھالیا تو اس غلام نے آپ سے پوچھا کہ آپ کو معلوم ہے یہ کیا چیز ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے پوچھا بتلاؤ کیا ہے۔ کہنے لگا زمانہ جاہلیۃ میں میں نے کسی انسان کیلئے کہانت کی تھی۔ یعنی نجومی بن کر اسے غیب کی خبر دی تھی حالانکہ میں نجومی پن کو اچھی طرح نہیں جانتا تھا۔ مگر میں نے اس کو دھوکہ دیا پس آج وہ مجھے ملا ہے جس نے اس کہانت کے بدلہ مجھے یہ مال دیا ہے۔ پس یہ وہی ہے جس کو آپ نے کھایا ہے۔ تو حضرت ابو بکرؓ نے اپنا ہاتھ اپنے منہ میں داخل کیا۔ اور ہر وہ چیز جو ان کے پیٹ میں تھی اسے قے کر دیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فقاء كل شیء الخ ۵۴۲/۴ ظاہر یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے احتیاط اور تقویٰ کی بنا پر قے کر ڈالی لیکن شرعی طور پر اسکی کمائی حرام نہیں تھی وجہ یہ ہے کہ کہانت کرنا یہ تو دونوں کے درمیان تعارف کا ذریعہ تھا جو کچھ اس غلام نے دیا اس کہانت کی وجہ سے نہیں دیا بلکہ اپنا وظیفہ ادا کیا ہے اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ وہ کہانت اب بھی کرتا تھا تو وہ اس میں مشہور نہیں تھا ورنہ وہ اسلام لانے تک اور اس مدت کے ختم ہونے تک اسے نہ چھوڑتا پس اسکا یہ روزینہ ادا کرنا اس وقت تھا جب کہ وہ ابتداء اسلام میں اس سے بری ہو چکا تھا سبب اسکے چھوڑنے کا جو کچھ بھی ہو بہر حال حضرت ابو بکرؓ کو شرعی حکم سے اسکا کھانا جائز تھا البتہ تقویٰ کے اعتبار سے کراہت ضرور تھی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قطب گنگوہیؒ نے جو فائدہ بیان کیا ہے وہ صدیقی شان کے لائق ہے۔ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ چونکہ نجومی کی مٹھائی حرام ہے اور جو دھوکہ سے مال حاصل ہو وہ بھی حرام ہوتا ہے۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے امر جاہلیت سے بچنے کے لئے قے کی ورنہ اسلام میں جو کچھ کھایا تھا اس کا تاوان دے دیتے یا اس کی قیمت ادا کر دیتے۔ قے کرنا کافی نہیں تھا۔ ظاہر یہ ہے کہ آپ نے حلوان

کاہن کی ممانعت کی بنا پر تے کی اور ظہور نبویؐ سے پہلے جاہلیت میں ایسے کام بہت ہوتے تھے۔ مولانا محمد حسن مکیؒ نے فرمایا ہے کہ فقہاء سے معلوم ہوتا ہے کہ حرام کی نوکری کی پنشن بھی حرام ہے اور کاہن اس کو کہتے ہیں جو بغیر دلیل شرعی کے مستقبل کی خبریں بتائے اور یہ شرعاً ممنوع ہے۔

حدیث (۳۵۶۴) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ كَانَ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَتَبَايَعُوْنَ لُحُوْمَ الْجَزُوْرِ اِلٰى حَبْلِ الْحَبَلَةِ وَحَبْلُ الْحَبَلَةِ اَنْ تُنْتِجَ النَّاقَةُ مَا فِىْ بَطْنِهَا ثُمَّ تَحْمِلُ الَّتِىْ نَتَجَتْ فَنَهَاهُمُ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جاہلیت کے لوگ اونٹ ذبح شدہ کے گوشت حبل الحبلہ تک بیچتے تھے۔ اور حبل الحبلہ یہ ہے کہ اونٹنی جو کچھ اس کے پیٹ میں ہے اس کو جنے۔ اور یہ بچہ جو اس کا پیدا ہوا ہے جب یہ حاملہ ہو جائے تو اس وقت قیمت ادا کی جائے گی خدا جانے اونٹنی کو حمل ہے یا نہیں ایسے ہی پیٹ پھولا ہوا ہے پھر وہ بچہ زندہ رہتا ہے یا نہیں رہتا۔ زندہ رہ کر زمانہ حمل تک حمل قبول کرتا ہے یا نہیں کرتا۔ کئی احتمالات ہیں جو مفضی الی النزاع یعنی ان سے جھگڑا پیدا ہوگا اور جھگڑے والی بیع جس میں قیمت نامعلوم ہو یا مبیع معلوم نہ ہو یا مدت دین معلوم نہ ہو سب صورتیں ناجائز ہیں۔

حدیث (۳۵۶۵) حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ الخ حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيْرٍ كُنَّا نَاْتِىْ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍؓ فَيُحَدِّثُنَا عَنِ الْاَنْصَارِ وَكَانَ يَقُوْلُ لِىْ فَعَلَ قَوْمُكَ كَذَا وَكَذَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا وَفَعَلَ قَوْمُكَ كَذَا وَكَذَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا.

ترجمہ۔ حضرت غیلان بن جریر حدیث بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت انس بن مالکؓ کے پاس آتے تھے وہ ہمیں انصار کی باتیں بیان کرتے۔ مجھے خطاب کر کے کہتے کہ تیری قوم نے فلاں فلاں دن فلاں فلاں کام کیا۔ اور تیری قوم نے فلاں فلاں دن فلاں فلاں کام کیا احتمال ہے کہ ان کے جاہلیت کے واقعات بیان کرتے ہوں اور یہ بھی اسلام کے واقعات بتلاتے ہوں۔

بَابُ الْقَسَامَةِ فِى الْجَاهِلِيَّةِ

ترجمہ۔ باب جاہلیت میں قسم کے بارے میں

فربری کی رواۃ کے نزدیک تو یہ ترجمہ ثابت ہے نسفی کے نزدیک یہ ترجمہ نہیں ہے مناسب بھی یہی ہے کیونکہ آئندہ کے سب واقعات ایام الجاہلیت کے ہیں تو اسمیں داخل ہوں۔

حدیث (۳۵۶۶) حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ اِنَّ اَوَّلَ قَسَامَةٍ كَانَتْ فِى الْجَاهِلِيَّةِ لَفِيْنَا بَنِىْ هَاشِمٍ اسْتَاْجَرَهٗ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ مِنْ فَخِذٍ اُخْرٰى فَانْطَلَقَ مَعَهٗ فِىْ اِبِلِهٖ فَمَرَّ رَجُلٌ بِهٖ مِنْ بَنِىْ هَاشِمٍ قَدِ انْقَطَعَتْ عُرْوَةُ جُوَالِقِهٖ فَقَالَ اَغِثْنِىْ بِعِقَالٍ اَشُدُّ بِهٖ عُرْوَةَ جُوَالِقِىْ لَا تَنْفِرُ الْاِبِلُ فَاَعْطَاهُ عِقَالًا فَشَدَّ بِهٖ عُرْوَةَ جُوَالِقِهٖ فَلَمَّا نَزَلُوْا عُقِلَتِ الْاِبِلُ اِلَّا بَعِيْرًا وَّاحِدًا فَقَالَ الَّذِى اسْتَاْجَرَهٗ مَا شَاْنُ هٰذَا الْبَعِيْرِ لَمْ يُعْقَلْ مِنْ بَيْنِ الْاِبِلِ قَالَ لَيْسَ لَهٗ عِقَالٌ قَالَ فَاَيْنَ عِقَالُهٗ قَالَ فَحَذَفَهٗ بِعَصًا كَانَ فِيْهَا اَجَلُهٗ فَمَرَّ بِهٖ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اَتَشْهَدُ الْمَوْسِمَ قَالَ مَا اَشْهَدُ وَرُبَّمَا شَهِدْتُّهٗ قَالَ هَلْ اَنْتَ

مُبَلِّغٌ عَنِّیْ رِسَالَةً مَرَّةً مِنَ الدَّهْرِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَكُنْتَ إِذَا اَنْتَ شَهِدْتَ الْمَوْسِمَ فَنَادِيَا اٰلَ قُرَيْشٍ فَإِذَا اَجَابُوْكَ فَنَادِيَا اٰلَ بَنِيْ هَاشِمٍ فَإِنْ اَجَابُوْكَ فَسَلْ عَنْ اَبِيْ طَالِبٍ فَاَخْبِرْهُ اِنَّ فُلَانًا قَتَلَنِيْ فِيْ عِقَالٍ وَّمَاتَ الْمُسْتَاْجَرُ فَلَمَّا قَدِمَ الَّذِيْ اسْتَاْجَرَهُ اَتَاهُ اَبُوْ طَالِبٍ قَالَ مَا فَعَلَ صَاحِبُنَا قَالَ مَرِضَ فَاَحْسَنْتُ الْقِيَامَ عَلَيْهِ فَوَلِيْتُ دَفْنَهُ قَالَ قَدْ كَانَ اَهْلُ ذَاكَ مِنْكَ فَمَكَثَ حِيْنًا ثُمَّ اِنَّ الرَّجُلَ الَّذِيْ اَوْصٰى اِلَيْهِ اَنْ يُبَلِّغَ عَنْهُ وَافَى الْمَوْسِمَ فَقَالَ يَا اٰلَ قُرَيْشٍ قَالُوْا هٰذِهٖ قُرَيْشٌ قَالَ يَا اٰلَ بَنِيْ هَاشِمٍ قَالُوْا هٰذِهٖ بَنُوْ هَاشِمٍ قَالَ اَيْنَ اَبُوْطَالِبٍ قَالُوْا هٰذَا اَبُوْطَالِبٍ قَالَ اَمَرَنِيْ فُلَانٌ اَنْ اُبْلِغَكَ رِسَالَةً اَنَّ فُلَانًا قَتَلَهُ فِيْ عِقَالٍ فَاَتَاهُ اَبُوْ طَالِبٍ فَقَالَ لَهُ اخْتَرْمِنَّا اِحْدٰى ثَلَاثٍ اِنْ شِئْتَ اَنْ تُؤَدِّيَ مِائَةً مِنَ الْاِبِلِ فَاِنَّكَ قَتَلْتَ صَاحِبَنَا وَاِنْ شِئْتَ حَلَفَ خَمْسُوْنَ مِنْ قَوْمِكَ اَنَّكَ لَمْ تَقْتُلْهُ فَاِنْ اَبَيْتَ قَتَلْنَاكَ بِهٖ فَاَتٰى قَوْمَهُ فَقَالُوْا نَحْلِفُ فَاَتَتْهُ امْرَاَةٌ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ كَانَتْ تَحْتَ رَجُلٍ مِّنْهُمْ قَدْ وَلَدَتْ لَهُ فَقَالَتْ يَا اَبَا طَالِبٍ اُحِبُّ اَنْ تُجِيْزَا ابْنِيْ هٰذَا مِنَ الْخَمْسِيْنَ وَلَا تُصْبِرْ يَمِيْنَهُ حَيْثُ تُصْبَرُوا الْاَيْمَانُ فَفَعَلَ فَاَتَاهُ رَجُلٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ يَا اَبَا طَالِبٍ اَرَدْتَّ خَمْسِيْنَ رَجُلًا اَنْ يَّحْلِفُوْا مَكَانَ مِائَةٍ مِنَ الْاِبِلِ يُصِيْبُ كُلَّ رَجُلٍ بَعِيْرَانِ هٰذَانِ بَعِيْرَانِ فَاقْبَلْهُمَا عَنِّيْ وَلَا تُصْبِرْ يَمِيْنِيْ حَيْثُ تُصْبَرُ الْاَيْمَانُ فَقَبِلَهُمَا وَجَآءَ ثَمَانِيَةٌ وَّاَرْبَعُوْنَ فَحَلَفُوْا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا حَالَ الْحَوْلُ مِنَ الثَّمَانِيَةِ وَاَرْبَعِيْنَ عَيْنٌ تَطْرِفُ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ پہلی پہلی قسامت جو جاہلیت کے زمانہ میں ہوئی وہ ہم بنی ہاشم کے اندر واقع ہوئی۔ بنی ہاشم کے ایک آدمی کو کسی دوسرے قبیلہ کے آدمی نے مزدوری پر رکھا تو وہ اسے اپنے اونٹوں میں اپنے ہمراہ لے چلا۔ اس کے پاس سے بنی ہاشم کے ایک آدمی کا گذر ہوا جس کا بوریوں کو ملانے والا کڑا ٹوٹ گیا۔ اس نے اس سے کہا کہ میری مدد کرو کہ مجھے ایک اونٹ کا بندھن دے دو جس سے میں بوریوں کے اس کڑے کو باندھ لوں تمہارا اونٹ، دوسرے اونٹوں میں ہونے کی وجہ سے بھاگے گا نہیں۔ اس نے اس کو وہ رسہ دے دیا۔ جس سے اس نے اس کڑے کو باندھ دیا جب ان لوگوں نے کسی مقام پر پڑاؤ کیا تو باقی تو سب اونٹوں کو ان کے بندھنوں کے ساتھ باندھ دیا گیا۔ لیکن ایک اونٹ رہ گیا۔ تو اونٹوں کے مالک جس نے اسے اجرت پر لیا تھا پوچھا کہ اس اونٹ کو باقی اونٹوں کے درمیان کیوں باندھا گیا۔ اس نے کہا اس کا رسہ نہیں ہے جس سے اسے باندھا جاتا تو اس نے پوچھا اس کا رسہ کہاں ہے اس نے کچھ جواب نہ دیا تو مالک نے اس کی طرف ایک ایسی لاٹھی پھینکی جس سے اس کی موت واقع ہوگئی تو اس مضروب کے پاس ایک یمنی آدمی کا گذر ہوا تو اس نے اس سے پوچھا کہ کیا تو امسال موسم حج میں مکہ جائے گا اس نے کہا اس سال تو حاضر نہیں ہونگا البتہ کبھی کبھی، حاضر ہوا کرتا ہوں۔ تو مضروب مالک نے کہا کہ تمہارا جب کبھی بھی جانا ہو تو کیا میری طرف سے یہ پیغام پہنچادو گے۔ اس نے جواب دیا بہت اچھا ہاں پہنچادوں گا۔ تو اس نے کہا جب کبھی تو موسم حج کے مجمع میں حاضر ہو تو پہلے قریش کو آواز دینا اگر وہ تمہیں واپس جواب دیں تو پھر بنو ہاشم کے خاندان کو پکارنا اگر وہ تمہاری پکار کا جواب دیں تو ابو طالب کے متعلق سوال کرنا تو پھر اس کو خبر دے دینا کہ ایک رسہ کی وجہ سے مجھے فلاں نے قتل کر دیا ہے۔ پھر وہ بے چارا مزدور مر گیا۔ پس جب آجر مکہ واپس آیا تو ابو طالب اس کے پاس پہنچا اس سے

پوچھا کہ ہمارے آدمی کا کیا ہوا۔ اس نے بتایا کہ وہ بیمار ہوگیا۔ میں نے اس کی خوب تیمارداری کی خدمت کرتا رہا بالآخر وہ مرگیا۔ اور اس کے کفن دفن کا میں خود کفیل بنا۔ ابوطالب نے کہا کہ تم سے اسی سلوک کی توقع تھی۔ تھوڑا عرصہ ٹھہرے ہوں گے کہ وہ آدمی آگیا۔ جس کو مقتول نے وصیت کی تھی کہ موسم حج میں میرا پیغام پہنچانا چنانچہ حج کے موسم کا اسے اتفاق ہوگیا تو اس نے پہلے قریش کو پکارا۔ لوگوں نے کہا یہ قریش ہیں۔ پھر بنو ہاشم کے خاندان کو پکارا لوگوں نے بتلایا کہ یہ بنو ہاشم ہیں پھر پوچھا کہ ابوطالب کہاں ہیں۔ لوگوں نے بتلایا کہ یہ ابوطالب ہے۔ تو اس نے بتلایا کہ فلاں تمہارے آدمی نے مجھے حکم دیا تھا کہ میرا پیغام پہنچا دینا کہ اسے فلاں آدمی نے ایک رسہ بندھن کی وجہ سے قتل کر دیا ابوطالب اس کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ ان تین صورتوں میں سے ایک و اختیار کرلو چاہے تو سو ۱۰۰ اونٹ دیت کے ادا کر دو اس لئے کہ تم نے ہمارے آدمی کو قتل کیا ہے اگر چاہو تو تمہاری قوم کے پچاس آدمی قسم اٹھالیں کہ ہم نے اسے قتل نہیں کیا۔ اگر تمہیں اس سے انکار ہو تو پھر ہم اس کے بدلے تمہیں قتل کریں گے۔ وہ اپنی قوم کے پاس آیا تو قوم نے کہا ہم تو قسم اٹھائیں گے۔ چنانچہ ابوطالب کے پاس بنو ہاشم کی ایک عورت زینب بنت لقیہ جو ان کے کسی آدمی کے نکاح میں تھی اور اس نے اس کے لئے بچہ بھی جن لیا تھا۔ کہنے لگی اے ابوطالب! میں چاہتی ہوں کہ پچاس آدمیوں میں سے ایک آدمی کے بدلے تو میرے اس بیٹے کی قسم اٹھانے کی اجازت دے دے۔ جس جگہ قسمیں اٹھانے کے لئے روکا جائے گا وہ مقام ابراہیم اور رکن کے درمیان کی جگہ ہے۔ چنانچہ اس نے ایسا کرتے ہوئے اسے معافی دے دی۔ پس پھر ان اہل قسامۃ میں سے ایک آدمی ابوطالب کے پاس آیا۔ کہنے لگا اے ابوطالب آپ کا ارادہ یہ ہے کہ آپ پچاس آدمیوں سے قسم لینا چاہتے ہیں۔ سو اونٹوں کے بدلے تو ہر آدمی کے حصہ میں دو اونٹ آئیں گے یہ لو میری طرف سے تو دو اونٹ قبول کرلو۔ اور مجھے قسموں کی جگہ جہاں قسموں کے لئے روکا جاتا ہے مجھے قسم اٹھانے سے معافی دے دو۔ چنانچہ ابوطالب نے وہ دو اونٹ قبول کر لئے۔ باقی اڑتالیس ۴۸ آدمیوں نے قسمیں اٹھائیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ ایک سال مشکل سے نہ گزرا ہوگا کہ ان اڑتالیس آدمیوں کی آنکھیں پھر گئیں۔ اور حرکت کرتی تھیں۔

تشریح از قاسمی" ۔ قسامۃ امور جاہلیت میں سے ہے۔ جس کو آپؐ نے تھوڑی سی ترمیم کے بعد باقی رکھا۔ جاہلیت میں پچاس آدمی قسم اٹھا لینے کے بعد دیت اور قصاص دونوں سے بچ جاتے تھے آپؐ نے دیت کو باقی رکھا تا کہ مقتول کی جان مفت میں نہ چلی جائے اس کا کچھ نہ کچھ بدلہ ورثاء کو ملنا چاہیئے۔ قسامت یہ ہے کہ جس مقتول کا قاتل معلوم نہ ہو سکے اور غالب ظن یہ ہو کہ فلاں قوم نے قتل کیا ہوگا۔ جب کہ کوئی دشمنی اور لوٹ بھی نہ ہو تو اس کے پچاس آدمی قسم اٹھائیں کہ ہم نے نہ قتل کیا ہے اور نہ ہی ہمیں اس کے قاتل کا کوئی علم ہے۔ بشرطیکہ دشمنی اور لوٹ نہ ہو۔ اور موسم سے موسم حج مراد ہے۔ صبر کے معنی حبس کے ہیں اس جگہ حبس للیمین مراد ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی" ۔ قد انقطعت عروۃ جوالقہ صفحہ ۱۲/۵۴۲ عروہ سے مراد وہ کڑا ہے جس سے دو بوریوں کو اس سے باندھ کر جانور کی پیٹھ پر رکھا جاتا ہے۔ جبکہ رسہ دے دینے پر سوال ہوتا تھا کہ اگر اونٹ بھاگ گیا تو اس نے کہا کہ عادت یہ ہے کہ بندھن کے بغیر اکیلا اونٹ تو بھاگ جاتا ہے۔ لیکن جب جماعت میں ہو تو نہیں بھاگتا۔ تو اس اطمینان پر اس نے رسہ دے دیا۔

الا بعیرا واحدا اگر اشکال ہو کہ ہاشمی کا قول سچا نہ ہوا۔ جواب یہ ہے کہ ہاشمی نے نفور کی نفی کی تھی۔ وہ تو نہیں پایا گیا البتہ مالک نے اسے اس بات پر تنبیہ کی کہ اس نے اونٹ کے گھٹنے کیوں نہیں باندھے۔ اس پر اسے سزا دی کہ تو نے وہ رسہ ہاشمی کو کیوں دے دیا جس سے میرا نقصان ہوا۔

تشریح از شیخ زکریا" ۔ حدیث کے معنی بیان کرنے میں دیگر شراح نے کوئی دلچسپی نہیں لی۔ شیخ گنگوہیؒ نے حدیث کے معنی بیان فرمائے ہیں۔ عروۃ دراصل لوٹے اور ڈول کے پکڑنے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ جوالق چمڑے کے بورے ہوتے تھے۔ عقال وہ رسی جس سے اونٹ کی

پنڈلی باندھی جائے۔ مولانا محمد حسن مکیؒ کی تقریر میں ہے کہ جاہلیت کی قسامت کو آپؐ نے باقی رکھا۔ لیکن اس میں ترمیم کے ساتھ کہ قصاص تو نہیں لیا جائے گا۔ البتہ سو اونٹ خون بہا دینا ہوگا۔ تاکہ دم هدر یہ یعنی خون ضائع نہ ہو۔ کہتے ہیں کہ رکن اور مقام کے درمیان جھوٹی قسم اٹھانے والے کی بیخ کنی ہو جاتی تھی۔ اور ان کے اعتقاد کے مطابق کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ اس لئے اس ہاشمی عورت نے اپنے بیٹے کو بچانے کی کوشش کی۔ اور دوسرے آدمی نے دو اونٹ ادا کر کے خلاصی حاصل کی۔ اور قسم کا حق ساقط کر دینا جائز ہے۔ بلکہ اگر سب پچاس لوگوں سے قسم نہ لی جائے بلکہ معاف کر دیں تو اس کا بھی اولیاء مقتول کو حق حاصل ہے۔

حدیث (۳۵۶۷) حَدَّثَنِیْ عُبَیْدُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ الخ عَنْ عَآئِشَةؓ قَالَتْ کَانَ یَوْمُ بُعَاثَ یَوْمًا قَدَّمَهُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَدِ افْتَرَقَ مَلَؤُهُمْ وَقُتِلَتْ سَرَوَاتُهُمْ وَجُرِحُوْا قَدَّمَهُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ دُخُوْلِهِمْ فِی الْاِسْلَامِ وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ الخ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍؓ قَالَ لَیْسَ السَّعْیُ بِبَطْنِ الْوَادِیْ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سُنَّةً اِنَّمَا کَانَ اَهْلُ الْجَاهِلِیَّةِ یَسْعَوْنَهَا وَیَقُوْلُوْنَ لَا نُجِیْزُ الْبَطْحَآءَ اِلَّا شَدًّا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جنگ بعاث ایک ایسی لڑائی تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لئے پہلے واقع کر لیا۔ چنانچہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو ان کے بڑے بڑے چوہدریوں میں پھوٹ پڑ چکی تھی اور ان کے سردار قتل ہو چکے تھے۔ اور کچھ زخمی ہو کر بد دل ہو چکے تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لئے اسلئے پہلے واقع کیا تاکہ ان کے عوام اسلام میں داخل ہو جائیں سردار رکاوٹ ڈالنے والے موجود نہ ہوں۔ ابن وہب نے اپنی سند سے بیان کیا ہے کہ ابن عباسؓ فرماتے تھے کہ صفا و مروہ پہاڑیوں کے درمیان نشیبی جگہ پر دوڑ لگانا سنت نہیں ہے۔ کیونکہ اہل جاہلیت دوڑ لگاتے تھے ان کا کہنا تھا کہ ہم اس پتھریلی زمین کو دوڑتے ہوئے ہی عبور کریں گے۔

تشریح از شیخ گنگوہی " ۔ لیس السعی صفحہ ۵۴۳/۴ اگر میلین اخضرین کے درمیان سخت دوڑنا مراد ہے جو سنت طریقہ سے زائد ہو تو پھر اس کی نسبت ان کی طرف کرنا صحیح ہے۔ کہ ایسی دوڑ مسنون نہیں۔ اگر یہی مسنون طریقہ سعی کا مراد ہے جو ارکان حج میں سے ایک رکن ہے تو پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ طریقہ کوئی نیا طریقہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو قدیم سنت ابراہیمی ہے۔ حتیٰ کہ عرب بھی یہ دوڑ لگاتے تھے۔

تشریح از شیخ زکریا " ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ ابن عباسؓ کی غرض یہ ہے کہ یہ سعی سنت نہیں بلکہ فرض ہے۔ البتہ سخت دوڑنا سنت نہیں ہے۔ اور سعی کی ابتداء بی بی ہاجرہؓ سے ہوئی جیسے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے ترجمہ میں گزر رہا ہے۔ اگر لیس بسنته سے مراد ابن عباسؓ کی یہ ہو کہ سرے سے سعی مستحب نہیں تو پھر یہ جمہور کے مسلک کے خلاف ہے۔ تو یہ ایسے ہوگا جیسے وہ طواف میں رمل کو مستحب نہیں کہتے۔ وہ ایک وقتی بات فرماتے ہیں میرے نزدیک یہ ہے کہ ابن عباسؓ کے نزدیک مشہور یہ ہے کہ سعی سنت ہے۔ جیسا کہ باب وجوب الصفا والمروۃ میں گزر رہا ہے۔ اور مولانا محمد حسن مکی " کی تقریر میں ہے کہ ابن عباسؓ کا مسلک یہ ہے کہ صرف میلین اخضرین کے درمیان سعی کرنا سنت ہے۔ سارے بطن وادی میں سعی کرنا سنت نہیں ہے۔ یہ اہل جاہلیت کا شعار تھا کہ وہ ساری وادی میں دوڑ لگاتے تھے۔

حدیث (۳۵۶۸) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِیُّ الخ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍؓ یَقُوْلُ یٰاَیُّهَا النَّاسُ اسْمَعُوْا مِنِّیْ مَا اَقُوْلُ لَکُمْ وَاَسْمِعُوْنِیْ مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا تَذْهَبُوْا فَتَقُوْلُوْا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ مَنْ طَافَ بِالْبَیْتِ فَلْیَطُفْ مِنْ وَّرَآءِ الْحِجْرِ وَلَا تَقُوْلُوْا الْحَطِیْمَ فَاِنَّ الرَّجُلَ فِی الْجَاهِلِیَّةِ کَانَ یَحْلِفُ فَیُلْقِیْ سَوْطَهٗ اَوْ نَعْلَهٗ اَوْ قَوْسَهٗ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اے لوگو! جو کچھ میں تم سے کہنا چاہتا ہوں وہ میری طرف سے سن لو اور جو تم کہنا چاہتے ہو وہ مجھے سنا لو جاؤ نہیں پس پھر کہتے رہو کہ ابن عباسؓ نے کہا تھا کہ جو شخص بیت اللہ کا طواف کرنے کا ارادہ کرے تو وہ میزاب کے نیچے اور حجر کے پیچھے طواف کرے اس کو حطیم نہ کہو۔ کیونکہ دور جاہلیت میں جب کوئی آدمی قسم کھانے کے لئے آتا تھا تو اس کو پکارنے کے لئے اپنا چابک یا جوتا یا کمان پھینک دیتا تھا۔ حطیم تو ان کے پھینکنے کی جگہ ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ حطیم غیر مسقف خارج کیا ہوا حصہ کو کہتے ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ الحطیم صفحہ ۸/۵۴۳ یعنی حطیم اس لئے نہ کہو کہ یہ اہل جاہلیت کا شعار تھا کہ جو کچھ وہ کرتے تھے یہ حطیم اس پر دلالت کرتا تھا۔ اور ان کی یادگار تھا او . جب ان لوگوں نے اس کا استعمال چھوڑ دیا تو اب اس کلمہ کو استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ اب تو اسے کوئی یاد نہیں کرتا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ کرمانیؒ فرماتے ہیں جو جگہ میزاب رحمت کے نیچے ہے اس کو حطیم اس لئے نہ کہا جائے کہ جاہلیت والے جب آپس میں قسمیں لیتے تھے تو چابک جوتا یا کمان اس طرف پھینکتے تھے۔ یہ اس کی علامت شمار ہوتی تھی۔ اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ اسے دیوار کعبہ سے الگ کر دیا گیا ہے۔ اور بعض فرماتے ہیں حطیم کا معنی ازدحام ہے۔ رکن اسود۔ مقام ابراہیم۔ اور زمزم کے درمیانی حصہ میں لوگوں کا دعاء کے لئے ازدحام ہوتا ہے اس لئے اسے حطیم کہتے ہیں کہ یہ ازدحام کی جگہ ہے۔ اور بعض کہتے ہیں جس شخص نے اس مقام پر قسم اٹھائی۔ اس کو جلدی سزا ملتی ہے۔ وغیر ذلک.

سعارالھم شیخ گنگوہیؒ نے اس تحقیق سے اس جواب کی طرف اشارہ فرمایا جو فقہاء کے معروف مسلک پر وارد ہوتا ہے۔ کہ حطیم بیت اللہ کا حصہ ہے۔ اس لئے طواف اس کے پیچھے کرنا چاہئے احادیث معراج میں بھی ہے کہ حطیم بیت اللہ کا حصہ ہے۔ تو وجہ یہ ہے کہ اس وقت ان لوگوں کا شعار بن چکا تھا۔ اس لئے اس جگہ کو حجر کہا گیا۔ نیز ! چونکہ حجر اور حجر میں اشتباہ ہے۔ حجر بالفتح حجر اسود کو اور حجر بالکسر رکن اور مقام کے درمیان کے حصہ کو کہتے ہیں۔ اس لئے بھی حطیم کے لفظ کو ترجیح دی گئی اور ابن عباسؓ کی ممانعت کا مبنیٰ اہل جاہلیت کے افعال تھے جو اب متروک ہو گئے۔

حدیث(۳۵۶۹) حَدَّثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ الخ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ رَأَيْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قِرْدَةً اجْتَمَعَ عَلَيْهَا قِرَدَةٌ قَدْزَنَتْ فَرَجَمُوْهَا فَرَجَمْتُهَا مَعَهُمْ.

ترجمہ۔ عمرو بن میمون فرماتے ہیں کہ میں نے جاہلیت میں دیکھا کہ ایک بندر پر بہت سے بندر اکٹھے ہو گئے۔ جس نے زنا کیا تھا۔ تو انہوں نے اس کو سنگسار کیا۔ تو میں نے بھی ان کے ہمراہ اس کو پتھر مارے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ قدزنت صفحہ ۹/۵۴۳ خدا معلوم اس آدمی نے کیسے سمجھ لیا کہ اس بندر نے زنا کیا تھا۔ کیونکہ ان جانوروں میں تو سلسلہ ازدواج ہے نہیں اور نہ ہی کسی کی وہ زوجہ تھی کہ جسے حد میں قتل کیا جا رہا ہو۔ بہر حال اس کی وجہ معلوم نہ ہو سکی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ مولانا مکیؒ کی تقریر میں ہے کہ یہ بندر جن تھے جو بندروں کی شکل میں ظاہر ہوئے تھے۔ یہ اپنے اختیار سے تھا مسخ ہونے کی وجہ سے جن نہیں بنے تھے۔ ورنہ بندروں کا زنا کرنا اور ان کا رجم ہونے کے کوئی معنی نہیں۔ چنانچہ کرمانیؒ بھی فرماتے ہیں کہ غیر مکلف کی طرف زنا کی نسبت کرنا اور ان کا رجم ہونے کے کوئی معنی نہیں۔ چنانچہ کرمانیؒ بھی فرماتے ہیں کہ غیر مکلف کی طرف زنا کی نسبت کرنا اور ان پر بہائم حدود کا قائم کرنا عجیب سی بات ہے۔ اگر یہ واقعہ صحیح بھی ہو تو یہ لوگ جنوں میں سے ہوں گے۔ کیونکہ عبادات جن وانس میں تو معتبر ہیں۔ دوسروں میں نہیں۔ ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون اور یہ بھی احتمال ہے کہ انسانوں میں سے ہوں جن کی شکلیں مسخ ہو گئیں۔ اور صورت انسانیہ سے بندروں کی شکل میں بدل گئے ہوں۔ یا یہ زنا اور رجم کی صورت ہو۔ درحقیقت نہ کوئی تکلیف ہو اور نہ کوئی حد ہو۔ محض جاہلیت کا ایک گمان ہو جس

کو یہ بیان کررہے ہیں۔ بایں ہمہ یہ حکایت بخاری کے بعض نسخوں میں نہیں پائی جاتی۔ پھر اس قصہ کو بعض شیوخ مدینہ نے باسناد عمرو بن میمون کے بیان کیا ہے۔ اور حافظؒ نے بھی اسے بیان کیا ہے۔ اور اس کو صحیح ثابت کرنے کے لئے بڑی طویل بحث کی ہے کہ جو کچھ بخاری کے اندر ہے وہ صحیح ہے۔ اس سے اعراض نہیں کرنا چاہیے۔ اور اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو مروی ہے اس کو نزول وحی سے قبل پر محمول کیا جائے گا۔

حدیث(۳۵۷۰) حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ الخ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍؓ قَالَ خِصَالٌ مِنْ خِصَالِ الْجَاهِلِيَّةِ الطَّعْنُ فِي الْاَنْسَابِ وَالنِّيَاحَةُ وَنَسِيَ الثَّالِثَةَ قَالَ سُفْيَانُ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهَا الْاِسْتِسْقَاءُ بِالْاَنْوَاءِ.

ترجمہ۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ کچھ خصلتیں ہیں جن کا شمار جاہلیت کی خصلتوں میں ہوتا ہے۔ ایک تو نسبوں کے اندر طعن کرنا۔ دوسرے نوحہ کرنا۔ اور تیسرے کو راوی بھول گیا سفیان روای فرماتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں وہ تیسرا نچھتروں سے بارش طلب کرنا ہے۔

بَابُ مَبْعَثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مُنَافِ ابْنِ قُصَيِّ بْنِ كِلَابِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبِ فِهْرِ بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّضْرِ ابْنِ كَنَانَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ مُدْرِكَةَ بْنِ الْيَاسِ بْنِ مُضَرَبْنِ نَزَارِ بْنِ مَعَدِّبْنِ عَدْنَانِ.

حدیث(۳۵۷۱) حَدَّثَنَا اَحْمَدُبْنُ رَجَاءِ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ اُنْزِلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ اَرْبَعِيْنَ فَمَكَثَ ثَلٰثَ عَشَرَةَ سَنَةً ثُمَّ اُمِرَ بِالْهِجْرَةِ فَهَاجَرَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَمَكَثَ بِهَا عَشْرَ سِنِيْنَ ثُمَّ تُوُفِّيَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اتری جب کہ آپؐ چالیس برس کے تھے پھر آپ مکہ معظمہ میں تیرہ سال تک مقیم رہے۔ پھر ہجرت کا حکم ہوا تو مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ جس میں دس سال تک مقیم رہے۔ پھر آپ کی وفات ہوگئی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ مبعث مصدر میمی ہے جس کے معنی بھیجنے کے ہیں۔ آپؐ کے مبعث کے بارے میں اقوال مختلف ہیں راجح یہ ہے کہ آپؐ چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے۔ تیرہ سال مکہ میں رہے۔ دس سال مدینہ میں اور تریسٹھ سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی۔

بَابُ مَا لَقِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ بِمَكَّةَ

ترجمہ۔ مکہ مکرمہ میں مشرکین کی طرف سے جو جو تکالیف جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب کو پہنچیں انکا ذکر اس باب میں ہے۔

حدیث(۳۵۷۲) حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ الخ سَمِعْتُ خَبَّابًا يَقُوْلُ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً وَهُوَ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَقَدْ لَقِيْنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ شِدَّةً فَقُلْتُ اَلَا تَدْعُوا اللّٰهَ فَقَعَدَ وَهُوَ مُحْمَرٌّ وَجْهُهٗ فَقَالَ لَقَدْكَانَ مِنْ قَبْلَكُمْ لَيُمْشَطُ بِمَشَاطِ الْحَدِيْدِ مَا دُوْنَ عِظَامِهٖ مِنْ لَحْمٍ اَوْ عَصَبٍ مَا يَصْرِفُهٗ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ وَيُوْضَعُ الْمِنْشَارُ عَلٰى مَفْرِقِ رَاْسِهٖ فَيُشَقُّ بِاثْنَيْنِ مَا يَصْرِفُهٗ

ذٰلِکَ عَنْ دِیْنِهٖ وَلَیُتِمَّنَّ اللّٰهُ هٰذَا الْاَمْرَ حَتّٰی یَسِیْرُ الرَّاکِبُ مِنْ صَنْعَآءَ اِلٰی حَضْرَمَوْتَ مَا یَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ زَادَ بَیَانٌ وَالذِّئْبَ عَلٰی غَنَمِهٖ.

ترجمہ۔ حضرت خبابؓ فرماتے ہیں کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب کہ آپؐ خانہ کعبہ کے سایہ میں اپنی چادر کا تکیہ بنائے بیٹھے تھے اور ہمیں مشرکین کی طرف سے طرح طرح کی اذیتیں اور سختیاں پہنچ چکی تھیں۔ تو میں نے عرض کی کیا آپؐ اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے مصائب ختم کرے۔ پس آپؐ اٹھ کر بیٹھ گئے جب کہ آپ کا چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہو چکا تھا تو آپؐ نے تو آپؐ نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں کو لوہے کے کنگھیوں سے اس طرح چھیلا جاتا تھا کہ ہڈیوں سے ورے ورے ان کا گوشت اور پٹھے نہیں رہتے تھے۔ پھر بھی یہ ظلم ان کو ان کے دین سے نہ پھیر سکا اور ان کے سر کی چوٹی پر آرہ رکھ کر دو ٹکڑے کر دیئے جاتے پھر بھی یہ سختی ان کو دین سے نہیں پھیر سکتی تھی اللہ کی قسم ضرور بالضرور اللہ تعالیٰ ہمارے دین اسلام کے معاملہ کو پورا کرے گا یہاں تک کہ ایک سوار صنعاء سے حضر موت کا سفر کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا وہ کسی سے نہیں ڈرتا ہوگا۔ بیان نے زائد کیا کہ نہ ہی کسی بھیڑیئے سے اسے اپنی بکریوں پر ڈر ہوگا۔

حدیث (۳۵۷۳) حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَرَأَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ النَّجْمَ فَسَجَدَ فَمَا بَقِیَ اَحَدٌ اِلَّا سَجَدَ اِلَّا رَجُلٌ رَأَیْتُهٗ اَخَذَ کَفًّا مِنْ حَصًا فَرَفَعَهٗ فَسَجَدَ عَلَیْهِ وَقَالَ هٰذَا یَکْفِیْنِیْ فَلَقَدْ رَأَیْتُهٗ بَعْدُ قُتِلَ کَافِرًا بِاللّٰهِ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ نجم پڑھی پس آپؐ نے بھی سجدہ کیا اور حاضرین میں سے کوئی باقی نہ رہا جس نے سجدہ نہ کیا ہو۔ مگر ایک آدمی امیہ بن خلف جس کو میں نے دیکھا کہ اس نے کنکریوں کی مٹھی لی اس کو اوپر اٹھایا اور اس پر سجدہ کیا۔ اور کہنے لگا مجھے یہی کافی ہے۔ بعد میں میں نے اس کو دیکھا کہ اللہ تعالیٰ سے کفر کرنے والا ہو کر قتل ہوا

حدیث (۳۵۷۴) حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِؓ قَالَ بَیْنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ وَحَوْلَهٗ نَاسٌ مِنْ قُرَیْشٍ جَآءَ عُقْبَةُ ابْنُ اَبِیْ مُعَیْطٍ بِسَلٰی جَزُوْرٍ فَقَذَفَهٗ عَلٰی ظَهْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ یَرْفَعْ رَأْسَهٗ فَجَآءَتْ فَاطِمَةُ فَاَخَذَتْهُ مِنْ ظَهْرِهٖ وَدَعَتْ عَلٰی مَنْ صَنَعَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ عَلَیْکَ الْمَلَأَ مِنْ قُرَیْشٍ اَبَا جَهْلِ ابْنِ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ بْنَ رَبِیْعَةَ وَشَیْبَةَ بْنَ رَبِیْعَةَ وَاُمَیَّةَ ابْنَ خَلَفٍ اَوْ اُبَیَّ ابْنَ خَلَفٍ شُعْبَةُ الشَّاکُّ فَرَأَیْتُهُمْ قُتِلُوْا یَوْمَ بَدْرٍ فَاُلْقُوْا فِیْ بِئْرٍ غَیْرَ اُمَیَّةَ اَوْ اُبَیَّ تَقَطَّعَتْ اَوْصَالُهٗ فَلَمْ یُلْقَ فِی الْبِئْرِ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ دریں اثنا آپؐ خانہ کعبہ میں سجدہ ریز تھے اور قریش کے کچھ لوگ آپؐ کے ارد گرد بیٹھے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط ذبح شدہ اونٹ کی اوجھری گندگی سمیت لے کر آیا اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ پر اسے پھینک دیا۔ جس کے بوجھ سے آپؐ اپنا سر مبارک نہ اٹھا سکے۔ حضرت فاطمۃ الزہراءؓ آئیں اور اسے دھکا دے کر آپ کی پیٹھ سے ہٹایا اور جن جن لوگوں نے یہ کام کیا تھا یا کرایا تھا ان کے خلاف بددعا دی۔ جس پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ قریش کے ان سرداروں پر گرفت فرما ابوجہل بن ہشام۔ عتبہ بن ربیعہ شیبہ بن ربیعہ. اور امیہ بن خلف۔ یا ابی بن خلف۔ شعبہ راوی شک کرنے والا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سب سرداران قریش کو دیکھا کہ بدر کی لڑائی میں قتل کئے گئے۔ اور ان کی لاشوں کو کنوئیں میں پھینکا گیا۔ سوائے امیہ بن خلف یا ابی بن خلف کے کہ اس

کے جوڑ ٹوٹ چکے تھے۔ اس لئے اس کنویں میں نہیں پھینکا گیا۔ صحیح امیہ بن خلف ہے کیونکہ اس کا بھائی ابی بن خلف احد کی لڑائی میں مارا گیا۔ صاحب المغازی کا اس پر اتفاق ہے۔

حدیث (۳۵۷۵) حَدَّثَنِیْ عُثْمَانُ بْنُ شَیْبَةَ الخ قَالَ سُئِلَ ابْنَ عَبَّاسٍؓ عَنْ هَاتَیْنِ الْاٰیَتَیْنِ مَآ اَمْرُهُمَا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَسَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍؓ فَقَالَ لَمَّا اُنْزِلَتِ الَّتِیْ فِی الْفُرْقَانِ قَالَ مُشْرِكُوْا اَهْلِ مَكَّةَ فَقَدْ قَتَلْنَا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ وَدَعَوْنَا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَقَدْ اَتَیْنَا الْفَوَاحِشَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ الْاٰیَةَ فَهٰذِهٖ لِاُولٰٓئِكَ وَاَمَّا الَّتِیْ فِی النِّسَآءِ الرَّجُلُ اِذَا عَرَفَ الْاِسْلَامَ وَشَرَائِعَهٗ ثُمَّ قَتَلَ فَجَزَآءُهٗ جَهَنَّمُ فَذَكَرْتُهٗ لِمُجَاهِدٍ فَقَالَ اِلَّا مَنْ نَدِمَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے ان دو آیتوں کے بارے میں پوچھا گیا کہ ان کا کیا حکم ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ اس جان کو قتل نہ کرو جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ اور دوسری جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے۔ تو ابن ابزیٰؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے ان کے متعلق دریافت کیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ جب یہ آیت سورۂ فرقان والی نازل ہوئی تو اہل مکہ کے مشرکوں نے کہا ہم تو نفوس محترمہ کو قتل کر چکے ہیں۔ اور ہم نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بتوں کو بھی شریک بنایا ہے۔ اور کبائر گناہ کا ارتکاب بھی کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے الامن تاب مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا۔ پس یہ آیت تو ان لوگوں کیلئے ہوئی اور جو آیت سورۂ نساء میں ہے وہ اس آدمی کے بارے میں ہے جو اسلام اور اس کے احکام کو جانتا ہو پھر وہ قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے۔ میں نے مجاہد کے سامنے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا ان میں سے جو شخص پشیمان ہو گیا تو اس کی توبہ بھی قبول ہو گی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ عن هاتین الایتین صفحہ ۳/۵۴۴ یعنی بظاہر ان دونوں آیتوں میں تعارض معلوم ہوتا ہے تو حضرت ابن عباسؓ کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ ان دونوں کا محل الگ الگ ہے۔ پہلی آیت کفار کے بارے میں ہے اور دوسری مسلمان کے بارے میں۔ لہٰذا شان نزول کے اختلاف کی وجہ سے تعارض نہ رہا۔ لیکن یہ ان کی اپنی رائے ہے جس کو جمہور علماء نے قبول نہیں کیا اور نہ ہی ان کے شاگرد مجاہد نے قبول کیا۔ اس لئے اس نے الامن ندم سے استثناء کر دیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ یہ مسلک ابن عباسؓ کا مشہور و معروف ہے۔ مؤمن متعمد قاتل کی توبہ قبول نہیں ہے۔ لیکن مسند احمد کی روایت سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنی اس رائے سے رجوع کر لیا جب کہ آپ کی بصارت چلی گئی تھی۔ جمہور اہل سنت کا مسلک ہے یہ حکم تغلیظاً ہے اور قاتل کی توبہ بھی دوسرے گناہگاروں کی طرح مقبول ہے۔ اور جزاء ہ جهنم کا جواب یہ دیتے ہیں کہ سزا تو اس کی یہی ہے اگر اللہ تعالیٰ دینا چاہے اور ان کا استدلال یغفر مادون ذلک لمن یشاء اور اسرائیل کی اس روایت سے بھی ہے جس نے ننانوے ۹۹ آدمی قتل کرنے کے بعد راہب کو قتل کر کے سو ۱۰۰ کا عدد پورا کر دیا تھا بالآخر اس کی توبہ قبول ہوئی۔ یا خلود سے مکث طویل مراد ہے یا مستحل (حلال سمجھنے والے) کے بارے میں ہے یا جس نے توبہ نہ کی اس کے بارے میں ہے۔ هکذا فی البیضاوی.

حدیث (۳۵۷۶) حَدَّثَنَا عَیَّاشُ بْنُ الْوَلِیْدِ الخ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِؓ اَخْبِرْنِیْ بِاَشَدِّ شَیْءٍ صَنَعَهُ الْمُشْرِكُوْنَ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَیْنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فِیْ حِجْرِ الْكَعْبَةِ اِذْ اَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ اَبِیْ مُعَیْطٍ فَوَضَعَ ثَوْبَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ فَخَنَقَهٗ خَنْقًا شَدِیْدًا فَاَقْبَلَ اَبُوْ بَكْرٍؓ

حَتّٰی اَخَذَ بِمَنْکِبِهٖ وَدَفَعَهٗ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰهُ الْاٰیَةَ تَابَعَهٗ ابْنُ اِسْحٰقَ الخ.

ترجمہ۔ عروۃ بن الزبیرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے پوچھا کہ مجھے وہ واقعہ بتلاؤ جسمیں مشرکین مکہ نے آنجناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سخت سلوک کیا فرمایا دریں اثنا کہ آپ کعبہ کے میزاب رحمت کے نیچے حجر میں نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک عقبہ بن ابی معیط آیا اور اس نے اپنا کپڑا آپ کی گردن میں ڈالا۔ اور آپ کا گلہ دبایا بلکہ سخت دبایا۔ پس حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے۔ جنہوں نے عقبہ کے دونوں کندھوں کو پکڑا اور اسے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہٹایا اور فرمایا کیا تم اس آدمی کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے ابن اسحاق نے متابعت کی ہے۔ البتہ اپنی سند میں یہ ان کے والد عمرو بن العاص کا ذکر کیا ہے۔

بَابُ اِسْلَامِ اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِؓ

ترجمہ۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اسلام کا ذکر ہے

حدیث (۳۵۷۷) حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حَمَّادِ الْاٰمِلِیُّ الخ قَالَ عَمَّارُ بْنِ یَاسِرٍؓ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَا مَعَهٗ اِلَّا خَمْسَةُ اَعْبُدٍ وَامْرَاَتَانِ وَاَبُوْبَکْرٍؓ.

ترجمہ۔ حضرت عمار بن یاسرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کے ساتھ صرف پانچ غلام دو عورتیں اور ایک حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے۔

بَابُ اِسْلَامِ سَعْدٍؓ

ترجمہ۔ حضرت سعدؓ کے اسلام کا ذکر ہے

حدیث (۳۵۷۸) حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ الخ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اِسْحٰقَ سَعْدَ بْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍؓ یَقُوْلُ مَا اَسْلَمَ اَحَدٌ اِلَّا فِی الْیَوْمِ الَّذِیْ اَسْلَمْتُ فِیْهِ وَلَقَدْ مَکَثْتُ سَبْعَةَ اَیَّامٍ وَاِنِّیْ لَثُلُثُ الْاِسْلَامِ.

ترجمہ۔ حضرت ابواسحاق سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ جس دن میں اسلام لایا ہوں اس دن اور کوئی مسلمان نہیں ہوا۔ میں سات دن ٹھہرا رہا کہ میں اسلام کا تیسرا حصہ تھا یہ رجال بالغین کے اعتبار سے ہے۔ کیونکہ ان سے پہلے بھی کئی مسلمان ہو چکے تھے۔

بَابُ ذِکْرِ الْجِنِّ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ

ترجمہ۔ جنات کا ذکر اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فرما دیجئے کہ میری طرف وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے کان لگا کر قرآن مجید سنا۔

حدیث ۳۵۷۹) حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِیْدٍ الخ قَالَ سَاَلْتُ مَسْرُوْقًا مَنْ اٰذَنَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِنِّ لَیْلَةَ اسْتَمَعُوا الْقُرْاٰنَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْکَ یَعْنِیْ عَبْدَ اللّٰهِ اِنَّهٗ اٰذَنَتْ بِهِمْ شَجَرَةٌ.

ترجمہ۔ حضرت مسروق سے میں نے پوچھا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنات کے متعلق کس نے بتلایا جس رات وہ قرآن مجید سن رہے تھے۔ انہوں نے فرمایا مجھے تیرے باپ عبداللہ بن مسعودؓ نے حدیث بیان کی کہ درخت نے ان کے متعلق آپ کو بتلایا کہ وہ حاضر ہو کر قرآن مجید سن رہے ہیں۔

حدیث(۳۵۸۰) حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ اَنَّهٗ کَانَ یَحْمِلُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِدَاوَةً لِوُضُوْئِهٖ وَحَاجَتِهٖ فَبَیْنَمَا هُوَ یَتْبَعُهٗ بِهَا فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقَالَ اَنَا اَبُوْ هُرَیْرَةَؓ فَقَالَ اَبْغِنِیْ اَحْجَارًا اَسْتَنْفِضْ بِهَا وَلَا تَاْتِنِیْ بِعَظْمٍ وَّلَا بِرَوْثَةٍ فَاَتَیْتُهٗ بِاَحْجَارٍ اَحْمِلُهَا فِیْ طَرَفِ ثَوْبِیْ حَتّٰی وَضَعْتُ اِلٰی جَنْبِهٖ ثُمَّ انْصَرَفْتُ حَتّٰی اِذَا فَرَغَ مَشَیْتُ فَقُلْتُ مَا بَالُ الْعَظْمِ وَالرَّوْثَةِ قَالَ هُمَا مِنْ طَعَامِ الْجِنِّ وَاِنَّهٗ اَتَانِیْ وَفْدُ جِنِّ نَصِیْبِیْنَ وَنِعْمَ الْجِنُّ فَسَاَلُوْنِی الزَّادَ فَدَعَوْتُ اللّٰهَ لَهُمْ اَنْ لَّا یَمُرُّوْا بِعَظْمٍ وَّلَا بِرَوْثَةٍ اِلَّا وَجَدُوْا عَلَیْهَا طَعَامًا۔

ترجمہ۔حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک برتن وضو اور دیگر ضروریات کیلئے اٹھا کر چلتے تھے۔دریں اثناوہ آپؐ کے پیچھے اس برتن کو۔لے کر جارہے تھے کہ آپؐ نے پوچھا یہ کون ہے۔کہا میں ابوہریرہؓ ہوں فرمایا میرے لئے پتھر تلاش کر کے لاؤ۔تاکہ میں ان سے استنجا کروں۔یادرکھیں ہڈی اور گوبر نہ لانا پس میں آپ کیلئے پتھر لایا جن کو میں اپنے کپڑے کے کنارے میں اٹھالایا تھا یہاں تک کہ میں نے ان کو آپؐ کے پہلو میں آکر رکھ دیا۔اور خود وہاں سے ہٹ گیا۔جب حضور استنجاء اور وضو سے فارغ ہوئے تو چلتے چلتے میں نے پوچھا کہ حضرت یہ ہڈیوں اور گوبر کا کیا معاملہ ہے۔جن کے لانے سے مجھے ممانعت کی گئی۔فرمایا یہ جنوں کا کھانا ہے میرے پاس نصیبین مقام کے جنات کا ایک وفد آیا تھا اور وہ بہترین جن ہیں۔انہوں نے میرے سے اپنے لئے توشہ کا سوال کیا۔میں نے اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے دعا کی کہ جب بھی ان کا کسی ہڈی یا گوبر سے گزر ہو تو اے اللہ! ان کے اوپر وہ اپنا کھانا پالیں نصیبین شام اور عراق کے درمیان ایک شہر ہے۔

بَابُ اِسْلَامِ اَبِیْ ذَرٍّؓ

ترجمہ۔حضرت ابوذر غفاریؓ کے اسلام کا ذکر ہے

حدیث(۳۵۸۱) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ لَمَّا بَلَغَ اَبَا ذَرٍّؓ مَبْعَثُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَخِیْهِ ارْکَبْ اِلٰی هٰذَا الْوَادِیْ فَاعْلَمْ لِیْ عِلْمَ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِیْ یَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِیٌّ یَاْتِیْهِ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَآءِ وَاسْمَعْ مِنْ قَوْلِهٖ ثُمَّ ائْتِنِیْ فَانْطَلَقَ الْاَخُ حَتّٰی قَدِمَهٗ وَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهٖ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰی اَبِیْ ذَرٍّ فَقَالَ لَهٗ رَاَیْتُهٗ یَاْمُرُ بِمَکَارِمِ الْاَخْلَاقِ وَکَلَامًا مَّا هُوَ بِالشِّعْرِ فَقَالَ مَا شَفَیْتَنِیْ مِمَّا اَرَدْتُّ فَتَزَوَّدَ وَحَمَلَ شَنَّةً لَّهٗ فِیْهَا مَآءٌ حَتّٰی قَدِمَ مَکَّةَ فَاَتَی الْمَسْجِدَ فَالْتَمَسَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَا یَعْرِفُهٗ وَکَرِهَ اَنْ یَّسْاَلَ عَنْهُ حَتّٰی اَدْرَکَهٗ بَعْضُ اللَّیْلِ اضْطَجَعَ فَرَاٰهُ عَلِیٌّ فَعَرَفَ اَنَّهٗ غَرِیْبٌ فَلَمَّا رَاٰهُ تَبِعَهٗ فَلَمْ یَسْاَلْ وَاحِدٌ مِّنْهُمَا صَاحِبَهٗ عَنْ شَیْءٍ حَتّٰی اَصْبَحَ ثُمَّ احْتَمَلَ قِرْبَتَهٗ وَزَادَهٗ اِلَی الْمَسْجِدِ وَظَلَّ ذٰلِکَ الْیَوْمَ وَلَا یَرَاهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اَمْسٰی فَعَادَ اِلٰی مَضْجَعِهٖ فَمَرَّبِهٖ عَلِیٌّ فَقَالَ اَمَا نَالَ لِلرَّجُلِ اَنْ یَّعْلَمَ مَنْزِلَهٗ فَاَقَامَهٗ فَذَهَبَ بِهٖ مَعَهٗ لَا یَسْاَلُ وَاحِدٌ مِّنْهُمَا صَاحِبَهٗ عَنْ شَیْءٍ حَتّٰی اِذَا کَانَ یَوْمُ الثَّالِثِ فَعَادَ عَلِیٌّ مِثْلَ ذٰلِکَ فَاَقَامَ مَعَهٗ ثُمَّ قَالَ اَلَا تُحَدِّثُنِیْ مَا الَّذِیْ اَقْدَمَکَ

قَالَ اِنْ اَعْطَيْتَنِيْ عَهْدًا وَّمِيْثَاقًا لَتُرْشِدَنِّيْ فَعَلْتُ فَفَعَلَ فَاَخْبَرَهٗ قَالَ فَاِنَّهٗ حَقٌّ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا اَصْبَحْتَ فَاتَّبِعْنِيْ فَاِنِّيْ اِنْ رَاَيْتُ شَيْئًا اَخَافُ عَلَيْكَ قُمْتُ كَاَنِّيْ اُرِيْقُ الْمَآءَ فَاِنْ مَضَيْتُ فَاتَّبِعْنِيْ حَتّٰى تَدْخُلَ مَدْخَلِيْ فَفَعَلَ فَانْطَلَقَ يَقْفُوْهُ حَتّٰى دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَخَلَ مَعَهٗ فَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهٖ وَاَسْلَمَ مَكَانَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِرْجِعْ اِلٰى قَوْمِكَ فَاَخْبِرْهُمْ حَتّٰى يَاْتِيَكَ اَمْرِيْ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَاَصْرُخَنَّ بِهَا بَيْنَ ظَهْرَانِيْهِمْ فَخَرَجَ حَتّٰى اَتَى الْمَسْجِدَ فَنَادٰى بِاَعْلٰى صَوْتِهٖ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ قَامَ الْقَوْمُ فَضَرَبُوْهُ حَتّٰى اَضْجَعُوْهُ وَاَتَى الْعَبَّاسُ فَاَكَبَّ عَلَيْهِ قَالَ وَيْلَكُمْ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مِنْ غِفَارٍ وَّاَنَّ طَرِيْقَ تِجَارِكُمْ اِلَى الشَّامِ فَاَنْقَذَهٗ مِنْهُمْ ثُمَّ عَادَ مِنَ الْغَدِ لِمِثْلِهَا فَضَرَبُوْهُ وَثَارُوْا اِلَيْهِ فَاَكَبَّ الْعَبَّاسُ عَلَيْهِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب حضرت ابوذرؓ کو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر پہنچی تو انہوں نے اپنے بھائی انیس سے کہا کہ اس وادی کی طرف سوار ہو کر جاؤ اور میرے لئے معلومات حاصل کرو یہ شخص جو کہتا ہے کہ وہ نبی ہے اور اس کے پاس آسمان سے خبریں آتی ہیں تو آپ کی باتیں سن کر مجھے آ کر بتاؤ چنانچہ ان کا بھائی گیا آپ کے پاس پہنچا آپ کی باتیں سنیں۔ اور واپس حضرت ابوذرؓ کے پاس جا کر بتلائیں کہ میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ عمدہ اخلاق کا حکم دیتے ہیں اور میں نے ایسا کلام سنا جو شعر و شاعری نہیں ہے۔ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا کہ جیسے میں چاہتا تھا ویسے آپ نے میری تسلی نہیں کرائی۔ پس خود سامان وخورد ونوش لیا یعنی کھانے کا سامان اور چھوٹا سا مشکیزہ جس میں پانی تھا لے کر مکہ پہنچے مسجد میں آئے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کیا پہچانتے نہیں تھے اور کسی سے پوچھنا مناسب نہ سمجھا یہاں تک کہ رات نے آ گھیرا لیٹ گئے۔ حضرت علیؓ نے انہیں دیکھ لیا جان گئے کہ یہ مسافر ہے۔ پس جب ان کو دیکھا تو ان کے پیچھے چل پڑے لیکن کسی نے ایک دوسرے سے کچھ بھی دریافت نہ کیا یہاں تک کہ صبح ہو گئی تو اپنا مشکیزہ اور کھانا لے کر مسجد کی طرف آئے وہ دن اس طرح گزر گیا اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسے نہ دیکھ سکے یہاں تک کہ شام ہو گئی اپنے ٹھکانے کی طرف واپس آئے تو پھر حضرت علیؓ کا ان کے پاس سے گزر ہوا تو فرمایا کہ اس آدمی کو اپنی منزل مقصود معلوم نہ ہو سکی۔ انہیں اٹھایا اور اپنے ساتھ لے گئے۔ اب بھی کسی نے ایک دوسرے سے کچھ نہ پوچھا۔ یہاں تک کہ جب تیسرا دن ہوا تو حضرت علیؓ اسی طرح واپس آئے اور انہیں کھڑا کر کے اپنے ساتھ لے گئے۔ پھر پوچھا کہ تم مجھے بتلاتے نہیں کہ تمہیں کون سی چیز یہاں لے آئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر آپ عہد و پیمان دیں کہ آپ میری صحیح راہنمائی کریں گے تو میں بتلاتا ہوں۔ حضرت علیؓ نے ایسا ہی کیا اور انہیں بتلایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں اور وہ اللہ کے رسول ہیں۔ جب صبح ہو تو آپ میرے پیچھے پیچھے چلے آئیں اگر میں نے کوئی ایسی چیز دیکھی جس سے مجھے آپ پر خطرہ محسوس ہوا تو میں ٹھہر جاؤں گا۔ گویا کہ میں پیشاب کر رہا ہوں اور اگر میں چلتا رہوں تو تم میرے پیچھے آ جانا۔ یہاں تک کہ جس جگہ میں داخل ہو جاؤں تم بھی گھس آنا چنانچہ ایسا ہوا۔ حضرت علیؓ چل پڑے میں ان کے پیچھے ہو لیا یہاں تک کہ وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے یہ بھی ان کے ساتھ اندر داخل ہو گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنیں اور وہیں مسلمان ہو گئے۔ جن پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی قوم کے پاس جا کر میرے دین کی ان کو اطلاع کرو۔ یہاں تک کہ میرا حکم آپ تک پہنچے۔ انہوں نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ میں ضرور ان کے درمیان چیخ کر اس کا اعلان کروں گا ہر چہ بادا باد جو کچھ ہونا ہے ہو جائے بہر حال یہ وہاں سے نکل کر مسجد میں آئے اور اپنی اونچی آواز سے پکار کر کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق

نہیں اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ پھر تو ساری قوم اٹھ کھڑی ہوئی اور انہیں مارنا پیٹنا شروع کیا یہاں تک کہ انہیں لٹا دیا حضرت عباسؓ ان پر آکر گر پڑے، فرمایا کہ تمہارے لئے خرابی ہے۔ کیا تم جانتے نہیں کہ یہ قبیلہ غفار کا آدمی ہے۔ اور تمہارے تاجروں کا راستہ شام کی طرف انہیں کے پاس سے گزرتا ہے۔ پس انہوں نے آپ کو ان کے ظلم وستم سے چھڑا لیا۔ پھر دوسرے دن اسی طرح انہوں نے دہرایا اور انہوں نے پٹائی شروع کی اور سب ٹوٹ پڑے۔ پھر بھی حضرت عباسؓ ان پر گر پڑے اور انہیں ان سے چھڑایا۔

بَابُ اِسْلَامِ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍؓ

ترجمہ۔ حضرت سعید بن زید بن نفیلؓ کے اسلام لانے کا ذکر ہے

حدیث (۳۵۸۲) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدِ الخ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ فِيْ مَسْجِدِ الْكُوْفَةِ يَقُوْلُ وَاللهِ لَقَدْ رَاَيْتُنِيْ وَاِنَّ عُمَرَ لَمُوْثِقِيْ عَلَى الْاِسْلَامِ قَبْلَ اَنْ يُّسْلِمَ عُمَرُ وَلَوْ اَنَّ اُحُدًا اِرْفَضَّ لِلَّذِيْ صَنَعْتُمْ بِعُثْمَانَ لَكَانَ.

ترجمہ۔ حضرت قیس فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیلؓ سے کوفہ کی مسجد میں سنا فرماتے تھے کہ میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں کہ اپنے اسلام لانے سے پہلے حضرت عمرؓ مجھے اسلام پر باندھنے والے اور پکا کرنے والے تھے۔ اور آج جو کچھ سلوک تم حضرت عثمانؓ سے کر رہے ہو اگر احد پہاڑ پھٹ پڑے تو لائق ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ كانى اريق الماء اور پہلے گزر چکا ہے کہ میں جوتا کو ٹھیک کر رہا ہوں۔ تو دونوں میں کوئی تنافی نہیں۔ کیونکہ مقصود تو مثال بیان کرنا ہے کہ میں کسی کام میں مصروف ہوں۔ شاید آپ نے دونوں امر ذکر کئے۔ راوی نے ایک ایک کو الگ بیان کر دیا۔

ان عمر لموثقی مقصد حضرت سعیدؓ کا یہ ہے کہ زمانہ کے لوگوں میں تفاوت ہے۔ پہلے زمانہ میں حضرت عمرؓ باوجود کفر پر شدید ہونے کے انہوں نے مار پٹائی اور باندھ دینے سے آگے تجاوز نہیں کیا۔ اور آج تم لوگ مسلمان ہو کر اسلام اور ایمان کے دعویٰ کے باوجود حضرت عثمانؓ کو قتل کرنا چاہتے ہو۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ ان کی غرض یہ ہو کہ تم نے مسلمان ہوتے ہوئے جو سلوک حضرت عثمانؓ کے ساتھ کیا ہے۔ کافر لوگ کفر پر رہتے ہوئے مسلمانوں کو اسلام کی رغبت دیتے تھے۔ اور انہیں اسلام پر ثابت قدم رہنے کی تلقین کرتے تھے لیکن یہ اس پر موقوف ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت سعیدؓ کے ساتھ ایسا کیا ہو۔ حالانکہ جو کچھ ثابت ہے وہ اس کے خلاف ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ان کو ذلیل کرنے اور اسلام سے رجوع کرنے کے لئے باندھا تھا لیکن اس صورت میں دونوں کلمات میں ربط قائم نہیں رہتا۔ اور حضرت شیخ گنگوہیؒ نے جو مطلب اس کا بیان کیا ہے اس صورت میں دونوں کلمات مرتبط ہو جاتے ہیں اور کرمانیؒ نے بھی شیخ گنگوہیؒ کے معنی کی تائید کی ہے۔ جس پر سب شراح نے ان پر نکیر کیا ہے۔ چنانچہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے تو مجھے اسلام پر ثابت قدم رہنے کے لئے باندھا تھا آج زمانہ یہ آ گیا کہ موافقین اسلام اصحاب اسلام کے ساتھ برا سلوک کرتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ حضرت سعید بن زید حضرت عمرؓ کے بہنوئی تھے۔ حضرت فاطمہ بنت الخطاب حضرت سعیدؓ کی بیوی تھی اور حضرت سعیدؓ کی ہمشیرہ عاتکہ بنت زید حضرت عمرؓ کے نکاح میں تھی۔ اور حضرت سعید بن زید مہاجرین اوّلین میں سے تھے۔ اور حضرت عمرؓ سے پہلے مسلمان ہو چکے تھے۔ بلکہ اسلام عمرؓ کا باعث بھی یہی خاوند بیوی بنے۔ حافظؒ نے اگرچہ کرمانیؒ کے قول کو عجیب کہا ہے کہ حضرت عمرؓ تو کفر میں بڑے متشدد تھے۔ لیکن حافظؒ نے قبل ان

بسلم عمر پر توجہ فرمائی۔ حضرت سعیدؓ دونوں زمانوں کا فرق بتلا رہے ہیں کہ ایک زمانہ تھا کہ مخالفین اسلام اسلام پر جمے رہنے کی ترغیب دیتے تھے۔ اور آج یہ زمانہ ہے کہ موافقین اسلام حق پر قائم رہنے کی سزا قتل کرنے سے دیتے ہیں چنانچہ مولانا محمد حسن مکیؒ کی تقریر میں ہے کہ حضرت عمرؓ جیسا متشدد انسان اسلام پر باندھنے کی سزا تو دیتا تھا قتل کرنے کی نہیں دیتا تھا۔ آج معاملہ یہ ہے کہ مسلمان قتل خلیفہ کے درپے ہیں۔ اور یہ بھی معنی کئے گئے ہیں کہ جب میں مسلمان ہوا تو حضرت عمرؓ نے مجھ سے وثیقہ دستاویز لی ہے کہ اسلام سے نہیں پھرو گے۔ باوجود کافر ہونے کے ارتداد سے مجھے روکتے تھے۔ اور تمہارا یہ حال ہے کہ حضرت عثمانؓ کو مسلمان ہو کر قتل کرتے ہو یہ انصاف سے کتنی بعید بات ہے۔ اگر اشکال ہو کہ پہلی توجیہ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ اسلام سے روکتے تھے اور دوسری توجیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ارتداد سے روکتے تھے۔ مسلمان ہو جانے کے بعد ارتداد سے روکتے تھے۔ اگر چہ وہ کافر تھے۔ لیکن شرفاء کی عادت کے مطابق اسلام پر مستحکم رہنے کا کہتے تھے۔ اور آخری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ اپنی بہن فاطمہ کو اسلام سے روکتے تھے۔ اور اس سبب سے ان کی پٹائی بھی کی تھی۔ بنابریں صرف پہلا احتمال ہی صحیح ہوگا۔ اور ترمذی شریف میں کہ حضرت عثمانؓ نے باغیوں پر جھانک کر فرمایا کہ اپنے وہ دو ساتھی لے جاؤ جنہوں نے تمہیں بات کرنے پر انگیختہ کیا ہے۔

بَابُ اِسْلَامِ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِؓ

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ کے ایمان لانے کا ذکر ہے

حدیث(۳۵۸۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ الخ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ مَا زِلْنَا اَعِزَّةً مُنْذُ اَسْلَمَ عُمَرُؓ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جب سے حضرت عمرؓ مسلمان ہوئے ہم لوگ برابر عزت اور غلبہ کے ساتھ رہے۔

حدیث(۳۵۸۴) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ الخ عَنْ اَبِيْهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ قَالَ بَيْنَمَا هُوَ فِي الدَّارِ خَائِفًا اِذْ جَآءَهُ الْعَاصُ بْنُ وَائِلِ السَّهْمِيُّ اَبُوْعَمْرٍو وَعَلَيْهِ حُلَّةُ حِبَرَةٍ وَّقَمِيْصٌ مَّكْفُوْفٌ بِحَرِيْرٍ وَهُوَ مِنْ بَنِيْ سَهْمٍ وَهُمْ حُلَفَآءُ نَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ لَهٗ مَابَالُكَ قَالَ زَعَمَ قَوْمُكَ اَنَّهُمْ سَيَقْتُلُوْنِيْ اَنْ اَسْلَمْتُ قَالَ لَا سَبِيْلَ اِلَيْكَ بَعْدَ اَنْ قَالَهَا اَمِنْتُ فَخَرَجَ الْعَاصُ فَلَقِيَ النَّاسَ قَدْ سَالَ بِهِمُ الْوَادِيْ فَقَالَ اَيْنَ تُرِيْدُوْنَ فَقَالُوْا نُرِيْدُ هٰذَا بْنَ الْخَطَّابِ الَّذِيْ صَبَا قَالَ لَاسَبِيْلَ اِلَيْهِ فَكَرَّ النَّاسُ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ دریں اثنا کہ حضرت عمرؓ اپنے گھر میں خوفزدہ تھے کہ ان کے پاس عاص بن وائل سہمی آ گیا۔ جس کی کنیت ابوعمر ہے (وہ جاہلی ہے اسلام کا زمانہ پایا لیکن مسلمان نہیں ہوا) کہ اس پر سرخ یمنی چادر تھی۔ اور قمیص کے کنارے پر ریشم سے عمل کیا گیا تھا وہ قبیلہ بنو سھم میں سے تھا اور ان کا سردار تھا۔ یہ لوگ زمانہ جاہلیت میں ہمارے حلیف تھے۔ تو اس نے حضرت عمرؓ سے پوچھا تمہارا کیا حال ہے حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ سنا ہے تیری قوم کہتی ہے کہ اگر حضرت عمرؓ مسلمان ہو گیا تو وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ اس نے کہا جب میں نے تجھے امان دے دی ہے تو اب اس کے بعد ان کو تم پر حملہ کرنے کی کوئی گنجائش نہیں رہی چنانچہ عاص جب یہاں سے روانہ ہوا تو اسے بہت سے لوگ ملے جنہوں نے اپنی کثرت سے وادی کو بسا دیا تھا یعنی اس قدر کثیر تھے کہ وادی پر ہوگئی پوچھا کہاں کا ارادہ کرتے ہو تو انہوں نے کہا سنا ہے عمر بن الخطاب اپنے دین سے پھر گیا ہے اس کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ اس نے ان سے کہا اب اس کے قتل کرنے کی کوئی گنجائش نہیں رہی۔ میں امان دے چکا ہوں۔ چنانچہ وہ لوگ واپس چلے گئے۔

حدیث(۳۵۸۵) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ الخ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَؓ لَمَّا اَسْلَمَ عُمَرُؓ اِجْتَمَعَ النَّاسُ

عِنْدَ دَارِهٖ وَقَالُوْا صَبَا عُمَرُ وَاَنَا غُلَامٌ فَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِيْ فَجَآءَ رَجُلٌ عَلَيْهِ قُبَآءٌ مِنْ دِيْبَاجٍ فَقَالَ قَدْ صَبَا عُمَرُ فَمَا ذَاكَ فَاَنَا لَهٗ جَارٌ قَالَ فَرَاَيْتُ النَّاسَ تَصَدَّعُوْا عَنْهُ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا الْعَاصُ بْنُ وَآئِلٍ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں جب میرے باپ حضرت عمرؓ مسلمان ہوئے تو ان کے گھر کے پاس لوگ جمع ہوگئے۔ اور کہہ رہے تھے کہ حضرت عمرؓ اپنے دین سے پھر کر مسلمان ہوگیا۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں لڑکا تھا جو گھر کی چھت کے اوپر کھیل رہا تھا۔ پس اچانک ایک آدمی آیا جس نے گاڑھے ریشم کا جبہ پہن رکھا تھا۔ کہنے لگا حضرت عمرؓ دین سے پھر گیا۔ پھر تم کیا چاہتے ہو جواب دیا کہ ہم اسے قتل کرنا چاہتے ہیں عاص نے کہا یہ نہیں ہوسکتا کیونکہ میں اسے پناہ دینے والا ہوں۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ سب وہاں سے منتشر ہوگئے میں نے پوچھا یہ کون شخص تھا۔ بتایا گیا کہ عاص بن وائل تھا۔

حدیث (۳۵۸۶) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ قَالَ مَا سَمِعْتُ عُمَرَؓ بِشَيْءٍ قَطُّ يَقُوْلُ اِنِّيْ لَا ظُنُّهٗ كَذَا اِلَّا كَانَ كَمَا يَظُنُّ بَيْنَمَا عُمَرُؓ جَالِسٌ اِذْ مَرَّ بِهٖ رَجُلٌ جَمِيْلٌ فَقَالَ لَقَدْ اَخْطَاَظَنِّيْ اَوْ اِنَّ هٰذَا عَلٰى دِيْنِهٖ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَوْ لَقَدْ كَانَ كَاهِنُهُمْ عَلَيَّ الرَّجُلَ فَدُعِيَ لَهٗ فَقَالَ لَهٗ ذٰلِكَ فَقَالَ مَا رَاَيْتُ كَالْيَوْمِ اِسْتُقْبِلَ بِهٖ رَجُلٌ مُسْلِمٌ قَالَ فَاِنِّيْ اَعْزِمُ عَلَيْكَ اِلَّا مَا اَخْبَرْتَنِيْ قَالَ كُنْتُ كَاهِنَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ فَمَا اَعْجَبُ مَا جَآءَتْكَ بِهٖ جِنِّيَّتُكَ قَالَ بَيْنَمَا اَنَا يَوْمًا فِي السُّوْقِ جَآءَتْنِيْ اَعْرِفُ فِيْهَا الْفَزَعَ فَقَالَ اَلَمْ تَرَ الْجِنَّ وَاِبْلَا سَهَاوَيَا سَهَا مِنْ بَعْدِ اِنْكَاسِهَا وَلُحُوْقِهَا بِالْقِلَاصِ وَاَحْلَاسِهَا قَالَ عُمَرُ صَدَقَ بَيْنَمَا عِنْدَ اٰلِهَتِهِمْ اِذْجَآءَ رَجُلٌ بِعِجْلٍ فَذَبَحَهٗ فَصَرَخَ بِهٖ صَارِخٌ لَمْ اَسْمَعْ صَارِخًا قَطُّ اَشَدَّ صَوْتًا مِنْهُ يَقُوْلُ يَا جَلِيْحُ اَمْرٌ نَجِيْحٌ رَجُلٌ فَصِيْحٌ يَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ فَوَثَبَ الْقَوْمُ قُلْتُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰى اَعْلَمَ مَا وَرَآءَ هٰذَا ثُمَّ نَادٰى يَا جَلِيْحُ فَصِيْحٌ يَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقُمْتُ فَمَا نَشِبْنَا اَنْ قِيْلَ هٰذَا نَبِيٌّ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ سے کبھی کسی چیز کے متعلق نہیں سنا کہ وہ کہتے ہوں کہ میرا گمان اس کے متعلق ایسا ہے۔ مگر وہ اسی طرح ہوتی تھی جیسے وہ گمان کرتے تھے۔ دریں اثنا حضرت عمرؓ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک خوب صورت آدمی کا آپ کے پاس سے گزر ہوا فرمایا اگر میرا گمان غلطی نہیں کرتا تو یہ سواد بن قارب اپنے دین اسلام میں جاہلیت کو لئے ہوئے ہیں۔ یا زمانہ جاہلیت میں ان کا نجومی تھا حضرت عمرؓ نے فرمایا اس آدمی کو میرے پاس لے آؤ۔ تو حضرت عمرؓ نے اس سے اپنی بات کہی تو اس آدمی نے کہا کہ آج کے دن جیسا دن میں نے نہیں دیکھا کہ آج تو وہ آدمی مسلمان ہو کر آیا ہے اب جاہلیت کو کیا یاد کرتا ہے۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم مجھے صحیح صحیح بات بتلاؤ۔ تو سواد نے کہا واقعی میں زمانہ جاہلیت میں ان کا نجومی تھا تو حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ تیرے جنات جو باتیں تیرے پاس لاتے تھے ان میں سے عجیب تر کیا تھا۔ اس نے کہا دریں اثنا کہ میں ایک دن بازار میں تھا کہ وہ جنیہ میرے پاس گھبرائی ہوئی آئی۔ کہ تم ان جنوں کو نہیں دیکھتے اور ان کی حیرانی کو اور ان کی ناامیدی کو اور ان کے کام کے الٹ ہو جانے کو اور اپنی نوجوان اونٹنیوں اور ان کے ٹاٹ وغیرہ کے ساتھ لگ جانے کو یعنی اب وہ ظہور نبوی سے حیران ہیں اور آسمانی باتوں کے سننے سے مایوس ہوگئے ہیں۔ ان کا معاملہ چوپٹ ہوگیا ہے۔ اور عربوں کی طرح اس دین کو

قبول کر رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اس نے سچ کہا۔ دریں اثنا کہ میں ان کے بتوں کے پاس سویا ہوا تھا کہ آدمی گائے کا بچھڑا لے آیا۔ جس نے اسے ذبح کیا تو پھر ایک چیخ مارنے والے نے ایسی چیخ ماری کہ میں نے اس سے سخت آواز والی چیخ کبھی نہیں سنی۔ کہنے لگا کہ دشمنی کو ظاہر کرانے والے معاملہ کامیابی حاصل کرنے والا ہے۔ اور آدمی فصیح وبلیغ ہے۔ جو کہتا ہے اے اللہ! تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ تو لوگ تو کود کود کر بھاگنے لگے۔ میں نے کہا میں تو اس وقت تک ٹھہرا رہوں گا جب تک کہ اس کے بعد والے واقعات کو معلوم نہ کرلوں۔ پھر ندا آئی یا جلیح امر نجیح رجل فصیح لاالہ الا اللہ پس میں بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ پس ہم لوگ تھوڑا عرصہ ٹھہرے ہوں گے کہ ہم نے سنا کہا جا رہا ہے کہ یہ نبی ہے۔ کہتے ہیں کہ یہی واقعہ حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کا باعث ہوا۔ بنابریں امام بخاریؒ نے اسلام عمرؓ کے ذیل میں اس قصہ کو بیان کیا ہے۔

حدیث(۳۵۸۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی الخ حَدَّثَنَا قَیْسٌ سَعِیْدَ بْنَ زَیْدٍ یَقُوْلُ لِلْقَوْمِ لَقَدْ رَاَیْتُنِیْ مُوْثِقِیْ عُمَرُؓ عَلَی الْاِسْلَامِ اَنَا وَاُخْتَهٗ وَمَا اَسْلَمَ وَلَوْ اَنَّ اُحُدًا انْقَضَّ لِمَا صَنَعْتُمْ بِعُثْمَانَ لَكَانَ مَحْقُوْقًا اَنْ يَّنْقَضَّ.

ترجمہ۔ حضرت قیسؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن زیدؓ کو قوم کے لوگوں سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے تو اپنے آپ کو اور حضرت عمرؓ کی بہن اپنی بیوی فاطمہ کو دیکھا کہ حضرت عمرؓ اسلام پر ہمیں باندھنے والے تھے۔ حالانکہ وہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ اور جو کچھ تم نے حضرت عثمانؓ سے سلوک کیا ہے کہ اسے قتل کر دیا۔ تو اس کے بعد احد پہاڑ اگر ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائے۔ تو وہ اسی لائق ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی" ۔ وھو من بنی سھم صفحہ ۹/۵۴۵ عاص بن وائل قبیلہ بنی سھم کا سردار اور ان کا فرمانروا تھا۔

تشریح از شیخ زکریا" ۔ امنت اگر مقولہ عمرؓ کا ہے تو معنی ہوں گے کہ عاص کے قول کی بنا پر میرا خوف زائل ہو گیا کیونکہ وہ اپنی قوم کا فرمانروا تھا۔ اگر مقولہ عاص کا ہے تو معنی ہوں گے کہ جب میں نے امان دے دی ہے تو اب تجھے کوئی گزند نہیں پہنچا سکتا فکر مت کرو۔

لقد اخطاظنی مطلب یہ ہے کہ اگر ان دو امروں میں سے کوئی ایک نہ ہوا تو میں نے فراست میں سمجھ بوجھ میں غلطی کی۔ کہ یا تو یہ شخص منافق ہے دل سے مسلمان نہیں ہوا۔ یا مسلمان ہے تو زمانہ جاہلیت میں نجومی تھا۔ شاید حضرت عمرؓ کو اس شخص کے دل کی تاریکی کا علم ہو گیا۔ جس کی سیاہی کا اثر ابھی تک اس کے دل پر باقی تھا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ توبہ کرنے کے بعد بعض گناہوں کے آثار ونشانات دل پر باقی رہتے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریا" ۔ مولانا محمد حسن مکی" کی تقریر میں ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے اس شخص خوبرو کو دیکھا تو فرمانے لگے میرا گمان ہے کہ یہ شخص ابھی تک اپنے جاہلیت والے دین پر باقی ہے اور نفاقاً اسلام کا اظہار کر رہا ہے یا پکا مسلمان ہے تو جاہلیت میں نجومی تھا۔

رای فی قلبه اثر مولانا تھانویؒ کی کتاب التشرف فی احادیث التصوف میں ہے کہ اللہ کے بندے لوگوں کو اپنی فراست سے پہچان لیتے ہیں۔ توسم کا معنی کشف والہام ہے۔ جس کا اثبات حدیث ترمذی سے ہے۔ اتقوا فراسة المؤمن فانه ینظر بنور اللہ مؤمن کی فرست سے ڈرو۔ کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ صلحاء اور علماء سے لاتعداد لاتحصی واقعات ثابت ہیں۔ جن کی صحت میں تلبیس نہیں ہو سکتی۔ البتہ یہ حجت شرعیہ نہیں ہے۔ اور قرآن مجید کی آیت ان فی ذلک لایات للمتوسمین۔

بعض اثار المعاصی جیسے طبیب حاذق نبض کے ذریعہ پہچان لیتا ہے کہ اس مریض کو بچپن یا جوانی میں کیا کیا موذی مرض لاحق تھے۔ نیز یہ بھی کہتے ہیں کہ اس نے کل کیا کھایا؟ اور اس سے پہلے کیا کھایا تھا۔ فراست سے سب بتلا دیتے تھے۔ حضرت امام اعظمؒ کے متعلق علامہ شعرانی نے اپنی میزان میں واقعات نقل کئے ہیں کہ وضو کے پانی میں آپ نے آثار زنا۔ عقوق الوالدین اور شرب الخمر دیکھے جن کے بعد ان سے توبہ کرائی۔ توبہ کے بھی درجات متفاوتہ ہیں۔ امام غزالیؒ نے احیاء میں بیان کئے ہیں۔

بَابُ اِنْشِقَاقِ الْقَمَرِ

ترجمہ۔ چاند کا پھٹنا

حدیث(۳۵۸۸) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبْدُ الْوَھَّابِ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍؓ اَنَّ اَھْلَ مَکَّۃَ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُرِیَھُمْ اٰیَۃً فَاَرَاھُمُ الْقَمَرَ شِقَّتَیْنِ حَتّٰی رَاَوْا حِرَآءَ بَیْنَھُمَا.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ مکہ والوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استدعا کی کہ آپؐ انہیں کوئی معجزہ دکھائیں تو آپؐ نے انہیں چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھایا یہانتک کہ حراء پہاڑ کو انہوں نے ان دو ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔

حدیث(۳۵۸۹) حَدَّثَنَا عَبْدَانُ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِؓ قَالَ اِنْشَقَّ الْقَمَرُ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِنٰی فَقَالَ اشْھَدُوْا وَذَھَبَتْ فِرْقَۃٌ نَحْوَ الْجَبَلِ وَقَالَ اَبُوالضُّحٰی الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ اِنْشَقَّ بِمَکَّۃَ وَتَابَعَہٗ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ چاند ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا جب کہ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ منیٰ میں تھے تو آپؐ نے فرمایا گواہ رہو۔ اور اس کا ایک ٹکڑا پہاڑ کی طرف چلا گیا۔ اور ابوالضحیٰ کی سند سے ہے کہ چاند مکہ میں پھٹا۔

حدیث(۳۵۹۰) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ الْقَمَرَ اِنْشَقَّ عَلٰی زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چاند پھٹ گیا۔

حدیث(۳۵۹۱) حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِؓ قَالَ اِنْشَقَّ الْقَمَرُ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ چاند پھٹ گیا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ شق القمر کا معجزہ آپؐ کے اہم معجزات میں سے ہے۔ انبیاء سابقین کے معجزات ارضیات سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ سماویات تک پہنچ گیا اور قرآن مجید میں ہے وانشق القمر۔ شقین معروف تو یہ ہے کہ اس سے دو ٹکڑے مراد ہیں۔ لیکن ابن قیمؒ نے مرات بھی مراد لئے ہیں کہ ایک دفعہ افعال میں اور ایک مرتبہ اعیان میں ہوا۔

بَابُ ھِجْرَۃُ الْحَبْشَۃِ

ترجمہ۔ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا بیان

وَقَالَتْ عَائِشَۃُؓ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُرِیْتُ دَارَ ھِجْرَتِکُمْ ذَاتَ نَخْلٍ بَیْنَ لَا بَتَیْنِ فَھَاجَرَ مَنْ ھَاجَرَ قِبَلَ الْمَدِیْنَۃِ وَرَجَعَ عَامَّۃُ مَنْ کَانَ ھَاجَرَ بِاَرْضِ الْحَبْشَۃِ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ فِیْہِ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی وَاَسْمَآءَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے تمہاری ہجرت کا مکان دکھایا گیا جو دو پہاڑوں کے

درمیان کھجوروالی جگہ ہے تو کچھ لوگوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ اور عام وہ لوگ بھی مدینہ کی طرف واپس آ گئے جنہوں نے حبشہ کے ملک کی طرف ہجرت کی تھی ابوموسیٰ اور اسماء بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

حدیث(۳۵۹۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ الخ اِنَّ الْمِسْوَرَبْنَ مَخْرَمَةَؓ وَعَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِبْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ قَالَا لَهٗ مَا يَمْنَعُكَ اَنْ تُكَلِّمَ خَالَكَ عُثْمَانَ فِيْ اَخِيْهِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُقْبَةَ وَكَانَ اَكْثَرَ النَّاسُ فِيْمَا فَعَلَ بِهٖ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَانْتَصَبْتُ لِعُثْمَانَ حِيْنَ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَقُلْتُ لَهٗ اَنَّ لِيْ اِلَيْكَ حَاجَةً وَّهِيَ نَصِيْحَةٌ فَقَالَ اَيُّهَا الْمَرْءُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ فَانْصَرَفْتُ فَلَمَّا قَضَيْتُ الصَّلٰوةَ جَلَسْتُ اِلَى الْمِسْوَرِ وَاِلَى ابْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ فَحَدَّثْتُهُمَا بِالَّذِيْ قُلْتُ لِعُثْمَانَ وَقَالَ لِيْ فَقَالَا قَدْ قَضَيْتَ الَّذِيْ كَانَ عَلَيْكَ فَبَيْنَمَا اَنَا جَالِسٌ مَعَهُمَا اِذْ جَآءَ نِيْ رَسُوْلُ عُثْمَانَ فَقَالَا لِيْ قَدِ ابْتَلَاكَ اللّٰهُ فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَا نَصِيْحَتُكَ الَّتِيْ ذَكَرْتَ اٰنِفًا قَالَ فَتَشَهَّدْتُ ثُمَّ قُلْتُ اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ وَكُنْتَ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاٰمَنْتَ بِهٖ وَهَاجَرْتَ الْهِجْرَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ وَصَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاَيْتَ هَدْيَهٗ وَقَدْ اَكْثَرَ النَّاسُ فِيْ شَانِ وَلِيْدِ بْنِ عُقْبَةَ فَحَقٌّ عَلَيْكَ اَنْ تُقِيْمَ عَلَيْهِ الْحَدَّ فَقَالَ لِيْ يَا ابْنَ اَخِيْ اَدْرَكْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْتُ لَا وَلٰكِنْ قَدْ خَلَصَ اِلَيَّ مِنْ عِلْمِهٖ مَا خَلَصَ اِلَى الْعَذْرَآءِ فِيْ سِتْرِهَا قَالَ فَتَشَهَّدَ عُثْمَانُ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَاَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ وَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاٰمَنْتُ بِمَا بُعِثَ بِهٖ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَاجَرْتُ الْهِجْرَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ كَمَا قُلْتَ وَصَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَايَعْتُهٗ وَاللّٰهِ مَا عَصَيْتُهٗ وَلَا غَشَشْتُهٗ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَخْلَفَ اللّٰهُ اَبَابَكْرٍؓ فَوَاللّٰهِ مَا عَصَيْتُهٗ وَلَا غَشَشْتُهٗ ثُمَّ اسْتُخْلِفَ عُمَرُؓ فَوَاللّٰهِ مَا عَصَيْتُهٗ وَلَا غَشَشْتُهٗ ثُمَّ اسْتُخْلِفْتُ اَفَلَيْسَ لِيْ عَلَيْكُمْ مِثْلُ الَّذِيْ كَانَ لَهُمْ عَلَيَّ قَالَ بَلٰى قَالَ فَمَا هٰذِهِ الْاَحَادِيْثُ الَّتِيْ تَبْلُغُنِيْ عَنْكُمْ فَاَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ شَانِ وَلِيْدِ بْنِ عُقْبَةَ فَسَنَاْخُذُ فِيْهِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِالْحَقِّ قَالَ فَجَلَدَ الْوَلِيْدَ اَرْبَعِيْنَ جَلْدَةً وَّاَمَرَ عَلِيًّا اَنْ يَّجْلِدَهٗ وَكَانَ هُوَ يَجْلِدُهٗ وَقَالَ يُوْنُسُ الخ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَفَلَيْسَ لِيْ عَلَيْكُمْ مِنَ الْحَقِّ مِثْلُ الَّذِيْ كَانَ لَهُمْ۔

ترجمہ۔ مسور بن مخرمہؓ اور عبدالرحمٰن بن الاسود بن عبدیغوث دونوں نے عبیداللہ سے کہا کہ تجھے کون سا مانع ہے کہ تو اپنے خالو حضرت عثمانؓ اس کے ماں جائے بھائی ولید بن عقبہ کے بارے میں کلام نہیں کرتا۔ اور جو کچھ اس کے ساتھ ہوگا لوگ اس بارے میں بہت کچھ کہہ رہے ہیں۔ عبیداللہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عثمانؓ نماز کو جارہے تھے تو میں ان کے سامنے کھڑا ہوگیا۔ اور میں نے ان سے کہا کہ مجھے آپ سے ایک کام ہے اور

وہ ایک خیر خواہی کی بات ہے۔ انہوں نے فرمایا اے آدمی میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ تیرے سے پناہ پکڑتا ہوں میں ہٹ گیا جب میں نے نماز پوری کر لی تو میں مسور اور عبدالرحمن کے پاس بیٹھ گیا میرے اور حضرت عثمانؓ کے درمیان جو گفتگو ہوئی تھی وہ میں نے ان کو بتلائی انہوں نے کہا تو نے اپنا حق ادا کر دیا دریں اثنا کہ میں ان کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت عثمانؓ کا قاصد آیا تو ان دونوں نے کہا پس اب اللہ تعالیٰ نے تیرا امتحان لیا ہے بہر حال میں چل پڑا یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ کے پاس پہنچ گیا۔ انہوں نے پوچھا وہ نصیحت کیا ہے جس کا ذکر ابھی آپ کر رہے تھے۔ پس میں نے کلمہ شہادت پڑھا اور پھر بولا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجا۔ آپؐ پر کتاب اتاری اور آپ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی دعوت پر لبیک کہا۔ آپ اس پر ایمان لے آئے۔ اور پہلی دو ہجرتیں کیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے اور آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وخصلت بھی دیکھی اب ولید بن عقبہ کے بارے میں لوگ بہت باتیں کہہ رہے ہیں۔ پس آپ پر لازم ہے کہ آپ ان پر حد شرعی قائم کریں جس پر انہوں نے میرے سے پوچھا اے بھتیجے! کیا تو نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا میں نے کہا نہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہمارے پاس اتنا ضروری علم پہنچا ہے جس قدر کنواری لڑکی کو اپنے پردے میں پہنچتا ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے کلمہ شہادت پڑھا۔ پھر فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق دے کر بھیجا ہے ان پر اپنی کتاب اتاری اور بحمد اللہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی دعوت کو قبول کیا اور جو چیز محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے کر بھیجا گیا اس پر ایمان لایا۔ اور بقول تمہارے پہلی دو ہجرتیں بھی کیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں بھی رہا۔ اور آپؐ کے ہاتھ پر بیعت بھی کی اور اللہ کی قسم! میں نے نہ تو آپ کی نافرمانی کی اور نہ ہی خیانت ودھوکہ کیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں وفات دے دی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ بنایا اللہ کی قسم! میں نے ان کی بھی نافرمانی نہیں کی اور نہ ہی دھوکہ اور خیانت کی پھر حضرت عمرؓ خلیفہ بنائے گئے تو اللہ کی قسم میں نے ان کی بھی نافرمانی نہیں کی اور نہ ہی میں نے ان سے کوئی دھوکہ وفریب اور خیانت کی یہاں تک کہ وہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ پھر مجھے خلیفہ بنایا گیا کیا میرا تم پر اتنا حق بھی نہیں ہے جتنا ان کا مجھ پر حق ہے۔

حدیث (۳۵۹۳) حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی الخ عَنْ عَائِشَةَؓ اَنَّ اُمَّ حَبِیْبَةَؓ وَاُمَّ سَلَمَةَؓ ذَکَرَتَا کَنِیْسَةً رَاَیْنَهَا بِالْحَبْشَةِ فِیْهَا تَصَاوِیْرُ فَذَکَرَتَا لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اُولٰٓئِکَ اِذَا کَانَ فِیْهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ بَنَوْا عَلٰی قَبْرِهٖ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوْا عَلَیْهِ تِلْکَ الصُّوَرَ اُولٰٓئِکَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضرت ام حبیبہؓ اور ام سلمہؓ نے اس گرجے کا ذکر کیا جو انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا جس میں تصویریں تھیں۔ تو جب انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا تذکرہ کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ ان لوگوں میں جبکہ نیک بخت آدمی ان میں سے کوئی فوت ہوتا تو اس کی قبر پر مسجد بنا دیتے اور یہ تصویریں اس میں رکھ دیتے تھے۔ یہ لوگ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک بدترین مخلوقات میں سے ہوں گے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ کان اکثر الناس اکثر فعل ماضی ہے کان کی ضمیر اس کان کا اسم ہے۔ اور جملہ کان کی خبر ہے یا کان تامہ ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حدیث مناقب عثمانؓ میں گزر چکی ہے وہاں اسی کوڑے اور یہاں چالیس کا ذکر ہے تو ایک کوڑا دوسرے والا تھا۔ اس طرح چالیس کے اسی ہو گئے۔ یا عدم ثبوت کی وجہ سے چالیس کوڑے لگائے اور چالیس سیاسۃً تھے اور اعتراض یہی تھا کہ ولید بن عقبہ پر حد شرعی قائم نہیں کرتے۔ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ جیسے عشرہ مبشرہ صحابی کو معزول کر دیا۔ خیر سے جانشین کا حال یہ ہے۔

حدیث(۳۵۹۴) حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ الخ عَنْ اُمِّ خَالِدِ بِنْتِ خَالِدٍ قَالَتْ قَدِمْتُ مِنْ اَرْضِ الْحَبْشَةِ وَاَنَا جُوَيْرِيَةٌ فَكَسَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمِيْصَةً لَهَا اَعْلَامٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ الْاَعْلَامَ بِيَدِهٖ وَيَقُوْلُ سَنَاهُ سَنَاهُ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ يَعْنِيْ حَسَنٌ حَسَنٌ.

ترجمہ۔ حضرت ام خالد بنت خالدؓ فرماتی ہیں کہ میں حبشہ کے ملک سے واپس آئی جب کہ میں نوجوان لڑکی تھی۔ تو آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ریشمی چادر پہنائی جس کے نقش ونگار تھے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نقش ونگار پر ہاتھ پھیرتے تھے اور فرماتے تھے سناہ سناہ. حمیدی فرماتے ہیں حبشی زبان میں اس کا معنی ہے خوبصورت ہی خوبصورت ہے۔

حدیث(۳۵۹۵) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِؓ قَالَ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَتَرُدُّ عَلَيْنَا قَالَ اِنَّ فِي الصَّلٰوةِ شُغْلًا فَقُلْتُ لِاِبْرَاهِيْمَ كَيْفَ تَصْنَعُ اَنْتَ قَالَ اَرُدُّ فِيْ نَفْسِيْ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے ہوتے تو ہم لوگ آپ پر سلام کرتے تو آپ ہمیں اس کا جواب دیتے تھے۔ پس ہم جب نجاشی بادشاہ حبشہ کے پاس سے واپس آئے۔ ہم نے آپ پر سلام کیا آپ نے سلام کا جواب نہ دیا۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ! ہم تو آپ پر سلام کیا کرتے تھے۔ آپ ہمیں اس کا جواب دیتے تھے اب کیا ہو گیا آپ نے فرمایا نماز میں ایک مشغولیت ہوتی ہے۔ اس لئے سلام وکلام جائز نہیں۔ میں نے ابراہیم نخعیؒ سے پوچھا کہ آپ کیسے کرتے ہیں انہوں نے کہا میں دل میں جواب دیتا ہوں۔ لیکن اکثر فقہا فرماتے ہیں کہ دل میں بھی جواب نہ دے۔

حدیث(۳۵۹۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الخ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰىؓ بَلَغَنَا مَخْرَجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ فَرَكِبْنَا سَفِيْنَةً فَاَلْقَتْنَا سَفِيْنَتُنَا اِلَى النَّجَاشِيِّ بِالْحَبْشَةِ فَوَافَقْنَا جَعْفَرُ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ فَاَقَمْنَا مَعَهٗ حَتّٰى قَدِمْنَا فَوَافَقْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكُمْ اَنْتُمْ يَا اَهْلَ السَّفِيْنَةِ هِجْرَتَانِ.

ترجمہ۔ حضرت ابوموسیٰؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ روانہ ہونے کی اطلاع ملی جب کہ ہم یمن میں تھے۔ ہم ایک کشتی پر سوار ہوئے تو ہماری کشتی نے ہمیں نجاشی بادشاہ کے پاس حبشہ میں پھینک دیا۔ تو ہماری حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کے ساتھ اتفاقاً ملاقات ہو گئی تو ہم ان کے ساتھ رہنے لگے۔ یہاں تک جب ہم وہاں سے واپس آئے تو ہماری جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات اس وقت ہوئی جب کہ آپ نے خیبر کو فتح کر لیا تھا۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے کشتی والو! تمہارے لئے دو ہجرتوں کا ثواب ہے۔

بَابُ مَوْتِ النَّجَاشِيِّ

ترجمہ۔ نجاشی کی موت کا بیان

حدیث(۳۵۹۷) حَدَّثَنَا اَبُوالرَّبِيْعِ الخ عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ مَاتَ

النَّجَاشِيُّ مَاتَ الْيَوْمَ رَجُلٌ صَالِحٌ فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا عَلٰى اَخِيْكُمْ اَصْحَمَةَ.

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جب نجاشی بادشاہ حبشہ کی وفات ہوئی تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آج ایک نیک بخت فوت ہوگیا ہے اٹھو اور اپنے بھائی اصحمہ کا جنازہ پڑھو اصحمہ نجاشی غائبانہ آپؐ پر ایمان لایا تھا۔ اس لئے اس کا غائبانہ جنازہ پڑھا گیا۔

حدیث(۳۵۹۸) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ الخ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّؓ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلَى النَّجَاشِيِّ فَصَفَّنَا وَرَآءَهٗ فَكُنْتُ فِي الصَّفِّ الثَّانِيْ اَوِ الثَّالِثِ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی بادشاہ کی نماز جنازہ پڑھی ہم نے آپؐ کے پیچھے صف باندھی۔ میں دوسری یا تیسری صف میں تھا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ملاعلی قاریؒ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ سے پہلے ۹ھ میں نجاشی کی وفات ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب نے مدینہ منورہ میں اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ کہتے ہیں کہ نجاشی کی نعش اٹھا کر آپؐ کے سامنے کی گئی۔ جس پر عیاناً آپؐ نے نماز پڑھی اور ابن حجرؒ نے کہا ہے صلوۃ النجاشی اور صلوۃ علی القبر یہ آپؐ کی خصوصیات میں سے ہے۔

حدیث(۳۵۹۹) حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ الخ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلٰى اَصْحَمَةَ النَّجَاشِيِّ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ اَرْبَعًا تَابَعَهٗ عَبْدُ الصَّمَدِ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحمہ نجاشی پر نماز جنازہ پڑھی پس چار مرتبہ تکبیر کہی۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز جنازہ چار تکبیر ہے یہی جمہور علماء کا مسلک ہے اور اسی پر حضرت عمر بن الخطابؓ کے زمانہ میں اجماع ہوگیا۔ امام طحاویؒ نے اسے ذکر کیا ہے۔

حدیث(۳۶۰۰) حَدَّثَنَا زُهَيْرُبْنُ حَرْبٍ الخ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَؓ اَخْبَرَهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعٰى لَهُمُ النَّجَاشِيَّ صَاحِبَ الْحَبَشَةِ فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ وَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِاَخِيْكُمْ وَعَنْ صَالِحٍ الخ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَؓ اَخْبَرَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفَّ بِهِمْ فِي الْمُصَلّٰى فَصَلّٰى عَلَيْهِ وَكَبَّرَ اَرْبَعًا.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ خبر دیتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی بادشاہ حبشہ کی وفات کی خبر اسی دن دے دی جس دن اس کی وفات ہوئی آپؐ نے فرمایا اپنے بھائی کیلئے بخشش طلب کرو اور صالح کی سند سے ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ خبر دیتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ گاہ کے اندر ان کی قطار بندی کرائی اور نجاشی کا جنازہ پڑھا جس پر آپؐ نے چار تکبیر کہی۔

بَابُ تَقَاسُمِ الْمُشْرِكِيْنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ مشرکین مکہ کا آنحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف قسمیں کھا کر معاہدہ کرنا۔

حدیث(۳۶۰۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِبْنُ عَبْدِاللّٰهِ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اَرَادَ حُنَيْنًا مَنْزِلُنَا غَدًا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِخَيْفِ بَنِيْ كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَى الْكُفْرِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کہ آپ غزوہ حنین کا قصد فرما رہے تھے کہ انشاء اللہ کل

آئندہ ہمارا پڑاؤ خیف بنی کنانہ میں ہوگا۔ جہاں مشرکین مکہ نے کفر پر قائم رہنے کے لئے قسمیں اٹھائی تھیں۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ طبقات میں یہ مشہور قصہ یوں لکھا ہے کہ جب قریش کو یہ خبر پہنچی کہ نجاشی ملک حبشہ نے حضرت جعفرؓ بن ابی طالب کا بڑا اعزاز و اکرام کیا ہے تو اس پر وہ بہت غضب ناک ہوئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے پر متفق ہو گئے اور بنو ھاشم کے خلاف ایک معاہدہ لکھا کہ نہ تو ان سے نکاح شادی کرنا ہے اور نہ ہی ان کے ساتھ لین دین کرنا ہے۔ اور نہ ہی اور تعلقات رکھنے ہیں۔ منصور بن عکرمہ عبدری نے یہ دستاویز لکھی تھی۔ جس کی وجہ سے اس کا وہ ہاتھ شل ہو گیا۔ انہوں نے یہ صحیفہ خانہ کعبہ کے درمیان لٹکا دیا۔ اور بنو ھاشم کو شعب ابی طالب میں نظر بند کر دیا۔ یہ واقعہ نبوت کے ساتویں سال محرم الحرام کا ہے۔ بنو المطلب نے ابی طالب سے ہمدردی کا اظہار کیا تو ابولہب نے قریش کو بنو ھاشم اور بنی عبد المطلب دونوں کے بائیکاٹ پر ابھارا۔ چنانچہ سامان خورد و نوش سب بند کر دیا گیا۔ وہ موسم حج میں باہر آتے تھے جس سے ان حضرات کو سخت مشقت پیش آئی۔ اور تین سال تک اسی نظر بندی کی حالت میں رہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اس دستاویز کے متعلق بتلایا کہ جو حصہ ظلم وجور کا تھا اسے تو دیمک چاٹ گئی ہے۔ اور جو حصہ ذکر اللہ کا تھا وہ باقی رہ گیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابی طالب سے اس کا ذکر کیا۔ ابو طالب نے کفار قریش سے کہا کہ مجھے بھتیجے نے دستاویز کے متعلق خبر دی ہے اور وہ کبھی جھوٹے ثابت نہیں ہوئے۔ اگر میرا بھتیجا سچا ہے تو تم اپنی بری رائے سے باز آ جاؤ۔ اگر اس کا جھوٹ نکلے تو وہ میں تمہارے سپرد کر دوں گا تمہاری مرضی اسے قتل کر دو یا زندہ رہنے دو۔ انہوں نے کہا آپ نے انصاف کی بات کی ہے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا صحیفہ کا وہی حال تھا۔ تو وہ لوگ کف افسوس سے ملنے لگے۔ تو ابو طالب نے فرمایا کہ معاملہ تو واضح ہو چکا ہے۔ اب تم ہمیں کس بنا پر قید اور محاصرہ میں رکھتے ہو۔ قریش نے ایک دوسرے کو بنو ہاشم کے ساتھ بدسلوکی پر ملامت کی تب کہیں بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب کو قید سے رہائی ملی اور وہ اپنے اپنے گھروں کو پہنچے اور یہ ان کا نکلنا نبوت کے دسویں سال واقع ہوا۔

بَابُ قِصَّةِ اَبِیْ طَالِبٍ

ترجمہ۔ ابو طالب کا قصہ

حدیث (۳٦۰۲) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ قَالَ حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِؓ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَغْنَيْتَ عَنْ عَمِّكَ فَاِنَّهٗ كَانَ يَحُوْطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ قَالَ هُوَ فِيْ ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ وَلَوْلَا اَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ۔ حضرت عباسؓ بن عبد المطلبؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ آپؐ اپنے چچا کے کیا کام آئے۔ کیونکہ وہ آپ کی حفاظت کرتا تھا اور آپ کی وجہ سے اس پر غصہ وغضب کیا جاتا تھا۔ فرمایا کہ جہنم کے اس طبقہ میں ہوگا جہاں آگ ٹخنے یا نصف پنڈلی تک ہوگی۔ اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے نچلے طبقہ میں ہوتا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ کفار کے اعمال اگرچہ قیامت میں ھباء منثوراء ہوں گے۔ لیکن آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ابو طالب کو یہ نفع پہنچے گا۔ یہ آپؐ کے خصائص میں سے ہے۔

حدیث (۳٦۲۳) حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ الخ عَنْ اَبِيْهِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا طَالِبٍ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ دَخَلَ عَلَيْهِ

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهٗ اَبُوْجَهْلٍ فَقَالَ اَیْ عَمِّ قُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ كَلِمَةً اُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَقَالَ اَبُوْجَهْلٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ اُمَیَّةَ یَا اَبَا طَالِبٍ تَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ یَزَا لَا یُكَلِّمَانِهٖ حَتّٰی قَالَ اٰخِرَ شَیْءٍ كَلَّمَهُمْ بِهٖ عَلٰی مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَالَمْ اُنْهَ عَنْهُ فَنَزَلَتْ مَا كَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِیْنَ وَلَوْ كَانُوْا اُوْلِیْ قُرْبٰی مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ وَنَزَلَتْ اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ.

ترجمہ۔ حضرت مسیبؓ سے مروی ہے کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت آیا تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے جب کہ ان کے پاس ابوجہل موجود تھا۔ آپؐ نے فرمایا اے چچا جان! آپ کلمہ توحید لا الہ الا اللہ کہہ لیں تاکہ میں اس کلمہ کی بدولت تیرے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس جھگڑسکوں ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ نے کہا اے ابوطالب کیا ملۃ عبدالمطلب سے روگردانی کررہے ہو۔ پس وہ برابر اس سے گفتگو کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آخری کلمہ جو وہ بولے یہ تھا کہ ملت عبدالمطلب پر مررہا ہوں۔ جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس وقت تک تیرے لئے بخشش کی دعا کرتا رہوں گا جب تک مجھے تیرے۔ سے روک نہ دیا جائے۔ تو اس پر یہ آیت اتری۔ (ترجمہ) نبی اکرم اور مؤمنوں کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ مشرکوں کے لئے مغفرت کی دعا کریں اگرچہ وہ ان کے قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہوں۔ بعد اس کے کہ ان کے لئے واضح ہوگیا کہ وہ لوگ جہنمی ہیں اور یہ آیت بھی اتری کہ آپؐ اس شخص کو ہدایت پر نہیں پہنچا سکتے جس کو آپ پسند کریں۔

حدیث (۳۶۰۴) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ الخ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّؓ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَذُكِرَ عِنْدَهٗ عَمُّهٗ فَقَالَ لَعَلَّهٗ تَنْفَعُهٗ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَیُجْعَلُ فِیْ ضَحْضَاحٍ مِّنَ النَّارِ یَبْلُغُ كَعْبَیْهِ یَغْلِیْ مِنْهُ دِمَاغُهٗ

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جب کہ آپؐ کے پاس آپؐ کے چچا کا تذکرہ کیا گیا۔ تو فرمایا شاید قیامت کے دن میری سفارش اسے فائدہ پہنچائے کہ اسے جہنم کے ضحضاح میں ڈالا جائے جہاں آگ اس کے ٹخنوں تک پہنچے گی جس سے اس کا دماغ کھولتا رہے گا۔

حدیث (۳۶۰۵) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ حَمْزَةَ الخ عَنْ یَزِیْدَ بِهٰذَا وَقَالَ تَغْلِیْ مِنْهُ اُمُّ دِمَاغِهٖ.

ترجمہ۔ یزید بن الهاد نے سابق حدیث کی روایت بھی کی اور کہا کہ اس سے اس کا اصل دماغ کھولتا رہے گا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ لعله تنفعه شفاعتی الخ صفحہ ۱۷/۵۴۸ پہلی روایت میں جزم کے ساتھ گزر چکا ہے کہ ضحضاح جہنم میں ابوطالب ہوگا۔ یہاں لعلی شک سے بیان کیا گیا۔ تو اس کے تین جواب ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ پہلا عذاب قبر کے بارے میں فرمایا گیا۔ اور یہاں بعد الحشر کا عذاب مراد ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ آپؐ کے سامنے جہنم کی صورت دکھلائی گئی جو کچھ اس میں اس کے ساتھ ہو رہا تھا یا عنقریب ہوگا آپؐ نے اسی کو دیکھا اگرچہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ سے اس کا وعدہ کیا تھا لیکن پھر بھی آپؐ نے ترجی کی صورت کو اس لئے اختیار کیا کہ سب کچھ مشیت باری تعالیٰ کے اندر ہے جو چاہیں کریں فعال لما یشاء. تیسرا جواب یہ ہے کہ آپ کی رجاء یقینی ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ باب کی تینوں روایات تخفیف عذاب پر دلالت کرتی ہیں۔ اور مسلم شریف میں ہے کہ اهون اهل النار

عذابا ابو طالب له نعلان يغلى منهما دماغه کہ جہنمیوں میں سے آسان عذاب والا ابو طالب ہوگا جس کو جہنم کا جوڑا جوتے کا پہنایا جائے گا جس سے ان کا دماغ کھولتا رہے گا۔ کوکب میں بھی شیخ نے اس پر بحث کی ہے۔

لا يخفف عنهم العذاب (الاية) سے اگر اشکال وارد ہو تو کہا جائیگا کہ بعد میں تو تخفیف نہیں ہوگی لیکن فتنہ کفر یا نصرت اسلام اور نصرت نبی کی وجہ سے ابتداء ہلکا عذاب ہو تو اس میں کیا حرج ہے کیونکہ کفر کے درجات مختلف ہیں اور اس کے مطابق عذاب کے بھی درجات ہیں۔ شیخ گنگوہیؒ کو ان توجیہات کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ حدیث عباس میں بصیغہ ماضی ماغنيت عن عمک کا وارد ہے اور اس حدیث میں صیغہ مضارع ہے۔ پھر ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عباسؓ نے ابو طالب کے ہونٹ ہلتے ہوئے دیکھے تو کان لگا کر سنا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا کہ وہ کلمہ پڑھ رہا ہے۔ اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو تب بھی ان اصح احادیث کا مقابلہ نہیں کر سکتی بلکہ ابوداؤد اور نسائی میں ہے کہ جب حضرت علیؓ نے اپنے والد کی وفات کی خبر آ کر سنائی تو آپؐ نے فرمایا اذهب فواره کہ جاؤ اور اسے زمین میں دبا دو۔ میں نے کہا وہ تو مشرک ہو کر مرا ہے آپؐ نے پھر بھی یہی فرمایا اذهب فواره۔ روافض نے اسلام ابو طالب ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن وہ سب دلائل واہی تباہی ہیں۔ یقین عام طور پر لعل ترجی کے لئے آتا ہے۔ لیکن کلام اللہ اور کلام رسول میں یقین کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسے لعل الله اطلع على اهل بدر حدیث میں ہے۔ اور لعل الله يحدث بعد ذلک امرا قرآن مجید میں ہے۔

بَابُ حَدِيْثِ الْإِسْرَآءِ

ترجمہ۔ بیت المقدس تک جانے کا قصہ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى سُبْحٰنَ الَّذِىْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى.

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے وہ اللہ جس نے رات کے ایک حصہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اپنے بندے کو سیر کرائی۔

حديث(۳۶۰۶) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ الخ سَمِعْتُ جَابِرَبْنَ عَبْدِ اللّٰهِؓ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَمَّا كَذَّبَنِىْ قُرَيْشٌ قُمْتُ فِى الْحِجْرِ فَجَلَّى اللّٰهُ لِىْ بَيْتَ الْمُقَدَّسَ فَطَفِقْتُ اُخْبِرُهُمْ عَنْ اٰيَاتِهٖ وَاَنْظُرُ اِلَيْهِ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے جب قریش نے اسراء کے بارے میں مجھے جھٹلایا تو میں میزاب رحمت کے نیچے کھڑا ہو گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے لئے کھول دیا تو میں اسے دیکھ دیکھ کر اس کی علامتیں بتلاتا تھا۔

بَابُ الْمِعْرَاجِ

ترجمہ معراج کا واقعہ

حديث(۳۶۰۷) حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ الخ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَؓ اَنَّ نَبِىَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةِ اُسْرِىَ بِهٖ بَيْنَمَا اَنَا فِى الْحَطِيْمِ وَرُبَّمَا قَالَ فِى الْحِجْرِ مُضْطَجِعًا اِذْ اَتَانِىْ اٰتٍ فَقَدَّ قَالَ وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ فَشَقَّ مَا بَيْنَ هٰذِهٖ اِلٰى هٰذِهٖ فَقُلْتُ لِلْجَارُوْدِ وَهُوَ اِلٰى جَنْبِىْ مَا يَعْنِىْ بِهٖ

قَالَ مِنْ ثُغْرَةِ نَحْرِهِ اِلٰى شِعْرَتِهٖ وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ مِنْ قَصِّهٖ اِلٰى شِعْرَتِهٖ فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِىْ ثُمَّ اُتِيْتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوْءَةٍ اِيْمَانًا فَغَسَلَ قَلْبِىْ ثُمَّ حُشِىَ ثُمَّ اُعِيْدَ ثُمَّ اُتِيْتُ بِدَآبَّةٍ دُوْنَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ اَبْيَضَ فَقَالَ لَهُ الْجَارُوْدُ هُوَ الْبُرَاقُ يَا اَبَا حَمْزَةَ قَالَ اَنَسٌ نَعَمْ يَضَعُ خُطْوَهٗ عِنْدَ اَقْصٰى طَرْفِهٖ فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ فَانْطَلَقَ بِىْ جِبْرِيْلُ حَتّٰى اَتَى السَّمَآءَ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ فَقِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِىْءُ جَآءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا فِيْهَا اٰدَمُ فَقَالَ هٰذَا اَبُوْكَ اٰدَمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ حَتّٰى اَتَى السَّمَآءَ الثَّانِيَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمُجِىْءُ جَآءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ اِذَا يَحْىٰ وَعِيْسٰى وَهُمَا ابْنَا الْخَالَةِ قَالَ هٰذَا يَحْيٰى وَعِيْسٰى فَسَلِّمْ عَلَيْهِمَا فَسَلَّمْتُ فَرَدَّا ثُمَّ قَالَا مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِىْ اِلَى السَّمَآءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمُجِىْءُ جَآءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ اِذَا يُوْسُفُ قَالَ هٰذَا يُوْسُفُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَبِىْ حَتّٰى اَتَى السَّمَآءَ الرَّابِعَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ قَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِىْءُ جَآءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا اِدْرِيْسُ قَالَ هٰذَا اِدْرِيْسُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِىْ حَتّٰى اَتَى السَّمَآءَ الْخَامِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قَالَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ قَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِىْءُ جَآءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا هَارُوْنُ قَالَ هٰذَا هَارُوْنُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِهٖ بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِىْ حَتّٰى اَتَى السَّمَآءَ السَّادِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمُجِىْءُ جَآءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا مُوْسٰى قَالَ هٰذَا مُوْسٰى فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ فَلَمَّا تَجَاوَزْتُ بَكٰى قِيْلَ لَهٗ مَا يُبْكِيْكَ قَالَ اَبْكِىْ لِاَنَّ غُلَامًا بُعِثَ بَعْدِىْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِهٖ اَكْثَرُ مَنْ يَّدْخُلُهَا مِنْ اُمَّتِىْ ثُمَّ صَعِدَبِىْ اِلَى السَّمَآءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمُجِىْءُ جَآءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا اِبْرَاهِيْمُ

قَالَ هٰذَا اَبُوْکَ فَسَلِّمْ عَلَیْهِ قَالَ فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ فَرَدَّ السَّلَامُ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ ثُمَّ رُفِعْتُ اِلٰی سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی فَاِذَا نَبِقُهَا مِثْلُ قِلَالِ هَجَرَ وَاِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ اٰذَانِ الْفِیَلَةِ قَالَ هٰذِهٖ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰی وَاِذَا اَرْبَعَةُ اَنْهَارٍ نَهْرَانِ بَاطِنَانِ وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ فَقُلْتُ مَا هٰذَانِ یَا جِبْرِیْلُ قَالَ اَمَّا الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِی الْجَنَّةِ وَاَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّیْلُ وَالْفُرَاتُ ثُمَّ رُفِعَ لِیَ الْبَیْتُ الْمَعْمُوْرُ ثُمَّ اُتِیْتُ بِاِنَآءٍ مِنْ خَمْرٍ وَاِنَآءٍ مِنْ لَبَنٍ وَاِنَآءٍ مِنْ عَسَلٍ فَاَخَذْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ هِیَ الْفِطْرَةُ اَنْتَ عَلَیْهَا وَاُمَّتُکَ ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَیَّ الصَّلٰوتُ خَمْسِیْنَ صَلٰوةً کُلَّ یَوْمٍ فَرَجَعْتُ فَمَرَرْتُ عَلٰی مُوْسٰی فَقَالَ بِمَا اُمِرْتَ قَالَ اُمِرْتُ بِخَمْسِیْنَ صَلٰوةٍ کُلَّ یَوْمٍ قَالَ اِنَّ اُمَّتَکَ لَا تَسْتَطِیْعُ خَمْسِیْنَ صَلٰوةً کُلَّ یَوْمٍ وَاِنِّیْ وَاللّٰهِ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَکَ وَعَالَجْتُ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ اَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ اِلٰی رَبِّکَ فَاسْاَلْهُ التَّخْفِیْفَ لِاُمَّتِکَ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّیْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّیْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّیْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَاُمِرْتُ بِعَشْرِ صَلٰوتٍ کُلَّ یَوْمٍ فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ بِمَا اُمِرْتَ قُلْتُ اُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلٰوتٍ کُلَّ یَوْمٍ قَالَ اِنَّ اُمَّتَکَ لَا تَسْتَطِیْعُ خَمْسَ صَلٰوتٍ وَاِنِّیْ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَکَ وَعَالَجْتُ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ اَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ اِلٰی رَبِّکَ فَاسْاَلْهُ التَّخْفِیْفَ لِاُمَّتِکَ قَالَ سَاَلْتُ رَبِّیْ حَتّٰی اسْتَحْیَیْتُ وَلٰکِنْ اَرْضٰی وَاُسَلِّمُ قَالَ فَلَمَّا جَاوَزْتُ نَادٰی مُنَادٍ اَمْضَیْتُ فَرِیْضَتِیْ وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِیْ.

ترجمہ۔ حضرت مالک بن صعصعہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس رات کی حدیث بیان کی جس رات آپ کو سیر کرائی گئی فرمایا دریں اثنا میں حطیم میں تھا اور کبھی فرمایا میزاب رحمت کے نیچے لیٹا ہوا تھا کہ اچانک ایک آنے والا آیا فرماتے ہیں میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس نے اس جگہ سے اس جگہ تک کا حصہ چیر دیا میں نے جارود سے پوچھا جو میرے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اس سے کیا مراد لیتے تھے۔ فرمایا کہ سینے کے منکے سے لے کر ناف کے بالوں تک اور یہ بھی کہتے سنا کہ سینے کے بالوں سے لے کر ناف کے بالوں تک کو چیر کر میرے دل کو نکالا گیا پھر میرے پاس سونے کا ایک تھال لایا گیا جو ایمان سے بھرا ہوا تھا۔ پس میرے دل کو دھویا گیا پھر اسے بھر دیا گیا اور اسے اپنی جگہ پر لوٹا دیا گیا۔ پھر میرے لئے ایک سفید جانور لایا گیا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا۔ جارود نے کہا اے ابوحمزہ وہ براق تھا۔ حضرت انسؓ نے فرمایا ہاں! وہ اپنا قدم وہاں رکھتا تھا جہاں حد نگاہ پہنچتی تھی۔ پس مجھے اس پر سوار کیا گیا مجھے جبرائیلؑ لے کر چلے یہاں تک کہ آسمان دنیا تک پہنچے۔ انہوں نے دروازہ کھولنے کی درخواست کی پوچھا گیا یہ کون ہے کہا جبرائیلؑ ہوں۔ پوچھا گیا اور آپ کے ہمراہ کون ہے۔ کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کہا گیا خوش آمدید ہو یہ آنا کس قدر مبارک اور اچھا ہے۔ پس دروازہ کھولا گیا جب میں اندر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں آدمؑ موجود ہیں۔ جبرائیلؑ نے فرمایا کہ یہ آپؐ کے باپ آدم ہیں۔ آپؑ ان پر سلام پڑھیں میں نے سلام کیا۔ جس کا انہوں نے جواب دیا۔ پھر فرمایا نیک بخت بیٹے اور نیک بخت نبی کا آنا مبارک ہو پھر مجھے اوپر چڑھا کر لے گئے یہاں تک کہ دوسرے آسمان تک پہنچا۔ دروازہ کھلوانے کے لئے کہا گیا پوچھا یہ کون

ہے کہا جبرائیل پوچھا گیا اور آپ کے ہمراہ کون ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پوچھا گیا کیا آپؐ کے پاس معراج کا پیغام بھیجا گیا ہے۔ کہا ہاں! کہا گیا کہ آپ کا آنا مبارک ہو۔ یہ آنا اچھا ہے۔ پس دروازہ کھولا گیا۔ پس جب میں اندر پہنچا تو یحییٰؑ اور عیسیٰؑ جو دونوں خالہ کے بیٹے ہیں۔ فرمایا یہ یحییٰؑ ہے اور یہ ۔ ں ۔ ہے ان دونوں پر سلام کہیں میں نے سلام کہا دونوں نے جواب دیا پھر فرمایا کہ نیک بخت بھائی اور نیک بخت نبی کا آنا مبارک ہو پھر مجھے تیسرے آسمان کی طرف چڑھا کر لے گئے۔ دروازہ کھلوانے کیلئے کہا گیا۔ پوچھا گیا کون ہے کہا جبرائیلؑ ہوں۔ پوچھا اور آپ کے ہمراہ کون ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پوچھا گیا کہ کیا آپؐ کی طرف معراج کا پیغام بھیجا گیا ہے۔ کہا ہاں! کہا گیا کہ خوش آمدید ہے یہ آنا کیا اچھا ہے۔ پس پھر دروازہ کھولا گیا پس جب میں اندر پہنچا تو حضرت یوسفؑ کو دیکھا کہا یہ یوسفؑ ہیں ان پر سلام کہیں میں نے سلام کہا انہوں نے جواب دیا پھر فرمایا نیک بخت بھائی اور نیک بخت نبی کا آنا مبارک ہو۔ پھر مجھے اوپر چڑھا کر لے گئے یہاں تک کہ چوتھے آسمان تک پہنچے دروازہ کھولنے کی درخواست کی گئی پوچھا گیا کون ہے کہا جبرائیلؑ ہوں۔ پوچھا گیا آپ کے ہمراہ اور کون ہے۔ کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پوچھا گیا کیا آپ کی طرف معراج کا پیغام بھیجا گیا ہے۔ کہا ہاں! کہا گیا مرحبا یہ اچھا آنا ہوا ہے پس دروازہ کھولا گیا تو اندر جا کر ادریسؑ کے پاس پہنچا۔ کہا گیا یہ ادریسؑ ہیں ان پر سلام کہیں۔ میں نے سلام کہا پس انہوں نے جواب دیا۔ پھر کہا نیک بخت بھائی اور نیک بخت نبی کا آنا مبارک ہو۔ پھر مجھے پانچویں آسمان تک اوپر چڑھا کر لے جایا گیا۔ دروازے کھلوانے کی درخواست ہوئی۔ پوچھا گیا یہ کون ہے کہا جبرائیل ہوں پوچھا گیا اور آپ کے ہمراہ کون ہے۔ کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پوچھا گیا کیا آپؐ کی طرف پیغام بھیجا گیا ہے کہا ہاں! کہا گیا کہ آپ کا آنا مبارک ہو۔ یہ آچھا آنا ہے پس جب میں اندر پہنچا تو ہارونؑ موجود تھے کہا یہ ہارونؑ ہیں ان پر سلام کرو میں نے سلام کیا انہوں نے جواب دیا اور کہا کہ نیک بخت بھائی اور نیک بخت نبی کا آنا مبارک ہو پھر مجھے چڑھا کر چھٹے آسمان تک لے گئے دروازہ کھلوانے کے لئے کہا گیا پوچھا یہ کون ہے کہا جبرائیل ہوں پوچھا گیا اور آپ کے ہمراہ کون ہے۔ کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کہا گیا کہ کیا آپؐ کی طرف پیغام معراج بھیجا گیا ہے کہا ہاں! پس جب اندر پہنچا تو حضرت موسیٰؑ موجود تھے جبرائیل نے کہا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں ان پر سلام کہو میں نے سلام کہا انہوں نے جواب دیا۔ پھر انہوں نے فرمایا نیک بخت بھائی اور نیک بخت نبی کا آنا مبارک ہو۔ پس میں وہاں سے آگے بڑھا تو موسیٰؑ رو پڑے کہا گیا آپ کو کس چیز نے رلایا فرمایا اس لئے رویا ہوں کہ یہ آج کا نوجوان! میرے بعد نبی بنا کر بھیجا گیا۔ تو یہ اپنی امت میں سے میری امت سے زیادہ لوگوں کو جنت میں داخل کرے گا۔ پھر مجھے اوپر چڑھا کر ساتویں آسمان تک پہنچایا گیا دروازہ کھلوانے کی درخواست ہوئی پوچھا گیا کون ہے کہا جبرائیل ہوں۔ پوچھا گیا آپ کے ہمراہ اور کون ہے۔ کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پوچھا گیا کیا آپؐ کی طرف پیغام معراج بھیجا گیا ہے کہا ہاں! کہا آنا مبارک ہو۔ یہ آچھا آنا ہے۔ پس جب میں اندر پہنچا تو حضرت ابراہیمؑ موجود تھے۔ کہا کہ یہ تیرے باپ ہیں ان پر سلام کہو میں نے سلام کہا انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ فرمایا اے نیک بخت بیٹے اور نیک بخت نبی آنا مبارک ہو۔ پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک اٹھا کر اونچا کیا گیا کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے بیر ھجر کے مٹکوں کی طرح ہیں اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کے برابر ہیں فرمایا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے کیا دیکھتا ہوں کہ چار نہریں بہہ رہی ہیں دو باطن کی ہیں اور دو ظاہر کی ہیں۔ میں نے پوچھا اے جبرائیلؑ یہ کیسی نہریں ہیں۔ کہا باطن والی تو جنت کی نہریں ہیں اور ظاہر والی نیل اور فرات ہیں پھر بیت المعمور میرے سامنے لایا گیا اور مجھے ایک برتن شراب کا دوسرا دودھ کا اور تیسرا شہد کا دیا گیا جس میں سے میں نے دودھ کو لے لیا۔ فرمایا کہ یہ فطرۃ اسلام اور دین ہے۔ جس پر آپؐ اور آپ کی امت قائم ہے۔ پھر ہر دن میں مجھ پر پچاس نمازیں فرض کر دی گئیں۔ میں واپس ہوا تو حضرت موسیٰؑ کے پاس سے گذر ہوا۔ انہوں نے پوچھا کہ کس چیز کا حکم ہوا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہر دن میں پچاس نمازوں کا حکم ہوا ہے انہوں نے فرمایا آپ کی امت ہر روز پچاس نمازوں کے

ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتی کیونکہ اللہ کی قسم! میں نے لوگوں کا خوب تجربہ کیا ہے اور بنی اسرائیل سے سخت مشکلات کا سامنا ہوا ہے آپؐ اپنے رب کی طرف واپس جا کر تخفیف کا سوال کریں۔ پس میں واپس ہوا تو دس نمازیں مجھ سے معاف کر دی گئیں۔ پھر موسیٰؑ کے پاس واپس آیا تو انہوں نے پہلے کی طرح فرمایا۔ میں واپس گیا تو دس اور معاف ہو گئیں۔ پھر موسیٰؑ کے پاس آیا تو انہوں نے اسی طرح ارشاد فرمایا میں پھر واپس گیا تو تیسری مرتبہ دس معاف ہو گئیں پھر موسیٰؑ کے پاس واپس آیا تو انہوں نے پھر اسی طرح فرمایا۔ میں واپس ہوا تو مجھے ہر روز دس نمازیں پڑھنے کا حکم ہوا۔ پھر میں واپس آیا تو پھر موسیٰؑ نے اسی طرح فرمایا پھر میں واپس گیا تو ہر روز پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم ہوا۔ میں پھر موسیٰؑ کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا اب کتنے کا حکم ہوا ہے۔ میں نے کہا کہ ہر روز پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم ہوا ہے آپ نے فرمایا آپ کی امت ہر روز پانچ نمازیں بھی نہیں پڑھ سکے گی۔ میں نے بنی اسرائیل کا بڑا تجربہ کیا ہے اور بنی اسرائیل سے سخت مشقتیں دیکھی ہیں آپؐ پھر جا کر اپنے رب سے اپنی امت کے لئے تخفیف کا سوال کریں آپؐ نے فرمایا اپنے رب سے میں نے اتنا سوال کیا ہے کہ اب مجھے شرم آتی ہے۔ لیکن اب میں راضی ہوں اور اس کو تسلیم کرتا ہوں پس جب میں آگے بڑھا تو آواز دینے والے کی پکار سنی۔ کہ میں نے اپنا فرض پورا نافذ کر دیا۔ اور اپنے بندوں سے تخفیف بھی کر لی۔ کہ پانچ پر پچاس کا ثواب دوں گا۔

حدیث (۳۶۰۸) حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ اَرَيْنَاكَ اِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ قَالَ هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ اُرِيَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِهٖ اِلٰى بَيْتِ الْمُقَدَّسِ قَالَ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ قَالَ هِيَ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس آیت میں رؤیا سے رؤیت فی المنام نہیں بلکہ رؤیت یقظہ بیداری والا دیکھنا مراد ہے۔ جو آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس رات آنکھوں سے دکھایا گیا جس رات آپ کو بیت المقدس تک کی سیر کرائی گئی۔ اور قرآن مجید میں جس شجرہ ملعونہ کا ذکر ہے اس سے زقوم (تھوہر) کا درخت مراد ہے۔ جہنم کے اندر ہے۔

بَابُ وُفُوْدِ الْاَنْصَارِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ وَبَيْعَةِ الْعَقَبَةِ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مکہ معظمہ کے اندر انصار کے وفدوں کا آنا اور عقبہ کی بیعت کا ہونا ذکر ہوگا۔

حدیث (۳۶۰۹) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ الخ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ حِيْنَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ بِطُوْلِهٖ قَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ فِيْ حَدِيْثِهٖ وَلَقَدْ شَهِدْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حِيْنَ تَوَاثَقْنَا عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَا اُحِبُّ اَنَّ لِيْ بِهَا مَشْهَدَ بَدْرٍ وَاِنْ كَانَتْ بَدْرٌ اَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن کعب جو حضرت کعب بن مالکؓ کے ان کے نابینا ہونے کے وقت قائد تھے (آگے کھینچنے والا) فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت کعب بن مالکؓ سے سنا جب کہ وہ غزوۂ تبوک میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے تو وہ ان کی لمبی حدیث بیان کرتے تھے ابن بکیر نے ان کی حدیث میں نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ لیلۃ العقبۃ میں حاضر تھا جب کہ ہم نے اسلام پر آپس میں عہد و پیمان باندھا اب میں اسکے مقابلہ میں انہیں پسند کرتا ہوں مجھے بدر کی حاضری نصیب ہوتی اکثر لوگوں کے اندر اب غزوۂ بدر کا بڑا ذکر ہوتا ہے حالانکہ لیۃ العقبہ اصل میں اسلام کی ترقی کا باعث ہے۔

حدیث(۳۶۱۰) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ الخ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُوْلُ شَهِدَبِیْ خَالَایَ الْعَقَبَةَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللهِ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ اَحَدُهُمَا الْبَرَآءُ بْنُ مَعْرُوْرٍ.

ترجمہ۔حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے دو ماموں لے کر بیعۃ عقبہ ثانیہ میں حاضر ہوئے تھے امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ابن عیینہ نے کہا کہ ان دو میں سے ایک براء بن معرور تھے۔جو ان کی رضائی خالہ کے بھائی تھے۔

حدیث (۳۶۱۱) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى الخ قَالَ عَطَآءٌ قَالَ جَابِرٌ اَنَا وَاَبِیْ وَخَالِیْ مِنْ اَصْحٰبِ الْعَقَبَةِ.

ترجمہ۔حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ حضرت جابرؓ نے فرمایا میں اور میرا باپ عبداللہ اور میرا ماموں ہمبیعت عقبہ ثانیہ والوں میں سے تھے اور ایک نسخہ میں دو ماموں کا ذکر ہے۔کمامر۔

حدیث(۳۶۱۲) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ الخ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْاِدْرِيْسَ عَآئِذُ اللهِ اَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ. مِنَ الَّذِيْنَ شَهِدُوْا بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ اَصْحَابِهٖ لَيْلَةَ الْعُقْبَةِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَحَوْلَهٗ عِصَابَةٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ تَعَالَوْا بَايِعُوْنِیْ عَلٰى اَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْآ اَوْلَادَكُمْ وَلَا تَاْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَاَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوْنِیْ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَفٰى مِنْكُمْ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللهِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ بِهٖ فِی الدُّنْيَا فَهُوَ لَهٗ كَفَّارَةٌ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللهُ فَاَمْرُهٗ اِلَى اللهِ اِنْ شَآءَ عَاقَبَهٗ وَاِنْ شَآءَ عَفَا عَنْهُ قَالَ فَبَايَعْتُهٗ عَلٰى ذٰلِكَ.

ترجمہ۔ابوادریس عائذ اللہ خبر دیتے ہیں کہ حضرت عبادہ بن الصامتؓ ان لوگوں میں سے ہیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بدر کی لڑائی میں بھی حاضر تھے اور آپؐ کے لیلۃ العقبہ کے اصحاب میں سے تھے۔وہ خبر دیتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا جب کہ آپؐ کے ارد گرد صحابہ کرامؓ کی جماعت موجود تھی فرمایا آؤ میرے ہاتھ پر بیعت کرو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی شے کو شریک نہیں کرو گے نہ چوری کرو گے۔نہ زنا کرو گے اور نہ ہی اپنی اولاد کو قتل کرو گے اور نہ ہی کوئی ایسی تہمت کسی کو لگاؤ گے جس کو تم نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان سے گھڑا ہوا اور یہ کہ تم کسی امر مشہور میں میری نافرمانی نہیں کرو گے جس نے تم میں سے اس کو پورا کیا اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے۔اور جس نے ان جرائم میں سے کسی کا ارتکاب کیا پس اسے دنیا میں اس کی سزا مل گئی تو وہ عذاب اس کیلئے کفارہ ہو جائے گا۔اور جس نے یہ گناہ کئے پس اللہ تعالیٰ نے اس پر پردہ پوشی کر لی تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے چاہے اسے سزا دے اور چاہے اسے معاف کر دے فرماتے ہیں پس اس پر میں نے آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

حدیث(۳۶۱۳) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ الخ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِؓ اَنَّهٗ قَالَ اِنِّیْ مِنَ النُّقَبَآءِ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ بَايَعْنَاهُ عَلٰى اَنْ لَّا نُشْرِكَ بِاللهِ شَيْئًا وَلَا نَسْرِقَ وَلَا نَزْنِیَ وَلَا نَقْتُلَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا نَنْتَهِبَ وَلَا نَعْصِیَ بِالْجَنَّةِ اِنْ فَعَلْنَا ذٰلِكَ فَاِنْ غَشِيْنَا مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا كَانَ قَضَآءُ ذٰلِكَ عَلَى اللهِ.

ترجمہ۔ حضرت عبادہ بن الصامتؓ فرماتے ہیں کہ میں ان نمائندوں میں سے ہوں جنھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی۔ اور کہا کہ ہم نے آپ کی بیعت اس بات پر کی کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی شے کو شریک نہیں کریں گے۔ نہ زنا کریں گے نہ چوری کریں گے۔ اور نہ ہی کسی ایسے جی کو قتل کریں گے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ مگر اس کے حق کے ساتھ اور ہم لوٹ مار نہیں کریں گے۔ اور نہ ہم نافرمانی کریں گے کہ کسی کے متعلق جنت کا حکم دیں اگر ہم ان افعال کے مرتکب ہوں۔ اگر ہم نے اعمال میں سے کسی کا ارتکاب کر لیا تو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے۔ اور بعض نسخوں میں لانقضی بالجنة ہے۔ کہ ان کام کرنے والوں میں سے کسی کے لئے جنت کا فیصلہ نہیں کریں گے۔ لیکن قرآن مجید کے لاتعصونی فی معروف پہلی وجہ کے موافق ہے۔

بَابُ تَزْوِيجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَآئِشَةَؓ وَقُدُومُهُ الْمَدِيْنَةَ وَبِنَآؤُهُ بِهَا

ترجمہ۔ حضرت نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بی بی عائشہؓ سے نکاح کرنا اور آپ کا مدینہ میں آنا اور حضرت عائشہؓ سے ہمبستر ہونا۔

حدیث(۳۶۱۴) حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ اَبِي الْمَغْرَآءِ الخ عَنْ عَآئِشَةَؓ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلْنَا فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ فَوُعِكْتُ فَتَمَرَّقَ شَعْرِي فَوْقَ جُمَيْمَةٍ فَاَتَتْنِي اُمِّي اُمُّ رُوْمَانَ وَاِنِّي لَفِي اُرْجُوحَةٍ وَمَعِي صَوَاحِبُ لِي فَصَرَخَتْ بِي فَاَتَيْتُهَا مَآ اَدْرِي مَا تُرِيْدُ بِي فَاَخَذَتْ بِيَدِي حَتّٰى اَوْقَفَتْنِي عَلٰى بَابِ الدَّارِ وَاِنِّي لَاُنْهِجُ حَتّٰى سَكَنَ بَعْضُ نَفَسِي ثُمَّ اَخَذَتْ شَيْئًا مِنْ مَّآءٍ فَمَسَحَتْ بِهٖ وَجْهِي وَرَاْسِي ثُمَّ اَدْخَلَتْنِي الدَّارَ فَاِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ فَقُلْنَ عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ وَعَلٰى خَيْرِ طَآئِرٍ فَاَسْلَمَتْنِي اِلَيْهِنَّ فَاَصْلَحْنَ مِنْ شَاْنِي فَلَمْ يَرُعْنِي اِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضُحًى فَاَسْلَمَتْنِي اِلَيْهِ وَاَنَا يَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی میرے ساتھ منگنی ہوئی جب کہ میں چھ سال کی عمر کی تھی پس ہم لوگ مدینہ آئے تو ہمارا قیام بنو الحارث بن الخزرج میں ہوا۔ مجھے سخت بخار چڑھا جس سے میرے سر کے بال اکھڑ گئے پھر تھوڑے سے اُگ آئے تو میری والدہ ام رومان میرے پاس تشریف لائیں جب کہ میں جھولا سا جھول رہی تھی۔ اور میرے ہمراہ میری سہیلیاں بھی تھیں۔ مجھے انہوں نے زور سے آواز دی میں اس حال میں ان کے پاس آئی کہ مجھے علم نہیں تھا کہ وہ میرے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہتی ہیں۔ پس انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے ایک حویلی کے دروازہ پر لا کھڑا کیا۔ حال یہ ہے کہ تھکاوٹ کی وجہ سے میرا سانس پھولا ہوا تھا یہاں تک کہ میرے کچھ سانس کو سکون حاصل ہوا میں نے کچھ پانی لیا جس سے چہرہ پر اور سر پر پانی ملا۔ پھر اس نے مجھے حویلی کے اندر داخل کر دیا جہاں گھر کے اندر انصار کی کچھ عورتیں تھی جنہوں نے خیر و برکت کی دعا دی اور کہا کہ اچھا نصیبہ ہو پس میری والدہ مجھے ان کے سپرد کر کے چلی گئیں۔ جنہوں نے میرے بال اور بدن کو سنوارا۔ پس اچانک اشراق کے وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ ان عورتوں نے مجھے آپؐ کے سپرد کر دیا۔ جب کہ میں نو سال کی عمر کی تھی۔

پہلے بحث گزر چکی ہے کہ روافض کی چالا کی ہے کہ انہوں نے ایک نابالغ بچی پر یہ بہتان باندھا اور نہ اب کے ہدایہ نہایہ و دیگر کتب کی چھان بین سے واضح ہو چکا ہے کہ منگنی کے وقت سولہ سال کی اور رخصتی کے وقت بی بی عائشہؓ کی عمر انیس سال تھی جب کہ اپنی بہن اسماءؓ سے دس برس چھوٹی تھیں۔

حدیث (۳۶۱۵) حَدَّثَنَا مُعَلّٰى الخ عَنْ عَآئِشَةَؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا اُرِيْتُكِ فِي

الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ أُرٰی اَنَّکَ فِیْ سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيْرٍ وَّيَقُوْلُ هٰذِهٖ امْرَأَتُکَ فَاَکْشِفُ عَنْهَا فَإِذَا هِیَ اَنْتِ فَاَقُوْلُ اِنْ يَکُ هٰذَا مِنْ عِنْدَ اللّٰهِ يُمْضِهٖ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم مجھے خواب میں دو مرتبہ دکھائی گئی ہو میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ ایک ریشم کے پردہ میں ہیں اور کہنے والا کہہ رہا ہے کہ یہ تیری بیوی ہے۔ میں نے کھول کے دیکھا تو تو ہی تھی۔ میں نے دل میں کہا کہ اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور اسے جاری فرمائیں گے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں یا تو یہ بعثت سے قبل کا واقعہ ہے پھر تو کوئی اشکال نہیں۔ اگر بعثت کے بعد کا ہے تو پھر یہ تجاہل عارفانہ ہے جس میں شک کو یقین کے ساتھ ملا دیا جاتا ہے۔ اور تردد کی وجہ یہ ہے کہ رؤیا وحی اپنے ظاہر پر ہے۔ یا ایسا خواب ہے جو تعبیر کا محتاج ہے۔ دونوں احتمال ہیں۔ اور انبیاء کے بارے میں دونوں جائز ہیں۔

حدیث (۳۶۱۶) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الخ عَنْ اَبِيْهِ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ قَالَ تُوُفِّيَتْ خُدَيْجَةُ قَبْلَ مَخْرِجِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ بِثَلٰثِ سِنِيْنَ فَلَبِثَ سَنَتَيْنِ اَوْ قَرِيْبًا مِنْ ذٰلِکَ وَنَکَحَ عَآئِشَةَؓ وَهِیَ بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ ثُمَّ بَنٰی بِهَا وَهِیَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ.

ترجمہ۔ حضرت عروۃ بن الزبیرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ جانے سے تین سال پہلے حضرت خدیجہؓ کی وفات ہوگئی۔ آپ عرصہ دو سال یا اس کے قریب رکے رہے اور حضرت عائشہؓ سے نکاح ہوا جب کہ وہ چھ سال نہیں بلکہ سولہ سال کی تھیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ہم بستر ہوئے جب وہ نو سال نہیں بلکہ انیس سال کی تھیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ او قریبا من ذلک قرب جانب زیادہ میں مراد ہے نقصان میں نہیں جیسا کہ روایات گواہی دیتی ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ شراحؒ نے او قریبا من ذلک کی توضیح میں بہت بحث کی ہے۔ جس میں میرے نزدیک بہتر توجیہ یہ ہے کہ حدیث بخاری پر کوئی اشکال نہیں۔ کیونکہ اس میں موت خدیجہؓ اور نکاح عائشہؓ کا بیان ہے۔

بنت سنتین یہ بثلاث سنین کی اضافت ہے۔ معنی یہ ہیں کہ حضرت خدیجہؓ کی وفات ہجرت سے تین سال پہلے ہے۔ ان کی وفات کے بعد آپ مکہ معظمہ میں دو سال یا اس سے اکثر ٹھہرے رہے۔ نکاح عائشہؓ اور اسکی بناء کا کوئی ذکر نہیں وہ امر مستقل ہے کہ ان سے نکاح ہوا تو چھ برس کی تھیں شوال کا مہینہ اور نبوت کا دسواں سال تھا اسی میں حضرت خدیجہؓ کی وفات ہوئی اور ا ھ میں شوال کے مہینہ میں حضرت عائشہؓ کی رخصتی ہوئی جب کہ وہ نو برس کی تھیں اس تقریر پر نہ تو حدیث پر اشکال ہے اور نہ ہی محققین کی مخالفت ہے جو انہوں نے نکاح عائشہؓ اور اس کی بنا میں راجح قرار دیا ہے۔ چنانچہ اس کی تائید اسماعیلی کی روایت سے ہوتی ہے۔ جس میں ہے کہ مخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تین سال قبل حضرت خدیجہؓ کی وفات ہوئی۔ ان کی وفات کے بعد حضرت عائشہؓ سے نکاح ہوا۔ جب کہ وہ چھ برس کی تھیں۔ اور مدینہ منورہ آنے کے بعد ان کی رخصتی ہوئی جب کہ وہ نو برس کی تھیں۔

بَابُ هِجْرَةِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اصحاب کرامؓ کا مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا بیان ہے

وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ وَاَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ لَا الْهِجْرَةُ لَکُنْتُ امْرَأً مِنْ

الْاَنْصَارِ وَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاَیْتُ فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اُھَاجِرُ مِنْ مَکَّۃَ اِلٰی الْاَرْضِ بِھَا نَخْلٌ فَذَھَبَ وَھْلِیْ اِلٰی اَنَّھَا الْیَمَامَۃُ اَوْ ھَجَرُ فَاِذَا ھِیَ الْمَدِیْنَۃُ یَثْرِبُ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن زیدؓ اورابو ہریرۃؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اگر ہجرت کا ثواب مدنظر نہ ہوتا تو میں انصار کا ایک آدمی ہوتا اور حضرت ابوموسیٰؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکہ سے ہجرت کر کے ایسے علاقہ کی طرف جارہاہوں جہاں کھجور کے درخت ہیں۔ میرا گمان یہ تھا کہ یمامہ یا ھجر ہوگا۔لیکن وہ تو مدینہ یثرب مہاجر نکلا۔

حدیث(۳۶۱۷) حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ الخ سَمِعْتُ اَبَا وَآئِلٍ یَقُوْلُ عُدْنَا خَبَّابًا فَقَالَ ھَاجَرْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نُرِیْدُ وَجْہَ اللّٰہِ فَوَقَعَ اَجْرُنَا عَلَی اللّٰہِ فَمِنَّا مَنْ مَّضٰی لَمْ یَاْخُذْ مِنْ اَجْرِہٖ شَیْئًا مِنْھُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْرٍ قُتِلَ یَوْمَ اُحُدٍ وَتَرَکَ نَمِرَۃً فَکُنَّا اِذَا غَطَّیْنَا بِھَا رَاْسَہٗ ظَھَرَ رِجْلِہٖ فَاَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ نُغَطِّیَ رَاْسَہٗ وَنَجْعَلَ عَلٰی رِجْلَیْہِ شَیْئًا مِّنْ اِذْ خِرٍ وَمِنَّا مَنْ اَیْنَعَتْ لَہٗ ثَمَرَتُہٗ فَھُوَ یَھْدِبُھَا.

ترجمہ۔ حضرت ابووائلؒ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت خبابؓ کی بیمار پرسی کے لئے گئے توانہوں نے فرمایا ہم نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہجرت کی۔ اللہ کی رضا کے سوا ہماری اور کوئی غرض نہ تھی۔ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے تھے پس ہمارا ثواب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہوگیا۔ پس بعض لوگ ہم میں سے ایسے ہیں جو اس دنیا سے اس حال میں چلے گئے کہ انہوں نے اس کے ثواب میں سے کچھ بھی حاصل نہ کیا ان میں سے حضرت مصعب بن عمیرؓ ہیں جو احد کی لڑائی میں شہید ہوگئے اور انہوں نے ایک بدرنگ چادر چھوڑی تھی۔ جب اس سے ہم ان کا سر ڈھانپتے تھے تو ان کے پاؤں ظاہر ہوجاتے تھے۔ اور جب پاؤں ڈھانپتے تو ان کا سر کھل جاتا تھا۔ پس آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ان کا سر ڈھانپ لیں۔ اور ان کے دونوں پاؤں پر اذخر یعنی کترن بوٹی رکھ دیں۔ اور ہم میں سے بعض ایسے ہیں جن کا پھل پک گیا ہے جس کو وہ چن رہا ہے۔

حدیث (۳۶۱۸) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ عَلْقَمَۃَ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّۃِ فَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُھَا اَوِا مْرَاَۃٍ یَتَزَوَّجُھَا فَھِجْرَتُہٗ اِلٰی مَا ھَاجَرَ اِلَیْہِ وَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ فَھِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ اعمال کا اعتبار نیت سے ہے۔ جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے کیلئے اور کسی عورت سے نکاح کرنے کیلئے ہے تو اس کی ہجرت اسی چیز کی طرف ہوگی جس کی طرف اس نے ہجرت کی اور جس شخص کی ہجرت قصداً اور نیۃً اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہوگی تو اس کی ہجرت ثواب اور نفع کے اعتبار سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہوگی۔

حدیث(۳۶۱۹) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ یَزِیْدَ الدِّمَشْقِیُّ الخ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَؓ کَانَ یَقُوْلُ لَا ھِجْرَۃَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَحَدَّثَنِی الْاَوْزَاعِیُّ عَنْ عَطَآءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ قَالَ زُرْتُ عَآئِشَۃَؓ مَعَ عُبَیْدِ بْنِ عُمَیْرٍ اللَّیْثِیِّ فَسَاَلْنَاھَا عَنِ الْھِجْرَۃِ فَقَالَتْ لَا ھِجْرَۃَ الْیَوْمَ کَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ یَفِرُّ اَحَدُھُمْ بِدِیْنِہٖ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی وَاِلٰی رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَخَافَۃَ اَنْ یُفْتَنَ عَلَیْہِ فَاَمَّا الْیَوْمَ فَقَدْ اَظْھَرَ اللّٰہُ الْاِسْلَامَ وَالْیَوْمَ یَعْبُدُ

رَبَّهُ حَيْثُ شَآءَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ.

ترجمہ۔ حضرت عطا بن رباحؒ فرماتے ہیں کہ میں عبید بن عمیر اللیثی کے ہمراہ حضرت عائشہؓ سے ملنے کیلئے گیا ہم نے ان سے ہجرت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ آج ہجرت نہیں ہے پہلے مؤمن لوگ اپنے دین کی حفاظت کیلئے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرتے تھے اس خوف سے کہ کہیں وہ فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں لیکن آج اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ دے دیا ہے۔ جہاں چاہے مسلمان اپنے رب کی عبادت کرسکتا ہے۔ لیکن اب ہجرت کا ثواب حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جہاد اور ہر کار خیر کی نیت کرنا ہے البتہ اگر کوئی دار الکفر میں ہے تو جس مسلمان کو اپنے ایمان واسلام کا خطرہ ہو اس پر اس جگہ سے ہجرت کرنا واجب ہے۔

حدیث(۳۶۲۰) حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى الخ عَنْ عَآئِشَةَؓ اِنَّ سَعْدًا قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ اَنَّهُ لَيْسَ اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَيَّ اَنْ اُجَاهِدَهُمْ فِيْكَ مِنْ قَوْمٍ كَذَّبُوْا رَسُوْلَكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَخْرَجُوْهُ اَللّٰهُمَّ فَاِنِّيْ اَظُنُّ اَنَّكَ قَدْ وَضَعْتَ الْحَرْبَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ وَقَالَ اَبَانُ الخ عَنْ عَآئِشَةَؓ مِنْ قَوْمٍ كَذَّبُوْا نَبِيَّكَ وَاَخْرَجُوْهُ مِنْ قُرَيْشٍ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضرت سعدؓ نے اپنی بیماری میں دعا مانگی کہ اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ میرے نزدیک سب سے پسندیدہ بات یہ تھی کہ میں اس قوم سے تیری رضا کے لئے جہاد کرتا جنہوں نے تیرے رسول کو جھٹلایا اور اسے اپنے وطن سے نکال دیا۔ اے اللہ! اب میرا گمان یہ ہے کہ تو نے ہمارے اور ان کے درمیان لڑائی کو بند کر دیا ہے اور ابان نے اپنی سند سے حضرت عائشہؓ سے یوں روایت کیا ہے کہ وہ قوم جس نے تیرے نبی کو جھٹلایا اور اسے قریش سے نکال دیا۔ یہ حضرت سعد بن معاذؓ ہیں۔ جنہیں غزوۂ خندق میں رگ کے اندر تیر لگا تو دعا مانگی اے اللہ! اگر قریش سے جنگ باقی ہے تو مجھے زندہ رکھنا ورنہ مجھے اسی بیماری کی حالت میں شہادت کی موت دے دے چنانچہ ان کا زخم بہتا رہا یہاں تک کہ ان کی موت واقع ہوگئی۔

حدیث(۳۶۲۱) حَدَّثَنِيْ مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ بُعِثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَمَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلٰثَ عَشَرَةَ سَنَةً يُوْحٰى اِلَيْهِ ثُمَّ اُمِرَ بِالْهِجْرَةِ فَهَاجَرَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَمَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّيْنَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملی۔ جب کہ آپؐ چالیس سال کی عمر کے تھے۔ تو مکہ میں تیرہ سال مقیم رہے جب کہ آپ کی طرف وحی ہوتی رہی پھر آپ کو ہجرت کا حکم ملا۔ تو دس سال تک آپ مہاجر رہے اور وفات ہوئی تو آپ کی عمر تریسٹھ ۶۳ سال تھی۔

حدیث(۳۶۲۲) حَدَّثَنِيْ مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ مَكَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ ثَلٰثَ عَشَرَةَ وَتُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّيْنَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں نبوت ملنے کے بعد تیرہ سال تک مقیم رہے۔ جب وفات ہوئی تو تریسٹھ سال کی عمر تھی۔

حدیث(۳۶۲۳) حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الخ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ اِنَّ عَبْدًا خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ اَنْ يُّؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَاشَآءَ وَبَيْنَ

مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ فَبَکٰی اَبُوْبَکْرٍؓ وَقَالَ فَدَیْنَاکَ بِاٰبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا فَعَجِبْنَا لَهُ وَقَالَ النَّاسُ انْظُرُوْا اِلٰی هٰذَا الشَّیْخِ یُخْبِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خَیَّرَهُ اللّٰهُ بَیْنَ اَنْ یُّؤْتِیَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْیَا وَبَیْنَ مَا عِنْدَهُ وَهُوَ یَقُوْلُ فَدَیْنَاکَ بِاٰبَآئِنَا وَاُمَّهَاتِنَا فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْمُخَیَّرُ وَکَانَ اَبُوْبَکْرٍؓ هُوَ اَعْلَمَنَا بِهٖ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ صُحْبَتِهٖ وَمَا لِهٖ اَبَا بَکْرٍؓ وَلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا مِّنْ اُمَّتِیْ لَا تَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍؓ اِلَّا خُلَّةَ الْاِسْلَامِ لَا یَبْقَیَنَّ فِی الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ اِلَّا خَوْخَةُ اَبُوْبَکْرٍؓ۔

ترجمہ۔حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن منبر پر بیٹھے تو فرمایا کہ ایک بندہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کا اختیار دیا ہے اگر وہ دنیا کی ظاہری رونق میں سے جو کچھ چاہے تو اللہ تعالیٰ وہ اسے دے دے گا یا وہ جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں ان کو اختیار کرے۔تو اس نے اللہ تعالیٰ کے پاس کی نعمتوں کو اختیار کرلیا۔جس پر حضرت ابوبکرؓ رو پڑے۔اور فرمایا کہ ہمارے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں جس پر ہمیں تعجب ہوا لوگ کہنے لگے کہ اس بڈھے کو دیکھو۔جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک بندے کی خبر دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا کی نعمتوں اور آخرت کی نیکیوں میں اختیار دیا ہے۔اور وہ کہتے ہیں کہ ہمارے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں دراصل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اختیار دیئے گئے تھے۔اور ہم میں سے سب سے زیادہ ابوبکر صدیقؓ اس کو جاننے والے ثابت ہوئے اور آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ سب لوگوں میں سے سب سے زیادہ اپنی صحبت اور مال کے ذریعہ مجھ پر منت واحسان کرنے والا ابوبکرؓ ہے۔اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو ولی دوست بنانے والا ہوتا تو ابوبکرؓ کو بناتا۔مگر اب صرف اسلام ہی دوستی ہے اور مسجد نبوی کے اندر سوائے دریچہ ابوبکرؓ کے اور کسی کا دریچہ باقی نہ رہنے دیا جائے۔منت سے مراد عطیہ اور خرچ کرنا ہے۔کسی کا آپؐ پر کیا احسان ہوسکتا ہے سب امت پر آپؐ کے احسانات ہیں۔اور خوخہ کا باقی رکھنا آپؐ کے بعد خلافت کی طرف اشارہ ہے۔

حدیث(۳۶۲۴) حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ الخ اَنَّ عَآئِشَةَؓ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمْ اَعْقِلْ اَبَوَیَّ قَطُّ اِلَّا وَهُمَا یَدِیْنَانِ الدِّیْنَ وَلَمْ یَمُرَّ عَلَیْنَا یَوْمٌ اِلَّا یَاتِیْنَا فِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَیِ النَّهَارِ بُکْرَةً وَّعَشِیَّةً فَلَمَّا ابْتُلِیَ الْمُسْلِمُوْنَ خَرَجَ اَبُوْ بَکْرٍؓ مُهَاجِرًا نَحْوَ اَرْضِ الْحَبْشَةِ حَتّٰی بَلَغَ بَرْکَ الْغِمَادِ لَقِیَهُ ابْنُ الدُّغُنَّةِ وَهُوَ سَیِّدُ الْقَارَةِ فَقَالَ اَیْنَ تُرِیْدُ یَا اَبَابَکْرٍؓ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍؓ اَخْرَجَنِیْ قَوْمِیْ فَاُرِیْدُ اَنْ اَسِیْحَ فِی الْاَرْضِ وَاَعْبُدُ رَبِّیْ قَالَ ابْنُ الدُّغُنَّةِ فَاِنَّ مِثْلَکَ یَا اَبَابَکْرٍؓ لَا یَخْرُجُ وَلَا یُخْرَجُ اِنَّکَ تَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْکَلَّ وَتَقْرِی الضَّیْفَ وَتُعِیْنُ عَلٰی نَوَآئِبِ الْحَقِّ فَاَنَا لَکَ جَارٌ اِرْجِعْ وَاعْبُدْ رَبَّکَ بِبَلَدِکَ فَرَجَعَ وَارْتَحَلَ مَعَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ فَطَافَ ابْنُ الدَّغِنَةِ عَشِیَّةً فِیْ اَشْرَافِ قُرَیْشٍ فَقَالَ لَهُمْ اِنَّ اَبَابَکْرٍؓ لَا یَخْرُجُ مِثْلُهُ وَلَا یُخْرَجُ اَتُخْرِجُوْنَ رَجُلًا یَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَیَصِلُ الرَّحِمَ وَیَحْمِلُ الْکَلَّ وَیَقْرِی الضَّیْفَ وَیُعِیْنُ عَلٰی نَوَآئِبِ الْحَقِّ فَلَمْ تُکَذِّبْ قُرَیْشٌ بِجَوَارِ ابْنِ الدَّغِنَةِ وَقَالُوْا لِابْنِ الدَّغِنَةِ مُرْ اَبَابَکْرٍؓ

فَلْيَعْبُدْ رَبَّهٗ فِيْ دَارِهٖ فَلْيُصَلِّ فِيْهَا وَالْيَقْرَأْ مَاشَآءَ وَلَا يُؤْذِيْنَا بِذٰلِكَ وَلَا يَسْتَعْلِنْ بِهٖ فَاِنَّا نَخْشٰى اَنْ يُّفْتِنَ نِسَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ نَا فَقَالَ ذٰلِكَ ابْنُ الدَّغِنَةَ لِاَبِيْ بَكْرٍؓ فَلَبِثَ اَبُوْبَكْرٍؓ بِذٰلِكَ يَعْبُدُ فِيْ دَارِهٖ وَلَا يَسْتَعْلِنُ بِصَلٰوتِهٖ وَلَا يَقْرَأُ فِيْ غَيْرِ دَارِهٖ ثُمَّ بَدَا لِاَبِيْ بَكْرٍؓ فَابْتَنٰى مَسْجِدًا بِفِنَآءِ دَارِهٖ وَكَانَ يُصَلِّيْ فِيْهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ فَيَتَقَذَّفُ عَلَيْهِ نِسَآءُ الْمُشْرِكِيْنَ وَاَبْنَآءُ هُمْ وَهُمْ يَعْجَبُوْنَ مِنْهُ وَيَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍؓ رَجُلًا بَكَّآءً وَلَا يَمْلِكُ عَيْنَيْهِ اِذَا قَرَأَ الْقُرْاٰنَ وَاَفْزَعَ ذٰلِكَ اَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَاَرْسَلُوْا اِلَى ابْنِ الدَّغِنَةَ فَقَدِمَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوْا اِنَّا كُنَّا اَجَرْنَا اَبَا بَكْرٍؓ بِجِوَارِكَ عَلٰى اَنْ يَّعْبُدَ رَبَّهٗ فِيْ دَارِهٖ فَقَدْ جَاوَزَ ذٰلِكَ فَابْتَنٰى مَسْجِدًا بِفِنَآءِ دَارِهٖ فَاَعْلَنَ بِالصَّلٰوةِ وَالْقِرَآءَةِ فِيْهِ وَاِنَّا قَدْ خَشِيْنَا اَنْ يُّفْتِنَ نِسَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ نَا فَانْهُهُ فَاِنْ اَحَبَّ اَنْ يَّقْتَصِرَ عَلٰى اَنْ يَّعْبُدَ رَبَّهٗ فِيْ دَارِهٖ فَعَلَ وَاِنْ اَبٰى اِلَّا اَنْ يُّعْلِنَ بِذٰلِكَ فَسَلْهُ اَنْ يَّرُدَّ اِلَيْكَ ذِمَّتَكَ فَاِنَّا قَدْ كَرِهْنَا اَنْ نُّخْفِرَكَ وَلَسْنَا مُقِرِّيْنَ لِاَبِيْ بَكْرٍؓ الْاِسْتِعْلَانَ قَالَتْ عَآئِشَةُؓ فَاَتَى ابْنُ الدَّغِنَةَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍؓ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتَ الَّذِيْ عَاقَدْتُّ لَكَ عَلَيْهِ فَاِمَّا اَنْ تَقْتَصِرَ عَلٰى ذٰلِكَ وَاِمَّا اَنْ تُرْجِعَ اِلَيَّ ذِمَّتِيْ فَاِنِّيْ لَا اُحِبُّ اَنْ تَسْمَعَ الْعَرَبُ اَنِّيْ اُخْفِرْتُ فِيْ رَجُلٍ عَقَدْتُّ لَهٗ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍؓ فَاِنِّيْ اَرُدُّ اِلَيْكَ جِوَارَكَ وَاَرْضٰى بِجِوَارِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُسْلِمِيْنَ اِنِّيْ اُرِيْتُ دَارَهِجْرَتِكُمْ ذَاتَ نَخْلٍ بَيْنَ لَابَتَيْنِ وَهُمَا الْحَرَّتَانِ فَهَاجَرَ مَنْ هَاجَرَ قِبَلَ الْمَدِيْنَةِ وَرَجَعَ عَامَّةُ مَنْ كَانَ هَاجَرَبِاَرْضِ الْحَبَشَةِ اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَتَجَهَّزَ اَبُوْبَكْرٍؓ قِبَلَ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رِسْلِكَ فَاِنِّيْ اَرْجُوْا اَنْ يُّؤْذَنَ لِيْ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍؓ وَهَلْ تَرْجُوْا ذٰلِكَ بِاَبِيْ اَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَحَبَسَ اَبُوْبَكْرٍ نَفْسَهٗ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَصْحَبَهٗ وَعَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهٗ وَرَقَ السَّمُرِ وَهُوَ الْخَبَطُ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَآئِشَةُؓ فَبَيْنَمَا نَحْنُ يَوْمًا جُلُوْسٌ فِيْ بَيْتِ اَبِيْ بَكْرٍؓ فِيْ نَحْرِالظَّهِيْرَةِ قَالَ قَآئِلٌ لِاَبِيْ بَكْرٍؓ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَقَنِّعًا فِيْ سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَاتِيْنَا فِيْهَا فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍؓ فِدَآءٌ لَهٗ اَبِيْ وَاُمِّيْ وَاللّٰهِ مَاجَآءَ بِهٖ فِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ اِلَّا اَمْرٌ قَالَتْ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَاْذَنَ لَهٗ فَدَخَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِيْ بَكْرٍؓ اَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍؓ اِنَّمَا هُمْ اَهْلُكَ بِاَبِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاِنِّيْ قَدْ اُذِنَ لِيْ فِي الْخُرُوْجِ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍؓ الصَّحَابَةَ بِاَبِيْ اَنْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ قَالَ اَبُوْبَكْرٍؓ فَخُذْ بِاَبِيْ اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِحْدٰى رَاحِلَتَيَّ هَاتَيْنِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالثَّمَنِ قَالَتْ عَآئِشَةُؓ فَجَهَّزْنَا هُمَا اَحَثَّ

الْجِهَازِ وَصَنَعْنَا لَهُمْ سُفْرَةً فِي جِرَابٍ فَقَطَعَتْ اَسْمَآءُ بِنْتُ اَبِي بَكْرٍ قِطْعَةً مِنْ نِطَاقِهَا فَرَبَطَتْ بِهِ عَلَى فَمِ الْجِرَابِ فَبِذٰلِكَ سُمِّيَتْ ذَاتَ النِّطَاقِ قَالَتْ ثُمَّ لَحِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَكْرٍ بِغَارٍ فِي جَبَلِ ثَوْرٍ فَكَمَنَا فِيهِ ثَلٰثَ لَيَالٍ يَبِيْتُ عِنْدَهُمَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اَبِي بَكْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ شَابٌّ ثَقِفٌ لَقِنٌ فَيُدْلِجُ مِنْ عِنْدِهِمَا بِسَحَرٍ فَيُصْبِحُ مَعَ قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ كَبَآئِتٍ فَلَا يَسْمَعُ اَمْرًا يُكْتَادَانِ بِهِ اِلَّا وَعَاهُ حَتّٰى يَاْتِيَهُمَا بِخَبَرِ ذٰلِكَ حِيْنَ يَخْتَلِطُ الظَّلَامُ وَيَرْعٰى عَلَيْهِمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ مَوْلٰى اَبِي بَكْرٍ مِنْحَةً مِنْ غَنَمٍ فَيُرِيْحُهَا عَلَيْهِمَا حِيْنَ يَذْهَبُ سَاعَةٌ مِنَ الْعِشَآءِ فَيَبِيْتَانِ فِي رِسْلٍ وَهُوَ لَبَنُ مِنْحَتِهِمَا وَرَضِيْفِهِمَا حَتّٰى يَنْعِقَ بِهَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ بِغَلَسٍ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ تِلْكَ اللَّيَالِي الثَّلَاثِ وَاسْتَاْجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَكْرٍ رَجُلًا مِنْ بَنِي الدِّيْلِ وَهُوَ مِنْ بَنِي عَبْدِبْنِ عَدِيٍّ هَادِيًا خِرِّيْتًا وَالْخِرِّيْتُ الْمَاهِرُ بِالْهِدَايَةِ قَدْ غَمَسَ حِلْفًا فِي اٰلِ الْعَاصِ بْنِ وَآئِلٍ السَّهْمِيِّ وَهُوَ عَلٰى دِيْنِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ فَاَمِنَاهُ فَدَفَعَا اِلَيْهِ رَاحِلَتَيْهِمَا وَوَاعَدَاهُ غَارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ بِرَاحِلَتَيْهِمَا صُبْحَ ثَلَاثٍ وَانْطَلَقَ مَعَهُمَا عَامِرُبْنُ فُهَيْرَةَ وَالدَّلِيْلُ فَاَخَذَبِهِمْ طَرِيْقَ السَّوَاحِلِ قَالَ بْنُ شِهَابٍ وَاَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ مَالِكٍ الْمُدْلَجِيُّ وَهُوَ بْنُ اَخِي سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ سُرَاقَةَ ابْنَ جُعْشُمٍ يَقُوْلُ جَآءَ نَا رُسُلُ كُفَّارِ قُرَيْشٍ يَجْعَلُوْنَ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِي بَكْرٍ دِيَةَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَنْ قَتَلَهُ اَوْ اَسَرَهُ فَبَيْنَمَا اَنَا جَالِسٌ فِي مَجْلِسٍ مِنْ مَّجَالِسِ قَوْمِي بَنِي مُدْلَجٍ اَقْبَلَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ حَتّٰى قَامَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ جُلُوْسٌ فَقَالَ يَاسُرَاقَةُ اِنِّي قَدْ رَاَيْتُ اٰنِفًا اَسْوِدَةً بِالسَّاحِلِ اُرَاهَا مُحَمَّدًا وَاَصْحَابَهُ قَالَ سُرَاقَةُ فَعَرَفْتُ اَنَّهُمْ هُمْ فَقُلْتُ لَهُ اِنَّهُمْ لَيْسُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّكَ رَاَيْتَ فُلَانًا وَفُلَانًا اِنْطَلَقُوْا بِاَعْيُنِنَا ثُمَّ لَبِثْتُ فِي الْمَجْلِسِ سَاعَةً ثُمَّ قُمْتُ فَدَخَلْتُ فَاَمَرْتُ جَارِيَتِي اَنْ تَخْرُجَ بِفَرَسِي وَهِيَ مِنْ وَّرَآءِ الْاَكَمَةِ فَتَحْبِسَهَا عَلَيَّ وَاَخَذْتُ رُمْحِي فَخَرَجْتُ بِهِ مِنْ ظَهْرِ الْبَيْتِ فَحَطَطْتُ بِزُجِّهِ الْاَرْضَ وَخَفَضْتُ عَالِيَهُ حَتّٰى اَتَيْتُ فَرَسِي فَرَكِبْتُهَا فَرَفَعْتُهَا تُقَرِّبُ بِي حَتّٰى دَنَوْتُ مِنْهُمْ فَعَثَرَتْ بِي فَرَسِي فَخَرَرْتُ عَنْهَا فَقُمْتُ فَاَهْوَيْتُ يَدَيَّ اِلٰى كُنَانَتِي فَاسْتَخْرَجْتُ مِنْهَا الْاَزْلَامَ فَاسْتَقْسَمْتُ بِهَا اَضُرُّهُمْ اَمْ لَا فَخَرَجَ الَّذِي اَكْرَهُ فَرَكِبْتُ فَرَسِي وَعَصَيْتُ الْاَزْلَامَ تُقَرِّبُ بِي حَتّٰى اِذَا سَمِعْتُ قِرَاءَ ةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ لَا يَلْتَفِتُ وَاَبُوْبَكْرٍ يُكْثِرُ الْاِلْتِفَاتَ سَاخَتْ يَدَا فَرَسِي فِي الْاَرْضِ حَتّٰى بَلَغَتَا الرُّكْبَتَيْنِ فَخَرَرْتُ عَنْهَا ثُمَّ زَجَرْتُهَا فَنَهَضَتْ فَلَمْ تَكَدْ تُخْرِجُ يَدَيْهَا فَلَمَّا اسْتَوَتْ قَآئِمَةً اِذَا لِاَثَرِ يَدَيْهَا عُثَانٌ سَاطِعٌ فِي السَّمَآءِ مِثْلُ الدُّخَانِ فَاسْتَقْسَمْتُ بِالْاَزْلَامِ

فَخَرَجَ الَّذِیْ اَکْرَهُ فَنَادَیْتُهُمْ بِالْاَمَانِ فَوَقَفُوْا فَرَکِبْتُ فَرَسِیْ حَتّٰی جِئْتُهُمْ وَوَقَعَ فِیْ نَفْسِیْ حِیْنَ
لَقِیْتُ مَالَقِیْتُ مِنَ الْحَبْسِ عَنْهُمْ اَنْ سَیَظْهَرُ اَمْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهٗ اِنَّ
قَوْمَکَ قَدْ جَعَلُوْا فِیْکَ الدِّیَةَ وَاَخْبَرْتُهُمْ اَخْبَارَ مَا یُرِیْدُ النَّاسُ بِهِمْ وَعَرَضْتُ عَلَیْهِمُ الزَّادَ
وَالْمَتَاعَ فَلَمْ یَرْزَاٰنِیْ وَلَمْ یَسْاَلَانِیْ اِلَّا اَنْ قَالَ اَخْفِ عَنَّا فَسَاَلْتُهٗ اَنْ یَّکْتُبَ لِیْ کِتَابَ اَمْنٍ فَاَمَرَ
عَامِرَبْنَ فُهَیْرَةَ فَکَتَبَ فِیْ رُقْعَةٍ مِنْ اَدِیْمٍ ثُمَّ مَضٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ
فَاَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَیْرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقِیَ الزُّبَیْرَ فِیْ رَکْبٍ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ
کَانُوْا تِجَارًا قَافِلِیْنَ مِنَ الشَّامِ فَکَسَا الزُّبَیْرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَابَکْرٍؓ ثِیَابَ بَیَاضٍ
وَسَمِعَ الْمُسْلِمُوْنَ بِالْمَدِیْنَةِ مَخْرَجَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَکَّةَ فَکَانُوْا یَغْدُوْنَ کُلَّ
غَدَاةٍ اِلَی الْحَرَّةِ فَیَنْتَظِرُوْنَهٗ حَتّٰی یَرُدَّهُمْ حَرُّ الظَّهِیْرَةِ فَانْقَلَبُوْا یَوْمًا بَعْدَ مَا اَطَالُوْا انْتِظَارَهُمْ فَلَمَّا
اَوَوْا اِلٰی بُیُوْتِهِمْ اَوْفٰی رَجُلٌ مِّنْ یَّهُوْدَ عَلٰی اُطُمٍ مِّنْ اٰطَامِهِمْ لِاَمْرٍ یَّنْظُرُ اِلَیْهِ فَبَصُرَبِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ مُبَیَّضِیْنَ یَزُوْلُ بِهِمُ السَّرَابُ فَلَمْ یَمْلِکِ الْیَهُوْدِیُّ اَنْ قَالَ بِاَعْلٰی
صَوْتِهٖ یَا مَعْشَرَالْعَرَبِ هٰذَا جَدُّکُمُ الَّذِیْ تَنْتَظِرُوْنَ فَثَارَ الْمُسْلِمُوْنَ اِلَی السِّلَاحِ فَتَلَقَّوْا رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِظَهْرِ الْحَرَّةِ فَعَدَلَ بِهِمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ حَتّٰی نَزَلَ بِهِمْ فِیْ بَنِیْ عَمْرِو بْنِ
عَوْفٍ وَذٰلِکَ یَوْمُ الْاِثْنَیْنِ مِنْ شَهْرِ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ فَقَامَ اَبُوْبَکْرٍؓ لِلنَّاسِ وَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَامِتًا فَطَفِقَ مَنْ جَآءَ مِنَ الْاَنْصَارِ مِمَّنْ لَّمْ یَرَرَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُحَیِّیْ
اَبَابَکْرٍؓ حَتّٰی اَصَابَتِ الشَّمْسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ اَبُوْبَکْرٍؓ حَتّٰی ظَلَّلَ عَلَیْهِ
بِرِدَآئِهٖ فَعَرَفَ النَّاسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِکَ فَلَبِثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ فِیْ بَنِیْ عَمْرِوبْنِ عَوْفٍ بِضْعَ عَشْرَةَ لَیْلَةً وَاُسِّسَ الْمَسْجِدُ الَّذِیْ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی
وَصَلّٰی فِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَکِبَ رَاحِلَتَهٗ فَسَارَ یَمْشِیْ مَعَهُ النَّاسُ حَتّٰی بَرَکَتْ
عِنْدَ مَسْجِدِ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِیْنَةِ وَهُوَ یُصَلِّیْ فِیْهِ یَوْمَئِذٍ رِجَالٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ
وَکَانَ مِرْبَدًا لِلتَّمْرِ لِسُهَیْلٍ وَسَهْلٍ غُلَامَیْنِ یَتِیْمَیْنِ فِیْ حَجْرِ اَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ بَرَکَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ هٰذَا اِنْشَآءَ اللّٰهُ الْمَنْزِلُ ثُمَّ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْغُلَامَیْنِ فَسَاوَمَهُمَا بِالْمِرْبَدِ لِیَتَّخِذَهٗ مَسْجِدًا فَقَالَا لَابَلْ نَهَبُهٗ لَکَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَبٰی
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّقْبَلَهٗ مِنْهُمَا هِبَةً حَتّٰی ابْتَاعَهٗ مِنْهُمَا ثُمَّ بَنَاهُ مَسْجِدًا وَطَفِقَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَنْقُلُ مَعَهُمُ اللَّبِنَ فِیْ بُنْیَانِهٖ وَیَقُوْلُ وَهُوَ یَنْقُلُ اللَّبِنَ هٰذَا الْحِمَالُ

لَا حِمَالُ خَيْبَرَ هٰذَا اَبَرُّ رَبَّنَا وَاَطْهَرُ وَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنَّ الْاَجْرَ اَجْرُ الْاٰخِرَةِ فَارْحَمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَ فَتَمَثَّلَ بِشِعْرِ رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ لَمْ يُسَمَّ لِيْ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ لَمْ يَبْلُغْنَا فِي الْاَحَادِيْثِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمَثَّلَ بِبَيْتِ شِعْرٍ تَامٍّ غَيْرَ هٰذَا الْبَيْتِ.

ترجمہ۔حضرت عائشہؓ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہیں کہ جہاں تک میں سمجھتی ہوں کہ میرے ماں باپ ایک دین کو اختیار کئے ہوئے ہیں اور ہم پر کوئی دن ایسا نہیں گذرتا تھا کہ اس دن صبح وشام دونوں وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور ہمارے پاس آتے تھے۔ جب مسلمانوں کا کفار کی اذیتوں سے امتحان لیا گیا تو حضرت ابوبکرؓ ملک حبشہ کی طرف ہجرت کے ارادہ سے مکہ سے روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ ہو ک الغماد تک پہنچ گئے۔ جہاں پر قبیلہ قارہ کے سردار ابن الدغنہ سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ جس نے آپ سے پوچھا اے ابوبکر کہاں کا ارادہ ہے فرمایا مجھے میری قوم نے شہر سے نکلنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اب میں زمین کی سیر وسیاحت کرتے ہوئے اپنے رب کی عبادت کروں گا۔ ابن الدغنہ نے کہا اے ابوبکرؓ تیرے جیسا آدمی نہ نکل سکتا ہے اور نہ نکالا جا سکتا ہے۔ کیونکہ آپ تو مفلس وقلاش آدمی کو مفت میں مال دیتے ہیں۔ صلہ رحمی کرتے ہیں لوگوں کے بوجھ برداشت کرتے ہیں اور مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کے مصائب میں لوگوں کی امداد کرتے ہیں۔ پس میں تجھے پناہ دینے والا ہوں واپس چلو اور اپنے شہر میں رہ کر اپنے رب کی عبادت کرتے رہو چنانچہ ابوبکر صدیقؓ واپس آ گئے اور ابن الدغنہ بھی آپ کے ساتھ چلا آ رہا تھا۔ تو ابن الدغنہ تمام قریش کے سرداروں کے پاس شام کے وقت گھوما پھرا اور ان سے کہا کہ ابوبکرؓ جیسا آدمی نہ تو شہر سے نکل سکتا ہے اور نہ ہی اسے نکالا جا سکتا ہے۔ کیا تم ایسے آدمی کو شہر سے نکال رہے ہو جو مفلسوں کو مال دیتا ہے۔ صلہ رحمی کرتا ہے۔ لوگوں کے قرضہ وغیرہ کے بوجھ اٹھاتا ہے مہمان نوازی کرتا ہے۔ اور حق کے معاملات میں مددگار ثابت ہوتا ہے پس قریش ابن الدغنہ کی پناہ دینے کو نہ جھٹلا سکے البتہ ابن الدغنہ سے کہا کہ ابوبکرؓ کو حکم دو کہ وہ اپنے گھر میں رہ کر اپنے رب کی عبادت کرے وہاں نماز پڑھے۔ اور جو کچھ چاہے پڑھتا رہے ہمیں ان کی وجہ سے تکلیف نہ پہنچائے۔ اور نہ ہی علی الاعلان یہ کام کرے کیونکہ ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں ہماری عورتوں اور بچوں کو نہ پھسلا لے۔ یہ بات ابن الدغنہ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہی اور معاہدہ کر لیا۔ کچھ عرصہ تو ابوبکرؓ اس عہد پر قائم رہے۔ کہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرتے رہے۔ نہ تو علی الاعلان نماز پڑھتے تھے۔ اور نہ ہی اپنے گھر کے سوا کسی دوسری جگہ قرآن مجید پڑھتے تھے۔ پھر ان کی رائے ہوئی کہ حویلی کے صحن میں ایک چھوٹی سے مسجد بنوالی جس میں وہ نماز پڑھتے تھے اور قرآن مجید بھی پڑھتے تھے۔ تو مشرکین کی عورتیں اور ان کے بچے ان پر بھیڑ بھاڑ کر دیتے تھے ان سے تعجب کرتے اور ان کی طرف دیکھتے رہتے حضرت ابوبکرؓ بہت رونے والے آدمی تھے جب قرآن مجید پڑھتے تو آنکھوں پر قابو نہ رہتا۔ بے اختیار روتے اس بات نے مشرکین قریش کے سرداروں کو گھبراہٹ میں مبتلا کر دیا۔ تو انہوں نے ابن الدغنہ کی طرف آدمی بھیجا وہ آیا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے تیری پناہ دینے پر ابوبکرؓ کو پناہ دی تھی اس شرط پر کہ وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں گے مگر وہ اس سے آگے بڑھ گئے۔ کہ گھر کے صحن میں اس نے ایک مسجد بنالی وہاں وہ علانیہ نماز پڑھتا ہے اور قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے جس سے ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں ہماری عورتوں اور بچوں کو بہلا پھسلا نہ لے۔ پس آپ اس کو روکیں۔ اگر وہ اس کی پابندی کرے کہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرے گا تو فبہا اگر وہ انکار کرے اور اصرار کرے کہ میں تو علانیہ عبادت کروں گا تو پھر اس سے کہو کہ تیری ذمہ داری تجھے واپس کر دے۔ کیونکہ ہمیں یہ پسند نہیں ہے کہ ہم تیرے ساتھ عہد شکنی کریں۔ اور ابوبکر صدیقؓ کو بھی ہم علانیہ عبادت کرنے پر برقرار نہیں رکھ سکتے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ابن الدغنہ ابوبکرؓ کے پاس آ کر کہنے لگا کہ جس چیز کا تم نے معاہدہ کیا تھا اسکا تمہیں علم ہے یا تو اسی پر کاربند رہو یا میری ذمہ داری مجھے واپس کر دو کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ عرب کے لوگ

یہ بات سنیں کہ ایک آدمی جس کے ساتھ میں نے معاہدہ کیا تھا اس کے بارے میں میرے ساتھ عہد شکنی کی جائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا میں تیری پناہ اور ذمہ داری تجھے واپس کرتا ہوں اور میں اللہ تعالیٰ کی پناہ پر راضی ہوں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان دنوں مکہ میں تھے۔ تو آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو بتلایا کہ مجھے تمہارا دارالہجرت خواب میں دکھلایا گیا ہے۔ وہ کھجوروں والا شہر ہے۔ جو دو کالی کالی پتھروں والی پہاڑیوں کے درمیان ہے۔ لابہ حرۃ سیاہ پتھروں والی زمین کو کہتے ہیں۔ پس کچھ لوگوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کرنی شروع کر دی اور وہ لوگ جو ملک حبشہ کی طرف ہجرت کر کے گئے تھے ان میں سے اکثر مہاجر بھی مدینہ کی طرف لوٹ آئے۔ اب حضرت ابوبکرؓ مدینہ کی طرف ہجرت کی تیاری کرنے لگے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا ذرا ٹھہرو۔ جلدی نہ کرو مجھے امید ہے کہ مجھے بھی ہجرت کی اجازت مل جائے جس پر حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا حضرت آپؐ پر میرا باپ قربان ہو کیا آپ بھی ہجرت کی آرزو رکھتے ہیں۔ فرمایا ہاں! تو ابوبکر صدیقؓ نے آپ کی صحبت میں رہنے کے لئے اپنے آپ کو ہجرت سے روک لیا اور اپنے پاس دو اونٹنیاں تیار رکھیں۔ جنہیں کیکر کے پتے گھاس کے طور پر کھلاتے تھے۔ اسی کو خبط کہتے ہیں کہ درخت سے پتے جھاڑے جائیں چار ماہ تک یہی معمول رہا ابن شہاب فرماتے ہیں کہ حضرت عروہ نے فرمایا حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں کہ ایک دن عین دوپہر کے وقت ہم حضرت ابوبکرؓ کے گھر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک کہنے والے نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر کو ڈھانپے ہوئے ایسے وقت میں آرہے ہیں کہ آپؐ اس وقت ہمارے پاس نہیں آیا کرتے تھے تو ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں کسی اہم معاملہ کی وجہ سے آپؐ اس وقت تشریف لائے ہیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر اجازت طلب کی آپ کو اندر آنے کی اجازت دی گئی۔ آپؐ نے اندر داخل ہوتے ہی ابوبکرؓ سے فرمایا کہ جو لوگ آپ کے پاس ہیں ان کو نکال دو ابوبکرؓ نے فرمایا حضرت یہ آپؐ کے گھر کے لوگ ہیں۔ میرا باپ آپؐ پر قربان ہو یا رسول اللہ! پس آپؐ نے فرمایا کہ مجھے ہجرت کے لئے روانہ ہونے کی اجازت مل گئی ہے۔ ابوبکرؓ نے فرمایا پھر یا رسول اللہ! میرا باپ قربان ہو میں صحبت میں جانا چاہتا ہوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں آپ نے چلنا ہے ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا یا رسول اللہ! میرا باپ آپؐ پر قربان ہو ان دو اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی چھان لیں۔ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوں گا مگر قیمت سے لوں گا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم نے ان اونٹنیوں کو جلدی جلدی میں تیار کر لیا۔ اور ہم نے ان دو حضرات کے لئے ایک تھیلے میں کھانا تیار کر کے رکھ دیا۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ نے اپنی کمر بند کا ایک ٹکڑا کاٹ کر تھیلے کا منہ اس سے باندھ دیا۔ اس کی وجہ سے ان کا نام ذات النطاق مشہور ہو گیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ یہ دونوں حضرات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیقؓ جبل ثور کے ایک غار میں پہنچے جس میں تین رات تک چھپے رہے۔ عبداللہ بن ابی بکرؓ ان حضرات کے پاس آکر رات بسر کرتا تھا۔ وہ ایک نوجوان لڑکا تھا جو نہایت ماہر اور سمجھدار تھا۔ پس وہ سحری کے وقت اندھیرے میں ان کے پاس سے جاتا اور مکہ معظمہ میں قریش کے ساتھ صبح کرتا۔ ایسا معلوم ہوتا کہ اس نے رات مکہ میں گزاری ہے۔ پس جو جو تدبیریں ان دو حضرات کے خلاف کی جاتیں وہ ان کو محفوظ کر لیتا اور جب اندھیرا چھا جاتا تو وہ ان دونوں حضرات کے پاس آکر وہ خبریں سناتا تھا۔ اور عامر بن فہیرہؓ جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کا آزاد کردہ غلام تھا وہ ان حضرات کے لئے دودھ دینے والی بکریوں کو چراتا پس جب رات کی کافی گھڑی گزر جاتی تو وہ ان بکریوں کو ان حضرات کے لئے شام کے وقت لے آتا۔ تو یہ حضرات رات کے وقت تازہ دودھ پیتے تھے۔ رسل ان بکریوں کا وہ دودھ ہے جس میں دودھ لے جانے کے لئے گرم پتھر رکھ دیا جاتا تھا۔ عامر بن فہیرہؓ ان بکریوں کو صبح اندھیرے میں آواز دیتے اور باہر لے جاتے۔ ان تینوں دنوں میں ہر رات ان کا یہی معمول رہا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ نے قبیلہ بنو الدیل کے ایک آدمی کو جو بنو عبد بن عدی کا آدمی تھا راہبری کے لئے کرایہ پر حاصل کیا

جو راستہ بتانے میں بڑا ماہر تھا جس کا نام عبداللہ بن اریقط تھا جو عاص بن وائل سہمی کے خاندان کا پکا حلیف تھا۔ وہ بھی کفار قریش کے دین پر تھا۔ پس جب یہ دونوں حضرات اس سے بے خوف ہوگئے تو اپنی دونوں اونٹنیاں اس کے حوالہ کر دیں کہ تین رات کے بعد تیسری کی صبح کو وہ غار ثور پر اونٹنیوں کو لے آئے۔ یہ اس سے وعدہ تھا تو ان دونوں حضرات کے ساتھ عامر بن فہیرہؓ اور وہ رہبر چلے ساحل سمندر کا رستہ اختیار کیا۔ ابن شہاب فرماتے ہیں مجھے عبدالرحمٰن بن مالک مدلجی نے خبر دی جو سراقہ بن مالک مدلجی کا بھتیجا لگتا تھا کہ ان کے باپ نے انہیں خبر دی کہ اس نے سراقہ بن مالک بن جعشم سے سنا وہ کہتا تھا کہ ہمارے پاس کفار قریش کے قاصد پہنچے کہ قریش نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ کے بارے میں انعام مقرر کیا ہے۔ ان دونوں میں سے جس کو بھی کوئی قتل کرے گا یا قید کر کے لائے گا اسے ۱۰۰سو اونٹنیاں انعام میں ملیں گی سراقہ کہتے ہیں کہ میں اپنی قوم بنو مدلج میں کسی مجلس کے اندر بیٹھا ہوا تھا کہ ہماری قوم کا ایک آدمی جب کہ ہم بیٹھے ہوئے تھے وہ ہمارے سر پر آ کر کھڑا ہو گیا۔ کہنے لگا اے سراقہ! میں نے ابھی ساحل سمند پر کچھ لوگ دیکھے ہیں میرا خیال ہے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے ساتھی ہیں۔ سراقہ کہتے ہیں کہ میں پہچان گیا کہ یہ وہی لوگ ہیں۔ لیکن میں نے اس خبر دینے والے سے کہا کہ یہ وہ نہیں ہیں۔ بلکہ تو نے تو فلاں فلاں کو دیکھا ہے جو ہماری آنکھوں کے سامنے چلے ہیں کچھ دیر تو مجلس میں رکا رہا پھر وہاں سے اٹھا گھر آیا میں نے باندی کو حکم دیا کہ وہ میرے گھوڑے کو نکال کر لائے۔ جو ایک اونچے ٹیلے کے پیچھے بندھا ہوا تھا۔ تو اس نے گھوڑے کو میرے پاس لا کر روکا میں نے اپنا نیزہ پکڑا اور گھر کے پچھلی طرف سے باہر نکلا میں نے نیزے کی نوک سے زمین میں گاڑھ کر مضبوط کر دیا۔ اور اس کے اوپر کے حصہ کو نیچا کر دیا تا کہ کسی کو نظر نہ آئے۔ اور میرا کوئی پیچھا نہ کرے۔ یہاں تک کہ میں گھوڑے کے پاس آیا اس پر سوار ہوا اور جلدی اس کو پویا دوڑایا یعنی درمیانی چال چلایا۔ یہاں تک کہ میں ان لوگوں کے قریب پہنچ گیا میرے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی تو میں اس سے نیچے گر پڑا پھر اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے ترکش کی طرف اپنے ہاتھ کو جھکایا۔ اور اس سے قسمت والے تیر نکالے جس سے میں نے اپنی قسمت آزمائی کی کہ آیا میں ان کو نقصان پہنچا سکتا ہوں یا نہیں گویا کہ فال نکالی تو وہ تیر نکلا جس کو میں پسند نہیں کرتا تھا۔ اپنی قسمت کے تیروں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے میں پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا جب کہ مجھے لے کر وہ گھوڑا پویا دوڑ رہا تھا یہاں تک کہ جب میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑھنے کی آواز سن لی جو ادھر ادھر نہیں جھانکتے تھے البتہ ابوبکرؓ ادھر ادھر بہت جھانکتے تھے۔ تو میرے گھوڑے کی اگلی ٹانگیں زمین میں دھنس گئیں۔ یہاں تک کہ وہ دونوں گھٹنوں تک پہنچ گئیں تو میں اس سے گر گیا پھر میں نے اس کو ڈانٹا وہ بے چارا اٹھا لیکن قریب تھا کہ وہ اپنی اگلی ٹانگیں نہ نکال سکتا۔ بالآخر نکال کر وہ سیدھا کھڑا ہو گیا جب کہ اس کی دونوں اگلی ٹانگوں پر دھوئیں کی طرح اتنا غبار چھا گیا جو آسمان تک بلند ہو رہا تھا پھر میں نے فال نکالنے کیلئے تیروں سے مدد لی۔ اب بھی وہ تیر نکلا جس کو میں نہیں چاہتا تھا تو میں نے ان حضرات کو امان دے کر پکارا تو یہ حضرات ٹھہر گئے۔ اب میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس جکڑ بندی کے دوران جس کا مجھے سامنا کرنا پڑا میرے دل میں یہ بات جاگزیں ہو گئی کہ عنقریب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ غالب ہو کر رہے گا۔ تو میں نے آپؐ سے عرض کی کہ آپ کی قوم نے آپؐ کے بارے میں انعام مقرر کیا ہے۔ بہرحال میں نے ان حضرات کو لوگوں کی وہ خبریں سنائیں جو وہ لوگ آپؐ کے بارے میں قتل وقید کا ارادہ رکھتے تھے۔ میں نے ان حضرات کے سامنے کھانے پینے اور دیگر ضروریات کا سامان پیش کیا لیکن ان دونوں حضرات نے نہ تو میری کوئی چیز کم کی اور نہ ہی مجھ سے کچھ مانگا مگر یہ کہ ان آنے والے لوگوں کو ہم سے مخفی رکھنا۔ میں نے آپؐ سے درخواست کی کہ مجھے امن کا پروانہ لکھ دیجئے۔ آپؐ نے عامر بن فہیرہؓ کو حکم دیا کہ اسے لکھ دو۔ اس نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر میرے لئے امان کا پروانہ لکھ دیا۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چل پڑے۔ ابن شہاب فرماتے ہیں کہ مجھے عروہ بن الزبیر نے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات

حضرت زبیرؓ سے ہوئی۔ جو مسلمانوں کے ایک اونٹوں کے قافلہ میں تھے جو تجارت کرنے کی غرض سے گئے تھے۔ اور اب شام سے واپس آ رہے تھے۔ تو حضرت زبیرؓ نے سفید کپڑے کے جوڑے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور حضرت ابوبکرؓ کو پہنائے اور مسلمانوں نے مدینہ منورہ میں سن لیا تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے نکل چکے ہیں۔ تو ہر صبح کو سویرے سویرے مدینہ کی حرہ یعنی سیاہ پتھروں والی زمین تک آ کر آپؐ کا انتظار کرتے تھے۔ یہاں تک کہ دوپہر کے وقت کی گرمی ان کو واپس کرتی تھی ایک دن بڑی دیر تک انتظار کرنے کے بعد وہ واپس لوٹ گئے تھے اور اپنے اپنے گھروں میں ٹھکانا پکڑ چکے تھے کہ ایک یہودی نے اپنے قلعوں میں سے ایک قلعہ پر چڑھ کر اپنے کسی معاملہ کو دیکھنا چاہتا تھا کہ اس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھیوں کو دیکھ لیا جو سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ اور وہ ریتا ان سے دور ہو گیا جس کی وجہ سے کبھی ظاہر ہوتے اور کبھی چھپ جاتے تھے۔ اب بالکل اس کے سامنے آ گئے تھے تو یہودی بے صبر ہو کر اپنی اونچی آواز سے بولا کہ اے عرب کے لوگو! جس اپنے بخت اور نصیبے کا انتظار کرتے تھے وہ آ گیا ہے تو مسلمان ہتھیار لے کر دوڑے۔ اور حرہ کی زمین پر پہنچ کر آپؐ کا استقبال کیا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم راستہ سے دائیں طرف ہٹ کر بنو عمرو بن عوف میں جا کر اترے۔ یہ ربیع الاول کا مہینہ اور پیر کا دن تھا۔ لوگوں کے سلام کا جواب دینے کے لئے حضرت ابوبکرؓ کھڑے ہو گئے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چپکے بیٹھے رہے۔ پس انصار میں سے جن لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا تھا وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آ کر سلام کرتے تھے۔ کہ یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوپ نے آ لیا تو حضرت ابوبکرؓ نے اپنی چادر سے آپؐ پر سایہ کیا۔ اس وقت لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا۔ ورنہ وہ ابوبکر صدیقؓ کو ہی نبی اللہ سمجھتے رہے بہر حال آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ چودہ راتیں بنو عمرو بن عوف میں قیام پذیر رہے اور اس مسجد قباء کی بنیاد رکھی جس کی پرہیز گاری پر بنیاد رکھی گئی تھی۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں نماز پڑھی تھی بعد ازاں آپؐ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے اور چل پڑے جب کہ مسلمان لوگ بھی آپؐ کے ہمراہ چل رہے تھے۔ یہاں تک کہ وہ اونٹنی مدینہ منورہ میں مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کی جگہ پر آ کر بیٹھ گئی اور یہ وہ جگہ تھی جہاں ان دنوں مسلمان نماز ادا کرتے تھے۔ جو سہیل اور سہل جو دو یتیم لڑکے اسعد بن زرارہ کی پرورش میں تھے یہ ان کے کھجوروں کا کھلیان تھا۔ جب آپؐ کی اونٹنی اطمینان سے بیٹھ گئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انشاء اللہ یہی ہمارا مسکن ہوگا۔ پھر ان دونوں بچوں کو بلوایا اس کھلیان کا ان سے سودا کیا تا کہ اسے مسجد بنایا جائے۔ تو لڑکوں نے کہا ہم بیچتے نہیں بلکہ اسے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھبہ کرتے ہیں۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور ھبہ کے ان سے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ کافی لے دے کے بعد آخر آپؐ نے اس قطعہ کو ان سے خرید ہی کر لیا۔ اور مسجد بنانی شروع کر دی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ہمراہ اس کی تعمیر کے لئے اینٹیں اٹھاتے تھے۔ اور اینٹیں اٹھاتے وقت فرماتے تھے کہ یہ بوجھ خیبر والا بوجھ نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو ہمارے رب کی نیکی کا باعث اور پاکیزہ بوجھ ہے۔ جس کو ہم ثواب حاصل کرنے کے لئے اٹھا رہے ہیں۔ یہ خیبر کا تجارتی مال نہیں ہے جس کو لوگ مدینہ کی منڈی میں اٹھا کر لاتے اور اسے بیچتے تھے اور یہ بھی فرماتے اے اللہ بے شک ثواب تو آخرت کا ہی ثواب ہے۔ پس آپ انصار اور مہاجرین پر رحم فرمائیں۔ اور ایک مسلمان شاعر کے شعر کو پڑھتے تھے۔ جس کا نام انہوں نے میرے سامنے نہیں لیا وہ عبداللہ بن رواحہؓ تھے۔ ابن شہاب زہریؒ فرماتے ہیں کہ سوائے ان اشعار بن رواحہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے مکمل شعر کو نہیں پڑھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ وعلف راحلتین الخ صفحہ ۵/۵۵۲ ہجرت کے حکم کے انتظار میں ان کو چراگاہ میں نہیں چھوڑتے تھے۔ اور اسلئے بھی کہ کیکر کے پتے اونٹ کی بہترین اور قوی غذا ہے اور خصوصا اونٹ اور بکری کے لئے افضل کھانا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ یہ توجیہ جو شیخ گنگوہیؒ نے بیان فرمائی ہے اور کسی شارح کا ذہن اس طرف نہیں گیا۔ البتہ حدیث ام زرع میں **له ابل كثير المبارك الخ** میں ان حضرات نے اس کو بیان کیا ہے۔ اور **حياة الحيوان** میں ہے کہ اونٹ ہمیشہ ان درختوں کے پتوں کو پسند کرتا ہے جس کے لئے کانٹے ہوں۔ اور اس کی انتڑیاں ایسے کھانے کو جلد ہضم کرتی ہیں۔

احث الجهاز کے معنی مولانا مکیؒ نے بیان کئے کہ وہ چیز جو جلدی طیار کی جائے۔ **قطعت** حضرت اسماءؓ نے اپنے کمربند کو دو ٹکڑوں میں چیر دیا۔ ایک تو اپنے استعمال کے لئے رکھا اور دوسرے ٹکڑے کے پھر دو حصے کر دیئے۔ ایک تھیلے کے بند کرنے کے لئے اور دوسرا برتن کے لئے تھا۔

بغار جبل ثور صفحہ ۲۵/۵۵۳ یہ غار ثور مکہ معظمہ سے تین چار میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور تفسیر ابوالسعود میں ہے **اذهما فی الغار** غار وہ سوراخ جو جبل ثور کے اوپر والے حصہ میں مکہ کی داھنی جانب تھا۔ جو ایک گھنٹہ کی مسافت پر واقع ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ **فكمنا فيه ثلث ليال الخ** صفحہ ۲۵/۵۵۳ کفار مکہ مکہ کے قرب وجوار میں **حتى الا مكان** ان حضرات کو تلاش کرتے رہے۔ جب وہ مایوس ہو کر واپس ہو گئے اور انہیں یقین ہو گیا کہ یہ حضرات بہت دور چلے گئے ہوں گے۔ تو یہ دونوں حضرات خطرہ کے باوجود امن پا کر وہاں سے نکلے اور اونٹنیوں پر سفر جاری رکھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ مسلم شریف میں اس قدر زائد ہے کہ جب کفار کی آوازیں ٹھہر گئیں تو دلیل تیسری رات کی صبح کو اونٹنیاں لے آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر سے نکلتے وقت کفار کے ہر آدمی پر مٹی ڈالی۔ اور اوائل سورۃ یٰسین پڑھتے ہوئے ان کی آنکھوں میں دھول ڈالتے ہوئے حضرت ابو بکرؓ کے گھر پہنچے۔ تو اپنے دریچہ سے نکلتے ہوئے غار ثور میں پہنچے قریش جمع ہوئے راستوں پر آدمی بھیجے اور ان حضرات کو پکڑ لانے والے کے لئے سو اونٹنیوں کا انعام مقرر کیا لیکن انہیں کچھ نہ ملا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ **فقلت انهم يسو ابهم** صفحہ ۱۱/۵۵۴ یہ بات اس نے اس لئے کہی تھی تاکہ اس کے سوا کسی کو ان حضرات کا علم نہ ہو اگر کسی کو علم ہو گیا اور اس سراقہ کے ہمراہ چل نکلا تو وہ انعامی اونٹوں میں شریک ہو جائے گا سراقہ خود سب کو سمیٹنا چاہتا تھا۔ اس لئے کہا **انطلقو اباعيننا** کہ وہ لوگ اپنی کوئی گم شدہ چیز تلاش کرنے کے لئے گئے ہیں انہیں ہم نے دیکھا خوب پہچانا۔ کیونکہ وہ ہماری آنکھوں کے سامنے گئے ہیں۔ اور دوسری تدبیر یہ کی کہ نیزہ کو ہاتھ میں روکا۔ اس کی نوک کو زمین کی طرف کیا تاکہ کوئی اس کی چمک دیکھ کر دور سے میرے ساتھ شامل نہ ہو جائے اور انعام میں شریک ہو جائے میں سو اونٹ اکیلا لینا چاہتا تھا۔ **من ظهر البيت** گھر کی پچھلی طرف سے اس لئے نکلا تاکہ اس کا راز کسی پر ظاہر نہ ہو جائے۔ **فخططت بزجه الارض** یعنی نیزے کی نوک کو نیچے زمین پر کھینچتا ہوا جا رہا تھا تاکہ کسی کو میرے جانے کا علم نہ ہو۔

اذا لا ثريد يها عثان ساطع غبار کے اٹھنے نے اس پر دلالت کی کہ زمین نے گھوڑے کے پاؤں کو سختی سے پکڑا ہے۔ اگر پکڑ میں سختی نہ ہوتی تو غبار نہ اٹھتا۔ کیونکہ زمین میں دھنس جانے والی چیز جب زمین میں راسخ نہ ہو تو اس کے اکھڑنے سے غبار نہیں اٹھتا۔

مولانا محمد حسن مکیؒ فرماتے ہیں کہ زمین میں گھوڑا دو مرتبہ دھنسا تیسری مرتبہ اس نے سوار کو زمین پر ہیٹخ دیا۔ **كتاب امن** کیونکہ ان واقعات سے سراقہ کو یقین ہو گیا کہ عنقریب مکہ فتح ہو گا۔ چنانچہ فتح مکہ کے بعد جب آپ حنین کی لڑائی سے فارغ ہو کر جعرانہ میں قیام پذیر ہوئے تو سراقہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کو وہ والا نامہ نکال کر آپؐ کے پیش کیا۔ تو آپؐ نے فرمایا آج اس کے وفا کا دن ہے۔

سمع المسلمون بالمدينة مسلمانان مدینہ نے سنا کہ آپ گم ہو گئے ہیں تو مدینہ والوں کو یقین ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے تشریف لا رہے ہیں۔ لیکن ان کو انتظار کرتے کرتے اس لئے دیر ہو گئی کہ آپ تین رات تک غار ثور میں رہے۔ جو ان کے تخمینہ سے زائد دن تھے۔

فعدل بھم آپؐ مدینہ کے راستہ سے اسلئے ہٹ گئے کہ کہیں قریش مکہ تعاقب نہ کریں۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ انہوں نے آپ کو خوب تلاش کیا حتی کہ غارثور کے منہ پر بھی پہنچے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں اندھا کر دیا کچھ نہ دیکھ سکے۔ مایوس ہو کر واپس گئے۔ اور ہجرت کی رات آپؐ امانات رد کرنے کے لئے حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر سلا کر آئے تھے۔

ھذہ الحمال لاحمال خیبر صفحہ ۱۳/۵۵۵ مدینہ کے لوگ خیبر سے پھل فروٹ کھجور وغیرہ لا کر بیچتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا یہ اینٹیں جو تم اٹھا رہے ہو یہ خیبر کا بوجھ نہیں بلکہ یہ وہ بوجھ ہیں جو ثواب اور برکت کا باعث ہیں۔

غیر ھذہ الابیات حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے یہ اشعار ہیں اللھم لولا انت مااھتدینا ولاتصدقنا ولاصلینا اے اللہ! اگر تو نہ ہوتا تو نہ ہم ہدایت حاصل کر سکتے تھے اور نہ ہی نماز پڑھتے۔ یہ رجز یہ اشعار تھے جو آپؐ اور صحابہ کرامؓ اینٹیں اٹھاتے وقت پڑھتے تھے۔ علماء کرام نے کافی بحث تمحیص کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ نئے سرے سے شعر کا کہنا تو نبی کی شان کے خلاف ہے البتہ کسی شاعر کے کلام سے استشہاد کرنا ممنوع نہیں ہے۔

حدیث(۳۶۲۵) حَدَّثَنِی عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِی شَیْبَةَ الخ عَنْ اَسْمَآءَؓ صَنَعْتُ سُفْرَةً لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِی بَکْرٍؓ حِیْنَ اَرَادَ الْمَدِیْنَةَ فَقُلْتُ لِاَبِی مَآ اَجِدُ شَیْئًا اَرْبِطُهٗ اِلَّا نِطَاقِی قَالَ فَشُقِّیْهِ فَفَعَلْتُ فَسُمِّیْتُ ذَاتَ النِّطَاقَیْنِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ اَسْمَآءُ ذَاتُ النِّطَاقِ.

ترجمہ۔ حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کے لئے کھانا تیار کیا۔ جب کہ آپؐ نے مدینہ جانے کا ارادہ فرمایا۔ میں نے اپنے باپ سے کہا کہ مجھے کوئی ایسی چیز نہیں ملتی جس سے میں تھیلے کو باندھوں سوائے اپنے کمر بند کے جو عورتیں اپنی کمر باندھتی ہیں۔ اس کا ایک حصہ زمین پر لٹکتا ہے۔ اور دوسرا اوسط میں رہتا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا اسے چیر ڈالو۔ چنانچہ میں نے ایسا کیا جس کی وجہ سے میرا نام ذات النطاقین رکھا گیا۔

حدیث(۳۶۲۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ سَمِعْتُ الْبَرَآءَؓ قَالَ لَمَّا اَقْبَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَی الْمَدِیْنَةِ تَبِعَهٗ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِکِ بْنِ جُعْشُمٍ فَدَعَا عَلَیْهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَاخَتْ بِهٖ فَرَسُهٗ قَالَ ادْعُ اللّٰهَ لِی وَلَا اَضُرُّکَ فَدَعَا لَهٗ قَالَ فَعَطِشَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ بِرَاعٍ قَالَ اَبُوْبَکْرٍؓ فَاَخَذْتُ قَدَحًا فَحَلَبْتُ فِیْهِ کُثْبَةً مِّنْ لَّبَنٍ فَاَتَیْتُهٗ فَشَرِبَ حَتّٰی رَضِیْتُ.

ترجمہ۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی طرف آ رہے تھے تو سراقہ بن مالک بن جعشم آپؐ کے پیچھے لگا۔ جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے بددعا فرمائی تو اس کا گھوڑا اس کو لے کر زمین میں دھنس گیا تو کہنے لگا کہ آپؐ اللہ تعالیٰ سے میرے لئے دعا کریں میں آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ تو آپؐ نے اس کے لئے دعا فرمائی فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیاس لگی تو آپ کا گزر ایک گڈریے کے پاس سے ہوا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پیالہ لیا اور اس میں کچھ مقدار دودھ کی دوہ کر لائے۔ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نوش فرمایا حتی کہ میں راضی ہو گیا۔ کہ آپؐ نے سیر ہو کر پی لیا۔

حدیث(۳۶۲۷) حَدَّثَنِی زَکَرِیَّا بْنُ یَحْیٰی الخ عَنْ اَسْمَآءَؓ اَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الزُّبَیْرِؓ قَالَتْ فَخَرَجْتُ وَاَنَا مُتِمٌّ فَاَتَیْتُ الْمَدِیْنَةَ فَنَزَلْتُ بِقُبَآءٍ فَوَلَدْتُهٗ بِقُبَآءٍ ثُمَّ اَتَیْتُ بِهِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهٗ فِی حَجْرِهٖ ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ثُمَّ تَفَلَ فِی فِیْهِ فَکَانَ اَوَّلُ شَیْءٍ دَخَلَ جَوْفَهٗ رِیْقُ رَسُوْلِ

اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَنَّکَهُ بِتَمْرَةٍ ثُمَّ دَعَا لَهُ وَبَرَّکَ عَلَیْهِ وَکَانَ اَوَّلَ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ فِی الْاِسْلَامِ تَابَعَهُ خَالِدُبْنُ مَخْلَدٍ الخ عَنْ اَسْمَآءَؓ اَنَّهَا هَاجَرَتْ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهِیَ حُبْلٰی.

ترجمہ۔ حضرت اسماءؓ سے مروی ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ کے ساتھ حاملہ ہوئیں۔ فرماتی ہیں کہ میں ہجرت کے لئے اس وقت روانہ ہوئی جب کہ میں حمل کی مدت پوری کرنے والی تھی پس میں مدینہ میں آ کر قباء کے اندر ٹھہری وہیں قباء ہی میں میں نے بچے کو جنم دیا۔ پھر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لاکر اسے آپ کی جھولی میں ڈال دیا آپؐ نے کھجور منگوائی اسے چبایا۔ اور بچے کے منہ میں لعاب مبارک کو تھوکا پس پہلی چیز جو عبداللہ بن الزبیر کے پیٹ میں داخل ہوئی وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب دہن تھا۔ پھر آپؐ نے کھجور سے اس کی تحنیک کی۔ یعنی چبائے ہو کھجور کو ان کے تالو سے لگایا اس کیلئے دعا فرمائی بارک اللہ کہا۔ اور یہ پہلا بچہ تھا جو اسلام میں ہوا۔ جو مدینہ میں پیدا ہوا۔ خالد بن مخلد نے اس کی متابعت کی ہے۔ اپنی سند کے ساتھ حضرت اسماءؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس وقت ہجرت کی جب کہ وہ حاملہ تھیں۔

حدیث (۳۶۲۸) حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ اَبِیْ اُسَامَةَ الخ عَنْ عَآئِشَةَؓ قَالَتْ اَوَّلُ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ فِی الْاِسْلَامِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَیْرِ اَتَوْبِهِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَمْرَةً فَلَا کَهَا ثُمَّ اَدْخَلَهَا فِیْ فِیْهِ فَاَوَّلُ مَادَخَلَ بَطْنَهُ رِیْقُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ پہلا پہلا بچہ جو اسلام میں ہجرت کے بعد مہاجرین میں مدینہ کے اندر پیدا ہوا وہ عبداللہ بن الزبیرؓ ہے جسے لے کر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کھجور کا دانہ لے کر اسے چبایا پھر اسے ان کے منہ میں داخل کر دیا۔ تو پہلی چیز جو ان کے پیٹ میں داخل ہوئی وہ آنحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا لب مبارک تھا۔

حدیث (۳۶۲۹) حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ الخ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِکٍؓ قَالَ اَقْبَلَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَی الْمَدِیْنَةِ وَهُوَمُرْدِفٌ اَبَا بَکْرٍؓ وَاَبُوْبَکْرٍؓ شَیْخٌ یُعْرَفُ وَنَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَابٌّ لَا یُعْرَفُ قَالَ فَیَلْقَی الرَّجُلُ اَبَا بَکْرٍؓ فَیَقُوْلُ یَا اَبَابَکْرٍؓ مَنْ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْکَ فَیَقُوْلُ هٰذَا الرَّجُلُ یَهْدِیْنِی السَّبِیْلَ قَالَ فَیَحْسِبُ الْحَاسِبُ اَنَّهُ اِنَّمَا یَعْنِی الطَّرِیْقَ وَاِنَّمَا یَعْنِیْ سَبِیْلَ الْخَیْرِ فَالْتَفَتَ اَبُوْبَکْرٍؓ فَاِذَا هُوَ بِفَارِسٍ قَدْ لَحِقَهُمْ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا فَارِسٌ قَدْ لَحِقَ بِنَا فَالْتَفَتَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اصْرَعْهُ فَصَرَعَهُ الْفَرَسُ ثُمَّ قَامَتْ تُحَمْحِمُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مُرْنِیْ بِمَ شِئْتَ قَالَ فَقِفْ مَکَانَکَ لَا تَتْرُکَنَّ اَحَدًا یَلْحَقُ بِنَا قَالَ فَکَانَ اَوَّلُ النَّهَارِ جَاهِدًا عَلٰی نَبِیِّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَکَانَ اٰخِرُ النَّهَارِ مَسْلَحَةً لَهُ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَانِبَ الْحَرَّةِ ثُمَّ بَعَثَ اِلَی الْاَنْصَارِ فَجَآءُوْا اِلٰی نَبِیِّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمُوْا عَلَیْهِمَا وَقَالُوْا ارْکَبَا اٰمِنَیْنِ مُطَاعَیْنِ فَرَکِبَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَکْرٍؓ وَحَفُّوْا دُوْنَهُمَا بِالسَّلَاحِ فَقِیْلَ فِی الْمَدِیْنَةِ جَآءَ نَبِیُّ اللّٰهِ، جَآءَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَشْرَفُوْا یَنْظُرُوْنَ وَیَقُوْلُوْنَ جَآءَ نَبِیُّ اللّٰهِ جَآءَ نَبِیُّ اللّٰهِ فَاَقْبَلَ یَسِیْرُ حَتّٰی نَزَلَ جَانِبَ دَارِ اَبِیْ اَیُّوْبَ

فَإِنَّهُ لَيُحَدِّثُ اَهْلَهُ إِذْ سَمِعَ بِهِ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ وَهُوَ فِي نَخْلٍ لِاَهْلِهِ يَخْتَرِفُ لَهُمْ فَعَجَّلَ اَنْ يَضَعَ الَّذِي يَخْتَرِفُ لَهُمْ فِيهَا فَجَآءَ وَهِيَ مَعَهُ فَسَمِعَ مِنْ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى اَهْلِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ بُيُوتِ اَهْلِنَا اَقْرَبُ فَقَالَ اَبُو اَيُّوبَ اَنَا يَانَبِيَّ اللّٰهِ هٰذِهٖ دَارِيْ وَهٰذَا بَابِيْ قَالَ فَانْطَلِقْ فَهَيِّءْ لَنَا مَقِيْلًا قَالَ قُوْمَا عَلٰى بَرَكَةِ اللّٰهِ فَلَمَّا جَآءَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنَّكَ جِئْتَ بِحَقٍّ وَقَدْ عَلِمَتْ يَهُوْدُ اَنِّيْ سَيِّدُهُمْ وَابْنُ سَيِّدِهِمْ وَاَعْلَمُهُمْ وَابْنُ اَعْلَمِهِمْ فَادْعُهُمْ فَاسْاَلْهُمْ عَنِّيْ قَبْلَ اَنْ يَّعْلَمُوْا اَنِّيْ قَدْ اَسْلَمْتُ فَاِنَّهُمْ اِنْ يَّعْلَمُوْا اَنِّيْ قَدْ اَسْلَمْتُ قَالُوْا فِيَّ مَا لَيْسَ فِيَّ فَاَرْسَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلُوْا فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الْيَهُوْدِ وَيْلَكُمْ اتَّقُوا اللّٰهَ فَوَ اللّٰهِ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِنَّكُمْ لَتَعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا وَّاَنِّيْ جِئْتُكُمْ بِحَقٍّ فَاَسْلِمُوْا قَالُوْا مَا نَعْلَمُهُ قَالُوْا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَا ثَلٰثَ مِرَارٍ قَالَ فَاَيُّ رَجُلٍ فِيْكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ قَالُوْا ذَاكَ سَيِّدُنَا وَابْنُ سَيِّدِنَا وَاَعْلَمُنَا وَابْنُ اَعْلَمِنَا قَالَ اَفَرَاَيْتُمْ اِنْ اَسْلَمَ قَالُوْا حَاشٰى لِلّٰهِ مَا كَانَ لِيُسْلِمَ قَالَ اَفَرَاَيْتُمْ اِنْ اَسْلَمَ قَالُوْا حَاشٰى لِلّٰهِ ما كَانَ لِيُسْلِمَ قَالَ اَفَرَاَيْتُمْ اِنْ اَسْلَمَ قَالُوْا حَاشٰى لِلّٰهِ مَا كَانَ لِيُسْلِمَ قَالَ يَا ابْنَ سَلَامٍ اخْرُجْ عَلَيْهِمْ فَخَرَجَ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْيَهُوْدِ اتَّقُوا اللّٰهَ فَوَاللّٰهِ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِنَّكُمْ لَتَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَّهُ جَآءَ بِحَقٍّ فَقَالُوْا كَذَبْتَ فَاَخْرَجَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی طرف تشریف لائے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اپنے پیچھے بٹھانے والے تھے حضرت ابوبکرؓ بوڑھے معلوم ہوتے تھے۔ کیونکہ آپ کے بال زیادہ سفید تھے جو پہچانے جاتے تھے۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جواں معلوم ہوتے تھے اور غیر مشہور تھے۔ فرماتے ہیں کہ راستہ میں ایک آدمی حضرت ابوبکرؓ کو ملا کہنے لگا اے ابوبکر! یہ کون آدمی ہے جو آپ کے آگے بیٹھا ہے۔ فرمایا یہ وہ آدمی ہے جو مجھے راہ دکھاتا ہے۔ گمان کرنے والے نے سمجھا کہ وہ راستہ مراد لے رہے ہیں۔ حالانکہ آپ کی مراد بھلائی کا راستہ تھا۔ پس ابوبکر صدیقؓ نے گوشہ چشم سے دیکھا کہ ایک گھوڑ اسوار نے ان کو آلیا ہے۔ فرمایا یارسول اللہ! یہ گھوڑ اسوار ہم تک آپہنچا ہے۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ادھر متوجہ ہو کر فرمایا اے اللہ اس کو گرادے۔ چنانچہ گھوڑے نے اس کو نیچے پٹخ دیا۔ پھر وہ گھوڑا ہنہناتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا تو سوار کہنے لگا کہ اے اللہ کے نبی! جو آپؐ چاہیں مجھے حکم فرما سکتے ہیں آپؐ نے فرمایا بس تم اپنی جگہ ٹھہرے رہو اور کسی کو ہم تک نہ پہنچنے دو راوی کہتے ہیں کہ وہ سوار دن کے اوّل حصہ میں تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کوشش کرنے والا تھا لیکن دن کے آخری حصہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہتھیار کا کام دیتا تھا کہ آپ کی طرف سے مدافعت کرنے والا بن گیا۔ بہرحال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے پاس حرہ کی جانب فروکش ہوئے۔ پھر انصار مدینہ کی طرف پیغام بھیجا تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے آگئے ان دونوں حضرات پر سلام کہا اور کہنے لگے کہ تم بے خوف وخطر سوار ہو جاؤ تمہارے حکم کی تعمیل کی جائے گی۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت

ابوبکر صدیقؓ سوار ہوئے۔اور انصار ہتھیار لے کر ان دونوں کو اپنے جلوس میں لے کر روانہ ہوئے پس مدینہ میں یہ نعرہ لگایا جارہا تھا کہ اللہ کا نبی آ گیا اللہ کا نبی آ گیا یعنی اونچی جگہوں پر کھڑے ہو کر دیکھ رہے تھے۔اور کہتے تھے اللہ کا نبی آ گیا۔اللہ کا نبی آ گیا۔پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی حال میں چلتے چلتے ابوایوب انصاریؓ کے مکان کے کنارے پر آ کر اترے وہ اپنی بیوی کو یہ حدیث بیان کرتے رہتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خبر جب عبداللہ بن سلامؓ نے سنی جب کہ وہ اپنے لوگوں کے ایک کھجور کے باغ میں ان کے لئے کھجوریں چن رہے تھے۔پس جو کچھ وہ کر رہے تھے جلدی جلدی انہیں چن کر ان کو ساتھ لئے ہوئے آئے اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سن کر اپنے گھر والوں کے پاس لوٹے۔دریں اثنا جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ ہمارے لوگوں میں سے کس کا گھر زیادہ قریب ہے۔ابوایوبؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا یا نبی اللہ! یہ میرا گھر رہا اور یہ میرا دروزاہ ہے آپؐ نے فرمایا جلدی جاؤ اور ہمارے لئے قیلولہ کرنے کا انتظام کرو انہوں نے فرمایا اللہ کی برکت سے آپؐ دونوں حضرات انتظام ہو چکا ہے۔تو جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو عبداللہ بن سلامؓ بھی پہنچ گئے۔فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں اور آپ حق کو لے کر آئے ہیں۔اور یہودیوں کو اچھی طرح علم ہے کہ میں خود ان کا سردار ہوں اور ان کے سردار کا بیٹا ہوں اور میں ان میں سے زیادہ علم والا ہوں اور زیادہ علم رکھنے والے کا بیٹا ہوں۔آپؐ ان کو بلا کر میرے بارے میں ان سے پوچھیں۔اس سے پہلے کہ ان کو علم ہو جائے کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں کیونکہ وہ پھر میرے بارے میں وہ باتیں کہیں گے جو میرے اندر نہیں ہیں۔چنانچہ آنحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس پیغام بھیجا وہ آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر بیٹھ گئے۔آپؐ نے ان سے فرمایا۔اے گروہ یہود تمہارے لئے خرابی ہو۔اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس کے سوا اور کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔اور تم خوب جانتے ہو کہ میں اللہ کا سچا رسول ہوں۔تو تمہارے پر حق کو لے کر آیا ہوں پس تم اسلام لے آؤ انہوں نے کہا ہم تو اس بات کو نہیں جانتے یہ بات انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تین مرتبہ کہی۔پھر آپؐ نے پوچھا اچھا یہ بتلاؤ عبداللہ بن سلام تمہارے اندر کس پوزیشن کے آدمی ہیں۔کہنے لگے وہ ہمارے سردار ہیں۔ہمارے سردار کے بیٹے ہیں ہمارے بہت بڑے عالم ہیں اور بڑے عالم کے بیٹے ہیں۔آپؐ نے فرمایا بتلاؤ! اگر وہ مسلمان ہو جائیں۔انہوں نے کہا اللہ اسے بچائے وہ مسلمان ہونے والے نہیں ہیں پھر آپؐ نے پوچھا اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو انہوں نے کہا اللہ انہیں بچائے وہ مسلمان ہونے والے نہیں ہیں آپؐ نے پھر تیسری مرتبہ پوچھا کہ اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو کہنے لگے اللہ انہیں بچائے وہ مسلمان ہونے والے نہیں ہیں۔آپؐ نے فرمایا اے ابن سلام باہر آؤ اور ان کو بتلاؤ چنانچہ وہ باہر آئے اور کہنے لگے اے یہودیوں کی جماعت! اللہ سے ڈرو! پس قسم ہے اس اللہ کی جس کے سوا عبادت کے لائق کوئی نہیں ہے اور تمہیں خوب علم ہے کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں اور حق کو لے کر آئے ہیں۔کہنے لگے کہ تو نے جھوٹ کہا۔جس پر آپؐ نے ان کو نکلوا دیا۔

حدیث(۳۶۳۰) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى الخ عَنْ عُمَرَؓ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ كَانَ فَرَضَ لِلْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ اَرْبَعَةَ اٰلَافٍ فِيْ اَرْبَعَةٍ وَفَرَضَ لِابْنِ عُمَرَؓ ثَلٰثَةَ اٰلَافٍ وَخَمْسَ مِائَةٍ فَقِيْلَ لَهٗ هُوَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ فَلِمَ نَقَصْتَهٗ مِنْ اَرْبَعَةِ اٰلَافٍ فَقَالَ اِنَّمَا هَاجَرَ بِهٖ اَبَوَاهُ يَقُوْلُ لَيْسَ هُوَ كَمَنْ هَاجَرَ بِنَفْسِهٖ.

ترجمہ۔حضرت عمر بن الخطابؓ نے اوّل مہاجرین کیلئے چار چار ہزار وظیفہ مقرر کیا تھا اور ابن عمرؓ کیلئے ساڑھے تین ہزار مقرر فرمایا۔آپ سے کہا گیا کہ وہ بھی تو مہاجرین میں سے ہے چار ہزار سے ان کا وظیفہ کیوں کم کر دیا فرمایا اس نے ماں باپ کے ہمراہ ہجرت کی ہے فرماتے تھے ایسا شخص اس مہاجر کی طرح نہیں ہو سکتا جس نے تن تنہا ہجرت کی ہے اس لئے کمی کر دی۔

حدیث(۳۶۳۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ الخ وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَحَدَّثَنَا خَبَّابٌ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبْتَغِي وَجْهَ اللّٰهِ وَوَجَبَ اَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَضٰى لَمْ يَاْكُلْ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْئًا مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ اُحُدٍ فَلَمْ نَجِدْ شَيْئًا نُكَفِّنُهُ فِيهِ اِلَّا نَمِرَةً كُنَّا اِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَاسَهٗ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ فَاِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَاْسُهٗ فَاَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نُغَطِّيَ رَاْسَهٗ بِهَا وَنَجْعَلَ عَلٰى رِجْلَيْهِ مِنْ اِذْخَرٍ وَمِنَّا مَنْ اَيْنَعَتْ لَهٗ ثَمَرَتُهٗ فَهُوَ يَهْدِبُهَا.

ترجمہ۔ حضرت خبابؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہجرت کی جس سے ہمارا مقصد صرف اللہ کی رضا حاصل کرنا تھا۔ ہمیں اللہ کے فضل سے امید ہے کہ ہمارا ثواب اللہ کے ذمہ واجب ہو گیا پس ہم میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے اپنے اجر میں سے کچھ بھی نہیں کھایا۔ ان میں سے حضرت مصعب بن عمیرؓ ہیں جو غزوہ احد میں شہید ہوئے تو ہمیں ان کے اسباب میں کوئی چیز ایسی نہ ملی جس میں ہم ان کو کفناتے مگر ایک بدرنگ چادر تھی۔ جب ہم اس سے ان کا سر ڈھانکتے تھے تو اس کے پاؤں کھل جاتے تھے اور جب ہم ان کے پاؤں ڈھانکتے تو ان کا سر کھل جاتا تھا۔ جس پر ہمیں رسول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم ان کا سر ڈھانک لیں اور ان کے پاؤں پر اذخر بوٹی ڈال دیں۔ اور ہم میں سے بعض وہ ہیں جن کے اجر کا پھل پک چکا ہے جس سے وہ فائدہ حاصل کر رہے ہیں۔

حدیث(۳۶۳۲) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بِشْرٍ الخ حَدَّثَنِي اَبُوبُرْدَةَ بْنِ اَبِي مُوسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ لِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَؓ هَلْ تَدْرِي مَا قَالَ اَبِي لِاَبِيكَ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَاِنَّ اَبِي قَالَ لِاَبِيكَ يَا اَبَا مُوسٰى هَلْ يَسُرُّكَ اِسْلَامُنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِجْرَتُنَا وَجِهَادُنَا مَعَهٗ وَعَمَلُنَا كُلُّهٗ مَعَهٗ يَرْدُ لَنَا وَاِنَّ كُلَّ عَمَلٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدَهٗ نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَاْسًا بِرَاْسٍ فَقَالَ اَبِي لَا وَاللّٰهِ قَدْ جَاهَدْنَا بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّيْنَا وَصُمْنَا وَعَمِلْنَا خَيْرًا كَثِيرًا وَاَسْلَمَ عَلٰى اَيْدِينَا بَشَرٌ كَثِيرٌ وَاِنَّا لَنَرْجُو ذٰلِكَ فَقَالَ اَبِي لٰكِنِّي اَنَا وَالَّذِي نَفْسُ عُمَرَؓ بِيَدِهٖ لَوَدِدْتُ اَنَّ ذٰلِكَ بَرَدَ لَنَا وَاِنَّ كُلَّ شَيْءٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدَهٗ نَجَوْنَا كَفَافًا رَاْسًا بِرَاْسٍ فَقُلْتُ اِنَّ اَبَاكَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ مِنْ اَبِي.

ترجمہ۔ ابو بردۃ بن ابی موسیٰ اشعری فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے مجھے فرمایا کیا آپ جانتے ہیں کہ میرے باپ نے تیرے باپ سے کیا کہا۔ میں نے کہا نہیں فرمایا کہ میرے باپ نے تیرے باپ سے یہ کہا کہ اے ابو موسیٰ! کیا یہ بات آپ کے لئے خوشی کا باعث ہوگی۔ آپؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کے ہمراہ ہمارا اسلام لانا اور آپؐ کے ہمراہ ہمارا ہجرت کرنا اور آپؐ کے ہمراہ ہمارا جہاد کرنا بلکہ ہمارے تمام اعمال آپؐ کے ہمراہ ہمارے لئے ٹھنڈک کا باعث ہیں۔ ثابت اور ہمیشہ ہیں اور وہ تمام اعمال جو ہم نے آپؐ کے بعد کئے ہیں اگر ہم ان سے پورے پورے چھوٹ جائیں تو غنیمت ہے۔ لیکن میرے باپ نے کہا نہیں۔ اللہ کی قسم! ہم نے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جہاد کیا ہم نے نمازیں پڑھیں روزے رکھے اور بھی بہت سے نیکی کے کام کئے اور ہمارے ہاتھوں پر بہت سے انسانوں نے اسلام قبول کیا ہے بیشک ہم ان کے ثواب کی امید رکھتے ہیں جس پر میرے باپ نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں عمر کی جان ہے۔ میں تو یہ پسند کرتا ہوں کہ وہ پہلے اعمال تو ہمارے لئے ٹھنڈک کا باعث ہیں اور وہ تمام اعمال جو ہم نے آپؐ کے بعد کئے ہیں اگر ہم ان سے پورے پورے نجات پا جائیں تو غنیمت

ہے۔ میں نے کہا واللہ تیرا باپ میرے باپ سے اچھا رہا۔ یہ کسر نفسی کی بنا پر تھا۔ یا یہ کہ انسان سے نیک عمل میں کوئی نہ کوئی کوتاہی ہو جاتی ہے۔ واقعی کلام السادات سادات الکلام اور حضرت عمرؓ تو وہ ہیں جو ناطقا بالصدق و الصواب ہیں۔

حدیث(۳۶۳۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَبَّاحِ الخ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَؓ إِذَا قِيلَ لَهُ هَاجَرَ قَبْلَ أَبِيهِ يَغْضَبُ قَالَ وَقَدِمْتُ أَنَا وَعُمَرُؓ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْنَاهُ قَائِلًا فَرَجَعْنَا إِلَى الْمَنْزِلِ فَأَرْسَلَنِي عُمَرُؓ وَقَالَ اذْهَبْ فَانْظُرْ هَلِ اسْتَيْقَظَ فَأَتَيْتُهُ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَبَايَعْتُهُ ثُمَّ انْطَلَقْتُ إِلَى عُمَرَؓ فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّهُ قَدِ اسْتَيْقَظَ فَانْطَلَقْنَا إِلَيْهِ نُهَرْوِلُ هَرْوَلَةً حَتّٰى دَخَلَ عَلَيْهِ فَبَايَعَهُ ثُمَّ بَايَعْتُهُ.

ترجمہ۔ ابوعثمانؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمرؓ سے سنا جب ان سے کہا جاتا کہ انہوں نے اپنے باپ سے پہلے ہجرت کی ہے۔ تو وہ غضبناک ہو جاتے تھے۔ فرماتے کہ واقعہ یہ ہے کہ میں اور میرے باپ حضرت عمرؓ اکٹھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپؐ اس وقت قیلولہ فرما رہے تھے تو ہم اپنے گھر واپس چلے گئے۔ پھر حضرت عمرؓ نے مجھے بھیجا اور فرمایا جا کر دیکھو کہ آپؐ بیدار ہو چکے ہیں۔ چنانچہ میں آیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور بیعت کر لی۔ پھر حضرت عمرؓ کے پاس جا کر ان کو خبر دی کہ آپؐ بیدار ہو چکے ہیں۔ تو ہم اکٹھے آپ کی طرف چلے حضرت عمرؓ جلدی جلدی چل رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپؐ کے پاس جا کر بیعت کر لی۔ پھر میں نے دوبارہ بیعت کی تو اس سے وہم دور ہو گیا کہ اپنے باپ سے پہلے ہجرت نہیں کی بلکہ بیعت پہلے کی ہے اور وہ بیعت ہجرت نہیں تھی کوئی اور تھی۔

حدیث(۳۶۳۴) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ الخ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يُحَدِّثُ قَالَ ابْتَاعَ أَبُو بَكْرٍؓ مِنْ عَازِبٍ رَحْلًا فَحَمَلْتُهُ مَعَهُ قَالَ فَسَأَلَهُ عَازِبٌ عَنْ مَسِيرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُخِذَ عَلَيْنَا بِالرَّصَدِ فَخَرَجْنَا لَيْلًا فَأَحْثَثْنَا لَيْلَتَنَا وَيَوْمَنَا حَتّٰى قَامَ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ ثُمَّ رُفِعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ فَأَتَيْنَاهَا وَلَهَا شَيْءٌ مِنْ ظِلٍّ قَالَ فَفَرَشْتُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرْوَةً مَعِي ثُمَّ اضْطَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ أَنْفُضُ مَا حَوْلَهُ فَإِذَا أَنَا بِرَاعٍ قَدْ أَقْبَلَ فِي غُنَيْمَةٍ يُرِيدُ مِنَ الصَّخْرَةِ مِثْلَ الَّذِي أَرَدْنَا فَسَأَلْتُهُ لِمَنْ أَنْتَ يَا غُلَامُ فَقَالَ أَنَا لِفُلَانٍ فَقُلْتُ لَهُ هَلْ فِي غَنَمِكَ مِنْ لَبَنٍ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ لَهُ هَلْ أَنْتَ حَالِبٌ قَالَ نَعَمْ فَأَخَذَ شَاةً مِنْ غَنَمِهِ فَقُلْتُ لَهُ انْفُضِ الضَّرْعَ قَالَ فَحَلَبَ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ وَمَعِي إِدَاوَةٌ مِنْ مَاءٍ عَلَيْهَا خِرْقَةٌ قَدْ رَوَّأْتُهَا لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَبَبْتُ عَلَى اللَّبَنِ حَتّٰى بَرَدَ أَسْفَلُهُ ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اشْرَبْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَشَرِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى رَضِيتُ ثُمَّ ارْتَحَلْنَا وَالطَّلَبُ فِي إِثْرِنَا قَالَ الْبَرَاءُ فَدَخَلْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍؓ عَلَى أَهْلِهِ فَإِذَا عَائِشَةُ ابْنَتُهُ مُضْطَجِعَةٌ قَدْ أَصَابَتْهَا حُمّٰى فَرَأَيْتُ أَبَاهَا فَقَبَّلَ خَدَّهَا وَقَالَ كَيْفَ أَنْتِ يَا بُنَيَّةُ.

ترجمہ۔ حضرت براءؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عازبؓ سے ایک کجاوہ (پاکھڑا) خرید کیا۔ میں آپ کے ہمراہ اس کو اٹھا کر لے جا رہا تھا۔ کہ حضرت عازبؓ نے ان سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر ہجرت کا حال پوچھا انہوں نے فرمایا کہ ہمارے پیچھے تاک رکھنے والے لگے ہوئے تھے تو غار سے ہم لوگ رات کے وقت نکلے۔ دن رات برابر چلتے رہے۔ یہاں تک کہ دوپہر کا وقت آ گیا تو ہمارے

سامنے ایک بڑا پتھر ظاہر ہوا۔ ہم اس کے پاس پہنچے تو اس کا کچھ نہ کچھ سایہ تھا تو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چمڑے کا بستر بچھا دیا جو میرے ہمراہ تھا جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ گئے میں ارد گرد کو جھاڑنے لگا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک گڈریا بکریاں لے کر آ رہا ہے اس پتھر سے اس کا مقصد بھی وہی سایہ حاصل کرنا تھا جو ہمارا مقصد تھا۔ میں نے اس سے پوچھا اے لڑکے! تو کس کا نوکر ہے اس نے بتلایا کہ فلاں شخص کا جس کو میں پہچانتا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کیا تیری بکریاں دودھ دیتی ہیں اس نے کہا ہاں میں نے کہا کیا دستور کے مطابق ہم مسافروں کے لئے دودھ نکال دے گا اس نے کہا ہاں۔ چنانچہ اس نے اپنی بکریوں میں سے ایک بکری لی۔ میں نے اس سے کہا ذرا تھن کو جھاڑ لینا۔ بہر حال اس نے دودھ کی کچھ مقدار دوہ کر ہمیں دے دی۔ میرے پاس پانی کا ایک برتن تھا جس پر ایک کپڑے کی ٹاکی تھی جس کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس پر باندھ رکھا تھا۔ میں نے دودھ پر پانی انڈیل دیا تاکہ اس کا نچلا حصہ ٹھنڈا ہو کر جھاگ بیٹھ جائے۔ پھر اس کو میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آیا اور میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ اسے نوش فرمائیں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پیا۔ حتی کہ میں راضی ہو گیا۔ پھر ہم نے کوچ کیا اور تلاش کرنے والے ہمارے نقش قدم پر آ رہے تھے۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں تو میں حضرت ابوبکرؓ کے ہمراہ ان کے اہل وعیال میں پہنچا پردہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ تو میں نے آپ کی صاحبزادی حضرت عائشہؓ کو دیکھا کہ وہ لیٹی ہوئی ہیں۔ جب کہ اسے سخت بخار چڑھا ہوا ہے۔ میں نے اس کے باپ کو دیکھا کہ اس نے اپنی بیٹی کے رخسارے کا بوسہ لیا اور پوچھا بیٹی اب کیسی ہو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ قال البراء فدخلت صفحہ ۱۳/۵۵۷ حضرت براءؓ کجاوہ اٹھوا کر لے جا رہے تھے اور ان کا باپ عازبؓ اس کی قیمت وصول کرنے جا رہے تھے۔ جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حدیث کا اس قدر حصہ امام بخاریؒ نے صرف اس جگہ ذکر فرمایا ہے۔ اور حضرت براءؓ کا ابوبکر صدیقؓ کے اہل وعیال کے پاس جانا یا تو نزول حجاب سے پہلے کا واقعہ ہے یا یہ کہ حضرت براءؓ ابھی تک بالغ نہیں ہوئے تھے۔ اسی طرح حضرت عائشہؓ بھی بالغ نہ تھیں۔

حدیث (۳۶۳۵) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الخ عَنْ اَنَسٍ خَادِمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ فِيْ اَصْحَابِهٖ اَشْمَطُ غَيْرَ اَبِيْ بَكْرٍؓ فَغَلَّفَهَا بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ وَقَالَ دُحَيْمٌ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَكَانَ اَسَنَّ اَصْحَابِهٖ اَبُوْبَكْرٍؓ فَغَلَّفَهَا بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ حَتّٰى قَنَا لَوْنُهَا.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ خادم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو آپؐ کے اصحاب میں سوائے ابوبکرؓ کے کوئی شخص ایسا نہیں تھا جو اشمط ہو۔ اشمط وہ شخص ہے جس کے سر کے بال کچھ سفید ہوں جو سیاہ بالوں میں ملے ہوئے ہوں۔ تو جناب ابوبکرؓ نے ان سفید بالوں کو مہندی اور وسمہ سے چھپا لیا تھا۔ دحیم اپنی سند سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ سے زیادہ عمر رسیدہ کوئی نہیں تھا۔ سن رسیدہ صرف یہی تھے جنہوں نے مہندی اور وسمہ سے سفید بالوں کو چھپا لیا تھا یہاں تک کہ ان کا رنگ سرخ ہو گیا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ سے دو سال بڑے تھے لیکن شکل وصورت کے اعتبار سے نوجوان لگتے تھے۔

حدیث (۳۶۳۶) حَدَّثَنَا اَصْبَغُ الخ عَنْ عَائِشَةَؓ اَنَّ اَبَابَكْرٍؓ تَزَوَّجَ امْرَاَةً مِّنْ كَلْبٍ يُقَالُ لَهَا اُمُّ بَكْرٍ فَلَمَّا هَاجَرَ اَبُوْبَكْرٍؓ طَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَهَا ابْنُ عَمِّهَا هٰذَا الشَّاعِرُ الَّذِيْ قَالَ هٰذِهِ الْقَصِيْدَةَ رَثٰى كُفَّارَ قُرَيْشٍ

وَمَاذَا بِالْقَلِيبِ قَلِيبِ بَدْرٍ مِنَ الشِّيزَى تُزَيَّنُ بِالسَّنَامِ
وماذابالقليب قليب بدر من القيناتو الشرب الكرام
تحيي بالسلامة ام بكر وهل لي بعد قومي من سلام
يُحَدِّثُنَا الرسول بان سنحي وكيف حياة اصداء وهام

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ میرے باپ حضرت ابوبکرؓ نے قبیلہ بنو کلب کی ایک عورت سے نکاح کیا تھا جسے ام بکر کہا جاتا تھا۔ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ہجرت کی تو اسے طلاق دے دی۔ جس سے اس کے چچازاد بھائی شداد نامی اس شاعر نے نکاح کیا۔ جس نے کفار قریش کے بارے میں یہ قصیدہ کہا ہے۔ ترجمہ اشعار بدر کے اندر کے اندھے کنوئیں میں جس میں صنادید قریش کی لاشوں کو بحکم نبوی ڈالا گیا تھا اس کے متعلق شاعر کہتا ہے کہ بدر کے بے من والے کنوئیں میں یہ کیا ہورہا ہے۔ جس نے ہمیں بڑے بڑے پیالوں سے محروم کردیا جن کو اونٹوں کی کوہان کے گوشت سے بارونق کیا جاتا تھا۔ اور یہ قلیب بدر میں کیا ہورہا ہے جس نے ہمیں گانے والی باندیوں اور شراب خور معزز سرداروں سے محروم کردیا ہے۔ ام بکر ہمیں سلامتی کی دعا کرتی ہے۔ میری قوم کے مرجانے کے بعد میرے لئے کیا سلامتی ہوسکتی ہے۔ رسول اللہ ہمیں بتاتے ہیں کہ ہم عنقریب زندہ کئے جائیں گے۔ اُلو بن جانے کے بعد زندگی کیسے ہوگی۔

عرب کے لوگ حشر ونشر کے تو قائل نہیں تھے۔ البتہ اتنا عقیدہ رکھتے تھے کہ مرنے کے بعد مقتول کے سر سے اس کی روح ایک پرندہ کی شکل میں نکل کر العطش کہتی رہتی ہے۔ جب تک کہ اس کے خون کا بدلہ نہ لیا جائے۔ صداء وہ پیاس۔ اور ھام وہ پرندہ جو کھوپری سے نکلتا ہے۔ شداد شاعر کے متعلق ہے کہ مسلمان ہوا پھر مرتد ہوگیا۔

شیخری آبنوس کا درخت جس سے کھانے کے لئے بڑے بڑے پیالے یا تغار بنائے جاتے تھے۔ ان بڑے بڑے پیالوں میں اونٹ کے کوہان کے گوشت کو سجا کر مہمانوں کے سامنے رکھتے تھے۔ نوجوان باندیاں گانا گاتی تھیں اور یہ شرفاء شراب پیتے تھے۔ شاعر ان کو یاد کررہا ہے۔ اور ھام سر کی کھوپڑی اور صداء وہ پرندہ جو اس کھوپڑی سے نکل کر رات کو اڑتا رہتا ہے۔ جسے اُلو کہتے ہیں۔

غرض شاعر یہ ہے کہ جب انسان کی روح پرندہ بن کر اڑ گئی تو اب دوسری مرتبہ کیسے زندہ ہوگا۔ وہ پرندہ اُلو ہے جو منحوس سمجھا جاتا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ حناء و کتم مہندی اور وسمہ سے خضاب لگانا ممنوع نہیں ہے۔ جب تک وہ سیاہی پیدا نہ کرے۔ یا یہ کہ دونوں کا مجموعہ سیاہی تک نہ پہنچ جائے کہ اس پر وسمہ کا غلبہ ہوجائے۔ یا یہ کہ دونوں باری باری لگائے جائیں۔ ایک دن مہندی اور دوسرے دن وسمہ لگایا جائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ کتم کے معنی میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ نیل ہے۔ بعض نے کہا یمن میں ایک بوٹی ہے جو بالوں کو کالا کردیتی ہے۔ بعض نے کہا قریش کی مہندی ہے جو زرد رنگ کردیتی ہے۔

علم یورث سواد ا یعنی جب یہ وسمہ سیاہ رنگ پیدا نہ کرے جیسا کہ آخر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قنا لونہا کہ اس کا رنگ سرخ ہوگیا۔ تو سیاہ رنگ سے اجتناب کیا جائے۔

حدیث(۳۶۳۷) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمٰعِيلَ الخ عَنْ اَبِىْ بَكْرٍؓ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَارِ فَرَفَعْتُ رَاْسِىْ فَاِذَا اَنَا بِاَقْدَامِ الْقَوْمِ فَقُلْتُ يَانَبِيَّ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ بَعْضَهُمْ طَاْطَا بَصَرَهٗ

رَانَا قَالَ اسْكُتْ يَا اَبَابَكْرٍ اِثْنَانِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا.

ترجمہ۔حضرت ابوبکر صدیقؓ سے مروی ہے کہ میں غار میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا میں نے اوپر کو سر اٹھا کر دیکھا تو مجھے قوم قریش کے قدم نظر آئے۔ میں نے کہا اے اللہ کے نبی! اگر ان میں سے کوئی شخص نظر گھماتے ہوئے نیچے کو نگاہ کرلے تو ہمیں دیکھ لے گا آپؐ نے فرمایا ابوبکرؓ چپ رہو ہم دو ہیں تیسرا ہمارے ساتھ اللہ ہے ہمارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

حدیث(۳۶۳۸) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الخ حَدَّثَنِي اَبُوْسَعِيْدٍؓ قَالَ جَآءَ اِعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَالَهُ عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَ وَيْحَكَ اِنَّ الْهِجْرَةَ شَانُهَا شَدِيْدٌ فَهَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتُعْطِيْ صَدَقَتَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتَحْلِبُهَا يَوْمَ وُرُوْدِهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاعْمَلْ مِنْ وَّرَآءِ الْبِحَارِ فَاِنَّ اللّٰهَ لَنْ يَّتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا.

ترجمہ۔حضرت ابوسعید فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی آیا اور اس نے آپؐ سے ہجرت کی اجازت مانگی آپؐ نے فرمایا تیرے لئے افسوس ہے۔ ہجرت کا معاملہ بڑا سخت ہے۔کیا تیرے اونٹ ہیں اس نے کہا ہاں! آپؐ نے پوچھا کہ اس کی زکوٰۃ ادا کرتے ہو اس نے کہا ہاں! آپؐ نے پوچھا کہ کیا کسی مسافر کو یا غریب کو ان میں سے کوئی اونٹنی دودھ پینے کے لئے دے دیا کرتے ہو اس نے کہا ہاں۔آپؐ نے پوچھا جس دن گھاٹ پر پانی پلانے کیلئے ان کو لاتے ہو تو کیا وہاں کے فقراء کیلئے اس کا دودھ دوہا کرتے ہو اس نے کہا ہاں فرمایا بس تم ان سمندروں کے پیچھے پار جہاں چاہو اپنا عمل جاری رکھو اللہ تعالیٰ تمہارے عمل میں سے کسی چیز کی کمی نہیں کریگا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ دیہاتی لوگ چونکہ ہجرت پر صبر نہیں کرسکتے اس لئے آپؐ نے اسے ہجرت سے روکا۔جیسا کہ ایک دیہاتی کو بخار ہو گیا تو بیعت توڑ کر چلا گیا۔اس لئے آپؐ نے فرمایا کہ یہ لوگ مدینہ کی سختیاں برداشت نہیں کرسکیں گے اس لئے ہجرت نہ کریں۔اور بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ ہجرت اہل حاضرہ پر تھی۔اہل بادیہ پر واجب نہیں تھی۔

بَابُ مَقْدَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهِ الْمَدِيْنَةَ

ترجمہ۔جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب کرامؓ کا مدینہ کی طرف آنا

حدیث(۳۶۳۹) حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ الخ سَمِعَ الْبَرَآءَؓ قَالَ اَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍؓ وَابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍؓ ثُمَّ قَدِمَ عَلَيْنَا عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍؓ وَبِلَالٌؓ.

ترجمہ۔حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ پہلے پہل جو شخص ہمارے پاس آیا وہ حضرت مصعب بن عمیرؓ اور عبداللہ بن ام مکتومؓ ہیں۔پھر ہمارے پاس حضرت عمار بن یاسرؓ اور حضرت بلالؓ تشریف لائے۔

حدیث(۳۶۴۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍؓ قَالَ اَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍؓ وَابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍؓ وَكَانَا يُقْرِئَانِ النَّاسَ فَقَدِمَ بِلَالٌؓ وَسَعْدٌؓ وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍؓ ثُمَّ قَدِمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِيْ عِشْرِيْنَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَاَيْتُ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَرِحُوْا بِشَيْءٍ فَرَحَهُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ حَتّٰی جَعَلَ الْاِمَآءُ یَقُلْنَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَا قَدِمَ حَتّٰی قَرَاْتُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی فِیْ سُوَرٍ مِّنَ الْمُفَصَّلِ.

ترجمہ۔ حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ پہلے پہل جو شخص ہمارے پاس مدینہ میں آیا وہ حضرت مصعب بن عمیرؓ اور ابن ام مکتومؓ ہیں جو لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے پھر حضرت بلالؓ سعد بن ابی وقاصؓ۔ عمار بن یاسر تشریف لائے۔ پھر حضرت عمر بن الخطابؓ بیس اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تشریف لائے۔ پھر خود جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں نے اہل مدینہ کو کبھی کسی چیز پر اتنا خوش ہوتے ہوئے نہیں دیکھا جس قدر ان کو خوشی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے ہوئی یہاں تک کہ باندیاں کہتی پھرتی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور آپ تشریف نہ لائے یہاں تک کہ میں نے مفصلات کی صورتوں میں سے سبح اسم ربک الاعلی پڑھ لی تھی۔

حدیث (۳۶۴۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ الخ عَنْ عَآئِشَۃَؓ اَنَّھَا قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَۃَ وُعِکَ اَبُوْبَکْرٍؓ وَّبِلَالٌؓ قَالَتْ فَدَخَلْتُ عَلَیْھِمَا فَقُلْتُ یَا اَبَتِ کَیْفَ تَجِدُکَ وَیَا بِلَالُؓ کَیْفَ تَجِدُکَ فَکَانَ اَبُوْبَکْرٍؓ اِذَا اَخَذَتْہُ الْحُمّٰی یَقُوْلُ.

کُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِیْ اَھْلِہٖ ۔۔۔ وَالْمَوْتُ اَدْنٰی مِنْ شِرَاکِ نَعْلِہٖ

وَکَانَ بِلَالٌ اِذَا اَقْلَعَ عَنْہُ الْحُمّٰی یَرْفَعُ عَقِیْرَتَہٗ وَیَقُوْلُ.

اَلَا لَیْتَ شِعْرِیْ ھَلْ اَبِیْتَنَّ لَیْلَۃً ۔۔۔ بِوَادٍ وَّحَوْلِیْ اِذْخِرٌ وَّجَلِیْلٌ
وَھَلْ اَرِدَنْ یَوْمًا مِّیَاہَ مَجَنَّۃٍ ۔۔۔ وَھَلْ یَبْدُوَنْ لِیْ شَامَۃٌ وَّطَفِیْلٌ

قَالَتْ عَآئِشَۃُؓ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُہٗ فَقَالَ اللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْمَدِیْنَۃَ کَحُبِّنَا مَکَّۃَ اَوْ اَشَدَّ وَصَحِّحْھَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ صَاعِھَا وَمُدِّھَا وَانْقُلْ حُمَّاھَا فَاجْعَلْھَا بِالْجُحْفَۃِ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت بلالؓ سخت بخار میں مبتلا ہو گئے۔ فرماتی ہیں میں ان دونوں کے پاس بیمار پرسی کیلئے حاضر ہوئی تو میں نے پوچھا اے ابا جان! اب آپ کیسے ہیں۔ اور اے بلالؓ! آپ کیسے ہیں۔ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ جب بخار میں مبتلا ہوتے تو یہ شعر پڑھتے۔ (ترجمہ) ہر آدمی صبح کے وقت اپنے اہل وعیال میں صحیح سالم ہوتا ہے کہ موت اس کے جوتے کے تسمہ سے بھی زیادہ اس کے نزدیک ہوتی ہے۔ اور حضرت بلالؓ جب بخار سے افاقہ حاصل کرتے تو اپنے رو۔نے والی آواز کو اونچا کر کے کہتے۔ خبردار کاش مجھے علم ہوتا کہ کیا کوئی رات میں وادی مکہ میں جا کر گزاروں گا کہ میرے اردگرد اذخر اور جلیل بوٹیاں ہوتیں اور کیا میں کسی دن مجنہ مقام پر جا کر پانی پینے کے لئے جاؤں گا۔ اور کیا میرے لئے شالہ اور طفیل پہاڑ بھی ظاہر ہوں گے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس واقعہ کی اطلاع دی تو آپؐ نے دعا مانگی۔ اے اللہ ہمیں مدینہ بھی ایسا محبوب بنا دے جیسا کہ ہم مکہ سے محبت کرتے ہیں یا اس سے بھی زیادہ سخت محبت کرنے والے ہوں اور اس کو بیماریوں اور وباؤں سے صحت افزا مقام بنا دے۔ اور ہمارے لئے اس کے صاع اور مد میں برکت پیدا فرما دے اور اس کے بخار کو نقل کر کے جحفہ مقام یہود پر ڈال دے۔

حدیث (۳۶۴۲) حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ اَنَّ عُبَیْدَ اللّٰہِ بْنَ عَدِیِّ بْنِ الْخِیَارِ اَخْبَرَہٗ قَالَ

دَخلتُ عَلٰی عُثْمَانَ وَقَالَ بِشْرُبْنُ شُعَیْبِ الخ فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَکُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَاٰمَنَ بِمَا بُعِثَ بِهٖ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ هَاجَرْتُ هِجْرَتَیْنِ وَنِلْتُ صِهْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَبَایَعْتُهٗ فَوَاللّٰهِ مَا عَصَیْتُهٗ وَلَا غَشَشْتُهٗ حَتّٰی تَوَفَّاهُ اللّٰهُ تَابَعَهٗ اِسْحٰقُ الْکَلْبِیُّ.

ترجمہ۔عبیداللہ بن عدیؓ فرماتے ہیں ولید بن عقبہ کے بارے میں میں حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے کلمہ شہادت پڑھنے کے بعد فرمایا امابعد بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق دے کر بھیجا۔اور جس شریعت کو لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اس پر ایمان لے آیا پھر دو ہجرتیں کیں۔ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کا شرف حاصل کیا۔اور آپ کی بیعت کی پس اللہ کی قسم! نہ تو میں نے آپ کی نافرمانی کی اور نہ ہی خیانت برتی۔یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دے دی اسحاق کلبی نے اس کی متابعت کی ہے۔

حدیث(۳۶۴۳) حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سُلَیْمَانَ الخ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍؓ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ ابْنَ عَوْفٍؓ رَجَعَ اِلٰی اَهْلِهٖ وَهُوَ بِمِنًی فِیْ اٰخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا عُمَرُؓ فَوَجَدَنِیْ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقُلْتُ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِنَّ الْمَوْسِمَ یَجْمَعُ رَعَاءَ النَّاسِ وَاِنِّیْ اَرٰی اَنْ تَمْهَلَ حَتّٰی تَقْدَمَ الْمَدِیْنَةَ فَاِنَّهَا دَارُ الْهِجْرَةِ وَالسُّنَّةِ وَتَخْلُصَ لِاَهْلِ الْفِقْهِ وَاَشْرَافِ النَّاسِ وَذَوِیْ رَأْیِهِمْ قَالَ عُمَرُؓ لَاَقُوْمَنَّ فِیْ اَوَّلِ مَقَامٍ اَقُوْمُهٗ بِالْمَدِیْنَةِ.

ترجمہ۔حضرت ابن عباسؓ خبر دیتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اپنے اس آخری حج سے منیٰ میں اپنے اہل وعیال کے اندر واپس آئے اور یہ حضرت عمرؓ کا آخری حج تھا جب انہوں نے مجھے پایا تو ایک اعلان کرنے کا مشورہ کیا (جبکہ ایک آدمی نے منیٰ میں یہ کہا تھا کہ اگر حضرت عمرؓ کی وفات ہوگئی تو میں فلاں شخص کی بیعت کروں گا جس پر حضرت عمرؓ ناراض ہوئے اور فرمایا انشاءاللہ آج میں عشاء کے بعد لوگوں کو خطاب کروں گا) تو حضرت عبدالرحمٰنؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا اے امیرالمؤمنین! کہ حج کا موسم ہر کہ مہ کو جمع کرتا ہے۔میری رائے یہ ہے کہ آپ دیر کریں۔جب مدینہ تشریف لائیں جو کہ دارالھجرت ہے اور سنت نبوی کا مرکز ہے۔اور وہاں آپ اہل فقہ شرفاء اور اصحاب رائے حضرات کے پاس پہنچیں تو وہاں خطاب کریں۔تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ پہلا مقام جہاں میں کھڑے ہو کر یہ خطاب کروں گا تو میں مدینہ میں کھڑا ہوں گا۔

حدیث(۳۶۴۴) حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ الخ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍؓ اَنَّ اُمَّ الْعَلَاءِ اِمْرَاَةً مِنْ نِّسَآئِهِمْ بَایَعَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ طَارَلَهُمْ فِی السُّکْنٰی حِیْنَ اقْتَرَعَتِ الْاَنْصَارُ عَلٰی سُکْنَی الْمُهَاجِرِیْنَ قَالَتْ اُمُّ الْعَلَاءِ فَاشْتَکٰی عُثْمَانُ عِنْدَنَا فَمَرَّضْتُهٗ حَتّٰی تُوُفِّیَ وَجَعَلْنَاهُ فِیْ اَثْوَابِهٖ فَدَخَلَ عَلَیْنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْکَ اَبَا السَّآئِبِ شَهَادَتِیْ عَلَیْکَ لَقَدْ اَکْرَمَکَ اللّٰهُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَایُدْرِیْکَ اَنَّ اللّٰهَ اَکْرَمَهٗ قَالَتْ قُلْتُ لَآ اَدْرِیْ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَنْ قَالَ اَمَّا هُوَ فَقَدْ جَآءَهُ وَاللّٰهِ الْیَقِیْنُ وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَرْجُوْلَهُ الْخَیْرَ وَمَا اَدْرِیْ وَاللّٰهِ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَایُفْعَلُ بِیْ قَالَتْ فَوَاللّٰهِ لَا اُزَکِّیْ

اَحَدًا بَعْدَهُ قَالَتْ فَاَحْزَنَنِیْ ذَالِکَ فَنِمْتُ فَاُرِیْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ عَیْنًا تَجْرِیْ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُہٗ فَقَالَ ذٰلِکَ عَمَلُہٗ.

ترجمہ۔حضرت خارجہ بن زید بن ثابتؓ سے مروی ہے کہ حضرت ام العلاءؓ جو ہم انصار کی عورتوں میں سے ایک عورت تھی جس نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی وہ خبر دیتی ہیں کہ جب مہاجرین کی رہائش کے لئے انصار میں قرعہ اندازی ہوئی تو حضرت عثمان بن مظعونؓ کا رہائشی قرعہ ان کے نام نکلا۔ام العلاءؓ فرماتی ہیں کہ ہمارے پاس حضرت عثمان بن مظعون بیمار ہوگئے۔میں نے ان کی خوب تیمارداری کی یہاں تک کہ وہ بے چارے وفات پاگئے ہم نے ان کو ان کے اپنے کپڑوں میں دفن کیا پس جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے میں نے کہا اے ابوالسائب یہ حضرت عثمانؓ کی کنیت تھی میں تیرے متعلق گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے بڑا اعزاز بخشا ہے۔جس پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اعزاز واکرام سے نوازا ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے کہا یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں پھر کون اعزاز والا ہوگا اگر یہ مکرمین میں سے نہیں ہے۔آپؐ نے فرمایا اللہ کی قسم! موت تو اس پر آگئی۔اور میں اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے بھلائی کی امید رکھتا ہوں لیکن اللہ کی قسم! میں اللہ کا رسول ہونے کے باوجود یہ نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا ہوگا۔حضرت ام العلاءؓ فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم! اس کے بعد میں نے کسی کو پاکباز قرار نہیں دیا۔وہ فرماتی ہیں کہ اس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی وجہ سے میں غمناک ہوگئی۔مجھے نیند آگئی تو مجھے حضرت عثمان بن مظعونؓ کے لئے ایک چالو چشمہ دکھایا گیا۔میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اس کی اطلاع کی تو آپؐ نے فرمایا یہ اس کا عمل ہے جو اس طرح تمہیں دکھایا گیا ہے۔حضرت عثمان بن مظعونؓ تیرہ مسلمانوں کے بعد اسلام لائے۔دونوں ہجرتیں کیں بدر میں حاضری دی۔اور یہ پہلے مہاجر صحابی ہیں جن کی مدینہ میں وفات ہوئی۔آپ کی وفات ۲ھ میں ہوئی۔

حدیث (۳۶۴۵) حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ سَعِیْدٍ الخ عَنْ عَآئِشَۃَؓ قَالَتْ کَانَ یَوْمُ بُعَاثَ یَوْمًا قَدَّمَہُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَ لِرَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَۃَ وَقَدِ افْتَرَقَ مَلَؤُھُمْ وَقُتِلَتْ سَرَاتُھُمْ فِیْ دُخُوْلِھِمْ فِی الْاِسْلَامِ.

ترجمہ۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جنگ بعاث کو اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مقدم فرمایا تاکہ وہ لوگ اسلام میں داخل ہوں۔چنانچہ جب آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو ان اوس وخزرج کے اشراف اور سادات بڑے بڑے چوہدری جو اسلام لانے میں رکاوٹ بن سکتے تھے وہ کچھ اشراف تتر بتر ہوگئے۔اور ان کے سردار قتل ہوچکے تھے۔

حدیث (۳۶۴۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی الخ عَنْ عَآئِشَۃَؓ اَنَّ اَبَا بَکْرٍؓ دَخَلَ عَلَیْھَا وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِنْدَھَا یَوْمَ فِطْرٍ اَوْ اُضْحٰی وَعِنْدَھَا قَیْنَتَانِ تُغَنِّیَانِ بِمَا تَقَاذَفَتِ الْاَنْصَارُ یَوْمَ بُعَاثٍ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍؓ مِزْمَارُ الشَّیْطٰنِ مَرَّتَیْنِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَعْھُمَا یَا اَبَابَکْرٍؓ اِنَّ لِکُلِّ قَوْمٍ عِیْدًا وَاِنَّ عِیْدَنَا ھٰذَا الْیَوْمِ.

ترجمہ۔حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ ان کے پاس تشریف لائے۔جب کہ فطر یا اضحیٰ کے دن آنحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تھے اور ان کے پاس دو لڑکیاں وہ گانا گا رہی تھیں جو انصار نے یوم بعاث میں جنگی ترانے گائے تھے ابوبکرؓ نے دو مرتبہ فرمایا یہ تو شیطان کا باجا ہے کیوں بج رہا ہے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! ان بچیوں کو چھوڑ دو بے شک ہر قوم کیلئے خوشی کا دن ہوتا

ہے۔ ہمارے لئے آج کا دن خوشی کا دن ہے۔

صوفیہ نے اس حدیث سے سماع بالالة وبغیر الالة کے جواز پر استدلال کیا ہے۔ حالانکہ دولڑکیاں گا رہی تھیں اور وہ بھی جنگی ترانے اور شجاعت کی باتیں تھیں۔ اس سے بالغوں کے لئے جواز سماع کیسے ثابت ہوا۔ جب کہ من یشتری لھو الحدیث قرآنی آیت سے بھی ممانعت معلوم ہوتی ہے۔ جس کی تفسیر غناء ہے۔

حدیث(۳۶۴۷) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِکٍؓ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ نَزَلَ فِيْ عِلْوِ الْمَدِيْنَةِ فِيْ حَيٍّ يُقَالُ لَهُمْ بَنُوْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ قَالَ فَاَقَامَ فِيْهِمْ اَرْبَعَ عَشَرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ اَرْسَلَ اِلٰى مَلَاءِ بَنِي النَّجَّارِ قَالَ فَجَآءُوْا مُتَقَلِّدِيْ سُيُوْفِهِمْ قَالَ وَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ وَاَبُوْبَكْرٍؓ رَدْفَهٗ وَمَلَاءُ بَنِي النَّجَّارِ حَوْلَهٗ حَتّٰى اَلْقٰى بِفِنَآءِ اَبِيْ اَيُّوْبَ قَالَ فَكَانَ يُصَلِّيْ حَيْثُ اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ وَيُصَلِّيْ فِيْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ ثُمَّ قَالَ اِنَّهٗ اُمِرَ بِبِنَآءِ الْمَسْجِدِ فَاَرْسَلَ اِلٰى مَلَاءِ بَنِي النَّجَّارِ فَجَآءُوْا فَقَالَ يَابَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُوْنِيْ حَآئِطَكُمْ هٰذَا قَالُوْا لَا وَاللّٰهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهٗ اِلَّا اِلَى اللّٰهِ قَالَ فَكَانَ فِيْهِ مَا اَقُوْلُ لَكُمْ كَانَتْ فِيْهِ قُبُوْرُ الْمُشْرِكِيْنَ وَكَانَتْ فِيْهِ خَرِبٌ وَكَانَ فِيْهِ نَخْلٌ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُوْرِ الْمُشْرِكِيْنَ فَنُبِشَتْ وَبِالْخَرِبِ فَسُوِّيَتْ وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ قَالَ فَصَفُّوْا النَّخْلَ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ قَالَ وَجَعَلُوْا عِضَادَتَيْهِ حِجَارَةً قَالَ جَعَلُوْا يَنْقُلُوْنَ ذَاکَ الصَّخْرَ وَهُمْ يَرْتَجِزُوْنَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُمْ يَقُوْلُوْنَ اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ لَا خَيْرَ اِلَّا خَيْرَ الْاٰخِرَةِ فَانْصُرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پہنچے۔ تو آپ عوالی مدینہ میں ایک قبیلہ بنو عمرو بن عوف میں قیام پذیر ہوئے۔ جن میں آپؐ نے چودہ رات تک قیام فرمایا۔ پھر آپؐ نے قبیلہ بنو النجار کی جماعت کی طرف پیغام بھیجا تو وہ تلواریں گلے میں لٹکائے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت انسؓ فرماتے ہیں گویا کہ میں ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں کہ آپؐ اپنی اونٹنی پر سوار ہیں حضرت ابوبکرؓ آپؐ کے ردیف ہیں۔ اور بنو النجار کی جماعت آپؐ کے اردگرد اپنے جلو میں لئے جا رہی ہے۔ یہاں تک کہ آپ نے اپنا کجاوہ حضرت ابوایوب انصاریؓ کے مکان کے صحن میں جا کر ڈالا۔ وہ فرماتے ہیں کہ پہلے معمول یہ تھا کہ جس جگہ آپ کو نماز کا موقع مل جاتا وہاں نماز پڑھ لیتے تھے۔ کوئی مسجد نہیں تھی۔ حتی کہ بکریوں کے باڑے میں بھی نماز پڑھ لیتے تھے۔ بعد ازاں آپ کو مسجد بنانے کا حکم دیا گیا۔ تو آپؐ نے بنو النجار کی جماعت کے پاس پیغام بھیجا۔ وہ آپؐ کے پاس آ گئے تو آپؐ نے فرمایا اے بنو النجار اپنا یہ باغ قیمتاً میرے پاس بیچ دو۔ انہوں نے جواب میں کہا یا رسول اللہ ہمیں تو اس کی قیمت اللہ تعالیٰ سے طلب کرنی ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں اس باغ میں وہ چیزیں تھیں۔ جو میں تمہیں بتلاتا ہوں۔ اس میں مشرکوں کی قبریں تھیں۔ کچھ ویران بوسیدہ عمارتیں تھیں۔ اور کچھ کھجور کے پودے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں کی قبروں کے بارے میں تو فرمایا کہ ان کو اکھیڑ دیا جائے اور اجاڑ عمارت کو ہموار کر دیا جائے۔ اور کھجور کے پودے کاٹ دیئے جائیں۔ فرماتے ہیں کہ کھجور کے تنوں کو تو مسجد کے قبلہ کی طرف قطار میں کھڑا کر دیا گیا اور ان کے دونوں بازوؤں میں پتھر بھر دیئے گئے۔ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ یہ پتھر اٹھا

رہے تھے اور یہ رجزیہ کلام پڑھتے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ہمراہ تھے۔ فرماتے تھے اے اللہ! آخرت کی بھلائی کے سوا کوئی بھلائی نہیں ہے۔ پس آپ انصار اور مہاجرین کی امداد فرمائیں۔

بَابُ اِقَامَةِ الْمُهَاجِرِ بِمَكَّةَ بَعْدَ قَضَآءِ نُسُكِهٖ

ترجمہ۔ احکام حج ادا کرنے کے بعد مہاجرین کا مکہ میں قیام کرنا۔ اس کے بارے میں ہے۔

حدیث (۳۶۴۸) حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ حَمْزَةَ الخ سَمِعْتُ الْعَلَآءَ بْنَ الْحَضْرَمِیَّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثٌ لِلْمُهَاجِرِ بَعْدَ الصَّدَرِ.

ترجمہ۔ حضرت علاء بن الحضرمیؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طواف زیارت کرنے کے بعد مہاجرین کو مکہ میں تین راتیں ٹھہرنے کی اجازت ہے۔ معلوم رہے کہ فتح مکہ سے پہلے مہاجرین کے لئے مکہ میں قیام کرنا حرام تھا۔ پھر جب وہ حج اور عمرہ سے فارغ ہوں تو تین دن قیام کرنا جائز تھا۔ اس سے زائد نہیں۔ اور یہ تین اقامت میں شمار نہیں ہوتے تھے بلکہ وہ مسافر کے حکم میں رہتا تھا۔ صدر کے معنی منٰی سے واپس آنے کے ہیں۔

حدیث (۳۶۴۹) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُسْلَمَةَ الخ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَا عَدُّوْا مِنْ مَبْعَثِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَا مِنْ وَفَاتِهٖ مَا عَدُّوْا اِلَّا مِنْ مَّقْدَمِهِ الْمَدِیْنَةَ.

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے اسلامی تاریخ یعنی کیلنڈر نہ تو آپ کی بعثت سے شروع کیا اور نہ ہی آپ کی وفات سے اور نہ ہی آپؐ کے مولد سے۔ بلکہ ہجرت کر کے آپؐ کے مدینہ تشریف لانے سے اسلامی تاریخ کو شروع کیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ الامن مقدمه المدينة صفحہ ۱۲/۵۶۰ چونکہ ابتداً سال محرم سے ہوتا ہے۔ اگرچہ ہجرت ربیع الاوّل میں ہوئی۔ لیکن انہوں نے ابتداء اسلامی تاریخ محرم سے قرار دی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ ان نسخوں کے مطابق جو ہندوستان میں طبع ہوئے اور آج ہمارے ہاتھوں میں ہیں ان میں باب بلاترجمہ کے ہے۔ لیکن بعض نسخوں میں باب التاریخ ہے۔ ارخ کے لغت میں معنی وقت کے ہیں۔ اور اصطلاح میں وقت مقرر کرنے کے معنی ہیں۔ عرب کے ہاں تاریخ قمری سال کے حساب سے ہے۔ شمسی سے نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قمری حساب میں رات پہلے آتی ہے دن بعد میں۔ کیونکہ چاند پہلے رات کو ظاہر ہوتا ہے۔ اور سن ہجری حضرت عمرؓ کے دور خلافت سے شروع ہوا۔ اور لمسجد اسس علی التقوی من اول یوم سے استنباط کیا۔ کہ مسجد کی بنا اس دن رکھی گئی جس دن آپؐ اور آپؐ کے اصحابؓ مدینہ میں داخل ہوئے۔ حقیقت یہ ہے کہ تاریخ اسلام مقرر کرنے کی چار صورتیں تھیں۔ مولد۔ مبعث۔ وفات اور هجرت. مولد اور مبعث کی تعیین میں اختلاف ہے یوم وفات حسرت افسوس کا دن ہے۔ اس لئے ہجرت سے ہی اسلامی سن کی ابتداء کی گئی۔ کیونکہ یہ مہینہ حاجیوں کی واپسی کا ہوتا ہے دوسرے عزم ہجرت محرم میں ہوا تھا۔ جب کہ بیعت عقبہ واقع ہو چکی تو ہی عروج اسلام کا سبب بنا۔ اس لئے محرم سے اسلامی سال شروع کیا گیا۔ اور یہ ہجرت کی تعیین اور محرم سے ابتداء حضرت علیؓ کی رائے تھی جس پر سب نے اتفاق کر لیا۔ اور یہ ۱۷ھ کا واقعہ ہے۔

حدیث (۳۶۵۰) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ عَآئِشَةَؓ قَالَتْ فُرِضَتِ الصَّلٰوةُ رَكْعَتَیْنِ ثُمَّ هَاجَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَفُرِضَتْ اَرْبَعًا وَتُرِكَتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ عَلَی الْاُوْلٰی تَابَعَهٗ عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نماز دو رکعت فرض ہوئی تھی۔ جب جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو پھر نماز چار رکعت

فرض کی گئی۔اور سفر کی نماز کو پہلی حالت پر چھوڑا گیا۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اَللّٰهُمَّ اَمْضِ لِاَصْحَابِيْ هِجْرَتَهُمْ وَمَرْثِيَّتُهُ لِمَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ

ترجمہ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ اے اللہ میرے صحابہ کی ہجرت کو چالو رکھ اور جس شخص کی مکہ میں وفات ہوئی اس پر افسوس کا اظہار کرنا۔

حدیث(۳۶۵۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قُزْعَةَ الخ عَنْ اَبِيْهِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍؓ قَالَ عَادَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ مَّرَضٍ اَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَلَغَ بِيْ مِنَ الْوَجْعِ مَا تَرٰى وَاَنَا ذُوْمَالٍ وَّلَا يَرِثُنِيْ اِلَّا اِبْنَةٌ لِّيْ وَاحِدَةٌ اَفَا تَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِيْ قَالَ لَا قَالَ فَاَتَصَدَّقُ بِشَطْرِهٖ قَالَ الثُّلُثُ يَا سَعْدُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ اِنَّكَ اَنْ تَذَرَ ذُرِّيَّتَكَ اَغْنِيَآءَ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنْ تَذَرَ ذُرِّيَّتَكَ وَلَسْتَ بِنَافِقٍ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا اٰجَرَكَ اللّٰهُ بِهَا حَتَّى اللُّقْمَةَ الَّتِيْ تَجْعَلُهَا فِيْ فِيْ امْرَاَتِكَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُخَلَّفُ بَعْدَ اَصْحَابِيْ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلُ عَمَلًا تَبْتَغِيْ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا ازْدَدْتَّ بِهٖ دَرَجَةً وَرِفْعَةً وَلَعَلَّكَ تُخَلَّفُ حَتّٰى يَنْتَفِعَ بِكَ اَقْوَامٌ وَيُضَرُّ بِكَ اٰخَرُوْنَ اَللّٰهُمَّ اَمْضِ لِاَصْحَابِيْ هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ لٰكِنَّ الْبَائِسَ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ يَرْثِيْ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُوُفِّيَ بِمَكَّةَ وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ الخ اَلَا تَذَرَكَ وَرَثَتَكَ.

ترجمہ۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میری بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے وہ بیماری جسکی وجہ سے میں موت کو جھانکنے لگا تھا میں نے عرض کی یارسول اللہ! بیماری کو تو آپؐ دیکھ رہے ہیں کہ اس نے مجھے کہاں تک پہنچا دیا۔ میں مالدار آدمی ہوں اور میری وارث صرف ایک اکیلی میری بیٹی ہے۔ کیا میں اپنے مال کا دو تہائی صدقہ کردوں آپؐ نے فرمایا نہیں۔ پھر فرمایا اس کا نصف صدقہ کردوں۔ آپؐ نے فرمایا اے سعد! ایک تہائی صدقہ کرو اور وہ تہائی بھی بہت ہے۔ تم اپنی اولاد کو غنی کر کے چھوڑ جاؤ۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ تم ان کو محتاج چھوڑ کر مرو اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے رہیں۔ اور احمد بن یونس نے اپنی سند سے ان تذر ذریتک کے بعد یہ روایت کیا ہے کہ تم جو خرچہ بھی کرو جس سے تمہارا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہو تو اس کا ثواب اللہ تعالیٰ تمہیں عطا فرمائے گا حتی کہ وہ لقمہ جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو گے وہ بھی موجب ثواب ہے میں نے کہا یارسول اللہ کیا میں اپنے ساتھیوں سے مکہ میں پیچھے رکھا جاؤں گا کہ ان کے ہمراہ نہیں جاسکوں گا۔ آپؐ نے فرمایا تو ہرگز پیچھے نہیں چھوڑا جائے گا کیونکہ جو عمل بھی اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کیلئے کرے گا اس سے تیرا درجہ بڑھے گا۔ اور سربلندی حاصل ہوگی اور شاید تو ان کے بعد بھی زندہ رہے۔ یہاں تک کہ کچھ لوگ تیرے سے نفع حاصل کریں گے اور دوسروں کو آپ سے نقصان پہنچے گا۔ چنانچہ ایسا ہوا وہ اس کے بعد چالیس سال تک زندہ رہے۔ عراق و فارس فتح کیا۔ مسلمانوں کو فتوحات سے غنیمت کا مال ملا اور مشرکوں کو ان سے نقصان پہنچا کہ وہ شکست کھا گئے۔ لیکن سختی میں پڑنے والا تو سعد بن خولہ ہے گویا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر حزن و غم کا اظہار فرمار ہے

تھے۔ کہ اس کی وفات مکہ معظمہ میں ہوئی۔ احمد بن یونس ذریتک کی بجائے تذر ورثتک روایت کرتے کہ اپنے ورثاء کو محتاج چھوڑ کر نہ مرو۔

بَابُ كَيْفَ اٰخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَصْحَابِهٖ

ترجمہ۔ مدینہ پہنچنے کے بعد از ہجرت آپؐ نے اپنے صحابہ کرامؓ کے درمیان کیسے بھائی چارہ قائم کیا۔

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ اٰخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ وَقَالَ اَبُوْ جُحَيْفَةَ اٰخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَلْمَانَ وَاَبِي الدَّرْدَاءِ.

ترجمہ۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور سعد بن الربیع کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ جب کہ ہم لوگ مدینہ پہنچے اور ابو جحیفہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمانؓ اور ابو الدرداءؓ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔

حدیث(۳۶۵۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ الخ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍؓ فَاٰخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ الْاَنْصَارِيِّ فَعَرَضَ عَلَيْهِ اَنْ يُّنَاصِفَهٗ اَهْلَهٗ وَمَا لَهٗ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ اَهْلِكَ وَمَا لِكَ دُلَّنِيْ عَلَى السُّوْقِ فَرَبِحَ شَيْئًا مِنْ اَقِطٍ وَسَمْنٍ فَرَاٰهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ اَيَّامٍ وَعَلَيْهِ وَضَرٌ مِّنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْيَمْ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجْتُ اِمْرَاَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالَ فَمَاسُقْتَ فِيْهَا فَقَالَ وَزْنَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ جب مدینہ پہنچے تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور حضرت سعد بن الربیع انصاریؓ کے درمیان بھائی چارہ قائم فرما دیا تو حضرت سعدؓ نے انہیں پیش کش کی کہ ان کے اہل اور مال کو نصف نصف کر لو تو حضرت عبدالرحمٰنؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کے اہل وعیال اور مال میں برکت پیدا کرے مجھے تو بازار کا راستہ بتلاؤ چنانچہ انہیں پنیر اور گھی سے کچھ نفع ہوا۔ کچھ دن کے بعد جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا کہ ان کے کپڑوں پر زرد خوشبو کے کچھ دھبے لگے ہوئے ہیں۔ پوچھا اے عبدالرحمٰن یہ کیا ہے۔ کہنے لگے یارسول اللہ! میں نے انصار کی ایک عورت سے شادی کر لی ہے فرمایا اسے کیا حق مہر پہنچایا ہے۔ فرمایا سونے کی گٹھلی کی مقدار دیا فرمایا ولیمہ کرو اگر چہ ایک بکری کے ساتھ کیوں نہ ہو۔

باب: حدیث(۳۶۵۳) حَدَّثَنِيْ حَامِدُ بْنُ عُمَرَ الخ حَدَّثَنَا اَنَسٌؓ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَلَامٍؓ بَلَغَهٗ مَقْدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَاَتَاهُ يَسْاَلُهٗ عَنْ اَشْيَاءَ فَقَالَ اِنِّيْ سَائِلُكَ عَنْ ثَلٰثٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ اِلَّا نَبِيٌّ مَا اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ وَمَا اَوَّلُ طَعَامٍ يَاْكُلُهٗ اَهْلُ الْجَنَّةِ وَمَا بَالُ الْوَلَدِ يَنْزِعُ اِلٰى اَبِيْهِ اَوْ اِلٰى اُمِّهٖ قَالَ اَخْبَرَنِيْ جِبْرِيْلُ اٰنِفًا قَالَ ابْنُ سَلَامٍ ذَاكَ عَدُوُّ الْيَهُوْدِ مِنَ الْمَلٰئِكَةِ قَالَ اَمَّا اَشْرَاطُ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُهُمْ مِنَ الْمَشْرِقِ اِلَى الْمَغْرِبِ وَاَمَّا اَوَّلُ طَعَامٍ يَاْكُلُهٗ اَهْلُ الْجَنَّةِ فَزِيَادَةُ كَبِدِ الْحُوْتِ وَاَمَّا الْوَلَدُ فَاِذَا سَبَقَ مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ الْمَرْاَةِ نَزَعَ الْوَلَدَ وَاِذَا سَبَقَ مَاءُ الْمَرْاَةِ مَاءَ الرَّجُلِ نَزَعَتِ الْوَلَدَ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْيَهُوْدَ قَوْمٌ

بُهتٌ فَاسْأَلْهُمْ عَنِّي قَبْلَ اَنْ يَّعْلَمُوْا بِاِسْلَامِيْ فَجَآءَتِ الْيَهُوْدُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ رَجُلٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍؓ فِيْكُمْ قَالُوْا خَيْرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا وَاَفْضَلُنَا وَابْنُ اَفْضَلِنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُمْ اِنْ اَسْلَمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍؓ قَالُوْا اَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ فَاَعَادَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوْا مِثْلَ ذٰلِكَ فَخَرَجَ اِلَيْهِمْ عَبْدُ اللّٰهِ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَالُوْا شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا وَتَنَقَّصُوْهُ قَالَ هٰذَا كُنْتُ اَخَافُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ کو جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ پہنچ جانے کی خبر پہنچی تو وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور چند چیزوں کے بارے میں سوال کیا۔ کہنے لگے کہ میں آپؐ سے تین چیزوں کے بارے میں سوال کرتا ہوں جن کو نبی کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ قیامت کی نشانیوں میں سے پہلی نشانی کیا ہے دوسرے جنتی لوگ پہلا کون سا کھانا کھائیں گے۔ اور بچہ کا کیا حال ہے کہ کبھی باپ کے مشابہ ہوتا ہے اور کبھی ماں کے آپؐ نے فرمایا مجھے ابھی ابھی جبرائیل بتلا کے جارہے ہیں۔ ابن سلامؓ نے کہا کہ فرشتوں میں سے وہی تو یہود کا دشمن ہے۔ آپؐ نے جواباً فرمایا کہ قیامت کی پہلی نشانی وہ آگ ہے جوان کو مشرق سے مغرب کی طرف جمع کرے گی اور پہلا کھانا جسے جنتی کھائیں گے وہ مچھلی کے جگر کا ٹکڑا ہے جو الگ جگر کے ساتھ لٹکا ہوتا ہے۔ اور بچے کی مشابہت کے متعلق یہ ہے کہ جب مرد کا پانی عورت کے پانی سے پہلے رحم مادر میں پہنچ جاتا ہے تو وہ بچے کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ اور اگر عورت کا پانی مرد کے پانی سے سبقت کر جائے تو عورت اپنے رنگ وروپ میں بچے کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ ابن سلامؓ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اور بے شک آپؐ اللہ کے رسول ہیں انہوں نے کہا یارسول اللہ! کہ یہود بہتان لگانے والے لوگ ہیں میرے مسلمان ہو جانے کے علم سے پہلے آپؐ ان سے میرے متعلق پوچھ لیں۔ پس یہود جب آپؐ کے بلاوے پر آئے تو آپؐ نے ان سے پوچھا کہ عبداللہ بن سلامؓ کی پوزیشن تمہارے اندر کیسی ہے انہوں نے کہا کہ وہ ہم میں سے بہتر ہیں اور ہم میں سے بہتر باپ کے بیٹے ہیں ہم سب میں سے افضل اور افضل باپ کے بیٹے ہیں۔ جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بتلاؤ اگر وہ مسلمان ہو جائیں انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ انہیں اس سے اپنی پناہ میں لے پھر آپؐ نے اس کو دہرایا۔ تو انہوں نے بھی اسی طرح جواب دیا۔ پس عبداللہ بن سلامؓ ان کے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ کہنے لگے وہ تو ہم میں سے بدتر آدمی اور ہمارے بدتر آدمی کے بیٹے ہیں۔ اور ان کی تنقیص یعنی ان کی شان میں کمی کرنی شروع کردی۔ حضرت ابن سلامؓ نے فرمایا یارسول اللہ! مجھے اسی بات کا اس سے خطرہ لاحق تھا۔

حدیث(۳۶۵۴) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الخ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ اَبَا الْمِنْهَالِ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ مُطْعِمٍ قَالَ بَاعَ شَرِيْكٌ لِّيْ دَرَاهِمَ فِي السُّوْقِ نَسِيْئَةً فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللّٰهِ اَيَصْلُحُ هٰذَا فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَقَدْ بِعْتُهَا فِي السُّوْقِ فَمَا عَابَهُ اَحَدٌ فَسَاَلْتُ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍؓ فَقَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَبَايَعُ هٰذَا الْبَيْعَ فَقَالَ مَاكَانَ يَدًا بِيَدٍ فَلَيْسَ بِهٖ بَاْسٌ وَمَا كَانَ نَسِيْئَةً فَلَا يَصْلُحُ وَالْقَ زَيْدَ بْنَ اَرْقَمَؓ فَسَلْهُ فَاِنَّهٗ كَانَ اَعْظَمَنَا تِجَارَةً فَسَاَلْتُ زَيْدَ بْنَ اَرْقَمَؓ فَقَالَ مِثْلَهٗ وَقَالَ سُفْيٰنُ مَرَّةً فَقَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَنَحْنُ نَتَبَايَعُ وَقَالَ نَسِيْئَةً اِلَى الْمَوْسِمِ اَوِالْحَجِّ.

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ نے ابوالمنہال عبدالرحمن بن مطعمؓ سے سنا فرماتے تھے کہ میرے ایک شریک کار نے بازار میں دراہم کو ادھار پر بیچا۔ میں نے کہا سبحان اللہ! کیا یہ ٹھیک ہے ان نے کہا سبحان اللہ! کہ میں نے تو ان کو بازار میں بیچا ہے۔ جس پر کسی نے عیب چینی نہیں کی۔ تو میں نے حضرت براء بن عازبؓ سے پوچھا انہوں نے کہا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو ہم ایسی خرید وفروخت کرتے تھے جس پر آپؐ نے فرمایا کہ جو دو بدو نقد سودا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور جو ادھار پر ہو وہ ٹھیک نہیں ہے۔ ویسے حضرت زید بن ارقمؓ سے مل کر ان سے بھی پوچھ لو کیونکہ ہم میں سے بڑے کاروباری آدمی ہیں میں نے حضرت زید بن ارقمؓ سے پوچھا تو انہوں نے بھی ان کی طرح جواب دیا۔ اور کبھی سفیان یوں کہتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس مدینہ میں تشریف لائے تو ہم لین دین کرتے تھے۔ کہا موسم تک یا حج تک ادھار دیتے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ عدو الیهود من الملائکه ۱۳/۵۶۱ اس میں اضافت فاعل کی طرف ہے مفعول کی طرف نہیں ہے۔ معنی یہ ہیں کہ جبرائیلؑ سے یہود دشمنی رکھتے تھے نہ کہ جبرائیلؑ ان سے دشمنی کرتے تھے تو حضرت ابن سلامؓ کے عقیدہ کا بیان نہ ہوا اگر ایسا ہوتا تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ضرور ان پر نکیر کرتے اور ان کے اس مقالہ کا جواب دیتے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ یہ شیخ گنگوہیؒ کی لطیف توجیہ ہے۔ حافظؒ فرماتے ہیں ابن سلامؓ کے مقولہ کے بعد آپؐ نے آیت من کان عدوا لجبرئیل کی تلاوت فرمائی جس سے یہود کے قول کا رد کرنا مقصود تھا تو سیاق کلام بھی اسی کا تقاضا کرتا ہے۔

بَابُ اِتْيَانِ الْيَهُوْدِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ

ترجمہ۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو یہود کا آپ کی خدمت میں حاضر ہونا هادوا قرآن مجید میں ہے کہ اس کے معنی ہیں کہ جو یہودی ہوگئے۔ هدنا کے معنی تبنا کے ہیں۔ هدنا الیک اور هائد کے معنی تائب کے ہیں توبہ کرنے والے۔

حدیث (۳۶۵۵) حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اٰمَنَ بِيْ عَشَرَةٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ لَاٰمَنَ بِيَ الْيَهُوْدُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ اگر یہود میں سے دس آدمی بھی مجھ پر ایمان لے آتے تو باقی سب یہود مجھ پر ایمان لے آتے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ امن بی عشرة الیهود ای من علماء الیهود تو بقیہ کے ایمان لانے کا سبب بن جاتے۔ اگر علماء مراد نہ ہوں تو ویسے تو بہت سے یہود اس عدد سے زائد تعداد میں مسلمان ہوئے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اور کرمانیؒ نے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ اگر زمانہ ماضی میں میرے مدینہ پہنچنے سے پہلے یا میرے قدوم مدینہ کے بعد اس قدر لوگ ایمان لے آتے تو سب ان کا اتباع کرتے اور صاحب التحریر فرماتے ہیں مراد عشرة من احبا رهم یہی توجیہ قطب گنگوہی ہے۔ اور صاحب فیضؒ نے خود روایت میں بھی یہ الفاظ نقل کئے ہیں پھر تو کوئی اشکال نہیں رہے گا۔

حدیث (۳۶۵۶) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ اَوْ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْغُدَانِيُّ الخ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰىؓ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَاِذَا اُنَاسٌ مِنَ الْيَهُوْدِ يُعَظِّمُوْنَ عَاشُوْرَآءَ وَيَصُوْمُوْنَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ اَحَقُّ بِصَوْمِهٖ فَاَمَرَ بِصَوْمِهٖ.

ترجمہ۔ حضرت ابوموسیٰؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو یہود کے کچھ لوگ عاشورا کی تعظیم کرتے تھے اور اس کا روزہ رکھتے تھے جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اس روزہ رکھنے کے زیادہ حقدار ہیں اور آپ نے اس دن کے روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

حدیث(۳۶۵۷)حَدَّثَنِيْ زِيَادُبْنُ اَيُّوْبَ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَجَدَ الْيَهُوْدَ يَصُوْمُوْنَ عَاشُوْرَآءَ فَسُئِلُوْا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْا هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِيْ اَظْفَرَ اللّٰهُ فِيْهِ مُوْسٰى وَبَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ عَلٰى فِرْعَوْنَ وَنَحْنُ نَصُوْمُهُ تَعْظِيْمًا لَّهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ اَوْلٰى بِمُوْسٰى مِنْكُمْ ثُمَّ اَمَرَ بِصَوْمِهٖ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو یہود کو پایا کہ وہ عاشوراء کے دن کا روزہ رکھے ہوئے ہیں اس کے بارے میں ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے بتلایا کہ یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور بنو اسرائیل کو فرعون پر غلبہ عطا فرمایا ہم اس دن کا روزہ اس کی تعظیم کیلئے رکھتے ہیں جس پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم تمہاری بنسبت موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ قریب ہیں پھر آپؐ نے اس دن کے روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

حدیث(۳۶۵۸) حَدَّثَنَا عَبْدَانُ الخ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْدِلُ شَعْرَهٗ وَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَفْرُقُوْنَ رُؤُوْسَهُمْ وَكَانَ اَهْلُ الْكِتٰبِ يَسْدِلُوْنَ رُؤُوْسَهُمْ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ اَهْلِ الْكِتٰبِ فِيْمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيْهِ بِشَيْءٍ ثُمَّ فَرَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهٗ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بالوں کو چھوڑ کر لٹکائے رکھتے تھے۔ مشرکین اپنے سر کے بالوں کی چوٹی (مانگ) نکالتے تھے۔ اور اہل کتاب سدل (کھول کر لٹکاتے تھے) کرتے تھے۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جن امور میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حکم نہیں ملتا تھا تو اہل کتاب کی موافقت کو پسند کرتے تھے۔ پھر آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر کی مانگ نکالنی شروع کر دی۔

حدیث(۳۶۵۹) حَدَّثَنِيْ زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ هُمْ اَهْلُ الْكِتَابِ جَزَّؤُهُ اَجْزَآءً فَاٰمَنُوْا بِبَعْضِهٖ وَكَفَرُوْا بِبَعْضِهٖ.

ترجمہ۔ ابن عباسؓ جعلوا القران عضین کی تفسیر میں فرماتے ہیں وہ اہل کتاب ہیں جنہوں نے قرآن مجید کے حصے بخرے کر لئے کہ بعض حصہ میں ایمان لے آئے اور بعض سے کفر کیا۔

بَابُ اِسْلَامِ سُلْمَانَ الْفَارِسِيِّؓ

ترجمہ۔ سلمان فارسیؓ کے اسلام کا بیان

حدیث(۳۶۶۰)حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ الخ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ اَنَّهٗ تَدَا وَلَهٗ بِضْعَةُ عَشَرَ مِنْ رَّبٍّ اِلٰى رَبٍّ.

ترجمہ۔ حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ انہیں دس سے زیادہ سرداروں نے دوسرے سرداروں سے لین دین کیا کہ ایک آقا سے دوسرے آقا تک پہنچا جن کی تعداد دس سے بڑھ گئی۔

حدیث (۳۶۶۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الخ قَالَ سَمِعْتُ سَلْمَانَ يَقُولُ اَنَا مِنْ رَامَ هُرْمَزَ۔

ترجمہ۔ابوعثمان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمانؓ سے سنا فرماتے ہیں کہ میں رام ھرمز کا باشندہ ہوں جو خوزستان میں ایک شہر کا نام ہے جو بلاد فارس میں ہے اور عراق عرب کے قریب واقع ہے۔

حدیث (۳۶۶۲) حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ الخ عَنْ اَبِي عُثْمَانَ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ فَتْرَةٌ بَيْنَ عِيسٰى وَمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتُّ مِائَةِ سَنَةٍ۔

ترجمہ۔حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ اور جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان فترت کا زمانہ جس میں کوئی نبی نہیں۔وہ چھ سو سال کا فصل ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ ست مائة سنة یہاں کسر کو حذف کر کے پورا عدد ذکر کیا گیا ہے۔ورنہ کیونکہ فترت کا زمانہ پانچ سو سال سے زیادہ اور چھ سو سال سے کم ہے۔عرف میں کسر کو پورا کر دیتے ہیں اور یہ بھی ہے کہ کسر کو حذف بھی کر دیتے ہیں اور دونوں استعمال جاری ساری ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حضرت سلمان فارسی مجوسی تھے۔تلاش حق میں باپ سے بھاگ کر قریہ بقریہ پھرتے رہے۔ایک زاہب سے دوسرے کے پاس دوسرے سے تیسرے کے پاس۔علی هذاالقیاس حجاز پہنچے کہ نبی آخر الزمان کے مہاجر کی تلاش تھی۔بنو قریظہ کے ایک یہودی نے آپ کو خرید کرلیا۔جس نے چند شرطوں پر اسے مکاتب بنایا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معاونت سے آزاد ہوئے مسلمان ہو کر علماء اور زہاد صحابہ میں شمار ہوئے۔دو سو پچاس سال زندہ رہے۔مہاجرین انہیں اپنے میں سے شمار کرتے تھے۔حضرت عمرؓ نے انہیں عراق کا حاکم مقرر کیا۔اور مدائن میں ۳۶ھ میں وفات پائی۔

حافظؒ نے ان ابواب میں ترتیب کی مناسبت کے بارے میں لکھا ہے۔لیکن میرے نزدیک بہتر توجیہ یہ ہے کہ کتاب المغازی سے پہلے اسلام سلمان فارسی کو نیک فالی کے طور پر پہلے ذکر کیا ہے تاکہ سلامتی ہی سلامتی رہے۔فترت کا زمانہ ساڑھے پانچ سو سال ہے اور احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت سلمان فارسیؓ طویل غلامی کی زندگی گزارنے کے بعد اور وطن سے ہجرت کر کے طویل مدت تک حق کی تلاش میں رہے۔یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اسلام کی دولت سے نوازا۔

رضی الله عنه وعن سائر الصحابه والتابعين وعنا
وعن الوالدينا وعن مشائخنا وعن جميع المسلمين

الحمدللہ آج شب جمعہ چار ربیع الاول ۱۴۱۰ھ جلد اوّل بخاری شریف اختتام پزیر ہوئی
جلد ثانی کتاب المغازی سے شروع ہو رہی ہے۔

سند دارالعلوم دیوبند انڈیا

اس سند پر بہت سے مشاہیر علماء اور فضلاء کے دستخط ہیں جن میں علامہ شبیر احمد عثمانی۔ شیخ الاسلام پاکستان مفتی اعظم جناب مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی مرحوم مہتمم دارالعلوم دیوبند۔ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الادب مولانا محمد اعزاز علی مرحوم کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مرحوم نے امتحانی کتب کا جائزہ لینے کے بعد سند پر رقم فرمایا۔

اخی الصالح عبدالقادر بن محمد حمزه من مضافات مظفر گڑھ هو عندنا سلیم الطبع جید الفهم مرضی السیرة والسریرة له مناسبة تامة بالعلوم المتداولة یقدربها علی التدریس انشاء الله تعالیٰ نوصیه بتقوی الله.

خصوصی سند

شیخ الاسلام شیخ العرب والعجم

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی مرحوم ومغفور